عنبر۔ناگ۔ماریا
کالا طوفان (قسط نمبر ۱۶)
(اے۔حمید)
www.urdurasala.com

فہرست

کالاطوفان

بندرگاہ پر پہنچ کر دونوں دوست ایک سرائے میں جا اترے۔
انھیں معلوم ہوا کہ اگلے روز شام کو ایک بادبانی جہاز وہاں سے سمندر کے راستے ملک سندھ کو روانہ ہو رہا ہے ایک رات سرائے میں قیام کرنے کے بعد انہوں نے گھوڑوں کو ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ دیا جہاز کے امیر کو سفر کا کرایہ ادا کیا اور تیسرے پہر جہاز میں آ کر سوار ہو گئے دوسرے مسافر بھی جہاز پر چڑھ رہے تھے سامان لادا جا رہا تھا۔
مزدور بڑے بڑے گٹھر اٹھائے جہاز کے عرشے پر ایک طرف لگا رہے تھے وہاں کافی شور مچا تھا عنبر اور ناگ عرشے کے تختے پر قالین بچھا کر بیٹھ گئے اور باتیں کرتے ہوئے مسافروں کو تکنے لگے ہر قسم کے

مسافر سوار ہو رہے تھے کوئی حبشی تھا کوئی مصری تھا کوئی قبطی تھا اور کوئی چینی تھا عورتیں اور بچے بھی جہاز پر سوار ہو رہے تھے عنبر نے ایک قبطی کو دیکھا کہ اسکا سر منڈا ہوا تھا اور گول مٹول جسم اس نے سیاہ رنگ کی چادر میں چھپا رکھا تھا وہ ادھیڑ عمر کا تھا اور شکل وصورت سے بڑا ہوشیار نظر آتا تھا عنبر نے ناگ سے کہا۔

یہ قبطی مجھے کوئی جادوگر معلوم ہوتا ہے۔

ناگ نے بھی اس پراسرار شکل والے قبطی کو دیکھا اور عنبر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

وہ بھی ہمیں غور سے دیکھ رہا ہے شاید اسے جادو کے زور سے ہماری خفیہ طاقت کا راز معلوم ہو گیا ہے۔

عنبر نے مسکرا کر جواب دیا۔

وہ دوبارہ پیدا ہو کر اس دنیا میں آجائے تو پھر بھی اسے ہماری خفیہ

طاقت کا راز معلوم نہ ہو سکے گا۔

قبطی اتر کر جہاز کے نچلے حصے میں چلا گیا سورج نے مغرب میں غروب ہونا شروع کر دیا سمندر پر اسکی سنہری روشنی پھیل گئی جہاز کے امیر نے بگل بجوا کر جہاز کے چلنے کا پہلا اعلان کر دیا مسافروں میں تیزی آگئی نیچے سے مسافر جلدی جلدی اوپر چڑھنے لگے مزدوروں میں بھی پھرتی آگئی جہاز کا کپتان یعنی امیر ایک داڑھی والا بوڑھا شخص تھا جس کے چہرے کا رنگ سمندری ہواؤں کی مار کھا کھا کر گہرا سانولا ہو گیا تھا اس نے عرشے کے تختوں پر چل پھر کر لوگوں کو جلدی جلدی اپنے اپنے ٹھکانوں پر بیٹھ جانے کے لئے کہا جب سورج کا سنہری تھال سمندر میں ڈوبنے لگا تو ملاحوں نے لکڑی کے مستول سے لپٹے ہوئے بادبانوں کو کھولنا شروع کر دیا جن رسوں سے جہاز کو بندر گاہ کے ستونوں کے ساتھ کس کر باندھا گیا تھا انھیں کھول کر جہاز کے

اوپر اچھال دیا گیا بادبانوں کے کھلتے ہی ان میں ہوا بھرنی شروع ہو گئی جہاز کی روانگی کا بگل بجا دیا گیا۔

اسکے ساتھ ہی جہاز نے ساحل سے ہٹنا شروع کر دیا جو لوگ اپنے اپنے عزیزوں کو چھوڑنے آئے تھے وہ ہاتھ ہلانے لگے جہاز پیچھے ہٹتا چلا گیا اس زمانے کے جہاز اتنے تیز رفتار نہیں ہوتے تھے پھر بھی اگر ہوا تیز ہوتی تو وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا کرتے تھے ہوا معمولی سی تیز تھی چنانچہ جہاز تھوڑی ہی دیر بعد بندرگاہ سے نکل کر کھلے سمندر میں آ گیا یہ خلیج فارس کا سمندر تھا جو اس زمانے میں بھی کافی خراب تھا یعنی ہر موسم میں وہاں لہریں اچھلتی رہتی تھیں جہاز کا کپتان بڑا ماہر اور تجربہ کار تھا وہ جہاز کو بڑی ہموار رفتار کے ساتھ کھلے سمندر میں لے گیا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور سمندر پر رات کے سائے پھیل رہے تھے دیکھتے ہی دیکھتے رات ہو گئی اور سمندر پر ہر طرف اندھیرا چھا گیا جہاز

پر چراغ اور مشعلیں روشن کر دی گئیں عنبر اور ناگ نیچے کھانا کھانے چلے گئے کھانے کی بڑی سی لکڑی کی میز پر مسافر بھی بیٹھے کھانا کھا رہے تھے یہ دونوں دوست بھی ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے انھوں نے مچھلی اور ابلے ہوئے چاول منگوائے اور باتیں کرتے ہوئے مزے سے کھانے لگے۔

اتنے میں وہاں وہ پر اسرار قبطی بھی آ گیا۔

شاید جان بوجھ کر وہ عنبر اور ناگ کے قریب آ کر بیٹھا تھا تینوں نے ایک دوسرے کو کنکھیوں سے دیکھا اور خاموش رہے قبطی نے مسکرا کر پوچھا۔

میرے بچو! تم کہاں تک سفر کر رہے ہو۔؟

ناگ نے کہا۔

ہم ملک سندھ جا رہے ہیں۔

قبطی نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
میں بھی وہیں جارہا ہوں بہت خوب سفر کٹے گا لیکن آپ لوگ کس شہر سے آرہے ہیں۔
گلیلی سے عنبر نے کہا۔
اس شہر پر خداوند کا قہر نازل ہوا ہے وہ تو سارے کا سارا تباہ ہو گیا ہے پہلے زلزلے نے برباد کیا اور پھر پانی کا سیلاب اسے اپنے ساتھ بہا کر لے گیا اچھا ہوا کہ تم لوگ جانیں بچا کر بھاگ آئے وہاں کے بادشاہ نے ایک بزرگ ہستی کے ساتھ ظلم کیا تھا اس کا انجام اس سے بھی برا ہوتا تو مجھے افسوس نہ ہوتا۔
عنبر نے باتوں ہی باتوں میں پوچھا۔
کیا آپ سوداگری کرتے ہیں۔؟
قبطی مسکرایا اور کہنے لگا۔

تمہارا اندازہ صحیح ہے میں ہیرے جواہرات کی تجارت کرتا ہوں اور سندھ میں شہر واراناشی کے راجہ کے ہاں قیمتی جواہرات لے کر جا رہا ہوں۔

معلوم ہوتا ہے آپ نے جواہرات کی تجارت نئی نئی شروع کی ہے کیونکہ ایک تجربہ کار ماہر سوداگر جہاز پر سفر کرتے ہوئے کبھی کسی اجنبی کو نہیں بتاتا کہ اس کے پاس ہیرے جواہرات ہیں۔

قبطی زور سے ہنسا اور اپنی پراسرار نسواری آنکھیں سمیٹ کر بولا۔

میرے بچے! تو نے بالکل ٹھیک کہا ایک تجربہ کار سوداگر کبھی یہ غلطی نہیں کرتا لیکن میں عام سوداگروں سے ذرا مختلف سوداگر ہوں۔

ناگ نے پوچھا۔

وہ کیسے؟

قبطی نے کہا۔

وہ ایسے کہ میں ایک ماہر سپیرا بھی ہوں جس مرتبان میں میرے ہیرے جواہرات پڑے ہیں اسی مرتبان میں ایک بے حد زہریلا سانپ ان کی حفاظت کر رہا ہے۔

ناگ چوکنا ہو گیا تو گویا یہ قبطی سپیرا بھی تھا اور مرتبان میں کسی زہریلے سانپ کو بند کر کے ساتھ لے جا رہا تھا عنبر کہنے لگا۔

کیا آپ کو سانپوں کی زیادہ پہچان ہے یا ہیرے جواہرات کی۔

جتنی پہچان مجھے ہیرے جواہرات کی ہے اس سے زیادہ پہچان مجھے سانپوں کی ہے سانپ کو میں دور سے پہچان لیتا ہوں کہ یہ کس نسل اور کس ملک کا سانپ ہے۔

ناگ نے پہلی بار پلکیں جھپکا کر کہا۔

بہت خوب۔

قبطی بولا۔

کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ لوگ کیا کام کرتے ہیں اور ملک سندھ کس کے ہاں جا رہے ہیں۔؟

عنبر نے رازداری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

ہم کپڑے کے سوداگر ہیں اور سندھ میں ہمارے جانے کا مقصد وہاں یہ دیکھنا ہے کہ کیا کپڑے کی سوداگری وہاں ہو سکتی ہے۔

قبطی نے کہا۔

برخوردار کپڑے کی تجارت ہر ملک میں ہو سکتی ہے اگر لوگ صرف یہ ہی معلوم کرنے جا رہے ہو تو اپنا وقت اور پیسہ برباد کر رہے ہو اگر وہاں سوداگری کرنے کا ارادہ ہے تو پھر میں بھی تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔

آپ کے خلوص کا شکریہ۔ ہمارا مقصد وہاں تجارت کرنے کا بھی ہے۔

تو پھر ہمارے شہر وارانا شی ضرور آنا وہاں کا راجہ بہت دریا دل ہے رعایا

اس پر جان چھڑکتی ہے اس کی رانی کو نئے نئے کپڑے خریدنے کا بہت شوق ہے میں اپنے جواہرات اسی رانی کے لئے لے کر جا رہا ہوں۔

عنبر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

ہم وارا ناشی آنے کی پوری کوشش کریں گے۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ اٹھ کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

اب کیا خیال ہے تمہارا اس قبطی کے بارے میں؟

ناگ کہنے لگا۔

مجھے تو صرف اس کے سانپ سے دلچسپی ہے جو اس نے اپنے مرتبان میں چھپا رکھا ہے۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

اور ہیرے جواہرات کے بارے میں کیا خیال ہے؟ مجھے ان سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے بھلا۔

مجھے تو یہ شخص کوئی بہت بڑا مکار آدمی لگتا ہے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا جھوٹ تھا۔

ہو سکتا ہے مگر تم یہ اندازہ کیسے لگا سکتے ہو۔

بس میرا دل کہتا ہے دو ہزار سال سے انسانوں کو دیکھتا چلا آ رہا ہوں اب تو ایک ایک آدمی کی بو سونگھ کر بتا سکتا ہوں کہ کس خصلت کا ہے۔

لیکن پھر بھی ہم دھوکہ کھا سکتے ہیں کیونکہ میں نے انسانی روپ میں آ کر محسوس کیا ہے کہ انسان ایک بڑا ہی چھپا جانور ہے وہ دل میں رازوں کا خزانہ چھپائے پھرتا ہے اور اوپر سے کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوتا...............تمہارا کیا خیال ہے عنبر؟

تم بھی ٹھیک کہتے ہو اور میں بھی تمہیں ٹھیک کہہ رہا ہوں عنبر کا اندازہ

بالکل درست تھا وہ قبطی اصل میں جواہرات کا سوداگر نہ تھا بلکہ
ہندوستان کے ٹھگوں کے ایک بہت بڑے گروہ کا سردار تھا جو ایک قبطی
کے حلیے میں بھیس بدل کر جہاز پر آ بیٹھا تھا اس کے مرتبان میں سانپ
ضرور تھا مگر ہیرے، جواہرات سارے کے سارے نقلی تھے یہ ہیرے
اس ہوشیاری سے عام شیشے کے ٹکڑوں میں سے تراشے گئے تھے کہ
بڑے بڑے ماہر جواہری دھوکہ کھا جاتے تھے قبطی یہی نقلی ہیرے
خریدنے ملک یمین اور حلب گیا تھا قبطی کا اصل نام زرتاش تھا اور وہ
آتش پرست تھا اس کے گروہ کے لوگ وسطی ہندوستان میں وارناشی
بندرابن اور جے پور کے علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ وہ سپیرا بھی تھا
اور بڑے بڑے سانپ پلک جھپکنے میں پکڑ لیتا تھا۔
عنبر نے زرتاش کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اس کے پاس بھی ایک قیمتی ہیرا
ہے وگرنہ وہ اسے ضرور ہلاک کرنے کی کوشش کرتا عنبر کو یہ شک تو ہو گیا

تھا کہ قبطی زرتاش ایک ہوشیار اور کائیاں آدمی ہے مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ ایک ٹھگ ہے بلکہ ٹھگوں کا بڑا ہی ظالم اور خطرناک سردار ہے اس نے اب تک سینکڑوں انسانوں کا خون کیا تھا ان کی گردن میں رومال کا پھندا ڈال کر انہیں موت کی نیند سلا کر لوٹ لیا تھا زرتاش ٹھگ نے اگلے روز باتوں ہی باتوں میں عنبر سے یہ پوچھنے کی کوشش کی کہ ان کے پاس کوئی قیمتی شے تو نہیں ہے مگر عنبر نے اسے یہی بتایا کہ وہ غریب سوداگر ہیں اور غریبی کی حالت میں سفر کر رہے ہیں۔

جہاز کو سمندر میں سفر کرتے ہوئے تیسرا دن جا رہا تھا کہ اچانک صبح کو ایک سوداگر مرا ہوا پایا گیا کسی نے اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا تھا جہاز کے کپتان نے اس کی لاش کو ضروری رسومات کے بعد پتھر سے باندھ کر سمندر میں پھینک دیا دوسرے دن ایک اور سوداگر مرا ہوا پایا گیا کپتان نے سارے مسافروں سے پوچھ گچھ کی مگر قتل کی وجہ اور

قاتل کا سراغ معلوم نہ ہو سکا چوتھے روز ایک اور سوداگر مر گیا ان سب
کو گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا تھا اب تو سارے جہاز میں کھلبلی مچ گئی
کپتان نے رات کو پہلی اور دوسری منزل کے عرشوں پر زبردست پہرہ
لگا دیا پانچویں روز کوئی واردات نہ ہوئی۔
عنبر اور ناگ بھی بہت حیران تھے کہ یہ کون شخص ہے جو جہاز پر لوگوں کو
ہلاک کر رہا ہے مصیبت یہ تھی کہ قتل کے بعد کسی کو بھی یہ پتہ نہ چل سکتا
تھا کہ جو قتل ہوا ہے اسکے سامان میں سے کون سی قیمتی شے چوری ہو گئی
ہے یہ ساری وارداتیں وہی زرتاش ٹھگ کر رہا تھا اس نے جہاز پر
یکے بعد دیگرے پانچ سوداگروں کے گلے میں رومال کا پھندا ڈال کر
ہلاک کر دیئے اور ان کے سامان میں سے قیمتی پتھر اور سونا چرا لیا تھا
ظاہر میں چونکہ اس نے بڑی درویشانہ وضع قطع بنا رکھی تھی اس لئے اس
پر کسی کو شک نہیں ہو سکتا تھا۔

چھٹے روز جہاز ہندوستان کی بندرگاہ دیبل کے ساحل پر آ لگا زرتاش ٹھگ نے عنبر اور ناگ سے رخصت ہوتے ہوئے کہا۔

دوستو اگر چہ تم عمر میں مجھ سے بہت چھوٹے ہو مگر میں تمہیں اپنا دوست ہی کہوں گا اس لئے کہ مجھے تم دونوں کی طبیعتیں بہت پسند ہیں دیبل سے ملک کے اندر قافلے ہر چاند کی بارھویں تاریخ کو روانہ ہوتے ہیں ابھی قافلے کے روانہ ہونے میں دو روز باقی ہیں میری خواہش ہے کہ تم لوگ میرے ہاں قیام کرو میں نے یہاں ایک پرانا مکان خرید رکھا ہے کیوں کہ کاروبار کے سلسلے میں مجھے اکثر یہاں آنا جانا پڑتا ہے۔

عنبر اور ناگ نے سوچا کہ اسکے ہاں رہنے میں کیا حرج ہو سکتا ہے۔ چانچہ انہوں نے حامی بھر لی زرتاش ٹھگ دونوں کو ساتھ لے کر دیبل کے ایک اجاڑ سے علاقے میں بنے ہوئے ایک ویران سے ایک

منزلہ کچے مکان میں لے آیا یہاں دیواروں پر مکڑیوں نے جالے بن رکھتے تھے۔

معاف کرنا دوستو! اس دفعہ میں دیر بعد آیا ہوں مکان کی صفائی نہیں کروا سکا۔

کوئی بات نہیں جناب ہم اس قسم کے مکانوں میں رہنے کے عادی ہیں۔

شکریہ! شکریہ! اسی لئے مجھے تم لوگوں کی عادتیں بڑی پسند ہیں۔

وہ شام کے وقت اس مکان میں داخل ہوئے تھے۔

رات ابھی چھائی نہیں تھی کہ آسمان پر گرد و غبار کا ایک بادل نمودار ہوا یہ بادل پھیلتا چلا گیا پھر اس نے ہلدی کا رنگ پکڑ لیا اس کے بعد وہ سیاہی مائل ہونا شروع ہو گیا زرتاش ٹھگ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

معلوم ہوتا ہے دیوتا اس شہر سے ناراض ہیں ایسا کالا طوفان میں نے
پہلے کبھی نہیں دیکھا۔
ہوا تیز ہونا شروع ہوگئی تھوڑی دیر بعد ایسا زبردست اور قیامت کا
طوفان شروع ہو گیا کہ زمین اور آسمان کا رنگ ایک ہو گیا درخت
جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے مکانوں کی چھتیں ہوا میں اڑتی
پھرنے لگیں ناگ عنبر اور زرتاش ٹھگ کوٹھری کے اندر دبک کر بیٹھ گئے
کافی دیر بعد آدھی رات کی بارش شروع ہوگئی بارش بھی ایسی موسلا
دھار ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گیا بارش اور طوفان پچھلے پہر کو تھم گئے صبح
ہوئی تو تینوں مکان سے باہر نکل آئے زمین ریتلی تھی اس لئے رات
بھر کی بارش کے بعد کہیں بھی پانی نہیں کھڑا تھا سارا پانی صحرا کی ریت
نے جذب کر لیا تھا ہاں جگہ جگہ درخت جڑوں سے اکھڑے پڑے
تھے مکانوں کی چھتیں اڑ گئی تھیں اور کئی کچے مکانوں کا نام و نشان تک

مٹ گیا تھا زرتاش نے کہا۔

یہ خدائی قہر تھا دیوتا ناراض ہو گئے معلوم ہوتا ہے یہاں ایک عرصے سے لوگوں نے انسانی قربانی نہیں دی۔

عنبر نے پوچھا۔

کیا یہاں لوگ دیوتاؤں کے آگے انسانی قربانی دیتے ہیں۔؟

ہاں میرے دوست! اس ملک ہندوستان میں تقریباً ہر ریاست ہر شہر میں دیوتاؤں کے آگے انسانی قربانی دی جاتی ہے۔

عنبر کو دو ہزار سال پہلے کے وحشی لوگ یاد آ گئے جو انسانوں کو دیوتاؤں کے بتوں کے آگے لٹا کر ذبح کر دیا کرتے تھے۔ گویا انسان دو ہزار برس گزر جانے کے بعد بھی اسی جگہ کھڑا تھا عنبر اور ناگ نے زرتاش سے اجازت لی اور کارواں سرائے میں یہ معلوم کرنے چل دیئے کہ قافلہ کس روز روانہ ہو رہا ہے۔؟

سانپ کی موت

قافلہ دوسرے روز روانہ ہو رہا تھا۔
عنبر اور ناگ واپس کارواں سرائے میں آ گئے اب انھوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ وہ کس شہر کو روانہ ہوں ناگ کا خیال تھا کہ شہر اجین کا رخ کیا جائے کیونکہ اس شہر میں سانپوں کے راجہ شیش ناگ کی پرستش ہوتی تھی ناگ نے کہا۔
اجین میں ہمیں بڑی سہولتیں مل جائیں گی ہو سکتا ہے کہ لوگ میری پوجا شروع کر دیں اس طرح ہم آرام اور آسائش کی زندگی بسر کرتے ہوئے اس سارے دیس کی سیر کر سکیں گے عنبر کو ناگ کا یہ خیال پسند آیا چنانچہ انھوں نے شہر اجین جانے کا فیصلہ کر لیا زرتاش ٹھگ شام کو آیا تو

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ اجین جا کر کپڑے کی تجارت کر کے قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہیں زرتاش ٹھگ بولا۔

میرے دوستوں اس شہر کی طرف جانے کا خیال دل سے نکال دو تو اچھا ہے اس لئے کہ اس شہر پر شیش ناگ کی حکومت ہے وہاں کا راجہ سانپوں کی پوجا کرتا ہے اور گلیوں میں سانپ گھومتے پھرتے ہیں یہ سانپ وہاں کے لوگوں کو تو کچھ نہیں کہتے مگر باہر سے کوئی آدمی آئے تو اسے ڈس لیتے ہیں۔

ناگ اور عنبر ہنسنے لگے زرتاش ٹھگ نے کہا۔

تم ہنس رہے ہو کیا تمہیں اپنی زندگی سے پیار نہیں ہے۔

ناگ نے کہا۔

ہم نے ہمیشہ خطروں میں رہ کر زندگی بسر کی ہے ہمیں یہ بات پسند ہے اسی لئے ہم نے سانپوں کے شہر کو چنا ہے۔

زرتاش بولا۔

مگر سانپ تم لوگوں کو ہلاک کر دیں گے اس شہر میں کبھی کوئی اجنبی نہیں گیا راجہ کے خاص مہمانوں کو ایک پالکی میں بیٹھا کر لایا جاتا ہے جسے کہاروں نے اٹھا رکھا ہوتا ہے تم کیوں اپنی موت کو آواز دے رہے ہو؟

ناگ کہنے لگا۔

جناب قبطی صاحب۔ آپ ہماری فکر نہ کریں سانپ ہمیں کچھ نہیں کہیں گے کیونکہ ہمیں سانپوں کے کاٹے کا علاج کرنا آتا ہے۔

برخوردار اجین کے سیاہ کالے ناگ کاٹ لیں تو آدمی ایک پل کے اندر اندر مر جاتا ہے وہ بے حد زہریلے سانپ ہیں میں ایک سپیرا بھی ہوں مجھے سانپوں کے بارے میں تم سے زیادہ معلوم ہے میرے مرتبان کا سانپ بھی اجین ہی کا ہے۔

ناگ ہنسنے لگا کس قدر بے خبر آدمی ہے یہ قبطی زرتاش بھی اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ ایک ایسے انسان سے بات کر رہا ہے جو خود سانپ ہے بلکہ سانپوں کا شہزادہ ہے دنیا کے تمام سانپ اسکے غلام ہیں کیوں کہ وہ سو برس کی زندگی گزارنے کے بعد اس میں اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ سانپ سے جو شکل چاہے اختیار کر لے ناگ نے زرتاش ٹھگ کو اپنی باتوں سے یقین دلانے کی ہر ممکن کوشش کی کہ سانپ ان دونوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے مگر زرتاش نہ مانا آخر اس نے کہا۔

اگر تم لوگ سچ کہتے ہو تو مجھے اس کا ثبوت دو۔

وہ کیسے۔؟ ناگ نے پوچھا۔

زرتاش نے کہا۔

وہ ایسے کہ میرے اس مرتبان میں اجنبی شہر کا ہی ایک انتہائی زہریلا

سانپ موجود ہے تم میں سے کوئی اس سانپ کو پکڑ کر دکھادے اگر تم نے مرتبان میں ہاتھ ڈال کر سانپ کو باہر نکال لیا اور اس کے ڈسنے سے زندہ رہے تو میں مان جاؤں گا کہ تم سچ مچ بہت بڑے سانپوں کے ماہر ہو نہیں تو تمہیں میری بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ میں تم لوگوں سے زیادہ عقلمند اور ماہر سپیرا ہوں۔

عنبر نے کہا۔

مجھے منظور ہے

زرتاش نے ناگ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

اور تمہیں؟

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

مجھے بھی منظور ہے۔

تو پھر میرے ساتھ اندر آؤ۔

زرتاش ٹھگ جو کہ ایک ماہر اور تجربہ کار سپیرا بھی تھا دونوں کو لے کر کوٹھڑی میں آ گیا اس نے چارپائی کے نیچے ہاتھ ڈال کر مرتبان باہر نکالا اور اسے درمیان میں رکھ دیا مرتبان کے اوپر کپڑا بندھا ہوا تھا زرتاش نے مرتبان کو زور سے انگلی ماری تو اندر سے سانپ کی بڑی خوفناک شوکر سنائی دی زرتاش نے مسکرا کر عنبر اور ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔ مجھے تمہاری نوجوانی پر رحم آ رہا ہے اب بھی وقت ہے اپنی شرط واپس لے لو اور مان لو کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ سچ ہے۔

عنبر نے کہا۔

ہرگز نہیں۔

زرتاش بولا۔

یاد رکھو۔ یہ بڑا ہی زہریلا سانپ ہے اس کا ڈسا پانی نہیں مانگتا اس کے ڈستے ہی تمہارا رنگ سیاہ پڑ جائے گا اور سارا جسم پھٹ کر ٹکڑے

ٹکڑے ہو جائے گا۔

ناگ کہنے لگا۔

ہم علاج کرلیں گے ہمارا کوئی سانپ کچھ نہیں بگاڑ سکتا بہت اچھا بر خوردار یہ بتاؤ پہلے کون مرتبان کے اندر ہاتھ ڈالے گا۔

عنبر نے کہا۔

پہل میں کروگا۔

یہ لو مرتبان تمہارے سامنے پڑا ہے اسے کھولو اور اندر ہاتھ ڈال کر سانپ کو باہر نکالو۔

عنبر نے مرتبان کی طرف ہاتھ بڑھایا زرتاش کے ماتھے پر پسینہ آ گیا کیوں کہ اسے پورا پورا یقین تھا کہ مرتبان کے اندر ہاتھ ڈالتے ہی سانپ اسے ڈس لے گا اور وہ ایک پل میں مر جائے گا عنبر نے مرتبان کے منہ پر بندھا ہوا کپڑا اتار دیا زرتاش نے آخری بار منع کیا۔

برخوردار! ابھی وقت ہے باز آجاؤ اور مجھے اپنا استاد تسلیم کرلو۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

میں آپ کو یہ تماشہ دکھا کر رہوں گا۔

موت کو تماشہ نہ کہو تم مر جاؤ گے۔

موت میرے لئے تماشہ ہی بن چکی ہے آپ فکر نہ کریں۔

اور دوسرے لمحے عنبر نے مرتبان کے اندر ہاتھ ڈال کر زہریلے اور سیاہ سانپ کو کمر سے پکڑ کر باہر نکال لیا سانپ نے زور سے پھنکار ماری اور عنبر کے ہاتھ پر ڈس لیا زرتاش کی آنکھوں میں خوف جھلکنے لگا اسے یقین ہو گیا کہ ابھی وہ گرے گا اور اس کا سارا جسم سیاہ پڑ جائے گا اور کھال جگہ جگہ سے پھٹنی شروع ہو جائے گی مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عنبر سانپ کے ڈسنے جانے کے بعد بھی اسی طرح تخت پر بیٹھا مسکرا رہا تھا اس نے سانپ کو گردن سے پکڑ کر کہا۔

کیوں جناب قبطی صاحب اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے زہریلے سانپ کو ہلاک کر دوں؟ آپ نے دیکھا کہ اس نے پوری طاقت سے مجھے ڈسا ہے۔

زرتاش ٹھگ حیرت سے عنبر کو دیکھ رہا تھا وہ دم بھر میں عنبر کے گر کر مر جانے کی امید لگا کر بیٹھا ہوا تھا مگر عنبر اسی طرح جیتا جاگتا انسان بنا مسکرا رہا تھا۔

نہیں نہیں۔ دوست! یہ بڑا قیمتی سانپ ہے اسے ہلاک مت کرنا اسے واپس مرتبان میں ڈال دو۔

عنبر نے سانپ کو واپس مرتبان میں ڈال دیا اب ناگ کی باری تھی زرتاش نے مرتبان کے منہ پر کپڑا ڈال دیا اور عنبر کے ہاتھ کو اس جگہ سے دیکھا جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں سانپ کے دانتوں کا پورا نشان پڑا ہوا تھا مگر خلافِ معمول کوئی چھالا نہیں پڑا تھا زرتاش کے

لئے زندگی کا یہ ایک حیرت انگیز تجربہ تھا کیونکہ عنبر نے کوئی دوائی بھی نہیں لگائی تھی۔

وہ ابھی حیران ہی ہو رہا تھا کہ ناگ نے آگے بڑھ کر مرتبان کے منہ سے کپڑا ہٹا دیا زرتاش چونک کر اس طرف دیکھنے لگا اس نے کہا۔

برخودار تمہارے ساتھی کی قسمت اچھی تھی کہ بچ گیا اب تم اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو یہ سانپ اس قدر زہریلا ہے کہ یہ ایک ہی وقت میں سات آدمیوں کو کاٹ کر ہلاک کر سکتا ہے۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

جناب پیرا صاحب! آپ کی اجازت ہو تو میں سانپ کو ہاتھ ڈال کر باہر نکال لوں۔

اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو میں تمہیں روکنے والا کون ہوں لیکن برخودار! اس سانپ کو نہ ہی چھیڑو تو اچھا ہے کیونکہ مجھے تمہارے سر پر موت کا

سایہ نظر آرہا ہے۔

ناگ نے پہلی بار قبطی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا ایک پل کے لئے قبطی سہم کر رہ گیا اسے کچھ ایسا لگا جیسے کوئی سرخ آنکھوں والا ناگ اس کی جانب ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے مگر اس نے فوراً ہی سر کو جھٹک دیا اور سوچا کہ بھلا یہ نوجوان ناگ کیسے ہو سکتا ہے ناگ نے مسکرا کر کہا۔

اجازت ہے۔؟

اجازت ہے۔

قبطی زرتاش ٹھگ کی اجازت ملتے ہی ناگ نے مرتبان کے اندر ہاتھ ڈال کر سانپ کو پکڑا اور باہر نکال لیا زہریلا سانپ جو نہ جانے کتنے لوگوں کو ہلاک کر چکا تھا ناگ کے ہاتھوں میں ایک بے جان ٹہنی کی طرح جھول رہا تھا ناگ نے اسے زمین پر رکھ دیا سانپ نے ایک

چکر سا کھایا اور اپنا پھن پھیلا کر کھڑا ہو گیا ناگ نے سانپ کی طرف دیکھ کر اپنا ہاتھ اس کی گردپر رکھ دیا سانپ نے بڑے زرو سے پھنکار مار کر ناگ کے ہاتھ پر ڈس دیا قبطی بڑا خوش ہوا کیونکہ اسے یقین تھا کہ وہ اب سانپ کے زہر سے بچ نہ سکے گا۔

مگر ناگ اسی طرح کھڑا رہا اب سانپ پر غشی کی حالت طاری شروع ہو گئی تھی اس کا پھن سمٹ گیا اور وہ زمین پر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا پھر اس نے ناگ کے اردگرد دو چار چکر کاٹے اور اپنی گردن اور جھکا دی اور دیکھتے ہی دیکھتے ناگ کے قدموں کو چوم کر الٹا ہو گیا سانپ جب مرنے لگتا ہے تو الٹا ہو جاتا ہے سانپ کا الٹا ہونا تھا کہ قبطی چلایا۔

میرے خداوند! یہ تو مر رہا ہے۔

ناگ نے بڑے سکون کے ساتھ کہا۔

مر نہیں رہا بلکہ مر گیا ہے اگر یقین نہ آئے تو اسے ہلا جلا کر دیکھ لو۔

قبطی نے سانپ کو زمین پر سے اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ واقعی وہ مر چکا تھا قبطی حیرت زدہ ہو کر رہ گیا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیسے اور کیوں ہو گیا اس نے مردہ سانپ کو وہیں چھوڑ کر مرتبان کا منہ بند کیا اور رناگ سے پوچھا۔

تم نے کون سی دوا پی رکھی تھی جس نے تمہیں بچا لیا مگر تمہارے خون نے اپنے زہر سے میرے سانپ کو ہلاک کر دیا؟ یہ سراسر ظلم ہے کہ ایک بے زبان جانور کو بغیر کسی وجہ سے ہلاک کر دیا جائے۔

عنبر نے کہا۔

جناب سپیرا صاحب اگر آپ کی یہ خواہش بھی ہوتی تو آپ کے سانپ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ میرے دوست کو مار سکتا اس کا ثبوت آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

زرتاش ٹھگ اپنے سانپ کو تو بھول گیا اب اسے یہ ٹوہ لگ گئی کہ اس

نوجوان نے کیا کرامت کی کہ اس پر سانپ نے اثر نہیں کیا بلکہ الٹا

سانپ خود ہلاک ہوگیا اس نے کہا۔

میرے برخوردار دوستو میں تم لوگوں کی طاقت کا لوہا مان گیا ہوں تم سچ مچ بڑے زبردست نوجوان ہو مگر یہ تو بتاؤ کہ تم نے کون سی دوا پی لی تھی کہ تم پر زہر نے اثر نہیں کیا۔؟

ناگ بولا۔

اگر ہم نے دوا پی تھی تو پھر سانپ کو کیا ہو گیا تھا کہ وہ مجھے کاٹتے ہی مر گیا۔؟

یہی تو میں حیران ہوں کیا تم اس بھید پر سے پردہ نہیں اٹھاؤ گے۔

ناگ ہنس پڑا اور بولا۔

یہ کوئی بھید نہیں ہے بس ایک جوگی بابا نے مجھے منتر بتایا تھا اور کہا تھا کہ یہ جنتر پڑھ لوگے تو سانپ کا زہر اثر نہیں کرے گا اور جو سانپ تمہیں

ڈسے گا وہ خود ہلاک ہو جائے گا۔

عنبر بولا۔

مجھے بھی اسی جوگی بابا نے منتر بتایا تھا۔

زرتاش ٹھگ کو یقین نہ آیا وہ سمجھ گیا کہ یہ نوجوان کسی خاص راز کو ساتھ لیے پھر رہے ہیں اس کے لئے اس نے اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا اور کسی موقع کی تلاش میں رہا رات آدھی گزر گئی تھی وہ لوگ سو گئے پچھلے پہر کاروان سرائے سے قافلہ روانہ ہونے والا تھا ٹھیک وقت پر عنبر ناگ اور زرتاش ٹھگ اٹھے منہ ہاتھ دھو کر انہوں نے اونٹنی کے دودھ کا ناشتا کیا اور کارواں سرائے پہنچ گئے قافلہ وہاں تیار کھڑا تھا۔

اس قافلے میں کوئی ساٹھ اونٹ مسافروں اور سامان سے لدے ہوئے تھے قافلے نے پچھلے پہر ستاروں کی ٹھنڈی روشنی میں صحرا میں سفر کرنا شروع کر دیا یہ سفر دبیل کے صحراؤں اور ریگستانی ٹیلوں سے ہو

کالا طوفان

کرخاردار جھاڑیوں کے جنگلوں کا سفر تھا راستے میں جھیلیں بھی آئیں جن پر مرغیابیاں منڈلا رہی تھیں شکاریوں نے ڈنڈوں سے اور تیر کمانوں سے ان مرغابیوں کا شکار کیا اور جھیل کے کنارے پڑاؤ ڈال کر انھیں بھون بھون کر مزے سے کھایا اور سارا دن درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں آرام کیا۔

شام ہوتے ہی جب صحرا میں سے گرمی کی تپش غائب ہوگئی اور خنک خوش گوار ہوا چلنے لگی تو قافلے نے پھر سے اپنا سفر شروع کر دیا اب وہ درہ خیبر کی پہاڑیوں میں داخل ہو گئے تھے چاروں طرف بنجر اور خشک اونچے نیچے پہاڑ کھڑے تھے ان کے بیچ میں سے ایک سڑک پنجاب اور روارا ناشی کے صوبوں کی طرف چلی گئی تھی وارا ناشی میں زرتاش ٹھگ کو رک جانا تھا اور اس سے دو روز کے سفر پر اجین شہر میں عنبر اور ناگ کو جانا تھا۔

عیار کنیز

ماریا کی شادی کی تیاریاں زور شور سے ہو رہی تھیں۔
ادھر عنبر اور ناگ قافلے کے ساتھ سانپ کے مندروں کے شہر اجین کی طرف جا رہے تھے اور ادھر سندھ کے شہر دیبل میں دولت مند سوداگر کے محل میں ماریا کو شادی کے لئے تیار کرایا جا رہا ہے جوں جوں شادی کا دن قریب آ رہا تھا ماریا پریشان ہوتی جا رہی تھی وہ ہرگز دولت مند بڈھے سوداگر سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ وہ جس طرح سے بھی ہو سکے اپنے دونوں بھائیوں عنبر اور ناگ سے جا کر مل لے لیکن اسے نہ ناگ کی کچھ خبر تھی اور نہ عنبر کی اس کے لئے شادی کے قیمتی جوڑے تیار ہو رہے تھے ماریا

نے کسی بہانے سے کنیز کو اپنے کمرے میں بلا کر کہا۔

اچھی بہن! کیا تو اس وقت میری مدد کرے گی جب یہ لوگ مجھے برباد کر دیں گے پیاری بہن تم نے تو وعدہ کیا لیا تھا کہ مجھے سوداگر کی غلامی سے بچا لے گی کیا تو اپنا وعدہ پورا نہیں کروں گی۔؟

کنیز نے آہستہ سے کہا۔

ماریا بہن میں اپنا وعدہ نہیں بھولی۔ میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے ضرور پورا کروں گی تم فکر نہ کرو میں نے پورا بندوبست کر لیا ہے صرف دو دن کی کسر ہے جس شخص کے ساتھ تجھے یہاں سے خفیہ طور پر روانہ کرنا ہے وہ پرسوں یہاں میرے پاس پہنچ رہا ہے۔

ماریا نے کہا۔

کیا وہ آدمی بھروسے کے قابل ہے پیاری بہن!؟ کہیں وہ مجھ سے دھوکہ تو نہیں کر جائے گا۔

کنیز نے مسکرا کر کہا۔

ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ماریا جو شخص تمہیں یہاں سے نکال کر لے جائے گا وہ میرا چھوٹا بھائی ہے دریائے سندھ کے کنارے یہاں سے دور ایک گاؤں میں اس کا اپنا مکان ہے اور وہ اپنے بچوں کے ساتھ وہاں کھیتی باڑی کرتا ہے میں نے اسے سب کچھ سمجھا دیا ہے وہ تمہاری پوری پوری مدد کرے گا۔

ماریا کو کچھ تسلی ہوئی اس نے کہا۔

کیا وہ پرسوں یہاں پہنچ جائے گا۔؟

ہاں..........اس کے ایک ملازم نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پرسوں یہاں پہنچ جائے گا وہ میرے ہاں نہیں ٹھہرے گا میں نے اسے اپنے ہاں آنے سے منع کر دیا تھا وہ شہر سے باہر ایک پرانی اور گمنام سی کارواں سرائے میں آ کر اترے گا میں یہاں سے خفیہ طور پر تمہیں

ساتھ لے کر وہاں پہنچ جاؤں گی اچھا اب میں جاتی ہوں تم پوری تیاری کر رکھو پرسوں رات کو یہاں سے ہمیں نکل جانا ہوگا۔

بہت بہتر پیاری بہن۔

کنیز چلی گئی تو ماریا کی جان میں جان آگئی اسے بے حد خوشی تھی کہ وہ اس ظالم بڈھے کھوسٹ سیٹھ سوداگر کے نیچے سے نکل رہی تھی جس نے اسے ہمیشہ کے لئے گھر میں قید کر رکھنے کی سازش کر رکھی تھی وہ بڑی بے تابی سے اس روز کا انتظار کرنے لگی جس روز کنیز کے بھائی نے شہر میں داخل ہونا تھا۔

آخر وہ شام آگئی۔

کنیز ماریا کے بالوں میں پھولوں کے ہار گوندھنے کے بہانے اس کے کمرے میں داخل ہوئی اس نے ماریا کو بتایا کہ اس کا بھائی پہنچ گیا ہے ماریا کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اس کی نجات کا دن قریب آگیا تھا

اسے آزادی ملنے والی تھی۔

جس گھڑی کا سے مدت سے انتظار تھا وہ آ گئی تھی۔

اس نے خوش ہو کر پوچھا۔

کیا تم سچ کہہ رہی ہو کنیز۔؟

کنیز نے ادھر اُدھر دیکھ کر کہا۔

مجھے تمہارے سامنے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔ بس اب تم تیار رہنا آج رات سو مت جانا آدھی رات کو جب ہر طرف خاموشی ہو گئی اور اندھیرا چھا رہا ہو گا میں تمہیں بلانے آ جاؤں گی

...........ٹھیک ہے ناں۔؟

ہاں بالکل ٹھیک ہے ماریا نے خوش ہو کر کہا میں آج کی رات ہرگز نہیں سوؤں گی بلکہ اگر نیند آ بھی گئی تو ٹھنڈے پانی سے غسل کر لوں گی اور جاگتی رہ کر تمہاری راہ دیکھوں گی مگر تم ضرور پہنچ جانا میری اچھی بہن۔

میں آدھی رات کے بعد تمہارے کمرے میں ہوں گی اب میں جا رہی ہوں خواہ مخواہ کسی کو شک پڑ گیا تو ہمارے سارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا............خدا حافظ............آدھی رات کے بعد ملیں گے۔

کنیز چپکے سے باہر نکل گئی ماریا رات کو وہاں سے نکل بھاگنے کی تیاری کرنے لگی اور کنیز محل سے نکل کر اس سرائے کی طرف چل پڑی جہاں اس کا بھائی آ کر ٹھہرا ہوا تھا وہ ایک ویران اور اجاڑ سرائے تھی جو دریائے سندھ کے کنارے ایک غیر آبادی جگہ پر بستی سے دور واقع تھی ایک نظر دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس میں بھوت پریت کا بسیرا ہو معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہاں کبھی کوئی مسافر ٹھہرا ہو سرائے کی جانب اونٹ درخت کے ساتھ بندھا ہوا تھا یہ کنیز کے بھائی کا اونٹ تھا اس نے اپنے بھائی کے اونٹ کو پہچان لیا اور سرائے کے اندر

چلی گئی۔

ایک بڈھے آدمی نے جو بنچ پر بیٹھا دلیے کا پیالہ سامنے رکھے اونگھ رہا تھا کنیز کو بتایا کہ اس کا بھائی اپنی تلوار کے میان کو صاف کر رہا تھا اس نے مسکرا کر اپنی بہن کی طرف دیکھا اور کہا۔

کیا میرا شکار تیار ہے۔

کنیز نے کہا۔

بالکل تیار ہے مگر تمہیں رات کو بڑی ہوشیاری کے ساتھ محل کے پچھواڑے آنا ہوگا نوکر چاروں طرف پہرہ دیا کرتے ہیں اگر کسی نے تمہیں دیکھ لیا تو مصیبت آ جائے گی کیوں کہ وہ سب تمہیں پہچانتے ہیں اور انھیں معلوم ہے کہ تم میرے بھائی ہو تم دیکھ لیے گئے تو سوداگر سیٹھ مجھے جان سے مار دے گا۔

کنیز کے بھائی نے کہا۔

فکر نہ کر بہن میں منہ سر چھپا کر آؤں گا مجھے کوئی بھی نہیں پہچان سکے گا

تم ماریا کو تیار رکھنا۔

ماریا تیار ہوگی دوسری بات یہ ہے کہ اسے لے کر واپس سرائے میں

مت آنا یہیں سے سفر پر روانہ ہو جانا ماریا کو بستی والی پرانی حویلی میں

بند کر دینا۔

ایسا ہی ہوگا۔

کنیز نے پوچھا۔

کیا تم نے بغرال سے بات کر رکھی ہے۔

ہاں بغرال دس ہزار اشرفیوں میں ماریا کو خریدے گا اس میں سے پانچ

ہزار اشرفیاں تمہاری ہوں گی اور پانچ ہزاری میری ہوں گی کیوں

ٹھیک ہے ناں؟

بالکل ٹھیک ہے ویسے اگر تم مجھے ایک ہزار اشرفیاں سے زیادہ دے

دیتے تو زیادہ اچھا تھا۔

وہ کیوں۔؟

اس لئے کہ ماریا میں نے تمہیں لا کر دی ہے وہ ایک نوجوان عورت ہے فروخت کرنے کے لئے ایسی کنیزیں بہت کم ملا کرتی ہیں۔

کوئی بات نہیں میں تمہیں پانچ سو اشرفیاں زیادہ دے دوں گا۔

کہو! اب تو خوش ہو بہن؟

کنیز اب خوش ہوگئی بیٹھے بٹھائے اس نے ساڑھے پانچ ہزار سونے کی اشرفیاں کما لیں تھیں اتنی رقم تو وہ ساری عمر بھی سیٹھ کی خدمت کرتی رہتی تو نہ مل سکتی اس نے سوچ رکھا تھا کہ اشرفیاں مل گئیں تو وہ اس شہر کو چھوڑ کر کسی دوسرے شہر چلی جائے گی اور وہاں مزے سے اپنا مکان بنوا کر باقی زندگی گزرے گی اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ انسان برائی کر کے اچھی زندگی بسر نہیں کر سکتا گناہ کا بدلہ اسے ضرور ایک دن ملتا

ہے۔
سرائے سے نکل کر کنیز چپکے سے واپس سوداگر کے محل میں آ گئی آدھی رات سے کافی پہلے کنیز ماریا کے کمرے میں کھانا لے کر گئی تو اس نے ماریا کو بالکل تیار پایا اس نے سفر کے کپڑے پہن رکھے تھے اور پاؤں میں جوتے بھی تھے حالانکہ اس سے پہلے وہ صرف سینڈل میں گھوما پھرا کرتی تھی ماریا نے کنیز کی طرف مسکرا کر دیکھا اور پھر سرگوشی میں بولی۔

میں بالکل تیار ہوں بہن۔!

میں بھی تم سے یہی پوچھنے آئی تھی۔

میں اپنے ساتھ صرف چار کپڑوں کے علاوہ اور کچھ نہیں لے جا رہی یہ میرے کپڑے ہیں سوداگر کے سارے کپڑے زیور اور جواہرات میں یہیں چھوڑے جا رہی ہوں۔

بہت اچھا کر رہی ہو لیکن اگر تھوڑے، بہت ہیرے، جواہرات ساتھ بھی کر لو تو کوئی حرج نہیں آخر تم نے سوداگر کی بہت خدمت کی ہے کیا تمہارا اتنا بھی حق نہیں کہ تم تھوڑا بہت زیوار اور جواہرات ساتھ لے چلو ضرور تمہارا حق ضرور ہے اس لئے میری مانو اور یہ چیزیں اپنے ساتھ لے چلو۔

ماریا کا بالکل خیال نہیں تھا لیکن کنیز کے کہنے پر وہ راضی ہو گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ کنیز چاہتی تھی کہ ماریا کے ساتھ اس کے پاس اور اس کے بھائی کے پاس جس قدر بھی دولت ہاتھ آ جائے کم ہے بھلا ان دونوں بہن بھائیوں پر تو کوئی شک کر ہی نہیں سکتا پھر کیوں نہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے یہ ایک بڑی ہی خوفناک سازش تھی جس میں اس مکار کنیز نے ماریا کو پھنسا دیا تھا بے چاری ماریا یہی سمجھ رہی تھی کہ اس کے ساتھ بھلائی کی جا رہی ہے مگر اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ بھلائی

کے بھیس میں اس کی زندگی برباد کی جانے والی ہے۔

کنیز ماریا کو تیار رہنے کا کہہ کر چلی گئی۔

ماریا نے شمع گل کر دی کمرے میں اندھیرا چھا گیا وہ بستر پر آنکھیں کھول کر لیٹ گئی اور کنیز کے آنے کا انتظار کرنے لگی دوسری طرف کنیز چپکے سے اپنی کوٹھڑی سے نکلی اور ایک خفیہ دروازے سے نکل کر محل کے پیچھے آ کر چھپ کر کھڑی ہو گئی وہ اونچے نیچے ریگستانی ٹیلوں کی طرف دیکھ رہی تھی آسمان پر ستاروں سے ہلکی نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی اس روشنی میں اسے ایک اونٹ کا سایہ ابھرتا ہوا نظر آیا اس کا ڈاکو بھائی ماریا کو اغوا کرنے آ گیا تھا کنیز نے شمع جلا کر اوپر اٹھائی اور پھر نیچے کر کے اسے بجھا دیا گویا یہ اشارہ تھا کہ بے فکر ہو کر چلے آؤ ہر شے تیار ہے۔

ڈاکو بھائی اونٹ پر سوار ریت کے ٹیلوں پر سے ہوتا ہوا محل کے

پچھواڑے پہنچ گیا کنیز نے آگے بڑھ کر اسے کہا کہ وہ ٹیلے کے پیچھے اونٹ کے ساتھ چھپ کر بیٹھ جائے ڈاکو بھائی اونٹ کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا کنیز جلدی سے محل کے خفیہ دروازے میں سے گزر کر ویران ،نیم روشن برآمدوں میں سے دبے پاؤں ہوتی ہوئی ماریا کے کمرے میں پہنچ گئی ماریا تیار بیٹھی تھی کنیز نے سرگوشی میں کہا۔

کیا تم تیار ہو ماریا۔؟

ماریا نے بھی سرگوشی میں آہستہ سے کہا۔

ہاں بہن۔

پھر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ خبر دار تمہارے پاؤں کی چاپ سنائی نہ دے نہیں تو سارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔

فکر نہ کرو بہن میں بڑی احتیاط سے چلوں گی۔

ماریا بستر پر سے اٹھی اس نے اپنے اردگرد چادر لپیٹی اور کنیز کے پیچھے

پیچھے چلتی ہوئی خواب گاہ سے نکل کر راہداری اور وہاں سے نکل کر برآمدے میں سے ہوتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر محل کے خفیہ دروازے پر آ گئی دروازہ کھلا تھا مگر اس کے دونوں کیواڑ بند تھے کنیز نے آہستہ سے دروازہ کھول دیا اور اندھیرے میں ماریا کو باہر آنے کا اشارہ کیا ماریا کنیز کے ساتھ باہر آ گئی کنیز اسے ساتھ لے کر ریت کے اس ٹیلے کے پاس آ کر رک گئی جہاں اس کا ڈاکو بھائی چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ یہاں ایک لمحے کے لئے ماریا کا دل زور زور سے دھڑ کا اسے خیال ہوا کہ کہیں اس کے ساتھ ایک بار پھر دھوکہ تو نہیں کیا جا رہا ہے اس نے یہ بات کنیز سے نہیں کہی کیونکہ ماریا کو کبھی خواب میں بھی یہ خیال نہیں آ سکتا تھا کہ وہ کنیز اس کے ساتھ دھوکہ کرے گی جس نے اسے اپنی بہن کہا تھا مگر اس بے چاری غم کی ماری بھولی بھالی لڑکی کو کیا معلوم تھا کہ یہ دنیا بھیڑیوں اور لومڑیوں سے بھری پڑی ہے وہ بڑی سادگی

سے کنیز کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی جو وہ کہہ رہی تھی وہی کر رہی تھی۔
کنیز نے شیلے کے پاس کھڑی ہو کر آہستہ سے کہا۔

بھائی۔

اس آواز پر ٹیلے کے پیچھے سے اس کا بھائی نمودار ہوا۔ اس نے منہ پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا اسے دیکھ کر بے چاری ماریا تو ڈر گئی اسے تو وہ کوئی ڈاکو لگا کنیز بھی ماریا کے ڈر کو بھانپ گئی اس نے ماریا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

ماریا بہن یہ میرا ہی نہیں تمہارا بھی بھائی ہے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے یہ تمہاری اسی طرح حفاظت کرے گا جس طرح ایک بھائی بہن کی حفاظت کرتا ہے۔

حالانکہ وہ سراسر جھوٹ بول رہی تھی لیکن بے چاری ماریا کو کیا خبر ہو سکتی تھی کہ اس کے ساتھ ظلم کیا جا رہا ہے اس کو کنیز کی باتوں پر اسی

طرح یقین آ گیا جس طرح اس نے پہلے دن یقین کر لیا تھا ڈاکو بھائی

نے کہا۔

ماریا! میری بہن تمہیں ٹھیک کہہ رہی ہے میرے پاس رہ کر تم ظالم سودا

گر سے بچی رہو گی میں نے صرف تم سے ہمدردی ہونے کی وجہ سے

اتنا تکلیف دہ سفر کیا ہے ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ اتنی دور سے

صرف تمہاری خاطر آتا۔

ماریا ڈاکو کی چکنی چپڑی باتوں سے بڑی متاثر ہوئی اس نے کہا۔

بھائی میں تمہاری بھی شکر گزار ہوں کہ تم نے میرے لئے اتنی تکلیف

کی اور سفر کرتے ہوئے آدھی رات کو یہاں آئے۔

ڈاکو نے کہا۔

کوئی بات نہیں ماریا، یہ تو میرا فرض تھا۔

کنیز نے جھٹ سے کہا۔

میرا خیال ہے کہ یہ وقت باتوں میں ضائع کرنے کا نہیں تم لوگوں کو جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی نوکر مجھے یا میرے بھائی کو دیکھ لے اور ہم مصیبت میں پھنس جائیں۔

ہاں ماریا! چلو آؤ یہاں سے نکل چلتے ہیں۔

ماریا نے کنیز کو گلے سے لگا لیا اور رونے لگی کنیز نے اسے جھوٹ موٹ کا دلاسہ دیا اسے اونٹ پر پیچھے بٹھایا آگے ڈاکو بھائی بیٹھ گیا اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا ڈاکو نے اونٹ کی باگ کھینچی اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ریت کے ٹیلوں کے پیچھے گم ہو گیا کنیز تھوڑی دیر تک وہاں کھڑی دونوں کو صبح کی ہلکی ہلکی نیلی روشنی میں غائب ہوتے دیکھتی رہی پھر وہ بھی واپس آ گئی اور عقبی دروازے سے نکل کر اپنے کمرے میں آ گئی کمرے میں آتے ہی اس نے اطمینان کا سانس لیا وہ اپنی سازش میں کامیاب ہو گئی تھی۔

خوف ناک چہرہ

زرتاش ٹھگ عنبر اور ناگ قافلے کے ساتھ سفر پر چلے جا رہے تھے۔ اس زمانے کے پنجاب کے زرخیز میدانوں اور دریاؤں میں سے گزر کر وہ دریائے جمنا کے کنارے پہنچ گئے تھے یہاں دریا کے ایک کنارے قافلے نے پڑاؤ ڈال لیا رات ہوگئی تھی اور قافلے کے سردار کا خیال تھا کہ صبح کے وقت دریا عبور کیا جائے کیونکہ اسی علاقے میں ٹھگوں کی بڑی بھرمار تھی وہ راتوں کو قافلے لوٹ لیا کرتے تھے ویسے بھی ان میدانوں میں صحراؤں والی گرمی نہیں تھی اور دن کو دھوپ میں بڑی آسانی سے سفر کیا جاسکتا تھا کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس علاقے کے ٹھگوں کا سردار زرتاش اسی قافلے میں سفر کر رہا ہے۔

شام کو کھانا کھانے کے بعد زرتاش کسی سے ملنے کا بہانہ بنا کر قافلے سے چلا گیا عنبر اور ناگ نے اس پر شک نہ کیا کیونکہ دریا پار وارانا شی کی بستی آباد تھی اور یہ سارا علاقہ زرتاش ٹھگ کے دوستوں اور جاننے والوں کا تھا زرتاش ٹھگ گھوڑے پر سوار ہو کر قافلے کے پڑاؤں سے شمال مشرق کی طرف دریا کے کنارے چلتا چلا گیا کافی دور آگے جا کر دریا کے کنارے جنگل شروع ہو گیا تھا زرتاش اس جنگل میں داخل ہو گیا گھوڑے کو ایک جگہ باندھ کر اس نے الو کی بولی بولی دوسری طرف ایک پہاڑی ٹیلے کی جانب سے اس کے جواب میں الو کی آواز سنائی دی زرتاش ٹیلے کی طرف بڑھنے لگا جب وہ ٹیلے کے دامن میں پہنچا تھا تو وہاں ایک ویران محل کے کھنڈر تھے اس کھنڈر کے باہر اسے ایک ٹھگ اکڑوں بیٹھا نظر آیا زرتاش نے قریب جا کر کہا۔

طفیل آ گیا ہے۔؟

یہ ہندوستان کے ٹھگوں کا خفیہ فقرہ تھا جس سے وہ ایک دوسرے کو پہچانتے تھے اس آدمی نے سر اٹھا کر کہا۔

طفیل اندر بیٹھا ہے۔

زرتاش کھنڈر کے اندر داخل ہو گیا کھنڈر کی سیڑھیاں ٹوٹی ہوئی تھیں سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک بڑے کمرے میں آ گیا جہاں بہت سے ٹھگ سفید پگڑیاں پہنے چٹائیوں پر نیم اندھیرے میں بیٹھے تھے انہوں نے زرتاش کو دیکھا تو سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے

زرتاش نے ہاتھ کے اشارے سے کہا۔

بیٹھ جاؤ اور میری بات غور سے سنو۔

پھر اس نے بتایا کہ ملک شام سے ایک قافلہ ابھی ابھی جمنا کے کنارے آ کر رکا ہے اس قافلے میں کچھ امیر سوداگر سفر کر رہے ہیں جن کے پاس بڑے قیمتی ہیرے جواہرات ہیں ایک ٹھگ نے کہا۔

وہ یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں۔

زرتاش نے کہا۔

یہاں سے تھوڑی ہی دور اوپر کی طرف دریا کے کنارے ان کا ڈیرا لگا ہے میں چاہتا ہوں کہ آج رات کو کسی وقت ان میں سے امیر سوداگروں کا خاتمہ کر دیا جائے اور ان کے سارے ہیرے جواہرات کو لوٹ لیا جائے۔

ٹھگوں نے ایک زبان ہو کر کہا۔

ہم تیار ہیں سردار۔ آپ حکم کریں مگر یہ بتاؤ کہ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ان میں سے کون سوداگر ہیں۔؟

اس کی نشانی یہ ہوگی کہ میں جاتے ہی کسی طرح چھپ کر قافلے کے امیر سوداگروں کے سرہانے سرخ نشان لگا دوں گا۔

ٹھیک ہے سردار ہم صبح ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے۔

ٹھیک ہے اب میں جاتا ہوں کہیں ان لوگوں کو مجھ پر شک نہ پڑ جائے اس لئے صبح ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جانا چاہتا ہوں۔

یہ کہہ کر زرتاش ٹھگ گھوڑے پر سوار ہو کر اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا واپس قافلے میں آ گیا عنبر اور ناگ سو رہے تھے زرتاش ٹھگ نے ایک ٹکڑا سرخ ریشم کا لیا۔ اس کے کئی ٹکڑے کئے اور انہیں جھنڈی بنا کر ہر امیر سوداگر کے سرہانے گاڑ دیئے اس کام سے فارغ ہو کر وہ چپکے سے عنبر اور ناگ کے قریب آ کر زمین پر لیٹ گیا اگرچہ وہ دن بھر کا تھکا ہوا تھا مگر اسے نیند بالکل نہیں آ رہی تھی آدھی رات گزر گئی تھی۔

اچانک زرتاش کی چھٹی حس نے اسے بتایا کہ اس کے ٹھگ قافلے میں پہنچ گئے ہیں اس نے لیٹے لیٹے سر اٹھا کر دیکھا اندھیرے میں اسے کچھ سائے حرکت کرتے نظر آئے زرتاش ٹھگ نے سر دوبارا سرہانے پر رکھ دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔

ٹھگ بڑی ہوشیاری کے ساتھ دبے پاؤں وہاں آئے تھے انھوں نے
چھ سات سونے والوں کے سرہانے سرخ رنگ کا نشان دیکھا ایک
ایک کر کے انھوں نے ساتوں کے ساتوں مسافر آپس میں بانٹ لیے
پہلا ٹھگ پہلے سوداگر کی طرف اور دوسرا ٹھگ دوسرے مسافر کی
طرف بڑھا امیر سوداگر موٹی موٹی توندوں پر ہاتھ رکھے گہری نیند سو
رہے تھے سوتے میں کسی کو ہلاک کر دینا تو ان ٹھگوں کے بائیں ہاتھ کا
کھیل تھا انھوں نے قریب جا کر بڑی ہوشیاری اور تیزی کے ساتھ ہر
مسافر کے گلے میں رومال کا پھندا ڈالا اور اس سے پہلے کہ مسافر
جاگ کر شور مچا سکے اسے گلے کا پھندا کس کر ہلاک کر دیا۔
پھر انہوں نے بڑی خاموشی سے تمام سوداگروں کے سامان کی تلاشی
لی اور سونا وغیرہ نکال کر وہاں سے فرار ہو گئے کسی کو کانوں کان خبر نہ
ہوئی کہ ٹھگ ساتا آدمیوں کو ہلاک کر کے ان کا قیمتی سامان لوٹ کر

وہاں سے فرار ہو چکے ہیں۔

دن چڑھا تو قافلے کے پڑاؤ میں سات آدمیوں کی اکٹھی لاشیں دیکھ کر لوگوں میں کہرام مچ گیا کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ ماجرا کیا ہے اکٹھے سات آدمی ہلاک کر کے ان کا قیمتی سامان لوٹ لیا گیا تھا قافلے کے سردار نے لاشوں کا معائنہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ سب کو گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا ہے۔

اس پر عنبر نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا ناگ یہ کام بنارسی ٹھگوں کا ہے شہر بنارس اور ارد گرد کا بہت وسیع علاقہ ان ٹھگوں سے بھرا ہوا ہے ناگ بولا۔

تو کیا یہاں کی حکومت ان ٹھگوں کو گرفتار نہیں کر سکتی زرتاش ٹھگ نے مسکرا کر کہا۔

اجی غریبوں کو کون پوچھتا ہے یہاں کی حکومتیں تو ریاستوں کی حکومتیں

ہیں کسی کو کیا پڑی ہے کہ ان خونخوار وحشی ٹھگوں سے مقابلہ کریں یہ ٹھگ تو یہاں کے چپے چپے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

قافلہ سردار نے ساتوں لاشوں کو وہیں دریا کی لاشوں کے سپرد کر دیا قافلے کے باقی لوگ خدا کا شکر ادا کرنے لگے کہ وہ بچ گئے تھے اب دن نکل آیا تھا اور مسافروں نے رسیوں کے ایک مضبوط پل کے سہارے دریا عبور کرنا شروع کیا دریا پار پہنچ کر زرتاش ٹھگ نے عنبر اور ناگ سے کہا۔

اچھا دوستو! میں تو اب تم سے جدا ہو جاؤں گا کیوں کہ ریاست وارا ناشی کی سرحد یہاں سے شروع ہو جاتی ہے تم لوگوں کے ساتھ بڑا اچھا سفر کٹا اگر زندگی رہی تو پھر ضرور ملیں گے عنبر نے کہا۔

ہم اجین جا رہے ہیں اگر کبھی تمہارا وہاں آنا ہو تو ضرور آنا۔ زرتاش ٹھگ بولا۔

میں کوشش کروں گا۔

قافلہ شہر اجین کی طرف روانہ ہو گیا اور زرتاش ٹھگ وارا ناشی کی طرف چل دیا جب قافلہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے گھوڑے کی باگ موڑی اور دریا کنارے سفر کرتا ہوا ایک جگہ سے دریا پار کر کے جنگل میں آ گیا یہاں اسی پرانے محل کے پاس آ کر وہ کھنڈر میں داخل ہوا سارے ٹھگ مال غنیمت لیے اس کا انتظار کر رہے تھے زرتاش نے جاتے ہی سونے کی اشرفیوں اور ہیرے جواہرات سے بھرے ہوئے تھیلے کا منہ کھولا اور دولت سامنے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی اس نے تھوڑی سی دولت ٹھگوں میں تقسیم کیں اور باقی اپنے جھولے میں رکھ لیں اور ٹھگوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

تم لوگوں نے یہ ڈاکہ بڑی کامیابی سے ڈالا کالی ماتا کی کرپا سے ہم نے اس دفعہ خوب ہاتھ رنگے ہیں میں اپنا حصہ بھی تمہارے سپرد کر

کے ریاست واراناشی کے راجہ کے پاس جارہا ہوں گووندتم میرے بعد سردار ہو میں بہت جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا۔
گووند ٹھگ نے اٹھ کر کہا۔
سردار میں آپ کے بعد ہر بات کا پورا پورا خیال رکھوں گا۔
زرتاش ٹھگ جنگل میں سے نکل کرواراناشی کی طرف روانہ ہو گیا۔
اب ذرا اس طرف مظلوم ماریا کی بھی خبرلیں کہ اس بے چاری کے ساتھ کیا گزری کنیز اسے اپنے ڈاکو بھائی کے حوالے کر کے وہاں سے واپس چلی گئی دوسرے روز سیٹھ کی حویلی میں شور مچ گیا کہ ماریا بھاگ گئی ہے اسے ہر طرف تلاش کرنے کی کوشش کی گئی مگر وہ کہیں نہ ملی سیٹھ تھک ہار کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا اسے کنیز پر کبھی شک نہیں ہو سکتا تھا۔
ماریا دوسرے روز شام کو دریا کنارے والے پراسرار مکان میں پہنچ گئی

ڈاکو نے اسے ایک کوٹھڑی میں بستر پر بٹھا دیا اور کہا کہ وہ آرام کرے اور اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھے ماریا نے پوچھا کہ وہاں اور کوئی عورت نہیں ہے ڈاکو نے مسکرا کر کہا کہ وہاں وہ اکیلی رہے گی۔

ویسے میں تمہارے لیے ایک نوکرانی کا انتظام کر دوں گا اگلے روز ایک بوڑھی نوکرانی وہاں ماریا کی خدمت کے لئے آن موجود ہوئی ماریا کو نوکرانی کے حوالے کر کے ڈاکو خود دریا پار کی بستی میں بردہ فروش بغرال کو خبر کرنے چلا گیا تھا کہ اس کا مال یعنی کنیز ماریا پہنچ گئی ہے بغرال جہاں رہتا تھا وہ جگہ ایک رات اور ایک دن کے سفر پر تھی ڈاکو اونٹنی پر سوار ہو کر بغرال کے گاؤں کی طرف بڑی تیزی سے چلا جا رہا تھا۔

ماریا کو یونہی کچھ شک سا ہونے لگا کہ اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے مگر اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اس نے بوڑھی نوکرانی کو کریدنے کی

کوشش کی لیکن نوکرانی ایسی پکی تھی کہ کیا مجال جو زبان سے ایک لفظ بھی ادا کرے ماریا خاموش ہو کر بیٹھ گئی تین روز اسی طرح گزر گئے اس شام کو ڈاکو وہاں آن موجود ہوا اس کے ساتھ بغرال بھی تھا۔

ماریا نے بغرال کو دیکھا تو ڈر گئی اس کا حلیہ ہی ایسا تھا کالا کلوٹا بھدا جسم طوطے ایسی ناک اور لال لال آنکھیں ڈاکو نے کہا۔

گھبراؤ نہیں ماریا۔ یہ ہمارا بڑا بھائی ہے اور تمہیں اپنے ساتھ لینے آیا ہے۔

ماریا نے پوچھا۔

یہ مجھے کہاں لے جائے گا۔

ڈاکو نے کہا۔

اپنے گھر۔

ماریا نے پوچھا۔

مگر کیوں؟ میں یہاں بھی رہ سکتی ہوں۔

ڈاکو نے کہا۔

تم یہاں محفوظ نہیں ہو بغرال کے گاؤں میں تم بڑی محفوظ ہو گی اور تمہیں کوئی کچھ نہ کہہ سکے گا۔

بغرال نے کہا۔

ہاں ماریا۔ میرے گھر میں تم بہت خوش رہو گی میں اور میرے نوکر چاکر ہر وقت تمہاری خدمت کریں گے۔

ماریا خاموش ہو گئی وہ کچھ کچھ سمجھ گئی تھی کہ اس کے ساتھ بڑا زبردست دھوکا ہوا ہے اور کنیز کے بھائی نے اسے ایک سیاہ فام آدمی کے ہاتھ بیچ دیا ہے لیکن وہ خاموش رہی اس لئے کہ وہاں شور مچانا بے کار تھا شور مچانے سے الٹا اسے مارا پیٹا جاتا خاموش رہ کر وہ بڑے سکون کے ساتھ وہاں سے فرار ہونے کے بارے میں سوچ سکتی تھی۔

رات کو اس نے بغرال اور داکو کو باتیں کرتے سنا بغرال کہہ رہا تھا۔

مال مجھے پسند ہے۔

ڈاکو نے کہا۔

تو پھر اپنا مال سنبھالیں اور مجھے اس کی قیمت ادا کر دیں۔

بغرال نے کہا۔

ابھی دیتا ہوں۔

ماریا لرز گئی اسے ثبوت مل گیا تھا کنوئیں سے نکل کر دریا میں گر گئی تھی اب بغرال اس کا مالک تھا اسے بغرال کے ہاتھ بیچ دیا گیا تھا مگر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرے گی بغرال ڈاکو کو سونے کی اشرفیاں گن کر دے رہا تھا ماریا کی جی چاہا کہ کہیں سے وہ مکار کنیز اسے مل جائے تو وہ اس کی ہڈیاں چبا ڈالے مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا اور کمان سے نکلا ہوا تیر کبھی

واپس نہیں آیا کرتا۔ بغرال دس ہزار اشرفیاں گن کر ڈاکو کے حوالے کر دیں اور کہا میں ابھی اور اسی وقت ماریا کو ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔

ڈاکو نے کہا۔

اب میں کیسے روک سکتا ہوں تم نے قیمت ادا کر دی ہے مال تمہارا ہو گیا ہے تم چاہتے جس وقت لے جاؤ میری طرف سے اجازت ہے۔

بغرال اٹھ کر ماریا کی کوٹھڑی میں آیا اور بولا۔

ماریا میری بات غور سے سنو۔

ماریا نے چیخ کر کہا۔

تم مجھے یہی باتنے آئے ہو کہ تم نے مجھے دس ہزار اشرفیوں میں خریدا ہے مگر یاد رکھو کہ میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں جاؤں گی کبھی نہیں جاؤں گی۔

بغرال نے چیخ کر کہا۔

تمہیں جانا پڑے گا۔

ہرگز نہیں۔

بغرال کو سخت غصہ آ گیا اس نے آگے بڑھ کر ماریا کے سر پر اس زور سے مکا مارا کہ وہ لڑکھڑا کر گری اور گرتے ہی بے ہوش ہو گئی بغرال خان نے نوکروں کو آواز دے کر کہا کہ ماریا کو اونٹ کے کجاوے میں لاد کر بستی کی طرف کوچ بول دیا جائے اس کے حکم کے مطابق نوکروں نے بے ہوش ماریا کو زمین پر سے اٹھایا اور اونٹ کے کجاوے میں رسیوں سے باندھ کر پردہ چھوڑ دیا گیا۔

بغرال خان خود ایک اونٹ پر سوار ہوا اور ماریا کو ساتھ لے کر اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا دریا پار کر کے وہ شام تک سفر کرتا رہا رات کو اس نے ماریا کو کھانے کے لئے ابلے ہوئے گوشت کے ٹکڑے دیئے جسے اس نے کھا لیا کیوں کہ وہ بھوک سے نڈھال ہو رہی تھی

ماریا نے دل ہی دل میں فیصلہ کرلیا کہ وہ بغرال کو بے وقوف بنا کر ہی
وہاں سے راہ فرار اختیار کر سکتی ہے اس خیال کے بعد ماریا نے بغرال
خان کے ساتھ اچھا سلوک شروع کردیا سارا راستہ وہ اس سے ہنس
ہنس کر باتیں کرتی آئی اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ بے یارو مددگار تھی او
راب اس زندگی پر ہی خوش ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے
بغرال بڑا خوش ہوا کہ اس کی محنت ضائع نہیں گئی۔

طوفانی لہریں

بغرال ماریا کو ساتھ لے کر بہت دور نکل آیا تھا۔
اس کی بستی گھنے جنگل کے پاس دریا کنارے تھی دریا کنارے پہنچ کر انھیں رات ہوگئی بغرال نے ماریا سے کہا میرا خیال ہے ہمیں رات کو یہاں آرام کرنا چاہیے ہم صبح کے وقت دریا عبور کریں گے تمہارا کیا خیال ہے۔؟
ماریا کے دماغ میں اچانک رات کو وہاں سے بھاگ جانے کا خیال آیا اس نے کہا۔
آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے آقا۔ ہم رات کو یہاں آرام کرتے ہیں ویسے بھی دریا چڑھا ہوا ہے دن کی روشنی میں ہم بڑی آسانی سے دریا

پار کرلیں گے رات کو خطرہ ہے کہ کہیں طوفانی لہریں بہا کر نہ لے جائیں۔
بغرال نے ہنس کر کہا۔
تم بڑی بھولی بھالی ہو بھلا بغرال بھی کبھی طوفانی لہروں سے ڈرا ہے میں نے تو بڑے بڑے طوفانی سمندروں میں چھلانگیں لگائی ہیں بہر حال اگر تمہاری بھی مرضی یہی ہے تو ہم رات یہاں پڑاؤ کرتے ہیں۔
دریا کنارے پڑاؤ ڈال دیا گیا ماریا نے لکڑی جمع کر کے آگ جلائی اور شکار کیے ہوئے ہرن کا گوشت پکانے میں مصروف ہوگئی بغرال خان اپنے ساتھیوں کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا جب کھانا پک کر تیار ہوگیا تو ماریا نے انھیں بلالیا وہ سارے ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھانے لگے کھانے سے فارغ ہوتے ہی وہ سب لوگ زمین پر ہی

بستر بچھا کر سو گئے ماریا بھی ذرا پاس ہی اونٹنی کے پہلو میں بستر بچھا کر لیٹ گئی بغرال خان نے اس کے پاس آ کر پوچھا۔

کوئی تکلیف تو نہیں ہے ناں؟ کسی شے کی ضرورت ہو تو لے لینا۔

ماریا نے جھوٹ موٹ مسکرا کر کہا

اچھے آقا! تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں ہو سکتی میں بہت خوش ہوں مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔

بغرال مسکراتا ہوا واپس اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا کچھ دیر تک وہ بیٹھے باتیں کرتے رہے اور الاؤ میں آگ جلتی رہی اونٹ بھی جگالی کرتے رہے پھر انھیں نیند آ گئی اور وہ سب سو گئے مگر ماریا جاگ رہی تھی اسے نیند نہیں آ رہی تھی آج رات اس نے وہاں سے بھاگ جانے کی سازش تیار کر رکھی تھی اس سازش میں وہ بالکل اکیلی تھی کوئی اس کا شریک اور دوست اور غم خوار نہیں تھا اس نے دریا میں چھلانگ

لگا کر پار کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔

اسے تیرنا نہیں آتا تھا اس کے لئے ماریا نے لکڑیاں چننے کے بہانے ٹوٹے ہوئے درخت کا ایک تنا دریا کنارے دیکھ لیا تھا اس کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ آدھی رات کو جب کہ سب لوگ گہری نیند میں ہوں گے وہ دریا کنارے جا کر اپنے آپ کو درخت کے تنے کے ساتھ رسی سے باندھ لے گی اور پھر اسے دریا کی لہروں میں دھکیل دے گی اور دریا پار کر لے گی۔

جب رات گہری ہو گئی اور اسے ڈاکوؤں کے خراٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو ماریا چپکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی سارے لوگ بے فکر ہو کر سو رہے تھے بغرال بھی گہری نیند میں کھویا ہوا تھا۔ ماریا نے اونٹ کی گردن میں سے رسی کھول کر ہاتھ میں پکڑی اور گھٹنے کے بل چلتی ہوئی دریا کی طرف رینگنے لگی۔ دریا زیادہ

دور نہیں تھا وہ بہت جلد وہاں پہنچ گئی درخت کا تنا دریا کنارے پڑا تھا ماریا نے رسی لے کر اسے درخت کے تنے کے ساتھ باندھا پھر اس کا دوسرا سرا اپنی کمر کے گرد باندھا کر لپیٹ لیا اب وہ درخت کے تنے کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی۔

اس نے زور لگا کر درخت کے تنے کو دریا میں گرا دیا اور اس کے ساتھ ہی خود بھی دریا کی لہروں میں اتر گئی اس نے دریا کے ٹھنڈے پانی میں اترتے ہی درخت کے تنے کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اس کے اوپر سوار ہو گئی اب وہ لکڑی کے ایسے گھوڑے پر سوار تھی جو اسے دریا کی لہروں کے اوپر ابھرتا ڈوبتا آگے کی طرف لے جا رہا تھا دریا چڑھا ہوا تھا اور لہروں میں بڑا زور تھا اس نے ہاتھ کے چپو چلا کر درخت کا رخ دوسرے کنارے کی طرف موڑنا شروع کر دیا۔

لیکن اسے محسوس ہوا کہ دریا کا دھارا تیز ہو رہا ہے اور اس کا نازک

ہاتھ پانی کو اچھی طرح پیچھے نہیں دھکیل رہا۔ دراصل اس وقت دریا میں سیلاب آرہا تھا اوپر پہاڑوں پر سے پانی کا زبردست ریلا دریا میں گرنا شروع ہو گیا تھا اور دریا کی لہریں طوفان کی شکل اختیار کر رہی تھیں۔

بے چاری ماریا اس سے بے خبر دریا کی موجوں پر بہی چلی جا رہی تھی اب لہروں نے اسے ادھر اُدھر اچھالنا شروع کر دیا تھا وہ درخت سے لپٹ گئی پانی درخت سے ٹکرا کر اچھلتا اور درخت کو بہا کر دوسری طرف لے جاتا پانی کا بہاؤ بڑا تیز ہو گیا ماریا کا دل ڈوبنے لگا اس نے ہمت کر کے درخت کو دوسرے کنارے لے جانے کی کوشش کی تو درخت کا تنا پانی کے ایک بے حد تیز دھارے پر آ گیا یہاں سے درخت طوفانی رفتار کے ساتھ آگے کی طرف بڑھنے لگا پھر اچانک ایک بھنور میں پھنس کر رہ گیا اور وہیں چکر کھانے لگا۔

ماریا گھبرا گئی وہ درخت کے ساتھ چکر کھا رہی تھی اس کا سر چکرانے لگا وہ سہم گئی اسے اپنی موت سامنے کھڑی نظر آنے لگی تھی اس نے آنکھیں بند کر لیں اور موت کا انتظار کرنے لگی اسے یقین تھا کہ اب اسے اس طوفانی لہر سے کوئی نہیں بچا سکتا اس کا درخت پوری طرح موت کے بھنور میں پھنس چکا تھا پھر ایک عجیب اتفاق ہوا پیچھے سے ایک پانی کا زبردست ریلا آیا اور درخت کو بھنور میں سے نکال کر باہر لے گیا۔

ماریا نے محسوس کیا کہ وہ چکر نہیں کھا رہی۔

اس نے آنکھیں کھولیں تو ستاروں کی نیلی نیلی روشنی میں وہ دریا میں وہ دریا کے چوڑے پاٹ کی طرف بہی جا رہی تھی دریا یہاں سے چوڑا ہو گیا تھا کنارے دور دور دکھائی دے رہے تھے ماریا نے خدا سے دعا کی کہ وہ اسے اس مصیبت سے نجات دلائے خوف سے اس کا دل ڈوب رہا تھا اس کا درخت آہستہ آہستہ دریا کے دوسرے کنارے کی

طرف ہو رہا تھا ماریا نے ہمت کر کے ہاتھ سے چپو چلانے شروع کر دیئے ان چپوؤں کے زور سے تیرتے ہوئے درخت کا رخ ذرا اور کنارے کی طرف ہوگیا۔

جس وقت دریا پر سورج کی پہلی کرن چمکی تو ماریا درخت کے تنے کے ساتھ چمٹی دریا کے پرلے کنارے پر پہنچ چکی تھی کنارے پر آتے ہی اس نے اپنی کمر کے گرد باندھی ہوئی رسی کھولی اور اسے درخت کے ساتھ ہی دریا میں پھینک دیا سیلاب کی تیز لہریں درخت کو بہاتی ہوئی نظروں سے دور لے گئیں ماریا دریا کے کنارے پر اکیلی کھڑی تھی اس کے کپڑے گیلے ہوگئے تھے اس نے اپنے کپڑے نچوڑے اور سوچنے لگی کہ کس طرف کو جائے۔

اس کے سامنے دریا کنارے جنگل دور تک پھیلا ہوا تھا یہ ایک گھنا جنگل تھا جو جنگلی درندوں سے بھرا ہوا تھا ماریا کے سامنے بھی موت تھی

اور پیچھے بھی موت تھی اس نے سوچا ایک ظالم ڈاکو کی قید میں سسک سسک کر مرنے سے کہیں بہتر ہے کہ وہ ایک دم کسی شیر کا نوالہ بن جائے۔

اس نے خدا کا نام لیا اور گھنے جنگل میں داخل ہو گئی۔

دوسری طرف جب بغرال خان کے آدمی سو کر اٹھے تو انھوں نے بھاگ بھاگ کر لوگوں کو جگایا اور سامان باندھنا شروع کر دیا بغرال خان لپک کر اونٹنی کے پاس آیا جس کی اوٹ میں ماریا سو رہی تھی یہ دیکھ کر وہ دھک سے رہ گیا کہ ماریا وہاں نہیں تھی اس نے سوچا شاید وہ دریا کنارے منہ ہاتھ دھونے گئی ہے مگر دریا چڑھا ہوا تھا ادھر ماریا کہیں نہیں تھی سارے لوگ ماریا کو تلاش کرنے لگے لیکن ماریا تو ایسی گم ہو گئی تھی کہ اس کا کوئی سراغ نہ مل سکا پاؤں کے نشان سیلاب نے مٹا دیئے تھے

بغرال کا غصہ عروج پر تھا اس نے ماریا کی قیمت نقد دس ہزار اشرفیاں ادا کی تھی وہ یہ کس طرح گورا کر سکتا تھا کہ ماریا بھاگ کر چلی جائے یہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ ماریا فرار ہو گئی ہے مگر کہاں؟ کیا اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی تھی؟ کیوں کہ اور تو بھاگنے کا کوئی راستہ ہی نہیں تھا اور اگر اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی تھی تو ضرور لہروں کی نذر ہو گئی ہو گی کیونکہ ایسے طوفانی سیلاب میں ایک بھولی بھالی لڑکی جسے تیرنا بھی نہ آتا تھا کیسے زندہ رہ سکتی تھی بغرال خان دریا کی طرف آ گیا

دریا کنارے ٹہلنے لگا۔

اچانک وہ رک گیا دریا کنارے سے کانوں کی ایک سنہری بالی ریت پر پڑی ہوئی دکھائی دی اس نے بالی اٹھا کر دیکھی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ ماریا کے کان کی بالی تھی۔

تو وہ دریا میں کود کر بھاگ گئی ہے۔

اس نے سوچا پھر اس نے دریا کے چوڑے پاٹ کی طرف دیکھا جہاں طوفانی لہریں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگی جارہی تھیں اس کے چہرے پر اطمینان کی مسکراہٹ آگئی کم بخت خود بھی مرگئی اور میری دولت بھی ساتھ ہی لے ڈوبی۔

بغرال خان کو یقین ہو گیا کہ ماریا دریا میں ڈوب کر مرگئی ہے اس لئے کہ اتنے طوفانی دریا میں وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتی تھی وہ واپس آگیا اور اپنے ساتھیوں میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ دریا کہاں سے پار کیا جائے۔

ادھر ماریا جنگل میں داخل ہو گئی تھی۔

یہ جنگل بے حد گنجان اور گھنا تھا بڑے بڑے درخت جگہ جگہ سایہ کیے کھڑے تھے جنگلی بیلیں درختوں کے اوپر چڑھی ہوئی تھیں اس قدر گہرا سبزہ تھا کہ سورج کی کرنیں بڑی مشکل سے نیچے آرہی تھیں درخت میں کوئی راستہ کوئی پگ ڈنڈی نہیں تھی معلوم ہوتا تھا کہ وہاں

سے کبھی کوئی نہیں گزرا ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی کبھی کبھی پرندوں کے بولنے کی آواز آجاتی تھی۔ ماریا کو خوف سا محسوس ہونے لگا لیکن وہ آگے بڑھتی چلی گئی کیوں کہ اس کے پیچھے بھی سوائے موت کے اور کچھ نہ تھا۔

وہ چلتی چلی گئی دوپہر ہوگئی تو اسے بھوک محسوس ہوئی اور پیاس بھی لگنے لگی اس نے درختوں کی طرف دیکھا کہ شاید اسے کوئی پھلدار درخت نظر آجائے مگر جنگل میں ایک بھی ایسا درخت نہ تھا کہیں کوئی چشمہ بھی نہیں تھا کہ وہ پانی پی کر کم از کم پیاس ہی بجھا لے جنگلی جھاڑیوں نے اس کے کپڑوں کو جگہ جگہ سے پھاڑ دیا تھا اس کے پاؤں میں اگر لکڑی کے سینڈل بھی ہوتی تو اس کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہوتے چلتے چلتے وہ ایک ایسے چھوٹے سے پیڑ کے پاس آ گئی جو جنگلی بیروں سے لدا ہوا تھا۔

ماریا نے آگے بڑھ کر درخت پر سے بیر جھاڑے اور انھیں مزے لے
کر کھانے لگی بیروں نے اسے سخت پیاس لگا دی مگر وہاں پانی کہیں
بھی نہیں تھا دو پہر کے بعد وہ ایک جگہ پہنچی تو اسے پانی کے گرنے کی
آواز سنائی دی وہ اس آواز کی طرف بڑھی ایک جگہ چھوٹا سا چشمہ
پہاڑی میں سے پھوٹ کر بہہ رہا تھا ماریا نے چلو آگے کر کے جی بھر کر
پانی پیا پانی پی کر وہ وہیں پتھروں کی ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھکی ہوئی تھی
اسے نیند آ گئی۔

خدا جانے وہ کب تک سوئی رہی تھی کہ اچانک اس کی آنکھ کھل گئی اسے
یوں محسوس ہوا کہ خواب میں اس نے شیر کے گرجنے کی آواز سنی تھی وہ
سہم گئی اس لئے کہ آواز اسے ایک بار پھر سنائی دی گویا شیر خواب میں
نہیں بالکل سچ مچ جنگل میں گھوم رہا تھا یا ہو سکتا ہے اس کی طرف ہی آ
رہا ہو ماریا نے سوچا شیر سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ

کسی درخت پر چڑھ جائے اس نے ادھر اُدھر درختوں پر نظر دوڑائی ایک درخت اسے اس قابل نظر آیا وہ اس درخت کی ٹہنیوں کا سہارا لیتے ہوئے اوپر چڑھنے لگی درخت کے اوپر چڑھ کر وہ بڑے آرام سے دو شاخوں کے درمیان جگہ پر بیٹھ گئی جنگل میں اب ہر طرف سناٹا طاری ہو گیا تھا شیر کی آواز نے سارے جنگلی جانوروں کے منہ بند کر دیئے تھے ایک دم شیر کی گرج پھر سنائی دی ماریا کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

پھر اس نے دیکھا کہ ایک زرد دھاری والا بہت بڑا شیر اس کے درخت کے نیچے ٹہل رہا تھا ماریا کا سانس اوپر کا اوپر رہ گیا شیر نے شاید ماریا کو نہیں دیکھا تھا وہ درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور گردن اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا تھوڑی دیر وہاں بیٹھنے کے بعد وہ اٹھا اور ایک طرف کو جھاڑیوں میں چلا گیا ماریا نے اطمینان کا سانس لیا کہ شیر وہاں سے

ٹل گیا تھا لیکن وہ ابھی وہاں سے نیچے نہیں اتر سکتی تھی دھوپ نے ڈھلنا شروع کر دیا تھا اور جنگل میں شام سے پہلے ہی اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

ماریا نے سوچا ہو سکتا ہے اسے درخت کے اوپر ہی رات بسر کرنی پڑے اس خیال سے اس نے وہیں لیٹنے کے امکان کا جائزہ لینا شروع کر دیا وہاں جگہ اتنی ضرور تھی کہ وہ شاخوں میں اپنے آپ کو لپیٹ کر ذرا سی ٹیک لگا کر رات اونگھتے ہوئے گزار دے درخت پر وہ آرام سے سو نہیں سکتی تھی ابھی وہ سونے کے بارے میں غور ہی کر رہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ ایک کالا بھاری بھرکم ریچھ تھل تھل کرتا اسی درخت کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے ماریا نے دل میں سوچا کہ یہ بلا کہاں سے آ گئی۔

ریچھ بڑا مکار درندہ ہے انسان کی شکل دیکھ لے تو پھر اس کو ہلاک کیے

بغیر وہاں سے نہیں جاتا ریچھ نے بھی ماریا کو درخت پر بیٹھے ہوئے
دیکھ لیا تھا درخت کے پاس آ کر ریچھ نے الٹی ٹانگوں سے اوپر چڑھنا
شروع کر دیا ماریا کا دل تو دھک سے رہ گیا یہ کم بخت ریچھ تو اسے پھاڑ
کھائے گا اوپر آ گیا تو وہ اس کے تیز پنجوں سے کبھی نہ بچ سکے گی ریچھ
ابھی درخت کے آدھے تنے پر ہی تھا کہ ایکا ایکی جھاڑیوں کی جانب
سے وہی دھاری وار شیر برآمد ہوا اس نے ریچھ کو درخت پر چڑھتا دیکھ
کر وہیں سے چھلانگ لگائی اور ریچھ کو دبوچ کر اپنے ساتھ زمین پر گرا
لیا ریچھ پہلے تو گھبرا گیا کہ یہ کیا آسمان سے بلا اس کے اوپر آن گری
ہے جب اس نے اپنے سامنے شیر کو دیکھا تو مقابلے میں ڈٹ گیا۔
اب ان دونوں درندوں کا مقابلہ شروع ہو گیا شیر جنگل کا بادشاہ ہے ہر
جانور اس سے ڈرتا ہے ریچھ بھی اس سے ڈرتا ہے مگر جب ایک بار
ریچھ شیر کے مقابلے پر اتر آیا تھا وہ پچھلے پاؤں پر کھڑا ہو گیا اس نے

اگلے دونوں پنجوں کے چاقو نکال لیے اور جھولتا ہوا شیر کو تکنے لگا کہ وہ
کدھر سے اس پر حملہ آور ہوتا ہے شیر بھی غافل نہیں تھا اس نے پہلو
میں سے ہو کر چھلانگ لگائی اور ریچھ کے سر پر زور سے پنجہ مارا اگر وہ
پنجہ ریچھ پر پڑ جاتا تو اس کی گردن کے ٹکڑے اڑ جاتے مگر عین موقع پر
ریچھ نے گردن جھکا لی اور وار بچا لیا اب ریچھ کی باری تھی وہ آگے
بڑھنے لگا اس کی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح نیچے سے شیر کے پیٹ پر پنجہ
مار کر اس کی ساری انتڑیاں باہر نکال دے شیر وار بچا رہا تھا ریچھ نے
شیر کے پیٹ پر پنجہ مارنے کی کوشش کی تو پتھر پر سے اس کا پیر پھسل گیا
اور وہ زمین پر گر پڑا شیر شاید یہی انتظار کر رہا تھا اس نے ریچھ کے اوپر
غصے میں گرج کر چھلانگ لگا دی اور ریچھ کی گردن پر ایسا پنجہ مارا کہ
اس کی گردن ڈھلک گئی اب ریچھ اس کے نیچے بے بس ہو کر پڑا تھا
اور شیر اسے روئی کی طرح دھنک رہا تھا جب ریچھ بالکل ختم ہو گیا تو

شیر نے ایک فاتحانہ نعرہ لگایا اور دم ہلاتا جنگل میں غائب ہو گیا۔

اس دوران میں بے چاری ماریا درخت کے اوپر بیٹھی رہی وہ سوائے ڈرتی رہنے کے اور کچھ نہ کر سکتی تھی شیر چلا گیا تو اس کی جان میں جان آئی اب رات کا اندھیرا جنگل میں پھیلنے لگا تھا اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ درخت سے نیچے اتر آئے بھوک بھی لگ رہی تھی مگر وہ درخت پر ہی بیٹھی رہی وہیں بیٹھے بیٹھے اسے نیند آ گئی وہ سوئی رہی صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو سارے جنگل میں سورج کی روشنی پھیل چکی تھی اور درختوں پر پرندے صبح کے سہانے گیت گا رہے تھے ماریا آہستہ آہستہ نیچے اتر آئی وہاں ریچھ کی لاش ویسے ہی پڑی تھی ماریا وہاں سے ہٹ کر جنگل میں ایک طرف کو چل پڑی ایک جگہ اس نے جنگلی پھل کھا کر ندی میں سے پانی پیا اور خدا کے بھروسے جنگل میں اپنا سفر شروع کر دیا۔

بھوتوں کا حملہ

چلتے چلتے ماریا جنگل کے گنجان حصے میں پہنچ گئی۔ جنگل کے اس
علاقے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی ایک عجیب بات یہ تھی کہ
درختوں پر کوئی پرندہ نہیں تھا کسی جانور کی آواز تک سنائی نہیں دے
رہی تھی ہوا بند تھی اور کسی درخت یا جھاڑی کی ٹہنی تک نہیں ہل رہی تھی
ماریا نے اس قسم کا جنگل زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا درخت اور سبزہ
اتنا گھنا تھا کہ دھوپ شاخوں میں ہی الجھ کر رہ گئی تھی سایوں پر
اندھیروں کا گمان ہوتا تھا یہ ایک آسیبی جنگل معلوم ہو رہا تھا ماریا کو
چلتے چلتے خوف محسوس ہونے لگا اسے ہر قدم پر یوں لگتا جیسے کوئی شخص
اس کا پیچھا کر رہا ہے اس نے چلتے چلتے کئی بار اپنے پیچھے قدموں کی

آواز سنی مگر جب بھی وہ پلٹ کر پیچھے تکتی وہاں کوئی نہ ہوتا ایک بار تو ماریا نے صاف کسی آدمی کی آواز سنی جو اسے پکار رہی تھی۔

ماریا کا دل زور زور سے دھڑ کنے لگا ذرا غور کریں اگر دو پہر کو ایک سنسان جنگل میں آپ کو اپنے پیچھے کسی شخص کی ڈراوٗنی سی آواز سنائی دے تو آپ پر کیا اثر ہوگا اگر چہ ماریا بڑی بہادر لڑکی تھی پھر بھی وہ ڈر گئی اور دل ہی دل میں خداوند کو یاد کر کے دعائیں مانگنے لگی اچانک جنگل میں کسی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا یہ ہاتھ بھاری اور ٹھنڈا تھا ماریا وہیں رک گئی اس نے کنکھیوں سے ہاتھ کو اپنے کندھے پر دیکھا اس ہاتھ پر جگہ جگہ سیاہ بال اگے ہوئے تھے وہ کسی بھاری بھر کم ریچھ کا ہاتھ لگتا تھا ماریا ڈر کر چیخ مارنا چاہتی تھی مگر خاموش رہی اس کا گلا خشک ہو گیا اور اس کے حلق سے کوئی آواز نہ نکل سکی اس نے سوچا کہ وہ وہاں سے بھاگ جائے مگر اس کے پاؤں ایک ایک

من کے ہو گئے تھے اس نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس کا پاؤں زمین سے نہ اٹھ سکا قریب تھا کہ وہ غش کھا کر گر پڑے کہ اس دیو کے ہاتھ نے ماریا کو اپنی طرف کھینچنا شروع کیا ماریا نے زمین پر اپنے قدم جما لیے اور واپس مڑنے سے انکار کر دیا ہاتھ کا وزن بڑھتا گیا ماریا نے بھی بڑے حوصلے اور بہادری سے کام لے کر قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی جو شخص ہمت سے کام لے کر نکل جانے کی کوشش کرے خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے ماریا نے بھی ہمت سے کام لینے کا فیصلہ کر لیا تھا چنانچہ خدا نے اس کی مدد کی اور وہ ایک دم اٹھ کر بھاگنے لگی دیو کا ہاتھ چھوٹ گیا ماریا اس خوف ناک پنجے سے نکل چکی تھی اور جنگل میں کسی نامعلوم منزل کی طرف بھاگی جا رہی تھی اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہے اس کے پاؤں اور کپڑے جھاڑیوں سے الجھ رہے تھے اس کے بال درختوں کی شاخوں اور پتوں میں الجھ رہے تھے اس

کے بال درختوں کی شاخوں اور پتوں میں الجھ رہے تھے اس کے پاؤں میں کانٹے چبھ رہے تھے مگر وہ بھاگی جا رہی تھی۔
اب اس کے پیچھے ڈراؤنی چیخیں سنائی دینے لگی تھیں ایک تلوار جسے آگ لگی تھی ماریا کے سامنے راستے میں آ کر گر پڑی ماریا نے کوئی پرواہ نہ کی اور آگے ہی آگے بھاگتی چلی گئی اب جلتے ہوئے تیر اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں آ کر گرنے لگے ڈراؤنی چیخیں زیادہ بلند ہو گئیں ان چیخوں میں ایسی خوفناک آوازیں بھی شامل تھیں جو روتے اور بین کرتے ہوئے ماریا کا نام لے لے کر اسے اپنی طرف واپس بلا رہی تھیں ماریا پر جادو سا ہونا شروع ہو گیا بھاگتے بھاگتے اس کا سر چکرانے لگا اس کے قدموں سے جیسے جان نکلنا شروع ہو گئی اس کے اندر طاقت کم ہونا شروع ہو گئی اس کا گلا خشک ہو گیا زبان سوکھ کر کانٹا بنتی گئی وہ نڈھال سی ہو گئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ

دہشت ناک آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں اور اس کا پیچھا کیوں کر

رہی ہیں۔

وہ مسلسل بھاگتی چلی جا رہی تھی اور اس کے بدن سے طاقت ختم ہوتی جا

رہی تھی ایک جگہ وہ گرنے ہی والی تھی کہ اچانک اسے جنگل کے

درمیان ایک بہت بڑے درخت کے نیچے ایک نیلے رنگ کی ہلکی ہلکی

روشنی سی دکھائی دی یہ روشنی گویا آسمان سے ایک نازک اور رنگین آبشار

کی مانند درخت کے اوپر گر رہی تھی ماریا کا سر بری طرح چکرا رہا تھا

اور اس کے آگے پیچھے اور ارد گرد تیروں، تلواروں اور نیزوں کی بارش

شروع ہو چکی تھی بھوتوں اور چڑیلوں کی چیخیں سارے جنگل میں گونج

رہی تھیں ماریا نے دیکھا کہ اس درخت کے نیچے ایک دبلا پتلا سا آدمی

آلتی پالتی مارے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے اس کے سر کے بال اس

کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے وہ پتھر کا بت بنا درخت کے نیچے بیٹھا

تھا ماریا کو حوصلہ ہوا کہ جنگل میں وہ اکیلی نہیں ہے بلکہ ایک مرد درخت کے نیچے بیٹھا ہے وہ بھاگتی ہوئی اس آدمی کے قدموں میں جا کر گر پڑی اور بولی۔

خدا کے لئے مجھے چڑیلوں سے بچاؤ۔

دبلے پتلے آدمی نے اپنی پتھرائی بند پلکیں کھول کر ماریا کی طرف دیکھا ماریا نے محسوس کیا کہ اس کی طرف دو آنکھیں نہیں بلکہ دو گہرے روشن سورج دیکھ رہے ہیں وہ سہم کر پرے ہٹ گئی دبلے پتلے جوگی کے چہرے پر بہت ہی نرم اور شگفتہ مسکراہٹ پیدا ہوئی ماریا نے یک لخت محسوس کیا کہ جنگل کی فضا میں سے چڑیلوں اور بھوتوں کی خوف ناک آوازیں آنا بند ہو گئی ہیں اس نے آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا نہ اب جلتے ہوئے تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور نہ اس کے دائیں بائیں نیزے اور تلواریں گر رہی تھیں۔

ماریا نے اس نیک درویش کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بابا! تم نے مجھے بچا لیا۔ نہیں تو چڑیلیں اور بھوت مجھے مار ڈالتے۔

درویش جوگی نے مسکرا کر کہا۔

بیٹی۔ دنیا میں کوئی چڑیل اور کوئی بھوت نہیں یہ سب کچھ انسان کا دماغ اپنے خوف کی وجہ سے پیدا کر دیتا ہے میری طرف دیکھو میں دس برس سے جنگل میں اس درخت کے نیچے بیٹھا خدا کی عبادت کر رہا ہوں مجھے کبھی کسی چڑیل یا جن بھوت نے تنگ نہیں کیا صرف اس لئے کہ میرا دماغ صحت مند اور بہادر ہے میں ڈرتا نہیں سوائے خدا کے اور کسی سے خوف نہیں کھاتا یہی وجہ ہے کہ کوئی بھوت، کوئی چڑیل، میرے قریب نہیں بھٹک سکتی۔

ماریا یہ سن کر حیران رہ گئی کہ وہ بزرگ دس برس سے اس درخت کے نیچے بیٹھا عبادت کر رہا ہے اس نے حیرانی سے پوچھا۔

بابا! کیا آپ کو کچھ حاصل ہوا۔؟

درویش نے کہا۔

میں نے صبر کرنا سیکھ لیا ہے اور یہ کامیابی کی پہلی سیڑھی ہے۔

تمہارا نام کیا ہے بابا! تم کون ہو اور یہاں کیوں بیٹھے ہو۔؟

درویش بزرگ نے کہا۔

بیٹی! میرا نام گوتم ہے میں کپل وستو کے راجہ سدودھن کا بیٹا ہوں میں انسانی دکھوں کا علاج تلاش کرنے کے لئے یہاں بیٹھا عبادت کرر ہا ہوں مجھے یقین ہے کہ میں ایک دن دنیا میں انسانوں کے دکھوں کا علاج ضرور تلاش کرلوں گا۔

ماریا نے کہا۔

بابا! کیا آپ نے انسانوں کے دکھوں کے لئے اپنا محل چھوڑ دیا۔

ہاں بیٹی! جب تک انسان کچھ دے نہ اسے کچھ نہیں مل سکتا انسان کو

کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ قربانی ضرور دینی پڑتی ہے
اگر انسان یہ سوچے کہ میں قربانی بھی نہ کروں اور کامیاب بھی ہو
جاؤں تو ایسا ہونا بڑا مشکل ہوتا ہے۔
ماریا ایک بات پر بڑا تعجب کر رہی تھی کہ اس درویش کے پاس آتے
ہی اس کے دل کو بڑا سکون آگیا تھا اور جنگل میں بھی ہر طرف گہری
خاموشی چھا گئی تھی اب وہاں نہ کسی چڑیل یا بھوت کی آواز تھی اور نہ
کوئی آسیب اس کے سر پر چھا رہا تھا ماریا دل میں ایک گہرے سکون کو
سائے کی طرح اترتا محسوس کر رہی تھی اس کا دل اب زور زور سے
نہیں دھڑکتا تھا اس کی سانس اب تیز تیز نہیں چل رہی تھی اس کا حلق
بھی اب خشک نہیں تھا۔ اس کی زبان پر پڑے ہوئے کانٹے بھی دور
ہو گئے تھے صرف اسے ہلکی ہلکی پیاس اور بھوک کا احساس ہونے لگا تھا
ماریا نے گوتم کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی روشنی پھیل

رہی تھی ماریا کے لئے اس نیک اور عظیم انشان کے چہرے پر نظریں
جمانا مشکل ہو رہا تھا اس نے کہا۔
بابا مجھے بھوک لگی ہے۔
گوتم ذرا مسکرایا اس نے اپنے جھونپڑے کی طرف اشارہ کیا۔
بیٹی! وہاں تمہیں کھانے کو کچھ مل جائے گا۔
ماریا وہاں سے اٹھ کر جھونپڑے میں آ گئی یہ ایک چھوٹی سی جھونپڑی
تھی جس کی چھت درخت کی شاخیں کاٹ کر بنائی گئی تھی اندر زمین پر
بھی درختوں کے سوکھے پتے بچھے ہوئے تھے پاس ہی مٹی کے پیالے
میں پانی تھا ماریا نے وہاں بیٹھ کر جنگلی پھل بڑے مزے سے کھائے
اور پیالے میں سے پانی پیا اس کا پیٹ بھر گیا اور بھوک پیاس پوری
طرح مٹ گئی وہ اسی جگہ سوکھے پتوں پر لیٹ کر سو گئی جس وقت وہ سو
کر اٹھی تو شام ہو رہی تھی اس نے جھونپڑی میں سے باہر نکل کر

دیکھا۔

گوتم اسی طرح درخت کے نیچے بیٹھا عبادت کر رہا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی ماریا خاموشی سے اس عظیم الشان ہستی کو دیکھتی رہی جو غریبوں اور دکھی لوگوں کی خوشی کے لئے اپنا محل اور گھر بار چھوڑ کر جنگل میں بھوکا پیاسا بیٹھا عبادت کر رہا تھا وہ جھونپڑی کے باہر بیٹھ کر گوتم کو عبادت کرتے دیکھنے لگی رات ہو گئی جنگل میں چاند نکل آیا جس کی نیلی نیلی روشنی درختوں سے چھن چھن کر آنے لگی ماریا بہت زیادہ تھکی ہوئی تھی وہ سوکھے پتوں پر لیٹ گئی اسے پھر نیند آ گئی اور وہ سو گئی۔

ابھی اسے سوئے ہوئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ رات کے وقت ایک خوفناک چیخ بلند ہوئی اس چیخ کی آواز سوائے گوتم بدھ کے کسی اور نے نہ سنی جنگل کے درخت اس چیخ کو سن کر اپنی اپنی جگہ سے ہل گئے مگر

گوتم بدھ اپنی جگہ پر اسی طرح بیٹھا رہا وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلا چیخ کے بعد عورتوں کے واویلا اور بین کرنے کی دردناک آوازیں سنائی دینے لگیں اگر کوئی اور ہوتا تو اس کا کلیجہ ہل جاتا مگر گوتم بدھ اپنی جگہ پر بڑے سکون کے ساتھ بیٹھا رہا۔

عجیب بات تھی کہ ماریا کو بھی کچھ معلوم نہ تھا اس پر بھی ان آوازوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا وہ گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی واویلا کی آوازیں بھی بند ہو گئیں اب جنگل میں چاروں طرف چڑیلیں نمودار ہوئیں اور انھوں نے قریب آ کر گوتم بدھ کو ڈرانا شروع کر دیا دوسری طرف سے لمبے لمبے دانتوں اور بھیانک چہروں والے بھوت سامنے آئے اور انھوں نے بھی گوتم بدھ کو وہاں سے ڈرا کر اٹھانے کی کوشش شروع کر دی مگر گوتم بدھ اپنی جگہ پر اسی طرح چٹان کی طرح مضبوطی سے بیٹھا رہا اس پر کسی بات کا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

چڑیلیں وہاں سے پریشان ہو کر بھاگنا شروع ہو گئیں بھوتوں نے اپنے اپنے کندھوں سے تیر کمان اٹھا کر ہاتھوں میں لیے ان میں تیر جوڑے اور ایک ساتھ نشانہ باندھ کر گوتم بدھ پر ہزاروں تیر چھوڑ دیئے مگر کرنا خدا کا کیا ہوا کہ سارے کے سارے تیر گوتم بدھ کے آگے دس قدم کے فاصلے پر آ کر زمین پر گر پڑے جیسے گوتم بدھ کے آگے کوئی شیشے کی دیوار کھڑی ہو اور سارے کے سارے تیر اس دیوار سے ٹکرا کر زمین پر گر پڑے ہوں بھوتوں نے ایک بار پھر گوتم بدھ پر تیروں کی بوچھاڑ ماری اس دفعہ بھی سارے تیر زمین پر اوندھے منہ گر پڑے اب بھوتوں نے شور مچانا شروع کر دیا ناچ ناچ، کر گوتم بدھ پر تیروں کی بارش شروع کر دی لیکن گوتم بدھ پر ان تیروں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا سارے تیر اس کے قدموں کے پاس زمین پر گر کر غائب ہوتے جا رہے تھے۔

آخر سارے بھوت ایک ایک کر کے غائب ہو گئے پھر اچانک بجلی زور سے چمکی اس کی کڑک نے سارے جنگل کو ہلا کر رکھ دیا اور روشنی میں سے ایک عورت ہاتھ جوڑ کر گوتم بدھ کے سامنے آئی اور بولی۔

مہاراج! میں آپ کی بیوی ہوں خدا کے لئے جنگل سے واپس آ جاؤ میں گھر پر تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں محل کی آسائش اور آرام تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

گوتم بدھ نے ایک بار جو پلکیں اٹھا کر اس عورت کی طرف دیکھا تو وہ ایک دم چڑیل بن گئی اس کے سر پر لمبے لمبے سانپ لٹکنے لگے اور اس کے لمبے لمبے دانت باہر کو نکل آئے یعنی وہ حقیقت میں گوتم بدھ کی بیوی نہیں تھی بلکہ ایک چڑیل تھی جو اس کی بیوی کی شکل اختیار کر کے اس کو سچی راہ سے بھٹکانے آئی تھی لیکن چونکہ شہزادہ گوتم ثابت قدم تھا ایک بار فیصلہ کر کے وہ اپنی جگہ ڈٹ گیا تھا اس لئے سارے بھوت

ساری چڑیلیں اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں تھیں انھوں نے گوتم بدھ کے
ارادے اور پختہ فیصلے کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور وہاں سے
بھاگ اٹھیں تھیں۔
اب ایک بڑی ہی ڈراؤنی شکل والا آدمی جس کا رنگ سیاہ اور آنکھیں
نیلی تھیں گوتم بدھ کے سامنے آ کر رقص کرنے لگا اس کے گلے میں
لمبے لمبے زہریلے سانپ لٹک رہے تھے اس نے کتنے ہی سانپ
ہاتھوں میں پکڑ رکھے تھے اس نے قریب آ کر کہا۔
اے شہزادے واپس اپنے محل میں چلے جاتو کیوں دکھی لوگوں کے
لئے اپنی جوانی اور آرام قربان کر رہا ہے قدرت نے جس کے لئے
دکھ لکھے ہیں اسے دکھ مل کر ہی رہیں گے واپس اپنے محل میں جا کر عیش
کی زندگی بسر کر۔
گوتم بدھ نے ہاتھ اٹھا کر اسے کہا۔

اے نفرت کے دیوتا۔! تو مجھے ہرگز نہیں ورغلا سکتا نا تو مجھے سچائی کی راہ سے ہٹا سکتا ہے میں نے انسانوں کی مصیبتوں، پریشانیوں اور دکھوں کو دیکھ کر اپنا عیش و آرام چھوڑا ہے میں انسان کی بھلائی کے لئے محل سے نکل کر یہاں جنگل میں آن بیٹھا ہوں میں ایک نہ ایک دن انسانی دکھوں اور خوشیوں کا راز ضرور پا لوں گا تو مجھے نہیں ورغلا سکتا جا اپنی منحوس شکل لے کر یہاں سے دفع ہو جا۔

گوتم بدھ کی آواز سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ اس سانپوں والے بھوت نے نفرت سے ایک قہقہہ لگایا اور ایک ایک کر کے گوتم پر سانپوں کو اچھالنا شروع کر دیا مگر کرنا خدا کا کیا ہوا کہ سانپ گوتم بدھ سے ایک فٹ کے فاصلے پر جا کر جل کر بھسم ہو جاتے ایک شعلہ سا بلند ہوتا اور سانپ جل کر راکھ ہو جاتا منحوس شکل والے بھوت کے سارے سانپ ختم ہو گئے اب آگ کے شعلے نے اس کی طرف لپکنا شروع کر دیا

جب شعلے نے اس کے سر پر حملہ کیا تو وہ چیخ مار کر وہاں سے غائب ہو گیا۔

اس کے بعد جنگل میں صبح کی ہلکی ہلکی نیلی اور پاکیزہ روشنی پھیلنی شروع ہو گئی درختوں پر پرندوں نے خدا کی شان میں میٹھے میٹھے گیت گانا شروع کر دیئے ماریا کی آنکھ کھل گئی اس نے دیکھا سارے جنگل میں ایک نور سا پھیلا ہوا تھا گوتم بدھ اسی طرح چہرے پر ہلکا ہلکا تبسم لیے درخت کے نیچے بڑے سکون کے ساتھ بیٹھا اپنے رب کی عبادت کر رہا تھا وہ اٹھ کر گوتم بدھ کے پاس آ کر بیٹھ گئی اس نے گوتم کے پاؤں چھو کر اسے سلام کیا اور بولی مجھے اجازت دو اے عظیم انسان مجھے اپنے بھائیوں کی تلاش میں بہت آگے جانا ہے۔

گوتم نے کہا۔

خدا تمہیں تمہارے بھائیوں سے ملا دے نیک دل بیٹی!

ماریا نے کہا۔

اے عظیم انسان کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ میں اپنے بھائیوں کو کہاں تلاش کروں۔؟

گوتم بدھ نے کہا۔

اے نیک دل بچی! میں تمہیں نہیں بتا سکتا ہوں میں خود اپنی تلاش میں ہوں۔ جس روز مجھے اپنا پتا مل گیا اس روز میں تمہارے بھائیوں کے بارے میں بھی بتا سکوں گا پھر بھی ایک نیک ہستی میری کچھ تو راہ نمائی کریں میں بڑی امید لے کر آپ کے قدموں میں آئی ہوں۔

گوتم نے ماریا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بیٹی! خدا تجھے تیرے بچھڑے ہوئے بھائیوں سے مل دے میں تمہیں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ مجھے شہر اجین کی طرف سے تمہارے بھائیوں کے سائے دکھائی دے رہے ہیں۔

یہاں سے شہر اجین کتنی دور ہے۔

جنگل سے نکل کر تم کو ایک دریا ملے گا اس دریا کے پار ایک اور جنگل ہے جس میں چٹانیں بھی ہیں اس جنگل سے باہر نکلو گی تو سامنے شہر اجین کی فصیل دکھائی دے گی خدا آپ کو خوش رکھے اے عظیم انسان۔

خدا تم پر بھی اپنی رحمت نازل کرے بیٹی!

ماریا نے گوتم بدھ کو سلام کیا اور شہر اجین کا ارادہ کر کے جنگل میں چل پڑی رات اس نے پھر ایک درخت پر سو کر گزاری دوسری روز جنگل میں چلتی رہی تیسرے روز صبح کے وقت جنگل ختم ہو گیا اور سامنے دریا بہہ رہا تھا اس دریا کو پار کر کے ماریا کو ایک اور جنگل میں داخل ہونا تھا۔

جہاں لاشیں جلتی ہیں

دریا پار کر کے ماریا دوسرے جنگل میں داخل ہو گئی یہ جنگل پہلے جنگل
کی طرح خوفناک اور زیادہ گھنا نہیں تھا یہاں گوتم کے فرمانے کے
مطابق جگہ جگہ سیاہ پتھریلی چٹانیں کھڑی تھیں اور چشمے بہہ رہے تھے
درختوں پر پھل بھی لگے ہوئے تھے ماریا نے ایک جگہ پھل کھائے
چشمے کا ٹھنڈا پانی پیا تو اس کی جان میں جان آ گئی تھوڑی دیر آرام
کرنے کے بعد وہ پھر آگے کی طرف روانہ ہو گئی سارا دن وہ جنگل
میں سفر کرتی رہی رات کو ایک چٹان کے اوپر چڑھ کر اس نے ساتھ
رکھے ہوئے پھل کھائے پانی پیا اور سوکھے پتے بچھا کر سو گئی ساری
رات وہ سکون کے ساتھ سوئی رہی اس جنگل میں درندے بالکل نہیں

تھے وہ بڑے آرام سے سوئی رہی۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو سورج کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی چٹان پر سے اتر کر اس نے آگے چلنا شروع کر دیا یہاں اسے ایک چھوٹا سا کچا راستہ نظر آیا اس سے معلوم ہوا کہ یہاں سے لوگ گزرتے رہتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ وہ آبادی کے قریب قریب پہنچ چکی تھی ماریا کو بڑی خوشی ہوئی ایک جگہ اسے دو چار جھونپڑے دکھائی دیئے ان کے باہر کچھ ننگ دھڑنگ بچے کھیل رہے تھے ماریا کو دیکھ کر ایک عورت جھونپڑے سے باہر آگئی ماریا نے اس سے پوچھا۔

کیا پینے کے لئے پانی مل جائے گا۔

وہ عورت جلدی سے اندر جا کر پانی سے بھرا ہوا کٹورا لے آئی پانی پی کر ماریا نے اس سے پوچھا۔

اجین شہر کو کون سا راستہ جاتا ہے۔؟

عورت نے کہا۔

یہی راستہ جاتا ہے مگر بہن تمہیں راستے میں رات ہو جائے گی بہتر یہ ہے کہ یہاں رات گزار کر صبح منہ اندھیرے سفر کرو پھر تم اکیلی بھی ہو رات کو سفر کرنا ٹھیک نہیں۔

ماریا پہلے ہی بہت تھکی ہوئی تھی اسے اس عورت کی تجویز پسند آ گئی اس نے کہا۔

اگر تمہیں تکلیف نہ ہو بہن تو میں یہاں رات بسر کرتے ہوئے خوشی محسوس کروں گی۔

مجھے ایک بہن کی مدد کر کے خوشی ہو گی تم میرے جھونپڑے میں بڑے شوق سے آرام کر سکتی ہو میرا خاوند شہر گیا ہوا ہے گھر میں سوائے میرے اور کوئی نہیں۔

ماریا جھونپڑی میں ٹھہر گئی۔

عورت نے ماریا کے آگے ابلے ہوئے موٹے چاول اور پانی لا کر رکھا
ماریا نے چاول کھا کر پانی پیا اور جھونپڑی کے اندر بانس کی کھاٹ پر
لیٹ گئی ایک عرصے کے بعد اسے کھاٹ پر لیٹنا نصیب ہوا تھا رات
بھر اسے ہوش نہ رہا صبح اٹھی تو بڑی تازہ دم تھی اس کی ساری تھکان اتر
چکی تھی وہ اپنے آپ کو بڑی ہشاش بشاش محسوس کر رہی تھی ناشتے پر
عورت نے ماریا کو اناس اور کیلے کھانے کو دیے جسے ماریا نے بڑے
شوق سے کھایا یہ پھل بھی اسے جنگل میں کہیں نہیں ملا تھا کیونکہ جنگلوں
میں جنگلی کیلوں کے درخت ہوتے ہیں جن کا پھل کچا اور خشک رہ جاتا
ہے ماریا سفر پر روانہ ہونے لگی تو اس عورت کا خاوند آ گیا۔
اس نے ماریا کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار کیا اور پوچھا۔
بیٹی تو اجین شہر میں کس کے پاس جانا چاہتی ہے؟
ماریا نے اسے بتایا کہ اس کے دو بھائی عنبر اور ناگ اس سے بچھڑ گئے

ہیں اور وہ ان کی تلاش میں اجین جا رہی ہے اس نے کہا۔

مگر بیٹی! تو ایک اجنبی شہر میں انھیں کہاں تلاش کرتی پھرے گی کیا وہاں تو کسی کو جانتی ہے۔؟

نہیں تو۔اجین میرے لئے ایک نیا شہر ہے۔

پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہاں تمہارے بھائی رہتے ہیں۔

یہ بات مجھے ایک بزرگ درویش نے بتائی تھی کہ میرے بھائی مجھے شہر اجین میں ہی ملیں گے۔

چلو یہ بھی ٹھیک ہوا مگر تو انھیں کہاں تلاش کرتی پھرے گی۔

پھر بابا! میں کیا کروں؟ مجھے ہر حال میں اپنے بھائیوں کو تلاش کرنا ہے مجھے ان کے پاس جانا ہے میں اپنے بھائیوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

عورت اور اس کا خاوند سوچ میں پڑ گئے آخر اس آدمی نے کہا۔

بیٹی! میرا ایک چھوٹا بھائی اجین شہر میں ایک شمشان بھومی میں مردوں کو جلانے پر نوکر ہے اگر تم اس کے پاس جانا چاہو تو چلی جاؤ وہ تمہاری مدد بھی کرے گا اور تم اس کے پاس قیام بھی کر لینا کیا تم تیار ہو؟

ماریا نے سوچا کہ وہ اجنبی شہر میں کہاں ماری ماری پھرے گی بہتر ہے کہ کسی شریف آدمی کے پاس جا کر ٹھہر جائے اور پھر اس کی مدد سے شہر میں اپنے بھائیوں کو تلاش کرے اس نے کہا۔

ہاں بابا! میں آپ کے بھائی کے پاس ٹھہر جاؤں گی۔

شاباش بیٹی! مجھے تم سے یہی امید تھی اس سے جا کر میرا ذکر کرنا اور کہنا کہ میں نے تمہیں اس کے پاس بھیجا ہے مردوں کو جلانے کا قبرستان شہر اجین کے مشرق کنارے پر ایک جھیل کے کنارے پر ہے میرے بھائی کا نام دیاس ہے۔

آپ کا بہت بہت شکریہ۔

ماریا ان لوگوں کا شکریہ ادا کر کے اور اجازت لے کر وہاں سے چل پڑی اسے جنگل میں ایک سیدھی اور مختصر راہ پر لگا دیا گیا تھا اس راستے پر چلتی ہوئی وہ شام ہونے سے پہلے ہی شہر کے قریب پہنچ گئی وہ جنگل سے باہر نکلی تو سامنے اجین شہر کی فصیل دکھائی دے رہی تھی ماریا ایک کچی سڑک پر چلتی ہوئی شہر کے قریب آ گئی یہاں سے اس نے شہر کے مشرقی کنارے کی طرف چلنا شروع کر دیا چلتے چلتے وہ ایک پرانے درختوں والی جھیل کے پاس پہنچ گئی یہی وہ جھیل تھی جس کے پاس وہ قبرستان تھا جہاں ہندو لوگ اپنے مردوں کو جلایا کرتے تھے۔

ماریا ڈرتے ڈرتے قبرستان کے اندر داخل ہوئی یہاں ہر طرف ایک ویرانی اور بربادی چھائی ہوئی تھی فضا میں جلے ہوئے مردوں کی بدبو پھیلی ہوئی تھی جگہ جگہ راکھ بکھری ہوئی تھی ایک پرانے سیاہ رنگ کی دیواروں والے مکان میں ایک تنگ سا دروازہ تھا جس کے باہر تلسی کا

درخت لگا تھا اس دروازے کے پاس ہی ایک ادھیڑ عمر کا آدمی بیٹھا چولہے پر مٹی کا لیپ کر رہا تھا ماریا اس کے پاس آ کر رک گئی اس آدمی نے آنکھ اٹھا کر پوچھا۔

کون مر گیا ہے۔؟ لاش کب آئے گی۔؟

ماریا نے کہا۔

بابا! میرا کوئی نہیں مر گیا ہے۔

آدمی نے چونک کر ماریا کی طرف دیکھا۔

تو پھر تم یہاں کیا لینے آئی ہو۔؟

ماریا نے جب اسے ساری بات بتائی کہ اسے اس کے بھائی نے بھیجا ہے تو وہ اٹھ کھڑا ہو گیا اور بہت خوش ہوا اس نے کہا۔

بیٹی اس گھر کو اپنا گھر ہی سمجھو۔ میں یہاں اپنی بیٹی شانتا کے ساتھ رہتا ہوں وہ اوپلے لینے گئی ہے تم اس کھاٹ پر بیٹھو وہ ابھی آ رہی ہو گی۔

ماریا چار پائی پر بیٹھ گئی اس آدمی نے ماریا کو کانسی کے ایک کٹورے میں دودھ لا کر پلایا تھوڑی دیر بعد اس کی بیٹی شاشتا بھی آ گئی یہ ماریا سے عمر میں بڑی تھی اور بڑی نیک دل عورت معلوم ہوتی تھی شاشتا کے باپ نے اسے بتایا کہ ماریا کو اس کے بھائی نے بھیجا ہے اور اسے شہر اجین میں اپنے دو بھائیوں کی تلاش ہے شاشتا نے مسکرا کر ماریا کی طرف دیکھا اور کہا۔

فکر نہ کرو بہن! اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھو ہم سے تمہاری جو خدمت ہو گی کریں گے اور تمہارے بھائیوں کو تلاش کرنے میں بھی تمہاری مدد کریں گے۔

ماریا نے اس گھر میں رہنا شروع کر دیا۔

اس نے شاشتا کے باپ کو عنبر اور ناگ کے حلیے بتا دیئے تھے وہ دن میں تھوڑی دیر کے لئے شہر جاتا اور عنبر اور ناگ کو ادھر اُدھر تلاش کرتا

رہتا کبھی کبھی ماریا بھی شانتا کے ساتھ شہر چلی جاتی اور اپنے بھائیوں کو تلاش کرتی مگر عنبر اور ناگ اسے کہیں بھی دکھائی نہ دیتے۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ عنبر اور ناگ ابھی شہر اجین میں نہیں پہنچے تھے وہ ابھی اسی جنگل میں تھے جسے پار کر کے ماریا شہر میں داخل ہوئی تھی سفر کرتے کرتے دونوں دوست تھک گئے تھے ان کو دس روز سفر کرتے ہو گئے تھے چٹانوں والے جنگل میں پہنچ کر وہ ایک جگہ سوکھے پتوں پر لمبی تان کر سو گئے وہ سارا دن اور ساری رات سوتے رہے اگلے روز صبح کو اٹھے تو بہت تازہ دم اور ہشاش بشاش تھے ان کی ساری تھکن دور ہو گئی تھی۔

بھائی! ہمیں امید ہے کہ تھوڑی دیر بعد ہم اجین پہنچ جائیں گے مگر مجھے رہ رہ کر ماریا بہن کا خیال آ رہا ہے خدا جانے بے چاری کس حال میں ہو گی اور کہاں ہو گی۔

ناگ بولا۔

میرا دل کہتا ہے کہ وہ مصیبت میں نہیں ہے اور بہت جلد ہماری اس سے ملاقات ہو جائے گی۔

کبھی کبھی میرا دل بھی یہی کہتا ہے۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہوا تھا کہ دونوں دوست اسی جنگل سے گزرے تھے جس میں سے ماریا گزری تھی مگر ان کی ملاقات نہ تو گوتم سے ہوئی تھی اور نہ انھیں راستے میں اس عورت کا جھونپڑا دکھائی دیا جس کے خاوند نے ماریا کو شہر میں اپنے بھائی کے پاس قبرستان میں بھیجا تھا وہ چلتے چلے گئے اور دوپہر کے وقت جنگل سے باہر نکل آئے سامنے اجین شہر کے مکانات دکھائی دے رہے تھے وہ بڑے خوش ہوئے کہ آخران کا کٹھن سفر ختم ہوا اور وہ سفر پر پہنچ گئے۔

دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر کے دروازے میں سے گزرنے لگے تو

پہرے داروں نے روک لیا۔

تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آرہے ہو؟

عنبر نے آگے بڑھ کر کہا۔

ہم دونوں بھائی ہیں ہم ملک شام سے آرہے ہیں تم یہاں کیا کرنے آئے ہو۔؟

ہم دونوں وید ہیں، حکیم ہیں، ہم جڑی بوٹیوں کی تجارت بھی کرتے ہیں اور بیماریوں کا علاج بھی کرتے ہیں۔

پہرے دار نے مسکرا کر کہا۔

یہ تو بڑی اچھی بات ہے مگر سب سے پہلے میری بیوی کا علاج کرو وہ دس ماہ سے سر درد میں مبتلا ہے اگر تم نے اس کا علاج کر دیا تو تم شہر میں جا سکو گے۔

عنبر کے لئے یہ کوئی پہلی آزمائش نہیں تھی ہزاروں سال سے وہ ایسا کرتا

آیا تھا اس نے پہرے دار کی یہ شرط منظور کر لی پہرے دار اسے ایک مکان میں لے گیا جس کی ڈیوڑھی میں بڑا سا دروازہ تھا دروازے کے اندر ایک کوٹھڑی میں اس پہرے دار کی بیوی بستر پر پڑی سر درد میں ہائے ہائے کر رہی تھی عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا ناگ نے فوراً تھیلے میں سے پتھر کی شیشی نکال کر اسے تھما دی عنبر نے پتھر کی شیشی کھول کر تیل نکالا اور اس عورت کے ماتھے پر مل دیا تیل نے جادو کا اثر دکھایا تیل کے ماتھے پر ملتے ہی عورت کا سر درد غائب ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اس کا خاوند یعنی پہرے دار تو حیران رہ گیا کیونکہ وہ دس ماہ میں تمام حکیموں کا علاج کروا چکا تھا اور کوئی فائدہ نہ ہوا تھا اس نے عنبر کا شکریہ ادا کیا۔

عنبر نے کہا۔

کیا اب ہمیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔؟

پہرے دار کہنے لگا۔

صرف اجازت ہی نہیں ہے بلکہ اگر تمہیں کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ میں تمہاری ہر طرح کی مدد کروں گا عنبر نے کہا۔

کیوں ناگ ہمیں کسی کی مدد کی ضرورت ہے۔

ناگ نے کہا ہمیں صرف شہر میں داخل ہونے کی ضرورت ہے۔

عنبر اور ناگ شہر میں داخل ہو گئے اجین کا شہر بڑا پرانا شہر تھا مکانوں کی دیواریں پرانی تھیں جگہ جگہ مندر تھے جھیلوں اور باغوں میں پھول کھل رہے تھے شہر کے وسط میں راجہ کا محل تھا جس کے میناروں پر جھنڈے لہرا رہے تھے دونوں دوست پوچھتے پوچھتے ایک سرائے کے باہر پہنچ گئے انھوں نے سرائے کے برہمن مالک سے پوچھا کہ رہنے کو کوٹھڑی مل جائے گی؟ برہمن نے پوچھا۔

کیا تم برہمن ہو۔؟

نہیں۔ ہم برہمن نہیں ہیں۔

یہ تو اچھی بات ہے پھر یہاں سے بھاگ جاؤ۔ تمہارے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

عنبر اور ناگ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور سرائے کے مالک نے سرائے کا دروازہ بند کر لیا معلوم ہوا کہ وہاں ذات پات اور چھوت چھات کا بڑا زور ہے اور کوئی غیر برہمن کسی برہمن کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔..........

لال رومال

ریاست اجین پر ایک راجہ کی حکومت تھی۔
یہ راجہ بڑا اکٹر برہمن تھا اور اپنے دربار میں کسی ایسے شخص کو داخل نہیں ہونے دیتا تھا جو برہمن نہ ہو شہر کے ہر محلے میں ایک مکھیا حکومت کرتا تھا جو خود بھی برہمن تھا۔
شہر کے نیچ لوگ اچھوتوں کو شہر سے باہر نکال دیا گیا تھا ان کی بستی شہر سے باہر شمشان بھومی یعنی مردے جلانے والے قبرستان کے پاس تھی وہاں ذات پات کی تقسیم اور چھوت چھات اس قدر زیادہ تھی کہ اگر کسی برہمن ہندو کے ساتھ کوئی اچھوت چھو بھی جاتا تو برہمن فوراً دریائے گنگا پر نہانے چلا جاتا اور اچھوت کو زمین میں زندہ گاڑ دیا جاتا، اگر

کوئی اچھوت غلطی سے کسی مندر میں داخل ہو جاتا تو اس کے دونوں پاؤں کاٹ کر اسے کسی گہری کھائی میں پھینک دیا جاتا۔
بے چارے اچھوتوں کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ شہر میں آ کر گھوم پھر سکیں وہ شہر کے باہر والی بستی میں رہتے تھے اور ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں تھا ہر سال مذہبی تہوار کے موقع پر برہمن اپنے خاص پجاری کو اس بستی میں بھیجتے وہ اچھوتوں کا سب سے خوب صورت بچہ قربانی کے لئے چن کر لے جاتے بچے کے ماں باپ روتے پیٹتے رہ جاتے مگر ان کی داد فریاد سننے والا کوئی نہ ہوتا سرائے کے مالک سے عنبر اور ناگ نے جب یہ کہا کہ وہ برہمن نہیں ہیں تو یہ انھوں نے سب سے بڑی غلطی کی تھی کیوں کہ کوئی بھی غیر برہمن شہر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔
لیکن ان کو اس بات کا علم نہیں تھا وہ بڑے مزے سے بازاروں میں گھومتے پھرتے اور رات کے وقت وہ ایک مندر کے باہر جا کر

کھڑے ہو گئے یہاں سانپوں کی پوجا ہوتی تھی ایک موٹے پیٹ والا پجاری مندر کے لیے بھیڑوں کے آگے چارہ ڈال رہا تھا ناگ نے آگے بڑھ کر کہا۔

کیا اس مندر میں رات بسر کرنے کے لئے کوئی جگہ مل سکتی ہے۔

موٹے پجاری نے بڑے غور سے سر سے پاؤں تک ان کو دیکھا اور پوچھا۔

تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ وید ہیں اور جڑی بوٹیوں سے علاج کرتے ہیں پجاری ذرا پرے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

کیا تم برہمن نہیں ہو۔؟

وہ کیا ہوتا ہے۔ پہلے بھی ایک سرائے کے مالک نے ہم سے یہی پوچھا تھا۔

پجاری کہنے لگا۔
اگر تم برہمن نہیں ہو تو فوراً اس شہر سے نکل جاؤ نہیں تو تم کو زندہ زمین میں دفن کر دیا جائے گا بھاگو............. بھاگو یہاں سے.........
عنبر اور ناگ سوچ میں پڑ گئے انھوں نے سوچا کہ آخر وہ کہاں در بدر مارے مارے پھرتے رہیں گے کیوں نہ اس پجاری کی منت سماجت کر لی جائے ناگ نے کہا بابا ہم غریب پردیسی لوگ ہیں ہم اس شہر کی بڑی تعریف سن کر یہاں آئے ہیں کچھ روز شہر کی سیر کر کے واپس چلے جائیں گے آپ ہمیں مندر میں دو چار روز ٹھہرنے کی اجازت دے دیں آپ کی بڑی مہربانی ہو گی پجاری نے جھڑک کر کہا۔
کہہ جو دیا کہ جو برہمن نہیں اس کے لئے یہاں کوئی جگہ نہیں میں اپنے مندر کو تم لوگوں سے ناپاک نہیں کروانا چاہتا ناگ دیوتا ناراض ہو جائے گا۔

ناگ نے کہا۔

میں ناگ دیوتا کو منالوں گا بابا!

بکواس بند کرو۔ پجاری چیخ اٹھا تم کون ہوتے ہو ہمارے ناگ دیوتا کا نام لینے والے؟ تم برہمن نہیں ہو تم جانور ہو ملیچھ ہو اگر تم یہاں سے نہ ہلے تو میں تم پر سانپ چھوڑ دوں گا۔

ناگ بولا۔

بے شک ہم پر زہریلے سانپ چھوڑ دو۔ ہم یہاں سے نہیں ہلیں گے۔

اچھا تو ابھی مزہ چکھائے دیتا ہوں۔

اب وہاں دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے انہوں نے بھی عنبر اور ناگ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا تھا کسی نے کہا یہ جانور ہیں انھیں زندہ زمین میں گاڑ دو کسی نے کہا یہ اچھوت ہو کر ہمارے مقدس مندر میں آئے ہیں ان کے پاؤں کاٹ دو کسی نے کہا ان پر زہریلے سانپ

چھوڑ دو۔

پجاری بولا۔

لوگو! یہ اچھوت ہیں انھوں نے ہمارے مندر میں آنے کی جرات کی ہے ان کو اس گناہ کی سزا ملے گی۔

پجاری نے ایک نوکر کو اشارہ کیا نوکر اندر سے ایک مرتبان لے آیا جو بڑے زہریلے سانپوں سے بھرا ہوا تھا۔

اب بھی یہاں سے دفع ہو جاؤ اگر تم نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو تم پر یہ سارے زہریلے سانپ چھوڑ دیئے جائیں گے بولو کیا کہتے ہو یہاں سے جاتے ہو یا نہیں؟ ناگ نے مسکرا کر کہا۔

نہیں............ہم نہیں جائیں گے۔

تو پھر اپنے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔

یہ کہہ کر پجاری نے مرتبان کو زمین پر الٹ دیا اس میں سے کتنے ہی

زہریلے سانپ نکل کر فرش پر رینگنے لگے ان میں ایک بڑا سانپ بھی تھا جو اپنا پھن پھیلا کر کھڑا تھا سارے سانپ ناگ کی طرف اور عنبر کی طرف بڑھنے لگے بڑا سانپ عنبر اور ناگ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا اور جھومنے لگا مگر ناگ اور عنبر ذرا بھی نہ ڈرے وہ اپنی جگہ پر کھڑے مسکرانے لگے تھے پھر ناگ نے آگے ہاتھ بڑھایا اس کا ہاتھ بڑھانا تھا کہ ناگ نے اپنا پھن سمیٹ لیا اور زمین پر بیٹھ گیا دیکھتے دیکھتے وہاں سارے سانپ زمین کے ساتھ لگ کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔

پجاری اور لوگ بڑے حیران تھے کہ یہ کیا عجوبہ شے ہو رہی ہے کیوں کہ وہ سارے کے سارے سانپ بے حد زہریلے اور سنگ دل سانپ تھے انھوں نے کبھی کسی شخص کو معاف نہیں کیا تھا وہ ہر ایک کو بے دریغ ڈس لیا کرتے تھے لیکن اس وقت وہ عنبر اور ناگ کے سامنے بھیگی بلی بنے بیٹھے تھے ناگ نے ہاتھ آگے بڑھا کر بڑے پھن دار

سانپ کو ہاتھ میں پکڑ کر لہرایا اور پجاری کے اوپر پھینک دیا پجاری چیخ مار کر پیچھے ہٹا مگر سانپ اس کی گردن کے گرد لپٹ چکا تھا لوگ ادھر اُدھر بھاگ گئے پجاری کا رنگ زرد ہو گیا اسے پسینے آ گئے ناگ نے کہا۔

اس وقت تمہاری موت اور زندگی میرے ہاتھ میں ہے اگر میں سانپ کو ذرا سا بھی اشارہ کر دوں تو وہ تمہیں ایک پل کے اندر اندر ڈس کر ہلاک کر دے گا بولو ہمیں مندر میں رہنے کو جگہ دیتے ہو یا نہیں۔؟

پجاری نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

تمہیں اجازت ہے تم میری کوٹھڑی میں آ کر ٹھہر سکتے ہو بھگوان کے لئے مجھے اس سانپ سے نجات دلاؤ میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں۔

ناگ نے آگے بڑھ کر پجاری کے گلے سے سانپ کو اتار لیا اور زمین پر پھینک دیا بڑا سانپ اپنے آپ رینگتا ہوا مرتبان کے اندر چلا گیا

اس کو دیکھ کر باقی چھوٹے سانپ بھی اس کے پیچھے پیچھے مرتبان میں گھس گئے۔

دونوں دوستوں کو مندر میں ایک کوٹھڑی رہنے کے لئے مل گئی سارا دن وہ شہر میں سیر کرتے اور رات کو کوٹھڑی میں آ کر سو جاتے ادھر ماریا کی سہیلی شانتا بھی کسی وقت دن میں شمشان سے باہر نکل کر شہر میں چکر لگا کر عنبر اور ناگ کو تلاش کرتی اور پھر واپس اپنے گھر چلی جاتی ایک روز ماریا بھی اس کے ساتھ شہر کی سیر کو گئی مگر اسے اپنے بھائی نظر نہ آئے۔

اب زرتاش ٹھگ کی بھی سنیے۔

وہ وارانا شی میں راجہ کے دربار میں پہنچ گیا اس کے اس مرتبان میں سانپ تو نہیں تھا مگر جھوٹے جواہرات بھرے ہوئے تھے اس نے راجہ کے دربار میں جھک کر سلام کیا اور کہا۔

اے راجہ! مہاراجہ! میں ملک یمن سے آپ کے لئے ایسے ایسے جواہرات لایا ہوں کہ جس کی مثال ساری دنیا میں نہیں مل سکتی۔
راجہ نے خوش ہو کر کہا۔
ضرور دکھاؤ جوہری۔ ہمیں سچے جواہرات کی بہت تلاش ہے ہم اپنی نئی رانی کو جواہرات کا تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں زرتاش ٹھگ نے جواہرات مرتبان میں سے نکال کر راجہ کے آگے پھیلا دیئے اگرچہ وہ سارے کے سارے جواہرات نقلی تھے لیکن ان کی چمک دمک بہت زیادہ تھی راجہ کے وزیر نے جواہرات دیکھ کر کہا۔
مہاراج! یہ جواہرات تو بڑے خوب صورت ہیں میں نے ایسے ہیرے اپنی ساری زندگی میں نہیں دیکھے۔
راجہ نے زرتاش ٹھگ سے کہا۔
ہمیں یہ جواہرات پسند ہیں جوہری! ہم اس کے عوض تمہیں بہت سا

انعام دیں گے۔

راجہ نے اشارہ کیا ایک غلام سونے کی اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا لایا

راجہ نے کہا۔

یہ سونے کی اشرفیوں کا تھیلا جوہری کو دے دیا جائے زرتاش ٹھگ تھیلا لے کر واپس اپنی سرائے میں آ گیا اس نے کھول کر دیکھا تھیلا سونے کی قیمتی اشرفیوں سے بھرا ہوا تھا وہ بہت خوش ہوا کیوں کہ دو پیسے کے جواہرات کے عوض اسے بہت دولت مل گئی تھی اب وہ یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح رات ہو جائے اور وہ وہاں سے نکل جائے زرتاش وہاں سے بھاگنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک اس نے راجہ کے وزیر کو اپنے کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔

آیئے وزیر صاحب۔ فرمایئے! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

وزیر نے بڑی مکاری سے مسکرا کر کہا۔

تم میری یہی خدمت کر سکتے ہو کہ ان اشرفیوں میں سے آدھی اشرفیاں مجھے دے دو۔

زرتاش نے حیران ہو کر پوچھا۔

وہ کس خوشی میں وزیر صاحب؟

وہ اس خوشی میں کہ تم نے راجہ کو جو ہیرے جواہرات دیئے ہیں وہ سارے کے سارے جعلی ہیں اور مجھے اس کا علم ہے۔

نہیں..........نہیں وزیر صاحب۔ آپ کو کسی نے غلط کہا ہے وہ جواہرات تو سارے کے سارے اصلی ہیں اور بڑے قیمتی ہیں۔

وزیر نے زرتاش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تم راجہ کو الو بنا سکے ہو مگر مجھے نہیں یاد رکھو اگر تم نے مجھے میرا حصہ نہ دیا تو میں ابھی جا کر راجہ کو بتا دوں گا کہ تم نے اسے جعلی ہیرے دیے ہیں اور پھر تمہارا جو حشر ہو گا اسے تم اچھی طرح جانتے ہو اس لئے بہتر یہی ہے کہ سونے

کی اشرفیوں میں سے آدھی اشرفیاں میرے حوالے کر دو۔

زرتاش ٹھگ سمجھ گیا کہ وزیر بغیر حصہ لیے اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا چنانچہ اس نے دل ہی دل میں وزیر سے چھٹکارا حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا اس نے کہا۔

بہت بہتر وزیر صاحب آپ جیتے میں ہارا لیکن میں اس جگہ آپ کے ساتھ سودا نہیں کر سکتا آپ گھر تشریف لے چلیں میں دوپہر کے بعد حاضر ہو کر آپ کا حصہ بڑے ادب سے آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

اور اگر تم نہ آئے تو۔

تو پھر آپ بڑی خوشی سے راجہ سے کہہ کر میری گردن کٹوا سکتے ہیں۔

میں تمہارا گھر پر انتظار کروں گا۔

میں دوپہر کے بعد ضرور پہنچ جاؤں گا۔

وزیر چلا گیا تو زرتاش ٹھگ گہری سوچ میں ڈوب گیا آخر وہ اپنے پہلے والے فیصلے پر قائم رہا اس نے سرخ رومال جیب میں ڈالا اشرفیوں کا تھیلا پلنگ کے نیچے چھپا کر ایک دوسرے تھیلے میں کنکر روڑے بھرے اور وزیر کے محل کی طرف روانہ ہو گیا وہ جس دروازے میں سے اندر داخل ہوا تھا اتفاق سے وہاں کوئی پہرے دار نہیں تھا چنانچہ کسی نے اسے اندر گھستے نہ دیکھا۔

وہ وزیر کے کمرے میں آ گیا۔

وزیر بڑی بے چینی سے ٹہل رہا تھا وہ زرتاش ٹھگ کا انتظار کر رہا تھا اس کا خیال تھا کہ زرتاش ٹھگ اسے آدھی دولت ضرور دے گا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ زرتاش ایک نامی گرامی ڈاکو ہے جو دولت کی خاطر لوگوں کو قتل کر دیتا ہے پھر وہ بھلا کیسے اسے آدمی دولت دے سکتا تھا زرتاش کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وزیر خوش ہو گیا اس نے

اسے کرسی پر بٹھایا اور کہا۔

مجھے خوشی ہوئی ہے کہ تم وعدے کے بڑے سچے ہو میرا خیال تھا کہ تم نہیں آؤ گے لیکن اگر تم نہ آتے تو میں بھی جا کر راجہ کو ساری بات بتا دیتا اور پھر تمہاری گردن اڑا دی جاتی۔

زرتاش نے ہنس کر کہا۔

وزیر صاحب۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ سے وعدہ کرتا اور پھر حاضر نہ ہوتا یہ تو آدھی دولت ہے بھگوان کی قسم! اگر آپ کو خوش کرنے کے لئے مجھے اپنی جان بھی دینی پڑے تو ہرگز ہرگز پروانہ کرتا۔

وزیر تو پھول کر کپا ہو گیا اپنی تعریف سن کر وہ بڑا خوش ہوا پھر اس نے زرتاش ٹھگ سے کہا۔

میرا خیال ہے کہ اب تمہیں تھیلا کھول کر میرے حصے کی اشرفیاں میرے حوالے کر دینی چاہیں۔

ضرور! ضرور! مگر ایک ذرا سی تکلیف دینا چاہتا ہوں آپ کو۔

کہو کہو! میری تکلیف کی پرواہ نہ کرو۔

زرتاش نے کہا۔

میری خواہش ہے کہ یہ اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا آپ اپنے مبارک ہاتھوں سے خود کھولیں اور اپنے حصے کی اشرفیاں گن کر الگ کر لیں۔

جیسے تمہاری مرضی۔

وزیر آگے بڑھا وہ جھک کر تھیلے کی رسیاں کھولنے لگا اس عرصے میں زرتاش ٹھگ اٹھ کر وزیر کے پیچھے ہو گیا تھا وزیر تھیلے کی گرہ کھول رہا تھا زرتاش ٹھگ نے جیب سے سرخ رومال نکال کر ایک ہاتھ میں پکڑ لیا۔

پھر وہ جھکے ہوئے وزیر پر تھوڑا سا جھکا اور بجلی ایسی تیزی کے ساتھ اس نے وزیر کے گلے میں رومال ڈالا اور اس سے پہلے کہ وزیر اٹھ کر

زرتاش کو پکڑتا اس نے زور سے ایک جھٹکا دیا اور دوسرے لمحے وزیر کی گردن کا منکا ٹوٹ چکا تھا وہ بے جان ہو کر گر پڑا۔
زرتاش ٹھگ نے وزیر کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے بارے میں سوچا پہلے اسے خیال آیا کہ کیوں نہ اسے دریائی نالے میں پھینک دیا جائے پھر اس نے سوچا کہ اگر وہ وزیر کی لاش کو کمرے میں ہی پڑا رہنے دے تو کسی کو اس پر شک نہیں ہو سکتا کیوں کہ کسی نے اسے محل کے اندر داخل ہوتے نہیں دیکھا چنانچہ زرتاش نے وزیر کی لاش کو وہیں چھوڑا اور چوری چوری محل سے باہر نکل کر اپنے گھر گیا۔
شام کو سارے شہر میں وزیر کی موت کی خبر پھیل گئی راجہ نے بھی سیاہ لباس پہن لیا چالیس روز تک شہر میں سوگ منایا گیا زرتاش کو بھی مجبوراً راجہ کی خوشی کی خاطر وہاں ٹھہرنا پڑا چالیس دنوں کے بعد زرتاش ٹھگ نے راجہ سے اجازت طلب کی اور سونے کی اشرفیاں

اونٹ پر لاد کر وارانا شی اپنے دریائے چمبل والے جنگلوں کی طرف روانہ ہو گیا اس دریا کنارے والے جنگل میں اس کی کمین گاہ تھی جہاں اس کے ساتھ ڈاکو اور ٹھگ رہتے تھے۔

بچے کی قربانی

زرتاش ٹھگ کا ساتھی گووند اجین آ گیا۔

وہ اجین کے ایک مشہور جوہری کے ہاں زرتاش کے جواہرات بیچنے آیا تھا اسے دو را یک روز اجین میں ٹھہرنا پڑا ایک دن وہ بازار سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر ماریا پر پڑ گئی ماریا اکیلی ہی ٹوکری میں پھل رکھے واپس قبرستان والے مکان کی طرف جا رہی تھی گووند نے اس کا پیچھا کیا دوسرے روز وہ کسی بہانے بابا کی جھونپڑی میں پہنچ گیا وہاں سوائے ماریا اور شانتا کے اور کوئی نہیں تھا گووند نے باتوں ہی باتوں میں معلوم کر لیا کہ ماریا کو اپنے بھائیوں کی تلاش ہے اس نے بڑی

کیا تمہارے بھائیوں کے نام عنبر اور ناگ تو نہیں؟

ماریا خوشی سے اچھل پڑی۔

ہاں یہی نام ہیں کیا تم نے انہیں دیکھا ہے بھائی؟

گووند نے یہ نام شانتا سے معلوم کر لیے تھے اس نے مسکرا کر کہا۔

اری لڑکی تو تو خوانخواہ ماری ماری پھر رہی ہے تمہارے بھائی تو ایک ماہ سے ہمارے گاؤں میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

کہاں ہے تمہارا گاؤں بھائی؟

یہاں سے کوئی ایک دن کے فاصلے پر ہے اگر تم چاہو تو میرے ساتھ چلی چلو میں کل صبح جا رہا ہوں............

شانتا نے کہا۔

ہاں ماریا یہاں کب تک انتظار کرو گی اس کے ساتھ چلی جاؤ۔

ماریا نے سب سے بڑی غلطی یہ کی کہ بھائیوں کی محبت کے جوش میں

وہ بغیر سوچے سمجھے گووند کے ساتھ اس کے ساتھ گاؤں جانے پر تیار ہو
گئی گووند اگلے روز آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا اس نے شانتا کو اپنے
ساتھ ملا لیا تھا شانتا نے مکاری سے کہا۔

ماریا بہن! اس وقت یہ سنہری موقع ہے کہ تمہیں تمہارے بھائی مل
سکتے ہیں اگر تم نے بابا سے بات کی یا اجازت لی تو وہ تمہیں اکیلی
جانے کی اجازت نہیں دے گے اور پھر تم کبھی اپنے بھائیوں سے نہیں
مل سکو گی اس لئے بہتر یہی ہے کہ کل تم چپکے سے گووند کے ساتھ چلی
جاؤ۔ میں گووند کو جانتی ہوں وہ بڑا شریف لڑکا ہے باقی جو کچھ ہوگا میں
سنبھال لوں گی میں بابا سے کہہ دوں گی کہ ماریا کا ایک بھائی آ گیا تھا
اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔

ماریا کو شانتا کی یہ تجویز دل سے پسند آئی اس نے کہا ٹھیک ہے شانتا
میں کل گووند کے ساتھ چپکے سے نکل جاؤں گی۔

اگلے روز گووند قبرستان سے باہر والی دیوار کے پاس پہنچ گیا۔
شانتا نے ماریا کو تیار کر رکھا تھا گووند نے ماریا کو ایک الگ گھوڑے پر بٹھا دیا خود بھی گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے ساتھ ہو اور شہر اجین کو چھوڑ کر وہ بظاہر اپنے گاؤں کی طرف اور حقیقت میں دریائے چمبل کے کنارے ٹھگوں کی کمین گاہ کی سمت روانہ ہو گئے سارا دن وہ دریا کے کنارے چلتے رہے راستے میں ایک جگہ بیٹھ کر انھوں نے کھانا کھایا ماریا نے پوچھا کہ گاؤں کب آ رہا ہے؟ گووند نے یہی کہا کہ بس آنے ہی والا ہے۔
آخر ایک مکام پر پہنچ کر وہ دریا کو چھوڑ کر جنگل میں داخل ہو گئے اب ماریا کو فکر ہوئی کہ کہیں اس کے ساتھ دھوکہ تو نہیں ہو رہا کیوں کہ وہ ان جنگلوں میں سے گزر چکی تھی اور اسے معلوم تھا کہ وہاں کوئی گاؤں نہیں ہے اس نے گووند کی طرف دیکھ کر کہا۔

کیا تم میرے ساتھ دھوکہ تو نہیں کر رہے۔

گووند نے کہا۔

ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ دیکھو درختوں کے اس پار میرا گاؤں ہے پس اب تو ہم منزل پر پہنچنے والے ہیں تم تو یونہی گھبرا رہی ہو۔

ماریا نے درختوں میں سے دیکھا وہاں بستی تو کوئی نہیں تھی البتہ ایک ویران محل کے کھنڈر ضرور دکھائی دے رہے تھے گووند ماریا کو اس کھنڈر میں لے گیا یہاں اس کے ساتھی موجود تھے ماریا ان ڈاکوؤں کو دیکھ کر چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی جب اسے ہوش آیا تو وہ ایک پتھر پر لیٹی ہوئی تھی اور اس کے سرہانے ایک بوڑھی عورت بیٹھی اسے پنکھا جھل رہی تھی ماریا نے نقاہت بھری آواز میں کہا۔۔

ماں جی میں کہاں ہوں۔؟

اس عورت کا چہرہ بڑا سنگ دل تھا وہ خود کوئی بہت بڑی چڑیل لگتی تھی

اس نے زور سے ماریا کے منہ پر تھپڑ مار کر کہا۔

بکواس بند کرو۔ خبر دار! جو زبان سے ایک لفظ بھی نکالا شام کو گووند نے آ کر ماریا کو دودھ اور چاول دیئے بے چاری ماریا کا بھوک سے دم نکلا جا رہا تھا مجبوراً دو چار نوالے زہر مار کیے اور ہاتھ جوڑ کر گووند سے پوچھا۔

بھائی! کے لئے مجھے بتاؤ کہ تم مجھے یہاں کیوں اور کس لیے لائے ہو۔

گووند نے قہقہہ مار کر کہا۔

تمہیں یہ پوچھنے کا حق نہیں ہے سنو میں نے تمہیں اغوا کر لیا ہے اب تم یہاں سے قدم بھی باہر نہیں رکھ سکتیں یہاں سے ایک رات ایک دن کے سفر پر ایک پہاڑی پر راجہ سنگرام کا قلعہ ہے راجہ نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں اسے نیلی آنکھوں والی کنیز لا کر دوں تو وہ مجھے ایک لاکھ سونے کی اشرفیاں دے گا بس میں تمہیں راجہ کے حوالے کر دوں گا اور

اس سے انعام لوں گا یہ میں تمہیں بتا دوں کہ اگر تم ساری زندگی بھی کوشش کرتی رہو تو یہاں سے فرار نہیں ہو سکتیں اس لئے یہ جرائت کبھی نہ کرنا۔

ماریا سر پکڑ کر بیٹھ گئی بے چاری اپنے بھائیوں کی تلاش میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی تھی اور ابھی خدا جانے اس کی قسمت میں کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھانی لکھی تھیں وہ سمجھ گئی کہ وہ بڑے ظالم ڈاکوؤں کے قبضے میں ہے اور وہاں سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتی اس پر بڑا سخت پہرہ لگایا گیا تھا اگر وہ اس کھنڈر سے نکل سکتی تو ہو سکتا تھا کہ وہ جنگل میں سے چھپتی چھپاتی جین پہنچ جاتی مگر اجین میں بھی اس کا کون تھا منہ بولی بہن شانتا نے اس کے ساتھ غداری کی تھی اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ صبر کر کے بیٹھ جائے اور حالات کے رخ بدلنے کا انتظار کرے۔

زرتاش ٹھگ ایک کام سے کسی ریاست میں گیا ہوا تھا وہ واپس آیا تو گووند نے اسے ماریا کے بارے میں بتایا کہ وہ اسے راجہ سنگرام کے پاس لے جا رہا ہے زرتاش ٹھگ بڑا خوش ہوا کہ گووند نے اتنا اچھا شکار مارا کہ جس کے عوض اسے لاکھوں اشرفیاں ملنے والی تھیں ماریا نے زرتاش ٹھگ کے آگے بھی رحم کی بھیک مانگنے کی کوشش کی لیکن زرتاش نے ماریا کو بالوں سے پکڑ کر زمین پر دھکا دے دیا اور ڈانٹ کر کہا۔

خبردار! اگر پھر مجھ سے رحم کی بھیک مانگی میں رحم کے نام سے ناواقف ہوں میرا کام تم ایسی لڑکیوں کو ایک پل میں ہلاک کرنا ہے۔

ماریا سہم کر بیٹھ گئی۔

تیسرے روز انھوں نے ماریا کی مشکیں کس کر اسے گھوڑے کے اوپر ڈالا گووند کے ساتھ چار ڈاکو تھے اور راجہ سنگرام کے قلعے کی طرف

روانہ ہو گئے راجہ سنگرام کا قلعہ وہاں سے کافی دور تھا اور راستہ بڑا دشوار گزار تھا ایک کچی پگ ڈنڈی پہاڑیوں اور ٹیلوں کے درمیان سے ہو کر اوپر کو جاتی تھی سارا دن سفر کرنے کے بعد رات کو انھوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈال دیا۔

ماریا کی مشکیں کھول دی گئیں اس کو کھانا دیا گیا۔ ماریا نے زہر مار کر کے کھانا کھایا اور سوچنے لگی کہ وہاں سے کیسے بھاگے اس کا خیال تھا کہ جب سب لوگ سو جائیں گے تو وہاں سے بھاگ جائے گی مگر ڈاکوؤں نے رات وہاں قیام کرنے کی بجائے کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کیا اور دوبارہ سفر شروع کر دیا ماریا کے ہاتھ پاؤں پھر رسی سے باندھ دیئے گئے۔

جنگل میں ہلکی ہلکی چاندنی پھیلی ہوئی تھی ماریا اپنے بھائیوں کو یاد کر کے چپکے چپکے آنسو بہا رہی تھی اسی طرح وہ ساری رات جنگل میں سفر

کرتے رہے صبح کے اجالے کے ساتھ سامنے پہاڑی کے اوپر سنگرام
کے قلعے کی دیوار نظر آنی شروع ہوگئی ڈاکوؤں نے پہاڑی کی چڑھائی
پر چڑھنا شروع کر دیا ایک پہر دن چڑھائی میں ہی گزر گیا جس وقت
یہ لوگ راجہ سنگرام کے قلعے کے باہر پہنچے تو انھیں سپاہیوں نے روک لیا
گووند نے آگے بڑھ کر ایک خاص انگوٹھی پہرے دار کو دکھائی انگوٹھی
گووند کو خاص طور پر راجہ نے دے رکھی تھی اور حکم دیا تھا کہ جو کوئی بھی
وہ انگوٹھی دکھائے اسے فوراً محل کے اندر آنے کی اجازت دی جائے۔
پہرے دار بھی انگوٹھی دیکھ کر ادب سے پرے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔
گووند ماریا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر قلعے کے اندر داخل ہو گیا قلعے
کی ڈیوڑھی میں پہنچ کر اس نے ماریا کے ہاتھوں اور پاؤں کی رسیاں
کھول دیں قلعے کے اندر انھیں ایک کمرہ دے دیا گیا گووند نے منہ
ہاتھ دھویا ماریا کو بھی غسل کے بعد نئے کپڑے پہنائے اور اسے

ساتھ لے کر راجہ کے محل کی طرف چل پڑا راجہ کے محل پر بھی زبردست پہرہ تھا مگر جادو کی انگوٹھی نے یہاں بھی اپنا کام دکھایا انگوٹھی کی شکل دیکھ کر ہی سپاہیوں نے دروازہ کھول دیا۔

راجہ اپنے خاص کمرے میں اپنے وزیر خاص کے ساتھ کسی مسئلے پر بات چیت کر رہا تھا جب اسے خبر ملی کہ گووند ایک نیلی آنکھوں والی لڑکی کے ساتھ آیا ہے تو اس نے فوراً وزیر کو رخصت کر دیا اور پہرے دار سے کہا۔

گووند کو اندر بھیج دیا جائے۔

تھوڑی دیر بعد گووند ماریا کو لے کر راجہ سنگرام کے کمرے میں داخل ہوا راجہ تو ماریا کی نیلی آنکھوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا اس نے ماریا کی نیلی آنکھوں میں جھانک کر کہا۔

بالکل اصلی ہیں ایک دم اصلی ہیں۔

سرکار بڑی تلاش کے بعد آپ کے لئے ہیرا ڈھونڈ کر لایا ہوں۔

راجہ کہنے لگا۔

گوند تم نے جس قدر محنت کی ہے ہم تمہیں اس سے زیادہ انعام دیں گے تم نے ہمارے لیے جو کنیز تلاش کی ہے ہمیں اس کنیز کی ضرورت تھی مہارانی بھی اس کنیز کو دیکھ کر بہت خوش ہو گی۔

گووند بولا۔

مہاراج آپ کی اور مہارانی کی خدمت کرنا تو ہمارا فرض ہے۔

راجہ کہنے لگا۔

ہم ابھی اسی وقت تمہیں انعام دیں گے۔

راجہ نے تالی بجا کر ایک غلام سے کہا کہ ایک لاکھ اشرفیوں سے بھرا ہوا توڑا فوراً لایا جائے راجہ کے حکم کی دیر تھی کہ وہاں غلاموں نے اشرفیوں سے بھرا ہوا توڑا لا کر رکھ دیا راجہ نے گووند سے کہا۔

گووند! یہ تمہارا انعام ہے ایک لاکھ سونے کی اشرفیاں کاش ہم اس سے زیادہ تمہیں انعام دے سکتے بہر حال اس کو قبول کرو ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی تم اسی طرح ہمارے کام آتے رہو گے ہم اپنے محل کو نیلی آنکھوں والی کنیزوں سے بھر دینا چاہتے ہیں تا کہ دوسرے راجاؤں کو یہ کہنے کی جرائت نہ ہو کہ راجہ سنگرام کے محل میں بدشکل کنیزیں ہیں۔

گووند نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

مہاراج بھگوان نے چاہا تو آپ کے محل کی کنیزوں کو لوگ دور دور سے دیکھنے آیا کریں گے آپ کے محل کا چرچا گلی گلی، شہر شہر، ہوگا۔

گووند نے ماریا کو راجہ سنگرام کے غلاموں کے حوالے کیا اور خود اسی روز شام کو وہاں سے نکل کر اپنی جنگل والی کمین گاہ کی طرف روانہ ہو گیا ماریا کو راجہ کے محل میں داخل کر دیا گیا وہاں دوسری کنیزیں بھی تھی

مگر سب کی کالی آنکھیں تھیں صرف ماریا کی آنکھیں نیلی تھیں اس لیے اس کی بہت حفاظت کی جاتی تھی اسے اتنی بھی اجازت نہ تھی کہ وہ محل سے باہر بھی جھانک سکے راجہ کو ڈر تھا کہ کہیں یہ کنیز بھاگ نہ جائے جہاں وہ رہتی تھی اس کے ارد گرد چوبیس گھنٹے تلوار لیے سپاہی پہرہ دیتے رہتے تھے ماریا جیتے جی قید میں پڑ گئی تھی وہ اپنے بھائیوں کو یاد کر کے دن رات آنسو بہاتی رہتی مگر اسکے بھائیوں کو اس کی حالت کا کوئی علم نہ تھا۔

عنبر اور ناگ اجین کے مندر میں رہ رہے تھے۔

شانتا نے بابا کو یہی بتایا تھا کہ ماریا اپنے آپ کہیں بھاگ گئی ہے بابا صبر کر کے بیٹھ گیا کرنا خدا کا کیا ہوا کہ خدا نے شانتا کے گھر ایک لڑکا دے دیا یہ لڑکا بڑا ہی خوب صورت تھا شانتا اچھوت تھی اسے معلوم تھا کہ اگر راجہ کو اور مندر کے پجاریوں کو معلوم ہو گیا کہ شانتا کے ہاں

ایک بڑا ہی خوب صورت بچہ پیدا ہوا ہے تو وہ اسے چھین کر لے جائیں گے اور ناگ دیوتا پر قربان کر دیں گے اس نے اپنے بچے کو گھر کے اندر چھپا لیا وہ اسے کبھی لے کر گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی مگر یہ بات چھپی نہ رہ سکی کسی نے مندر کے بڑے پجاری کو جا کر بتا دیا کہ شمشان بھومی والے اچھوت بابا کی لڑکی شانتا کے گھر ایک بہت خوبصورت لڑکا پیدا ہوا ہے پجاری بڑا خوش ہوا کیونکہ قربانی کا دن قریب آ رہا تھا اور اسے ابھی تک کسی اچھوت کا خوب صورت بچہ نہیں ملا تھا راجہ نے کہہ دیا تھا کہ اگر کوئی خوب صورت بچہ نہ ملا تو مجبوراً پجاری کے بیٹے کو قربان کر دیا جائے گا۔

اب جو پجاری نے یہ سنا کہ شانتا نام کی ایک اچھوت عورت کے ہاں خوب صورت لڑکا پیدا ہوا ہے تو وہ خوشی سے نہال ہو گیا اس نے راجہ کو اطلاع کر دی راجہ نے سپاہیوں کا دستہ پجاری کے ساتھ کیا اور انھوں

نے اچانک شانتا کے گھر پر حملہ کر کے بچے کو چھین لیا شانتا روتی چلاتی رہ گئی مگر سپاہیوں پر کوئی اثر نہ ہوا پجاری نے ٹھوکر مار کر شانتا کو دور کر دیا اور اس کا بچہ لے کر واپس مندر میں آ گئے مندر میں آ کر بچے کو دریائے گنگا کے پانی سے غسل دیا گیا اس پر خوشبوئیں چھڑکیں گئیں اسے پاک کیا گیا اور پھر ایک پرانی پجارن عورت کے حوالے کر دیا گیا جس نے بچے کی دیکھ بھال شروع کر دی۔

جس کوٹھڑی میں بچے کو رکھا گیا تھا وہاں کوئی چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تھی راجہ کا حکم تھا کہ بچے کو قربانی کے روز تک اسی کوٹھڑی میں رکھا جائے شانتا کا برا حال ہو رہا تھا آخر وہ اپنے بچے کی ماں تھی ماں کیسے برداشت کر سکتی ہے کہ اس کے بچے کو دیوتا کے بت کے آگے ڈال کر قتل کر دیا جائے مگر راجہ کے سامنے وہ کچھ نہ کر سکتی تھی وہ سارا دن بے ہوش رہی ہوش آیا تو رونے لگی اپنے بچے کو آوازیں دینے لگی اس کے

باپ نے بیٹی کو بڑا دلاسہ دیا کہ بھگوان کو یہی منظور تھا مگر شانتا کو کیسے صبر آتا۔

چنانچہ ایک رات کو وہ اپنی کوٹھڑی سے نکلی اور مندر کی طرف روانہ ہو گئی اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ یا تو مر جائے گی یا بچے کو ظالم پجاری سے چھین کر لے آئے گی وہ اندھیرے میں چھپتی چھپاتی مندر تک پہنچ گئی ابھی وہ ڈیوڑھی سے باہر ایک چٹان کے پیچھے کھڑی اندر جانے کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ وہاں سے عنبر اور ناگ کا گزر ہوا انھیں معلوم ہو چکا تھا کہ پجاری نے کسی اچھوت عورت کا بچہ قربانی کے لئے حاصل کر لیا ہے وہ اس قربانی کے سخت خلاف تھے اور سوچ رہے تھے کہ بچے کو کس طرح بچایا جائے انھوں نے جو ایک عورت کو چٹان کے پیچھے چھپتے دیکھا تو اس کے پاس آ گئے شانتا انھیں دیکھ کر ڈر گئی عنبر نے اسے تسلی دے کر کہا۔

گھبراؤ نہیں ہمیں بتاؤ تم یہاں کیوں آئی ہو؟ تمہیں کس چیز کی تلاش ہے۔؟

شانتا رونے لگی اس نے روتے ہوئے عنبر اور ناگ کو ساری داستان غم سناڈالی عنبر اور ناگ کے دل پر بڑا اثر ہوا عنبر نے کہا۔

بہن! ہمیں بھی اپنا بھائی سمجھو ہم تمہاری ہر طرح سے مدد کریں گے تم فکر نہ کرو ہماری ایک بہن تھی ماریا وہ ہم سے بچھڑ گئی مگر ہم تمہیں بھی اپنی بہن ہی سمجھ کر تمہارے کام آئیں گے۔

ماریا کا نام سن کر شانتا کی چیخ نکل گئی۔

بھگوان نے میرے گناہ کی مجھے سزا دی ہے بھائیو! مجھے معاف کر دو میں نے روپے کے لالچ میں تمہاری بہن ماریا کو ایک ڈاکو گووند کے حوالے کر دیا تھا۔

عنبر اور ناگ حیران رہ گئے۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو بہن ؟

شانتا نے کہا۔

میں سچ کہہ رہی ہوں بھائی وہ بے چاری تم لوگوں کی تلاش میں جنگل جنگل بھٹکتی میرے پاس آئی میں نے لالچ کیا اور غداری کی بھگوان نے مجھے سزا دی تم مجھے معاف کر دو بھگوان کے لئے معاف کر دو۔ میں پچھتا رہی ہوں کہ میں نے ایسا کیوں کیا کاش میں ماریا سے نیک سلوک کرتی ناگ نے پوچھا۔

کیا تمہیں معلوم ہے گووند ڈاکو کا ڈیرہ کہاں ہے۔؟

دریا چمبل کے کنارے جنگل میں ایک ویران محل کا کھنڈر ہے گووند اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہیں رہتا ہے لیکن میرے بھائیو! کیا تم ایک دکھیا عورت کے بچے کی زندگی نہیں بچاؤ گے تم نے اپنے منہ سے بہن کہا تھا کیا تم میری مدد نہیں کرو گے۔

عنبر نے کہا۔

بہن! تم سے جو گناہ ہوا وہ ہم تمہیں معاف کرتے ہیں ہم اپنی بہن کو بعد میں تلاش کر لیں گے پہلے تمہارے بچے کی جان بچائیں گے قربانی کو ابھی چار روز باقی ہیں تم اپنے گھر جا کر اطمینان سے بیٹھو خدا نے چاہا تو تمہارا بچہ وہیں تمہارے پاس پہنچا دیا جائے گا۔

شانتا نے دونوں کے پاؤں چھوئے ہاتھ جوڑ کر ایک بار پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور اپنے گھر کا پتا بتا کر رات کے اندھیرے میں واپس اپنے گھر آ گئی عنبر اور ناگ سوچ میں گم اپنی کوٹھڑی میں آ کر غور کرنے لگے کہ بچے کی جان کیسے بچائی جائے۔

موت کا سفر

بچے کی قربانی کا دن قریب آ گیا تھا۔
سارے ناگ مندر کو جھنڈیوں اور پھولوں سے سجایا جا رہا تھا سنگ مر مر کے فرش اور پتھروں کی مورتیوں کو مقدس پانی سے دھویا جاتا جس کوٹھڑی میں اچھوت عورت شانتا کے بچے کو رکھا گیا تھا وہاں پہرہ بہت سخت کر دیا گیا تھا کسی کو اتنی اجازت نہیں تھی کہ بچے کی ایک جھلک بھی دیکھ سکے۔ ادھر ناگ اور عنبر پریشان تھے کہ بچے کی جان ان ظالموں سے کیسے بچائی جائے جو گنوار تھے جاہل تھے، ظالم تھے۔ اور بچے کی قربانی کر کے ایک بہت بڑا گناہ کر رہے تھے۔ بہر حال وہ یہ سارا تماشہ دیکھ رہے تھے انھیں بچے کی ماں کا بھی خیال تھا جس نے

اگرچہ ان کی بہن کو اغوا کرایا تھا مگر اس نے معافی مانگ لی تھی اور رو رو کر ان سے التجا کی تھی کہ وہ اس کے بچے کی زندگی بچا لیں۔

آج بچے کی زندگی کی آخری رات تھی صبح سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی بچے کو دیوتا کے بت کے سامنے ذبح کر دیا جانا تھا کسی طرح چھپتی چھپاتی مامتا کی ماری بچے کی ماں دوبارہ عنبر اور ناگ کے پاس آ گئی وہ ان کے قدموں پر گر پڑی اور رو رو کر کہنے لگی۔

میری جان لے لو پر میرے بچے کو بچا لو بھائی میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں میری جان لے لو میرے بچے کی جان بچا لو۔

عنبر نے کہا۔

بہن ہم تمہارے بچے کے بارے میں ہی سوچ رہے ہیں تم فکر نہ کرو۔ جا کر آرام سے گھر بیٹھو ہم تمہاری مدد ضرور کریں گے۔

ناگ نے تو یہاں تک کہہ دیا۔

بہن! تم گھر جا کر ہمارا انتظار کرو صبح ہونے سے پہلے تمہارا بچہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا مگر تمہیں ایک بات کے لئے تیار رہنا ہوگا۔

وہ کیا ہے بھائی! میں تو مرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔

تمہیں اپنے باپ کے ساتھ شہر سے فوراً نکل جانا ہوگا۔

عنبر نے کہا۔

مگر دوست! یہ بے چارے غریب لوگ ہیں یہ کہاں جائیں گے اگر یہ عربی گھوڑے پر بھی سوار ہو کر جائیں تو راجہ کی فوج انھیں راستے میں ہی پکڑ لے گی ناگ نے کہا۔

پھر کیا ہو؟

میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اس عورت کے بچے کے ساتھ کسی اور جگہ چھپا دینا چاہیے۔

اس شہر میں تو ہم کسی بھی خفیہ جگہ سے واقف نہیں ہیں شاننا نے کہا۔

میرے باپ کا بڑا بھائی یہاں سے دوپہر کے سفر پر جنگل میں ایک جگہ رہتا ہے اگر میں اس کے پاس چلی جاؤں تو کیا خیال ہے۔؟

ہاں! یہ ٹھیک ہے اگر تم جنگل میں محفوظ رہ سکتی ہو تو یہاں سے ابھی ابھی اپنے باپ کو اپنے ساتھ لے کر نکل جاؤ ہمیں اس جگہ کا نشان بتا دو ہم بچے کو لے کر وہاں پہنچ جائے گئے۔

شانتا نے کہا۔

میں بھی آپ کے ساتھ ہی بچے کو لے کر نہ چلوں؟

عنبر کہنے لگا۔

بہن! ہم پر اعتبار کرو ہم تمہیں پہلے صرف اس لیے بھیج رہے ہیں کہ تم عورت ہو ہوسکتا ہے راستے میں دیر ہو جائے پھر راجہ کے سپاہی ہمیں پکڑ لیں گے ہم مرد ہیں ہمیں معلوم ہے کہ تم جنگل میں موجود ہو تو ہم بڑی تیزی کے ساتھ یہیں سے بچے کو لے کر تمہاری طرف روانہ ہو

جائیں گے۔

اچھا بھائیو! جیسے تمہاری مرضی۔

آخر یہ بات طے پائی کہ شانتا اسی وقت اپنے باپ کو لے کر اجین شہر سے نکل کر اپنے باپ کے بڑے بھائی کے پاس جنگل میں پہنچ جائے شانتا چلی گئی اپنی جھونپڑی میں جا کر ساری بات اپنے باپ کو بیان کر دی اور دونوں گھر کو تالا لگا کر خچروں پر سوار ہو کر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے وہ شروع رات میں چلے تھے انھیں خفیہ اور چھوٹے راستوں کا بھی علم تھا چنانچہ وہ آدھی رات ہونے سے پہلے ہی جنگل میں بڑے بھائی کی جھونپڑی میں پہنچ گئے۔

شانتا کے باپ نے اپنے بھائی کو سارا واقعہ سنا دیا تو یہ بھی کہا کہ دو نوجوان اس کی مدد کر رہے ہیں انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہر حالت میں بچے کو لے کر یہاں پہنچ جائیں گے بڑے بھائی نے کہا۔

ایسی صورت میں پجاری راجہ کی فوج کو لے کر تمہاری تلاش میں ضرور نکلے گا اس لئے تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ابھی سے چھپ جاؤ تا کہ اگر فوج تلاش بھی لے تو تمہارا سراغ نہ مل سکے۔

اس شخص نے اپنی جھونپڑی کے پیچھے ایک ویران سی کھڈ میں ان دونوں کو چھپا دیا اب وہ رات کو جاگ کر عنبر اور ناگ کا انتظار کرنے لگے تھے کیوں کہ اگر وہ رات کو نہیں آتے تو اس کا مطلب تھا کہ بچہ قربان کر دیا گیا ہے بچے کی ماں کی بری حالت تھی وہ کھڈ کے اندر نیم بے ہوشی کے عالم میں پڑی اپنے خدا سے رو رو کر خاموش ہونٹوں سے دعائیں مانگ رہی تھی۔

دوسری طرف عنبر اور ناگ حرکت میں آ گئے تھے کافی سوچ بچار کے بعد انھوں نے فیصلہ کیا کہ اب سوچ بچار سے کام نہیں لینا ہو گا سوچ بچار کا وقت گزر چکا ہے بچے کی زندگی انھوں نے اس وقت اپنی زندگی

کا سب سے بڑا نصب العین بنا لیا تھا ناگ نے عنبر سے کہا۔
دوست! تم گھوڑوں کو لے کر مندر سے باہر والے عقبی باغ میں رہنا
میں کسی وقت بھی وہاں بچے کو لے کر پہنچ جاؤں گا۔
عنبر اسی وقت گھوڑوں کو کھول کر مندر کے پچھواڑے آ گیا ناگ نے
اکیلی جھونپڑی کا دروازہ بند کیا۔ اور پھنکار کر سیاہ سانپ کے روپ
میں آ گیا سانپ کے مندر میں اس کو سانپ کے روپ میں دیکھ کر کوئی
شک نہیں کر سکتا تھا اور کوئی اسے مار بھی نہیں سکتا تھا کیوں کہ مندر میں
زہریلے سے زہریلے سانپ کو مارنا منع تھا یہاں تک کہ اگر کوئی
سانپ کسی کو کاٹ بھی لے تو اسے ہلاک نہیں کیا جا سکتا تھا یہ بات
ناگ کے حق میں جاتی تھی۔
سانپ کی شکل اختیار کرتے ہی وہ اپنی کوٹھڑی میں سے نکل کر اس
کوٹھڑی کی طرف روانہ ہو گیا جہاں بچے کو چھپا کر رکھا گیا تھا اس

کوٹھڑی کے باہر دو خونخوار سرخ آنکھوں والے ہٹے کٹے پجاری
نیزے لیے پہرہ دے رہے تھے رات گہری ہو گئی تھی مندر میں ہر
طرف خاموشی اور اندھیرا تھا صرف مورتی والے کمروں میں روشنیاں
ہو رہی تھیں اور بھجن گانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں یا پھر اس
چبوترے کو مقدس پانی سے غسل دیا جا رہا تھا جہاں صبح ہوتے ہی بچے کو
قربان کیا جانا تھا۔

سانپ دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا ہوا اس کوٹھڑی کے باہر آ گیا جہاں
پجاری پہرہ دے رہے تھے اس نے ایک جگہ اندھیرے میں کھڑے
ہو کر حالات کا جائزہ لیا وہ یہ سوچنے لگا کہ پہلے کس پر حملہ کرے کہ
دوسرے کو حملے کی خبر نہ ہو ایک پجاری دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے
فرش پر بیٹھا تھا سانپ نے سوچا اگر پیچھے سے جا کر وہ اسے ڈس دے
تو اس کی موت پر شور نہیں مچے گا جب کہ دوسرا پجاری کھڑا ہو کر پہرہ

دے رہا تھا اگر سانپ اسے ڈس دے تو وہ ضرور دھڑام سے گر پڑے گا اور شور مچ جائے گا۔

سانپ فرش پر بیٹھے ہوئے پجاری کی طرف بڑھا وہ چھت پر سے ہو کر دوسری دیوار کے ذریعے نیچے فرش پر گیا اب وہ پجاری کے پیچھے تھا وہ چپکے سے رینگتا ہوا اس کے عقب میں آ گیا اور اس نے چپکے سے اپنا پھن پھلا کر پجاری کی گردن پر اس زور سے ڈسا کہ وہ اف بھی نہ کر سکا اور زہر کے اثر سے اسی لمحے پتھر بن کر بے حس ہو گیا۔ پہلے پجاری کو ٹھکانے لگا کر سانپ بڑی تیزی سے اندھیرے میں دوسرے پجاری کی طرف آ گیا وہ بڑے مزے سے اپنے ساتھی کی موت سے بے خبر کھڑا ہوا پہرہ دے رہا تھا اندھیرے میں اسے سانپ نظر نہ آیا جو زمین پر رینگتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا تھا سانپ نے پجاری کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر اپنا پھن پھیلا دیا پجاری نے سوچا کہ یہ مندر

کا سانپ ہے جو اکثر وہاں گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور اسے کچھ نہیں کہے گا۔

پجاری نے ہاتھ جوڑ کر سانپ کو سلام کیا۔

سانپ اپنے دل میں مسکرایا کہ احمق آدمی اپنی موت کو سلام کر رہا ہے پجاری نے مسکرا کر سانپ کو چھونے کی کوشش کی سانپ نے لپک کر اس کی بھی گردن پر ڈس دیا پجاری حیرانی سے سانپ کو دیکھتا رہ گیا اس عرصے میں زہر اپنا کام کر چکا تھا پجاری کھڑے کھڑے دھڑام سے پتھر کے بت کی طرح نیچے گر پڑا وہ گرتے ہی مر گیا ان دونوں کا کام تمام کر کے سانپ جلدی سے کوٹھڑی کے اندر داخل ہو گیا اسے ان دونوں کی موت کا ذرا سا بھی افسوس نہیں ہوا تھا کیوں کہ یہ دونوں بڑے قاتل پجاری تھے اور انھوں نے بے شمار بچوں کو قتل کیا تھا۔

کوٹھڑی کے اندر وہ مکار پجارن بیٹھی بچے پر پہرہ دے رہی تھی جس

کے کندھوں پر بھی سینکڑوں معصوم بچوں کا خون تھا سانپ اندھیرے
میں ایک طرف رک گیا کوٹھڑی میں ایک شمع جل رہی تھی جس کی روشنی
بڑی معمولی تھی سانپ نے دیکھا کہ بچہ بے چارہ اپنے خوف ناک
انجام سے بے خبر سورہا ہے اور مکار ڈائن اس کے سر پر بیٹھی پہرہ بھی
دے رہی ہے اور اسے کھا جانے کی نظروں سے دیکھے جارہی ہے
سانپ نے آگے بڑھ کر زور سے پھنکار ماری پجارن نے پیچھے مڑ کر
دیکھا وہ کچھ حیران سی ہوگئی کیوں کہ عام طور پر کوٹھڑی میں کبھی کوئی
سانپ نہیں آیا تھا اس لئے کہ اس کوٹھڑی میں مقدس سانپ دیوتا پر
قربان کیے جانے والا بچہ رکھا ہوتا تھا اور یہ مقدس ناگ دیوتا کی توہین
سمجھی جاتی تھی کہ کوئی سانپ اس کوٹھڑی میں داخل ہو جائے اس نے
زمین سے لکڑی اٹھا کر دے ماری۔
سانپ اگر پرے نہ ہٹ جاتا تو ضرور زخمی ہو جاتا سانپ کو سخت غصہ

آیا اس نے زمین پر سے بلند ہو کر اپنا پھن پھیلا کر اور بڑے جوش اور غصے کے عالم میں بار اپنی زبان نکال کر جھومنے لگا پجارن نے آگے بڑھ کر سانپ کے سر پر لاٹھی مارنے کی کوشش کی کیوں کہ اس کے خیال میں وہ ایک مندر کا بے ضرر سانپ تھا اور اس میں اتنی جرائت نہیں تھی کہ وہ پجارن پر حملہ کر سکتا۔

مگر سانپ تو پجارن کا دشمن تھا جو ہر سال بچوں کی قربانی میں راجہ اور پجاریوں کا ہاتھ بٹاتی تھی وہ آگے بڑھ کر پجارن کے بالکل قریب آ گیا پجارن کے ماتھے پر پسینہ آ گیا سانپ نے فوراً گردن جھکائی ایک جھٹکا کھایا اور پجارن کے ماتھے پر کاٹ دیا پجارن کے منہ سے چیخ نکل گئی مگر اس کی چیخ سننے والا باہر کوئی نہ تھا دونوں پہرے دار اس سے پہلے مر چکے تھے پجارن کو دوسری بار چیخ مارنے کی مہلت نصیب نہ ہوئی وہ زمین پر گری اور گرتے ہی مر گئی۔

سانپ نے فوراً اپنی انسانی شکل اختیار کی اور بچے کو اٹھا کر کپڑوں میں لپٹا اسے سینے کے ساتھ لگایا اور کوٹھڑی سے باہر آگیا باہر دونوں پہرے داروں کی لاشیں اسی طرح پڑی تھیں ناگ نے ایک پہریدار کا نیزہ اٹھا کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور مندر کے بڑے دروازے کی طرف چل پڑا۔ بڑے دروازے کی ڈیوڑھی اندر سے بند تھی صرف ایک سپاہی پہرے پر تھا جو دیوار کا سہارا لیے اونگھ رہا تھا ناگ نے پہلے سوچا کہ چپکے سے اس کی جیب سے چابیاں نکال کر دروازہ کھولے اور باہر بھاگ جائے مگر پھر اسے خیال آیا کہ اگر وہ جاگ پڑا تو وہ شور مچا دے گا اور پھر ناگ اکیلا بچے کے ساتھ سپاہیوں کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔

اس نے سپاہی کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا یہ سوچ کر اس نے بچے کو زمین پر لٹایا اور نیزہ لے کر سپاہی پر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ بچہ رونے لگا ادھر بچہ رویا ادھر سپاہی کی آنکھ کھل گئی اس کی آنکھ کا کھلنا تھا کہ ناگ

نے نیزہ تول کر پوری قوت کے ساتھ سپاہی کے سینے میں گھونپ دیا نیزہ اس کے دل سے پار ہو کر دوسری طرف نکل گیا اس نے آہ بھی نہ کی اور مر گیا۔

ناگ نے اس کی جیب میں سے چابی نکال کر ڈیوڑھی کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا اتفاق سے بڑا پجاری اس وقت وہاں سے گزر رہا تھا اس نے جو ایک آدمی کو بچہ اٹھائے بھاگتے دیکھا تو اسے شک سا ہوا اس نے آواز دی۔

کون ہو تم۔

ناگ بالکل نہ رکا۔ پجاری نے پھر آواز دی۔

کون ہو تم جواب دو نہیں تو گرفتار کر لوں گا۔

مگر ناگ کے لئے وہاں رکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا وہ بھاگ کر مندر کے پیچھے آ گیا پجاری نے ایک دم شور مچا دیا سارے سپاہی

اور پہرے دار وہاں آ گئے پجاری نے کہا۔

فوراً اسے پکڑو وہ قربانی کے بچے کو چرا کر بھاگ رہا ہے سپاہی اور پہرے دار اس طرف اٹھ دوڑے جدھر ناگ گیا تھا اس وقت ناگ اور عنبر بچے کو لے کر گھوڑوں پر سوار ہو کر انہیں سرپٹ دوڑاتے جنگل کی طرف جا رہے تھے سپاہیوں نے بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کا تعاقب شروع کر دیا شہر کے دروازوں سے ناگ اور عنبر بڑی آسانی سے اس لئے گزر گئے کہ اتفاق سے دروازے کا ایک پٹ کسی ضروری کام کی وجہ سے کھلا تھا پہرے دار نے قلعے کے اندر سے دو سواروں کو سرپٹ گھوڑے دوڑاتے آتے دیکھا تو پرے ہٹ گیا کچھ اپنی جان بچانے کے لئے اور کچھ یہ سوچ کر شاید شاہی ہرکارے ضروری کام کی وجہ سے باہر جا رہے ہیں۔

عنبر اور ناگ نے شہر سے باہر نکل کر گھوڑوں کی رفتار اور تیز کر دی شاہی

فوج کے سپاہیوں نے بھی اپنے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں اور گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے انہوں نے ناگ اور عنبر پر تیزوں کی ایک بوچھاڑ بھی چھوڑی مگر دونوں دوست ایک ٹیلے کا موڑ مڑ گئے اگر وہ موڑ نہ مڑتے تو سپاہیوں کے تیر ان کو چھلنی کر دیتے اب دریا ان کے سامنے تھا پیچھے دشمن تعاقب کر رہا تھا سامنے دریا آ گیا تھا اب کیا کریں کیا دریا میں گھوڑے ڈال دیں؟ ناگ اور عنبر نے دریا کنارے پہنچ کر دریا میں گھوڑے ڈال دیئے۔

☆ کیا قربان ہونے والا بچہ ماں کو واپس مل گیا؟

☆ ماریا کن حالات میں عنبر اور ناگ سے ملی؟

☆ زرتاش ٹھگ کا کیا انجام ہوا؟

☆ اس کے لئے اسی ناول کی اگلی یعنی سترھویں 17 قسط کا مطالعہ کریں۔

عنبر۔ناگ۔ماریا
سر کٹا بھوت
(قسط نمبر ۱۷)
اے حمید
www.urdurasala.com

سر کٹا بھوت

سنو پیارے بچو!

عنبر اور ناگ نے غار میں سے بچے کو نکالا اور اسے لے کر اس کی مہارانی ماں کی طرف روانہ ہو گئے جو ایک جنگل کے گہرے کھڈ میں چھپی ہوئی ہے کیونکہ دشمن کے سپاہی اس کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں گووند نے ماریا کو پہاڑی کے اوپر والے قلعے میں قید کر کے ڈال رکھا ہے ایک ڈراؤنے چہرے والی کنیز ماریا پر پہرہ دے رہی ہے راجہ سنگرام ماریا سے شادی کرنا چاہتا ہے ماریا قلعے پر سے کود کر مر جانے کا ارادہ کرتی ہے۔

عنبر اور ناگ، ماریا کو بچانے کے لئے قلعے کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں۔

فہرست

خونی مقابلہ

جنگل میں داخل ہوتے ہی عنبر نے ایک دشوار گزار راستہ اختیار کیا۔
اس کا خیال تھا کہ وہ اس طرح اپنا پیچھا کرنے والے دشمن کی نظروں
سے روپوش ہو سکے گا مگر دشمن کچی گولیاں نہیں کھیلے ہوئے تھا راجہ کے
سپاہی اس جنگل کے چپے چپے سے واقف تھے دونوں دوست جنگل
کے گنجان حصے میں آ گئے یہاں وہ کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھے۔
جہاں وہ چھپ کر سپاہیوں کو دھوکہ دے سکیں لیکن دشمن کے گھوڑوں کی
آواز برابر انہیں اپنے پیچھے سنائی دے رہی تھی ایسی حالت میں وہ بچے
کو لے کر اس کی ماں کے پاس نہیں جا سکتے تھے کیوں کہ اس طرح وہ
بچے کے ساتھ اس کی ماں کو بھی قابو میں کر سکتے تھے ناگ نے ایک

ٹیلے کا موڑ کاٹ کر کہا۔

عنبر تم بچے کو لے کر اس ٹیلے کے اوپر چھپ جاؤ میں سپاہیوں کا مقابلہ کرتا ہوں اس طرح وہ باز نہ آئیں گے اور بچے کو چھین کر لے جائیں گے۔

عنبر بچے کو لے کر ٹیلے کے اوپر گھوڑا لے کر چلا گیا۔

ناگ نے گھوڑے سے اتر کر پیچھے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

اسے درختوں کے تنوں کے درمیان سپاہیوں کے گھوڑے اپنی طرف آتے دکھائی دیے وہ کل سات سپاہی تھے اور دو دو کی ٹولیوں میں آگے بڑھتے چلے آرہے تھے ناگ درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے چھپ گیا اس نے ایک پل کے لئے سوچا کہ اسے کیا کرنا چاہیے وہ ان سپاہیوں کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا وہ تو حکم کے غلام تھے راجہ نے کہا کہ فلاں کو پکڑ کر لاؤ اور وہ روانہ ہو گئے

آخرناگ نے فیصلہ کرلیا۔

وہ ان سپاہیوں کو وہاں سے ڈرا کر واپس بھگا دینا چاہتا تھا اس نے پلک جھپکنے کے اندر اندر ایک خونخوار شیر کا روپ دھارا اور زمین کے ساتھ منہ لگا کر ایک دہشت ناک دہاڑ ماری آگے بڑھتے ہوئے سپاہیوں کے گھوڑے ایک دم رک گئے کیونکہ شیر کی گرج سن کر جانور کبھی آگے بڑھنے کی جرات نہیں کرتا۔ ابھی سپاہی اپنے گھوڑے کو سنبھال ہی رہے تھے کہ شیر ایک دم جھاڑیوں میں سے نکل کر ان کے سامنے آگیا۔

بس پھر کیا تھا شیر نے دوسری بار گرج کر وہاں افراتفری مچا دی شیر کو دیکھ کر گھوڑے بدک گئے اور سواروں کو لے کر واپس اٹھ دوڑے سپاہی بھی اپنے سامنے ایک بہت بڑے زرد دھاریوں والے شیر کو دیکھ کر ڈر گئے تھے انہوں نے بھی گھوڑوں کو واپس دوڑانا شروع کر دیا

اور جنگل کے جنوبی حصے میں سے نکل کر دریا کنارے چلے گئے۔ جنگل گھوڑسواروں سے خالی ہو گیا۔

ناگ نے واپس جھاڑیوں میں آ کر انسان کی شکل اختیار کر لی اور ٹیلے کے نیچے کھڑے ہو کر عنبر کو آواز دی عنبر نے بھی شیر کی گرج سن لی تھی اور وہ سب کچھ سمجھ گیا تھا ناگ کی آواز سن کر وہ پہاڑی سے نیچے اتر آیا آگے میدان صاف تھا وہ بڑا خوش تھا اس نے اپنی تسلی کے لئے صرف اتنا پوچھا کہ ناگ نے شیر بن کر کسی سپاہی کو ہلاک تو نہیں کیا؟ کیوں کہ وہ بھی کسی بے گناہ کے خون بہانے کے خلاف تھا ناگ نے کہا۔ انہیں مارنے کی کیا ضرورت تھی وہ بے چارے تو میری گرج سن کر ہی دم دبا کر بھاگ اٹھے تھے۔

شاباش اب آؤ جنگل میں شانتا کا ٹھکانہ تلاش کرتے ہیں۔ دونوں دوست اس مقام کے قریب پہنچ گئے تھے جہاں بچے کی ماں اور اس کا

باپ چھپے ہوئے تھے انہوں نے ایک جھونپڑی کو دیکھا وہاں ایک بوڑھا ناریل کے چھال کی رسیاں بٹ رہا تھا ناگ اور عنبر اس کے پاس چلے گئے بوڑھے نے ان دونوں کو دیکھا تو ڈر کر جھونپڑی کے اندر جانے لگا عنبر نے آگے بڑھ کر کہا۔

بابا ہم سے ڈرو نہیں۔ ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں صرف ہمارے سوال کا جواب دے دو۔

بوڑھا وہیں رک گیا اور سہمی نظروں سے دیکھ کر بولا۔ تم لوگ کون ہو اور مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔؟

عنبر نے کہا۔

ہمیں اس بچے کی ماں کی تلاش ہے اس کا نام شانتا ہے اور وہ شہر میں ایک ایسی جگہ رہتی ہے جہاں اچھوت اپنے مردوں کو جلایا کرتے تھے۔

بوڑھا سمجھ گیا کہ یہ تو اس کے چھوٹے بھائی کی بیٹی کے بارے میں
پوچھ رہے ہیں اس نے اٹھ کر ہاتھ جوڑے اور کہا۔
اے خدا کے نیک بندو تم جس عورت کے بارے میں پوچھ رہے ہو وہ
میرے بھائی کی بیٹی ہے تم یہاں بیٹھو میں ابھی انہیں لے کر آتا ہوں۔
عنبر اور ناگ ایک کھاٹ پر بیٹھ گئے بوڑھے نے بچے کو لے کر دوسری
کھاٹ پر سلا دیا اور خود شانتا اور اس کے باپ کو کھڈ میں اطلاع
کرنے چلا گیا تھوڑی دیر بعد شانتا اپنے باپ کے ساتھ آ گئی اس نے
لپک کر اپنے بچے کو گلے لگا لیا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے
شانتا کے باپ نے دونوں دوستوں کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ وہ
نیکی کے فرشتے ہیں انہوں نے ایک دکھیاری ماں کے جگر کے ٹکڑے کو
پھر سے ملا دیا ہے عنبر نے کہا۔
بابا ہم نے اپنا فرض ادا کیا ہے ہم نے بچے کی ماں سے وعدہ کیا تھا کہ

اس کا بچہ اسے ضرور لا کر دیں گے خواہ راستے میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ اٹھانی پڑیں ہم نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

ناگ نے کہا۔

شانتا اب تمہارا فرض ہے کہ تم ماریا کے بارے میں ہماری رہنمائی کرو اور ہمیں بتا دو کہ وہ کہاں ہوگی۔

شانتا نے کہا۔

اے نیک دل انسانوں مجھ سے زندگی کا بہت بڑا گناہ ہو گیا جب میں نے روپے کے لالچ میں آ کر ماریا کو ڈاکو گووند کے حوالے کر دیا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہ تمہاری بہن ہے تو میں ایسا کبھی نہ کرتی۔

عنبر نے کہا۔

جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب تم ہمیں ڈاکو گووند کا ٹھکانہ بتا دو ہم اپنی بہن کو وہاں سے حاصل کر لیں گے۔

شانتا نے کہا۔

ڈاکو گووند نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اسی جنگل کے دوسرے کنارے ایک ویران قلعے کے کھنڈر میں رہتا ہے اگر تم وہاں جاؤ تو تمہیں ماریا ضرور مل جائے گی میرا خیال ہے کہ ڈاکوؤں نے ماریا کو آگے فروخت نہیں کیا ہوگا۔

عنبر اور ناگ نے کچھ دیر اس جھونپڑی میں قیام کیا منہ ہاتھ دھو کر تازہ دم ہوئے گھوڑوں کو چارہ وغیرہ کھلا کر تازہ دم کیا اور پھر سے سفر پر روانہ ہو گئے وہ جس جنگل میں جا رہے تھے وہ آگے چل کر زیادہ گھنا ہونا شروع ہو گیا تھا پھر بھی وہ بڑھتے چلے گئے اس لئے کہ اس قسم کے گھنے جنگل وہ اس سے پہلے دیکھ چکے تھے راستے میں ایک بہت تیز رفتار نہر آ گئی نہر چھوٹی تھی مگر اس کا پانی بہت تیز تھا اتنا تیز کہ گھوڑوں کے پاؤں پھسل جاتے تھے۔

ناگ نے سب سے پہلے اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا اس کے بعد عنبر نے گھوڑا ڈال دیا پانی کی لہریں گھوڑوں کو پیچھے کی طرف دھکیل رہی تھیں مگر گھوڑے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے آخر وہ پانی میں سے گزر گئے اور کنارے پر آ گئے اب آگے پھر جنگل شروع ہو گیا عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

یہ بتاؤ کہ یہ جنگل کہیں ختم بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

تمہاری طرح بھی اس جنگل میں پہلی بار آیا ہوں مجھے خود معلوم نہیں کہ یہ جنگل کہاں جا کر ختم ہوتا ہے۔ بہرحال میرا کیال ہے کہ ہم اسی طرح چلتے رہے تو شام تک جنگل کے جنوبی کنارے پہنچ جائیں گے۔

وہ شام تک چلتے رہے مگر جنگل کا جنوبی کنارہ نہیں آ رہا تھا رات ہو گئی اندھیرا پھیل گیا جنگل زیادہ ڈراؤنا نظر آنے لگا عنبر نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں رات یہیں کہیں بسر کر کے صبح کو پھر سے سفر شروع کرنا چاہیے اس لئے کہ رات کے اندھیرے میں کہیں ہم راستہ نہ بھول جائیں کیا خیال ہے تمہارا ناگ۔

ناگ نے چاروں طرف جنگل میں نظر دوڑا کر کہا۔

میرا خیال ہے تم ٹھیک کہتے ہو دوست۔ ہمیں رات اسی جگہ بسر کرنی چاہیے اس جنگل میں تو اس قدر اندھیرا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نظر نہیں آ رہا۔

تو پھر گھوڑے اسی جگہ باندھ کر آرام کرتے ہیں۔؟

چنانچہ دونوں دوست گھوڑوں سے اتر پڑے انہوں نے گھوڑے درختوں کے ساتھ باندھ دیے اور خود قریب ہی سوکھے پتوں کے بستر پر لیٹ کر آرام کرنے اور ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے ناگ نے کہا۔

میں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ ڈراؤنا جنگل آج تک نہیں دیکھا تمہارا کیا خیال ہے عنبر؟ کیا اس جنگل کی خاموشی عجیب وغریب نہیں۔؟

عنبر اندھیرے میں بولا۔

مجھے بھی جنگل کی خاموشی عجب وغریب لگتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جنگل پر بھوتوں کے جنگل کا گمان ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھٹکی ہوئی روحیں رات کو بسیرا کرتی ہیں۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

بھٹکی ہوئی روحیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اگر وہ ہم سے ملنے رات کو آ بھی گئیں تو اپنے آپ ڈر کر بھاگ جائیں گی اس لئے کہ ہم خود بھٹکے ہوئے بھوت ہیں۔

عنبر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اس نے ناگ کے اس جملے کا بڑا لطف اٹھایا تھا

اس کے قہقہے کی آواز جنگل میں دیر تک گونجتی رہی جیسے وہ کسی گنبد میں بیٹھے ہوئے ہوں عنبر نے کہا۔

تم نے ایک عجیب شے محسوس کی۔؟

کون سی۔؟

یہی کہ جنگل میں اس طرح قہقہے کی آواز کبھی نہیں گونجا کرتی کیونکہ جنگل میں آسمان کھلا ہوتا ہے کوئی گنبد نہیں ہوتا مگر میرے قہقہے کی آواز تو بڑے زور سے گونجی ہے۔

ناگ بولا۔

ہاں یار یہ بات میں نے بھی محسوس کیا ہے لیکن ہو سکتا ہے جنگل میں ہوا کے ایک دم بند ہو جانے اور درختوں کے گنجان ہونے کی وجہ سے گونج پیدا ہو گئی ہو۔

بہر حال جو کچھ بھی ہے یہ ایک دلچسپ اور انہونی بات ہے وہ ابھی

باتیں ہی کر رہے تھے کہ جنگل میں انہیں کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کوئی بھاری بھر کم شے ان کی طرف بڑھ رہی ہو زمین پر سوکھے پتوں کے چر چرانے کی آواز تھوڑی تھوڑی دیر بعد آ رہی تھی۔ دونوں ایک دم خاموش ہو گئے عنبر نے سرگوشی میں کہا۔

معلوم ہوتا ہے کوئی ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔

ہاں ہمیں ہوشیار ہو جانا چاہیے۔

وہ ہوشیار ہو گئے اور کان آہٹ پر لگا دیے آواز تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد قریب سے قریب تر آ رہی تھی پھر اچانک ان کے سامنے ایک ایسا ہاتھی آ کر کھڑا ہو گیا جس کا سر نہیں تھا وہ اپنے چار پاؤں پر کھڑا تھا اور سر غائب تھا عنبر اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر اس خوفناک ہاتھی کو تکنے لگے۔

سر کٹے ہاتھی نے زور سے چنگھاڑ ماری اور پھر ایک دم ایک بہت بڑے شیر میں تبدیل ہو گیا شیر زور سے گرجا اور عنبر کی طرف بڑھا عنبر نے مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

کیا خیال ہے اسے تم شکار کرو گے یا میں اپنا کرتب اسے دکھاؤں مجھے یہ کوئی بدروح معلوم ہوتی ہے۔

ناگ نے کہا۔

میں اس سے دو دو ہاتھ کرتا ہوں۔

اتنا کہہ کر ناگ نے پھنکار ماری اور۔ایک خوفناک سینگ والا گینڈا بن کر شیر کی طرف بڑھا شیر ایک دم پیچھے ہٹا اور اب ایک اونچے لمبے بڑے بڑے سینگوں والے جن کی شکل میں سامنے آ گیا اور اپنا ایک ڈراؤنا بازو آگے بڑھا کر گینڈے یعنی ناگ پر حملہ کر دیا گینڈا ایک دم دوسری طرف ہٹ گیا اگر جن کا ہاتھ گینڈے پر پڑ جاتا تو وہ یقیناً دو

ٹکڑے ہو جاتا عنبر نے محسوس کیا کہ یہ کام ناگ سے نہ ہو سکے گا اس لئے کہ اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ اکیلا ایک خوفناک جن کا مقابلہ کر سکے۔

عنبر نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور زور سے پھونک ماری جنگل میں ایک زبردست ہوا کا جھکڑ آیا جس نے جن کو اٹھا کر دس قدم دور پھینک دیا جن بڑا حیران ہوا کہ یہ کون سی نئی بلا ہے جس نے اسے اپنے پاؤں پر سے ہلا دیا ہے وہ ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ عنبر نے اس پر دوسرا حملہ کر دیا عنبر اس دفعہ جن پر حملہ آور ہو گیا اس نے جن کو ایک زوردار ٹکر ماری بھلا ایک ٹکر سے جن کا کیا بگڑ سکتا تھا؟ لیکن اتنا ضرور ہوا کہ جن حیران ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا اسے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ ایک عام قسم کا کمزور انسان اس کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس جنگل میں بھٹکنے والا ایک طاقتور جن تھا اور اس

سے پہلے کئی لوگوں کو ہلاک کر چکا تھا۔
جن نے زور سے ایک چیخ ماری۔ سارا جنگل چیخ سے تھرتھرا اٹھا۔
ناگ گینڈے کا روپ چھوڑ کر ایک سانپ کی شکل میں آ گیا اور ایک درخت پر چڑھ کر چھپ گیا کیونکہ وہ جن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اگر وہ کچھ دیر اور وہاں کھڑا رہتا تو جن اس کا کچومر نکال دیتا۔
اب جن اور عنبر کا مقابلہ تھا جن نے آگے بڑھ کر عنبر کو ایک ہاتھ سے اٹھا لیا اور پوری قوت سے زمین پر مار کر اس پر پاؤں رکھ دیا اس کے پاؤں کا وزن ایک پہاڑ جتنا تھا پہلے تو جن کو یقین تھا کہ عنبر زمین پر گرتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا مگر ایسا نہ ہوا عنبر زمین پر اس طرح گرا جس طرح روئی کا گولا گرتا ہے جب جن نے اس کے اوپر پاؤں رکھا تو عنبر کا پھر بھی کچھ نہ بگڑا اور وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا جن کو بے حد غصہ آ گیا اس نے عنبر کو دونوں ہاتھوں میں

لے کر زور زور سے مسلنا شروع کر دیا عنبر پھر بھی زندہ رہا اور اس کے ہاتھوں میں بڑے مزے سے ادھر سے اُدھر ہوتا رہا جن جھنجھلا اٹھا اس نے عنبر کو ایک درخت کے ساتھ پٹخنا شروع کر دیا درخت ٹوٹ کر گر پڑا مگر عنبر کو کچھ نہ ہوا۔ نہ اسے کوئی زخم آیا اور نہ کہیں سے خون ہی بہا وہ اسی طرح سالم کا سالم رہا جن پریشان ہو گیا اس نے عنبر کو زور سے زمین پر پھینک دیا عنبر کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور جن کی طرف دیکھ کر بولا۔

اے بدروح۔ کیا تمہیں اب بھی معلوم نہیں ہوا کہ میں کون ہوں اور مجھے موت کیوں نہیں آ رہی۔؟

جن نے ایک خوفناک گرج کے ساتھ کہا۔

تو کون ہے؟

عنبر بولا۔

یہ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا تو نے مجھے ہلاک کرنے کی پوری کوشش کی میں ہلاک نہیں ہوا اب میں تمہیں ہلاک کرنے کی معمولی سی کوشش کروں گا پھر دیکھوں گا تم کس طرح اپنا بچاؤ کرتے ہو۔

یہ کہہ کر عنبر نے دونوں آنکھیں بند کر کے کنیز کی روح کا تصور ذہن میں کیا اور پھر درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر زمین میں گاڑ دی۔

ٹہنی کا زمین کے اندر گڑنا تھا کہ جن گھٹنوں تک زمین کے اندر گڑ گیا جتنی ٹہنی زمین کے اندر تھی اتنا ہی جن زمین کے اندر چلا گیا تھا جن نے زمین میں سے اپنے پاؤں باہر نکالنے کی پوری کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا عنبر نے ٹہنی کا ایک پتا توڑ کر اپنے ہاتھوں میں مسلنا شروع کر دیا اس کے ساتھ ہی جن کی چیخیں نکل گئیں اسے یوں لگا جیسے کوئی بہت بڑا پہاڑ ایسا جن اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر مسل رہا ہو اس کی پسلیاں ٹوٹی جا رہی ہیں وہ زور سے چیخیں مارنے اور

دہاڑنے لگا جنگل اس کی چیخوں سے گونج اٹھا اس نے شور مچانا شروع کر دیا۔

مجھے بخش دو مجھ پر رحم کرو میں تمہیں کبھی کچھ نہیں کہوں گا۔

عنبر نے کہا۔

کیا اب تم سمجھ گئے ہو کہ تم کس شخص سے مقابلہ کرر ہے تھے۔؟

جن نے کہا۔

مجھے معاف کر دو مجھے معاف کر دو۔

عنبر نے کہا۔

تم اس سے پہلے کئی لوگوں کو اس جنگل میں ہلاک کر چکے ہو میں ان سب کا تم سے ایک ایک کر کے بدلا لوں گا تم نے بے شمار بے گناہوں کو مار ڈالا ہے۔

جن گڑگڑایا۔

حضرت سلیمان کا واسطہ مجھے معاف کر دو مجھے مارو نہیں میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا...............میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا مجھے جو کہو گے وہی کروں گا میری جان مت لو۔ مجھے بخش دو۔

عنبر نے کہا۔

تم کون ہو اور اس جنگل میں کب سے ہو۔؟

جن نے کہا۔

اے دیوتا۔ میں ایک کافر جن ہوں اور ہزار برس سے اس جنگل میں ہوں میں نے لوگوں کو مارا نہیں بلکہ وہ میری شکل دیکھ کر اپنے آپ مر جاتے تھے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آئندہ کسی مسافر کے سامنے نہیں آیا کروں گا..............اور تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔

تمہارا نام کیا ہے۔؟

میرا نام بہرام جن ہے اور میں کافرستان سے یہاں آ کر اس جنگل

میں آباد ہوا تھا۔

اس دوران میں ناگ بھی درخت سے اتر کر انسان کی شکل میں آ گیا تھا اور ان دونوں کی باتیں بڑے شوق سے سن رہا تھا جب جن بہت ہی گڑگڑایا تو ناگ نے کہا۔

عنبر میرا خیال ہے کہ اسے معاف کر دینا چاہیے۔

عنبر بولا۔

ہرگز نہیں۔ اس کے سر پر بے شمار لوگوں کا خون ہے میں یہ ٹہنی توڑ کر ابھی اس کے دو ٹکڑے کر دوں گا تا کہ یہ اس کے بعد کسی بندۂ خدا کو ہلاک نہ کر سکے۔

جن نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

تمہیں تمہارے خدا کی قسم ہے مجھے معاف کر دو مجھے جان سے مت مارو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد سے کبھی کسی مسافر کو تنگ

نہیں کروں گا بلکہ ہو سکا تو ان کی مدد کروں گا انہیں جنگلی درندوں سے بچاؤں میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ میری جان بخش دو۔

ناگ نے کہا۔

ہاں عنبر اس کی جان بخش دو اگر یہ وعدہ کرتا ہے کہ مسافروں کی مدد کرے گا بھولے بھٹکوں کو راہ دکھائے گا اور اس جنگل کے خون خوار درندوں سے مسافروں کو بچائے گا تو اسے معاف کر دینا چاہیے۔

عنبر نے کہا۔

اور اگر یہ اپنے وعدے سے پھر گیا تو۔؟

ناگ نے گھگھیا کر کہا۔

میں اپنے باپ کی قسم کھاتا ہوں کہ زندگی میں کبھی اپنے وعدے سے نہ پھروں گا اس سے بڑی قسم میں نہیں کھا سکتا یہ ہمارے قبیلے کی سب سے بڑی قسم ہے اگر کوئی کافر جن اس قسم سے پھر جائے تو وہ جل کر

بھسم ہو جاتا ہے کیا اب بھی تمہیں یقین نہیں آیا؟

ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں یقین کر لینا چاہیے اگر چہ یہ کافر جن ہے پھر بھی اس نے بہت بڑی قسم کھائی ہے اسے معاف کر دو۔

عنبر نے کہا۔

اچھا دوست، اگر تم کہتے ہو تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں۔

اتنا کہہ کر عنبر نے زمین میں گاڑی ہوئی ٹہنی باہر نکال لی ٹہنی کا زمین سے باہر نکلنا تھا کہ جن بھی آزاد ہو گیا اس کے پاؤں بھی اپنے آپ زمین سے باہر نکل آئے جن ہاتھ باندھ کر عنبر کے آگے کھڑا ہو گیا اور بولا۔

تم نے میری زندگی واپس دے کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے بتاؤ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں تم جو کہو گے میرے بس میں ہوا تو ضرور

پورا کروں گا۔

عنبر نے کہا۔

ہم اپنی بہن ماریا کی تلاش میں ہیں اسے ایک ڈاکو گووندا اٹھا کر لے گیا ہے ہمیں یہ بتاؤ کہ ڈاکوؤں کا ٹھکانہ اس جنگل میں کہاں پر ہے۔؟

جن نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

اے میرے محسن تم اگر کہو تو میں اس پہاڑ کو اٹھا دوں تو میں اٹھا دوں گا تم اگر کہو کہ میں تمہیں یہاں سے سمندر پار پہنچا دوں تو پہنچا دوں گا۔ لیکن میں یہ نہیں بتا سکتا کہ فلاں آدمی کہاں پر ہے اس لئے کہ مجھے غیب کا علم نہیں دیا گیا۔

عنبر نے کہا۔

پھر تمہارا کیا فائدہ ہوا۔ ہمیں تو اپنی بہن کی تلاش ہے، ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمیں ڈاکوؤں کے ٹھکانے کا علم ہو جائے وہاں پہنچ کر تو ہم خود

اسے آزاد کروالیں گے پھر تمہاری مدد کی ہمیں ضرورت نہیں ہوگی۔

ناگ بولا۔

کیا تم ہمیں یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ ویران قلعے کے کھنڈر کہاں ہیں۔

بہرام جن نے کہا۔

میرے محسن، میں ہاتھ باندھ کر معافی مانگتا ہوں مجھے اتنا اختیار نہیں دیا گیا مجھے صرف اس جنگل کے ایک میل کے اندر اندر جو کچھ ہے اس کا علم ہے اس کے باہر کیا ہے اس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے کاش میں آپ لوگوں کی یہ خدمت کر سکتا۔

عنبر اور ناگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے انہیں احساس ہو گیا تھا کہ بہرام جن جھوٹ نہیں بول رہا وہ بے چارا مجبور ہے اسے غیب کا علم نہیں دیا گیا اب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا تھا کہ وہ جن کو وہاں سے رخصت کر کے تھوڑی دیر آرام کریں اور صبح کو اکیلے ہی آگے چلیں

عنبر نے جن سے کہا۔

اچھا اب تم جا سکتے ہو۔ اگر کبھی ہمیں تمہاری ضرورت پڑی تو ہم تمہیں کیسے بلائیں۔؟

جن نے کہا۔

صرف میرا نام بہرام جن لے لینا ہی کافی ہوگا میں حاضر ہو جاؤں گا اور مجھ سے جو مدد بھی ہو سکی وہ کر دوں گا۔

بہرام جن نے عنبر اور ناگ کو جھک کر سلام کیا اور غائب ہو گیا اس کے جانے کے بعد جنگل میں ایک بار پھر گہری خاموشی چھا گئی کچھ دیر عنبر اور ناگ باتیں کرتے رہے اور پھر گہری نیند سو گئے ان کی آنکھ کھلی تو دھوپ نکل آئی تھی اور درختوں پر پرندے چہچہا رہے تھے وہ اٹھے ندی پر جا کر انہوں نے منہ ہاتھ دھویا اور تھوڑے سے جنگلی پھل توڑ کر کھائے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔

سر کٹا بھوت

دونوں دوست سارا دن جنگل میں چلتے رہے۔
شام ہونے کو آ گئی مگر جنگل ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا دونوں
کچھ پریشان سے ہو گئے کہ آخر یہ جنگل کب اور کہاں جا کر ختم ہوگا
اصل بات یہ تھی کہ وہ ایک غلط اور لمبے راستے پر آ گئے تھے اور نیم
دائرے کی شکل میں جنگل میں سفر کر رہے تھے اگر وہ سیدھے راستے
پر رہتے تو اس وقت تک جنگل کے جنوبی کنارے پر پہنچ چکے ہوتے
بہرحال شام ایک بار پھر سر پر آ گئی تھی انہوں نے دوبارا جنگل میں

رات بسر کرنے کا فیصلہ کرلیا کیونکہ سخت اندھیرے کی وجہ سے رات کو جنگل میں سفر کرنا بہت دشوار بات تھی۔

انہیں ایک ٹوٹی پھوٹی بارہ دری نظر آئی قریب ہی ایک پرانا کنواں بھی تھا وہ اس جگہ رک گئے گھوڑوں کو جی بھر کر گھاس کھلا کر پانی پلایا اور خود بارہ دری کے ٹوٹے پھوٹے فرش پر کمبل بچھا کر لیٹ گئے اور باتیں کرنے لگے کہ ان کا یہ جنگل کا سفر کب ختم ہوگا ناگ کا خیال تھا کہ وہ راستے سے بھٹک گئے ہیں عنبر نے کہا اگر بھٹک بھی گئے ہیں تو پھر بھی انہوں نے کافی فاصلہ طے کرلیا ہے۔

اور کل تک انہیں جنگل کے جنوبی کنارے پر پہنچ جانا چاہیے ناگ نے کہا کہ اس کا بھی یہی خیال ہے خدا نے چاہا تو وہ اگلے روز اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے اس کے بعد وہ اپنی بھولی بھالی بہن ماریا کے بارے میں گفتگو کرتے رہے کہ خدا جانے بے چاری کس حال میں ہوگی اور

کہاں ہوگی اس ظالم ڈاکو گوہند نے اس پر کیا کیا ظلم نہیں کیے ہوں گے تھوڑی دیر بعد باتیں کرنے کے بعد ناگ کو نیند آنے لگی اس نے کہا۔

یار مجھے تو نیند آ رہی ہے۔ میں سو رہا ہوں۔

چلو پھر میں بھی سو جاتا ہوں نیند تو مجھے نہیں آ رہی لیکن کوشش کرتا ہوں کہ دو گھڑی آرام کرلوں کل پھر سفر کرنا ہے۔

ناگ تو اسی وقت خراٹے لینے لگا عنبر جاگتا رہا اسے نیند نہیں آ رہی تھی اس کا خیال بار بار اپنی بہن ماریا کی طرف جا رہا تھا کہ نہ جانے بے چاری اس وقت کہاں ہوگی اور کس حالت میں ہوگی وہ بارہ دری کے ٹوٹے پھوٹے فرش پر لیٹا سوچ رہا تھا کہ اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے زلزلہ آ گیا ہو بارہ دری ہل رہی تھی ناگ بھی چونک کر اٹھ بیٹھا اور بولا۔

یہ کیا ہو رہا ہے بارہ دری کیوں ہل رہی ہے۔؟

میرا خیال ہے بھونچال آ گیا ہے ہمیں چھت کے نیچے سے باہر آ جانا چاہیے۔

دونوں لپک کر چھت سے باہر آ گئے ادھر گھوڑوں نے بھی درخت کے نیچے کھڑے ڈر کر ممنانا شروع کر دیا عنبر اور ناگ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ یہ زلزلہ کب ختم ہو گا کہ ایک دم ایک درخت کٹ کر زمین پر گر پڑا انہوں نے چونک کر درخت کی جانب دیکھا یہ درخت پرانے کنوئیں کے پاس ہی کھڑا تھا کنوئیں میں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا عنبر نے کہا۔

ناگ، یہ بھونچال نہیں ہے یہ کچھ اور ہی معاملہ ہے۔

ناگ بھی بڑی حیرانی سے کنوئیں میں سے نکلتے ہوئے دھوئیں کو دیکھ رہا تھا دھواں جنگل کی فضا میں پھیلتا چلا گیا اس کا ایک ستون سا بن گیا

اب بھونچال ختم ہو گیا تھا زمین ہلنا بند ہو گئی تھی دھوئیں کا ستون کنوئیں میں سے نکل کر عنبر اور ناگ سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گیا دونوں بڑے غور سے دھوئیں کے ستون کو دیکھنے لگے ان کے دیکھتے دیکھتے دھواں غائب ہو گیا اور اس کی جگہ ایک ایسا بھوت آ کر کھڑا ہو گیا جس کے بارہ ہاتھ اور بارہ پاؤں تھے مگر سر غائب تھا اس کا قد ایک درخت کی طرح بلند تھا عنبر نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

یار یہ جنگل سر کٹے بھوتوں سے بھرا معلوم ہوتا ہے۔

ناگ بولا۔

اب کیا ہو گا۔ یہ بھوت تو بڑا خونخوار لگتا ہے ایک یا دو بازو ہوتے تو ہم مقابلہ بھی کر لیتے مگر اس کے تو بارہ بازو اور بارہ ٹانگیں ہیں اس کا مقابلہ کیسے کریں گے۔؟

عنبر نے کہا۔

مقابلہ ہم نہیں کریں گے۔

پھر کون کرے گا مقابلہ؟

بہرام جن۔اگر اس سر کٹے بھوت نے ہمیں پریشان کرنے کی کوشش کی تو ہم بہرام جن کو اسکے ساتھ مقابلے کے لئے چھوڑ دیں گے وہ اسے ضرور مار بھگائے گا۔

عنبر یہ کہہ کر خاموشی سے سر کٹے بھوت کی طرف دیکھنے لگا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ سر کٹا بھوت اس پر حملہ کرتا ہے یا نہیں بھوت اپنی جگہ پر کھڑا تھا اور اپنے بارہ بازو بڑی بے چینی سے چاروں طرف ہلا رہا تھا جیسے کسی شے کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو پھر اس نے ایک دم اتنے زور سے سانس لیا کہ جنگل میں بڑی تیز آندھی چلنا شروع ہو گئی اگر عنبر اور ناگ درختوں سے نہ لپٹ جاتے تو وہ اس آندھی میں تنکوں کی طرح اڑ جاتے مگر وہ بچ گئے اور درختوں کے ساتھ چمٹے رہے سر کٹے بھوت نے

جب دیکھا کہ دونوں ابھی تک وہیں موجود ہیں تو اس نے اپنے بارہ ہاتھ فضا میں بلند کیے فضا میں بلند ہوتے ہی اس کے ہاتھوں میں آگ کے شرارے نکلنا شروع ہو گئے اور جنگل کے اس حصے میں آگ لگ گئی جہاں عنبر اور ناگ کھڑے تھے اب بات بہت آگے نکل چکی تھی ناگ نے کہا۔

عنبر تم تو اس آگ سے بچ جاؤ گے کیونکہ تم مر نہیں سکتے مگر میں ضرور ہلاک ہو جاؤں گا خدا کے لئے کچھ کرو۔

عنبر نے اسی لمحے بہرام جن کا نام لے کر اسے بلا لیا جنگل میں ایک دھما کہ سا ہوا اور بہرام جن ان کے سامنے آن کھڑا ہوا اس نے آتے ہی کہا۔

کیا حکم ہے میرے آقا؟

عنبر نے کہا۔

دیکھ نہیں رہے جنگل میں آگ لگ رہی ہے جس طرح ہو سکے اس سر کٹے بھوت سے ہمارا پیچھا چھڑاؤ۔

جو حکم میرے آقا۔

جن نے اتنا کہا اور پیچھے مڑ کر سر کٹے بھوت کو قہر آلود نظروں سے دیکھا پھر اس نے منہ سے زوردار پھونک ماری اس کے منہ سے پانی کی ایک آبشار نکل کر جنگل کے درختوں پر گری اور ساری آگ یک لخت بجھ گئی۔

سر کٹے بھوت کو بھی پتہ چل گیا کہ کوئی دوسرا جن اس کے مقابلے کے لئے آ گیا ہے اس نے جنگل میں ایک بار پھر آگ لگا دی بہرام جن نے آگ کو پھر بجھا دیا اس بار سر کٹے بھوت نے زمین پر پاؤں مارا تو زمین اس جگہ سے شق ہو گئی جہاں بہرام جن کھڑا تھا۔

بہرام اچھل کر پرے ہو گیا اور ایک درخت جڑ سے اکھاڑ کر سر کٹے

بھوت پر زور سے مارا سر کٹے بھوت نے بھی درخت اکھاڑ لیا اب دونوں کا مقابلہ شروع ہو گیا ان کے شور اور پاؤں کی دھمک سے سارا جنگل لرز اٹھا بہرام جن آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہا تھا سر کٹا جن بھی ہر حملے کو بڑی کامیابی سے بچا رہا تھا بڑے زوروں کی جنگ ہو رہی تھی۔

بہرام جن نے ایک چھلانگ لگائی اور پاس ہی کھڑی چٹان کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اکھاڑ دیا سر کٹا جن ادھر اُدھر ہٹنے لگا بہرام جن دونوں ہاتھوں کے اوپر بہت بڑی چٹان لئے بھوت کو کچلنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا اور سر کٹا بھوت ادھر اُدھر بھاگ کر اپنا بچاؤ کر رہا تھا خدا جانے اسے کیا سوجھی کہ اس نے پرانے کنوئیں میں چھلانگ لگا دی۔

جوں ہی سر کٹے بھوت نے کنوئیں میں چھلانگ لگائی بہرام جن نے

چٹان کا بہت بڑا پتھر کنوئیں کے منہ پر رکھ دیا اور اسے بند کر دیا پھر اس نے ایک پتھر لے کر اسے زور سے زمین پر مارا درخت کی ایک ٹہنی کو آگ لگ گئی بہرام جن نے جلتی ہوئی ٹہنی اٹھا کر کنوئیں کے اندر پھینک دی کنوئیں میں سے آگ کے لمبے لمبے شعلے اٹھنے لگے۔ بہرام جن نے کنوئیں کا منہ دوبارہ پتھر سے بند کر دیا اب کنوئیں میں سے سر کٹے بھوت کی خوفناک چیخیں بلند ہونے لگیں وہ چلانے لگا کہ مجھے بچاؤ مگر بہرام جن کنوئیں کے پتھر کے اوپر بیٹھا رہا جب سر کٹے بھوت کی چیخیں بند ہو گئیں تو بہرام جن نے پتھر پر سے اتر کر جھک کر کہا۔

میرے آقا۔ یہ بد بخت سر کٹا بھوت جل کر بھسم ہو گیا ہے یہ اب اس جنگل میں کسی مسافر کو تنگ نہیں کرے گا اب میں جا رہا ہوں اگر کوئی اور خدمت ہو تو فرمائیں۔؟

عنبر نے کہا۔

نہیں بہرام۔اب تم جا سکتے ہو۔تمہارا شکریہ۔

بہرام جن غائب ہو گیا عنبر اور ناگ نے کنوئیں کے پاس جا کر چٹان کے ساتھ کان لگا کر سنا کنوئیں کے اندر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی صاف ظاہر تھا کہ سر کٹا بھوت جل کر بھسم ہو گیا ہے انہوں نے چٹان کو ہاتھ لگا کر دیکھا وہ اتنی بڑی تھی کہ کوئی بھی انسان اسے اٹھا کر کنوئیں پر نہیں رکھ سکتا تھا وہ بارہ دری میں واپس آ کر لیٹ گئے کیونکہ صبح صبح انہیں پھر اپنے مصیبت کے سفر پر چلنا تھا۔

نقلی ڈاکو

دوسرے دن دوپہر کو وہ جنگل کے جنوبی کنارے پر پہنچ گئے۔
یہاں انہوں نے ایک جگہ ٹیلے کے اوپر کھڑے ہو کر جنوب کی طرف
ویران قلعے کے کھنڈرات دیکھے۔ وہ سمجھ گئے کہ یہی وہ مقام ہے جس
کے بارے میں شانتا نے انہیں بتایا تھا کہ گووند ڈاکو وہاں رہتا ہے اور
اس نے ماریا کو وہیں قید کر رکھا ہے انہوں نے ٹیلے پر سے اتر کر
گھوڑے دوڑائے اور بہت جلد قلعے کے پچھواڑے ایک ٹوٹی پھوٹی
دیوار کے پاس جا کر رک گئے یہاں بیٹھ کر وہ غور کرنے لگے کہ قلعے
کے اندر کیسے جایا جائے انہیں یقین تھا کہ یہی ڈاکوؤں کا مسکن ہے اور
ماریا اسی جگہ قید ہو گی لیکن وہ بڑی ہوشیاری اور دور اندیشی کے ساتھ

کوئی قدم اٹھانا چاہتے تھے کیونکہ جلد بازی سے انہیں اور ماریا کو نقصان پہنچ سکتا تھا وہ باتیں ہی کرر ہے تھے کہ انہیں گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی گھوڑے قدم قدم چلتے ہوئے محسوس ہور ہے تھے دونوں درختوں کی آڑ میں ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ دو گھوڑ سوار جنہوں نے سروں پر پگڑیاں باندھ رکھی تھیں اور گلے میں سرخ رومال تھے جنگل میں ان کی طرف چلے آر ہے تھے دونوں دم بخود ہو گئے وہ قریب سے باتیں کرتے ہوئے گزر گئے ان میں ایک مونچھوں والا گووند تھا اور دوسرا اس کا ساتھی تھا گووند کہہ رہا تھا۔

بنارس سے دو نئے ٹھگ آج ہمارے قلعے میں آرہے ہیں............

سردار نے پیغام بھیجا ہے کہ وہ بڑے کاریگر ٹھگ ہیں ان کی بڑی آؤ بھگت کرنا۔

دوسرے نے پوچھا۔

مگر گووند ہم تو ان کی شکل نہیں پہچانتے پھر کیسے معلوم ہوگا کہ یہ وہی

ٹھگ ہیں۔؟

گووند نے کہا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ قلعے میں آتے ہی ہمارا خفیہ جملہ بولیں گے کہ

طفیل آگیا اور پھر انہوں نے گلے میں سیاہ رومال باندھ رکھے ہوں

گے اس سے زیادہ اور کیا نشانی ہو سکتی ہے۔

ٹھیک ہے۔

دونوں گھوڑ سوار باتیں کرتے گزر گئے۔

عنبر اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ان کی آنکھوں میں

خاص قسم کی چمک تھی ایسے لگتا تھا کہ دونوں ایک ہی بات سوچ رہے ہو

عنبر نے کہا۔

ناگ ٹھگوں کے قلعے میں داخل ہونے کا بڑا سنہری موقع ہے کیوں نہ

ہم بنارس کے ٹھگ بن کر قلعے کے اندر چلے جائیں خفیہ جملہ تو ہمیں معلوم ہو ہی گیا ہے۔

ناگ بولا

میں بھی یہی سوچ رہا تھا مگر کالے رومال ہم کہاں سے حاصل کریں گے۔

ہمارے پاس جو کالے رنگ کی ایک چادر ہے اسے پھاڑ کر رومال بنالیں گے۔

ناگ کو عنبر کی یہ ترکیب پسند آئی تھی پھر اس نے کچھ سوچ کر کہا لیکن دوست اگر اصلی بنارس ٹھگ بھی پہنچ گئے تو کیا کریں گے؟ عنبر نے کہا۔

وہ جب آئیں گے تو دیکھا جائے گا پہلے ہم قلعے کے اندر داخل تو ہوں ہو سکتا ہے ان کے آنے تک ہم ماریا کو لے کر یہاں سے فرار ہو

جائیں۔

تو پھر چلو۔ دیر کا ہے کی ہے۔؟

انہوں نے اسی وقت کالی چادر پھاڑ کر رومال بنائے اور گلے میں ڈال لیے سروں پر سفید پگڑیاں باندھ لیں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعے کی طرف روانہ ہو گئے پرانے قلعے کا کھنڈر بالکل سامنے ہی تھا کھنڈر کے اندر ایک جگہ ٹوٹا پھوٹا پتھروں کا دروازہ تھا جو جنگلی جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا انہوں نے اندازہ لگایا کہ یہی ویران قلعے کے اندر جانے کا راستہ ہو گا چنانچہ وہ دروازے کے پاس جا کر رک گئے ابھی انہیں کھڑے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ ان کے دائیں بائیں چھلانگیں لگا کر چار ڈاکو آ گئے اور انہوں نے ان کے گلوں میں لال رومال ڈال کر کسنے شروع کر دیے عنبر نے مسکرا کر کہا۔

کیا طفیل آ گیا ہے۔؟

اس جملے کو سنتے ہی ڈاکوؤں نے اپنے رومال عنبر اور ناگ کے گلے

سے نکال لیے اور پوچھا۔

طفیل تو آ گیا ہے مگر تم کہاں سے آئے ہو؟

ہم بنارس سے آئے ہیں اور گووند سے ملنا ہے۔

ڈاکو پہریدار سمجھ گئے کہ یہ وہی بنارسی ٹھگ ہیں جن کے بارے میں

گووند نے انہیں ہدایت دے رکھی تھی کہ وہ جس وقت بھی آئیں انہیں

بڑی عزت کے ساتھ اس کے پاس لے آیا جائے چاروں ڈاکوؤں

نے عنبر اور ناگ کو سلام کیا اور کہا۔

ہمارے ساتھ آ جاؤ بھائی سردار گووند آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا عنبر اور

ناگ بڑی شان کے ساتھ چاروں ڈاکوؤں سمیت قلعے کے اندر داخل

ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ ٹھگوں نے قلعے کے اندر غار بنا رکھے تھے

ایک غار کا دروازہ دوسرے غار میں کھلتا تھا غاروں کے نیچے بھی غار

تھے اگر پولیس چھاپہ مارے تو وہ بڑی آسانی کے ساتھ اوپر والے غار کو چھوڑ کر نیچے والے غار میں چھپ سکتے تھے اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو سکتی تھی عنبر اور ناگ ڈاکوؤں کی کمین گاہ کی ان بھول بھلیوں سے بڑے متاثر ہوئے اور راستے کو یاد رکھنے لگے تا کہ باہر نکلنے میں آسانی ہو اور کہیں وہ بھی راستہ نہ بھول جائیں۔

ایک غار میں سے نکل کر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے جس کی چھت اونچی تھی ایک طرف تخت پر تکیے لگے تھے اور گوونداپنے ساتھی کے ہمراہ بیٹھا حقہ پی رہا تھا پہریداروں نے گووند کو جھک کر سلام کیا اور کہا۔

سرکار۔ بنارس کے چھنگو، منگو ٹھگ آ گئے ہیں۔

گووند نے تالی بجا کر کہا۔

مبارک مبارک، چھنگو منگو .... تم دونوں سے مل کر مجھے

بڑی خوشی ہوئی ہے میرا نام گووند ہے میں یہاں کا سردار ہوں اور یہ میرا ساتھی شام ہے۔

عنبر اور ناگ نے باری باری سب سے ہاتھ ملائے اور کہا۔

سردار گووند کو ہمارا اسلام ہو ہم نے آپ کی بہت تعریف سنی تھی اور آپ کو دیکھنے کا بہت شوق تھا۔

گووند بولا۔

مجھے بھی آپ سے ملنے کا بے حد شوق تھا کیونکہ میں نے بھی آپ کی بڑی تعریف سنی تھی خاص طور پر پرتاب گڑھ کے جنگل میں آپ دونوں نے جو راجہ کے بارہ سپاہیوں کو رومال سے گلا گھونٹ کر مارا تھا تو وہ آپ کی بہادری کی ایک زندہ مثال ہے آپ واقعی ہمارے ملک کے مشہور اور قابلِ عزت ٹھگ ہیں یہ بتاؤ کہ تمہارے سردار کے ساتھ کیا جھگڑا ہو گیا تھا۔؟

عنبر اور ناگ پریشان ہو گئے کیونکہ انہیں بالکل نہیں معلوم تھا کہ چھنگو منگو کا ان کے سردار سے کیا جھگڑا ہوا تھا پھر بھی عنبر نے اندازہ لگا کر کہا۔

گووندا آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ ہمارا سردار بڑا غرور کرنے لگا تھا اور اس کے دوسرے ٹھگوں کے ساتھ سلوک بڑا برا تھا پھر ہم سے برداشت نہ ہو سکا کیونکہ ہماری وجہ سے سردار عیش کر رہا تھا ہم نے ایک ایک دن میں دو دو قافلوں کا مال لوٹ کر سردار کو دیا تھا مگر اس نے ہماری قدر نہ کی اس لئے ہمیں اس سے الگ ہونا پڑا۔

بہت خوب بہت خوب تم ٹھیک کہتے ہو دلیر ڈاکو کبھی کسی سے نہیں ڈرتا مگر ہم آپ کی عزت کریں گے کیونکہ ہم بہادر ڈاکوؤں کی ہمیشہ سے عزت کرتے آئے ہیں آپ ہماری ٹولی میں رہ کر بہت خوشی محسوس کریں گے اور آپ کو یوں لگے گا جیسے آپ اپنے بھائیوں میں رہ

رہے ہیں۔

ناگ نے کہا۔

ہمیں بھی یہی امید ہے کہ آپ کے ساتھ ہمارا دل لگ جائے گا گووند نے اسی وقت کھانے کے لئے بھنے ہوئے مرغ اور پھل منگوا کر عنبر اور ناگ کے آگے رکھا اور کہا۔

چھنگو منگو تم تھکے ہوئے ہو اور تمہیں بھوک بھی ضرور لگی ہوگی۔ اس لئے خوب پیٹ بھر کر کھاؤ ہم آج ہی تیسرے پہر ایک جگہ ڈاکہ مارنے جا رہے ہیں۔

عنبر نے کھانا کھاتے ہوئے پوچھا۔

کس جگہ جانا ہے سردار؟

گووند نے کہا۔

یہاں سے دس میل کے فاصلے پر ایک ندی ہے وہاں سے ایک سڑک

اجین کو جاتی ہے ہمارے جاسوس نے خبر دی ہے کہ دوپہر کے بعد وہاں سے ہستناپور کا ایک سیٹھ پالکی میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ گزر رہا ہے ظاہر ہے اس کے پاس کافی دولت ہوگی بس آج اس کو شکار کرنا ہے ہم سب اکٹھے چلیں گے۔

عنبر بولا۔

جو حکم سردار۔

کھانے کے بعد عنبر اور ناگ نے وہیں کچھ دیر لیٹ کر آرام کیا آرام کیا کرنا تھا بس وہ موقع کی تلاش میں رہے کہ کسی طرح سے انہیں ماریا کے بارے میں کچھ علم ہو مگر وہ کچھ بھی معلوم نہ کر سکے نہ تو ماریا وہاں آئی اور نہ وہ کسی سے کچھ پوچھ ہی سکے اس دوران میں دوپہر گزر گئی اور گووند نے آ کر کہا۔

چھنگو منگو، تیار ہو جاؤ ڈاکہ ڈالنے چلنا ہے۔

مجبوراً ناگ اور عنبر کو ڈاکہ کی تیاری کرنی پڑی انہوں نے آج تک کسی بے گناہ کو نہ تو لوٹا تھا اور نہ رومال سے ٹھگوں کی طرح گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا مگر وہ انکار کر کے مصیبت میں نہیں پھنسنا چاہتے تھے چنانچہ وہ گووند اور دوسرے ڈاکوؤں کے ساتھ قلعے سے نکل کر جنگل میں ندی کی طرف روانہ ہو گئے یہ ندی کافی دور تھی اور جنگل کے درمیان میں سے ہو کر گزرتی تھی۔

ندی کنارے پہنچ کر ڈاکو ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ سیٹھ کی پالکی نمودار ہوئی سیٹھ اپنی بیوی اور چار پیارے پیارے بچوں کے ساتھ سفر کر رہا تھا کچھ نوکر بھی تھے جنہوں نے تلواریں اٹھا رکھی تھیں ان نوکروں میں ڈاکوؤں کا ایک جاسوس بھی تھا جس نے سیٹھ کو وہیں ندی کنارے پڑاؤ ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا سیٹھ کے نوکروں کی ساری تلواریں جاسوس نے ایک خاص جگہ رکھوا دیں اور

سیٹھ سے کہا۔

حضور آپ بچوں کے ساتھ آرام کریں میں جنگل میں سے آپ کے لئے پھل توڑ کر لاتا ہوں۔

یہ جاسوس سیدھا گووند کے پاس آ گیا اور اس نے آ کر بتایا کہ معاملہ تیار ہے اب چل کر حملہ کر دیں عنبر اور ناگ نہیں چاہتے تھے کہ ایک بے گناہ سیٹھ اور اس کے معصوم بیوی بچوں کو ہلاک کر دیا جائے

..........انہوں نے گووند سے کہا۔

سردار ہمیں اجازت دو کہ ہم اس سیٹھ کو اپنا شکار کریں۔

گووند نے مسکرا کر کہا۔

اجازت ہے ہمیں خوشی ہو گی کہ ہمارے مہمان شکار کریں گے۔

عنبر اور ناگ درختوں کی اوٹ میں سے نکلے اور دبے پاؤں جھاڑیوں میں سے ہوتے ندی کنارے اس مقام پر پہنچ گئے جہاں سیٹھ اپنی

بیوی اور بچوں کے ساتھ گھاس پر قالین بچھائے آرام کر رہا تھا تو کرذرا پرے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے عنبر اور ناگ چھپنے کی بجائے سیدھے سیٹھ کے پاس پہنچ گئے سیٹھ ان کو دیکھ کر گھبرا گیا عنبر نے کہا۔

سیٹھ گھبراؤ نہیں ہم تمہیں ہلاک کرنے نہیں آئے حالانکہ ہمارے ذمے کام یہی لگایا گیا ہے ہم تمہیں یہ بتانے آئے ہیں کہ تم اور تمہاری بیوی بچے اس وقت بڑے خونخوار اور وحشی ڈاکوؤں کے نرغے میں آ چکے ہیں وہ تمہیں قتل کر کے تمہاری دولت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں انہوں نے ہمیں اسی لئے بھیجا ہے کہ ہم تم دونوں کو ہلاک کر کے تمہاری دولت لوٹ کر لے جائیں مگر ہم تمہیں اور تمہارے بے گناہ بیوی بچوں کو مارنا نہیں چاہتے۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ تم یوں لیٹ جاؤ جیسے مر گئے ہو اور ساری دولت ہمارے حوالے کر دو دولت تم پھر بھی پیدا کر لو گے مگر زندگی واپس نہیں آئے گی یہ میں تمہیں یقین

دلاتا ہوں کہ اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو ڈاکو کسی صورت میں زندہ نہیں چھوڑیں گے تم زندہ بچ کر اب یہاں سے جا نہیں سکتے اسلئے ہماری بات پر عمل کرتے ہوئے دولت ہمارے حوالے کر دو اور زندگی بچا کر یہاں سے بھاگ جاؤ ڈاکو اس قدر زیادہ ہیں کہ تمہارے نوکر مل کر بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

سیٹھ کی بیوی بچے تو رونے لگے سیٹھ کے دماغ میں عنبر کی بات بیٹھ گئی اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

میری ساری دولت لے جائیں اور میری اور میرے بچوں کی جان بخش دیں۔

عنبر نے کہا

بس اب تم سب قالین پر اس طرح لیٹ جاؤ کہ معلوم ہو کہ تم کو مار دیا گیا ہے۔

سیٹھ نے ایک مرتبان میں سارے سونے کے سکے اور بیوی کا زیور ڈال کر عنبر کے حوالے کر دیا اور خود بیوی بچوں کے ساتھ قالین پر یوں لیٹ گیا جیسے اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو عنبر اور ناگ زیوروں اور اشرفیوں سے بھرا ہوا مرتبان لے کر گووند کے پاس آ گئے گووند نے مرتبان میں سونے کے زیوار اور اشرفیاں دیکھیں تو بڑا خوش ہوا اور عنبر اور ناگ کو شاباش دے کر بولا۔

چھنگو منگو تم واقعی بہت بہادر ٹھگ ہو میں تم پر جتنا بھی فخر کروں کم ہے سیٹھ کے خاندان کو پوی طرح ٹھکانے لگا دیا تھا ناں۔؟

عنبر نے کہا۔

اجی سرادر! اس بے چارے نے تو چوں تک نہ کی بڑی خاموشی سے آنکھیں بند کر کے مر گیا۔

شاباش چلو واپس قلعے میں چلتے ہیں۔

اور سارے ڈاکو قلعے کی طرف لوٹ پڑے عنبر کو اس بات کا بھی بڑا دکھ تھا کہ انہوں نے سیٹھ کی بیوی اور بچوں کے کانوں کے زیور اتار کو گوند کو دے دیے ہیں جس کا اس زیور پر کوئی حق نہیں تھا عنبر نے فیصلہ کر لیا کہ اگر ایسا ہو سکا تو وہ سیٹھ کی بیوی کا زیور ضرور واپس کر دے گا۔

بہرام جن

ڈاکوؤں کے جانے کے بعد سیٹھ نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔
اس کی بیوی اور بچے اس کے پاس ہی آنکھیں بند کیے لیٹے ہوئے تھے اس نے جلدی جلدی انہیں اٹھایا نوکر ڈر کے مارے ایک طرف دبکے بیٹھے تھے سیٹھ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ مال چلا گیا مگر اس کی جان تو بچ گئی بوڑھے نوکر نے کہا۔
سیٹھ صاحب گھر جا کر کالے بکرے کی قربانی دیں وہ تو کوئی نیک آدمی تھا جس نے آپ کو بچالیا ورنہ یہ ٹھگ تو کسی کو نہیں چھوڑتے ان کے لئے کسی کا گلا گھونٹ کر مار ڈالنا تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔
سیٹھ نے بال بچوں کو ساتھ لیا اور راتوں رات سفر کرتا ہوا جنگل سے

باہر آ گیا۔

ادھر پرانے قلعے میں رات کو عنبر اور ناگ کے پہلے شکار کی خوشی میں دعوت دی گئی سالم بکرے بھونے گئے آدھی رات تک دعوت جاری رہی پھر سب لوگ سو گئے عنبر اور ناگ کی سردار گووند نے بڑی تعریف کی گووند نے کہا تھا۔

بڑا سردار زرتاش جب آ کر تم سے ملے گا تو بے حد خوش ہو یہ سن کر دونوں دوست سر پکڑ کر رہ گئے تھے تو گویا زرتاش ٹھگ ان ڈاکوؤں کا بڑا سردار تھا عنبر اور ناگ کو معلوم تھا کہ جوں ہی زرتاش وہاں پہنچا وہ ان دونوں کو پہچان لے گا اور پھر ڈاکوؤں کو دھوکے دینے کے الزام میں دونوں کو مار دیا جائے گا ابھی تک انہوں کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا تھا کہ ماریا کہاں پر ہے۔؟ دوسرے انہیں یہ بھی غم کھائے جا رہا تھا کہ جب اصل چھنگو منگو بنارسی ٹھگ وہاں آ گئے تو کیا ہو گا۔ عنبر نے کہا۔

مگر وہ ابھی تک آئے کیوں نہیں؟ انہیں تو آج شام تک آ جانا تھا۔؟

ناگ بولا۔

ہوسکتا ہے وہ ابھی راستے میں ہوں اور رات کو کسی وقت پہنچ جائیں۔

اس صورت میں ہمیں خبر دار رہنا چاہیے۔

چنانچہ وہ دونوں جاگتے رہے بلکہ آدھی رات کو اٹھ کر پرانے قلعے کے دروازے کے باہر جا کر دور جنگل کے راستے میں بیٹھ گئے آدھی رات کے بعد دور سے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی وہ چوکنے ہو گئے

ناگ نے کہا۔

شاید وہ آرہے ہیں۔؟

عنبر ہوشیار ہو گیا تھوڑی دیر میں دو گھوڑ سوار نمودار ہوئے انہوں نے سفید پگڑیاں باندھ رکھی تھیں اور گلے میں سیاہ رومال تھے عنبر سرگوشی میں ناگ سے بولا۔

یہی چھنگو منگو ہیں میں ان سے بات کرتا ہوں تم کوئی ایسا بندوبست کرو کہ یہ لوگ پرانے قلعے میں داخل نہ ہو سکیں۔

عنبر آگے بڑھ کر راستے میں کھڑا ہو گیا اتنے میں دونوں ٹھگ قریب آ گئے عنبر نے سلام کر کے کہا۔

کیا طفیل آ گیا ہے۔؟

یہ ٹھگو کا خفیہ فقرہ تھا۔ بنارسی ٹھگ وہیں رک گئے ایک نے کہا۔

ہاں طفیل آ گیا ہے۔

عنبر نے پوچھا۔

کیا تم بنارس سے آئے ہو اور تمہارا نام چھنگو منگو ہے۔؟

انہوں نے کہا۔

ہاں ہم چھنگو منگو ہیں اور بنارس سے آئے ہیں۔

عنبر نے خوش ہو کر کہا۔

تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی سردار گووند نے کہا ہے کہ تم دونوں کو عزت سے لے کر جنگل والی کمین گاہ میں آجاؤں وہ وہاں تمہارا انتظار کر رہا ہے آؤ میرے ساتھ۔

چھنگو منگو عنبر کے ساتھ چل پڑے تھوڑی دور عنبر نے لے جا کر کہا۔

تم لوگ یہاں ٹھہرو میں سردار کو خبر کرتا ہوں۔ وہ ایک جگہ چھپ کر شکار کا انتظار کر رہا ہے۔

چھنگو منگو وہیں رک گئے اور عنبر درختوں کے پیچھے چلا گیا اس عرصے میں ناگ نے سانپ کا روپ بدل لیا تھا اور دونوں کا پیچھا کرتا چلا آیا تھا چھنگو منگو کے درختوں کے پاس گھوڑوں پر سے اتر کر درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے چھنگو نے کہا۔

یار منگو یہ سردار گووند یہاں کہاں بیٹھا انتظار کر رہا ہے؟

منگو نے کہا۔

چھنگو یار وہ بھی ٹھگ ہے کسی موٹی آسامی کی مار پر لگا ہوگا ابھی آجاتا ہے۔

سانپ چھنگو کے عین پیچھے آگیا تھا چھنگو کو کوئی خبر نہیں تھی سانپ نے پھن اٹھا کر چپکے سے چھنگو کے کندھے پر ڈس دیا ناگ نے صرف اتنا زہر جسم کے اندر داخل کیا جس سے وہ دو روز تک بے ہوش رہے اور مرے نہیں۔ منگو نے چھنگو کی طرف دیکھ کر کہا۔

مجھے تو دال میں کچھ کالا کالا نظر آرہا ہے۔

لیکن چھنگو نے کوئی جواب نہ دیا منگو نے اسے قریب آکر دیکھا تو وہ بے ہوش ہو چکا تھا منگو ایک دم چوکس ہو کر اٹھ کر بیٹھ گیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگنے ہی والا تھا کہ سانپ نے پھن اٹھا کر اسے بھی پاؤں پر ڈس دیا منگو چکر کھا کر گرا اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا سانپ نے اسی وقت ناگ کی شکل اختیار کر لی اور عنبر کو آواز دے کر بلا لیا۔

یہ دونوں تو بے ہوش ہو گئے اب ان کو کسی ایسی جگہ چھپا دیتے ہیں جہاں یہ جنگلی درندوں سے بچے رہیں۔

انہوں نے مل کر ایک درخت کی کھوہ میں ان دونوں بنارسی ٹھگوں کو چھپا کر اوپر سے سوکھے پتے ڈال دیے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس قلعے میں آ گئے ایک بہت بڑی پریشانی سے انہوں نے اپنا پیچھا چھڑا لیا تھا۔

دوسرے روز سردار گووند نے عنبر اور ناگ سے کہا۔

میاں چھنگو منگو ملک آسام سے پرسوں شام ہمارا بڑا سردار زرتاش ٹھگ واپس آ رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے آنے سے پہلے پہلے کوئی بہت بڑا ڈاکہ مارا جائے تاکہ بڑا سردار زرتاش آئے تو اس کو تحفے پیش کیے جائیں کیا خیال ہے۔؟

بڑا اچھا خیال ہے عنبر نے کہا۔

مگر وہ دل ہی دل میں پریشان ہو گیا کہ اگر زرتاش وہاں آ گیا تو ان دونوں کا بھانڈا پھوٹ جائے گا اور کم از کم زرتاش اس بات پر ضرور ان سے پوچھ گچھ کرے گا کہ وہ دونوں کس نیت سے ٹھگوں میں چھنگو منگو کا بھیس بدل کر آئے ہوئے ہیں اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا گوونڈ بولا۔

میرا جاسوس کل کسی قافلے کی خبر لائے گا اگر کوئی قافلہ ادھر سے گزرنے والا ہوا تو کل اسی پر ہاتھ صاف کیا جائے گا۔

عنبر اور ناگ غار میں ایک جگہ آ کر بیٹھ گئے اور اپنی تلواروں کو چمکانے لگے دل میں وہ بڑے پریشان تھے دوسری طرف انہیں چھنگو منگو کا بھی فکر تھا شام تک انہیں بھی ہوش آ جانا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ رات کو وہ بھی قلعے میں آ جائیں گے اور پھر بھانڈا پھوٹ جانے کا خطرہ تھا غرض کہ عنبر اور ناگ اپنی بہن ماریا کی تلاش میں یہاں آ کر

ایک عجیب چکر میں پھنس گئے تھے۔

ناگ نے کہا۔

آخر ہم نے بھی تو یہاں ماریا کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی؟

مگر یہاں تو ایک بھی عورت نہیں ہے ڈاکوؤں کے غاروں میں سوائے مردوں کے اور کوئی نہیں۔

کم از کم ہم کسی سے پوچھ ہی سکتے ہیں۔؟

اس طرح انہیں شک ہو سکتا ہے۔

تو پھر کیا ہوا شک ہوتا ہے تو ہو جائے۔

اتنے میں ایک ادھیڑ عمر کا ڈاکو ادھر سے گزرا۔ ناگ نے اسے بلا کر کہا۔

بابا ایک بات تو بتاؤ۔

ڈاکو رک گیا۔ عنبر نے غصے سے ناگ کی طرف دیکھا ناگ سمجھ گیا عنبر

نہیں چاہتا تھا کہ کسی سے ماریا کا ذکر کیا جائے وہ ڈاکو سے ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا جب ڈاکو چلا گیا تو عنبر نے کہا۔

تم ضرور ماریا کو کسی مصیبت میں پھنساؤ گے۔

لیکن آخر ہم کب تک یہاں پڑے رہیں گے کل نہیں تو پرسوں زرتاش آجائے گا اور اپنا راز فاش ہوجائے گا اور سب کو پتہ چل جائے کہ ہم ڈاکو نہیں ہیں۔

اچھا ان باتوں کو چھوڑو۔ پہلے جنگل میں چل کر چھنگو منگو کی خبر لیتے ہیں کہ کم بخت کہیں انہیں ہوش تو نہیں آ گیا۔

دونوں اٹھ کر جنگل میں آ گئے ان دونوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے جب انہوں نے دیکھا کہ جس جگہ انہوں نے بے ہوش ڈاکوؤں کو چھپایا تھا وہ وہاں نہیں تھے وہ جلدی سے قلعے کی طرف آئے ابھی وہ قلعے کے دروازے پر ہی تھے کہ سارے ڈاکوؤں نے تلواریں نکال

کر انہیں گھیرے میں لے لیا۔سردار گووند نے چیخ کر کہا۔
کون ہو تم ؟اور یہاں کس کی جاسوسی کرنے آئے تھے۔؟
عنبر اور ناگ نے دیکھا کہ اصلی چھنگو منگو سردار گووند کے پاس ہی
کھڑے تھے اب عنبر اور ناگ بھلا کیا جواب دیتے آئیں،بائیں
،شائیں دیکھنے لگے..............گووند نے کہا۔
ان کو قید میں ڈال دو بڑے سردار کے آنے پر ان کے سر قلم کر دیے
جائیں گے۔
ڈاکو عنبر اور ناگ کو سب سے نچلی غار میں لے گئے اور وہاں ایک
کوٹھڑی میں بند کر کے آگے بڑا سا پتھر رکھ دیا دونوں دوست بے بس
ہو کر رہ گئے عنبر سے ناگ نے کہا کہ وہ بہرام جن کی مدد لے مگر عنبر نے
کہا جب تک ماریا کا پتہ نہیں چلتا جن کی مدد بے کار ہے۔
ماریا کا پتہ اگر چل سکتا ہے تو ان ڈاکوؤں میں سے ہی چل سکتا ہے اس

لئے ہمارا یہاں رہنا بہت ضروری ہے۔

کم از کم اس وقت تک ہمیں یہیں رہنا ہو گا جب تک ہمیں یہ سراغ نہیں مل جاتا کہ ماریا کو ان لوگوں نے کہاں چھپا کر رکھا ہوا ہے؟

دوسرے روز بڑا سردار زرتاش ٹھگ بھی وہاں پہنچ گیا جب اس کے سامنے عنبر اور ناگ کو پیش کیا گیا تو وہ انہیں فوراً پہچان گیا اور حیران ہو کر بولا۔

اچھا تو تم جاسوس نکلے میں بھی حیران تھا کہ تم اتنی دور کا سفر کر کے ہمارے شہر میں کیوں آ رہے ہو بہت اچھا۔ تمہیں جاسوسی کی سزا دی جائے گی تمہیں ہم سے غداری کا مزا چکھایا جائے گا۔

زرتاش نے گوونڈ کو حکم دیا۔

گوونڈ۔

حکم سردار۔

کل صبح سورج نکلتے ہی ان دونوں کو قلعے کی سب سے اوپر والی دیوار سے نیچے کھڈ میں گرا دیا جائے۔

ایسا ہی ہوگا سردار۔

عنبر اور ناگ کو قید میں ڈال کر ان پر کڑا پہرہ لگا دیا گیا اب عنبر کے لئے اپنا کرتب دکھانے کا وقت آ گیا تھا اس نے ناگ سے کہا

میں بہرام جن کو ابھی نہیں بلاتا میں اسے کل ٹھیک اس وقت بلاؤں گا جب یہ لوگ ہمیں قلعے کی دیوار سے نیچے گرا رہے ہوں گے۔

ناگ نے کہا۔

اور اگر بہرام جن نے آنے میں دیر کر دی تو کم از کم میری ہڈی پسلی ایک کر دی جائے گی بھائی اسے ابھی بلا لو۔ کم از کم اسے بلا کر یہ تو کہہ دو کہ کل سورج نکلتے ہی یہاں آ جائے۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

تم فکر نہ کرو ناگ بہرام ٹھیک وقت پر آ جائے گا۔

ہوں توں کر کے رات گزر گئی ابھی دن نکلنے میں کچھ دیر باقی تھی کہ ڈاکو ان دونوں کو زنجیروں میں جکڑ کر قلعے کی فصیل کے اوپر لے گئے وہاں بڑا سردار زرتاش اور گووندا اور دوسرے سارے ڈاکو تماشہ دیکھنے کے لئے موجود تھے زرتاش نے مسکرا کر کہا۔

برخودار، اب ذرا زرتاش کے ساتھ غداری کرنے کا مزہ بھی چکھ کر دیکھ لو تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نام سے ملک کا بچہ بچہ کانپتا ہے۔؟

عنبر نے بھی مسکرا کر کہا۔

زرتاش اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ میں کون ہوں اور تم کس کے ساتھ بات کر رہے ہو تو ابھی کانپنے لگو۔

زرتاش نے ڈانٹ کر کہا۔

بکواس بند کرو۔

عنبر بولا۔
اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ ماریا کہاں ہے تو میں تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو معاف کر دوں گا۔
زرتاش نے قہقہہ لگایا۔
بدنصیب تم مجھے معاف کرنا چاہتے ہو۔؟ کم بخت ابھی تمہارا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نیچے کھڈ میں پڑا ہو گا تمہاری حیثیت ہی کیا ہے میرے سامنے۔
عنبر نے کہا۔
اب بھی وقت ہے سوچ لو۔ میں تمہیں کچھ دیر کی مہلت دیتا ہوں پھر مجھ سے شکایت نہ کرنا کیوں کہ تم سب لوگوں کی موت کا وقت قریب آ رہا ہے۔
زرتاش نے آگے بڑھ کر بڑے زور سے عنبر کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔

عنبر کو تو کچھ نہ ہوا لیکن زرتاش کو یوں لگا جیسے اس نے کسی پتھر کی سل پر ہاتھ مار دیا ہو۔ وہ کچھ حیران ضرور ہوا مگر پھر غصے میں آ کر بولا۔

ان کے سر قلم کر دیے جائیں۔

جلاد تلوار لے کر آگے بڑھا اس نے عنبر کی طرف دیکھا عنبر نے فوراً آنکھیں بند کر کے بہرام جن کا خیال ذہن میں باندھا جن سامنے آ گیا جن سوائے عنبر کے اور کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا جن نے جھک کر کہا۔

کیا حکم ہے آقا۔؟

عنبر نے کہا۔

یہ لوگ ہمیں قتل کرنا چاہتے ہیں انہیں اس گستاخی کا مزہ چکھاؤ۔

بہرام جن بولا۔

میرے آقا کیا کسی کی جان بچانی بھی ہے یا سب کو ہلاک کر دوں۔؟

عنبر نے کہا۔

صرف زرتاش ٹھگ کو نہ مارنا۔ باقی سب لوگوں نے سینکڑوں بے گناہوں کے خون کیے ہیں انہیں ان کے گناہوں کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔

عنبر زرتاش کو اس لیے بچانا چاہتا تھا کہ اس کے خیال کے مطابق اسے ماریا کے بارے میں علم تھا کہ وہ کہاں ہے؟ حالانکہ زرتاش کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ ماریا کے بارے میں صرف گووندہی جانتا تھا کہ وہ راجہ سنگرام کے محل میں ہے جن نے ادب سے سر جھکایا اور کہا۔

ابھی حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔

ادھر زرتاش نے چیخ کر کہا۔

جلاد تو منہ کیا دیکھ رہے ہو آگے بڑھ کر ان کم بختوں کے سر کیوں نہیں قلم کر رہے۔؟

جلاد نے آگے بڑھ کر تلوار اوپر اٹھائی وہ گھما کر عنبر کی گردن پر مارنے

ہی والا تھا کہ کسی نے اسے اٹھا کر نیچے گہری کھڈ میں گرا دیا جلاد کی خوفناک چیخ دیر تک سنائی دیتی رہی زرتاش اٹھ کر کھڑا ہو گیا بہرام جن نے اب ڈاکوؤں کو ایک ایک کر کے اٹھا کر نیچے کھڈ میں گرانا شروع کر دیا نیچے گرتے ہی ڈاکوؤں کے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور وہاں ایک شور مچ گیا گووند اور زرتاش بھاگنے لگے تو بہرام جن نے دونوں کو اپنے قابو میں کر لیا گووند کو اس نے اٹھا کر زور سے آسمان کی طرف پھینکا گووند کا جسم فضا میں کئی سو گز اوپر اٹھا اور پھر بڑی تیزی کے ساتھ کھڈ کے پتھروں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا زرتاش نے چیخ کر کہا۔
عنبر میری جان بخشی کر دو مجھے معاف کر دو مجھ سے بھول ہو گئی تھی۔
معاف کر دو میں ساری زندگی تمہارا غلام رہوں گا۔
عنبر نے بہرام جن کو اشارہ کیا کہ وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے جن نے سر جھکایا اور رخصت ہو گیا اب وہاں ڈاکوؤں میں سے سوائے

زرتاش کے اور کوئی نہیں تھا سب کے سب مارے گئے تھے عنبر نے زرتاش سے پوچھا۔

اب بتاؤ ہماری بہن ماریا کہاں ہے۔؟

زرتاش نے حیرانی سے کہا۔

دیوتاؤں کی قسم مجھے بالکل نہیں معلوم وہ تو گووند کے پاس تھی وہی جانتا تھا کہ اس نے ماریا کو کہاں رکھ چھوڑا ہے۔

عنبر اور ناگ سر پکڑ کر بیٹھ گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ زرتاش جھوٹ نہیں بول رہا وہ سچ کہہ رہا ہے اب انہیں خیال آیا کہ انہوں نے گووند کو کیوں مار ڈالا کم از کم اس سے ماریا کے بارے میں ہی پوچھ لیتے مگر اب کیا ہوسکتا تھا تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

شیر کی گرج

ماریا راجہ سنگرام کے قلعے میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔
وہاں اسے اتنی بھی اجازت نہیں تھی کہ کھڑکی میں سے باہر بھی جھانک سکے بوڑھی کنیز جوان سب کنیزوں کی سردارنی تھی ماریا کی جانی دشمن بن گئی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ سردارنی کی ایک بیٹی راجہ کی بیوی تھی جب سے ماریا محل میں آئی تھی راجہ نے سردارنی کی بیٹی سے برا سلوک شروع کر دیا تھا راجہ سردارنی کی بیٹی کو نوکرانیوں سے بھی بدتر سمجھنے لگا تھا اس بات کا سردارنی کو بڑا صدمہ تھا کہ ماریا نے اس کی بیٹی کی زندگی تباہ کر دی ہے مگر وہ کچھ نہ کر سکتی تھی کیونکہ ماریا کو راجہ اپنی رانی

بنانے کا خواہش مند تھا اور وہاں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں تھیں
ماریا کیلئے وہاں دونوں طرح مصیبت ہی مصیبت تھی۔
وہ راجہ سے شادی بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اور سردارنی الگ اس کی جان
کی دشمن بنی ہوئی تھی اسے ماریا کی نیلی آنکھوں سے بڑا اجلاپا تھا
کیونکہ صرف اس کی نیلی آنکھوں کی وجہ سے راجہ نے سردارنی کی بیٹی کو
ذلیل کرر کھا تھا سردارنی نے فیصلہ کرلیا کہ وہ ماریا سے ایسا انتقام لے
گی کہ نہ وہ راجہ کے لائق رہے گی اور نہ آئندہ اپنی زندگی میں ہی سکھی
رہ کر جی سکے گی میں نے اپنے سب سے وفادار غلام کو ایک روز اپنے
کمرے میں بلا کر کہا۔
تم نے برسوں میرا نمک کھایا ہے اب وقت آ گیا ہے کہ میرے کام آ
کر اپنی وفاداری ثابت کرسکو کیا تم میری خاطر وہ کام کرسکو گے جو اس
محل میں کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔

غلام نے ادب سے کہا۔

اے ہماری سردارنی، یہ غلام تمہارے نمک کا حق ضرور ادا کرے گا اگر آپ کو میرے خون کی ضرورت ہے تو حکم کرو میں اپنا خون تمہارے قدموں پر نچھاور کرنے کو تیار ہوں۔

سردارنی بولی۔

میرے وفادار غلام مجھے تمہارے خون کی ضرورنہیں ہے میں چاہتی ہوں کہ تم میرے لئے ایک ایسا کام کرو جو میرے کلیجے میں جلتی ہوئی آگ بجھا سکے۔

غلام نے کہا۔

حکم کرو سردارنی بندہ حاضر ہے۔

سردارنی نے کہا۔

تو سنو، تم تو جانتے ہی ہو کہ راجہ نے جب سے نیلی آنکھوں والی کنیز

ماریا کو محل میں لا کر رکھا ہے اس نے میری بیٹی کو بالکل ہی بھلا دیا ہے کل تک میری بیٹی راجہ کی آنکھوں کا تارا تھی اور محل میں اسی کے نام کا سکہ چلتا تھا ماریا کے آنے کے بعد وہ ذلیل ہو گئی ہے اور راجہ نے اس کے ساتھ لونڈیوں سے بھی بدتر سلوک شروع کر دیا ہے۔

آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں سردارنی، اسے میں نے بھی محسوس کیا ہے کہ اب رانی کی وہ حیثیت نہیں رہی راجہ آپ کی بیٹی کی سب کے سامنے بے عزتی کر دیتا ہے۔

سردارنی نے غصے میں کہا۔

میں ہی ہرگز گوارا نہیں کر سکتی کہ میری آنکھوں کے سامنے میری بیٹی کی زندگی برباد ہو، میری بیٹی کی بربادی کا باعث صرف ماریا کی نیلی آنکھیں ہیں اب میں تم سے جو کام لینا چاہتی ہوں اسے غور سے سنو میں چاہتی ہوں کہ تم کسی بہانے ماریا کو قلعے سے باہر جنگل میں لیجاؤ

اور وہاں جا کر اسے کلہاڑے سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کی نیلی
آنکھیں نکال کر مجھے لا دو تا کہ میرے دل کی آگ ٹھنڈی ہو جائے
اور میری بیٹی محل میں پھر سے وہی پرانی عزت حاصل کر لے۔
غلام نے جھک کر کہا۔
یہ تو کوئی مشکل بات ہی نہیں سردارنی آپ جس وقت حکم کریں میں یہ
کام سرانجام دے دوں گا۔
سردارنی نے کہا۔
میں چاہتی ہوں کہ تم کل صبح صبح ماریا کو اپنے ساتھ جنگل میں لے جاؤ
اسے کہو کہ جنگل میں اس کا ایک بھائی اس کا انتظار کر رہا ہے وہ اپنے
بھائیوں کی یاد میں اکثر روتی رہتی ہے وہ بہت خوشی سے تمہارے
ساتھ چلنے کو تیار ہو جائے گی بس جنگل میں جا کر اس کا کام تمام کر دو
اور اس کی نیلی آنکھیں نکال کر مجھے لا دو۔ مگر یاد رکھو یہ کام بڑی راز

داری کے ساتھ ہونا چاہیے۔

غلام نے کہا۔

ایسا ہی ہوگا سردارنی جی آپ بالکل فکر نہ کریں کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوگی کہ ماریاں کہاں چلی گئی راجہ یہی سمجھے گا کہ وہ چپکے سے محل چھوڑ کر چلی گئی ہے۔

سردارنی نے مسکرا کر کہا۔

شاباش۔اس کے عوض میں تمہارا دامن موتیوں اور ہیرے جواہرات سے بھر دوں گی۔

غلام بولا۔

آپ کی عنایت ہے سردارنی صاحبہ، غلام کل ہی ماریا کی نیلی آنکھیں آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دے گا اور اس کی لاش کو جنگل میں ایسی جگہ دفن کردے گا کہ ساری زندگی کوئی اسے تلاش نہ کر سکے گا۔

سردارنی بولی۔

ٹھیک ہے اب تم جاؤ اور بڑی ہوشیار کے ساتھ اپنی خونی سازش پر عمل کرنا شروع کر دو۔

غلام نے ادب سے سر جھکایا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

سردارنی کو یقین ہو گیا تھا کہ اب ماریا اس کے انتقام سے نہیں بچ سکے گی اور اس کی اپنی بیٹی کی زندگی تباہ و برباد ہونے سے بچ جائے گی اس نے خوشی سے ایک قہقہہ لگایا اور اپنی دکھی بیٹی کو جا کر خوش خبری سنا دی کہ اس کی زندگی کا سنہری زمانہ ایک بار پھر شروع ہونے والا ہے اس نے اپنی بیٹی کو یہ نہیں بتایا کہ اس نے ماریا کو قتل کروا دینے کا منصوبہ مکمل کر لیا ہے وہ ماریا کے قتل تک یہ بات اپنی بیٹی سے بھی چھپا کر رکھنا چاہتی تھی۔

دوسرے دن غلام بڑی مکاری سے ماریا کے پاس گیا ماریا محل کی

دوسری منزل کے دالان میں اکیلی سنگ مرمر کے چبوترے پر بیٹھی عنبر اور ناگ کے بارے میں سوچ رہی تھی غلام نے قریب جا کر ادھر اُدھر دیکھا اور جھک کر کہا۔

ماریا تمہارا بھائی تم سے ملنا چاہتا ہے۔

یہ سن کر ماریا خوشی سے اچھل پڑی۔

کہاں ہے ہو۔

شی۔غلام نے آہستہ سے کہا خاموش رہو۔اگر کسی کو ذرا سا بھی علم ہو گیا تو میری جان پر مصیبت آجائے گی میں تو صرف انسانی ہمدردی کے لئے ایسا کر رہا ہوں۔

ماریا نے آہستہ سے پوچھا۔

کہاں ہے میرا بھائی کیا وہ اکیلا ہے۔؟ دوسرا بھائی کہاں ہے۔؟

غلام نے کہا۔

یہ مجھے نہیں معلوم کہ دوسرا بھائی کہاں ہے۔ بہر حال تمہارا ایک بھائی مجھے اچانک کل جنگل میں مل گیا اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں سنگرام کے محل میں رہتا ہوں میں نے کہا ہاں پھر اس نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا میں نے اسے صاف بتا دیا کہ ماریا ہمارے قلعے میں ہے اس نے مجھ سے التجا کی کہ کسی طرح مجھے میری بہن سے ملا دو میں نے حامی بھر لی اب تم جلدی سے تیار ہو جاؤ تمہارا بھائی قلعے سے باہر جنگل میں ایک جگہ چشمے کے پاس بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہے میں تمہیں تمہارے بھائی تک پہنچا دوں گا۔

ماریا نے کہا۔

میں ابھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔

مگر ایک بات کا خیال رہے کسی کو ہرگز ہرگز مت بتانا کہ تم میرے ساتھ جنگل میں اپنے بھائی سے ملنے جا رہی ہو۔

کبھی نہیں بتاؤں گی میں وعدہ کرتی ہوں۔

غلام نے کہا۔

تو پھر تم میرے ساتھ آؤ۔

غلام ماریا کو لے کر ایک ویران سے کمرے میں آ گیا اسے معلوم تھا کہ ماریا محل سے باہر نہیں جا سکتی چنانچہ اس نے ماریا کو مردانہ لباس یعنی اسے سپاہی کی وردی پہنائی اور ساتھ لے کر قلعے کے ایک دروازے سے نکال کر باہر لے آیا۔

ٹھیک اس وقت ضلع خاندیس کے پہاڑوں سے نکل کر ایک آدم خور شیر ضلع اجین کے جنگلوں میں پھرتا پھراتا راجہ سنگرام کے قلعے کے آس پاس آ گیا تھا ایک پنجہ زخمی ہو جانے کی وجہ سے وہ تیزی سے بھاگ کر ہرن کا شکار نہیں کر سکتا تھا چنانچہ اس نے ایک برس پہلے آدمیوں پر حملے شروع کر دیے تھے کیونکہ انسان اس کے آگے بھاگ نہیں سکتا تھا

اور شیر بڑے آرام سے اسے دبوچ کر ہڑپ کر جاتا تھا۔

آدم خور شیر تین روز سے راجہ سنگرام کے قلعے کے آس پاس بھوکا پھر رہا تھا اور اسے کھانے کو کوئی آدمی نہیں ملا تھا بھوک سے اس کا برا حال ہو رہا تھا اس جنگل میں کوئی ہرن اور لومڑ بھی نہیں تھا جسے چیر پھاڑ کر وہ اپنے پیٹ کی آگ بجھا سکتا، وہ اپنے شکار کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا وہ بار بار اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر کسی انسان کی بو سونگھنے کی کوشش کرتا مگر ہر بار اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ دوسری جانب غلام کو ساتھ لے کر راجہ سنگرام کے قلعے سے باہر نکل آیا اور جنگل میں چشمے کی طرف چلنا شروع کر دیا اس نے ماریا کو گھوڑے پر بٹھا رکھا تھا غلام نے اپنی وردی کے اندر بڑا خونخوار چھرا چھپا رکھا تھا جس کی مدد سے وہ ماریا کو قتل کرنے کے بعد اس کی نیلی آنکھیں نکالنا چاہتا تھا ماریا بے چاری بے خبری کے عالم میں اپنے بھائی کی محبت میں ڈوبی اس قاتل وحشی کے

ساتھ چلی جارہی تھی ایک جگہ اس نے پوچھا۔

میرا بھائی کس جگہ بیٹھا ہے۔؟

غلام نے مسکرا کر کہا۔

بس ہم وہاں پہنچنے ہی والے ہیں ماریا۔ فکر نہ کرو۔

کچھ دور چلنے کے بعد ایک سیاہ پتھر کی چٹان کے پاس غلام نے گھوڑا روک لیا اس نے گھوڑے سے اتر کر ماریا کو بھی نیچے اتار لیا اس نے ماریا سے کہا۔

ماریا، تم یہاں بیٹھو میں تمہارے بھائی کو لے کر ابھی آتا ہوں گھبرانا نہیں میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔

ماریا بولی۔

جلدی آجانا بھائی مجھے اکیلی اس جنگل میں ڈر لگ رہا ہے غلام نے کہا۔

ڈرنے کی کیا بات ہے ابھی تمہارا بھائی بھی یہاں آ جائے گا۔

غلام درختوں کے پیچھے آ گیا ایک جگہ چھپ کر اس نے صدری کے اندر سے خنجر نکالا انگلی لگا کر اس کی تیز دھار کو دیکھا ایک پتھر پر خنجر کو اور زیادہ تیز کیا اور پھر قدم قدم ماریا کی طرف بڑھنے لگا وہ پیچھے سے ہو کر ماریا پر حملہ کرنا چاہتا تھا وہ خنجر ماریا کی گردن پر مار کر ایک ہی وار میں ہلاک کر دینا چاہتا تھا اور یہ کام اس کے لئے کوئی مشکل نہیں تھا اس نے قلعے میں سپہ سالار اور راجہ کے حکم سے سینکڑوں لوگوں کو خنجر مار کر قتل کیا تھا اور یہ تو بے چاری ایک بھولی بھالی مسکین سی لڑکی ہی تھی اس کو قتل کرنا کون سی مشکل بات تھی اس نے خنجر کو مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑا اور جھاڑیاں ادھر اُدھر ہٹاتا دبے پاؤں ماریا کی طرف بڑھنے لگا۔

عین اسی وقت جب آدم خور شیر نے اپنا منہ اوپر اٹھایا تو اسے ہوا میں

انسان کی بو محسوس ہوئی یہ بو بڑی تیز تھی جیسے کوئی انسان بالکل اس کے قریب ہی ہو شیر بھوک سے نڈھال ہو رہا تھا وہ بے چینی سے دم ہلانے لگا اور جدھر سے انسان کی بو آ رہی تھی اس طرف پنجے سمیٹے بڑی احتیاط سے چلنے لگا وہ اس قدر ہوشیاری سے آگے بڑھ رہا تھا کہ سوکھے پتوں پر اس کے پاؤں رکھنے اور اٹھانے کی آواز تک نہ آ رہی تھی۔

اب منظر یہ تھا کہ ایک طرف سے غلام خنجر ہاتھ میں لیے ماریا کی طرف بڑھ رہا تھا اور دوسری طرف سے شیر اپنے شکار کی طرف آگے بڑھ رہا تھا ماریا بے چاری بھولا سا منہ لئے خاموش جنگل میں ڈری ڈری سی بیٹھی تھی اس نے اپنے پیچھے پاؤں کی آہٹ سنی تو فوراً پلٹ کر دیکھا پیچھے غلام خنجر ہاتھ میں لیے اس پر حملہ کرنے ہی والا تھا ماریا نے کہا۔ بھائی کہاں ہے۔

پھر جب اس نے غلام کے ہاتھ میں خنجر دیکھا تو ڈر کر پیچھے ہٹ گئی اور بولی۔

خدا کے لئے مجھے قتل نہ کرو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے مجھے معاف کر دو۔

غلام نے شیطانی قہقہہ لگایا۔

اب تمہیں کوئی طاقت میرے خنجر کی تیز دھار سے نہیں بچا سکتی تمہاری موت اب میرے ہاتھ میں ہے میں تمہیں سردارنی کے حکم سے قتل کر کے تمہاری نیلی آنکھیں نکال کر ساتھ لے جاؤں گا تمہیں اب کوئی نہیں بچا سکتا بہتر یہی ہے کہ مرنے کے لئے چپ چاپ تیار ہو جاؤ اور اپنا گلا میرے سامنے جھکا دو تاکہ میں اسے کاٹ کر رکھ دوں تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

ماریا نے چیخ کر کہا۔

بچاؤ.........بچاؤ...........کوئی بچاؤ..........

غلام نے قہقہہ لگا کر خنجر ہوا میں لہرایا ٹھیک اس وقت شیر نے درختوں کے پیچھے سے اپنے موٹے تازے شکار کو دیکھا اس کی آنکھوں میں بجلی سی کوندگئی۔

شیر نے وہیں سے ایک طوفانی چھلانگ لگائی اور ایک بھیانک گرج کے ساتھ اپنا چھ من کا جسم غلام کے اوپر گرادیا شیر کے طاقت ور پنجے نے غلام کے سر پر پڑکر اس کی کھوپڑی پاش پاش کردی اس کی لاش کو منہ میں چوہے کی طرح اٹھایا اور جنگل کی طرف غائب ہو گیا۔

ماریا کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ آناً فاناً کیا ہے کیا ہو گیا ابھی غلام خنجر سے اسے ہلاک کرنے والا تھا اور ابھی شیر نے اسے ہلاک کردیا اور لاش دانتوں میں دبوچ کر غائب ہو گیا شیر ماریا کی زندگی اور غلام کی موت بن کر وہاں آیا اور آن کی آن میں سارے کھیل کو بدل کر وہاں سے چلا

گیا شیر کی خوفناک دھاڑ، غلام کی آخری چیخ اور اس کے خون آلود لاش
کو شیر کے منہ میں دیکھ کر مار یا ڈر کے مارے تھر تھر کانپنے لگے کتنی دیر
تک اسے ہوش ہی نہ آیا کہ وہاں کیا ہو گیا ہے۔
پھر جب وہ ذرا سنبھلی تو اس نے محسوس کیا کہ خدا نے اس پر ایک عظیم
احسان کیا ہے کہ شیر کو اس کی مدد کے لئے وہاں بھیج دیا ہے اگر شیر
وہاں نہ آتا تو غلام ضرور اسے قتل کر کے اس کی آنکھیں نکال کر لے جا
چکا ہوتا اب وہ ڈرتی ڈرتی اٹھی اور جدھر شیر گیا تھا اسی کی مخالف سمت کو
بھاگ کھڑی ہوئی وہ دوبارہ قلعے میں واپس جا کر اپنے پاؤں پر
کلہاڑی نہیں چلانا چاہتی تھی یہ تو خدا نے اسے سنہری موقع دیا تھا کہ
اس کی جان بھی بچ گئی اور وہ اس پتھروں کے قلعے کی قید سے بھی آزاد
ہو گئی۔

زرتاش کا انتقام

زرتاش کو کھنڈر میں چھوڑ کر عنبر اور ناگ ماریا کی تلاش میں چل پڑے
انہیں صرف اسی قدر سراغ مل سکا تھا کہ ہوسکتا ہے ماریا کو گووند نے
راجہ سنگرام کے محل میں کنیز بنا کر فروخت کردیا ہو عنبر اور ناگ نے
فیصلہ کیا کہ راجہ سنگرام کے محل کی طرف چلنا چاہیے ہوسکتا ہے ان کی
بہن انہیں وہیں مل جائے انہوں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر دور
راجہ سنگرام کا قلعہ دیکھا جو ایک پہاڑی کے اوپر بنا ہوا تھا وہ اس قلعے کی
طرف چل دیے۔
زرتاش ٹھگ کے سارے ساتھی عنبر اور ناگ نے مروا دیے تھے اس

کا بہترین ساتھی گووند بھی ہلاک کر دیا گیا تھا اس چیز کا زرتاش کو بے حد صدمہ ہوا تھا اس نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ عنبر اور ناگ سے اس کا بدلہ ضرور لے گا اس کی ایک ہی صورت تھی کہ وہ بے دھیانی میں عنبر اور ناگ کو مروا ڈالے یعنی انہیں اتنی مہلت ہی نہ مل سکے کہ وہ آسمانی طاقت کو بلا سکیں اس کے لئے اس نے سوچا کہ اجین کے پجاری اور راجہ کی خدمات حاصل کرنی چاہئیں کیونکہ عنبر اور ناگ نے دیوتاؤں پر قربان کیے جانے والے بچے اغوا کر کے ایک ایسا جرم کیا تھا جس کی سزا موت تھی زرتاش نے سازش یہ سوچی کہ فوراً اجین پہنچ کر پجاری اور راجہ کو باخبر کر دیا جائے کہ ان کا مجرم اس وقت راجہ سنگرام کے قلعے میں ہے راجہ سنگرام کے راجہ اجین کے ساتھ بڑے برادرانہ تعلقات تھے وہ ایک منٹ کے اندر اندر عنبر اور ناگ کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر راجہ اجین کے حوالے کر سکتا تھا۔

زرتاش نے ایک پل بھی ضائع نہیں کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اسے سرپٹ دوڑاتا جنگل کے ایک خفیہ راستے سے اجین کی طرف روانہ ہو گیا جس وقت عنبر اور ناگ راجہ سنگرام کے قلعے کے باہر پہنچے زرتاش اجین کے بڑے ناگ مندر کے باہر کھڑا پجاری کا انتظار کر رہا تھا۔

پجاری نے دروازہ کھولا اور باہر زرتاش کو دیکھ کر کہا۔

ارے زرتاش، یہ تم کو کیا ہوا۔ تم اتنی دیر بعد کہاں سے آ گئے؟

دونوں ایک دوسرے سے گلے لگ کر ملے پجاری ٹھگ زرتاش کو اچھی طرح جانتا تھا زرتاش پجاری کے ساتھ مندر کے اندر اس کے کمرے میں آ گیا یہاں اس نے اسے بتایا کہ عنبر اور ناگ نام کے دو نوجوان ناگ دیوتا پر قربان ہونے والے بچے کو یہاں سے اغوا کر کے لے گئے تھے اور اس وقت وہ دونوں راجہ سنگرام کے قلعے میں ہیں پجاری کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہو گئے۔

میں ان دونوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا اس دفعہ وہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتے میرے ساتھ آؤ ابھی راجہ کے پاس چل کر ساری بات کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔
پجاری زرتاش کو ساتھ لے کر سیدھا راجہ کے محل میں آ گیا راجہ پجاری کی بڑی عزت کرتا تھا اس نے اسی وقت اسے اپنے خاص کمرے میں بلا لیا پجاری اور زرتاش نے جھک کر سلام کیا اور راجہ کو الف سے لے کر یے تک ساری کہانی سنا ڈالی راجہ کا چہرہ غصے میں لال ہو گیا اس کی ساری زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ کسی نے ناگ دیوتا کی مقدس قربانی کو اغوا کر کے ایک گھناؤنا جرم کیا تھا راجہ کو وہم ہو گیا تھا کہ اگر اس نے مجرم کو پکڑ کر سزا نہ دی تو ناگ دیوتا اس کی سلطنت کو تباہ وہ برباد کر دے گا اور جب پجاری نے اسے بتلایا کہ اس کے مجرم راجہ سنگرام کے قلعے میں پہنچ گئے ہیں تو اس نے حکم دے دیا کہ فوراً ایک

دستہ سپاہیوں کا راجہ سنگرام کے قلعے میں جائے اور اسے جا کر ہمارا پیغام دے کر اس کے پاس جو دو اجنبی نوجوان باہر سے آئے ہیں وہ ہمارے مجرم ہیں اور انہیں ہمارے حوالے کر دیا جائے۔

سپاہیوں کا ایک دستہ اسی وقت راجہ سنگرام کے قلعے کی طرف روانہ ہو گیا۔

زرتاش اور پجاری خوشی خوشی واپس مندر میں آ گئے زرتاش اس لئے خوش تھا کہ وہ عنبر اور ناگ سے اپنے قیمتی ساتھیوں کی موت کا بدلہ لینے والا تھا پجاری اس لئے خوش تھا کہ اس نے راجہ کو مجرموں کا سراغ بتا کر پھر سے اپنی ساکھ بنا لی تھی۔

ادھر عنبر اور ناگ راجہ سنگرام کے قلعے کے باہر پہنچے تو دربان نے انہیں روک کر پوچھا کہ وہ کون ہیں اور قلعے میں کس لئے آئے ہیں عنبر نے دربان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

دوست ہم کیمیا گر ہیں ہم تانبے کو سونا بنا دیتے ہیں۔؟

دربان نے کہا۔

تم جھوٹ بولتے ہو بھلا ایسا کون ہو سکتا ہے جو تانبے کو سونا بنا دے
میں تمہیں تانبے کا ایک برتن دیتا ہوں اگر تم نے اسے سونے کا بنا دیا تو
تمہیں قلعے کے اندر جانے کی اجازت دے دی جائے گی۔

عنبر نے کہا۔

لاؤ برتن۔ابھی اسے سونے کا بنا دیتا ہوں۔

دربان دونوں کو اپنی کوٹھڑی میں لے گیا اس نے ایک تانبے کی صراحی
ان کے آگے رکھ کر کہا اس صراحی کو سونے میں تبدیل کر کے
دکھائیں۔

عنبر نے صراحی اپنے سامنے رکھی اور آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھنا
شروع کر دیا اسے تانبے کو سونا بنانے کا عمل بالکل نہیں آتا تھا۔

پھر بھی اس نے کنیز کی روح سے امداد طلب کی اور کہا کہ اگر وہ اس صراحی کو سونے کی صراحی میں تبدیل کر دے تو اس کا بہت شکر گزار ہوگا کیونکہ وہ دونوں ایک نیک مقصد کے لئے اس قلعے میں آئے ہیں عنبر نے آنکھیں کھول کر صراحی پر پھونک ماری تو وہ سونے کی طرح چمکنے لگی اصل میں وہ سونے کی نہیں ہوئی تھی بلکہ سونے کی طرح چمک رہی تھی دربان یہی سمجھا کہ صراحی سونے کی بن گئی ہے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

اس نے کہا۔

تم واقعی سچے ہو تمہیں اجازت ہے کہ قلعے کے اندر چلے جاؤ۔

عنبر نے دیکھا کہ دربان دوست بن گیا ہے تو اس سے پوچھا۔

بھائی یہ بتاؤ کیا تم نے یہاں کوئی نیلی آنکھوں والی لڑکی دیکھی ہے؟

دربان نے سوچ کر بتایا۔

نیلی آنکھوں والی ایک لڑکی راجہ جی کے محل میں ضرور رہتی ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ اس کا نام کیا ہے۔

ناگ نے پوچھا۔

کیا تم نے کبھی اسے دیکھا ہے۔

دربان بولا۔

راجہ جی کے محل کی کنیزوں کو سوائے غلاموں کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا کیوں کہ انہیں محل سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

عنبر اور ناگ کے لئے اتنی اطلاع ہی کافی تھی کہ راجہ کے محل میں ایک نیلی آنکھوں والی کنیز موجود ہے وہ سمجھ گئے کہ گووند نے راجہ سنگرام کے محل میں ماریا کو داخل کرا دیا ہوگا دونوں دوست دربان کی ڈیوڑھی سے نکل کر قلعے کے اندر آ گئے قلعے کی چار دیوار میں ایک چھوٹا سا خوبصورت شہر آباد تھا گلیاں بازار پختہ تھے اور چاروں طرف ایک

منزلہ پتھروں کے مکان بنے ہوئے تھے شہر کے بیچ میں راجہ کا دو منزلہ محل سب سے الگ کھڑا تھا جس کے اوپر سونے کا چھتر سایہ کیے ہوئے تھا عنبر نے کہا۔

ہمیں اب کسی طرح راجہ کے محل میں داخل ہونا ہے تاکہ ماریا تک پہنچ کر اسے یہاں سے نکالنے کی کوشش کریں۔

ناگ نے کہا۔

مگر راجہ کے محل کے اندر کیسے پہنچیں گے یہی تو سب سے مشکل کام ہے۔

فکر نہ کرو، یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے میرے ساتھ آؤ۔ عنبر ناگ کو لے کر راجہ کے محل کی طرف روانہ ہو گیا محل کے دروازے پر سپاہیوں نے انہیں گھیرے میں لے کر روک لیا اور پوچھا۔

کون ہو تم لوگ اور کہاں جا رہے ہو۔؟

عنبر نے آگے بڑھ کر کہا۔

ہم اجین سے آئے ہیں ہم اجین کے راج دربار کے شاہی حکیم ہیں اور راجہ کی خدمت کرنے آئے ہیں ہمیں راجہ سنگرام کے دربار میں پہنچا دیا جائے۔

سپاہی نے پوچھا۔

کیا راجہ صاحب نے تمہیں خود بلایا ہے۔؟

عنبر نے کہا۔

یہی سمجھ لو کہ راجہ صاحب نے ہمیں خود بلایا ہے۔

سپاہیوں نے اسی وقت عنبر اور ناگ کو شاہی مہمان خانے میں پہنچا دیا راجہ کو خبر کر دی گئی کہ اجین شہر کے مشہور حکیم ملنے کے لئے حاضر ہونا چاہتے ہیں اس وقت راجہ سنگرام کچھ کچھ بیمار سا تھا اس لئے کہ ماریا گم ہو چکی تھی اور اسے یہی بتایا گیا تھا کہ غلام ماریا کو لے کر محل سے فرار ہو

گیا ہے راجہ ماریا کے لئے اداس تھا اور اسے دو روز سے بخار چڑھا ہوا تھا اس نے جب سنا کہ شہر اجین سے دو حکیم آئے ہیں تو اس سے ملنا چاہتے ہیں تو اس نے انہیں فوراً بلا لیا۔

عنبر اور ناگ نے راجہ سنگرام کے سامنے پیش ہو کر ادب سے سلام کیا اور کھڑے ہو گئے۔

راجہ نے پوچھا۔

تم اجین سے آئے ہو؟

عنبر نے کہا۔

جی ہاں راجہ صاحب۔ ہم اجین سے آئے ہیں اور وہاں کے مشہور حکیم ہیں۔

راجہ نے کہا۔

مجھے بخار ہے میں بیمار ہوں، اگر تم میرا علاج کر کے مجھے تندرست کر

دو تو میں تمہیں انعام بھی دوں گا اور اپنے دربار میں نوکر رکھ لوں گا۔

عنبر نے کہا۔

ابھی آپ کو تندرست کر دوں گا۔

یہ کہہ کر عنبر نے اپنے تھیلے میں سے ایک عرق نکال کر چاندی کے پیالے میں ڈالا اس میں گلاب کا عرق شامل کیا اور راجہ کو پلا دیا یہ دوائی اس قدر تیز اثر کرنے والی تھی کہ راجہ کی بجھی بجھی طبیعت بھی درست ہو گئی اور بخار بھی اتر گیا اس کرامت سے راجہ بے حد خوش ہوا اور اس نے عنبر اور ناگ کو اپنے دربار میں شامل کرنے کا اعلان کر دیا۔

عنبر نے پوچھا۔

مہاراج۔ ایسے لگتا ہے کہ آپ کی کوئی عزیز ترین شے گم ہو گئی ہے کیونکہ یہ بخار اسی کے صدمے کی وجہ سے ہوا ہے۔

راجہ عنبر کی دانشمندی پر بہت خوش ہوا اس نے اسے صاف صاف بتا دیا

کہ اس کی چہیتی نیلی آنکھوں والی کنیز کو ایک نمک حرام حبشی غلام اغوا کر کے فرار ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ علیل تھا نیلی آنکھوں والی کنیز کا سن کر عنبر اور ناگ چونک پڑے عنبر نے کہا۔

کیا اس کنیز کا نام ماریا تھا۔؟

راجہ نے کہا۔

تمہیں اس کا نام کیسے معلوم ہوا۔؟

عنبر جھٹ بولا۔

مہاراج۔ ہم نے اس کنیز کی تعریف اجین میں سنی تھی کہ راجہ سنگرام کے محل میں ایک نیلی آنکھوں والی کنیز ہے۔

راجہ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

کاش۔ مجھے پتہ چل جائے کہ وہ کہاں ہے میں غلام کی کھال کھنچواوں

ناگ نے پوچھا۔

مہاراج کیا آپ نے ان کی تلاش نہیں کرائی ؟

راجہ کہنے لگا۔

میں نے آس پاس کا سارا جنگل چھان مارا ہے میرے سپاہی سارے پہاڑوں کو کھنگھال چکے ہیں مگر ان دونوں کا کہیں سراغ نہیں مل رہا۔

عنبر اور ناگ راجہ سے اجازت لے کر شاہی مہمان خانے میں آ گئے انہیں وہاں آ کر خوشی بھی ہوئی تھی اور صدمہ بھی ہوا تھا خوشی اس لئے ہوئی تھی کہ انہیں اپنی بہن کا سراغ مل گیا تھا اور صدمہ اس لئے ہوا تھا کہ ماریا وہاں سے بھی گم ہو چکی تھی ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ اب ہمارا اس محل میں ٹھہرنا بے مقصد ہے ہمیں یہاں سے نکل کر ماریا اور حبشی غلام کو جنگلوں میں تلاش کرنا چاہیے کیونکہ جب ماریا اس محل میں موجود ہی نہیں ہے تو پھر یہاں ٹھہرنے کا کیا فائدہ ہے۔؟

عنبر نے سوچ کر کہا۔

کہتے تو تم ٹھیک ہو مگر ہمیں دو ایک دن یہاں قیام کرنا چاہیے ہو سکتا ہے ہمیں یہیں سے ماریا اور غلام کا کوئی اتا پتہ مل جائے۔

جیسے تمہاری مرضی۔

عنبر اور ناگ کے شاہی مہمان خانے میں اترتے ہی دربار میں سب کو معلوم ہو گیا کہ دو نئے حکیم شہر اجین سے آئے ہیں رات کو عنبر اور ناگ سے کئی درباری ملنے آئے ان میں سے بعض بیمار تھے۔

اور اپنا علاج کروانا چاہتے تھے عنبر نے ان سب کو تسلی دے کر واپس بھیج دیا دوسرے روز راجہ اجین کا بھیجا ہوا سپاہیوں کا دستہ راجہ سنگرام کے قلعے میں پہنچ گیا دستے کے سینا پتی نے اسی وقت راجہ سنگرام سے ملاقات کی اور اسے اجین کا خفیہ پیغام پہنچا دیا کہ اجین سے جو دو اجنبی نوجوان اس کے ہاں آئے ہیں وہ ان کے مجرم ہیں اور انہیں فوراً

گرفتار کر کے واپس اجین روانہ کر دیا جائے۔

راجہ سنگرام حیران رہ گیا کہ اس کے راجہ اجین کے ساتھ بھائیوں ایسے تعلقات تھے اور جب اس نے یہ سنا کہ دونوں نوجوان مذہبی مجرم ہیں اور انہوں نے ناگ دیوتا کی مقدس قربانی کو چرالیا تھا تو اس نے اسی وقت حکم دے دیا تھا کہ دونوں حکیموں کو فوراً گرفتار کر کے سپاہیوں کے ہمراہ اجین روانہ کر دیا جائے۔

سیناپتی نے کہا۔

مہاراج ہمیں آج کی رات آرام کر لینے دیں کل صبح انہیں گرفتار کر لیا جائے تا کہ ہم اس وقت مجرموں کو لے کر واپس اجین روانہ ہو جائیں۔

ٹھیک ہے۔ آپ لوگ آج کی رات آرام کریں۔

وہ رات سپاہیوں نے آرام کیا عنبر اور ناگ بھی شاہی مہمان خانے

میں آرام کر رہے تھے مگر وہ سوئے نہیں تھے بلکہ جاگ رہے تھے آدھی رات کے وقت شاہی قلعے کا وہی دربان جس کی تانبے کی صراحی کو انہوں نے سونے کی صراحی میں تبدیل کر دیا تھا کسی نہ کسی طرح ان کے پاس آگیا عنبر اور ناگ دربان کو دیکھ کر حیران ہوئے

عنبر نے پوچھا۔..........

کیوں میاں دربان تم یہاں آدھی رات کو کیا کرنے آئے ہو؟ خیریت تو ہے۔؟

دربان کا سانس پھولا ہوا تھا اس نے جلدی جلدی بتایا۔

آپ لوگوں نے مجھ پر احسان کیا تھا اس احسان کا بدلہ چکانے آیا ہوں راجہ اجین کے سپاہی آپ کو گرفتار کرنے آئے ہیں جس طرح ہو سکے یہاں سے بھاگ جاؤ بس میں جا رہا ہوں۔

یہ کہہ کر دربان چھلاوے کی طرح وہاں سے غائب ہو گیا عنبر اور ناگ

اسے دیکھتے ہی رہ گئے مگر اس کی اطلاع پر کہ انہیں گرفتار کیا جا رہا ہے وہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے انہیں یقین تھا کہ دربان جھوٹ نہیں بول رہا پہلے تو انہوں نے سوچا کہ وہیں رہ کر سپاہیوں کا مقابلہ کیا جائے پھر انہیں خیال آیا کہ مقابلہ کس لیے کریں؟ ماریا تو وہاں موجود نہیں جانا تو انہیں ضرور ہے تو پھر کیوں نہ ابھی فرار ہو جائے۔

عنبر اور ناگ اسی وقت اٹھے اور محل میں سے نکل کر قلعے کے صدر دروازے کی طرف آ گئے دربان نے انہیں آتا دیکھ کر دروازہ کھول دیا عنبر اور ناگ گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے دربان سے ہاتھ ملایا اور چپکے سے قلعے میں سے باہر نکل گئے ان کے باہر نکلتے ہی خدا جانے کیسے محل میں شور مچ گیا کہ دونوں اجنبی بھاگ گئے ہیں اجین کے سپاہیوں کا دستہ فوراً ان کی تلاش میں قلعے سے باہر نکل آیا جنگل رات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ لیکن سپاہی جنگل میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

جنگل میں کیا گزری؟

شیر نے غلام کو ہڑپ کیا تو ماریا وہاں سے فرار ہو گئی تھی۔
پہلے تو وہ اس خیال سے جنگل میں بھاگتی رہی کہ کہیں شیر اسے بھی آ کر ہڑپ کرنا نہ شروع کر دے پھر اس نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ غلام کو کھانے کے بعد شیر کا پیٹ بھر گیا ہے اور اب وہ ماریا کا پیچھا نہیں کرے گا وہ جنگل میں چلتی چلی گئی اسے کوئی خبر نہ تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہے اگر اسے کچھ احساس تھا تو صرف اتنا تھا کہ وہ راجہ سنگرام کی عمر قید سے نجات حاصل کر چکی ہے اور بوڑھی کنیز نے اسے قتل کرنے کی جو سازش کی تھی اس سے بھی بچ گئی ہے

وہ دل ہی دل میں کئی بار خدائے واحد کا شکر ادا کر چکی تھی کہ عین وقت پر شیر آ گیا اگر شیر آ کر غلام کو ہلاک نہ کرتا تو ماریا کی موت یقینی تھی۔
دن اب کافی چڑھ آیا تھا اور جنگل میں روشنی پھیلی ہوئی تھی ماریا چلتے چلتے تھک گئی وہ سوچنے لگی کہ کون سی جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کرے اسے اب بھی خطرہ تھا کہ کہیں راجہ کے آدمی اس کی تلاش میں وہاں نہ پہنچ جائیں اس نے دو ٹیلوں کے درمیان ایک چھوٹا سا راستہ دیکھا جو دائیں طرف کو گھوم گیا تھا ماریا نے سوچا کہ وہ اس تنگ درے میں چھپ کر گھڑی بھر آرام کر لیتی ہے کیونکہ اس جگہ اسے کسی کے آنے کا خطرہ نہیں تھا ماریا تنگ راستے میں داخل ہو گئی یہ پہاڑی راستہ آگے جا کر داہنی جانب گھوم گیا اب وہاں ایک جگہ سے پہلو کی جانب پہاڑ کی دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اور زمین پر گھاس کا بستر سا بچھا ہوا تھا ماریا بڑی حیران ہوئی کہ یہ بستر کس نے بچھا رکھا ہے۔

اس نے زیادہ سوچنے میں وقت ضائع نہ کیا وہ بے حد تھکی ہوئی تھی
گھاس پر لیٹتے ہی اسے نیند آ گئی اور وہ سو گئی ماریا کو معلوم ہی نہیں تھا
کہ یہ جگہ ایک ایسی جادوگرنی کی تھی جو اس پہاڑی غار میں شاہ
افراسیاب کے کالے علم کا چلہ کاٹ رہی تھی وہ ہر روز جنگل میں جا کر
کسی بھولے بھٹکے مسافر کو ورغلا کر بے ہوش کر دیتی اور پھر اس کا گلا
کاٹ کر اس کا خون کٹورے میں ڈال کر لاتی وہاں بیٹھ کر خون پیتی اور
چلہ کاٹنا شروع کر دیتی۔

اس وقت بھی جادوگرنی جنگل میں کسی مسافر کی تلاش میں نکلی ہوئی تھی
خوش قسمتی سے ماریا کسی دوسرے راستے سے وہاں آئی تھی ویسے بھی
جادوگرنی کو حکم تھا کہ چلہ جب ہی کامیاب ہو گا جب خون صرف
آدمیوں کا پیا جائے اور چالیس روز کے بعد کسی ایسی لڑکی کا کلیجہ نکال
کر بھون کر کھایا جائے جس کی ابھی شادی نہ ہوئی ہو اور جس کی

آنکھیں نیلی ہوں ماریا سو رہی تھی کہ جادوگرنی ہاتھوں میں مسافر کے خون کا کٹورہ پکڑے غار میں داخل ہوئی اس نے جو ایک نیلی آنکھوں والی لڑکی کو اپنے بستر پر سوئے دیکھا تو خوشی سے وہ باغ باغ ہو گئی۔
شاہ افراسیاب کے حکم سے گویا نیلی آنکھوں والی لڑکی خود اس کے پاس چل کر آ گئی تھی ورنہ اسے بڑی پریشانی تھی کہ وہ اس علاقے میں آخری چلے کے لئے نیلی آنکھوں والی لڑکی کہاں سے حاصل کرے گی اب جو اس نے اپنے سامنے گھاس کے بستر پر نیلی آنکھوں والی ماریا کو سوئے ہوئے دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور اپنے لمبے لمبے زرد خون آلود دانت نکال کر ہنسنے لگی جادوگرنی ایک برس سے وہاں چلہ کاٹ رہی تھی اس کے اندر اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ جسے چاہے بکری، یا کوئی جانور بنا دے لیکن ابھی اسے وہ طاقت نہیں ملی تھی کہ اپنا آپ بوڑھی عورت سے جوان عورت میں تبدیل کر سکے وہ یہی جادوئی طاقت حاصل

کرنے کے لئے چلہ کاٹ رہی تھی اور ابھی چالیس روز کا چلہ اور نیلی آنکھوں والی لڑکی کا کلیجہ بھون کر کھانا باقی تھا۔

ماریا گہری نیند سو رہی تھی جادوگرنی نے جلدی جلدی انسانی خون کو پیا اور پھر چہرے کو ٹھیک ٹھاک کر کے بڑی شریف بوڑھی عورت بن کر سر کے بالوں کو دوپٹے میں ڈھانپ کر ماریا کے پاس بیٹھ گئی اور اسے آہستہ سے جگانے لگی۔

بیٹی، اٹھو بیٹی۔

ماریا نے چونک کر آنکھیں کھول دیں اس نے اپنے سامنے ایک عجیب وغریب چہرے والی بوڑھی کھوسٹ عورت کو دیکھا پہلے تو وہ ڈر گئی مگر جب جادوگرنی نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ کچھ سنبھل کر بیٹھ گئی۔

بیٹی اس جنگل میں میں اپنے بیٹے کے ساتھ رہتی تھی وہ جنگل سے

لکڑیاں کاٹ کر روکھی سوکھی کما لیتا تھا اور میری خدمت کرتا تھا لیکن وہ دریا میں ڈوب کر مر گیا اب میں اکیلی یہاں رہتی ہوں خود ہی جنگل میں جا کر پھل وغیرہ توڑ کر لے آتی ہوں اور زندگی کے دن پورے کر رہی ہوں............لو تم بھی کچھ کھا پی لو۔

جادو گرنی کی چکنی چپڑی باتوں پر ماریا نے اعتبار کر لیا............جادو گرنی نے سے جنگلی پھل کھانے کو دیے ماریا کو بھوک لگی تھی وہ پھل کھانے لگی جادو گرنی نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آ رہی ہے؟ ماریا نے اسے بتایا کہ وہ ایک قسمت کی ماری دکھیاری لڑکی ہے جس کے بھائی اس سے بچھڑ گئے ہیں اور وہ ان کو ہی تلاش کرتی پھر رہی ہے جادو گرنی نے جھوٹ موٹ افسوس کرتے ہوئے کہا۔

بیٹی گھبراؤ نہیں دیوتاؤں کی مدد سے تمہیں تمہارے بھائی ضرور مل

جائیں گے ویسے اس کٹیا کو بھی اپنا گھر ہی سمجھو تم جب تک چاہو یہاں رہ سکتی ہو۔ تمہارے بھائیوں کو تلاش کرنے میں تمہاری ہر ممکن مدد کروں گی۔

ماریا نے جادوگرنی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

اماں آپ کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں مگر بات یہ ہے کہ اس جنگل میں مجھے شاید ہی اپنے بھائی مل سکیں کیوں کہ ادھر تو کوئی بھی مسافر نہیں آتا اس لئے میرا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہوگا ہو سکتا ہے یہاں کسی قریبی بستی میں مجھے میرے بھائیوں کا سراغ مل جائے۔

جادوگرنی ماریا سے یہ معلوم کر چکی تھی کہ اس کی شادی نہیں ہوئی اب جو ماریا نے وہاں سے پہلے جانے کے بارے میں کہا تو جادوگرنی کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی وہ بھلا کیسے گوارا کر سکتی تھی کہ اس کا شکار اسکے اتنے قریب آ کر ہاتھ سے نکل جائے اس نے کہا۔

نہیں بیٹی۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارے بھائی ایک نہ ایک دن یہاں ضرور آئیں گے اس لئے تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم یہاں رہ کر ان کا انتظار کرو۔

ماریا نے کہا۔

مگر اماں میرے بھائی یہاں کیوں آنے لگے یہ کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں وہ میری تلاش میں آئیں یہ کوئی بستی نہیں کوئی سرائے نہیں پھر وہ یہاں کیوں آئیں گے اور پھر میں تو انہیں شہر اجین میں چھوڑ کر آئی تھی بس میں صبح یہاں سے چلی جاؤں گی۔

جادوگرنی نے مکاری سے کہا۔

اچھا بیٹی جیسے تمہاری مرضی میں بھلا تمہیں روکنے والی کون ہوتی ہو تم بے شک کل یہاں سے چلی جانا لیکن رات تو یہاں آرام سے گزارو۔

ماریا نے رات کو تھوڑے بہت پھل کھائے اور سو گئی جادوگرنی کسی بھی

صورت میں یہ گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ اس کا شکار اس کے ہاتھ سے نکل جائے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ماریا کو بکری بنا کر وہاں قید کرے گی کیونکہ اس کے علاوہ ماریا کو روکنے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا چنانچہ جادو گرنی آدھی رات کو چپکے سے اٹھ کر ماریا کے قریب آ گئی ماریا گھاس کے بستر پر بے سدھ ہو کر سو رہی تھی۔

جادوگرنی نے ماریا کے گرد سات پھیرے لگائے ساتویں پھیرے پر اس نے کچھ راکھ لے کر ماریا کے سر کی طرف ڈال دی اور پھر قریب بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں اور منتر پڑھنا شروع کر دیا منتر پڑھتے پڑھتے وہ مسکرائی اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کیے اور ایک قہقہہ لگایا ماریا ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیا ہے اماں۔؟

ماریا نے حیرت کے ساتھ جادوگرنی کی طرف دیکھا کیوں کہ اس کا

چہرہ بے حد ڈراؤنا ہو گیا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی چڑیل کا چہرہ ہے ابھی ماریا آنکھیں مل کر حیران ہی ہو رہی تھی کہ جادوگرنی نے اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر زور سے پھونک ماری پھونک ماریا کے چہرے پر پڑتے ہی وہ بکری بن گئی۔ ایک لمحے پہلے ماریا گھاس پر لیٹی تھی اور دوسرے لمحے اب ایک سیاہ رنگ کی نیلی آنکھوں والی بکری وہاں لیٹی تھی۔

ماریا کا دماغ اسی طرح کام کر رہا تھا وہ سمجھ گئی کہ جادوگرنی نے اسے بکری بنا دیا ہے مگر وہ زبان سے بول نہ سکتی تھی وہ یہ بھی سمجھ گئی تھی کہ جس عورت کو وہ ایک ہمدرد دل ماں سمجھتی رہی تھی وہ عورت دراصل ایک مکار جادوگرنی تھی اور خدا جانے اب وہ اسے بکری بنا کر اس سے کیا کام لینا چاہتی تھی۔

ماریا بکری بن کر پریشان ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور جادوگرنی کی طرف

دیکھ کر زور زور سے ممیانے لگی وہ اصل میں جادوگرنی کو برا بھلا کہہ رہی تھی کہ اس نے اسے انسان سے ایک جانور کیوں بنا دیا ہے

............مگر اب کچھ نہیں ہوسکتا تھا جو ہونا تھا وہ ہوگیا تھا ماریا کو جادوگرنی نے بکری بنا کر رکھ دیا تھا جادوگرنی نے ایک موٹی رسی ماریا بکری کے گلے میں ڈال دی اور اسے غار کی دیوار کے ساتھ ایک پتھر سے باندھ دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر جادوگرنی جنگل میں اپنے شکار کی تلاش میں نکل گئی وہ جنگل میں ایک ایسی جگہ پر چھپ کر بیٹھ گئی جہاں سے ایک کچی پگ ڈنڈی گزرتی تھی، جادوگرنی صبح سے دوپہر تک بیٹھی رہی مگر ادھر سے کسی مسافر کا گزر نہ ہوا اسے بڑا فکر ہوا کیونکہ اگر ایک روز انسان کا خون پینے میں ناغہ ہوگیا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے سارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا جادوگرنی نے آنکھیں پھاڑ

پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا جادوگرنی کی خوش قسمتی اور لکڑ ہارے کی بد قسمتی کہ ادھر سے ایک لکڑ ہارے کا گزر ہوا۔

بے چارہ دن بھر کی محنت کے بعد لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے واپس بستی کی طرف جا رہا تھا کہ جادوگرنی کی اس پر نظر پڑ گئی آنکھوں میں چمک آ گئی فوراً ایک جھکی ہوئی کمر والی بوڑھی عورت کے روپ میں اس کے سامنے آ کر روتے ہوئے بولی۔

بیٹا۔ میری بچی بیمار ہے دیوتاؤں کے لئے میرے ساتھ چل کر اسے اٹھاؤ اور لے کر بستی میں کسی حکیم کو دکھا لو۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں مر جاؤں گی۔

نرم دل لکڑ ہارے نے کہا۔

اماں کہاں ہے تمہاری بیمار بیٹی؟ مجھے بتاؤ میں اسے لے کر ابھی بستی میں حکیم صاحب کو دکھاتا ہوں۔

بڑھیا بولی۔

بیٹا میرے ساتھ آؤ۔

جادوگرنی لکڑ ہارے کو لے کر ایک جگہ درختوں میں آ گئی یہاں جادو گرنی نے کہا۔

بیٹا تم یہاں بیٹھو، میں اپنی بیمار بچی کو لے کر آتی ہوں۔

لکڑ ہارا لکڑیوں کا گٹھا ایک طرف رکھ کر درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا جادوگرنی وہاں سے چلی گئی ذرا دور جا کر وہ واپس ہوئی اور لکڑ ہارے کے عقب میں آ گئی اب اس نے اپنے ہاتھ میں ایک خنجر تھام رکھا تھا اور وہ ایک ڈائن لگ رہی تھی لکڑ ہارا بے چارا اپنے خوف ناک انجام سے بے خبر بیٹھا بوڑھی عورت کی بیمار بیٹی کا انتظار کر رہا تھا کہ جادوگرنی نے ایک خوف ناک چیخ ماری لکڑ ہارا ڈر کر پیچھے دیکھنے ہی والا تھا کہ جادوگرنی نے پوری قوت سے تیز دھار والا خنجر لکڑ ہارے کی

گردن میں گھونپ دیا خون کا فوارا چھوٹ گیا لکڑ ہارا گر پڑا۔
جادوگرنی نے کٹورے کو خون سے بھرا اور جلدی جلدی دو پہاڑیوں کے درمیان والے ڈرے سے ہو کر واپس اپنی کٹیا میں آ گئی بکری ماریا نے جادوگرنی کو اپنی نیلی نیلی آنکھوں سے سہم کر دیکھا جادوگرنی نے خون سے بھرا ہوا کٹورا زمین پر رکھا آلتی پالتی مار کر پتھروں پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے کچھ منتر پڑھے اور پھر خون کا کٹورا منہ سے لگا لیا خون پی کر اس کی آنکھوں میں ایک شیطانی چمک آ گئی ماریا اگرچہ بکری بن چکی تھی مگر اس کا دماغ پوری طرح کام کر رہا تھا وہ سمجھ گئی کہ جادوگرنی چلہ کر رہی ہے اور اس کے لئے کسی انسان کو ہلاک کر کے اس کا خون پیتی ہے وہ ڈر گئی اور دیوار کے ساتھ سمٹ سی گئی۔
جادوگرنی اپنی جگہ سے اٹھ کر بکری کے پاس آئی اور اس کی گردن پر ہاتھ پھیرنے لگی ماریا کے سارے بدن میں خوف اور دہشت کی ایک

لہر دوڑ گئی وہ سمجھ گئی کہ اس کا آخری وقت آ گیا ہے اور جادوگرنی اسے بھی حلال کر کے اس کا خون پی جائے گی مگر جادوگرنی نے ابھی ماریا کو حلال نہیں کرنا تھا ابھی پورے چالیس دن باقی تھے چالیسویں دن اس نے ماریا کو مار کر اس کا کلیجہ بھون کر کھا جانا تھا اسے کھانے کے بعد بوڑھی جادوگرنی جوان ہو سکتی تھی اور اسے کبھی بڑھاپا نہیں آ سکتا تھا۔

جادوگرنی کچھ دیر ماریا کی نیلی آنکھوں کو غور سے دیکھتی رہی اسکے بعد اس نے جنگل سے ہرے بھرے پتے لا کر بکری کے آگے ڈھیر کر دیے ماریا اگر انسانی روپ میں ہوتی تو کبھی ان پتوں کو نہ کھاتی مگر وہ بکری بن چکی تھی اب اسے وہ پتے ڈبل روٹی اور کیک کے ٹکڑے نظر آئے اس نے ان پتوں کو بڑے شوق سے کھایا پانی پی کر ماریا بکری چپکے سے دیوار کے ساتھ لگ کر جگالی کرنے لگی اور سوچنے لگی کہ اس کا

انجام کیا ہوگا بکری بن کر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی وہ اس قدر مجبور اور بے بس ہوگئی تھی کہ اگر جادوگرنی اسے زمین کے ساتھ لٹا کر ذبح کر ڈالتی تو وہ اسے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی یہی سوچتے سوچتے وہ اونگھنے لگی اور اسے نیند آ گئی وہ جگالی بھی کرتی رہی اور سو بھی گئی خواب میں اس نے اپنے دونوں بھائیوں عنبر اور ناگ کو دیکھا کہ اس کی تلاش میں جنگل میں پریشان پریشان پھر رہے ہیں ماریا بکری کے روپ میں ان کے سامنے آ کر ان کو بتانے کی کوشش کرتی ہے کہ وہ ماریا ہے مگر عنبر اور ناگ اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے آخر ماریا بکری زور زور سے ممیاتی ہے۔

پھر اس کی آنکھ کھل گئی وہ زور زور سے ممیا رہی تھی اس کی آواز سن کر جادوگرنی ڈنڈا لے کر آ گئی اور اسے بے تحاشا مارنا شروع کر دیا ماریا بکری کو بڑی تکلیف ہوئی اور وہ اور زور سے چیخنے لگی جادوگرنی اور

زور سے پیٹنے لگی آخر بکری نے چیخنا چلانا بند کر دیا جادوگرنی بھی
مارتے مارتے تھک گئی تھی۔
کم بخت ذرا کچھ روز اور ٹھہر جا پھر تیری آواز ہمیشہ کے لئے بند کر
دوں گی۔
بکری نے یہ سنا تو سمجھ گئی کہ کچھ روز کے بعد جادوگرنی اسے ذبح
کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اسے کم از کم یہ تسلی ضرور ہوگئی کہ جادوگرنی
ابھی اسے نہیں مارے گی ہوسکتا ہے اس عرصے میں کوئی کرامت ہو
جائے ایسا اتفاق ہو جائے کہ اس کے بھائی بہن کی تلاش میں وہاں
پہنچ جائیں اور اسے جادوگرنی کی قید سے نجات دلائیں مگر سوال یہ
ہے کہ اگر ماریا کے بھائی وہاں پہنچ بھی گئے تو انہیں کیسے معلوم ہوگا کہ
یہ جو بکری ان کے پاس کھڑی ہے یہ ان کی بہن ماریا ہے۔؟
ماریا بکری یہ سوچ کر پریشان ہوگئی پھر اس نے سوچا کہ وہ اپنے

بھائیوں کے سامنے زور زور سے چیخنا شروع کر دے گی لیکن اس سے بھی سوائے اس کے اور کیا ہو گا کہ وہ وہاں سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر بھاگ جائیں گے اس قسم کی سوچ بچار کرتے کرتے ساری رات گزر گئی بکری ماریا نے ایک بات خاص طور پر دیکھی کہ جادوگرنی انسانی خون پی کر ساری رات آگ جلا کر سامنے بیٹھی منتر پڑھتی رہتی تھی وہ ضرور کوئی بھاری ریاضت اور چلہ کاٹ رہی تھی۔

کاش ماریا کو پہلے علم ہو جاتا کہ وہ ایک جادوگرنی ہے تو وہ کبھی اس کے ساتھ اس کٹیا میں نہ آتی بلکہ وہاں سے اسی وقت بھاگ کھڑی ہوتی مگر جو مقدر میں لکھا تھا وہ ہو کر رہا ماریا نے وہاں پہنچنا تھا اور جادوگرنی نے اسے بکری بنا کر اپنے پاس رکھنا تھا اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ ماریا چپ چاپ بیٹھ کر انتظار کرے کہ آگے کیا ہوتا ہے۔؟

جادوگرنی کی موت

راجہ اجین کے سپاہیوں کو بھگا کر دونوں دوست جنگل میں آ گئے۔
اب ان کے سامنے بھی کوئی منزل نہیں تھی وہ اپنی بہن کی تلاش میں ضرور تھے مگر انہیں کچھ علم نہیں تھا کہ ماریا انہیں کہاں ملے گی اور کس طرح سے ملے گی وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے جنگل میں جا رہے تھے اتنا انہیں ضرور یقین تھا کہ راجہ کے سپاہی اب اس طرف آنے کی جرات نہ کریں گے اس لئے کہ جنگل میں جس مقام پر گھوڑا ایک بار شیر کو دیکھ لے وہ دوبارہ اس طرف کا کبھی رخ نہیں کرتا مگر سوال ایک ہی تھا جو انہیں پریشان کر رہا تھا کہ وہ ماریا کو کہاں تلاش کریں؟ اگر حبشی غلام سے اغوا کر کے لے گیا ہے تو وہ کہاں گیا ہوگا

ظاہر ہے وہ کسی دوسرے راجہ کی سلطنت میں نہیں جا سکتا تھا کیونکہ وہاں اس کے پکڑے جانے کا ڈر ہوتا ہے۔..........اب ایک ہی صورت باقی رہ جاتی تھی کہ شاید غلام نے ماریا کو کسی دوسرے شہر فروخت کر دیا ہو۔

ایسی صورت میں بھی اس کا جنگل میں سے ہو کر گزرنا بڑا ضروری تھا یہی وجہ تھی کہ وہ جنگل کے جھاڑی دار راستوں میں سے ہو کر گزرتے ہوئے ایک سے ایک شے کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے کہ کہیں ماریا کی کوئی نشانی نہ گری ہوئی ہو مگر وہاں سوائے جنگلی جھاڑیوں اور درختوں کے گرے پڑے پتوں کے اور کچھ نہیں تھا ماریا ادھر سے گزری ضرور تھی لیکن اس کے پاس کوئی بھی ایسی چیز نہیں تھی جو بے خیالی میں راستے پر گر سکتی اس کے علاوہ اگر ماریا کو یقین ہوتا کہ اس کے بھائی ادھر سے گزریں گے تو وہ وہیں کسی جگہ رک کر ان کا انتظار

کرتی عنبر اس سلسلے میں نہ تو بہرام جن سے کوئی مدد لے سکتا تھا اور نہ کنیز کی روح سے امداد طلب کر سکتا تھا کیونکہ ان دونوں کو غیب کا علم نہیں تھا۔

بہرام جن اور کنیز کی روح عنبر کو مشکلات سے تو چھڑا سکتے تھے مگر اسے یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ فلاں آدمی کہاں پر ہے اور کل کیا ہونے والا ہے؟ ہاں بلقیس کی روح نے ایک بار اسے ایک بزرگ کے تشریف لانے کی بشارت ضرور دی تھی مگر اس کے آگے وہ بھی کچھ بتا نہ سکتی تھی لہذا اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ جنگل جنگل بستی بستی پھر کر اپنی بہن کو تلاش کرتے رہیں۔

ناگ نے کہا۔

میرے دماغ میں ایک ترکیب آئی ہے۔

عنبر نے پوچھا۔

وہ کیا۔

وہ یہ کہ کیوں نہ میں ایک پرندہ بن کر آگے آگے اڑ کر ماریا کو تلاش کرنا شروع کر دوں پھر میں اگر اس کا کوئی سراغ پاؤں تو تمہیں آ کر بیان کر دوں۔

عنبر نے کہا خیال تو تمہارا ٹھیک ہے مگر کہیں اس جنگل میں نہ بھٹک جانا اگر تم تھوڑی دیر کے بعد واپس آسکتے ہو تو ضرور لے جاؤ۔

ناگ بولا۔

فکر نہ کر، میں بہت جلد واپس آ جاؤں گا۔

چنانچہ اسی وقت ناگ ایک سفید عقاب بن کر آسمان کی طرف اڑا اور جنگل کے اوپر نکل گیا۔

پہلے تو عنبر کا خیال تھا کہ وہ آگے چلتا رہے مگر پھر ناگ کی واپسی تک اس نے اسی جگہ رہ کر انتظار کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ کچی پگ ڈنڈی پر

سے اتر کر بائیں طرف شاہ بلوط کے ایک درخت کی چھاؤں میں بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ وہ کہاں سے چلا اور کہاں آ گیا ہے اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ دو ہزار دو سو برس سے زندہ چلا آ رہا ہے اگر وہ کسی کو بتائے کہ اس کی عمر دو ہزار دو سو برس ہے تو کوئی بھی یقین نہیں کرے گا۔

لیکن یہ ایک حقیقت تھی.........تلخ اور حسین حقیقت!

کتنی ہی دیر تک عنبر اسی جگہ شاہ بلوط کے درخت تلے بیٹھا ناگ کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا مگر معلوم ہوتا تھا کہ وہ جنگل سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ بہر حال اس کا انتظار بہت ضروری تھا ناگ کے بغیر وہ وہاں سے چل نہیں سکتا تھا۔

دوسری طرف جادوگرنی بھی روز کی طرح اپنے شکار کی تلاش میں نکل آئی تھی وہ پہاڑی کے درے میں سے نکل کر جنگل میں آ گئی اور کمر

جھکا کر قدم قدم چلتی ہوئی کسی ایسے مسافر کی تلاش میں ایک جگہ رک گئی جس کو مار کر وہ اس کا خون پی سکے کچھ دیر وہاں کھڑے رہنے کے بعد اسے کسی کی آہٹ سنائی دی اس نے چونکی ہو کر چاروں طرف دیکھا اچانک اسے ایک نوجوان دکھائی دیا جو شاہ بلوط کے درخت تلے ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا صاف پتہ چلتا تھا کہ وہ کسی کا وہاں پر انتظار کر رہا ہے۔

جادوگرنی خوشی سے نہال ہوگئی اسکا اس روز کا شکار سامنے ٹہل رہا تھا جادوگرنی عنبر کے ایک جگہ رکنے کا انتظار کرنے لگی کیونکہ وہ اسی حالت میں عنبر پر حملہ کر سکتی تھی جب کہ وہ ایک جگہ رکا ہوا ہو عنبر تھوڑی دیر تو ادھر اُدھر ٹہلتا رہا پھر وہ ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ آخر ناگ نے اتنی دیر کیوں لگا دی۔؟

وہ سفید عقاب کے روپ میں گیا تھا اسے اس وقت تک تو آ جانا

چاہیے تھا اچانک اسے خیال آیا کہ کسی شکاری نے اسے تیر مار کر زخمی
نہ کر دیا ہو کیونکہ ان دنوں سفید عقاب کی راجاؤں کے دربار میں بڑی
مانگ تھی پھر اسے خیال آیا کہ اگر ناگ زخمی بھی ہو گیا ہو گا تو ضرور
سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا وہاں پہنچ جائے گا۔
میرا خیال ہے کہ مجھے خود آگے چل کر معلوم کرنا چاہیے۔
جس وقت عنبر یہ سوچ رہا تھا اس وقت جادوگرنی ٹھیک اس کے پیچھے
پہنچ چکی تھی خنجر اس کے ہاتھ میں تھا عنبر اٹھنے ہی لگا تھا کہ جادوگرنی
نے پوری قوت سے خنجر عنبر کی گردن پر مار دیا خنجر جتنے زور سے مارا گیا
تھا اس کا تقاضا تھا کہ گردن پر سے خون کا فوارا ابل پڑتا مگر جادوگرنی
بڑی حیران ہوئی کہ خنجر گردن پر یوں پڑا تھا جیسے کسی پتھر سے ٹکرا گیا ہو
اور عنبر کی گردن پر خراش تک نہ آئی تھی۔
خنجر کے گردن پر لگتے ہی عنبر نے منہ پھیر کر جادوگرنی کو دیکھا جادو

گرنی نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور بولی۔

تم میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتے ہو۔

یہ کہہ کر جادوگرنی نے ایک اور بھرپور وار کیا۔ یہ ہاتھ بھی عنبر کی گردن پر پڑا اور اس کا کچھ نہ بگڑا معمولی سا زخم بھی نہ آیا اب عنبر نے جان بوجھ کر ایک کھیل کرنا چاہا وہ یوں زمین پر گر پڑا جیسے شدید زخمی ہو گیا ہو یا صدمے کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گیا ہو جادوگرنی کو اور کیا چاہیے تھا فوراً لپک کر سامنے آئی اور عنبر کی گردن پر زور زور سے خنجر چلانے لگی مگر اس کی عقل اور دماغ حیران ہو کر رہ گیا تھا کہ عنبر کی گردن کٹتی کیوں نہیں ہے۔؟ نہ خون نکلتا ہے نہ وہاں کوئی زخم ہی ہوتا ہے ناامید ہو کر جادوگرنی نے عنبر کے پیٹ میں دھڑا دھڑ خنجر مارنے شروع کر دیے وہاں بھی وہی کچھ ہوا جو گردن پر خنجر چلانے سے ہوا تھا۔

خنجر تھوڑا سا عنبر کے پیٹ میں جاتا اور جب باہر نکلتا تو پیٹ کی کھال

پھر ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتی نہ کوئی زخم ہوتا نہ خون نکلتا جادو گرنی گھبرا گئی کہ یا میرے شیطان یہ کیا ماجرا ہے یہ شخص کوئی جن ہے یا بھوت کہ اس پر کسی شے کا اثر ہی نہیں ہوتا عنبر نے بڑے سکون سے ایک آنکھ کھول کر جادوگرنی کو دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا جادوگرنی گھبرا گئی عنبر نے کہا۔

کون ہو تم؟

جادوگرنی نے عنبر پر جادو کرنا شروع کر دیا کبھی اس کے سر پر پھونک مارتی کبھی اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر لے جاتی کبھی چیخ مارتی اور کبھی زور زور سے ہنس پڑتی مگر عنبر پر اس کے جادو کا بھی کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا اب جادوگرنی سمجھ گئی کہ اس کا پالا کسی زبردست جادوگر سے پڑ گیا ہے اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اے جادوگروں کے سردار مجھے معاف کر دو مجھے معلوم نہیں تھا کہ

تمہارے اندر اتنی طاقت ہے کہ تم پر میرا کوئی جادو نہیں چلے گا۔
عنبر نے کہا۔ سچ سچ بتا تو کون ہے اور یہاں مجھے ہلاک کرنے سے تیرا مطلب کیا تھا۔؟
جادوگرنی نے اصلی بات کو چھپاتے ہوئے کہا۔
اے سردار جادوگر میں تجھ سے کوئی شے نہیں چھپا سکتی اس لئے کہ تمہیں سب باتوں کا علم ہے میں کالے علم کا چلہ کاٹ رہی ہوں میں چالیس روز سے یہاں ایک پہاڑی کی غار میں چلہ کر رہی ہوں اب میرے چلے کا آخری دن تھا اور میرے لئے ضروری تھا کہ میں کسی راہ چلتے مسافر کے جسم سے چلو بھر خون لا کر اسے آگ پر پھینکوں میں اسی لئے تمہارے پاس حملہ کرنے آئی تھی کیونکہ تم مجھے کوئی مسافر دکھائی دیے تھے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم ایک بہت بڑے جادوگر ہو اور بڑی طاقتوں کے مالک ہو پھر میں کبھی تم پر حملہ نہ کرتی۔

عنبر نے اس کی بات کا اعتبار کر لیا اتنے میں ناگ بھی وہاں آ گیا وہ سفید عقاب کے روپ میں نہیں تھا بلکہ انسانی شکل میں تھا اس نے عنبر کو بتایا۔

میں نے قریب قریب سارا جنگل چھان مارا ہے مجھے ماریا کہیں نظر نہیں آئی۔

جادوگرنی نے پوچھا آپ کو کس کی تلاش ہے۔؟

عنبر نے کہا۔

ہماری ایک بڑی ہی پیاری بہن ماریا گم ہو گئی ہے ہم دونوں کئی روز سے جنگل جنگل اسے تلاش رہے ہیں۔

جادوگرنی نے پوچھا اس کی کوئی نشانی بتا سکتے ہو؟

ناگ بولا۔

اس سے بڑی ماریا کی اور کیا نشانی ہو سکتی ہے کہ اس کی آنکھیں نیلی

ہیں۔
جادوگرنی فوراً سمجھ گئی کہ اسی لڑکی کی تلاش میں ہے جسے اس نے بکری بنا کر گھر میں قید کر رکھا ہے مگر اس نے انہیں بالکل نہ بتایا کہ ماریا اس کی غار میں بکری بنی ہوئی ہے وہ ماریا سے محروم ہو کر دوبارہ کسی نیلی آنکھوں والی لڑکی کو حاصل نہیں کر سکتی تھی۔اس نے کہا۔
اس طرح کی تو کوئی لڑکی میں نے یہاں نہیں دیکھی،ادھر نیلی آنکھیں اور سنہری بال بہت کم لڑکیوں کے ہوتے ہیں۔
عنبر نے ناگ کو بتایا کہ یہ ایک جادوگرنی ہے اور اپنے پہاڑی غار میں کالے علم کا چلہ کاٹ رہی ہے ناگ نے کہا ہمیں چل کر ذرا اس کی کٹیا کا مطالعہ کرنا چاہیے۔
جادوگرنی گھبرا گئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ عنبر اور ناگ اس کی کٹیا میں جائیں سب سے زیادہ خطرہ اسے عنبر سے تھا جسے وہ بہت بڑی خفیہ

طاقتوں والا جادوگر سمجھتی تھی اسے یقین تھا کہ عنبر جوں ہی اس کی جھونپڑی میں داخل ہوا وہ ماریا کو بکری کے روپ میں ضرور پہچان جائے گا اس نے باتوں ہی باتوں میں اس کی کٹیا میں جانے کی بڑی مخالفت کی مگر عنبر نے کہا۔

ہم تمہاری کٹیا میں ضرور جائیں گے ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم کون سے کالے علم کا چلہ کاٹ رہی ہو۔

اب جادوگرنی سے کوئی جواب نہ بن پایا وہ مجبوراً عنبر اور ناگ کو لے کر غار میں آ گئی مگر اسے جس کا خطرہ تھا وہ نہ ہوئی عنبر اور ناگ نے ماریا کو بکری کی شکل میں بالکل نہ پہچانا وہ اسکے پاس ہی آ کر کھڑے ہو گئے مگر انہیں بالکل نہ معلوم ہو سکا کہ جس بکری کے پاس وہ کھڑے ہیں وہ ان کی بہن ماریا ہے۔

ناگ نے ایک بار بکری کی طرف پیار سے دیکھ کر کہا۔

کتنی پیاری نیلی آنکھیں ہیں اس بکری کی؟

عنبر نے بکری کو دیکھ کر کہا۔

ہاں بڑی پیاری بکری ہے۔

پھر اس نے جادوگرنی سے پوچھا۔

یہ بکری تم نے کس لئے پال رکھی ہے۔؟

جادوگرنی ہنس پڑی اور مکاری سے کہنے لگی۔

میں غریب جادوگرنی ہوں ابھی میرا جادو کا چلہ پورا نہیں ہوا مجھے طاقت کے لئے بکری کے دودھ پر ہی گزارہ کرنا پڑتا ہے بے چاری بکری دن میں دو بار مجھے اپنا تازہ دودھ پلاتی ہے۔

اس وقت ماریا بکری زور سے میمائی وہ میمائی نہیں تھی بلکہ اس نے عنبر اور ناگ سے چیخ کر کہا تھا۔

بھائی عنبر یہ جادوگرنی جھوٹ بولتی ہے...........یہ کچھ دنوں کے

بعد میرا کلیجہ بھون کر کھا جائے گی یہ قاتل ہے اس نے سینکڑوں
مسافروں کو ہلاک کر کے ان کا خون پیا ہے اسے فوراً قتل کر دو اور مجھے
پہچانو میں تمہاری بہن ماریا ہوں۔ میں بکری نہیں ہوں۔
مگر ماریا کی آواز کو عنبر اور ناگ نے صرف بکری کا میمانا ہی سمجھا انہیں
خواب میں بھی کبھی خیال نہیں آ سکتا تھا کہ یہ بکری جوان کے پاس
کھڑی میمارہی ہے وہ ماریا ہے جادوگرنی پھر بھی گھبرا رہی تھی اسے
وہم ہو گیا تھا کہ عنبر کو کسی نہ کسی وقت جادو کے زور سے ضرور خبر ہو
جائے گی کہ بکری اصل میں اس کی بہن ماریا ہے اور پھر ماریا جادوگرنی
کی ساری چالاکی بتا دے گی اور عنبر اسے زندہ نہیں چھوڑیگا۔
جادوگرنی نے فیصلہ کر لیا کہ خواہ کچھ بھی ہو عنبر کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے
مگر سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ اسے کس طرح مارے کیونکہ عنبر پر کوئی
بھی ہتھیار اثر نہیں کرتا تھا وہ اسی سوچ میں گم تھی کہ عنبر نے ناگ سے

کہا۔

ناگ، شام ہونے والی ہے اب ہمارا جنگل میں سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں کیوں نہ اسی جگہ رات بسر کی جائے کل صبح پھر سے ماریا کی تلاش میں نکل جائے گئے۔

ناگ نے کہا۔

میرا بھی یہی خیال ہے عنبر بھائی ہمیں رات اسی غار میں بسر کرنی چاہیے اس سے بہتر رات گزارنے کی جگہ تو ہمیں سارے جنگل میں کہیں نہیں مل سکتی۔

جادوگرنی تو یہی چاہتی تھی کہ وہ اس کے غار میں رات وہیں رہیں اور وہ سوتے میں ان دونوں کو ہلاک کر دے عنبر نے جادوگرنی سے پوچھا۔

کیوں بی بی جادوگرنی کیا تم ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہاری کٹیا

میں رات بسر کریں۔

جادوگرنی نے کہا۔

یہ میری خوش قسمتی ہوگی اگر آپ میری جھونپڑی میں رات بسر کرنا چاہے کیونکہ آپ جادوگروں کے سردار ہیں اور میں آپ کی باندی ہوں آپ جب تک چاہیں میرے ہاں ٹھہر سکتے ہیں اگرچہ میں آپ کی خدمت میں اعلیٰ اعلیٰ کھانے تو پیش نہیں کر سکتی مگر جو کچھ خدمت مجھ سے بن پڑے گی وہ خدمت میں ضرور کروں گی۔

تمہاری مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہیں بی جادوگرنی۔

اس وقت بکری پھر زور سے میمائی اس وقت ماریا کہہ رہی تھی اس کی باتوں پر بھروسہ نہ کرو عنبر یہ بڑی کمینی اور جھوٹی ہے یہ پوری شیطان کی خالہ ہے یہ تمہیں ضرور نقصان پہنچائے گی۔

مگر عنبر اور ناگ بکری کے میمانے کو بھلا کیا سمجھ سکتے تھے ناگ نے

جادوگرنی سے کہا۔

یہ بکری بہت شور مچارہی ہے اگر یہ اسی طرح رات کو بھی شور مچاتی رہی تو ہم ایک پل کے لئے بھی نہ سوسکیں گے۔

جادوگرنی نے کہا۔

میں ابھی اس کا بندوبست کیے دیتی ہوں۔

جادوگرنی تو بکری کو وہاں سے ہٹانے کا موقع ڈھونڈرہی تھی اس نے فوراً بکری کو کھولا اور اس کی رسی کو کھینچتی ہوئی غار سے باہر لے گئی باہر لے جاکر اس نے بکری کو زور سے دو مکے مارے۔

کمینی، اتنا شور کیوں مچارہی ہے کیا اس لئے کہ وہ تیرے بھائی ہیں بھول جا اب ان کو، تم ان سے اب کبھی نہ مل سکو گی میں تمہیں ایک ایسی جگہ باندھ کر آؤں گی جہاں سے وہ اگر چاہیں بھی تو تمہیں نہ لے جا سکیں گے تم اس جگہ قید رہو گی اور تمہیں اس دن نکالوں گی جس روز

مجھے تمہارے کلیجے کو بھون کر کھانا ہو گا۔

ماریا ڈر گئی جادو گرنی اسے گھسیٹتی ہوئی غار سے دور پہاڑی کے پیچھے ایک ایسی جگہ لے آئی جہاں ایک گڑھا زمین کے اندر بنا ہوا تھا جادو گرنی نے اس گڑھے کے اندر بکری کو دھکیل دیا نیچے اتر کر بکری کے منہ کے گرد کپڑا باندھ دیا، تاکہ وہ میمانہ سکے باہر نکل کر گڑھے کے اوپر جھاڑیاں کاٹ کر ڈال دیں اب کوئی نہیں دیکھ کر کہہ سکتا تھا کہ وہاں کوئی گڑھا بھی ہے جس کے اندر بکری قید کی ہوئی ہے جادو گرنی نے کہا۔

اب خاموشی سے اس گڑھے میں پڑی رہو۔ تم چاہو بھی تو آواز نہیں نکال سکتی ہو۔

یہ کہہ کر جادو گرنی واپس غار میں آ گئی اب رات ہو رہی تھی عنبر اور ناگ سونے کی تیاریاں کرنے لگے عنبر نے کہا۔

ہوسکتا ہے یہ جادوگرنی رات کو مجھے اور تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کرے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم الگ الگ سوتے ہیں میں تو مر نہ سکوں گا لیکن اگر اس نے تم پر وار کر دیا تو تمہارے لئے زندہ رہنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔

ناگ نے کہا۔

ٹھیک ہے میں باہر جا کر لیٹ جاتا ہوں۔

ناگ باہر جانے لگا تو جادوگرنی نے پوچھا۔

بیٹا تم کہاں چلے؟ کیا یہاں آرام نہیں کرو گے۔

ناگ نے کہا۔

بی جادوگرنی مجھے یہاں گرمی لگتی ہے میں تمہاری جھونپڑی سے باہر جا کر سوؤں گا میرا بھائی عنبر اندر ہی سوئے گا۔

عنبر نے بھی کہا۔

ہاں بی جادوگرنی اسے گرمی بہت لگتی ہے۔

جادوگرنی بولی۔

جیسے تمہاری مرضی بچو، میں تو صرف تمہاری خدمت کرنا چاہتی ہوں صبح اٹھ کر ناشتہ کیا پسند کرو گے۔

عنبر نے کہا صرف مرغی کا شوربا۔

جادوگرنی بولی۔

میں صبح اٹھتے ہی جنگل سے مرغیاں پکڑ کر لے آؤں گی تم بے فکر رہو۔

عنبر اندر لیٹ کر اونگھنے لگا پھر اسے نیند آگئی ناگ باہر جا کر جھاڑیوں کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا اس نے فوراً ایک ہلکی سی پھنکار ماری اور سانپ کی شکل اختیار کر لی سانپ بن کر وہ چپکے سے چھپتا چھپاتا جادوگرنی کے غار کے اندر آ گیا اور ایک طرف دیوار کے ساتھ لگ کر لیٹ گیا۔

آدھی رات کو جب کہ عنبر گہری نیند سو رہا تھا جادوگرنی اپنے بستر سے

اٹھی اس نے جھک کر عنبر کو دیکھا کہ سو گیا ہے یا نہیں جب اسے
اطمینان ہو گیا کہ عنبر سو چکا ہے تو اس نے چولہے میں آ کر آگ چلا کر
لاخ گرم کی جب لاخ پگھل گئی اور اس میں سے بھاپ کے بلبلے نکلنے
لگے تو اس نے لاخ کا ابلتا ہوا برتن دونوں ہاتھوں سے اٹھا لیا اور دبے
پاؤں عنبر کی طرف چلنے لگی۔
ناگ یہ سب کچھ بڑے غور سے دیکھ رہا تھا جب جادوگرنی گرم گرم
لاخ کا کٹورا لے کر عنبر کی طرف بڑھنے لگی تو وہ ایک دم ہوشیار ہو گیا
اور اسے خیال آیا کہ عنبر کا وہم سچا تھا یہ عورت تو اسے ہلاک کرنے کے
لئے آگے بڑھ رہی ہے اب مزید انتظار کرنے کا وقت نہیں تھا ناگ
نے وہاں سے کھسکنا شروع کر دیا اس نے اپنا پھن پھیلا لیا اور بڑی
تیزی کے ساتھ جادوگرنی کے پیچھے آ گیا جادوگرنی اس وقت لاکھ کا
گرم گرم کٹورا دونوں ہاتھوں میں پکڑے عنبر پر گرانے کی کوشش کرنے

ہی والی تھی کہ سانپ نے ایک دم سامنے آ کر لپک کر جادو گرنی کے ماتھے پر ڈس لیا جادو گرنی چیخ مار کر پیچھے گری گرم گرم لاخ اس کے اوپر گر پڑی اور اس کا سارا بدن جل گیا۔

ادھر زہر نے بھی اپنا کام کر دیا اور جادو گرنی دیکھتے ہی دیکھتے تڑپ تڑپ کر مر گئی عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا ناگ نے اسے سارا واقعہ سنایا وہ خوش ہوا کہ جادو گرنی اپنے عبرت ناک انجام کو پہنچی دونوں دوست وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے اب وہ صبح کا انتظار کر رہے تھے تا کہ اپنا سفر دوبارا شروع کیا جا سکے صبح وہاں سے چلنے سے پہلے انہوں نے جادو گرنی کی کٹیا کو آگ لگا دی تا کہ جادو کی اور کالے علم کی ایک بھی نشانی سلامت نہ رہے۔

کالی بلا

صبح صبح عنبر اور ناگ اپنے سفر پر چل دیے۔

وہ اس گڑھے کے بالکل قریب سے گزرے جہاں ماریاں بکری کی شکل میں پھنسی ہوئی تھی وہ بول بھی نہیں سکتی تھی اور گڑھے کے اوپر بھی جھاڑیاں ڈال کر اسے ڈھانپ دیا گیا تھا ماریا کو خبر بھی نہ ہو سکی اور اس کے دونوں بھائی اس کے قریب سے ہو کر آگے نکل گئے وہ بے چاری گڑھے میں پڑی روتی رہی عنبر اور ناگ اب جنگل کے کنارے پہنچ گئے تھے تیسرے پہر ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ جنگل کی حد ختم ہو گئی اور ایک ایسے شہر کی حد نظر آئی جو پہاڑیوں کے درمیان میں واقع تھا انہوں نے ٹیلے پر کھڑے ہو کر اس شہر کو بڑی حیرانی سے دیکھا ہر

عمارت پتھر کی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھی عنبر نے کہا۔
مجھے تو یہ شہر کسی جادوگر کا بسایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔
ناگ بولا۔
شہر میں چل کر معلوم کیا جائے کہ کیسا شہر ہے اور کون لوگ اس شہر میں رہتے ہیں۔
دونوں دوست ٹیلے پر سے اتر کر پتھروں کے شہر کی جانب چل پڑے ایک لمبے پہاڑی راستے پر سے ہو کر وہ شہر کے دروازے پر پہنچ گئے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ شہر کا دروازہ چوپٹ کھلا تھا نہ کوئی پہریدار تھا نہ کوئی سپاہی کھڑا چوکی دے رہا تھا انہوں نے بڑا تعجب کیا وہ شہر کے دروازے میں داخل ہو گئے وہ شہر کے بازار میں سے گزرنے لگے ایک عجیب شے انہوں نے وہاں دیکھی کہ وہاں دکانیں کھلی ہیں مگر دکاندار غائب ہیں مکانوں میں چولہے جل رہے ہیں مگر مکان دار کوئی

نہیں نہ کہیں کوئی مرد دکھائی دے رہا ہے نہ کوئی عورت نظر آ رہی ہے اور نہ بچہ کہیں کھیلتا مل رہا ہے ہر طرف سجاوٹ ہے مگر انسان کا نام و نشان تک وہاں نہیں ہے۔

ناگ نے کہا۔

دوست یہ کیسا شہر ہے کہ دکانیں کھلی ہیں اور دکاندار غائب ہیں لوگوں کے مکانوں میں چولہے گرم ہیں مگر انسان دکھائی نہیں دیتا عنبر نے کہا۔

ایسے لگتا ہے کہ اس شہر کے لوگ اچانک کسی طرف اٹھ کر بھاگ گئے ہیں یا اس شہر پر اچانک کوئی ایسی آفت آئی ہے کہ وہ اپنی دکانیں بھی بند نہ کر سکے اپنے گھروں کے چولہوں کی آگ بھی نہ بجھا سکے اور انہیں یہاں سے بھاگ جانا پڑا۔

میرا بھی یہی خیال ہے عنبر مگر سوال یہ ہے کہ اس شہر پر ایسی کون سی

آفت آ گئی کیا کسی جن بھوت نے حملہ کر کے سارے لوگوں کو ختم کر دیا یا کوئی اور قیامت نازل ہو گئی ہے۔؟
دونوں دوست بازاروں میں چل پھر رہے تھے مگر ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس شہر میں کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے بازار میں سے نکل کر وہ ایک گلی میں آئے تو انہیں ایک کتا دکھائی دیا جو ایک مکان کے نیچے بیٹھا رو رہا تھا عنبر نے لپک کر کتے کو پکڑنا چاہا مگر کتے نے عنبر کو دیکھا اور بھاگ کر ایک حویلی میں گم ہو گیا عنبر اور ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے حویلی میں داخل ہو گئے یہ حویلی ایک سنسان اور ویران حویلی تھی وہاں نہ آدم تھا نہ آدم زاد ہر طرف ہو کا عالم طاری تھا حویلی کے صحن میں فوارا چل رہا تھا جس کا شفاف پانی تالاب میں گر رہا تھا گملوں میں سرخ سرخ پھول کھلے تھے دیواروں پر زرد پھولوں سے بھری ہوئی بلیں چڑھی ہوئی تھیں۔

عنبر نے حیرانی سے کہا۔
مگر یہاں کے لوگ کہاں چلے گئے۔؟
ناگ نے کہا۔
خدا جانے لوگوں کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا ایک بچہ بھی تو کہیں دکھائی نہیں دے رہا۔
عنبر ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر گیا تو سامنے ایک بوڑھا آدمی پلنگ کے پاس کھڑا تھا عنبر پہلے تو ڈر سا گیا کہ یہ اچانک بوڑھا آدمی اس ویران شہر میں کہاں سے آ گیا اس نے ناگ کی طرف دیکھا اور ناگ نے عنبر کی طرف پھر عنبر نے آگے بڑھ کر بوڑھے کے کندے پر ہاتھ رکھ دیا بوڑھا لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا معلوم ہوا کہ وہ مر رہا ہے اور اس کا سانس تیز تیز چل رہا تھا عنبر اور ناگ نے اس پر جھک کر پوچھا۔
بابا اس شہر میں کون سی آفت نازل ہوئی کہ لوگ یہاں سے بھاگ گئے

اس شہر کے لوگ کہاں ہیں؟

بوڑھے نے دم توڑتے ہوئے کہا۔

بیٹا میں اس شہر سے باہر گیا ہوا تھا واپس آیا تو ایک عورت نے مجھے بتایا کہ ایک کالی بلا نے اس شہر پر حملہ کر دیا اور شہر کے سارے بچوں، نوجوانوں، عورتوں اور بوڑھوں کو بکریاں بنا کر اپنے ساتھ پہاڑوں میں لے گئی جہاں ان میں سے ہر روز وہ چار بکریوں کو کھا جاتی ہے۔

عنبر نے پوچھا۔

وہ بلا کون سی پہاڑیوں میں گئی ہے۔؟

بوڑھے نے کہا۔

تالاب کے پار والی پہاڑیوں میں اس بلا کا ڈیرا ہے اس شہر کے سارے لوگ بکریاں بنے ہوئے اس کالی بلا کے باڑے میں بندھے ہوئے ہیں۔

اتنا کہہ کر بوڑھے نے دم توڑ دیا اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا عنبر اور ناگ نے حویلی کے ایک کمرے میں سے چادر نکالی اس میں بوڑھے کی لاش لپیٹ کر وہیں دفن کر دیا ناگ بولا۔

عنبر اب ہمارا فرض ہے کہ اس شہر کے مظلوم لوگوں کو اس کالی بلا کے شکنجے سے نجات دلائیں نہیں تو وہ بلا سارے بے گناہ لوگوں کو ایک ایک کر کے کھا جائے گی۔

عنبر نے کہا۔

بات تو میرے بھی دل کو لگتی ہے اس بلا نے شہر کو تباہ کر دیا ہے اتنا خوبصورت شہر سجا سجایا قبرستان کا نقشہ پیش کر رہا ہے چلو اس پہاڑی کی طرف چلتے ہیں جہاں بوڑھے کی اطلاع کے مطابق وہ بلا رہتی ہے۔

عنبر اور ناگ حویلی میں سے باہر نکل آئے اور شہر کے سنسان بازاروں میں سے گزرتے تالاب والی پہاڑی کی طرف روانہ ہو گئے شہر سے

باہر نکل کر وہ ایک پتھریلی پگ ڈنڈی پر ہو گئے جو تالاب کے ارد گرد والے پہاڑی سلسلے کی طرف جاتی تھی تھوڑی دیر بعد انہیں ایک تالاب نظر آیا اس کے ارد گرد بڑی گھنی جھاڑیاں تھیں جن میں کالے رنگ کے عجیب سے پھول کھلے ہوئے تھے عنبر نے ناگ سے کہا۔

میرا خیال ہے کہ یہی وہ تالاب ہے جس کے بارے میں بوڑھے نے ہمیں اطلاع دی تھی۔

مگر سوال یہ ہے کہ وہ پہاڑی کہاں ہے؟ کیا وہ سامنے والی پہاڑی ہے یا وہ اس کے پیچھے والی پہاڑی ہے جس پر کالی بلا نے قبضہ کر رکھا ہے۔؟

یہ تو ان پہاڑیو میں چل کر ہی پتہ چلے گا ناگ۔ میرا خیال ہے کہ تم سفید عقاب کی شکل میں اڑ کر فوراً پہاڑیوں کا چکر لگاؤ اور پھر مجھے آ کر بتاؤ کہ کالی بلا کا پہاڑ کون سا ہے۔

ناگ نے اسی وقت سفید عقاب کا روپ بدلا اور پھڑ پھڑا کر فضا میں اڑ
گیا فضاؤں میں اڑتا ہوا وہ پہاڑیوں کے اوپر پہنچ کر چکر لگانے لگا
اچانک اسے پہاڑیوں کے بیچ میں ایک باڑہ نظر آیا جس میں بے شمار
بکریاں قید تھیں وہ نیچے آ گیا اور باڑے کے اوپر چکر لگانے لگا اس نے
دیکھا کہ ساری بکریاں اسے دیکھ کر سمٹ گئی تھیں وہ سمجھ گیا کہ یہی وہ
بکریاں ہیں جو اس شہر کے باشندے ہیں اور وہ بلا بھی ان ہی
پہاڑیوں میں رہتی ہو گی جس نے ان بے گناہ عورتوں، بچوں، اور
بوڑھوں کو بے زبان بکریاں بنا دیا ہے وہ پہاڑی کے اوپر سے ہوتا ہوا
اس تالاب کی طرف مڑ گیا جہاں عنبر اس کا انتظار کر رہا تھا جس وقت
سفید عقاب نیچے پہاڑیوں کی طرف مڑا تھا تو ٹھیک اس وقت کالی بلا
نے اسے دیکھ لیا تھا اور اس کے کانوں میں عقاب کی پھڑ پھڑاہٹ
گونج رہی تھی ناگ نے عنبر کے پاس کے پاس آ کر انسانی روپ

اختیار کیا اور اسے بتایا کہ شہر کے سارے کے سارے باشندے
بکریوں کی شکل میں ایک باڑے میں بند ہیں۔
کیا تم انہیں دیکھ کر آ رہے ہو۔؟
ہاں میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہوں۔
تو پھر چلو، دیر کس بات کی ہے۔
عنبر اور ناگ اس پہاڑی کی طرف روانہ ہوئے جہاں کالی بلا رہتی تھی۔

چٹانوں میں خون

وہ اونچی چٹانوں کی ایک دیوار کے قریب سے ہو کر گزر رہے تھے۔
ان چٹانوں کے پتھر اوپر جا کر نوکیلے خنجروں کی طرح نکلے ہوئے تھے
ہر چٹان کے بیچ میں درز تھی جہاں جنگلی کانٹے دار جھاڑیاں اگی ہوئی
تھیں ناگ اندازے کے مطابق عنبر کو اس طرف لے جا رہا تھا جہاں
بکریاں بنے ہوئے انسان ایک باڑے میں بند تھے کافی اوپر چڑھنے
کے بعد وہ ایک چھوٹے سے سبزہ زار میں آ گئے جہاں چاروں طرف
پہاڑیوں نے ایک قدرتی دیوار بنا رکھی تھی جگہ جگہ بلوط کے درخت ہوا
میں جھوم رہے تھے ایک طرف کوئی پرانا قبرستان تھا جس کی قبریں
ڈھے چکی تھیں اور سوراخوں میں چھپکلیاں رینگ رہی تھیں عنبر نے

پوچھا۔
ناگ وہ باڑہ کہاں ہے جہاں بکریاں قید ہیں۔؟
ناگ نے بڑے غور سے آگے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میرا خیال ہے کہ اس چراگاہ کے پیچھے ہے۔
چراگاہ سے نکل کر وہ ایک چٹان کی دیوار کو عبور کر کے دوسری جانب آئے تو انہیں سامنے درختوں کے نیچے ایک باڑے میں سینکڑوں چھوٹی بڑی بھیڑ بکریاں ادھر اُدھر گھاس چرتی نظر آئیں ناگ نے کہا۔
یہی تو وہ شہر کے لوگ ہیں جن کو خوف ناک بلا نے جادو کے زور سے بھیڑ بکریاں بنا دیا ہے۔
ان بکریوں کے گرو لوہے کے خار دار تار لگے ہوئے تھے عنبر نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت ایک جگہ بکریوں کے پاس بیٹھی شاید ان کی

رکھوالی کر رہی تھی عنبر نے ناگ سے کہا۔

اس عورت سے چل کر بات چیت کر کے معلوم کرنا چاہیے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟

وہ کبھی کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے گی ناک بولا۔

اس سے بات کرنے میں کیا ہرج ہے عنبر نے کہا۔

وہ دونوں جنگلے کے ساتھ ساتھ چلتے اس بوڑھی عورت کے پاس آ کر رک گئے انہوں نے دیکھا کہ عورت بہت بوڑھی تھی اور اس کی بھویں سفید ہو گئی تھیں اس نے بھی عنبر اور ناگ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ایک سوالیہ نظر ان پر ڈالی اور پھر حیرانی سے ان کو دیکھتی ہی رہ گئی صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس بات پر حیران ہے کہ یہ دونوں نوجوان اس خطرناک جگہ پر پہنچ کیسے گئے عنبر نے قریب جا کر بوڑھی عورت کو جھک کر بڑے ادب سے سلام کیا اور پوچھا۔

بڑی بی کیا آپ ہمیں بتائیں گی کہ یہاں سے شہر کو راستہ کون سا جاتا ہے۔

بوڑھی عورت نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔

اس طرف سے۔

آخر ناگ نے ایک فیصلہ کن سوال کر دیا۔

بڑی اماں، ہمیں بڑی بھوک لگی ہے کیا تم ہمیں ان بکریوں میں سے کسی بکری کا دودھ نہیں پلاؤ گی؟ ہم تمہارا شکریہ ادا کرینگے۔؟

عورت نے کہا۔

تم جو کوئی بھی ہو یہاں سے فوراً چلے جاؤ............تم جو کوئی بھی ہو یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔

ناگ بولا۔

مگر بڑی بی ہم تو یہاں سیر کرنے آئے ہیں ہمیں یہ جگہ بہت پسند ہے

اور ہم یہاں دو ایک روز ٹھہر کر لطف اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بوڑھی عورت نے تھرتھراتی آواز میں کہا۔

مجھے تمہاری جوانیوں پر ترس آتا ہے یہاں سے چلے جاؤ یہاں سے چلے جاؤ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ۔

اب عنبر نے بوڑھی عورت سے صاف لفظوں میں پوچھا۔

بڑی بی، ہمیں یہ بتاؤ کہ ان بکریوں میں سے عورت کون ہے۔؟

بچہ کون ہے اور بوڑھا کون ہے۔؟

اس سوال کا سننا تھا کہ بوڑھی عورت نے جلدی سے عنبر کے منہ پر اپنا کانپتا ہوا بوڑھا ہاتھ رکھ دیا اور لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

خاموش، خاموش ایسی بات نہ پوچھو جس کے لئے تمہیں بعد میں خون کے آنسو رو رو کر پچھتانا پڑے جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے چلے جاؤ بھاگ جاؤ یہاں سے۔ وگرنہ تمہارا ابھی وہی حشر ہو گا جا یہاں ان بھیڑ

بکریوں کا ہو رہا ہے۔

ناگ نے کہا۔ بڑی بی وہ کون سی بلا ہے جس نے ان بے گناہ مظلوموں کو بکریاں بنا دیا ہے اور جو انہیں آہستہ آہستہ ہضم کر رہی ہے؟ ہمیں بتاؤ وہ بلا کہاں رہتی ہے۔؟

اس سوال کے ساتھ ہی فضا میں ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی اس کی آواز اس قدر شدید تھی کہ اردگرد کی پہاڑیوں پر لرزہ طاری ہو گیا عنبر اور ناگ نے حیران ہو کر اردگرد دیکھا کہ یہ چیخ کہاں سے بلند ہوئی تھی اس چیخ کی آواز سن کر عورت وہاں سے اٹھ کر ایک طرف کو بے تحاشا بھاگنے لگی آخر وہ دور جا کر جھاڑیوں کے ایک جھنڈ میں غائب ہو گئی عنبر نے ناگ کو بتایا کہ یہ چیخ ضرور اسی کالی بلا کی تھی اسکا مطلب یہ تھا کہ اس بلا کو پوری خبر ہو گئی تھی کہ عنبر اور ناگ بوڑھی عورت کے ساتھ کیا باتیں کر رہے ہیں ناگ نے کہا۔

اس بلا کو ہماری گفتگو کی کیسے خبر ہو گئی۔؟

عنبر بولا۔

مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ چمگاڈر کی طرح اس بلا کے منہ سے بھی کوئی خاموش لہریں نکلتی ہیں جو بہت تیز رفتاری کے ساتھ اردگرد کے لوگوں اور پہاڑوں سے ٹکرا کر بڑی تیز رفتاری کے ساتھ ہی واپس اس بلا کے پاس پہنچ جاتی ہیں اور اسے ساری کی ساری باتیں اور آوازیں ویسی کی ویسی سنائی دیتی ہیں۔

ناگ نے تعجب سے کہا۔

اگر یہ بات ہے تو پھر اسے یقیناً ہماری خبر ہو گئی ہو گی اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم کس نیت سے یہاں آئے ہیں۔

ظاہر ہے ایسا ہو چکا ہے ہماری جاسوسی اپنے آپ ہو گئی ہے۔ پھر اس سے بچاؤ کی کوئی صورت نکالنی ہو گی۔

ناگ بچاؤ کی صورت اس کالی بلا کو نکالنی ہو گی ہمیں تو یہ سوچنا ہے کہ
اس بلا پر حملہ کس طرح سے کرنا ہے اور کہاں سے شروع کرنا ہے۔
لیکن سب سے پہلے جہاں تک میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے نکل
کر کسی محفوظ جگہ پر جا کر بیٹھنا ہو گا تا کہ ہم اطمینان کے ساتھ اس
خوفناک بلا سے مقابلہ کرنے کے بارے میں سوچ سکیں۔
اس فیصلے کے ساتھ ہی دونوں دوست وہاں سے چل کر چھپتے چھپاتے
ایک ایسی کھائی میں آ گئے جو اونچی اونچی چٹانوں کے درمیان میں
سے گزر رہی تھی یہ کھائی پانی سے خالی تھی اور خشک نوکیلے پتھروں سے
اٹی ہوئی تھی انہوں نے پتھروں سے ہٹ کر کھائی کی دیوار کے ساتھ
ایک ابھری ہوئی چٹان کے نیچے پناہ کی جگہ تلاش کر لی اور وہاں بیٹھ کر
سوچنے لگے کہ پہاڑی کی خوفناک بلا پر کس طرح سے حملہ کیا جائے۔
ناگ کا خیال تھا کہ اگر انہوں نے اس بلا کو ہلاک کر دیا تو ساری کی

ساری بھیڑ بکریاں اپنے آپ انسانوں میں تبدیل ہو جائیں گی اس لئے بجائے اس کے کہ وہ بکریوں کو پھر سے انسانی شکل دینے کی کوشش کریں انہیں خوفناک بلا کو قتل کرنا چاہیے عنبر نے کہا وہ سامنے دور اوپر نوکیلی چٹانوں میں گھرا ہوا ایک قلعہ سا دیکھ رہے ہو تم۔

ہاں دیکھ رہا ہوں۔ ناگ نے کہا۔

وہ بلا اسی پرانے قلعے کے کھنڈر میں رہتی ہے۔

تو پھر آؤ چلیں اور اس شہر کے بے گناہ لوگوں کو اس بلا کے عذاب سے نجات دلائیں۔

عنبر کہنے لگا دوست ہم دونوں کا ایک ساتھ پرانے قلعے میں داخل ہونا کوئی عقل مندی نہیں بہتر یہ ہے کہ تم کسی دوسرے روپ میں وہاں چلو۔

ٹھیک ہے۔

ناگ نے پھنکار کر اسی وقت سیاہ کالے سانپ کا روپ دھار لیا اور عنبر سے ذراہٹ کر جنگل میں اس پرانے قلعے کی طرف چلنے لگا جہاں وہ خوفناک بلا رہتی تھی جنگل کا ٹکڑا تھوڑا سا تھا چلتے وہ ختم ہوا تو ایک چڑھائی آ گئی جس کے راستے پر گول گول پتھر بکھرے ہوئے تھے اور درخت ایسے تھے کہ ان کی شاخوں پر ایک بھی پتا نہیں تھا لیکن وہ کانٹوں سے بھرے ہوئے تھے ناگ سانپ کی شکل میں عنبر کے ساتھ ساتھ پتھروں میں سے ہو کر چل رہا تھا۔

عنبر نو کیلی چٹانوں والی دیوار کے پاس پہنچ کر رک گیا اس نے دیکھا کہ ان چٹانوں کے درمیان سے ایک چٹان ٹوٹی ہوئی ہے ایسے لگتا تھا جیسے اسے جان بوجھ کر توڑا گیا ہے یہاں ایک راستہ سا بنا گیا تھا جو چار دیواری کے اندر جاتا تھا جہاں باہر سے ہی بڑے بڑے کھوہ نظر آ رہے تھے عنبر سمجھ گیا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں خوف ناک بلا رہتی ہے

اس نے ناگ کو آگے چلنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اس راستے میں سے
چار دیواری کے اندر داخل ہو گیا۔
چار دیواری کے اندر سامنے کی طرف دیواروں کے اندر بڑے بڑے
غاروں کے منہ بنے ہوئے تھے عنبر نے دیکھا کہ ناگ بھی سانپ کی
شکل میں ایک گڑھے کی طرف جا رہا تھا اسی گڑھے کی سمت عنبر بھی
چلنے لگا وہ ایک چھوٹے سے میدان میں سے گزرے جہاں قدم بہ
قدم انہیں بکریوں کے سر اور ٹانگیں بکھری ہوئی نظر آئیں۔
عنبر سمجھ گیا کہ یہ وہی بے گناہ لوگ ہیں جنہیں بکری بنا کر خوفناک بلا
ہڑپ کر گئی ہے عنبر اس بات پر بڑا حیران تھا کہ ابھی تک خوفناک بلا
نے چیخ کیوں نہیں ماری۔
ظاہر ہے کہ اگر بلا کو ان کی موجودگی کا احساس چار دیواری کے باہر ہو
سکتا تھا کہ اب کیوں نہیں ہو گا جب کہ وہ چار دیوار کے اندر آ گئے ہیں

اور ایک طرح سے بلا کے گھر میں داخل ہو چکے ہیں عنبر نے دیکھا کہ سانپ غائب تھا وہ ایک غار کے دہانے پر پہنچ گیا تھا غار کا منہ ایک بھیانک شے کی طرح کھلا ہوا تھا اور اندر سوائے پتھروں اور بڑی بڑی اکھڑی ہوئی چٹانوں کے اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا اس کے پیچھے سارے غار میں گہرا دھواں چھایا ہوا تھا عنبر نے خدا کا نام لیا اور اس بھیانک کھوہ میں داخل ہو گیا وہ پتھروں اور گری پڑی چٹانوں میں سے ہو کر ان کے پیچھے آ گیا۔

وہ ایک جگہ کھڑے ہو کر سوچنے لگا کہ آگے جا کر کیا کرے کیونکہ آگے اندھیرا پھیلا ہوا تھا عنبر رک گیا تھا مگر سانپ اس سے آگے نکل گیا تھا وہ اندھیرے میں ہی پتھروں کے اوپر اور نیچے سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا ایک جگہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر کر سانپ نے فضا میں کچھ سونگھنے کی کوشش کی اسے کچھ ایسی بو محسوس ہوئی جیسے ہزاروں لاکھوں

چھپکلیاں ایک جگہ اکٹھی کر کے انہیں زخمی کر دیا گیا ہو۔ سانپ آگے چل دیا دوسری طرف عنبر بھی کچھ دیر کھڑے ہو کر غور کرنے کے بعد خدا کا نام لے کر پھونک پھونک کر آگے قدم بڑھانے لگا۔

سانپ غار کا ایک موڑ گھوم کر باہر آیا تو ایک پل کے لئے ڈر کر پیچھے ہٹ گیا کیونکہ اس نے اپنے سامنے جو منظر دیکھا تھا اس پر اسے یقین نہیں آ رہا تھا اس کے سامنے پتھروں کے اوپر ایک دو منزلہ مکان جتنی چھپکلی بیٹھی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی سانس کے ساتھ ساتھ اس کا جسم اوپر نیچے ہو رہا تھا اور سانس کی آواز سے وہاں ایسی آواز آ رہی تھی جیسے آندھی چل رہی ہو۔ سانپ جلدی سے ایک طرف ہو گیا اور سوچنے لگا کہ اس خوفناک بلا پر کس طرف سے حملہ کیا جائے۔

ادھر عنبر بھی دبے پاؤں چلتا ہوا اندھیرے میں اسی جگہ آن کھڑا ہوا جہاں سانپ پہلے ہی سے موجود تھا سانپ جلدی سے عنبر کے سامنے آ

گیا اور اپنی گردن اٹھا کر ایک طرف اشارہ کرنے لگا عنبر نے اس طرف دیکھا تو ایک پل کے لئے اس کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی اس نے ڈھائی ہزار سال میں اتنی لمبی چوڑی اور موٹی چھپکلی نہیں دیکھی تھی جہاں اس کا سانس پڑ رہا تھا وہاں سے زمین پر سے گرد اڑ رہی تھی وہ تو تاریخ کے دور سے بھی پہلے کا کوئی جانور معلوم ہو رہا تھا جب اس زمین پر انسان کی بجائے بھی بھوت رہا کرتے تھے۔

کیا خیال ہے ناگ تمہارا؟ کیا تم حملہ کرو گے۔؟

عنبر نے بڑے ہی آہستہ سے اپنا منہ ناگ کے کان کے قریب لے جا کر کہا ناگ سانپ کی شکل میں کوئی جواب تو نہ دے سکا مگر اس نے گردن ہلا کر ہاں کر دی اور بھیانک بلا کے پیچھے کی طرف نکل گیا ابھی سانپ بلا کے قریب ہی پہنچا تھا کہ جیسے غار میں بھونچال آ گیا بلا نے اٹھ کر آنکھیں کھول دی تھیں اور ایک جھرجھری سی لی تھی اسے آدمیوں

کی موجودگی کا احساس ہو گیا تھا بلا اٹھ کھڑی ہوئی اس نے اپنی لوہے کی لٹھ ایسی دم بڑی زور سے غار کی چھت پر ماری اور وہاں سے کتنے ہی پتھر نیچے گر پڑے پھر اس کے ساتھ ہی بلا کے منہ سے ایک دہشت ناک چیخ نکل گئی اس چیخ نے غار کے اندر ایک دہشت طاری کر دی اور خوفناک آواز کے ساتھ ہی بڑے زور سے سانس لے کر بلا نے وہاں آندھی چلا دی۔

سانپ جلدی سے ایک پتھر کے نیچے چھپ گیا اور عنبر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا سانپ تو بلا کو دکھائی نہیں دے رہا تھا مگر عنبر اسے صاف نظر آ گیا ایک انسان پر نظر پڑتے ہی بلا کی آنکھوں سے ایک بھیانک قسم کی چکا چوند کر دینے والی روشنی نکلی اور عنبر کے اوپر پڑی اگر عنبر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ یقیناً ایک صحت مند بکری میں تبدیل ہو گیا ہوتا۔ مگر عنبر پر چونکہ جادو اثر نہیں کرتا تھا۔

اس لئے وہ اسی طرح انسان کے روپ میں ہی کھڑا رہا خوفناک بلا
نے اب کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکال کر عنبر کے اوپر پھینکیں۔
ان چنگاریوں میں اس قدر زیادہ گرمی تھی کہ اردگرد پڑے ہوئے پتھر
پگھل گئے اور پانی بن کر بہہ گئے مگر عنبر پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا وہ پہلے
کی طرح اپنی جگہ پر خاموشی سے کھڑا رہا تھا خوف ناک بلا تو غصے میں
پاگل ہوگئی یہ پہلا موقع تھا کہ کسی انسان پر اس کا جادو نہیں چل رہا تھا
اس نے ایک گہری چیخ ماری اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم ایک ایسے
بھوت میں بدل گیا جس کے سر پر بے شمار نوکیلے سینگ تھے اور دو
دانت ہونٹوں سے باہر ہاتھی کے دانتوں کی طرح نکلے ہوئے تھے یہ
بھوت اتنا بڑا تھا کہ اس کا سر غار کی چھت سے ٹکرا رہا تھا اور کندھے
چٹانوں کے اوپر ٹکے ہوئے تھے اس کے سات ہاتھ پاؤں تھے اور عنبر
نے دیکھا کہ ہر ہاتھ میں کوئی نہ کوئی تلوار یا نیزہ پکڑا ہوا تھا۔

عنبر مقابلے کے لئے تیار ہو گیا اس نے یہی سوچ رکھا تھا کہ بھوت نے جس وقت اس پر حملہ کیا تو وہ اس کا ہی کوئی نہ کوئی ہتھیار چھین کر اس پر حملہ کر دے گا اور اسے جلدی سے جلدی ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا کیونکہ اتنے اونچے لمبے بھوت کو مارتے مارتے بھی عنبر تھک کر چور ہو سکتا تھا۔

سانپ نے چھپکلی کو بھوت کی شکل میں تبدیل ہوتے دیکھا تو وہ سوچ میں پڑ گیا کیونکہ اس کے اندر اتنا زہر نہیں تھا کہ اتنے اونچے لمبے بھوت کو مار سکتا پھر بھی اس نے حملہ کرنے کی ٹھان لی اور رینگتا ہوا بھوت کی طرف بڑھنے لگا بھوت عنبر کی طرف سارے کے سارے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی زد میں لے کر قتل کی کوشش کر رہا تھا مگر عنبر دو چٹانوں کے بیچ کچھ اس طرح آ گیا تھا کہ بھوت کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہتھیار ہر بار چٹان کے اوپر ہی ٹکرا کر رہ جاتے تھے

اب بھوت نے ہتھیار دور پھینک دیے اور عنبر کی طرف بھیانک آوازیں نکالتا قدم قدم اٹھاتا بڑھنے لگا۔

﴿ختم شد﴾

کیا بھوت نے عنبر کو ہلاک کر دیا۔؟
کیا عنبر بھوت کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا۔؟
سانپ نے کس طرح حملہ کیا۔؟
ماریا کا کیا بنا جو ایک بکری کی شکل میں گڑھے میں قید تھی۔؟
ان سب سوالوں کا جواب اسی ناول کی اگلی یعنی
اٹھارویں قسط ''آدم خور وحشی'' میں ملاحظہ کیجیے۔

عنبر۔ناگ۔ماریا
آدم خور وحشی
(قسط نمبر۱۸)
(اے۔حمید)

فہرست

سنو پیارے بچو!

عنبر کے ساتھ ساتھ ہاتھ پیر والے بھوت کا مقابلہ ہوتا ہے سانپ ناگ نے بھوت پر حملہ کر کے اسے بڑی مشکل سے ہلاک کیا اور ماریا کی تلاش شروع کر دی مگر ماریا کو جادو کے زور سے بکری بنا کر ایک گڑھے میں قید کر رکھا ہے۔

یہاں عنبر کا مقابلہ ان آدم خور وحشیوں سے ہوتا ہے جو عنبر کو پکڑ کر جھونپڑی میں ڈال لیتے ہیں اگلے روز اس کو بھون کر کھانے کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔

ناگ مر گیا؟

نوکیلے چٹانوں والے ویران قلعے میں خوفناک بلا عنبر کے سامنے کھڑی تھی اس کے ساتوں ہاتھ پیر پھیلے ہوئے تھے اور اس کے بھیانک دانتوں والے ڈراؤنے منہ کے اندر سے آگ کے شعلے باہر کو لپک رہے تھے ایسے لگتا تھا جیسے اس کی زبانیں شعلے بن کر لہرا رہی ہوں۔

عنبر کو یہ تو خبر تھی کہ وہ مرے گا نہیں چاہے بھوت اور بلا جو کچھ بھی کرے مگر وہ بھوت کو ہلاک بھی کرنا چاہتا تھا جو اسے بہرام جن کی مدد کے بغیر مشکل نظر آتا تھا۔

عنبر بہرام جن سے مدد نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے کہ وہ اپنی کمزوری بہرام جن پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اس کی ہمیشہ سے یہی کوشش رہی تھی کہ وہ ہر مصیبت کا مقابلہ خود کرے اور ڈٹ کر مقابلہ کرے کنیز کی روح یا بہرام جن سے وہ وہاں مدد لیتا تھا جہاں وہ ہر طرف سے ناامید ہو جائے پس عنبر نے یہاں بھی اکیلے ہی بھوت کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ناگ ایک زہریلے سانپ کے روپ میں بھوت کے عقب میں پہنچ گیا تھا وہ بھوت پر حملہ کرتے گھبرا رہا تھا اسے خطرہ تھا کہ اگر بھوت نے پلٹ کر اسے پکڑ لیا تو وہ اسے مروڑ کر کچل کر دے گا اور ناگ تو مر بھی سکتا تھا عنبر کی طرح اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ ہمیشہ زندہ رہ سکے پھر بھی وہ حملہ ضرور کرنا چاہتا تھا وہ ایک طرف ہٹ کر اس فکر میں پڑ گیا کہ حملہ کرے تو کہاں سے کرے۔؟

بھوت عنبر کی طرف بڑھا، اس نے عنبر کو دیکھ لیا تھا اس نے ایک بھیانک چیخ ماری یہ چیخ پہلے کی طرح بے حد اونچی اور ڈرا دینے والی

تھی سارے پہاڑ اس آواز سے لرز اٹھے مگر عنبر اپنی جگہ پر قائم رہا

بھوت یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح عنبر کو ڈرا کر بے ہوش کر دیا جائے اور

پھر اسے قتل کر کے لاش دریا میں پھینک دی جائے مگر عنبر اپنی جگہ پر

چٹان کی طرح مضبوطی سے کھڑا تھا اور بھوت کی آنکھوں میں آنکھیں

ڈال کر دیکھ رہا تھا بھوت کی بڑی بڑی سرخ آنکھوں میں جیسے

پہاڑوں کا لاوا ابل رہا تھا روشنی اور گرم سورج کی لہروں کا دریا اچھل

رہا تھا ان آنکھوں میں بے حد ڈراوئی کشش تھی بھوت کی آنکھوں میں

آج تک کوئی آنکھیں ڈال کر نہ دیکھ سکا تھا اس کی پہلی شکست تو یہی

ہو گئی تھی کہ عنبر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہا تھا۔

عنبر نے بلند آواز سے ناگ کو کہا۔

ناگ تم جہاں بھی ہو میری ایک بات غور سے سنو اس بھوت کی گردن

پر پوری طاقت اور پورے زہر کے ساتھ حملہ کرنا اس کی گردن سب

سے نازک حصہ ہے۔

ناگ نے عنبر کی بات سن لی تھی بھوت نے بھی یہ آواز سن لی تھی اور وہ

زیادہ غضب ناک ہو گیا زیادہ غصے کے ساتھ عنبر پر حملہ کرنے آگے

بڑھا وہ بہت اونچا لمبا اور چوڑا چکلا تھا اس کا ایک ہاتھ بڑے زور کے

ساتھ عنبر کی طرف آیا عنبر جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا بھوت کے

ہاتھ کی ضرب نے چٹان کو دو ٹکڑے کر دیا وار خالی جاتا دیکھ کر بھوت

نے دوبارہ عنبر پر حملہ کیا عنبر پھر بچ گیا وہ بڑا حیران تھا کہ سانپ کہاں ہے

اور کیا کر رہا ہے وہ بھوت کی گردن پر کاٹتا کیوں نہیں۔ اس نے دوبارہ

ناگ کو آواز دی۔

ناگ تم حملہ کیوں نہیں کرتے کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟ ناگ نے

عنبر کی آواز سنی تو چوکس ہو کر آگے بڑھا اصل میں وہ بھوت پر حملہ

کرتے ہوئے ڈر رہا تھا زندگی میں پہلی بار اسے خوف محسوس ہونے

لگا تھا اس کو جانے کیوں یقین سا ہو گیا تھا کہ اگر اس نے بھوت پر حملہ
کر دیا تو بھوت اسے زندہ نہیں چھوڑے گا لیکن ادھر اس کے دوست
عنبر کی آواز بار بار اسے مجبور کر رہی تھی کہ وہ بھوت کا مقابلہ کرے۔
چنانچہ سانپ اپنی جگہ سے ہلا اور اس نے زمین پر دبے دبے بھوت کی
طرف رینگنا شروع کر دیا بھوت اس وقت عنبر کو اپنی مٹھی میں پھانسنے
کی کوشش کر رہا تھا اور عنبر ادھر سے اُدھر بھاگ کر اس کے حملوں سے
بچ رہا تھا سانپ نے پیچھے سے جا کر اپنا پھن پھیلایا اور اچھل کر بھوت
کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اس نے بھوت کی پیٹھ پر سے اوپر کی طرف رینگنا
شروع کر دیا بھوت کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پیٹھ پر کوئی چیونٹی
رینگ رہی ہے اس نے کوئی خیال نہ کیا اور زمین پر سے ایک بھاری
بھرکم پتھر اٹھا کر عنبر کے سر پر دے مارا پتھر عنبر کے سر پر لگا اور دو ٹکڑے
ہو کر گر پڑا بھوت ایک دم ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا۔

اس نے بڑے غور سے عنبر کو دیکھا وہ اپنی زندگی میں پہلی بار ایک ایسے
انسان کو دیکھ رہا تھا جس کے اندر اتنی طاقت تھی کہ وہ پہاڑ ایسے پتھر کو
دو ٹکڑے کر دے اور اس کے سر سے لہو کا ایک قطرہ بھی نہ نکلے وہ اب
زیادہ غصے کے ساتھ عنبر پر حملے کرنے لگا اس نے بڑی بڑی چٹانوں کو
اکھاڑ کر عنبر کے ارد گرد پھینکنا شروع کر دیا عنبر بچ کر کہاں جاتا کبھی وہ
ادھر ہوتا کبھی اُدھر ہوتا۔ یہاں تک کہ اس کے چاروں طرف چٹانیں
کھڑی ہو گئیں اور وہ اس کے اندر قید ہو گیا۔

اس پر بھوت خوفناک قہقہہ لگا کر ہنسا۔ زمین تھر تھرا گئی اس وقت
سانپ بھوت کی گردن پر پہنچ چکا تھا سانپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً
بھوت کی گردن پر اپنے دانت گاڑ کر اپنا سارا زہر بھوت کے جسم میں
داخل کر دیا بھوت کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن پر چیونٹی نے
کاٹ لیا ہو اس نے ایک ہاتھ اوپر اٹھا کر گردن پر ملا تو اسکے ہاتھ میں

سانپ آ گیا بھوت نے غصے میں سانپ کو دونوں ہاتھوں میں لے کر
اس کے چھ سات ٹکڑے کر دیے اور پرے پھینک دیا عنبر نے بھوت کو
سانپ کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے دیکھا تو وہ کانپ اٹھا۔

جو نہیں ہونا چاہیے تھا وہ ہو گیا تھا۔

اسکا پیارا اور وفادار دوست مر گیا تھا عنبر کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس
نے فیصلہ کر لیا کہ اب وہ اس بھوت کو زندہ نہیں چھوڑے گا اس نے
آنکھیں بند کر کے بہرام جن کو آواز دی۔

بہرام! تم جہاں کہیں بھی ہو، میری مدد کو آؤ۔

اس وقت بہرام جن تبت کی برف پوش پہاڑیوں کے اوپر چین کے
ملک کی طرف اڑا جا رہا تھا اس نے اپنے دوست عنبر کی آواز سنی تو وہیں
سے واپس مڑ گیا وہ سمجھ گیا کہ عنبر نے اسے یونہی نہیں بلایا وہ ضرور کسی
ایسی مصیبت میں پھنس گیا ہے جس نے اسے بے بس کر دیا ہے ایک
پل کے اندر اندر ہوا میں اڑتا ہوا بہرام جن وہاں پہنچ گیا اس نے کیا
دیکھا کہ عنبر چٹانوں کی چار دیواری میں قید ہے اور ایک سات ہاتھ اور
سات پاؤں والا اونچا لمبا بھوت اسے ہلاک کرنے کی کوشش کر رہا
ہے بہرام جن نے اپنے دوست کو بے بسی کی حالت میں دیکھا تو اس
کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس نے گرجدار آواز میں پوچھا۔؟

عنبر! کیا حکم ہے میرے دوست؟ میرے آقا۔

عنبر اپنے دوست ناگ کی موت پر بے حد غم زدہ تھا اس نے کہا۔

بہرام! اس بھوت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو، اسی طرح جس طرح اس نے
میرے پیارے دوست کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔

جو حکم میرے آقا۔

بہرام اتنا کہہ کر بھوت کی طرف بڑھا بھوت نے بھی بہرام جن کی
آواز سن لی تھی مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا اتنے میں ایک

جگہ سے بہت بڑا درخت اپنے آپ اپنی جڑوں پر سے اکھڑا اور
بھوت کے سر پر بڑے زور سے آ لگا بھوت ذرا لڑکھڑایا وہ سمجھ گیا کہ
اس کا مقابلہ کسی طاقت ور جن سے پڑ گیا ہے بھوت بھی ایک دم
غائب ہو گیا اب حالت یہ تھی کہ بہرام جن تو بھوت کو غائب ہونے
کے باوجود دیکھ رہا تھا مگر بھوت بہرام کو نہ دیکھ سکتا تھا۔
بہرام جن نے دونوں ہاتھوں سے بھوت کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا ایک
دھماکہ بلند ہوا جیسے کسی نے بہت بڑے پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھاڑ کر
پتھروں پر مار دیا ہو بھوت کے دو پاؤں ٹوٹ گئے اس نے بڑے زور
سے چیخ ماری اور جن پر پتھروں کی بارش شروع کر دی لیکن بہرام جن
اس بھوت سے زیادہ طاقت ور تھا اس نے بھوت کو ایک بار پھر اپنے
ہاتھوں پر اٹھایا اور اس دفعہ پوری قوت کے ساتھ ایک نوکیلی چٹان
کے اوپر دے مارا چٹان کی نوک بھوت کے سینے میں آر پار ہو گئی اور
وہاں خون کا دریا بہنے لگا بہرام جن نے دوسری چٹان اکھاڑ کر دونوں
ہاتھوں پر اٹھائی اور بھوت کے سر پر مار مار کر اس کا سر کچل دیا بھوت
کے منہ سے ایک آخری خوفناک چیخ نکلی اور وہ مر گیا اس کے مرتے
ہی باڑے میں بندھی ہوئی ساری بکریاں دوبارہ انسان بن گئیں یہ
لوگ ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے کہ وہ اس جگہ کیسے آ گئے؟
ان میں عورتیں بھی تھیں بچے بھی تھے۔ جوان بھی تھے اور بوڑھے بھی
تھے۔
بھوت کی لاش بھی ظاہر ہو گئی تھی بہرام جن نے بھوت کی لاش اٹھا کر
پہاڑیوں کے نیچے گہرے کھڈ میں پھینک دی اور اوپر سے چٹانوں
کے بڑے بڑے پتھر پھینک کر کھڈ کو بند کر دیا۔
میرے آقا! اب یہ بلا کبھی شہر والوں کو تنگ نہیں کرے گی۔
عنبر نے دکھی آواز کے ساتھ کہا۔

بہرام! اس بھوت نے میرے عزیز دوست ناگ کو کچل کر ہلاک کر دیا ہے میں یہ غم ساری زندگی نہ بھلا سکوں گا۔

بہرا جن نے کہا۔

میرے دوست! مجھے افسوس ہے کہ تمہارا وفادار اور گہرا دوست ناگ مر گیا ہے لیکن شاید تمہیں علم نہیں کہ اگر تم اس کے سارے ٹکڑے اٹھا کر کسی تھیلے میں بند کر کے اپنے پاس رکھ لو اور ہمالیہ کی چوٹیوں میں بہنے والی جھیل نندن سر کے پانی میں اسے چھینٹے دو تو دو سال کے بعد سانپ دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔

عنبر نے کہا۔

بہرام! کیا تم مجھے وہاں لے جا سکتے ہو۔

بہرام کہنے لگا۔

اچھے آقا! میں تمہیں وہاں لے جانے سے معذور ہو کیونکہ اس جگہ پر کوہ قاف کے شاہِ جن کا راج ہے جو ہمارے قبیلے کا دشمن ہے اگر میں تمہیں اس جگہ لے گیا تو وہ مجھے دیکھتے ہی مار ڈالے گا۔

کوئی بات نہیں بہرام میں خود کوہ قاف کے پہاڑوں میں جاؤں گا اور ہمالیہ کی چوٹیوں میں بہنے والی جھیل نندن سر پر پہنچ کر اپنے دوست کی زندگی واپس لانے کی کوشش کروں گا۔

بہرام جن نے کہا۔

کیا اب مجھے اجازت ہے آقا۔

ہاں تم جا سکتے ہو تمہارا شکریہ۔

بہرام جن ادب سے سلام کر کے واپس چلا گیا۔

عنبر نے زمین پر پڑے ہوئے اپنے دوست سانپ کے جسم کے ساتوں ٹکڑے اٹھائے اور اسے تھیلے میں ڈال کر اپنے کندھے پر لٹکا لیا وہاں سے وہ اس میدان کی طرف آ گیا جہاں بھوت نے شہر کے

بے گناہ لوگوں کو بھیڑ بکریاں بنا کر قید کیا ہوا تھا وہاں پہنچ کر اس نے
دیکھا کہ سارے کے سارے لوگ پھر سے انسان کی شکل میں آ گئے
ہیں اور باڑے کی لوہے کی پکی تاریں کاٹ کر باہر نکلنے کی کوشش کر
رہے ہیں۔

عنبر نے ان کے پاس جا کر کہا۔

بھوت مر گیا ہے یہی وجہ ہے کہ تم لوگ پھر سے انسان بن گئے ہو تمہیں
خدائے واحد کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے تمہیں میرے ذریعے
سے پھر سے زندگی عطا کی وگرنہ بھوت تم سب کو باری باری کھا جاتا۔

ایک بوڑھے شہری نے آگے بڑھ کر عنبر کا ہاتھ چوم لیا۔

اے نیک دل نوجوان۔ ہم کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کریں کہ تم
نے ہمارے ہاں بچوں اور بہنوں بیٹیوں کو موت کے منہ سے بچایا۔

عنبر نے کہا۔

بچانے والا صرف خدائے واحد ہے مجھے اس نے تمہارے بچانے کا
ایک وسیلہ بنایا ہے اب تم لوگوں کو چاہیے کہ اپنے ویران شہر میں جا کر
پھر سے اپنا کاروبار شروع کر دو اور ہنسی خوشی اپنی زندگی بسر کرو اور خدا
کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

بوڑھے نے کہا۔

مگر اے نوجوان! ہم تو بتوں کی پوجا کرتے ہیں ہم خدا کے نام سے
واقف نہیں ہیں۔

عنبر نے کہا۔

اے لوگوں! بتوں کی پوجا مت کرو جو بت تمہیں خوفناک بھوت سے
نہیں بچا سکے اس کی پوجا کیوں کرتے ہو اگر پتھر کے بتوں میں اتنی
طاقت ہوتی تو وہ بھوت کو ضرور ہلاک کر دیتے مگر وہ بے بس ہیں وہ
خود تمہارے محتاج ہیں اس لئے ان پتھروں کے بتوں کو توڑ کر ایک خدا

کی پوجا کرو وہ ایک خدا جو سارے آسمانوں اور زمینوں کا مالک ہے
اور جس کے قبضے میں تمہاری اور میری جان ہے اور جس نے اپنی
رحمت سے تمہیں اور تمہارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بچالیا ہے۔

سارے لوگوں نے عنبر کی باتوں کو غور سے سنا اس کی باتیں لوگوں کے
دلوں پر گہرا اثر کر رہی تھیں انہوں نے ایک زبان ہو کر وہاں اعلان کر
دیا کہ وہ کسی بت کی پرستش نہیں کریں گے آج سے وہ صرف خدائے
واحد کی عبادت کریں گے بوڑھے نے کہا۔

اے نوجوان ہم خدا کی عبادت کس طرح کریں، ہمیں یہ بھی بتادو یہ عنبر
نے انہیں بتایا کہ وہ دریا کے کنارے اس جگہ بیٹھ کر وہ چہرہ آسمان کی
طرف اٹھائیں آنکھیں بند کرلیں اور ہاتھ باندھ کر خدا کی عبادت
کریں اور اسی سے اپنی مصیبتوں کی نجات طلب کریں اور امداد مانگیں
سب لوگ عنبر کے اردگرد جمع ہو گئے عورتوں نے عنبر کو اپنا بیٹا سمجھ کر اس
کی پیشانی چوم لی اور بہنوں تے اسے بھائی بنالیا۔ بچے اس کے
ہاتھوں کو چومنے لگے۔

عنبر ان سب کو لے کر اس شہر میں آگیا جو اس سے پہلے ویران اور
اجڑی ہوئی بستی تھی لوگ اپنی اپنی دکانوں پر جا کر بیٹھ گئے اور انہوں
نے کاروبار شروع کر دیا عورتیں بچوں کو لے کر اپنے گھروں میں چلی
گئیں اور مکانوں میں سے پھر سے زندگی کی لہر دوڑ گئی چولہوں پر آگ
جلنے لگی دکانوں پر گاہک چیزیں خریدنے لگے دریا پر عورتیں پانی
بھرنے لگیں خاکروبوں نے گلی کوچوں کی صفائی شروع کر دی دیکھتے
ہی دیکھتے وہ بستی جو پہلے قبرستان بنی ہوئی تھی اب زندگی کی قوشیوں
اور قہقہوں سے گونج اٹھی۔

لوگوں نے مندروں کے بتوں کو جا کر توڑ ڈالا اور اس کی جگہ دریا
کنارے ایک چاردیواری بنانی شروع کر دی جہاں وہ خدا کی عبادت

کرنے والے تھے۔جس شہر میں کبھی کسی نے خدا کا نام نہ لیا تھا وہاں
اب خدا کا نام بچے بچے کی زبان پر تھا ہر کوئی ایک دوسرے سے مل کر
یہی کہتا تھا۔

ہمیں خدائے عظیم نے اپنی رحمت سے بچالیا ہے۔

شہر میں چاروں طرف خدا کے نام کا بول بالا ہونے لگا عنبر اس شہر کا
خاص مہمان بنالیا گیا ماریا بہن کی تلاش میں اور ناگ کی زندگی کی
خاطر آگے جانا چاہتا تھا مگر شہر والوں نے اسے زبردستی روک لیا
بوڑھے نے کہا۔

بیٹا عنبر! ہم لوگوں کی دلی خواہش ہے کہ تم کچھ روز ہمارے شہر میں ٹھہر
کر ہمیں اپنی خدمت کا موقع دو۔اس سے ہمیں بڑی خوشی ہو گی پھر تم
بے شک چلے جانا۔

عنبر شہر والوں کی معصوم خواہش کے آگے انکار نہ کر سکا اور وہ وہاں ٹھہر
گیا چھ سات روز کے اندر اندر دریا کنارے خدا کی عبادت کرنے
والی عبادت گاہ بن گئی اور لوگ وہاں صبح شام جا کر آسمان کی طرف
ہاتھ اٹھا کر خدا کی عبادت کرنے لگے اور اس کی رحمت کے طلب گار
ہوتے عنبر کو بے حد خوشی ہوتی کہ ان لوگوں نے پتھر کے بتوں کی پوجا
چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت شروع کر دی ہے مگر اس شہر میں عنبر کا ایک
بہت بڑا دشمن بھی پیدا ہو چکا جو اس کو جان سے مار دینے کی سازش کر
رہا تھا یہ شخص شہر کے بڑے مندر کا کاہن تھا مندر کے اجڑ جانے سے
اس کی لاکھوں اشرفیوں کی آمدنی ختم ہو گئی تھی لوگ پہلے اس کے آگے
سر جھکا کر گزرتے اب اس کی کوئی پروا نہیں کرتا تھا کیونکہ لوگوں نے
بتوں کی پوجا چھوڑ دی تھی کاہن برباد ہو کر رہ گیا تھا اس نے فیصلہ کر لیا
کہ وہ عنبر کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔

ماریا غائب ہوگئی

کاہن، عنبر کی خفیہ طاقت سے بے خبر تھا۔

اس کو معلوم ہی نہیں تھا کہ عنبر تو ڈھائی ہزار سال سے زندہ چلا آرہا ہے وہ تو مر ہی نہیں سکتا، کاہن کو یہ معلوم بھی کیسے ہوسکتا تھا اس لئے کہ وہ تو ساری عمر جھوٹے خداؤں کی پوجا کرتا رہا تھا اگر وہ خدائے واحد کی عبادت کرتا ہوتا تو خدا اسے یہ ضرور بتادیتا کہ عنبر کا مقابلہ نہ کرنا کاہن بے خبر تھا اور بے خبری ہی میں عنبر کے خلاف سازش کرتا رہا اس خونی سازش میں ایک مکار عورت سوانہ اس کی شریک تھی لوگوں نے اس عورت سوانہ کو بھی کاہن کے ساتھ ہی شہر سے باہر نکال دیا تھا دونوں شہر سے باہر ایک ویران سرائے میں رہتے تھے وہ کبھی کبھی شہر میں کھانے پینے کی چیزیں خریدنے آتے تھے اور پھر واپس چلے جاتے تھے۔

عنبر اسی بوڑھے شہری کے گھر میں رہتا تھا ناگ کو تھیلے میں بند کرکے اس نے صندل کی خوشبودار لکڑی کے اندر بند کردیا تھا ایک طرح سے یہ اس کے دوست کی لاش تھی وہ جتنی جلدی ہوسکے ہمالیہ کی جھیل نندن پر پہنچ کر اس کے پانی سے ناگ کو غسل دینا چاہتا تھا تاکہ اس کے دو سال بعد وہ پھر سے زندہ ہوسکے لیکن شہر والوں کی محبت اور اصرار کی وجہ سے وہ ٹھہر گیا دوسری جانب اسے اپنی بہن ماریا کی بھی فکر کھائے جارہی تھی کہ خدا جانے وہ کہاں اور کس حال میں ہے۔

اب ذرا پیچھے چل کر ماریا کے بارے میں بھی کچھ معلوم کریں کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے، ہم اسے بکری بنی ہوئی چھوڑ کر آگے نکل گئے تھے وہ ابھی تک بکری کی شکل میں زمین کے اندر ایک گڑھے

میں پڑی تھی اس کا منہ بند ھا ہوا تھا اور گڑ ھا گھاس پھوس سے ڈھکا ہوا تھا جادو کا اثر کچھ ایسا تھا کہ اسے نہ بھوک لگ رہی تھی اور نہ پیاس محسوس ہو رہی تھی وہ صاف محسوس کر رہی تھی کہ وہ بکری بنی ہوئی وہاں قید ہے وہ ہر وقت وہاں سے نکل کر انسانی شکل میں واپس آنے کے بارے میں سوچتی رہتی پھر اسے اپنے بھائیوں ناگ اور عنبر کا خیال ستانے لگتا کہ خدا جانے وہ کہاں ہیں اور اس کو کہاں کہاں تلاش کر رہے ہیں۔

مگر انہیں تو معلوم ہی نہیں کہ وہ بکری بن کر ایک گڑھے میں پھنسی ہوئی ہے ماریا دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگتی رہتی کہ اے خدا مجھے اس عذاب سے نجات دلا اور ایک بچھڑی ہوئی بہن کو اس کے بھائیوں سے ملا دے۔

کرنا خدا کا کیا ہوا کہ اس طرف سے ایک چرواہے کا گزر ہوا وہ اپنی بکریاں چراتے ہوئے اس جگہ آ گیا جہاں ماریا تھی اس جگہ سبزہ بہت تھا۔

بکریاں گھاس چرنے لگیں چرواہا بیٹھ گیا کہ بکریاں گھاس کھا کر پیٹ بھر لیں تو آگے چلے ایک بکری نے گڑھے کے اوپر گھاس کا ڈھیر سا پڑا دیکھا تو وہاں آ کر اسے چرنے لگی اس کی دیکھا دیکھی ساری بکریاں وہاں آ گئیں دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے ساری گھاس چر لی اب نیچے بکریوں کو ایک اور بکری نظر آئی تو انہوں نے زور زور سے میمنا شروع کر دیا۔

چرواہے نے بکریوں کا شور سنا تو وہ اٹھ کر وہاں آ گیا کہ یہ بکریاں میما کیوں کر رہی ہیں اب جو اس نے گڑھے کے نیچے ایک اور بکری کو دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ یہ بکری کہاں سے آ گئی وہ جلدی سے گڑھے میں اترا اور بکری کو باہر نکال لایا وہ بڑا خوش تھا کیونکہ بکری کی آنکھیں

نیلی تھیں ایسی بکری بڑی مشکل سے ملا کرتی ہے اس نے بکری کے منہ
کے گرد لپٹا ہوا کپڑا کھول دیا ماریا نے سکھ کا سانس لیا اور چرواہے کی
طرف رحم طلب قطروں سے دیکھنے لگی وہ ممیا ممیا کر اسے کہہ رہی تھی کہ
میں بکری نہیں ہوں بلکہ ایک لڑکی ہوں اور مجھے جادو کے زور سے
بکری بنا دیا گیا ہے لیکن اس کی زبان بھلا کون سمجھ سکتا تھا چرواہا تو اس
بات پر ہی خوش تھا کہ اسے ایک نئی اور نیلی آنکھوں والی بکری مل گئی
ہے جو یقیناً دوسری بکریوں سے زیادہ دودھ دے گی اور اگر وہ منڈی
میں لے جا کر اسے فروخت کرے گا تو اس کی قیمت بہت زیادہ پڑے
گی۔

چرواہا بکریوں کو گھاس چرانے کے بعد واپس اپنے گھر لے آیا۔

اس نے دوسری بکریوں کو تو عام جگہ پر باندھا مگر نیلی آنکھوں والی
بکری کو اپنی کوٹھڑی کے باہر درخت کے ساتھ باندھ دیا اور اسے بڑا
نرم اور خوشبودار گھاس کھانے کو دیا اس کا باپ بھی نیلی آنکھوں والی
بکری کو دیکھ کر بہت خوش ہوا نیلی آنکھوں والی بکری یعنی ماریا چرواہے
کے گھر میں رہنے لگی کچھ دنوں بعد چرواہے کے باپ نے کہا۔

بیٹا! یہ نیلی آنکھوں والی بکری تو زیادہ دودھ نہیں دیتی پھر اس کا کیا
فائدہ ہے کیا یہ بہتر نہیں کہ تم اسے منڈی میں لے جا کر بیچ دو اس طرح
ہمیں بہت پیسے مل جائیں گے اور ہم سات آٹھ اور بکریاں خرید سکیں
گے۔

چرواہا بولا۔

بابا جان آپ کا کہنا سر آنکھوں پر میں کل ہی گاؤں کی منڈی میں اسے
لے جا کر بیچ دوں گا اگر قسمت نے ساتھ دیا اور سمجھدار گاہک مل گیا تو
ہمیں بہت سے پیسے مل جائیں گے۔

چنانچہ دوسرے روز چرواہا نیلی آنکھوں والی بکری یعنی ماریا کو لے کر

گاؤں کی منڈی میں آ گیا وہاں بڑی رونق تھی اور خوب خرید و فروخت
ہو رہی تھی کاروبار لوگ اپنی پسند کی بکریاں خرید کر لے جا رہے تھے
چرواہا بھی اپنی نیلی آنکھوں والی بکری لے کر وہاں پہنچ گیا جب لوگوں
نے دیکھا کہ ایک نیلی آنکھوں والی بکری بھی وہاں آئی ہوئی ہے تو
وہاں لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا ہر کوئی بڑے شوق سے اور بڑے
غور سے بکری کو دیکھ رہا تھا ماریا بھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور دل
میں خوف کھا رہی تھی کہ دیکھو اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے یہ بھی
ہو سکتا تھا کہ کوئی گاہک اسے خرید کے گھر لے جائے اور اسے پیار
سے پالتو جانور بنا کر رکھے اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ جاتے ہی اسے
دیوتاؤں کے نام پر ذبح کر دے۔

آخر وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔

ایک سوداگر نے منت مانی تھی کہ اگر اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو وہ دیوتا
کے آگے نیلی آنکھوں والی بکری قربان کرے گا اس سوداگر کی شہر میں
ایک بہت بڑی حویلی تھی وہ بہت امیر آدمی تھا خدا کا دیا اس کے پاس
سب کچھ تھا صرف وہ اولاد سے محروم تھا جب اس نے دیوتا کے آگے
جا کر منت مانی تو اس کے گھر لڑکا پیدا ہو گیا اب اس نے خود چل کر نیلی
آنکھوں والی بکری تلاش کرنا شروع کر دی تھی اس علاقے میں نیلی
آنکھوں والی بکری کا ملنا بہت مشکل تھا کئی شہروں کی خاک چھاننے
کے بعد اس منڈی میں آ گیا وہ ادھر اُدھر منڈی میں گھومتا رہا اس نے
ایک جگہ لوگوں کا ہجوم دیکھا تو وہاں پہنچ گیا جب اسے معلوم ہوا کہ
ایک چرواہا نیلی آنکھوں والی بکری فروخت کرنا چاہتا ہے تو سوداگر
بیحد خوش ہوا دیوتاؤں نے اس کی یہ آرزو بھی پوری کر دی تھی۔

سوداگر نے چرواہے سے پوچھا کہ وہ بکری کے کیا دام لے گا چرواہے
کو تو وہ بکری مفت میں ملی تھی پھر بھی وہ اس کے پورے دام وصول کرنا

چاہتا تھا اس نے سوداگر پر یہ ظاہر کیا کہ اس کو کئی مہینوں کی تلاش کے بعد جنگل میں یہ بکری ملی ہے اس لئے وہ اپنی محنت کے پورے پورے پیسے لے گا سوداگر نے کہا۔

تم زبان سے جو کہو گے میں تمہیں وہی دوں گا، بولو! اس بکری کے کتنے پیسے لو گے۔؟

چرواہے نے کچھ سوچ کر اپنی طرف سے بہت زیادہ دام بتاتے ہوئے کہا

دو ہزار سونے کی اشرفیاں۔

سوداگر بولا۔

اگر تم دس ہزار سونے کی اشرفیاں بھی مانگتے تو میں تمہیں ضرور دیتا بہر حال تم نے دو ہزار طلب کی ہیں تو میں تمہیں دو ہزار ہی دوں گا لیکن اپنی طرف سے تمہیں ایک ہزار اشرفیاں انعام کے طور پر دوں گا

کیونکہ تم نے مجھے ایک ایسی چیز لا کر دی ہے جس کی مجھے بے حد ضرورت تھی اور جو مجھے کہیں سے بھی نہیں مل رہی تھی۔

سوداگر نے اسی وقت تھیلی میں سے تین ہزار اشرفیاں نکال کر چرواہے کے حوالے کیں اور نیلی آنکھوں والی بکری یعنی ماریا کو لے کر اپنی حویلی کی جانب چل پڑا ماریا اس کے ساتھ چل دی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر سوداگر کو نیلی آنکھوں والی بکری کی اتنی ضرورت کس لئے تھی کیا وہ اسے اپنے بچے کے لئے خریدنا چاہتا ہے یا وہ اسے دیوتا کے آگے قربان کرنا چاہتا ہے؟ ماریا کا دل بکری کے جسم کے اندر زور زور سے دھڑکنے لگا اس نے دل ہی دل میں خدا سے دعا کی کہ اے خدائے عظیم و برتر مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک کہ میرے بھائی عنبر اور ناگ مجھے نہیں مل جاتے۔

سوداگر بکری کو لے کر اپنی حویلی میں آگیا۔

ماریا کو ایک صاف ستھری کوٹھڑی میں ایک ستون کے ساتھ باندھ کر
اس کے آگے زیتون اور کھجور کے ہرے ہرے تازہ پتے ڈال دیے
گئے اس کی گھر میں بہت خدمت ہونے لگی قربانی کا دن قریب آ رہا تھا
ایک روز سوداگر کی بیوی اپنے بیٹے کو گودی میں اٹھائے بکری کے پاس
آئی اور اسے اس کے اوپر سے وارا پھر اس نے بکری کے ماتھے پر
ہاتھ لگا کر اپنے بچے کے ماتھے پر ہاتھ لگایا ماریا فوراً سمجھ گئی کہ اسے
قربانی کے لئے وہاں لایا گیا ہے بس پھر کیا تھا اس کا دل ایک دم
ڈوبنے لگا وہ سنگ مرمر کے فرش پر بیٹھ گئی اور اس کی نیلی آنکھوں میں
آنسو آ گئے مگر وہاں اس کے آنسو پونچھنے والا کوئی بھی نہیں تھا بلکہ کسی
کو خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ بکری رو رہی ہے۔
ساری رات بکری ماریا نے رو رو کر اور خدا سے دعائیں مانگ مانگ
کر گزار دی دوسرے روز ایک پجاری نے آ کر ماریا کے سر پر سیندور
ڈالا گلے میں پھولوں کی مالا پہنائی اور بلند آواز میں دیوتاؤں کی
خوشنودی کے لئے منتر پڑھنے لگا اب تو ماریا کو صاف صاف پتہ چل
گیا تھا کہ اس کی قربانی دی جا رہی ہے صرف اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ
اسے کب اور کس وقت قربان کیا جا رہا ہے۔
ماریا نے خیال ہی خیال میں دیکھا کہ پجاریوں نے پکڑ کر اسے
زبردستی دیوتا کے بت کے آگے چبوترے پر لٹا دیا ہے لوبان سلگ رہا
ہے ڈھول بج رہے ہیں منتر پڑھے رہے ہیں پھر ایک پجاری چھرا
لے کر اس کی طرف بڑھتا ہے وہ بے بس اور مجبور ہو کر چبوترے پر
پڑی ہے لوگوں نے اسے یوں جکڑ دیا ہے کہ وہ ذرا سا بھی ہل نہیں سکتی
وہ پجاری کو دیکھ رہی تھی کہ اس نے چھرا دیوتا کی طرف لہرایا اور کچھ منتر
پڑھے ہیں پھر آہستہ آہستہ چھرا اسکی گردن کی طرف آتا ہے اسے ذبح
کیا جا رہا ہے اس کی گردن کاٹی جا رہی ہے جب چھرا اس کے گردن

کے بالکل قریب آ گیا تو اس نے زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہو
گئی۔

پجاری سوداگر سے کہہ رہا تھا۔

کل صبح مندر میں قربانی شروع ہو جائے گی آپ اس بکری کو لے کر
سورج نکلنے سے پہلے مندر میں پہنچ جائیں۔

سوداگر نے جھک کر کہا۔

میں ضرور پہنچ جاؤں گا جناب۔

پجاری نے آخری بار بکری کے جسم پر ہاتھ پھیرا اور منتر پڑھتا وہاں
سے نکل گیا ماریہ کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم پر چھرا پھیر
دیا ہو وہ کانپ کر رہ گئی اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس لئے کہ
اسے اپنے دونوں بھائیوں کی یاد آ گئی تھی جنہیں خبر بھی نہ تھی کہ ان کی
بہن پر کیا گزرنے والی ہے وہ سوچنے لگی کہ اگر وہ دوسرے روز قربان
کر دی گئی تو پھر کیا ہوگا وہ تو اپنا بچاؤ نہیں کر سکے گی وہ تو کسی کو بھی نہیں
کہہ سکے گی کہ اسے قربان نہ کرو، وہ بکری نہیں بلکہ ایک عورت ہے۔

لیکن اسے یقین بھی ہو گیا تھا کہ وہ بچ نہ سکے گی پجاری کا چھرا اسے
اپنی آنکھوں کے سامنے لٹکتا نظر آ رہا ہے اب کوئی کرامت ہی کوئی
معجزہ ہی اسے قربان ہونے سے بچا سکتا تھا۔

یہ اس کی زندگی کی آخری رات تھی وہ اپنی زندگی ختم کر بیٹھی تھی۔

اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کا آخری وقت آ گیا ہے اور اب وہ زندگی
میں کبھی اپنے بھائیوں سے نہیں مل سکے گی اس نے ساری رات خدا
کی عبادت کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ چپ چاپ فرش پر ستون کے ساتھ
لگ کر بیٹھ گئی اور دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگنے لگی کہ اس کی
موت کو وہ آسان کر دے اور جب اس کی گردن پر پجاری کی چھری
چلے تو اسے تکلیف نہ ہو اس نے خدا سے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی

معافی مانگی۔ پھر اپنے بھائیوں کے لئے خوش حالی اور صبر کی دعا مانگی اس کی نیلی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پچھلی رات کو اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئی۔

ابھی رات کا ایک پہر باقی تھا کہ اس کی آنکھ کھل گئی وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ بکری نہیں ہے بلکہ زندہ اور جیتی جاگتی ماریا کی شکل میں بکری کی طرح فرش پر لیٹی ہوئی ہے اور اس کے گلے میں رسی بندھی ہوئی ہے خوشی سے اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا خدا نے اس کی دعا قبول کر لی تھی اور اسے راتوں رات اپنی مہربانی سے بکری سے بدل کر پھر ماریا بنا دیا تھا پہلے تو اسے یقین نہیں آیا مگر جب اس نے اپنے ہاتھ پاؤں گردن اور ٹانگوں کو اچھی طرح سے ہاتھ لگا کر دیکھا تو اس کا شک وشبہ دور ہو گیا پہلا کام اس نے یہ کیا کہ اپنی گردن سے رسی کو کھول دیا اور اٹھ کر بیٹھ گئی اب وہ ایک انسان کی طرح ارد گرد دیکھ سکتی تھی اور سوچ سکتی تھی وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے کہ باہر قدموں کی آواز سنائی دی۔

پجاری اور سوداگر اسے قربانی کے لئے مندر لے جانے کے لئے آ رہے تھے وہ اٹھ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی باہر سے کسی نے دروازہ کھولا اور پجاری سوداگر کو ساتھ لے کر کوٹھڑی کے اندر آ گیا سوداگر کے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار تھے اور پجاری نے ایک مشعل اپنے ہاتھ میں تھام رکھی تھی مشعل کی روشنی میں پجاری نے دیکھا کہ کوٹھڑی میں بکری کہیں بھی نظر نہیں آ رہی ماریا نے اپنی آنکھیں ڈر کے مارے بند کر لی تھیں اسے معلوم تھا کہ بکری کی جگہ پجاری اور سوداگر اسے ایک نیلی آنکھوں والی عورت کی شکل میں دیکھ کر پہلے تو ششدر رہ جائیں گے اور پھر اسے پکڑ لیں گے کہ یہی وہ نیلی آنکھوں والی بکری ہے جو جادو کے زور سے عورت بن گئی ہے بکری کی جگہ اسے

مندر میں لے جا کر قربان کر دیا جائے گا۔

مگر ایسا نہ ہوا۔ اس نے سنا سوداگر پجاری سے کہہ رہا تھا۔

بکری کہاں چلی گئی؟ کمرہ تو خالی ہے۔

ماریا بڑی حیران ہوئی کہ یہ لوگ کیسے کہہ رہے ہیں کہ کمرہ خالی ہے جب کہ وہ ایک عورت کی شکل میں اس کمرے کے اندر موجود ہے اور مشعل کی پوری روشنی اس پر پڑ رہی ہے پجاری نے مشعل کی روشنی کمرے میں چاروں طرف ڈالی اور حیرانی سے بولا۔

میں خود حیران ہوں کہ بکری کہاں چلی گئی اور کمرہ خالی کیسے ہو گیا؟ ہم نے باہر سے تالا بھی لگا دیا تھا جو اسی طرح لگا ہوا تھا پھر بکری کہاں غائب ہو گئی۔؟

اس کمرے میں تو سوائے اس رسی کے اور کچھ نہیں کیا بکری رسی کھول کر غائب ہو گئی سوداگر نے پجاری سے پوچھا۔

پجاری نے کہا۔

وہ غائب کیسے ہو سکتی ہے وہ تو دیوتا کی امانت تھی۔

سوداگر نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

وہ تو ٹھیک ہے پجاری صاحب مگر سوال یہ ہے کہ بکری پھر کہاں چلی گئی اس کمرے میں تو سوائے ایک رسی اور تھوڑے سے گھاس کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

ماریا اب یہ عجیب اور حیرت انگیز راز کھلا کہ وہ ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو چکی ہے یعنی وہ لوگ اسے نہیں دیکھ سکتے یہ ایک ڈرا دینے والی اور ساتھ ہی ساتھ دل کو خوشی سے بھر دینے والی بات تھی ماریا لوگوں کی آنکھوں سے غائب ہو چکی تھی وہ ہر شے کو دیکھ سکتی تھی مگر لوگ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے اس کا زندہ ثبوت اس کے پاس موجود تھا کہ وہ کوٹھڑی کے کونے میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی

تھی مشعل کی روشنی میں اس کا سارا جسم نہایا ہوا تھا مگر کمرے میں موجود دوسرے لوگ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

غیبی گھوڑا

کوٹھڑی کا دروازہ کھلا تھا۔

ماریا کو جب یقین ہو گیا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا اور وہ دنیا والوں کی نظروں سے غائب ہو چکی ہے تو وہ بڑے اطمینان سے چل کر دروازے کے پاس آگئی کسی نے اس کی طرف توجہ نہ دی سوداگر اور پجاری حالانکہ اس کے بالکل پاس کھڑے تھے ماریا ایک بار پھر اطمینان حاصل کرنے کے اپنا ایک ہاتھ پجاری کی آنکھوں کے سامنے لہرایا پجاری کو بالکل محسوس نہ ہوا کہ ایک عورت قریب کھڑی اس کی آنکھوں کے آگے اپنا ہاتھ لہرا رہی ہے وہ مشعل لیے سوداگر کی طرف منہ کر کے باتیں کرتا رہا۔

وہ ضرور کوئی چھلاوہ تھا۔ وہ بکری نہیں تھی اب اس کو بھول جاؤ اور کسی
دوسری بکری کی تلاش شروع کر دو، اگر منت کے مطابق آج قربانی نہ
دی گئی تو تمہارے بچے پر دیوتاؤں کا قہر نازل ہوگا۔
سوداگر ڈر گیا اس نے کہا۔
پجاری جی! میری مدد کریں میں اس وقت نیلی آنکھوں والی بکری کہاں
سے پیدا کروں گا دیوتاؤں سے کہیے کہ مجھے کچھ روز کی مہلت دے
دیں۔
پجاری نے موٹی گردن ہلا کر کہا۔
ہرگز نہیں۔ مہلت نہیں مل سکتی یا نیلی آنکھوں والی بکری کی قربانی پیش
کرا ور یا دیوتاؤں کا عذاب برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اس
کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔
ماریا کو بے چارے سوداگر کی حالت پر بڑا ترس آیا کمینہ پجاری اسے
خوامخواہ پریشان کر رہا تھا ماریا نے سوچا کہ اسے کوئی دیکھ نہیں رہا پھر
کیوں نہ وہ سوداگر کی مدد کرے اور پجاری کو بھی خوف زدہ کر دے اس
خیال کے آتے ہی اس نے کوٹھڑی کے کونے میں جا کر اپنی آواز میں
رعب پیدا کرتے ہوئے کہا۔
سنو۔ اے سوداگر۔ میں دیوتا ہبل کی بیوی بول رہی ہوں میرا نام
دیوی کابوس ہے۔
ماریا کی آواز سن کر سوداگر اور پجاری دنگ رہ گئے انہوں نے گھوم پھر
کر کمرے میں دیکھا مگر وہاں انہیں کوئی عورت نظر نہ آئی ماریا نے کہا
تم چاہے جتنی کوشش کر لو۔ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے اس لیے کہ
میں دیوی کابوس ہوں اور تم دنیا والوں کی آنکھیں مجھے نہیں دیکھ
سکتیں۔ اے نیک دل سوداگر! میری بات غور سے سنو! مجھے دیوتا ہبل
نے خاص طور پر تمہارے لیے بھیجا ہے۔

سوداگر تو خوف کے مارے زمین پر دوزانو ہو گیا اور ہاتھ باندھ کر بولا
اے مقدس دیوی میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔
ماریا نے کہا۔
ہم نے تمہاری بکری کی قربانی قبول کر لی ہے ہم اسی لئے نیلی آنکھوں
والی بکری کو یہاں سے اٹھا کر لے گئے ہیں اب تمہیں کسی نیلی آنکھوں
والی بکری کی قربانی دینے کی ضرورت نہیں ہاں اگر پجاری چاہتا ہے
کہ قربانی دیوتا کے سامنے ضرور ہو تو وہ اپنی موٹی گردن تھوڑی سی
کاٹ کر اپنا خون ہمارے قدموں پر نچھاور کر سکتا ہے ہم اس کے خون
سے خوش ہو جائیں گے کیا خیال ہے تمہارا پجاری جی۔
پجاری تو۔ اتنا سن کر زمین پر گر پڑا۔
دیوی جی! مجھے معاف کر دیں میں تو آپ کا ناچیز غلام ہوں مجھے
معاف کر دیں دیوتاؤں کے لئے مجھے معاف کر دیں آپ نے فرما دیا
ہے کہ آپ نے قربانی قبول کر لی ہے تو ہم سب خوش ہیں آپ کی بڑی
مہربانی ہے دیوی جی میرا خون نہ بہائیں میں تو مر جاؤں گا دیوی جی
ماریا نے ہنس کر کہا۔
کیا اب تم کسی نیلی آنکھوں والی بکری کو قربان کرو گے۔؟
پجاری گڑ گڑا کر بولا۔
ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ دیوی جی میں آپ کے قدموں میں گر کر وعدہ
کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی نیلی آنکھوں والی بکری کو قربان نہیں کرے
گا۔
ماریا کہنے لگی۔
ہم تمہیں معاف کرتے ہیں لیکن یہ بتاؤ پجاری کہ تم اتنے ہٹے کٹے اور
موٹی گردن والے کیوں ہو جب کہ پوجا کرنے والے غریب لوگ
سوکھے سا کھے ہوتے ہیں۔

پجاری نے کہا۔

دیوتاؤں کی مہربانی ہے دیوی جی!

ماریا نے ڈانٹ کر کہا۔

بکواس بند کرو۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ غریب لوگوں کو دو وقت کی روٹی
پیٹ بھر کر نہیں ملتی اور تم حلوے مانڈے اڑاتے ہو۔؟

پجاری بولا۔

معاف کر دیں دیوی جی۔ معاف کر دیں جی میں اپنی موٹی گردن پتلی
کراؤں گا اب غریبوں کو بھی کھانے کو دیا کروں گا۔

سوداگر نے کہا۔

دیوی جی! پجاری کو معاف کر دیں آپ کی بڑی مہربانی ہو گی لیکن ماریا
پجاری کے ساتھ کوئی نہ کوئی شرارت ضرور کرنا چاہتی تھی۔
اسے تجربے نے یہ ثابت کیا تھا کہ یہ پجاری لوگ بڑے سنگدل
ہوتے ہیں یہ غریب لوگوں کے ساتھ کتوں سے بھی بدتر سلوک کرتے
ہیں اور بڑی آسانی سے جانوروں کی گردن پر چھرا پھیر دیتے ہیں
اب بھی اگر خدا ماریا کی مدد کر کے اسے غائب نہ کرتا تو اس موٹی
گردن والے پجاری نے ماریا کی گردن پر چھری پھیر دینی تھی اس
نے کہا۔

اچھا اے سوداگر ہم تمہاری سفارش پر اس موٹے ریچھ کو معاف کرتے
ہیں لیکن ہم اس کی گردن پر وہ رسی ضرور ایک بار باندھیں گے جس
کے ساتھ اس نے نیلی آنکھوں والی بکری کو باندھ رکھا تھا۔

سوداگر نے کہا۔

دیوی جی کیا اس غریب پجاری کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔

ماریا نے غصے میں آ کر کہا۔

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری قربانی قبول نہ ہو۔

نہیں نہیں دیوی جی میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا۔

ماریا نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

تو پھر اس بکرے پجاری کی موٹی گردن میں تم اپنے ہاتھ سے رسی باندھو بالکل اسی طرح جس طرح تم نے نیلی آنکھوں والی بکری کے گلے میں رسی باندھی تھی۔

سوداگر نے ہچکچاتے رسی اٹھائی۔

جلدی کرو.............نہیں تو تمہارے بچے کی قربانی ختم ہوتی ہے

سوداگر نے جلدی سے زمین پر جھک کر رسی اٹھائی اور پجاری سے کہنے لگا۔

پجاری صاحب! معافی چاہتا ہوں۔ مگر دیوی جی کا حکم نہیں ٹال سکتا اپنی گردن نیچی کرلیں ذرا۔

پجاری مجبور ہو گیا وہ گردن نیچی کرنے لگا تو ماریا نے گرج کر کہا۔

نہیں اسے کہو کہ یہ بکری بن جائے۔

سوداگر نے کہا۔

پجاری صاحب بکری بن جائیں۔

پجاری صاحب ہاتھ پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ سوداگر نے اس کے گلے میں رسی باندھ کر گرہ لگا دی اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

اور حکم دیوی جی۔

بس آج یہ سارا دن بکری بنا اسی طرح اس کمرے میں بندھا رہے گا اگر شام ہونے سے پہلے کسی نے اسے کھول کر آزاد کیا تو تمہارے بچے پر آفت نازل ہو جائے گی تم سن رہے ہو تاں؟

کبھی نہیں ہوگا دیوی جی! ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

اچھا اب ہم جا رہے ہیں۔

پجاری بکری بنا وہاں بیٹھا رہا سوداگر ہاتھ باندھے کھڑا رہا اور ماریا

بڑے سکون کے ساتھ کمرے سے باہر آ گئی کمرے سے نکل کر وہ حویلی کے برآمدے میں سے گزر کر دالان میں آ گئی صبح کا اجالا چاروں طرف پھیل رہا تھا دالان میں عورتیں ایک طرف بیٹھی قربانی کی تیاریاں کر رہی تھیں اور لوہے اور مٹی کی بڑی بڑی پراتوں میں گھی ڈال رہی تھیں ماریا ان پر مسکراتی ہوئی حویلی میں سے باہر نکل گئی۔
شہر میں لوگ بیدار ہو چکے تھے دکانیں کھل رہی تھیں گھروں میں عورتیں صبح کا کھانا تیار کر رہی تھیں اب ماریا کو سخت بھوک محسوس ہوئی جتنی دیر تک وہ بکری بنی رہی تھی اتنی دیر تک تو اسے بھوک بہت ہی کم لگتی تھی بلکہ کئی کئی روز تک تو وہ کھاتی ہی کچھ نہیں تھی لیکن اب عورت کے روپ میں واپس آتے ہی اسے ایک دم بھوک لگ گئی اسے محسوس ہوا کہ اس کا معدہ تو بالکل خالی ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہ کہاں سے کچھ لے کر کھائے۔

پھر اس نے سوچا کہ وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو چکی ہے وہ جس گھر میں چاہے جا کر اپنی پسند کی چیز اٹھا کر کھا سکتی ہے اس خیال سے وہ دل ہی دل میں ہنس پڑی بازار میں لوگ اس کے قریب سے ہو کر گزر رہے تھے مگر کوئی اس کو نہیں دیکھ رہا تھا اس نے ایک عورت کی طرف غور سے دیکھا مگر اس عورت کو کچھ پتہ نہ چل سکا وہ چپکے سے اپنے دھیان میں آگے گزر گئی ایک دکان پر اس نے دیکھا کہ ایک حلوائی گرم گرم پوڑیاں تل کر تھال میں رکھتا جا رہا تھا یہ قیمے کی پوڑیاں تھیں اور اس کی خوشبو چاروں طرف پھیل رہی تھی ایک بھوکا فقیر بھوکی اور للچائی ہوئی آنکھوں سے گرم گرم پوڑیوں کو دیکھ رہا تھا اس نے حلوائی سے کہا۔
بابا! دیوتاؤں کے نام پر کچھ غریب کو بھی دے دو۔
حلوائی نے اسے جھڑک کر کہا۔

بھاگ جا کمینے یہاں سے۔ اگر پوڑیاں کھانے کا شوق ہے تو جا کر پیسے لا۔

فقیر نے کہا۔

بابا مجھ غریب کے پاس پیسے کہاں سے آئیں گے۔

حلوائی بولا۔

تو پھر یہاں سے نو دو گیارہ ہو جا یہ تمہارے باپ کا مال نہیں ہے جو تمہیں مفت میں دے دوں چل چلتا پھرتا نظر آ بھاگ یہاں سے فقیر بڑا بھوکا تھا لیکن سنگدل حلوائی کی جھاڑ کھا کر چپکے سے آگے چل دیا ماریا قریب ہی کھڑی یہ سارا تماشہ دیکھ رہی تھی اسے غریب فقیر پر بڑا ترس آیا اور پتھر دل حلوائی پر بڑا غصہ آیا اس نے آگے بڑھ کر تھال میں سے ساری کی ساری پوڑیاں اٹھائیں اور گلی کے موڑ پر گھومتے ہوئے فقیر کی جھولی میں جا کر ڈال دیں غریب فقیر تو آسمان کی طرف تکتا ہی رہ گیا کہ یہ گرم گرم پوڑیاں حلوائی کے تھال میں سے نکل کر اس کی جھولی میں کیسے آ گئیں ماریا کو تو وہ دیکھ ہی نہیں سکتا تھا وہ چونکہ بہت بھوکا تھا اس لئے فوراً بیٹھ کر کھانے بیٹھ گیا ادھر حلوائی نے جب تھال کی طرف دیکھا تو ساری کی ساری پوڑیاں غائب تھیں اس نے فوراً شور مچا دیا کہ پکڑو پکڑو فقیر میری ساری پوڑیاں اٹھا کر بھاگ گیا لوگ جمع ہو گئے اس نے فقیر پر شک کیا لوگ گلی میں گئے فقیر وہاں بھی نہیں تھا۔

دوسری طرف ماریا نے حلوائی کی دکان سے لڈوؤں کا بھی بڑا تھال اٹھا لیا اور ایک حویلی کی ڈیوڑھی میں آ کر رکھ دیا حلوائی جب واپس دکان پر آیا تو لڈوؤں کا تھال غائب پا کر سر پیٹ کر رہ گیا۔

لوگو! میں لٹ گیا پہلے پوڑیوں کا تھال غائب ہوا اب لڈوؤں کا تھال بھی غائب ہے میری دکان پر بھوتوں نے قبضہ کر لیا ہے میں لٹ گیا

میں لٹ گیا۔

ماریا ڈیوڑھی کے دروازے پر کھڑی یہ سب کچھ دیکھ کر ہنستی رہی پھر اس نے لڈوؤں کا تھال اٹھایا اور اس میں سے چھ سات لڈو خود کھائے اور باقی ایک جگہ بچوں کی جھولیوں میں ڈال دیے یہ بچے زمین پر بیٹھے سبق پڑھ رہے تھے کہ ان کی جھولیوں میں دھڑا دھڑ لڈو گرنے لگے پہلے تو وہ حیران ہوئے پھر خوشی سے شور مچانے لگے۔

آہاہا۔ لڈو دیے ہیں دیوتاؤں نے۔

وہ شور مچاتے لڈو کھاتے حلوائی کی دکان کے آگے سے گزرے تو حلوائی نے اپنے لڈو پہچان لیے وہ گدی پر سے اٹھ کر لڑکوں کے پیچھے بھاگا مگر لڑکے بھلا اس کے ہاتھ کب آتے تھے وہ شہر کے گلی کوچوں میں گم ہو چکے تھے۔

ماریا شہر سے باہر آ کر ایک باغ میں نہر کے کنارے پتھر پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ اب وہ کیا کرے کہاں جائے اور اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کو کہاں تلاش کرے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جانے پر وہ بہت خوش تھی کم از کم اسے اب یہ فکر تو نہ تھی کہ وہ رات کو سوئے گی کہاں اور دن کو کھائے گی کیا۔ وہ جہاں اور جس گھر میں چاہئے جا کر سو سکتی تھی اور جہاں جس دکان پر جا کر کھانا کھا سکتی تھی وہ چاہتی تھی کہ جب تک اسے اس کے بھائی عنبر اور ناگ نہیں مل جاتے وہ غائب ہی رہے۔

لیکن عنبر اور ناگ کو وہ کہاں تلاش کرتی پھرے یہی ایک سوال تھا جو اس کے دماغ میں رہ رہ کر پیدا ہو رہا تھا بلکہ یوں کہنا چاہے کہ اس کے دماغ میں سوائے اس ایک سوال کے اور کچھ نہیں تھا بہت سوچ بچار کے بعد ماریا اسی نتیجے پر پہنچی کہ وہ خدا کا نام لے کر اپنے بھائیوں کی تلاش میں چل پڑے اور شہر شہر پھرتی رہے خدا کو منظور ہوا تو وہ

بھائیوں سے ایک نہ ایک دن مل ہی جائے گی۔
اب ماریا کو سفر کرنے کے لئے ایک سواری کی ضرورت تھی سواری کوئی گھوڑا ہو تو بہتر تھا ماریا کے ساتھ ایک اور بڑی اچھی بات ہوئی تھی کہ وہ خود تو غائب ہو چکی تھی لیکن وہ جس چیز کو ہاتھ میں پکڑتی تھی وہ بھی غائب ہو جاتی تھی اس کا مطلب صاف یہ تھا کہ اگر وہ گھوڑے پر سوار ہوئی تو اس کے ساتھ گھوڑا بھی غائب ہو جائے گا اور لوگوں کو نظر نہیں آئے گا وہ کسی اچھے سے گھوڑے کی تلاش میں ایک گھوڑوں کی منڈی میں آ گئی۔
اس منڈی میں جگہ جگہ گھوڑے بندھے ہوئے تھے ان میں کمزور سے کمزور گھوڑے بھی تھے اور عربی نسل کے طاقتور گھوڑے بھی تھے ہر گھوڑے پر زین کسی ہوئی تھی ماریا منڈی میں چلتی پھرتی ایک عربی گھوڑے کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اس گھوڑے کی زین کے ساتھ بستر اور پانی کی چھاگل بھی لٹک رہی تھی یہ گھوڑا سفر کے لئے بڑا شاندار اور موزوں تھا دو چار بیوپاری اس کے پاس کھڑے گھوڑے کو بڑے غور اور شوق سے دیکھ رہے تھے ماریا نے وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اسے یہ گھوڑا پسند آ گیا تھا اور وہ اسی پر سوار ہو کر سفر کرنا چاہتی تھی چنانچہ اس نے بغیر کسی جھجک کے آگے بڑھ کر گھوڑے کی باگ تھامی اور رکاب میں پاؤں رکھ کر اس پر سوار ہو گئی۔
ماریا کا گھوڑے پر سوار ہونا تھا کہ گھوڑا سب لوگوں کے دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا کچھ لوگ ڈر کے مارے وہاں سے اٹھ کر دوڑے اور باقی پتھر کے بت بنے ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے بیوپاری جس کا گھوڑا تھا حیرانی سے ادھر اُدھر تکنے لگا وہ ہر ایک کا منہ دیکھتا اور پوچھتا۔
ارے بھائی۔ میرا گھوڑا کہاں چلا گیا؟ میرا گھوڑا کہاں چلا گیا؟ وہ ابھی یہاں کھڑا تھا۔

موت کے ساتھ

وہ گھوڑا ماریا کے نیچے تھے اور وہ شہر سے باہر نکل چکی تھی۔

گھوڑا اور ماریا دونوں غائب تھے نہ کسی کو گھوڑا دکھائی دیتا تھا اور نہ اس پر بیٹھی ہوئی ماریا نظر آتی تھی گھوڑے کے چلنے کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی شہر سے باہر آ کر ماریا ایک کچی سڑک پر ہو گئی جو چھوٹے چھوٹے ٹیلوں اور گھاٹیوں میں سے گزرتی ہوئی دریا کنارے والے جنگل میں چلی گئی تھی ماریا ان گھاٹیوں اور ٹیلوں میں پہلے سفر کر چکی تھی یہ راستہ گھاٹیوں، دریاؤں، جنگلوں اور ٹیلوں میں سے ہوتا ہوا شہر وارانا شی کی طرف چلا جاتا تھا دریائے گوماتی صرف ایک ایسا مقام تھا جہاں سے ایک سڑک جو کہ کچی تھی کالی کٹ اور آسام کی طرف جاتی تھی۔

کالی کٹ اور آسان سے آگے ہمالیہ پہاڑ کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا جس کے اوپر نندن سر کی جھیل تھی ماریا اتنا لمبا سفر تو نہیں کر سکتی تھی لیکن اگر راستے میں کسی جگہ وہ اپنے بھائیوں کو تلاش نہ کر سکی تو ظاہر ہے اس کی باقی زندگی سفر میں ہی بسر ہونی تھی اسے امید تھی کہ اس جنگل اور گھاٹیوں میں سے نکل کر وہ کسی نہ کسی بستی یا شہر میں عنبر اور ناگ کو ضرور ڈھونڈ لے گی آخر وہ کہاں جا سکتے ہیں انہیں یہیں کہیں ہونا چاہیے تھا۔ وارانا شی کی سمت وہ نہیں جا سکتے تھے کیونکہ وہاں کے راجہ سے ان کی دشمنی تھی یہ تو اس کے خواب و خیال میں ہی نہیں تھا کہ ناگ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں اور عنبر اسے جھیل نندن سر ہمالیہ کی پہاڑیوں میں لے جانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔

عنبر بوڑھے کے پاس رہ کر ہمالیہ کی طرف جانے کی تیاریاں مکمل کر

چکا تھا اس نے کسی سے اس کا ذکر نہ کیا تھا اس لئے کہ وہ ناگ کی لاش

اور صندل والے چھوٹے سے ڈبے کے معاملے میں سخت راز داری

برتنا چاہتا تھا ادھر کاہن کو کسی نہ کسی طرح خبر ہو گئی کہ اس کا سخت دشمن

عنبر شہر سے باہر جا رہا ہے یہ اس کی ایک طرح سے شکست تھی اگر عنبر

چلا گیا تو وہ اس سے اپنی بربادی کا بدلہ کیسے لے سکتا تھا اس نے اسی

وقت چپھے کٹنی سوانہ کو بلایا اور کہا۔

سوانہ۔ تم آسمان کی تھگلی اتار بھی آتی ہو تو پھر واپس جا کر لگا بھی آتی ہو

کسی طرح ہمارے دشمن کو نیست و نابود کر دو تو جانیں وہ شہر کو چھوڑ کر

جا رہا ہے۔

سوانہ نے پوچھا۔

بائیں! وہ کب یہاں سے جا رہا ہے۔؟

کاہن نے کہا۔

کوئی پتہ نہیں بہرحال میرے جاسوس نے اتنی اطلاع دی ہے کہ وہ جانے کی تیاریاں کر چکا ہے اور اب کسی وقت بھی اس شہر سے روانہ ہو سکتا ہے۔

سوانہ بولی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اب ہمیں انتظار نہیں کرنا چاہیے اور اپنا وار چلا دینا چاہیے۔

ہاں.........یہی میں چاہتا ہوں۔

تو پھر فکر نہ کرو، آج ہی اس کے گھر پہنچ کر حملہ کرتی ہوں۔

کاہن نے پوچھا۔

تمہارے حملے کا طریقہ کیا ہوگا کیا تم اس کو قتل کرو گی۔؟

سوانہ ہنس پڑی۔

یہ قیانوسی کام میں نہیں کیا کرتی کاہن! میں تو اس پر سانپ چھوڑوں گی جس گھر میں وہ رہتا ہے وہاں میں نے واقفیت پیدا کر لی ہے میں آج ہی عنبر کا کام تمام کرتی ہوں

کاہن نے کہا۔

شاباش! لیکن دیکھنا ناکام ہرگز ہرگز واپس نہ آنا نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔

سوانہ تنک کر بولی۔

اگر ناکام ہوئی تو بے شک میرے سر میں خاک ڈالنا ایسے ایسے کئی کام کر چکی ہوں میں نے تو اڑتی چڑیا کے پر کاٹے ہیں وہ عنبر اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے بھلا۔

کاہن بڑا خوش ہوا اب اسے پورا پورا یقین ہو گیا تھا کہ سوانہ اس کے دشمن عنبر کو ہلاک کر دے گی اور اس کے سینے میں جو انتقام کی آگ جل رہی ہے وہ ٹھنڈی پڑ جائے گی سوانہ وہاں سے نکل کر سیدھی اس

بوڑھے شہری کے گھر پہنچ گئی جہاں عنبر مہمان بن کر رہ رہا تھا اس گھر میں پچھے کتنی سوانہ کو کوئی روک ٹوک نہیں تھی اس نے تھوڑے ہی دنوں مین وہاں اپنا بڑا اعتماد پیدا کر لیا تھا گھر والے سبھی اس کو بڑی خالہ کہتے تھے۔

سوانہ پچھے کتنی وہاں پہنچی تو گھر والوں نے بوڑھی خالہ کو سر آنکھوں پر بٹھایا وہ گھر میں ادھر اُدھر بہانے بہانے چکر لگا کر یہ معلوم کرنے لگی کہ اس کا دشمن عنبر کہاں ہے اسے ایک کمرے میں عنبر نظر آ گیا سوانہ اس کے کمرے میں داخل ہو گئی اس نے عنبر سے بھی کافی واقفیت پیدا کر لی تھی اور عنبر بھی اسے سمجھے بغیر بڑی خالہ کہہ کر ہی پکارتا تھا عنبر کے خیال میں کبھی یہ بات نہ آئی تھی کہ یہ بوڑھی مکار عورت اس کی جان کی دشمن بن کر وہاں آئی ہے۔

عنبر اس وقت کمرے میں بیٹھا صندل والا لکڑی کا ڈبہ کھول کر اپنے جگری دوست ناگ کی لاش کے ٹکڑوں کو غور سے دیکھ رہا تھا ٹکڑے اسی طرح تروتازہ تھے اور خراب نہیں ہوئے تھے یہ بھی ناگ کے دوبارہ زندہ ہو جانے کی ایک نشانی تھی عنبر نے ہر ٹکڑے کو دھو دھلا کر صاف کر کے پھر ڈبے میں رکھا اور تازہ صندل لگا کر ڈبہ بند ہی کرنے والا تھا کہ سوانہ کمرے میں داخل ہوئی۔

میں واری اپنے بیٹے پر سنا ہے تم جا رہے ہو بیٹا۔؟

عنبر پہلے تو حیران ہوا کہ اس کے جانے کی خبر اسے کس نے دے دی کیونکہ وہاں سوائے صاحب خانہ یا اس کی بیگم کے اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ عنبر جا رہا ہے پھر اس نے سوچا کہ بڑی خالہ ایک نیک عورت ہے اس کو کسی نے بتا دیا ہوگا اس نے کوئی خاص پروا نہ کی اور مسکرا کر سوانہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

ہاں خالہ! اب بہت آپ کے شہر میں رہا یہاں کی خوب سیر کی آپ

لوگوں نے بڑی آؤ بھگت کی اب آگے چل کر اپنا کام شروع کرنا
چاہیے آخر کوئی کب تک کہیں رہ سکتا ہے۔؟

وانہ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

یہ تو ٹھیک ہے بیٹا! اس دنیا میں مسافروں کے ٹھکانے بدلتے رہتے
ہیں آج یہاں کل وہاں یہی اس دنیا کے سفر کی ریت ہے۔

مکار بوڑھیا ساتھ ساتھ باتیں بھی کرتی جا رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ
بڑی ہوشیاری سے اس زہریلے کالے سانپ کو بھی جیب سے باہر
نکالتی جا رہی تھی جو وہ اس مقصد کے لئے ساتھ لائی تھی کہ اس سے عنبر
کو ڈسوا کر مروا دے گی اس نے بڑی چالاکی سے سانپ نکال کر عنبر
کے پیچھے پلنگ پر چھوڑ دیا اور اس سے باتیں کرنے لگی۔

اچھا بیٹا! جہاں بھی جاؤ خوش رہو اور ہمیں یاد کرتے رہنا ہماری
دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔

عنبر نے کہا۔

بڑی خالہ مجھے بس تمہاری دعاؤں کی ہی ضرورت ہے۔

اس وقت تک سانپ عنبر کی پشت یعنی پیٹھ کے پاس پہنچ کر اپنا پھن
کھڑا کر چکا تھا سوانہ کو جب یقین ہو گیا کہ اب عنبر اس سانپ کے
حملے سے بچ نہیں سکتا تو اس نے ایک دم شور مچا دیا۔

ہائے ہائے سانپ۔ سانپ عنبر بچو۔

یہ سانپ ایسا تھا کہ اس کی فطرت میں تھا کہ شور کی آواز سن کر فوراً حملہ
کر دیتا ہے عنبر نے چونک کر پیچھے دیکھا اور سانپ نے شور کی آواز سن
کر اچھل کر عنبر کی گردن پر ڈس لیا عنبر نے بڑے آرام سے ہاتھ بڑھا
کر سانپ کو پکڑ لیا مکار پھپھے کٹنی نے یونہی واویلا کرنا شروع کر دیا۔

ہائے بیٹا! اسے چھوڑ دو تمہیں اس نے کاٹ لیا ہے جلدی سے کسی حکیم
کے پاس چلو۔

حالانکہ مکار عورت کو بہت اچھی طرح سے معلوم تھا کہ اس ناگ کا کاٹا
بڑی مشکل سے ایک گھڑی نکالتا ہے ڈسے کے دو تین سیکنڈ کے بعد وہ
نیلا ہو کر مر جاتا ہے مگر عنبر بڑے سکون کے ساتھ سانپ کو مٹھی میں
پکڑے بیٹھا اسے غور سے دیکھ رہا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ساری شرارت
سوانہ بوڑھیا کی ہے اور سانپ اسی نے جیب سے نکال کر وہاں چھوڑا
ہے مگر وہ بوڑھی خالہ کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کا تو کچھ نہیں
بگڑا تھا اس نے مسکرا کر کہا۔

بڑی خالہ۔ گھبراؤ نہیں اگر اس سے بھی زیادہ زہریلا سانپ مجھے کاٹ
لے تو مجھے کچھ نہیں ہو سکتا میرا خون ہی ایسا ہے کہ مجھ پر زہر کا اثر نہیں
ہوتا۔

مکار سوانا نے جب دیکھا کہ عنبر پر تو زہر کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا تو وہ
بڑی دنگ ہو کر رہ گئی سمجھ گئی کہ اس نوجوان نے ضرور صبح کے وقت کوئی
ایسی جڑی بوٹی کھا رکھی ہے جس کی وجہ سے سانپ کا زہر بے اثر ہو گیا
ہے تھوڑی دیر بعد سوانہ نے کہا۔

بیٹے تمہیں نہیں معلوم یہ بڑا زہریلا سانپ ہے اس کا کاٹا پانی نہیں
مانگتا جلدی سے حکیم کے پاس جا کر کوئی دوائی کھا لو تاکہ تمہاری زندگی
بچ جائے عنبر نے مسکرا کر کہا۔

بڑی خالہ! میری زندگی کی تم فکر نہ کرو تم اپنی زندگی کی خیر مناؤ۔؟

یہ کہہ کر عنبر نے سانپ کا منہ بوڑھی عورت کی طرف کر دیا سوانہ ڈر کر
پیچھے ہٹ گئی۔

ہائے ہائے بیٹا! مجھے کیوں مارنے لگے ہو میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے
پرے ہٹاؤ پرے ہٹاؤ اسے۔

عنبر نے ہنس کر سانپ کو پرے ہٹا لیا اور پھر اسے اپنی جیب میں ڈال
دیا اور جیب کے اوپر کپڑا ٹھونس دیا اور بولا۔

بڑی خالہ! یہ سانپ میرے پاس تمہاری یا جس کا یہ سانپ ہے اس کی امانت بن کر رہے گا وقت آنے پر میں ضرور اسے واپس کر دوں گا۔

پھپھے کٹنی سمجھ گئی کہ عنبر بات کی تہہ تک پہنچ گیا ہے اب بات کو کھولنا فضول ہے وہ چپکے سے اٹھی اور بڑی تیزی سے واپس بھاگ گئی شہر سے باہر والی سرائے میں جا کر اس نے کاہن کو ساری کہانی سنا ڈالی کاہن خاموشی سے سواتہ کی کہانی سنتا رہا پھر کہنے لگا۔

ضرور اس کے پاس سانپ کے کاٹے کا کوئی منتر ہے ورنہ یہ سانپ سب سے زہریلا سانپ تھا اس کے ڈسنے سے کوئی انسان نہیں بچ سکتا انسان کیا ہے اگر یہ کسی ہاتھی کو بھی ڈس دے تو وہ کھڑے قد سے نیچے گر پڑتا ہے عنبر نے ضرور سانپ کا کوئی منتر یاد کر رکھا ہے جس کی وجہ سے اس پر زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

سواتہ بولی۔

اس نے میری آنکھوں کے سامنے سانپ کو انگلیوں سے پکڑ کر اٹھایا اور جیب میں ڈال کر رکھ لیا کہنے لگا بڑی خالہ! یہ اس شخص کی امانت ہے جس نے اسے میرے لئے بھیجا تھا۔

کاہن کے چہرے پر نفرت پیدا ہوئی۔

وہ ابھی اس قابل نہیں ہوا کہ میرا مقابلہ کر سکے اگر اسے علم بھی ہو گیا ہے کہ میں اس کا دشمن ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں میں اس سے اپنی تباہی کا بدلہ ضرور لوں گا۔

سواتہ بڑی سنجیدگی سے کہنے لگی۔

اے کاہن میں نے اتنی لمبی عمر میں بے شمار چالاک اور ہوشیار لوگ دیکھے ہیں میں تمہیں صاف صاف کہہ دیتی ہوں کہ میں اس نوجوان عنبر ایسا کوئی عجیب و غریب آدمی نہیں دیکھا تم کہتے ہو کہ اس کے پاس کوئی منتر ہے جسے پڑھ کر وہ سانپ کے زہر سے بچ گیا لیکن میں

کہوں گی کہ وہ اپنے اندر کوئی زبردست چھپی ہوئی طاقت رکھتا ہے

میں نہیں جانتی کہ وہ کیا ہے مگر کوئی بہت بڑی طاقت ضرور اس کے اندر

موجود ہے۔ جس نے اسے زہریلے سانپ کے زہر سے محفوظ رکھا۔

کاہن نے غصے میں سوانہ کو جھڑک دیا۔

خاموش بوڑھیا! یہ ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو کہ عنبر مجھ سے بڑھ کر

طاقتور ہے وہ مجھ سے بڑا نہیں ہے میں بہت جلد اس سے بدلہ لوں گا

انتقام لوں گا وہ میرے انتقام سے بچ نہ سکے گا پھر تمہیں اپنے آپ

معلوم ہو جائے گا کہ عنبر زیادہ طاقتور ہے یا میں............ جو کہ اس

شہر کے سب سے بڑے بت کدے کا کاہن ہوں اگر چہ میرا بت کدہ

ویران کر دیا گیا ہے مگر میں اب بھی سب سے بڑا کاہن ہوں۔

سوانہ نے اس کا جواب کچھ نہ دیا اور وہ چلی گئی کاہن گہری سوچ میں

ڈوبا ہوا کمرے میں ادھر اُدھر ٹہلنے لگا کہ وہ عنبر سے کیسے بدلہ لے اسے

یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ بہت جلد اس شہر میں سے واپس جا رہا ہے

اس لئے وہ جلدی سے جلدی اپنی کاروائی شروع کر دینا چاہتا تھا

سانپ کے زہر نے عنبر پر کوئی اثر نہیں کیا تھا وہ کسی اور طریقے سے عنبر

پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔

سانپ کے واقعے کے اگلے روز عنبر نے بوڑھے میزبان سے اجازت

لی اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے سفر پر چل پڑا شہر کے لوگ اسے

چھوڑنے باہر تک آئے کاہن کو بھی خبر مل گئی کہ عنبر جا رہا ہے اس نے

فیصلہ کیا کہ وہ عنبر کا پیچھا کرے گا اور راستے میں کسی جنگل میں اسے

ہلاک کر دے گا کاہن نے اپنے ساتھ دو بہترین وفادار ساتھی لیے اور

عنبر کا پیچھا شروع کر دیا۔

حبشی بھوت

ماریا صبح کے وقت شہر سے چلی تھی۔
جنگل میں ہی اسے شام ہونے لگی اسے بھوک محسوس ہوئی جنگل میں اسے سوائے جنگلی پھلوں کے اور کچھ نہیں مل سکتا تھا اس نے ایسے درختوں کی تلاش شروع کردی جس پر پھل لگے ہوں ایک جگہ چشمے کے اوپر اسے ایک پھل دار درخت نظر آیا جس پر انجیریں لگیں ہوئی تھیں ماریا وہاں گھوڑے سے اتر گئی گھوڑے سے اترتے ہی گھوڑا ایک دم ظاہر ہوگیا اب ماریا تو غائب تھی اور گھوڑا نظر آرہا تھا وہ ایک جگہ بندھا گھاس چر رہا تھا اور ماریا قریب ہی پتھر پر بیٹھی توڑی ہوئی میٹھی انجیریں کھا رہی تھی انجیریں کھا کر اس نے پانی پیا اور سوچنے لگی کہ رات سر پر آئی ہے وہ جنگل میں کس جگہ رات بسر کرے۔؟

آخر اس نے جھاڑیوں کے درمیان ایک جگہ پسند کرلی وہاں اس نے رات بسر کرنے کا فیصلہ کرلیا اور گھاس پر لیٹ گئی اسے نیند نہیں آرہی تھی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اپنا آپ دیکھ نہیں سکتی تھی ماریا کو زندگی میں پہلی بار محسوس ہوا کہ جو شخص غائب ہوجاتا ہے اسے کیسی کیسی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مثلاً پھل کھاتے وقت اس کا ہاتھ ہونٹوں کے پاس آکر ادھر اُدھر ہٹ جاتا ہے کیونکہ نہ تو اسے اپنا ہاتھ نظر آتا تھا اور نہ پھل نظر آتا تھا اور نہ اپنا منہ ہی دکھائی دیتا تھا اب وہ گھاس پر لیٹ تو گئی تھی لیکن اسے اپنا جسم دکھائی نہیں دے رہا تھا اس کی وجہ سے اسے سونے میں بڑی دقت ہورہی تھی وہ عادی تھی اپنے آپ کو دیکھ کر سونے کی یہاں وہ غائب تھی دوسرے اسے یہ خیال بھی ستا رہا تھا کہ وہ کہاں جارہی ہے؟

اس کی منزل کہاں ہے اور اس کے بھائی اسے کہاں ملیں گے؟ کیا وہ
بے مقصد سفر تو نہیں کر رہی؟ کیا ایسا تو نہیں ہے کہ وہ ساری عمر غائب
حالت میں بھٹکتی پھرتی رہے گی اور عنبر ناگ اسے کبھی نہیں ملیں گے۔؟
یہی باتیں سوچتے سوچتے وہ اونگھنے لگی اس کا گھوڑا اس کے سامنے
درخت کے ساتھ بندھا ہوا تھا وہ اسے دکھائی دے رہا تھا یعنی گھوڑا
غائب نہیں تھا وہ صرف اس وقت غائب ہوتا تھا جب وہ اس پر سوار
ہوتی تھی ماریا اونگھ رہی تھی کہ اسے کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دیں
وہ ہوشیار ہو گئی رات کے وقت جنگل میں یہ کون لوگ آ رہے تھے اسے
اتنا معلوم تھا کہ رات کے وقت جنگل میں عام طور پر چور اور ڈاکو لوگ
بھی پھرا کرتے ہیں ماریا نے جھاڑیاں ہٹا کر دیکھا جنگل میں اندھیرا
تھا مگر چاند کی روشنی درختوں میں سے چھن چھن کر نیچے آ رہی تھی جس
کی وجہ سے کہیں کہیں ہلکی ہلکی روشنی پھیل گئی تھی۔

ماریا نے چاند کی چاندنی میں دیکھا کہ تین آدمی جنہوں نے تلواریں
اور نیزے لٹکا رکھے تھے اور گھوڑوں پر سوار تھے قدم قدم چلتے اسی
طرف آ رہے تھے جدھر ماریا گھاس پر بیٹھی تھی ماریا کچھ اندازہ نہ کر سکی
کہ وہ لوگ سپاہی تھے یا ڈاکو۔ وہ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے
اصل میں یہ تینوں اسی علاقے کے بدنام ڈاکو تھے جنہوں نے چاروں
طرف دہشت پھیلا رکھی تھی اور سرکاری سپاہی ان کی تلاش میں تھے
ایک ڈاکو جوان کا سردار تھا کہنے لگا۔
میرا خیال ہے ہمیں اسی جگہ کچھ وقت ٹھہر کر رات گہری ہونے کا انتظار
کرنا چاہیے اندھیرا گہرا ہو گا تو ہم ساہوکار کی حویلی پر ڈاکہ ڈال سکیں
گے ورنہ اس روشنی میں ہمارے پکڑے جانے کا ڈر ہے۔
دوسرا ڈاکو بولا۔
میرا تو خیال ہے کہ ہمیں حویلی پر حملہ کر دینا چاہیے۔

تیسرے نے کہا۔
تم ہمیں مروانا چاہتے ہو کیا؟ سردار میں تمہارے خیال کے ساتھ ہوں
ہم اندھیرا ہونے کے بعد ڈاکہ ڈالیں گے۔
دوسرا ڈاکو کہنے لگا۔
تو پھر ٹھیک ہے میں بھی آپ کے ساتھ ہوں اس میں ناراض ہونے کی
کیا بات ہے۔
سردار نے اچانک ایک طرف دیکھ کر کہا۔
ذرا دیکھنا تو وہ سامنے درخت کے نیچے کوئی گھوڑا بندھا ہوا ہے؟
دونوں ڈاکو بولے۔
ہاں سردار! وہ گھوڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مالک بھی وہیں کہیں سو
رہا ہوگا ہوشیار ہو کر گھوڑے کے پاس چلتے ہیں مالک کو سوتے میں قتل
کر کے اس کے گھوڑے کو قابو میں کر لیتے ہیں آؤ میرے ساتھ۔

ماریا نے ان ڈاکوؤں کی گفتگو سنی تو دل میں ہنسنے لگی کہ یہ بھی کتنے بے
وقوف ہیں گھوڑے کے مالک کو تو وہ ساری زندگی تلاش نہ کر سکیں گے
اچھا انہیں آگے آنے دو دیکھتی ہوں کیا کرتے ہیں۔
تینوں ڈاکو جنگل میں گھوڑے کے اردگرد پھیل گئے اور انہوں نے
چھپ کر گھوڑے کی طرف بڑھنا شروع کر دیا ان کا خیال تھا کہ
گھوڑے کا مالک بھی اسی جگہ گھوڑے کے پاس ہی سو رہا ہوگا وہ مالک
کو ہلاک کرنا چاہتے تھے وہ اندھیرے میں جھاڑیوں کے بیچوں بیچ
رینگتے ہوئے ماریا کے گھوڑے کے قریب پہنچ گئے انہوں نے گھوڑے
کے اردگرد اس کے مالک کی تلاش شروع کر دی سارا علاقہ چھان مارا
مگر گھوڑے کا مالک انہیں کہیں نہ دکھائی دیا۔
اصل میں گھوڑے کا مالک تو ان کی نظروں سے غائب تھا وہ نظر آتا تو
اسے دیکھے ماریا ان کو پاگلوں کی طرح ادھر سے اُدھر ٹامک ٹوئیاں

مارتے دیکھ کر بڑی خوش ہو رہی تھی۔

سردار نے کہا۔

کمال ہے گھوڑا موجود ہے اور اس کا مالک کہیں نظر نہیں آرہا۔؟

دوسرے نے کہا۔: آخر وہ اتنا قیمتی گھوڑا جنگل میں اکیلا چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہے۔

تیسرا کہنے لگا۔

میرا تو خیال ہے کہ یہ گھوڑا نہیں بلکہ کوئی بھوت پریت ہے۔؟

سردار بولا۔

میں کسی جن یا بھوت پریت کو نہیں مانتا۔ کمزور آدمی کو ہی بھوت ڈراتے ہیں طاقتور آدمی سے بھوت ڈرتے ہیں اور انسان کے آگے آگے دوڑتے ہیں میں ایک بہادر سردار ہوں میں بھوت سے ہرگز نہیں ڈرتا۔

پہلا ڈاکو بولا۔

تو پھر اس گھوڑے کا مالک کہاں ہے آخر وہ اس جنگل میں گھوڑا چھوڑ کر کہا جا سکتا ہے۔

سردار نے گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

مالک خواہ کہیں چلا گیا ہو بہر حال یہ قیمتی گھوڑا ہمارا ہے ہم اسے بازار میں بیچ کر بہت روپیہ حاصل کر سکتے ہیں اسے کھول کر ساتھ لے چلو ڈاکے کا مال اسی پر لاد کر لائیں گے۔

سردار کے حکم پر ایک ڈاکو نے ماریا کے عربی نسل کے قیمتی گھوڑے کو درخت سے کھول کر اپنے ساتھ کر لیا اور وہ جنگل میں آگے بڑھنے لگا ماریا سے اب صبر نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ڈاکو اس کے سامنے اس کا گھوڑا کھول کر لے جا رہے تھے وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ڈاکوؤں کے پیچھے پیچھے چلنے لگی وہ ڈاکوؤں کو ایک ایسا سبق سکھانا چاہتی تھی کہ وہ آئندہ

سے کسی بے گناہ شریف شہری کے ہاں ڈاکہ نہ ڈالیں اس نے زمین پر

سے ایک درخت کی ٹوٹی ہوئی شاخ اٹھائی اور آگے بڑھ کر ڈاکوؤں

کے سردار کے سر پر ماردی ڈاکو نے طیش میں آکر پیچھے دیکھا اور ایک

ڈاکو کو زور سے تھپڑ مار دیا۔

کمینے! مجھ پر حملہ کرتا ہے۔؟

ڈاکو نے حیرت سے کہا۔

سردار میرے تو دونوں ہاتھ خالی ہیں یہ دیکھ لو۔

اس دفعہ ماریا نے وہی لکڑی پہلے ڈاکو کے سر پر دے ماری وہ سر پکڑ کر

بیٹھ گیا دوسرے ڈاکو نے کہا۔

سردار اس جنگل میں بھوت پریت بستے ہیں خدا کے لئے یہاں سے

بھاگ چلو۔

سردار نے کڑک آواز میں کہا۔

بکواس بند کرو۔ میں کسی بھوت پریت کو نہیں مانتا مجھ سے بڑھ کر کوئی

بھوت نہیں ہے۔

وہ ابھی بات ہی کر رہا تھا کہ ماریا نے زمین پر سے ایک پتھر اٹھا کر

سردار کے سر پر دے مارا سردار چکر کھا گیا اور اس کے ماتھے سے خون

بہنے لگا ایک ڈاکو نے کانپتے ہوئے کہا۔

سردار بھوتوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے بھاگ چلو۔

سردار نے گرج کر کہا۔

خاموش! یہ بھوت نہیں ہیں ضرور کوئی چھپ کر ہم پر حملہ کر رہا ہے۔

میں ایک ایک کو ابھی مزا چکھاتا ہوں۔

سردار نے تلوار کھینچ لی اور جھاڑیوں پر حملہ کر دیا ماریا نے سوچا کہ اگرچہ

وہ غائب ہے مگر اس کا جسم فضا میں موجود ہے وہ نہ ہو کہ سردار کی تلوار

لگ جائے اور وہ دو ٹکڑے ہو جائے وہ ایک درخت کے پیچھے ہو گئی

اس نے دیکھا کہ اس کا گھوڑا ایک طرف کھڑا تھا وہ لپک کر اس طرف
آ گئی اور گھوڑے پر سوار ہو گئی گھوڑا اس کے سوار ہوتے ہی غائب ہو
گیا ڈاکوؤں نے گھوڑے کو غائب ہوتے دیکھا تو وہ تھر تھر کانپنے
لگے۔

سردار! گھوڑا غائب ہو گیا۔

اب تو سردار کی سٹی بھی گم ہونے لگی کیونکہ گھوڑا واقعی غائب ہو چکا تھا
حالانکہ ایک لمحے پہلے وہ وہاں موجود تھا لیکن وہ ایک بہادر شخص تھا اور
وہم پرست نہیں تھا وہ جن بھوت کا بھی مقابلہ کر سکتا تھا یہی وجہ ہے کہ
اس نے نعرہ لگا کر کہا۔

او بھوت کے بچے تو جہاں کہیں بھی ہے سامنے آ کر مجھ سے مقابلہ کر
چھپ چھپ کر حملہ کرنا مردوں کا نہیں عورتوں کا کام ہے۔

اب سردار کو کیا معلوم کہ یہ ایک عورت ہی تھی جو چھپ چھپ کر اس پر
حملہ کر رہی تھی ماریا نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے ایک ڈاکو کے کندھے پر
سے نیزہ کھینچ لیا اور پوری طاقت سے سردار کی ٹانگوں پر مارا نیزہ سردار
کی ران میں گھس گیا وہ زخمی ہو کر نیچے گر پڑا ماریا نے دوسرا نیزہ لے کر
پہلے ڈاکو کی ران کو بھی شدید زخمی کر دیا تیسرا ڈاکو بھاگنے لگا تو ماریا نے
تلوار کا ایک ہاتھ مار کر اس کا ایک پیر کاٹ دیا وہ چیخ مار کر زمین پر گر
پڑا۔

ماریا چاہتی تھی کہ وہ ڈاکوؤں کو کچھ اس طرح زخمی کر دے کہ وہ آگے
سے کسی بے گناہ شہری کے گھر ڈاکہ مارنے کے قابل نہ رہیں ایک ڈاکو
کا ٹخنہ کٹ گیا تھا ماریا نے تلوار چلا کر باقی دو ڈاکوؤں کے بھی ٹخنے توڑ
دیے۔ وہاں ایک شور مچ گیا تینوں ڈاکو زخمی ہو کر زمین پر پڑے آہ و
بکار کرنے لگے ان کے کٹے ہوئے ٹخنوں سے خون بہہ رہا تھا ماریا نے
بلند آواز میں کہا۔

اے ظالم انسانوں! تم لوگوں کو لوٹتے رہے ہو لوگوں کو بے گناہ قتل کر کے ان کے گھروں کو آگ لگاتے رہے ہو تمہیں اپنے گناہوں کی سزا مل گئی ہے اب تم کسی کا گھر نہ لوٹ سکو گے کسی کو قتل نہ کر سکو گے میں نے معصوم انسانوں کو تمہارے ظلم و ستم سے بچا لیا ہے۔

ڈاکو ہکا بکا ہو کر رہ گئے وہ ماریا کی آواز سن رہے تھے مگر وہ انہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی وہ سمجھ گئے کہ کوئی چڑیل وہاں آ گئی ہے سردار نے کہا۔

کیا تم کوئی چڑیل ہو اگر تم چڑیل ہو تو انسانوں سے ہمدردی کیوں کرتی ہو چڑیل تو انسانوں کو کھا جاتی ہے۔؟

ماریا نے کہا۔

میں چڑیل نہیں ہوں ایک نیک دل روح ہوں میں غریب لوگوں کی دوست ہوں اور ظلم کرنے والوں کی دشمن ہوں میں تمہیں گردن مروڑ کر مار سکتی تھی مگر میں نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ میں جانتی ہوں کہ اگر انسان توبہ کر لے تو وہ پھر سے نیک بن سکتا ہے اس لئے اب تم توبہ کرلو کہ آئندہ سے برائی نہیں کرو گے اگر تم نے ایسا نہ کیا اور پاؤں ٹھیک ہو جانے کے بعد پھر سے لوگوں کے گھر لوٹ کر ان کو قتل کرنا شروع کر دیا تو میں ایک روز آ کر تمہاری گردنیں مروڑ دوں گی۔

ڈاکوؤں نے ایک آواز ہو کر کہا۔

اے نیک دل روح ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ سے نیک زندگی بسر کریں گے اور کبھی کسی آدمی کا گھر نہیں لوٹیں گے کبھی کسی بے گناہ شریف شہری کو قتل نہیں کریں گے آئندہ سے ہم محنت مزدوری کر کے اچھے آدمیوں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔

ماریا بولی۔

شاباش! میں تم کو معاف کرتی ہوں خدا بھی تم کو معاف کر دے گا

کیونکہ تم نے توبہ کر لی ہے اور مجھے امید ہے کہ تم اپنی توبہ پر قائم رہو گے اب تم یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔

بہت اچھا اے نیک روح۔

ڈاکوؤں نے ایک دوسرے کو سہارا دے کر گھوڑوں پر سوار کرایا اور وہاں سے رفو چکر ہو گئے ماریا جنگل میں اکیلی رہ گئی وہ دل ہی دل میں بہت مسکرائی پھر وہ اسی جگہ جھاڑیوں میں آ گئی گھوڑے کو درخت کے ساتھ باندھا اور خود گھاس پر لیٹ کر سو گئی ساری رات وہ بے سدھ ہو کر سوئی رہی اس کا گھوڑا پاس ہی درخت کے ساتھ بندھا رہا۔

ماریا کی آنکھ کھلی تو دھوپ نکل آئی تھی اس نے اٹھ کر چشمے پر غسل کیا درختوں سے پھل توڑ کر کھائے ٹھنڈا پانی پیا گھوڑے کو بھی گھاس کھلا کر پانی پلایا دونوں تازہ دم ہو گئے ماریا گھوڑے پر سوار ہوئی گھوڑا غائب ہو گیا اور وہ اپنے نامعلوم سفر پر روانہ ہو گئی وہ سفر کرتی ہوئی دکھائی نہیں دے رہی تھی صرف گھوڑے کے ٹاپوں کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی اور جہاں جہاں سے گھوڑا گزرتا تھا وہاں وہاں سے گھاس ایک طرف کو دب جاتی تھی جہاں جہاں سے وہ گزرتی پرندے اس کی آواز سن کر درختوں پر سے اڑ جاتے۔

دوپہر تک وہ چلتی رہی وہ گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی وہ چاہتی تھی کہ اتر کر دم بھر کر آرام کر لے کہ اچانک اسے کسی لڑکے کی دردناک آواز سنائی دی۔

دیوتاؤں کے لئے مجھے نہ مارو.......... مجھے نہ مارو۔

لڑکے کی التجا میں بڑا درد تھا وہ رو رو کر کسی سے فریاد کر رہا تھا ماریا کا دل درد سے بھر آیا اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جدھر سے آواز آ رہی تھی وہاں آ گئی اس نے جھاڑیوں کے پیچھے سے دیکھا کہ ایک تیرہ چودہ برس کا بڑا ہی خوبصورت سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والا لڑکا رسیوں

سے درخت کے ساتھ بندھا ہوا تھا اور ایک حبشی غلام جو کہ پورا جن معلوم ہو رہا تھا خنجر ہاتھ میں لیے اس کی نوک لڑکے کی آنکھوں کی طرف کیے کھڑا تھا لڑکا رو رہا تھا اور حبشی جن ہنس رہا تھا۔

میری آنکھیں نہ نکالو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ پر رحم کرو۔

لڑکا بار بار روتے ہوئے حبشی سے التجا کر رہا تھا حبشی جن قہقہہ لگا کر بولا۔

تمہاری سوتیلی ماں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری آنکھیں نکال کر تمہیں قتل کر دوں اور پھر تمہیں زمین میں دفن کر دوں یہ دیکھو میں نے تمہارے لئے قبر بھی تیار کر لی ہے میں تمہاری آنکھیں نکال کر تمہاری سوتیلی ماں کو پیش کروں گا اور انعام پاؤں گا اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

لڑکے نے گڑگڑا کر کہا۔

مجھ پر رحم کرو اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو میری اپنی ماں غم سے مر جائے گی میری سوتیلی ماں سے کہو کہ وہ میری ساری جائیداد لے لے مگر مجھے نہ مارے۔

حبشی غلام نے گرج کر کہا۔

خاموش رہو اس قسم کی باتیں کر کے تم میرے دل کو موم نہیں کر سکتے میں پہلے تمہاری آنکھیں نکالوں گا پھر تمہیں قتل کر کے اس زمین میں دفن کر دوں گا اور پھر تمہاری آنکھیں تمہاری سوتیلی ماں کو پیش کر کے ایک ہزار سونے کی اشرفیاں حاصل کروں گا۔

حبشی خنجر تانے لڑکے کی آنکھوں کا نشانہ باندھ کر آگے بڑھنے لگا ماریا فوراً سمجھ گئی کہ کوئی سنگدل عورت جائیداد کی وجہ سے اس سوتیلے بیٹے کو قتل کروا رہی ہے ماریا کو وہ وقت یاد آ گیا جب ایک حبشی اس کی آنکھیں نکالنے کے لئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور وہ بے بسی سے

اس کو دیکھ رہی تھی۔

وہ لڑکے کو بچانے کے لیے آگے بڑھی گھوڑے کو وہ حبشی غلام کے
عقب میں لے آئی حبشی نے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنی تو پلٹ کر
دیکھا۔

وہاں کوئی گھوڑا نہیں تھا وہ اسے اپنا وہم سمجھا اور خنجر لے کر لڑکے کی
طرف آیا ماریا نے تلوار کھینچ لی اور گھوڑا دوڑاتی ہوئی حبشی کے پاس آئی
اور تلوار کا ایک بھرپور وار کر کے اس نے حبشی کا وہ ہاتھ کاٹ کر رکھ دیا
جس میں اس نے خنجر پکڑ رکھا تھا حبشی چیخ مار کر زمین پر بیٹھ گیا ماریا
دوبارا گھوڑا دوڑاتی ہوئی حبشی کی طرف آئی اور تلوار کے دوسرے وار
سے اس نے حبشی کا سر تن سے جدا کر دیا لڑکا درخت کے ساتھ بندھا
حیرانی سے حبشی کا سر کٹا اور اسے تڑپ تڑپ کر مرتے دیکھتا رہا اسے
گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آ رہی تھی اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

زہر کا پیالہ

ظالم حبشی مر گیا تو ماریا گھوڑے سے اتر کر لڑکے کے پاس آئی۔

لڑکے نے دیکھا کہ ایک خالی گھوڑا اس کے قریب آ کر رک گیا ہے وہ
سہم گیا کہ یہ ماجرا کیا ہے ماریا نے کہا۔

میرے بیٹے میں تجھے نظر نہیں آ رہی میں تجھے نظر آ بھی نہیں سکتی، اس
لیے کہ میں غائب ہوں مجھ سے ڈرو نہیں میں بھی تیری طرح ایک
انسان ہوں اور عورت ہوں میں کوئی جن بھوت یا چڑیل نہیں ہوں کسی
کے جادو کے زور سے غائب ہو گئی ہوں میں جنگل میں سے گزر رہی
تھی کہ میں نے تیزی فریاد سنی اور تیری مدد کے لیے پہنچ گئی۔

لڑکا ڈر گیا اس کا چہرہ زرد پڑ گیا ماریا نے ایک بار پھر اسے تسلی دی۔

بیٹے! مجھ سے ڈرو نہیں اگر میں نے تمہیں نقصان پہنچانا ہوتا تو تمہیں اس ظالم حبشی سے نہ بچاتی مجھ پر اعتبار کرو میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں فرق صرف اتنا ہے کہ تم دکھائی دیتے ہو میں دکھائی نہیں دیتی اس کی وجہ وہ جادو ہے جو مجھ پر کر دیا گیا ہے۔

ان باتوں سے لڑکے کو کچھ حوصلہ ہوا۔ ماریا نے آگے بڑھ کر لڑکے کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں لڑکا ماریا کے ہاتھوں کو اپنے جسم پر محسوس کر رہا تھا مگر وہ انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا ماریا نے اسے کھول کر آزاد کر دیا اور کہا۔

اب بتاؤ۔ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے۔؟

لڑکے نے سہمی ہوئی آواز میں بتایا کہ اس کا نام زمرد ہے اسکا باپ کروڑپتی ہے اس نے دوسری شادی کر لی اس کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا اب میری سوتیلی ماں چاہتی ہے کہ میرے باپ کی ساری جائیداد، زمینیں، باغ اور محل اسکے لڑکے کو ملیں چنانچہ اس نے مجھے قتل کرانے کی سازش کی۔

اگر آپ میری مدد کو نہ آتیں تو حبشی غلام نے مجھے مار ڈالا ہوتا اور میری آنکھیں نکال کر میری سوتیلی ماں کو جا کر دے دیتا۔

ماریا نے پوچھا۔

کیا تمہاری اپنی ماں کو کچھ خبر نہیں تھی۔؟

زمرد نے کہا۔

وہ بے چاری تو بیمار پڑی ہے میرا باپ اس کو بالکل نہیں پوچھتا سوتیلی ماں نے اس کے خلاف بھی میرے باپ کے کان بھر دیے ہیں۔

ماریا بولی۔

کوئی بات نہیں تم میرے ساتھ آؤ میں تمہیں تمہاری ماں کے حوالے کرتی ہوں اور تمہاری سوتیلی ماں کی بھی خبر لیتی ہوں شرط صرف یہ

ہے کہ تم ہرگز ہرگز میرے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتانا۔

بہت اچھا۔

ماریا نے لڑکے زمرد کو گھوڑے پر بٹھایا اور اس کے گھر کی طرف چل دی جنگل میں کچھ دیر چلنے کے بعد سامنے ایک شہر نظر آیا یہ وہی بستی اور وہی شہر تھا جس کے رہنے والوں کو عنبر اور ناگ نے اپنی جان خطرے میں پا کر کالی بلا سے بچایا تھا اور جہاں اب بتوں کی نہیں بلکہ خدائے واحد کی عبادت ہوتی تھی ماریا شہر میں داخل ہوئی تو لوگوں تے یہی دیکھا کہ ایک لڑکا گھوڑے پر سوار چلا آ رہا ہے ماریا کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی کیونکہ وہ تو غائب تھی زمرد شہر کی مختلف گلیوں اور بازاروں میں سے ہوتا ہوا ماریا کو اپنے باپ کی حویلی کے پچھواڑے لے آیا یہاں ایک شکستہ سا دروازہ تھا جس کے اندر ڈیوڑھی میں زمرد کی اصلی ماں اور اس حویلی کی اصلی مالکن رہتی تھی۔

زمرد نے کہا۔

اس جگہ میری ماں رہتی ہے۔

ماریا نے سب سے پہلے زمرد کو گھوڑے پر سے اتارا ماریا گھوڑے کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی شہر میں داخل ہوئی تھی اس لئے کہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران ہو کہ دیکھیں کہ ایک لڑکا ہوا میں بیٹھا چلا آ رہا ہے کیونکہ ماریا کے گھوڑے پر سوار ہوتے ہی گھوڑے نے غائب ہو جانا تھا ماریا نے گھوڑے کو مکان کے باہر باندھا اور زمرد کو لے کر اس کی ماں کے پاس آ گئی اس کی ماں بیمار تھی اور چارپائی پر لیٹی تھی اس بے چاری کو خبر ہی نہیں تھی کہ اس کے جگر کے ٹکڑے کو قتل کیا جا رہا تھا زمرد نے جب ماں کو ساری بات سنائی تو اس نے روتے ہوئے بچے کو گلے سے لگا لیا۔

میرے بچے! میں تیرے باپ سے کہوں گی کہ تیری ساری جائیداد

اسی سوتیلی ماں کے بچے کو دے دے ہمیں جائیداد کی کوئی ضرورت
نہیں خدا کا شکر ہے کہ تمہاری جان بچ گئی۔

جب زمرد نے بتایا کہ ایک غیبی عورت ماریا نے اس کی جان بچائی ہے
تو اسے یقین نہ آیا ماریا وہاں پاس ہی کھڑی تھی اب وقت تھا کہ وہ
بولے چنانچہ اس نے کہا۔

زمرد کی نیک دل ماں اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے ہی خدا کے
فضل سے تمہارے بچے کی جان اس ظالم حبشی سے بچائی ہے تمہارے
بیٹے کی خوش قسمتی ہے کہ میں وقت پر وہاں پہنچ گئی میں بھی تمہاری
طرح ایک عام عورت ہوں کوئی جن بھوت نہیں ہوں صرف جادو کے
زور سے غائب ہو گئی ہوں جس وقت جادو کا زور ٹوٹ جائے گا تو
اپنے آپ اصلی شکل میں آجاؤں گی میری بات کا یقین کرو۔

زمرد کی ماں بڑی حیران ہوئی کہ عورت نظر نہیں آرہی لیکن اس کی آواز
آرہی ہے اس نے تہہ دل سے ماریا کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اس
کے جگر کے ٹکڑے کی جان بچائی ماریا نے کہا۔

اب تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں زمرد کی سوتیلی ماں کا علاج میں
خود کر لوں گی اس لئے کہ وہی اس فتنے کی جڑ ہے۔

زمرد کی ماں نے کہا۔

بیٹی ماریا۔! تم خواہ مخواہ کیوں مصیبت مول لے رہی ہو، میری قسمت
میں ہی اگر یہ ٹھوکریں لکھی ہیں تو مجھے منظور ہیں میں خدا سے گلہ نہیں
کرتی۔

ماریا نے کہا۔

ہرگز نہیں بہن! تمہاری قسمت میں ٹھوکریں نہیں لکھیں اس ظالم عورت
نے تجھ کو اس حالت میں پہنچایا ہے وہ دوبارہ بھی تمہارے بچے کو ہلاک
کرنے کی کوشش کر سکتی ہے اس لئے برائی کو جڑ سے اکھیڑنا بہت

ضروری ہو گیا ہے۔

ماریا نے زمرد سے اس کی سوتیلی ماں کا حلیہ پوچھا اسے بتایا گیا کہ اس کی سوتیلی ماں کے بال لمبے ہیں آنکھیں بلی کی طرح کی ہیں اور ماتھے پہ ہر وقت تیوری چڑھی رہتی ہے اور تیز تیز غصے میں باتیں کرتی ہے

ماریا نے کہا۔

میں ابھی جا کر ذرا اس سے ملاقات کرتی ہوں۔

ماریا مکان کی ڈیوڑھی میں سے گزر کر بیچ والے صحن میں آ گئی یہ حویلی بہت عالی شان تھی صحن کے بیچ میں امیر لوگوں کے گھروں کی طرح حوض تھا جس میں سرخ مچھلیاں تیر رہی تھیں چاروں طرف اوپر تک حویلی کی منزلیں اٹھتی چلی گئیں تھیں ماریا ایک غلام گردش میں آ گئی ہر طرف مکان میں چہل پہل تھی نوکرانیاں اور غلام اپنے اپنے کام میں لگے تھے کوئی چاول چھاٹ رہا تھا تو کوئی کنیز پھولوں کے گجرے تیار کر رہی تھی ماریا ایک بہت حسین اور سجے سجائے ہال کمرے میں آ گئی اس کو تو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا مگر وہ سب کو دیکھ رہی تھی۔

اس ہال کمرے کے درمیان میں ایک بڑا شاندار ریشمی گدیلوں اور تکیوں والا پلنگ بچھا تھا جس پر ایک عورت گاؤ تکیے کے سہارے بیٹھی سرخ انگور کھا رہی تھی اس کے پاس ایک کنیز سر جھکائے کھڑی اسے مور کے پروں سے بنا ہوا پنکھا جھل رہی تھی ماریا اس عورت کے قریب آ گئی اس نے زمرد کی سوتیلی ماں کو صاف پہچان لیا لمبے بال، بلی ایسی مکار آنکھیں اور ماتھے پر چڑھی ہوئی تیوری اس عورت نے فکر مند ہو کر کنیز سے کہا۔

حبشی غلام ابھی تک نہیں آیا اسے اب تک آ جانا چاہیے تھا۔

پھر وہ غور سے ایک طرف تکنے لگی جیسے کچھ سوچ رہی ہو ماریا پلنگ کے ایک طرف خاموش کھڑی رہی ایک بوڑھا غلام اندر آیا اس نے جھک

کر زمرد کی سوتیلی ماں کو سلام کیا اور پاس آ کر بولا۔

حضور غضب ہو گیا جنگل میں حبشی غلام کی لاش پڑی ہے اور زمرد اپنی ماں کے پاس بیٹھا ہے۔

سوتیلی ماں کو جیسے بھڑ نے کاٹ کھایا ہو وہ تڑپ کر پلنگ سے نیچے اتر آئی کیا بک رہے ہو؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟

بوڑھے غلام نے کہا۔

حضور! میں اپنی آنکھوں سے غلام کی لاش دیکھ کر آیا ہوں اور میں نے ابھی ابھی زمرد کو اپنی ماں کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔

سوتیلی ماں کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس نے غصے سے پاؤں فرش پر مار کر کہا۔

مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کیسے ہو گیا؟ اس چھوٹے سے لڑکے نے حبشی غلام کو کیسے قتل کر دیا؟ ضرور اس میں کسی کا ہاتھ ہے۔

وہ بڑی بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگی پھر رک گئی اور ہاتھ کے اشارے بوڑھے غلام کو وہاں سے چلنے جانے کا حکم دیا بوڑھا غلام چلا گیا تو سوتیلی ماں نے کنیز سے کہا۔

شگوفہ!

کنیز نے ادب سے کہا۔

جی حضور!

فوراً مرینا کو حاضر کرو۔

بہتر حضور!

کنیز مرینا کو لینے چلی گئی معلوم ہوتا تھا کہ مرینا کوئی بڑی چالاک عورت ہے جو سوتیلی ماں کی رازدار ہے سوتیلی ماں پلنگ پر بیٹھ کر گہری سوچ میں ڈوب گئی ماریا ذرا پرے ہٹ کر ایک سنگ مرمر کی کرسی پر چپ چاپ بیٹھ گئی کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اور سوتیلی ماں

اس پھپھے کٹنی سے کیا باتیں کرتی ہے۔
ریشمی پردہ ایک طرف ہٹا اور مرینا اندر داخل ہوئی اس نے جھک کر
سلام کیا اور سوتیلی ماں کے پلنگ کے پاس آ کر زمین پر بیٹھ گئی اور
کہنے لگی۔
سرکار نے ناچیز کو یاد فرمایا؟
ہاں مرینا! مجھے تم سے ایک بہت اہم کام لینا ہے تم جانتی ہو کہ میں نہیں
چاہتی کہ میرے خاوند کی کروڑوں کی جائیداد میں سے اس کی پہلی
بیوی کے لڑکے زمرد کو ایک پائی بھی ملے۔
مرینا خوشامد کرتے ہوئے بولی۔
حضور یہ تو صرف آپ کے بیٹے کا ہی حق ہے وہ تو شہزادہ ہے شہزادہ
بھلا زمرد کو کیا حق ہے کہ وہ آپ کے بیٹے کا مقابلہ کرے۔
سوتیلی ماں نے کہا۔

پس میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں زمرد کو اپنے راستے سے ہٹا دوں اس
کے لئے مجھے تمہاری خدمات کی ضرورت ہے اگر تم نے میرا یہ کام
ٹھیک سے کر دیا تو میں تمہیں دولت سے مالا مال کر دوں گی۔
پھپھے کٹنی بولی۔
حضور آپ حکم کریں میں تو آپ کی غلام ہوں۔
سوتیلی ماں کہنے لگی۔
میرے پاس ایک ایسا مہلک زہر ہے جو پھیکا ہے اس کا کوئی ذائقہ
نہیں زمرد ہر روز رات کو دودھ پی کر سوتا ہے میں چاہتی ہوں کہ یہ زہر
اس کے دودھ والے گلاس میں جا کر ڈال دو تاکہ رات کو وہ سونے
سے پہلے یہ دودھ پیے اور مر جائے۔
مرینا نے کہا۔
حضور! آپ سلامت رہیں بھلا یہ بھی کوئی مشکل کام ہے میں ابھی آج

ہی اس نابکار کا کام تمام کردوں گی آج شام ہی اس کے دودھ میں زہر
ملادوں گی اس کے ہاں دودھ میرے گھر سے ہی جاتا ہے۔

اب تم جا کر اپنا کام کرو۔

مرینا سلام کر کے چلی گئی ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ جائیداد کی ہوس نے
اس عورت کو اس قدر اندھا کر دیا ہے کہ وہ ایک معصوم بچے کی زندگی
سے کھیل رہی ہے پہلے خدا نے اسے حبشی کے ہاتھوں قتل ہونے سے
بچالیا اور اب یہ ظالم عورت اسے زہر دے کر ہلاک کرنا چاہتی ہے
ماریا نے سوچا کہ اس عورت کو اس کے گناہ کا ضرور مزہ چکھانا چاہیے
اور قدرت کا یہ اصول ثابت کر دینا چاہیے کہ جو کسی کے لئے گڑھا
کھودتا ہے اس کے لئے کنواں تیار ہوتا ہے۔

ماریا نے اس سوتیلی ماں کو اپنی کوئی نشانی دکھانی چاہی۔

وہ اس کے پلنگ کے پاس کھڑی تھی اس نے سوتیلی ماں کے قریب
تخت پر رکھی ہوئی رقابی اٹھا کر زمین پر دے ماری مکار عورت بڑی
حیران ہوئی کہ یہ پلیٹ اپنے آپ زمین پر کیسے گر کر ٹوٹ گئی ابھی وہ
سوچ ہی رہی تھی کہ ماریا نے اس کے سر پر زور سے ایک مکا مار دیا
سوتیلی ماں چیخ مار کر دوسرے کمرے میں بھاگ گئی۔ بھوت، بھوت آ
گیا، بھوت آ گیا۔

ماریا نے سوچا کہ ابھی بھوت کہاں آیا ہے بھوت تو آئے گا ماریا جلدی
سے نیچے ڈیوڑھی میں زمرد کی ماں کے پاس آ گئی اس نے اسے جب
سب کچھ بتا دیا کہ آج اسکے بیٹے کے لئے گوالن کے گھر سے جو دودھ
آئے گا اس میں زہر ملا ہوا ہو گا زمرد کی ماں ہوشیار ہو گئی ماریا بھی اسی
جگہ موجود تھی۔

رات کو گوالن گلاس میں دودھ لے کر آئی۔ ماریا نے کہا۔

یہ دودھ کا گلاس مجھے دے دو۔

ماریا دودھ کا گلاس لے کر اوپر سوتیلی ماں کے کمرے میں آ گئی وہ پلنگ
پر لیٹی سونے کی تیاریاں کر رہی تھی اس کے سرہانے بھی دودھ سے بھرا
ہوا چاندی کا ایک گلاس طشتری سے ڈھکا ہوا رکھا تھا ماریا نے سوتیلی
ماں کی نظر بچا کر اس گلاس میں سے دودھ نکال کر وہ زہریلا دودھ
ڈال دیا جو سوتیلی ماں نے زمرد کے لئے بھجوایا تھا خود پرے ہو کر
تماشہ دیکھنے لگی۔

کنیز کمرے میں داخل ہوئی سوتیلی ماں نے کہا۔

میرے سر کی آہستہ آہستہ مالش کرو، اور پھر میرے پاؤں میں خرطوم کی
مہندی لگا دینا میرے پاؤں گرم ہو جاتے ہیں۔

کنیز نے سر جھکایا اور پلنگ کے پیچھے سے آ کر سوتیلی ماں کے بالوں
میں تیل کی مالش کرنے لگی تھوڑی دیر بعد ہی اسے نیند آنی شروع ہو گئی
اس نے غنودگی میں کہا۔

مجھے دودھ پلا دو۔

کنیز نے بڑے ادب سے چاندی کی طشتری ہٹا کر دودھ سے بھرا ہوا
گلاس سوتیلی ماں کے ہاتھوں میں تھما دیا اس نے بغیر کچھ کہے سنے
گلاس منہ سے لگایا اور غٹا غٹ پی گئی دودھ ختم کر کے اس نے گلاس
تخت پر ابھی رکھا ہی تھا کہ ایک دم اس کے سارے بدن کو ایک جھٹکا لگا
وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے کنیز کو دیکھ کر پوچھا۔

یہ میں نے کیا پی لیا ہے۔؟

حضور............دودھ تھا۔؟

نہیں............نہیں............یہ کچھ اور تھا۔؟

سرکار دودھ ہی تھا۔

یہ............یہ زہر تھا............میں نے زہر پی لیا ہے بچاؤ۔ بچاؤ۔

سوتیلی ماں کی چیخ کی آواز سن کر سارے غلام اور کنیزیں وہاں جمع ہو

گئیں سوتیلی ماں پلنگ پر اس مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی جو پانی سے
باہر نکال کر ریت پر پھینک دی جائے..........اور پھر اس کے
سارے جسم نے پھٹنا شروع کر دیا دوسرے لمحے وہ مر چکی تھی۔

خوفناک آواز

زمرد ایک بہت بڑے دشمن سے بچ گیا۔

جس عورت نے اس معصوم بچے کے راستے میں گڑھا کھودنے کی
دو بار کوشش کی تھی وہ اپنے ہی کنوئیں میں گر گئی۔ ماریا نے زمرد کی ماں
سے کہا کہ اس کا خاوند اور زمرد کا باپ اب اس کے پاس ضرور آئے گا
اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے گا اور یہی ہوا۔ ان کے گھر میں خوشی
اور مسرت کے شادیانے بجنے لگے ماریا نے ان سے اجازت لی اور
وہاں سے چل دی۔

دوسروں کے دکھوں کا علاج کر کے اسے ایک فائدہ ضرور ہوا تھا کہ وہ
اپنے دکھ بھول گئی تھی اب جو وہاں سے اکیلی ہو کر چلی تو اسے پھر اپنا

دکھ یاد آ گیا۔

اور یہ دیکھ تھا عنبر اور ناگ سے جدا ہونے کا اسے یوں محسوس ہونے لگا
تھا کہ شاید اب وہ زندگی بھر اپنے بھائیوں سے نہیں مل سکے گی وہ
گھوڑے پر سوار شہر کے بازاروں میں سے ہو کر نکل گئی کسی نے اس کو
نہ دیکھا کیوں کہ وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی دن ابھی ابھی نکلا تھا شہر
میں بڑی گہما گہمی شروع ہو رہی تھی دکانوں پر لوگ ناشتے کر رہے تھے
ماریا کو بھی بھوک محسوس ہونے لگی کیونکہ وہ زمرد کے گھر سے ناشتہ کر
کے نہیں نکلی تھی اس نے چوک میں رک کر دیکھا کہ ایک دکان پر
انجیریں فروخت ہو رہی تھیں۔

ایک موٹی گول گردن والا یہودی انجیریں بیچ رہا تھا وہ انجیروں کو چھوٹی
چھوٹی ٹوکریوں میں ڈال کر ایک طرف رکھے جا رہا تھا ماریا نے سوچا
کہ آج انجیروں کا ہی ناشتہ کیا جائے۔

وہ موٹے یہودی کی دکان کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی ایک غریب
عورت نے اپنے چھوٹے سے بچے کے ہاتھ میں ایک پیسہ دے کر
یہودی سے کہا۔

بھائی! میرے بچے کو ایک پیسے کی انجیر دے دو۔

یہودی نے نفرت کے ساتھ بوڑھی عورت کو دیکھا اور اس کے بچے
کے ہاتھ سے پیسہ چھین کر بازار میں پھینک دیا۔

کمینی عورت یہ دکان تیرے باپ کی نہیں ہے بھاگ جا یہاں سے
بڑی آئی ایک پیسے کی انجیریں لینے والی انجیریں لینی ہیں تو سونے کی
اشرفی لا کر دو۔

بوڑھی عورت نے التجا کی۔

بھائی میرا بچہ رات بھر سے بھوکا ہے کچھ اس معصوم کا ہی خیال کرو مگر
سنگدل یہودی نے اسے گالی دے کر کہا۔

بھاگتی ہے یہاں سے یا ایک پتھر تمہارے سر پر ماروں؟ دفع ہو جا
میری آنکھوں کے سامنے سے۔

غریب عورت اپنے بھوکے بچے کو لے کر سر جھکائے روتی ہوئی آگے
چلی گئی ماریا کو یہودی پر بے حد غصہ آیا اس نے ایک غریب بوڑھی
عورت کی سخت بے عزتی کی تھی ماریا دکان کے قریب آگئی اس نے
ہاتھ آگے بڑھا کر انجیر کی ایک بڑی سی ٹوکری اٹھا کر گھوڑے پر رکھ دی
یہودی نے دیکھا کہ ایک ٹوکری اس کے سامنے غائب ہو گئی ہے اس
کے بعد ماریا نے دوسری ٹوکری بھی غائب کر دی اب تو یہادی
دہشت زدہ ہو گیا اب ماریا نے کیا کیا کہ یہودی کی دکان میں سجی ہوئی
انجیروں کی ٹوکریاں ایک ایک کر کے نالے میں الٹنا شروع کر دیں
یہودی نے چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔

مجھے بچاؤ میں لٹ گیا مجھے بچاؤ میں لٹ گیا۔ بھوت نے میری دکان پر
حملہ کر دیا۔

لوگ وہاں جمع ہو گئے اس وقت تک ظالم یہودی کے سارے پھل
نالے کے پانی میں گر چکے تھے ماریا دونوں ٹوکریاں تھام کر گھوڑے پر
سوار ہو کر آگے بڑھی اس نے آخر ایک جگہ پرانے مکان کی دیوار کے
ساتھ بیٹھی غریب عورت اور اس کے بھوکے بچے کو دیکھ لیا وہ ان کے
قریب آئی اور دونوں ٹوکروں کی انجیریں اس عورت کی خالی جھولی
میں الٹ دیں اور کہا۔

اے نیک ماں ان انجیروں سے اپنا اور اپنے بیٹے کا پیٹ بھر یہ خدا نے
تمہارے لیے بھیجی ہیں۔

غریب عورت نے اپنی جھولی انجیروں سے بھری ہوئی دیکھی تو پھٹی
پھٹی آنکھیں اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی مگر اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اس
کے بھوکے بچے نے فوراً انجیریں کھانی شروع کر دیں ماریا نے کہا۔

نیک دل ماں مجھے دیکھنے کی کوشش نہ کرو، انجیریں کھا کر اپنی بھوک مٹاؤ اور رب کا شکر ادا کرو جس نے یہ نعمتیں پیدا کیں۔

بوڑھی عورت نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا۔

اے میرے رب تیرا ہزار شکر ہے کہ تو نے مجھے اور میرے بھوکے بچے کو کھانے کو کچھ دیا۔

ماریا اس ماں بیٹے کو مزے سے انجیریں کھاتا چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئی وہ قریب قریب شہر سے باہر نکل آئی تھی شہر کے پکے مکانوں کا سلسلہ اب ختم ہو گیا تھا اور فصیل کی گری پڑی ٹوٹی پھوٹی دیوار شروع ہو چکی تھی ماریا دیوار کے ساتھ ساتھ چلتی شہر سے باہر آ گئی ایک کچی سڑک شہر سے باہر میدانوں اور پہاڑیوں جنگلوں کی طرف نکل گئی تھی ماریا نے سوچا کہ اگر وہ اس سڑک پر چلتی گئی تو اسے جنگل میں رات آ جائے گی۔

ٹھیک ہے میں رات جنگل میں ہی بسر کروں گی شہروں سے جنگل ہزار درجے بہتر ہوتے ہیں کم از کم وہاں انسان انسان پر ظلم تو نہیں کرتا۔

وہ جنگل کو جانے والی کچی سڑک پر تھوڑی سی دور ہی گئی تھی کہ اسے اپنے پیچھے گھوڑوں کی تیز تیز ٹاپوں کی آواز سنائی دی وہ راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گئی دوسرے ہی لمحے دو گھوڑ سوار بڑی تیزی سے گھوڑے دوڑاتے اس کے قریب سے گزر گئے ایک گھوڑ سوار نے ایک لڑکی کو زبردستی آگے ڈال رکھا تھا جو شور مچا رہی تھی۔

بچاؤ۔ بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔

ماریا سمجھ گئی کہ یہ بردہ فروش ہیں اور کسی شریف لڑکی کو اس غرض سے اغوا کر کے لیے جا رہے ہیں کہ وہ اسے دوسرے شہر میں لے جا کر بیچ دیں گے ماریا نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور باگیں ڈھیلی چھوڑ دی عربی نسل کا گھوڑا دیکھتے ہی دیکھتے ہوا میں ہو گیا ہو تھوڑے فاصلے پر رہ کر

ڈاکوؤں کا پیچھا کرنے لگی ڈاکو جنگل میں داخل ہو گئے ماریا بھی ان
کے ساتھ ہی جنگل میں داخل ہو گئی بردہ فروش ڈاکوؤں نے ایک جگہ
جھاڑیوں کی اوٹ میں پہنچ کر لڑکی کو گھوڑے پر سے نیچے گرا دیا اور
اسے زور زور سے طمانچے مارنے شروع کر دیے۔

کمینی شور مچاتی ہے خبردار جواب آواز نکالی نہیں تو تمہارا گلا اسی جگہ
کاٹ کر رکھ دیں گے۔

لڑکی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

خدا کے لئے مجھے میرے گھر پہنا دو میرا باپ مر جائے گا مجھ پر رحم
کرو۔

میرے بوڑھے باپ پر رحم کرو۔

دوسرے بردہ فروش نے زور سے لڑکی کے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا۔

خاموش ذلیل لڑکی اب اپنے باپ کو بھول جا اب ساری زندگی تو اپنے
باپ کی شکل نہ دیکھ سکے گی اب تمہیں وہی کرنا ہو گا جو ہم کہیں گے۔

لڑکی نے کہا۔

میں مر جاؤں گی مگر تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔

بردہ فروش نے پہلے تو لڑکی کو خوب مارا پیٹا پھر اسے درخت کے ساتھ
باندھ کر اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔

یہ کم بخت تو وبال جان بن رہی ہے۔

فکر نہ کرو، اگر یہ سیدھی طرح سے ہ مانی تو اسے اسی جگہ قتل کر کے ندی
میں پھینک دیں گے۔

لیکن ہم اسے منڈی میں فروخت کریں گے لڑکی کا رنگ گورا ہے کم از
کم دو ہزار اشرفیاں ضرور مل جائیں گی۔

ارے گھبراتے کیوں ہو؟ یہ کیا ہے اس کا باپ بھی ہمارے ساتھ چلے گا
لاؤ جھولے میں سے خرگوش کے کباب کم بخت سخت بھوک لگ رہی

ہے۔

دونوں بردہ فروش خرگوش کے کباب نوش کرنے لگے ماریا ایک طرف
گھوڑے پر بیٹھی یہ سارا تماشہ دیکھ رہی تھی بے کس و مجبور لڑکی کی
حالت دیکھ کر ماریا کا دل بھر آیا۔ اس نے اس لڑکی کو ان ظالموں کے
چنگل سے چھڑانے کا فیصلہ کرلیا بردہ فروش اسی طرح بڑے مزے
سے کھانے پینے میں مصروف تھے ماریا چپکے سے گھوڑا آگے بڑھا کر
اس مقام پر آگئی جہاں لڑکی درخت کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اس نے
جھک کر لڑکی کے کان میں کہا۔

گھبراؤ نہیں میں تمہاری مدد کے لئے آگئی ہوں میں ایک تمہاری طرح
کی عورت ہوں کوئی روح یا چڑیل نہیں ہوں خبر دار مجھ سے ڈر کر شور
نہیں مچانا، اگر تم نے شور مچایا تو سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔

لڑکی نے جب یہ آواز سنی تو آنکھیں گھما کر چاروں طرف دیکھنے لگی مگر

وہاں کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ ڈر گئی یہ ضرور کوئی بھوت
پریت ہے اس کے منہ سے خوف زدہ سی آواز نکلی۔ مگر چونکہ اس کا منہ
کپڑے سے بندھا ہوا تھا اس لئے ہلکی سی آواز سوائے ماریا کے اور
کوئی نہ سن سکا ماریا نے جلدی سے لڑکی کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔
بہن میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ گھبرانا نہیں مجھ سے ڈرنا نہیں میں
کوئی بھوت پریت نہیں ہوں میں تمہاری طرح ایک عورت ہوں فرق
صرف یہ ہے کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں............خبردار ہرگز ہرگز
مجھ سے گھبرانا یا ڈرنا نہیں میں ان لوگوں کے چنگل سے تمہیں آزاد کرا
کر تمہارے گھر لے جاؤں گی۔
لڑکی نے کچھ جواب نہ دیا مگر صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اسے کچھ حوصلہ
ہو گیا ہے ماریا نے کہا۔
تم خاموش کھڑی رہو کوئی آواز مت نکالنا دیکھتی جاؤ کیا ہوتا ہے یہ

ساری باتیں ماریا اس لڑکی کے ساتھ بڑی آہستہ آواز میں کر رہی تھی۔
آواز اتنی آہستہ تھی کہ سوائے اس لڑکی کے اور کوئی نہیں سن سکتا تھا پھر
بھی ایک ڈاکو کو کچھ شک سا ہوا وہ اٹھ کر لڑکی کے پاس آ گیا۔
تم کسی سے باتیں کر رہی تھیں کیا؟
لڑکی نے سر ہلا دیا کہ نہیں میں کسی سے باتیں نہیں کر رہی تھی۔
تو پھر یہ آواز کیسی آ رہی تھی۔؟
دوسرے بردہ فروش نے وہیں سے کہا۔
ارے یار! تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے یہاں یہ کم بخت کس کے
ساتھ باتیں کر سکتی ہے بھلا۔ واپس آؤ۔ تمہارے کباب ٹھنڈے ہو
رہے ہیں۔
ڈاکو واپس مڑا تو ماریا گھوڑے کو قدم قدم چلاتی پہلے والے بردہ فروش
کے پاس آ گئی وہ گھوڑے سے اترنا نہیں چاہتی تھی کیونکہ اگر وہ

گھوڑے سے اتر جاتی تو گھوڑا ظاہر ہو جاتا اور وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی وہ غائب رہ کر ہی بردہ فروش سے لڑکی کو چھڑانا چاہتی تھی دوسرے ڈاکوں کے پاس آ کر مردانہ آواز بنا کر کہا۔

اگر تم دونوں جان کی خیر چاہتے ہو تو اس لڑکی کو اس طرح یہاں چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔

ڈاکو نے اٹھ کر ہڑ بڑا کر چاروں طرف دیکھا اور تلوار نکال لی۔

کون ہو تم، کون ہو تم؟

ماریا نے اسی مردانہ آواز میں قہقہہ لگا کر کہا۔

میں تم دونوں کی موت ہوں میں ایک بار پھر تم دونوں کو خبردار کرتی ہوں کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس لڑکی کو چھوڑ کر یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ تمہاری موت کی ذمے داری مجھ پر نہیں ہوگی۔

دونوں ڈاکو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے پہلے ڈاکو نے کہا اگر تو کوئی چڑیل ہے یا بھوت پریت ہے تو یاد رکھ میں تمہیں قتل کر دوں گا اور تمہارے ساتھ اس لڑکی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

ماریا نے سوچا کہ یہاں سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلے گا ان کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے ہی پڑیں گے وہ چپکے سے گھوڑا لے کر ڈاکوؤں کے پیچھے آ گئی اور زمین پر سے ایک پتھر اٹھا کر پوری طاقت سے ایک ڈاکو کے سر پر دے مارا ٹھک سے پتھر ڈاکو کی کھوپڑی پر لگا اور خون جاری ہو گیا وہ سر کو پکڑ کر بیٹھ گیا دوسرے ڈاکو نے ہوا میں تلوار چلانی شروع کر دی ماریا نے ایک اور پتھر اٹھا کر دوسرے ڈاکو کے سر پر دے مارا یہ پتھر اس ڈاکو کی پیشانی پر لگا اس نے اور زور سے تلوار چلانی شروع کر دی ماریا پرے ہٹ کر یہ تماشا دیکھنے لگی کہ ایک ڈاکو سر کو پکڑے زمین پر بیٹھا ہے اور دوسرا ڈاکو ہوا میں پاگلوں کی طرح تلوار چلا رہا ہے۔

درخت کے ساتھ بندھی ہوئی لڑکی سخت تعجب کے ساتھ یہ ڈرامہ دیکھ

رہی تھی ماریا گھوڑا دوڑاتی ہوئی آئی اور زمین پر بیٹھے ہوئے ڈاکو کے
کندھے سے نیزہ چھین کر آگے نکل گئی گھوڑے کے دوڑنے کی آواز
سب نے سنی مگر گھوڑا کسی کو دکھائی نہ دیا ماریا نے نیزے کو ہوا میں
ہاتھوں میں لے کر تولا اور تلوار چلاتے ڈاکو کی ٹانگوں پر پھینک دیا نیزہ
ڈاکو کی پنڈلی میں پرویا گیا وہ گر پڑا اور زخمی ہو گیا دوسرا یہ حالت دیکھ کر
وہاں سے اٹھ دوڑا۔

ماریا نے اس کی گری ہوئی تلوار اٹھائی اور زخمی ڈاکو پر حملہ کر کے اس کا
ایک ہاتھ کاٹ کر الگ کر دیا تاکہ آئندہ وہ اتنی آسانی سے کہیں ڈاکہ
نہ ڈال سکیں ڈاکو چیخ مار کر گر پڑا ماریا نے لڑکی کی رسیاں کھول کر اسے
ڈاکوؤں کے ایک گھوڑے پر بٹھایا اور واپس شہر کی طرف روانہ ہو گئی
لڑکی اسے شہر سے باہر ایک پرانے مکان میں لے آئی یہاں اس کا
بوڑھا باپ رہتا تھا جو اس کی جدائی میں خون کے آنسو رو رہا تھا۔ ماریا
نے بوڑھے باپ کو اس کی بیٹی ملا دی۔ بوڑھا بے حد خوش ہوا ماریا نے
اسے بھی یہی کہا کہ وہ بھوت نہیں ہے بلکہ ایک عورت ہے جو کسی وجہ
سے غائب کر دی گئی ہے بوڑھے نے کہا۔

بیٹی! خدا تجھے ہمیشہ خوش رکھے تو نے ایک باپ کے کلیجے کو ٹھنڈا کیا
ماریا نے کہا۔

بابا یہ میرا فرض تھا جو میں نے پورا کیا میں نے ڈاکوؤں کو اس قابل نہیں
چھوڑا کہ وہ پھر سے گناہ کر سکیں لیکن ان لوگوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے
اس لئے اگر ہو سکے تو کچھ عرصہ کے لئے اپنی بچی کو لے کر کسی اور شہر
چلے جاؤ۔

ایسا ہی کروں گا بیٹی میں یہاں سے دور اپنی بہن کے گھر چلا جاؤں گا۔
ماریا نے بابا کو سلام کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر دوبارہ اپنے سفر پر روانہ
ہو گئی یہ ایک ایسا سفر تھا کہ اسے بار بار راہ میں الجھنا پڑتا تھا اس نے

فیصلہ کرلیا کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے اب وہ اپنا سفر جاری رکھے گی شام
ہوتے ہی وہ جنگل میں داخل ہوگئی بابا نے اسے بتایا تھا کہ اس جنگل
میں ایک آدم خور قبیلہ رہتا ہے اس سے بچ کر نکلنا ماریا نے کہا تھا کہ وہ
تو کسی کو دکھائی نہیں دیتی اسلئے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے پھر بھی
بھائیوں کی تلاش کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں آدم خوروں کے
قبیلے کو دیکھنے کی خواہش بھی تھی۔

ہاتھی کی چیخ

عنبر دریائے جمنا کے کنارے پہنچ گیا۔

اس کے پیچھے کاہن اپنے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ برابر لگا ہوا تھا۔

عنبر ان دونوں سے بے خبر تھا دریا کنارے پہنچ کر اس نے گھوڑے کو
کھول دیا اور تھوڑی دیر آرام کیا بارشوں کا زمانہ اگرچہ گزر گیا تھا مگر
دریا چڑھاؤ پر تھا دریا کو پار کرنا بھی ضروری تھا عنبر نے خدا کا نام لیا اور
گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا دریا کے بیچ میں جا کر پانی زیادہ گہرا ہو گیا
تھا گھوڑا گردن تک پانی میں گم ہو چکا تھا عنبر اسے ہمت دلا کر آگے
بڑھاتا جارہا تھا آخر عنبر کو دریا کے دوسرے کنارے پر لے آیا دوسرے
کنارے پر بیٹھ کر عنبر نے گھوڑے کو چارہ کھلایا اور دھوپ میں بیٹھ کر

اپنے کپڑوں کو سکھانے لگا۔

وہ ایک چٹان کے سائے میں تھا اس نے دیکھا کہ تین گھوڑ سوار دریا
کے پرلے کنارے پر آ کر رک گئے ہیں یہ کاہن اور اس کے دونوں
وفادار غلام تھے جو اجین شہر سے عنبر کو پیچھا کر رہے عنبر کو کوئی علم نہیں تھا
وہ ان کی شکلوں سے بھی واقف نہیں تھا گھوڑ سوار کچھ دیر دریا کنارے
کھڑے رہے پھر انہوں نے دریا میں گھوڑے ڈال دیے دریا پار کر
کے وہ عنبر کے قریب سے گزر رہے تھے کہ کاہن کی نظر عنبر پر پڑ گئی
اسکے دل کی کلی کھل گئی جس دشمن کے تعاقب میں وہ جنگل جنگل در بدر
پھر رہا تھا وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا کاہن نے بڑی مکاری سے اس
کی طرف بڑھ کر کہا۔

کیا ہم آپ کے پاس تھوڑی دیر آرام کر سکتے ہیں۔؟

عنبر نے سوچا کہ بے چارے مسافر ہیں ان کی دل جوئی کرنی اس کا
فرض ہے اس نے ہنس کر کہا۔

ضرور تشریف رکھیں۔

کاہن اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا غلام گھوڑوں کو
چارہ کھلانے لگے اور کاہن نے عنبر سے اپنا تعارف کرایا کہ وہ عربی
گھوڑوں کا سوداگر ہے اور ہستناپور سے آسام شہر کو جا رہا ہے کاہن
نے عنبر سے دریافت کیا۔

آپ کہاں جا رہے ہیں۔؟

عنبر نے کہا۔

اتفاق سے میں بھی آسام ہی کو جا رہا ہوں۔

کیا آپ بھی سوداگر ہیں۔؟

جی ہاں! میں جڑی بوٹیوں کی سوداگری کرتا ہوں۔

خوب خوب۔ پھر تو بہت اچھا ہوا آسام تک سفر بڑے مزے سے کٹے

گا۔

کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔

آیئے کچھ کھا پی لیجئے۔

کاہن کے غلاموں نے اس کے اشارے پر وہیں قالین کا ٹکڑا بچھا کر
دوپہر کا کھانا لگا دیا انکار کے باوجود عنبر کو دسترخوان پر ساتھ بیٹھ کر ایک
دونوالے لینے پڑے کھانے کے بعد انہوں نے وہاں کچھ دیر آرام کیا
اور پھر سفر پر روانہ ہو گئے عنبر آگے آگے جا رہا تھا کاہن نے اپنے
غلاموں سے مل کر مشورہ کیا کہ عنبر کو کس جگہ اور کیسے قتل کیا جائے
غلاموں کا خیال تھا کہ اسے اسی جگہ فوراً مار ڈالا جائے مگر کاہن کا خیال
تھا کہ اگر ایسا کیا گیا تو عنبر مقابلہ کرے گا اور وہ ایک ماہر تلوار باز ہے
ہو سکتا ہے وہ ہم تینوں پر غلبہ حاصل کر لے کیونکہ وہ محض پجاری ہیں
انہیں تلوار چلانے کی مشق نہیں ہے ایک غلام نے پوچھا۔

پھر آپ کا کیا خیال ہے؟

کاہن نے کچھ سوچ کر کہا۔

میرا خیال ہے کہ عنبر کو رات کو سوتے میں قتل کر دیا جائے۔

جیسے آپ کی مرضی یہ فرض اگر آپ کا حکم ہو تو میں ادا کروں گا۔

ٹھیک ہے عنبر کو آج آدھی رات کو جب کہ ہم لوگ جنگل میں آرام کر
رہے ہوں گے تم تلوار کے ایک ہی وار سے ہلاک کر دینا اس کے بعد
جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

جو حکم حضور! آپ نے جیسا کہا ویسا ہی ہو گا۔

کاہن نے غلام کو ایک بار
پھر تاکید کی۔

مگر بڑی ہوشیاری سے کام لینا عنبر بہت بہادر تلوار باز ہے اگر اس کی
آنکھ کھل گئی تو وہ پھر ہم تینوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گا اور ہم اس کے

سامنے تلوار نہیں چلا سکیں گے۔

آپ فکر نہ کریں حضور! ایسا وار کروں گا کہ عنبر تو کیا اس کے فرشتوں کو بھی معلوم نہ ہوگا کہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔؟

بس اب تم پیچھے پیچھے آؤ میں آگے بڑھ کر عنبر سے باتیں کرتا ہوں کہیں اسے شک نہ ہو جائے کہ ہم اس کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں۔

کاہن غلاموں کو پیچھے چھوڑ کر گھوڑا دوڑتا آگے عنبر کے پاس آ گیا۔

عنبر گھوڑے پر سوار جنگل کے دشوار گزار راستے پر چلا جا رہا تھا دل میں اس کے صرف ایک ہی خیال تھا کہ وہ اپنی بہن ماریا کو یہاں تلاش کرے اور دوسرے یہ کہ کیا جھیل نندن سر کے پانی سے اس کا جگری دوست ناگ دوبارہ زندہ ہو جائے گا کاہن نے پیچھے سے آ کر کہا۔

آپ کا کیا خیال ہے یہ جنگل کس شہر تک پھیلا ہوا ہے میرا خیال ہے کہ آپ تو اکثر ان علاقوں میں سفر کرتے رہے ہوں گے۔

عنبر نے کہا۔

یہ جنگل ہمالیہ کی ترائی تک پھیلتا چلا گیا ہے راستے میں دو ایک شہر ضرور آئیں گے اس جنگل میں خونخوار درندے بھی ضرور رہتے ہوں گے کم از کم ابھی تک تو ہمیں کوئی درندہ نہیں ملا۔

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ جنگل ابھی شروع ہوا ہے اسکے درمیان میں جب آپ پہنچیں گے تو آپ کو بہت سے خونخوار وحشی درندے ملیں گے مگر عام طور پر یہ درندے انسان کو دیکھ کر راستہ بدل لیتے ہیں ہاں اگر کوئی شیر آدم خور ہو یا ہاتھی مستی میں آ جائے تو وہ انسان پر حملہ ضرور کرتا ہے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس راستے سے اکثر تجارتی قافلے سفر کرتے رہتے ہیں۔

کاہن نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں رات گزارنے کے لئے ابھی سے کسی اچھی سی جگہ کو تلاش کر لینا چاہیے کیونکہ شام تو ہونے لگی ہے۔

عنبر بولا۔

یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر ایک پرانی بارہ دری ہے جس پر سیاہ پتھر کی چھت پڑی ہے ہم وہاں رات بسر کر سکتے ہیں اگر بارش ہو تو ہم محفوظ رہیں گے۔

جیسے آپ کی مرضی۔ کاہن نے کہا وہ بڑا خوش ہو گیا کہ آخر وہ رات آن ہی پہنچی جس رات کو اس نے عنبر سے اپنی تباہی کا بدلہ لینا تھا اس نے کسی بہانے ذرا پیچھے جا کر اپنے دونوں غلاموں کو خبردار کر دیا کہ وہ رات کو بارہ دری میں پڑاؤ ڈال رہے ہیں جنگل میں دو کوس چلنا شہر کے مقابلے میں بڑا مشکل ہوتا ہے چنانچہ جس وقت یہ لوگ بارہ دری میں پہنچے تو رات ہو گئی تھی یہ رات اندھیری تھی اس لئے کہ آسمان پر

چاند نہیں تھا ستارے نکلے ہوئے تھے جن کی ہلکی ہلکی روشنی جنگل کے درختوں کی وجہ سے نیچے نہیں آ رہی تھی۔

عنبر نے وہاں خشک لکڑیاں جمع کر کے الاؤ روشن کر دیا کاہن نے ہرن کے گوشت کے سوکھے ٹکڑے نکال کر انہیں آگ پر بھونا اور وہ مل کر کھانے لگے جنگل میں ہر طرف گہری خاموشی طاری تھی الاؤ کی روشنی میں تھوڑی دور تک درختوں کے تنے روشن ہو رہے تھے اس کے پیچھے گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا اتفاق سے اس طرف ایک مست ہاتھی نکل آیا وہ کئی روز سے جنگل کے اس علاقے میں پھر رہا تھا ہاتھی نے انسانوں کی بو سونگھی تو اس جگہ پر آ گیا جہاں الاؤ روشن تھا اور عنبر وغیرہ بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے تھے۔

ہاتھی آگ کو دیکھ کر ڈر گیا اور ذرا پرے کھڑے ہو کر اس نے سونڈ اوپر اٹھائی اور بڑے زور سے چنگھاڑا کاہن اور اس کے ساتھی گھبرا گئے

اس لئے کہ ان کی ساری زندگی مندروں میں گزری تھی جنگل میں نہیں انہوں نے کبھی سفر نہیں کیا تھا یہ ان کا پہلا تجربہ تھا جب کہ عنبر ہزاروں بار جنگلوں میں سے اکیلا گزر چکا تھا اس کے لئے ہاتھی یا شیر کی آواز کوئی ڈرا دینے والی بات نہ تھی اس نے کاہن سے کہا۔

آپ گھبرائیں نہیں اول تو ہاتھی انسانوں کو کچھ نہیں کہتے دوسرے یہ ہے کہ جب تک یہاں آگ جل رہی ہے کوئی درندہ ہمارے قریب بھی نہیں بھٹک سکتا۔

کاہن نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ساری رات آگ جلائے رکھنا چاہیے کیوں نہیں آگ تو ساری رات جلتی رہے گی۔

عنبر نے الاؤ میں بہت سی تازہ لکڑیاں ڈال کر اس طرف دیکھا جدھر سے اسے ہاتھی کے چنگھاڑنے کی آواز آئی تھی اندھیرے میں اسے ہاتھی کی آنکھیں چمکتی نظر آئیں اس نے محسوس کیا کہ ہاتھی مست ہو چکا ہے اور اگر انہوں نے آگ رات بھر نہ روشن رکھی تو وہ ضرور ان پر حملہ کر دے گا اس خیال کے ساتھ ہی اس نے آگ میں اور لکڑیاں ڈال دیں وہ چاہتا تھا کہ عنبر اب سو جائے تا کہ وہ اس کا جلد سے جلد کام کر سکے اس نے جمائی لے کر کہا۔

میرا خیال ہے اب ہمیں آرام کرنا چاہیے مجھے تو نیند آ رہی ہے عنبر نے بھی جمائی لیتے ہوئے کہا۔

نیند تو مجھے بھی آ رہی ہے دوستو!

کاہن اور اس کے دونوں وفادار غلام ایک طرف اور عنبر ایک طرف پڑ کر لیٹ گئے آسمان پر بادل گرجنا شروع ہو گئے کاہن نے کہا۔ اگر بارش شروع ہو گئی تو الاؤ کی آگ بجھ جائے گی کہیں ہاتھی ہم پر حملہ نہ کر دے۔

عنبر ہنس کر بولا۔

دوست! اتنا مت گھبراؤ خدا پر بھروسہ رکھو تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔

عنبر پر تھکاوٹ کی وجہ سے غنودگی طاری ہونے لگی تھی وہ بیٹھے بیٹھے بھی اونگھ رہا تھا چنانچہ لیٹتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ گہری نیند سو گیا کاہن جھوٹ موٹ خراٹے بھر رہا تھا محض عنبر پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ سو رہا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ عنبر گہری نیند سو گیا ہے تو اس نے آہستہ سے اپنے وفادار غلاموں کو ہلا کر جگایا۔

اٹھو دشمن سو رہا ہے اس پر وار کرنے کا موقع آ گیا ہے۔

دونوں غلام ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے اور چوکس ہو کر عنبر کو دور سے دیکھنے لگے الاؤ میں آگ اسی طرح روشن تھی کاہن نے غلام کے ہاتھ میں نیزہ دیا اور کہا۔

ایک ہی وار میں یہ نیزہ عنبر کی چھاتی سے پار کر دو۔

غلام نے اندھیرے میں سر جھکایا اور نیزہ ہاتھ میں لے کر دبے پاؤں عنبر کی طرف بڑھنے لگا عنبر بارہ دری کے فرش پر بڑے سکون کے ساتھ سو رہا تھا اسے یہ کبھی وہم بھی نہیں ہوا تھا کہ جو لوگ اسکے ساتھ سوداگروں کے بھیس میں سفر کر رہے ہیں اس کی جان کے دشمن ہیں وہ بے سدھ ہو کر پڑا تھا۔

غلام نے جھک کر عنبر کے سینے کو نیند میں اوپر نیچے ہوتے دیکھا اور پھر نیزہ بلند کر کے ایک ہی زوردار جھٹکے سے وہ نیزہ عنبر کے سینے میں گھونپ دیا اس کا خیال تھا کہ ایک چیخ جنگل میں بلند ہو گی عنبر کے سینے سے خون کا فوارہ چھوٹے گا اور وہ تڑپ تڑپ کر جان دے دے گا کیونکہ غلام نے نیزہ اس قدر زور سے مارا تھا کہ وہ واقعی عنبر کے سینے سے نکل کر نیچے زمین پر گر گیا تھا کاہن بھی دوسرے غلام کے ساتھ اٹھ کر عنبر کے پاس آ گیا تھا تا کہ اس کے تڑپنے کا نظارہ کر سکے مگر سب

سے پہلی شے جو وہ لوگ دیکھ کر حیران ہوئے یہ تھی کہ عنبر کے سینے سے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکل رہا تھا اور عنبر تڑپ بھی نہیں رہا تھا۔

عنبر سو رہا تھا کہ اس نے اپنے سینے میں ایک سوئی سی چبھتی محسوس کی تھی اس نے سوچا شاید کوئی چیونٹی اسے سینے پر کاٹ رہی ہے اس نے ایک ہاتھ سینے پر چیونٹی کو مسلنے کے لئے رکھا تو اس کا ہاتھ ایک نیزے سے ٹکرا گیا جو اس کے سینے میں ایک بانس کی طرح گڑا تھا اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ اس پر نیزے سے حملہ کیا جا چکا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ لوگ اس کے دشمن ہیں اور اسے مار ڈالنے کے لئے اس کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔

عنبر نے آنکھیں کھول کر ان سوداگروں کو دیکھا اور مسکرایا۔

کاہن تو ڈر کر پیچھے ہٹ گیا کہ یہ کون سے جن سے پالا پڑ گیا ہے کہ نیزہ سینے میں کھبا ہوا ہے اور وہ مسکرا رہا ہے خون بھی ہرگز نہیں بہہ رہا تھا غلام بھی ایک دوسرے کو تعجب سے دیکھ رہے تھے حیران تھے کہ یہ معاملہ کیا ہے عنبر نے دونوں ہاتھوں سے نیزے کو اپنے سینے میں سے باہر نکال کر پرے پھینک دیا کاہن نے تلوار نکال لی عنبر نے بھی تلوار میان سے کھینچ لی دونوں کا مقابلہ شروع ہو گیا مگر بہت جلد عنبر نے کاہن پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے کاہن کو اپنی موت سامنے صاف نظر آ رہی تھی اس نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا عنبر رات کے اندھیرے میں اسے دھکیلتا ہوا جنگل میں دور تک لے گیا۔

وہ ابھی اسے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے کہ وہ ایک انسان کے خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگنا چاہتا تھا اگرچہ اسے معلوم تھا اور ثابت ہو گیا تھا کہ کاہن نے اس کو قتل کرنے کی سازش کی تھی مگر عنبر نے پھر بھی کاہن کو معاف کر دیا تھا۔

کاہن نے پیچھے ہٹتے ہٹتے جنگل میں ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا

اس کے وفادار غلام اسے بے یارو مددگار چھوڑ کر دوسری طرف بھاگ گئے۔

عنبر واپس بارہ دری میں آ کر الاؤ کے پاس بیٹھ گیا وہ یہی چاہتا تھا کہ کاہن وہاں سے فرار ہو جائے اور کاہن جنگل میں فرار ہو چکا تھا۔

مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ جنگل کے اندھیرے میں مست ہاتھی کاہن کی موت بن کر انتظار کر رہا ہے کاہن اس جنگل سے ناواقف تھا وہ یونہی منہ اٹھائے اندھیرے میں دوڑا جا رہا تھا اسے ہاتھی کی چنگھاڑ سنائی دی وہ ڈر کر ایک جگہ رک گیا ہاتھی نے بھی کاہن کی بو سونگھ لی تھی وہ اس کی طرف بڑھنے لگا ایک بار پھر اس نے زور سے سونڈ ہلا کر چنگھاڑ ماری اب کاہن ڈر کر اٹھ بھاگا۔

یہ اس نے سب سے بڑی غلطی کی تھی اگر وہ بھاگنے کی بجائے کسی درخت پر چڑھنے کی کوشش کرتا تو شاید اس کی جان بچ جاتی مگر اس نے ایسا نہ کیا۔

ہاتھی اسے بھاگتے ہوئے بڑی آسانی سے شکار کر سکتا تھا اندھیرے میں کاہن ہاتھی کو نظر تو نہیں آ رہا تھا مگر وہ اس کی بو سونگھتا ہوا برابر اس کا پیچھا کر رہا تھا کاہن دوڑتے دوڑتے تھک گیا وہ یہ سمجھ بیٹھا کہ ہاتھی بہت پیچھے رہ گیا ہے اور وہ اب اسے نہیں شکار کر سکتا۔

لیکن یہ اس کی بھول تھی۔ ہاتھی ایک بار کسی انسان کی بو پا لے تو پھر کبھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا ہاتھی برابر کاہن کی بو پر لگا ہوا پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا جس وقت کاہن تھک کر ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا ٹھیک اس وقت مست ہاتھی نے پرانے گھنے درختوں کی آڑ میں کھڑے ہو کر کاہن کو اپنے شکار کو ایک نظر دیکھا اور ایسے خوفناک آواز میں دھاڑا کہ سارے کا سارا جنگل گونج اٹھا یہ خوفناک چنگھاڑ عنبر نے بھی دور بیٹھے سنی تھی وہ سمجھ گیا کہ کاہن ہاتھی کا شکار ہو رہا ہے اور اس کی

خیر نہیں۔ عنبر اب اگر چاہتا بھی تو کاہن کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ہاتھی کی چنگھاڑ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ شکار کے سر پر پہنچ چکا ہے۔

کاہن نے ہاتھی کی چنگھاڑ سنی تو گھبرا کر اٹھا اور جنگل میں دوڑنا شروع کر دیا اب ہاتھی بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگا لیکن ہاتھی کے سامنے کاہن کی رفتار بہت کم تھی چند ہی قدموں پر ہاتھی نے سونڈ آگے بڑھا کر کاہن کو جکڑ کر اوپر اٹھا لیا پھر اسے زور سے زمین پر پٹخ کر اس کو پاؤں سے مسل ڈالا کاہن کی آخری کمزور سی چیخ نکلی اور اس کے بعد جنگل میں گہری خاموشی طاری ہو گئی۔

عنبر سمجھ گیا کہ کاہن کا کام تمام ہو چکا ہے۔

آدم خور وحشی

ماریا وسطی ہندوستان کے خطرناک جنگلوں میں سفر کر رہی تھی۔

آج سے ایک ہزار برس پہلے ان جنگلوں میں بھیل اور دراوڑ قوموں کے وحشی اور آدم خور قبیلے آباد تھے یہ لوگ جنگلی جانوروں کا شکار کرتے تھے اور اکا دکا آدمی یا عورت کو دیکھ کر بھی شکار کر لیتے اور اسے بھون کر کھا جاتے بابا نے ماریا کو اسی آدم خور قبیلے سے خبردار کیا تھا مگر ماریا کو کوئی فکر نہیں تھی اس لئے کہ وہ تو کسی کو دکھائی نہیں دیتی تھی کوئی اسے دیکھے گا تو شکار کرے گا جب وہ نظر ہی نہیں آ رہی تھی تو پھر اس کو شکار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ بے فکر ہو کر گھوڑے پر سوار جنگل میں چلی جا رہی تھی دوپہر کے وقت وہ ایک

پہاڑی چشمے کے پاس رک گئی وہ گھوڑے سے اتر پڑی اس کے اترتے ہی گھوڑا دکھائی دینے لگا ماریا اب بھی اسی طرح غائب تھی ماریا نے گھوڑے کو گھاس چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور خود درختوں پر سے جنگلی پھل توڑ کر کھانے شروع کر دیئے چشمے کا ٹھنڈا پانی پیا اور درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کے بارے میں سوچنے لگی۔

اگر وہ خدا کی قدرت یا کسی کے جادو کے زور سے غائب نہ ہو گئی ہوتی تو اس کے لئے اکیلی سفر کرنا بہت دشوار ہو جاتا اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور دعا مانگی کہ اے خدائے عظیم اپنی مہربانی سے مجھے میرے بھائیوں سے ملا دے تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد وہ اٹھی گھوڑے پر سوار ہوئی اس کے ساتھ گھوڑا بھی غائب ہو گیا اور اس نے جنگل میں دوبارہ سفر شروع کر دیا اسے امید تھی کہ ایک رات جنگل میں بسر کرنے کے بعد وہ اگلے روز ضرور کسی شہر میں پہنچ جائے گی شام تک وہ سفر کرتی رہی جنگل اور زیادہ گہرا ہوتا جا رہا تھا اندھیرا بڑھنا شروع ہو گیا تھا اس خیال سے گھبرا سی گئی کہ یہ کم بخت جنگل ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا کہیں کھیتوں کا سلسلہ شروع نہیں ہوتا۔

اب وہ رات بسر کرنے کے لئے کسی جگہ کے بارے میں غور کرنے لگی وہ گھوڑے پر بیٹھی قدم قدم چلی جا رہی تھی گھاس کی وجہ سے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز بھی بلند نہیں ہو رہی تھی اچانک اسے دور ایک جگہ آگ روشن دکھائی دی وہ اس طرف بڑھنے لگی اس کا خیال تھا شاید وہاں کوئی بستی ہو جہاں سے اسے شہر کی طرف درست راستہ معلوم ہو جائے کیونکہ کبھی کبھی اسے یہ خیال بھی ستانے لگتا تھا کہ کہیں وہ راستہ تو نہیں بھول گئی اور جنگل میں ایک دائرے کی طرح ایک ہی جگہ پر چکر تو نہیں لگا رہی؟

آگ کا الاؤ ایک جگہ درختوں کے بیچ میں کھلی جگہ پر روشن تھا ماریا

گھوڑے پر سوار درختوں کے پیچھے آ گئی اس نے درخت کی شاخیں

ایک طرف ہٹا کر جو منظر دیکھا اس سے ماریا کے رونگٹے کھڑے ہو

گئے اس کے سامنے درختوں کے درمیان آگ کے الاؤ کے پاس کچھ

جنگلی وحشی زمین پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک نوجوان لڑکے کو

درخت کے ساتھ باندھ رکھا تھا آگ پر تیل کا کڑاؤ رکھا ہوا تھا صاف

معلوم ہو رہا تھا کہ یہ وحشی آدم خور لوگ ہیں اور اس لڑکے کو بھون کر

کھانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

درخت کے ساتھ بندھا ہوا لڑکا بے بسی کے عالم میں ادھر اُدھر دیکھ رہا

تھا اس کو اپنی اذیت ناک موت سامنے کھڑی دکھائی دے رہی تھی ان

وحشی آدم خوروں سے اس لڑکے کو اس وقت کوئی نہیں بچا سکتا تھا آدم

خور زمین پر بیٹھے اس لڑکے کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے

ایک آدم خور نے اٹھ کر تیل کے کڑاؤ میں لکڑی ڈال کر ہلانی شروع کر

دی بیٹھے ہوئے وحشی نے پوچھا۔

تیل ابھی کھولنا شروع نہیں ہوا۔؟

یہ ایک عجیب وغریب پرانی زبان میں باتیں کر رہے تھے جس کو کچھ

کچھ ماریا سمجھ رہی تھی تیل کے کڑاؤ کے پاس کھڑے آدم خور نے کہا۔

ابھی گرم ہو جائے گا۔

ہم اس دشمن کو کھا کر اس کے سارے قبیلے سے اپنی بے عزتی کا بدلہ

لیں گے۔ اس کے باپ کو جرات کیسے ہوئی کہ ہمارے قبیلے کے سردار

کی خواہش پر اپنی بیٹی کی شادی سے انکار کر دے ہم سردار کو اس کی

گستاخی کا مزا ضرور چکھائیں گے۔

ہم اس کی بھنی ہوئی کھوپڑی اپنے سردار کی خدمت میں پیش کریں

گے

آگ اور تیز کر دو۔ ہم زیادہ انتظار نہیں کر سکتے۔

ہاں ہاں آگ اور تیز کر دو۔ بھوک سے دم نکلا جا رہا ہے۔

وہ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے ماریا نے ان کی ساری باتیں سن لی تھیں گویا اس غریب کو محض اس لئے بھون کر کھایا جا رہا تھا کہ اس کے باپ نے دوسرے قبیلے کے سردار کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی نہیں کی تھی ماریا کو اس لڑکے پر بڑا ترس آیا اس نے سوچا کہ خواہ کچھ ہو جائے وہ اس کو وحشیوں کے شکنجے سے ضرور نجات دلا کر رہے گی۔

ماریا سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہتی تھی کہ تیل کے کڑاؤ کو الٹ دے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری وہ آگے بڑھنے ہی والی تھی کہ اس نے محسوس کیا درخت کے ساتھ بندھا ہوا لڑکا چپکے چپکے رسیوں کو کھولنے کی کوشش کر رہا ہے وہ بڑی خوش ہوئی کہ نوجوان کو زندگی سے محبت تھی اور وہ موت کے خلاف لڑنا جانتا تھا وہ بڑی دلچسپی سے لڑکے کو ہاتھ چلاتے دیکھنے لگی اس کے ہاتھ درخت کے پیچھے بندھے ہوئے تھے نوجوان درخت کے پیچھے بندھے ہوئے ہاتھوں کی انگلیاں سے رسی کی گرہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ماریا اس کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی اس نے گھوڑے پر سے جھک کر نوجوان کے ہاتھوں کی رسیوں کو کھولنے کی مدد دی نوجوان نے جب اپنے ہاتھوں کے ساتھ کسی دوسرے کی انگلیوں کو ٹکراتے محسوس کیا تو تعجب سے پلٹ کر پیچھے دیکھا مگر وہاں تو کوئی نہیں تھا اسے جلدی سے پیچھے پلٹ کر دیکھتے ایک وحشی نے دیکھ لیا اس نے وہیں سے آواز لگائی۔

اس کی رسیاں دیکھو شاید کوئی اس کی مدد کر رہا ہے۔

اس آواز کے ساتھ ہی دو آدم خور جلدی سے اٹھ کر نوجوان کی طرف لپکے انہوں نے درخت کے پیچھے جا کر اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں

کوغور سے دیکھا تو وہاں دو چار گرہیں کھلی ہوئی تھیں انہوں نے چیخ مار
کر کہا۔
اس نے رسیاں کھول ڈالی تھیں۔
فوراً رسیوں کو دوبارہ کس کر باندھا گیا وحشیوں نے نوجوان کے سر پر
زور زور سے مکے بھی مارے کہ اس نے بھاگنے کی کوشش کی تھی
نوجوان بے چارہ چپ ہو کر رہ گیا مگر اس کے دل میں ایک بات رہ رہ
کر امید کا چراغ روشن کر رہی تھی کہ وہ کون سی غیبی انگلیاں تھیں جو اس
کے ہاتھوں کو کھول رہی تھیں شاید وہ غیبی انگلیاں پھر اس کی مدد کو آ
جائیں ایک آدم خور نے کھڑے ہو کر کہا۔
دیر مت کرو۔ ہمیں بھوک لگی ہوئی ہے اس دشمن کے بیٹے کو کھولتے
ہوئے تیل کے کڑاؤ میں ڈال کر تل دو۔
سب آدم خوروں نے زور سے نعرے لگائے ماریا نے سوچا کہ اب
آگے بڑھ کر بے گناہ نوجوان کی مدد کرنے کا وقت آ گیا ہے نہیں تو یہ
ظالم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے ماریا نے سوچا کہ لڑکے کو رسیاں
کھول کر گھوڑے پر سوار کرا لینا چاہیے تاکہ اس کے ساتھ وہ بھی
غائب ہو جائے مگر اس کا اس نے پہلے کبھی تجربہ نہیں کیا تھا اگر فرض کر
لیا لڑکا گھوڑے پر غائب نہ ہوا تو اس کی سکیم ناکام ہو جائے گی بہر
حال اس نے آگے بڑھ کر پیچھے سے نوجوان کے ہاتھوں کی رسیاں
کھولنی شروع کر دیں۔
نوجوان نے جب ایک بار پھر اپنے ہاتھوں پر غیبی انگلیوں کو محسوس کیا تو
اسے بڑا حوصلہ ملا وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ اس کے دادا کی روح اس کی مدد کر
رہی ہے پھر اس نے سوچا کہ نہیں اس کی ماں کی روح اس کی مدد کو
وہاں آ گئی ہے اور اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کی رسیاں کھول رہی
ہے اس نے سرگوشی میں کہا۔

ماں!

ماریا نے آہستہ سے کہا۔

ہاں بیٹا!

لڑکے کو بڑا حوصلہ ہوا اس نے آہستہ سے کہا۔

ماں تم آ گئی ہو۔ میں جانتا تھا تمہاری روح میری مدد کو ضرور آئے گی جلدی کرو ماں! انہیں تو یہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

ماریا نے سوچا کہ اس نوجوان کو اب اسی وہم میں مبتلا رکھا جانا چاہیے کہ اس کی ماں کی روح اس کی مدد کر رہی ہے ماریا نے کہا۔

فکر مت کرو بیٹا میں تمہاری ماں کی روح ہوں میں تمہاری مدد کرنے آ گئی ہوں تم ایسا کرنا جب تمہارے ہاتھوں کی رسیاں کھل جائیں تو بھاگنا نہیں بلکہ اپنی جگہ چپ چاپ ہی بہانہ بنا کر کھڑے رہنا جیسے تمہارے ہاتھ درخت کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔

اچھا ماں۔

اور پھر جب میں اشارہ کروں تو یہاں سے بھاگ جانا میں تمہیں ان سے بچا لوں گی۔ سمجھے۔

سمجھ گیا ماں۔

ماریا نے نوجوان کی ساری رسیا کھول دیں لڑکے نے پھر بھی اپنے ہاتھ درخت کے پیچھے ہی باندھے رکھے ادھر وحشیوں نے آگ کے گرد رقص کرنا اور گانا شروع کر دیا کڑاؤ میں تیل کھولنا شروع ہو گیا تھا ایک وحشی نے کہا۔

لڑکے کو پکڑ کر لاؤ اور تیل کے کڑاؤ میں ڈال دو۔

ہاں جلدی کرو اس کی موت کا وقت آ گیا ہے۔

دو وحشی لڑکے کی طرف بڑھے ماریا اب چوکس ہو کر گھوڑے پر تیار ہو گئی جونہی وحشی نوجوان کے قریب آئے اس نے تلوار کھینچ کر پورے

زور سے ایک وحشی کے سر پر دے ماری اس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا وہ
چکرا کر گر پڑا دوسرے نے چیخ ماری ماریا نے دوسرے وحشی پر بھی وار
کیا وہ بھی زمین پر گر کے تڑپنے لگا ماریا نے لڑکے سے کہا۔

بھاگ جاؤ۔

نوجوان ایک طرف بھاگا ہی تھا کہ دو چار وحشیوں نے اسے زمین پر
گرالیا وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ ان کے ساتھیوں پر تلوار سے حملہ
نوجوان نے کیا ہے انہوں نے نوجوان کو ہاتھوں پر اٹھالیا اور کھولتے
ہوئے تیل کے کڑاؤ کی طرف بڑھنے لگے ماریا نے گھوڑے کو ایڑ لگائی
اور بانس زمین پر سے اٹھا کر تیل کے کڑاؤ کو دھکیل کر زمین پر گرا دیا
تیل آگ پر گرا ایک شور سا پیدا ہوا اور آگ بجھ گئی تیل سارے کا سارا
زمین پر بہہ گیا۔

وحشی پھٹی پھٹی آنکھوں سے کڑاؤ کو تکنے لگے ماریا نے اسی بانس سے
آدم خوروں پر حملہ کر دیا وہ چاروں طرف گھوم کر آتی اور وحشیوں پر
ڈنڈے برسانا شروع کر دیتی آدم خور ڈر کر بھاگنے لگے انہوں نے
سمجھا کہ ان پر کسی بدروح نے حملہ کر دیا ہے جدھر جس کا منہ اٹھا وہ اسی
طرف کو بھاگ گیا مگر جس سردار نے نوجوان کو پکڑ رکھا تھا وہ اسی جگہ
کھڑا رہا ماریا نے گرجدار آواز میں کہا۔

اے آدم خور قبیلے کے سردار! خبردار اگر تم نے اس لڑکے کو قتل کیا تو میں
تمہارے سارے بچوں کو ہلاک کر دوں گی میں اس جنگل کے
دیوتاؤں کی روح ہوں فوراً اس نوجوان کو یہاں چھوڑ کر بھاگ جاؤ
اور آئندہ کبھی اس پر ہاتھ نہ اٹھانا۔

آدم خور بڑے وہمی ہوتے ہیں وہ روحوں پر زبردست اعتقاد رکھتے
ہیں اس نے جو ایک بدروح کی آواز سنی تو نوجوان کو چھوڑ کر سجدے
میں گر گیا۔

اے روح! مجھے معاف کر دے میں آئندہ کبھی اس لڑکے کو تنگ نہیں

کروں گا میرے بچوں کو کچھ نہ کہنا میں تو مر جاؤں گا مجھ پر رحم کرو مجھ کو

معاف کر دے۔

جا میں نے تمہیں معاف کیا یہاں سے بھاگ جا اور خبر دار جو تم نے

پیچھے مڑ کر بھی دیکھا۔

وحشی نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

بہت اچھا حضور! میں ہر گز پیچھے مڑ کر نہیں دیکھوں گا اس کے

ساتھ ہی آدم خور سر پر پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگ گیا اب اس جنگل

میں رات کے اندھیرے میں صرف وہ نوجوان اور ماریا رہ گئے تھے

ماریا کو وہ نوجوان اپنی ماں کی روح سمجھ رہا تھا ماریا اسے اسی خیال میں

رکھنا چاہتی تھی اس نے کہا۔

میرے بیٹے! میں نے تمہاری مدد کی تمہاری جان بچا دی اب تم واپس

اپنے گھر جاؤ اب یہ لوگ کبھی تجھے تنگ نہیں کریں گے۔

نوجوان نے التجا کر کے کہا۔

ماں کیا تم میرے ساتھ گھر تک نہیں چلو گی۔

ماریا نے جھوٹ موٹ کی آہ بھر کر کہا۔

نہیں بیٹا! مجھے تمہارے ساتھ جانے کی اجازت نہیں بس میں اس

جنگل تک ہی آسکتی تھی اگر مجھے اجازت ہوتی تو ضرور تمہارے ساتھ

گھر تک جاتی اور تمہارے باپ سے ملتی اس لئے اب تم واپس گھر جاؤ

تمہیں راستے میں ڈر تو نہیں لگے گا ناں۔؟

نوجوان نے کہا نہیں ماں میں اس جنگل سے بالکل نہیں ڈرتا کیا تمہیں

معلوم نہیں جب میں چھوٹا سا تھا تو تم اس جنگل کی سیر کرانے لایا کرتی

تھیں پھر بھلا میں اس جنگل سے کیسے ڈر سکتا ہوں ڈر اگر تھا تو مجھے

اپنے دشمنوں سے تھا ان پر تمہاری وحشت کچھ اس طرح بیٹھ گئی ہے کہ

اب وہ کبھی ہمارے قبیلے پر ہاتھ اٹھانے کی جرائت نہ کریں گے۔

ماریا بولی۔

ہاں بیٹا! وہ کبھی تم لوگوں کو تکلیف نہیں دیں گے اب تم خوشی خوشی گھر واپس جاؤ اور اپنے باپ کو جا کر اپنی خوش خبری سناؤ۔

نوجوان نے ہوا میں ہاتھ اٹھا کر ماں کی روح کو سلام کیا اور چپکے سے جنگل میں ایک طرف چلتے ہوئے غائب ہو گیا جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو ماریا بڑی خوش ہوئی کہ اس کی وجہ سے ایک نوجوان آدم خوروں کا شکار بننے سے محفوظ رہا وہ گھوڑے پر سے اتر پڑی گھوڑے کو اس نے ایک درخت کے ساتھ باندھ ڈالا تیل گرنے سے آگ خود بخود بجھ گئی تھی مگر کہیں کہیں چنگاریاں سلگ رہی تھیں ماریا اسی جگہ گھاس کا بستر بچھا کر لیٹ گئی اور نیند کا انتظار کرنے لگی رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی تھوڑی دیر بعد اسے نیند نے آلیا اور وہ سو گئی۔

برے پھنسے

کاہن کی موت کے بعد صبح سویرے عنبر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اسے وحشی ہاتھی کا خطرہ ضرور تھا مگر اسے معلوم تھا کہ صبح کے وقت ہاتھی جنگل میں بہت کم نکلتے ہیں وہ درختوں کے ایک تختے سے باہر نکل کر ایک ندی کے کنارے آ گیا جو شمال کی طرف آگے جا کر دریائے جمنا سے دوبارہ مل جاتی تھی عنبر ندی کنارے دور تک چلتا گیا پھر ایک جگہ سے اس نے ندی پار کر لی اور دوسرے تختے میں داخل ہو گیا اس تختے سے وہ دو روز کے سفر کے بعد نکل گیا اس لمبے تھکا دینے والے سفر میں ایک عرصے کے بعد اسے بستی دکھائی دی۔

یہ مٹی کے کچے گھروں کی ایک چھوٹی سی بستی تھی جس کے ارد گرد کانٹوں

دار باڑ لگی تھی عنبر گھوڑے پر سوار ہو کر بستی میں داخل ہوا تو لوگ اس
کے ارد گرد جمع ہو گئے عنبر نے ان سے پوچھا کہ اس بستی کا نام کیا ہے
۔؟ایک بوڑھے نے آگے بڑھ کر عنبر کو بستی کا نام بتا دیا عنبر نے پوچھا۔

بابا! یہاں سے جھیل نندن سر کتنی دور ہے۔؟

بوڑھے نے حیرانی سے پوچھا۔

بیٹا! کیا تم جھیل نندن سر جاؤ گے۔؟

ہاں بابا میرا وہاں جانا بہت ضروری ہے۔

بوڑھے نے کہا۔

بیٹا جھیل نندن سر یہاں سے بہت دور ہے اگر تم صبح شام چلتے رہو تو
دس روز کے بعد وہاں پہنچ سکو گے۔

عنبر خاموش ہو گیا پھر اس نے بڑے میاں سے پوچھا۔

بڑے میاں جی کیا اس بستی میں مجھے رات بسر کرنے کو جگہ مل جائے گی

ہاں بیٹا۔تم میرے گھر رات ٹھہر سکتے ہو میرے گھر میں سوائے میری
ایک بیٹی گنگا کے اور کوئی نہیں رہتا۔

عنبر گنگا کے گھر آ گیا یہ گھر بستی کے دوسرے گھروں کی طرح کچا اور
ایک منزلہ تھا صحن میں رواج کے مطابق تلسی کا پیڑ لگا ہوا تھا گنگا پیڑ کے
نیچے بیٹھی چرخہ کات رہی تھی بوڑھے نے گنگا سے کہا۔

بیٹی گنگا۔! یہ نوجوان بھی تمہارا بھائی ہے یہ مسافر ہے اور رات ہمارے
ہاں بسر کرے گا اس کے لئے کھانا لے آؤ۔

اچھا بابا!

گنگا اٹھ کر کھانا لینے چلی گئی عنبر تخت پوش بیٹھ گیا اور بولا۔

بابا میں نے سنا ہے کہ آگے جنگل میں آدم خور قبیلے بھی رہتے ہیں کیا یہ
سچ ہے۔؟

بڑے میاں نے کہا۔

اگر تم بیٹا مشرق کی طرف دریا کے ساتھ ساتھ چل کر سفر کرو گے تو تم آدم خوروں سے بچ رہو گے جنگل میں کہیں کہیں ایسے وحشی لوگ آباد ہیں جو انسانوں کا گوشت تو نہیں کھاتے لیکن خون ضرور پیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ انسانوں کا خون پینے سے آدمی کا بدن جوان رہتا ہے حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔

میں دریا کے ساتھ ساتھ سفر کروں گا بابا۔

بڑے میاں نے کہا۔

کبھی کبھی اس قبیلے کے لوگ دریا پر پانی وغیرہ لینے کی غرض سے نکل آتے ہیں مگر ایسا مہینوں میں ایک آدھ بار ہوتا ہے تمہیں چاہیے کہ اس جنگل سے جتنی جلدی ہو سکے نکل جاؤ اس کے بعد آسام اور پھر کوہ قاف ہمالیہ کا وہ سلسلہ شروع ہو جائے گا جہاں جھیل نندن سر واقع ہے۔

اب گنگا کھانا لے کر آ گئی اس نے کیلے کے پتے بچھا کر کھانا ڈال دیا کھانے میں غریبانہ چیزیں مثلاً دال، کڑھی اور مچھلی تھی مچھلی انہوں نے گھر کے تالاب سے پکڑی تھی عنبر نے بڑے شوق سے یہ غریبوں کا کھانا کھایا اس نے بادشاہوں کے ساتھ شاہی محلوں میں بیٹھ کر کھانا کھایا تھا اور غریبوں کے جھونپڑوں میں بھی ایسا ہی کھانا کھایا تھا گنگا نے یہ سارا کھانا تیار کیا تھا عنبر نے کہا۔

گنگا بہن! تم نے بے حد اچھا کھانا پکایا ہے تمہاری جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے یہ بتاؤ کہ تم نے یہ کھانا پکانا کہاں سے سیکھا۔؟

بڑے میاں نے بتایا کہ اس نے گنگا کو بچپن ہی سے اچھا کھانا پکانے کی تربیت دی ہے اس نے کسی سے نہیں سیکھا صرف باپ اس کی مدد کرتا رہا تھا عنبر نے پوچھا۔

کیا گنگا بہن کی شادی ہو چکی ہے۔؟

بڑے میاں نے غم ناک آواز میں کہا۔

کیا بتاؤ بیٹے گھر میں غریبی ہے اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر بیٹی کے لئے دو چار چیزیں سونے کی بنوائی تھیں وہ ساہوکار زمین کے سود کے بدلے لے گیا ہے اب کہاں سود ادا ہوگا اور کہاں وہ زیور چھٹیں گے بس ان کو بھی گیا ہی سمجھو۔ خالی ہاتھ تو ہماری بستی میں کوئی بھی گنگا کے ساتھ بیاہ نہیں کرے گا۔

عنبر کو بڑا صدمہ ہوا کہ کمینے ساہوکار کی وجہ سے گنگا کی شادی رکی ہوئی ہے اس نے بڑے میاں سے پوچھا۔

بابا! ساہوکار کا مکان کہاں پر ہے۔؟

بوڑھے کنوئیں کے پاس ہے۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو بیٹا اور کچھ کھاؤ گے۔

شکریہ بابا۔!

ساری رات عنبر سوچتا رہا کہ وہ کس طرح گنگا بہن کی مدد کر سکتا ہے آخر وہ صبح کو اٹھا اور سیر کا بہانہ بنا کر بوڑھے کنوئیں کے علاقے میں آ گیا اس نے ایک جگہ سے ساہوکار کے مکان کا پتہ پوچھا۔

وہ سامنے والا مکان ساہوکار کا ہے جناب۔!

عنبر چپکے سے ساہوکار کے مکان کے دروازے پر آ گیا اس نے دربان سے کہا کہ اوپر جا کر پیغام دو کہ یمن سے ہیرے جواہرات کا بیوپاری آیا ہے اس عرصے میں جب کہ دربان اندر گیا عنبر نے زمین پر سے چند چھوٹے چھوٹے گول پتھر اٹھا کر انہیں ہتھیلی میں ملنا شروع کر دیا وہ دیکھتے دیکھتے ہیرے موتی بن گئے عنبر نے انہیں جیب میں ڈال لیا دربان نے آ کر کہا۔

سیٹھ صاحب آپ کو اندر بلا رہے ہیں۔

عنبر اندر گیا تو ساہوکار نے اٹھ کر عنبر سے ہاتھ ملایا اور پھر سر سے لے کر

پاؤں تک دیکھا سفر کرتے کرتے عنبر کے کپڑے میلے ہو گئے تھے

ساہوکار نے سوچا کہ یہ بھلا کیا یمن کا ہیرے جواہرات کا بیوپاری ہوگا

! پھر بھی اس نے ادب سے کہا۔

تشریف رکھیے۔

عنبر ایک کرسی پر بیٹھ گیا ساہوکار کا کمرہ بڑا شاندار تھا ساہوکار نے بڑی

بے نیازی سے کہا۔

کون سے ہیرے ہیں جی آپ کے پاس کیا میں دیکھ سکتا ہوں؟ عنبر

نے اسی بے نیازی سے جیب میں سے ہیرے جواہرات نکال کر

ساہوکار کے آگے رکھ دیے۔

ابھی تو یہی کچھ ہے میرے پاس۔

اتنے بڑے بڑے چمکدار اور قیمتی ہیرے دیکھ کر ساہوکار کی آنکھیں

پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس کی ساری زندگی ہیرے جواہرات کا کام

کرتے گزر گئی تھی اس نے آج تک ایسے جواہرات نہیں دیکھے تھے وہ

ایک ہیرے جواہر کو بڑے غور سے ہتھیلی پر رکھ کر دیکھ رہا تھا اس نے

پوچھا۔

کیا آپ ان ساروں کا و بیچنا چاہتے ہیں۔؟

اگر آپ خرید سکتے ہیں تو خرید لیجئے مگر میرا خیال صرف دو ایک ہیروں

کے فروخت کرنے کا ہے کچھ ہیرے آسام کے راجہ کو تحفے میں دینا

چاہتا ہوں۔

ساہوکار بڑا متاثر ہوا۔

اچھا تو آپ آسام کے راجہ کے ہاں جا رہے ہیں۔؟

جی ہاں اس کے بعد نیپال اور چین کے بادشاہوں کے پاس بھی

جانے کا ارادہ ہے۔

ساہوکار عنبر سے بہت متاثر ہوا اس نے اپنے لئے دو ہیرے پسند کیے

اور پوچھا۔

آپ ان کی کیا قیمت وصول کریں گے۔

عنبر کے لئے وہ دونوں ہیرے پتھر تھے پھر بھی وہ ساہوکار سے پوری پوری قیمت وصول کرنا چاہتا تھا ان ہیروں کی قیمت بھی بہت تھی وہ نایاب قسم کے ہیرے تھے یعنی ایسے جواہر جو بہت کم ملا کرتے تھے عنبر کو معلوم تھا کہ ساہوکار ان ہیروں کی قدر و قیمت سے اچھی طرح واقف ہے اس نے کہا۔

میں ان دو ہیروں کے آپ سے دو ہزار سونے کی اشرفیاں لے لوں گا صرف اس لئے کہ مجھے سفر کے لئے پیسوں کی ضرورت ہے۔

ساہوکار۔ بڑا خوش ہوا کیونکہ دو ہزار سونے کی اشرفیاں ان ہیروں کی بہت کم قیمت تھی اسکا خیال تھا کہ عنبر کم از کم چھ ہزار اشرفیاں طلب کرے گا ساہوکار نے اسی وقت ساری کی ساری رقم نقد ادا کر دی عنبر نے دونوں ہیرے اس کے حوالے کر دیے اور اشرفیاں لے کر گنگا کے گھر آ گیا اس نے سارے پیسے گنگا کے باپ کے آگے رکھ کر کہا۔

یہ رقم میں نے اپنا تھوڑا سا سونا فروخت کر کے حاصل کی ہے اسے آپ قبول کر کے گنگا بہن کے بیاہ کی تیاریاں کریں اور یہی سمجھیں کہ ایک بھائی نے اپنی بہن کو تحفہ دیا ہے۔

بوڑھے کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اس نے اشرفیاں لے کر اسی وقت گڑھے میں بند کر دیں عنبر نے تاکید کر دی کہ کل صبح اٹھتے ہی ساہوکار کے ہاں جا کر گنگا کا زیور سود کے پیسے دے کر واپس لے لیا جائے عنبر اگلے روز تک وہیں رہا بوڑھا صبح صبح رقم لے کر ساہوکار کے ہاں گیا اور سود کے پیسے دے کر کہا۔

سیٹھ جی! میری بیٹی کا زیور واپس دے دیں اور اپنی رقم رکھ لیں۔ ساہو کار بڑا حیران ہوا کہ بڑے میاں کہاں سے پیسے لے کر آیا بڑے

میاں نے کہا۔

سیٹھ جی! اپنا پیٹ کاٹ کر آپ کے لئے رقم جمع کی تھی بیٹی کا بیاہ کرنا ہے سوچتا ہوں مرنے سے پہلے یہ فرض بھی ادا کردوں۔

ہاں ہاں کیوں نہیں تم نے سود کی رقم دے دی ہے تو اپنا زیور واپس لے لو ضرور واپس لے لو ہم بھلا زیور رکھ کر کیا کریں گے۔

ساہوکار کا دل تو نہیں چاہتا تھا مگر اس کو زیور واپس ہی کرنا پڑا زیور لے کر بوڑھا واپس گھر آ گیا عنبر بڑا خوش ہوا اس نے بڑے میاں کو تاکید کی کہ دو چار روز کے اندر اندر گنگا کا بیاہ کر دیا جائے اسی روز دوپہر کو عنبر وہاں سے چلا گیا دوسرے روز بڑے میاں نے برادری کے چار آدمی بلا کر گنگا کا بیاہ کر دیا اور وہ ہنسی خوشی اپنے گھر جا کر آباد ہو گئی۔

تین چار دن بعد ایک بہت امیر سوداگر قافلے کے ساتھ اس بستی میں سے گزرا اس کو ہیرے جواہرات کا بڑا شوق تھا وہ ساہوکار کے ہاں جواہرات خریدنے کی غرض سے آیا ساہوکار بڑا خوش ہوا کہ اس نے عنبر سے جو ہیر خریدے تھے اب ان کی بھاری قیمت وصول کرے گا اس نے بڑے شوق سے دونوں ہیرے سوداگر کو دکھائے ہیرے بطخ کے انڈے کے برابر تھے اور واقعی بڑے نایاب تھے سوداگر انہیں دیکھ کر بڑا خوش ہوا اس نے قیمت پوچھی تو ساہوکار نے کہا۔

قیمت تو ان کی بہت ہے مگر آپ سے میں صرف دس ہزار اشرفیاں لوں گا اس لئے کہ آپ کو ان ہیروں کی قدر ہے۔

سوداگر نے کہا۔

بہت اچھا۔ ان ہیروں کو باندھ دیں۔

سوداگر تھیلی میں سے اشرفیاں نکالنے لگا اور ساہوکار ہاتھ میں ہیرے لے کر ٹوکری میں سے ریشمی کپڑا تلاش کرنے لگا جس میں ہیروں کو

رکھنا تھا۔

ابھی ہیرے اس کے ہاتھ میں تھے کہ اچانک ان کا رنگ بدلنا شروع ہو گیا پہلے ان کی چمک ختم ہوئی پھر وہ سیاہ پڑ گئے اور پتھر کے بن گئے سوداگر حیران رہ گیا ساہوکار کی چیخ نکل گئی یہ کیا ہو گیا میں لٹ گیا لوگو۔

لوگ وہاں جمع ہو گئے کسی کو یقین نہیں آتا تھا کہ ساہوکار نے جو ہیرے اتنے مہنگے خریدے ہوں وہ پتھر بن گئے ہوں مگر اب کیا ہو سکتا تھا ہیرے پتھر بن چکے تھے اصل میں وہ تو پہلے بھی پتھر ہی تھے سوداگر اپنی رقم بچا کر واپس چلا گیا اور ساہوکار اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

ٹھیک اسی وقت جب کہ عنبر جنگل میں سے گزر رہا تھا تو اس کی جیب میں پڑے پڑے ہیرے بھی پتھر بن گئے اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سارے کے ساتھ پتھر باہر نکال کر پھینک دیے اور دل میں بہت ہنسا کہ اس وقت ساہوکار کا کیا حال ہو رہا ہوگا یہ ہیرے اپنا کام کر چکے تھے انہوں نے گنگا کا بیاہ کروا کر اسے ہنسی خوشی اپنے گھر پہنچا دیا تھا اب ان کی کوئی ضرورت نہیں تھی وہ بے شک پتھر بن جاتے۔

عنبر ندی کنارے کنارے مشرق کے علاقے میں کنارے کنارے چل رہا تھا رات کو وہ ندی کے ایک چھوٹے سے پل پر آ گیا یہ پل ندی کے دونوں کناروں پر ایک درخت ڈال کر بنایا گیا تھا اس نے پل کو عبور کرنے کا فیصلہ کر لیا یہاں کانٹے دار جھاڑیاں اتنی زیادہ نہیں تھیں اور زمین پر بھی لانبی لانبی گھاس نہیں اگی ہوئی تھی عنبر گھوڑے سے اتر آیا لکڑی کی صندوقچی جس میں ناگ کی لاش تھی اس نے درخت کے ساتھ لٹکا دی گھوڑے کو کھلا چھوڑ دیا تا کہ وہ جی بھر کر گھاس کھائے اور پانی پی کر تازہ دم ہو جائے زمین پر اس نے ایک جگہ بستر بچھا دیا اور خود اس پر لیٹ کر سوچنے لگا کہ ابھی کتنی دیر اور اسے سفر کرنا ہوگا بڑے

میاں کے حساب کے مطابق تو ابھی کافی دنوں کا سفر باقی تھا بہر حال
اسے سفر کرنا تھا اور ضرور کرنا تھا جھیل نندن سر جا کر اس نے اپنے
دوست کی لاش کے ٹکڑوں پر جھیل کا پانی چھڑکنا تھا عنبر سفر کرتے
کرتے اکتا گیا تھا مگر یہ اس کے دوست کی زندگی کا سوال تھا ایک ایسا
دوست جس نے اس کی خاطر اپنی زندگی خطرے میں ڈال دی تھی۔
عنبر بستر پر لیٹا یہی کچھ سوچ رہا تھا کہ اسے آہٹ سی سنائی دی اس نے
سوچا کہ یہ اس کے گھوڑے کی ٹاپ کی آواز ہو گی جو قریب ہی درختوں
میں گھاس چر رہا تھا مگر دوسری بار اسے کچھ لوگوں کی سرگوشیاں بھی
سنائی دیں وہ چوکنا ہو گیا ضرور کچھ لوگ اس کے قریب کھڑے تھے
اس نے بستر پر سے اٹھ کر جھاڑیوں میں چاروں طرف دیکھا وہاں
کوئی بھی نہ تھا اس نے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا اور
خود بستر پر آ کر لیٹ گیا مگر اب اس کے کان سرگوشیوں اور آہٹ پر
لگے ہوئے تھے کافی دیر تک جنگل میں گہرا سناٹا رہا کسی قسم کی آہٹ اور
سرگوشی کی آواز دوبارہ سنائی نہ دی۔
عنبر کو خیال ہوا کہ شاید یہ اسکا وہم تھا کیونکہ اگر وہ کسی کے باتیں کرنے
کی آواز ہوتی تو وہ دوبارہ بھی سنائی دیتی وہ بڑے اطمینان سے
آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا ابھی اس پر غنودگی کا عالم
شروع ہی ہوا تھا کہ اسے وہی آہٹ دوبارہ سنائی دی اس نے آنکھیں
کھول دیں اور اندھیرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا آہٹ کی آواز
بند ہو گئی اور اب بہت دھیمی دھیمی سرگوشیاں سی سنائی دینے لگیں جیسے
کچھ سانپ دور بیٹھے پھنکار رہے ہوں۔
عنبر بستر سے اٹھ بیٹھا وہ ایک بار پھر گھوڑے کے پاس گیا اسے
پیار سے تھپکی دی درختوں اور کانٹے دار جھاڑیوں میں جا کر اچھی
طرح دیکھا مگر وہاں اسے کوئی بھی شخص یا سانپ نظر نہ آیا وہ بڑا حیران

ہوا کہ یہ کیسی آوازیں ہیں کہ وہ لیٹتا ہے تو سنائی دیتی ہیں اور جب اٹھ
کر جنگل میں گھومتا پھرتا ہے تو خاموش ہو جاتی ہیں کچھ دیر وہاں
کھڑے رہنے کے بعد وہ تیسری بار بستر پر آ کر لیٹ گیا اب اسے نیند
نہیں آ رہی تھی۔

وہ جاگ رہا تھا اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا تھا جنگل میں جھینگر بول
رہے تھے آسمان پر ستارے کہیں کہیں درختوں کی شاخوں میں سے
دکھائی دے رہے تھے عنبر کی آنکھیں کھلی تھیں ایک دم اس پر کسی نے
جیسے ایک درخت کاٹ کر پھینک دیا وہ ہڑبڑا کر اٹھنے لگا مگر اسے محسوس
ہوا کہ وہ درخت کی شاخوں میں جکڑ دیا گیا ہے اور کوشش کے باوجود
ہل جل نہیں سکتا اس نے غور سے دیکھا تو وہ ایک جال تھا جو درختوں
کی نرم ٹہنیوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا اور عنبر اس جال میں بری طرح
پھنس چکا تھا اب اسے کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دیں جو مینڈکوں کی
طرح ٹرا رہے تھے اور ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے عنبر کو ان
کی کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی انہوں نے عنبر کو جال سمیت اٹھا لیا اور
جنگل میں روانہ ہو گئے۔

﴿ختم شد﴾

یہ لوگ کون تھے۔؟
یہ عنبر کو جال میں جکڑ کر کہاں لے گئے۔؟
ماریا اور عنبر کی ملاقات کہاں اور کن حالات میں ہوئی۔؟
کیا ماریا غائب ہی رہی یا ظاہر ہو گئی۔؟
ناگ کیسے دوبارہ زندہ ہوا۔؟
ان سب سوالوں کا جواب آپ کو اس مسلسل
ناول کی اگلی قسط یعنی 19 قسط میں ملے گا۔

قبر کی آواز

ہمیشہ زندہ رہنے والا عنبر اور اس کا دوست ناگ
پھنی شہر ٹرائے سے نکل کر روم میں داخل ہوتے
ہیں جہاں دریائے نیل کے کنارے پراسرار اہرام
میں ان کی ملاقات ایک بھٹکی ہوئی روح سے ہوتی
ہے۔اور پھر کیا ہوتا ہے.........

ابھی پڑھیے ''اردو رسالہ'' پر

عنبر۔ناگ۔ماریا
قاتل ساتھی
قسط نمبر ۱۹
اے حمید
www.urdurasala.com

قاتل ساتھی

سنو پیارے بچو

عنبر پر جنگل میں بندروں کا ایک غول حملہ کرتا ہے عنبر بڑی مشکل سے ان سے جان بچا کر بھاگتا ہے۔ اتفاق سے وہ صندوقچی درخت کے ساتھ ہی لٹکی رہ جاتی ہے جس کے اندر اس کے دوست ناگ کی لاش پڑی ہے۔

ماریا پچھلے جنگل میں عنبر اور ناگ کی تلاش میں آگے بڑھی چلی آ رہی ہے۔ عنبر ناگ کی لاش لے کر ہمالیہ کے پہاڑوں کی طرف جا رہا ہے جہاں ایک مقدس جھیل کے پانی سے اس نے مرے ہوئے سانپ ناگ کی لاش کو پھر سے زندہ کرنا ہے۔

بندروں کا حملہ

آدم خور عنبر کو جال میں جکڑ کر جنگل کے اندر لے گئے۔ یہاں اسقدر اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دیتا تھا۔ عنبر کے گرد مضبوط رسّے کا جال لپٹا ہوا تھا۔ وہ جال میں اس بُری طرح سے جکڑا ہوا تھا کہ ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ اسے اپنی جان کی پرواہ نہیں تھی۔ اس لئے کہ اُسے معلوم تھا کہ وہ خود تو مر نہیں سکتا۔ اسے اگر پریشانی تھی تو اس بات کی تھی کہ وہ پیچھے درخت پر وہ صندوقچی لٹکتی چھوڑ آیا تھا جس میں اُس کے جگری دوست ناگ کی لاش کے ٹکڑے تھے۔ اگر وہ صندوقچی کسی آدم خور کے ہاتھ آ گئی۔ اور اس نے سانپ کے ٹکڑوں کو

بھون کر کھالیا۔ یا زمین کے اندر کسی جگہ دفن کر دیا تو عنبر ساری زندگی ناگ کو زندہ نہ کر سکے گا۔

اُس نے سوچا کہ صندوقچی جا کر لے آئے۔ مگر وہ کیسے واپس جا سکتا تھا مینڈک کی طرح ٹرٹراتے آدم خوروں نے تو اسے جال کے اندر جکڑ کر رکھدیا تھا وہ ہلنے جلنے کے بھی قابل نہیں تھا۔ اب تو وہ صرف یہی دعا کر سکتا تھا کہ کسی کی صندوقچی پر نظر نہ پڑے اور اس کے دوست ناگ کی زندگی بچی رہے۔ وحشی بونے اُسے کندھوں پر اٹھائے لئے جا رہے تھے۔ جنگل بڑا گہرا اور گھنا ہو گیا تھا۔ جھاڑیوں کے پتے اور درختوں کی شاخیں اُس کے جسم کو چھو رہی تھیں۔ اندھیرا گہرا تھا۔ عنبر نے آنکھیں پھاڑ کر اندھیرے میں اردگرد دیکھنے کی کوشش کی۔ مگر اُسے کوشش کے باوجود کچھ نظر نہ آیا۔ وہ صرف وحشی بونوں کے جسم ہی دیکھ رہا تھا۔ جو اُس کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

چلتے ہوئے وہ آپس میں کسی اجنبی زبان میں باتیں بھی کرتے جا رہے تھے۔ دنیا کی یہ پہلی زبان تھی جو عنبر کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ وگرنہ دنیا کے ہر قبیلے کی زبان فوراً سمجھ جاتا تھا۔ خدا جانے یہ کس مخلوق کی زبان تھی۔ بس یوں لگتا تھا جیسے بہت سے مینڈک آپس میں ٹرٹرا رہے ہوں۔ عنبر نے بہت کوشش کی کہ کچھ اُس کے پلے پڑ جائے مگر وہ ہر بار اُن کی زبان کا کوئی لفظ سمجھنے میں ناکام رہا۔ اُسے کچھ بھی معلوم نہیں تھا کہ وحشی لوگ اُسے کہاں لئے جا رہے ہیں۔ اتنا وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ آدم خور وحشی لوگ ہیں۔ اور اُسے بھون کر کھا جانے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ وہ خدا کے بھروسے پر چپ چاپ چلا جا رہا تھا۔ دل میں یہ ضرور سوچتا کہ دیکھئے آگے چل کر کیا ہوتا ہے!

آدم خور وحشی کسی جگہ رکنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ ایک ہی رفتار کے ساتھ عنبر کو اپنے کندھوں پر اٹھائے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے

آگے آگے چلتے جا رہے تھے۔عنبر کا سارا جسم درد کرنے لگا۔وہ بُری طرح جال کے رسوں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ایک بار تو اس نے تنگ آ کر زور سے کہا۔

''کمبختو!تم مجھے کہاں لئے جا رہے ہو؟''

مگر اُس کی آواز پر کسی نے دھیان نہ دیا۔اُسے کچھ آدم خور وحشیوں کی آپس میں ہنسنے کی آوازیں سنائی دیں۔یوں لگتا تھا جیسے وہ اُس کے فقرے کو سمجھ گئے ہیں۔اور خوش ہو رہے ہیں کہ عنبر پریشان ہے۔اپنی زبان سے کسی نے کچھ نہ کہا۔اگر وہ عنبر سے کچھ کہتے بھی تو وہ کچھ سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔عنبر نے راضی بہ رضا ہو کر گردن پیچھے پھینک دی۔اور آنکھیں بند کر لیں کہ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔جنگل میں ایک چھوٹی سی ندی آ گئی۔اس ندی کو پار کرنے کے بعد سامنے ایک گھاس کا چوڑا تختہ آ گیا۔جہاں چاروں طرف پہاڑی ڈھلان کے

اندر شہد کی مکھیوں کے چھتے کی طرح کے سوراخ بنے ہوئے تھے۔اور دو چار جگہوں پر مشعلیں جل رہی تھیں۔عنبر نے مشعلوں کی روشنی میں دیکھا کہ پتھر کے تقریباً ہر سوراخ میں ایک بندر بیٹھا خوخو کررہا ہے۔ آدم خور وحشی یہاں پہنچ کر رک گئے۔انہوں نے عنبر کو سروں پر سے اتار کے نیچے گھاس پر رکھ دیا۔پتھر کے سوراخوں میں سارے بندر اتر کر عنبر کے اردگرد شور مچانے لگے۔ایک بوڑھے سے آدم خور وحشی نے ڈنڈا لے کر بندروں کو وہاں سے بھگا دیا۔بندر پھر اپنے سوراخوں پر جا کر بیٹھ گئے۔اور جال میں پھنسے ہوئے عنبر کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے تکنے لگے۔

عنبر کو کچھ یوں محسوس ہوا جیسے آدم خور وحشی اُسے بندروں کی خوراک بنانے کے لئے وہاں لائے ہیں۔اگرچہ اسے یقین تھا کہ وہ مر نہیں سکتا۔پھر بھی اتنے خونخوار دانتوں والے بندر دیکھ کر اُس کے

جسم نے بھی ایک جھرجھری سی لی۔ آدم خور وحشی عنبر کو ڈولی ڈنڈا کر کے اٹھا کر پتھر کے ایک سوراخ کے اندر لے گئے۔ یہ سوراخ کچھ کھلا تھا۔ آدم خوروں نے اُسے پتھروں پر لا کر پھینک دیا۔ اور سوراخ کا منہ ایک بڑے سے پتھر سے بند کر کے چلے گئے۔ کچھ دیر تک باہر آدم خوروں کے ٹرانے کی آوازیں آتی رہیں۔ پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔

عنبر پہاڑ کے سوراخ کے اندر جال میں بندھا چپ چاپ پڑا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جتنی مصیبت میں وہ اس وقت پھنسا ہے پہلے کبھی نہیں پھنسا تھا۔ اس کی بہن ماریا اُس سے بچھڑ گئی۔ اُس کا وفادار گہرا دوست ناگ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر صندوقچی میں بند پڑا تھا۔ اور وہ خود جال میں جکڑا پہاڑ کی کھوہ میں لیٹا ہے، بے بس ہو کر۔ اُسے کچھ خبر نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہ آدم خور وحشی اُسے خود

بھون کر کھانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ یا بھُو کے بندروں کے آگے ڈال دیں گے؟

درخت کی چھال کے ریشوں سے بنا ہوا جال اب اُسے تنگ کرنے لگا تھا۔ اُس کا جسم درد کر رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ زور لگا کر جال میں سے آزاد ہو جانا چاہئے۔ اس خیال کے ساتھ ہی اُس نے زور لگانا شروع کر دیا۔ مگر رسیاں کچھ اس طرح اُس کے جسم کے گرد کس دی گئی تھیں کہ کافی دیر تک کوشش کرنے کے بعد وہ صرف اپنی ایک انگلی اور ایک انگوٹھے کو آزاد کرا سکا۔ ایک انگلی اور ایک انگوٹھے کی مدد سے اُس نے اپنے بازو کے گرد لپٹی ہوئی رسیوں کی گرہ کھولنے کی کوشش شروع کر دی مگر کافی دیر کی کوشش کے بعد بھی وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔

خدا جانے ان آدم خور وحشیوں کو گرہ لگانے کا کونسا طریقہ معلوم

تھا کہ رسی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی تھی۔عنبر نا کام ہو کر چپکا ہو
رہا۔اُس نے بہرام جن کو بلانے کے بارے میں سوچا۔پھر اُسے
خیال آیا کہ بہرام جن کو بار بار بلانا ٹھیک نہیں ہے۔کیونکہ اس طرح
سے جن تنگ آ کر اُلٹ کام کرنے شروع کر دیتا ہے۔اجنبی اگر اسے
کہیں کہ مجھے دریا پار کرادو۔تو وہ دریا کے عین درمیان میں جا کر ڈبو
دے گا۔اگر چہ بہرام جن کے ساتھ ابھی تک عنبر کے بہت سے
دوستانہ تعلقات تھے۔پھر بھی وہ اُس سے مدد مانگتے ہوئے گھبراتا
تھا۔وہ چاہتا تھا کہ بہرام جن سے اُس وقت تک مدد طلب کی جائے۔
جب وہ ہر طرف سے ناامید ہو گیا ہو۔اور اُس کے ساتھ کسی دوسرے
شخص کی جان کو بھی خطرہ پیش ہو۔اُسے اپنی جان کا تو کوئی خطرہ ہی
نہیں تھا۔

عنبر نے اپنے آپ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا اور انتظار

کرنے لگا کہ دیکھو اُس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ اس نے باہر جنگل کیطرف کان لگا دیئے۔ باہر جنگل میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ درختوں پر پرندے سو رہے تھے۔ کسی پرندے کے بولنے کی آواز نہیں آ رہی تھی، کبھی کبھی وقت بہت دور سے کسی شیر کے گرجنے کی آواز آ جاتی تھی۔ کچھ دیر بعد یہ آواز بھی بند ہو گئی۔ اب اُسے کچھ بندروں کے خوخیانے کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر یہ آوازیں بھی رُک گئیں۔ اور جنگل میں ایک بار پھر گہری خاموشی طاری ہو گئی۔

رات آہستہ آہستہ گزرتی رہی۔ اندھیرا دور ہوتا چلا گیا۔ پھر عنبر کو باہر جنگل میں چڑیوں کے چچہانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ سمجھ گیا کہ صبح ہو گئی ہے۔ جس سوراخ کے منہ پر جو بڑا سا گول پتھر رکھا تھا۔ اُس کی درزوں میں سے روشنی کی سفید سفید کرنیں اندر آنے لگیں۔ عنبر نے ساری رات پلک تک نہ جھپکی تھی۔ دن چڑھا تو اس پر

غنودگی طاری ہونا شروع ہوگئی۔ اور وہ سوگیا۔

جس وقت اُس کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ دروازے کا پتھر اپنی جگہ سے ہٹا ہوا ہے اور غار کے اندر صبح کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس روشنی میں اُس نے دیکھا کہ پہاڑ کی چھت زیادہ اونچی نہیں تھی۔ اگر وہ اٹھ کر کھڑا ہو جاتا تو اُس کا سر چھت سے ٹکرا جاتا۔ چھ سات آدم خور وحشی بونے ہاتھوں میں نیزے لئے اندر داخل ہوئے۔ اور اُسے اٹھا کر باہر میدان میں لے آئے۔ اُس نے دیکھا کہ آدم خوروں کے قد بڑے چھوٹے تھے۔ اور ان کے چہروں کے رنگ گہرے سانولے تھے۔ انہوں نے اپنے جسم پر سرخ اور نیلے رنگ کی شاید چربی ملی ہوئی تھی۔ جس سے ان کے جسم دن کی روشنی میں چمک رہے تھے۔ سروں پر بالوں کے گچھے تھے۔ اور آنکھوں میں بلی کی آنکھوں جیسی چمک تھی۔

عنبر نے چاروں طرف نظر گمائی۔ اس کے اردگرد بڑے بڑے تناور گھنے درخت تھے۔ اُوپر پہاڑی ڈھلان پر پتھر کے سوراخوں میں وہی بندر بیٹھے خوخو کر رہے تھے۔ وہ بار بار اپنے چھوٹے چھوٹے دانت باہر نکال کر عنبر کو دیکھ رہے تھے۔ آدم خوروں نے عنبر کو اٹھا کر ایک درخت کے نیچے ڈال دیا۔ اس کے دونوں ہاتھ کھول کر اُس کے سر کے پیچھے رسی سے باندھ دیئے گئے۔ وہ وحشی اُس کے گرد ناچنے لگے۔ وہ نیزے اُچھال اُچھال کر کود رہے تھے۔ اور کسی انوکھی زبان میں گیت بھی گا رہے تھے۔ وہ وحشی ذرا پرے بیٹھے ناک پکڑ کر باجہ بجا رہے تھے۔ چار وحشی عنبر کے سرہانے کھڑے اُس کے جسم کے اُوپر بار بار کٹورے میں سے کائی پانی چھڑک دیتے تھے۔ ایسے لگتا تھا۔ جیسے وہ کوئی مذہبی رسم ادا کر رہے ہیں۔

''کہیں وہ مجھے کسی دیوتا کے آگے قربان تو نہیں کر رہے؟''

عنبر نے سوچا۔ اور بڑے غور سے گردن اٹھا کر اپنے ارد گرد دیکھنے لگا۔ اُس کے ارد گرد بے شمار آدم خور وحشی اِدھر اُدھر سے آ کر دائرے کی شکل میں جمع ہو گئے تھے۔ اور بڑے غور سے اُسے تک رہے تھے۔ اُن کی آنکھوں میں چمک تھی۔ جیسے وہ اپنی زندگی کا کوئی بہترین تماشہ دیکھنے والے ہوں۔ ناچ ختم ہوا تو ایک وحشی نے ایک کچا ناریل لے کر زور سے عنبر کے سر کے قریب زمین پر دے مارا۔ ناریل اُسی وقت ٹوٹ گیا۔ وحشی نے ناریل کے ٹکڑے اٹھا کر اپنے ملازم کو دے دیئے۔ جس نے کہا کہ وہ اپنے بیمار باپ کے لئے لے جا رہا ہے۔

اب ایک بار زور سے ڈھول بجا۔ اور سفید پروں والی ٹوپی پہنے اس قبیلے کا سردار وہاں آ گیا۔ سردار کے دونوں ہاتھوں میں دو تلواریں تھیں وہ اگرچہ ادھیڑ عمر کا تھا مگر اُس کے چہرے پر سے بڑھاپے کے آثار نمایاں نہیں تھے۔ اُس کی آنکھوں کے اردگرد گہرے سرخ رنگ کے دائرے بنے ہوئے تھے۔ چہرے سے وحشت ٹپکتی تھی۔ سردار کو دیکھ کر آدم خور وحشیوں نے زور زور سے ناچنا شروع کر دیا۔ آخر سردار نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ ناچ یکدم بند ہو گیا۔ کمال کی بات جو عنبر نے دیکھی وہ یہ تھی کہ سردار کے ہاتھ اوپر اٹھاتے ہی بندروں نے بھی خوخو کرنی یکلخت بند کر دی۔ اور بالکل خاموش ہو گئے۔

سردار قدم بقدم چلتا عنبر کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ سارے آدم خور وحشی پرے پرے ہٹ کر ادب سے خاموش کھڑے ہو گئے۔

سردار بڑے غور سے عنبر کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اُس نے تلواریں اوپر اٹھا کر

ہوا میں لہرائیں۔اور اپنی زبان میں ایک نعرہ لگایا۔

نعرے کی آواز پر سارے وحشیوں نے بھی ایک جوابی نعرہ لگایا۔ نعروں کی گونج جنگل میں پھیل گئی۔ کچھ جانور پھڑ پھڑا کر درختوں پر سے اُڑ گئے۔ سردار وحشی اب پیچھے ہٹ گیا۔اس نے اوپر کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔اور خود ایک طرف پتھر کے چبوترے پر کھڑا ہو گیا۔عنبر نے سر اوپر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہے کہ پہاڑی پر سے بندروں کی قطار نیچے اتری چلی آرہی ہے۔اس قطار میں نیچے آ کر پہاڑ کے سوراخ والے بندر بھی شامل ہو گئے۔بندروں کے قد کتوں کی طرح اونچے اونچے تھے۔اور وہ بڑے وحشی انداز میں چیخ رہے تھے۔

عنبر کچھ پریشان سا ہو گیا۔کہ یہ کیا مصیبت اس کی طرف چلی آرہی ہے۔۔۔اسے اپنی جان کا کوئی خطرہ نہیں تھا مگر وہ یہ سوچ کر گھبرا گیا کہ اتنے سارے بندروں کو وہ کیسے پیچھے ہٹائے گا؟ سارے

بندر اُس کے گرد آ کر چکر لگانے لگے۔ وہ بار بار وحشی سردار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جیسے اس کے کسی اشارے کا انتظار کر رہے ہوں۔ وحشی سردار نے اپنا نیزہ ہوا میں لہرایا۔

نیزے کا ہوا میں لہرایا جانا تھا کہ خونخوار بھوکے بندر ٹوٹ کر عنبر پر حملہ آور ہو گئے۔ ایسے لگتا تھا جیسے انہیں کئی روز سے بھوکا رکھا گیا ہے۔ عنبر کے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے بندھے تھے۔ بندروں نے آ کر عنبر پر اپنے پنجے مارنے شروع کر دیئے۔ عنبر نے آنکھیں بند کر دیں۔ اور خیال ہی خیال میں کنیز کی روح کو یاد کیا۔ اس کے سوا اب اس کے پاس اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ اگر چہ وہ مر نہیں سکتا تھا۔ مگر اتنے سارے بندر ایک بار تو اس کی ساری کھال ادھیڑ سکتے تھے۔ بعد میں خواہ ساری کھال اپنے آپ جُڑ جاتی۔

کنیز کی رُوح خیال کرنے کے ساتھ ہی اس کے سامنے آن

کھڑی ہوئی۔اور مسکرا کر کہنے لگی۔

''عنبر!تم نے مجھے کس لئے یاد کیا؟''

عنبر نے بندروں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''اس ناگہانی مصیبت سے میری جان بچاؤ۔''

رُوح نے کہا۔

''مگر تم مر نہیں سکتے۔''

عنبر نے کہا۔

''ٹھیک ہے مگر ایسے لگتا ہے کہ آج یہ بندر مجھے مار کر ہی دم لیں گے۔دیکھتی نہیں ہو۔کیا لشکر کا لشکر مجھ پر حملہ کر چکا ہے۔''

کنیز کی رُوح نے مسکرا کر کہا۔

''فکر نہ کرو عنبر!ان کا ابھی بندوبست کرتی ہوں۔''

یہ کہہ کر رُوح غائب ہوگئی۔بندر بار بار عنبر کے سر پر اپنے پنجے مار

رہے تھے۔ اب کیا ہوا کہ اچانک درختوں کی طرف سے شہد کی مکھیوں کا ایک بادل سا اُڑتا ہوا آیا۔ اور آن کی آن میں وہ سارے بندروں کے ساتھ چمٹ گیا۔ بھڑوں نے جو بندروں کی آنکھوں پر کاٹا تو وہ بدحواس ہو کر چیخنے چلانے لگے۔ وحشی بڑے پریشان ہو گئے۔ شہد کی مکھیوں نے بندروں کو کاٹ کاٹ کر بُرا حال کر دیا۔ سارے بندر شور مچاتے، اپنے سروں پر زور زور سے پنجے مارتے ایک طرف کو بھاگ گئے۔ اور پیچھے مُڑ کر بھی نہ دیکھا۔ ساری شہد کی مکھیاں ان کے ساتھ ساتھ اُڑتی چلی گئیں۔

میدان بندروں سے خالی ہو گیا۔

آدم خور وحشی سردار نے نیزہ ہلا ہلا کر بندروں کو بلانے کی کوشش کی۔ مگر وہاں بندر ہوتا تو واپس آتا۔ وہ تو شہد کی مکھیوں کے حملے سے شکست کھا کر جنگل میں جس کا جدھر منہ اُٹھا گم ہو چکے تھے۔ آدم

خوروں نے اپنے سردار کی طرف دیکھا۔ سردار نے نیزہ ہوا میں لہرا کر اپنی زبان میں زور زور سے کچھ کہا۔ اس پر سارے وحشی نعرے لگانے لگے۔ پھر انہوں نے عنبر کو اٹھا کر دوبارہ اُسی پہاڑ کے غار میں بند کر دیا۔ صرف اس کے حلق میں تھوڑا سا دودھ ٹپکا دیا گیا تھا۔

عنبر دوپہر سے لے کر شام تک غار میں اکیلا پڑا رہا۔

وہ سوچتا رہا کہ دیکھیں اب یہ آدم خور وحشی اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ شام ہوگئی۔ کھوہ میں کوئی وحشی نہ آیا۔ پھر رات ہوگئی۔ باہر اُسے کچھ وحشیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور دوبارہ گہری خاموشی طاری ہوگئی۔ عنبر بڑا حیران تھا کہ یہ مینڈک نما لوگ کون ہیں؟

کہاں رہتے ہیں؟

اور کہاں سے آتے ہیں؟

رات گہری ہوگئی۔ ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ پرندوں کی آوازیں

بند ہو گئیں ۔ چاروں طرف ہو کا علم ہو گیا۔ ایک بار پھر آدم خور وحشیوں کے بولنے کی تیز تیز آوزیں سنائی دینے لگیں ۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ غار کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ آخر پتھر ایک طرف ہٹا دیا گیا۔ اور اندر مشعل کی روشنی پھیل گئی۔ اس روشنی میں عنبر کو کئی ایک آدم خور وحشی نظر آئے۔

اُنہوں نے اندر آتے ہی عنبر کو ڈولی ڈنڈا کر کے اٹھالیا۔ اور لیکر جنگل کی طرف چل پڑے۔ تھوڑی دور جا کر انہوں نے ایک درخت کے نیچے اُسے ڈال دیا۔ وحشی سردار نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ سارے کے سارے وحشی اپنے سردار کے پیچھے پیچھے درختوں کے اُوپر بندروں کیطرح چڑھ گئے۔ اور شاخوں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ عنبر درخت کے نیچے اکیلا پڑا تھا۔ اُس کے ہاتھ پاؤں رسیوں میں بندھے تھے' اچانک جنگل میں دور کسی شیر کی گرج سنائی دی۔

خُونی پنجر

سیر کی آواز کے ساتھ ہی عنبر سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہونیوالا ہے آدم خور وحشی اُسے کسی ایسے شیر کے آگے ڈال رہے تھے۔ جوانسانوں کے خون پینے کا عادی ہو چکا تھا۔ خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ وہ ایسا کیوں کرر ہے ہیں۔ جبکہ اگر وہ چاہتے تو خود عنبر کو بھون کر کھا سکتے تھے۔

بہر حال عنبر حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ شیر کی گرج ایک بار پھر سنائی دی۔ اس دفعہ اُس کی گرج سے معلوم ہوا کہ وہ قریب آ گیا ہے۔ شیر کی دہاڑنے کے ساتھ ہی جنگل میں گہرا سناٹا طارہ ہو گیا تھا۔ اس قدر گہری خاموشی چھا گئی کہ اگر وہاں پر سوئی بھی

گرادی جاتی تو اُس کی آواز بھی آ جاتی۔

شیر بہت قریب آ گیا تھا۔ اور اُسے دبے پاؤں درختوں کے عقب میں آگے بڑھتے آدم خوروں نے دیکھ لیا تھا۔ وہ درختوں پر بندروں کی طرح چھپے بیٹھے تھے۔ اور خاموش تھے۔ کسی وقت عنبر کو زمین پر لیٹے لیٹے درختوں پر اُن کی بلی جیسی مکار آنکھیں چمکتی نظر آ جاتی تھیں۔ دفعتاً جنگل شیر کی خوفناک دہاڑ سے گونج اٹھا۔ یہ دھاڑ بے حد قریب سے آئی تھی۔ عنبر نے سر اٹھایا تو شیر اس سے دس گز کے فاصلے پر کھڑا تھا زرد رنگ کا یہ شیر بہت اونچا لمبا تھا۔ اور اس کی آنکھیں انگاروں کی مانند دہک رہی تھیں۔ وہ اپنا جبڑا کھول کر غرایا تو اُس کے سامنے کے دو لمبے دانت نظر آئے جو خنجروں کی طرح چمک رہے تھے۔

عنبر نے آنکھیں بند کر لیں۔ ڈر کی وجہ سے نہیں بلکہ شیر سے

مقابلہ کرنے کے خیال سے۔ اب وہ کنیز کی روح کو دوسری بار تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ اس سے خود ہی نپٹنا چاہتا تھا۔ شیر نے چھلانگ لگائی۔ اور عنبر کے اوپر آن گرا۔ عنبر نے شیر کا معمولی سا بھی دباؤ محسوس نہ کیا۔ وہ پوری طرح مقابلے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔ شیر نے پوری طاقت سے عنبر کے سر پر پنجہ مارا۔ اور اُلٹ کر پرے جا گرا۔ شیر کو یوں لگا جیسے اس نے کسی پتھر کی چٹان کو پنجہ مارا ہو۔ اس کا پنجہ زخمی ہو گیا۔ شیر بڑا حیران ہوا کہ یہ کس قسم کا انسان ہے کہ اس کا سر پتھر کی طرح سخت ہے۔ شیر نے دوسری بار پنجہ مارا تو عنبر کے سر سے ٹکرا کر اُس کا ایک ناخن ٹوٹ گیا۔ مگر عنبر کو کچھ بھی نہ ہوا۔

اس عرصے میں عنبر نے زور لگا کر اپنے دونوں ہاتھوں کی رسیاں کھول لی تھیں۔ درختوں پر بیٹھے ہوئے وحشی یہ سارا منظر بڑی حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ کہ شیر کے حملے سے انسان کے جسم سے خون کا

ایک قطرہ بھی نہیں نکل رہا۔ حالانکہ اس کے پہلے ہی پنجے کی مار سے عنبر کی کھوپڑی کے ٹکڑے اڑ جانے چاہئیں تھے۔ لیکن عنبر کا کچھ بھی نہ بگڑا تھا۔ شیر غصے میں آ کر گرج کر ایک بار پھر عنبر پر حملہ کرنے آیا۔ جونہی وہ عنبر پر گرا، عنبر نے اُس کے گلے میں رسی ڈال کر اُسے مروڑنا شروع کر دیا۔ شیر نے عنبر کے چنگل سے نکلنے کی بیحد کوشش کی۔ وہ سٹ پٹایا۔ اُس نے غضب ناک ہو کر خوفناک انداز میں عنبر کے سر پر پنجوں کی بارش کر دی۔ مگر عنبر پر کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ برابر رسی کو کس رہا تھا۔

رسی میں بل پڑتے گئے اور شیر کا دم گھٹنے لگا۔ اُس کے گلے سے خر خر کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئیں۔ اُس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہونا شروع ہو گئے۔ اور آنکھیں باہر کو اُبل آئیں۔ عنبر رسی کو کستا چلا گیا یہاں تک کہ شیر کے گلے سے ایک آخری گھٹی گھٹی چیخ نکلی۔ اُس کی

آنکھیں اُبل کر باہر آ گئیں۔ اور وہ بے دم ہو کر عنبر کے پہلو میں زمین پر گر پڑا۔ یہ سارا ماجرا دیکھ کر آدم خور وحشی تو دنگ رہ گئے۔ وہ شور مچاتے ہوئے درختوں سے نیچے اتر آئے۔ اور عنبر کے جسم پر نیزے مارنے لگے۔ اُن کو یہ صدمہ تھا کہ عنبر نے ان کے جنگل کا ایک خوبصورت بادشاہ ہلاک کر دیا تھا۔

وحشی سردار نے ہاتھ بلند کر کے سب کو پیچھے ہٹا دیا۔ اور خود آگے بڑھ کر عنبر کے چہرے کا بڑے غور سے مطالعہ کیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عنبر کے جسم پر شیر کے پنجے کی ایک معمولی سی خراش بھی نہیں آئی تھی۔ اُس نے جھک کر شیر کو بھی دیکھا۔ شیر کی آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی تھیں۔ اور رسی اس کے گلے کی کھال کے اندر تک گھُس گئی تھی۔ پھر وحشی نے زور زور سے چلا کر اپنے آدمیوں کو کچھ کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ انہیں عنبر کے خلاف کوئی حکم دے رہا ہے۔

سردار کا حکم سنتے ہی وحشیوں نے زور سے چیخ ماری۔ اور عنبر کو گھسیٹتے ہوئے اسی جگہ پر لے آئے۔ جہاں سے وہ چلے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ زمین پر گھسٹنے سے عنبر کی کھال اُدھڑ گئی ہو گی مگر ایسا نہیں تھا۔ عنبر بالکل صحیح سلامت تھا۔ وحشی سردار کے حکم سے عنبر کو ایک بار پھر کھوہ کے اندر قید کر کے اُس کے منہ پر بھاری پتھر رکھ دیا گیا۔ عنبر تیسری بار وہاں قید ہو کر پڑ گیا۔ وہ بڑا تعجب کر رہا تھا۔ کہ آخر یہ آدم خور وحشی اُس سے کیا چاہتے ہیں۔ اگر وہ اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو ہلاک کیوں نہیں کرتے؟

ان کم بختوں پر عنبر کی طاقت کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ خدا جانے وہ کس شئے کا انتظار کر رہے تھے۔ عنبر پتھر کے فرش پر ساری رات پڑا رہا۔ رات گزر گئی۔ سن نکل آیا۔ عنبر کو باہر ڈھولوں کے بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وحشی ڈھول کی تال پر رقص کر

رہے ہیں۔ اتنے میں ایک بار پھر پتھر ایک طرف ہٹا کر دو چار وحشی اندر آ گئے۔ انہوں نے عنبر کو اپنے کندھوں پر رکھا اور اٹھا کر باہر لے آئے۔

اس دفعہ باہر کا منظر بالکل ہی نیا اور عجیب وغریب تھا۔ چاروں طرف آدم خور وحشی رنگ برنگ پھولوں کے ہار گلے میں ڈالے کھڑے تھے۔ ڈھول بج رہے تھے۔ کچھ وحشی ایک طرف رقص کر رہے تھے۔ درمیان میں چبوترے پر سرخ رنگ کی ریت بچھی تھی۔ اس ریت پر سفید جنگلی پھولوں کے ہار پڑے ہوئے تھے۔ عنبر کو لا کر اس چبوترے پر لٹا دیا گیا۔ قریب ہی ایک جگہ آگ جل رہی تھی۔ اور اس کے اوپر ایک لوہے کا کڑاؤ رکھا تھا۔ جس میں تیل گرم ہو رہا تھا۔

''یہ تو مجھے بھون کر کھانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔''

عنبر نے سوچا۔ اور ایک دم ہنس پڑا۔ وحشیوں نے اُسے حیرانی سے دیکھا کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے کہ موت کے سامنے کھڑا ہو کر بھی مسکرا رہا ہے۔ اتنے میں سردار نمودار ہوا۔ آج اُس نے بھی سروں پر طوطے کے سبز پروں کا تاج پہن رکھا تھا۔ اور گلے میں سرخ سبز پتھروں کی مالائیں لٹک رہی تھیں۔ اُس کے ہاتھ میں ایک لمبی تلوار تھی۔ سردار کو دیکھتے ہی زور زور سے ڈھول بجنے لگے اور وحشیوں نے اچھل اچھل کر رقص کرنا شروع کر دیا۔ ادھر الاؤ میں آگ تیز کر دی گئی۔ کڑاہے میں تیل نے کھولنا شروع کر دیا۔

جب رقص کی دھن اپنی انتہا کو پہنچ چکی تو سردار نے تلوار اٹھا کر زور سے ایک چیخ ماری۔ اور چاروں طرف سناٹا طاری ہو گیا۔ سردار نے اپنی زبان میں تقریر کرنی شروع کر دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا امینڈک بول رہا ہے۔ اپنی تقریر میں وہ بار بار عنبر کی طرف

ہاتھ سے اشارہ کرتا۔ جس پر وحشی زور سے نعرہ لگاتے تقریر ختم کر کے اُس نے تلوار اٹھا کر زور سے زمین میں گاڑ دی۔

اس کے ساتھ ہی چار آدم خور وحشی لمبے لمبے نیزے لے کر عنبر کی طرف بڑھے، ان کے نیزوں کی نوکیں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ عنبر کے قریب آ کر چاروں گھیرا ڈال کر کھڑے ہو گئے۔ نیزے انہوں نے ہاتھوں میں پکڑ رکھے تھے۔ اور نیزوں کا نشانہ عنبر کے دل کی طرف تھا۔ اب وہ شاید سردار کے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ سردار نے جب دیکھا کہ ہر شے تیار ہے تو اس نے تلوار لہرا کر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ سردار کے حکم ملنے کی دیر تھی کہ بھیانک چیخوں کے ساتھ چاروں کے چاروں وحشی آدم خوروں نے پوری طاقت کے ساتھ چاروں نیزے عنبر کے دل کے آس پاس میں عنبر پر حملہ کر دیا۔ وحشیوں کے خیال کے مطابق عنبر کو ایک خوفناک چیخ مارنی چاہیے تھی۔

اور اس کے جسم سے خون کا فوارہ اچھلنا چاہیے تھا۔ مگر دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں ہوئی تھی۔ نہ تو عنبر کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔ اور نہ اس کے جسم سے خون نکلا تھا۔

سردار نے ایک بار پھر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

وحشیوں نے چاروں نیزے عنبر کے بدن سے کھینچ کر نکالے اور دوسری بار پھر پوری طاقت سے گھونپ دیئے۔ مگر اس دفعہ بھی کچھ نہ ہوا۔ عنبر اُن وحشیوں کی طرف دیکھ کر مسکراتا رہا۔ اور خون کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔ وحشیوں نے سردار کا حکم پا کر دھڑا دھڑ عنبر کے جسم پر نیزوں کی بارش کر دی۔ نیز عنبر کے جسم میں کھبتا۔ زخم کا منہ بنتا۔ اور نیزے کے باہر نکلتے ہی زخم کا منہ دوبارہ بند ہو جاتا۔ اور خون ذرا سا بھی نہ نکلتا۔ یہ حالت دیکھ کر سردار آگے بڑھا۔ اور جھک کر بڑے غور سے عنبر کے جسم کو دیکھنے لگا۔

وہ ان جگہوں کو دیکھ رہا تھا۔ جہاں جہاں نیزے کھُبے تھے۔ وہاں زخم اس طرح آپس میں مل گئے تھے کہ لگتا تھا کبھی کسی نے یہاں کیل تک نہیں چبھوئی۔ سردار بڑا حیران ہوا کہ یہ آخر ماجرا کیا ہے۔ اُس نے سوچا کہ یہ شخص ضرور کوئی جادوگر ہے۔ اور اپنے جادوگر کے زور سے بچ رہا ہے۔ سردار کو معلوم تھا کہ جادوگر کے سر پر اگر تلوار مار کر اُسے دو ٹکڑے کر دیا جائے تو جادو کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اس خیال کے ساتھ ہی اُس نے عنبر کی طرف دیکھ کر بڑے زور سے قہقہہ لگایا۔ اور تلوار لہرا کر پوری طاقت سے عنبر کے سر پر دے ماری۔

سردار بڑا طاقت ور آدمی تھا۔ اُس کے بازوؤں میں ابھی تک بڑا زور تھا۔ اُسے اتنا معلوم تھا۔ اگر وہ یہ وار پتھر پر کرتا تو وہ دو ٹکڑے ہو جاتا۔ مگر عنبر کی کھوپڑی پر کچھ اثر نہ ہوا تھا۔ الٹا تلوار اُچٹ کر دور جا گری تھی۔ جیسے وہ کسی سنگ مرمر کے پہاڑ سے ٹکرا گئی ہو۔ سردار نے

غصے میں آ کر زمین پر سے تلوار اٹھائی اور عنبر کے سر پر زور زور سے
مارنی شروع کر دی۔ جیسے وہ قیمہ کرنا چاہتا ہو۔ تلوار عنبر کی کھوپڑی پر
پڑتی تو ایسے آواز آتی جیسے لوہا پتھر سے ٹکرا رہا ہو۔ چھ سات واروں
کے بعد تلوار ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اور سردار کے ہاتھ میں
صرف دستہ پکڑا رہ گیا، سردار نے غصے میں آ کر عنبر کے سر پر ایک پتھر
اٹھا کر دے مارا کہ شاید پتھر ہی سے اس کا سر کچلا جائے۔ مگر عنبر کے سر
پر معمولی سی بھی خراش نہیں آئی تھی۔ خون کی ایک لکیر تک بھی نہیں تھی۔
سردار نے نعرہ لگا کر اپنے ساتھیوں سے کچھ کہا۔ کڑاہے میں تیل
کھول رہا تھا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر لمبے لمبے بانسوں کی مدد سے
کھولتے ہوئے گرم گرم تیل کے کڑاہے کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اور
جہاں عنبر زمین پر پڑا تھا۔ اُس کے اوپر لے آئے۔ سردار نے ہاتھ ہلا
کر اشارہ کیا اور پرے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ وحشیوں نے حکم ملتے ہی

تیل کی کڑاہی عنبر کے اوپر انڈیل دی۔ اس دفعہ انہیں پکا یقین تھا کہ تیل کھول رہا ہے عنبر پر جونہی پڑا وہ تل کر کباب بن جائے گا۔ مگر اس بار بھی انہیں سخت ناکامی ہوئی۔

گرم گرم کھولتا ہوا تیل عنبر کے اوپر گر گیا۔ مگر وہ مسکراتا رہا۔ اُسے یوں محسوس ہوا۔ جیسے کسی نے کنوئیں میں سے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی نکال کر اس کے اوپر ڈال دیا ہو۔ اس کے جسم کا کباب ہونا تو بڑے دور کی بات تھی۔ اس کے بدن پر کہیں ایک آبلہ تک نہ پڑا۔ اب سردار اور دوسرے آدم خور وحشی سکتے میں آ گئے تھے۔ سردار تو ششدر ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی تھیں۔ اور وہ خوف زدہ ہو کر عنبر کو دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ اچانک جھک کہ زمین پر گر کر عنبر کو سجدہ کرنے لگا۔ سردار کو زمین پر گرتے دیکھ کر سارے کے سارے وحشی عنبر کے آگے سجدے

میں گر گئے۔ عنبر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں کہا کہ رسیاں کھول کر اسے آزاد کیا جائے۔ سردار آگے بڑھا۔ اور اس نے بڑے ادب سے اور بڑی جلدی جلدی عنبر کے جسم کے گرد لپٹی ہوئی جال کی رسیاں کاٹنا شروع کر دیں۔ دوسرے وحشی بھی سردار کی مدد کرنے لگے۔ عنبر آزاد ہو کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ اُن کمبخت وحشیوں نے اسے زور زور سے جال میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے سامنے سارے وحشی سر جھکا کر ہاتھ جوڑ کر دو زانو بیٹھے تھے۔ عنبر نے محسوس کیا کہ وہ اُن کا بادشاہ ہے۔ اور باقی سارے وحشی اس کے غلام ہیں۔

''ایک طرف ہٹ کر بیٹھ جاؤ۔''

عنبر نے بلند آواز میں کہا۔ کوئی بھی اس کی زبان کو نہ سمجھ سکا۔ مگر سارے کے سارے وحشی پرے ہٹ کر بیٹھ گئے۔ سردار اس کے قدموں میں ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا۔ عنبر اٹھ کر اس درخت کی طرف چل

پڑا۔ جہاں شاخ کے ساتھ اس کے دوست کی لاش کے ٹکڑے لٹک رہے تھے۔ سارے وحشی غلام جانوروں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے آئے۔ عنبر درخت کے پاس جا کر رک گیا۔

صندوقچی ابھی تک ٹہنی کے ساتھ لٹک رہی تھی۔ عنبر نے حکم دیا کہ شاخ پر سے صندوقچی کو اتار دیا جائے۔ فوراً دو وحشی درخت پر چڑھے اور انہوں نے بڑے احترام کے ساتھ صندوقچی کو ٹہنی پر سے اتار کر عنبر کے قریب زمین پر رکھ دیا۔ اور خود ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے عنبر نے صندوقچی اٹھائی اور واپس چبوترے پر آ کر بیٹھ گیا، اب اُسے یہ فکر تھی کہ اس کا گھوڑا کہاں چلا گیا ہے؟

''میرا گھوڑا کہاں ہے''؟

سارے کے سارے وحشی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ وہ کچھ بھی نہ سمجھ سکے تھے۔ کہ عنبر انہیں کیا کہہ رہا ہے۔ عنبر نے ایک بار پھر

اپنے سوال کو دہرایا۔ مگر اس بار بھی کسی کے پلے کچھ نہ پڑا۔ آخر اس نے وحشی سردار کو قریب بلا کر اشاروں میں گھوڑے کی نقل اتار کر سمجھایا کہ اس کا گھوڑا کہاں ہے؟ سردار نے مسکرا کر دیکھا اور پھر اپنی زبان میں مینڈک کی طرح ٹرا کر وحشیوں سے کچھ کہا۔ دو وحشی لپک کر اٹھے۔ اور بجلی ایسی تیزی کے ساتھ جنگل میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے تو ان کے ساتھ عنبر کا عربی نسل کا گھوڑا بھی تھا۔ انہوں نے گھوڑا عنبر کی خدمت میں پیش کیا۔ اور بڑے ادب سے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔

سردار نے زور سے ایک چیخ ماری۔ ڈھول زور زور سے بجنے لگے۔ اور وحشیوں نے پھولوں کے ہار عنبر کے گلے میں ڈالنے شروع کر دیئے وہ ہار عنبر کے گلے میں ڈالتے۔ جھک کر اُس کے قدموں کو ہاتھ لگا کر چومتے اور اس کے گرد رقص کرنا شروع کر دیتے۔ عنبر

خاموشی سے چبوترے پر بیٹھا یہ تماشہ دیکھتا رہا۔ اس کی گردن ہاروں سے لدگئی۔ اس نے ہار اتار کر چبوترے پر رکھ دیئے۔ دیکھتے دیکھتے سارے وحشی ان ہاروں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں تبرک سمجھ کر اپنے اپنے گلے میں ڈال کر خوشی سے ناچنے لگے۔

عنبر نے وحشی سردار کے کندے پر ہاتھ رکھکر پوچھا۔

''یہ جنگل کہاں جا کر ختم ہوتا ہے''؟

سردار بڑی مشکل سے عنبر کی بات سمجھ سکا۔ پھر اُس نے اپنی زبان میں عنبر کو بتایا کہ دو دن کے سفر کے بعد یہ جنگل ختم ہو جاتا ہے۔ اور آسام کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ عنبر اتنی سی بات کافی دیر کے بعد سمجھا۔ عنبر نے سردار سے کہا کہ اب وہ واپس جانا چاہتا ہے۔ سردار نے ہاتھ جوڑ کر کچھ اس قسم کی بات کی کہ ابھی وہ نہ جائے۔ وہ اُسے اپنا سورج دیوتا سمجھتے ہیں۔ اگر وہ چلا گیا تو ان کے ہاں غلے کا قحط پڑ

جائے گا۔اور کھانے کو کوئی جانور،کوئی آدمی نہ ملے گا۔عنبر نے باتوں اور اشاروں سے وحشیوں کو سمجھانے کی کوشش کی۔کہ وہ دیوتاؤں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کریں۔اور آدمیوں کو بھون کر کھانا چھوڑ دیں۔وحشی کچھ سمجھے کچھ نہ سمجھے۔وہ ہاتھ جوڑ کر عنبر کو سلام کرتے رہے۔

عنبر نے صندوقچی گھوڑے کے گلے میں لٹکائی۔اور خود گھوڑے پر سوار ہو گیا۔اُسے گھوڑے پر سوار ہوتے دیکھ کر سردار نے اپنے گلے میں سے ہڈیوں کی ایک مالا اتار کر عنبر کے گلے میں پہنا دی۔اور اُس کے پاؤں کو بوسہ دیا۔گویا یہ نشانی تھی عقیدت اور محبت کی............سردار نے اشاروں میں عنبر کو بتایا کہ یہ ہڈیوں کا ہار بڑا مقدس ہے۔اور اسے گلے سے کبھی نہ اتارنا۔عنبر نے ہار کا شکریہ ادا کیا۔اور آہستہ سے وہاں سے چل پڑا۔اُسے جاتا دیکھ کر سارے کے سارے وحشی ایک دم

زمین پر سجدے میں گر گئے۔ در سار بھی سجدے میں پڑ گیا عنبر چپ چاپ گھوڑے پر سوار وہاں سے نکل گیا۔ جنگل میں ایک جگہ موڑ گھومتے ہوئے اُس نے مُڑ کر پیچھے دیکھا۔

سارے آدم خور ابھی تک سجدے میں گرے ہوئے تھے۔

قاتل ساتھی

دو دن کی مسافت کے بعد اس گھنے جنگل کو ختم ہو جانا تھا۔
یہ دو دن بڑے ہی پُر خطر سفر کے دن تھے۔ عنبر کو ایک ایسے جنگل میں سے گزرنا تھا۔ جہاں قدم قدم پر خونخوار قبیلے آباد تھے۔ یہ قبیلے آدم خور وحشیوں کے قبیلے تھے۔ یہ لوگ عنبر کو مار تو نہیں سکتے تھے لیکن اس کے لئے رکاوٹ کا باعث بن سکتے تھے۔ اور وہ بہت جلد ہمالیہ کے پہاڑوں میں جھیل شدن سر پہنچنا چاہتا تھا۔ جس کے پانی میں اُس کے دوست ناگ کی زندگی کا راز چھپا ہوا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ راستے میں اسے کوئی نہ پریشان کرے۔ اور وہ بڑے سکون کے ساتھ سفر کرتا ہوا اپنی منزل پر پہنچ جائے۔ مگر یہاں قدم قدم پر اُسے روکا جا رہا تھا۔ اس

سے پہلے ہی اس کے چار پانچ دن ضائع ہو گئے تھے۔

اگر یہ آدم خور وحشی اُسے نہ روکتے تو اس وقت تک وہ ہمالیہ کے دامن میں پہنچ چکا ہوتا۔ ایک بات کی اسے تسلی تھی کہ سردار نے اس کے گلے میں ہڈیوں کی مالا ڈال دی تھی۔ عنبر کو یقین تھا کہ راستے میں اگر اس کا واسطہ کسی آدم خور قبیلے سے پڑا تو وہ اس کے گلے میں سردار کی ہڈیوں کی مالا دیکھ کر اُسے کچھ نہیں کہیں گے۔ اور گزر جانے دیں گے۔ سارا دن وہ جنگل میں چلتا رہا۔ رات ہو گئی۔ یہ جگہ گنجان درخت کی چھاؤں میں تھی۔ جہاں دیودار کے پیڑوں نے اپنا گھنا سایہ پھیلا رکھا تھا۔ عنبر نے ناگ والی صندوقچی اوپر شاخ کے ساتھ باندھ ڈالی۔ گھوڑے کو پانی وغیرہ پلا کر اُس نے درخت کے ساتھ باندھا اور خود سونے کی تیاری کرنے لگا۔ وہ بستر پر لیٹ گیا۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔ وہ کئی روز سے پوری طرح نہیں سویا تھا۔ اور بے حد تھکا ہوا تھا۔

بستر پر لیٹتے ہی اسے نیند آ گئی۔ اور وہ گہری نیند میں کھو گیا۔

ٹھیک اس وقت ادھر سے ایک چور کا گزر ہوا۔ اس نے جو ایک مسافر کو جنگل میں سوئے ہوئے اور گھوڑے کو قریب ہی بندھے ہوئے دیکھا تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ دبے پاؤں آگے بڑھا۔ اور گھوڑے کو کھولنے لگا۔ گھوڑے نے ایک اجنبی کو اپنے قریب پا کر زور زور سے ہنہنانا شروع کر دیا۔

عنبر کی آنکھ کھل گئی۔

آنکھ کھلتے ہی جو شے سب سے پہلے اس نے دیکھی وہ ایک ڈراونے چہرے والا کالا چور تھا جو عنبر کا گھوڑا کھول رہا تھا۔ عنبر نے اٹھ کر آواز لگائی۔

''ٹھہر جاؤ۔ کون ہو تم؟ میرا گھوڑا کس لئے کھول رہے ہو؟''

چور وہیں رک گیا۔ وہ بڑے ڈیل ڈول کا تھا۔ اُس نے دبلے

پتلے نوجوان کو گہری نظروں سے دیکھا اور قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو جہاں لیٹے ہو خاموشی سے لیٹے رہو۔ ذرا بھی حرکت کی تو تلوار کے ایک ہی وار سے تمہارے دو ٹکڑے کر دونگا۔''

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

''دوست! میرے گھوڑے کو تم چرا نہ سکو گے۔ میری بات غور سے سنو۔ اگر تم جان کی سلامتی چاہتے ہو تو یہاں سے چپ چاپ نو دو گیارہ ہو جاؤ۔ نہیں تو یاد رکھو تمہیں پچھتانا پڑے گا۔''

''بکواس بند کرو''۔ چور تلوار کھینچ کر مقابلے پر آ گیا۔

عنبر بڑا پریشان ہوا کہ یہ کیسا احمق آدمی ہے۔ حالانکہ اس کو سمجھا چکا ہوں کہ بھائی میرے مقابلے پر نہ آ۔ تو پچھتائے گا۔ مگر بے وقوف پھر بھی اپنے پیروں پر کلہاڑا اچلا رہا ہے۔ عنبر نے ایک بار پھر اُسے

سمجھانے کی کوشش کی۔

''اے بے وقوف آدمی! میں آخری بار تجھے ہدایت کرتا ہوں، کہ تلوار میان میں رکھ کر یہاں سے چلا جا۔ نہیں تو خواہ مخواہ کر جائیگا۔''

چور نے غصے میں چیخ کر کہا۔

''ارے کیا پدّی کیا پدّی کا شوربہ! تو ایک کل کا لونڈا ہو کر میرے منہ آتا ہے۔ میں تجھے ہدایت کرتا ہوں کہ اپنی جان کا دشمن نہ بن اور چپکے سے اپنا گھوڑا اور ساری نقدی وغیرہ میرے حوالے کر کے یہاں سے بھاگ جا۔ نہیں تو میرے ہاتھوں قتل ہونے سے نہیں بچ سکتا۔''

اب عنبر کو بڑا غصہ آ گیا۔

اُس نے تلوار سونت کر چور پر حملہ کر دیا۔ چور ایک بہت ماہر تلوار تھا۔ وہ اس سے پہلے خدا جانے کتنے لوگوں کو قتل کر چکا تھا۔ وہ بڑی مہارت سے تلوار چلاتا ہوا عنبر کے اُوپر چڑھ آیا۔ عنبر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

اس نے عنبر کو مجبور کر دیا کہ وہ درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر لڑے۔ عنبر
نے درخت کے ساتھ ٹیک لگا دی۔ اور تلوار چلانے لگا وہ پوری طرح
تلوار نہیں چلا سکتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چور نے آگے بڑھ کر عنبر
کے سر پر تلوار کا پورا ہاتھ مار دیا۔ چھن کی آواز پیدا ہوئی اور چور کی تلوار
پھسل گئی۔ چور بڑا حیران ہوا کہ یہ چھن کی آواز ایک انسانی کھوپڑی
سے کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اُس نے کسی سخت
پتھر پر تلوار ماردی ہو۔ پھر بھی اُس نے زیادہ خیال نہ کیا۔ اور ایک بار
پھر عنبر پر بھر پور وار کیا۔ اس دفعہ اس کا وار عنبر کی گردن پر پڑا، اور آدھی
سے زیادہ تلوار عنبر کی گردن میں گھس گئی۔

چور کا خیال تھا کہ عنبر کی گردن کٹ کر نیچے لڑھک جائیگی۔ اور
خون کی نہر بہہ نکلے گی۔ مگر دونوں میں سے کچھ بھی نہ ہوا۔ نہ خون کی
لکیر بہی اور نہ عنبر کی گردن ہی کٹی۔ اتو چور کے ہاتھ پاؤں پھول گئے

اس نے محسوس کیا کہ اس کا مقابلہ کسی انسان سے نہیں بلکہ جن سے ہے۔ وہ ایک بار پھر غصہ کھا کر حملہ آور ہوا۔ اس دفعہ اُس نے عنبر کی کمر پر وار کیا۔ تلوار پوری طرح عنبر کی کمر میں لگی۔ اور اُسے کاٹتی ہوئی دوسری طرف سے نکل گئی۔

عنبر کا جسم دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر جانا چاہئے تھا۔ مگر چور کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ جب اس نے دیکھا کہ عنبر کا جسم کٹ کر دوبارہ جُڑ گیا۔ اور وہ اپنی جگہ پر اسی طرح کھڑا رہا۔ وہ دم بخود ہو کر رہ گیا۔ اب عنبر کی باری تھی۔ اس نے چیخ کر کہا۔

''اے بے گناہوں کے قاتل چور! میرا وار سنبھال۔ اس لئے کہ میں نے تیرے تین وار اپنے جسم پر اٹھائے ہیں۔ لے اب میرا ایک وار سنبھال۔''

اتنا کہہ کر عنبر نے تلوار کا ایک بھرپور وار چور کی تلوار پر مارا۔ جو دو

ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑی۔ عنبر نے تلوار کی نوک چور کے سینے پر رکھ دی۔ اور اُسے چور کے سینے میں اتارنے ہی والا تھا کہ چور نے ہاتھ باندھ کر روتے ہوئے کہا۔

''معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ میں پناہ مانگتا ہوں۔ میں پناہ مانگتا ہوں۔''

عنبر کے دل میں رحم آ گیا۔ اُس نے تلوار کھینچ کر نیام میں رکھ لی۔ اور کہا۔

''میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ لیکن اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر خدا کو اپنے سامنے جان کر مجھ سے وعدہ کر کہ تو آئندہ سے کسی کو قتل نہیں کرے گا۔ اور کسی کو لوٹے گا نہیں۔''

چور نے کہا۔

''میں خدا کو اپنے سامنے جان کر تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آج

سے لیکر اپنی ساری زندگی تک میں کسی کو نہیں لوٹوں گا۔ کہیں ڈاکہ نہیں ڈالوں گا۔ اور کسی بے گناہ کو قتل نہیں کروں گا۔''

عنبر نے اسے سینے سے لگالیا۔

''مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ تم نے صرف میرے کہنے پر میرے خدا پر ایمان لے آئے ہو۔ تم نے ایک پل کے لئے بھی نہیں پوچھا کہ یہ خدا کون ہے۔ جس کو میں اپنے سامنے جان کر قسم کھا رہا ہوں۔''

چور نے کہا۔

''اے دوست! اگرچہ میں ڈاکے ڈالتا ہوں۔ مگر خدا کے بارے میں بھی اکثر سوچتا رہتا ہوں کہ اگر مرنے کے بعد اُس نے میرے گناہوں کا حساب مانگا' تو میں کیا جواب دوں گا۔ خدا کا ڈر میرے سینے میں ایک نہ ایک جگہ ضرور چھپا ہوا تھا۔ جو آج ظاہر ہو گیا۔''

عنبر نے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے بھائی؟''

چور نے کہا۔

''کیلاش......... میرا نام کیلاش ہے اور میں پرانے بھیل قبیلے کا آدمی ہوں۔ میرے باپ دادا جنگجو سپاہی تھے۔ انہیں دشمنوں نے تمام خاندان سمیت قتل کر دیا۔ میں کسی طرح جان بچا کر بھاگا۔ اور پھر عہد کیا کہ جب تک دشمنوں سے بدلہ نہیں لوں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ میں نے بدلہ لے لیا۔ اور پھر جب کوئی کام نہ ملا، تو لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔''

عنبر نے کہا۔

''خدا کا شکر ہے کیلاش کہ تم سیدھی راہ پر آ گئے۔ اب تم جا سکتے ہو'' کیلاش نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

''اے طاقتور نوجوان! خدا کے نام پر مجھ پر یہ بھید کھولو کہ تلوار نے

تم پر اثر کیوں نہیں کیا؟ تم قتل ہونے کے باوجود قتل کیوں نہیں ہوئے؟ تم مرے کیوں نہیں؟ یہ کیا معمہ ہے؟ یہ کیا راز ہے؟ کیا تم کوئی دیوتا ہو؟ کیا تم شیو جی کا کوئی روپ ہو؟''

عنبر ہنس کر بولا۔

''کیلاش! یہ ایک راز ہے جو میں تمہیں بیان نہیں کر سکتا۔ اس راز کو میں تمہارے سامنے نہیں کھول سکتا۔ لیکن اتنا بتا دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں دیوتا نہیں ہوں۔ میں شیو جی کا کوئی روپ بھی نہیں ہوں۔ بلکہ تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔''

چور کیلاش بولا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم ایک عام انسان ہو کر موت پر حکومت کر سکو؟.... یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تلوار تمہارے جسم سے آر پار ہو جائے اور تمہارا جسم دو ٹکڑے نہ ہو؟ تم ویسے زندہ سلامت رہو اور خون کا ایک

قطرہ بھی نہ بہے؟ میں یہ ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں جو تم نے کی ہے۔ ایک عام انسان اگر ہوتا تو وہ میرے پہلے وار سے ہی ہلاک ہو چکا ہوتا۔''

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

''کیلاش! تم ان باتوں کو بھول جاؤ۔ جو کچھ ہوا اُسے ایک خواب سمجھو اور جا کر کسی شہر میں عزت و آبرو کا کام شروع کر کے اپنی روزی کماؤ۔ خدا تمہارے رزق میں بڑی برکت دے گا۔''

کیلاش ہاتھ باندھ کر کہنے لگا۔

''مہاراج! اب میں تمہارے دامن کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ خدا نے مجھے تم سے ملایا ہے۔ اب میں تم سے الگ نہیں ہوں گا۔ چاہے مجھے بھوکا ہی کیوں نہ رہنا پڑے''۔

عنبر بولا۔

نہیں نہیں کیلاش، تم میرے ساتھ کیسے رہ سکتے ہو؟ میں تو ایک آوارہ گرد غریب سیلانی ہوں۔ میں تو اگر صبح کو یہاں ہوتا ہوں تو شام کو کسی اور جگہ ہوتا ہوں۔ تم میرے ساتھ نہ رہ سکو گے۔''

چور کیلاش نے منت سماجت کے انداز میں کہا۔

''خدا کے لئے میرا دل نہ توڑو۔ میں تمہارے ساتھ بھوکا بھی رہ لوں گا۔ مگر تمہارا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ تم نے میری ساری زندگی بدل دی ہے۔ اب باقی زندگی تمہاری خدمت میں ہی بسر ہو گی۔''

عنبر بڑا پریشان ہو گیا کہ یہ شخص خوامخواہ اس کے پیچھے پڑ رہا ہے' اُس نے آخری بار کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ تم کو اگر میرے ساتھ رہ کر مرنا پڑے تو مر جاؤ گے''؟

کیلاش نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

''میں خدا کو اپنے سامنے جان کر کہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ رہ کر تمہارے لئے اپنی جان بھی قربان کر دوں گا۔ اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا''۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

''اس سے زیادہ مجھے کسی چیز کی ضرورت بھی نہیں۔ لیکن میری ایک شرط ہوگی''۔

''میں ہر شرط تسلیم کرنے پر تیار ہوں۔ تم فکر نہ کرو''۔

عنبر نے کہا۔

''میری شرط یہ ہے کہ تم نے میرے کسی معاملے میں دخل نہیں دینا ہوگا۔ مجھ سے کبھی بھی یہ نہیں پوچھنا ہوگا یہ کیسے ہوگیا؟ اور یہ کیونکر ہو؟''

''میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سے کبھی کوئی اس قسم کا سوال نہیں

کرونگا"

"تو پھر میرے ساتھ آجاؤ۔ جہاں میں جاؤں گا۔ تم بھی میرے ساتھ ساتھ چلنا"۔

کیلاش نے آگے بڑھ کر عنبر کے ہاتھ چوم لئے اور کہا۔

"تم نے مجھے زندگی کی سب سے بڑی خوشی دی ہے۔ میں ساری زندگی تمہارا احسان نہ بھلا سکوں گا"۔

کیلاش نے عنبر کا گھوڑا درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ اُس وقت صبح کی ہلکی ہلکی جھلکیاں نمودار ہونے لگیں تھیں۔ رات ڈھلنا شروع ہوگئی تھی۔ کیلاش نے کہا۔

"میرے آقا! کیا آپ آرام کریں گے؟ یا سفر شروع کرنا پسند کریں گے؟"

عنبر نے کہا۔

''ہاں میرا خیال ہے کہ ہمیں سفر شروع کر دینا چاہیے''۔

کیلاش نے گھوڑوں پر زین کسنی شروع کر دی۔ ساتھ ہی ساتھ وہ عنبر سے باتیں بھی کرنے لگا۔ اُس نے عنبر سے پوچھا۔

''کیا میں پوچھ سکتا ہوں آقا کہ آپ کا ارادہ کس ملک' کس شہر کو جانے کا ہے؟ کیا آپ کی کوئی منزل بھی ہے یا نہیں؟''

عنبر نے کہا۔

''کیلاش! میری منزل ہمالیہ کی گود میں واقع جھیل شدن سر ہے۔ مجھے وہاں جلد پہنچنا ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ہم وہاں کتنے دنوں میں پہنچ جائیں گے؟''

کیلاش کہنے لگا۔

''میرے آقا! جھیل شدن سر کے سارے علاقے سے خوب واقف ہوں۔ اور ہمالیہ پہاڑ کو جانے والے راستے بھی میں اچھی

طرح جانتا ہوں۔ میں ان راستوں پر سفر کر چکا ہوں۔ اگر آپ سیدھے راستے پر سفر کریں تو ایک ماہ میں وہاں پہنچیں گے۔ لیکن اگر ہم خفیہ راستوں سے ہو کر گذریں تو بہت جلد ہمالیہ کے پہاڑوں میں پہنچ سکتے ہیں''۔

عنبر نے پوچھا۔

''کیا یہ خفیہ راستے خطرناک ہیں''؟

''ہاں میرے آقا! یہ راستے مختصر بھی ہیں اور خطرناک بھی ہیں۔ مگر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں دو بار ان راستوں پر سفر کر چکا ہوں۔ سب سے زیادہ خطرہ وہاں اژدھوں، سانپوں اور برفانی گوریلوں کا ہے جو ایک بہت بڑے جن کی طرح ہوتے ہیں۔ اور انسان کو اپنے پیروں تلے مسل کر رکھ دیتے ہیں۔''

''کیا کبھی تم نے کوئی برفانی گوریلا دیکھا ہے کیلاش؟''

"ہاں میرے آقا! صرف ایک بار میں نے برفانی گوریلے کو دیکھا تھا زندگی باقی تھی جو اس سے بچ کر نکل گیا۔ وگرنہ اُس نے مجھے مسل کر رکھ دینا تھا، میں اسی طرح قافلوں پر ڈاکے ڈالتا۔ آسام کی سرحد سے آگے نکل کر ہمالیہ کے پہاڑوں میں ملک چین کو جانے والی سڑک پر سفر کر رہا تھا کہ ایک روز تھک کر ایک پہاڑ کی اوٹ میں بیٹھ کر آرام کرنے لگا۔ میں قافلے کے راستے سے ہٹ کر سفر کر رہا تھا۔ میرے ارد گرد پہاڑوں کے سلسلے تھے جو اوپر کنچن چنگا کی چوٹیوں تک چلے گئے تھے۔ مجھے بھوک لگی تو میں نے اٹھ کر جنگلی پھولوں کے درخت تلاش کرنے شروع کر دیئے۔ ہمالیہ کی لڑائی میں سیتا پھل کھانے کو بہت مل جاتا ہے۔ میں سیتا پھل کے کسی درخت کی تلاش میں ادھر ادھر پہاڑوں میں گھوم رہا تھا کہ اچانک مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے پیچھے کوئی دھپ دھپ زمین پر پاؤں رکھ کر چلا آ رہا

ہے۔ میں یہ سمجھا کہ یہ ہمالیہ کا سیاہ کالا ریچھ ہے۔ چنانچہ میں تلوار نکال کر ٹیلے کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ تا کہ اگر ریچھ سامنے آئے اور حملہ کرے تو اس پر تلوار سے وار کر سکوں۔ اس سے پہلے میں چار پانچ ہمالیاتی ریچھ تلوار سے مار چکا تھا۔ میں تلوار لئے گھاٹ میں بیٹھا تھا کہ اچانک ایک بڑا سا پتھر لڑھکتا ہوا میرے قریب سے نیچے گذر گیا۔ میں کچھ حیران ضرور ہوا۔ مگر پھر یہ سوچا کہ ہو سکتا ہے کالے ریچھ کا پاؤں کسی جگہ اوچھا پڑا ہو۔ اور پتھر لڑھک گیا ہو لیکن یہ خیال ساتھ ہی ساتھ ضرور آیا کہ ریچھ کے پاؤں لگنے سے اتنا بڑا پتھر کبھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا............میں اسی شش و پنج میں تھا کہ ایک بھیانک چیخ سنائی دی۔ یہ چیخ ایک ہی وقت میں ہاتھی کی چنگھاڑ اور شیر کی گرج سے ملتی جلتی تھی۔ میں اس چیخ کو سن کر سہم گیا۔ مجھے پہلی بار محسوس ہوا کہ جس جانور کو میں ریچھ سمجھتا رہا ہوں۔ وہ ریچھ نہیں کوئی اور بلا

ہے۔مگر یہ بلا کیا تھی ؟اس کا مجھے کوئی علم نہیں تھا۔ مجھے پسینہ آ گیا میرا دل زور زور سے دھڑ کنے لگا۔ مجھے اتنا ضرور علم ہو گیا کہ جو کچھ بھی ہے کوئی بڑی ہی خوفناک بالا ہے۔اچانک میرے ذہن میں برفانی انسان کا خیال آ گیا۔ میں نے اس کے بارے میں جو کہانیاں سن رکھی تھیں۔وہ ساری کی ساری دماغ میں تازہ ہو گئیں۔میرے کانوں میں ڈر کے مارے سیٹیاں سی بجنے لگیں۔اور میں نے سوچا کہ جس طرح سے بھی ممکن ہو وہاں سے بھاگ جانا چاہئے۔لیکن وقت ایسا نازک تھا کہ میں وہاں سے بھاگنا بھی چاہتا تو بھاگ نہیں سکتا تھا۔ پھر میں نے جو منظر دیکھا وہ میں ساری زندگی کبھی نہ بھلا سکوں گا۔ چٹان کے پیچھے سے ایسی خوفناک قدو قامت کا برفانی گوریلا نمودار ہوا۔اُس کے لمبے لمبے ہاتھ پیر تھے۔اس کا سارا بدن سفید بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔اس کا سر گوریلے کی طرح ماتھے پر سے بیٹھا ہوا تھا۔

آنکھیں بھیانک انداز میں چمک رہی تھیں۔ وہ دونوں لمبے لمبے ہاتھ لٹکائے چلا آرہا تھا۔ اس کی چال جنگلی گوریلے کی طرح تھی۔ اس کی گردن کندھوں کے اندر دھنسی ہوئی تھی۔ وہ ایک درخت کی طرح اونچا لمبا تھا۔ جہاں وہ پاؤں رکھتا' وہاں اُس کے بوجھ سے زمین کو دھنس جاتی تھی۔ اس کے منہ سے خور خور کی مسلسل آواز نکل رہی تھی۔ وہ بار بار اپنی تھوتھنی اوپر اٹھا کر فضا میں کسی کی بو سونگنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں ڈر کے مارے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ مگر میرے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہیں ٹیلے کی اوٹ میں دبک کر بیٹھا رہوں۔ کیونکہ اگر میں ذرا سی بھی حرکت کرتا تو برفانی گوریلا ضرور میری طرف پلٹ کر مجھے ہاتھ میں لے کر یا اپنے پیر کو میرے اوپر رکھ کر مجھے مسل ڈالتا۔ میں دم سادھے اُسی جگہ چپ چاپ بیٹھا رہا۔ برفانی گوریلا ایک جگہ رُک گیا۔ وہ بار بار اپنی تھوتھنی دائیں بائیں گھما

کر فضا میں کسی شے کی بو سونگھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آخر جس کی وہ بو سونگھ رہا تھا وہ اس کے سامنے آ گیا۔ یہ شامت کا مارا ایک جنگلی ریچھ تھا۔ جنگلی ہمالیہ کا ریچھ سب جانوروں سے زیادہ ضدی اور پاگل جانور ہے۔ وہ اگر بھاگ اٹھے تو معمولی سے بندر کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ اور اگر ڈٹ جائے تو شیر کے سامنے بھی ڈٹ جاتا ہے۔ اور خوب مقابلہ کرتا ہے۔ خواہ اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔
برفانی گوریلے کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ برفانی گوریلے نے اپنے سامنے ایک ریچھ کو دیکھ کر زور سے چیخ ماری۔ اس کی گونج سے پہاڑوں میں گونج پیدا ہوئی۔ ریچھ نے اپنے سامنے ایک خوفناک اونچے لمبے برفانی گوریلے کو دیکھا تو پہلے تو وہ مقابلہ کرنے کے لئے ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ میں یہ سارا منظر پتھروں کے پیچھے چھپا دیکھ رہا تھا

ریچھ کو شاید معلوم ہو چکا تھا کہ وہ اتنے بڑے گوریلا کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ پھر بھی اس نے منہ سے غضبناک آواز نکال کر برفانی گوریلے کی ٹانگوں پر حملہ کر دیا۔ برفانی گوریلا ایک طرف ہٹ گیا۔ ریچھ نے دوسری بار برفانی گوریلے کے پیٹ میں اچھل کر پنجہ مارنے کی کوشش کی۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ پنجہ مار کر اپنے تیز ناخنوں سے برفانی گوریلے کا پیٹ پھاڑ دے گا۔ اور وہ سا کر بھی سکتا تھا مگر اس کا ہاتھ اوپر تک نہ جا سکا۔ ریچھ برفانی گوریلے کے اردگرد چکر لگانے لگا۔ ایسا لگتا تھا کہ برفانی گوریلا ریچھ سے کھیل رہا ہے۔ وہ خود حملہ نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ ریچھ کو بڑے آرام سے ناکام بنا دیتا تھا۔ آخر ریچھ تھک گیا۔ اُس نے آخری بار اچھل کر برفانی گوریلے کے پیٹ پر دونوں پنجے مارے۔ یہ پنجے برفانی گوریلے کی کھال تک تو نہ پہنچ سکے۔ لیکن اُس کے پیٹ پر سے سفید بالوں کے گچھے اتار کے نیچے لے آئے۔ اب

برفانی گوریلے کو سخت غصہ آ گیا۔ اس نے ایک بار پھر زوردار چیخ ماری۔ اور ریچھ پر حملہ کر دیا۔ اُس نے ریچھ کو دونوں ہاتھوں سے ایک کھلونے کی طرح زمین پر پٹخ دیا۔ ریچھ کے منہ سے کرب انگیز چیخ نکلی۔ برفانی گوریلے نے ریچھ کی گردن مروڑ کر دور پھینک دی۔ اور اُس کے بدن کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ پھر اُس کے بدن کے ٹکڑوں کو اپنے پیروں تلے مسل ڈالا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ بڑے غضبناک انداز میں خور خور کئے جا رہا تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اُس نے ایک بار پھر تھوتھنی اٹھا کر فضا میں کچھ سونگنے کی کوشش کی۔ میں سہم گیا۔ صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ میری بو سونگنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر برفانی گوریلے نے مجھ پر حملہ کر دیا تو میں اپنے آپ کو اُس کی زد سے بچا نہ سکوں گا۔ پھر کیا کروں؟ اس دوران میں برفانی گوریلے نے شاید میری بو پا لی تھی۔ کیونکہ وہ اُس بڑے سے پتھر کی طرف دیکھ

رہا تھا۔ جس کے پیچھے میں چھپا بیٹھا تھا۔ اب اُس نے میری طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ میری تو جان ہی نکل گئی۔ اب میرے سامنے سوائے اس کے اور کوئی راہ نہ تھی کہ جہاں بھی میں بیٹھا ہوں وہاں سے نیچے چھلانگ لگا دوں۔ چاہے میری ہڈی پسلی ایک ہو جائے۔ میں جہاں بیٹھا تھا وہاں سے پہاڑی ڈھلان نیچے وادی کی طرف چلی گئی تھی۔ اس ڈھلان پر جا بجا چھوٹے بڑے پتھروں کا فرش بچھا ہوا تھا۔ میں نے سارا کچھ سوچ سمجھ لیا۔ اور برفانی گوریلے کی حرکتوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ دو قدم چلتا اور ایک قدم رک کر دوبارہ بولنے کی کوشش کرتا۔ آخر وہ میرے بالکل قریب آ گیا۔ پھر اُس نے مجھے بیٹھا دیکھ لیا۔ اور چیخ مار کر ایک ہاتھ پتھر پر مارا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اپنے آپ کو ڈھلان پر نیچے لڑھکا دیا۔ میں پتھروں کے ساتھ لڑھکتا ہوا نیچے وادی میں پہنچ گیا۔ بس میرے آقا! یہ سمجھ لیں کہ زندگی

تھی جو بچ گیا۔ وگرنہ مر چکا تھا.........''

کیلاش نے عنبر کو برفانی گوریلے کا ایسا بھرپور نقشہ بیان کیا۔ کہ برفانی گوریلا اُسے اپنے سامنے چلتا پھرتا نظر آنے لگا۔ اب وہ دونوں گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور جنگل میں سے گذر رہے تھے۔ دھوپ خوب نکل چکی تھی۔ دن روشن تھا۔ اور انہیں اپنی منزل قریب محسوس ہو رہی تھی۔ کیلاش کے ساتھ چلنے سے عنبر کو ایک فائدہ ضرور ہوا تھا کہ اس کا سفر آسان اور مختصر ہو گیا تھا۔

برفانی انسان اور اژدہوں سے مقابلے کے لئے وہ بالکل تیار تھا۔

ناگاؤں کی قید میں

تیسرے روز وہ دونوں آسام کی سرحد سے نکل رہے تھے۔ کہ ایک حادثہ ہوگیا۔ عنبر آگے آگے جا رہا تھا۔ کیلاش اس کے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا۔ یہاں جنگل اب زیادہ گھنے نہیں تھے اور پہاڑی علاقہ شروع ہوگیا تھا۔ کیلاش نے عنبر کو بتایا تھا کہ یہ ہمالیہ پہاڑ کی ترائی کا علاقہ ہے۔ اور یہاں سے ہمارا ہمالیہ کا سفر شروع ہو رہا ہے۔ عنبر جونہی جنگل کا ایک موڑ گھوما بائیں جانب سے سن کر کے ایک زہر میں بجھا ہوا تیرا آیا۔ اور عنبر کی گردن میں پیوست ہوگیا۔ عنبر نے گردن پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ کیلاش نے تیر کھچتے دیکھا تو گھوڑا دوڑا کر عنبر کے پاس آیا۔ جلدی سے گھوڑے سے اتر کر عنبر کو بھی نیچے اتار کر لٹا دیا۔ اور تیر نکالنے

کی کوشش کرنے لگا۔ عنبر نے کہا۔

''گھبراؤ نہیں ۔ میں خود اسے نکال لوں گا۔''

عنبر نے ہاتھ بڑھا کر گردن میں سے تیر نکال کر پھینک دیا........

کیلاش نے کہا۔

''میرے آقا! یہ تیر بڑے مہلک زہر میں بجھا ہوا تھا۔ جس کو یہ تیر لگ جائے وہ تھوڑی دیر کے بعد زہر کے اثر سے مر جاتا ہے۔ میرے کئی ساتھی اس زہر کی وجہ سے میری آنکھوں کے سامنے مر گئے ہیں۔''

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

''کیلاش! فکر مت کرو۔ یہ زہر مجھے کچھ نہیں کہے گا''۔

کیلاش نے دیکھا کہ عنبر کی گردن میں جہاں تیر لگا تھا۔ وہاں زخم کا معمولی سا نشان بھی نہیں تھا۔ وہ اس سے پہلے عنبر کی اس قسم کی کرامت دیکھ چکا تھا۔ لیکن عنبر کی گردن میں جہاں تیر لگا تھا کھال نیلی

پڑ گئی تھی۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ زہر اثر کرنے لگا ہے۔ کیلاش نے کہا۔

''میرے آقا! آپ کی گردن پر نیلا نشان پڑ گیا ہے۔ زہر نے اپنا اثر کرنا شروع کر دیا ہے۔ میں ابھی جنگل میں سے تمباکو کے پتے توڑ کر لاتا ہوں۔ ہوسکتا اس طرح سے آپ کی جان بچ جائے''۔

عنبر نے کہا۔

''زہر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا کیلاش! بے فکر رہو۔ یہ نیلا نشان ابھی ختم ہو جائے گا۔''

اور ایسا ہی ہوا۔ دیکھتے دیکھتے زہر کا نشان غائب ہو گیا۔ عنبر اٹھ کر گھوڑے کی باگ تھام کر بولا۔

''چلو! میں سفر پر چلنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر میری قسمت میں موت لکھی ہوئی تو میں تمہاری تلوار کے وار سے ہی مر گیا ہوتا۔ مگر ایسا

نہیں ہے میں مر نہیں سکتا''۔

کیلاش نے پوچھا۔

''اس کی کیا وجہ ہے میرے آقا! آپ مر کیوں نہیں سکتے''؟

عنبر نے کہا۔

''کیا تمہیں اپنی شرط یاد نہیں ہے؟ تم نے کہا تھا کہ تم مجھ سے کبھی اس قسم کے سوال نہیں پوچھو گے............''

کیلاش ہونٹوں پر انگلی رکھ کر بولا۔

''مجھ سے غلطی ہو گئی میرے آقا! آئندہ سے میں ایسی غلطی کبھی نہیں کرونگا''۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں جنگلیوں کی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کتنے ہی جنگلی ناگاؤں نے انہیں گھیر لیا۔ ان کے ہاتھوں میں تیر کمان تھے۔ اور وہ اچھل اچھل کر اپنے غصے کا اظہار کر رہے تھے۔ کیلاش تو سہم کر عنبر کے

پیچھے ہوگیا۔ ایک سردار ناگا نے آگے بڑھ کر کہا۔

''اِن کی کھال اتارنے کے لئے لئے لے چلو''۔

باقی گاؤں نے عنبر اور کیلاش کے بازوؤں کو پشت پر بانس کے ڈنڈوں سے کس کر باندھ دیا۔ اور انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ہنکاتے ہوئے اپنے ڈیرے پر لے آئے۔ ناگاؤں کا ڈیرا پہاڑوں کے درمیان ایک کھلی جگہ پر تھا۔ یہاں بانس کی جھونپڑیاں جا بجا بنی ہوئی تھیں۔ پتھر کے بڑے بڑے بت بھی رکھے ہوئے تھے۔ جن کی یہ ناگا پوجا کرتے تھے۔ ناگا عورتیں ایک طرف بیٹھی بانس کے تیر کمان بنا رہی تھیں۔ بیچ میں آگ جل رہی تھی۔ ناگا سردار نے زمین پر پاؤں مار کر کہا۔

''قیدیوں کو بند کر دیا جائے۔ کل صبح ان کی کھال ادھیڑ دی جائے گی۔ تا کہ انہیں ہمارے علاقے میں آنے کا مزہ چکھایا جائے''۔

عنبر نے بہت کہا کہ وہ مسافر ہیں۔اور ہمالیہ کے پہاڑوں کا سفر کرر ہے ہیں۔مگر سردار نے اُس کی ایک نہ سُنی ۔اوراس کی گردن پر کمان زور سے مار کر بولا۔

''اگر میرا تیر خطانہ جاتا تو تم اب تک مر چکے ہوتے۔خیر کل تم زندہ نہیں ہو گے۔اور تمہارا ساتھی بھی تمہارے ساتھ ہی موت کے منہ میں پہنچا دیا جائے گا''۔

اب عنبر سمجھا کہ سردار کو یہ مغالطہ ہورہا ہے کہ اس کا تیر عنبر کی گردن پر نہیں لگا۔ بلکہ نشانہ چوک گیا ہے۔حالانکہ یہ سراسر غلط بات تھی۔تیر عنبر کی گردن پر ہی لگا تھا۔لیکن عنبر اگر اسے کہتا بھی تو اسے یقین نہیں آ سکتا تھا کہ کوئی انسان اس کا زہر میں بجھا ہوا تیر کھا کر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔عنبر جانتا تھا کہ آخر سردار نا گا کو ہار ماننی ہی پڑے گی۔افسوس اُسے یہ ہورہا تھا کہ اُس کے سفر میں رکاوٹ پیدا ہورہی تھی۔نا گاؤں

نے ان دونوں کو ایک جھونپڑی میں بند کر کے باہر سخت پہرہ بٹھا دیا۔ انہوں نے دونوں کے ہاتھ بانس سے کچھ اس طرح باندھے ہوئے تھے کہ انہیں درد بھی نہیں ہو رہی تھی۔ اور وہ ہاتھ چھڑا بھی نہیں سکتے تھے۔

آدھی رات کو انہیں کھانے کو تھوڑے سے چاول اور بکری کا دودھ دیا گیا۔ عنبر نے کیلاش سے کہا۔

''آخر تمہیں میرے ساتھ سفر کرنے کا مزہ مل گیا۔ میں نہ کہتا تھا کہ میرے ساتھ شامل ہو کر اپنے آپ کو مصیبت میں نہ ڈالو۔ مگر تم نے میری ایک نہ سنی۔ اور آج میرے ساتھ تم بھی موت کے منہ میں پھنس گئے ہو۔ میں تو خیر بچ جاؤں گا۔ مگر تمہیں ان ظالموں کے پنجے سے کون بچائے گا؟''

کیلاش نے کہا۔

''میرے آقا! جس نے زندگی دی ہے۔ اسی کے ہاتھ میں موت بھی ہے۔ اگر میرے خدا نے میری موت ان کے ہاتھوں لکھدی ہے' تو مجھے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہ سکے گی۔ اور اگر میری زندگی باقی ہے تو یہ سارے جنگل کے ناگے مل کر بھی میرا بال تک بیکا نہیں کر سکتے''۔

''بہر حال اس کا فیصلہ کل صبح ہو جائے گا کہ تمہاری موت خدا نے لکھی ہے یا نہیں...............''

''میرے آقا! آپ نے میری زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ میری زندگی بالکل بدل کر رکھدی ہے۔ مجھے اپنے خدا پر پورا بھروسہ ہے۔ جو اس کو منظور ہو گا وہی مجھے منظور ہو گا''۔

عنبر بہت خوش ہوا کہ خدا پر کیلاش کا اس قدر زیادہ ایمان ہو گیا تھا۔ حالانکہ کل تک وہ ایک چور' قاتل اور ڈاکو تھا۔ اُس کے دل نے فیصلہ کر لیا کہ وہ کیلاش کو ہر گز ناگاؤں کے ہاتھوں قتل نہیں ہونے

دے گا۔ چاہے اس کے لئے اسے کچھ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ وہ کنیز کی روح کو اس کی مرضی کے خلاف ایک بار پھر بلالے گا۔ خود نا گاؤں کو متاثر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اگر کچھ نہ ہو سکا تو مجبوراً بہرام جن کو بلا کر اس کی منت کرے گا۔ مگر کیلاش ایسے خدا پرست انسان کو کبھی نہیں مرنے دے گا۔ وہ صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

باہر آسام کا گھنا جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا۔

تارا دیوی

اب ذرا یہ بھی دیکھیں کہ ماریا کس حال میں ہے اور کہاں ہے؟

آدم خوروں کے چنگل سے نکل کر ماریا نے جنگل میں پھر اپنی رہ لی۔ وہ گھوڑے پر سوار چلی جا رہی تھی۔ اسے بھوک لگتی تو جنگلی پھلوں اور پہاڑی ندی نالوں سے اپنی پیاس بجھا لیتی۔ وسطی ہند کے جنگل تھے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتے تھے۔ سفر کرتے کرتے وہ تنگ آ گئی تھی۔ اُسے کچھ بھی تو معلوم نہ تھا کہ اس کو اس کے بھائی کہاں ملیں گے، بس وہ خدا کے بھروسے پر ہمت کر کے چلی جا رہی تھی۔ وہ اس مقام پر پہنچی جہاں آدم خوروں نے عنبر کو گرفتار کر لیا تھا تو اس نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ آگ جلائے بیٹھے ہیں۔ اور ایک دوسرے قبیلے کے

وحشی آدمی کو بھون کر کھا رہے ہیں۔ ماریا کا دل کانپ گیا۔
وہ سمجھ گئی کہ یہ آدم خوروں کا قبیلہ ہے۔ اور یہ اپنے کسی دشمن کو
ہلاک کر کے کھا رہے ہیں۔ ان لوگوں کے بارے میں ماریا نے بہت
پہلے کچھ سن رکھا تھا۔ اگر وہ غائب نہ ہوتی تو آدم خور اسے کبھی معاف
نہ کرتے۔ وہ اسے بھی پکڑ کر کھا جاتے۔ ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ
وہ غائب ہو کر وہاں کھڑی تھی۔ وہ گھوڑے پر بیٹھی ایک درخت کے
نیچے چپ چاپ کھڑی آدم خوروں کو انسانی جسم کا گوشت کھاتے دیکھ
رہی تھی۔ اگر وہ ابھی تک زندہ ہوتا تو ماریا ضرور اس کی جان بچا لیتی۔
مگر وہ پہلے ہی مر چکا تھا۔ اب وہ دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ماریا
نے سوچا کہ ان آدم خوروں کو ان کے گناہ کی ضرور سزا ملنی چاہئے۔
کچھ ایسا کرنا چاہئے کہ آئندہ سے یہ لوگ کسی آدمی کو ہلاک کر کے نہ
کھائیں۔ اس نے گھوڑے پر بیٹھے درخت کی ایک شاخ توڑ کر آدم

خوروں کے درمیان میں پھینک دی۔

آدم خور ایک دم ٹھٹھک گئے۔

انہوں نے جانوروں ایسی چمکیلی آنکھیں گھما کر چاروں طرف دیکھا۔ پھر انہوں نے خیال کیا کہ یہ ٹہنی ضرور کسی بندر نے درخت سے توڑ کر نیچے پھینکی ہے۔ ماریا نے سوچا کہ کوئی اور کام کرنا چاہئے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھ کر وحشیوں کے قریب آ گئی۔ گھوڑے کی ٹاپ وحشیوں نے سنی تو چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ مگر وہاں کوئی بھی نظر نہ آیا۔ وہ پھر کھانے میں مشغول ہو گئے۔ اس دفعہ ماریا نے گھوڑے کی باگیں یوں کھینچ کہ وہ زور زور سے ہنہنایا۔ گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سن کر وحشی چوکنے ہو گئے۔

وہ بڑا تعجب کر رہے تھے کہ آواز کہاں سے آئی ہے۔ جبکہ ان کے اردگرد کوئی گھوڑا موجود نہیں تھا۔ ماریا نے زور سے ایک چھینک

ماری۔اب تو وحشی لوگ بے حد گھبرا گئے۔انہیں محسوس ہوا کہ کوئی شخص گھوڑا لئے ان کے پاس کھڑا ہے۔مگر انہیں دکھائی نہیں دے رہا۔

ماریا گھوڑے پر سے اتر کر پرے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔جونہی وہ گھوڑے پر سے اتری گھوڑا ظاہر ہو گیا۔اور سب کو دکھائی دینے لگا۔ وحشی آدم خور ایک دم اپنے قریب ایک گھوڑے کو دیکھ کر بے حد حیران ہوئے کہ یہ کہاں سے آ گیا؟

انہوں نے محسوس کیا کہ دیوتا ان کے علاقے میں آسمان سے اتر کر زمین پر آ گیا ہے۔وہ گھوڑے کے ارد گرد جمع ہو گئے اور اسے بڑی عقیدت سے دیکھنے لگے۔

ایک وحشی نے کہا یہ گھوڑا اگن دیوتا کا ہے۔

سارے وحشی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ماریا کے گھوڑے کو دیکھنے لگے۔ایک وحشی نے آگے بڑھ کر گھوڑے کو سجدہ کر دیا' بس پھر کیا تھا۔

اپنے سردار کو سجدے میں گرتا دیکھ کر سارے کے سارے وحشی سجدے میں گر گئے۔ ماریا نے موقع غنیمت جانا اور اچک کر گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ اس کے گھوڑے پر سوار ہوتے ہی گھوڑا ایک بار پھر غائب ہو گیا۔ وحشی سجدے میں سے اٹھے تو یہ دیکھ کر ڈر گئے کہ گھوڑا پھر سے غائب تھا وہ ابھی ڈر ہی رہے تھے کہ ماریا نے زمین پر پڑا ہوا پانی کا کٹورا اٹھا کر سارا پانی آگ پر گرا دیا۔ آگ یکدم بُجھ گئی۔ وحشی اونچی اونچی آواز میں منتر پڑھنے لگے۔ ایک عجیب بات تھی کہ ماریا کو ان کی زبان پوری طرح سمجھ میں آ رہی تھی۔

وہ آگ کے دیوتا کی تعریف میں منتر پڑھ رہے تھے۔

ماریا نے ان ہی کی آواز میں کہا۔

''اے لوگوں! میں آگ کے دیوتا کی بیوی تم سے بول رہی ہوں''۔ ''میری بات کو غور سے سنو''۔

سارے کے سارے وحشی دم سادھ کر چپ ہو گئے۔ جنگل میں یکلخت گہرا سناٹا طاری ہو گیا۔ ماریا نے کہا۔

''اے سردار! آگے آجاؤ۔ میں تمہارے لئے آگ کے دیوتا کا خاص پیغام لائی ہوں''۔

وحشیوں کا سردار آگے بڑھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑر کھے تھے۔ اور وہ آسمان کی طرف سے آرہی ہے۔ اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اے عظیم دیوی! اے عظیم اگن دیوتا کی بیوی تارا! کیا حکم ہے ہم تمہارے حکم کے غلام ہیں''۔

ماریا کو معلوم ہوا کہ آگ کے دیوتا کی بیوی کا نام تارادیوی ہے۔ اُس نے کہا۔

''اگن دیوتا نے حکم دیا ہے کہ اے وحشی سردار! تیرے گوشت کو

بھون کر اس کے حضور پیش کیا جائے''۔

یہ سنکر تو وحشی سردار روتے ہوئے سجدے میں گر پڑا۔

''معاف کردو دیوی! میرے بچوں کے لئے مجھے معاف کردو''۔

ماریا نے رعب دار آواز میں کہا۔

''ہر گز نہیں۔ آگ کا دیوتا تم سے ناراض ہے۔ اس نے تمہارے گوشت کی خواہش کی ہے۔ وہ تمہارا گوشت بھون کر کھانا چاہتا ہے''۔

سردار نے سر زمین پر مار مار کر کہا۔

''عظیم دیوی تارا! آگ کے دیوتا سے میری جان بخشی کی سفارش کرو میری جان بخشی کرا دو''۔

ماریا نے کہا۔

''یہ ایک شرط پر ہو سکتا ہے''۔

سردار نے سر اٹھا کر کہا۔

''دیوی! وہ کونسی شرط ہے۔ میں ہر حالت میں شرط پوری کروں گا''۔ ماریا نے کہا۔

''اگر تم لوگ وعدہ کرو کہ آئندہ سے تم کسی انسان کو نہیں کھاؤ گے تو میں اپنے خاوند کے آگے تمہاری جان بخشی کی سفارش کروں گی''۔

سردار نے ہاتھ جوڑ کر گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

''میں اگن دیوتا کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی کسی انسان کو بھون کر نہیں کھاؤں گا۔ صرف میں ہی نہیں بلکہ میرے قبیلے میں سے کبھی کوئی شخص کسی انسان کا شکار نہیں کرے گا۔ خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو''۔

''اور اگر تم اپنے وعدے سے پھر گئے تو''؟

''ہرگز نہیں، ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ ہم اگر اپنے وعدے سے پھر گئے تو میں سب سے پہلے اپنا گوشت بھون کر اگن دیوتا کی بھینٹ

کروں گا‘‘۔

ماریا خوش ہوگئی کہ اس نے اپنے غائب ہونے کا اچھا فائدہ اٹھایا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ وحشی لوگ اپنے وعدے اور قسموں کے بڑے پابند ہوتے ہیں۔ اگر یہ ایک بار قسم کھالیں تو اس پر سے کبھی نہیں پھرتے۔ اسی طرح اگر یہ ایک بار قسم کھالیں تو چاہے ان کی جان چلی جائے مگر وہ اپنی قسم کبھی نہیں توڑیں گے۔

’’ٹھیک ہے اے سردار! میں اگن دیوتا کو راضی کرلوں گی کہ وہ تمہیں کچھ نہ کہے۔ اور تمہیں بھون کر کھانے کا حکم واپس لے لے‘‘۔

سارے وحشی ایک زبان ہو کر بولے۔

’’تارا دیوی کی جے ہو‘‘۔

ماریا نے اسی رعب دار آواز میں عنبر اور ناگ کے بارے مین پوچھا، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ دونوں اسی راستے سے گزرے ہیں۔

اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ان کا ان آدم خور وحشیوں سے ٹکراؤ نہ ہوا ہو‘ اُس نے کہا۔

’’کیا اِدھر سے کوئی ایسا انسان بھی گزرا ہے۔ جس کو تم لوگوں نے بھون کر کھانے کی کوشش کی ہو۔ اور اُس پر آگ نے اثر نہ کیا ہو‘‘؟ وحشی سردار نے کہا۔

’’ہاں تارا دیوی! ایک ایسا انسان یہاں سے دو روز پہلے گزرا تھا۔ وہ کوئی دیوتاؤں کے قبیلے سے تھا۔ ہم نے اسے آگ پر رکھا آگ نے اسے جلانے سے انکار کر دیا۔ پھر ہم نے اس پر کھولتا ہوا گرم گرم پانی ڈالا۔ اس کے جسم پر گرم پانی کا کچھ اثر نہ ہوا۔ پھر ہم نے اس کے جسم میں نیزے چبھوئے‘ وہ پھر بھی زندہ رہا۔..........

اسے تارا دیوی! وہ ایک دیوتا تھا‘‘۔

ماریا سمجھ گئی کہ سردار عنبر کا ذکر کر رہا ہے۔ اُس نے پوچھا۔

''کیا اُس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بھی تھا''؟

وحشی سردار نے کہا۔

''نہیں اے عظیم تارا دیوی! وہ عظیم شخص اکیلا تھا''۔

''کیا اُس کے پاس کوئی سانپ بھی نہیں تھا''؟

''نہیں اے عظیم دیوی! اُس کے پاس کوئی سانپ بھی نہیں تھا۔ صرف ایک گھوڑا تھا۔ اور ایک چھوٹی سی صندوقچی تھی''۔

ماریا کے کان کھڑے ہو گئے۔ اُس نے پوچھا۔

''اُس صندوقچی میں کیا تھا''؟

سردار نے کہا۔

''میں نے صندوقچی کھول کر نہیں دیکھی اے دیوی''۔

ماریا کچھ پریشان ہو گئی۔ کہ ناگ کہاں چلا گیا تھا؟ وحشی سردار کی باتوں سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ عنبر اکیلا سفر کر رہا ہے۔ اور ناگ اُس

کے ساتھ نہیں ہے۔ تو کیا اس سے بچھڑ گیا ہے؟ پھر اس صندوقچی میں کیا تھا؟ کیا عنبر نے باگ کو صندوقچی میں بند کر رکھا تھا؟ وہ سوچ سوچ کر پریشان ہوگئی۔ لیکن کم از کم اسے اس بات کا اطمینان ہوگیا، کہ وہ درست سمت میں سفر کر رہی ہے۔ اور اگر وہ رات کو بھی سفر کرے تو ایک دن میں عنبر کے پاس پہنچ جائے گی۔ اسے یہ سوچ کر بڑا حوصلہ ہوا۔ کہ وہ اپنے بھائی سے عنقریب ملنے والی ہے۔ اپنے دوسرے بھائی ناگ کے بارے میں وہ پریشان ضرور تھی کہ آخر وہ عنبر کے ساتھ کیوں نہیں ہے؟ وہ کہاں چلا گیا؟

ماریا نے بلند آواز میں کہا۔

''اے قبیلے کے سردار! اب میں جا رہی ہوں۔ میں اگن دیوتا سے تمہاری جان بخشی کرالوں گی۔ مگر یاد رکھنا۔ ہرگز ہرگز آج سے کسی انسان کو شکار نہ کرنا''۔

سردار نے سر جھکا کر کہا۔

''کبھی نہیں عظیم تارا دیوی! ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ آج سے ہمارے قبیلے میں انسان کا گوشت حرام ہو گیا ہے۔ لیکن دیوی! جاتے ہوئے ہمیں کچھ نشانی ضرور بتاتی جانا''۔

ماریا سمجھ گئی کہ ان لوگوں میں یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ جب بھی ان کے پاس کوئی دیوتا یا جن بھوت آتا ہے تو جاتی دفعہ کوئی نہ کوئی نشانی ضرور دے کر جاتا ہے۔ جس سے یہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ دیوتا اب وہاں نہیں ہے۔ ماریا نے کہا۔

''میری نشانی یہ ہوگی۔ کہ میں جاتی ہوئی اس سامنے والے درخت کی نیچے لٹکتی ہوئی ٹہنی توڑ جاؤں گی''۔

''دیوتا تمہارے نگہبان ہوں اے عظیم دیوی''!

ماریا گھوڑے پر سوار وہاں سے چلی تو درخت کی نیچی لٹکتی ہوئی

شاخ کو اس نے ہاتھ سے پکڑ کر توڑ دیا۔ شاخ کو اپنے آپ ٹوٹ کر زمین پر گرتے دیکھ کر سارے وحشیوں نے خوشی سے اگن دیوتا کی فتح کا نعرہ لگایا۔ اور پھر سجدوں میں گر گئے۔ ماریا ان کو وہیں سجدے میں چھوڑ کر آگے نکل گئی۔ اب وہ یہی چاہتی تھی کہ دن رات سفر کر کے کسی نہ کسی طرح اپنے بھائیوں سے جا ملے۔ جنگل کا راستہ اب ذرا کھلا ہو گیا تھا۔ اور پہاڑی ڈھلانیں شروع ہو گئیں تھیں۔ ماریا نے گھوڑے کو قدم قدم چلانے کی بجائے دلکی چال چلانا شروع کر دیا۔ جہاں کچی سڑک صاف ہوتی وہ گھوڑے کو دوڑانا شروع کر دیتی۔

راستے میں اس نے ایک ہاتھی کو سڑک کے عین درمیان میں بیٹھے ہوئے دیکھا، ہاتھی نے سونڈ اوپر اٹھا کر انسان کی بو محسوس کی مگر وہ بڑا حیران ہوا کہ انسان کی بو تو بہت تیز آ رہی ہے مگر انسان کہیں دکھائی نہیں دے رہا۔ پھر اس نے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنی۔ وہ

ہوشیار ہو کر سونڈ کو چاروں طرف گھمانے لگا۔ ماریا رک گئی۔ سوائے اس سڑک کے اور کوئی راستہ نہ تھا جہاں سے گذر کر ماریا آگے نکل سکتی۔ دائیں بائیں گھنی جھاڑیاں تھیں کہ ان میں سے گھوڑا نہیں گذر سکتا تھا۔ وہ خاموش کھڑی ہاتھی کے اٹھ کر چلے جانے کا انتظار کرنے لگی۔

ہاتھی کو انسان کی بڑی تیز بو آنے لگی تھی۔ وہ بے چین ہو کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور جدھر سے بو آرہی تھی سونڈ لہراتا اس طرف آگے بڑھا۔ دس قدم کے فاصلے پر ماریا گھوڑے پر سوار کھڑی تھی۔ وہ پریشان سی ہو گئی۔ کہ ہاتھی نے اس پر سونڈ سے حملہ کر دیا تو وہ کیا کرے گی۔ ہاتھی انسان کی بو پا کر ٹھیک اس کی سیدھ میں آتا ہے اور اس وقت اگر کوئی اس کی آنکھوں پر پٹی بھی باندھ دے پھر بھی وہ کبھی غلطی نہیں کھاتا۔ اور ٹھیک انسان کے سر پر پہنچ جاتا ہے۔ ہاتھی کی

چھٹی حس بڑی تیز ہوتی ہے۔

ہاتھی کی سونڈ اُس کے سامنے فضا میں بلکہ آنکھوں کے آگے لہرا رہی تھی۔ قریب تھا کہ ہاتھی اس کے چہرے پر سونڈ مار کر حملہ کر دے۔ کیونکہ اس کے جسم میں سے اٹھتی ہوئی بو نے ہاتھی کو بتا دیا تھا کہ وہ کہاں کھڑی ہے۔ ماریا گھوڑے پر سے اتر پڑی۔ ہاتھی نے اپنے سامنے ایک گھوڑے کو دیکھا تو غصے سے پاگل ہو گیا۔ اس نے دیوانہ وار ہوا میں سونڈ چلانی شروع کر دی۔ ماریا نے گھوڑے کو پیچھے ہٹا لیا۔ ہاتھی اور آگے بڑھ آیا۔ اس نے گھوڑے کو اور پیچھے کر لیا۔ جوں جوں وہ پیچھے ہٹتی گئی، ہاتھی آگے بڑھتا گیا۔ ماریا تنگ آ گئی۔

آخر وہ گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ گھوڑا غائب ہو گیا۔ ہاتھی نے گھوڑے کو غائب ہوتے دیکھا تو ٹھٹھک گیا ماریا گھوڑے پر سے اتر آئی۔ گھوڑا ظاہر ہو گیا۔ ہاتھی آگے بڑھا...... ماریا پھر گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ گھوڑا

پھر غائب ہوگیا۔ ہاتھی رک گیا۔ چوتھی بار ماریا نے گھوڑے کو ظاہر کر کے غائب کیا تو ہاتھی چیخ مار کر سڑک پر سے اتر کر جنگل میں بھاگ گیا۔ ہاتھی نے گھوڑے کو بھوت پریت سمجھا تھا۔ اور جانور بھوت پریت سے بڑے ڈرتے ہیں۔

ہاتھی دفع ہوا تو ماریا نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس کمبخت نے نہ صرف اس کا نام میں دم کر دیا تھا بلکہ اس کی راہ بھی کھوٹی کر دی تھی۔ اب سامنے راستہ بالکل صاف تھا اور جنگل کے بیچ میں سے دور تک چلا گیا تھا۔ ماریا نے اس راستے پر گھوڑے کو بھگانا شروع کر دیا........ کافی دور تک وہ گھوڑے کو بگاتی چلی گئی۔ جنگل میں سڑک بائیں طرف گھوم گئی۔ یہاں ایک ندی آ گئی۔ ندی کافی چوڑی تھی اور اس پر کوئی پل وغیرہ نہیں تھا۔ ماریا سوچنے لگی۔ کہ وہ اس کو کیسے عبور کرے۔ اُس نے سوچا وہ پانی میں گھوڑا ڈال دے۔ پھر اسے خیال

آیا کہ پانی گہرا ہوا تو گھوڑا کہیں ڈوب نہ جائے۔ وہ کنارے کنارے چلنے لگی۔ اس خیال سے کہ شاید آگے چل کر اسے کوئی پل مل جائے۔ وہ کافی دور تک چلتی چلی گئی۔ مگر کوئی پل نہ ملا، وہ پریشان ہو گئی۔ آخر اس نے خدا کا نام لے کر ندی میں گھوڑا ڈال دیا۔ پہلے تو گھوڑا پانی میں گردن تک غڑاپ سے ڈوب گیا۔ گھوڑا اعلیٰ نسل کا تھا۔ اس نے تیرنا شروع کر دیا........ تیرتے تیرتے وہ ندی کے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ ماریا نے گھوڑے پر سے اتر کر اپنے کپڑے نچوڑ کر سکھائے۔ اور سوچنے لگی کہ رات بسر کرے یا سفر جاری رکھے۔ کیونکہ شام ہونے لگی تھی۔

ماریا جلدی سے جلدی اپنے بھائیوں سے ملنا چاہتی تھی۔ اس لئے اس نے سوچا کہ وہ راستے میں کسی جگہ رک کر رات بسر نہیں کرے گی۔ اور سفر جاری رکھے گی۔ چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو گئی۔

اور گہرے ہوتے اندھیرے میں آگے بڑھنے لگی۔ اب ایک دفعہ پھر جنگل گھنا ہونے لگا تھا۔ ایک پتلی سی پگ ڈنڈی تھی جو جنگل کے بیچ میں سے گزر رہی تھی۔ ماریا گھوڑے کو قدم قدم آگے بڑھاتی رہی۔ چلتے چلتے اسے رات ہوگئی۔ اور جنگل میں ہولناک خاموشی طاری ہوگئی۔ وہ ڈر بھی رہی تھی۔ اسے طرح طرح کے جنگلی درندوں کا بھی ڈر تھا۔ اچانک اسے شیر کی دھاڑ سنائی دی۔ وہ ایک طرف ہوکر کھڑی ہوگئی۔ یہ آواز جنگل میں دور سے آئی تھی۔ اس نے سوچا کہ وہ کیا کرے؟ وہیں رک جائے یا آگے بڑھے؟ آخر وہ آگے چل دی۔

قربانی کے شعلے

آدھی رات کو شیر کی دھاڑ پھر سنائی دی۔

ماریا اس وقت ایک پہاڑی درے میں سے گذر رہی تھی۔ اُس کے اردگرد اونچے درخت تھے۔ شیر کی آواز سن کر درختوں پر سوئے ہوئے بندر بیدار ہو گئے۔ اور خوخو کرنے لگے۔ ماریا سہم گئی۔ کیوں کہ شیر کی آواز اب بالکل قریب سے سنائی دی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ ہاتھی سے تو وہ بچ گئی تھی۔ اب شیر سے شاید وہ کبھی نہ بچ سکے گی۔ اس نے پگڈنڈی پر ہی گھوڑے کو تیز تیز چلانا شروع کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ وہاں سے بھاگ نکلنے گی۔ اور شیر سے دور چلی جائے گی۔ مگر یہ اس کا خیال تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ تھوڑی دور آگے ہی شیر اس کی راہ دیکھ

رہا تھا۔

وہ پہاڑی درے سے نکل کر ذرا کھلی جگہ پر آئی تو سامنے برگد کے بڑے سارے درخت کے نیچے ایک دھاریدار شیر منہ پھاڑے کھڑا چاروں طرف گردن گھما کر دیکھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ بھی وہی کچھ ہو رہا تھا جو ہاتھی کے ساتھ ہو چکا تھا۔ یعنی اسے بھی ایک انسان کی بو آ رہی تھی۔ مگر انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ جس سمت سے سیدھی بو آ رہی تھی۔ شیر نے ادھر دیکھا۔ مگر وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ شیر بو کی سیدھ پہ بڑھنے لگا۔ ماریا کو محسوس ہوا کہ یہ کم بخت شیر بھی کوئی آدم خور شیر تھا۔ وگرنہ وہ یوں ایک انسان کی بو کے پیچھے نہ پڑ جاتا۔ اب جگہ ذرا کھلی تھی ماریا نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ اس نے گھوڑے کو دوڑانا شروع کر دیا۔ گھوڑا تیزی سے شیر کے قریب سے گذرا تو شیر بڑا حیران ہوا کہ یہ کیسا گھوڑا ہے کہ جس کی آواز تو آ رہی ہے مگر شکل دکھائی نہیں دے رہی۔ اس

نے بھی پاگل ہو کر گھوڑے کی آواز کے ساتھ بھاگنا شروع کر دیا۔
کیونکہ جس طرف سے گھوڑے کی آواز آ رہی تھی اسی طرف سے انسان کی بو بھی آ رہی تھی۔ اب آگے آگے گھوڑا بھاگ رہا تھا۔ اور پیچھے پیچھے شیر بھاگ رہا تھا۔ مگر اس پتھریلے دشوار گذار جنگل میں گھوڑا شیر کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

چنانچہ شیر گھوڑے کے سر پر پہنچ گیا۔ اور اس نے یونہی ہوا میں ایک پنجہ مارا یہ پنجہ گھوڑے کے پہلو سے ہو کر گزر گیا۔ ماریا کی ٹانگ بڑی مشکل سے بچی۔ اگر وہ گھوڑے کا رخ نہ بدل لیتی تو شیر نے اس کی ٹانگ کاٹ ڈالی تھی۔ شیر ایسا ضدی آدم خور تھا کہ انسان کی بو کے پیچھے بھاگا چلا آ رہا تھا۔ حالانکہ اسے کوئی انسان، کوئی گھوڑا، کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اچانک ماریا کو خیال آیا کہ اس کے پاس تو وہ پتھر موجود ہے۔ جس کے رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی ہے' وہ

جھاڑیوں کے پاس آ کر رُک گئی۔ اُس نے جھولے میں سے پتھر نکال کر انہیں آپس میں زور زور سے رگڑا۔ پتھروں کے رگڑتے ہی چنگاریاں پیدا ہوئیں۔ یہ چنگاریاں خشک جھاڑیوں پر گریں تو وہاں آگ لگ گئی۔ خشک جھاڑیوں میں آگ کا شعلہ بلند ہوا۔ آگ کو دیکھ کر شیر وہیں رک گیا۔ دوسری طرف ماریا کا گھوڑا بھی بدک گیا۔ شیر پیچھے کودا' اور گھوڑا آگے کو بھاگ اٹھا۔ اب ماریا کے لئے گھوڑے کو روکنا محال ہو گیا۔ آخر بڑی مشکل سے اس نے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں۔ گھوڑے کی رفتار ہلکی ہو گئی۔ زیادہ تیز رفتاری میں خطرہ تھا کہ ماریا کسی درخت سے نہ ٹکرا جائے۔ کیونکہ درختوں کا سلسلہ بڑا انجان ہو گیا تھا۔ سامنے پہاڑ کی چڑھائی تھی۔ ماریا چڑھائی چڑھنے لگی۔ رات بڑی خاموش اور کالی تھی۔ آسمان پر ستارے دھیمے دھیمے چمک رہے تھے......... چڑھائی کے بعد ڈھلان آ گئی۔ ماریا بڑی احتیاط

سے گھوڑے کو لے کر ڈھلان پر سے نیچے اترنے لگی۔ ان پہاڑی سلسلوں سے وہ محسوس کرنے لگی تھی کہ آسام کہ پہاڑیاں ختم ہو رہی ہیں اور کوہ ہمالیہ کی ترائی شروع ہونے والی ہے۔

ڈھلان ختم ہوئی تو جنگل کا ایک گھنا تختہ شروع ہو گیا۔ یہاں درختوں پر جنگلی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں' اور بانس کے بیشمار درخت کھڑے تھے۔ اس بانس کے جنگل سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ وسطی ہند سے گزر کر آسام کے صوبے میں داخل ہو رہی ہے۔

رات اب کافی ڈھل چکی تھی۔ اور دوسرے دن کی ہلکی ہلکی نیلی روشنی ہو رہی تھی۔ یہاں درخت اس قدر گنجان تھے کہ گھوڑے پر سوار و کر چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ درختوں کی ٹہنیاں اس کر سر سے ٹکرا رہی تھیں۔

ماریا نے سوچا کہ اسے گھوڑے سے اتر کر چلنا چاہئے۔ وہ

گھوڑے سے نیچے اتر آئی۔اس کے نیچے اترتے ہی گھوڑا جو پہلے غائب تھا ایک دم سامنے آ گیا۔ماریا نے اس کی باگ ہاتھ میں تھام لی اور جنگل میں جھاڑیوں کو ادھر ادھر ہٹاتے چلنا شروع کر دیا۔ابھی اس نے تھوڑا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اچانک لوگوں کی آوازیں سنائی دیں۔ماریا رک گئی۔قریب ہی ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔اس کی آواز آرہی تھی،ماریا نے سوچا یہ لوگوں کی نہیں بلکہ چشمے کی آواز تھی۔اس خیال پر وہ دل ہی دل میں ہنس پڑی۔اُسے پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ وہ چشمے پر جھک کر پانی پی ہی رہی تھی کہ اس نے پھر کچھ آوازیں سنیں۔اب اس نے پلٹ کر دیکھا تو چھ سات ناگا قبیلے کے نیم عریاں جنگلی اس کے گھوڑے کو باگ سے پکڑ کے کھینچے لئے جا رہے تھے اور آپس میں ہنس ہنس کر خوشی سے باتیں بھی کر رہے تھے کہ انہیں ایک شاندار گھوڑا ہاتھ آ گیا ہے۔وہ حیران بھی تھے کہ ایسا اچھی نسل کا

گھوڑا وہاں کیسے آ گیا؟ وہ مڑ مڑ کر پیچھے بھی دیکھ رہے تھے کہ شاید اس گھوڑے کا سوار کہیں کسی جگہ چھپا ہوا ہو۔ ماریا انہیں نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ اور ساتھ ساتھ موقع کی تلاش بھی کر رہی تھی کہ کس طرح چھلانگ لگا کر گھوڑے پر سوار ہو جائے لیکن وہ جنگلی ناگے آپس میں یوں گتھم گتھا ہو کر گھوڑے کے ارد گرد چل رہے تھے کہ اسے ذرا سی بھی جگہ نہ مل رہی تھی۔

ماریا عاجز آ گئی کہ یہ عجیب نئی مصیبت سے پالا پڑ گیا۔

انسان زندگی میں کبھی ایسی مصیبت میں بھی پھنس جاتا ہے کہ جس کو وہ مصیبت سمجھتا ہے لیکن اصل میں وہ اس کے لئے رحمت ہوتی ہے۔ ماریا کو معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ ناگے جس طرف اسے اور اس کے گھوڑے کو لے جا رہے ہیں وہاں ایک جھونپڑی میں اس کا بھائی عنبر قید ہے۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں ناگاؤں نے ایک دن پہلے تیر چلا کر عنبر

اور اس کے ساتھی کیلاش کو گرفتار کیا تھا۔ اور دن چڑھے اس کی کھال ادھیڑ کر سردار کے خیمے کے باہر لٹکانے والے تھے۔

ماریا بے خبر تھی۔ وہ قسمت کو کوس رہی تھی۔ اور اب بھی موقع کی تلاش میں تھی کہ کسی طرح گھوڑے پر چھلانگ کر بیٹھ جائے.........

کیونکہ اس کے بیٹھنے سے گھوڑا اپنے آپ گم ہو جاتا تھا۔ یوں وہ ان جنگلی ناگاؤں کے چنگل سے بچ سکتی تھی۔ لیکن ناگاؤں نے گھوڑے کے اردگرد گھیرا ڈال رکھا تھا اور کھینچتے ہوئے اپنے سردار کے ڈیرے کی طرف لئے جا رہے تھے۔ ماریا اپنی قسمت کو کوستی ہوئی ساتھ ساتھ چلی جا رہی تھی۔

اب صبح کی روشنی جنگل میں پھیل گئی تھی اور صاف نظر آنے لگا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ ناگاؤں کا لباس سوائے ایک لنگوٹی کے اور کچھ نہیں تھا۔ انہوں نے کندھوں پر تیر کمان لٹکا رکھے تھے' ہاتھوں میں نیزے

تھے، اور خدا جانے کس زبان میں باتیں کرتے چلے جا رہے تھے۔ اُن کے چہرے پر نیلے رنگ کے نشان بنے ہوئے تھے۔ آخر وہ درختوں کے درمیان ایک کھلی جگہ پر آ کر رک گئے۔ گھوڑے کو دیکھ کر ارد گرد جھونپڑیوں سے کئی ایک وحشی جنگلی ناگے نکل آئے....... بڑی حیرانی سے گھوڑے کو دیکھ رہے تھے، جس پر زین کسی ہوئی تھی، اور پانی کی چھاگل بھی لٹک رہی تھی۔

اتنے میں ایک جھونپڑے کے اندر سے ایک ایسا ادھیڑ عمر کا ناگا باہر نکلا جس کے سر پر نیلے رنگ کے پروں کی کلغی تھی۔ اس کو دیکھ کر سارے ناگے ادب سے پرے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ ناگاؤں کا سردار معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ گھوڑے کو دیکھا اور اس کی گردن پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ ماریا آگے بڑھی۔ اب موقع تھا کہ وہ چھلانگ مار کر گھوڑے پر سوار ہو جائے۔ وہ

چھلانگ لگانے ہی لگی تھی کہ اس سے پہلے ناگا سردار چھلانگ لگا کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

ماریا سر پیٹ کر رہ گئی۔ اب اگر وہ گھوڑے پر سوار ہو جاتی تو اس کے ساتھ ناگا سردار بھی غائب ہو جاتا اور جہاں وہ جاتی 'ناگا سردار بھی ساتھ ہی جاتا۔ یہ ماریا کو ہرگز گوارہ نہ تھا۔ چنانچہ وہ ایک طرف درخت کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ اور دیکھنے لگی کہ وہ جنگلی ناگے اس کے گھوڑے کو کب کھلا چھوڑتے ہیں۔ اس نے ارادہ کر رکھا تھا کہ جونہی سردار گھوڑے پر سے اترے گا وہ فوراً اس پر سوار ہو کر گھوڑے سمیت گم ہو جائے گی۔ اور اپنے بھائی کی تلاش میں چل پڑے گی۔

اس کو کیا خبر تھی کہ جس کی تلاش میں وہ جنگل جنگل بھٹکتی پھر رہی ہے وہ اس کے تھوڑے فاصلے پر ہی ایک جھونپڑی میں قید ہے۔ اور موت کا انتظار کر رہا ہے۔ سردار ابھی تک گھوڑے پر سوار تھا بلکہ وہ

گھوڑے پر سوار بڑی شان سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار گھوڑے پر سوار ہوا ہے۔ اس کے پاؤں زمین پر ٹکتے ہی نہ تھے۔ وہ اکڑ اکڑ کر گھوڑے پر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

جھونپڑیوں میں آگ جلا دی گئی تھی اور لوہے کی ایک سلاخ گرم کرنے کے لئے ڈال دی گئی تھی۔

ماریا حیران ہوئی کہ یہ لوہے کی سلاخ کس کے لئے سرخ کی جا رہی ہے؟ کیا یہ میرے گھوڑے کو داغنا چاہتے ہیں؟ اگر انہوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو میں گھوڑے پر سوار ہو کر اُسے غائب کر دوں گی۔ ناگاہ وحشیوں نے آگ کے اردگرد رقص کرنا شروع کر دیا' وہ عجیب اوٹ پٹانگ آوازوں میں گیت بھی گا رہے تھے۔ اور رقص بھی کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد سردار بھی گھوڑے سے اتر کر رقص میں شامل ہو گیا۔ ماریا اسی وقت کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی' اور گھوڑے کی طرف بڑھی' گھوڑا خالی ایک طرف کھڑا تھا۔ اس نے ماریا کی بو محسوس کر لی تھی، اور خوشی سے ہنہنانے لگا۔ سردار نے پلٹ کر گھوڑے کی طرف دیکھا کہ وہ ہنہنا کیوں رہا ہے؟ اس عرصے میں ماریا اس کے پاس پہنچ کر گھوڑے پر سوار ہو چکی تھی۔ سردار کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے گھوڑا غائب ہو گیا۔ سردار کی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے چیخ مار کر رقص بند کرا دیا اور بھاگ کر درخت کے نیچے اس جگہ کو جھک کر غور سے دیکھنے لگا۔ جہاں ابھی ابھی گھوڑا کھڑا تھا۔ مگر وہاں گھاس پر سوائے گھوڑے کے پاؤں کے مدھم سے نشانوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ ماریا گھوڑے کو لے کر پرے ہٹ گئی تھی۔ اور چپ چاپ کھڑی تھی۔ وہ اس انتظار میں تھی کہ یہ لوگ ذرا پرے ہٹیں تو وہ گھوڑے کو بھگا کر وہاں سے لے جائے۔

سردار نے اپنی زبان میں ناگاؤں سے کہا کہ ابھی ابھی گھوڑا یہاں کھڑا تھا' پھر وہ کہاں غائب ہو گیا؟ ناگا بھی حیرانی سے ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے کہ یہ ماجرا کیا ہوا۔ کیونکہ انہوں نے بھی گھوڑے کو وہاں کھڑے دیکھا تھا۔

ایک ناگا نے کہا۔

''وہ کوئی دیوتا تھا''

دوسرا بولا۔

''وہ ندی دیوی کا روپ تھا''

تیسرے نے کہا۔

''دیوتا گھوڑے کے روپ میں بھی آیا کرتے ہیں''

سردار نے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے مگر دیوتا اپنے پجاریوں سے ملے بغیر نہیں جایا

کرتے۔ وہ اپنے غلاموں سے بات ضرور کرتے ہیں۔ اگر یہ گھوڑا ہمارے نندی دیوتا کا روپ تھا تو پھر دیوتا نے ہم سے کوئی بات کیوں نہیں کی؟"

ایک ناگا بولا۔

"شاید وہ ہمارے درمیان اب بھی موجود ہے۔ شاید وہ ہم سے بات کرے گا" ....

سردار نے کہا۔

"دیوتا نندی ہم سے اپنی قربانی مانگنے آیا ہے۔ ہمارے بھاگ جاگ اٹھے ہیں کہ دیوتا خود قربانی لینے یہاں آیا۔ جے ہو نندی دیوتا کی" ....

اس نعرے کے ساتھ ہی ناگا وحشیوں نے آگ کے گرد رقص کرنا شروع کر دیا۔ ماریا کے لئے یہ ایک سنہری موقع تھا۔ وہ گھوڑے پر

سوار قدم قدم چلاتی وہاں سے نکل کر جنگل میں آئی اور وہاں پہنچ کر اس نے گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ گھوڑا درختوں کے نیچے نیچے بھاگنے لگا۔ ماریا نے اپنا سر نیچے کر لیا تھا اور گھوڑا دلکی چال چلتا بھاگا چلا جا رہا تھا' وہ اپنے خیال میں مصیبت سے بچ کر نکل آئی تھی۔

بد نصیب بہن کی قسمت میں شاید ابھی بھائی کا ملاپ نہیں تھا یہی وجہ تھی کہ وہ عین اس وقت وہاں سے بھاگ آئی تھی جبکہ ناگا وحشی اس کے قیدی بھائی کو جھونپڑی سے باہر نکالنے ہی والے تھے۔ یہ بھی قسمت کا ایک عجیب کھیل تھا کہ بہن اتفاق سے بھائی کے بالکل قریب پہنچی اور پھر دور ہو گئی۔ دن کافی چڑھ آیا تھا۔ ادھر ماریا گھوڑے پر سوار بھاگی چلی جا رہی تھی اور ادگر اس کے بھائی کو اور اس کے ساتھی کیلاش کو قربانی کے لئے جھونپڑی سے باہر نکالا جا رہا تھا۔ سردار سب سے پہلے ان دونوں کی آنکھیں گرم سلاخوں سے داغنا چاہتا تھا۔

کیونکہ یہ ان کے نندی دیوتا کو بہت اچھا لگتا تھا' اور چونکہ دیوتا خود ناگاؤں میں موجود تھا۔ اس لئے وہ اپنے دیوتا کی خوشی کے لئے پہلے قیدیوں کی آنکھیں نکالنا چاہتے تھے۔

رات بھر جھونپڑی میں جکڑے رہنے کے بعد کیلاش چور کا تو بہت برا حال ہو رہا تھا۔ اس کا چہرہ ایک ہی رات میں اتر گیا تھا۔ موت کے خوف نے اسے زرد اور کمزور بنا دیا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر چل رہا تھا۔ عنبر اُسے حوصلہ دے رہا تھا مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اس کے مقابلے میں عنبر بالکل ٹھیک اور ہشاش بشاش تھا اور کیوں نہ ہوتا' اس کو تو اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ مر نہ سکے گا۔ نہ اس پر تلوار اثر کرے گی' نہ تیر اور بھالا اثر کرے گا۔ اسے بھی معلوم نہ تھا کہ اس کی بہن ماریا ابھی ابھی وہاں کھڑی تھی۔ اگر اسے خبر لگ جاتی تو وہ اسی وقت اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا' چاہے اُسے سارے کے سارے ناگا وحشیوں

کو قتل ہی کیوں نہ کر دینا پڑتا۔

عنبر نے کیلاش کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"کیلاش! ہمت کیوں ہار بیٹھے ہو۔ میں نے تمہیں کہا نہیں ہے کہ تمہیں کوئی کچھ نہ کہہ سکے گا۔ اگر ان لوگوں نے تمہیں کچھ کہا تو میں تمہاری ضرور مدد کرونگا۔ تم پریشان کیوں ہو رہے ہو"۔

کیلاش کو اپنی موت سامنے کھڑی نظر آ رہی تھی' اُس نے کہا۔

"بھائی عنبر! کیا کروں۔ یقین نہیں آ رہا آقا! ایسے لگتا ہے کہ آپ تو بچ جائیں گے۔ مگر مجھے دنیا کی کوئی طاقت ان آدم خوروں سے نہ بچا سکے گی۔

عنبر نے ایک بار پھر اسے تسلی دی۔

"کیلاش ہوش کی دوا کرو' کیوں پاگل ہوئے جا رہے ہو۔ مرد ہو کر رونے لگے ہو۔ اگر فرض کر لیا کہ تمہیں مرنا ہی ہوتا تو پھر بھی تمہیں

بڑی آن بان کے ساتھ مرنا چاہئے تھا“۔

”نہیں نہیں بھائی! میں آن بان کے ساتھ نہیں مر سکتا۔ میں نہیں مر سکتا۔ تم مرو آن بان کے ساتھ، مجھے تو یہاں سے بچا کر لے جاؤ۔ خدا کے لئے مجھے ان وحشیوں سے بچالو، یہ کم بخت تو مجھے بھون کر کھانے کی تیاریاں کر رہے ہیں“۔

کیلاش شور مچانے لگا، ناگا وحشی اسے دیکھ کر ہنسنے لگے...... عنبر نے کہا۔

”شرم کرو، یہ لوگ تم کو پریشان دیکھ کر ہنس رہے ہیں، کیا کہہ رہے ہوں گے کہ عجیب بزدل آدمی ہے یہ“

کیلاش نے شور مچا کر کہا۔

”چاہے مجھے بزدل کہیں چاہیں بہادر۔ مگر میں ان کے ہاتھوں بھون کر پکوڑا نہیں بننا چاہتا۔ خدا کے لئے مجھے بچالو عنبر! یہ تو آگ جلا

کرلو ہاسرخ کرر ہے ہیں''۔

''خاموش'' عنبر نے کیلاش کوڈانٹ کر کہا۔عنبر کی ڈانٹ پر کیلاش چپ ہوگیا۔عنبر نے کہا۔

''عجیب پاگل ہو میں کہہ رہا ہوں کہ تمہیں بچالوں گا۔ یہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے مگر تمہیں کچھ خیال ہی نہیں آرہا؟ کسی کی بات پر یقین ہی نہیں آرہا'' ....

سردار نے حکم دیا کہ سب سے پہلے ایک آدمی کو لایا جائے' دوناگا آگے بڑھے، اور یہ کیلاش کی خوش قسمتی تھی کہ انہوں نے پہلے عنبر کو پکڑا۔ اگر وہ کیلاش کو پکڑ کر لے جاتے تو عنبر کے لئے بڑی مشکل ہو جاتی۔ پھر شاید ہی وہ کیلاش کو موت کے منہ سے بچا سکتا۔عنبر بڑا خوش ہوا کہ ناگا پہلے اسے پکڑ کر لے جارہے ہیں۔ سردار کے حکم سے عنبر کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا گیا۔

جنگل میں رات

سردار نے عنبر کی آنکھیں نکالنے کا حکم دیا۔

کیلاش چور کی تو یہ سن کر روح کانپ گئی کہ وحشی سردار کے حکم سے عنبر کی آنکھیں نکالی جارہی ہیں۔ مگر دل میں اسے یہ خیال ضرور تھا کہ عنبر کی یہ آنکھیں نکال نہیں سکتے۔ کیونکہ اُس نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ عنبر پر کوئی بھی تیز، تلوار یا نیزہ اثر نہیں کرتا۔ نہ اس کا کہیں سے خون نکلتا ہے اور نہ ہی کوئی زخم ہوتا ہے، پھر بھی اُسے یہ تجربہ نہیں تھا جو اب عنبر کے ساتھ ہورہا تھا۔ اُس نے گرم گرم سرخ سرخ سلاخ کو دیکھا جسے ایک وحشی ناگا نے آگ میں سے باہر نکال لیا تھا اور اس پر سوکھے پتے ڈال کر جلا رہا تھا۔ سوکھا پتہ گرم سرخ دہکتی ہوئی سلاخ پر

گرتے ہی شعلہ بن کر بھسم ہو جاتا..........کیلاش کا دل موت کے خوف سے دھڑ کنے لگا۔ کیونکہ تھوڑی دیر بعد یہی سلوک اس کے ساتھ ہونے والا تھا۔

مگر وہ یہ دیکھ کر بڑا حیران تھا کہ عنبر پر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ نہ اس کے چہرے پر خوف کا کوئی اثر تھا اور نہ وہ موت کے ڈر سے سہا ہوا تھا۔ بلکہ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان اور ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی، ناگا اوران کا سردار بھی محسوس کرر ہا تھا کہ یہ کیسا انسان ہے جو ہنستے ہنستے موت کے گلے میں باہیں ڈال رہا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے ان لوگوں نے جس جس قیدی انسان کی آنکھیں نکالی تھیں وہ چیختے چلانے لگ جاتے اور گڑ گڑا کر سردار سے زندگی کی بھیک مانگا کرتے۔

عنبر بڑے سکون سے درخت سے بندھا ہوا تھا۔ وہ بڑی دلچسپی سے وحشی ناگا کو سرخ دہکتی ہوئی سلاخ لئے اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہا تھا۔ ڈھول زور زور سے پیٹے جانے لگے تھے۔ ناگا دہکتی سلاخ لئے عنبر کے بالکل سامنے آ گیا۔ اس نے عنبر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا اور بڑا تعجب کرنے لگا کہ یہ شخص ذرا بھی نہیں ڈر رہا۔ حالانکہ وہ صاف دیکھ رہا تھا کہ اس کی آنکھیں گرم سلاخ سے نکالی جانے والی ہیں۔ ناگا نے دہکتی سلاخ لکڑی سے پکڑ رکھی تھی۔ وہ سلاخ کو عنبر کی آنکھوں کے سامنے لے آیا۔ اور سردار کے اشارے کا انتظار کرنے لگا۔ سردار کے ہاتھ اٹھا کہ اجازت دینے کی دیر تھی کہ ناگا نے دہکتی ہوئی سلاخ عنبر کی آنکھوں میں گھسیڑ دینی تھی۔

اچانک سردار نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کر دیا۔

وحشی ناگا دہکتی سلاخ عنبر کی آنکھوں کے پاس لے آیا۔ ایک پل

کے لئے وہ رُکا اور پھر اُس نے سلاخ عنبر کی آنکھوں میں گھسیڑ دی۔

گرم گرم سلاخ عنبر کی آنکھوں سے ٹکرا گئی۔ایک شعلہ سا اٹھا اور سلاخ وحشی کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔اس نے حیرانی سے اردگرد دیکھا،اور سلاخ دوبارہ اٹھا کر ہاتھ میں تھام لی۔اور عنبر پر حملہ کر دیا۔اس دفعہ پھر سلاخ یوں آنکھوں سے ٹکرائی جیسے کسی لوہے کی دیوار سے ٹکرا گئی ہو۔وحشی ناگا نے جتنی بار سلاخ ماری ایسا ہی ہوا۔ سردار خود آگے بڑھا اور اس نے سلاخ لیکر اپنے ہاتھ سے عنبر کی آنکھوں پر پوری طاقت سے حملہ کیا۔

اس دفعہ ایک شعلہ نکلا اور اس کی لپیٹ نے سردار کے سر کے بال جلا ڈالے اور درد کی شدت سے سردار نے سلاخ ہاتھ سے پھینک دی۔سردار نے کہا۔

”دیوتا اس وقت قربانی قبول نہیں کر رہے۔معلوم ہوتا ہے کہ وہ

بہت زیادہ مصروف ہیں۔ اس لئے یہ قتل عام کل شام کو ہوگا۔ کل ہم دوسرے قیدی کو سب سے پہلے ہلاک کریں گے۔''

اتنا کہہ کر سردار کے حکم سے عنبر اور کیلاش کو دوبارہ کوٹھریوں میں ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دیا گیا۔ کیلاش بہت ڈر رہا تھا۔ کیونکہ کل پہلے باری اس کی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ کل موت کے منہ سے نہ بچ سکے گا۔ آج بھی اگر عنبر کی جگہ پہلے اسے لایا جاتا تو اس وقت وہ اندھا ہو کر زمین پر پڑا تڑپ رہا ہوتا، اور آدم خور وحشی ناگا اس کے جسم کو کاٹ رہے ہوتے۔ اُس نے سہمے سہمے انداز میں عنبر سے کہا۔

''میرے آقا! کل کیا ہوگا؟ کل تو یہ لوگ پہلے مجھے قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ کل مجھے موت کے منہ سے کون بچائے گا''؟

عنبر نے سوچ کر کہا۔

''ویسے تو زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن ہمارے

لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی جان بچانے کی کوشش کریں۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے' آج رات یہاں سے فرار ہو جائیں''

''فرار''؟

''ہاں فرار۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں''۔

''مگر میرے آقا! یہاں تو چاروں طرف زبردست پہرہ لگا ہے۔ ہم کہاں سے اور کدھر سے بھاگیں گے؟ ان لوگوں کے تو کان ہماری ہر آہٹ پر لگے ہوتے ہیں''۔

عنبر نے کہا۔

''کچھ بھی ہو۔ ہمیں آج رات یہاں سے بھاگ جانا ہوگا۔ وگرنہ کل کم از کم تمہیں تو یہ ضرور بھون کر کھا جائیں گے''۔

کیلاش چور نے رو کر کہا۔

''ان وحشی ناگاؤں کے ہاتھوں قتل ہو کر اپنے کباب بنوانے سے تو کہیں بہتر ہے کہ ہم دریا میں چھلانگ لگا دیں۔''

عنبر بولا۔

کیلاش تم بہت جلد گھبرا جاتے ہو۔ اگر اسی طرح گھبراتے رہے، تو کل تمہاری لاش کے یہ لوگ تکے کباب بنا کر کھا رہے ہوں گے۔ اس لئے جو میں کہتا ہوں، اس پر عمل کرو''۔

''میرے آقا''!

عنبر کو بخوبی علم ہو گیا تھا کہ کیلاش چور کو زندگی سے بہت پیار ہے۔ اور وہ موت سے بہت خوفزدہ ہے۔ اُس نے کہا۔

''تم میرے ساتھ رہنا اور شور ہرگز ہرگز نہ مچانا۔ میں جو کچھ کروں اس پر خاموش رہنا، اور مجھ سے کبھی نہ پوچھنا کہ میں کیا کر رہا ہوں' سمجھ گئے ہوناں؟''

کیلاش جھٹ بولا۔

''بالکل سمجھ گیا ہوں حضور!''

''بس اب خاموش رہو' اور جو کچھ میں کروں' اُسے چپ چاپ دیکھتے چلو' اور جب میں اشارہ کروں تو میرے ساتھ یہاں سے بھاگ نکلنا''۔

''ایسا ہی ہوگا میرے آقا۔ میں خاموش ہو رہا ہوں''۔

کیلاش چور خاموشی سے جھونپڑی کی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ رات گہری ہونے لگی۔ رات کے پہلے پہر سارے وحشی ناگا سو گئے۔ کچھ جنگل میں نکل گئے۔ دو ناگا ننگی تلواریں لئے جھونپڑی کے باہر پہرہ دینے لگے۔ عنبر کے دونوں ہاتھ بندھے تھے۔ اس نے کیلاش چور سے کہا۔

''کیا تم کسی طرح میرے ہاتھ کھول سکتے ہو؟''

''میں کوشش کروں گا'' ....کیلاش نے کہا،اور کھسکتا کھسکتا عنبر کے پیچھے آ گیا۔اس نے پیچھے سے دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر عنبر کے ہاتھوں کے گرد بندھی ہوئی بانس کی چھال کی رسی کی گرہ کھولنی شروع کر دی۔شروع شروع میں اسے بڑی دقت ہوئی' مگر کچھ دیر کی انتھک محنت کے بعد وہ گرہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔عنبر کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے۔اس نے اب کیلاش کے ہاتھوں کی رسیاں کھول دیں' باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔عنبر نے کہا۔

''ناگا چاول لے کر آ رہا ہے۔تم اپنے دونوں ہاتھ پیچھے باندے رکھو' اور یوں ظاہر کرو جیسے تمہارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں''۔

''بہت بہتر حضور''۔

کیلاش اپنے ہاتھ پیچھے لے گیا۔اور یوں ٹیڑھا ہو کر بیٹھ گیا جیسے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے ہیں۔یہی بہانہ عنبر نے

بھی کیا۔ وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ پیچھے لے گیا۔ اور چپ چاپ آنکھیں ذراسی کھولے اندر آنے والے کا انتظار کرنے لگا۔ جھونپڑی کا دروازہ کھلا، اور ایک ناگا ہاتھ میں اُبلے ہوئے چاولوں کی تھالی لئے اندر داخل ہوا۔ اور پھر چاولوں کی تھالی دونوں کے درمیان رکھنے کے لئے جھکا۔

عنبر اسی گھڑی کے انتظار میں تھا۔ جونہی اس نے تھالی زمین پر رکھی، عنبر نے اچھل کر دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا دبالیا۔ یہ کام اس نے اس قدر پھرتی سے کیا کہ وحشی ناگے کی آواز تک نہ نکل سکی۔ عنبر نے اس کی گردن کے گرد اپنی گرفت مضبوط کردی۔ اور اپنی پوری طاقت سے اس کا گلا دبانا شروع کردیا۔ ناگے کی آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔ اس نے عنبر کی گرفت سے نکلنے کے لئے بہت زور لگایا، مگر عنبر نے اسے گرادیا۔ ناگا بے جان ہوکر نیچے گر پڑا۔ عنبر نے کیلاش کو

اشارہ کیا کہ دروازے کے ساتھ ایک طرف لگ جاؤ، اس لئے کہ ایک اور ناگا اندر آ رہا تھا۔ دونوں دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرا ناگا اندر داخل ہو کر بڑے غور سے ادھر ادھر تکنے لگا۔ اس نے زمین پر ایک ناگا کی لاش دیکھی تو ابھی منہ سے چیخ نکالنے ہی والا تھا کہ عنبر اور کیلاش نے اسے گلے سے دبوچ لیا۔

ناگا ششدر ہو گیا کہ یہ اچانک دائیں بائیں سے کس نے اس پر حملہ کر دیا۔ وہ بڑے زور سے پھڑ پھڑایا۔ یوں لگتا تھا، کہ وہ اس کی گرفت سے نکل بھاگے گا۔ مگر عنبر اور کیلاش نے اسے نہ چھوڑا۔ ناگا زمین پر گر پڑا۔ کیلاش بھی اس کے ساتھ ہی زمین پر گر پڑا۔ پھر اس نے گردن دبا کر دوسرے ناگا کو بھی موت کی نیند سلا دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ عنبر نے ہونٹوں پر انگلی رکھکر آہستہ سے کہا۔

''میں باہر جا کر دیکھتا ہوں' دوسرے لوگ کہاں ہیں''۔

عنبر دبے پاؤں باہر آ گیا۔ ایک پہریدار اور ایک کھانا لانیوالا ہلاک ہو چکا تھا۔ دوسرا پہریدار جنگل کی طرف منہ کئے درخت سے ٹیک لگائے جھونپڑی کے باہر بیٹھا تھا' اس کو ختم کرنا بہت ضروری تھا' اس کے علاوہ وہاں چاروں طرف گہری خاموشی تھی۔ عنبر جنگلی بلی کی طرح پہریدار ناگے کی سمت پیچھے سے بڑھنے لگا۔ یہ بڑا خطرناک مقام تھا۔ اگر ذرا سی بھی آہٹ ہو جاتی تو سارے کئے کرائے پر پانی پھر جاتا۔ پہریدار کی بھانک چیخ سنکر سارے وحشی جاگ اٹھتے ،اور پھر دنیا کی کوئی طاقت کم از کم کیلاش کو موت کے منہ سے نہیں بچا سکتی تھی۔

عنبر نے سوچا کہ اگر اس نے پہریدار وحشی کا پیچھے سے گلا دبوچنے کی کوشش کی تو ہو سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ پھسل جائے اور پہریدار شور مچا

دے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس کے سر پر پتھر مار کر اسے ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا جائے۔ مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ زمین پر سے کوئی پتھر اٹھایا جاتا۔

عنبر نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ نیچے جھک کر ایک بڑا سا پتھر دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور پھر ذرا آگے جا کر پوری طاقت کے ساتھ پہریدار کے سر پر دے مارا۔ اس طرح سے یہ فائدہ ہو کہ پہریدار ناگے کی آواز تک حلق سے نہ نکل سکی۔ اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

جھونپڑی کے اندر کھڑا اکیلاش چور یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا۔ جونہی اس نے پہریدار کو زمین پر بے جان ہو کر گرتے دیکھا وہ لپک کر باہر آ گیا، اور عنبر کے پاس آ کر سرگوشی سے بولا۔

''بھاگ چلیں میرے آقا''؟

عنبر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

''خاموش''!..........

انہیں پہلو میں ایک جھونپڑی میں سے ایک عورت بچے کو لے کر باہر آتی نظر آئی۔ دونوں بانس کے جھنڈ کی اوٹ میں ہو گئے' عورت نے بچے کو پانی پلایا۔ بچہ روئے جا رہا تھا۔ اندر سے کس مرد کی آواز آئی، وہ سخت غصے میں تھا، اور شاید بچے کو چپ کرانے کے لئے کہہ رہا تھا، بچے کے رونے کی آواز سن کر باہر آگ کے گرد لیٹا ہوا ایک بوڑا ناگا اٹھ کر بیٹھ گیا، شاید اس نے کہا۔

''یہ کیوں رو رہا ہے؟''

عورت نے بوڑھے ناگا کو خدا جانے کیا کہا کہ ناگا نے دوسرے وحشی کو جگا دیا۔ دوسرے نے اٹھ کر تھیلی میں سے کوئی پھل کی گٹھلی سی نکالی' اور بچے کے منہ میں رکھ دی' اوپر سے بوڑھے ناگے نے پانی پلا دیا۔ پانی کا گھونٹ پیتے ہی بچے نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔

اس کے رونے کی آواز سن کر وہاں گھاس پر سوئے ہوئے کئی وحشی ناگے جاگ اٹھے۔

یہ صورت حال عنبر اور کیلاش کے لئے بڑی خطرناک تھی۔

کیونکہ انہیں اپنے ساتھی ناگاؤں کی لاشیں صاف نظر آ سکتی تھیں، ایک لاش کو وہیں باہر پڑی تھیں، اور دوسری دو لاشیں جھونپڑی کے اندر تھیں۔ اس کے علاوہ جھونپڑی کا دروازہ بھی کھلا تھا۔ یہ کیلاش سے سخت غلطی ہوگئی تھی کہ وہ دروازہ کھلا چھوڑ کر باہر آ گیا تھا۔ بس کسی ناگے کی جھونپڑی پر نگاہ پڑنے کی دیر تھی کہ سارا بھانڈا پھوٹ سکتا تھا۔

کیلاش گھبرا گیا۔ کیونکہ وہاں بہت سے لوگ جاگ پڑے تھے اور بچے کو چپ کرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ جھونپڑی کے اندر سے بھی کئی لوگ اٹھ کر باہر آ گئے تھے۔ عنبر نے کیلاش چور کے کان میں کہا۔

''یہاں سے اس وقت بھاگنا بہت مشکل ہے۔ فوراً درخت پر

چڑھ جاؤ‘‘۔

یہ کہکر عنبر جھکے جھکے دبے پاؤں سہاگنی کے ایک بہت بڑے پھیلے ہوئے گنجان درخت کے پاس آ کر بیٹھ گیا، اس نے کیلاش کو اشارہ کیا کہ درخت کے اوپر چڑھ جاؤ۔

’’خبردار پتوں اور شاخوں کی ذراسی آواز بھی پیدا نہ ہو‘‘۔

کیلاش ایک مشہور اور تجربے کار ڈاکو تھا۔ اسے جنگل میں درختوں پر چھپ کر بیٹھنے کی بڑی مہارت تھی۔ وہ عام طور پر درختوں میں چھپ کر ہی مسافروں کو لوٹا کرتا تھا۔ کیلاش کا اشارہ پا کر وہ ایک تجربہ کار جنگلی بلی کی طرح درخت کے اوپر چڑھنے لگا۔ یہ درخت بہت گھنا تھا اور تنے سے ذرا اوپر جا کر ہی اس کی موٹی موٹی شاخیں پھیلنا شروع ہو گئی تھیں۔ عنبر بھی اس کے پیچھے پیچھے درخت پر چڑھنے لگا۔ کیلاش درخت کی سب سے اوپر والی شاخ میں جا کر چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس

کے پاس ہی عنبر بھی آ کر چھپ گیا، وہ درخت کے اوپر گھنے پتوں والی شاخوں میں بالکل چھپ گئے تھے اور نیچے سے دیکھنے پر بالکل نظر نہیں آ رہے تھے۔

کیلاش نے پوچھا۔

''میرے آقا! کیا ہمیں ساری رات یہاں چھپے رہنا ہوگا؟''

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

''ساری رات اور کل کا دن بھی، کیونکہ دن میں ہم یہاں سے اتر کر بھاگنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ کیونکہ یہ جنگلی لوگ سارا دن یہاں گھومتے رہتے ہیں اور جنگل میں بھی پھرتے رہتے ہیں''۔

''تو کیا سارا دن یہاں لٹکے رہنا ہوگا؟'' کیلاش نے پریشان ہو کر پوچھا۔

عنبر نے اسے سرگوشی میں ڈانٹ کر کہا۔

''خاموش رہو۔ یہ میں سب کچھ تمہارے لئے کررہاہوں، وگرنہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ اس درخت پر بندروں کی طرح لٹکا رہوں؟ میرا تو وہ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے، لیکن تمہاری بڑی آسانی سے تکابوٹی کر سکتے ہیں۔ اس لئے کم ازکم اور کچھ نہیں تو اپنی جان بچانے کے لئے ہی خاموشی سے یہ تکلیف سہہ جاؤ......''

کیلاش نے کہا۔

معافی چاہتا ہوں میرے آقا!

''اب نہیں بولوں گا۔''

''شی''۔

عنبر نے کیلاش طور کو خاموش رہنے کو کہا، اور پتوں میں سے نیچے دیکھا، دوناگے اس طرف آرہے تھے، جہاں گھاس پر پہریدار ناگے کی لاش پڑی تھی، حیرانی کی بات یہ تھی کہ ابھی تک کسی کی جھونپڑی

کے کھلے دوازے پر نظر نہیں پڑی تھی۔ کیلاش نے اپنا سانس روک لیا، دونوں ناگے شاید جنگل میں کسی جڑی بوٹی کی تلاش میں جارہے تھے۔ کیونکہ بیمار بچہ ابھی تک روئے جارہا تھا۔ اچانک انہوں نے رات کے اندھیرے میں گھاس پر پہریدار کی لاش کو دیکھا، اور زور سے چیخ مار کر سارے قبیلے کو خبردار کردیا، اس کی چیخ سے وہاں ایک بھگدڑ سی مچ گئی، ناگے جھونپڑی کی طرف لپکے۔ اندر پہنچ کر انہوں نے اور زور کی چیخ ماری۔ انہوں نے اندر دونوں لاشوں کو دیکھ لیا تھا، سارے قبیلے میں شور مچ گیا کہ دونوں قیدی پہریداروں کو ہلاک کر کے بھاگ گئے ہیں، قبیلے کے سردار نے جھونپڑی سے باہر آکر غصے میں ہاتھ اٹھا کر کہا۔

''وہ بچ کر کہیں نہیں جاسکتے، سارے جنگل میں چپہ چپہ چھان مارو'' ....

ناگ کی لاش کہاں گئی؟

ناگاؤں کے قبیلے میں افراتفری مچ گئی۔

سردار کا حکم پا کر کچھ وحشی نیزے لہراتے، شور مچاتے جنگل کی طرف بھاگے، اور باقی اسی جگہ گھوم پھر کر عنبر اور کیلاش چور کو تلاش کرنے لگے، وہ ایک ایک جھاڑی میں نیزے مار رہے تھے۔ انہوں نے مشعلیں روشن کر دیں۔ جس سے جنگل کی اندھیری رات میں ہر شے صاف نظر آنے لگی۔ سردار پریشانی کے عالم میں آگ کے گرد ٹہل رہا تھا۔ یہ اس کی بہت بڑی توہین تھی کہ اگن دیوتا کی بھینٹ اس کے قبضے سے دھوکہ دے کر بھاگ جائے۔ ایسا اس کی وحشی زندگی میں پہلی بار ہوا تھا، اور وہ بیحد اضطراب کی حالت میں تھا، اُس کی سمجھ میں

نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں جا کر اپنا سر ٹکرائے، مارے غصے کے اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ ویسے اسے یقین تھا کہ وہ لوگ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے، کیونکہ جنگل کے چپے چپے میں اس نے اپنے آدمی روانہ کر دیئے تھے۔

یہ لوگ جنگل کے تمام راستوں سے باخبر تھے، انہوں نے کافی دور تک سارے جنگل کو اپنے گھیرے میں لے لیا، اور پھر ایک ایک جھاڑی کو کنگالنے لگے۔ ساری رات جنگل میں عنبر اور کیلاش چور کی تلاش جاری رہی، مگر خدا جانے انہیں زمین نے نگل لیا تھا یا آسمان نے اوپر اٹھا لیا تھا۔ ان کا کہیں نشان تک نہ مل رہا تھا۔ رات ڈھل گئی اور دن کا اجالا چاروں طرف پھیلنے لگا۔ عنبر اور کیلاش چور اسی طرح سہاگنی درخت کی سب سے اوپر والی شاخ میں چھپے ہوئے بیٹھے رہے، کسی کو معلوم نہ تھا کہ جن مفرور قیدیوں کو وہ جنگل جنگل ڈھونڈ رہے

رہے ہیں وہ اسی جگہ ان کے درمیان ایک درخت پر دبکے بیٹھے ہیں۔

دن کے نکلتے ہی مشعلیں بجھادی گئیں، سردار نے قبیلے کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا اور قیدیوں کو تلاش کرنے کے بارے میں گفتگو شروع کردی۔ ان کے باتیں کرنے کی آوازیں عنبر اور کیلاش کو صاف آرہی تھیں مگر ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ لوگ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں۔ وہ ان کی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ درخت کے اوپر بیٹھے بیٹھے کیلاش تھک گیا تھا، اور اس کا سارا بدن درد کرنے لگا تھا، جبکہ عنبر پر تھکن کے کوئی اثرات نہیں تھے۔

اس لئے بھی کہ عنبر درد اور غم کی دنیا سے بہت دور تھا۔ اسے کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی تھی، ویسے بھی وہ ایک خاندانی نوجوان تھا، اور اچھے خاندان کے نوجوان ہمیشہ اونچے کردار کے ہوتے ہیں۔ وہ تکلیف میں پھنس کر کبھی نہیں گھبراتے۔ بڑے صبر اور حوصلے سے کام

لیتے ہیں، جبکہ چھوٹے دماغ کا آدمی فوراً رونا، پیٹنا اور چلانا شروع کر دیتا ہے۔ کیلاش چور کا برا حال ہو رہا تھا۔ وہ بار بار درخت کی ٹہنی پر پہلو بدلتا، جس سے ہلکی سی چر چراہٹ پیدا ہوتی۔ ایک بار تو عنبر نے اسے ڈانٹ کر کہا۔

''خدا کے لئے اپنی زندگی کا ہی خیال کرو، کیوں تم نے مرنے پر کمر کس رکھی ہے۔ اگر ان وحشیوں کو معلوم ہو گیا کہ ہم لوگ یہاں چھپے بیٹھے ہیں۔ تو وہ تمہیں تو ایک سیکنڈ کے اندر اندر بھون کر کھا جائیں گے۔ میرا تو وہ ایک بال بھی ٹیڑھا نہ کر سکیں گے، اور کچھ تو اپنا ہی خیال کرو''۔

کیلاش نے آہستہ سے کہا۔

''معاف کرو آقا، مگر تھک کر چور ہو گیا ہوں''۔

''تھک کر چور ہو گئے ہو تو کیا ہوا، ابھی تو سارا دن اسی ایک ٹہنی پر

بیٹھے بیٹھے بسر کرنا ہے، اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو صاف صاف کہہ دو' میں ابھی نیچے اتر کر اپنے آپ کو گرفتار کروائے دیتا ہوں، وہ تمہیں بھی درخت سے اتروالیں گے''۔ کیلاش نے سرگوشی میں گڑگڑا کر کہا۔

''اب ایسا نہ کروں گا گورو جی! معافی چاہتا ہوں''۔

جس درخت کے اوپر وہ دونوں چھپے بیٹھے تھے اس کے بالکل نیچے سردار وحشی قبائل کے ناگاؤں کے ساتھ بیٹھا سوچ بچار کر رہا تھا کہ عنبر اور کیلاش کو کیسے اور کہاں سے حاصل کرے، عنبر کو ناگ کی صندوقچی کا فکر بھی تھا۔ جو اس نے جنگل میں اسی جگہ پر جھاڑیوں میں پھینک دی تھی' جہاں سے ناگاؤں نے ان دونوں کو پکڑا تھا۔ سوائے اس کے اب اور کوئی راستہ نہ تھا کہ وہ یہاں سے بھاگ کر جنگل میں سے وہ صندوقچی ساتھ لے کر رفو چکر ہو جائے۔

اس کے لئے ضروری تھا کہ ناگا اس کا پیچھا نہ کر رہے ہوں' اور وہ

بڑے سکون کے ساتھ وہاں سے بھاگے، اگر وحشی اس کے پیچھے لگ گئے تو وہ ناگ کی صندوقچی حاصل نہ کر سکے گا، بلکہ ہوسکتا ہے کہ صندوقچی ناگاؤں کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اسے آگ میں ڈال کر اس سے انتقام لینے کی کوشش کریں، کیلاش چور تھکن سے چور ہو کر پھر پہلو بدلنے لگا، یہ بڑی خطرناک بات تھی۔ اگر ذرا سا پتہ بھی ٹوٹ کر نیچے گر پڑتا یا ٹہنی کے چرچرانے کی آواز ہی پیدا ہو جاتی تو ناگے ہوشیار ہو سکتے تھے۔ اور پھر صاف ان کے ایک بار اوپر سر اٹھا کر درخت میں دیکھنے کی ہی کسر تھی۔ اس کے بعد سارا کھیل ایک پل میں ختم ہو سکتا تھا۔ اس لئے عنبر نے کیلاش چور کا ہاتھ دبا کر اسے خاموش رہنے کی ہدایت کی۔

دن گذرتا چلا گیا، جنگل میں گئے ہوئے ناگے بھی ناکام ہو کر واپس آ گئے۔ جب انہوں نے واپس آ کر سردار کو بتایا، کہ وہ عنبر اور

کیلاش چور کو تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں تو سردار کا غصہ بے حد تیز ہو گیا، اس نے نیزہ مار کر ایک ناگے کو وہیں کھڑے کھڑے مار ڈالا، نیزہ سینے میں کھا کر زمین پر گرا، اور تھوڑی دیر تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ ناگا کی موت کے بعد وہاں گہرا سناٹا چھا گیا۔ کسی کو زبان سے ایک لفظ نکالنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سردار نے اونچی آواز میں کہا۔

''اس کی لاش کو درخت کے ساتھ لٹکا دو''۔

بدقسمتی دیکھو کہ وحشی ناگاؤں نے لاش کو لٹکانے کے لئے اسی درخت کو چنا جس کے اوپر عنبر اور کیلاش چور چھپے بیٹھے تھے، وحشی ناگا لاش لے کر درخت کے نیچے آ گئے، دو ناگا بندروں کی طرح درخت کے اوپر چڑھنے لگے، کیلاش کا تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔ پہلے ہی ناگا کے قتل پر وہ زرد ہو رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ناگا کی لاش درخت سے لٹکانے کے لئے وہ لوگ اوپر چڑھتے چلے

آ رہے ہیں تو اس نے آنکھیں بند کر لیں، اُسے اپنی موت سامنے کھڑی نظر آ رہی تھی، عنبر بھی کچھ پریشان ہو گیا تھا۔ اگر ناگا درخت کی اوپر والی شاخ پر آ گئے یا نیچے ہی سے ان کی نظر اوپر پڑ گئی تو وہ سردار کے حکم سے تیروں کی بوچھاڑ سے انہیں چھلنی کر سکتے تھے۔

عنبر تو خیر بچ جاتا مگر کیلاش چور کی موت یقینی تھی۔ کیلاش کچھ بولنے ہی والا تھا کہ عنبر نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا، جس کا مطلب یہ تھا کہ خدا کے لئے زبان بند رکھو، یہ وقت گفتگو کرنے کا نہیں ہے، اس وقت تو ان کی ذرا سی حرکت بھی دشمن کو چوکنا کر سکتی تھی۔

ویسے کیلاش چور دل ہی دل میں بڑا پریشان ہو رہا تھا کہ وہ کس مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ اس کے باوجود عنبر کے لئے اس کے دل میں عزت بھی بڑی تھی اور اسے حوصلہ بھی بہت تھا، کیونکہ اس کی وجہ سے کیلاش چور کی جان بخشی ہو سکتی تھی بشرطیکہ عنبر کو اپنی کرامت

دکھانے کا موقع مل سکے، لیکن اگر وحشیوں نے دور ہی سے نیزوں کی بارش شروع کر دی تو پھر تو کیلاش چور کے بچ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

مگر خدا کا شکر ہوا کہ نا گاؤں نیچے والی ٹہنی کو پسند کیا۔ انہوں نے رسے ڈال کر لاش کو الٹا لٹکا دیا، اور اس کے نیچے لکڑیاں اور پتے جمع کر کے آگ لگانے کی تیاریاں کرنے لگے، اب یہ مرحلہ بڑا نازک تھا، آگ جلانے کا مطلب یہ تھا کہ یقیناً وہاں سے دھواں اٹھتا۔ دھواں اٹھ کر درخت کے اوپر تک جاتا۔ عنبر اور کیلاش کا دم گھٹتا اور ضرور وہ کھانستے، کھانسنے کا مطلب یہ تھا کہ ان کا بھانڈا پھوٹ جاتا اور انہیں پکڑ کر اسی آگ میں ڈال دیا جاتا۔ عنبر اس نئی صورت حال سے بہت پریشان ہو گیا، اسے سب سے زیادہ پریشانی کیلاش کی طرف سے تھی جو پہلے ہی بہت گھبرایا ہوا تھا۔

ایک ناگا نے لکڑیاں جمع کر کے پتھروں کو رگڑ کر آگ جلا دی،
لکڑیوں نے فوراً ہی آگ پکڑ لی۔ یہ ان دونوں کی خوش قسمتی تھی کہ اس
آگ میں دھواں نام کو بھی نہیں تھا، خدا جانے وہ کس خاص درخت کی
لکڑیاں تھیں کہ دھواں نہیں دیتی تھیں، صرف شعلے نکل رہے تھے جو لٹکتی
ہوئی لاش کے سر کو جلا رہے تھے۔ لاش کی بو درخت کے اوپر آنے لگی۔
کیلاش چور اور عنبر نے اپنی ناک کے گرد کپڑا لپیٹ لیا دو گھنٹے تک لاش
جلتی رہی، شام کے وقت سردار کے حکم سے جلی ہوئی لاش کو درخت پر
سے اتار کر زمین میں دفن کر دیا گیا، اب عنبر رات ہونے کا انتظار
کرنے لگا۔ کیونکہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا، کہ رات کے اندھیرے میں
خواہ کچھ ہو جائے وہ کیلاش کو لے کر وہاں سے فرار ہو جائے گا۔

اب ذرا ماریا کی بھی خبر لیں کہ وہ کس حال میں ہے؟

وحشی ناگاؤں کے چنگل سے نکل کر ماریا گھنے جنگل میں اس مقام

پر آ گئی جہاں ایک درخت کے نیچے جھاڑیوں میں عنبر نے ناگ کی صندوقچی پھینک دی تھی، ماریا گھوڑے پر سوار غائب حالت میں چلی جا رہی تھی کہ اس نے اپنے پیچھے ناگاؤں کی آوازیں سنیں......وہ تیز تیز باتیں کرتے چلے آ رہے تھے، یہ وہ وقت تھا جب کہ سردار نے انہیں عنبر اور کیلاش کو تلاش کرنے کے لئے جنگل میں بھیجا تھا' ماریا نے سوچا کہ اگر وہ راستے میں کھڑی رہی تو ناگاؤں سے اسکی ضرور ٹکر ہو جائے گی، چنانچہ وہ راستے سے اتر کر جھاڑیوں کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

ناگا باتیں کرتے اس کے پاس سے گذر گئے، جب وہ کافی دور نکل گئے اور ماریا نے یہ اطمینان بھی کر لیا کہ ان کے پیچھے کوئی دوسری ٹولی نہیں آ رہی تو وہ گھوڑے کو اوپر راستے پر لانے لگی، اچانک اس کی نظر جھاڑیوں میں گری ہوئی سیاہ لکڑی کی صندوقچی پر پڑ گئی۔ وہ

سوچنے لگی کہ یہ کس نے یہاں پھینکی ہے؟ ماریا گھوڑے سے اتر آئی، اس نے جھک کر صندوقچی کو اٹھایا اور اسے کھول دیا' صندوقچی کے ڈھکنے کا کھلنا تھا کہ ماریا کی آنکھیں میں آنسو آ گئے۔

اس نے اپنے بھائی ناگ کی کٹی لاش کے ٹکڑوں کو پہچان لیا تھا وہ رونے لگی۔ ناگ سانپ کے روپ میں تھا، اور اس کے ماتھے پر اس کے بھائی ناگ کا خاص سنہری نشان اسی طرح چمک رہا تھا، اچانک ماریا کو یاد آیا کہ عنبر نے کہا تھا کہ ناگ اگر سانپ کے روپ میں قتل بھی ہو جائے تو وہ ایک خاص عرصے تک زندہ رہ سکتا تھا۔ پھر اسے ناگ کا ایک فقرہ یاد آ گیا، اس نے ایک بار اپنی بہن ماریا کو کہا تھا۔

''یاد رکھو بہن! اگر کبھی تمہارے ہوتے ہوئے میں سانپ کی شکل میں ہلاک کر دیا جاؤں تو جب تک میرے ماتھے کا سنہری نشان چمک رہا ہو گا' میں زندہ ہوں گا۔ ایک خاص مدت کے گذرنے کے بعد

ماتھے کا نشان سیاہ پڑ جائے گا پھر سمجھ لینا کہ تمہارا بھائی مر گیا ہے"۔

ماریا نے غور سے ناگ کے ماتھے کا نشان دیکھا، وہ سنہری تھا، اور اسی طرح چمک رہا تھا جس طرح زندہ حالت میں چمکا کرتا تھا۔ اس نے صندوقچی بند کی اور گھوڑے کے ساتھ لٹکے ہوئے جھولے میں ڈال کر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی۔ صندوقچی تو اس نے رکھ لی تھی اور یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ناگ بھائی زندہ ہے، مگر اسے خبر نہیں تھی کہ ناگ کے زندہ رہنے کی معیاد کتنی ہے، اور اسے پھر سے کیسے چلتی پھرتی حالت میں لایا جا سکتا ہے؟

اب اُسے اپنے دوسرے بھائی عنبر کی تلاش تھی۔ ایک بھائی تو عنبر سے بچھڑ کر رہ گیا تھا، ماریا سوچنے لگی کہ یہ صندوقچی وہاں کیسے آ گئی؟ اسے کون یہاں پر پھینک گیا۔ کیا اسے عنبر نے وہاں پھینکا ہے؟ مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ عنبر بھائی کبھی ناگ کی لاش کو وہاں نہیں پھینک

سکتا۔ ضرور کسی نے ناگ کو مار کر صندوقچی میں بند کر کے اپنی طرف سے اسے ہلاک کر کے وہاں پھینک دیا ہے......اسے کوئی خبر نہ تھی کہ ناگ مرا نہیں بلکہ زندہ ہے۔ وگرنہ دشمن ضرور ناگ کی لاش کو یا تو زمین کے اندر دفن کر دیتا یا آگ میں جلا کر راکھ کر دیتا۔ جو خیال ماریا کو سب سے زیادہ پریشان کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ آخر عنبر.........اس کا بھائی کہاں چلا گیا؟ پھر اس کے دھیان میں آدم خور قبیلے کے لوگوں کی بات آئی، جنہوں نے اسے کہا تھا کہ اگر تم دن اور رات سفر کرتی رہو تو اپنے بھائی سے جا ملو گی۔ اس لحاظ سے آج رات عنبر کو ماریا سے مل جانا چاہئے تھا۔

آدم خور قبیلے والوں نے ٹھیک کہا تھا۔ عنبر ماریا کے ارد گرد ہی تھا۔ اگر عنبر اور کیلاش ناگا وحشیوں کے چنگل میں نہ پھنس جاتے تو ماریا ان سے ضرور مل جاتی۔ لیکن اس وقت صورت حال یہ تھی کہ ماریا ناگ کی

لاش والی صندوقچی لے کر آسام کی سرحد کی طرف جا رہی تھی، جسے عبور کر کے اس کو ہمالیہ کی ترائی میں داخل ہو جانا تھا اور عنبر ناگاؤں کی قید میں ایک درخت پر ٹنگا ہوا تھا۔

جب رات گہری ہو گئی تو ناگا وحشی ایک ایک کر کے نیند کی آغوش میں جانے لگے، عنبر نے یہ بات خاص طور پر محسوس کی تھی کہ وحشی آدم خور رات کو تھوڑی دیر کے لئے ہی آرام کرتے تھے.........اس وقت بھی رات آدھی گذر گئی تھی۔ اور ابھی تک دو وحشی آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ سردار اور دوسرے ناگا اپنی اپنی جھونپڑیوں میں جا کر سو گئے تھے۔ کچھ وحشی وہیں گھاس پر پڑ کر سو گئے تھے۔ صرف یہ دو ناگا تھے جو ابھی تک نہیں سوئے تھے۔ عنبر اور کیلاش ان دونوں کے سونے کا انتظار کر رہے تھے، عنبر کو تو خیر بھوک اور پیاس کے لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا' مگر کیلاش چور کی زبان پر پیاس

کے مارے کانٹے پڑ گئے تھے، بھوک سے اس کا پیٹ اس کی کمر کے ساتھ لگ گیا تھا۔ صبح اس نے تنگ آ کر کچھ پتے کھا کر اپنی بھوک اور پیاس مٹائی تھی۔ ان پتوں نے اس کے معدے میں پہنچ کر طوفان اٹھا دیا تھا اور اب وہ درخت کے پتے کھاتے ہوئے بھی گھبرا رہا تھا۔ خدا جانے یہ کس قسم کا درخت تھا کہ اس کے پتوں میں بہت ہی کم نمی تھی، جس کی وجہ سے اس کی پیاس نہیں بجھی تھی۔

اب پیاس بجھانے کی ایک ہی صورت تھی کہ وہ درخت پر سے اتر کر وہاں سے بھاگ اٹھیں اور دور جنگل میں جا کر کسی چشمے کا ٹھنڈا پانی پیا جائے۔ لیکن اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ دونوں ناگ سو جائیں' جو ایک دو گھنٹوں سے آگ کے گرد بیٹھے ابھی تک باتیں کر رہے تھے' آگ بھی بجھ گئی تھی مگر ان کی باتیں ختم ہونے میں نہیں آتی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کئی سالوں کے بعد آپس میں ملے

ہوں۔

آخر خدا خدا کر کے انہوں نے جمائیاں لینی شروع کر دیں' اور وہ پاؤں پسارنے لگے۔ انہیں سخت نیند آ رہی تھی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ نیند نے ان پر یک لخت حملہ کر دیا تھا۔ ایک ناگا اسی جگہ لیٹ گیا، دوسرا اٹھ کر ایک جھونپڑی میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد درخت کے نیچے لیٹے ہوئے ناگا کے خراٹے گونجنے لگے' عنبر اور کیلاش اسی گھڑی کا انتظار کر رہے تھے۔ عنبر نے کیلاش کا ہاتھ دبا کر اس کے کان میں کہا۔

''بڑی خاموشی سے نیچے اترنا۔ ذرا بھی آواز پیدا ہوئی تو ہم بچ کر نہ جا سکیں گے۔ تمہاری جان سخت خطرے میں ہے''۔

کیلاش نے سر ہلا کر کہا کہ ایسا ہی ہوگا۔ عنبر سب سے پہلے نیچے اترنے لگا۔ ایک رات اور ایک دن سے درخت پر بیٹھ بیٹھ کر اس کی

ٹانگیں آپس میں جڑ گئیں تھیں، پھر بھی وہ بڑی احتیاط سے نیچے اتر رہا تھا۔ کیلاش اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ انہیں سب سے زیادہ خطرہ اس بات کا تھا کہ کہیں کوئی شاخ یا ٹہنی ٹوٹ کر نیچے سوئے ہوئے ناگا کے اوپر نہ گر پڑے۔ ان لوگوں کی نیند بڑی کچی تھی۔ ذرا سی آہٹ پر جانوروں کی طرح ایک دم بیدار ہو جاتے تھے۔ عنبر اور کیلاش بڑی ہوشیاری کے ساتھ ایک ایک ٹہنی کو پکڑ کر بڑے آرام سے چھوڑ رہے تھے تاکہ وہ جھول کر اوپر والی ٹہنی سے نہ ٹکرا جائے۔ ایسا کرنے سے آواز پیدا ہوتی اور آواز سوئے ہوئے ناگا کو جگا سکتی تھی۔ اور خاص طور پر کیلاش کی زندگی کو خطرے میں ڈال سکتی تھی۔ آخر بڑی احتیاط سے وہ نیچے اتر آئے۔ عنبر جھک جھک کر دبے پاؤں گھاس پر چلتا ایک طرف کو نکل گیا......... کیلاش اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ جب وہ سوئے ہوئے ناگا کے قریب سے گذرے تو انہوں نے اپنا سانس روک لیا،

ناگا بڑے زور زور سے خراٹے لے رہا تھا۔

وہ جب قبیلے کے جھونپڑوں سے دور چلے گئے تو چھپ چھپ کر درختوں اور جھاڑیوں کی آڑ میں سے ہوتے ہوئے جنوب مشرق کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ انہیں ابھی تک ڈر تھا کہ کہیں کوئی ناگا وہاں پہرہ نہ دے رہا ہو۔ عنبر کو اس صندوقچی کی فکر تھی جس میں اس کے گہرے دوست وفادار ناگ کی لاش تھی۔ جس جھاڑی کے پاس اُس نے صندوقچی کو پھینکا تھا' وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ صندوقچی غائب ہے۔ عنبر نے پریشان ہو کر ادھر ادھر تلاش کیا مگر صندوقچی کہیں بھی نہیں تھی وہ سمجھ گیا کہ کوئی اسے اٹھا کر لے گیا ہے۔ وہ وہاں زیادہ دیر ٹھہر بھی نہیں سکتا تھا۔ کیلاش کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔ مجبوراً ناگ کی صندوقچی کے بارے میں سوچتا ہوا عنبر کیلاش کے ساتھ وہاں سے آگے چل پڑا۔

برفانی انسان

ماریا جنگل سے نکلی تو سامنے ایک دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔
برسات کے دن تھے۔ دریا چڑھاؤ پر تھا۔ ماریا تھک گئی تھی،
گھوڑے سے اتر کر اس نے ناگ کی لاش والی صندوقچی ایک طرف
رکھدی اور سوچنے لگی کہ دریا کیسے پار کیا جائے؟ اسے گھوڑے پر
بھروسہ نہیں تھا کہ اسے لے کر دریا پار کر جائے گا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں
وہ راستے میں ہی دریا کی تیز لہروں کی نذر نہ ہو جائے۔ وہ بیٹھ گئی۔
ایک جنگلی درخت پر سے پھل اتار کر اس نے کھائے۔ پانی پیا، وہ تو
کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی مگر گھوڑا اس کے نیچے اترتے ہی ظاہر ہو گیا
تھا۔ وہ بھی گھاس پر بڑے مزے سے چر رہا تھا۔ ماریا اسی شش و پنج

میں تھی کہ دریا کیسے پار کرے کہ اچانک اس کی نظر لکڑی کے ایک بہت بڑے تختے پر پڑی۔ ایسے لگتا تھا کہ وہ تختہ کبھی کسی مکان کی چھت تھا۔ اور مکان گر جانے سے وہاں پڑا ہے۔

ماریا نے سوچا اگر وہ کسی طرح اس تختے کو دریا میں ڈال دے تو اس کے اوپر سوار ہو کر دریا پار کر سکتی ہے۔ ماریا نے اٹھ کر لکڑی کے تختے کے ساتھ رسی باندھی، اس کا دوسرا سرا گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھا، اور گھوڑے کو ہنکاتی ہوئی دریا کے کنارے تک لے گئی۔ تختہ بڑے آرام سے کھینچتا ہوا دریا کے کنارے پر آ گیا، ماریا نے اسے دریا کے اندر ڈال کر اس کی رسی کنارے والے ایک درخت سے باندھ دی۔ پھر اس نے گھوڑے کو تختے کو اوپر سوار کر دیا' اور خود بھی سوار ہو کر خنجر سے رسی کاٹ دی۔ رسی کاٹتے ہی دریا کی تیز لہریں ماریا اور گھوڑے سمیت تختے کو بہا کر کنارے سے دور لے گئیں دریا کے

درمیان میں آ کر تختہ ڈولنے لگا کیونکہ بیچ میں پانی کا بہاؤ بڑا تیز تھا ماریا نے گھوڑے کو تھامے رکھا اسے ڈر تھا کہ کہیں تختہ کسی بھنور میں نہ پھنس جائے کیونکہ پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے جگہ جگہ دریا میں بھنور پڑ رہے تھے مگر چونکہ تختہ کافی چوڑا تھا اس لئے وہ بھنوروں کے اوپر سے گزر جاتا تھا ماریا نے دریا پار کر لیا دریا پار جا کر اس نے تختے کو اوپر کھینچ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر آگے روانہ ہو گئی اس کے سامنے اب جنگل ختم ہو گئے تھے اور ہمالیہ کا پہاڑی سلسلہ شروع ہو گیا تھا پہاڑوں کا یہ سلسلہ کوہِ ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی تک اٹھتا چلا گیا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ وہ ان پہاڑیوں میں جا کر کہاں اور کس جگہ اپنے بھائی عنبر کو تلاش کرے گی اسے تو عنبر کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے۔ دوپہر تک چلتے رہنے کے بعد ماریا ایک ٹیلے کے پاس پہنچ کر رک گئی اس ٹیلے کے نیچے ترائی کی ڈھلان تھی۔

اور چنار کے درختوں کی قطاریں چلی گئی تھیں بائیں جانب ایک گہری کھائی تھی جس میں جنگلی گلاب کے پھول کھل رہے تھے اس جگہ تھوڑی دیر قیام کر کے تازہ دم ہونے کے بعد ماریا کھائی میں سے ہو کر ترائی کے ٹیلوں کی طرف چلی پڑی اس کی منزل اس ترائی کی چڑھائیوں اور اترائیوں کو پار کر کے ہمالیہ کی سب سے بڑی جھیل نندن سر تک جانا تھا جس کے بارے میں آدم خور نے اسے بتایا تھا کہ شاید عنبر نندن سر جائے۔

سارا دن ماریا پہاڑوں دروں اور گھائیوں میں سفر کرتی رہی .... گھوڑے پر سوار اس نے کئی ٹیلے عبور کئے آخر شام کو جب سورج کنچن چنگا کی برف پوش چوٹی کے پیچھے غروب ہو گیا تو وہ ایک ایسی پر فضا جگہ پہنچ گئی جہاں جنگلی سیب کے درختوں کی گھنی چھاؤں میں ایک میٹھے پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا ماریا کو بھوک لگ رہی تھی اس نے گھوڑے کو

ایک درخت سے باندھ کر اس کے آگے درختوں کے پتے اور گھاس ڈال دیئے اور خود جنگلی سیب پیٹ بھر کے کھائے پانی پیا اور سوچنے لگی کہ کیوں نہ اسی جگہ رات بسر کی جائے یہاں سردی زیادہ ہو گئی تھی اس نے زین پر سے کمبل اتار کر چشمے کے کنارے بچھایا ایک کمبل اوپر لیا اور سونے کی تیاری کرنے لگی سفر کی وجہ سے وہ تھک گئی تھی اسے بہت جلد نیند آ گئی اور وہ سو گئی۔

یہ وہی جگہ تھی جہاں برفانی انسان رہتا تھا بیچاری ماریا کو اس کی خبر نہیں تھی آدھی رات کو برفانی انسان کو پیاس لگی تو وہ اپنی غار میں سے نکل کر سیدھا اس چشمے کی طرف چل پڑا جہاں ماریا کمبل اوڑھے سو رہی تھی اب حالت یہ تھی کہ ماریا کمبل سمیت غائب تھی اور کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی صرف گھوڑا دکھائی دے رہا تھا برفانی انسان لمبے لمبے قدم اٹھاتا چشمے کے قریب آیا تو گھوڑے نے ایک خاص قسم کی بو محسوس کی

اور وہ بے چین ہو کر زمین پر پاؤں مارنے لگا۔

دوسری طرف برفانی انسان یا برفانی بھوت نے بھی انسان کی بو محسوس کر لی تھی وہ بڑی ہوشیاری سے ادھر اُدھر دیکھتا چشمے کی طرف بڑھنے لگا چشمے کے پاس ٹیلے کی اوٹ میں آ کر اس نے دیکھا کہ درخت کے ساتھ گھوڑا تو بندھا ہوا ہے مگر انسان کہیں نہیں ہے حالانکہ اسے انسان کی بڑی تیز بو آ رہی تھی برفانی بھوت بڑے چکر میں آ گیا کہ اگر انسان وہاں نہیں ہے تو بو کہاں سے آ رہی ہے اسے معلوم نہ تھا کہ ماریا چشمے کے پاس ہی کمبل اوڑھے سو رہی ہے اور وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔

اتنے میں گھوڑے نے برفانی بھوت کی موجودگی کو محسوس کر لیا اور زور زور سے ہنہنانے لگا گھوڑے کی آواز سے ماریا کی آنکھ کھل گئی کمبل میں سے منہ باہر نکال کر اس نے دیکھا کہ چاندنی چھٹی ہوئی ہے چاند

کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے چشمے کے بہنے کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی ہے ہر طرف بڑی گہری خاموشی ہے وہ بڑی حیرت زدہ تھی کہ گھوڑا کس چیز سے ڈر کر ہنہنا رہا ہے جب کہ وہاں کچھ بھی نہیں تھا اس وقت برفانی انسان ایک ٹیلے کی اوٹ میں چھپا یہ دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ جس انسان کی اسے بو آ رہی ہے وہ انسان کہاں ہے؟ گھوڑا زور زور سے اپنے اگلے پاؤں زمین پر مار رہا تھا ماریا کمبل میں سے نکل کر باہر آ گئی گھوڑے کے پاس آ کر اس نے گھوڑے کی گردن پر پیار سے تھپکی دی لیکن گھوڑا پھر بھی بے چینی سے پاؤں مار رہا تھا۔

ماریا کی چھٹی حس نے اسے خبردار کر دیا کہ وہاں خطرہ کہیں آس پاس ہی منڈلا رہا ہے وہ چونکی ہو کر درخت کی آڑ میں کھڑی ہو گئی اور دیکھنے لگی کہ وہاں کون سا ایسا جانور آ گیا ہے جس کی وجہ سے گھوڑا پریشان ہو رہا ہے کیونکہ جانوروں کی یہ عادت ہے کہ جہاں کہیں کوئی بھوت

پر یت ہو یا کوئی خطرہ ہوتو وہ بے چین ہو جاتے ہیں اور اپنے مالک کو آنے والے خطرے سے آگاہ کر دیتے ہیں اب سوال یہ تھا کہ وہاں خطرہ کون سا تھا۔؟

ماریا بڑی خاموشی سے درخت کے پیچھے کھڑی تھی۔

برفانی بھوت نے جب دیکھا کہ وہاں سوائے گھوڑے کے اور کچھ نہیں ہے تو وہ ٹیلے کی اوٹ میں سے نکل آیا اب جو ماریا نے اپنے سامنے ایک سفید بالوں والے اونچے لمبے بھوت نما برفانی گوریلے کو دیکھا اس کے منہ سے بے اختیار خوف کے مارے چیخ نکل گئی۔

چیخ کی آواز سن کر برفانی بھوت پاگلوں کی طرح زور سے چلایا اس کی چیخ سے سارا پہاڑ گونج اٹھا ماریا بھی لرز گئی برفانی بھوت دیوانے گوریلے کی طرح جدھر سے چیخ کی آواز آئی تھی ادھر آ گیا اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا چیخ وہیں سے آئی تھی مگر اسے عورت کہیں بھی دکھائی

نہیں دے رہی تھی۔

ماریا! درخت سے نکل کر ایک ٹیلے کی اوٹ میں چھپ گئی تھی برفانی بھوت گھوڑے کی طرف بڑھا گھوڑا بدک کر ٹاپنے لگا برفانی بھوت نے آگے بڑھ کر گھوڑے کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھالیا ماریا نے گھوڑے کو بچانا چاہا مگر وہ کچھ نہ کر سکتی تھی۔ اگر وہ پتھر یا نیزہ بھی مارتی تو اس پہاڑ ایسے برفانی بھوت کی موٹی کھال پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا برفانی بھوت نے خور خور کرتے ہوئے غصے میں آ کر گھوڑے کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور دھم سے زمین پر دے مارا گھوڑے کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کرنے اور ٹانگیں چلانے لگا برفانی بھوت نے دوسری بار گھوڑے کو پھر دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور ایک کھلونے کی طرح پتھروں پر پٹخ دیا پھر پاؤں مار مار کر اسے کچل کر رکھ دیا۔

ماریا دل تھام کر رہ گئی اس نے ایسا بھیانک منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا
ایک بات کے لئے اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ ناگ کی لاش والی
صندوقچی برفانی بھوت کی تباہی سے بچ گئی تھی اس لیے کہ ماریا نے
رات کو سونے سے پہلے اس صندوقچی کو سیب کے درخت کی شاخوں
میں لٹکا دیا تھا تا کہ وہ جنگلی گیدڑوں سے محفوظ رہے برفانی بھوت
گھوڑے کو ہلاک کرنے کے بعد ماریا کی تلاش میں اس کی بو کے
ساتھ ساتھ ادھر اُدھر گھومنے لگا ماریا کے لئے یہ پریشان کر دینے والی
بات تھی اگر چہ وہ نظروں سے غائب تھی لیکن اگر کوئی اسے ہاتھ لگائے
تو وہ اسے چھو سکتا تھا اسی طرح برفانی بھوت اس کو پکڑ کر زمین پر مار
مار کر ہلاک کر سکتا تھا۔

ماریا کا کام یہ تھا کہ کسی طرح وہ برفانی بھوت سے بھاگتی رہے وہ ایک
چٹان کے اوپر چڑھ گئی برفانی انسان اس چٹان کے نیچے آ کر کھڑا ہو گیا

یہاں اسے انسانی بو بڑی تیز محسوس ہو رہی تھی اس نے چٹان کو ہلانا
شروع کر دیا ماریا اگر تھوڑی دیر بعد میں وہاں سے نیچے چھلانگ لگاتی
تو برفانی انسان کے قابو میں آ گئی ہوتی وہ چٹان پر سے کود کر سیب کے
ایک درخت کے اوپر چڑھ گئی اور اس نے اپنے آپ کو شاخوں اور
پتوں کے اندر چھپا دیا تا کہ اس کی بو کم سے کم نیچے جا سکے اس سے
ایک فائدہ ضرور ہوا کہ برفانی بھوت کو اس کی بو بہت کم آنے لگی اس
نے خیال کیا کہ جس انسان کی اس کو تلاش تھی وہ اس سے کافی فاصلے
پر چلا گیا ہے برفانی بھوت یونہی چٹانوں اور پتھروں پر زور زور سے
ہاتھ مارتا غصے میں خرخر کرتا چشمے پر آیا اور جھک کر چشمے کا پانی پینے لگا
اس کے بالکل اوپر سیب کے درخت میں ماریا پتوں اور شاخوں میں
اپنے آپ کو چھپائے ہوئے تھی۔
برفانی بھوت چشمے پر جھکا شڑاپ شڑاپ پانی پی رہا تھا اور ماریا کا دل

خوف کے مارے زور سے دھڑک رہا تھا اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کے جسم کی بو پتوں اور شاخوں نے روک لی ورنہ برفانی بھوت کو اگر علم ہو جاتا کہ ماریا سیب کے درخت پر بیٹھی ہے تو وہ اس درخت کو ہی جڑ سے اکھاڑ دیتا چشمے پر پانی پی کر برفانی گوریلے نے گھوڑے کی کٹی پھٹی لاش کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا اور واپس چڑھائی اتر کر کھائی میں غائب ہو گیا جب وہ نظروں سے اوجھل ہوا تو ماریا کی جان میں جان آئی اس نے درخت پر سے اتر کر اس جگہ کو دیکھا جہاں گھوڑے کی لاش کا خون پڑا تھا ماریا کی آنکھوں میں گھوڑے کو یاد کر کے آنسو آ گئے اس نے بڑی بڑی مصیبتوں اور مشکل حالات میں ماریا کا ساتھ دیا تھا۔

ماریا چشمے کے کنارے بیٹھ گئی نیند اس کی آنکھوں سے غائب ہو چکی تھی اس نے سیب کے درخت پر سے ناگ کی لاش والی صندوقچی

اتاری اور اسے کھول کر دیکھا ہلکی ہلکی چاندنی میں اسے سانپ کی لاش کے ٹکڑے دکھائی دے رہے تھے اس نے دور کنچن چنگا کی برف پوش پہاڑی کو دیکھا اسی پہاڑی کے دامن میں وہ جھیل تھی جس کے بارے میں آدم خوروں نے ماریا کو بتایا تھا کہ عنبر اسی جگہ جا رہا تھا وہ جھیل شدن سر پہنچ کر عنبر کی راہ دیکھنا چاہتی تھی اسے یقین تھا کہ اس کا بھائی وہاں ضرور آئے گا اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ وہاں مل جائے گا اب وادی میں رات کا اندھیرا غائب ہونا شروع ہو گیا چاندنی پھیکی پڑنے لگی اور مشرق کی پہاڑیوں کے اوپر صبح کی ہلکی ہلکی روشنی جھلکنے لگی اور درے روشن ہو گئے صبح کی روشنی کی ہلکی ہلکی روشنی جھلکنے لگی تھوڑی دیر بعد سورج طلوع ہو گیا اور ساری وادی پہاڑیاں گھاٹیاں اور درے روشن ہو گئے صبح کی روشنی میں ماریا کا خوف بھی دور ہو گیا اور اس کے اندر آگے بڑھنے کی ہمت پیدا ہو گئی اس نے زمین پر ایک بار پھر

گھوڑے کے خون کے دھبوں کو دیکھا اس کے ساتھ ہی ماریا نے برفانی بھوت کے پاؤں کے بڑے بڑے نشان دیکھے یہ اتنے بڑے نشان تھے کہ ماریا کا دل کانپ اٹھا پاؤں کے نشان نیچے گھائی میں اتر گئے تھے برفانی بھوت کا غار گھاٹی اتر کر ایک چٹان کے اندر تھا۔

ماریا وہاں رہ کر برفانی بھوت کے دوبارہ وہاں آنے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی اس نے گھوڑے کی زین سے گری ہوئی تلوار اٹھا کر کمرے کے ساتھ باندھی ناگ کی لاش کی صندوقچی ہاتھ میں اٹھائی اور جھیل شدن سر کی طرف چل پڑی یہاں سے اسے راستے کا علم نہیں تھا مگر وہ اندازے کے مطابق آگے بڑھ رہی تھی جھیل شدن سر کے اوپر ہر وقت سفید بادل چھائے رہتے تھے اور یہ بادل اسے دور سے کچن چنگا کی پہاڑیوں کے دامن میں ایک جگہ دکھائی دے رہے تھے وہ اس بادل کے ٹکڑے کو اپنا نشان بنا کر سفر پر چل پڑی۔

پہاڑی راستوں پر پیدل چلنا کوئی آسان کام نہ ہوتا آدمی بہت جلد
اترائی چڑھائی کرتے کرتے تھک جاتا ہے اس کے علاوہ راستے میں
بکھرے ہوئے پتھر پاؤں کو زخمی کر دیتے ہیں پھر بھی ماریا دو پہر تک
چلتی رہی راستے میں اسے کوئی بھی انسانی بستی کہیں نظر نہ آئی کہیں
کہیں چنار اور صنوبر کے درختوں کے جھنڈ مل جاتے جہاں ایک نہ
ایک چشمہ بہہ رہا ہوتا یہاں وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کرتی پانی پی کر
پھر سفر پر روانہ ہو جاتی تیسرے پہر ماریا نے ایک جگہ پہاڑی کے
دامن میں ایک چھوٹی سی لکڑی کی چھت والا اک منزل مکان دیکھا
جس کی چھت کے سوراخ میں سے دھواں اٹھ رہا تھا ماریا کو بڑی
بھوک لگ رہی تھی اس نے کئی روز سے روٹی اور دودھ نہیں پیا تھا اس
نے سوچا اس مکان میں ضرور کوئی انسان رہتا ہو گا اور وہاں پہنچ کر
اسے کھانے کو روٹی اور پینے کو تھوڑا سا دودھ ضرور مل جائے گا کیونکہ

اس نے دور اوپر سے مکان کے باہر ایک بکری کو بندھے ہوئے بھی دیکھ لیا تھا۔
ماریا تازہ دم ہو کر نیچے وادی میں اترنے لگی وہ مختلف پہاڑی پگ ڈنڈیوں اور الجھے ہوئے دشوار یعنی مشکل مشکل راستوں پر سے ہوتی ہوئی آخر اس ایک منزلہ مکان کے قریب آ گئی وہ مکان کے پچھواڑے آ کر رک گئی اور سوچنے لگی کہ اندر کس طرف سے جائے پھر اسے خیال آیا کہ وہ تو غائب ہے وہ چاہے جس طرف سے بھی مکان کے اندر چلی جائے کوئی بھی اسے نہیں دیکھ سکے گا چنانچہ وہ بڑے آرام سے اور آزادی سے مکان کے دروازے کے پاس آ گئی۔
ابھی وہ دروازے کے قریب سے گزر رہی تھی کہ اسے اندر سے ایک عورت کے رونے کی آواز سنائی دی ماریا ٹھٹھک کر رہ گئی عورت کے رونے کی آواز برابر آ رہی تھی ماریا مکان کے اندر داخل ہو گئی اس

نے دیکھا کہ لکڑی کے فرش پر ایک لمبے بالوں والی دبلی پتلی عورت رسیوں کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اس کو رسیوں سے زمین میں گڑی ہوئی بلیوں یعنی کھونٹیوں کے ساتھ باندھا ہوا تھا عورت کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ سسکیاں بھر کر رو رہی تھی ایسے لگتا تھا جیسے اس کے سوا وہاں اور کوئی انسان نہیں ہے۔

ماریا بڑی حیرانی سے اس بدنصیب عورت کو دیکھتی رہی پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے بڑھی اس خیال سے کہ عورت نے اس کے قدموں کی آواز سن لی تو وہ گھبرا جائے گی کہ انسان تو نظر نہیں آرہا پھر انسان کے قدموں کی چاپ کہاں سے آرہی ہے؟ ماریا ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ عورت کے ساتھ کیسے بات شروع کرے کہ باورچی خانے کا دروازہ کھلا اور ایک خونخوار قسم کا وحشی شکل والا سنگدل ڈاکو باہر آیا اس کے ہاتھ میں بھیڑ کے بھنے ہوئے گوشت کا پیالہ تھا وہ عورت کے

پاس ہی زمین پر پھسکڑا مار کر بیٹھ گیا اور جانوروں کی طرح جبڑے ہلا ہلا کر گوشت کھانے لگا عورت مسلسل سسکیاں بھر رہی تھی۔

سنگدل وحشی نے زور سے عورت کے سر پر مکا مارا۔ عورت کی چیخ نکل گئی وحشی ڈاکو نے کہا۔

خاموش رہتی ہے یا تمہیں ابھی اپنے ساتھیوں کے آنے سے پہلے پہلے خنجر گھونپ کر ہلاک کر دوں؟

عورت نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا۔

تم لوگوں نے میرے خاوند کو زخمی کر کے پہاڑوں میں پھینک دیا میری ماں کو ہلاک کر کے میرا گھر بار لوٹ لیا اب مجھے ہلاک کیوں نہیں کرتے؟ مجھے بھی مار ڈالو تا کہ میں اس عذاب سے نجات حاصل کروں ڈاکو زور سے قہقہہ لگا کر ہنسا اور بولا۔

بد بخت عورت............تجھے ہم ماریں گے نہیں۔ بلکہ بڑے لامہ

کے پجاری کے ہاتھ بیچ دیں گے جو تجھے بڑے تہوار پر دیوتاؤں کے آگے قربان کرے گا تو ہمارے لئے عورت نہیں بلکہ قربانی کا بکرا ہے ہم تجھے فروخت کر کے سونے کی اشرفیاں حاصل کریں گے عورت روتے ہوئے بولی۔ رحم کرو ظالم انسانو! ایک بے کس مجبور عورت پر رحم کرو۔ عورت سسکیاں بھرتی رہی ڈاکو گوشت اڑاتا رہا اور ماریا چپ چاپ لکڑی کے کھمبے کے ساتھ لگی یہ سارا تماشہ دیکھتی رہی۔

وہ آگے بڑھ کر مظلوم عورت کی رسیاں کاٹنے ہی لگی تھی کہ دروازہ کھلا اور دو اور ڈاکو اندر آ گئے ان سبھوں کے چہرے ایک جیسے خونخوار وحشی تھے انہوں نے سروں پر سمور کی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں اور کمر سے تلواریں لٹک رہی تھیں ان کی آنکھوں میں سنگدلی اور سفاکی تھی صاف لگتا تھا کہ وہ رحم نام کی شے سے ناواقف ہیں اور کئی بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگ چکے ہیں ماریا کھمبے سے ہٹ کر دیوار کے

کونے میں جا کر کھڑی ہوگئی وہ نہیں چاہتی تھی کہ چلتے پھرتے ہوئے
کوئی ڈاکو اس سے ٹکرا جائے اور انہیں اس کی موجودگی کی خبر ہو جائے
وہ عورت کو ان ظالموں سے بچانے کے لئے جو کچھ بھی کرنا چاہتی تھی
بڑی خاموشی سے کرنا چاہتی تھی تینوں ڈاکوز مین پر بیٹھ کر گوشت
اڑانے اور قہقہے لگانے لگے وہ ہڈیاں جکڑی ہوئی مظلوم عورت کی
طرف پھینک دیتے جیسے وہ کوئی کتیا ہو عورت نے ایک سسکی بھری تو
ڈاکو نے اٹھ کر زور سے اس کی ٹانگوں پر ہنٹر مار دیا عورت کی چیخ نکل
گئی ماریا کا دل دہل گیا اب وہ زیادہ انتظار نہیں کر سکتی تھی اس نے حملہ
کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ اب صرف یہ سوچ رہی تھی کہ اپنے حملے کو کدھر
سے شروع کرے؟ آخر اس نے باورچی خانے کو چن لیا وہ چپکے سے
باورچی خانے میں آ گئی یہاں آگ جل رہی تھی ماریا نے جلتی ہوئی
لکڑی اٹھا کر باہر ڈاکوؤں پر دے ماری۔

ڈاکو کی موت

جلتی ہوئی لکڑی ڈاکوؤں پر گری تو وہ ہڑ بڑا کر اٹھے۔
بھاگ کر باورچی خانے میں گئے کہ وہاں کون ہے مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا انہوں نے کھڑکی میں سے جھانک کر باہر دیکھا نیچے بھی کوئی نہیں تھا وہ واپس بڑے کمرے میں آ کر بیٹھ گئے اچانک ایک اور جلتی ہوئی لکڑی ان کے درمیان آ گری اب تو ان کو بے حد غصہ آیا کہ یہ کون شخص ہے جو چھپ کر ان پر جلتی ہوئی لکڑیاں پھینک رہا ہے باورچی خانے میں آ کر انہوں نے ایک ایک شے کو اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا اس دوران میں ماریا باہر والے کمرے میں آ گئی، اور اس نے زمین پر رسیوں میں جکڑی ہوئی عورت کے کان میں جھک کر کہا۔

میری آواز سن کر گھبرانا نہیں میں تمہیں دکھائی نہیں دے رہی لیکن میں یہاں تمہارے پاس تمہاری مدد کے لئے آ گئی ہوں خاموش رہو، اور گھبراؤ نہیں............میں کوئی بھوت پریت نہیں بلکہ تمہاری طرح ایک عورت ہوں بس جادو کے زور سے غائب ہوگئی ہوں۔

مظلوم عورت کی آنکھیں کھل گئیں اسے یوں محسوس ہوا جیسے غیب کی دنیا سے کوئی روح اس کی مدد کو آ گئی ہے وہ کچھ خوف زدہ بھی ہوگئی ایک عورت کی آواز آ رہی تھی اور عورت نظر نہیں آ رہی تھی یہ بات اسے خوف زدہ کرنے کے لئے کافی تھی لیکن وہ اسقدر مصیبت میں پھنسی ہوئی تھی کہ اسے سوائے اپنی مصیبت کے اور کچھ سمجھائی نہیں دے رہا تھا پھر بھی اسے ماریا کی غیبی آواز پر کافی ڈھارس ہوگئی کیونکہ اپنی آنکھوں کے سامنے وہ جلتی ہوئی لکڑیوں کو اندر فرش پر گرتے دیکھ چکی تھی۔

اس اثنا میں تینوں ڈاکو اندر باورچی خانے سے نکل کر دوبارہ باہر آگئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔

اندر کوئی نہیں باہر کوئی نہیں پھر یہ کون تھا؟ کس کی شرارت تھی۔؟

میرا خیال ہے باہر سے کسی نے اندر لکڑیاں پھینکی ہیں۔

مگر باہر تو کوئی بھی نہیں ہے۔

ابھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ کس کی شرارت ہے۔

ڈاکو اسی طرح باتیں کرتے ہوئے مظلوم عورت کے گرد بیٹھ گئے ماریا ان کے قریب ہی کھڑی تھی وہ پھر باورچی خانے میں چلی گئی اس نے اندر جاتے ہی آگ پر پانی کا کٹورہ انڈیل دیا شوں کی آواز آئی ڈاکو بھاگ کر اندر آئے چولہے میں آگ بجھ رہی تھی اور راکھ اور دھواں اوپر اٹھ رہا تھا۔

یہ آگ کس نے بجھا دی؟

اسی کم بخت کی شرارت ہے۔

کون کم بخت۔؟

جس نے ہم پر جلتی ہوئی لکڑیاں پھینکی ہیں۔

وہ ضرور یہیں کسی دروازے کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔

اگر وہ مل گیا تو میں اس کی گردن کاٹ دوں گا۔

میں اس کا کچومر نکال دوں گا۔

وہ باورچی خانے میں ماریا کو تلاش کرتے رہے اور ماریا نے باہر آ کر باورچی خانے کا دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی تینوں ڈاکو اندر قید ہو کر رہ گئے انہوں نے زور زور سے دروازہ دھڑ دھڑانا شروع کر دیا ماریا نے مظلوم عورت سے کہا۔

جتنی جلدی ہو سکے میرے ساتھ یہاں سے بھاگ چلو۔

عورت نے کہا۔

نیک روح! تم دکھائی نہیں دے رہے میں دکھائی دیتی ہوں وہ مجھے
بہت جلد گرفتار کر لیں گے ان کے سامنے باورچی خانے کا دروازہ
توڑنا کوئی مشکل کام نہ تھا۔
اور وہی ہوا۔ تینوں ڈاکو تلواریں مار مار کر دروازہ توڑنے لگے اور ابھی
ماریا اس عورت سے باتیں ہی کر رہی تھی کہ ڈاکو دروازہ توڑ کر باہر آ
گئے باہر آتے ہی انہوں نے سب سے پہلے مظلوم عورت کو دیکھا کہ
کہیں وہ تو نہیں بھاگ گئی کیونکہ سب سے زیادہ انہیں اسی کی فکر تھی
عورت اسی طرح فرش پر کھونٹوں سے بندھی پڑی تھی ایک ڈاکو نے چیخ
کر کہا۔
اس مکان کو آگ لگا دو۔ اس عورت کو یہاں سے لے چلو۔
دو ڈاکوؤں نے مظلوم عورت کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں اور ایک
ڈاکو نے پتھر رگڑ کر پرانے کپڑوں کے ایک ڈھیر کو آگ لگا دی دیکھتے

دیکھتے آگ پھیلنا شروع ہوگئی ماریا باہر آ کر ایک درخت کے نیچے
کھڑی ہوگئی ڈاکوؤں نے مظلوم عورت کی رسیاں کھول کر اسے
کندھے پر اٹھایا اور لے کر باہر آ گئے مکان لکڑی کا تھا اور دیواریں
آدھی پتھر کی اور آدھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں تھوڑی ہی دیر میں آگ
سارے مکان میں پھیل گئی اور شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔
باہر ڈاکوؤں کے تین گھوڑے ذرا فاصلے پر درختوں تلے بندھے
ہوئے تھے ماریا نے سوچا کہ اگر یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو گئے تو ماریا
اس عورت کو نہ بچا سکے گی کیونکہ اس کے پاس کوئی گھوڑا نہیں ہے اور وہ
عورت کو گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے رفو چکر ہو جائیں گے ماریا
فوراً اس مقام کی طرف بھاگی جہاں گھوڑے بندھے ہوئے تھے ماریا
نے وہاں جاتے ہی تینوں گھوڑوں کی رسیاں کاٹ کر انہیں ایسا ڈرایا
کہ وہ منہ اٹھا کر نیچے وادی کی طرف سرپٹ بھاگ گئے۔

گھوڑوں کے بھاگنے کی آواز سن کرڈاکو چوکنے ہوگئے انہوں نے منہ اٹھا کر جودیکھا توان کے تینوں گھوڑے نیچے گھاٹی کی طرف بھاگے جا رہے تھے انہوں نے بہتری سیٹیاں مار کرانہیں بلانا چاہا مگر جو جانور کسی بھوت پریت اور غیبی انسان سے ڈرا ہوا ہو وہ یا تو وہیں غش کھا کر گر پڑتا ہے اور یا ایسا بھاگتا ہے کہ پھر واپس مڑ کر نہیں دیکھتا گھوڑے بھی غیبی ماریا کے ڈرے ہوئے تھے وہ جدھر کو منہ اٹھا ادھر ہی بھاگے جا رہے تھے۔

ڈاکوسٹ پٹا کر رہ گئے انہیں یوں محسوس ہوا کہ کوئی طاقت ان کے خلاف زبردست کارروائی کر رہی ہے انہوں نے عورت کو وہیں مکان سے ذرا فاصلے پر گھاس پر بٹھا دیا اس کے دونوں ہاتھ باندھ ڈالے اور مکان سے اٹھتے ہوئے شعلوں اور دور.........بہت دور نیچے بھاگتے گھوڑوں کو دیکھنے لگے کافی دور جا کر گھوڑے وادی میں گم ہوگئے اب

وہ لاچار ہو کر وہاں بیٹھے تھے وہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے کہ تم نے فلاں جگہ گھوڑے کیوں نہیں باندھے؟

تم قصوروار ہو دوسرا کہتا کہ میں نہیں تم قصوروار ہو۔

ماریا قریب ہی درخت کے نیچے کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھی اس نے سوچا کیوں نہ ان تینوں کو آپس میں لڑا دیا جائے؟ اس خیال کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھی اور اس نے پیچھے سے آ کر ایک دھپ زور سے ایک ڈاکو کے سر پر لگا دی اس نے تڑپ کر پیچھے دیکھا پیچھے کوئی نہ تھا وہ سمجھا کہ دوسرے ڈاکو نے اسے مارا ہے اس نے دوسرے ڈاکو کے سر پر زور سے مکا جڑ دیا۔

کمبخت مجھ کو طمانچہ کیوں مارا تم نے؟

دوسرا ڈاکو بڑا حیران ہوا کہ یہ اسے کس جرم میں مکا رسید کر دیا گیا اس نے کہا۔

دیوتا کی قسم میں نے تو تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگایا۔

اب ماریا نے تیسرے ڈاکو کے سر پر زور سے لات ماردی وہ ڈاکو گر پڑا اس نے اٹھتے ہی پوری طاقت سے پہلے ڈاکو کو لات ماردی دوسرے نے تلوار کھینچ لی دونوں ڈاکوؤں میں تلوار بازی شروع ہوگئی تیسرا ڈاکو بیچ بچاؤ کرانے لگا وہ جس ڈاکو کی طرف منہ کرتا ماریا پیچھے سے اسے ایک لات ماردیتی وہ سمجھتا کہ پیچھے والے ڈاکو نے ایسا کیا ہے وہ پیچھے والے کی طرف متوجہ ہوتا تو ماریا اگلے ڈاکو کی طرف سے ایک زوردار لات جڑ دیتی نتیجہ یہ ہوا کہ تیسرے ڈاکو نے بھی تلوار کھینچ لی اور تینوں میں زبردست لڑائی شروع ہوگئی۔

اس دوران میں ماریا نے بھی تلوار کمر سے کھول کر ہاتھ میں پکڑ لی اور آگے بڑھ کر ہر ایک ڈاکو پر حملہ کرنے لگی وہ پیچھے سے کسی نہ کسی ڈاکو کے کندھے یا کمر پر تلوار کا وار کردیتی چنانچہ تینوں ڈاکو زخمی ہوگئے ایک

ڈاکو جان بچا کر وہاں سے بھاگ گیا اب دو ڈاکوؤں میں مقابلہ شروع ہو گیا یہ بڑا زبردست مقابلہ تھا ایسا لگتا تھا کہ دو بھینسے آپس میں لڑ رہے ہیں کڑاک کڑاک تلواریں آپس میں ٹکرا کر بجلیاں پیدا کر رہی تھیں۔

ماریا ایک طرف کھڑی یہ تماشہ دیکھ رہی تھی اور دونوں کے گرنے کا انتظار کر رہی تھی وہ کھسکتی کھسکتی مظلوم عورت تک پہنچ گئی جو درخت کے پاس رسیوں میں جکڑی پڑی تھی اس نے عورت کے کان میں کہا گھبرانا نہیں یہ سب کارستانی میری ہے ابھی یہ لوگ زخمی ہو کر گر پڑیں گے پھر تم آزاد ہو گی۔

لڑائی زیادہ خطرناک اور شدید ہو گئی ایک ڈاکو جو بہت طاقتور اور لمبا تڑنگا تھا اور سردار معلوم ہوتا تھا دوسرے ڈاکو پر بڑھ چڑھ کر وار کر رہا تھا دوسرا ڈاکو زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا طاقتور ڈاکو نے آن کی آن میں

تلوار کے ایک ہی وار سے دوسرے ڈاکو کی گردن تن سے جدا کر دی یہ اس قدر جلد ہو گیا کہ ماریا اسے تکتی ہی رہ گئی ڈاکو کی سر کٹی لاش تڑپ رہی تھی لمبے تڑنگے ڈاکو نے اپنی تلوار کو گھاس پر صاف کیا اور نیام میں رکھ کر مظلوم عورت کی طرف پلٹا مظلوم عورت کانپ کر رہ گئی۔

ماریا بھی پریشان سی ہو گئی کیونکہ یہ اس کا منصوبہ نہیں تھا اس نے تو یہ سوچ کر جنگ شروع کرائی تھی کہ تینوں آپس میں لڑتے لڑتے زخمی ہو کر گر جائیں گے اور وہ عورت کو بچا کر وہاں سے لے جائے گی۔ لیکن یہاں تو کام ہی الٹ کر رہ گیا تھا ڈاکو نے عورت کے قریب آ کر غضب ناک آنکھوں سے اسے دیکھا اور گرج کر کہا۔

کمینی عورت! یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے کہ میرے دو بہترین دوست مجھ سے جدا ہو گئے تم نے ہی ہماری لڑائی شروع کروائی تھی۔ جب سے تم منحوس عورت ہمارے پاس آئی ہو ہماری بدقسمتی شروع ہو

گئی ہے اب اگر میں نے تمہیں زندہ چھوڑا تو تم بد دعا دے کر مجھے بھی مروا ڈالو گی اس لئے میں تمہیں بھی اپنے ساتھیوں کی طرح اسی جگہ قتل کر دیتا ہوں مگر میں تمہیں قتل نہیں کروں گا بلکہ اس درخت کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دوں گا اور تمہاری لاش لٹکتی چھوڑ جاؤں گا تا کہ پرندے اور جانور تمہارا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے رہیں۔

مظلوم عورت رونے لگی۔

دیوتاؤں کے لئے مجھ پر رحم کرو مجھے پھانسی نہ لٹکاؤ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے میرا کوئی قصور نہیں میں بیگناہ ہوں مجھے معاف کر دو میں بیگناہ ہوں میں بیگناہ ہوں۔

ڈاکو نے پوری طاقت سے عورت کے منہ پر تھپڑ مار دیا عورت کے منہ سے خون جاری ہو گیا ڈاکو گرج کر بولا۔

بد بخت عورت! تو ہی میری مصیبت کی وجہ ہے میں ہرگز ہرگز تمہیں

زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہہ کر ڈاکو نے درخت کی ٹہنی پر رسہ ڈال دیا۔ اور اسے پکڑ کر زور زور سے کھینچ کر دیکھنے لگا کہ وہ کچا تو نہیں ہے جب اسے یقین ہو گیا کہ یہ رسہ ایک عورت کا بوجھ سنبھال لے گا تو اس نے رسے کا آگے سے پھندا بنا دیا پھر مظلوم عورت کی طرف بڑھا اور پھندا اس کے گلے میں ڈال کر اسے درخت کے نیچے کھڑا کر دیا۔ موت کے لئے تیار ہو جاؤ میں تم سے اپنے سارے ساتھیوں اور تینوں گھوڑوں کا بدلہ لوں گا۔

مظلوم عورت بڑی حیران تھی کہ وہ نیک روح کہاں چلی گئی ہے جس نے اسے بچانے کا وعدہ کیا تھا ماریا اس کے بالکل قریب کھڑی یہ سارا کھیل دیکھ رہی تھی اور مناسب وقت کا انتظار کر رہی تھی جب ڈاکو نے درخت پر رسہ ڈال کر پھندا مظلوم عورت کے گلے میں ڈالا اور اسے اوپر کھینچنے لگا تو عورت نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا ماریا کے

لئے آگے بڑھ کر اس عورت کی مدد کرنے کا وقت آ گیا تھا اس نے
تلوار کا ایک ہی ہاتھ مار کر رسہ کاٹ کر رکھ دیا ڈاکو بڑا حیران ہوا کہ یہ
رسہ کس نے کاٹ کر رکھ دیا اس نے رسے کو دوبارہ باندھا، اور پھر سے
درخت پر ڈال کر اسے کھینچا تو ماریا نے تلوار کا ہاتھ مار کر اسے پھر سے
کاٹ دیا اب تو ڈاکو پریشان ہونے کی بجائے سخت غصے میں آ گیا اس
نے تلوار نکال کر مظلوم عورت کی گردن کاٹ دینی چاہی۔

ابھی وہ تلوار اٹھا ہی رہا تھا کہ ماریا نے تلوار کا وار کر کے ڈاکو کا وہ ہاتھ
ہی کاٹ دیا جس ہاتھ میں اس نے تلوار تھامی تھی ڈاکو کے منہ سے چیخ
نکلی اور اس نے دوسرے ہاتھ میں تلوار لیکر عورت پر حملہ کیا وہ یہ سمجھ رہا
تھا کہ مظلوم عورت اس پر حملے کر رہی ہے وہ سخت غصے کے عالم میں تھا
اور ایک پاگل ریچھ کی طرح نعرہ مار کر مظلوم عورت پر تلوار لے کر بڑھا
ماریا نے ایک لمحے ایک پل کا بھی انتظار نہ کیا کیونکہ یہ بڑا نازک وقت

تھا اگر وہ ذرا بھی چوک جاتی تو مظلوم عورت کی گردن تن سے جدا ہو جاتی ماریا نے تلوار کا ایک بھرپور وار کر کے ڈاکو کا دوسرا ہاتھ بھی شانے تک کاٹ دیا۔

ڈاکو لڑکھڑا کر گر پڑا اس نے اٹھانا چاہا وہ اٹھ ہی رہا تھا کہ ماریا نے تیسرا وار کیا اور ڈاکو کا ایک پاؤں بھی کاٹ دیا اب وہ بے بس تھا اس کے لئے اٹھنا مشکل ہو گیا وہ زمین پر ہی پڑ کر تڑپنے لگا ماریا نے مظلوم عورت کی رسیاں کھول کر اسے آزاد کیا اور کہا۔

جلدی سے یہاں سے نکل چلو۔

مظلوم عورت اور ماریا دو ڈاکوؤں کی لاشیں اور ایک ڈاکو کو تڑپتا چھوڑ کر وہاں سے اٹھ دوڑیں ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی ٹیلے چھوڑ کر وہ ایک جگہ سے گھاٹی کی چڑھائی چڑھ کر پہاڑ کے اوپر گئیں اور پھر وہاں سے اترائی اتر کر مظلوم عورت ایک جگہ درختوں کے جھنڈ میں آ

گئی یہاں ڈاکوؤں نے اس کے خاوند کو زخمی کر کے پھینک دیا تھا عورت نے دیکھا کہ اس کا خاوند جھاڑیوں میں بے ہوش پڑا ہے اس کے شانے میں زخم ہے جہاں خون جم گیا ہے ماریا بھی اب وہاں پہنچ گئی تھی۔

ماریا نے پوچھا۔

کیا یہ تمہارا خاوند ہے؟

ہاں اے نیک روح یہ میرا خاوند ہے اسے ڈاکو زخمی کر کے یہاں پھینک گئے تھے اس نے ان سے مقابلہ کیا تھا اور بہادری سے لڑا تھا۔

فکر نہ کرو، یہ ابھی ہوش میں آجاتا ہے۔

ماریا نے رومال پانی میں بھگو کر اس آدمی کے منہ پر چھینٹے مارے تھوڑی دیر میں اسے ہوش آگیا اپنے سامنے اپنی بیوی کو دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوا مگر شانے کا زخم اسے بہت تکلیف دے رہا تھا۔

ماریااوراس کی بیوی اسے اٹھا کرقریب ہی ایک چشمے کے پاس والی جھونپڑی میں لے آئے یہاں پتھر رگڑ کر ماریا نے آگ چلائی پانی گرم کر کے مظلوم عورت کے خاوند کے زخم کوصاف کیااسے بکری کا دودھ گرم کر کے پلایازخم پر جڑی بوٹیاں لگا کر پٹی باندھی اور پھراس عورت کوایک طرف لے جا کر کہنے لگی۔

بہن !اب مجھے اجازت دو، مجھے اپنے بھائی کی تلاش میں ابھی بہت دور جانا ہے مجھ سے جو کچھ ہو سکا میں نے تمہارے لیے کیااب مجھے اجازت دوتمہارا خاوند ٹھیک ہو جائے گا۔

عورت نے ماریا کا ہاتھ پکڑ کر چومنا چاہامگر چونکہ ماریا غائب تھی اس لئے وہ ہاتھ نہ پکڑ سکی ماریا نے عورت کواپنے ساتھ لگالیاعورت نے اب ٹٹول کر ماریا کا ہاتھ لے کر چومااور کہا۔

بہن۔نیک دل روح تم نے میری زندگی اور میرے خاوند کی زندگی

بچائی ہے میں تمہارا احسان ساری زندگی نہ بھلا سکوں گی تم نے میرے لئے وہ کچھ کیا ہے کہ میں ساری زندگی تمہیں اور تمہارے احسانوں کو یاد کرتی رہوں گی۔

ماریا وہاں سے رخصت ہو کر آگے چل دی۔

اب اس کے سامنے کنچن چنگا کی چوٹی اور اس کے دامن کی برف پوش وادی اور پراسرار جھیل تندن سر کا سفر تھا اسے پوری امید تھی کہ اس کا بھائی عنبر اسے ضرور مل جائے گا جھیل تندن سر میں ایک مندر بھی تھا جہاں ایک بہت بڑے ناگ دیوتا کی پوجا ہوتی تھی ماریا کو یہ بات بھی آدم خوروں نے بتائی تھی۔

ماریا بے چاری پیدل ہی ناگ کی لاش کی صندوقچی ہاتھ میں لئے کنچن چنگا کی وادی کی چڑھائی چڑھنے لگی ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئی تھی کہ بادل گھر کر آ گئے۔

ہوا چلنے لگی اور گرج چمک کے ساتھ بارش شروع ہوگئی ماریا ایک بہت بڑے درخت کے نیچے آ گئی۔

۱۔ کیا ماریا کنچن چنگا پہنچی؟

۲۔ عنبر ماریا کو کن حالات میں ملا؟

۳۔ کیا شیش ناگ زندہ ہوا؟

۴۔ ماریا پر جادو کا اثر کب ٹوٹا؟

ان سوالوں کا جواب آپ اسی ناول کی اگلی یعنی بیسویں 20 قسط ''چھلاشیں'' میں پڑھیے۔

عنبر۔ناگ۔ماریا

چھ لاشیں

(قسط نمبر ۲۰)

اے حمید

فہرست۔

سنو پیارے بچو۔

ماریا عنبر اور ناگ کے تعاقب میں کوہ ہمالیہ کی چوٹی کنچن چنگا کی طرف جا رہی ہے اس وادی میں جھیل کنارے ناگ دیوتا کا بہت بڑا مندر ہے عنبر بھی قید سے فرار ہو کر کیلاش نامی ڈاکو کے ساتھ ناگ دیوتا کے مندر کی طرف جا رہا ہے۔

سانپ کی لاش والی صندوقچی گم ہو چکی ہے راستے میں ایک ڈاکوؤں کا گروہ حملہ کرتا ہے عنبر اکیلا مقابلہ کر کے انہیں ہلاک کر دیتا ہے پھر وہ ایک غار میں داخل ہوتے ہیں جس کے اندر ایک خوف ناک دریا بہہ رہا ہے۔

منگول قزاق

بارش بڑی موسلا دھار ہو رہی تھی۔
ماریا مہاگنی کے گنجان درخت کے نیچے بارش سے بچ کر کھڑی تھی
ہمالیہ کی ترائی کی بارش کو وہ پہلی مرتبہ دیکھ رہی تھی اس سے زیادہ
خوفناک بارش اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی پانی کی ایک بوچھاڑ تھی
جو طوفانی ہواؤں کے ساتھ ڈھلان کے پتھروں اور چٹانوں پر گر رہی
تھی بارش کا ایک شور تھا جس سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔
بادل گھرے چھائے ہوئے تھے بجلی چمکتی تو بادل زور زور سے گرجنے
لگتے پہاڑی نالے بڑی تیزی سے بہہ رہے تھے ماریا جس درخت
کے نیچے کھڑی تھی وہ ایک گنجان چھتری کی طرح اس کے اوپر تنا ہوا تھا

پھر بھی پانی کی بوندیں ٹپاٹپ اس کے اوپر گر رہی تھیں سردی بھی زیادہ ہوگئی تھی ماریا نے سمور کی کھال کا کوٹ پہن رکھا تھا درخت کے نیچے وہ کھڑی غائب حالت میں تھی۔

وہ دکھائی نہیں دے رہی تھی وہ اپنے آپ کو بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی یعنی اگر وہ اپنے ہاتھ پاؤں کو دیکھنا چاہتی تو اسے اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائی نہیں دیتے تھے یہ اسے بڑی عجیب بات لگتی تھی اور اب اسے الجھن سی ہونے لگی تھی ایک مدت سے اس نے اپنے آپ کو نہیں دیکھا تھا وہ بڑی حیران تھی کہ جادو کا اثر اتنی دیر تک کیسے قائم رہا؟ اب وہ غائب ہونے کی حالت سے تنگ آگئی تھی اور چاہتی تھی کہ وہ اپنی ظاہری حالت میں آجائے اور خود بھی اپنے آپ کو دیکھنے لگے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ بات اس کے بس میں نہیں ہے وہ اگر چاہے بھی تو غائب سے ظاہر نہیں ہوسکتی یہ سب جادو کا کرشمہ تھا اور جادو اس کی پہنچ

سے باہر تھا اس کے باوجود غائب ہونے سے اسے ایک فائدہ ضرور تھا کہ وہ حفاظت کے ساتھ سفر کر رہی تھی وگرنہ آج سے دو ہزار برس پہلے ویران صحراؤں اور جنگلوں میں کسی اکیلی لڑکی کا سفر کرنا ایک بے حد مشکل کام تھا اور اگر ماریا غائب نہ ہوتی تو اب تک یا تو اسے کوئی آدم خور بھون کر کھا چکا ہوتا، یا کسی شیر نے اسے ہڑپ کر لیا ہوتا۔

ماریا درخت کے تنے کے ساتھ لگ کر بیٹھی تھی۔

وہ سوچ رہی تھی کہ کنچن چنگا کے پہاڑ پر جھیل شدن سر تک وہ پیدل کیسے پہنچے گی کیونکہ پہاڑوں پر وہ اتنا طویل اور دشوار سفر پیدل طے نہیں کر سکتی تھی اس کے لئے ضروری تھا کہ اس کے پاس اگر گھوڑا نہیں تو کوئی خچر یا بھینسا ضرور ہو جس پر سوار ہو کر وہ آسانی سے سفر کر سکے اور منزل پر جلدی پہنچ سکے مگر وہاں کسی خچر یا بھینسے کا ملنا ایک محال بات دکھائی دیتی تھی بارش کا زور ابھی تک نہیں ٹوٹا تھا وہ اسی زور و شور

کے ساتھ ہو رہی تھی۔

اتنے میں ماریا کیا دیکھتی ہے کہ ایک بھورے رنگ کا پہاڑی ریچھ بارش میں بھیگتا ڈھلان پر سے اترتا چلا آرہا ہے ماریا نے سوچا کہ اگر ریچھ اسی درخت کے نیچے آگیا جہاں وہ کھڑی ہے تو یہ بہت خطرناک بات ہوگی کیونکہ ریچھ اس کے جسم کی بو ضرور سونگھ لے گا وہ دل ہی دل میں دعائیں مانگنے لگی کہ ریچھ دوسری طرف نکل جائے مگر ایسا نہ ہوا۔

خدا جانے ریچھ کو بھی کوئی اور پناہ لینے کی جگہ کیوں نظر نہ آئی وہ بھاگتا ہوا پہاڑی سے اترا اور تیز بارش میں سیدھا اسی درخت کے پاس آکر رک گیا جہاں ایک طرف ماریا بیٹھی بارش رکنے کا انتظار کر رہی تھی۔

ریچھ کو اپنے بالکل قریب پا کر ماریا کے تو ہوش وحواس ہی گم ہو گئے ریچھ پہلے تو درخت کے نیچے کھڑا تھوتھنی اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھتا رہا پھر شاید اس نے بھی ایک انسان کی موجودگی محسوس کر لی تھی جو اسے

دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ بار بار ماریا کی طرف تھوتھنی کر کے فضا میں ماریا کی بو سونگھتا اور پھر چاروں طرف دیکھ کر سر کو زور سے جھٹک دیتا ماریا دم سادھے کھڑی تھی اور اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا وہ بہت آہستہ آہستہ سانس لے رہی تھی تا کہ اس کے جسم کی بو کم سے کم ریچھ کو پہنچے یہ طریقہ وہ اس سے پہلے بھی استعمال کر چکی تھی پھر بھی ماریا کو خطرہ تھا کہ کہیں ریچھ اس پر اچانک حملہ نہ کر دے حملے کی صورت میں اس کے پاس سوائے ایک تلوار کے اور کچھ نہ تھا۔

مصیبت یہ تھی کہ ریچھ ایک یا دو بار تلوار کا وار کرنے سے کبھی ہلاک نہیں ہوتا اس کی موٹی گردن پر اس قدر زیادہ بال ہوتے ہیں کہ تلوار کا ایک وار اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ اس دوران میں ریچھ ہوشیار ہو کر انسان پر حملہ کر دیتا ہے اور اسے ہلاک کر کے رکھ دیتا ہے ریچھ نے اب ہوا میں ادھر اُدھر پنجے مارنے شروع کر دیے ماریا پرے ہٹ کر

کھڑی ہوگئی ریچھ بھی اس جگہ پہنچ گیا ماریا بہت پریشان ہوگئی تھی کہ یہ کس مصیبت سے پالا پڑ گیا ہے ایک بار تو اس نے سوچا کہ تلوار مار کر ریچھ کا کام تمام کردے۔ پھر اسے خیال آیا کہ ناحق کسی جنگلی جانور کو مارنا کچھ اچھا نہیں لگتا مگر ریچھ تو اپنی فطرت کے مطابق ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گیا تھا آخر ماریا نے تلوار کھینچ لی اگر بارش رک جاتی تو ماریا وہاں سے نکل جاتی بارش اس قدر تیز اور خوفناک انداز میں ہو رہی تھی کہ اس کے لئے وہاں سے نکلنا مشکل ہوگیا تھا۔

ریچھ ماریا سے پانچ چھ فٹ کے فاصلے پر پنجے مار رہا تھا۔ اسے ماریا نظر تو نہیں آرہی تھی لیکن اس کی بو اسے برابر آرہی تھی اور اس کے حساب سے وہ حملہ کر رہا تھا ماریا نے تلوار سونت لی اور ابھی وہ تلوار ہوا میں بلند کر کے ریچھ پر حملہ کرنے کی سوچ ہی رہی تھی کہ سن کر کے ایک تیر آیا اور گھپ سے ریچھ کی گردن میں آدھے سے زیادہ پیوست ہوگیا

ریچھ نے ایک بھیانک چیخ ماری۔

ماریا بڑی حیران ہوئی کہ بارش میں تیر کدھر سے آ گیا تھا؟ وہ درخت کے پیچھے جا کر کھڑی ہوگئی اسے خطرہ تھا۔

کہ کہیں کوئی تیر اسے نہ لگ جائے کیونکہ تیر چلانے والے کو تو وہ دکھائی ہی نہیں دے رہی ہو سکتا تھا کہ تیر نشانے پر خطا جاتا اور اس کے سینے میں آ کر لگ جاتا اتنے میں ایک اور تیر سن کر کے آیا اور ریچھ کے پیٹ میں کھب گیا ریچھ پاگلوں کی طرح شور مچانے لگا اس نے زمین پر زور زور سے پنجے مارنے شروع کر دیئے پھر دو تین تیر یکے بعد دیگرے ریچھ کے جسم میں آ کر پیوست ہو گئے ریچھ شدید زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا خون کا فوراہ اس کے جسم سے نکل کر بارش کے پانی میں بہنے لگا تھوڑی دیر بعد ریچھ ٹھنڈا ہو گیا ماریا نے چاروں طرف بڑے غور سے دیکھا کہ یہ کون سا شکاری تھا جو چھپ کر ریچھ پر تیر چلا رہا تھا ماریا کو

بارش میں کوئی شکاری نظر نہ آیا درختوں جھاڑیوں، پتھروں اور ٹیلوں پر
چھاجوں پانی برس رہا تھا اور وہاں کوئی بھی انسان نہیں تھا ماریا بڑی
حیران ہو رہی تھی کہ یہ آخر تیر کہاں سے آ گئے ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی
کہ دو آدمی بڑی تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے سامنے کی پہاڑی
ڈھلان پر سے اترے اور سیدھے ماریا کے قریب درخت کے نیچے آ
کر رک گئے گھوڑوں سے اتر کر انہوں نے مردہ ریچھ کو فاتحانہ
مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا اور اسے گھسیٹ کر درخت کے نیچے لے
آئے شکل وصورت اور لباس سے وہ دونوں منگول قبیلے کے قزاق
معلوم ہوتے تھے انہوں نے ریچھ کی کھال اتارنی شروع کر دی۔
ماریا یہ سب کچھ بڑی خاموشی سے ایک طرف درخت کے نیچے کھڑی
دیکھ رہی تھی ایک قزاق نے دوسرے سے کہا۔
ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں بھورے رنگ کا ریچھ مل گیا اس علاقے

میں اس رنگ کا ریچھ بہت کم نظر آتا ہے۔

دوسرا قزاق کہنے لگا۔

درگا دیوی کے مندر میں اس کھال کی بڑی قدر ہوتی ہے اب ہم یہ کھال پر دہت کو پیش کر کے مندر میں داخل ہو سکیں گے پہلا قزاق ہنس کر بولا۔

اور پھر اسی رات کے اندھیروں میں درگا دیوی کے سونے کی مورتی چرا کر وہاں سے نو دو گیارہ ہو جائیں گے ہند چینی کے سوداگر درگا دیوی کی مورتی بڑی خوشی سے ایک لاکھ سونے کی اشرفیاں دے کر خرید لیں گے۔

اتنی دولت ہمارے لیے عمر بھر کو کافی ہو گی پھر ہمیں کئی سالوں تک کسی جگہ ڈاکہ ڈالنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

دونوں قزاق قہقہے لگا کر ہنسنے لگا ماریا سمجھ گئی کہ یہ منگول قبیلے کے ڈاکو

ہیں اور کنچن چنگا کی وادی میں درگا دیوی کا مشہور مندر ہے وہاں سے سونے کی مورتی چرانے جارہے ہیں جیسے یہ ہند چینی میں ایک لاکھ اشرفیوں کے عوض فروخت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس زمانے میں مندروں کی سونے کی مورتیاں چرانے کے اکثر واقعات ہوتے رہتے تھے اگرچہ حکومتوں نے بڑی کڑی سزائیں مقرر کر رکھی تھیں اور مندروں کی مقدس مورتیاں چرانے والوں کو پھانسی کی سزا دی جاتی تھی پھر بھی اس قسم کی چوریاں اکثر ہو جاتی تھیں اس کی وجہ محض یہ تھی کہ دوسرے شہروں اور ملکوں میں سونے کی ان مورتیوں کی قیمت بہت پڑتی تھی۔

بارش ابھی تک موسلا دھار ہو رہی تھی۔

قزاقوں نے ریچھ کی کھال اتار کر اسے بارش کے پانی میں اچھی طرح سے دھو کر صاف کیا اور گھوڑے کی پیٹھ پر ڈال دیا پھر وہ درخت کے

نیچے بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے ان کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی شہر کے امیر سوداگر کی لڑکی کو بھی اغوا کر کے چھپا رکھا ہے ماریا غور سے ان کی باتیں سننے لگی۔

ہمیں اب یہاں سے فوراً چل کر کادمبری کی خبر لینی ہوگی مجھے ڈر ہے کہیں وہ رسی کھول کر بھاگ نہ گئی ہو۔

دوسرا قزاق کہنے لگا۔

ایک نازک لڑکی کی یہ ہمت نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنے ہاتھ کی رسیاں کھول کر اس طوفانی بارش میں جنگل میں بھاگ جائے۔

پہلا بولا۔

تم بھول گئے ہو شاید کہ کادمبری کو ہم نے اس کے گھر سے زبردستی اغوا کیا ہے اور وہ اپنے ماں باپ کے گھر تک پہنچنے کے لئے اپنی جان پر بھی کھیل سکتی ہے۔

ٹھیک ہے مگر کادمبری ایک نازک اور کمزور لڑکی ہے۔

پہلے قزاق نے اپنی بات پر زور دے کر کہا۔

بھائی کچھ بھی ہو۔ ہمیں بارش کے رکنے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے اگر کادمبری بھاگ گئی تو ایک لاکھ اشرفیاں خاک میں مل جائیں گی ہندو چینی کے سوداگروں کے ہاتھ کادمبری ایک لاکھ اشرفیوں پر نہیں بکے گی بلکہ ہم کادمبری کی زیادہ قیمت وصول کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے کہ اس کے بال سنہری ہیں اور وہ ایک امیر گھرانے کی لڑکی ہے۔

دوسرا قزاق نے اٹھتے ہوئے بولا۔

چلو بھائی! اگر ہمیں یہ وہم ہو گیا ہے کہ کادمبری بھاگ جائے گی تو چلو ابھی واپس چلتے ہیں لیکن تمہیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ نیچے وادی کے چشمے والے غار کے منہ پر ہم ایک اتنا بھاری پتھر رکھ کر آئے ہیں جسے

دو آدمی مل کر ہی پرے ہٹا سکتے ہیں۔

میں مانتا ہوں لیکن پھر بھی ہمیں کادمبری سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

دونوں گھوڑوں کو کھولنے لگے ماریا نے خیال کیا کہ اسے بھی ان کے ساتھ ہی چلنا چاہیے تاکہ وہ کادمبری کی زندگی ان قزاقوں کے پنجے سے بچا سکے ظاہر ہے کادمبری کو یہ لوگ اس کے ماں باپ کے گھر سے اٹھا کر لے آئے تھے اور اب اسے ہند چینی کے دور دراز ملک میں کسی امیر جاگیردار کے ہاتھ فروخت کرنے کا ارادہ رکھتے تھے ساتھ ہی ساتھ انہیں کنچن چنگا کی وادی کے درگاہ دیوی کے مندر میں سے سونے کی مورتی کو بھی چرانا تھا ماریا کو یہ خیال اس وقت آیا جب کہ دونوں منگول قزاق گھوڑوں پر سوار ہو چکے تھے اب اگر وہ کسی کے گھوڑے پر سوار ہوتی ہے تو اس کے ساتھ وہ بھی غائب ہو جاتا ہے جو ماریا نہیں چاہتی تھی کہ ایسا ہو۔ اس کے اپنے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا وہ

پریشان سی ہوگئی اس دوران میں دونوں قزاق گھوڑوں کو ایڑ لگا کر
بارش میں ڈھلان اتر کر وادی کی طرف چلے گئے۔
لیکن ماریا نے یہ سن لیا تھا کہ ان لوگوں نے کا دمبری کو نیچے وادی میں
کسی چشمے کے ساتھ کسی پہاڑی کھوی میں چھپا رکھا ہے ظاہر ہے کہ وہ
اسے ساتھ لے کر درگاہ دیوی کے مندر کی طرف جا رہے تھے وہاں
انہیں مورتی چرانی تھی اور پھر کا دمبری کے ساتھ ملک ہند چھینی کا رخ
کرنا تھا ماریا انہیں درگاہ دیوی کے مندر میں پکڑ سکتی تھی لیکن وہ اس
لڑکی کی جلد از جلد مدد کرنا چاہتی تھی جسے ان بدمعاش قزاقوں نے اس
کے شریف ماں باپ کے گھر سے اغوا کر لیا تھا۔ بارش کا زور ٹوٹ گیا
تھا۔

بادل تیز ہوا کے جھونکوں کے ساتھ مغرب کی طرف اڑے جا رہے
تھے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سفید سفید برف نظر آنے لگی تھی کالی گھٹا

چھپٹ گئی تھی مشرق کی سمت بادلوں میں سے سورج کی کرنوں نے جھانک کر وادی میں دیکھنا شروع کر دیا تھا وادی دور نیچے ایک سبز نگینے کی طرح نظر آ رہی تھی اس کی ایک طرف ہمالیہ کے پہاڑوں کا سلسلہ چلا گیا تھا اور دوسری طرف کنچن چنگا کی پہاڑی کھڑی تھی جس کے دامن میں جھیل نندن سر تھی جہاں ماریا کو امید تھی کہ اس کا بھائی عنبر اسے ضرور مل جائے گا بارش رک گئی ماریا درخت کی پناہ گاہ سے باہر نکل آئی اور اس نے نیچے وادی کی طرف ڈھلان کی پگ ڈنڈی پر چلنا شروع کر دیا دونوں گھوڑ سوار بھی اسی پگ ڈنڈی پر سے ہو کر گزرے تھے تیسرے پہر ماریا مختلف پہاڑی راستوں اور گھاٹیوں میں سے ہو کر نیچے وادی میں پہنچ گئی یہ وادی بے حد سرسبز اور خوبصورت تھی جگہ جگہ زیتون اور صنوبر کے درختوں کے جھنڈ تھے اور چشمے بہہ رہے تھے

ماریا کے لئے یہ معلوم کرنا مشکل ہو گیا کہ وہ کون سا چشمہ ہے جس کے پاس کھوہ میں منگول قزاقوں نے کادمبری نامی سنہرے بالوں والی لڑکی کو چھپا رکھا ہے وہ ایک چشمے کے پاس آ کر رک گئی تھکن سے اس کا برا حال ہو رہا تھا اس نے ناگ کی لاش کی صندوقچی ایک طرف رکھی چشمے میں اتر کر اپنے پاؤں اور گھٹنے دھوکے ٹھنڈے پانی نے اس کی ٹانگوں کی ساری تھکن دور کر دی پھر اس نے منہ ہاتھ دھویا پانی پیا۔ ایک درخت پر سے توڑ کر ایک جنگلی پھل کھایا اور چشمے کے کنارے پر ایک پتھر کی سل پر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئی سنہری سنہری دھوپ نکل آئی تھی سردی تھوڑی بڑھ گئی تھی مگر پھر بھی وہ بڑی ہی خوشگوار سردی تھی سنہری دھوپ نے ماریا کے جسم کو ہلکی ہلکی گرمائش پہنچا کر پھر سے تروتازہ کر دیا۔

وہ کچھ دیر لیٹی ہوئی سوچتی رہی کہ وہ مقام کون سا ہو سکتا ہے جہاں

قزاقوں نے ایک بے کس اور مجبور لڑکی کو رسیوں میں جکڑ کر زبردستی باندھ رکھا ہے وہ سوچتے سوچتے اٹھ کر بیٹھ گئی اور بڑے غور سے زمین کو دیکھنے لگی اصل میں اسے منگول قزاقوں کے گھوڑوں کے کھروں کے نشان نظر آ گئے تھے یہ نشان ایک ہرے بھرے سبزے کے تختے کی طرف چلے گئے تھے جو وادی سے اوپر کی طرف تھا۔ وہاں سیب کے دو چار درخت دور سے ہوا میں جھومتے نظر آ رہے تھے ماریا سمجھ گئی کہ ان درختوں کے جھنڈوں میں ہی وہ چشمہ ہے جس کے پاس کا دمبری نام کی بے کس لڑکی ڈاکوؤں کے قبضے میں تھی ماریا نے گھوڑوں کے کھروں کے نشان کے ساتھ ساتھ سیب کے درختوں والے چشمے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

اوپر چشمے تک پہنچتے پہنچتے وہ تھک گئی نیچے سے یہ ہرا بھرا تختہ بالکل قریب نظر آ رہا تھا مگر چلنے پر معلوم ہوا کہ کافی فاصلے پر ہے سیب کے

درختوں کے نیچے ایک شفاف پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا۔

چشمے پر سیب کے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں تھی ماریا نے جھک کر چشمے کا پانی پیا جو بے حد ٹھنڈا اور میٹھا تھا پھر وہ بڑی خاموشی کے ساتھ ایک طرف پتھروں پر بیٹھ گئی اور چاروں طرف نگاہ دوڑا کر دیکھنے لگی کہ آخر وہ کون سا بڑا پتھر ہو سکتا ہے جسے ڈاکوؤں نے مل کر ایک کھوہ کے منہ پر رکھا تھا؟ وہاں چاروں طرف پتھر ہی پتھر تھے۔

کسی پتھر کو دیکھ کر یہ شک نہیں ہوتا تھا کہ اسے کسی آدمی نے وہاں رکھا ہے ماریا سوچنے لگی کہ اگر یہاں پہنچ کر گھوڑوں کے قدموں کے نشان گم ہو جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ غار بھی یہیں کہیں ہو گی جس کے اندر کا دمبری قید ہے۔

کادمبری

اب ایک عجیب وغریب واقعہ ہوا۔
ماریا چشمے کے پاس بیٹھی بڑے غور سے اردگرد کے منظر کو دیکھ رہی تھی کہ اچانک ایک جگہ پہاڑ کے پہلو میں پتھروں میں حرکت سی پیدا ہوئی ماریا نے دیکھا کہ ایک گول پتھر اپنی جگہ سے آہستہ آہستہ کھسک رہا ہے پھر اس کے دیکھتے دیکھتے وہ پتھر اپنی جگہ سے گرا پڑا اور ایک غار کا منہ نمودار ہو گیا اندر وہی دونوں منگول قزاق کھڑے تھے پتھر کو پرے ہٹا کر دونوں قزاق اندر چلے گئے ماریا کے لئے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں تھا کہ وہ کادمبری نام کی اغوا کی ہوئی لڑکی کو وہاں سے لے جا رہے ہیں ماریا نے ایک لمحہ بھی سوچنے میں ضائع نہ کیا اور لپک

کر غار کے اندر داخل ہوگئی۔ یہ غار بھی پہاڑوں کے عام غاروں کی طرح تھا اونچی چھت دیواروں میں سے ہلکا ہلکا پانی برس رہا تھا ایک نم دار سا اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا دور سے اسے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز آئی ڈاکوؤں کے گھوڑے بھی اندر ہی تھے وہ بڑی حیران ہوئی کہ ان لوگوں نے چھپنے کے لئے کیسے کیسے ٹھکانے بنا رکھے ہیں باہر سے سپاہی لاکھ سر پٹختے رہیں وہ کبھی یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ اندر ڈاکو چھپے ہوئے ہیں ماریا غار میں دیوار کے ساتھ ساتھ لگی آگے بڑھتی گئی اب اسے قزاقوں کی آپس میں باتیں کرنے کی آواز سنائی دینے لگی ایک جگہ غار موڑ مڑ گئی سامنے پتھروں کے درمیان ایک مشعل جل رہی تھی جس کی روشنی میں وہی دونوں منگول ریچھ کی بھوری کھال پتھروں پر ڈالے بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے ایک کہہ رہا تھا۔

میرا تو یہی خیال ہے کہ اس لڑکی کو اس جگہ رہنے دیا جائے۔

دوسرا بولا۔

تمہارا مطلب ہے کہ درگا دیوی کی مورتی چرانے کے بعد یہاں آکر اسے ساتھ لے لیا جائے۔

ہاں اگر ہم ایسے ساتھ ساتھ لیے پھرتے رہے تو خطرہ ہے کہ یہ لڑکی کہیں شور مچا کر ہمیں کسی مصیبت میں گرفتار نہ کرادے لیکن پھر ہمیں بڑا چکر کاٹ کر دوبارہ یہاں آنا پڑے گا یہ بڑا مشکل ہوگا کیوں نہ ایسا کریں کہ اسے مندر کے باہر کسی محفوظ جگہ رسیوں سے باندھ کر چھپا دیا جائے اور مورتی چوری کرنے کے بعد اسے ساتھ لے کر ہندچینی کی سمت کوچ کر دیا جائے گا۔

خیال تو بڑا اچھا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہمیں وہاں ایسی محفوظ جگہ مل جائے گی جہاں ہم اس لڑکی کو چھپا سکیں؟

یہ تو وہاں چل کر ہی معلوم ہو گا مگر اس جگہ اسے رکھنا مناسب نہیں ہے بھائی ہمیں بڑا لمبا سفر کر کے واپس اس جگہ آنا ہو گا۔

اور پھر یہاں سے اسے ساتھ لے کر آگے چلنا ہو گا۔

جیسے تمہاری مرضی مگر میرا تو خیال یہی ہے کہ اس لڑکی کو ہم اسی جگہ چھوڑ جائیں ایسی محفوظ غار ہمیں ساری وادی میں نہیں ملے گی زیادہ سے زیادہ ایک دن کا سفر پڑ جائے گا مگر یہ لڑکی ہمارے ہاتھوں سے نکلنے نہیں پائے گی دوسری صورت میں خطرہ ہے کہ کہیں ہم کو لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔

دوسرے قزاق نے ہاتھ لہرا کر کہا۔

تم فکر نہ کرو یار آخر ہم ڈاکو ہیں کوئی معمولی لوگ نہیں ہیں، ایسی کتنی ہی لڑکیاں اغوا کر کے فروخت کر چکے ہیں جو ہو گا دیکھا جائے گا ہم کادمبری کو ساتھ لے کر چلیں گے۔

اور اگر اس نے راستے میں شور مچا دیا تو؟

تو ہم اسے اسی وقت قتل کر دیں گے۔

قتل تو ہم کر دیں گے لیکن ہم بھی ضرور گرفتار کر لیے جائیں گے تو پھر ہم اسے بے ہوش کر کے بورے میں بند کر کے گھوڑے پر ڈال کر چلیں گے کیا خیال ہے؟

ہاں! اگر ہم ایسا کریں تو مناسب ہو گا اور خطرہ دور ہو جائے گا۔

تو یہ تو ہم بڑی آسانی سے کر سکتے ہیں۔ بے ہوش کرنے والی بوٹی تو میرے پاس ہے۔

تو پھر چلو۔ انتظار کس بات کا ہے۔

دونوں مشعل ہاتھ میں لے کر پلٹے اور غار میں ایک طرف چل پڑے۔ ماریا ان کے پیچھے چل پڑی غار میں ایک جگہ پہنچ کر وہ رک گئے یہاں مشعل کی روشنی میں پہلی بار ماریا نے ایک سنہرے بادلوں

والی نازک سی دبلی پتلی گوری گوری لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر معصومیت کے ساتھ ساتھ غم اور خوف بھی تھا اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ باندھ کر ایک پتھر کے ستون کے ساتھ جکڑ رکھا تھا یہی وہ لڑکی کادمبری تھی جسے یہ منگول ڈاکو اس کے ماں باپ کے گھر سے اٹھا لائے تھے اور اب ہند چینی لے جا کر اس کا سودا کرنا چاہتے تھے ہند چینی پر ان دونوں منگول قبیلے کی حکومت تھی اور عورتیں منڈیوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح عام فروخت ہوتی تھیں وہاں سنہرے بالوں والی لڑکی کی بہت قیمت پڑتی تھی۔

کادمبری نے ڈاکوؤں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے سسکیوں بھر کر کہا۔

مجھ پر رحم کرو میرے ماں باپ پر رحم کرو وہ میری جدائی میں رو رہے ہوں گے مجھے میرے ماں باپ کے پاس پہنچا دو وہ تمہیں دعائیں

دیں گے۔

قزاق قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

بھئی واہ گویا ہم اپنے کیے کرائے پر خود ہی پانی پھیر دیں ہم جو تمہیں اتنی دور سے اٹھا کر لائے ہیں تو یہ سونے کی چڑیا اپنے ہاتھ سے اڑا دیں؟ بھلا بتاؤ کہ ہمیں کون عقلمند کہے گا کا دمبری آنسو بھر کر بولی۔

میرے ماں باپ رو رو کر مر جائیں گے میں ان کے بڑھاپے کا سہارا ہوں ان کے بڑھاپے پر ہی ترس کھاؤ۔

ایک قزاق نے آگے بڑھ کر کا دمبری کو سنہری بادلوں سے پکڑ کر زور سے جھنجھوڑا اور دوسرے قزاق نے اس کے گال پر زور سے تھپڑ مار کر کہا۔

اب اگر ایک لفظ بھی زبان سے نکالا تو ابھی تمہارے گلے پر چھری پھیر دوں گا اور تمہاری لاش کو اسی جگہ پتھروں میں دبا دوں گا دوسرے

قزاق نے کڑک کر کہا۔

خبر دار۔ اگر پھر آنکھوں میں آنسو بھر کر ہم سے بات کی ہمیں عورتوں کے آنسوؤں پر رحم آتا تو تم ایسی سینکڑوں لڑکیوں کو فروخت کر کے اتنی دولت نہ کماتے تم اپنے خدا کا شکر ادا کرو کہ ہم تمہیں بیچ رہے ہیں قتل نہیں کر رہے۔

ہاں! وگرنہ ہمارے لئے ایک انسان کو قتل کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی مکھی کو پکڑ کر ہاتھوں میں مسل دیں ہم نے کتنے ہی آدمیوں اور لڑکیوں کو اب تک قتل کر ڈالا ہے اور کبھی اپنے چہرے پر غم نہیں آنے دیا۔

پھر اس قزاق نے اپنے ساتھی سے کہا۔

فوراً بوٹی نکالو اور اپنا کام شروع کرو۔

دوسرے قزاق نے جھولے میں سے سبز رنگ کی ایک بوٹی نکالی اور

اسے پتھروں پر گھسنا شروع کر دیا پھر اس نے اس سیال مادے کو ایک کپڑے پر ڈالا اور آگے بڑھ کر کادمبری کی ناک پر زبر دستی لگا کر اوپر سے دونوں ہاتھ رکھ دیئے کادمبری تڑپی اور پھر بے ہوش ہو کر گردن ڈھلکا دی اس کی گردن ڈھلکتے ہی دونوں قزاق قہقہہ لگا کر ہنسے اور انہوں نے فوراً گھوڑے پر سے بورا اتار کر اسے زمین پر پھیلا دیا اور کادمبری کے ہاتھوں کی رسیاں کاٹنے لگے انہیں کادمبری کی رسیاں کاٹ کر اسے بے ہوشی کے عالم میں ہی بورے میں لپیٹ کر ایک قالین کی طرح گھوڑے پر ڈال دینا تھا اس طرح راستے میں لوگ یہی سمجھتے کہ وہ قالینوں کے سوداگر ہیں اور قالین درگا دیوی کے مندر میں پیش کرنے جا رہے ہیں۔

ماریا اب ایک خاموش تماشائی بن کر نہیں رہ سکتی تھی اسے جو کچھ بھی کرنا تھا اسی وقت کرنا تھا اس نے فیصلہ کن قدم اٹھانے کا ارادہ کر لیا ابھی

تک وہ ایک کونے میں کھڑی یہ سارا تماشا دیکھ رہی تھی کا دمبری بے ہوش ہو چکی تھی دونوں قزاق بورے کو کھول کر ٹھیک کر رہے تھے ماریا نے آگے بڑھ کر ایک پتھر اٹھایا اور زور سے غار کی دوسری جانب پھینک دیا۔

پتھر کے گرتے ہی غار میں ایک شور مچا دونوں قزاق ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھے اور تلوار نکال کر پتھروں کی اوٹ میں ہو گئے وہ حیرت زدہ تھے کہ غار کے اندر کس نے پتھر مارا ہے؟ ایک قزاق نے دوسرے سے کہا۔

ہمیں غار کا منہ بند کر دینا چاہیے تھا ضرور کوئی شخص اندر آ گیا ہے۔......

دوسرا قزاق بولا۔

تم یہیں ٹھہرو۔ میں باہر جا کر دیکھتا ہوں یہ کون ہے۔

اسے فوراً قتل کر دینا۔

فکر نہ کرو۔ ایسا ہی کروں گا۔

ایک قزاق بے ہوش کا دمبری کے پاس ٹھہر گیا اور دوسرا دبے پاؤں تلوار ہاتھ میں لیے دیوار کے ساتھ ساتھ باہر کی جانب چلا گیا جب دوسرا قزاق غار کا موڑ گھوم گیا تو پھر ماریا اپنی جگہ سے ہل کر پہلے قزاق کے پیچھے آکر کھڑی ہوگئی وہ اس قزاق کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتی تھی وہ نہ جانے کتنی عورتوں اور بچوں کا قاتل تھا جانے کتنے گھر اس نے برباد کیے تھے اور اگر وہ زندہ رہتا تو نہ جانے اور کتنے گھر اور برباد کر دیتا۔ اس کا مر جانا ہی بہتر تھا۔ ماریا نے نیام میں سے چپکے سے تلوار نکال لی اور پیچھے سے قزاق کے کندھے پر وار کیا تلوار کا ہاتھ او چھا پڑا۔ قزاق اچھل کر سامنے آ گیا مگر اس کے سامنے کوئی بھی نہیں تھا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا ابھی ابھی کسی نے تلوار اس کے کندھے پر ماری تھی کندھے پر سے اس کا کپڑا اپھٹ گیا تھا پھر وہ شخص

کون تھا وہ کہاں چلا گیا؟

قزاق ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ماریا نے پیچھے سے آ کر ایک اور وار کیا یہ وار قزاق کے پاؤں پر پڑا اور اس کا ٹخنہ کٹ گیا قزاق چیخ مار کر گر پڑا ماریا نے دوسرا وار اس کے سینے پر کیا تلوار قزاق کے دل میں اتر گئی اور وہ خون میں لت پت وہاں زمین پر تڑپنے لگا اس کی پہلی چیخ کی آواز سن کر پہلا قزاق بھاگ کر اندر آ گیا اندر آتے ہی جب اس نے دیکھا کہ اس کا ساتھی خون میں لت پت تڑپ رہا ہے تو وہ خوف زدہ ہو گیا کیونکہ غار میں اس کو اور کوئی شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا جس نے حملہ کیا ہو دوسرے قزاق نے نزع کے عالم میں ہاتھ اٹھا کر رک رک رکتے کہا۔

دشمن اسی.........اسی جگہ ہے.........دشمن.........تلوار کا وار

.........وہ.........وہ..

اس کے ساتھ ہی پہلے قزاق نے دم توڑ دیا دوسرا قزاق خوفزدہ سا ہو کر تلوار کھینچے دیوار کے ساتھ لگ گیا اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو گیا؟ ابھی ابھی کسی نے غار کے اندر پتھر پھینکا وہ ذرا کی ذرا باہر گیا واپس آیا تو اس کا ساتھی تلوار کا گہرا زخم سینے پر لیے تڑپ رہا تھا یہ آخر ماجرا کیا ہے غار کے اندر ان کا دشمن کس جگہ چھپا ہوا ہے کا دمبری زمین پر اسی طرح بے ہوش پڑی تھی اس کے ہاتھ ابھی تک رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ اس نے اٹھ کر تلوار سے حملہ کر دیا ہو پھر قاتل کون ہے؟

قزاق کے چہرے پر پسینہ آ گیا ماریا یہ سب کچھ کھڑی دیکھ رہی تھی اس نے دوسرے قزاق کو بھی ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا پہلا کام اس نے یہ کیا کہ ایک پتھر اٹھا کر پوری طاقت سے قزاق کے ماتھے پر دے مارا پتھر کے لگتے ہی قزاق اچھلا اور اس نے ہوا میں زور سے تلوار کا بھرپور وار

کیا اس کے ماتھے سے خون نکلنے لگا ماریا چپکے سے اس کے پہلو میں آ گئی پہلو میں آ کر ماریا نے ایک وار کیا۔

شاید قزاق نے ماریا کی آہٹ سن لی تھی وہ اچھل کر پرے ہٹ گیا ماریا نے دوسرا وار کرنا چاہا تو وہ پتھر پر سے پھسل گئی قزاق نے دیکھا کہ ایک جگہ سے ایک پتھر لڑھکا ہے مگر وہاں کوئی انسان اسے دکھائی نہ دیا وہ ڈر گیا اور چیخ مار کر باہر کو بھاگ گیا اس نے سوچا کہ غار میں کوئی بدروح آ گئی ہے جس نے اس کے ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔ اور اب اسے بھی قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے منگول قزاق نے اپنا گھوڑا وغیرہ سب کچھ وہیں چھوڑ دیا اور غار میں سے ایسا بھاگا کہ اس نے واپس مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ماریا اس کے پیچھے نہیں بھاگ سکتی تھی اس نے قزاق کا پیچھا کرنے کی ضرورت نہ محسوس نہ کی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تھی اس نے

سب سے پہلا کام یہ کیا کہ قزاقوں کے ایک گھوڑے کی زین پر لٹکتا ہوا لوہے کا کٹورا نکالا اور باہر چشمے پر پانی لینے آگئی باہر آکر بھی اس نے چاروں طرف دیکھا دور نیچے وادی کی پہاڑی پگ ڈنڈی پر اسے دوسرا منگول قزاق بھاگتا ہوا دکھائی دیا ماریا بہت ہنسی۔ اس کو سب لوگوں نے بھوت پریت اور بدروح سمجھا تھا بہت سے لوگ اس سے ڈر گئے تھے مگر جتنا خوفزدہ یہ قزاق ہوا تھا اتنا کوئی بھی خوفزدہ نہیں ہوا تھا اس نے چشمے پر سے پانی لیا اور غار میں آ گئی۔

وہ بے ہوش کادمبری کے سرہانے بیٹھ گئی اور اس کے چہرے پر آہستہ آہستہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنے لگی ایک ڈونگا پانی کا ختم ہو گیا تو وہ دوسرا ڈونگہ چشمے پر سے بھر کر لے آئی تیسرے ڈونگے پر کادمبری نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے کون مار رہا ہے اور اس کے ہوش میں

لانے کی کوشش کون کر رہا ہے اس نے حیرت کے عالم میں چاروں طرف دیکھا اپنے آپ پانی کا ایک چھینٹا اس کے چہرے پر آن پڑا کا دمبری نے آنکھیں جھپکا کر سہم کر کہا۔

کون ہو تم ؟ کیا تم کوئی دیوتا ہو؟

ماریا سمجھ گئی کہ کا دمبری چونکہ دیوتاؤں پر اعتقاد رکھتی ہے اس لئے وہ خوفزدہ نہیں ہوئی اور وہ یہی سمجھتی ہے کہ کوئی آسمانی دیوتا اس کی مدد کو وہاں آ گیا ہے ماریا نے سوچا کہ کا دمبری کے اس بھرم کو قائم ہی رکھنا بہتر ہے اس نے کہا۔

اے کا دمبری میں دیوتا نہیں ہوں لیکن دیوتا کی بہن ہوں اور تمہاری مدد کرنے یہاں آئی ہوں۔

کا دمبری نے جب اپنے قریب ہی قزاق کی لاش پڑی دیکھی تو اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

یہ کیسے مر گیا۔؟

ماریا نے کہا۔

اسے دیوتاؤں نے مارا ہے یہ ایک خونی اور قاتل تھا اس کا وہی انجام ہوا جو ایک خونی اور قاتل کا انجام ہوا کرتا ہے اب تم آزاد ہو دوسرا ڈاکو بھاگ گیا ہے وہ اب کبھی تمہارے پاس نہیں آئے گا ہم نے اسے اندھا کر دیا ہے۔

سچ دیوی جی۔؟

ہاں۔

ماریا نے کادمبری کے ہاتھوں کی رسیاں کھول کر اسے آزاد کر دیا وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور ہاتھ جوڑ کر زمین پر سجدہ کر کے کہنے لگی کہ اے دیوی میں تمہاری پوجا کرتی ہوں تم نے میری جان بچائی میری عزت بچائی۔

ماریا نے کہا۔

اب اٹھو اور اس غار سے باہر نکلو۔ کیا تم اپنے ماں باپ کے گھر اکیلی جا سکتی ہو؟

نہیں دیوی جی! میں اکیلی نہیں جا سکتی میرا گھر یہاں سے دو دن کے سفر پر ہے۔

اچھا۔ باہر چشمے پر آؤ کچھ سوچ لیں گے۔

ڈاکو کا مکان

ماریا کادمبری کو لے کر غار سے باہر چشمے پر آ گئی۔
چشمے پر کادمبری نے منہ ہاتھ دھویا اس کے حواس قدرے درست ہوئے دونوں گھوڑے ان کے پاس ہی کھڑے تھے کادمبری کو ماریا دکھائی نہیں دے رہی تھی ماریا نے اسے بتا دیا تھا کہ جس وقت وہ گھوڑے پر سوار ہو گی تو اسے گھوڑا بھی دکھائی نہیں دے گا کیونکہ وہ جس چیز کو ہاتھ میں لے یا اس پر سوار ہو تو وہ شے بھی ماریا کے ساتھ ہی غائب ہو جاتی ہے کادمبری کو یقین ہو گیا تھا کہ ماریا ایک دیوی ہے جو اس کی مدد کے لیے دیوتاؤں نے بھیجی ہے یہی وجہ تھی اس کے دل میں خوف نہیں تھا بلکہ خوشی تھی ماریا کے لئے اب سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا

کہ کادمبری کو کیسے واپس روانہ کیا جائے وہ اکیلی گھر جانے کے لئے
جنگل کا سفر نہیں کر سکتی تھی راستے میں ڈاکوؤں اور رہزنوں کا خطرہ تھا
اور ہو سکتا ہے کہ مفرور قذاق بھی اس کی تاک میں ہو دوسری طرف
ماریا اسے ساتھ بھی کہاں لے جاتی وہ خود ایک نامعلوم منزل کی تلاش
میں اکیلی سفر کر رہی تھی اس نے کادمبری سے کہا۔

کادمبری! تمہارے لیے میرے خیال میں یہی ایک راستہ رہ گیا ہے
کہ تم میرے ساتھ ہی جھیل نندن سر کا سفر کرو۔ واپسی پر میں تمہیں
تمہارے گھر میں چھوڑ دوں گی۔

کادمبری نے کہا۔

دیوی جی! اس سے بڑھ کر میری اور کیا خوش قسمتی ہو گی کہ میں آپ
کے ساتھ رہ کر سفر کروں اور جھیل نندن سر میں درگا دیوی کے مندر کے
درشن کروں۔

ماریا نے پوچھا۔

کیا تم نے درگا دیوی کا مندر دیکھا ہے؟

ہاں دیوی جی۔ میں ایک بار اپنے باپ کے ساتھ درگاہ دیوی کے مندر میں گئی تھی مگر تب میں بہت چھوٹی تھی پھر بھی مجھے اس مندر کا راستہ اور شکل یاد ہے۔

ٹھیک ہے ہم اکٹھے جھیل نندن سر تک چلیں گے کیا تمہیں بھوک تو نہیں لگی کادمبری؟

لگی ہے دیوی جی۔ میں نے کل رات سے کچھ نہیں کھایا۔

تم یہاں ٹھہرو میں جنگل سے تمہارے لیے کچھ پھل لاتی ہوں، مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے دیوی جی!

فکر نہ کرو میرے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی خطرہ نہیں اور پھر میں دور نہیں جا رہی سامنے والے ٹیلے کے پاس ایک جنگلی سیب کا درخت

ہے وہاں سے سیب توڑ کر ابھی لاتی ہوں۔
ماریا جنگل میں سیب توڑنے چلی گئی وہ صندوقچی اس جگہ چھوڑ گئی تھی کادمبری نے سوچا کہ اس میں کیا ہوگا۔ اس نے یونہی صندوقچی کو کھول دیا وہ اس کے اندر ایک سیاہ کالے ناگ کی لاش دیکھ کر ڈر گئی اور اس نے اسی وقت صندوقچی بند کر دی وہ سوچنے لگی کہ دیوی اپنے ساتھ سانپ کی لاش کیوں لیے لیے پھر رہی ہے پھر اس نے سوچا کہ یہ دیوی دیوتاؤں کے معاملے ہیں وہ اس میں دخل دینے والی کون ہو سکتی ہے۔
اتنے میں ماریا ٹوکری میں سیب بھر کر لے آئی دونوں نے مل کر سیب کھائے چشمے کا پانی پیا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر جھیل نندن سر کی طرف روانہ ہو گئے ماریا جس گھوڑے پر سوار تھی وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا صرف اس کے پاؤں کی آواز آ رہی تھی اور زمین پر اس کے کھروں

کے نشان پڑ رہے تھے کادمبری دوسرے گھوڑے پر سوار ساتھ ساتھ چل رہی تھی وہ نظر آ رہی تھی دونوں آپس میں باتیں بھی کرتی جا رہی تھیں بارش کے بعد ہرے بھرے درخت سرسبز جھاڑیاں اور گھاس پتھر دھل گئے تھے اب دھوپ نکل آئی تھی اور نیچے وادی میں ہلکی ہلکی دھند اٹھ رہی تھی۔

پہاڑی راستوں پر چلتے چلتے انہیں شام ہوگئی پہاڑوں میں اندھیرا چھانے لگا ماریا کے لئے اب سوال رات بسر کرنے کا تھا رات بسر کرنے کے لئے انہیں کوئی مناسب جگہ کی ضرورت تھی یہ جگہ ماریا کو اردگرد کہیں نظر نہیں آ رہی تھی آخر اس نے دور تک ایک طرف صنوبر کے درختوں میں ایک کچے مکان میں سے دھوئیں کی پتلی لکیر نکلتی نظر آئی اس نے کادمبری سے کہا۔

کادمبری! وہ دور مکان دیکھ رہی ہو؟

دیکھ رہی ہوں دیوی جی۔

وہاں چلتے ہیں شاید اس جگہ رات بسر کرنے کی کوئی جگہ مل جائے جو حکم

دیوی جی۔

ماریا نے کہا۔

کادمبری تم مجھے دیوی جی نہ کہا کرو۔

پھر کیا کہا کروں دیوی جی؟

تم مجھے بہن کہہ لیا کرو۔

نہیں دیوی جی! آپ مقدس دیوی ہیں میں آپ کو بہن کہہ کر پاپ

نہیں کروں گی آپ آکاش میں رہتی ہیں اور میں دھرتی پر رہتی ہوں

آپ سے ہم مقابلہ نہیں کر سکتے آپ بہت بڑی ہیں انسان سے بلند

ہیں۔

ماریا خاموش ہو گئی وہ اسے یہ کہہ کر اس کے یقین اور اعتقاد کو ٹھیس نہیں

پہنچانا چاہتی تھی کہ وہ دیوی نہیں ہے وہ چپ چاپ گھوڑوں پر سوار اس مکان کی طرف چلتی چلی گئیں جہاں سے دھواں اٹھ رہا تھا ماریا کا خیال تھا کہ وہ کسی کسان کا مکان ہوگا اور کا دمبری سے کہلوا کر ماریا وہاں رات بسر کرنے کی اجازت لے لے گئی اسے اجازت لینے کی اس لیے ضروری نہیں تھی کہ وہ تو کسی کو دکھائی ہی نہیں دیتی تھی وہ کوٹھڑی میں کسی جگہ بھی اپنی پوستین اوڑھ کر سو سکتی تھی مکان کے قریب پہنچ کر ماریا نے کادمبری سے کہا۔

کادمبری! تم اسی جگہ جھاڑیوں کی اوٹ میں گھوڑوں کے پاس ٹھہرو، میں پہلے جا کر معلوم کرتی ہوں کہ مکان میں کون رہتا ہے اور وہاں کوئی خطرہ تو نہیں ہے؟

کادمبری کو وہیں چھوڑ کر ماریا گھوڑے سے اتری دبے پاؤں پیچھے سے ہو کر مکان کی پچھلی کھڑکی کے پاس آ گئی اگرچہ وہ کسی کو دکھائی

نہیں دیتی تھ اور وہ بلا روک ٹوک اندر جا سکتی تھی پھر بھی وہ نہیں چاہتی
تھی کہ کسی کو اس کے آنے کی آہٹ تک بھی ہو، وہ مکان کی پچھلی
کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی کھڑکی کھلی تھی ماریا نے اندر جھانک
کر دیکھا تو دھک سے رہ گئی وہی قزاق جس نے کادمبری کو اغوا کیا تھا
اور ماریا سے مار کھا کر بھاگا تھا اندر ایک کسان کے پاس بیٹھا اس سے
باتیں کر رہا تھا اور ایک تھیلے میں جو کی خشک روٹی بھی باندھ رہا تھا ماریا
کان لگا کر اس کی باتیں سننے لگی۔

قزاق اس کسان سے کہہ رہا تھا۔

وہ ضرور اس راستے سے گزرے گی اور یقیناً وہ بدروح بھی اس کے
ساتھ ہو گی جس نے کادمبری کو بچایا ہے اور میرے ساتھی کو بھی قتل کر
دیا ہے تم کوشش کرنا کہ موقع پا کر کادمبری کو ہلاک کر کے ہمارا بدلا لو
اگر کادمبری کے ساتھ بدروح نہ ہو تو اسے پکڑ کر یہاں کسی تہہ خانے

میں بند کر دینا اور مجھے درگاہ دیوی کے مندر میں خبر دینا میں سونے کی مورتی اڑانے کے سلسلے میں مندر میں ہی ہوں گا کسان نے کہا۔

تم فکر نہ کرو جس طرح تم کہتے ہو اسی طرح ہو گا مجھے بڑا صدمہ ہے کہ ہمارا ایک ساتھی قتل کر دیا گیا میں کا دمبری سے اس قتل کا ضرور بدلہ لوں گا اگر وہ یہاں آئی تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

قزاق نے پوچھا۔

تم اسے پہچان لو گے ناں؟ اس کے بال سنہری ہیں اور ناک پتلی ہے وہ ذرا گردن کو ایک طرف جھکا کر بات کرتی ہے۔

کسان نے کہا۔

میں اسے فوراً پہچان لوں گا۔ اگر وہ یہاں آ گئی تو یقین رکھو کہ زندہ بچ کر نہیں جائے گی۔

قزاق نے کہا۔

اور اگر اس کے ساتھ بدروح ہوئی تو؟

کسان نے بہادری سے جواب دیا۔

میں اس بدروح کو بھی جلا کر بھسم کر دوں گا بدروح میرا مقابلہ نہ کر سکے گی۔

شاباش! مجھے تم سے یہی امید تھی اگر میں نے درگا دیوی کی سونے کی مورتی چوری نہ کرنی ہوتی تو میں یہاں رہ کر تمہارے کا دمبری کا انتظار کرتا اور اس کم بخت کی گردن اپنے ہاتھ سے تمام کرتا لیکن مجبوراً مجھے جانا پڑ رہا ہے۔

کسان بولا۔

تم بے فکر ہو کر اوپر درگا کے مندر میں جاؤ اور سونے کی مورتی چوری کر کے ہند چینی کے ملک کی طرف نکل جاؤ ہمارے دوسرے ساتھی ہند چینی میں تمہاری راہ دیکھ رہے ہوں گے یہاں کا سارا میں سنبھال

لوں گا۔

اچھا تو اب میں جا رہا ہوں۔

قزاق نے اٹھ کر کسان سے ہاتھ ملایا اور باہر نکل آیا ماریا دوسری طرف سے ہو کر باہر والے دروازے کے پاس آ گئی اس نے بڑی عقل کی تھی کہ کا دمبری کو ایک طرف جھاڑیوں میں چھپا دیا تھا ورنہ کا دمبری مشکل میں پھنس سکتی تھی اس لیے کہ ماریا غائب ہونے کے باوجود دو آدمیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اگر وہ ایک مرد سے مقابلہ کرتی دوسرا ضرور کا دمبری کو مار ڈالتا قزاق نے کسان سے کہا۔

اگر یہاں سے کوئی گھوڑا مل جاتا تو بہت اچھا تھا۔ کم بخت دونوں گھوڑے بھی بدروح کی بھینٹ چڑھ گئے۔

کسان نے کہا۔

نندن سر کے گاؤں میں تم اپنے لیے گھوڑا خرید لینا وہاں تمہیں گھوڑا مل

جائے گا۔

بہت اچھا۔

یہ کہہ کر قزاق نے روٹی کی پوٹلی کندھے پر ڈالی تلوار کی پیٹی کو کمر میں درست کیا اور پہاڑی راستے پر درگا دیوی کے مندر کی طرف روانہ ہو گیا کسان مکان کے دروازے کے باہر کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا جب قزاق نظروں سے اوجھل ہو گیا تو کسان جھونپڑی کے اندر چلا گیا اس دوران میں ماریا کا دمبری کے پاس پہنچ کر اسے سارا حال کھول کر بیان کر چکی تھی۔ قزاق کا سن کا کا دمبری پریشان ہو گئی ماریا نے اسے تسلی دے کر کہا۔

گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے اور پھر میں بھی تمہاری حفاظت کر سکتی ہوں ہمیں رات گزارنے کے لئے اس سے بہتر جگہ اور کہیں نہیں مل سکتی تم مکان کے باہر جا کر کسان کو آواز دو دوہ باہر

آئے تو اسے کہو کہ تم رات بسر کرنا چاہتی ہو۔

کادمبری نے کہا۔

وہ تو مجھے فوراً پہچان لے گا اور قتل کر دے گا۔

ماریا بولی۔

آخر میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی میں تمہاری حفاظت کر رہی ہوں گی تلوار میرے ہاتھ میں ہو گی اگر اس نے تم پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو میں اس سے پہلے ہی اس کا کام تمام کر دوں گی۔

بہتر ہے۔

کادمبری بوجھل بوجھل قدم اٹھاتی ڈرتی کسان ڈاکو کے مکان کے دروازے پر پہنچ گئی وہ گھوڑے پر سے نیچے اتر پڑی ماریا اس کے ساتھ ساتھ ذرا فاصلے پر چل رہی تھی ماریا نے اپنا گھوڑا درختوں میں ہی ایک جگہ باندھ دیا تھا کادمبری کے کان میں ماریا نے سرگوشی کی۔

دروازے پر دستک دو۔

کادمبری نے دروازے پر دستک دی اندر سے کسان نے دروازہ کھول دیا جونہی اپنے سامنے اس نے سنہرے بالوں اور پتلی ناک والی کادمبری کو دیکھا تو اس کی باچھیں کھل گئیں اس نے کادمبری کو فوراً پہچان لیا پھر بھی اس نے پوچھا۔

کیا تمہارا نام کادمبری ہے؟

کادمبری کے منہ سے نکل گیا ہاں مجھے رات گزارنے کے لئے جگہ چاہیے۔

کسان نے خوش ہو کر کہا۔

کادمبری بیٹی! یہ بھی تمہارا اپنا ہی گھر ہے اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے اندر آ جاؤ سارا گھر تمہاری خدمت کے لئے حاضر ہے جس جگہ چاہو بستر لگا کر سو جاؤ۔

کادمبری وہیں کھڑی رہی کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ کسان ڈاکو کسی وقت بھی اس پر حملہ کر سکتا ہے لیکن ماریا نے پیچھے سے کادمبری کو ہاتھ سے آگے دھکیل دیا کادمبری مکان کے اندر آگئی اس کے اندر داخل ہوتے ہی کسان نے دروازہ بند کر دیا کادمبری نے چونک کر پیچھے دیکھا دروازہ بند تھا اور ماریا اسے نظر نہیں آ رہی تھی وہ گھبرا گئی مگر ماریا اس کے قریب ہی کھڑی تھی ماریا نے کادمبری کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کان میں کہا۔

گھبراؤ نہیں میں تمہارے پاس ہی کھڑی ہوں اور ساری رات تمہارے پاس ہی رہوں گی۔

اس سے کادمبری کو کچھ حوصلہ ہوا کسان نے ایک جگہ بکریوں کی کھالیں بچھا کر بستر تیار کر دیا اور بولا۔

تم یہاں آرام کرو میں تمہارے لیے ٹماٹروں کا شوربہ گرم کرتا ہوں کیا

تم سیب کا رس پیو گی؟ اس موسم میں میں نے بڑا عمدہ سیب کا رس تیار کیا ہے۔

کا دمبری نے پہلے انکار کر دیا پھر جب ماریا نے اس کے کان میں سرگوشی کی کہ کسان کی دعوت قبول کر لو تو کا دمبری نے کہا۔

ہاں میں سیب کا رس پینا پسند کروں گی۔

کسان مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ میں انتہائی کمینگی اور عیاری جھلک رہی تھی جیسے وہ دل ہی دل میں کہہ رہا ہوں پی لو کا دمبری جتنا سیب کا رس پینا چاہتی ہو آج کی رات تمہاری زندگی کی آخری رات ہے کل صبح تمہاری لاش اسی مکان کے صحن میں مٹی کے نیچے دفن ہو گی کسان بڑا خوش تھا کہ اسے اتنی جلدی اپنے ساتھی قزاق کے قتل کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا بے چارے کو کیا خبر تھی کہ خود اس کی موت اس کے سر کے اوپر منڈلا رہی ہے۔

کسا کمینگی سے مسکراتا ہوا باورچی خانے میں ٹماٹروں کا شوربہ اور سیب کا رس لینے چلا گیا۔ ماریا نے کادمبری سے کہا۔

بڑے آرام سے پیٹی کھول کر بستر پر لیٹ جاؤ اور سونے کی کوشش کرو دو چار گھنٹے ضرور آرام کر لو تمہارے لیے بہت ضروری ہے۔

کادمبری نے کہا۔

اور تم کہاں آرام کرو گی دیوی جی۔؟

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

کادمبری! آج رات اگر میں نے بھی آرام کرنا شروع کر دیا تو پھر تمہیں اس ظالم کی تلوار سے کوئی نہ بچا سکے گا میں اسی جگہ بیٹھ کر پہرہ دوں گی میں اس کسان کو کچھ نہیں کہوں گی لیکن اگر اس نے تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی تو پھر تمہاری جان بچانے کے لئے اس بدبخت کو ضرور موت کے گھاٹ اتارنا پڑے گا۔

اتنے میں کسان لکڑی کے پیالے میں گرم گرم شوربہ لے کر اندر آ گیا اس نے دور ہی سے کادمبری سے کہا۔

میری بیٹی! یہ شوربہ میرے خاص باغ کے ٹماٹروں کا ہے تم اسے پیو گی تو خوش ہو جاؤ گی۔

ماریا اور کادمبری میں سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ کسان ڈاکو نے شوربے میں بے ہوشی کی دوائی ملا دی تھی کادمبری نے شوربے کا کٹورہ لے کر پینا شروع کر دیا کسان اس سے باتیں کرنے لگا۔

بیٹی! بالکل تمہاری ہی شکل صورت کی میری ایک بیٹی بھی تھی اس کا نام بھی کادمبری تھا یہی وجہ ہے کہ جب تم کو میں نے پہلی بار دروازے پر دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ میری بیٹی کادمبری میرے پاس آ گئی ہے اس لئے میں نے تم سے پوچھا تھا کہ تم کادمبری ہو کیا؟

کادمبری سب جانتی تھی کہ وہ مکاری سے کام لے رہا ہے اور جھوٹ

بول رہا ہے مگر وہ خاموش تھی ادھر ماریا بھی اس کی چکنی چپڑی باتوں پر دل ہی دل میں ہنس رہی تھی کہ اس بے وقوف کو اتنا بھی علم نہیں کہ ہمیں اس کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے اس دوران میں کادمبری نے ٹماٹروں کا شوربہ پی لیا۔ کسان ڈاکو بڑے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا کادمبری پر غنودگی طاری ہونا شروع ہو گئی وہ لیٹ گئی اور اس نے اپنا سر بستر پر لگا دیا سر لگاتے ہی وہ گہری نیند میں کھو گئی یعنی بے ہوش ہو گئی ماریا کچھ حیران ہوئی کہ کادمبری کو اتنی جلد نیند کیسے آ گئی۔؟

قزاق کا قتل

ڈاکو کسان نے جب دیکھا کہ کادمبری بے ہوش ہوگئی ہے تو وہ باہر نکل
گیا اس نے کمرے میں ایک مشعل روشن کردی تھی ماریا کو بالکل خیال
ہی نہ تھا کہ کادمبری اصل میں سوئی نہیں بلکہ بے ہوش ہوگئی ہے وہ
کسان کو باہر جاتے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور باورچی خانے میں آ گئی
یہاں اس نے ٹماٹروں کا شوربہ دیکھا تو سوچا کہ اسے پی لیا جائے یہ
اس کی اور کادمبری کی خوش قسمتی تھی کہ ماریا نے وہ شوربہ نہ پیا ورنہ
ماریا بھی شوربا پیتے ہی بے ہوش ہو جاتی اور پھر کادمبری کو قتل ہونے
سے کوئی نہ بچا سکتا تھا شوربہ بہت گرم تھا اس کے پاس ہی پیالے میں
بکری کا دودھ رکھا تھا ماریا وہ سارا دودھ پی گئی پھر اس نے جو کی روٹی

کا ایک ٹکڑا کھایا اور اسے کسان کے پھر اندر آنے کی آہٹ سنائی دی وہ باورچی خانے کے دروازے کے ساتھ لگی دیکھنے لگی کہ کسان کیا کرنے والا ہے کسان نے جھک کر کادمبری کو دیکھا پھر اس کے چہرے کو ہاتھوں سے ہلایا وہ بالکل بے ہوش ہو چکی تھی کسان خوشی خوشی اندر باورچی خانے میں آ گیا۔

ماریا دروازے سے پرے ہٹ گئی ماریا کو شک ہوا کہ کادمبری کسان کے ہلانے جلانے سے جاگی کیوں نہیں؟ اچانک اسے خیال آیا کہ کہیں کسان نے اسے شوربے میں کچھ پلا کر بے ہوش تو نہیں کر دیا اسے یقین ہو گیا کہ کادمبری کو بے ہوش کیا گیا ہے وہ اب چوکنی ہو گئی اور کسان کی ایک ایک حرکت کا غور سے جائزہ لینے لگی کسان باورچی خانے میں آ کر کچھ تلاش کر رہا تھا اسے ایک جگہ سے مونجھ کی رسی کا ٹکڑا مل گیا کسان نے اسے اچھی طرح سے کھینچ کر دیکھا اور پھر باہر

چلا گیا ماریا جان گئی کہ اب یہ بے رحم شخص کا دمبری کے گلے میں رسی ڈال کر اسے ہلاک کرنے کی فکر میں ہے وہ بھی کسان کے ساتھ ہی باورچی خانے سے نکل کر باہر آ گئی غلطی سے باہر نکلتے ہوئے ماریا کا ہاتھ شوربے کے برتن سے ٹکرا گیا شوربے کا برتن ایک شور کے ساتھ فرش پر گر پڑا کسان لپک کر باورچی خانے میں آیا ماریا دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی کسان نے دیکھا سارا شوربہ فرش پر گرا پڑا تھا وہ ادھر اُدھر نظریں گھمانے لگا اسے خیال آیا کہ کہیں بدروح تو وہاں نہیں آ گئی جس کا ذکر اس کے قزاق دوست نے کیا تھا؟ ماریا خاموشی سے دیوار کے ساتھ کھڑی کسان کی ساری حرکتوں کا تماشہ دیکھ رہی تھی کسان نے میز پر سے سبزی کاٹنے کی چھری اٹھائی اور اسے یونہی اندازہ لگا کر ایک دیوار پر دے مارا یہ چھری سامنے والی دیوار پر لگی وہاں سے چھری نکال کر کسان نے اس دیوار پر ماری جہاں ماریا

کھڑی تھی ماریا جلدی سے نیچے ہو کر بیٹھ گئی وہاں سے چھری نکال کر کسان نے تیسری اور پھر چوتھی دیوار پر زور سے ماری وہ پاگلوں کی طرح ہوا میں چھریاں چلا رہا تھا اس کا خیال تھا کہ اگر باورچی خانے میں کسی جگہ بدروح ہو گی تو چھری لگنے سے مر جائے گی لیکن ماریا تو اس کو دیکھ رہی تھی وہ جس طرف بھی چھری مارتا ماریا دوسری طرف ہو جاتی آخر وہ تھک گیا اسے یقین سا ہونے لگا کہ بدروح وہاں نہیں ہے اور شوربے کا پیالہ اتفاق سے نیچے گر پڑا تھا۔

وہ رسی لے کر باہر آ گیا۔

ماریا بھی اس کے ساتھ ہی باہر والے کمرے میں آ گئی کیا دیکھتی ہے کہ کسان رسی کو بار بار کھینچتا ہوا بے ہوش کا دمبری کے سرہانے آ کر بیٹھ گیا اور بڑے آرام سے رسی اس کی گردن میں ڈالنی شروع کر دی اب ماریا مزید انتظار نہیں کر سکتی تھی وقت بڑا نازک تھا اگر وہ ذرا دیر کرتی تو

کسان اسکا گلا گھونٹ ڈالتا ماریا نے پیچھے سے آخر کسان ڈاکو کی گردن پر پوری طاقت سے ایک لات ماری کسان الٹ کر آگے جا گرا گرتے ہی وہ اٹھا اور اس نے زمین پر سے ایک ڈنڈا اٹھا کر ہوا میں چلانا شروع کر دیا کم بخت نے عجیب ہتھیار استعمال کیا تھا اگر ماریا بچ کر باورچی خانے میں نہ بھاگ جاتی تو وہ اسے ضرور زخمی کر دیتا کیونکہ ماریا اگرچہ غائب ہو چکی تھی مگر اسکے جسم پر چوٹ تو لگ سکتی تھی اور کوئی اگر اچھل کر اس کا گلا دبا دیتا تو وہ اسے ہلاک بھی کر سکتا تھا۔

ماریا باورچی خانے کے دروازے میں کھڑی کسان کو دیوانوں کی طرح ڈنڈا چلاتے دیکھتی رہی پھر اسے خیال آیا کہ کہیں کسان ڈاکو ڈنڈا مار کر ہی کا دمبری کا کام تمام نہ کر دے اس نے کیا کیا کہ باورچی خانے میں برتنوں کی میز کو گرا دیا ساتھ ہی وہ باورچی خانے سے لپک

کر باہر آ گئی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کسان اب اندر آ کر ڈنڈا گھمائے

گا اور یہی ہوا کسان برتنوں کے گرنے کا شور سن کر باورچی خانے میں

گھس گیا اور اس نے ڈنڈا گھمانا شروع کر دیا اس وقت ماریا بے ہوش

کا دمبری کے پاس کھڑی تھی ماریا بڑی حیران تھی کہ کم بخت کیسا ڈاکو

کسان ہے کہ اس سے ڈرتا ہی نہیں جب وہ ڈنڈا گھماتے گھماتے

تھک گیا تو باورچی خانے کے دروازے پر کھڑا ہو کر بولا۔

اے بدروح میں تم سے ہرگز نہیں ڈرتا اگر تو اپنی خیریت چاہتی ہے تو

یہاں سے بھاگ جا نہیں تو میں تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا مجھے ایسے

ایسے جادو کے منتر آتے ہیں کہ میں پڑھ کر پھونک دوں گا کہ تم جہاں

کہیں بھی ہوگی آگ لگ جائے گی۔

ماریا اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ بالکل جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ ایسا کوئی

شخص منتر پڑھ کر آگ نہیں لگا سکتا جس کے دل میں کسی کو قتل کرنے کا

ارادہ ہو ویسے بھی ماریا پر زبردست جادو کا اثر تھا اور اسے کوئی چھوٹا موٹا جادو یا منتر توڑ نہیں سکتا تھا ماریا نے گرجدار آواز میں پہلی بار کہا۔

اے پتھر دل انسان سن اگر تو نے کا دمبری کا مار ڈالنے کی کوشش کی تو میں اس سے پہلے تمہیں اس جگہ ڈھیر کر دوں گی میں نے تمہاری اور تمہارے قزاق ساتھی کی ساری خفیہ باتیں سن لی ہیں میں جانتی ہوں کہ تم کا دمبری سے اپنے ساتھی کا بدلہ لینا چاہتے ہو لیکن یاد رکھو جب تک میں کا دمبری کے ساتھ ہوں تم اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے بلکہ الٹا تمہاری زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے اس لئے کا دمبری کی جان لینے کے خیال سے باز آ جاؤ۔

کسان ڈاکو یہ آواز سن کر پہلے تو گھبرا گیا کیوں کہ یہ بڑی ڈراؤنی بات تھی کہ ایک آدمی کی آواز سنائی دے مگر وہ خود نظر آئے مگر پھر دل کو بہادر بنا کر بولا۔

اے بدروح میں کادمبری سے اپنے ساتھی کا قتل کا بدلہ ضرور لوں گا

تمہیں جو کرنا ہے کرتی رہو۔ مجھے جو کرنا ہے وہ میں کرتا رہوں گا

کسان ڈاکو ایک بار پھر کادمبری کی طرف بڑھا اب اس نے کمر میں

سے تلوار نکال لی تھی ماریا نے بھی تلوار نکال لی اور ایک ایسا وار کیا کہ

کسان کی ہاتھ میں پکڑی ہوئی تلوار ٹوٹ کر فرش پر گر پڑی کسان

پیچھے ہٹ گیا وہ بھاگ کر باورچی خانے سے سبزی کاٹنے والی چھری

اٹھا لایا اور قریب تھا کہ لپک کر کادمبری کی گردن پر چلا دے کہ ماریا

نے تلوار کا دستہ کسان ڈاکو کے سر پر اس زور سے مارا کہ وہ چکرا کر گر

پڑا اس کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا مگر وہ بھی کوئی بے حد ضدی شخص

تھا گرتے ہی زمین پر سے اٹھا سر پر کپڑا باندھا اور ڈنڈا اٹھا کر اسے

ایک بار پھر گھمانے لگا اب وہ ایک بڑا خطرناک کھیل کھیل رہا تھا وہ

ڈنڈے کو لہراتا گھماتا، ہوا بے ہوش کادمبری کے سرہانے آ گیا وہ ڈنڈا

مار کر کا دمبری کی کھوپڑی پاش پاش کر دینا چاہتا تھا ماریا اس کے اس خطرناک ارادے کو بھانپ گئی۔

جوں ہی کسان ڈاکو نے کا دمبری کی کھوپڑی پاش پاش کرنے کے لئے ڈنڈا اوپر اٹھایا ماریا نے دور ہی سے تلوار کو نیزے کی طرح اچھال کر ڈاکو کی طرف پھینک دیا تلوار سیدھی کسان کے پیٹ میں جا گھسی وہ تلوار کو پکڑ کر فرش پر گر پڑا اور بری طرح تڑپنا شروع کر دیا آگے بڑھ کر ماریا نے کسان کے جسم سے تلوار باہر کھینچ لی اور کہا۔

تو اپنے کیے کی سزا کو پہنچا اگر میں تمہیں زخمی نہ کرتی تو تو کا دمبری کی کھوپڑی توڑ چکا ہوتا اب یہاں سے بھاگ کر کسی ایسے شخص کے پاس جا جو تیری مرہم پٹی کرے اور تیری زندگی بچانے کی کوشش کرے میں کا دمبری کو یہاں سے لے جا رہی ہوں۔

ڈاکو شدید درد کی حالت میں تھا اس نے کہا۔

اے بدروح تو نے مجھ سے پہلے حملہ کردیا نہیں تو کادمبری زندہ نہیں بچ سکتی تھی اگر میں زندہ رہا تو کادمبری کے ساتھ ساتھ تجھے بھی ایک نہ ایک دن ضرور قتل کروں گا۔

اتنا کہہ کر کسان بے ہوش ہوگیا۔

ماریا نے پانی کا کٹورا لیا اور بے ہوش کادمبری کے چہرے پر چھینٹے مارنے شروع کردیئے کافی دیر کی کوشش کے بعد کادمبری نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔

کیا میں.........میں زندہ ہوں؟

خدا کا شکر ادا کرو تم زندہ ہو اس نے تمہیں شوربے میں دوائی پلا کر بے ہوش کردیا تھا کیا تم اٹھ سکتی ہو؟

کادمبری نے کہا۔

میرا سر بھاری ہورہا ہے۔

اچھا تم آرام کرو میں بھی آرام کرتی ہوں۔

کادمبری نے سہم کر پوچھا۔

ڈاکو کہاں چلا گیا؟

وہ بے ہوش پڑا ہے وہ شدید زخمی ہے اس کی طرف سے فکر نہ کرو وہ اب اس قابل نہیں رہا کہ کسی دوسری عورت پر ظلم کر سکے۔

ماریا بھی اسی جگہ لیٹ گئی اب رات آدھی گزر چکی تھی ماریا کو بھی نیند آ گئی اور وہ سو گئی کادمبری نے گردن اٹھا کر دیکھا ذرا فاصلے پر ڈاکو فرش پر بے ہوش پڑا تھا اس کے بعد وہ بھی سو گئی اس کی آنکھ کھلی تو دن چڑھ آیا تھا اس نے اٹھ کر ماریا کو آواز دی ماریا بھی اٹھ بیٹھی انہوں نے اٹھ کر دیکھا کہ ڈاکو ختم ہو چکا تھا ماریا کادمبری کے ساتھ مکان سے باہر آ گئی چشمے پر آ کر انہوں نے منہ ہاتھ دھویا باورچی خانے میں جا کر آگ جلائی جو کا دلیا پکا کر کھایا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر جھیل نندن سر کی

طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔

اب ذرا عنبر اور کیلاش کی بھی خبر لی جائے کہ وہ کس حالت میں ہیں عنبر اور کیلاش چور آدم خور ناگاؤں کی قید سے آزاد ہو کر پہاڑوں میں کافی دور نکل آئے تھے وہ ساری رات اور سارا دن سفر کرتے رہے وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور جتنی جلدی ہو سکے ناگاؤں کے علاقے سے نکل جانا چاہتے تھے دوسرے روز دوپہر کے وقت وہ سفر کرتے کرتے تھک گئے گھوڑوں پر بھی تھکن طاری ہونے لگی تھی انہیں بھوک بھی تنگ کرنے لگی تھی وہ ایک جگہ صنوبر اور سیب کے درخت اور چشمہ دیکھ کر گھوڑوں سے اتر پڑے یہ جگہ بڑی پرفضا تھی انہوں نے گھوڑے ٹیلے کے دامن میں ایک جگہ گھاس چرنے اور پانی پینے کے لیے کھلے چھوڑ دیئے۔

کیلاش چور نے چشمے پر غسل کیا عنبر جنگلی خوبانیاں اور سیب توڑ کر لے

سرکٹا بھوت

عنبر اور ناگ نے ماریا کو کیسے نکالا اور پھر کس طرف لے گئے ۔راجہ سنگرام نے ماریا سے شادی کرلی یا ماریا وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوگئی ۔ماریا گووند کے پاس کیسے پہنچی ؟ گووند نے ماریا کو کہاں قید کرر کھا تھا؟

ابھی پڑھیے ”اردو رسالہ“ پر

آیا جو انہوں نے مل کر مزے سے کھائیں چشمے کا پانی پیا اور گھاس پر لیٹ کر آرام کرنے لگے کیلاش چور نے کہا۔

بھائی ابھی جھیل نندن سر تک تو کافی سفر باقی ہے کیا تمہارا وہاں جانا بہت ضروری ہے۔

عنبر نے کہا۔

ضروری تو بہت ہے لیکن ہم واپس بھی تو نہیں جا سکتے اگر واپس ہوئے تو ناگا آدم خور اس دفعہ زندہ نہیں چھوڑیں گے اگر تمہارا ارادہ ہے تو واپس چلے چلتے ہیں۔

کیلاش چور نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

نہیں بابا میں تو ہرگز واپس جانے کو تیار نہیں اگر واپسی کا راستہ ناگا آدم خوروں کے قبیلے سے ہو کر گزرتا ہے تو میں ساری زندگی ادھر کا رخ نہیں کروں گا۔

اسی لیے تو میں آگے بڑھتا چلا جارہا ہوں۔

کیلاش چور بولا۔

ایک بات ہے اگر ہم جھیل نندن سر پہنچ گئے تو وہاں ایک درگا دیوی کا بہت بڑا مندر ہے اس مندر کا پروہت میرا تھوڑا بہت واقف ہے اس سے مل کر ہم مندر میں باقی زندگی بڑے مزے سے بسر کر سکتے ہیں بس صبح کو اٹھ کو بڑے بڑے مٹکوں میں پانی بھرنا پڑے گا اور باقی وقت بڑے آرام سے پڑ کر سوتے رہیں گے۔

عنبر ہنس پڑا اور بولا۔

کیلاش معلوم ہوتا ہے کہ تم نے سوائے چوری کے زندگی میں اور کوئی کام نہیں کیا۔

کیلاش بولا۔۔

کیا کروں بھائی، مجھے بری صحبت میں پڑ کر اس کی عادت پڑ گئی تھی مگر

اب تو میں نے توبہ کر لی ہے اب تو میں ایک شریف انسان بن گیا ہوں عنبر بھائی کیا تمہیں میری شرافت پر کوئی شک ہے۔

عنبر نے کہا۔۔

ہر گز نہیں۔ لیکن تم کام چور ہو گئے ہو۔

کیلاش بولا۔

اچھا بابا آج سے کام چوری بھی نہیں کروں گا تم جتنی محنت مشقت کہو گے کروں گا۔ بس اب خوش ہو ناں۔

عنبر کہنے لگا

کیوں نہیں میں ہر اس نوجوان کو دیکھ کر خوش ہوتا ہوں جو بڑی محنت اور مشقت سے کام کرتا ہے میں نے خود زندگی میں بڑی محنت کی ہے راتوں کو کام کیا ہے کبھی دشمنوں سے جنگ کی ہے کبھی بیماروں اور زخمی لوگوں کا علاج کیا ہے۔

کیلاش نے پوچھا۔

کیا تم وید یعنی حکیم بھی ہو عنبر بھائی۔

عنبر نے کہا۔

کیوں نہیں۔ بیمار اور زخمیوں کا علاج کرنا تو میں نے دو ہزار سال پہلے سیکھا تھا۔

کیلاش نے حیرت سے پوچھا۔

دو ہزار سال پہلے یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔؟

اب عنبر نے محسوس کیا کہ اس نے کیلاش چور کو کیا کہہ دیا ہے اس نے فوراً بات بدل کر کہا اس کا مطلب یہ تھا کہ اس نے دو ہزار سال پہلے کی پرانی حکمت کی کتابیں پڑھ کر یہ کام سیکھا ہے۔

کیلاش نے مسکرا کر کہا۔ یہی میں بھی سوچ رہا تھا کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک انسان دو ہزار سال سے زندہ چلا آئے انسان تو سو برس

میں مر جاتا ہے؟

عنبر نے کہا۔

تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو دو ہزار برس سے زندہ چلا آ رہا ہو۔

حالانکہ کیلاش کے سامنے ایک نوجوان بیٹھا تھا اڑھائی ہزار برس سے زندہ تھا جس نے قدیم مصری فرعونوں میں جنم لیا تھا اور پرانے مصر کی گلیوں میں کھیل کود کر اپنا بچپن گزارا تھا جس نے نمرود اور شداد کی حکومتیں دیکھی تھیں جو سکندر اعظم کی فوج کے ساتھ ایران میں آیا تھا اور جس نے دارا بادشاہ کو ایران سے فرار ہوتے دیکھا تھا مگر وہ سب کچھ کیلاش چور کر بتا نہیں سکتا تھا۔ اگر وہ اسے بتا بھی دیتا تو کیلاش کو کبھی یقین نہ آتا۔

کھٹاک۔

اچانک ایک پتھر لڑھک کران کے پاس آن گرا،اور سامنے پتھروں کی دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا عنبر اور کیلاش نے چونک کر اس پتھر کو دیکھا وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے یہ پتھر کہاں سے آیا تھا کیلاش کا خیال تھا کہ ہوا کی وجہ سے یہ پتھر اوپر ٹیلے پر سے کھسک گیا ہے۔

عنبر نے سوچا کہ ہوا سے پتھر کبھی نہیں کھسکا کرتے ہاں اگر زور کی آندھی چلے تو ایسا ہو سکتا ہے مگر آندھی تو چل نہیں رہی تھی عنبر نے کیلاش کو ایک طرف جھاڑیوں میں کھینچ لیا جھاڑیوں میں چھپ کر وہ اوپر کی جانب دیکھنے لگا اس دوران میں ایک اور پتھر لڑھکتا ہوا آیا اور دیوار سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔

اب عنبر کو یقین ہو گیا کہ ضرور کوئی گڑ بڑ ہے کیلاش کو ساتھ لے کر اس نے جھاڑیوں کی اوٹ میں سے ہوتے ہوئے ٹیلے کی دوسری سمت کھسکنا شروع کر دیا کافی دور تک جا کر انہوں نے دیکھا مگر وہاں کوئی

بھی نہیں تھا وہ واپس چشمے کے کنارے آ گئے۔

کیلاش نے ہنس کر کہا۔

بھائی یہ ساری کارستانی ہوا کی ہے۔

عنبر نے کہا۔

شاید تمہارا خیال ٹھیک ہو۔

مگر دل میں اس کے شک تھا ہوا پتھروں کو نہیں گرایا کرتی یہ کام ضرور کسی خونخوار درندے کا ہے وہ چوکس ہو چکا تھا اس نے کیلاش کو خبر دار کر دیا کہ ضرور کوئی نہ کوئی آدم خور شیر یا ریچھ ادھر آ رہا ہے اس لئے انہیں ہوشیار رہنا چاہیے جب تک وہ اس آدم خور سے نہ نپٹ لیتے آگے جانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا کیوں کہ اگر وہ کوئی شیر تھا تو وہ آگے جا کر انہیں بے خیالی میں بھی دبوچ سکتا تھا انہوں نے اسی جگہ ٹھہر کر شیر کا یا ریچھ کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ بڑے سکون کے

ساتھ جھاڑیوں میں چھپے اوپر والے ٹیلے کو دیکھ رہے تھے انہیں کوئی خبر نہیں تھی کہ ان کے پیچھے گھاٹی کے اوپر برفانی بھوت نمودار ہو چکا تھا۔ یہ وہی برفانی انسان، برفانی گوریلا یا برفانی بھوت تھا جس نے ماریا کے گھوڑے کو ہلاک کیا تھا۔

عنبر اور کیلاش چور کو کچھ معلوم نہ تھا کہ برفانی بھوت نے ان دونوں کو دیکھ لیا ہے اور اب وہ آہستہ آہستہ اپنے بھاری بھرکم چوڑے چکلے پاؤں اٹھاتا ان کی طرف پیچھے سے بڑھ رہا ہے برفانی گوریلا اتنی احتیاط سے پتھروں پر پاؤں رکھ رہا تھا کہ ذراسی آہٹ بھی پیدا نہیں ہو رہی تھی وہ جھاڑیوں اور ٹیلوں کی اوٹ میں چھپتا چھپاتا عنبر اور کیلاش کے بالکل قریب آ گیا پھر کچھ ایسا ہوا کہ عنبر کی چھٹی حس نے اسے ایک دم خبردار کر دیا کہ اس کے اردگرد خطرہ ہے عنبر کے کان کھڑے ہو گئے اسے اپنے پیچھے آہٹ سنائی دی اس سے پہلے کہ عنبر

گھوم کر دیکھتا کیلاش چور کی خوف ناک چیخ بلند ہوئی وہ برفانی بھوت کو دیکھ چکا تھا۔

عنبر نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک بار تو کانپ کر رہ گیا اس کے سر کے اوپر ایک پہاڑ ایسا برفانی بھوت کھڑا اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا عنبر کو اور تو کچھ نہ سوجھا اس نے کیلاش چور پر چھلانگ لگائی اور اسے لے کر ایک طرف کر لڑھک گیا وہ برفانی بھوت سے زیادہ سے زیادہ دور چلے جانا چاہتا تھا لیکن برفانی بھوت بھی چوکس ہو گیا تھا اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ کدھر کا رخ کریں گے چنانچہ جب عنبر اور کیلاش چور لڑھکنیاں کھاتے ہوئے گھاس پر گرے تو برفانی بھوت ان کے سر پر موجود تھا اتنا فاصلہ اس نے صرف دو قدم اٹھا کر ہی طے کر لیا تھا۔

برفانی بھوت کی ایک ٹانگ عنبر کے دائیں جانب اور دوسری کیلاش

کے بائیں جانب تھی بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تھی خطرہ سر کے اوپر آن
کر منڈلا رہا تھا کوئی فرار کا راستہ نہیں تھا کیلاش نے عنبر کی طرف اور
عنبر نے کیلاش کی طرف دیکھا عنبر کی آنکھوں میں سنجیدگی تھی اور کیلاش
چور کی آنکھوں میں بے بسی تھی۔
عنبر نے کیلاش سے کہا۔
اٹھ کر ایک طرف بھاگ جاؤ میری پرواہ نہ کرو یہ مجھے کچھ نہ کہہ سکے گا۔
کیلاش پہلے ہی بے حد ڈر رہا تھا اس کے اندر اٹھنے کی طاقت بھی نہ تھی
لیکن عنبر کے کہنے پر اس کے اندر ایک نئی طاقت آگئی وہ جوش کھا کر اٹھا
اور ایک طرف کو بھاگ گیا ابھی اس نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ
برفانی بھوت نے جھک کر اپنی بے حد لمبی بانہیں پھیلائیں اور دوڑتے
ہوئے کیلاش کو مٹھی میں پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔
عنبر نے دیکھا کہ کیلاش برفانی بھوت کی مٹھی میں اپنے پاؤں اور

بانہیں چلا رہا تھا وہ عنبر کو مدد کے لئے پکار رہا تھا لیکن عنبر اس کی کوئی مدد نہ کرسکتا تھا اس لئے کہ برفانی بھوت بہت بڑا انسان نما گوریلا تھا اس نے جب دیکھا کہ برفانی بھوت کی ساری توجہ کیلاش کی طرف ہوگئی ہے تو وہ اس کی ٹانگوں کے نیچے سے چپکے سے کھسک کر جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گیا برفانی بھوت شاید کیلاش چور کو پکڑ کر مطمئن ہو گیا تھا۔ اس نے کیلاش کو مٹھی میں دبائے ہوئے ایک طرف کو چلنا شروع کر دیا عنبر بھی اس سے کچھ فاصلے پر زمین پر رینگتے ہوئے پیچھا کرنے لگا اس نے آج تک اتنا بڑا انسانی گوریلا نہیں دیکھا تھا اس نے سن ضرور رکھا تھا کہ کوہ ہمالیہ کے دامن میں برفانی انسان موجود ہے جس کے پاؤں کا نشان ریچھ کے جسم جتنا ہوتا ہے برفانی انسان یا برفانی بھوت یہی تھا عنبر زمین پر کھسکتے ہوئے اس کے پاؤں کے تازہ نشانوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا وہ واقعی بہت بڑے تھے کہ سوئے ہوئے

ریچھ کے برابر تھے۔

عنبر یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ برفانی بھوت کہاں جا رہا ہے وہ اس کے پیچھے پیچھے رینگ رہا تھا پہاڑی راستے کے پتھروں نے اس کے گھٹنے زخمی کر دیے مگر وہ چلتا چلا گیا اب کیلاش کی آوازیں آنا بند ہو گئی تھیں صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے عنبر کو یہ ڈر تھا کہ کہیں اس کے دل کی حرکت ہی بند نہ ہو گئی ہو کیوں کہ وہ اگرچہ ایک دلیر ڈاکو تھا مگر دل کا بڑا کمزور تھا اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا بہر حال اس نے برفانی بھوت کا تعاقب جاری رکھا اور ایک ایسی وادی میں آ گیا جہاں چاروں طرف اونچی اونچی چٹانیں کھڑی تھیں انہیں چٹانوں میں وہ غار تھا جہاں برفانی بھوت رہتا تھا چنانچہ عنبر کی آنکھوں کے سامنے ایک چٹان کے پیچھے جا کر برفانی انسان غائب ہو گیا۔

عنبر دوسری طرف سے ہو کر وہاں آیا تو اس جگہ کچھ بھی نہیں تھا وہ سمجھ گیا

کہ یہیں کہیں وہ غار ضرور ہو گا جہاں برفانی انسان گیا ہے عنبر نے غار تلاش کرنا شروع کر دیا اسے بڑا تعجب ہوا کہ اتنا بڑا گوریلا ایک دم سے کہاں غائب ہو گیا آخر اسے وہ غار مل گیا، یہ غار ایک اونچی چٹان کے دائیں پہلو میں تھا یہاں ایک بہت بڑا اشگاف تھا جس کے منہ پر جنگلی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں یہ جھاڑیاں تین چار مرد اونچی تھیں یہ ایک جگہ سے تڑ مڑ گئی تھیں عنبر کے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ اسی راستے سے برفانی بھوت غار کے اندر داخل ہوا تھا عنبر غار کے منہ پر جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو کر کھڑا ہو گیا اور سوچنے لگا کہ اندر جائے یا نہ جائے۔

معاملہ بڑا نازک ہو گیا تھا ہو سکتا تھا کہ برفانی انسان ایک دم سے اندر جاتے ہی کیلاش کو ہلاک کر دے اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اسے بے ہوش جان کر ایک طرف پھینک دے اور اس کے ہوش میں آنے کا انتظار

کرے یہ عنبر کا خیال ہی تھا اور اس خیال پر بھروسہ کر کے وہ اپنے ساتھی کی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔

عنبر نے غار کے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا وہ جھاڑیوں میں سے کھسکتا ہوا غار کے منہ کے اندر چلا گیا غار میں نمی اور ہلکا ہلکا اندھیرا تھا چھت پر سے ہلکا ہلکا پانی رس رہا تھا عنبر دیوار کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا آگے بڑھنے لگا جوں جوں وہ آگے بڑھ رہا تھا غار میں اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا کافی دور جا کر اسے جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے پتھروں کے ڈھیر ملے ان ڈھیروں کے پاس ہی پانی کھڑا تھا عنبر پانی سے بچ کر آگے نکل گیا اب غار میں ایک جانب سے کچھ روشنی سی آنے لگی تھی یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس طرف کہیں غار کی چھت میں سوراخ ہے جہاں سے دن کی روشنی اندر آ رہی ہے عنبر حیران تھا کہ برفانی بھوت کہاں گم ہو گیا ہے روشنی میں اسے زمین پر برفانی بھوت کے بڑے بڑے پاؤں

کے نشان دکھائی دیے غار کی چھت اب اونچی ہوگئی تھی۔ آگے جا کر عنبر نے دیکھا کہ ایک کھلی جگہ سے چھت میں دور اوپر ایک چھوٹا سا سوراخ ہے جس میں سے روشنی آرہی ہے نیچے پتھروں کے ٹکڑے پڑے ہیں یہاں ایک عجیب بات عنبر نے یہ محسوس کی کہ کسی جانب سے پانی کے گرنے کی آواز آرہی تھی وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ پانی کی آبشار سی کہاں سے گر رہی ہے اصل میں یہ آواز ایک دریا کی تھی جو ایک تیز رفتار ندی کی صورت میں ان پہاڑیوں کے نیچے ہی نیچے بہہ رہا تھا۔

اس دریا کا دہانہ پہاڑ کے بہت پیچھے ایک بہت بڑا چشمہ تھا جس کا سارا پانی اندر ہی اندر سے ایک دریا کی شکل اختیار کر کے چل رہا تھا اسی غار میں ایک جگہ پتھروں کی دیوار میں شگاف تھا جہاں سے دریا کے بہنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

لیکن اس وقت عنبر کو سب سے زیادہ فکر کیلاش چور کی زندگی کی تھی وہ ہر

حالت میں اسے بچانا چاہتا تھا وہ برفانی بھوت کے قدموں کے نشانوں پر چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا غار کے پہلو میں پہنچ کر پانی کے بہنے کی آواز زیادہ ہو گئی آخر وہ اس مقام پر پہنچ گیا جہاں پتھروں میں ایک بہت بڑا شگاف تھا جہاں پہنچ کر برفانی بھوت کے پاؤں کے نشان مٹ گئے تھے عنبر نے شگاف میں جھانک کر دیکھا تو حیران رہ گیا اندر بڑے زور شور سے ایک دریا ندی کی شکل میں بہہ رہا تھا خدا جانے یہ دریا پہاڑ کے اندر ہی اندر سے چل کر کہاں جا کر گرتا ہے۔ برفانی بھوت کے پاؤں کے نشان ختم ہو جانے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ کیلاش کو لے کر اس دریا میں اتر گیا ہے عنبر کچھ دیر وہاں کھڑا سوچتا رہا دریا میں اترنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا وہ ایک طرف پتھروں میں بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد اسے یوں سنائی دیا جیسے دریا کے مخالف سمت سے کوئی شے پانی کو چیرتی ہوئی اندر کی طرف آ رہی ہے وہ

چوکس ہو گیا ہو سکتا ہے کہ برفانی بھوت پانی میں اتر گیا ہو اور اب واپس آ رہا ہو وہ پتھروں پر سے اٹھا اور دیوار میں ایک طرف آڑ میں چھپ گیا اچانک اسے غار کے شگاف میں برفانی بھوت پانی میں سے نکل کر غار میں داخل ہوتا دکھائی دیا۔

عنبر زندگی میں پہلی بار برفانی بھوت کو قریب سے دیکھ رہا تھا اس کے سارے بدن پر سفید بالوں کے بڑے بڑے گچھے لٹک رہے تھے اس کی کھوپڑی ماتھے پر سے گوریلے کی طرح پچکی ہوئی تھی وہ بڑا اونچا لمبا تھا اور اس کے لمبے لمبے بازوؤں والے ہاتھ گھٹنوں کو چھو رہے تھے وہ جھک کر گوریلے کی طرح چلتا تھا شگاف میں سے باہر آ کر اس نے چاروں طرف دیکھا اور خرخر کرنے لگا شاید اسے غار میں کسی آدمی کی بو محسوس ہو رہی تھی۔

عنبر نے اپنے آپ کو پتھروں میں سمیٹ لیا برفانی بھوت نے شگاف

کے اندر منہ ڈال کر دریا میں کچھ سونگھا پھر سر کو دائیں بائیں ہلایا اور جھٹکا
جھکا کسی دیوں کی طرح غار کے پیچھے چلا گیا گویا اسے یقین ہو گیا تھا
کہ آدمی کی بو غار میں سے نہیں بلکہ دریا کی طرف سے آرہی ہے۔
جہاں وہ کسی جگہ کیلاش چور کو چھوڑ آیا تھا کیوں کہ اس کے دونوں ہاتھ
خالی تھے عنبر کو یہ سوچ کر قدرے تسلی ہوئی کہ برفانی بھوت نے کیلاش
کو ہڑپ نہیں کیا بلکہ کسی جگہ غار کے اندر محفوظ مقام پر چھپا دیا ہے
کیونکہ ویسے بھی اگر اس نے کیلاش کو کھایا ہوتا تو اس کے منہ پر ضرور
خون کے نشان ہوتے وہاں کوئی نشان یا داغ نہیں تھا۔
برفانی بھوت غار میں پچھلی جانب نکل گیا۔
عنبر اپنی جگہ سے اٹھ کر دریا کے شگاف پر آ گیا اس نے سوچا کہ وہ دریا
میں کس طرح سے اترے؟ خدا معلوم دریا کتنا گہرا ہے اور پھر نہ
جانے پانی کا تیز بہاؤ اسے کہاں سے کہاں بہا کر لے جائے؟ آخر

اس کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی اس نے کمر کے گرد بندھی ہوئی رسی کھولی اس کا ایک سرا باہر پتھروں کے ساتھ باندھا دوسرا ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑا اور خدا کا نام لے کر دریا میں اتر گیا دریا کی گہرائی زیادہ نہیں تھی پانی اس کی کمر تک آتا تھا لیکن ایک تو پانی ٹھنڈا تھا دوسرے اس کا بہاؤ بڑا تیز تھا عنبر کے پاؤں اکھڑ رہے تھے اس نے رسی کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا وہ رسی کو پکڑے کچھ دور دیوار کے ساتھ ساتھ آگے چلا گیا دریا ایک سرنگ میں سے گزر رہا تھا جس کی چھت زیادہ اونچی نہیں تھی اور دیواروں پر جگہ جگہ سے نوکیلے پتھر باہر کو نکلے ہوئے تھے۔

رسی اب ختم ہو گئی تھی رسی کے سہارے عنبر اس مقام سے آگے نہیں جا سکتا تھا مگر اسے ابھی آگے جانا تھا اس نے رسی کو ایک نوکیلے پتھر سے باندھا اور پتھروں کو ہاتھ ڈال کر قدم قدم دیوار کے ساتھ لگا آگے کھسکنے

لگا دیوار کے ساتھ پانی کا بہاؤ زیادہ تیز نہیں تھا اس کا فائدہ عنبر کو یہ ہوا

کہ وہ آگے بڑھتا چلا گیا درمیان میں لہر بڑی تیز تھی وہ دریا کی سرنگ

میں کافی آگے نکل گیا سرنگ آگے جا کر ایک طرف کو مڑ گئی عنبر بھی

سرنگ کے ساتھ ہی مڑ گیا اب اسے بائیں جانب پتھر کی سیڑھیاں سی

دکھائی دیں جو ٹوٹی ہوئی تھیں اور دریا میں سے نکل کر اوپر چلی گئی تھیں

عنبر پتھروں پر سے ہوتا ہوا ان سیڑھیوں پر آ گیا اب وہ دریا سے باہر

سیڑھیوں کی ٹوٹی پھوٹی گیلی سلوں پر بیٹھا تھا۔

یہاں دیوار کے شگاف کی دور سے ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی یہ روشنی

صرف اتنی تھی کہ اندھیرا زیادہ گہرا محسوس نہیں ہو رہا تھا روشنی اتنی نہیں

تھی کہ وہ ہر شے کو اچھی طرح دیکھ سکتا دو چار سیڑھیاں اوپر اسے ایک

شگاف نظر آ رہا تھا اس شگاف پر پتھر کی ایک بھاری سل دروازے کی

طرح پڑی تھی لیکن ایک طرف سے شگاف کا ایک حصہ صاف دکھائی

دے رہا تھا عنبر سیڑھیاں چڑھ کر اس شگاف والی سل کے پاس آ گیا اس کے کپڑے سارے بھیگ چکے تھے اس نے شگاف کے اندر جھانک کر دیکھا اسے کچھ دکھائی نہ دیا پھر بھی وہ اس امید پر خدا کا نام لے کر اندر داخل ہو گیا کہ شاید کیلاش اسے مل جائے اور وہ اسے بچانے میں کامیاب ہو جائے۔

شگاف کے اندر جگہ جگہ پانی کھڑا تھا یہ پانی پہاڑ میں سے رس رس کر وہاں جمع ہو گیا تھا عنبر نے سوچا کہ کیوں نہ کیلاش کو آواز دے کر پکارا جائے؟ برفانی بھوت تو وہاں موجود ہی نہیں تھا عنبر نے تھوڑی سی اونچی آواز میں کیلاش کو آواز دی۔

کیلاش۔

غار کے اندر اس کی آواز کتنی دیر تک گونجتی رہی وہ پریشان ہو گیا۔

کیونکہ ہو سکتا تھا یہ آواز لہروں کے ساتھ ساتھ سفر کرتی ہوئی برفانی

بھوت تک پہنچ جائے اور وہ وہاں آجائے ایسی صورت میں کیلاش کی زندگی شدید خطرے میں پڑ سکتی تھی کیونکہ برفانی بھوت غصے میں آکر اسے ہلاک کرسکتا تھا لیکن اس آواز کا یہ اچھا اثر ہوا کہ وہیں ایک جگہ پتھروں کے درمیان نیم بے ہوش پڑے کیلاش نے عنبر کی آواز سن لی اب اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ عنبر کی آواز کا جواب دے سکتا برفانی بھوت نے اسے زور سے پتھروں میں پٹخا تھا اور اس کا انگ انگ درد کر رہا تھا ڈر، خوف اور چوٹ کی وجہ سے اس کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔

اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہاں سے اسے کوئی نہیں بچا سکتا اور برفانی بھوت ابھی واپس آکر اسے توڑ مروڑ کر کھا جائے گا بلکہ وہ حیران تھا کہ برفانی بھوت نے اسے ابھی تک کھایا کیوں نہیں؟ عنبر کی آواز سن کر اسے بے حد حوصلہ ہوا اور اس کے اندر زندگی کی کرن ایک بار پھر

چمک اٹھی لیکن اس کے جسم پر کمزوری اس قدر طاری تھی کہ وہ آواز کا جواب نہ دے سکتا تھا پھر بھی اس نے اپنے جسم کی پوری طاقت صرف کر کے عنبر کو آواز دے ہی دی یہ آواز اتنی کمزور تھی کہ دریا کے پانی کے شور میں ہی دب کر رہ گئی۔

مگر عنبر برابر آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا اگرچہ اس نے کیلاش چور کو آوازیں دینا بند کر دی تھیں کیلاش نے محسوس کیا کہ عنبر اس کے قریب سے گزر رہا ہے اس نے زمین پر سے ایک پتھر اٹھا کر ہوا میں اچھال دیا پتھر واپس زمین پر آ کر گرا تو اس سے شور پیدا ہوا عنبر پتھر کی آواز سن کر وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا کیلاش نے دوسرا پتھر گراتے ہوئے عنبر کو ہلکی سی آواز دی یہ آواز عنبر نے سن لی اور وہ کیلاش کو پکارتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔

میں اس طرف ہوں عنبر اس طرف ہوں۔

تھوری سی کوشش کے بعد عنبر، کیلاش کے پاس پہنچ گیا کیلاش زمین پر چت پڑا تھا عنبر نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔

دوست فکر نہ کرو۔ میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔

کیلاش نے آہستہ سے کہا۔

وہ..........وہ برفانی بھوت ہمیں زندہ...............زندہ نہیں

......عنبر بولا۔

گھبراؤ نہیں۔ وہ یہاں نہیں ہے میں اسے بہت پیچھے غار میں چھوڑ کر آ رہا ہوں وہ ادھر نہیں آئے گا تم کوشش کر کے اٹھو اور میرے ساتھ واپس چلو۔

کیلاش نے اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر وہ اٹھ نہ سکا بڑی مشکل سے عنبر کے سہارا دینے پر وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

عنبر مجھے یہاں سے لے چلو۔ یہ بھوت مجھے ابھی آ کر کھا جائے گا۔ عنبر

نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

گھبراؤ نہیں یار آخر تم مرد ہو۔ مرد کو پریشانیوں اور مصیبتیں آہی جایا کرتی ہیں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ وہ برفانی بھوت تمہیں کچھ نہیں کہے گا اٹھو ہمت کرو اور میرے ساتھ دریا میں اتر چلو۔

موت کا دریا

کیلاش چور نے بالکل ہی ہمت ہار دی تھی۔
اصل میں اس نے زندگی میں کبھی کوئی مصیبت نہیں دیکھی تھی اب جو
ایک ایک بہت بڑی آفت نے اسے گھیرا تو وہ اپنے ہوش وحواس کھو
بیٹھا اس کے برخلاف عنبر شروع ہی سے مصیبتیں برداشت کرتا چلا آیا
تھا۔اس کی زندگی کا کوئی برس ہی ایسا ہوگا جب وہ موت کے قریب
سے ہوکر نہ گزرا ہو اگر اس کی قسمت میں ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا نہ
لکھا ہوتا تو وہ اب تک کب کا مر چکا ہوتا لیکن اس نے ہر تکلیف ہر
مصیبت اور ہر برے وقت کا مردوں کی طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا اس
میں بہادری کی سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ مصیبت میں کبھی گھبرایا

نہیں تھا آدمی جب مصیبت میں گھبرا جاتا ہے تو وہ مصیبت اسے ڈبو دیتی ہے جب کہ نہ گھبرانے والے آدمی سے خود مصیبت گھبرا کر بھاگ جاتی ہے۔

کیلاش ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھ گیا تھا عنبر نے اس کا بہت حوصلہ بڑھایا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا وہ وقت ایسا نہیں تھا کہ عنبر کیلاش کو سرزنش کرتا وہ تو چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح وہ اس بلا سے نجات حاصل کر لے چنانچہ اس نے کیلاش کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور دریا میں اترنے کے لئے سیڑھیوں کی طرف چل پڑا ابھی وہ تھوڑی دور ہی چلا ہوگا کہ اسے پانی میں شڑاپ شڑاپ کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی وہ سمجھ گیا کہ برفانی بھوت کیلاش کو ہڑپ کرنے چلا آرہا ہے عنبر کے لئے یہ وقت بڑا نازک تھا اس وقت کیلاش کو ساتھ لے کر دریا میں اترنا اپنی موت کو آواز دینا تھا چنانچہ عنبر نے کیلاش سے کہا۔

جہاں میں تمہیں چھپاؤں وہیں خاموشی سے پڑے رہنا خبردار کوئی آواز مت نکالنا۔خواہ کچھ ہو جائے۔

کیلاش نے ہاں کہہ کر سر ہلایا عنبر اسے لے کر سیڑھیوں کے قریب ہی ایک کھوہ میں آ گیا یہ کھوہ اس نے سیڑھیوں پر چڑھتے وقت دیکھا تھا اس کھوہ میں اس نے کیلاش کو چھپا دیا اور اوپر ایک پتھر رکھ دیا اب پانی میں برفانی بھوت کے چلنے کی آواز بالکل قریب آ گئی تھی عنبر جلدی سے دریا میں اتر گیا اس نے سوچا یہ تھا کہ کیلاش کو وہاں چھپا کر خود دریا میں آگے نکل جائے گا جب برفانی بھوت ناکام ہو کر واپس جائے گا تو وہ کیلاش کو وہاں سے اٹھا لے گا۔

لیکن برفانی بھوت بھی ایک ہی مکار گوریلا تھا شاید اسے بو آ گئی تھی کہ اس کا شکار اس سے چھینا جا رہا ہے اس نے دریا میں آتے آتے ہی ایک خوف ناک چیخ ماری۔اس کی چیخ سے دریا کی سرنگ یوں کانپی

جیسے زمین پر زلزلہ آ گیا ہو عنبر کا جو حال ہوا وہ تو ہوا مگر کیلاش چیخ سن کر کھوہ میں چھپے چھپے بے ہوش ہو گیا اس کے حق میں یہ اچھا ہوا کیوں کہ اگر وہ بے ہوش نہ ہوتا تو اس نے برفانی بھوت کو دیکھ کر ضرور شور مچا دینا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ برفانی بھوت اسے ہاتھ ڈال کر کھوہ میں سے نکال لیتا اور کچا چبا جاتا۔

عنبر نے ابھی دریا میں چھلانگ لگائی ہی تھی اور وہ سرنگ کی پتھریلی دیوار کو تھامے دو قدم ہی چلا تھا کہ برفانی بھوت اس کے سر پر پہنچ گیا عنبر نے سوچا کہ اسے ہاتھ چھوڑ کر دریا میں بہہ جانا چاہیے..........

اس نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور دریا کی لہریں سرنگ کے اندر اسے بہا کر لے گئیں مگر برفانی بھوت نے عنبر کو دریا کی لہروں پر بہتے دیکھ لیا تھا اپنے شکار کو وہ اپنے ہاتھ سے نکلتے نہیں دیکھ سکتا تھا اس نے سرنگ میں جھک کر ایک ہاتھ آگے بڑھایا اور بالکل ایک مچھلی کی طرح عنبر کو

پانی کی لہروں میں سے ہاتھ میں اٹھالیا اس کے ساتھ ہی برفانی
بھوت نے ایک خوفناک قہقہہ لگایا سرنگ کی دیواریں گونجنے لگیں
عنبر زندگی میں پہلی بار اپنے جسم میں برفانی بھوت کے ہاتھوں کے
ناخن چبھتے محسوس کر رہا تھا۔

پھر بھی اس نے ہمت نہ ہاری اور وہ برفانی بھوت کے پنجے میں
خاموش پڑا رہا وہ اسے لے کر سرنگ والے شگاف کے اندر اسی جگہ آ
گیا جہاں اس نے کیلاش کو چھپا رکھا تھا ایسے لگتا تھا کہ وہ کیلاش کو تو
بھول گیا ہے اور اب عنبر کو اپنا تر نوالہ بنانا چاہتا ہے عنبر نے کوئی حرکت
نہ کی اور خاموشی سے دیکھتا رہا کہ برفانی بھوت اس کے ساتھ کیا
سلوک کرتا ہے اس نے عنبر کو اپنی آنکھوں کے قریب لا کر غور سے دیکھا
عنبر کو یوں لگا جیسے برفانی بھوت کی آنکھیں دو غار ہیں جن کے اندر
لاوا ابل رہا ہے اس کے دانت بڑے لمبے لمبے اور نوکیلے تھے جیسے اس

کے جبڑے کے اندر بڑے بڑے نوکدار کھمبے گڑے ہوئے ہوں

برفانی بھوت نے ایک خوشی کی چیخ ماری اور عنبر کو زور سے پتھروں پر پٹخ

دیا اس کا ارادہ یہ تھا کہ پتھروں پر گرنے سے اس کا شکار ٹکڑے ٹکڑے

ہو جائے گا وہ اس سے اپنی بھوک مٹائے گا۔

لیکن اس جانور کو عنبر کی خفیہ طاقت کے بارے میں بھلا کیا علم ہو سکتا تھا

یہ بات تو اسے اب معلوم ہونے لگی تھی برفانی بھوت کیا دیکھتا ہے کہ

پتھروں پر زور سے پٹخنے کے باوجود عنبر کا کچھ نہیں بگڑا بلکہ پتھر ٹوٹ گیا

ہے برفانی بھوت اپنی درندے کی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا اس

نے غصے میں آ کر دوسری بار عنبر کو پتھروں پر دے مارا سارے کے

سارے پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے مگر عنبر کو ایک معمولی سی خراش تک نہ آئی

برفانی بھوت نے طیش میں آ کر ایک بھیانک آواز نکالی اور عنبر کو

دونوں ہاتھوں میں تھام کر زور زور سے مسلنا شروع کر دیا وہ عنبر کو مسل

رہا تھا مگر عنبر کا کچھ بھی نہیں بگڑ رہا تھا الٹا برفانی بھوت کے ہاتھوں سے خون رسنا شروع ہو گیا۔

برفانی بھوت کے ہاتھ زخمی ہو گئے اس نے عنبر کو زمین پر پھینک کر اوپر اپنا پاؤں رکھ دیا پھر اپنا سارا بوجھ اس پر ڈال دیا برفانی بھوت کا خیال تھا کہ عنبر کا کچومر نکل جائے گا مگر ایسا نہ ہوا اس کے برخلاف برفانی بھوت کا پاؤں اس طرح درد کرنے لگا جیسے اس کے پاؤں کے نیچے بہت بڑا نوکیلا پتھر آ گیا ہو برفانی بھوت نے تڑپ کر عنبر کے اوپر سے پاؤں اٹھا لیا اب عنبر کی باری تھی چنانچہ اس نے حملہ شروع کر دیا عنبر نے زمین پر سے ایک بار پھر عنبر کو اپنی مٹھی میں لیا اور اپنے منہ کے پاس لے آیا اس کا ارادہ عنبر کو منہ میں دبا کر نگل جانے کا تھا جوں ہی برفانی بھوت عنبر کو اپنے منہ کے پاس لایا عنبر نے نوکیلا پتھر بڑے زور کے ساتھ برفانی بھوت کی ایک آنکھ میں مار دیا۔

برفانی بھوت نے ایک دلدوز چیخ ماری اور عنبر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا عنبر
زمین پر گر پڑا گرتے ہی وہ پتھروں کی اوٹ میں ہوگیا برفانی بھوت
کی آنکھ سے خون بہنا شروع ہوگیا تھا وہ پاگلوں کی طرح عنبر کو ڈھونڈ
نے لگا وہ زمین پر جھک کر اپنی ایک ہی آنکھ سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا
عنبر نے موقع غنیمت جان کر ایک اور نوکیلا پتھر اٹھا کر پوری طاقت
سے اس کی دوسری آنکھ میں بھی گھونپ دیا برفانی بھوت نے ایک
بھیانک چیخ ماری اور دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں پکڑ لیں عنبر کو
خیال آیا کہ اس کی کمر میں خنجر بھی ہے اس خنجر کی طرف اس کی نگاہ ہی
نہیں پڑی تھی اس نے جلدی سے خنجر نکال لیا اور نیچے سے برفانی
بھوت پر حملہ کر کے اس کی پنڈلی آدھی کاٹ دی۔

برفانی بھوت نے چیخ مار کر آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا کر اپنی پنڈلی پکڑ لی
وہ زمین پر جھک گیا عنبر نے دوسری بار حملہ کیا تو برفانی بھوت نے

اسے اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال کر غصے میں چبانا شروع کر دیا اسے
یوں لگا جیسے لوہے کی طرح سخت ہو گیا تھا کہ برفانی بھوت کے دانت
درد کرنے لگے تھے اس دوران میں عنبر نے بھوت کے منہ کے اندر ہی
خنجر نکال کر اس کے تالو پر زبردست وار کرنے شروع کر دیے تھے
برفانی بھوت کے تالو سے خون کی دھاڑیں پھوٹ پڑیں۔ اس نے
گھبرا کر عنبر کو منہ سے اگل دیا زمین پر گرتے ہی عنبر نے ایک بار پھر
بھوت کی پنڈلی کو کاٹنا شروع کر دیا۔

اس نے درد سے غراتے ہوئے عنبر کو ایک بار پھر پکڑ کر اس کے جسم میں
اپنے تیز نوکیلے دانت گاڑنے کی کوشش کی مگر اس دفعہ بھی اس کے
خوف ناک تیز دانت لوہے کی چٹان سے ٹکرا کر رہ گئے اور وہ درد سے
بلبلا اٹھا اس وقت تک موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عنبر نے خنجر کا
ایک بھرپور وار برفانی بھوت کی گردن پر کر دیا تھا خنجر سارے کا سارا

گردن میں گھس گیا اور اس کی شہ رگ کٹ گئی اور گاڑھا خون ایک نالے کی شکل میں بہنا شروع ہو گیا برفانی بھوت نے عنبر کو پوری طاقت سے زمین پر پٹخ دیا لیکن عنبر کا کچھ بھی نہ بگڑا وہ دوبارہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور بڑی پھرتی سے برفانی بھوت کی پنڈلی کاٹنی شروع کر دی ....برفانی بھوت اب اس قدر زخمی ہو گیا تھا اور اس کے جسم سے اتنا خون نکل گیا تھا کہ اس نے لڑکھڑانا شروع کر دیا تھا۔

عنبر اسی طرح تازہ دم تھا۔ اس کا کچھ بھی نہیں بگڑا تھا چنانچہ وہ خنجر سے بڑھ چڑھ کر وار پر وار کر رہا تھا غار میں ہر طرف خون ہی خون بکھر گیا تھا برفانی بھوت اندھا ہو چکا تھا وہ ہم ہما کر زور سے ایک طرف گھوما تو اس کا سر بری طرح غار کی چھت کے نوکیلے پتھر سے ٹکرایا شاید اسی ایک چوٹ کی کمی رہ گئی تھی وہ لڑکھڑا کر گر پڑا عنبر اس بھوت کے گرنے کا انتظار کر رہا تھا اس کے گرتے ہی وہ اس کے اوپر چڑھ گیا

اوراس نے خنجر سے اس کی دوسری شہ رگ بھی کاٹ دی وہاں سے بھی خون کا فوراہ اچھلا اور برفانی بھوت تڑپ کر چیختا ہوا اٹھ بیٹھا اس نے زمین پر سے پتھر اٹھا اٹھا کر چھت پر اور فرش پر مارنے شروع کر دیئے سرنگ کے اندر ایک زلزلہ آ گیا عنبر ایک طرف کھڑے ہو کر یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا۔

برفانی بھوت اپنی زندگی کے آخری سانسوں پر تھا اس نے زمین میں گڑے ہوئے پتھر اکھاڑ اکھاڑ کر پھینک دیے تھے وہ اس طوفانی حرکتوں میں بار بار اپنا سر دیواروں سے ٹکڑا رہا تھا اور لہولہان ہو رہا تھا اس کی بھیانک چیخوں سے غار گونج رہا تھا اس قیامت کے شور میں کیلاش کو بھی ہوش آ گیا تھا اور وہ شگاف کے منہ پر رکھی ہوئی پتھر کی سل کے پیچھے چھپ کر عنبر اور برفانی بھوت کے ہیبت ناک مقابلے کا تھر تھر کانپتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

اسے معلوم تھا کہ برفانی بھوت عنبر کا تو کچھ نہ بگاڑ سکے گا لیکن اگر اس کی نظر کیلاش پر پڑ گئی تو وہ اس کا ملیدہ بنا کر رکھ دے گا یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے آپ کو پوری طرح پتھروں کے پیچھے چھپایا ہوا تھا۔

برفانی بھوت اب نڈھال ہو چکا تھا عنبر اس کی گردن پر سوار خنجر سے اس کی گردن کاٹ رہا تھا بھوت کمزوری اور نقاہت کے ساتھ اپنا ہاتھ ادھر اُدھر مار رہا تھا دو ایک بار اس نے عنبر کو تھپڑ مار کر پرے گرا دیا عنبر پھر اس کے سینے پر سوار ہو کر اس کی گردن پر خنجر چلانے لگا آخر عنبر نے اس کی گردن کاٹ کر الگ کر دی اور یوں ظلم کا خاتمہ کر دیا ایک ایسے برفانی درندے کو ہلاک کر دیا جس نے آج تک سینکڑوں انسانوں کو ہڑپ کر لیا تھا۔

برفانی بھوت کی موت کے بعد عنبر فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔ اس نے اٹھ کر شگاف کے پیچھے کیلاش کو دیکھا وہ سہما بیٹھا تھا اس نے اسے تسلی

دیتے ہوئے کہا۔

دوست ۔ ہمارا دشمن مر چکا ہے آؤ چل کر اس کی لاش دیکھ لو۔

کیلاش نے پوچھا۔

کیا تم سچ کہہ رہے ہو عنبر؟

اپنی آنکھوں سے چل کر بھوت کی لاش کا نظارہ کر لو۔

کیلاش ڈرتا ڈرتا شگاف میں سے نکل کر عنبر کے ساتھ برفانی بھوت کی لاش پر آ گیا اس نے دیکھا کہ واقعی برفانی بھوت کی گردن اس کے دھڑ سے کٹی ہوئی الگ پڑی تھی زمین اس کے خون سے بھری ہوئی تھی۔

کیلاش نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔

اے عظیم دوست اور عظیم طاقتور انسان یہ تم ہی تھے جس نے اس برفانی بلا کو مارا اس نے آج تک نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو

موت کے گھاٹ اتارا ہوگا اور نہ جانے اگر یہ زندہ رہتا تو کتنے اور مظلوم انسانوں کو موت کی نیند سلاتا مگر تم نے بڑی بہادری سے کام لے کر اس خونی اور انسانوں کے قاتل کا خاتمہ کر کے ظلم کا خاتمہ کر دیا تمہاری جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

عنبر نے کیلاش نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

پیارے دوست میں نے یہ سب کچھ تمہارے لیے کیا ہے اگر یہ برفانی بھوت تمہیں اٹھا کر نہ لے جاتا تو شاید مین کبھی اس طرف کا رخ نہ کرتا اور شاید میں بھی یہ وادی چھوڑ کر بھاگ جاتا کیوں کہ یہ خدا بھی نہیں چاہتا کہ انسان خواہ مخواہ اپنے آپ کو کسی مصیبت میں گرفتار کروادے لیکن اس برفانی بھوت کے ظلم کی انتہا ہو گئی تھی اب اس کو کسی نہ کسی کے ہاتھوں مرنا ہی تھا خدا کا شکر ہے کہ یہ میرے ہاتھوں قتل ہوا آؤ اب یہاں سے نکل چلیں اس موت کے غار سے جتنی جلدی ممکن ہو

سکے ہمیں باہر نکل جانا چاہیے۔

کیلاش نے کہا۔

لیکن سرنگ میں دریا کے پانی کا بہاؤ بے حد تیز ہے ہم اوپر کے رخ کیسے واپس جاسکیں گے۔؟

عنبر خود بھی اس بات سے پریشان تھا کہ وہ اوپر کے رخ کو اب نہ جا سکیں گے کیوں کہ ایک تو دریا کا بہاؤ بے حد تیز تھا.......... دوسرے رسی بہت پیچھے رہ گئی تھی اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ یہ دریا سرنگ میں سے گزرتے ہوئے ضرور کسی نہ کسی جگہ نکلنا ہوگا۔تو کیوں نہ دریا کے رخ پر چلا جائے جب اس نے کیلاش سے اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا۔

میرا اپنا بھی یہی خیال تھا ضرور یہ دریا کسی نہ کسی میدان میں آگے جا کر نکلتا ہوگا اگر ہم اوپر کے رخ کو گئے تو پانی کی تیز رفتار لہریں ہمیں

بھی بہا کر نیچے لے آئیں گی۔

عنبر نے پوچھا۔

کیا تم دریا کے رخ پر بہہ سکو گے۔؟

کیلاش بولا۔

کیوں نہیں۔اب میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔

کیلاش کو واقعی ہوش آ گیا تھا برفانی بھوت کی موت نے اس میں

زندگی کی تازہ روح پھونک دی تھی وہ اپنے اندر ایک نئی طاقت محسوس

کر رہا تھا چنانچہ دونوں دریا میں اترنے کے لئے آگے بڑھے

سیڑھیاں انہوں نے ایک ساتھ طے کیں پھر انہوں نے ایک رسی سے

اپنے آپ کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھ لیا اور خدا کا نام لے کر

سرنگ میں بہتے ہوئے تیز رفتار بہاؤ میں اتر پڑے۔

پانی میں اترتے ہی لہروں نے ان کے پاؤں اٹھا دیے اور وہ لکڑی

کے ٹکڑوں کی طرح تیز رفتار موجود کے سہارے دریا میں آگے بہنے
شروع ہو گئے دریا سرنگ میں کافی دور تک چلا گیا تھا آگے جا کر سرنگ
میں گھپ اندھیرا چھا گیا اور ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا عنبر اور کیلاش
چونکہ رسی سے بندھے ہوئے تھے اس لیے وہ ایک دوسرے کو محسوس کر
رہے تھے وہ اپنے آپ پانی میں بہے جا رہے تھے پانی زیادہ گہرا نہیں
تھا جس کی وجہ سے کیلاش ڈوبنے سے بچا رہا ورنہ اس کا ڈوب جانا
یقینی تھا گھپ اندھیرے میں سرنگ بالکل نظر نہیں آ رہی تھی کبھی کبھی وہ
ایک دوسرے کو آواز دے لیتے تھے۔

اب انہیں پانی کا شور سنائی دینے لگا یوں لگتا تھا جیسے آگے جا کر کوئی
آبشار آ رہا ہے عنبر ڈر گیا کہ اگر آبشار زیادہ بلند ہوا تو کیلاش نیچے
پتھروں پر گر کر پاش پاش ہو جائے گا۔ اس نے کیلاش سے کہا کہ وہ
دیوار کے ساتھ ساتھ رہنے کی کوشش کرے دور سے سرنگ میں ہلکی

ہلکی روشنی داخل ہونے لگی جس نے سرنگ کی چھت کو دھیما دھیما روشن کردیا کچھ دیر بعد سرنگ میں دریا ایک طرف کو گھوم گیا گھومتے ہی وہ روشنی میں آگئے یہ روشنی سرنگ میں آگے جا کر ایک شگاف میں سے آرہی تھی۔

کٹے سر کی عورتیں

شگاف کے قریب پہنچ کر پانی کا شور زیادہ ہو گیا۔
روشنی سرنگ کے اندر دور تک جا رہی تھی عنبر کا خیال تھا کہ شاید یہ دریا باہر جا کر ایک آبشار کی صورت میں نیچے گر رہا ہے پھر اس نے سوچا اگر آبشار گر رہی ہوتی تو آواز اتنی زیادہ نہ آتی کیوں کہ آواز ہمیشہ اس جگہ سے پیدا ہوتی ہے جہاں آبشار گرتی ہے اس کا اندازہ درست نکلا پھر بھی اس نے کیلاش کو خبر دار کر دیا کہ وہ اپنے بچاؤ کی فکر کر لے اور اگر دریا آبشار کی شکل میں نیچے گر رہا ہو تو وہ فوراً تیر کر ایک طرف جانے کی کوشش کرے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو سرنگ کے پتھروں کو پکڑ کر اوپر جانے کی کوشش کر لے۔

اب وہ شگاف کے بالکل قریب پہنچ گئے تھے عنبر نے آخری بار کیلاش کو
خبر دار رہنے کی ہدایت کی اور پانی کا تیز ریلا اسے بہاتا ہوا سرنگ
سے باہر لے گیا باہر کھلے آسمان کی روشنی میں آتے ہی ان کی آنکھیں
چکاچوند ہو گئیں انہوں نے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے چاروں طرف
دیکھا یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ دریا آبشار بن کر نہیں گر رہا تھا بلکہ پہاڑ
کے اوپر سے ایک آبشار دریا میں بڑے زور شور کے ساتھ گر رہی تھی
اس آبشار کی زد سے بچتے ہوئے عنبر اور کیلاش ایک طرف ہو کر تیرنے
لگے دریا سرنگ میں سے نکل کر اچانک ایک ایسی گھاٹی میں آ گیا تھا
جس کی دونوں جانب اونچے اونچے پہاڑ تھے اور درمیان میں نیلا
آسمان سورج کی روشنی میں چمک رہا تھا دریا کا نیلا پانی جھاگ اڑاتا
اس پہاڑی درے میں سے بڑی تیزی کے ساتھ گزر رہا تھا۔

انہوں نے اپنے آپ کو لہروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جب وہ پہاڑی

درے سے باہر نکلے تو اونچی اونچی چٹانوں کی وادی میں آ گئے یہاں دریا کا پاٹ چوڑا ہو گیا تھا یہ جگہ انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی کیلاش کے لئے بھی وہ جگہ اجنبی تھی حالاں کہ اس نے ساری زندگی اس علاقے میں ڈاکے مارے تھے اور لوگوں کو لوٹا تھا انہوں نے دریا کے کنارے کی طرف تیرنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد وہ دریا میں سے باہر نکل آئے۔

کیلاش چور نے دریا اور ارد گرد کے پہاڑوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

ایسے لگتا ہے کہ ہم کسی جادو کی نگری میں آ گئے ہیں یہ جگہ تو میں نے بھی پہلے کبھی نہیں دیکھی حالاں کہ میری ساری زندگی اسی علاقے میں ڈاکے ڈالتے گزر گئی ہے۔

عنبر نے کہا۔

پہاڑ کے اندر ہی اندر سے ہو کر دریا ہمیں کسی دور دراز جگہ پر لے آیا

ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ جگہ کون سی ہے اور ہم اپنے اصل مقام سے کتنی دور نکل آئے ہیں۔

کیلاش بولا۔

بھگوان جانے ہمارے گھوڑے کس جگہ رہ گئے ہیں۔

ارے تم گھوڑوں کو رو رہے ہو۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ ہم یہاں سے دوبارہ اپنی منزل پر بھی پہنچ سکیں گے یا نہیں۔

کیلاش کہنے لگا۔

مجھے تو سخت بھوک لگ رہی ہے میں تو یہاں اسے کوئی پھلدار درخت تلاش کرتا ہوں۔

عنبر نے اسے روک دیا۔

خبردار۔ اکیلے یہاں کہیں مت جانا میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔

عنبر نے کیلاش کو ساتھ لیا اور دریا کنارے چلنے لگا یہاں کنارے

کنارے ایک گھنا پہاڑی جنگل تھا جو اوپر پہاڑ کی چوٹی تک چلا گیا تھا دور اوپر پہاڑ کی چوٹی پر انہیں ایک پرانی عمارت دکھائی دے رہی تھی صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کوئی پرانا گرجا گھر ہے یا کوئی پوجا کرنے والوں کا مندر ہے۔

میرا خیال ہے ہمیں جنگل کے اندر ہو کر چلنا چاہیے شاید وہاں کوئی پھلدار درخت مل جائے جس کا پھل کھا کر ہم اپنے پیٹ کی آگ بجھا سکیں۔

کیلاش کے اس خیال پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے جنگل کے اندر جا کر ادھر اُدھر پھلدار درختوں کی تلاش شروع کر دی جنگل کافی گنجان تھا جیسا کہ اس علاقے میں انہوں نے جنگل دیکھے تھے وہ گھوم پھر رہے تھے کہ ایک جگہ انہیں آم کے درختوں کے جھنڈ نظر آئے فوراً وہاں پہنچ کر عنبر درخت کے اوپر چڑھ گیا اور اس نے پکے پکے آم نیچے

گرانے شروع کر دیے۔

یہ آم بہت میٹھے تھے انہوں نے پیٹ بھر کر کھائے اب پانی کی تلاش ہوئی پانی وہاں کہیں بھی نہیں تھا دریا سے وہ کافی فاصلے پر جنگل کے اندر آ گئے تھے واپس دریا پر جانے کی بجائے انہوں نے سوچا کہ جنگل میں ہی گھوم پھر کر کوئی چشمہ تلاش کیا جائے یا شاید کہیں کوئی ندی ہی مل جائے ایک جگہ انہیں پتھروں پر پانی کے بہنے کی آواز سنائی دی۔

کیلاش نے کہا۔

یہ آواز کسی چشمے کی ہے۔

ہاں چلو۔ اس چشمے پر چلتے ہیں۔

دونوں چشمے کی آواز پر چلنے لگے بانس اور نرسل کی جھاڑیوں سے گزر کر آخر وہ ایک چشمے پر پہنچ گئے یہ چشمہ اوپر سے بہا چلا آ رہا تھا اور ایک چھوٹی سی شفاف ندی کی صورت میں نیچے وادی کی طرف بہہ رہا

تھا انہوں نے جھک کر پانی پیا اچانک کیلاش نے پانی میں غور سے دیکھا اور چیخ کر بولا۔

عنبر بھائی ادھر دیکھو۔

عنبر نے چونک کر اس طرف دیکھا تو حیران رہ گیا ندی میں سرخ سرخ لعل بہتے چلے آرہے تھے یہ لعل ایک بوند کی طرح تھے ایسے لگتا تھا جیسے خون کا قطرہ جم گیا ہو پہلے تو عنبر نے خیال کیا شاید یہ کسی زخمی بھینسے کے خون کی بوندیں ہیں جو جم گئیں ہیں لیکن جب اس نے ان جمی ہوئی بوندوں کو ہتھیلی پر رکھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ سرخ رنگ کے نایاب اور بہت ہی قیمتی لعل ہیں جو صرف اس دور کے بادشاہوں کے خزانوں میں ہی ہوتے تھے۔

کیلاش نے کہا۔

کمال ہے یہ لعل اس چشمے میں کہاں سے بہتے آرہے ہیں۔؟

عنبر نے کہا۔

میرا خیال ہے یہ اوپر سے آ رہے ہیں یہ تو بڑے قیمتی لعل ہیں اوپر چل کر دیکھنا چاہیے کہ یہ لعل کہاں سے اور کیسے آ رہے ہیں؟

کیلاش نے خوش ہو کر کہا۔

اوپر ضرور ہیرے جواہرات کی کوئی کان ہے آؤ چل کر دیکھیں اگر یہ کان ہمارے ہاتھ آ گئی تو ہم دنیا کے سب سے زیادہ امیر آدمی بن سکتے ہیں۔

کیلاش چور محض اپنے لالچ کی وجہ سے یہ سب کچھ کہہ رہا تھا کیونکہ وہ ڈاکو تھا اور اس کی ساری زندگی چوریاں کرتے اور ڈاکے مارتے ہوئے گزری تھی اگرچہ اس نے توبہ کر لی تھی پھر بھی چور چوری سے جاتا ہے ہیرا پھیری سے نہیں جاتا قیمتی جواہرات اور لعل ندی میں بہتے دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا تھا عنبر تو محض یہ معلوم کرنے

کے لئے اوپر جانا چاہتا تھا کہ یہ لعل کہاں سے آرہے ہیں جب کہ کیلاش جواہرات کی کان پر قبضہ جمانے کے لئے اوپر جارہا تھا۔

بہرحال دونوں نے ندی کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف سفر کرنا شروع کردیا۔

یہ ندی کئی بل کھا کر اوپر کی طرف جارہی تھی بلکہ اوپر کی طرف سے نیچے آرہی تھی اس کے کنارے دونوں جانب بانس کے گھنے درخت اگے ہوئے تھے جن کی لچک دار شاخیں ندی میں لہرارہی تھیں قیمتی سرک رنگ کے لعل اور نگینے برابر ہر لہر کے ساتھ اوپر سے نیچے کی طرف بہے چلے آرہے تھے ندی نے کئی بل کھائے کبھی وہ چھوٹے چھوٹے ٹیلوں میں آجاتی اور کبھی سیدھی ڈھلان پر آبنوس اور مہاگنی کے درختوں میں نکل آتی عنبر اور کیلاش چلتے چلتے تھک گئے۔

وہ سانس لینے کے لئے ایک جگہ بیٹھ گئے عنبر نے چاروں طرف اور پھر

اوپر کی طرف دیکھا اوپر سرد کے درختوں کے بیچ میں سے پرانے زنگ خوردہ مندر کی ٹوٹی پھوٹی دیواریں اور شکستہ برجیاں اب صاف دکھائی دینے لگی تھیں یہ کوئی بڑی ہی پراسرار جگہ معلوم ہوتی تھی کیلاش ایک بار پھر خوف کھانے لگا اس نے پرانے مندر کی طرف نگاہ ڈال کر کہا۔

بھائی مجھے تو یہ کوئی جنوں بھوتوں کا مسکن معلوم ہوتا ہے۔

عنبر نے کہا۔

تم ہی تو کہہ رہے تھے کہ وہاں ضرور جواہرات کی کان ہے۔

کیلاش بولا۔

بھائی میں باز آیا ایسی جواہرات کی کان سے میری مانو یہیں سے واپس چلے چلتے ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کسی نئی مصیبت میں پھنس جائیں ابھی بڑی مشکل سے ایک بلا سے چھٹکارا حاصل ہوا ہے۔

عنبر کہنے لگا۔

اب تو ایسا نہیں ہو سکتا اب تو میں یہ معلوم کر کے ہی رہوں گا کہ یہ سرخ لعل اور نگینے اوپر کہاں سے آ رہے ہیں؟ اگر وہاں کوئی جواہرات کی کان ہے تو اس کا بھی کھوج لگائیں گے اور اگر کوئی اس میں گہرا راز ہے تو اس راز کو بھی معلوم کریں گے۔

کیلاش ڈرتے ڈرتے مگر اوپر سے بہادر بنتے ہوئے بولا۔

ہاں ہاں۔ کوئی بات نہیں اگر تم کہتے ہو تو ہم ضرور یہ راز معلوم کریں گے۔

عنبر نے اس سے شرارت کرتے ہوئے کہا۔

میرا تو خیال ہے کہ تم اکیلے ہی اوپر جا کر اس راز پر سے پردہ اٹھاؤ میں یہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کروں گا۔

کیلاش نے ہڑبڑا کر کہا۔

بھگوان کے لئے ایسا نہ کرنا عنبر بھائی میں تو اکیلا مارا جاؤں گا کیا خبر

وہاں کوئی جن بھوت مجھے ہڑپ کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہو نہ بھائی نہ ہم دونوں اکٹھے چلیں گے۔

عنبر ہنستے ہوئے بولا۔

اچھا بھائی ہم دونوں ہی چلیں گے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم اتنی جلدی ڈر کیوں جاتے ہو؟ مرد کو تو کبھی نہیں خوف کھانا چاہیے۔

کیلاش کھسیانی ہنسی ہنس کر کہنے لگا۔

بھائی کیا بتاؤں بس برے کام کرتے کرتے دل میں ایک خوف سا بیٹھ گیا ہے اب ہر کام میں ہاتھ ڈالتے ہوئے گھبراتا ہوں اگر چوریاں نہ کرتا ہوتا تو آج میرا دل بھی تمہاری طرح بہادر ہوتا چور تو ایک کھٹکے سے بھی کانپ جاتا ہے سنا نہیں کہ چور کے پاؤں نہیں ہوتے اس کا مطلب ہی یہی ہے کہ چور کو ذرا کھٹکا ہوا اور وہ فوراً بھاگ گیا عنبر نے کہا۔

کیلاش بھائی۔ بات تم نے سولہ آنے سچی کہی ہے کاش تم شروع ہی سے ایک ایماندار نوجوان ہوتے اور چوری چکاری نہ کیا کرتے پھر تمہارا دل بھی شیر کا دل ہوتا اور تم کسی سے خوف نہ کھایا کرتے مگر خیر اب اگر تم دل سے توبہ کرلو تو خدا تمہیں معاف کر دے گا اور تمہارے دل کا خوف ہمیشہ کے لئے دور ہو جائے گا۔

کیلاش بولا۔

بھائی میں نے سچے دل سے برے کاموں سے توبہ کرلی ہے مگر دل پھر بھی ڈرتا رہتا ہے دعا کرو کہ میں بھی تمہاری طرح کا بہادر نوجوان بن جاؤں۔

عنبر نے ہنستے ہوئے کہا۔

خالی دعا سے کچھ نہیں ہوا کرتا کیلاش ہاں انسان کو دعا کے ساتھ ساتھ کوشش بھی کرنی چاہیے کہ وہ اپنے اندر سے بری عادتوں کی جڑ اکھاڑ

کر پھینک دے کیوں کہ خدا صرف ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

کیلاش نے سرد آہ بھر کر کہا۔

کاش، بچپن میں میں بری صحبت میں نہ پڑ جاتا۔ اگر بچپن میں میری دوستی اچھے اچھے ایماندار اور لائق بچوں سے ہو جاتی تو آج میں بھی ایک نیک اور جرات مند بہادر نوجوان ہوتا۔

عنبر نے کیلاش کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

اچھا اٹھو۔ اب اوپر چلتے ہیں ورنہ ہمیں اس جگہ شام ہو جائے گی۔

کیلاش نے اٹھتے ہوئے کہا۔

مگر یار۔ ہمارے گھوڑے کہاں ہیں؟ کس جگہ ہیں؟

عنبر بولا۔

اس کا پتا بعد میں کریں گے پہلے تو چل کر یہ معلوم کرتے ہیں کہ یہ قیمتی

لعل و جواہرات اور سرخ نگینے اوپر کس جگہ سے بہہ کر آرہے ہیں۔

اچھا بھائی چلو۔

اس گفتگو کے بعد دونوں دوست اٹھے اور انہوں نے ایک بار پھر ندی کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف سفر شروع کر دیا۔

سورج نے مغرب کی طرف جھکنا شروع کر دیا تھا جنگل میں دھوپ کا رنگ سنہری ہو رہا تھا مگر ابھی دن کی روشنی پوری شان کے ساتھ پھیلی ہوئی تھی ندی اب بار بار موڑ مڑتی ہوئی اوپر جارہی تھی وہ پہلے سے چھوٹی ہوگئی تھی اور اس کا پانی بھی شفاف ہوگیا تھا اس کی تہہ میں بیٹھے ہوئے نیلے پتھر اور اس کی لہروں پر تیرتے ہوئے جواہرات اور سرخ نگینے سے زیادہ صاف دکھائی دینے لگے تھے۔

ایک موڑ گھوم کر انہوں نے دیکھا کہ شکستہ برجیوں والا مندر ان سے ذرا فاصلے پر اور ٹیلوں کے درمیان کھڑا تھا اس کی دیواروں پر سے

پلستر جگہ جگہ سے اکھڑ چکا تھا برجیاں ٹوٹ چکی تھیں انہیں مندر کا بڑا دروازہ نظر آیا جو بند تھا اور جس کے اوپر ایک طاق میں جانوروں نے گھونسلہ بنا رکھا تھا ایک گدھ ٹوٹی ہوئی برجی کے اوپر بیٹھی تھی کیلاش تو سہم گیا اور بولا۔

ضرور اس جگہ بھوت رہتے ہیں۔

خاموش۔

عنبر نے کیلاش کو خاموش رہنے کی ہدایت کی اور ندی کے ساتھ ساتھ چلتا ایک بہت ہی بڑے گنجان درخت کے پاس آ گیا چشمہ اسی درخت کے نیچے سے پھوٹ کر بہہ رہا تھا عنبر اور کیلاش اس درخت کے نیچے آ کر کھڑے ہو گئے اچانک کیلاش کی خوف کے مارے چیخ نکل گئی عنبر نے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

مرد بنو کیلاش۔ یہ کیا حماقت ہے۔

کیلاش نے عنبر کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

اوپر..............اوپر دیکھو۔

عنبر نے اوپر دیکھا تو ایک بار تو اس کے پاؤں تلے کی بھی زمین کھسک گئی اوپر درخت کی شاخوں میں چھ بڑی ہی خوب صورت اور لمبے لمبے سنہری بالوں والی عورتوں کے کٹے ہوئے سر ٹنگے تھے جن کی گردنوں سے خون کے لال لال قطرے ٹپک کر چشمے کے پانی میں گر رہے تھے یہ خون کی بوندیں پانی میں گرتے ہی لعل اور سرخ نگینے بن جاتی تھیں۔

عنبر نے دیکھا عورتوں کی آنکھیں کھلی تھیں اور ہونٹ بند تھے ان کے چہروں پر موت کی زردی نہیں تھی بلکہ یوں لگتا تھا کہ وہ زندہ ہیں اور ابھی عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگیں گی عنبر چشمے پر جھک گیا خون کی بوندیں ٹپاٹپ چشمے کے پانی میں گر رہی تھیں اور گرتے ہی لعل بن

جاتی تھیں عنبر نے ایک لعل کو اٹھا کر دیکھا وہ سخت چمکیلا تھا عنبر نے عورتوں کے ٹنگے ہوئے سروں کی طرف دیکھ کر کہا۔

اے بدنصیب عورتوں تمہارے ساتھ کس نے ظلم کیا کیا تم اس راز سے پردہ نہیں اٹھاؤ گی۔؟

آسیبی بارہ دری

عنبر کی آواز پر سر کٹی عورتوں نے کچھ نہ کہا۔
کیلاش اس کے پاس ہی سہما ہوا کھڑا تھا عنبر نے دوسری بار اپنے سوال کو دہرایا تو عورتوں کے کٹے ہوئے سروں نے ایک آہ بھری اور ان کے ہونٹ پھر خاموش ہو گئے کیلاش نے عنبر سے کہا کہ انہیں وہاں سے چل دینا چاہیے کہیں وہ خواہ مخواہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں لیکن عنبر کو تو مصیبتوں میں پھنس کر ہی مزہ آتا تھا اس نے کہا۔
کیلاش میں یہ راز معلوم کر کے ہی رہوں گا اگر تم ڈر رہے ہو تو بے شک تمہیں اجازت ہے کہ میرا ساتھ چھوڑ کر چلے جاؤ میں تم سے کوئی گلہ نہ کروں گا۔

کیلاش بولا۔

اچھا بھائی تمہاری مرضی کر لو راز معلوم۔

عنبر نے اپنا سوال کئی بار دہرایا مگر سر کٹی عورتوں نے کوئی حرکت نہ کی دو ایک بار صرف انہوں نے ٹھنڈی آہیں بھریں اور پھر خاموش ہو گئیں درختوں پر لٹکے ہوئے خون ٹپکاتے سروں سے ایک دہشت ناک منظر پیدا ہو گیا تھا عنبر نے خیال ظاہر کیا کہ انہیں مندر کے اندر چلنا ہو گا کیلاش نے پہلے تو آسیب زدہ مندر میں جانے کی مخالفت کی پھر وہ بھی تیار ہو گیا۔

سوال یہ تھا کہ مندر کے اندر کس طرح داخل ہوا جائے اس کا دیمک خوردہ دروازہ اس طرح بند تھا کہ اس کی دہلیز مٹی میں چھپ گئی تھی اوپر کی جانب جنگلی بیلوں نے اسے ڈھانپ رکھا تھا دیوار بہت اونچی تھی اور اس کا گارا چونا جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا تھا عنبر نے کیلاش کو ساتھ لیا

اور قلعے کی فصیل کے ساتھ ساتھ چل پڑا انہیں امید تھی کہ کہیں نہ کہیں سے انہیں اندر جانے کا راستہ مل جائے گا دیوار کے ساتھ ساتھ ایک کھائی تھی جو خشک ہو چکی تھی اور جس کے اندر کانٹے دار جھاڑیوں کے جھنڈوں کے جھنڈ اگے ہوئے تھے یہاں گلہریاں اور دوسرے کیڑے مکوڑے رینگ رہے تھے۔

انہیں فصیل کے ساتھ آتا دیکھ کر برجی پر بیٹھی ہوئی گدھ پروں کو پھڑ پھڑا کر اڑ گئی کیلاش نے عنبر سے کہا۔

معلوم ہوتا ہے اس گدھ نے ہمیں دیکھ لیا ہے اور اب وہ باقی گدھوں کو ہمارے بارے میں اطلاع کرنے گئی ہے۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

اور پھر ساری گدھیں آ کر تمہیں اٹھا کر لے جائیں گی یار تم اتنا ڈرتے کیوں ہو آخر میں بھی تو انسان ہوں نوجوان ہوں اور تمہارے ساتھ

ساتھ چل رہا ہوں۔

کیلاش بولا۔

مگر جناب عالی آپ میں اور مجھ میں بڑا فرق ہے یعنی آپ کو خواہ بھوت ہڑپ ہی کیوں نہ کر لے آپ مریں گے نہیں اور ہم تو ایک پتھر لگنے سے مر سکتے ہیں۔

انہیں اچانک ایک چیخ کی آواز سنائی دی وہ اسی جگہ رک کر جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے یہ آواز کسی عورت کی چیخ کی آواز تھی اور قلعے کے اندر سے آتی تھی مگر وہاں کوئی راستہ ایسا نہ تھا کہ جس سے وہ اندر داخل ہو سکتے کیلاش ڈر کر عنبر کے پیچھے ہو گیا تھا عنبر کے ہوشیار آنکھیں ارد گرد پھیلی ہوئی ہر ایک شے کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھیں قلعے کی فصیل کے اوپر سے کوئی پرندہ پھڑ پھڑا کر اڑ گیا یہ پرندہ گدھ سے بڑا تھا اور اس کی چونچ طوطے کی طرح تھی وہ بڑی تیزی سے اڑ کر گیا تھا

عنبر نے حیرانی سے اس پرندے کو دیکھا اور کیلاش سے کہا۔ یہ پرندہ کس قسم کا تھا فصیل سے اڑا اور اڑتے ہی غائب ہو گیا۔۔

کیلاش بولا۔

مجھے تو یہ کوئی چھلاوہ معلوم ہوتا ہے۔

یار تم ہر شے کو بھوت پریت بنا دیتے ہو ٹھہرو مجھے غور کرنے دو۔

عنبر نے دماغ پر زور دے کر سوچا کہ اس نے پرندے کو پہلے کہاں دیکھا تھا پھر یک لخت اسے یاد آ گیا کہ اس پرندے کو اس نے مصر کے فرعون کے دربار میں دیکھا تھا اس پرندے کا نام راع تھا اور وہ فرعون کا اپنا درباری نشان تھا مگر سوال یہ تھا کہ دو ہزار برس کے بعد یہ شاہی پرندہ وہاں اچانک کیسے آ گیا۔؟

کیلاش یہ فرعون کا شاہی پرندہ راع تھا۔

کیلاش نے پوچھا۔

تمہیں کیسے معلوم ہوا۔؟

میں نے اسے دیکھا ہے۔

کہاں؟

عنبر کو اچانک خیال آیا کہ اس نے کیلاش سے کیا کہہ دیا ہے وہ اسے نہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ اڑھائی ہزار برس سے زندہ چلا آرہا ہے اس نے بات کو پلٹتے ہوئے کہا کہ اس نے راع کو دو تین برس پہلے ایک عجائب گھر میں دیکھا تھا جہاں فرعون کے تہ خانے میں اس کا ایک بت رکھا ہوا تھا۔

کیلاش نے کہا۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر یہ پرندہ اس پرانے دیمک خوردہ محل میں کیسے آگیا؟ یہ تو شاہی پرندہ ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے اس کی تو نسل بھی غائب ہو چکی ہے۔

عنبر نے کہا۔

نسل تو ضرور غائب ہو چکی ہے مگر ہو سکتا ہے اس ایک ہی پرندے کو جادو کے زور سے زندہ رکھا گیا ہو؟

کیلاش نے کہا۔

جس طرح جادو کے زور سے تمہیں زندہ کر دیا گیا ہے۔

عنبر بولا۔

ہاں بالکل ایسے ہی سوال اب یہ ہے کہ اس محل کے اندر یہ پرندہ کس نے پال رکھا ہے۔؟

کیلاش کہنے لگا۔

بھائی اس کا جواب تو محل کے اندر جانے سے ہی ملے گا۔

عنبر آگے آگے اور کیلاش پیچھے پیچھے ....وہ محل قلعے یا اس پراسرار مندر کی دیوار کے گرد اگر گھوم پھر کر کوئی ایسا مقام تلاش کرنے

کی کوشش کررہے تھے جہاں سے وہ اس آسیب زدہ عمارت کے اندر داخل ہوسکیں آخرایک جگہ انہیں دیوار میں سے بہت سی اینٹیں اکھڑی ہوئی دکھائی دیں عنبر نے کہا۔

میراخیال ہے کہ ہم یہاں سے اندر داخل ہوسکتے ہیں۔

دونوں نے مل کر دیوار کی باقی اینٹیں بھی اکھاڑنا شروع کردیں تھوڑی سی کوشش کے بعد انہوں نے دیوار میں چھوٹا سا شگاف پیدا کرلیا کچھ اور اینٹیں اکھاڑنے کے بعد یہ سوراخ اتنا بڑا ہوگیا کہ وہ اس میں سے رینگ کرعمارت کے اندر داخل ہوگئے سب سے پہلی شے جوانہوں نے اندر جاتے ہی محسوس کی وہ یہ تھی کہ وہاں کہ ہوا باہر کی ہوا سے کچھ مختلف تھی اندر کی ہوامیں کچھ ایسی بورچی ہوئی تھی جیسی بوکہ فرعون کے مقبروں کے اندر ہوا کرتی ہے عنبر اس بو سے خوب واقف تھا اس کے سامنے ایک زمین کا ٹکڑا تھا جہاں باہر ہی کی طرح کانٹے دار جھاڑیاں

سفید عقاب

عنبر ایک قافلے کے ساتھ جب ویران کھنڈروں میں داخل ہوتا ہے تو عورت کی چیخ سنائی دی۔ وہ عورت کون تھی۔ شہزادی ہیلن کا اغوا کس نے کروایا۔ اور سپارٹا کیسے فتح ہوا۔ اور غدار وزیر کس طرح اپنے انجام کو پہنچا۔

اگی ہوئی تھیں دور ایک بارہ دری تھی جس کی دو منزلیں تھیں دونوں منزلوں کی کھڑکیاں بند تھیں اور دور سے اس پر کسی بھوت کا گمان ہوتا تھا۔

کیلاش نے کہا۔

عنبر بھائی۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہاں پرانے بادشاہوں کی روحیں رہتی ہیں۔

عنبر نے بارہ دری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ابھی چل کر معلوم کر لیتے ہیں مگر تمہیں بھوتوں اور روحوں سے ڈرنا نہین ہوگا کیوں کہ روحیں اور بھوت ایک طاقت ور اور نیک انسان کو کبھی کچھ نہیں کہتے۔

وہ ٹوٹی ہوئی برجیوں والی بارہ دری کی طرف چل پڑے۔

ان کے قدم جگہ جگہ کانٹے دار جھاڑیوں میں الجھ رہے تھے جب بارہ

دری کے پاس پہنچے تو انہیں احساس ہوا کہ بارہ دری کے دروازے کو بھی جنگلی بیلوں نے ڈھانپ رکھا ہے اور اس کی دہلیز بھی آدھی زمین میں دھنسی ہوئی تھی ایک دم سے کیلاش ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔

خبردار عنبر۔

ایک لمبی سسکار کے ساتھ ایک کوڑیوں والا سبز اور زرد سانپ اپنا پھن پھیلا کر ان دونوں کے سامنے کھڑا ہو گیا کیلاش کے ماتھے پر خوف کے مارے پسینہ آ گیا وہ عنبر کے پیچھے کھڑا تھا عنبر نے سانپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا وہ سانپ کے ساتھ ذرا تفریح کرنا چاہتا تھا سانپ بھی عنبر کو گھورنے لگا دونوں میں سے کوئی بھی اپنی اپنی پلکیں نہیں جھپک رہا تھا سانپ مسلسل عنبر کو دیکھے جا رہا تھا مگر عنبر اور اس کی آنکھوں کے جادو کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا سانپ محسوس کرنے لگا تھا کہ اس کے سامنے کوئی معمولی طاقت کا انسان نہیں کھڑا۔

کیلاش بولا۔

بھائی اگر تمہیں اپنا خیال نہیں تو کم از کم کیلاش کی زندگی کا تو خیال کرو۔

اگر اس نے مجھے کاٹ لیا تو میں ایک پل کے اندر تڑپ تڑپ کر

مر جاؤں گا میں اس سانپ سے واقف ہوں یہ اس علاقے کا سب

سے زہریلا سانپ ہے۔

عنبر مسکرایا۔

یار گھبراؤ نہیں اگر یہ سب سے زہریلا ہے تو میں بھی بڑا زہریلا انسان

ہوں اب دیکھنا یہ ہے کہ کس کی زہر کو کامیابی ملتی ہے۔

کیلاش بولا۔

لیکن تم کیا کرو گے؟

عنبر کہنے لگا۔

تم دیکھتے جاؤ۔

عنبر قدم قدم سانپ کی طرف بڑھنے لگا سانپ نے جب دیکھا کہ اس
کی طرف اس کا دشمن بڑھ رہا ہے تو وہ پھن کو غصے میں لہرانے لگا ایک
بار تو اس نے اس زور سے پھنکار ماری کہ درختوں پر سے پرندے پھڑ
پھڑا کر اڑ گئے کیلاش وہیں درخت کے ساتھ لگ کر کھڑا رہا عنبر نے
ہاتھ سانپ کی طرف بڑھایا جیسے اس سے ہاتھ ملانا چاہتا ہو سانپ
نے سمجھا کہ دشمن اس پر وار کر رہا ہے سانپ نے لپک کر عنبر کی ہتھیلی پر
ڈس دیا سانپ اور کیلاش دونوں ہی سمجھ رہے تھے کہ ابھی عنبر دھڑام
سے زمین پر گرے گا اور اس کے ناک منہ سے خون جاری ہو جائے گا
لیکن اس کے الٹ عنبر اپنی جگہ پر اسی طرح ہاتھ پھیلائے کھڑا مسکراتا
رہا اور سانپ کی طرف دیکھتا رہا سانپ کو بہت طیش آیا اس نے ایک
اور پھنکار ماری اور دوسری بار عنبر کے ہاتھ پر ڈس لیا یہ خاص قسم کا
زہریلا سانپ تھا اور ہمیشہ آدمی کو دو بار ڈستا تھا دوسری بار ڈسنے پر

کیلاش کی چیخ نکل گئی۔

عنبر بھگوان کے لئے آگے سے ہٹ جاؤ یہ زہر تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔

عنبر نے کیلاش کو کوئی جواب نہ دیا وہ خاموش نگاہوں سے سانپ کو گھورتا اور قدم قدم اس کی طرف بڑھتا رہا ایسے لگتا تھا کہ وہ سانپ سے کھیل رہا ہے یا سانپ کی بے بسی کا تماشہ کر رہا ہے آخر عنبر نے لپک کر سانپ کو گردن سے پکڑ لیا سانپ نے پھرتی سے عنبر کے بازو کے گرد کئی بل ڈال دیے لیکن عنبر کو ذرا بھی درد محسوس نہ ہوا اس نے دوسرے ہاتھ سے بڑے آرام سے سانپ کے سارے بل کھول دیے اور اس کا منہ کھول کر اس کے دانتوں کو غور سے دیکھا۔

کیلاش تم سچ کہتے تھے یہ ایک بہت ہی زہریلا سانپ ہے دیکھو اس کی زہر کی تھیلی کتنی بڑی ہے اور تم میرا فکر نہ کیا کرو مجھے ایسے ہزاروں

سانپ ڈس چکے ہیں۔ مجھے کبھی کچھ نہیں ہوا۔

کیلاش بھی عنبر کے قریب آ کر سانپ کے دانتوں کو تکنے لگا جو اندر سے تالو کی طرف مڑے ہوئے تھے۔

عنبر واقعی تم امر ہو غیر فانی ہو۔

عنبر بولا۔

نہیں کیلاش۔ ایسا نہ کہو۔ میں غیر فانی نہیں ہوں غیر فانی صرف اللہ کی ذات ہے ہاں ابھی مجھے موت نہیں آئے گی اگر مجھ پر سے یہ جادو اٹھالیا گیا تو میں ایک دم بوڑھا ہو کر مر جاؤں گا۔

کیلاش نے دیکھا کہ عنبر کی ہتھیلی پر جہاں سانپ نے کاٹا تھا وہاں سے زہر پانی بن کر باہر کو نکل رہا تھا عنبر نے گھاس پر ہتھیلی رگڑ کر زہر پونچھ دیا جہاں عنبر نے زہر کو پونچھا وہاں سے گھاس جل کر سیاہ ہو گئی عنبر نے سانپ کو چھوڑ دیا اور بولا۔

اب یہ دس روز تک کسی کو نہ ڈس سکے گا۔

کیلاش بولا۔

بھائی اسے چھوڑ کیوں دیا؟ یہ کسی اور کو ہلاک کر دے گا۔

کیلاش نے آگے بڑھ کر سانپ کو گردن سے پکڑ لیا اور زمین پر اس کی رکھ کر اوپر پاؤں کے دباؤ سے کچل دی سانپ مر گیا۔

دشمن کو کبھی اس قابل نہیں چھوڑنا چاہیے کہ وہ دوسری بار بھی حملہ کر سکے

عنبر نے ہنس کر کہا۔

پیارے اگر اس میں زہر ہوتا تو تم کبھی اتنی جرائت نہ کرتے ظاہر ہے میں اپنی زندگی خطرے میں ڈال نہیں سکتا کیونکہ میں تو کسی معمولی سے حادثے میں بھی ہلاک ہو سکتا ہوں اور پھر یہ سانپ تو اس علاقے کا بے حد زہریلا سانپ ہے۔

کیلاش نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

میرا خیال ہے اب ہمیں بارہ دری میں جانے کا ارادہ ترک کر دینا چاہیے وہ کیوں؟ عنبر نے پوچھا۔

بھائی بارہ دری کے باہر اس قدر زہریلے سانپ رینگ رہے ہیں تو اندر کیا کیا بلائیں ہمارا انتظار کر رہی ہوں گی۔

عنبر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

میاں زندگی نام ہی خطروں کا مقابلہ کرنے کا ہے اگر انسان گھر میں بند ہو کر بیٹھ جائے تو وہ دنیا میں کچھ نہیں کر سکتا۔

اچھا بھائی چلو ہزار بار چلو۔ لیکن خدا کے لئے مجھ سے الگ مت ہونا۔

وہ بارہ دری کے قریب آ گئے یہاں بھی اندر جانے کا کوئی راستہ نہ تھا اچانک کیلاش نے سہم کر کہا۔

وہ دیکھو عنبر۔

عنبر نے دیکھا کہ بارہ دری کی دوسری منزل میں چھ کھڑکیاں تھیں جو

سب کی سب بند تھیں ان میں سے ہر کھڑکی پر ایک ایک عورت کا کٹا ہوا سر لٹک رہا تھا یہ وہی سر تھے جو باہر درخت پر ٹنگے ہوئے تھے پھر انہیں فضا میں ٹھنڈی آہیں بھرنے کی سرگوشیاں سنائی دیں کیلاش تو دبک کر عنبر کے پیچھے ہو گیا عنبر نے ایک ایک سر کو غور سے دیکھا ان سب کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہونٹ بند تھے چہرے پر وہی موت کی زردی چھائی ہوئی تھی دیکھتے دیکھتے سارے سر غائب ہو گئے۔ عنبر نے دیکھا کہ کھڑکیاں اسی طرح بند تھیں اور سر کہیں نظر نہیں آرہے تھے۔

یہ سارا کام ان روحوں کا ہے جن کے یہ کٹے ہوئے سر ہیں خیال ہے کہ ان عورتوں کو اسی بارہ دری میں قتل کر دیا گیا تھا۔ کیلاش کہنے لگا۔

لیکن ان کے سروں سے ٹپکنے والا خون لعل کیسے بن رہا ہے؟

یہی راز معلوم کرنے تو ہم اندر جارہے ہیں۔

اندر جارہے ہیں۔؟ کیلاش نے ہکلا کر کہا۔

ہاں اندر۔

اور عنبر نے ایک دروازے کو زور سے دبایا وہ ذرا سا چرچرایا، پھر اس نے کیلاش کے ساتھ دروازے کو زور لگا کر اندر کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا دروازے کا ایک پٹ اکھڑ کر اندر گر گیا انہیں سامنے نیم روشنی میں ایک ڈیوڑھی دکھائی دی وہ ڈیوڑھی میں داخل ہوئے ہی تھے کہ چھ سات چمگادڑیں چیختی چلاتی ان کے سروں کے اوپر سے غوطہ لگا کر گزر گئیں۔

کیلاش سمٹ کر رہ گیا۔

چھ لاشیں

ڈیوڑھی سے گزر کر ایک دالان آ گیا۔

دالان کا فرش اکھڑا ہوا تھا اور اس پر گرد جمی تھی دالان کے دائیں بائیں ایک برآمدہ تھا جس میں کمروں کے دروازے بند تھے عنبر اور کیلاش برآمدے میں جا کر دروازوں کو ٹٹولنے لگے ایک دروازہ ذرا سا دھکا لگنے سے کھل گیا یہاں سیڑھیاں نیچے اتر گئی تھیں۔

کیلاش نے کہا۔

بھائی یہاں مت اترنا خدا جانے نیچے کیا ہو مجھے تو بے حد ڈر لگ رہا ہے۔

عنبر نے کیلاش کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

کیلاش، اس کے بعد کبھی خوف کی بات نہ کرنا جب تک تم میرے ساتھ ہو تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں میں ہر حالت میں تمہاری جان کی حفاظت کروں گا آؤ میرے ساتھ نیچے۔

وہ سیڑھیاں اترنے لگے سیڑھیوں میں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا دیواروں پر نمی سی جمی ہوئی تھی کافی سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک جگہ پہنچ کر رک گئے یہاں اس قدر اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا عنبر نے کیلاش سے کہا کہ وہ مشعل کو روشن کرے انہوں نے چھوٹی چھوٹی مشعلیں اپنے جھولے میں ساتھ رکھی ہوئی تھیں کیلاش نے پتھر رگڑ کر ایک مشعل روشن کر دی مشعل کی روشنی میں عنبر نے دیکھا کہ وہ دونوں ایک ایسے نم آلود کمرے میں کھڑے تھے جس کی چھت اونچی تھی اور فرش پر جگہ جگہ مٹی کے ڈھیر پڑے تھے خدا جانے یہ مٹی کہاں سے آ گئی تھی وہاں کھلی فضا میں فرعونوں کے مقبروں کی بڑی تیز بو پھیلی ہوئی تھی

کیلاش زندگی میں پہلی بار اس بو کو سونگھ رہا تھا اس نے ناک سیکڑ کر کہا۔
ایسے لگتا ہے کہ یہاں بہت سے مردے دفن ہوئے ہیں قبرستانوں کی بو آ رہی ہے یہاں سے۔
عنبر مشعل کی روشنی میں آگے چلا وہ قدم قدم بڑھ رہا تھا کیلاش اس کے داہنی جانب تھا انہیں ذرا آگے جا کر ایک دروازہ ملا جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا عنبر نے اس کے پٹ کو دھکا دیا تو وہ کھل گیا یہاں بھی سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں گویا تہہ خانے کے اندر ایک اور تہہ خانہ بنا ہوا تھا
کیلاش دل کے اندر تو بے حد خوف زدہ تھا مگر زبان سے اس کا اظہار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ عنبر نے اسے سختی سے ڈانٹا تھا عنبر نے کہا۔
مشعل مجھے دے دو تم میرے پیچھے پیچھے آؤ۔
عنبر کو معلوم تھا کہ کیلاش ڈر رہا ہو گا مشعل اپنے ہاتھ میں لے کر عنبر تہہ خانے کے اندر والے تہہ خانے کی سیڑھیاں اترنے لگا یہ سیڑھیاں

چھ لاشیں

گول چکر دار تھیں دیوار میں سوراخ تھے جن کے اندر سے کسی پرندے

کے پھڑ پھڑانے کی آواز آرہی تھی خدا جانے وہ کون سے پرندے تھے

اور وہاں کیسے آ گئے تھے جہاں سیڑھیاں ختم ہوئیں وہاں ایک چھوٹا سا

کمرہ آ گیا جس کی چھت نیچی تھی اور دیواروں سے پانی رس رہا تھا

کیلاش نے ہاتھ سے دیوار کی طرف اشارہ کیا وہاں چھ صندوق دیوار

کے ساتھ لگے ہوئے تھے عنبر صندوقوں کے پاس آ گیا۔

ان صندوقوں کو تالے نہیں لگے تھے عنبر نے کیلاش کی طرف دیکھا اور

ایک صندوق کا ڈھکنا کھول دیا اس میں ایک عورت کی لاش پڑی تھی

جس کا سر غائب تھا کیلاش کا دل خوف اور دہشت سے زور زور سے

دھڑکنے لگا عنبر نے آگے بڑھ کر دوسرا صندوق کھولا تو اس میں بھی

ایک عورت کی لاش پڑی تھی اس کا بھی سر غائب تھا............ایک

ایک کر کے انہوں نے چھ کے چھ صندوق کھول دیے ان سب میں

ایک ایک سرکٹی عورت کی لاش پڑی تھی ان عورتوں کے کپڑے بڑے شاہانہ تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ امیر عورتیں ہیں یا شاید کسی ریاست کی شہزادیاں تھیں۔

عنبر نے کہا۔

کیلاش مجھے یقین ہے کہ یہ ان ہی سروں کے دھڑ ہیں جو باہر درخت پر لٹکا دیے گئے ہیں۔

کیلاش بولا۔

معلوم تو یہی ہوتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ ان کو کس نے قتل کر دیا اور پھر یہ لاشیں ابھی تک گلی سڑی کیوں نہیں؟

عنبر کہنے لگا۔

یہی میں بھی حیران ہوں بہر حال ابھی معلوم کیے دیتے ہیں عنبر نے جھک کر ایک لاش کے جسم کو ہاتھ لگایا ہی تھا کہ کھٹاک کی آواز کے

ساتھ ان کے پیچھے لوہے کا موٹی موٹی سلاخوں والا دروازہ گر پڑا اور وہ اس چھوٹے سے تہہ خانے میں قید ہو کر رہ گئے کیوں کہ سیڑھیوں کو اوپر جانے والا راستہ بند ہو گیا تھا۔

مارے گئے عنبر اب کیا ہو گا؟ یہاں تو ہماری آواز بھی کسی تک نہیں پہنچ سکتی۔

عنبر نے صندوق کے ڈھکنے بند کر دیے اور سلاخوں والے دروازے کے پاس آ کر اسے زور زور سے جھنجھوڑنے لگا جیسے اس کے جھنجھوڑنے سے دروازہ ٹوٹ جائے گا دروازے کی سلاخیں بے حد مضبوط اور موٹی تھیں عنبر انہیں ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا سکا کیلاش زمین پر مشعل رکھ کر بیٹھ گیا۔

بھائی اور راز معلوم کر لو بارہ دری کے بس اب میں تو مر جاؤں گا اور تم قیامت کے دن تک یہاں بیٹھ کر آرام کرنا۔

عنبر نے اسے جھڑک کر کہا۔

کیلاش تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اتنی جلدی بد دل کیوں ہو جاتے ہو اگر تمہیں خوف لگتا ہی ہے تو کم از کم دوسروں کو تو خوفزدہ کرنے کی کوشش مت کرو۔

کیلاش کندھے جھکا کر خاموش ہو گیا عنبر نے مشعل دیوار گیر کے سوراخ میں اٹکا دی اور کیلاش کے پاس ہی زمین پر بیٹھ کر غور کرنے لگا کہ یہ دروازہ اپنے آپ کس طرح گر پڑا اس نے ایک بار پھر اٹھ کر اوپر اس جگہ دیکھا جہاں سے دروازہ گرا تھا وہاں کسی قسم کا کوئی سوراخ نہ تھا وہ بڑا حیران ہوا کہ لڑکی کی لاش سے دروازے کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

میرا خیال ہے ہمیں دوسری لاشوں کو بھی ہاتھ لگا کر دیکھنا چاہیے ہو سکتا ہے کسی دوسری لاش کو چھونے سے یہ دروازہ اپنے آپ اوپر کو اٹھ

جائے۔

عنبر نے دوبارہ چھ کے چھ صندوق کھول دیے ایک ایک کر کے تمام لاشوں کے ٹھنڈے جسموں کو ہاتھ لگانے ہی والا تھا کہ کیا دیکھتا ہے کہ صندوق سارے کے سارے خالی پڑے ہیں لاشیں غائب ہو چکی ہیں وہ حیرت زدہ ہو کر رہ گیا کیلاش نے بھی جھک کر خالی صندوقوں کو دیکھا اور بے چین ہو کر کہنے لگا۔

ابھی تو لاشیں صندوق کے اندر تھیں پھر یہ کہاں اپنے آپ ہی غائب ہو گئیں۔

یہی تو میں بھی حیران ہوں کیلاش زمین پر بیٹھ گیا۔

برے پھنسے بھائی عنبر اب یہاں سے چھٹکارا ہوتا نظر نہیں آتا اب تو ساری زندگی اسی کوٹھڑی میں بسر ہو گی تم یہاں قید رہو گے اور میں بھوکا پیاسا مر جاؤں گا۔

عنبر کیلاش کی باتیں نہیں سن رہا تھا وہ کان لگائے کوئی اور آواز سننے کی کوشش کر رہا تھا یہ آواز دیوار کے دوسری طرف سے آرہی تھی اس نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر کیلاش کو چپ کرایا اور دیوار کے ساتھ کان لگا دیے کیلاش نے بھی اپنا کان دیوار کے ساتھ لگا دیا دوسری طرف سے اس قسم کی آواز آرہی تھی جیسے کوئی اپنی ایک ٹانگ کو گھسیٹتا ہوا دور سے چلا آرہا ہو آواز ذرا فاصلے پر سے آرہی تھی۔

عنبر نے کہا۔

یہ آواز سن رہے ہو کیلاش؟

کیلاش نے سرگوشی میں کہا۔

ہاں سن رہا ہوں۔کوئی شخص دور سے چلا آرہا ہے۔

عنبر نے کہا۔

وہ لنگڑا معلوم ہوتا ہے ایک ٹانگ بڑی مشکل سے گھسیٹ رہا ہے۔

کیلاش بولا۔

مجھے تو کوئی بھوت معلوم ہوتا ہے عنبر۔

خاموش۔

عنبر نے کیلاش کو خاموش کرا دیا آواز قریب آ گئی تھی اب کسی کے زور زور سے سانس لینے کی آواز بھی آنے لگی تھی پھر جیسے کسی نے کسی صندوق کے ڈھکن کو زور سے کھولا اور کا ڈھکنا جیسے فرش پر گر پڑا اچھر ایک عورت کی بھیانک چیخ فضا میں گونج گئی کیلاش کانپ گیا عنبر کے ماتھے پر پسینہ آ گیا پہلی چیخ کے بعد یکے بعد دیگرے پانچ عورتوں کی باری باری چیخیں بلند ہوئیں اور پھر ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی۔

کیلاش نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

یہ کیا ہو رہا ہے اس کمرے میں عنبر؟

عنبر بولا۔

معلوم ہوتا ہے کسی نے چھ عورتوں کو باری باری قتل کر دیا ہے۔

چھ عورتوں کو؟ مگر چھ عورتیں تو اس سے پہلے بھی قتل کر دی گئی تھیں جن کے سر باہر درخت پر لٹک رہے ہیں۔

عنبر نے کہا

ہاں ایسا لگتا ہے کہ اس واقعے کو ایک بار پھر دہرایا جا رہا ہے۔

ایک بار پھر دہرایا جا رہا ہے کیلاش نے کانپتے ہوئے پوچھا۔

تمہارا مطلب ہے قتل کی ہوئی عورتوں کو ایک بار پھر قتل کیا جا رہا ہے۔

خاموش۔

اب وہی پاؤں گھسیٹ کر چلنے کی آواز ان سیڑھیوں کی طرف سے آ رہی تھی جن کے آگے لوہے کی موٹی سلاخوں والا دروازہ چڑھا ہوا تھا عنبر لپک کر سلاخوں کے پاس آ گیا کیلاش سامنے والی دیوار کے ساتھ ہی لگا کھڑا رہا سیڑھیوں میں اوپر تک اندھیرا تھا خدا جانے کس طرف

سے بہت ہی ہلکی ہلکی روشنی کا غبار سا اوپر کی طرف پھیلا ہوا تھا قدموں
کی بھاری بھاری گھسٹتی آواز اوپر سیڑھیوں کے پاس آ کر رک گئی
کیلاش نے اپنا سانس روک لیا عنبر سلاخوں سے ہٹ کر کیلاش کے
پاس اندھیرے میں آ کر چھپ گیا اس کا خیال تھا کہ شاید اسے دیکھ کر
کوئی رک گیا ہے وہ چاہتا تھا کہ جو کوئی بھی ہے وہ اس کے سامنے
آئے تاکہ معاملہ کھل جائے۔

اب پھر قدموں کی آواز آنے لگی کوئی آہستہ آہستہ پاؤں رکھتا
سیڑھیاں اتر رہا تھا دونوں چپ چاپ کھڑے دیوار کے ساتھ لگے
رہے پھر انہیں سیڑھیوں پر دو پاؤں دکھائی دیے یہ پاؤں لمبے لمبے
تھے اور اس پر بال ہی بال اگے ہوئے تھے پھر اچانک ایک خوف
ناک چہرے والا انچا لمبا آدمی سلاخوں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اس
کی ایک آنکھ بیٹھی ہوئی تھی اور دوسری آنکھ کا ڈیلا باہر کو نکلا ہوا تھا اس

کے دو دانت بھی باہر جھانک رہے تھے اس بلا کے ہاتھ میں ایک لمبی تلوار تھی جس پر سے سرخ سرخ خون کے قطرے ٹپک رہے تھے

کیلاش تو لرز کر رہ گیا۔

عنبر نے سرگوشی میں کہا۔

تم اندھیرے میں چھپے رہنا خبر دار یہاں سے نکل کر روشنی میں مت آنا۔

کیلاش بولا۔

تم کہاں جا رہے ہو؟

ابھی تمہارے پاس ہی کھڑا ہوں۔

اس بلا نے دروازے پر پورے زور سے ہاتھ مارا دروازہ کھل گیا وہ خوف ناک آدمی کچھ دیر دہلیز میں کھڑا رہا اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا اس کی شکل دیکھ کر وحشت ہوتی تھی پھر وہ ایک پاؤں کو

گھسیٹتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا اور سیدھا اس طرف آیا جدھر خالی صندوق پڑے تھے اس نے خالی صندوقوں کو جھک کر دیکھا اور واپس پاؤں گھسیٹتا اوپر چلا گیا۔

عنبر نے کہا۔

معلوم ہوا ہے کہ اسے ہماری موجودگی کا احساس نہیں ہوا دروازہ کھلا ہے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔

ابھی وہ بھاگنے کی سوچ رہی رہے تھے کہ وہی خوف ناک چہرے والا بھوت پھر نمودار ہوا اس دفعہ اس کے کندھوں پر دو عورتوں کی لاشیں لٹک رہی تھیں نیچے آ کر اس نے دونوں لاشیں صندوقوں میں رکھیں اور پھر اوپر چلا گیا اوپر سے دوسری بار وہ چار عورتوں کی لاشیں کندھوں پر ڈال کر لایا اور ایک ایک کر کے اس نے چاروں لاشوں کو بھی خالی صندوقوں میں ڈال کر اوپر سے ڈھکنے بند کر دیے اس کا سانس پھولا

ہوا تھا اور وہ ہانپ رہا تھا کیلاش نے سوچا کہ انہیں اب وہاں سے
بھاگ جانا چاہیے کیونکہ تہہ خانے کا دروازہ کھلا تھا اس نے عنبر کے
ہاتھ کو ذرا سا دبایا اور دروازے کی طرف جانے کے لئے حرکت ہی کی
تھی کہ اس کے پاؤں کی آہٹ سے وہ بھوت ایک دم چونک پڑا اس
نے بجلی ایسی تیزی سے گردن گھما کر اس طرف دیکھا جہاں عنبر اور
کیلاش کھڑے تھے لیکن چونکہ وہ اندھیرے میں کھڑے تھے اس لئے
بھوت انہیں نہ دیکھ سکا پھر بھی اسے احساس ہو گیا تھا کہ تہہ خانے میں
کوئی دوسرا انسان بھی موجود ہے اس نے تلوار ہوا میں بلند کی اور
پاؤں کو گھسیٹتا عنبر کی جانب آگے بڑھنے لگا عنبر نے کیلاش کا ہاتھ تھاما وہ
دونوں زمین پر بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے وہ اندھیرے میں کافی آگے
سرک کر صندوق کے پیچھے چھپ گئے.............اس خوف ناک
بلا نے بغیر دیکھے بھالے دیوار پر زور زور سے تلوار چلانی شروع کر دی

پھراس نے جھک کر دیکھا زمین پر کچھ بھی نہیں تھا وہ مڑا اور صندوق کی طرف آ گیا۔

ایسا لگتا تھا کہ اس بلا نے عنبر اور کیلاش کو دیکھ لیا ہے اس نے تلوار کا سیدھا وار کیلاش پر کیا اگر عنبر راستے میں آ کر اس کی تلوار کا وار نہ روکتا تو کیلاش ضرور مر گیا ہوتا عنبر نے خالی صندوق اٹھا کر بلا پر دے مارا بلا بے قابو ہو کر عنبر پر ٹوٹ پڑی اندھیرے میں ایک خوفناک جنگ شروع ہو گئی کیلاش پرے ہٹ کر چھپ گیا عنبر نے بلا کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اس سے پہلے بلا نے عنبر کے سر پر پوری طاقت سے تلوار ماری کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی تلوار یوں اچٹ گئی جیسے کسی پتھر پر لگی ہو بلا نے حیرانی سے عنبر کی طرف دیکھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ عنبر نے ایسے مہلک وار سے اپنے آپ کو بچا لیا ہے۔

اس موقع پر عنبر نے بلا کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور سیدھا وار اس

کے پیٹ پر کیا تلوار ایک بار اس کے پیٹ میں گھس کر باہر نکل آئی عنبر نے اپنے ہاتھ پر گرم گرم خون محسوس کیا بلا کے منہ سے ایک خوف ناک چیخ نکلی اس نے صندوق اٹھا کر لاش سمیت عنبر کے اوپر پھینک دیا عنبر کے سر پر لگ کر صندوق دو ٹکڑے ہو گیا اور لاش فرش پر گر پڑی عنبر نے تلوار کا وار کر کے بلا کا ایک گھٹنا کاٹ کر رکھ دیا۔ وہ گر پڑا عنبر نے دوسرا وار اس کی گردن پر کیا بلا کی گردن تن سے جدا ہو گئی۔

اس کے ساتھ ہی سارے تہہ خانے پر ایک زلزلہ سا آ گیا اندر روشنی سی ہوئی اور پھر چاروں طرف اندھیرا اور خاموشی چھا گئی عنبر نے کیلاش کو مشعل جلانے کے لئے کہا۔

کیلاش نے مشعل روشن کی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں ایک لاش بھی نہیں تھی سارے کے سارے صندوق خالی تھے تہہ خانے کی سیڑھیوں پر گرا ہوا لوہے کا جنگلا اوپر اٹھ چکا تھا وہ تیزی سے سیڑھیاں

چڑھ کر اوپر آ گئے پہلے تہہ خانے کے کمرے میں اسی طرح مٹی کے ڈھیر پڑے تھے وہ دوسرے تہہ خانے سے بھی باہر نکل آئے اب وہ پہلی منزل کے برآمدے میں تھے سورج غروب ہو رہا تھا دھوپ کا رنگ سنہرا پڑ گیا تھا دوسری منزل کا دروازہ چوپٹ کھلا تھا۔

عنبر اور کیلاش دوسری منزل پر آ گئے یہاں انہوں نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا فرش پر قالین بچھا تھا اور وہاں چھ خوب صورت عورتیں زرق برق لباس میں ملبوس اس پر بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے عنبر کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تو ادب سے اٹھ کر کھڑی ہو گئیں اور جھک کر سلام کیا عنبر نے انہیں سلام کا جواب دیا اور پوچھا۔

تم کس مخلوق سے تعلق رکھتی ہو۔؟

نیلی چڑیل

چھ عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا۔

اے بہادر انسان ہم ملک کوہ قاف کے ایک بادشاہ کی چھ بیٹیاں ہیں ہمیں یہ جن اٹھا کر لے آیا تھا اس نے جادو کے زور سے ہمیں قتل کر کے ہماری گردنیں اس بارہ دری کے باہر لٹکا دیں اور ہمارے دھڑ تہہ خانے کے صندوقوں میں رکھ دیے یہ خوف ناک ظالم جن ہر روز شام کو آتا ہمیں پھر سے زندہ کرتا اور دوبارہ قتل کر کے ہماری لاشیں اٹھا کر صندوقوں میں لے جا کر بند کر دیتا ہم بے بس تھیں جن کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں جن آدھی رات کو ہمیں پھر زندہ کرتا اور اس سجے سجائے کمرے میں بلا کر ہمیں رقص کرنے پر مجبور کرتا اس کے بعد وہ پھر

ہمیں قتل کر دیتا ہم نے تمہیں بارہ دری کے احاطے میں داخل ہوتے دیکھا تھا مگر ہم کچھ نہ کہہ سکتی تھیں ہماری زبان بند کر دی گئی تھی اب جب کہ تم نے بہادری سے کام لے کر جن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قتل کر دیا ہے تو ہم پھر سے انسان کی شکل میں آ گئی ہیں اور پھر سے زندہ ہو گئی ہیں۔

عنبر نے ان کی کہانی سنی تو بولا۔

اے نیک بہنو۔ تم سچی ہو۔ تمہاری کہانی سچی ہے مگر سوال یہ ہے کہ اب تم اپنے ملک اور اپنے باپ کے محل میں کس طرح سے جاؤ گی۔

بڑی بہن نے کہا۔

بہادر اور عظیم بھائی یہ ظالم ہمیں ایک اڑن کھٹولے پر بٹھا کر یہاں لایا تھا اور اڑن کھٹولا اس بارہ دری کی چھت پر رکھا ہوا ہے اگر ہم اس پر سوار ہو کر اسے حکم کریں کہ ہمیں کوہ قاف کے ملک میں لے چل تو وہ

ہمیں وہاں پہنچا دے گا۔

کیلاش نے پوچھا۔

اگر وہ تم لوگوں کو کسی اور جگہ لے گیا تو؟

بڑی بہن بولی۔

نہیں بھائی ایسا نہیں ہوسکتا۔ اڑن کھٹولے کو جو کہا جائے وہ اسی حکم پابند ہوتا ہے وہ اپنے مالک کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

چھ کی چھ بہنیں اٹھیں اور عنبر اور کیلاش کو لے کر اوپر بارہ دری کی دوسری منزل والی چھت پر آگئیں وہاں لکڑی کا ایک گول سا اڑن کھٹولا پڑا تھا جس کے اندر سات آٹھ آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی عنبر دو اڑھائی ہزار برس کی عمر میں پہلی مرتبہ اس قسم کی کوئی چیز دیکھ رہا تھا چھ کی چھ عورتیں اڑن کھٹولے کے اندر لکڑی کے فرش پر بیٹھ گئیں انہوں نے ایک بار پھر باری باری جھک کر عنبر اور کیلاش کو سلام کیا بڑی بہن نے

کہا۔

اے نیک دل بھائی ہمارا باپ ملک کوہ قاف کا بادشاہ ہے اگر تم ہمارے ملک میں آؤ تو ہمارا باپ تم سے مل کر بہت خوش ہوگا اور ہمیں بھی بے حد خوشی ہو گی۔

عنبر نے کہا۔

میں وعدہ نہیں کرتا بہن۔ لیکن اگر کوہ قاف کے ملک کی طرف ہمارا گزر ہوا تو میں تمہارے باپ سے ملاقات کرنے ضرور آؤں گا کیا تم اکیلی اس اڑن کھٹولے میں اپنے گھر تک چلی جاؤ گی۔

کیوں نہیں بھائی بڑی بہن نے مسکرا کر کہا ہم تمہارے سامنے اس اڑن کھٹولے کو لے کر اڑئیں گی اور اپنی منزل کی طرف رواں ہو جائیں گی۔

اور ایسا ہی ہوا بڑی بہن نے بلند آواز میں اڑن کھٹولے سے کہہ دیا کہ

اسے اوراس کی بہنوں کو لے کر وہ ملک کوہ قاف کی طرف چل پڑے اس حکم کے ساتھ ہی اڑن کھٹولے میں حرکت پیدا ہوئی اور چھت پر سے اٹھنا شروع ہو گیا ایک منزل اوپر اٹھ کر اس نے ہوا میں ہی ایک طرف اڑنا شروع کر دیا عنبر اور کیلاش اس اڑن کھٹولے کو اڑتا دیکھ کر حیران رہ گئے تھوڑی دیر بعد اڑن کھٹولا ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

عنبر نے حیرانی سے کیلاش سے کہا۔
کیسی عجیب وغریب شے تھی یہ بھی۔

کیلاش بولا۔

ہاں بھائی، سچ جانو تو مجھے تو یہ عورتیں بھی کوئی جادوگرنیاں معلوم ہو رہی تھیں۔

ہوسکتا ہے انہوں نے جادو کے زور سے ایسا کیا ہو بہر حال ٹھیک ہے

ہمیں یہاں سے باہر نکل کر جنگل میں چلے جانا چاہیے کیوں کہ ہو سکتا ہے یہاں رات کو پھر سے جن بھوتوں کا بسیرا ہو جاتا ہے۔

دونوں دوست اس بارہ دری سے باہر نکل آئے جب وہ خاردار جھاڑیوں والے میدان کو عبور کر کے چار دیواری سے باہر آئے تو انہوں سامنے چشمے کے اوپر والے درخت پر سے عورتوں کی کٹی ہوئی لاشیں غائب تھیں یہ سب کچھ انہیں جادو کا کرشمہ محسوس ہوا وہ دونوں ساتھ ساتھ نیچے کی طرف روانہ ہو گئے عنبر اس آسیبی بارہ دری سے دور کسی مقام پر جا کر رات بسر کرنا چاہتا تھا۔

چلتے چلتے جب انہیں رات ہو گئی تو وہ ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں ندی کے پاس ایک قطعے پر گھاس بہت کم اگی ہوئی تھی۔.........

انہوں نے اسی مقام پر رات بسر کرنے کا فیصلہ کر کے زمین پر چادریں بچھائیں اور لیٹ گئے عنبر نے جنگلی پھل توڑے اور جو انہوں

نے مل کر کھائے اور چشمے کا ٹھنڈا پانی پی کر سونے کی تیاریاں کرنے لگے وہ دن بھر کے تھکے ہوئے تھے لیٹتے ہی انہیں نیند نے آلیا وہ سو گئے جنگل میں رات چھا گئی چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھیل چکا تھا خاموشی اتنی گہری تھی کہ کہیں کسی پرندے کی آواز بھی سنائی نہ دیتی تھی عنبر یہی سوچ کر سویا تھا کہ نہ جانے اس کی بہن ماریا کس حال میں ہو گی اور اس کے دوست ناگ کی لاش والا صندوقچہ کہاں اور کس کے پاس پڑا ہو گا۔

اچانک سوتے سوتے اس کی آنکھ کھل گئی اسے کسی جانور کی آواز سنائی دی وہ سمجھ نہیں سکا تھا کہ وہ آواز کس جانور کی تھی اس نے جنگل کی خاموشی پر کان لگا دیے اس کے پاس ہی کیلاش گہری نیند سو رہا تھا اس نے کیلاش کو جگانا مناسب خیال نہ کیا جنگل میں وہی آواز ایک بار پھر بلند ہوئی یہ آواز کسی درندے کی تھی یہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ درندہ کون

سا ہے نہ تو یہ آواز شیر کی تھی اور نہ ہاتھی کی آواز قریب سے نہ سنائی
دے رہی تھی۔

عنبر ہوشیار ہو کر اٹھ بیٹھا اور درخت کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا اس
نے تلوار نکال کر ہاتھ میں تھام لی کہ اگر خطرہ آجائے تو وہ اس کا
بہادری سے مقابلہ کر سکے آواز بند ہو گئی وہ کتنی ہی دیر کھڑا رہا آواز
دوبارہ سنائی نہ دی تنگ آ کر وہ بستر پر لیٹنے ہی والا تھا کہ اسے کسی جانور
کے جھاڑیوں میں سے ایک طرف بھاگ کر جانے کی آہٹ محسوس
ہوئی عنبر نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جھاڑیوں کی طرف
دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا پھر اسے کسی عورت کا قہقہہ سنائی دیا وہ
چونکا۔اس کے بعد کسی بچے کے رونے کی آواز آئی تھوڑی دیر بعد پھر
درندے کی گرج سنائی دی اب کیلاش بھی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

عنبر نے اسے بھی اپنے پاس بلا لیا اور خاموش رہنے کی ہدایت کی وہ

ایک درخت کے تنے کے پیچھے چھپے ہوئے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت جس کے بال اس کے سر پر کانٹوں کی طرح کھڑے ہیں کان لمبے ہیں آنکھیں نیلی ہیں زبان باہر لٹک رہی ہے گلے میں سانپوں کی مالا ہے اور ہاتھ میں کسی جانور کا کٹا ہوا سر پکڑا ہوا ہے اس طرف آرہی ہے جہاں ان کے بستر بچھے تھے کیلاش تو اس چڑیل کو دیکھ کر ڈر گیا۔

عنبر نے سرگوشی میں کہا۔

خبردار۔ آواز مت نکالنا۔

دیکھتے رہو۔ یہ چڑیل کیا کرتی ہے۔

لمبی زبان والی چڑیل نے جب دیکھا کہ دونوں بستروں پر کوئی انسان نہیں ہے تو وہ غصے میں آگئی اور ادھر اُدھر تکنے لگی اس نے بستروں کو اپنے تیز ناخنوں سے چیر ڈالا اور اپنی ناک اوپر اٹھا کر جنگل میں انسانوں کی بو سونگھنے لگی کیلاش نے تو اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا وہ یہ

دہشت ناک منظر نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اس وقت چاند نکل آیا تھا اور اس کی ہلکی روشنی جنگل میں پھیل رہی تھی اس روشنی میں چڑیل کی بھیانک شکل اور بھی ڈراؤنی ہو گئی تھی۔

چڑیل نے اس درخت کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا جہاں عنبر اور کیلاش چھپے ہوئے تھے درخت کے قریب آ کر وہ ایک مکروہ قہقہہ لگا کر ہنسی اور پھر اس نے زور سے درخت کے تنے پر ہاتھ مارا۔ اس کے پنجے میں اتنی طاقت تھی کہ گھنے درخت پر بھونچال سا آ گیا........

درخت سر سے لے کر پاؤں تک لرز اٹھا اور اس کی شاخوں پر سوئے ہوئے پرندے پھڑ پھڑا کر اڑ گئے۔ اب سوچنے کا وقت گزر گیا تھا۔

اگر عنبر اور دیر تک انتظار کرتا تو چڑیل کم از کم کیلاش پر ضرور حملہ کر دیتی اور چڑیل کے حملے سے کیلاش کا بچ نکلنا محال بات تھی۔

عنبر تلوار لے کر چڑیل کے مقابلے پر باہر نکل آیا اس نے کیلاش کے

کان میں سرگوشی کر کے اسے خبردار کر دیا تھا کہ ہرگز وہاں سے ہلنے کی کوشش نہ کرے چڑیل نے جب اپنے سامنے ایک نوجوان کو تلوار ہاتھ میں لیے کھڑے دیکھا تو وہ خوشی اور مذاق سے قہقہہ لگا کر ہنس پڑی اس کے خیال میں شکار اپنے آپ باہر آ گیا تھا اور اسے کوئی پریشانی نہیں اٹھانی پڑی تھی یہ چڑیل اس جنگل کی چڑیل تھی اور چاندنی راتوں میں اپنے شکار کی تلاش میں نکلتی تھی وہ اب تک سینکڑوں مظلوم انسانوں کو کھا کر ہضم کر چکی تھی بے چارے مسافر راتوں کو تھک ہار کر سو رہے ہوتے اور یہ ان پر سوتے میں ٹوٹ پڑتی ایک ہی جھٹکے سے ان کی گردن کا منکہ توڑ دیتی اور انہیں ہضم کر جاتی۔ چڑیل بڑی خوش تھی کہ اسے آج ایک نوجوان شکار کھانے کو مل رہا ہے اسے کیا خبر تھی کہ جس نوجوان کو وہ اپنا لذیز شکار سمجھ بیٹھی تھی وہ اس کی موت ہے عنبر تلوار ہاتھ میں لیے اپنی جگہ پر خاموش کھڑا چڑیل کو گھور کر

دیکھ رہا تھا چڑیل نے بھی اس پر ٹکٹکی باندھ لی اس کا خیال تھا کہ چڑیل کی آنکھوں کی وہ تاب نہ لا سکے گا کیونکہ ہمیشہ ایسا ہوا تھا کہ انسان چڑیل کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں اور وہ بڑی آسانی سے انہیں اپنا تر نوالہ بنا لیتی تھی چڑیل کچھ پریشان سی ہوئی کہ یہ کیسا انسان ہے کہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھور رہا تھا۔

اب اس نے دوسرا حربہ استعمال کیا اور عنبر کی طرف دیکھ کر ایک بھیانک چیخ ماری اس چیخ نے ایک بار تو سارے جنگل کو تھرا کر رکھ دیا اس میں دہشت اور دل کو دہلا دینے والی کڑک تھی۔

.........کیلاش تو خوف زدہ ہو کر وہیں درخت کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا لیکن عنبر پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا وہ اسی طرح چڑیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ڈٹا رہا اب چڑیل نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس نڈر اور بے خوف انسان کو اس کی گستاخی کا مزہ چکھائے گی چنانچہ اس نے آگے

بڑھ کر اپنا لمبے لمبے ناخنوں والا پنجہ عنبر کے کندھے پر مارا مگر عنبر پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

عنبر نے تلوار اپنے سامنے کر لی اور چڑیل کی گردن پر اس کی نوک رکھ دی وہ تلوار گھونپنے ہی والا تھا کہ چڑیل تڑپ کر پرے ہٹ گئی اس نے ایک بار پھر عنبر پر حملہ کیا اب کے اس نے عنبر کی گردن اپنے دونوں ہاتھوں میں دبوچ لی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس نے کوئی سخت پتھر اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے وہ جتنا اس کی گردن کو دباتی پتھر اس کے ہاتھوں میں اور چبھ جاتا اس دوران میں عنبر نے پھرتی سے کام لے کر تلوار چڑیل کے سینے میں پوری کی پوری گھونپ دی چڑیل نے ایک چیخ ماری اس چیخ میں موت کا درد اور دہشت تھی اس کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں عنبر نے تلوار باہر کھینچ کر ایک بار پھر اس کے سینے میں گھونپ دی۔

چڑیل دھم سے زمین پر گری اور تڑپنے لگی اس کے جسم سے سیاہ رنگ کا خون بہنے لگا دیکھتے دیکھتے وہ ٹھنڈی ہوگئی اور اس کا مردہ جسم لومڑی کی شکل میں تبدیل ہوگیا اس کے بعد وہاں ایک بلی دکھائی دی جو مری پڑی تھی اب کیلاش بھی درخت کے پیچھے سے باہر نکل آیا۔

شاباش۔عنبر تم بڑے بہادر ہو میں بھی نہیں ڈرا مگر میں نے کہا کہ تم ہی اسے قتل کرو تو اچھا ہے آؤ اب اس چڑیل کی لاش کو زمین میں دبا دیں۔

انہوں نے اسے تلوار سے زمین میں ایک گڑھا کھودا اور بلی کی لاش کو اس میں دبا کر اوپر مٹی ڈال دی اس کام سے فارغ ہو کر وہ گھاس پر لیٹ گئے عنبر بے حد تھک گیا تھا کیلاش بھی تھکا ہوا تھا رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی چاند مغرب کی طرف جھکنے لگا اور اس کی روشنی پھیکی پڑتی جارہی تھی۔

کیلاش بولا۔

میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اس وقت اس خوف ناک بھوتوں کے جنگل سے کوچ کر جانا چاہیے کیا خبر آس پاس کوئی اس چڑیل کی بہن چھپی بیٹھی ہو۔

عنبر نے کہا۔

کوئی بات نہیں اگر اسے آنا ہے تو وہ بھی آجائے اس کا بھی حشر یہی ہوگا۔

کیلاش بولا۔

لیکن یہاں سے کوچ کرنے میں کیا حرج ہے۔

عنبر کہنے لگا۔

میں بہت تھک گیا ہوں باقی رات ہمیں اس جگہ آرام کرنا چاہیے صبح سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی چل پڑیں گے۔

کیلاش نے کہا۔

بھائی رات کون سی باقی رہ گئی ہے بمشکل ایک پہر رہ گیا ہے کوئی دم میں صبح ہونے والی ہے میرا تو خیال ہے کہ یہاں سے چل دینا ہی اچھا ہے۔

عنبر نے ہنس کر کہا۔

یار کیلاش تم بہت ڈرپوک ہو آدمی کو اتنا بھی ڈرپوک نہیں ہونا چاہیے ہم رات کا باقی حصہ آرام کریں گے۔

عنبر کے اس فیصلے کے سامنے کیلاش کچھ نہیں کر سکتا تھا مجبوراً وہ چادر اوڑھ کر سو گیا عنبر بھی گھاس پر لیٹ کر اونگھنے لگا رات گزرتی چلی گئی چاند درختوں کے نیچے نیچے مغرب میں اتر گیا مشرق کی طرف سے صبح کی ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہونا شروع ہو گئی دونوں بے خبر سوئے ہوئے تھے جب انہیں جاگ آئی تو دن کافی نکل آیا تھا درختوں میں سے

دھوپ چھن چھن کر ان پر پڑ رہی تھی۔

سب سے پہلے عنبر کی آنکھ کھلی اس نے کیلاش کو جگایا کیلاش ہڑ بڑا کر اٹھا اور بولا۔

کون ہے۔؟

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

اٹھو میاں بہادر۔ دن چڑھ آیا ہے۔

عنبر جنگل سے کچھ پھل توڑ کر لے آیا انھوں نے چشمے پر منہ ہاتھ دھو کر پھل کھائے پانی پیا اور واپس اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

تیسرے پہر وہ ٹھیک اس جگہ پہنچ گئے جہاں انہوں نے ندی میں لعل اور سرخ نگینے دیکھ کر اوپر کا سفر شروع کیا تھا اب ندی میں کوئی بھی لعل یا نگینہ نہیں بہہ رہا تھا جو لعل ندی کی تہہ میں پڑے تھے وہ پتھر بن چکے تھے کیلاش نے کچھ نگینے اپنی جیب میں چھپا رکھے تھے اس نے جلدی

سے انہیں باہر نکالا تو یہ دیکھ کر اپنا سر پکڑ کر رہ گیا کہ سارے کے سارے سرخ نگینے سیاہ پتھروں میں تبدیل ہو گئے تھے اس لئے کہ یہ سارا جادو کا کھیل تھا جن کے ہلاک ہوتے ہی نگینے بھی پتھر بن گئے۔

عنبر نے سورج کے حساب سے مشرق کی طرف رخ کر لیا اور پہاڑیوں گھاٹیوں میں چلنے لگے اسے سب سے زیادہ اس بات کی پریشانی تھی کہ کہیں وہ اپنی اصل راہ سے بھٹک تو نہیں گئے کیونکہ سرنگ والے دریا نے خدا جانے انہیں کس علاقے میں لا کر چھوڑ دیا تھا یہ جگہ ان کی جانی پہچانی بھی نہیں تھی۔

کیلاش نے عنبر سے پوچھا۔

بھائی تم اس علاقے میں پہلے بھی کبھی آئے ہو؟

عنبر نے جواب دیا۔

یہ علاقہ میرے لئے بھی بالکل اجنبی ہے۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ دونوں ایک انجانے راستے پر سفر کر رہے تھے۔

ان کی منزل پہاڑی کنچن چنگا کی ترائی میں جھیل نندن سر تھی مگر وہ اپنی منزل سے بھٹک گئے تھے وہ یہ معلوم کرنے کے لئے بے تاب تھے کہ وہ کس راستے پر جا رہے ہیں۔

سفر کرتے کرتے انہیں ایک بار پھر رات آگئی۔

جس دریا کو انہوں نے سرنگ کے ذریعے پار کیا تھا وہ بہت پیچھے رہ گیا تھا گھنے جنگلوں کا سلسلہ تقریباً ختم ہو گیا تھا اب ان کے سامنے گھاٹیوں اور گھاس کے ڈھلانی میدان تھے دور برف پوش پہاڑیاں شروع ہو جاتی تھیں عنبر کا خیال تھا کہ شاید وہی کنچن چنگا کی پہاڑیاں ہیں لیکن اس کے دل میں شک بھی تھا۔

رات کا اندھیرا اچھل گیا تو وہ ایک جگہ رک گئے پیدل چل چل کر ان

کے پاؤں شل ہو گئے تھے وہ گھاس پر لیٹ گئے تھکاوٹ سے نڈھال ہونے کی وجہ سے وہ خاموش آنکھیں بند کیے پڑے تھے کہ انہیں ایک بوڑھا اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

عنبر نے بوڑھے کو دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گیا۔

۱۔ یہ پراسرار بوڑھا کون تھا؟

۲۔ عنبر کن حالات میں کنچن چنگا کی پہاڑی پر پہنچا؟

۳۔ اس کی ماریا سے کیسے ملاقات ہوئی؟

۴۔ کیا ناگ زندہ ہوسکا؟

۵۔ یہ سب کچھ آپ اسی ناول کی اگلی یعنی اکیسویں 21 قسط ناگ زندہ ہوگیا میں ملاحظہ فرمائیے۔

سرکٹا بھوت

عنبر اور ناگ نے ماریا کو کیسے نکالا اور پھر کس طرف لے گئے ۔راجہ سنگرام نے ماریا سے شادی کرلی یا ماریا وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوگئی ۔ماریا گووند کے پاس کیسے پہنچی ؟ گووند نے ماریا کو کہاں قید کرر کھا تھا؟

فہرست

سنو پیارے بچو۔

پچھلے ناول میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ کیلاش اور عنبر بارہ دری کے جن کو قتل کر کے جھیل نندن سر کی طرف سفر کر رہے ہیں۔

ایک جنگل میں وہ رک گئے رات ہوگئی آدھی رات کو انہوں نے ایک آواز سنی عنبر نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے کسی انسان کا سایہ نظر آ رہا ہے جو جھکا ہوا ہے اسے خیال آیا کہ ماریا بھی اپنے ساتھ خالی گھوڑا لیے جھیل کی طرف آ رہی ہے اس نے ڈاکو کو قتل کر دیا ہے۔ جس کی لاش جھونپڑی میں پڑی ہے جھیل کے پاس ناک دیوتا کے مندر میں جاتے ہی صندوق میں بند ناگ کی لاش زندہ ہو جاتی ہے۔

بدرُوح کی موت

عنبر نے کیلاش کا ہاتھ دبایا۔

وہ اس بوڑھے کی طرف اشارہ کر رہا تھا شام کے اندھیرے میں پہاڑی ڈھلان پر بوڑھا زمین پر جھکا کچھ تلاش کرتا چلا آ رہا تھا جیسے اسے کسی خاص قسم کی جڑی بوٹی کی تلاش ہو جب بوڑھا ان کے قریب سے گزرا تو اس نے عنبر اور کیلاش کو گھاس پر بیٹھے دیکھا وہ رکنے کی بجائے آگے بڑھنے لگا تو عنبر نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور جنگل میں شام کے وقت کیا تلاش کر رہا ہے؟ بوڑھا رک گیا عنبر نے دیکھا کہ بوڑھے کے چہرے پر غم کے سائے تھے وہ بڑا دکھی معلوم ہو رہا تھا اس نے ٹھنڈی آہ بھر کر بتایا کہ گھر میں اس کا اکلوتا بیٹا سر سام کے مرض میں بیمار ہے حکیم اس کا علاج کر کے مایوس ہو چکے ہیں ایک

حکیم نے کہا ہے کہ اگر وہ ایک خاص سنہری پتوں والی بوٹی جنگل سے تلاش کر کے لے آئے تو اس کے بچے کی جان بچ سکتی ہے عنبر نے پوچھا۔

وہ حکیم کون ہے۔؟

بوڑھے نے بتایا کہ وہ اس علاقے کے جادوگر حکیم ہے وہ جادو بھی کر لیتا ہے اور حکیمی بھی کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ لڑکے پر کسی بھوت نے سایہ کر رکھا ہے جادوگر حکیم نے میری ساری کمائی لے لی ہے مگر بچہ ابھی تک صحت مند نہیں ہوا۔

وہ مرنے والا ہے آخری سانس لے رہا ہے مجھ سے اس کی حالت نہیں دیکھی جاتی اس کی ماں بار بار اپنے بچے کی حالت دیکھ کر بے ہوش ہو رہی ہے۔

عنبر کی پرانی حکیمی نے جوش مارا شروع شروع میں تو اس نے بیماروں

کے علاج کا کام ہی شروع کیا تھا دوسرے اسے بوڑھے باپ پر ترس
بھی آیا اور اس جادوگر حکیم پر غصہ بھی آیا جس نے بے چارے
بوڑھے کی ساری کمائی ہتھیالی تھی اس نے کیلاش سے کہا۔
دیکھو کیلاش، جادوگر حکیم نے اس بے چارے بڈھے کو بیوقوف بنا رکھا
ہے محض اس لئے کہ اس کی کمائی پر قبضہ جمانا چاہتا ہے۔
حالاں کہ اس کے بچے کا علاج بڑی معمولی بات ہے۔
کیلاش نے اس سے پہلے عنبر کو کبھی اس قسم کی باتیں کرتے نہیں سنا تھا
اس نے کہا۔
عنبر کیا تم حکیمی بھی کر لیتے ہو۔؟
عنبر مسکرا کر بولا۔
ہاں میں یہ کام بھی کر لیتا ہوں پھر اس نے بوڑھے کی طرف مخاطب ہو
کر کہا۔

بابا کیا تم مجھے اپنے بچے کے پاس لے جاسکتے ہو ہوسکتا ہے میرے علاج سے تمہارا بچہ تندرست ہو جائے۔

بوڑھے نے بے تاب ہو کر کہا۔

بیٹا۔ اگر تم میرے بچے کو اچھا کر دو تو میں ساری زندگی تمہاری غلامی کروں گا۔

عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔

تو آؤ بابا میں تمہارے بچے کا علاج کروں گا اور میرا خدا اسے ضرور تندرست کر دے گا۔

عنبر کیلاش کو لے کر بوڑھے کے ساتھ اس کے جھونپڑے میں آ گیا یہ جھونپڑا ڈھلان پر اخروٹ کے ایک بہت بڑے درخت کے نیچے تھا جس کی دیواریں پتھروں سے چنی ہوئی تھیں ایک ہی کمرہ تھا فرش پر گھاس بچھا تھا جس پر بوڑھے لکڑہارے کا نو عمر لڑکا بے ہوشی کی

حالت میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا ایک طرف بچے کی ماں بیٹھی آنسو بہا رہی تھی اور دوسری طرف جادوگر حکیم ایک مونڈھے پر بڑا سا پیٹ نکالے بیٹھا منتر پڑھ رہا تھا.........اس کا سر منڈا ہوا تھا ہاتھ میں لوہے کی چھڑی تھی جسے وہ بار بار زمین پر مار کر لڑکے پر دم کر رہا تھا اس نے عنبر کو جھونپڑے میں داخل ہوتے دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر لیا اور بوڑھے سے پوچھا۔

یہ لونڈا کون ہے۔؟

بوڑھے لکڑ ہارے نے کہا۔

گوروجی۔ یہ مجھے جنگل میں مل گیا تھا یہ کہتا ہے کہ اس کے علاج سے میرا بچہ اچھا ہو جائے گا۔

جادوگر حکیم نے نفرت سے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔

یہ کل کا لونڈا تمہارے بچے کی بیماری کیسے دور کرے گا بھلا۔؟

تمہارے بچے پر تو جنوں کے راجہ نے سایہ کیا ہوا ہے۔

پھر کڑک کر بولا۔

تم سنہری بوٹی لائے ہو۔؟

بوڑھے نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

گورو جی۔ بوٹی تو مجھے کہیں سے نہیں ملی۔

تو پھر تمہارا بچہ زندہ نہیں بچ سکے گا۔

اس پر عنبر نے کہا۔

گورو جی اگر میں اس بچے کو اچھا کر دوں تو آپ مجھے کیا انعام دیں گے۔؟

جادوگر حکیم نے گرجدار آواز میں کہا۔

بکواس بند کرو لونڈے تم ابھی نوجوان ہو ہم نے تمہارے جیسے کئی نوجوان دیکھے ہیں جاؤ جا کر اپنی خیر مناؤ اور جنوں کے راجہ سے لڑائی

جھگڑا مول نہ لو.........نہیں تو وہ تمہیں جلا کر بھسم کر دیں گے۔

کیلاش نے فکر مند نظروں سے عنبر کی طرف دیکھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ عنبر خواہ مخواہ خود بھی مصیبت میں پھنسے اور اسے بھی پھنسا دے اس نے عنبر کا ہاتھ دبا کر کان میں کہا بھی کہ وہ جادوگر حکیم سے مقابلہ کرنے کا خیال ترک کر دے لیکن عنبر نے چٹان ایسی آواز میں خم ٹھونک کر کہا۔

گوروجی..........آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور میں آپ کا ادب کرتا ہوں لیکن خدا کے فضل سے میں اس بچے کو اچھا بھی کر دوں گا اور جنوں کے راجہ کو بھی بھگا دوں گا۔

جادوگر حکیم نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا۔

خاموش لڑکے جنوں کے راجہ سے لڑائی مول لینا تمہارے بس کی بات نہیں ہے میں نے تم جیسے کئی ضدی نوجوانوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے جل کر خاک ہوتے دیکھا ہے اب بھی وقت ہے کہ اپنے

ارادے سے باز آجاؤ۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

گورو جی میں کوئی برائی نہیں کر رہا میں کسی سے لڑائی مول نہیں لے رہا میں اس غریب ماں باپ کے بیمار بچے کا علاج کر رہا ہوں اور مجھے ایسا کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

اس کے ساتھ ہی عنبر نے نیم بے ہوش بچے کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر محسوس کیا کہ وہ بخار میں بری طرح پھنک رہا ہے اس نے اپنے تھیلے میں سے ایک سفوف نکال کر پانی میں گھولا اور اس کا ایک ایک قطرہ بیمار بچے کے حلق میں ٹپکانا شروع کر دیا اس دوائی میں کچھ ایسا اثر تھا کہ بچے نے آنکھیں کھول دیں اس کا بخار بھی اترنا شروع ہو گیا ماں باپ نے خوشی سے بچے کو چوم لیا اور عنبر کے عقیدت سے پاؤں پکڑ لیے جادوگر یہ دیکھ کر جل کر کباب ہو گیا اس نے دونوں ہاتھ بچے

کی طرف کر کے کوئی منتر پھونکا اس کے ساتھ ہی بچے نے تڑپنا شروع کر دیا ماں باپ سہم کر پیچھے ہٹ گئے۔

بچہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کھا جانے والی نظروں سے عنبر کو تکنے لگا پھر اس نے بھاری بھر کم آدمیوں والی آواز میں کہا۔

اے نو جوانوں اگر جان کی امان چاہتے ہو تو یہاں سے فوراً بھاگ جاؤ نہیں تو میں تمہیں اپنے غصے کی آگ میں جلا کر بھسم کر دوں گا۔

کیلاش تو یہ دیکھ کر ڈر گیا، عنبر نے کہا۔

اے بدروح تو نے بچے کے جسم پر اپنا قبضہ کر رکھا ہے میں تمہیں خبر دار کرتا ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکے اس معصوم کے جسم سے نکل کر ہمیشہ کے لئے اس علاقے سے بھاگ جا اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تمہیں ایسی سزا چکھاؤں گا کہ تمہاری نسلیں اسے یاد رکھیں گی۔

بدروح نے قہقہہ لگا کر کہا۔

اے جادوگر حکیم دیکھ رہے ہو یہ کل کا لونڈا کیسی بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہا ہے کیا تم اسے سمجھا نہیں سکتے۔؟

جادوگر حکیم نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

اے جنوں کے راجہ میں نے اس لونڈے کو بہت کہا تھا کہ وہ آپ سے مقابلہ کرنے کا خیال دل سے نکال دے مگر اس نے میری ایک نہیں سنی یہ بہت ضدی ہے یہ کہتا تھا کہ میں جنوں کے راجہ سے مقابلہ کروں گا۔

بچے کے اندر بیٹھی ہوئی بدروح نے زوردار قہقہہ لگایا اور کہا۔

بہت خوب اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نوجوان کی موت اسے گھیر کر میرے پاس لے آئی ہے کوئی بات نہیں ابھی اسے مزہ چکھاتا ہوں۔

پھر اس نے عنبر سے کہا۔

اے بدقسمت نوجوان، میں آخری بار تم کو خبردار کرتا ہوں کہ مجھ سے

مقابلہ کرنے کے خیال سے باز آ جا اور اس بچے کو اس کے حال پر چھوڑ کر یہاں سے رفو چکر ہو جا نہیں تو میں ابھی تمہاری گردن مروڑ دوں گا۔

عنبر نے گردن اٹھا کر بڑی شان سے کہا۔

اے بدرُوح تم نے ناحق ایک بچے کو پریشان کیا ہوا ہے میں بھی تمہیں آخری بار خبردار کرتا ہوں کہ اس کے جسم کو چھوڑ کر یہاں سے رفو چکر ہو جا، نہیں تو تمہارے ساتھ ساتھ اس نقلی جادوگر حکیم کو بھی ہلاک کر دوں گا۔

اس پر بدروح طیش میں آ گئی اس نے زمین پر سے پتھر اٹھا کر زور سے جھونپڑی کی چھت پر مارا پتھر چھت میں سوراخ ڈالتا ہوا باہر نکل گیا جادوگر ہنس رہا تھا کیلاش سہم گیا بچے کے ماں باپ ڈر کر ایک طرف کو سمٹ گئے ان سب کو یقین ہو گیا تھا کہ عنبر کی اب خیر نہیں لیکن عنبر اپنی

جگہ پر بڑی بہادری سے ڈٹا ہوا تھا اس کے چہرے پر ذرا سی بھی
پریشانی نہیں تھی اس نے بڑے آرام سے اپنی جیب میں سے خنجر نکال
کر اسے آگ پر گرم کرنا شروع کر دیا جوں جوں خنجر گرم ہو رہا تھا بد
روح بے چین ہو رہی تھی بچے نے ٹیڑھا میڑھا ہونا شروع کر دیا تھا۔
جادوگر بھی یہ تماشا بڑے تعجب سے دیکھ رہا تھا۔
عنبر نے قریب ہی پڑا ہوا ایک بینگن تھالی میں سے اٹھا کر اپنے سامنے
رکھ لیا اور ایک ہاتھ سے گرم خنجر آگ میں سے نکال کر پکڑ لیا پھر اس
نے بدروح کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔
اے بدروح میں تمہیں آخری بار کہتا ہوں اگر تم بچے کو چھوڑ کر ہمیشہ
کے لئے نہ چلے گئے تو میں تمہیں ہلاک کر ڈالوں گا اور یاد رکھو تمہیں
میرے ہاتھ سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہ سکے گی۔
بدروح نے کڑک کر کہا۔

بکواس بند کرو، میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

اچھا تو پھر یہ لو۔

عنبر نے خنجر اٹھا کر بینگن کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیا بینگن کا دو ٹکڑوں میں کٹنا تھا کہ جھونپڑی میں ایک زوردار چیخ گونجی اور پھر ایک گہرا سناٹا طاری ہو گیا، اس چیخ کی آواز اتنی ڈراوئنی تھی کہ ایک بار تو عنبر کے پاؤں تلے سے بھی زمین نکل گئی مگر عنبر نے جو کرنا تھا وہ اس نے کر دیا تھا بدروح کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

بدروح کے مرتے ہی بچہ بھلا چنگا ہو کر اٹھ بیٹھا اس نے پوچھا۔

مجھے کیا ہو گیا تھا۔؟

بوڑھے باپ اور ماں نے بچے کو اپنے سینے سے لگا لیا جادوگر حکیم نے عنبر کی طاقت کا لوہا مان لیا تھا اسے محسوس ہو گیا تھا کہ یہ کوئی عظیم دیوتا کا بیٹا ہے جس نے جنوں کے راجہ کو ہلاک کر ڈالا جادوگر فوراً دوزانو ہو

گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔

اے عظیم الشان دیوتا کے عظیم بیٹے، تو جنوں کے راجہ کا راجہ ہے میں تیرے آگے ہاتھ جوڑ کر تیری غلامی میں آتا ہوں۔

عنبر نے اسے بتایا۔

ہاں تمہارے لئے میں ضرور دیوتا ہوں اور جنوں کے راجاؤں کا راجہ ہوں اس لئے میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم نے اس بوڑھے سے جس قدر اشرفیاں لی ہیں فوراً واپس کر دے۔

جادوگر حکیم نے اسی وقت اشرفیوں کی تھیلی بوڑھے کے قدموں میں رکھ دی۔

دیوتا۔ تمہارا حکم سر آنکھوں پر تمہارے سامنے جنوں کا جادو نہ چل سکا تو بھلا میں کیسے تمہارے حکم کو ٹال سکتا ہوں۔

عنبر نے بوڑھے کو تسلی دی اور کہا کہ اب ان کا بیٹا کبھی بیمار نہ ہوگا عنبر

کیلاش اور جادوگر حکیم کو ساتھ لے کر جھونپڑی سے باہر آ گیا باہر آ کر اس نے جادوگر حکیم سے پوچھا کہ وہ کس علاقے کا رہنے والا ہے؟ جادوگر حکیم نے عنبر کو بتایا کہ وہ سارے کے سارے علاقے کو جانتا ہے عنبر نے اس سے کنچن چنگا کی پہاڑی، اس کی وادی، وادی کے ناگ مندر، جھیل نندن سر اور اس کے پاس والے درگا دیوی کے مندر کے بارے میں پوچھا جادوگر حکیم نے کہا۔

اے عظیم الشان دیوتا کے عظیم بیٹے یہاں سے ایک دن کی مسافت پر کنچن چنگا کی وادی شروع ہو جائے گی وہاں سے ایک رات سفر کریں تو جھیل نندن سر آ جاتی ہے اس جھیل کے ایک طرف ناگ دیوتا کا مندر ہے اور دوسری طرف درگا دیوی کا مندر ہے لیکن اے دیوتا کیا تمہیں اس مندر کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔؟

عنبر نے مسکرا کر بات ٹالتے ہوئے کہا۔

مجھے سب کچھ معلوم تھا میں صرف تمہارا امتحان لے رہا تھا۔

کیلاش نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں رات اسی جگہ بسر کرنی چاہیے اور کل صبح کو اپنے سفر پر روانہ ہو جانا چاہیے۔

جادوگر حکیم بولا۔

اے دیوتا آپ کے لئے بھلا دن اور رات میں کیا فرق ہے آپ کو کوئی بھی جنگلی درندہ کچھ نہیں کہے گا اس لئے آپ اگر چاہیں تو رات کو بھی سفر کر کے صبح کنچن چنگا کی ترائی میں پہنچ سکتے ہیں۔

مگر عنبر نے رات کو سفر کرنا مناسب خیال نہ کیا اس نے جادوگر حکیم سے اجازت لی اور جھونپڑی کے باہر ایک درخت تلے بستر لگا دیے بوڑھے لکڑہارے اور اس کی بیوی نے انہیں گرم گرم بکریوں کا دودھ اور جو کی روٹی کھانے کو دی جادوگر حکیم وہاں سے جا چکا تھا پھر بھی

کیلاش کو ڈر تھا کہ کہیں وہ ان سے اپنی بے عزتی اور جنوں کے راجہ کے قتل کا بدلہ لینے کی کوشش نہ کرے لیکن عنبر نے کہا۔

تم ہمیشہ گھبرا جاتے ہو حالانکہ میں نے تمہیں ہزار بار کہا ہے کہ جب تک تم میرے ساتھ ہو تمہیں کوئی شخص نقصان نہیں پہنچا سکتا اگر اس جادوگر نے بدلہ لینے کی کوشش کی تو اس کا بھی وہی حشر کر دوں گا جو اس کے جنوں کے راجہ کا کیا ہے۔

اس سے کیلاش کی تسلی ہوگئی پھر بھی وہ ساری رات جب کبھی اس کی جاگ کھلتی آنکھیں گما کر ادھر اُدھر دیکھتا رہا کہ کہیں کوئی ان پر جادو تو نہیں کر رہا کیلاش ڈرپوک ہی نہیں وہمی بھی تھا اور وہم کا علاج عنبر کے پاس نہیں تھا اس کا ساتھی ہونے کی وجہ سے عنبر کا یہ فرض تھا کہ وہ اس کی جان کی حفاظت کرے اور وہ یہ فرض شروع ہی سے ادا کرتا چلا آ رہا تھا عنبر ساری رات بڑے سکون کے ساتھ سویا رہا صبح وہ اٹھا تو

بالکل تازہ دم تھا بوڑھے کا بچہ بھی بالکل تندرست تھا وہ خود عنبر اور کیلاش کے لئے دودھ لے کر آیا عنبر نے دودھ پی کر اسے پیار کیا اور پھر بوڑھے سے اجازت لے کر کیلاش کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوگیا۔

اژدہا کا غار

دونوں دوستوں کا پہاڑی کنچن چنگا کا سفر شروع ہوگیا۔
یہ سفر جنگلوں کا سفر نہیں تھا بلکہ پہاڑیوں، گھاٹیوں اور دشوار گذار پگ ڈنڈیوں اور چھوٹے چھوٹے ندی نالوں کا سفر تھا یہ نالے بڑے تیز

رفتار تھے عنبر اور کیلاش ان کے اندر پڑے ہوئے پتھروں پر پاؤں رکھ کر انہیں عبور کرتے کئی گھاٹیاں اتنی گہری تھیں کہ وہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا دونوں طرف پہاڑوں کی دیواریں اوپر تک چلی گئیں تھیں اگر اوپر سے اس وقت ان کے اوپر کوئی پتھر گرا دیتا تو ان کا کچومر نکل جاتا جادوگر حکیم کے مطابق اگر وہ دن بھر سفر کرتے رہتے تو شام کو انہیں کنچن چنگا کی وادی میں پہنچ جانا چاہیے تھا راستے میں دوپہر کو تھک کر انہوں نے ایک جگہ آرام کرنے کے خیال سے ڈیرا لگا لیا وہ ایک گھاٹی میں سے نکل کر چھوٹے سے پہاڑی نالے کے کنارے آ کر رک گیا۔

یہ پہاڑی نالہ اگرچہ چھوٹا سا تھا مگر اسے چھلانگ لگا کر پار کرنا بڑا مشکل تھا اس میں پانی اس قدر تیزی سے بہہ رہا تھا کہ اس میں اتر کر بھی اسے پار نہیں کیا جا سکتا تھا عنبر نے کیلاش سے کہا کہ نالے میں

پتھر پھینکے جانے چاہئیں تا کہ ان پر پاؤں رکھ کر نالہ عبور کیا جائے
دونوں نے مل کر نالے کے تیز رفتار پانی میں پتھر پھینکنے شروع کر دیے
چھوٹے چھوٹے پتھروں کو تو نالے کی تیز لہریں تنکوں کی طرح بہا کر
لے گئیں پھر انہوں نے اس میں بڑے بڑے پتھروں کو لڑھکا لڑھکا کر
پھینکنا شروع کر دیا تھوڑی سی کوشش اور ہمت کرنے کے بعد نالے
میں کچھ پتھر ٹک گئے اور وہاں پتھروں کا ایک ٹوٹا پھوٹا پل سا بن گیا
کیلاش کچھ زیادہ ہی تھک گیا تھا.........بوڑھے لکڑ ہارے نے انہیں
راستے کے لئے جو کی روٹیاں ساتھ کر دی تھیں روٹی کھا کر انہوں نے
نالے کا ٹھنڈا اور میٹھا پانی پیا کیلاش کی خواہش تھی کہ کچھ دیر اور آرام کر
لیا جائے مگر عنبر نے کہا کہ اگر وہاں زیادہ دیر آرام کیا تو انہیں کنچن چنگا
کی وادی میں پہنچتے پہنچتے رات ہو جائے گی اس لئے بہتر یہی ہے کہ
سفر جاری رکھا جائے اور آرام رات کو وادی میں جا کر کیا جائے۔

چنانچہ دونوں دوست اٹھے انہوں نے پتھروں پر پاؤں رکھ کر پہاڑی نالہ عبور کیا اور وادی کی طرف چلنا شروع کر دیا وہ کافی اونچائی پر تھے اور اب ڈھلان پھر سے شروع ہو گئی تھی کچھ دیر سفر کرنے کے بعد انہیں دور سے ایک وادی دکھائی دی جہاں ہرے بھرے درختوں کے جھنڈ کھڑے تھے عنبر نے کہا۔

میرا خیال ہے یہی وادی کنچن چنگا ہے۔

کیلاش نے کہا۔

ہاں اس وادی سے میں ایک بار گزر چکا ہوں ہم ٹھیک راستے پا جا رہے ہیں۔

منزل کو اپنے قریب پا کر ان کے اندر ایک نیا جوش پیدا ہو گیا اور وہ تیزی سے چلنے لگے تیسرے پہر وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں سے کنچن چنگا کی وادی دائیں جانب برف پوش کنچن چنگا کی پہاڑی

کے دامن میں بالکل صاف نظر آرہی تھی۔

عنبر بہت خوش ہوا کہ وہاں سے وہ اب جھیل نندن سر پہنچ کر مقدس پانی حاصل کر سکے گا لیکن اسے اپنے دوست ناگ کی لاش والے صندوق کا ہر وقت خیال رہتا تھا وہ یہ سوچ کر پریشان ہو جاتا کہ ناگ کی لاش والی صندوقچی کہاں ہوگی.........؟ شام کے وقت عنبر اور کیلاش کنچن چنگا کی وادی میں پہنچ گئے یہ وادی بے حد خوب صورت اور پر فضا وادی تھی ہر طرف چشمے بہہ رہے تھے ایک طرف ڈھلان پر اوپر تک جھونپڑیاں سی بنی ہوئی تھیں ان جھونپڑیوں پر کہیں کہیں سرخ اور زرد رنگ کے جھنڈے بھی ہوا میں لہرا رہے تھے کیلاش نے عنبر کو بتایا کہ یہاں کے لوگ بڑے وہم پرست ہیں اور روحوں کی پوجا کرتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جس جگہ سرخ اور زرد رنگ کے جھنڈے ہوں گے وہاں کوئی بدروح آ کر انہیں تنگ نہیں کرے گی۔

عنبر نے کہا۔

پھر تو ان لوگوں نے یہاں روحوں کے مندر بھی بنا رکھے ہوں گے۔

کیلاش بولا۔

کیوں نہیں، اس جگہ روحوں کے کئی مندر ہیں مگر ان میں روحیں کم اور پجاری زیادہ رہتے ہیں۔

اسی طرح باتیں کرتے اور چلتے ہوئے وہ وادی میں پہنچ گئے وادی کی بستی کے باہر ایک پہاڑی دریا بہہ رہا تھا اس دریا کے اوپر بانس کے درخت کاٹ کر پل بنایا ہوا تھا پل عبور کر کے عنبر اور کیلاش بستی میں آ گئے یہاں بستی کا صرف ایک ہی بازار تھا دکانوں پر چپٹی ناک والے دکاندار بیٹھے ہرے ہرے منکوں کی مالائیں بکرے کا گوشت، جو کا آٹا زرد اور لال رنگ کا کپڑا فروخت کر رہے تھے ان لوگوں کے رنگ گورے ہو گئے تھے عنبر سمجھ گیا کہ یہ تبت کے مشرقی علاقے میں داخل

ہو چکا ہے یہ علاقہ اس نے سینکڑوں برس پہلے دیکھا تھا جب وہ تبت میں آیا تھا اور وہاں کے راجہ نے اسے ایک ہیرا تحفے کے طور پر دیا تھا اب تو معلوم نہیں اس راجہ کی چھٹی یا ساتویں پشت حکومت کر رہی ہو گی۔

جہاں بازار ختم ہوتا تھا وہاں سے ڈھلان کے مکان شروع ہو جاتے تھے جو اوپر پہاڑ کی چوٹی تک چلے گئے تھے بستی کے بازار میں سے گزرتے ہوئے عنبر نے ایک شخص کو دیکھا اسے محسوس ہوا کہ اس کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے اسے یاد نہیں آ رہا تھا اتنے میں وہ شخص لوگوں کے ہجوم میں غائب ہو گیا عنبر نے کیلاش سے اس شخص کے بارے میں کوئی ذکر نہ کیا رات سر پر آ رہی تھی اس بستی میں ان کا ارادہ تھا کہ وہ رات بھر آرام کریں گے اور صبح جھیل نندن سر کی طرف روانہ ہوں گے عنبر نے کیلاش سے کسی سرائے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا

کہ اس بستی میں سرائے نام کی کوئی شے نہیں ہے البتہ روحوں کے مندروں میں مسافروں کے آرام کرنے کی کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں وہ دونوں ایک مندر کی طرف چل پڑے یہ مندر بستی سے نکل کر مہا گنی کے ایک گنجان درخت کے نیچے بنا ہوا تھا۔

کیلاش عنبر کو اپنے ساتھ مندر کے پروہت کے پاس لے گیا، پروہت کا سر گنجا اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں بالکل چین کے لوگوں کی طرح پروہت نے بڑے غور سے کیلاش اور عنبر کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو کہاں جا رہے ہو۔؟

کیلاش کچھ اوٹ پٹانگ بات کرنے ہی والا تھا کہ عنبر نے جھٹ کہا۔

اے نیک دل بزرگ پروہت، ہم دونوں مسافر ہیں اور ملک اُجین سے جھیل نندن سر کے مقدس مندر درگا مندر کی یاترا کے لئے چلے تھے آپ کے مندر میں اجازت لینے پر ایک رات بسر کر کے پھر سفر پر

روانہ ہو جائیں گے۔

پروہت نے عنبر کو سر سے پاؤں تک گھورا اور کہا۔

کیا تم کو اپنے کسی دوست کی بھی تلاش ہے۔؟

عنبر تو حیران رہ گیا کہ اس گنجے پروہت نے اس کے دل کا حال کیسے جان لیا کیونکہ اسے واقعی اپنے ناگ دوست کی تلاش تھی عنبر نے ہنس کر کہا۔

اے بزرگ انسان، آپ نے میرے دل کا حال کیسے معلوم کر لیا مجھے سچ مچ اپنے ایک دوست کی تلاش ہے جو مجھ سے بچھڑ گیا ہے۔

پروہت نے مسکرا کر کہا۔

تمہارے چہرے پر لکھا ہوا ہے کہ تم کسی جگری دوست کی تلاش میں گھر سے نکلے ہو ہم پروہت ہیں اور بدروحوں کی پوجا کرتے ہیں ہمیں اتنا علم ضرور حاصل ہو جاتا ہے کہ انسانوں کے چہرے پڑھ سکیں۔

عنبر نے پوچھا۔

اے بزرگ پروہت کیا تم مجھے میرے دوست کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو میں آپ کا بے حد شکریہ ادا کروں گا۔

پروہت نے کہا۔

بیٹے میں ایک معمولی پروہت ہوں اور بدروحوں کی پوجا کرتا ہوں مجھے غیب کا علم نہیں ہے ہاں میں کسی انسان کا چہرہ دیکھ کر تمہیں یہ بتا سکتا ہوں کہ اس کے دماغ میں کیا ہے اور وہ کیا کرنے گھر سے نکلا ہے اس کے آگے میرا علم ختم ہو جاتا ہے۔

کیلاش نے کہا۔

بابا کیا ہمیں آپ کے مندر میں رات بھر ٹھہرنے کی اجازت مل جائے گی۔؟

دراصل کیلاش عنبر اور پروہت کی لمبی گفتگو سے تنگ آ گیا تھا اور

مطلب کی بات کرنا چاہتا تھا اس کے اس سوال پر پروہت نے مسکرا کر کہا۔
کیوں نہیں بیٹے تمہارے دوست کے آگے کون انکار کرسکتا ہے یوں محسوس ہورہا تھا جیسے پروہت عنبر کی خفیہ طاقت کے بارے میں باخبر ہو چکا ہے اس کے چہرے پر بڑی پراسرار ہنسی تھی عنبر نے بات کی تہہ میں جانے کی زیادہ ضرورت محسوس نہ کی کیوں کہ اسے تو صرف رات گزارنے کے لئے جگہ چاہیے تھی جو پروہت نے دے دی تھی۔
پروہت ان دونوں کو ساتھ لے کر ایک کوٹھڑی میں آگیا۔
تم لوگ اس جگہ رات بسر کرسکتے ہو میں ابھی تمہارے لئے دودھ اور روٹی لاتا ہوں۔
تھوڑی دیر بعد پروہت ان کے لئے دودھ اور روٹی لے آیا جو انہوں نے مل کر بڑے شوق سے کھائی باتوں ہی باتوں میں عنبر نے پروہت کو

بتایا کہ وہ جھیل نندن سر کی یاترا کے لئے جا رہے ہیں پروہت نے کہا۔
یہ بات تم مجھے پہلے بھی بتا چکے ہو بیٹا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم پتھر
کے بتوں دریاؤں اور جھیلوں کی پوجا پر اعتقاد نہیں رکھتے پھر بھی تم
جس سفر پر بھی ہو میں دیوتاؤں سے دعا کرتا ہوں کہ تم اس میں
کامیاب ہو جاؤ.........ان دنوں جھیل نندن سر پر بھگوان کا ایک
نیک اور پسندیدہ انسان بھی گیروے کپڑوں میں پہنچا ہوا ہے اگر
تمہاری اس سے ملاقات ہو جائے تو اس سے ضرور میرا سلام کہنا۔
عنبر نے پوچھا۔
وہ کون ہے بابا۔؟
پروہت نے سرد آہ بھر کر کہا۔
وہ ایک ریاست کا شہزادہ ہے لیکن لوگوں کی خدمت کے لئے گیروے
کپڑوں میں مارا مارا پھرتا ہے اس کا نام مہاویر ہے۔

کیلاش نے پوچھا۔

لیکن ہم اسے کیونکر پہچان سکیں گے بابا۔؟

یاد رکھو وہ آدھی رات کو اٹھ جنگل میں کسی پہاڑی پر تمہیں بھگوان کی عبادت کرتا ملے گا وہ اچھوتوں کے ہاتھ سے پانی پینے میں شرم محسوس نہیں کرے گا اور وہ غریبوں کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہا ہوگا۔

پروہت چلا گیا تو عنبر اور کیلاش دیر تک مہاویر شہزادے کے بارے میں باتیں کرتے رہے کیلاش کو نیند آ گئی عنبر تھوڑی دیر مہاویر اور اپنے جگری دوست ناگ کے بارے میں سوچتا رہا اور پھر اسے بھی نیند آ گئی اگلے روز وہ صبح سویرے ہی اٹھ کھڑا ہوا اس نے کیلاش کو جگایا دونوں نے چشمے پر جا کر غسل کیا پروہت ان کے لئے دودھ لے آیا دودھ پی کر انہوں نے پروہت کا شکریہ ادا کیا اور اپنے سفر پر جھیل نندن سر کی طرف روانہ ہو گئے۔

کنچن چنگا کی وادی سے جھیل نندن سر تک ایک دن یا ایک رات کا
سفر تھا چونکہ وہ منہ اندھیرے چلے تھے اس لئے انہیں یقین تھا کہ وہ
شام ہونے سے پہلے پہلے جھیل نندن سر پہنچ جائیں گے اب ان کا سفر
پہاڑوں کی چڑھائی کا تھا کیوں کہ نندن سر اوپر پہاڑ کی چوٹی پر جا کر
واقع تھی دوپہر تک وہ چڑھائی چڑھتے چڑھتے تھک گئے ایک جگہ
انہوں نے بیٹھ کر کچھ دیر آرام کیا اور دوبارہ سفر شروع کر دیا صرف اس
خیال سے کہ انہیں نندن سر پہنچتے پہنچتے رات نہ ہو جائے۔
تیسرے پہر وہ ایک ایسے علاقے میں پہنچے جہاں چڑھائی ختم ہو گئی تھی
پہاڑیوں کی چوٹیوں پر ایک میدان شروع ہو گیا تھا جہاں اونچے نیچے
بے شمار ٹیلے تھے اور کہیں کہیں کچھ اوپر پہاڑوں پر برف جمی ہوئی تھی
یہاں بے حد سردی تھی کیلاش اور عنبر نے جھولوں میں سے گرم کپڑے
اور اونی ٹوپیاں نکال کر پہن لیں یہاں بڑی سرد ہوا چل رہی تھی ایک

جگہ انہیں خوبانی اور سیب کے درخت ملے یہاں انہوں نے سیب توڑ کر کھائے ایک شفاف چشمے پر پانی پیا، ایک چرواہا اپنی سفید سفید بھیڑوں کو چرا رہا تھا اس نے بتایا کہ جھیل نندن سر تھوڑی ہی دور رہ گئی ہے۔

ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ وہ جھیل نندن سر پہنچ گئے دور سے جھیل کے آس پاس درگا دیوی اور ناگ دیوتا کے مندروں کے سنہری کلس سنہری دھوپ میں چمک رہے تھے جھیل بہت ہی خوبصورت تھی اور پہاڑیوں کے درمیان سبز رنگ کے نگینے کی طرح لگ رہی تھی اس کے پانی کی سطح ساکن تھی مندروں کی طرف سیڑھیاں جھیل کے پانی میں اُتر گئی تھیں یہاں کہیں کہیں یاتری اور پجاری نہا رہے تھے اتنی سخت سردی میں بھی وہ پانی میں اتر کر غسل کر رہے تھے ایک پتلی سے پگ ڈنڈی پہاڑیوں میں سے ہو کر نندن سر کے مندر کی طرف

چلی گئی تھی دونوں دوست اس پہاڑی پگ ڈنڈی پر چل پڑے۔
جھیل کنارے پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ وہاں یاتریوں کی بڑی چہل پہل تھی شام ہو رہی تھی اردگرد جھونپڑوں اور مندروں میں تیل کے دیے اور مشعلیں روشن ہو گئی تھیں جن کا عکس جھیل میں پڑ کر جھملا رہا تھا درگا دیوی کا مندر بہت عالی شان تھا اس کا کلس بہت بلند تھا اور اس پر سونا چڑھا ہوا تھا سامنے جھیل کے دوسرے کنارے پر ناگ دیوتا کا مندر تھا جس کے مینار پر ایک سونے کا بہت بڑا سانپ کنڈل مارے بیٹھا تھا عنبر سب سے پہلے جھیل کے کنارے پہنچا اس نے جھک کر اوک میں جھیل کا ٹھنڈا پانی پیا اور پھر اسے لکڑی کی بوتل میں بند کر کے اپنے جھولے میں رکھ لیا کیلاش نے کہا۔
یہ تم نے کس کے لئے رکھ لیا ہے۔؟ آخر اس کی اتنی جلدی کیا تھی۔؟
عنبر نے کہا۔

مجھے اس پانی سے بڑی عقیدت ہے اس میں بیماروں کے لئے زبردست شفا ہے ہوسکتا ہے جاتی دفعہ میں بھول جاؤں اس لئے میں نے ابھی سے اسے اپنے پاس بند کر کے رکھ لیا ہے۔

بہت خوب۔

مگر کیلاش بھائی اس وقت سب سے اہم سوال یہ ہے کہ رہنے کا بندوست کہاں کیا جائے کیوں کہ یہ محض ایک دورات کی بات نہیں میں کم ازکم یہاں دس روز بسر کرنا چاہتا ہوں۔

کیلاش بولا۔

اس کا بھی بندوبست ہو جاتا ہے میرا خیال ہے ہمیں درگا دیوی کے مندر میں انتظام کرنا چاہیے۔

لیکن عنبر ناگ دیوتا کے مندر میں رہائش اختیار کرنا چاہتا تھا صرف اس لئے کہ اسے امید تھی شاید ناگ کی لاش کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچ

جائے یا اسے بالکل نہیں معلوم تھا کہ اسے وہاں کون لائے گا مار یا کے بارے میں بھی اسے کچھ علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے بہر حال وہ ناگ دیوتا کے مندر میں قیام کرنا چاہتا تھا اگر اس کا جگری دوست ناگ اس کے ساتھ ہوتا تو انہیں ناگ کے مندر میں ٹھہرنے میں ذرا سی بھی پریشانی نہ اٹھانی پڑتی۔

اس نے کیلاش سے ناگ دیوتا کے مندر کے بارے میں کہا تو وہ بولا۔

ارے بھائی اس مندر کا نام نہ لینا۔ وہ تو بڑا پراسرار اور خطرناک مندر ہے راتوں کو سنا ہے وہاں بڑے بڑے اژدہا پہرہ دیتے ہیں اور کوئی اجنبی نظر آ جائے تو اسے پھونک مار کر جلا ڈالتے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

مگر ہم تو اجازت لے کر وہاں ٹھہریں گے پھر اژدہا ہمیں کیوں تنگ کرنے لگے۔؟

کیلاش بولا۔

اجازت تو ہم انسانوں سے لیں گے اژدہا سے تھوڑی لیں گے۔؟

اژدہا پھر اژدہا ہوتے ہیں کوئی انسان تو نہیں ہوتے اس نے جہاں دیکھا کہ دو اجنبی مندر کے اندر بیٹھے آرام کر رہے ہیں فوراً ہمیں آ کر ڈس لیں گے۔

عنبر کہنے لگا۔

یار کیلاش پھر تم نے بزدلی کی باتیں شروع کر دیں تم مجھے وہاں لے چلو باقی کام میں خود سنبھال لوں گا یہ بتاؤ کہ وہاں تمہاری کسی سے واقفیت ہے۔؟

کیلاش نے دماغ پر زور دے کر کہا۔

ہاں۔وہاں میرا ایک چوکیدار واقف ہے۔

عنبر نے ہنس کر کہا۔

بھئی کمال ہے تم ایک چوراور وہ ایک چوکیدار............پھر تمہاری اس سے دوستی کیسے ہوگئی۔؟

کیلاش کھسیانا سا ہو کر کہنے لگا۔

بھائی کیا بتاؤں وہ چوری کرنے میں میری مدد کیا کرتا تھا جب اس بستی کے لوگ سو جاتے تھے تو وہ آ کر بتا دیا کرتا تھا اور میں گھروں میں ڈاکے ڈالا کرتا تھا صبح کو وہ مجھ سے اپنی پتی لے لیا کرتا تھا بہر حال اس کے پاس چلتے ہیں وہ ضرور ناگ مندر میں تمہارا بندوبست کر دے گا۔

کیا مطلب۔؟ یعنی تم وہاں میرے ساتھ قیام نہیں کرو گے۔؟

کیلاش کہنے لگا۔

بھائی تمہیں صاف صاف کہے دیتا ہوں کہ میں سانپوں سے بڑا ڈرتا ہوں جس جگہ سانپ ہوں وہاں میں ایک پل کے لئے نہیں ٹھہر سکتا اور اس مندر میں تو بڑے بڑے ناگ اور اژدہا ہیں میں اس چوکیدار

کے جھونپڑے میں رہ لوں گا اس کا جھونپڑا جھیل کے شروع کی بستی میں ہے تم فکر نہ کرو میں سارا دن تمہارے ساتھ ہوا کروں گا شام کو جب تم مندر میں جانے لگو گے تو میں تم سے الگ ہو جایا کروں گا۔

جیسے تمہاری مرضی۔

عنبر کو معلوم تھا کہ کیلاش ڈرپوک ہے اور وہ کسی حالت میں بھی ایسے مندر میں نہیں رہے گا جہاں ناگ رینگ رہے ہوں اس نے کیلاش کو چوکیدار کے ہاں ٹھہرنے کی اجازت دے دی اور خود اس سے مندر میں ٹھہرنے کی اجازت لینے مندر کی طرف چل پڑا چوکیدار نے دور ہی سے کیلاش کو پہچان لیا دونوں ایک دوسرے سے گلے لگ کر ملے انہوں نے راز داری میں ایک دوسرے سے دو چار لمحے بات چیت کی اور پھر کیلاش نے عنبر کا اس سے تعارف کرایا اور کہا کہ عنبر اس کا بھائی ہے چوکیدار نے ہنس کر پوچھا۔

کیا یہ بھی چوری کرتا ہے۔؟

کیلاش نے کہا۔

نہیں یہ بڑا شریف ہے یہ جھیل نندن سر کی یاترا کو آیا ہے اور اس مندر میں ٹھہرنا چاہتا ہے۔

چوکیدار پہلے ہچکچایا پھر کیلاش کے انعام کا لالچ دینے پر راضی ہو گیا کیلاش سانپوں کے ڈر کے مارے مندر کے اندر نہ گیا بلکہ باہر ہی سے رخصت ہو گیا عنبر چوکیدار کے ساتھ مندر میں داخل ہو گیا مندر میں جگہ جگہ سانپ چل پھر رہے تھے ان میں بعض سانپوں نے اپنے پھن پھیلا رکھے تھے۔

شاہی قیدی

ایک سانپ نے اپنا پھن پھیلا کر عنبر کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھا۔
سانپ کی آنکھیں سرخ تھیں اور اس کی دوشاخہ زبان بار بار باہر نکل
رہی تھی عنبر کو بے اختیار اپنا دوست ناگ یاد آ گیا اس کی جگہ کوئی دوسرا
ہوتا تو یقیناً سانپ کی آنکھوں کے آگے مست ہو کر کھڑا ہو جاتا لیکن
عنبر پر سانپ کی سرخ آنکھوں کا کوئی اثر نہ ہوا وہ چوکیدار کے ساتھ
ڈیوڑھی سے نکل کر مندر کے صحن میں آ گیا مندر کے صحن میں سنگ مر
مر کا فرش لگا ہوا تھا ایک لمبا سا سبز رنگ کا سانپ رینگتا ہوا بڑے
دروازے کی طرف جا رہا تھا سانپ بھی عنبر کو دیکھ کر ایک طرف ہو گیا

اس تبدیلی کو چوکیدار نے بھی محسوس کیا وہ اسے لے کر ایک کوٹھڑی کے اندر آ گیا۔

یہ کوٹھڑی تمہاری ہے تم اس کے اندر جتنی دیر تک چاہو رہ سکتے ہو لیکن شرط صرف یہ ہے کہ کسی پجاری یا بڑے کاہن پر یہ ظاہر نہیں ہونے دینا کہ تم یاتری ہو کوئی پوچھے تو یہی کہنا ہے کہ تم چوکیدار کے چھوٹے بھائی ہو کیونکہ یاتریوں کو اس مندر میں ایک روز سے زیادہ قیام کی اجازت نہیں ہے۔

میں کسی سے بات نہیں کروں گا۔ تم فکر نہ کرو۔

چوکیدار نے عنبر کے قریب منہ لا کر کہا۔

اس کے عوض اگر تم چاہو تو مجھے جاتے ہوئے سونے کے چند سکے پیش کر سکتے ہو تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ ان دنوں گزارہ بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔

عنبر نے کہا۔

گھبراؤ نہیں جاتے ہوئے تمہیں کوئی نہ کوئی ایسی شے ضرور دیتا جاؤں گا کہ تم ساری زندگی مجھے دُعائیں دیتے رہو گے۔

چوکیدار نے عنبر کو کچھ شبہے کی نظر سے دیکھا جیسے وہ اس سے مذاق کر رہا ہو اور چپکے سے کوٹھڑی سے باہر نکل گیا عنبر نے اب کوٹھڑی کا جائزہ لیا ایک ایک شے کو غور سے دیکھا کونے میں موم بتی کی مشعل جل رہی تھی اس کی ہلکی ہلکی روشنی میں دیواروں پر بنی ہوئی سانپوں کی تصویریں اور ابھرے ہوئے مجسمے صاف نظر آرہے تھے۔ عنبر سارے دن کے سفر کا تھکا ہوا تھا وہ چار پائی پر لیٹتے ہی سو گیا۔

دوسری طرف کیلاش نے چوکیدار کی جھونپڑی میں جا کر ڈیرا جمالیا چوکیدار نے رات کو گھر آکر عنبر کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے یہی بتایا کہ وہ بڑی خفیہ طاقتوں کا مالک ہے اور اس پر کوئی بھی

زہر یا تلوار اثر نہیں کرتی چوکیدار بڑا حیران ہوا اسے یقین نہ آیا بہر حال دونوں رات کو اسی موضوع پر باتیں کرتے کرتے سو گئے۔

درگا دیوی کے مندر میں روشنیاں بجھنے لگیں۔

قزاق جو درگا دیوی کا سونے کا بت چوری کرنے آیا تھا مندر کی پچھلی دیوار کے سائے میں آ کر لیٹ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ آدھی رات کے بعد ساری روشنیاں گل ہوں تو وہ ڈاکہ ڈالے آدھی رات گزر گئی تو مندر کی قریباً ساری روشنیاں بجھا دی گئیں صرف مندر کے کلس پر اور اندر مورتیوں کے پاس مشعلیں جلتی رہیں پجاری عبادت کرتے سو گئے اس وقت قزاق چپکے سے اٹھا اس نے مندر کی پرانی دیوار پر کمند پھینکی اور دیوار کے اوپر چڑھ کر مندر کی چار دیواری کے اندر کود گیا یہاں سے ایک برآمدہ اوپر والے برآمدے میں چلا گیا تھا وہاں سے ہو کر قزاق ایک دروازے کو کھول کر تہہ خانے میں اترنے لگا تھا کہ

ایک پجاری نے اس کا راستہ روک لیا یہ وقت بڑا نازک تھا قزاق نے آؤ دیکھا نہ تاؤ خنجر نکال کر پجاری کے پیٹ میں گھونپ دیا اور ساتھ ہی اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا تا کہ اس کی چیخ کی آواز نہ نکل سکے موٹا پجاری آواز نکالے بغیر دھڑام سے فرش پر گر پڑا اور پھر نہ اٹھ سکا۔

تہہ خانے میں اتر کر قزاق ایک خفیہ راستے کے ذریعے اس ہال کمرے میں آ گیا جہاں درگا دیوی کا سونے کا چھوٹا سا سونے کا بت چبوترے پر رکھا تھا یہاں ایک مشعل جل رہی تھی ایک اور پجاری دوزانو بیٹھا سر جھکائے پوجا کر رہا تھا قزاق ستون کی آڑ میں کھڑا انتظار کرتا رہا کہ پجاری وہاں سے جائے تو وہ آگے بڑھ کر مورتی کو اٹھا لے مگر پجاری نے پوجا کو لمبا کر دیا اتنے میں قزاق کو چھینک آ گئی اس نے اپنی چھینک کو بہت روکا مگر نہ روک سکا چھینک کی آواز سن کر پجاری چونکا وہ

اٹھ کر اس طرف آیا جدھر سے آواز آئی تھی۔

قزاق اپنی جگہ پر جم کر رہ گیا پجاری ستون کے پاس آیا تو قزاق سے اس کی آنکھیں چار ہو گئیں پجاری نے رعب دار آواز میں پوچھا۔

کون ہو تم؟ یہاں آدھی رات کو کیا کر رہے ہو۔؟

قزاق نے جواب دینے کی بجائے آگے بڑھ کر پجاری کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے زمین پر گرا دیا اور دوسرے ہاتھ سے خنجر اس کی گردن پر پھیر کر اس کی شاہ رگ کاٹ کر رکھ دی خون کا فوارہ اچھل پڑا قزاق اچھل کر پڑے ہٹ گیا پجاری کی لاش تڑپنے لگی قزاق نے جلدی سے چبوترے پر رکھی ہوئی درگا دیوی کی سونے کی مورتی اٹھائی اور اندھیرے میں گم ہو گیا۔

اُدھر آدھی رات کو عنبر اٹھ کھڑا ہوا اس کی جاگ کھل گئی تھی اس نے سوچا کہ اسے ابھی جا کر جھیل نندن سر کا پانی بوتل میں لے آنا چاہیے دل

میں اس کے ایک خیال یہ بھی تھا کہ ہو سکتا ہے آدھی رات کو اس کی
ملاقات کسی ایسے سانپ سے ہو جائے جو اسے ناگ کے بارے میں
کچھ بتا سکے وہ کوٹھڑی میں سے نکل کر جھیل نندن سر کے کنارے پہنچ گیا
جھیل کی سطح رات کے اندھیرے میں پر سکون تھی۔
ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی عنبر نے جھیل
کے پانی سے لکڑی کی بوتل بھر کر اس کا منہ بند کیا اور جھولے میں رکھ لی
ٹھیک اس وقت درگا دیوی کے مندر سے قزاق درگا دیوی کی سونے کی
مورتی چوری کر کے باہر کو بھاگا تو ڈیوڑھی میں پہریداروں نے اسے
بھاگتے دیکھ لیا انہوں نے آواز دے کر اسے روکنا چاہا تو قزاق اور تیز
تیز دوڑنے لگا انہیں شک ہوا وہ اس کے پیچھے بھاگنے لگے قزاق جھیل
کی طرف آ گیا جب اس نے دیکھا کہ اس کے پیچھے بہت سے لوگ
لگ گئے ہیں تو وہ گھبرا گیا اس نے جیب میں سے سونے کی مورتی

نکال کر جھیل کنارے پھینک دی اور ایک طرف اندھیرے میں گم ہو گیا اس وقت عنبر پانی لے کر واپس ناگ مندر کی طرف آ رہا تھا اس کی نظر زمین پر پڑی ہوئی سونے کی مورتی پر پڑی۔
عنبر نے جھک کر مورتی اٹھالی ابھی وہ اسے غور سے دیکھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ اسے پہریداروں نے آلیا اس کے ہاتھ سے سونے کی مورتی چھین لی اور اسے رسیوں سے جکڑ کر واپس درگا دیوی کے مندر میں لے آئے وہاں ہر طرف شور مچ گیا تھا کہ چور دو پجاریوں کو قتل کر کے سونے کی مورتی اٹھا کر بھاگ گیا ہے جب انہوں نے عنبر کو رسیوں میں جکڑے ہوئے دیکھا تو پجاری اس پر ٹوٹ پڑے لاتوں اور گھونسوں کی بارش شروع کر دی آخر بڑے پجاری نے آ کر انہیں روکا اور عنبر کو تہہ خانے میں بند کر دیا اس تہہ خانے کے منہ پر بھاری پتھر رکھا تھا اور وہاں کوئی کھڑکی دروازہ یا روشن دان نہیں تھا۔

دوسرے روز ساری بستی میں یہ خبر عام ہوگئی کہ رات پہریداروں نے ایک چور کو پکڑا ہے جو درگا دیوی کی سونے کی مورتی چرا کر بھاگ رہا تھا اس سے پہلے بھی مندر میں سونے کی مورتیاں چوری ہوا کرتی تھیں لوگ بڑے خوش ہوئے کہ آخر کار چور پکڑ لیا گیا انہوں نے بڑے پجاری سے مطالبہ کیا کہ چور کو سر عام بستی کے چوک میں آگ میں ڈال کر ہلاک کر دیا جائے۔

کیلاش عنبر کی کوٹھڑی میں آیا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا چوکیدار نے اسے بتایا کہ اس کا دوست تو ایک نامی گرامی چور نکلا کیلاش کو بڑی حیرانی ہوئی کہ عنبر کو چوری کرنے کی کیا ضرورت تھی بھلا۔ اس نے چوکیدار سے کہا۔

تم لوگوں کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی، میرا دوست چور نہیں ہے اسے چوری کرنے کی کیا ضرورت تھی۔؟

چوکیدار بولا۔

ضرورت نہیں تھی تو پھر اس نے سونے کی درگا دیوی کی مورتی کیوں چوری کی۔

اب تو کیلاش بہت ہی حیران ہوا اچانک اسے اس قزاق کا خیال آ گیا جس کا ساتھی عنبر کے ہاتھوں قتل ہوا تھا اور جو درگا دیوی کی مورتی چرانے وہاں سے بھاگا تھا اس نے چوکیدار کو لاکھ سمجھانے کی کوشش کی کہ اصل چور اس کا دوست نہیں بلکہ ایک اور ڈاکو ہے جو محض اسی نیت سے اسی بستی میں داخل ہوا تھا لیکن بھلا اس کی بات پر کون اعتبار کر سکتا تھا تنگ آ کر اس نے چوکیدار سے کہا۔

سنو۔ تمہارا میرا برسوں کا دوستانہ رہا ہے میں نے تمہارے لئے آج تک بہت کچھ کیا ہے تم سب باتوں کو چھوڑو یہ بتاؤ تم میرے لئے ایک کام کر سکتے ہو۔؟

چوکیدار نے پوچھا۔

وہ کیا۔؟

کیا تم کسی طرح میری ملاقات میرے دوست عنبر سے کرا سکتے ہو۔؟

یہ بہت مشکل ہے وہ درگا مندر کے شاہی پجاریوں کا مجرم ہے وہ تو کسی ایسے زمین دوز تہہ خانے میں قید ہو گا جہاں چڑیا پر نہیں مار سکتی ہو گی پھر بھلا میں تمہیں وہاں تک کیسے لے جا سکتا ہوں؟ وہاں تک تو میں خود بھی نہیں جا سکتا۔

کیلاش نے کہا۔

کچھ بھی ہو دوست آج میری دوستی کا حق ادا کرو اور مجھے میرے دوست سے ملوا دو۔ میں تمہارا احسان عمر بھر نہ بھولوں گا۔

چوکیدار گہری سوچ میں پڑ گیا پھر سر ہلا کر بولا۔

میں کوشش کروں گا۔

کوشش نہیں دوست .... مجھ سے وعدہ کرو۔

اچھا......... میں وعدہ کرتا ہوں۔

میں کس وقت تیار ہوں۔؟

آج دوپہر تمہیں بتاؤں گا۔

چوکیدار یہ معلوم کرنے کے لئے درگا دیوی کے مندر میں چلا گیا کہ عنبر کو پجاریوں نے شاہی قیدی کی حیثیت سے کس جگہ قید کر رکھا ہے عنبر خود بڑا پریشان تھا کہ یہ کیا بیٹھے بٹھائے اس پر مصیبت آن پڑی اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے مگر خواہ مخواہ وہ ایک تنگ وتاریک سیل زدہ تہہ خانے میں لا کر بند کر دیا گیا تھا جب کہ اسے باہر رہ کر اپنے دوست ناگ کا انتظار کرنا تھا اور یہ دیکھنا تھا کہ کہیں اس کی بہن ماریا وہاں نہ آن نکلے۔

لیکن اب تو وہ تہہ خانے میں بند کر دیا گیا تھا اب اسے دنیا کی کوئی

طاقت وہاں سے باہر نہیں نکال سکتی تھی باہر نکلنے کے لئے عنبر بہرام جن
کی مدد لینا نہیں چاہتا تھا اس کی وجہ وہی تھی کہ کہیں وہ تنگ آ کر بھاگ
نہ جائے یا اگر بھاگے نہ تو اس کے خلاف ہی نہ ہو جائے کیونکہ جن کبھی
کبھی مزاج خراب ہونے سے اپنے مالک کے خلاف بھی بغاوت کر
دیا کرتے ہیں وہ خاموشی سے کوٹھڑی کے پتھروں پر بیٹھ گیا یہاں بے
حد سردی تھی پجاریوں نے اس سے جھیل کے پانی والا تھیلا اور گرم
پوستین بھی چھین لی تھی اگر وہ ایک عام انسان ہوتا تو بہت جلدی سردی
سے ٹھٹھر کر مر جاتا لیکن چونکہ اس کے جسم پر موسموں کا اثر بہت کم ہوتا
تھا اس لئے وہ زندہ رہا اسے سردی کا احساس بہت کم ہوا۔
دوسرے پہر چوکیدار نے کیلاش کو آ کر بتایا کہ عنبر مندر کے سب سے
پرانے اور خطرناک تہہ خانے میں قید ہے اور وہاں کوئی نہیں جا سکتا
کیلاش نے چوکیدار کی ایک بار پھر منت سماجت شروع کر دی کہ اسے

کسی نہ کسی طرح سے عنبر سے ملایا جائے عادت کے مطابق پہلے تو وہ انکار کرتا رہا پھر وہ مان گیا اور بولا۔

مگر میں ایک شرط پر تمہیں تمہارے دوست سے ملاؤں گا کہ کسی حالت میں بھی میرا نام زبان پر نہیں لانا ہوگا۔

چوکیدار کی اس شرط پر کیلاش نے قسم کھا کر وعدہ کیا کہ وہ کسی سے کسی حالت میں بھی اس کا ذکر نہیں کرے گا چوکیدار نے کہا۔

آج رات تیار رہنا میں تمہیں تمہارے دوست کے پاس لے چلوں گا۔

آدھی رات سے کچھ پہلے چوکیدار کیلاش کے پاس آیا اور اسے ایک سیاہ لبادہ اوڑھا کر اپنے ساتھ لے کر درگا دیوی کے مندر کی طرف چل پڑا مندر میں ہر کوئی اسے جانتا تھا اس نے سب سے یہی کہا کہ تبت سے اس کا چھوٹا بھائی کیلاش اس سے ملنے آیا ہے اس لئے وہ

اسے درگا دیوی کا مندر دکھا رہا ہے۔

چوکیدار کیلاش کو لے کر ایک خفیہ راستے کے ذریعے اس راہداری میں لے آیا جو عنبر کے قید خانے کو چلی جاتی تھی خدا جانے چوکیدار نے پہریداروں کو کیا سبز باغ دکھائے تھے کہ انہوں نے کیلاش پر سارے راستے کھول دیے۔

تھوڑی دیر بعد کیلاش عنبر کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا عنبر نے جب سارا اصل قصہ کیلاش کو سنایا تو وہ بولا۔

میرا اپنا بھی یہی خیال تھا کہ یہ کام سوائے اس قزاق کے اور کسی کا نہیں ہو سکتا مگر وہ کیسا بے وقوف ڈاکو تھا کہ سونے کی مورتی جھیل کے کنارے پھینک کر بھاگ گیا۔

اس کا خیال تھا کہ اس طرح میں بچ جاؤں گا۔

کیلاش نے فکر مند ہو کر پوچھا۔

مگراب کیا ہوگا، تمہیں یہاں سے کس طرح آزاد کرایا جائے۔؟

عنبر نے کہا۔

اس کی ایک ہی صورت ہے کہ کسی طرح پہریداروں کو رشوت دی جائے اور چابیاں تالے توڑ کر یہاں سے فرار ہوا جائے۔

میں پوری کوشش کروں گا۔

اتنے میں چوکیدار نے آ کر اسے کہا جلدی کرو، زیادہ دیر وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں کیلاش عنبر کو تسلی دے کر چوکیدار کے ساتھ تہہ خانے سے باہر نکل آیا وہ اس کے جھونپڑے میں جا کر اسے صبح تک ستاتا رہا کہ کسی طرح وہ بھاری رقم لے کر عنبر کو وہاں سے بھگانے میں مدد کرے مگر چوکیدار نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ وہ جتنا کچھ کرسکتا تھا اس نے کر دیا ہے اب وہ شاہی قیدی کو بھگا کر راجہ سے اپنی کھال نہیں کھنچوانا چاہتا راجہ کا نظام ایسا زبردست تھا کہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

تھا کہ اصل مجرم کا پتہ نہ چلایا جا سکے۔

اُلٹا لٹکا دو

کیلاش چور نے آخر چوکیدار کو راضی کر لیا۔

خدا جانے اس نے چوکیدار کو کیا رشوت دی کیا سبز باغ دکھائے کہ وہ عنبر کو تہہ خانے سے بھگانے پر تیار ہو گیا کیلاش نے چوکیدار ہی کے ذریعے عنبر کو یہ پیغام پہنچا دیا کہ وہ آدھی رات کو تیار رہے عنبر اس لئے خوش ہوا کہ اس تہہ خانے کی بک بک جھک جھک سے چھٹکارا ملے گا

اور وہ اپنے دوست ناگ اور بہن ماریا کو تلاش کر سکے گا وگرنہ ایک نہ ایک دن تو اسے وہاں سے نکلنا ہی تھا آگ میں تو وہ لوگ اسے جلا ہی نہیں سکتے تھے طے یہ پایا کہ اس رات کو چوکیدار کسی نہ کسی طرح اپنا پہرہ تہہ خانے کے باہر لگوائے گا اور یوں وہ عنبر کو پجاری کے بھیس میں کیلاش کے ساتھ وہاں سے بھگا دے گا۔

عنبر کو بعد میں پتہ چلا کہ کیلاش نے چوکیدار سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس خدمت کے عوض عنبر سے وہ دوائی لے دے گا جسے کھا کر وہ بھی ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائے گا اور اس پر بھی آگ اور تلوار کا وار کوئی اثر نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ آدھی رات کو چوکیدار تہہ خانے میں عنبر کے پاس آ گیا اس کے کندھے پر پجاری کا لباس تھا اس نے وہ لباس عنبر کو دیا اور کہا۔

اسے فوراً پہن کر باہر آ جاؤ۔

عنبر نے جلدی سے پجاریوں کا لباس پہن لیا چوکیدار نے پتھر ہٹا دیا عنبر تہہ خانے سے باہر آ گیا چوکیدار اسے ساتھ لے کر مندر کے پچھلے دروازے پر آ گیا یہاں کیلاش تیار کھڑا تھا ابھی عنبر نے دروازے سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ اچانک چاروں طرف سے انہیں راجہ کے سپاہیوں نے گھیر لیا ان کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں اور وہ خونخوار نگاہوں سے بھاگنے والے مجرم اور مدد کرنے والے چوکیدار اور کیلاش کو دیکھ رہے تھے سپہ سالار نے غضبناک آواز میں کہا۔

ان تینوں کو گرفتار کر کے راجہ کے حضور پیش کرو۔

سپاہی آگے بڑھے، انہوں نے عنبر کیلاش اور چوکیدار کو زنجیروں میں جکڑ لیا اور ہنٹر مارتے ہوئے شاہی محل کی طرف لے گئے یہ کسی کو نہ پتہ چل سکا کہ اس فرار کے بارے میں کس نے راجہ کے سپاہیوں کا اطلاع کر دی تھی بہر حال اب وہ گرفتار ہو گئے تھے ان کا بڑا ابھیا تک

انجام تھا راجہ کے دربار میں ان کو پیش کیا گیا راجہ نے اسی وقت کوئی بات سنے بغیر حکم دیا کہ ان تینوں کو پورن ماشی کی رات کو درگا دیوی کے مندر کے سامنے والے میدان میں زمین میں گاڑ کر ان کی گردنیں قلم کر دی جائیں۔

کیلاش اور چوکیدار تو تھر تھر کانپنے لگے عنبر خاموش رہا سپاہی ان تینوں کو زنجیروں میں جکڑے شاہی قلعے میں لے گئے جہاں انہیں الگ الگ تہہ خانے میں ڈال دیا گیا یہ بیٹھے بیٹھائے ان پر عجیب مصیبت پڑ گئی تھی کیلاش کا تو برا حال تھا بے چارا بار بار پچھتا رہا تھا کہ اس نے عنبر کو بھگا کر لے جانے کا خیال ہی کیوں کیا؟ جب کہ اسے تو کوئی مار ہی نہ سکتا تھا دوسری طرف چوکیدار کا رو رو کر برا حال ہو رہا تھا جس نے لالچ میں آ کر اپنی جان سے ہاتھ دھو یا اور اب موت کا انتظار کر رہا تھا پورن ماشی یعنی پورے چاند کی رات کو ابھی چار پانچ دن پڑے تھے

لیکن اب انہیں کوئی نہ بچا سکتا تھا۔

اب ذرا ماریا کی بھی خبر لیں کہ وہ بے چاری کس حال میں ہے ماریا کا دمبری کے ساتھ کسان قزاق کو ٹھکانے لگانے کے بعد گھوڑے پر سوار جھیل نندن سر کی طرف سفر کر رہی ہے ناگ کی لاش کی صندوقچی اس کے پاس محفوظ رکھی ہے کا دمبری بھی گھوڑے پر سوار ماریا کے ساتھ ساتھ چلی جا رہی ہے ماریا گھوڑے سمیت غائب ہے اور کسی کو دکھائی نہیں دے رہی چلتے چلتے وہ شام کو اسی بوڑھے کی جھونپڑی کے باہر پہنچیں جس کے بیٹے کو عنبر کی دوائی نے تندرست کیا تھا اور جہاں جادوگر سے عنبر کا مقابلہ ہوا وہ جادوگر اس وقت بھی بوڑھے لکڑ ہارے کی جھونپڑی میں موجود تھا اور اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کر رہا تھا ماریا نے کا دمبری کو گھوڑے سمیت درختوں کے پاس چھوڑا اور خود یہ معلوم کرنے جھونپڑی کی طرف آ گئی کہ یہاں کون رہتا ہے اور کیا ان

دونوں کو وہاں کھانے کے علاوہ رات بسر کرنے کو تھوڑی سی جگہ مل سکتی ہے۔؟

ماریا گھوڑے پر سوار نہیں تھی وہ غائب حالت میں تھی اور کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی وہ جھونپڑی کی کھڑکی کے پاس آ کر کھڑی ہوگئی اور اس نے اندر جھانک کر دیکھا کہ ایک گنجا سیاہ رو جادوگر حکیم بوڑھے لکڑ ہارے اور اس کی بیوی سے سخت تلخ کلامی کر رہا ہے اور اس کا بیٹا بے چارہ سہا بیٹھا ہے جادوگر کہہ رہا تھا۔

اگر تم نے میری وہ رقم نہ دی جو تم نے چھین لی تھی تو میں ابھی تمہارے بچے کو اپنے کالے علم سے جلا کر بھسم کر دوں گا۔

بوڑھا باپ اس کی منت سماجت کرنے لگا۔

گورو جی، معاف کر دو، ہمارے بیٹے کی جان نہ لو وہ رقم اس وقت میرے پاس نہیں میں نے دو بیل منگوا کر ناگ مندر میں قربانی کر دی

تھی اگلے موسم میں میں آپ کے سارے پیسے پائی پائی کر کے ادا کر دوں گا۔

مگر جادوگر تو ہوا کے گھوڑے پر سوار تھا اس نے بچے کو چھین کر اپنی ران تلے دبا لیا اور کہا۔

اگر بڈھے تم نے میری رقم ابھی نہ دی تو میں اپنے جن بلوا کر تمہارے بچے کی ابھی جان نکلوا دوں گا بول دیتا ہے پیسے یا نہیں۔؟

بچے کی ماں اور باپ دونوں گنجے موٹے جادوگر کے قدموں پر گر پڑے اور اس کے پیر پکڑ کر اپنے بچے کی جان بخشی کے لئے رو رو کر التجائیں کرنے لگے مگر سنگدل جادوگر کے کان پر جوں تک نہ رینگی وہ اسی طرح اپنی ضد پر اڑا رہا اور بار بار یہی کہتا رہا کہ اگر رقم نہ ملی تو وہ بچے کا سارا خون جن بھوتوں کو پلا دے گا۔

ماریا نے یہ منظر دیکھا تو اسے جادوگر پر سخت طیش آیا اور بچے کے ماں

باپ پر بے حد رحم آیا اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس نقلی اور پتھر دل ظالم جادوگر کو اس کے بڑے بول کا ضرور مزا چکھائے گی۔

وہ چپکے سے کھڑکی میں سے کوٹھڑی کے اندر کود گئی اس کے اندر جانے کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اس لئے کہ وہ تو غائب تھی پھر بھلا کسی کو کیسے اس کی موجودگی کی خبر ہوسکتی تھی جادوگر نے معصوم بچے کو ابھی تک اپنی بھاری بھرکم ران کے نیچے دبا رکھا تھا بے چارے بچے کا دم گھٹتا جا رہا تھا۔

ماریا جادوگر کے پیچھے آ کر کھڑی ہوگئی اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ایک زوردار دوہتر جادوگر کے کندھے پر دے ماری جادوگر الٹ کر دور جا گرا اور بچہ اس کی ران سے نکل کر آزاد ہوگیا جادوگر اٹھ کر کھڑا ہوگیا اس نے ایک زبردست تھپڑ بچے کے گال پر جڑ دیا۔

گستاخ تمہاری یہ جرات کہ مجھے دھکا دو۔

اس کا خیال تھا کہ اس کو بچے نے دھکا دیا ہے حالانکہ وہ بیچارہ اس کی ٹانگوں میں دبا ہوا تھا بچہ درد سے بلبلا اٹھا ماریا کو غصہ چڑھ گیا اس نے اسی زور سے ایک طمانچہ جادوگر کے موٹے پھولے ہوئے گال پر جڑ دیا چٹاخ کی آواز پیدا ہوئی اور جادوگر چکرا گیا اس نے بچے کو ایک زوردار لات ماری وہ یہ سمجھا کہ یہ طمانچہ بھی بچے نے ہی اچھل کر مارا ہے۔

لات کھا کر بچہ اپنے باپ کے قدموں میں جا گرا اور درد سے تڑپنے لگا ماریا نے اسی طرح ایک زوردار لات جادوگر کے پھولے ہوئے پیٹ پر دے ماری جادوگر پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا اور ہائے ہائے کرنے لگا بوڑھا لکڑہارا اور اس کی بیوی بھی حیران تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور کون جادوگر کو طمانچے اور لاتیں مار رہا ہے مگر ان بے چاروں کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا آخر ماریا نے بارعب آواز میں کہا۔

سن اے جادوگر میں تیری موت بن کر یہاں آئی ہوں میں درگا دیوی ہوں تم نے اس معصوم بچے پر جو ظلم کیا ہے اس کے لئے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں جان سے نہ ماروں تو خود ہی اپنے پاؤں میں رسی باندھ کر باہر کے درخت پر الٹے لٹک جاؤ۔

جادوگر تھر تھر کانپنے لگا بوڑھا لکڑ ہارا اور اس کی بیوی بھی سہم کر ایک طرف کھڑے ہو گئے انہیں عورت کی آواز آ رہی تھی مگر عورت کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی جادوگر زمین پر گر اپڑا۔

معافی درگا دیوی معافی مجھ سے غلطی ہوگئی مجھے معاف کر دو میں آئندہ کبھی ایسا ظلم نہیں کروں گا۔

ماریا نے کہا۔

لیکن جو ظلم تم کر چکے ہو اس کی سزا تمہیں مل کر رہے گی۔

جادوگر سجدے میں گر پڑا۔

معاف کر دو دیوی، معاف کر دو۔

ماریا نے گرج کر کہا۔

ہرگز نہیں ابھی اٹھ کر باہر چلو یہاں سے رسی پکڑو اور اپنے پیروں میں باندھ کر درخت پر اُلٹے لٹک جاؤ میں تم کو حکم دیتی ہوں اگر تم نے ذرا سی اور دیر کر دی تو میں تر شول مار کر تمہاری گردن تن سے جدا کر دوں گی۔

موٹا جادوگر کانپتا ہوا اٹھا کونے سے رسی لے کر باہر درخت کے نیچے آ گیا پھر وہ درخت کے اوپر چڑھ گیا ایک شاخ پر بیٹھ کر اس نے پہلے رسی اپنے پاؤں میں باندھی اور پھر الٹا لٹک گیا وہ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی موٹا تازہ ریچھ درخت پر الٹا لٹکا دیا گیا ہو ماریا جھونپڑے کے اندر آ گئی بوڑھا لکڑہارا اور اس کی بیوی اور بچہ ایک دیوار سے لگے

ناگ زندہ

کھڑے تھے یہ عجیب وغریب تماشا اپنی حیران آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جھونپڑے کے اندر جا کر ماریا نے نرم اور میٹھی آواز میں کہا۔

اے نیک دل بابا، اپنے بچے کے ساتھ تم یہاں خوش وخرم رہو اور کبھی اس جادوگر کی طرف سے خوف مت کھانا اب یہ زندگی بھر تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

بچے کی ماں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اے درگا دیوی۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ ہم غریبوں کے گھر پر آئیں اور آپ نے ہمارے بچے کی جان بچائی ہم آپ کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہوگا۔

ماریا نے کہا۔

یہ میرا فرض تھا کہ ایک غریب مزدور کی مدد کرتی اور ظالم کو اس کے ظلم کی سزا دیتی۔

بوڑھے نے عرض کی۔

اے عظیم درگا ماتا، اس ظالم جادوگر کو اپنے ظلم کی کافی سزا مل چکی ہے اسے اب معاف کر دیں۔

ماریا نے کہا۔

میں اسے کبھی معاف نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اگر آپ لوگوں کی یہی رائے ہے تو میں اسے معاف کرتی ہوں جاؤ جا کر اس کی رسی کاٹ دو۔

بوڑھا لکڑہارا درانتی لے کر باہر گیا درخت پر چڑھ کر اس نے جادوگر کی رسی کاٹ دی وہ دھڑام سے نیچے گر پڑا ماریا نے کھڑکی میں کھڑے ہو کر آواز دی۔

اس نیک بوڑھے کی سفارش پر میں تمہیں چھوڑ رہی ہوں

.........یہاں سے بھاگ جا اگر پھر کبھی تم نے ادھر کا رخ کیا تو میں

تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گی..............دفع ہو جاؤ میری آنکھوں کے سامنے سے.......

جادوگر نے ہاتھ جوڑ کر سلام کیا اور ایسا بھاگا کہ مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ماریا نے بوڑھے اور اس کی بیوی سے کہا۔

سنو بابا، ہماری ایک بہن اس جنگل میں اس وقت اکیلی سفر کر رہی ہے وہ آپ کی جھونپڑی میں ابھی آئے گی اسے رات بسر کرنے کے لئے جگہ چاہیے اسے یہاں رات گزارنے دو اس کا ہم تمھیں نیک بدلہ دیں گے۔

بوڑھے اور اس کی بیوی نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

درگا ماتا، یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ کی بہن ہمارے جھونپڑے میں رات بسر کرے کاش ہم اس کی اس سے زیادہ خدمت کر سکتے۔

ماریا نے کہا۔

زیادہ خدمت کی ضرورت نہیں میں جارہی ہوں میری بہن ابھی کوئی دم میں یہاں آجائے گی۔

ماریا وہاں سے نکل کر سیدھی درختوں میں کادمبری کے پاس آگئی اس نے پوچھا کہ اندر کیا تماشا ہورہا تھا اور باہر درخت پر الٹا کون لٹکا تھا ماریا نے ہنستے ہوئے کادمبری کو سارا قصہ سنایا اور پھر اسے ساتھ لے کر جھونپڑی میں آگئی کادمبری کا دیکھ کر بوڑھے اور اس کی بیوی نے سر جھکا دیا۔

اسے عظیم ماں کی عظیم بہن ہمارا غریب سا جھونپڑا آپ کی خدمت کے لئے ناکافی ہے کاش ہمارے پاس کوئی بہت شاندار محل ہوتا جہاں ہم آپ کی بہتر خدمت کر سکتے۔

کادمبری نے کہا۔

کوئی بات نہیں بابا.......... آپ کی جھونپڑی میرے لئے کسی محل

سے کم نہیں ہے مجھے اس جھونپڑی میں رات بسر کر کے بے حد خوشی ہو گی۔

بوڑھے کی بیوی نے جھونپڑے کے فرش پر خشک گھاس بچھا دیا کادمبری کو کھانے کے لئے جو کی روٹی اور بکری کا دودھ دیا اس کے ساتھ ماریا بھی کھانے پر بیٹھ گئی کسی کو خبر نہ ہو سکی کہ کادمبری اکیلی روٹی نہیں کھا رہی بلکہ اس کے ساتھ ماریا بھی کھانا کھا رہی ہے کھانے سے فارغ ہو کر ماریا بھی کادمبری کے ساتھ ہی گھاس پر لیٹ گئی اور پھر دونوں سو گئیں۔

صبح ان کی آنکھ کھلی تو سورج نکل آیا تھا اور اس کی روشنی باہر پہاڑوں اور وادی پر پھیل گئی تھی دور کنچن چنگا پہاڑیوں کی برف پوش چوٹیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں رخصت ہونے سے پیشتر کادمبری یوں ہی بوڑھے اور اس کی بیوی سے باتیں کرنے لگی باتوں ہی باتوں میں

اسے معلوم ہوا کہ عنبر اپنے کسی دوست کے ساتھ وہاں آیا تھا۔

ماریا نے کادمبری کے کان میں کہا۔

بابا سے پوچھو وہ لوگ کس طرف گئے ہیں۔؟

کادمبری کے سوال کرنے پر بوڑھے لکڑ ہارے نے بتایا کہ وہ لوگ وہاں سے جھیل نندن سر جانے کا سوچ رہے تھے اور ضرور وہ اسی طرف گئے ہیں ماریا کے اشارے پر کادمبری نے بوڑھے سے جھیل نندن سر جانے والے راستے کی ساری معلومات حاصل کر لیں اور پھر ان کا شکریہ ادا کر کے ان سے اجازت لے کر آگے روانہ ہو گئیں بوڑھا اور اس کی بیوی اور بچہ اس وقت تک اپنے جھونپڑے کے باہر کھڑے رہے جب تک کہ کادمبری ان کو گھوڑے پر سوار دکھائی دیتی رہی کادمبری کے ساتھ ساتھ درگا دیوی یعنی ماریا بھی گھوڑے پر سوار چلی جا رہی تھی مگر وہ انہیں دکھائی نہیں دیتی تھی۔

اب انہیں سارے راستے کا علم ہوگیا تھا ماریا کو یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی تھی کہ اس کا بھائی عنبر بھی جھیل نندن سر کی طرف گیا ہے اور وہاں ان دونوں کی ضرور ملاقات ہو جائے گی اسے یہ بھی امید تھی کہ وہاں ناگ کی لاش کے بارے میں بھی کوئی نہ کوئی انکشاف ضرور ہوگا اور عنبر اسے پھر سے زندہ کر لے گا ان کی یہ ملاقات کئی مہینوں کے بعد ہو رہی تھی راستے میں ماریا نے کادمبری کو اپنے بھائی عنبر کے بارے میں بہت سی باتیں بتائیں اور جب اس نے یہ کہا کہ عنبر پر زہر اور کسی قسم کی مہلک وار کوئی اثر نہیں کرتا اور یہ کہ وہ کبھی نہیں مرتا تو وہ بے حد حیران ہوئی اس نے کہا۔

ماریا بہن! مجھے اس کا یقین نہیں آرہا بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک انسان پر تلوار کا حملہ ہو اور اس پر کوئی اثر نہ ہو۔؟

ماریا نے کہا۔

پیاری بہن اگر میں تمہاری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو سکتی ہوں تو پھر یہ معجزہ بھی ہو سکتا ہے یہ سب کچھ کسی غیبی طاقت کے ہاتھوں ہو رہا ہے اس میں ہماری کوشش جادو یا کسی عمل کا کوئی دخل نہیں ہے۔

دوپہر کے بعد وہ کنچن چنگا کی وادی میں پہنچ گئے یہاں کچھ وقت آرام کرنے کے بعد وہ جھیل نندن سر کی طرف چل پڑیں ابھی رات نہیں ہوئی تھی کہ وہ جھیل نندن سر پہنچ گئیں جھیل نندن سر کے لوگوں نے دیکھا کہ ایک سنہری بالوں والی لڑکی گھوڑے پر سوار بازار میں سے گزر رہی ہے انہیں ماریا دکھائی نہ دی جو اس کے ساتھ ہی ساتھ گھوڑے پر سوار چل رہی تھی وہ دونوں کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھیں جہاں وہ قیام کر سکیں۔

کیلاش کا اغوا

انہیں جھیل کے بائیں جانب ایک مندر دکھائی دیا۔
ماریا نے کادمبری سے کہا کہ اس مندر کی طرف چلا جائے شاید وہاں اسے رہنے کے لئے جگہ مل جائے کادمبری نے گھوڑے کا رخ مندر کی طرف کر دیا۔ یہ درگا دیوی کا مندر تھا دروازے پر ایک عورت جو شکل و صورت سے پجارن معلوم ہوتی تھی تلسی کے پودے کو پانی دے رہی تھی اس عورت نے گیروے رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے مندر کے دروازے پر دونوں جانب مشعلیں جل رہی تھیں ماریا نے

کادمبری سے کہا کہ اس عورت سے بات کرو کادمبری گھوڑے سے اتر کر اس پجارن کے پاس آئی اور کہا کہ وہ بڑی دور سے درگا دیوی کے مندر کی زیارت کرنے آئی ہے کیا اسے وہاں ٹھہرنے کو جگہ مل جائے گی۔؟

پجارن نے بڑے غور سے کادمبری کو دیکھا اور کہنے لگی۔

بٹی اس مندر میں یاتریوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہوتی لیکن تم مجھے پیاری لڑکی لگی ہو اس لئے تمہیں میں اپنے ہاں ٹھہرالوں گی، آؤ میرے ساتھ گھوڑے کو اُدھر درختوں میں باندھ دو۔

کادمبری گھوڑے کو لے کر درختوں میں آ گئی یہاں آ کر تھی ماریا بھی گھوڑے سے اتر پڑی اس کے اترتے ہی گھوڑا ظاہر ہو گیا یعنی اب وہاں ایک جگہ دو گھوڑے تھے لیکن پجارن دور تھی اس لئے اسے گھوڑے نظر نہیں آ رہے تھے ماریا نے کادمبری سے کہا کہ وہ اس کے

ساتھ ساتھ ہی ہو گی کادمبری پجارن کے پاس آ گئی پجارن اسے
ساتھ لے کر مندر کے اندر اپنے مکان میں لے گئی یہ ایک منزلہ مکان
مندر کے صحن میں ایک طرف بنا ہوا تھا صحن میں گائے بندھی ہوئی تھی
پجارن نے ایک تخت پر کادمبری کے لئے دودھ اور جوار کی روٹی رکھ
دی اور کھانے کو کہا کادمبری کے ساتھ ساتھ ماریا نے بھی تھوڑا سا
دودھ پیا اور روٹی کھائی پجارن کادمبری کو ایک چھوٹے سے کمرے
میں لے گئی جہاں زمین پر گھاس کا بستر بچھا تھا دیوار کے ساتھ تپائی پر
موم کی شمع روشن تھی پجارن بولی۔
بیٹی تم اس کمرے میں آرام کرو یہ بتاؤ تمہارا ارادہ کتنے دن تک
ٹھہرنے کا ہے۔
کادمبری نے کہا۔
یہی کوئی چھ سات روز خیال ہے کہ پورن ماشی کی رات کو مندر میں

چراغاں دیکھ کر واپس چلی جاؤں گی۔

پجارن کہنے لگی۔

بڑی اچھی بات ہے اس دفعہ چراغاں کے ساتھ تم تین ایسے چوروں کو قتل ہوتے بھی دیکھ سکو گی جنہوں نے درگا دیوی کے مقدس مندر میں سے سونے کی مورتی چوری کرنے کی کوشش کی تھی۔

کادمبری نے پوچھا۔

کیا انہیں پورن ماشی کی رات کو پھانسی دی جائے گی۔؟

ہاں بیٹی سنا ہے بڑے مشہور چور ہیں اگر وقت پر پتہ نہ چل جاتا تو یہ لوگ مورتی لے اڑے تھے سنا ہے ان میں سے ایک چور تو بڑا خوش خوش رہتا ہے جیسے اسے موت کی کوئی پرواہ نہ ہو باقی دونوں چوروں کا برا حال ہے۔

یہ سن کر ماریا کا ماتھا ٹھنکا اس نے کادمبری کے کان میں سرگوشی کی کہ

پجارن سے خوش خوش رہنے والے چور کے بارے میں اور کچھ پوچھے کا دمبری کے پوچھنے پر پجارن نے اسے بتایا کہ وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتی کہ دو چور تو موت کے ڈر سے بیمار رہنے لگے ہیں جب کہ ایک چور خوب کھاتا پیتا ہے اور ہر وقت مسکراتا رہتا ہے ماریا کو شک ہوا کہ کہیں وہ اس کا بھائی عنبر ہی نہ ہو اس نے کادمبری کے کان میں سرگوشی کی کہ پجارن سے پوچھو یہ لوگ کس جگہ پر قید ہیں.؟

کادمبری نے پوچھا۔

ماتا جی، راجہ نے ان خطرناک چوروں کو کس جگہ قید کر رکھا ہے۔؟

پجارن کہنے لگی۔

وہ اوپر والی پہاڑی کے پرانے قلعے میں قید ہیں وہاں تو کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا اچھا اب تم آرام کرو میں صبح آ کر تمہیں پوجا کے وقت جگا دوں گی۔

اچھا ماتا جی۔

پجارن چلی گئی تو ماریا نے کہا۔

کادمبری ہو نہ ہو، ان چوروں میں سے میرا ایک بھائی عنبر ہی ہے

صرف وہی ایک ایسا شخص ہے جو موت کی خبر سن کر بھی خوش رہ سکتا ہے

کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اسے کوئی بھی ہلاک نہ کر سکے گا۔

کادمبری نے کہا۔

ہو سکتا ہے یہ تمہارا بھائی عنبر ہی ہو مگر اسے مورتی چوری کرنے کی کیا

ضرورت تھی ماریا بہن؟

وہ ضرور کسی سازش کا شکار ہو گیا ہو گا ایسا ہوا ہو گا کہ چوروں کے ساتھ

وہ بھی پکڑا گیا ہو گا بہر حال میں اس سے ملاقات کرنے پہاڑی قلعے

پر جاؤں گی تم کمرے کا دروازہ کھلا رکھنا میں وہاں سے ہو کر سیدھا

یہاں آؤں گی۔

بہت اچھا لیکن وہ سانپ کی لاش والی صندوقچی کا کیا کرنا ہے۔

ماریا نے چونک کر کہا۔

ارے ہاں ،اسے تو میں بھول ہی گئی تھی لاؤ اسے مجھے دو میں سب سے پہلے اسے جھیل نندن سر کے پانی میں غسل دے کر لاتی ہوں۔

ماریا نے صندوقچی لی اور مندر سے نکل کر سیدھی جھیل پر آ گئی جھیل مندر کے سامنے ہی تھی وہ سیڑھیوں پر اتر کر جھیل نندن سر کے کنارے کھڑی ہو گی اس نے جھک کر صندوقچی جھیل کے پانی میں ڈال دی جب اس کے اندر خوب پانی بھر گیا تو اسے لے کر واپس کادمبری کے پاس آ گئی اور کہنے لگی۔

پیاری بہن ۔اس صندوقچی کو حفاظت سے رکھنا خبر دار اس کی طرف سے غافل مت ہونا۔

نہیں بہن میں غافل نہیں ہوں گی تم فکر مت کرو۔

کا دمبری نے صندوقچی دیوار والی تپائی کے نیچے رکھ کر اور گھاس پھونس ڈال دیا ماریا وہاں سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوئی اور سیدھی پہاڑی والے قلعے کی طرف روانہ ہوگئی۔

یہ قلعہ بہت پرانا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ وہاں سوائے قیدیوں کے تہہ خانوں کے اور کچھ نہیں ہے اونچے لمبے بند دروازے پر سخت پہرہ تھا صرف ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جس میں سے سپاہی اندر باہر آتے جاتے تھے ماریا نے سوچا اگر وہ گھوڑے سے اُتری تو گھوڑا ظاہر ہو جائے گا اور سپاہی اسے پکڑ لیں گے چنانچہ وہ پہاڑی کی اوٹ میں آ گئی یہاں اس نے گھوڑے کو ایک پتھر کے ساتھ باندھا اور خود قلعے کے دروازے کی طرف آ گئی دروازے کی چھوٹی کھڑکی بند تھی اور باہر دو سپاہی نیزے کندھوں پر رکھے پہرہ دے رہے تھے ماریا چونکہ غائب تھی اس لئے اسے تو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا تھا پھر بھی کھڑکی بند تھی

اسے کھولنے کے لئے اگر ماریا آگے بڑھ کر ہاتھ لگاتی تو لازمی بات تھی کہ پہرے دار چوکس ہو جاتا کہ یہ کھڑکی خود بخود کیسے کھل گئی چنانچہ وہ ایک جگہ کھڑی ہو کر کھڑکی کھلنے کا انتظار کرنے لگی۔

اسے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اندر سے ایک سپاہی باہر آیا ماریا نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور وہ کھلی کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گئی اندر ایک چھتی ہوئی ڈیوڑھی تھی جو بائیں طرف کو گھوم گئی تھی دونوں جانب کوٹھڑیاں تھیں جہاں سپاہی بیٹھے آرام کر رہے تھے ایک سپاہی تلوار تیز کر رہا تھا ماریا قریب سے گزری تو اسے قدموں کی چاپ سنائی دی وہ چونک کر تکنے لگا پر وہاں کوئی بھی اسے نظر نہ آیا ماریا نے اس سے مذاق کرنا چاہا اس نے زمین پر سے ایک روڑا اٹھا کر سپاہی کے کندھے پر دے مارا سپاہی ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا اور تلوار ہاتھ میں لیے چاروں طرف دیکھنے لگا وہاں کوئی نہیں تھا ماریا نے ایک اور کنکر اٹھا کر اس کے سر پر

دے ماری۔

سپاہی نے غصے میں کہا۔

کون ہے یہاں۔؟

دوسرے سپاہی نے پوچھا۔

کس سے باتیں کر رہے ہو۔؟

سپاہی بولا۔

ابھی ابھی میں نے یہاں کسی کے قدموں کی چاپ سنی پھر کسی نے روڑا مارااور اب یہ کنکر میرے سر پر آن لگا ہے۔

دوسرے سپاہی نے ہنس کر کہا۔

پاگل تم نئے نئے آئے ہو یہ قلعہ بھاری ہے یہاں پرانے بادشاہوں کی روحیں پھرا کرتی ہیں۔

پہلا سپاہی بولا۔

پھرتی ہیں تو پھرا کریں مگر ہمیں پتھر تو نہ ماریں۔

دوسرے سپاہی نے کہا۔

تمہارا وہم ہوگا بھلا کسی روح کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں پتھر مارے تم کچھ پاگل ہو گئے ہو، چلو اپنا کام کرو۔

دوسرا سپاہی مسکراتا ہوا واپس کوٹھڑی میں جانے ہی والا تھا کہ ماریا نے ایک بڑا سا روڑا اٹھا کر اس کے کندھے پر بھی دے مارا وہ تو ڈر کر اندر کوٹھڑی میں بھاگ گیا ماریا ہنس پڑی اور ڈیوڑھی میں سے آگے نکل گئی اب اسے ان تہہ خانوں کی تلاش تھی جہاں اس کے خیال میں عنبر کو قید کیا گیا تھا لیکن سوال یہ تھا کہ اسے کیسے معلوم ہو کہ وہ تہہ خانے کہاں ہیں اس کے لئے ضروری تھا کہ کسی سے پوچھا جائے لیکن ماریا کسی کو دکھائی نہیں دیتی تھی اگر وہ کسی سے پوچھ بھی لیتی تو یقیناً وہ ڈر کر بھاگ جاتا ماریا نے ایک سپاہی کو دیکھا جو گھوڑے کو دانہ ڈال رہا تھا۔

ماریا چپکے سے اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی گھوڑا گھبرا کر ادھر اُدھر پاؤں مارنے لگا سپاہی اسے پچکارنے لگا ماریا نے سپاہی کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اس نے پلٹ کر دیکھا پیچھے کچھ نہیں تھا وہ ڈر کے مارے وہیں ٹھنڈا برف ہو گیا ماریا نے سرگوشی میں کہا۔

خبردار، اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو اسی جگہ قتل کر دیے جاؤ گے میں ایک شہزادی کی روح ہوں جسے اس قلعے میں آج سے ہزار سال زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا تھا میں درگا دیوی کے مندر میں رہتی ہوں میں ان لوگوں کو دیکھنا چاہتی ہوں جنہوں نے میرے مندر میں سے سونے کی مقدس مورتی چوری کرنے کی جرات کی تھی کیا تمہیں معلوم ہے وہ چور کس جگہ قید ہیں۔؟

سپاہی کے منہ سے لفظ نہیں نکل رہے تھے اس نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا چور اس طرف قید ہیں ماریا نے اس کے کندھے پر بوجھ ڈال کر

کہا۔

کس طرف۔؟

اس.........اس طرف.......سیڑھیاں.........آگے....کوٹھڑیاں

..........ہاں.......اس.........اس.........طرف......

سپاہی بے ہوش ہونے کے قریب تھا ماریا نے اس کے کندھے پر سے ہاتھ اٹھالیا اور دیوار کے ساتھ نیچے کو جاتی سیڑھیوں میں آ گئی سپاہی کچھ دیر وہاں بت بنا کھڑا رہا پھر چیخ مار کر ایک طرف کو بھاگ گیا ماریا سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں آ گئی سپاہی نے جاتے ہی دوسرے سپاہیوں کو سارا قصہ سنا دیا کچھ اس کا مذاق اڑانے لگے مگر ان دو سپاہیوں نے جنہیں ماریا نے پتھر مارے تھے کہا۔

اسے مذاق نہ کرو یہ سچا ہے اس روح نے ابھی ابھی یہاں سے گزرتے ہوئے ہمیں بھی پتھر مارتے تھے یہ دیکھو پتھر ابھی تک زمین پر پڑے

ہیں۔
ہوتے ہوتے یہ خبر سپاہیوں کے سپہ سالار تک پہنچ گئی..........اسے جب معلوم ہوا کہ ایک بھٹکی ہوئی روح مورتی چوروں کے بارے میں پوچھ رہی تھی تو وہ چوکس ہو گیا اس نے اسی وقت حکم دیا کہ چوروں کی کوٹھڑیوں کے باہر زبردست پہرہ لگا دیا جائے جس وقت پہریدار تہہ خانے میں سے تلواریں ہاتھوں میں لیے گزرے ماریا دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہی تھی وہ سپاہیوں کو آتا دیکھ کر ایک طرف ہٹ گئی سپاہی گزر گئے ماریا نے ایک جگہ گھوم کر دیکھا کہ سامنے سلاخ دار کوٹھڑی کے باہر زبردست پہرہ لگا ہے اور اندر ایک آدمی سر جھکائے پریشانی کے عالم میں گھاس پر بیٹھا آنسو بہا رہا ہے ماریا سمجھ گئی کہ یہ عنبر تو ہرگز نہیں ہو سکتا مگر اس کا ساتھی ضرور ہے۔
یہ چور کیلاش تھا اب ماریا اس سے بات کرنے کا بہانہ تلاش کرنے لگی

پہرے دار ایک دوسرے کے آمنے سامنے سٹولوں پر بیٹھے تھے وہ الگ ہوں تو ماریا کیلاش سے بات کرے مگر وہ تو جیسے وہاں جم کر بیٹھ گئے تھے ادھر اُدھر ہونے کا نام ہی نہیں لیتے تھے آخر ماریا کو ایک ترکیب سوجھی اس نے زمین پر سے ایک پتھر اٹھایا اور تہہ خانے میں دوسری طرف زور سے پھینک دیا دونوں پہرے دار اس طرف بھاگے ماریا جلدی سے سلاخوں کے پاس آئی اور کیلاش سے بولی۔

سنو کیا تم بتا سکتے ہو کہ تمہارے ساتھیوں کے نام کیا ہیں اور وہ کہاں ہیں۔؟

کیلاش نے چونک کر اوپر نیچے اور ادھر اُدھر دیکھا اور حیران ہوا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے ماریا نے کہا۔

وقت ضائع مت کرو مجھے جلدی سے بتاؤ میں تمہاری ہمدرد ہوں۔

کیلاش نے سر پکڑ لیا۔

تم........تم کون ہو۔؟

ماریا بولی۔

میں ایک روح ہوں۔

اس پر کیلاش چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا ماریا سر پکڑ کر الگ کھڑی ہو گئی کیوں کہ اس کی چیخ کی آواز سن کر سپاہی بھاگ کر وہاں آ گئے تھے انہوں نے کیلاش کے اوپر پانی کی بالٹی پھینک دی اسے ہوش آیا تو اس نے بتایا کہ ابھی ابھی یہاں ایک روح آئی تھی سپاہیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر کیلاش سے کہا۔

بکواس بند کر کے آرام سے پڑے رہو نہیں تو پورن ماشی سے پہلے پہلے تمہاری گردن اتار دی جائے گی۔

کیلاش گھاس پر کانپتے ہوئے بیٹھ گیا اور دونوں سپاہی پہرہ دینے لگے اب وہ بڑے ہوشیار ہو گئے تھے اور ایک ایک آہٹ پر ان کے

کان لگے تھے ماریا کو وہاں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا تھا سوائے اس
بات کے کہ کیلاش بھی ایک چور تھا اور اسے پورن ماشی کی رات کو
پھانسی ملنے والی تھی اس نے سوچا کہ اس شخص کو عنبر کے بارے میں
ضرور کچھ نہ کچھ معلوم ہوگا اس لئے اسے یہاں سے باہر نکالنا چاہیے
رات گزر گئی تھی ماریا نے آگے بڑھ کر ایک سپاہی کے سر پر اس زور
سے پتھر مارا کہ وہ گرتے ہی بے ہوش ہو گیا دوسرا سپاہی چلانے ہی
والا تھا کہ ماریا نے پہلے سپاہی کی لوہے کی ڈھال لے کر اسے
دوسرے سپاہی کے سر پر دے مارا دوسرا سپاہی بھی بے ہوش ہو کر گر پڑا
یہ سب کچھ عنبر دیکھ رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا ماریا نے پتھر سے کوٹھڑی کا
تالا توڑ ڈالا اور کیلاش سے کہا۔

فوراً یہاں سے بھاگ چلو۔

کیلاش نے کہا۔

مگر کہاں اے روح میں یہاں سے باہر نکلا تو پکڑا جاؤں گا۔

ماریا نے کہا۔

بے وقوف فوراً ایک سپاہی کے کپڑے پہن لو اور باہر نکلنے کی کوشش کرو۔

کیلاش ڈرپوک تھا لیکن ماریا کے ہمت دلانے پر اس نے ایک سپاہی کے کپڑے اُتار کر پہن لیے ڈھال اور تلوار لگائی اور ماریا کے اشارے پر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گیا ماریا نے کہا۔

اب خاموشی سے قلعے کی کھڑکی میں سے ہو کر باہر نکل جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ ساتھ ہوں فکر نہ کرو اگر کسی نے تمہیں پہچان لیا اور تم پر حملہ کیا تو میں اسے وہیں ختم کر دوں گی۔

کیلاش سپاہی کا لباس پہنے سر جھکائے اندھیرے میں چپ چاپ کھڑکی کے پاس آ گیا اس نے اندر سے دستک دی باہر سے پہریدار

نے پوچھا۔

کون ہے۔؟

ماریا کے کہنے پر کیلاش نے کہا۔

میں سپاہی ہوں سپہ سالار کے حکم سے راجہ کے محل میں جا رہا ہوں۔

پہرے دار نے باہر سے کھڑکی کھول دی کیلاش چپکے سے باہر نکل آیا

ماریا بھی اس کے ساتھ ہی باہر نکل آئی ماریا سپاہی کو لے کر چپکے سے

پہاڑی کی اوٹ میں آگئی جہاں اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔

قتل کا تماشا

کیلاش کا خوف کے مارے برا حال ہو رہا تھا۔

وہ رات کے اندھیرے میں ایک ایسی عورت سے باتیں کر رہا تھا جو اسے نظر ہی نہیں آ رہی تھی ماریا نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ بھٹکی ہوئی روح یا جن بھوت نہیں ہے بلکہ ایک عام لڑکی ہے جو کسی جادوگر کے جادو کے زور سے غائب ہو گئی ہے تب کہیں جا کر اسے تھوڑا سا حوصلہ ہوا............اور جب ماریا نے پوچھا۔

تمہارے ساتھ اس شخص کا نام کیا ہے جو اپنی موت کی سزا سن کر پریشان نہیں ہوا۔

کیلاش نے کہا۔

وہ کبھی بھی اپنی موت کی سزا سن کر پریشان نہیں ہوا بلکہ جب بھی کسی

نے اسے مارنے کی کوشش کی تو وہ زندہ رہا وہ تو مر ہی نہیں سکتا۔
ماریا نے خوشی سے بے تاب ہو کر کہا۔
کیا اس کا نام عنبر ہے۔؟
ہاں یہی اس کا نام ہے اور وہ میرا دوست ہے ہم نے اکٹھے جنگلوں کا سفر کیا ہے۔
جب ماریا نے بتایا کہ وہ اس کی بہن ماریا ہے تو کیلاش بے حد حیران ہوا اس نے کہا۔
اگر تم ہی ماریا ہو تو پھر عنبر کے ساتھ ساتھ میں بھی تمہارا بھائی ہوں وہ تو ہر روز تمہیں یاد کیا کرتا ہے یہاں آنے کا اس کا مقصد ہی یہی تھا کہ تم سے اور اس کے دوست ناگ سے ملاقات ہو جائے مگر ناگ کی صندوقچی گم ہو جانے کا اسے بہت افسوس تھا۔
ماریا نے کہا۔

وہ صندوقچی میرے پاس پڑی ہے یہ بتاؤ کہ عنبر سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔؟

کیلاش بولا۔

ماریا بہن ہم سب چوروں کو راجہ نے الگ الگ قید کر رکھا ہے ہمیں بالکل نہیں معلوم کہ کون کس جگہ پر قید ہے۔

اس کے بعد کیلاش نے مورتی کی چوری، عنبر کی شبہے میں گرفتاری چور کا بھاگ کر مورتی عنبر کے پاس پھینک جانا اور پھر عنبر کے فرار کی کوشش کے بعد ان کی گرفتاری کا سارا قصہ سنا دیا، ماریا کہنے لگی۔

کیا اس بستی کے ارد گرد تمہاری نگاہ میں کوئی ایسی جگہ ہے۔

جہاں تم چھپ سکو۔

کیلاش نے کہا۔

میں اس بستی کے چپے چپے سے واقف ہوں بستی میں تو کوئی بھی جگہ

نہیں ہے کیونکہ میں جہاں بھی گیا لوگ سپاہیوں کو خبر کر دیں گے ہاں ان پہاڑیوں میں ایک پرانی غار ہے جہاں کسی زمانے میں بادشاہوں کی ٹکسال ہوا کرتی تھی یہ ٹکسال اب ویران پڑی ہے اگر تم میرے کھانے پینے کی ذمہ داری لے لو تو میں وہاں چھپ سکتا ہوں۔

تمہیں کھانا وغیرہ وہاں پہنچا دیا کروں گی تم وہ جگہ مجھے دکھا دو میں کسی نہ کسی طرح عنبر کو بھی لے کر وہاں پہنچ جاؤں گی۔

کیلاش نے کہا۔

لیکن ماریا بہن اس وقت تو میرا بھوک سے دم نکلا جا رہا ہے میرے ساتھ ذرا بازار تک آؤ میں تمہیں ایک دکان دکھاتا ہوں وہاں سے میرے لئے روٹی اور کباب اٹھا لاؤ۔

کیلاش نے ماریا کو ساتھ لیا اور بازار میں آ گیا۔

وہ چھپ کر ایک کونے میں کھڑا رہا اس نے اشارے سے ماریا کو ایک

دکان دکھائی ماریا وہاں گئی تو مشعل کی روشنی میں کڑاہی میں گرما گرما مچھلی تلی جارہی تھی ماریا ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہوگئی وہاں جو کی بڑی بڑی روٹیاں بھی پڑی ہوئی تھیں دکاندار گاہکوں کو ہرے ہرے پتوں پر مچھلی کے ٹکڑے اور جو کی روٹی رکھ کر دے رہا تھا مچھلی کی خوشبو سے ماریا کی بھوک بھی چمک اٹھی اس نے سب کے سامنے چپکے سے مچھلی کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور اپنی جیب میں رکھ لیا پھر جو کی روٹی اٹھا کر جیب میں رکھ لی دکان دار پاگلوں کی طرح ادھر اُدھر تکنے لگا۔

ارے ابھی ابھی میں نے یہاں مچھلی کا ٹکڑا رکھا تھا وہ کہاں چلا گیا۔؟ وہ ایک گاہک سے لڑائی کرنے لگا ماریا نے دوسری جیب سے چاندی کا ایک سکہ نکال کر دکاندار کے تھال میں اُچھال دیا یہ مچھلی اور روٹی کی قیمت تھی دکاندار سکے کو تھال میں گرتے دیکھ کر حیرت زدہ ہو کر رہ گیا ایک گاہک نے کہا۔

یہ کوئی بھوت ہے۔

دوسرا بولا۔

یہ ضرور کسی جن کی کارستانی ہے۔

ایک گاہک نے ہوا میں مکا لہرا کر کہا۔

ارے بہت جن قابو کیے ہیں میں نے ذرا سامنے تو آئے کون جن ہے۔؟

ماریا کو اس بڑبولے گاہک پر سخت غصہ آیا اس نے دکاندار کا کڑچھا اٹھا لیا کڑچھا ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا ماریا نے کڑچھا لے کر زور سے مغرور گاہک کی پشت پر دے مارا وہ لڑکھڑا گیا اور بولا۔

ارے یہ کوئی بھوت ہے بڑا زبردست بھوت ہے۔

بازار میں ایک دم شور مچ گیا کہ مچھلی والے کی دکان پر بھوت آ گیا ہے دیکھتے دیکھتے وہاں بھگدڑ مچ گئی اور سارا بازار خالی ہو گیا ماریا مچھلی اور

روٹی لے کر کیلاش کے پاس آ گئی کیلاش اسے لے کر پہاڑوں کے بیچ میں اس مقام پر آ گیا جہاں ایک پر اسرار سے غار کے اندر کبھی ٹکسال ہوا کرتی تھی مگر اب مکڑوں نے وہاں جگہ جگہ جالے بن رکھے تھے غار کے منہ پر اس قدر گھنی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں کہ اس کا منہ سامنے سے دکھائی ہی نہیں دیتا تھا ماریا نے کہا۔

کیلاش اب تم اس جگہ آرام کرو، خبردار باہر نکلنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ راجہ کے خونخوار سپاہی شکاری کتوں کی طرح تمہاری تلاش میں ہوں گے۔

کیلاش بولا۔

مگر ماریا بہن بھگوان کے لئے میرے کھانے پینے سے غفلت مت برتنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم مجھے بھول جاؤ اور میں بھوکا پیاسا مر جاؤں۔

گھبراؤ نہیں میں صبح پھر تمہارے پاس آؤں گی اور تمہارے لئے بکری

کا دودھ اور مکھن ساتھ لاؤں گی۔

یہ کہہ کر ماریا وہاں سے واپس چل پڑی اب وہ گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہی تھی رات آدھی گزر چکی تھی چاند کی تیرھویں تاریخ تھی۔

دوسرے روز چاند کی چودھویں تاریخ تھی اور پورن ماشی کی رات تھی اسی رات کو عنبر اور چوکیدار کو راجہ کے حکم سے پھانسی ملنے والی تھی۔

اس وقت سے پہلے پہلے عنبر کو قید سے نکال لانا چاہتی تھی مگر مصیبت یہ تھی کہ اسے پتہ نہیں چل رہا تھا کہ عنبر قلعے میں کس مقام پر قید ہے وہ گھوڑے پر سوار پھر قلعے میں آ گئی۔

قلعے کے دروازے پر سخت پہرہ تھا کیلاش کے فرار نے سپاہیوں کو چوکس کر دیا تھا وہاں کتنے ہی سپاہی تلواریں لیے کھڑے پہرہ دے رہے تھے ایسی حالت میں ماریا کا قلعے کے اندر داخل ہوتا بہت مشکل تھا قریب سے گزرتے ہوئے اگر کسی کے ساتھ ذرا سا بھی اس کا جسم

لگ جاتا تو خطرہ تھا کہ کوئی اسے وہیں نہ جھپٹ لے ماریا اگر چہ غائب تھی لیکن اگر کوئی اس پر تلوار سے وار کرتا تو وہ مر سکتی تھی اور یا اگر کوئی اسے پکڑے تو وہ اپنا ہاتھ نہیں چھڑا سکتی تھی۔

ماریا درگا دیوی کے مندر میں آ گئی اس نے درختوں میں کادمبری کے گھوڑے کے ساتھ ہی اپنا گھوڑا باندھا اور آہستہ سے قدم قدم چلتی اس کوٹھڑی میں آ گئی جہاں کادمبری سو رہی تھی کادمبری نے کوٹھڑی کا دروازہ کھلا رکھا ہوا تھا ماریا کے اندر داخل ہونے سے کادمبری کی آنکھ کھل گئی اس نے کادمبری کو بتایا کہ عنبر کا پتہ چل گیا ہے۔

پھر اس نے کادمبری کو ساری کہانی سنائی کادمبری کو خوشی بھی ہوئی کہ عنبر کا پتہ چل گیا ہے اور اسے افسوس بھی ہوا کہ اسے پھانسی کی سزا ہو گئی ہے اگر چہ اسے معلوم تھا کہ پھانسی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی ماریا کو بھی عنبر کی اتنی فکر نہ تھی اگر اسے پریشانی تھی تو اس چوکیدار کی تھی جو

محض اس جرم میں موت کی طرف جا رہا تھا کہ اس نے عنبر کو فرار ہونے میں مدد دی تھی خواہ اس نے لالچ میں ہی ایسا کیا تھا بہرحال اس کی جان خطرے میں تھی اور اسے بچانا ماریا اپنا فرض سمجھتی تھی اگر اس نے چوکیدار کی مدد نہ کی تو اسے پورن ماشی کی رات کو پھانسی کے پھندے سے کوئی بچانے والا وہاں نہ تھا۔

رات کو دونوں بہنیں سو گئیں۔

صبح صبح ناشتے سے فارغ ہو کر ماریا نے کٹورے میں دودھ اور جو کی روٹی لی اور غار میں کیلاش کے پاس پہنچ گئی کیلاش اس کی راہ دیکھ رہا تھا ماریا نے اسے بتایا کہ بستی میں اس کے فرار ہو جانے کا بڑا شور مچا ہوا ہے راجہ کے حکم سے ساری فوج جگہ جگہ اس کی تلاش میں چھاپے مار رہی ہے کیلاش بڑا گھبرا گیا اس نے کہا۔

اگر وہ یہاں آ گئے تو مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔

ماریا کہنے لگی۔

میرا خیال ہے اس جگہ کے بارے میں کسی کا دھیان نہیں آ سکتا تم یہاں بالکل محفوظ ہو اور پھر تمہیں یہاں آج کا دن ہی تو گزارنا ہے آج رات کو جب عنبر کو ہلاک کرنے کے لئے کھیل پر چاپا جائے گا اور عنبر کسی صورت سے بھی ہلاک نہیں ہوگا تو پھر ہم سب یہاں سے فرار ہو جائیں گے۔

کیلاش نے پوچھا۔

کیا عنبر کے بارے میں تمہیں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں پر قید ہے۔

ماریا بولی۔

نہیں اسے بڑے ہی خفیہ مقام پر رکھا گیا ہے کسی کو کانوں کان خبر نہیں میں اس لئے مطمئن ہوں کہ عنبر مر نہیں سکتا بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی طاقت کو دیکھ کر الٹا یہ لوگ اس کی پوجا کرنا شروع کر دیں اور پھر

تمہارے لئے بھی آسانی ہو جائے گی۔

کیلاش نے سر ہلا کر افسوس کے ساتھ کہا۔

بے چارہ چوکیدار مارا جائے گا ناحق اس نے لالچ کیا اور مصیبت میں پھنس گیا۔

اس کا بھی میں نے انتظام کر لیا ہے میں اسے ہلاک ہونے نہیں دوں گی اگر پہلے چوکیدار کو قتل کرنے کے لئے لایا گیا تو میں اسے بچا لوں گی اگر عنبر کو لایا گیا تو وہ خود اس کا بندوبست کرے گا بہر حال میں وہاں پر موجود ہوں گی میں چوکیدار کا خون نہیں ہونے دوں گی۔

کیلاش نے ڈر کر کہا۔

اور میں یہاں اکیلا پڑا رہوں گا یہ جگہ تو مجھے بھوتوں کا ڈیرا لگتی ہے ساری رات چھت میں چمگادڑیں چیختی رہی ہیں بھگوان کے لئے رات کو جلدی آ جانا بہن نہیں تو ڈر کے مارے میرا دم نکل جائے گا۔

ماریا نے کہا۔

تم نے مرد ہو کر اپنے نام کو بٹہ لگایا ہے ذرا بھی حوصلے سے کام نہیں لیتے میں اکیلی عورت ہوں اور میں نے اجاڑ جنگلوں میں تنہا سفر کیا ہے غائب تو میں اب ہوئی ہوں پہلے سب کو نظر آتی تھی پھر بھی میں دشوار گزار جنگلوں میں آدم خور قبیلوں کے بیچ سے گزری ہوں اور کبھی نہیں ڈری۔

کیلاش شرمندہ سا ہو گیا ماریا اسے ناشتہ کروا کر واپس کا دمبری کے پاس آ گئی بستی میں پورن ماشی کے میلے کی بڑی تیاریاں ہو رہی تھیں لوگوں کو زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ رات کو درگا دیوی کی سنہری مورتی کے چوروں کو سزا ملنے والی تھی مندر کے سامنے میدان میں راجہ کے لئے تخت بچھا کر شامیانے لگا دیے گئے تھے رنگ برنگ دریاں بچھا دی گئی تھیں مندر میں منتر گائے جا رہے تھے شام ہوئی تو سارا

مندر مشعلوں کی روشنی سے جگمگ جگمگ کرنے لگا جوں جوں آدھی رات قریب آ رہی تھی لوگوں میں جوش و خروش بڑھتا جا رہا تھا چودھویں کا چاند آسمان کے اوپر چمک رہا تھا اس کی روشنی جھیل پر چاندی کی طرح پڑ رہی تھی پجارن نے کا دمبری کو پھولوں کے ہار اور خوشبوئیں لا کر دیں اور کہا۔

آج بڑا مقدس دن ہے تم ہار پہن کر خوشبو لگا کر میلے میں جانا.........
اور ہاں جب چوروں کی گردنیں کاٹی جائیں تو گھبرانا نہیں کیونکہ اس طرح دیوتا ناراض ہو جاتے ہیں۔

ماریا اُسی جگہ کا دمبری کے کمرے میں فرش پر ایک طرف بیٹھی تھی وہ سوچ رہی تھی کہ اتنے بڑے ہجوم میں وہ بے گناہ چوکیدار کو کس طرح بچا سکے گی۔

دوسری طرف قلعے کے پراسرار خفیہ تہہ خانے میں غریب چوکیدار کا

دہشت کے مارے برا حال ہو رہا تھا اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا اور چند ہی دنوں میں وہ اتنا کمزور پڑ گیا تھا کہ پہچانا نہ جاتا تھا جیل کے دروازے پر سپاہی جاگ کر پہرہ دے رہا تھا ابھی کوئی دم میں چوکیدار کو جلاد نے آ کر لے جانا تھا موت کے خوف سے چوکیدار کی آنکھوں کے گرد گہرے گہرے سیاہ حلقے پڑ گئے تھے اسے اپنی موت سامنے کھڑی نظر آ رہی تھی اسے یقین تھا کہ اب دنیا کی کوئی طاقت اسے بچا نہ سکے گی لیکن قدرت کے کام نرالے ہوتے ہیں آدمی جہاں مایوس ہو جاتا ہے وہاں قدرت اس کے بچاؤ کا بندوبست کر دیتی ہے۔
اس مصیبت میں اگر کوئی خاموش اور بے نیاز تھا تو صرف عنبر تھا محض اس لئے کہ اسے معلوم تھا کہ وہ مر نہ سکے گا ورنہ اس کا حال بھی چوکیدار کی طرح ہوتا یا چونکہ وہ ایک شاہی خاندان کا شہزادہ تھا اس لئے ہو سکتا تھا کہ وہ موت کو سامنے پا کر زیادہ پریشانی اور بزدلی کا

اظہار نہ کرتا کیونکہ وہ لوگ جن کے خیالات اونچے بلند اور طاقت ور
ہوتے ہیں وہ موت کو سامنے پا کر بھی گھبرایا نہیں کرتے یا پھر ایسے
لوگ موت کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے خوفی سے دیکھتے ہیں جو
کسی خاص اور اعلیٰ مقصد کے لئے جان قربان کررہے ہوں عنبر کو
چونکہ یقین تھا کہ وہ مر نہ سکے گا اس لئے وہ خاموش اور پرسکون تھا
پہریدار سپاہی اسے بڑی حیرانی سے دیکھنے لگے تھے کہ اس شخص پر اپنی
موت کا کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ موت سے ہرگز نہیں خوف کھاتا انہیں
کیا خبر تھی کہ اس کی وجہ محض اتنی سی ہے کہ عنبر کو یقین ہے کہ موت اس
پر حرام کر دی گئی ہے۔

اسی طرح جب کسی انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی
زندہ رہے گا تو وہ موت سے خوف نہیں کھاتا کیونکہ موت اس کے لئے
ایک دروازے کی طرف ہوتی ہے جس میں سے گزر کر اسے دوسری

دنیا میں جانا ہوتا ہے وہ موت سے بے نیاز ہو جاتا ہے چنانچہ اس کے بعد جب ہم اسلام کے مجاہدوں اور شیر دل شہیدوں کا ذکر کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ موت کو بچوں کا کھیل سمجھتے تھے اور خود موت ان سے خوف کھاتی تھی۔

عنبر اپنی کوٹھڑی میں گھاس پر چپ چاپ بیٹھا تھا پہریدار ہر بار آگے سے گزرتے ہوئے اسے غور سے دیکھتا تھا عنبر یوں بے فکر بیٹھا تھا جیسے ابھی ابھی اسے رہائی ملنے والی ہو اس کے چہرے پر موت کا ڈر نہیں تھا وہ بڑے سکون کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اور اس کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی ٹھیک جب آدھی رات کا گجر بجا تو سپاہیوں کا ایک دستہ مارچ کرتا ہوا اس کی کوٹھڑی کے دروازے کے باہر آ کر رک گیا انہوں نے کندھوں پر ننگی تلواریں ڈال رکھی تھیں پہریدار نے سلام کر کے کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا دو سپاہی

کوٹھڑی کے اندر داخل ہوئے انہوں نے فوراً عنبر کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ لیا اور اسے کہا کہ وہ ان کے ساتھ باہر چلے کیونکہ اس کا آخری وقت آ گیا ہے۔

عنبر سپاہیوں کے ساتھ کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔

سپاہی اسے لے کر پرانے قلعے کے خفیہ دروازے سے نکل کر ایک رتھ کے پاس آ گئے جو چاروں طرف سے ڈھکی ہوئی تھی عنبر کو رتھ میں بٹھا کر اس کی زنجیر رتھ کے ڈنڈے سے باندھ دی گئی تا کہ وہ فرار نہ ہو سکے اسی طرح چوکیدار کو بھی اس کی کوٹھڑی سے زنجیریں ڈال کر باہر نکال کر ایک رتھ میں بٹھا دیا گیا دونوں رتھ اس جگہ پر آ کر رک گئے جہاں زمین کھود کر اتنا سوراخ بنایا گیا تھا کہ ایک آدمی گردن تک اس میں چھپ جائے سامنے شامیانوں کے نیچے راجہ اور اس کے درباری بیٹھے تھے مشعلیں ہر طرف روشن تھیں روشنی اتنی تھی کہ زمین پر گری

ہوئی سوئی بھی نظر آ جاتی تھی سامنے لوگوں کا ہجوم کھڑا تھا جو کتنی دیر سے قتل کا تماشا دیکھنے کا انتظار کر رہا تھا۔

غیبی تیر

عنبر اور چوکیدار کو قتل کرنے کے لئے رتھوں سے اتار لیا گیا۔
ان کے نیچے اترتے ہی لوگوں نے نعرے لگائے کہ درگا دیوی کے مجرموں کو پھانسی چڑھا دو درگا دیوی کی مورتی چرانے والوں کی

گردنیں کاٹ دو۔ چوکیدار بے چارے کا تو موت کے خوف سے برا حال ہو رہا تھا عنبر خاموش تھا اور بڑی پرسکون نظروں سے لوگوں کو دیکھ رہا تھا اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ اس وقت لوگوں کے ہجوم میں ایک طرف اس کی بہن ماریا بھی کادمبری کے ساتھ کھڑی ہے ماریا نے اپنے بھائی عنبر کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اگرچہ اسے علم تھا کہ عنبر کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کرے گا پھر بھی اس نے اتنی مدت بعد بھائی کو دیکھا تو اس کا دل بھر آیا ان لوگوں نے بھائی کو زنجریں کیوں ڈال رکھی ہیں جب کہ عنبر بالکل بے گناہ تھا۔

بڑے پجاری نے راجہ سے اجازت چاہی راجہ نے ہاتھ اٹھا کر اجازت دے دی کہ ملزموں کو ان کے جرم کی سزا دے دی جائے اب وقت آ گیا تھا کہ ماریا آگے بڑھ کر بے گناہ چوکیدار کو بچانے کی کوشش

کرے اس نے کادمبری کے کان میں کہا کہ وہ اسی جگہ کھڑی رہے اور اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہلے۔

میں ابھی واپس آتی ہوں اور اگر یہاں ہجوم بے قابو ہو گیا تو تم پجارن کی کوٹھڑی میں چلی جانا میں وہاں پہنچ جاؤں گی بہر حال مجھے اگر دیر ہو گئی تو تم مندر والی کوٹھڑی سے باہر ہرگز مت نکلنا۔

کیونکہ ماریا کو معلوم تھا کہ عنبر اور چوکیدار کو بچا کر ابھی پرانے غار میں کیلاش کے پاس پہنچانا ہے کادمبری نے کہا کہ وہ مندر کی کوٹھڑی میں اس کا انتظار کرے گی ماریا نے اسے یہ تاکید کر دی کہ ناگ کی لاش والی صندوقچی کا بہت خیال رکھے اور اسے اپنی نظروں سے ادھر اُدھر نہ ہونے دے ماریا وہاں سے اٹھ کر بھیڑ کے اوپر سے ہوتی ہوئی اس مقام پر آ گئی جہاں ایک چبوترے پر عنبر اور چوکیدار کو زمین میں گاڑنے کے لئے کھڑا کیا گیا تھا ماریا نے اپنے بھائی عنبر کو سامنے دیکھا

تو وہ برداشت نہ کر سکی اور سیدھی اس کے پاس چلی گئی۔
چوں کہ وہ غائب تھی اس لئے کسی نے بھی اسے نہ دیکھا یہاں تک کہ عنبر بھی اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔
ماریا نے عنبر کے قریب جا کر اس کے کان کے پاس منہ لے جا کر کہا۔
میرے بھائی خدا تمہیں سلامت رکھے میں تمہاری بہن ماریا ہوں۔
عنبر ماریا کی آواز سن کر چونکا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔
ماریا تم؟ مگر یہ کیا۔؟ تم مجھے نظر کیوں نہیں آ رہی۔؟
بھائی مجھے جادو کے زور سے غائب کر دیا گیا ہے ویسے تم مجھے محسوس کر سکتے ہو۔
ماریا نے اپنا ہاتھ عنبر کے ہاتھ میں دے دیا وہاں کھڑے سپاہیوں نے دیکھا کہ عنبر اپنے آپ کو اس طرح حرکت دے رہا ہے جیسے وہ کسی سے ہاتھ ملا رہا ہو پھر انہوں نے عنبر کے باتیں کرنے کی آواز بھی سن لی تھی

ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا۔

تم یہ کس سے باتیں کرر ہے ہو۔؟ خاموش رہو خبر دار، جو زبان سے ایک لفظ بھی نکالا۔

ماریا پرے ہٹ گئی عنبر نے مسکرا کر کہا۔

تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ میرے پاس کوئی نہیں پھر بھلا میں کس سے باتیں کر سکتا ہوں۔

سپاہی نے غصے میں کہا۔

خاموش تم چور ہو اور تمہیں چوری کی سزا ملنے والی ہے دیوتا بھی تمہیں مرنے کے بعد معاف نہیں کریں گے۔

ماریا نے عنبر کے کان میں کہا۔

میرے بھائی تمہارا تو یہ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے میں چوکی دار کو بچانے کی کوشش کروں گی اور ہاں............کیلاش بھاگ کر ایک غار میں

چھپا ہوا ہے یہاں سے میں تمہیں اور چوکیدار کو وہاں لے جاؤں گی اگر کسی وجہ سے ہم بچھڑ گئے تو رات کے اندھیرے میں کسی طرح قلعے کے پیچھے والی پہاڑی پر پہنچ جانا اُسی جگہ جھاڑیوں میں چھپا ہوا ایک جگہ غار کا دروازہ ہے اس غار کے اندر کیلاش نے پناہ لے رکھی ہے۔

عنبر نے کہا۔

بہت اچھا ماریا ہاں............ چوکیدار کو ضرور بچاؤ اگر بچا سکتی ہو تو یہ ناحق مارا جا رہا ہے۔

میں پوری کوشش کروں گی۔

ماریا چپکے سے چوکیدار کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی جلاد نے آگے بڑھ کر چوکیدار کو کھدے ہوئے گڑھے میں اُتار دیا اس کے ساتھ ہی دوسرے جلاد نے عنبر کو گڑھے میں اتار دیا گڑھا کافی گہرا تھا اب صرف چوکیدار اور عنبر کی گردنیں ہی زمین سے اوپر نظر آ رہی تھیں باقی

سارادھڑ زمین کے اندر چھپا ہوا تھا پجاری نے دونوں کے درمیان
کھڑے ہو کر راجہ کا اعلان پڑھا جس کے ذریعے ان دونوں کے
درمیان کھڑے ہو کر راجہ کا اعلان پڑھا جس کے ذریعے ان دونوں کی
گردنیں قلم کی جارہی تھیں اعلان ختم ہوا تو دونوں جلاد چوکیدار اور عنبر
کے پیچھے تلواریں ہاتھوں میں لیے کھڑے ہو گئے وہ راجہ کے حکم کے
منتظر تھے پجاری نے راجہ کی طرف دیکھ کر اجازت طلب کی راجہ نے
اجازت دے دی پجاری نے سر جھکا کر سلام کیا اور جلادوں کو حکم دیا
کہ وہ دونوں مجرموں کی گردنیں قلم کردیں حکم ملتے ہی جلادوں نے
تلواریں اوپر اٹھالیں دونوں تلواریں ایک ہی وقت میں عنبر اور
چوکیدار کے سروں کی طرف بڑھیں۔
ابھی جلاد کی تلوار چوکیدار کی گردن تک نہیں پہنچی تھی کہ ماریا نے تلوار کا
ایک زوردار ہاتھ مار کر جلاد کا وہ بازو ہی کاٹ دیا جس میں تلوار پکڑ

رکھی تھی جلاد چیخ مار کر چبوترے کی زمین پر گرا اور تڑپنے لگا دوسرے جلاد نے عنبر کی گردن پر تلوار ماری تو تلوار ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی جیسے وہ کسی پتھر سے ٹکرا گئی ہو اس انقلاب سے وہاں شور مچ گیا پجاری اور راجہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے جلادوں کو تکنے لگے دوسرے جلاد نے آگے بڑھ کر چوکیدار کی گردن کاٹنی چاہی تو ماریا نے تلوار کا وار کر کے اس کا بازو بھی کاٹ ڈالا ....دوسری طرف عنبر کی گردن سے ٹکرا کر دوسرے جلاد کی تلوار بھی ٹوٹ گئی لوگ خوف زدہ ہو کر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ماریا نے چوکیدار کے کان میں کہا۔

باہر نکل کر قلعے والے پہاڑ کی طرف بھاگ جاؤ۔

ماریا نے اس کے ساتھ ہی تلوار کے وار کر کے ارد گرد کھڑے بہت سے آدمیوں کو زخمی کر دیا وہاں بھگدڑ مچ گئی عنبر بھی گڑھے میں سے

باہر نکل آیا اس نے فضا میں دونوں ہاتھ پھیلا کر کہا۔

لوگو سنو۔ میں بے گناہ ہوں میں مورتی چور نہیں ہوں اسی وجہ سے راجہ کے جلاد مجھے قتل نہیں کر سکتے۔

پھر اس نے آواز بدل کر یہی بات چوکیدار کے بارے میں کہی لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا چوروں کو پھانسی دو............قاتلوں کی گردنیں کاٹ دو ماریانے اس بھیڑ میں چوکیدار کے لئے راستہ بنانا شروع کر دیا وہ تلوار چلاتی اس کے آگے آگے چلی جا رہی تھی ....راستے میں جو کوئی بھی آتا اس کی تلوار سے زخمی ہو کر بھاگ جاتا یا وہیں گر پڑتا لوگ بڑے حیران ہو رہے تھے کہ لوگ اپنے آپ زخمی ہوتے چلے جا رہے ہیں نہ تو انہیں تلوار چلانے والی دکھائی دے رہی تھی اور نہ تلوار سے زخمی ہونے والے لوگوں کا کچھ پتہ چل رہا تھا کہ انہیں کون زخمی کر رہا ہے۔؟

بہر حال لوگ ادھر اُدھر بھاگے چلے جا رہے تھے۔

ماریا نے موقع سے فائدہ اٹھا کر چوکیدار کو ایک گھوڑے پر سوار کیا اور اس کے پیچھے خود بھی گھوڑے پر سوار ہوگئی لوگوں نے دیکھا کہ چوکیدار ایک گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر وہ گھوڑا چوکیدار سمیت غائب ہو گیا لوگ ڈر کر بھاگنے لگے اُدھر عنبر نے بھی موقع پا کر ایک گھوڑے کو پکڑا اور اس پر جلدی سے سوار ہو گیا سپاہیوں نے اس پر تیر برسانے شروع کر دیئے مگر تیر اس کے جسم سے ٹکرا ٹکرا کر یوں زمین پر گر پڑتے جیسے وہ کسی پتھر کی سخت چٹان سے ٹکرا رہے ہیں دونوں کا جدھر منہ اٹھا انہوں نے گھوڑوں کو بھگانا شروع کر دیا۔

ماریا اور چوکیدار تو سپاہیوں کو دکھائی ہی نہیں دے رہے تھے ان کا پیچھا کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا انہوں نے سیدھا پرانے غار کے ٹیلے کا رخ کیا اور گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا لوگوں نے ایک

گھوڑے کے بھاگنے کی آواز سنی تو بڑے حیران ہوئے کہ یہ کون سا جادوئی گھوڑا ہے کہ نظر نہیں آرہا مگر اس کے ٹاپوں کی باقاعدہ آواز آرہی ہے سپاہی آواز کی طرف لپکے مگر تھوڑی ہی دیر بعد وہ آواز بند ہو گئی ایسے لگا جیسے غیبی گھوڑا چوکیدار کو لے کر غائب ہو گیا ہو سپاہیوں نے عنبر کے گھوڑے کا تعاقب شروع کر دیا کیونکہ وہ انہیں بھاگتا ہوا صاف نظر آرہا تھا راجہ نے حکم دے دیا کہ جو کوئی عنبر اور چوکیدار کو پکڑ کر لائے گا اسے وہ اپنی آدھی دولت دے دے گا۔

سپاہی پوری رفتار کے ساتھ عنبر کا پیچھا کر رہے تھے۔

دوسری طرف ماریا چوکیدار کو لے کر قلعے کے پچھلے ٹیلے والی غار میں پہنچ گئی چوکیدار نے غار میں پہنچ کر کیلاش کو دیکھا تو اس کی جان میں جان آئی دونوں چور ایک دوسرے کے گلے لگ کر ملے کیلاش نے چوکیدار کو ماریا کے بارے میں صرف اتنا بتایا کہ وہ ایک نیک روح

ہے جس نے ہمیشہ بے گناہ لوگوں کی مدد کی ہے کیلاش سے چوکیدار نے خوشی سے چہک کر کہا۔

اگر یہ نیک روح میری مدد نہ کرتی تو اس وقت میری لاش چبوترے کے گڑھے میں پڑی ہوتی۔

کیلاش نے ماریا سے عنبر کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا۔

وہ خیریت سے ہے اس کے پیچھے راجہ کے سپاہی لگے تھے مگر وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے میں نے اُسے غار کا پتہ دے دیا ہے وہ آج رات کسی وقت یہاں پہنچ جائے گا۔

ماریا چوکیدار کو کیلاش کے پاس چھوڑ کر عنبر کی سُدھ بُدھ لینے باہر نکل گئی چوکیدار کے دل میں ابھی تک یہ خوف تھا کہ راجہ کے سپاہی اسے غار میں بھی آ کر تلاش نہ کر لیں۔

کیلاش، اگر اب کے پکڑے گئے تو راجہ ہم دونوں کو بھوکے کتوں کے

آگے ڈال دے گا۔

کیلاش نے کہا۔

فکر مت کرو، وہ لوگ اس جگہ قیامت تک نہیں پہنچ سکتے۔

چوکیدار بولا۔

اور اگر وہ آ گئے تو کیا ہو گا۔؟

کیلاش نے کہا۔

اگر وہ آ بھی گئے تو ہم ان کا مقابلہ کریں گے اس غار کا دوسرا سرا ایک ویران سوکھی جھیل کے اندر جا نکلتا ہے میں اس غار کے چپے چپے سے واقف ہوں ہم جھیل کی طرف نکل جائیں گے اور سپاہیوں کے قابو میں نہ آ سکیں گے تم بالکل مت گھبراؤ لیکن چوکیدار برابر پریشان تھا اور ایک طرح سے کیلاش کو بھی دل میں ایک پریشانی لگی ہوئی تھی اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ غار کے دوسرے خفیہ راستے سے باخبر تھا

مگر پھر بھی اگر سپاہیوں نے انہیں اچانک آن لیا تو وہ اتنی جلدی نہ بھاگ سکے گا لیکن اس نے یہ کہہ کر تسلی دی۔

پھر کیا ہوا اگر سپاہی آ گئے ماریا ہمیں پھر بچا لے گی وہ تو کسی کو دکھائی ہی نہیں دیتی وہ جو چاہے کر سکتی ہے۔

چوکیدار کی تھوڑی سی تسلی ہو گئی۔

اُدھر ماریا گھوڑے پر سوار اسے سرپٹ دوڑاتی درگا دیوی کے مندر کے دوسری جانب والے جنگل میں آ گئی اس نے عنبر کو اسی جنگل میں داخل ہوتے دیکھا تھا یہ جنگل زیادہ گھنا نہیں تھا ایک پہاڑ کی ڈھلان پر جگہ جگہ درخت اور جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں ماریا نے گھوڑا لے کر جنگل کے اندر عنبر کو تلاش کرنا شروع کر دیا اسے ایک جگہ کچھ لوگوں کی باتیں سنائی دیں ماریا نے کان لگا کر سنا کچھ دور لوگ آپس میں باتیں کرتے اس کی طرف چلے آ رہے تھے ماریا نے جھاڑیوں کی اوٹ

میں سے دیکھا یہ راجہ کے چھ سات سپاہی تھے جو گھوڑوں پر سوار عنبر کی
تلاش میں آ رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے کہ مجرم ان کے ہاتھوں بچ
کر کہیں نہیں جا سکتا وہ یہیں کہیں جنگل میں ہے اور وہ اسے بہت جلد
گرفتار کر لیں گے.......... ماریا چوکس ہو کر کھڑی ہو گئی اس نے
کمان میں تیر جوڑ لیا جب سپاہی اس کے قریب سے گزرنے لگے تو
اس نے نشانہ باندھ کر ایک سپاہی کی ران پر تیر چلا دیا تیر سپاہی کی
ران میں کھب گیا وہ چیخ مار کر گھوڑے پر سے گر پڑا دوسرے سپاہیوں
نے سپاہی کی طرف دیکھا اور پھر رک کر چاروں طرف تکنے لگے۔
چھپ جاؤ، دشمن یہیں کہیں تاک میں چھپا ہوا ہے۔
اس سے پہلے کہ سپاہی جھاڑیوں اور درختوں کی آڑ میں چھپتے ماریا نے
دو تیر چلا کر دو اور سپاہیوں کو زخمی کر دیا سپاہیوں نے یونہی ہوا میں تیر
چلانے شروع کر دیے وہ حیران تھے کہ تیر جدھر سے آ رہے ہیں وہاں

کوئی انسان انہیں دکھائی کیوں نہیں دیتا ماریا ایک جگہ کھڑی ہو کر تو حملہ نہیں کر رہی تھی چونکہ وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی اس لئے وہ اس بات کا پورا پورا فائدہ اٹھا رہی تھی وہ جھاڑیوں میں سے نکل کر سپاہیوں کے عقب میں آ گئی چار سپاہی زخمی حالت میں زمین پر پڑے تھے اور ان کے جسموں سے خون بہہ رہا تھا باقی سپاہیوں میں سے تین مورچے سنبھالے درختوں کی آڑ میں بیٹھے تھے اور دو ان جھاڑیوں کی طرف رینگ رہے تھے جہاں ان کے خیال میں ماریا چھپی ہوئی تھی۔

ماریا تو ان کے پیچھے چپ چاپ گھوڑے پر بیٹھی تھی وہ کمان میں تیر جوڑ ہی رہی تھی کہ اس کا گھوڑا زور سے ہنہنایا۔

اس کی آواز پر چاروں سپاہیوں نے ایک دم پلٹ کر پیچھے دیکھا اور چاروں تیر اکٹھے چلا دیے اگر ماریا گھوڑے پر جلدی سے جھک نہ جاتی

تو چاروں کے چاروں تیروں نے اس کی گردن چھلنی کردی تھی یہ تیر
اس کی گردن کے قریب سے ہو کر آگے نکل گئے ماریا نے آہستہ سے
جھکے جھکے گھوڑے کو دوسری طرف درختوں کے پیچھے کھڑا کردیا سپاہی
بڑے حیران تھے کہ گھوڑے کی آواز کہاں سے آئی تھی اور اگر آواز آئی
تھی تو گھوڑا کہاں ہے۔؟ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ماریا نے
ایک تیر جوڑ کر چھوڑ دیا ایک اور سپاہی اپنا پیٹ پکڑ کر گر پڑا ماریا نے
دوسرا تیر چھوڑا جو دوسرے سپاہی کی ٹانگ میں لگا اور اسے بھی زخمی کر
گیا تیسرے تیر نے تیسرے سپاہی کو زخمی کیا اور ابھی وہ چوتھا تیر
چھوڑنے ہی والی تھی کہ چوتھا سپاہی وہاں سے اٹھ دوڑا۔
اس نے جنگل میں اپنے باقی ساتھیوں کو خبردار کیا کہ دشمن کی بھاری
تعداد جنگل میں چھپی ہوئی ہے اس لئے فوراً وہاں سے نکل چلو یہ آواز
سن کر زمین پر رینگنے والے سپاہی بھی اٹھ کر ایک طرف کو بھاگنے لگے

میدان خالی پا کر ماریا نے عنبر کی تلاش شروع کر دی اب صبح کا اُجالا ہر طرف پھیلنے لگا تھا.......اب تک چاندنی رات میں اُسے ہر شے دھندلی دکھائی دے رہی تھی سورج طلوع ہوا تو ماریا نے زمین پر عنبر کے گھوڑے کے نشان دیکھے۔

وہ ان نشانوں کے ساتھ ساتھ چل پڑی کافی دور جا کر نشان ایک طرف کو گھوم گئے ماریا بھی اسی طرف کو گھوم گئی ایک چشمے کے پاس اسے عنبر کا گھوڑا درختوں میں گم ہوتا دکھائی دیا ماریا نے عنبر کو آواز دی۔

عنبر بھائی رک جاؤ۔

عنبر اسی جگہ رک گیا۔ ماریا اس کے پاس آ گئی اس نے عنبر کو بتایا کہ سپاہی بھاگ گئے ہیں لہٰذا انہیں اب فوراً قلعے والی غار میں چل کر پناہ لینی چاہیے کیونکہ دن چڑھ گیا ہے اور سارے شہر میں ان کی تلاش شروع ہو گئی۔

عنبر نے کہا۔

لیکن ماریا بہن میں تمہاری طرح غائب نہیں ہوں مجھے تو گھوڑے پر سوار سب لوگ دیکھ لیں گے کیونکہ بستی کے دوسری جانب والے پہاڑوں میں جانے کے لئے ہمیں ہر حالت میں بستی میں سے ہو کر گزرنا پڑے گا۔

ماریا نے کہا۔

بھائی تم میرے گھوڑے پر آ کر میرے ساتھ بیٹھ جاؤ اس طرح تم بھی غائب ہو جاؤ گے۔

عنبر کو یہ تجویز بہت پسند آئی اس نے اپنا گھوڑا وہیں جنگل میں چھوڑا اور خود ماریا کے ساتھ اس کے گھوڑے پر بیٹھ گیا ماریا کے گھوڑے پر بیٹھتے ہی وہ بھی ماریا اور اس کے گھوڑے کے ساتھ غائب ہو گیا اب انہوں نے بستی کی طرف چلنا شروع کر دیا بستی میں ہر طرف ایک افراتفری

سی مچی ہوئی تھی ہر شخص کی زبان پر یہی جملہ تھا کہ شاہی چور بھاگ گئے ہیں اور راجہ خود ان کی تلاش میں نکل آیا ہے۔

ملک چین کا سفر

وہ چاندنی رات درگا دیوی کے مندر پر قیامت کی رات تھی۔
دیوی کی مورتی چوری کرنے والے ملزموں کو سزا سے بچ کر بھاگ جانا بڑے ہی شگون کی بات تھی سارے مندر میں ہاہا کار مچی ہوئی

تھی۔ پجاری پاگلوں کی طرح ادھر اُدھر پھر رہے تھے کسی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی تھی کہ اصل بات کیا ہوئی ہے جس پجارن نے کادمبری کو اپنی کوٹھڑی میں پناہ دے رکھی تھی وہ بھی پریشان تھی اس نے کادمبری کے پاس آکر کہا۔

غضب ہو گیا بیٹی، شاہی چور پھر بھاگ گئے۔

کادمبری وہاں سے بھاگنے کی تیاریاں کر رہی تھی کیونکہ اسے شبہ ہو گیا تھا کہ مندر کے پجاری کو اس پر شک پڑ چکا ہے کہ یہ عورت چوروں کی ساتھی ہے جب پجارن نے اسے آکر بتایا کہ ملزم بھاگ گئے ہیں تو اس نے خوش ہو کر کہا۔

یہ تو بہت اچھا ہوا۔

پجارن حیران سے کادمبری کو دیکھنے لگی کہ یہ کیسی عورت ہے جو شاہی ملزموں کے فرار پر خوش ہو رہی ہے وہ چپکے سے وہاں سے چلی گئی اس

نے جا کر بڑے پجاری کو ساری بات سنا دی پجاری کو شک تو پہلے ہی تھا اب اسے بالکل یقین ہو گیا کہ یہ عورت بھی چوروں کے ساتھ ملی ہوئی تھی اس نے کا دمبری کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کر لیا اس نے فوراً اپنے ایک ساتھی پجاری کو ہمراہ لیا اور کا دمبری کی کوٹھڑی میں پہنچ گیا کا دمبری ناگ کی لاش کی صندوقچی کو پکڑے دروازے سے باہر نکل رہی تھی کہ ہٹے کٹے پجاریوں نے اسے پکڑ لیا کا دمبری کے منہ میں انہوں نے کپڑا ٹھونس کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ ڈالے اور نیچے لے جا کر ایک تہہ خانے میں بند کر دیا کا دمبری نے ناگ کی صندوقچی کو جلدی سے تخت کے نیچے کر دیا تھا پجاری کا خیال تھا کہ وہ ابھی کا دمبری کو قید میں رکھے گا جب راجہ کے سپاہی ملزموں کی تلاش میں ناکام ہو جائیں گے تو وہ کا دمبری کو نکال کر راجہ کے حضور پیش کر دے گا اور یوں اس سے بہت بڑا انعام حاصل کرے گا۔

اُدھر ماریا، عنبر کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھائے پرانے قلعے کے عقبی ٹیلے پر آ گئی یہاں جھاڑیوں میں غار کا دروازہ تلاش کرنے میں اسے کوئی دقت نہ ہوئی کیلاش اور چوکیدار ماریا اور عنبر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ماریا نے کہا۔

تم لوگ اب یہاں کچھ دیر آرام کرو میں اب درگا دیوی کے مندر میں جا کر کادمبری کو لے آؤں وہ میرا انتظار کر رہی ہوگی۔

کیلاش نے کہا۔

ہوشیار ہو کر جانا بہن ماریا، درگا دیوی کا مندر تو بڑی خطرناک جگہ ہے وہاں تو سب ہماری جان کے دشمن پھر رہے ہوں گے۔

عنبر نے کہا۔

تم شاید یہ بھول گئے ہو کہ ماریا سب کو دیکھ سکتی ہے مگر اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

ماریا گھوڑے کو لے کر غار سے باہر نکل گئی۔

سورج کافی چڑھ آیا تھا ہر طرف روشن دھوپ پھیلی ہوئی تھی ماریا گھوڑے پر سوار ہو گئی اس نے درگا دیوی کے مندر کی طرف رخ کر لیا وہ کوشش کر رہی تھی کہ گھوڑے کو قدم قدم چلائے اور گھاس کے میدان میں سے گزرے تا کہ اس کے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز پیدا نہ ہو کیونکہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ لوگ گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سن کر چونک کر دیکھتے تھے کہ گھوڑسوار کہاں ہے۔؟ گھوڑا کہاں ہے؟ آواز آ رہی ہے اور گھوڑا سوار غائب ہے گھوڑا غائب ہے بستی کے قریب جا کر ماریا نے ایک سنسان سی سڑک پر چلنا شروع کر دیا یہاں لوگ بہت کم آ جا رہے تھے اور یہ سڑک جھیل کے گرد چکر کاٹ کر درگا دیوی کے مندر کو چلی گئی تھی ماریا تھوڑی دیر بعد مندر کے بڑے دروازے کے سامنے درختوں کے جھنڈ میں کھڑی تھی۔

اس نے بڑے آرام سے گھوڑے کوایک درخت کے ساتھ باندھااور خود پجاری کی کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آ کرٹھہر گئی اس نے دروازے کوذرا سا دبایادروازہ اندر سے بند تھاوہ کچھ دیر سوچتی رہی کہ شاید کادمبری سو رہی ہے کیونکہ یقیناًرات کووہ ماریاوغیرہ کے انتظار میں جاگتی رہی ہوگی ماریانے دروازے پر دستک دی اندر سے کوئی آواز نہ آئی ماریانے ذرارک کرزیادہ زور سے دستک دی دستک دے کروہ ایک طرف کوہٹ کرکھڑی ہوگئی۔

اتنے میں اندر سے پجارن نے دروازہ کھولا اور باہرادھراُدھر دیکھنے لگی باہرکوئی نہیں تھاماریانے موقع غنیمت جانااور جلدی سے کوٹھڑی کے اندرداخل ہوگئی پجارن بھی دروازہ بندکرکے کوٹھڑی میں آگئی۔

ماریانے اندرآ کر دیکھا کہ کادمبری وہاں موجودنہیں ہےوہ کچھ پریشان سی ہوگئی کیونکہ وہاں اُسے کادمبری کا کوئی معمولی سالباس بھی

دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ سوچنے لگی کہ کادمبری کہاں جا سکتی ہے۔؟
وہ پجارن سے بھی نہیں پوچھ سکتی تھی پجارن تھوڑی دیر اندر رہ کر باہر
نکل گئی اب ماریا کمرے میں اکیلی تھی اس نے تلاشی لینی شروع کر دی
کادمبری کا ایک بھی لباس اس کی ایک بھی نشانی وہاں پر موجود نہیں تھی
ماریا کو یہ خیال نہ آیا کہ وہ تخت پوش کے نیچے بھی دیکھ لے کہ وہاں
ناگ کی لاش والی صندوقچی پڑی ہوئی تھی اس وقت اس کا خیال صرف
کادمبری کی طرف لگا ہوا تھا۔

ماریا کو یقین ہو گیا کہ کادمبری وہاں نہیں ہے تو اسے خیال آیا کہ شاید
وہ اس کی تلاش میں قلعے کے ٹیلے والے غار کی طرف نہ چل پڑی ہو
ماریا باہر نکل کر گھوڑے پر سوار ہوئی اور گھوڑا سرپٹ دوڑاتے ہوئے
غار میں پہنچ گئی راستے میں لوگوں نے ڈر کر سڑک چھوڑ دی جب
انہوں نے دیکھا کہ دوڑتے ہوئے گھوڑے کی آواز ان کے قریب

سے ہو کر گزر گئی ہے لیکن گھوڑا کہیں نظر نہیں آیا تو وہ اور زیادہ دہشت زادہ ہو گئے غار میں آ کر سب سے پہلا سوال ماریا نے یہ پوچھا کہ کادمبری تو نہیں آئی۔؟

عنبر نے کہا۔

نہیں وہ تو یہاں نہیں آئی۔

اب سب کو فکر ہونے لگا کہ وہ کہاں چلی گئی جب ماریا نے عنبر کو بتایا کہ ناگ کی لاش بھی کادمبری کے پاس ہی تھی تو عنبر کو تشویش لگ گئی اس نے پوچھا۔

ماریا تم نے کمرے میں ناگ کی لاش والی صندوقچی کو دیکھا تھا۔؟ نہیں میں نے اسے دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا۔

عنبر نے کہا۔

کاش تم صندوقچی کو دیکھ لیتیں اگر صندوقچی وہاں پر موجود تھی تو اسے تمہیں اپنے ساتھ لے آنا چاہیے تھا کیونکہ میرا خیال ہے کہ اگر کادمبری کو کسی نے اغوا کیا ہے تو وہ صندوقچی ساتھ نہیں لے گئی ہوگی اور اگر صندوقچی وہاں پر نہیں ہے تو ضرور وہ اپنی مرضی سے کہیں چلی گئی ہے۔

بات بڑی معقول تھی ماریا انہی قدموں واپس درگا دیوی کے مندر کی طرف چل پڑی۔

دوسری طرف پجارن کسی کام سے دوبارہ کمرے میں آئی تو اس کی نظر تخت پوش کے نیچے رکھی ہوئی صندوقچی پر پڑ گئی اس نے صندوقچی کو باہر نکال لیا اسے پجارن نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس نے جوڑ ھکنا کھولا تو اندر پانی میں ڈوبی ہوئی سانپ کی لاش پڑی تھی پہلے تو پجارن سہم گئی پھر اس نے صندوقچی کو اسی طرح بند کر کے دوسرے

کمرے کی پچھلی کوٹھڑی میں رکھ دیا کیونکہ وہاں سانپ کو ہلاک کر کے دفن کرنا بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا۔

پجارن سانپ کی لاش کو کوٹھڑی میں رکھ کر مندر میں پوجا کرنے چلی گئی ٹھیک اسی وقت ماریا کوٹھڑی کی کھڑکی میں سے کود کر کمرے میں آگئی اور اس نے آتے ہی کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی اس نے چپہ چپہ چھان مارا لیکن اسے ناگ کی لاش والی صندوقچی کہیں نظر نہ آئی۔ اس سے ماریا نے یہی نتیجہ نکالا کہ کادمبری کو اغوا نہیں کیا گیا بلکہ وہ اپنی مرضی سے کہیں گئی ہے وہ واپس جانے کی سوچ ہی رہی تھی کہ موٹا تازہ پجاری اپنی موٹی توند پر ہاتھ پھیرتا ڈکار پر ڈکار مارتا کمرے میں آیا اور ایک دیگچی میں سے سوکھے چاول نکال کر تھالی میں ڈالنے لگا موٹا پجاری تھالی میں چاول بھی ڈال رہا تھا اور ساتھ ساتھ گانا بھی گا رہا تھا۔

ماریا چپکے سے باہر جانے لگی تو اس کے پاؤں سے ٹکرا کر ایک لوٹا اُلٹ گیا سارا پانی فرش پر بہہ گیا موٹے پجاری نے لوٹے کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ تم کو بیٹھے بٹھائے کیا ہو گیا کہ الٹ گئے۔

ماریا کو یوں محسوس ہوا جیسے موٹا پجاری لوٹے کو نہیں بلکہ اسے گالیاں دے رہا ہے اس نے زمین پر سے ایک رسی کا ٹکڑا اٹھایا اور اس پجاری کے سر پر دے مارا پجاری تو ڈر کر پرے کھڑا ہو گیا ماریا نے بڑے آرام سے اس کے سامنے جا کر اس کے پھولے ہوئے پیٹ پر ایک مکا جڑ دیا، پجاری ہائے کہہ کر زمین پر بیٹھ گیا اور لوٹ پوٹ ہونے لگا ماریا نے کہا۔

موٹے پجاری یہاں ایک لڑکی رہتی تھی وہ کہاں ہے۔؟

اتفاق سے اس پجاری کو کوئی علم نہ تھا کہ کا دمبری کہاں ہے اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اے آکاش کی دیوی میں بالکل نہیں جانتا کہ یہاں کوئی لڑکی رہتی تھی اس وقت وہ کہاں ہے۔؟ میں اس مندر میں نیا نیا آیا ہوں۔

ماریا نے اس کی ننگی کھوپڑی پر چپت مار کر کہا۔

بھاگ جاؤ یہاں سے۔

پجاری بھاگنے لگا تو ماریا نے گرج کر کہا۔

اُدھر سے نہیں ادھر سے بھاگو۔

موٹا پجاری دروازے کی بجائے کھڑکی میں سے باہر کودا تو گیند کی طرح باہر لڑھک گیا ماریا اس کی حالت پر ہنس پڑی کہ کس قدر بزدل ہے یہ پجاری، بہر حال وہ سمجھ گئی کہ کادمبری یقیناً اپنی مرضی سے کہیں گئی ہے مگر سوال یہ تھا کہ وہ کہاں چلی گئی ہے اگر وہ اپنی مرضی سے گئی ہے تو اسے پرانے قلعے کی طرف آنا چاہیے تھا لیکن وہ ادھر ابھی تک نہیں آئی تھی خدا جانے پھر وہ کہاں تھی۔؟ وہ کوٹھڑی سے باہر نکل آئی

باہر موٹے پجاری نے شور مچادیا کہ اندر درگا دیوی کی روح آئی ہوئی ہے سارے پجاری جمع ہوگئے اور پجارن کے کمرے کو دیکھ کر جے دیوی کے نعرے لگانے لگے ماریا ان حالات سے پریشان ہوگئی۔
بہر حال وہ کمرے سے باہر آگئی ظاہر ہے اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تھا پھر بھی چونکہ وہاں ہجوم بہت زیادہ ہوگیا تھا اس لئے خطرہ تھا کہ وہ کسی سے ٹکرا نہ جائے وہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی تھی بچتی بچاتی مندر سے باہر کی طرف چل پڑی اتفاق سے وہ ایک سوکھے سا کھے پجاری سے ٹکرا گئی پجاری نے شور مچادیا۔
جے دیوی میا، جے دیوی درگا میا۔
لوگ اس کی طرف بھاگے اگر ماریا تیزی سے دوسری طرف نہ بھاگ جاتی تو یقیناً وہ لوگوں میں گھر جاتی اور پجاری عقیدت کے مارے اسے پکڑ کر وہیں بیٹھ جاتے اور پھر خدا جانے اس کے ساتھ کیا سلوک

کرتے وہ لپک کر مندر کی ڈیوڑھی میں آ گئی یہاں بھی بہت سے پجاری جمع تھے ماریا کو دروازے میں سے نکلنے کے لئے کچھ دیر دیوار کے ساتھ لگ کر انتظار کرنا پڑا مندر سے باہر آ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا اور بھاگ کر اس مقام پر آ گئی جہاں اس کا گھوڑا بندھا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر سرپٹ گھوڑا دوڑاتی پجاریوں کے قریب سے ہو کر گزر گئی پجاری گھوڑے کی آواز سن کر خوشی سے نعرے لگانے لگے ماریا اب ان کی پہنچ سے باہر ہو چکی تھی غار میں پہنچ کر ماریا نے عنبر اور کیلاش کو سارے حالات سے باخبر کر دیا کیلاش نے کہا۔

اگر ناگ کی لاش وہاں نہیں ہے تو ضرور کا دمبری اپنی مرضی سے وہاں سے گئی ہے اسے کسی نے اغوا ہرگز نہیں کیا۔

عنبر نے کہا۔

ہو سکتا ہے جس نے کادمبری کو اغوا کیا ہو وہ ناگ کی لاش والی صندوقچی

بھی ساتھ لے گیا ہو۔

اس پر سب خاموش ہو گئے ماریا کہنے لگی۔

مگر کمرے میں ایسے کوئی آثار نہیں تھے کہ کادمبری کو کوئی شخص زبردستی پکڑ کر لے گیا ہو۔

عنبر نے کہا۔

بہر حال ہمیں اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ کادمبری کو اغوا بھی کیا جا سکتا ہے۔

ماریا نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ کادمبری کے بغیر وہ لوگ یہاں سے کیونکر واپس جائیں گے کیلاش نے کہا۔

اگر ہم اسی جگہ بیٹھے رہے تو ہمیں دوبارہ گرفتار کیا جا سکتا ہے کیونکہ راجہ کے سپاہی بستی کے اردگرد سارے علاقے کو کھنگال رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ان پہاڑیوں میں بھی ضرور آئیں گے۔

چوکیدار نے کہا۔

کیلاش بھائی کا خیال درست ہے راجہ کے سپاہی بہت ہوشیار اور لومڑ کی طرح مکار ہیں وہ ہمیں تلاش کرتے ہوئے اس پرانے ٹکسال کے غار کو کبھی نہیں بھولیں گے وہ ایک آدھ روز میں یہاں پہنچ جائیں گے اور اگر ہم اسی جگہ بیٹھے رہے تو وہ ہمیں ضرور پکڑ لیں گے۔

عنبر نے کہا۔

تم لوگ ٹھیک کہتے ہو ماریا، میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے نکل جانا چاہیے۔

پھر اس نے چوکیدار سے پوچھا کہ اس کی نگاہ میں یہاں کوئی اور ایسی جگہ ہے جہاں چھپ کر وہ کا دمبری کی واپسی کا انتظار کر سکیں چوکیدار نے ہاتھ کانوں پر لگا کر کہا۔

دیوتاؤں کے لئے یہاں کسی اور جگہ رہنے کے بارے میں ہرگز ہرگز

نہ سوچیں یہ بستی اب ہمارے لے قاتلوں کی بستی بن گئی ہے اس شہر کی زمین ہم پر تنگ ہو چکی ہے یہاں کا بچہ بچہ ہمارا دشمن بن چکا ہے یہاں سے ہمیں فوراً کسی دوسرے ملک کی طرف چلے جانا چاہیے۔

عنبر کیلاش اور ماریا رات کو ایک جگہ بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ وہ اگر کا دہبری کو قسمت کے حوالے کر بھی دیں تو وہ وہاں سے کس طرف کو کچ کریں ماریا کہنے لگی۔

یہ علاقہ ہمارے لئے اجنبی ہے ہم شمال کی طرف جائیں گے تو بھی کھاٹ منڈو ملک کا راجہ ہمیں گرفتار کر لے گا کیونکہ وہ اس راجہ کا بھائی ہے۔

کیلاش کہنے لگا۔

کیوں نہ ہم ملک چین کی طرف چلے چلیں۔؟

یہ خیال سب کو اچھا لگا عنبر نے ماریا کی طرف دیکھا ماریا نے بھی اس

خیال کو پسند کیا کہ ملک چین میں انہیں کچھ عرصے کے لئے پناہ مل سکتی ہے جب حالات معمول پر آ جائیں گے تو وہ واپس آ سکتے ہیں چوکیدار نے کہا۔

میں آپ کے ساتھ اتنی دور نہیں جا سکتا راستے میں ایک چھوٹا سا شہر سکم آتا ہے وہاں میرا ایک ماموں شاہی مندر میں یاتریوں کا سیوادار ہے میں وہاں آپ سے الگ ہو جاؤں گا۔

کیلاش بولا۔

بلکہ ہمارا پہلا پڑاؤ ہی سکم شہر میں ہوگا ہم تمہیں وہاں چھوڑتے جائیں گے۔

ماریا نے پوچھا۔

کیا ہم سکم کے شہر میں ہی قیام نہیں کر سکتے۔؟

کیلاش نے کہا۔

سکم ایک چھوٹا سا شہر ہے وہاں اگر ہم سب اکٹھے رہے تو پہچان لیے جائیں گے ہمیں چوکیدار کو وہاں چھوڑ کر آگے نکل جانا ہوگا۔

انہوں نے اگلے روز صبح منہ اندھیرے وہاں سے کوچ کرنے کا فیصلہ کر لیا کیلاش جو کہ اس علاقے سے پوری طرح واقف تھا ان کا گائیڈ بن گیا اس نے بتایا کہ وہ اس غار کے اندر ہی اندر چل کر جنوب مشرق کی جانب ایک خشک جھیل کے دہانے پر لے گیا۔

سکم کی بستی

انہوں نے خشک جھیل عبور کر لی۔

وہ چھپتے چھپاتے جنوب مشرقی پہاڑیوں کی گھاٹیوں کی جانب سفر کر رہے تھے ابھی وہ نندن سر کے راجہ کے ملک میں تھے انہیں ہر وقت پکڑے جانے کا اندیشہ تھا کیلاش اور چوکیدار کا رنگ ابھی تک زرد تھا سب سے زیادہ موت کا خوف ان دونوں کو تھا کیونکہ ماریا غائب تھی وہ کسی کو نظر نہیں آتی تھی اور عنبر کو کوئی مار نہیں سکتا تھا اگر کسی کی جان پر بنی ہوئی تھی تو وہ چوکیدار اور کیلاش تھے اگرچہ ماریا گھوڑے پر سوار ان کے آگے آگے نگرانی کر رہی تھی پھر بھی انہیں خوف تھا کہ کسی پہاڑی پر سے اچانک راجہ کے مکار سپاہی نیچے نہ اتر پڑیں اس لیے کیلاش اور چوکیدار برابر پہاڑی ڈھلانوں پر خوف زدہ نظروں سے دیکھتے جا

رہے تھے۔

مگر وہ خیریت سے میدانی علاقے سے نکل کر گھاٹیوں کے سلسلے میں داخل ہو گئے اگرچہ یہ گھاٹیاں دونوں طرف سے اونچے اونچے پہاڑی ٹیلوں سے گھری ہوئی تھیں اس کے باوجود یہاں خطرہ زیادہ قریب آ گیا تھا اگر کسی ٹیلے کے اوپر سے سپاہیوں کی نگاہ ان پر پڑ جاتی تو وہ بڑی آسانی سے تیر چلا کر انہیں ہلاک کر سکتے تھے دوسری مصیبت یہ تھی کہ وہ لوگ یہ سفر پیدل طے کر رہے تھے ان میں سے صرف ماریا کے پاس اپنا گھوڑا تھا ان کے پاؤں پتھروں پر چل چل کر چھلنے لگے تھے عنبر تو ان زخموں سے محفوظ تھا مگر چوکیدار اور کیلاش کے پیروں سے خون رسنے لگا تھا مگر جان کو بچانے کا خیال انہیں تیز تیز چلا رہا تھا آخر وہ ایک جگہ تھک کر بیٹھ گئے عنبر اور ماریا نے ان کے پیر دیکھے تو انہیں بڑا صدمہ ہوا ماریا نے کہا۔

تم دونوں میرے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ میں کچھ دور پیدل چلوں گی اگلے پڑاؤ پر گھوڑوں کا بندوبست کر لیں گے۔

کیلاش اور چوکیدار نے اوپراوپر سے انکار کیا اور پھر جھٹ چھلانگ لگا کر ماریا کے گھوڑے پر سوار ہو گئے اب عنبر اور ماریا ان کے ساتھ ساتھ پیدل چلنے لگے گھوڑے پر سوار ہو کر ماریا کافی آگے جا کر ان کی نگرانی کر سکتی تھی لیکن اب وہ ان کے ساتھ ساتھ چلنے پر مجبور تھی بہر حال یہ سفر جاری رہا اور خوش قسمتی سے راجہ کا ایک بھی سپاہی ادھر نہ آیا حالاں کہ وہ شکاری کتوں کی طرح اردگرد کے علاقے میں منڈلا رہے تھے۔

تیسرے پہر وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے گھاٹیوں کا سفر ختم ہو گیا یہاں ایک خشک جھاڑیوں کا میدان شروع ہو گیا۔ جو کافی دور کھڑے پہاڑوں کے دامن تک چلا گیا تھا کیلاش نے بتایا کہ اس

پہاڑ کے دوسری جانب سکم کا شہر ہے انہوں نے آدھا میدان عبور کیا تھا کہ ماریا کی ایڑیوں سے خون ٹپکنے لگا اس میدان میں کانٹے اور چھوٹے چھوٹے پتھر بہت تھے کیلاش اور چوکیدار نے گھوڑے سے اتر کر کہا۔

ماریا بہن۔ تم گھوڑے پر سوار ہو جاؤ ہم تمہارے پاؤں سے خون رستا نہیں دیکھ سکتے۔

ماریا راضی نہ ہوئی مگر عنبر اور کیلاش نے اسے زبردستی گھوڑے پر سوار کر دیا لیکن یہ صورت حال زیادہ دیر تک نہ رہ سکتی تھی............میدان کانٹے دار جھاڑیوں سے اٹا پڑا تھا لازمی تھا کہ کہیں سے گھوڑوں کا بندوبست کیا جائے وہ پیدل ہونے کی وجہ سے سست رفتاری سے سفر کر رہے تھے انہیں راستے میں ہی شام ہوگئی وہ ایک چھوٹے سے ٹیلے کے پاس رک گئے یہاں انہوں نے پتھروں کو رگڑ کر آگ جلائی

ساتھ لائی ہوئی خشک مچھلی کو بھون کر کھایا اور پانی پیا عنبر نے کہا۔
میرا خیال ہے ہمیں رات اسی مقام پر بسر کرنی چاہیے کیلاش تمہارا کیا خیال ہے کیا ہم دشمنوں کے خطرے سے محفوظ ہیں۔؟
کیلاش نے کہا۔
پوری طرح محفوظ نہیں ہیں یہ ہم نے آگ جلا رکھی ہے اسے دیکھ کر دور دور سے سپاہیوں کو ہماری خبر ہو سکتی ہے ویسے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل کر سکم کے علاقے میں داخل ہو جائیں راجہ کے سپاہی بڑے ہوشیار اور مکار ہیں وہ دشمن کی دور ہی سے بو سونگھ لیتے ہیں۔
انہوں نے آگ کو فوراً پانی ڈال کر بجھا دیا عنبر نے کہا۔
یہ تو ٹھیک ہے کیلاش، مگر سوال یہ ہے کہ تم لوگ پیدل کتنی دور تک چل سکو گے ماریا اور تم دونوں کے پاؤں زخم کھا کھا کر سوج گئے ہیں ظاہر

ہے تم لوگ زخمی حالت میں تو سفر نہیں کر سکتے۔

کیلاش نے کہا۔

مگر یہاں سے ہمیں کوئی سواری بھی تو نہیں مل سکتی۔

چوکیدار بولا۔

یہاں کبھی کبھی چرواہے اپنے بھینسے چرانے نکل آیا کرتے ہیں اگر کوئی چرواہا مل جائے تو ہم اس سے ایک دو بھینسے خرید کر اس کی سواری بنا سکتے ہیں۔

ماریا بولی۔

اور اگر چرواہے کی جگہ کوئی سپاہی آ گیا تو کیا ہو گا۔؟

کیلاش نے سہم کر کہا۔

بھگوان کے لئے ایسا نہ کہو بہن میرا تو دم نکل جائے گا کمبخت زمین میں گاڑ کر سر قلم کرتے ہیں تڑپنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔

حقیقت یہ تھی کہ راجہ کہ دو سپاہیوں نے دور سے آگ جلتی دیکھ کر دشمن کی بو سونگھ لی تھی اور وہ ٹیلوں کی آڑ میں گھوڑے دوڑاتے ان لوگوں کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے کیلاش عنبر ماریا اور چوکیدار کو اس کی کچھ خبر نہ تھی وہ بڑے آرام سے ٹیلے کے پاس زمین پر بیٹھے رات بسر کرنے کے بارے میں باتیں کر رہے تھے عنبر نے کہا۔

ماریا تم ذرا ٹیلے پر چڑھ کر ارد گرد نظر تو ڈالو کوئی دشمن ہماری تاک میں ہو۔

ماریا ٹیلے پر چڑھ گئی جوں ہی اس نے سر اٹھایا کیا دیکھتی ہے کہ دو سپاہی ڈوبتے سورج کی سنہری روشنی میں ان کی طرف گھوڑے دوڑائے چلے آ رہے ہیں وہ جلدی سے نیچے آئی اور اس نے آتے ہی سب کو خبردار کر دیا کہ دشمن آ رہا ہے عنبر نے کیلاش اور چوکیدار کو ٹیلے کی اوٹ میں ایک جگہ چھپا دیا ماریا دوسری جانب جھاڑیوں کے پاس کھڑی ہو

گئی عنبر اسی جگہ بجھی ہوئی آگ کے پاس بیٹھا رہا اتنے میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز قریب آ کر رک گئی دو وحشی چہروں اور خونی آنکھوں والے سپاہی گھوڑوں پر سے اتر کر عنبر کے پاس آئے اسے جھک کر دیکھا اور سر کے بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا اس نے خوشی سے چلا کر کہا۔

یہ تو شاہی چور ہے۔

دوسرا سپاہی لپک کر عنبر کے قریب آیا اور اسے ایک نظر دیکھ کر بولا۔

تم ٹھیک کہتے ہو یہ تو وہی شاہی مفرور مجرم ہے جس کی ہمیں تلاش تھی اسے فوراً گرفتار کر لو۔

انہوں نے عنبر کو پکڑ لیا اور اس کے ہاتھ رسیوں سے باندھنا شروع کر دیے عنبر نے کہا۔

اگر تم لوگ مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں اتنی دولت دوں گا کہ ساری عمر

تمہارے بچوں کو بھی دولت کی حسرت باقی نہ رہے گی۔

اس پر سپاہیوں نے قہقہہ لگایا ایک نے کہا۔

تم ہمیں ورغلا نہیں سکتے ہم راجہ کے وفادار سپاہی ہیں ہم تمہیں گرفتار کر کے راجہ کے سامنے پیش کریں گے اور وہی انعام حاصل کریں گے جو راجہ نے ہمارے لئے مقرر کیا ہے۔

دوسرا کہنے لگا۔

تم ایک مفلس اور غریب مجرم ہو جس کے سر پر موت منڈلا رہی ہے تم ہمیں کیا دے رہے ہو۔

عنبر کے دونوں ہاتھ رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے اس نے ذرا سے کوشش کے بعد اپنے ہاتھوں کی رسیاں توڑ ڈالیں اور بولا۔

تم لوگوں نے اس وقت بھی میری طاقت کو دیکھ لیا تھا جب جلاد مجھے مارنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس وقت بھی دیکھ رہے ہو جب کہ میں

نے تمہاری باندھی ہوئی رسی کوتوڑ کر رکھ دیا ہے تم پر لازم ہے کہ میری عزت کرو اور اپنی جان بچا کر یہاں سے بھاگ چلو، وگرنہ تمہیں پچھتانا پڑے گا۔

عنبر کے اس شعبدے پر پہلے تو وہ دونوں سپاہی حیران ہوئے پھر انہوں نے لوہے کی زنجیر نکال کر عنبر کے ہاتھوں میں ڈالنے کی کوشش کی عنبر نے ہاتھ جھٹک دیا مگر دونوں مل کر اسے زنجیر میں جکڑ چکے تھے انہوں نے عنبر کو زنجیریں ڈال کر گھوڑے کے پیچھے باندھ دیا اور بولے۔

کہو اب تمہیں کون بچا سکتا ہے۔؟

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

میرا خدا اب بھی میرے ساتھ ہے اور وہی مجھے بچائے گا۔

اب ماریا آگے بڑھی اس نے پیچھے سے ایک سپاہی کے نیام سے اس

کی تلوار کھینچ لی سپاہی نے چونک کر پیچھے دیکھا مگر اسے کچھ نظر نہ آیا اس
کی تلوار نیام سے غائب ہو چکی تھی دوسرے سپاہی نے تلوار نکالنے کی
کوشش کی تو ماریا نے ایک بھرپور وار کر کے اس کا ایک بازو کاٹ کر
رکھ دیا سپاہی ہڑبڑا کر گر پڑا۔

ماریا نے بلند آواز میں کہا۔

اگر تم دونوں کو اپنی جان عزیز ہے تو اب بھی وقت ہے یہاں سے
بھاگ جاؤ ورنہ ایک پل کے اندر اندر تم دونوں کی لاشیں یہاں تڑپ
رہی ہوں گی۔

دوسرے سپاہی نے غیب کی آواز سنی تو تھر تھر کانپنے لگا اور گھوڑے پر
سوار ہو کر بولا۔

ہم ابھی چلے جاتے ہیں۔

پھر اس کا ساتھی سپاہی بھی گھوڑے پر سوار ہوا اس کے کٹے ہوئے بازو

سے خون بہہ رہا تھا دوسرے ساتھی نے اس کے بازو کے گرد کپڑا لپیٹ دیا اور دونوں وہاں سے ایسے دم دبا کر بھاگے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ماریا نے عنبر کی زنجیریں کھول دیں اب چوکیدار اور کیلاش بھی اوٹ میں سے نکل کر ان کے پاس آ گئے وہ بڑے خوش تھے کہ دشمن نے ان پر حملہ کیا مگر شکست کھا کر بھاگ گیا وہ دوبارا اپنے سفر پر چل پڑے شام ہونے سے پہلے پہلے انہوں نے خشک جھاڑیوں والا میدان عبور کر لیا اب ان کے سامنے پہاڑ کے دامن میں ایک بہت بڑا دریا بہہ رہا تھا سورج غروب ہو رہا تھا جس کی سنہری کرنیں دریا میں پڑ کر اس کے پانی کو سرخ بنا رہی تھیں۔

کیلاش نے کہا کہ کچھ دور آگے جا کر رسوں کا پل بنا ہوا ہے اس پل پر سے اس دریا کو عبور کیا جا سکتا ہے سب لوگ دریا کے الٹے رخ اوپر کی

طرف روانہ ہو گئے یہاں پہاڑی سلسلہ ایک بار پھر شروع ہو گیا تھا جگہ جگہ چھوٹے بڑے پتھر بکھرے پڑے تھے دریا پار ایک بہت عظیم الشان پہاڑ کھڑا تھا کیلاش نے بتایا کہ یہی وہ پہاڑ ہے جس کے دوسری جانب شہر سکم واقع ہے جہاں چوکیدار نے رک جانا تھا کافی دور اوپر چلنے کے بعد انہیں ایک جگہ رسوں کا پل بنا ہوا نظر آیا۔

یہ پل کچھ رسوں کو آپس میں ملا کر بنایا گیا تھا اور دریا کے دونوں کناروں پر کھڑی چٹانوں سے باندھ کر ایک دوسرے سے ملا دیا گیا تھا عنبر نے پل پر قدم رکھا تو وہ ڈولنے لگا کیلاش ڈر کر پیچھے ہٹ گیا چوکیدار نے کہا۔

گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ پل بہت مضبوط ہے کئی سالوں سے یہاں کے لوگ اسی پل پر سے ہی دریا کو پار کرتے چلے آرہے ہیں یہ اگرچہ ڈولتا ہے مگر خطرناک بالکل نہیں ہے۔

سب سے پہلے عنبر اور ماریا نے پل پر قدم رکھا اس کے بعد کیلاش اور چوکیدار چلے آئے رسوں کا پل ڈولنے لگا نیچے جھاگ اڑاتا دریا کا پانی بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا وہ قدم قدم چلتے رسوں کو پکڑتے پل پر سے گزرنے لگے چوکیدار عنبر اور ماریا پورے سکون اور اعتماد کے ساتھ چل رہے تھے جب کہ کیلاش اپنی عادت کے مطابق ڈر ڈر کر قدم اٹھا رہا تھا آخر پل عبور کر لیا گیا دوسرے کنارے پر پہنچ کر کیلاش نے خدا کا شکر ادا کیا اور زمین پر بیٹھ گیا پھر کہنے لگا۔

راجہ کے سپاہی اب زیادہ تعداد میں فوج بنا کر ہماری تلاش میں آئیں گے بہتر یہی ہے کہ ہم رسوں کا یہ پل کاٹ دیں تا کہ وہ ہمیں پھر کبھی گرفتار نہ کر سکیں۔

ماریا نے کہا۔

کیلاش، تم بہت بزدل ہو اور محض اپنی جان بچانے کی خاطر ہزاروں

لوگوں کو اس پل سے محروم کرنا چاہتے ہو کیا تمہیں معلوم ہیں کہ اس علاقے کے لوگ اسی پل کے ذریعے سے دریا کو عبور کرتے ہیں۔

عنبر نے بھی کہا۔

ماریا ٹھیک کہتی ہے ہم یہ پل کاٹ کر دریا میں گرا کر یہاں کے لوگوں کو مصیبت میں مبتلا نہیں کر سکتے۔

کیلاش بولا۔

اور اگر ہم پکڑے گئے تو کیا ہوگا۔؟

ماریا بولی۔

ہم کوئی بھیڑ بکریاں نہیں ہیں کہ سپاہی ہمیں آسانی سے پکڑ لیں گے ہم اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں اپنی حفاظت کے لئے جدو جہد کر سکتے ہیں اور ایسا ہمیں کرنا بھی چاہیے اور پھر ہم یہاں سے چین کی طرف نکل جائیں گے سکم کے علاقے میں راجہ کی فوج داخل نہیں ہو سکتی۔

چوکیدار نے کہا۔

ماریا ٹھیک کہتی ہے کیلاش، یہاں سے سکم کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے اس علاقے میں راجہ نندن سر کی فوج بغیر اجازت کے نہیں آ سکتی۔ اور اگر وہ اجازت لے کر سکم آ گئی اور انہوں نے تمہیں پکڑ لیا تو تمہیں کون بچائے گا۔؟

چوکیدار نے بڑی بہادری سے جواب دیا۔

دیکھا جائے گا میں اپنے بچاؤ کا بندوبست کرلوں گا لیکن اس پل کو نہیں توڑوں گا میں یہاں کے غریب لوگوں کو محض اپنی جان بچانے کے لئے اس پل کی سہولت سے محروم نہیں کرسکتا۔

کیلاش نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اچھا بابا، نہ توڑو اس پل کو۔ اگر تم اپنی حفاظت کر سکتے ہو تو بے شک کر لو میں تو صرف تمہاری بھلائی کے لئے کہہ رہا تھا۔

چارو پل کے دوسرے کنارے پر ایک درے میں سے گزر کے پہاڑ کے دوسری طرف آ گئے یہاں ڈوبتے سورج کی سنہری روشنی میں سکم شہر کی بستی صاف نظر آ رہی تھی کچے مکان پہاڑی ڈھلان پر یہاں وہاں بکھرے پڑے تھے مکانوں میں سے کہیں کہیں دھوئیں کی پتلی لکیریں اوپر کو اٹھ رہی تھیں سوائے عنبر کے سب کی بھوک چمک اٹھی چوکیدار ان کو لے کر اپنے بھائی کے گھر آ گیا۔

چوکیدار کے بھائی کا گھر بستی کے ایک کنارے پر تھا ارد گرد انگوروں کا باغ تھا یہ سیاہ انگوروں کا باغ تھا اس باغ میں سیب اور خوبانی کے پیڑ بھی تھے چوکیدار کے بھائی نے ان سبھوں کو بڑی خوشی کے ساتھ باغ میں دستر خوان بچھا کر بٹھایا اور ان کی باجرے کی روٹی، ساگ اور انگوروں سے خاطر کی چوکیدار کا بھائی اپنے بھائی سے مل کر بڑا خوش ہوا چوکیدار نے اسے سارا ماجرا سنا دیا اس نے کہا۔

تم فکر نہ کرو یہاں نندن سر کے سپاہیوں کے آنے کی جرائت نہیں اور اگر وہ آ بھی گئے تو میں ایک ایک کی گردن اڑا کر اس باغ میں ان کی قبریں بنا دوں گا۔

چوکیدار کے بھائی کے سامنے ظاہر نہ ہوئی تھی وہ خاموش تھی اور کوئی بات نہیں کر رہی تھی چوکیدار نے بھی اپنے بھائی کو کچھ نہیں بتایا تھا لیکن اس کے بھائی نے ایک بات خاص طور پر محسوس کی تھی کہ دستر خوان پر لگے ہوئے کھانے کی رکابیوں میں سے ایک رکابی میں سے کبھی کبھی انگوروں کا گچھا اپنے آپ اوپر اٹھتا دیکھا تھا اور پھر فضا میں غائب ہو جاتا تھا پہلے تو وہ سمجھا کہ شاید اس کی نظروں کا دھوکا ہے لیکن جب دو چار مرتبہ ایسا ہوا تو اس نے چونک کر اپنے بھائی کی طرف دیکھا بھائی نے آنکھ کے اشارے سے خاموش رہنے کو کہا۔

وہ خاموش ہو گیا، رات انہوں نے وہیں انگور کے باغ میں خشک

گھاس پھونس پر توشکیں بچھا کر بسر کی سردی بہت تھی۔

آس پاس آگ روشن کر دی گئی جو ساری رات جلتی رہی صبح سویرے اٹھ کر ان کی خاطر گرم دودھ اور باجرے کی روٹی سے کی گئی پھر عنبر اور کیلاش نے باری باری چوکیدار سے ہاتھ ملایا اس کے بھائی کی مہمان نوازی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور ملک چین کی طرف روانہ ہو گئے۔

ماریا نے جاتے جاتے چوکیدار کے بڑے بھائی کے کندھے پر پڑا ہوا کپڑا اٹھا کر زمین پر گرا دیا وہ حیران ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا ماریا وہاں سے جا چکی تھی اور چوکیدار مسکرا رہا تھا۔

ناگ زندہ ہو گیا

درگا مندر کے پجاری نے کادمبری کو تہہ خانے میں بند کر رکھا تھا وہ دوسری پورن ماشی یعنی چاندنی رات کو کادمبری کو ربجہ کے حضور قربانی کے لئے پیش کرنا چاہتا تھا کادمبری بڑی بے بسی کی حالت میں تہہ خانے میں بند تھی وہاں صرف ایک بوڑھا نوکر صبح شام آ کر اسے کھانا دے جاتا تھا یہ نوکر گونگا اور بہرہ تھا یعنی وہ نہ سن سکتا تھا اور نہ ہی بول سکتا تھا کادمبری اکیلی تہہ خانے میں بیٹھی روتی رہتی اور ماریا کو یاد کیا کرتی کہ جانے وہ کہاں ہو گی۔

اسے ناگ کی لاش والی صندوقچی کا بھی خیال آتا کہ کم از کم وہ اسے ہی

اپنے ساتھ اٹھالاتی اس نے کئی بار نوکر کو سمجھانے اور اس سے پوچھنے کی کوشش کی کہ صندوقچی کہاں ہے مگر وہ گونگا اور بہرہ کچھ بھی نہ سمجھتا تھا بے چاری کادمبری تھک ہار کر صبر کر کے بیٹھ گئی اس نے اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دیا کہ جو قسمت میں لکھا ہو گا مل جائے گا، اس کے سوا وہ اور کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

اب ذرا ناگ والی صندوقچی کا حال سنیں۔

ایک طویل مدت کے بعد ناگ کو ہوش آنا شروع ہو گیا جھیل نندن سر کے مقدس پانی نے سانپ کے ٹکڑوں میں زندگی کی گرمی پیدا کر دی اور وہ آپس میں جڑ کر ملنے لگے صندوقچی ایک کمرے کی پچھلی کوٹھڑی میں پڑی تھی ناگ کے ٹکڑے ایک دوسرے کے ساتھ جڑ گئے تھے مگر ابھی اس میں نئی زندگی پیدا نہیں ہوئی تھی۔

پورن ماشی کی رات آ گئی پجاری کے لئے کادمبری کو راجہ کے حضور پیش

کر کے انعام واکرام حاصل کرنے کا وقت آ گیا تھا اس نے پجارن سے کہا کہ کادمبری کو تیار کرے اسے زرق برق لباس پہنائے کیونکہ وہ اسے راجہ کے دربار میں پیش کرنا چاہتا ہے پجارن نے ایک روز کادمبری کو نہلا دھلا کر نئے زرق برق کپڑے پہنائے کادمبری بے چاری نے کچھ نہ کہا اس نے تو اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیا تھا پھر بھی اس نے پجارن سے پوچھا کہ اسے کس لئے تیار کیا جا رہا ہے۔

پجارن نے کہا۔

تمہیں شاہی بیگموں کے حضور پیش کیا جائے گا، وہ تمہیں اپنے محل میں ملازم رکھ لیں گی اور تمہاری ساری زندگی وہاں عیش وعشرت سے بسر ہو گی۔

کادمبری سادہ عورت تھی اس نے پجارن کی باتوں پر یقین کر لیا اور دل میں سوچا کہ چلو وہ ان لوگوں کی قید سے تو چھوٹے گی

..........پجاری نے ایک روز کادمبری کو ساتھ لیا اور راجہ کے دربار میں حاضر ہو گیا اس نے جھک کر آداب عرض کیا اور راجہ کو بتایا کہ وہ درگا دیوی کے مندر میں پورن ماشی کی رات کو قربانی کے لئے ایک ایسی لڑکی کو لایا ہے جو ان لوگوں کی بہن ہے جو فرار ہو گئے تھے۔
پجاری راجہ سے ایک ایسی زبان میں گفتگو کر رہا تھا جس کو کادمبری بالکل نہیں سمجھتی تھی راجہ پجاری پر بڑا خوش ہوا کہ اس نے درگا دیوی کے آگے راجہ کی لاج رکھ لی ہے اور مفرور ملزموں کی بہن کو پکڑ کر لے آیا ہے اس نے پجاری کو سونے کا ہار انعام میں دیا اور کادمبری کو شاہی محل میں بھیج دیا ساتھ ہی سپاہیوں کو خبردار کر دیا کہ وہ کادمبری کی زبردست نگرانی کریں اور اسے ادھر سے اُدھر نہ ہونے دیں۔
پورن ماشی کی رات میں ابھی دو دن باقی تھے۔
پورے شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ مفرور ملزموں کی بہن کو شاہی سپاہیوں

نے گرفتار کرلیا ہے اور پورے چاند کی رات کو اس کی قربانی دی جائے گی یہ خبر کادمبری نے بھی سن لی اور وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی لیکن اب کچھ نہیں ہوسکتا تھا پہرہ سخت کر دیا گیا تھا اور اسے حرم سے نکال کر ایک کوٹھڑی میں بند کر کے چوکی پہرہ لگا دیا گیا تھا وہاں وہ اپنی موت کا انتظار کرنے لگی۔

دوسری طرف پجارن کے کمرے کی پچھلی کوٹھڑی میں پڑی ہوئی صندوقچی میں ناگ کی لاش میں زندگی پیدا ہونا شروع ہوگئی اس کی مہلت کے دن پورے ہو گئے تھے جھیل کے مقدس پانی نے اپنا اثر دکھا دیا تھا سانپ کے ٹکڑے آپس میں مل گئے تھے اور سانپ میں زندگی آ گئی تھی ناگ کے دماغ نے کام کرنا شروع کر دیا تھا تو اس نے سوچا کہ وہ کہاں ہے۔؟ اسے ایک ایک کر کے ساری باتیں یاد آ گئیں کہ کس طرح اسے عنبر کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا اور پھر عنبر نے اسے اٹھا

کر صندوق میں بند کر دیا تھا اور پھر جھیل کی طرف چل نکلا تھا۔
ناگ کو خیال آیا کہ شاید عنبر بھی وہیں کہیں ہوگا اس نے زور لگا کر صندوقچی کا ڈھکنا الٹ دیا اور بڑے سکون سے رینگتا ہوا صندوقچی سے باہر آ گیا اس نے دیکھا کہ وہ ایک کباڑ خانہ بنی پرانی کوٹھڑی میں ہے جہاں اندھیرا چھایا ہوا ہے صرف ایک روشن دان میں سے روشنی کی لکیر سی اندر آ رہی ہے ناگ رینگتا ہوا روشن دان میں سے دوسرے کمرے میں آ گیا وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کہاں پر ہے۔؟
کس جگہ پر ہے کس ملک میں ہے اور عنبر کہاں ہے؟ ماریا کہاں ہے۔؟ دیوار پر سے رینگ کر وہ نیچے آ گیا ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کدھر جائے کہ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی ناگ جلدی سے ایک کونے میں مٹکے کے پیچھے چھپ گیا دروازہ کھلا اور پجاری اور پجارن اندر داخل ہوئے ناگ بڑے غور سے ان کی باتیں سننے لگا اس

خیال ہے کہ ان کی گفتگو ہی سے وہ اندازہ لگا سکے کہ وہ کس ملک میں

ہے۔

پجاری نے کہا۔

کادمبری کہتی ہے کہ اس کے پاس ایک صندوقچی بھی تھی جس میں سانپ کے جسم کے ٹکڑے پڑے تھے دیوتا جانیں کہ وہ کوئی جادوٹونا نہ ہو کیا اس کے پاس کوئی صندوقچی تھی۔؟

پجارن نے کہا۔

ہاں ہاں ایک صندوقچی تھی اسے میں نے پرانی کوٹھڑی میں پھینک دیا تھا اس میں کسی کالے سانپ کے ٹکڑے بھی تھے۔

پجاری نے کہا۔

جلدی سے وہ صندوقچی اٹھالاؤ ہمیں سانپ کے ٹکڑوں کو جلا ڈالنا چاہیے اس طرح اگر اس میں کوئی جادوٹونا ہوگا تو وہ ضائع ہو جائے گا

اور ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

پجارن بولی۔

مگر کادمبری تو اب راجہ کے محل میں قید ہے اور اسے کل رات قربان کر دی جائے گا پھر فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔؟

پجارن نے ڈانٹ کر کہا۔

تم وہ صندوقچی جا کر لاؤ جلدی کرو، میں کادمبری کی تمام نشانیاں جلا کر بھسم کر دینا چاہتا ہوں جلدی کرو۔

ناگ ان دونوں کی اتنی گفتگو سے ہی سمجھ گیا کہ ساری کہانی کیا ہے وہ ایک عورت کادمبری کے قبضے میں تھا جو راجہ کے محل میں قید ہے جاتے ہوئے وہ صندوقچی یہاں چھوڑ گئی تھی عنبر نے ضرور یہ صندوقچی کادمبری کو دی ہو گی کادمبری سے مل کر ہی پتہ چل سکتا تھا کہ عنبر کہاں ہے۔؟

ماریا نے کہا۔

اتنے میں پجارن کوٹھڑی میں بھاگی بھاگی پریشان حال آئی اور اس نے بتایا۔
غضب ہو گیا صندوقچی کھلی پڑی ہے اور سانپ غائب ہے پجاری حیرت سے بولا۔
کیا کہا سانپ غائب ہے۔؟ مگر وہ تو ٹکڑے ٹکڑے سانپ تھا وہ تو مردہ تھا، وہ کہاں بھاگ گیا۔؟
پجارن اندر سے صندوقچی لے آئی وہ خالی تھی اور سانپ غائب تھا پجارن بڑا حیران ہوا کہ سانپ جو کہ مر چکا تھا یہاں سے کیسے نکل گیا۔؟ دونوں حیران پریشان ہوتے کمرے سے باہر نکل گئے ناگ بھی مٹکے کے پیچھے سے باہر نکل آیا وہ سوچنے لگا کہ اب اسے جتنی جلدی ہو سکے راجہ کے محل میں پہنچ کر کادمبری کی جان بچانے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اگر وہ مر گئی تو پھر اسے ساری زندگی عنبر کے

بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکے گا لیکن سوال یہ تھا کہ اسے محل کے اندر گھسنے کون دے گا ظاہر ہے اسے کوئی ایسا بھیس بنانا چاہیے کہ وہ بڑی آسانی سے محل میں داخل ہو جائے سوچ سوچ کر اس نے محل کی ایک خادمہ کا بھیس بدلنے کا فیصلہ کر لیا۔

کمرے میں ہی اس نے محل کی ایک کنیز کا خیال ذہن میں لا کر پھنکار ماری اور دوسرے لمحے وہ شاہی محل کی خادمہ کے لباس میں وہاں کھڑا تھا ناگ جلدی سے باہر مندر کے آنگن میں آ گیا یہاں اس پر کوئی شک نہیں کر سکتا تھا وہ چپکے سے مندر سے باہر نکل آیا اور ایک دکاندار سے محل کا پتہ پوچھ کر اس طرف چل پڑا شاہی محل بے حد خوب صورت تھا ساری عمارت لکڑی کی بنی ہوئی تھی جس پر سونا چڑھا ہوا تھا دروازے پر زبردست پہرہ تھا، ناگ دروازے میں سے گزرنے لگا تو پہریدار نے اسے روک کر کہا۔

بی بی شاہی حرم کی طرف سے اندر جاؤ کیا تم یہاں کی پرانی خادمہ ہو کر اتنا بھی نہیں جانتیں کہ شاہی محل کی خادمائیں حرم کے دروازے سے محل میں جاتی ہیں۔

ناگ نے کہا۔

میں اپنے خیال میں آ رہی تھی اس لئے بھول گئی۔

اور وہ شاہی محل کے حرم والے دروازے کی طرف آ گئی یہاں عورتیں تلواریں کاندھوں پر رکھے پہرہ دے رہی تھیں ناگ ان کے قریب سے ہو کر گزر گیا کسی نے اسے نہ روکا، سب نے یہی سمجھا کہ وہ کوئی محل کی خادمہ ہے محل کے اندر جا کر ناگ پریشان ہو گیا کہ کس سے بات کرے................ کس کے پاس جائے اور کادمبری کے بارے میں پوچھے آخر اسے باغ میں بارہ دری کے پاس ایک ادھیڑ عمر کی نوکرانی چنگیر میں سفید پھولوں کے ہار گوندھتی نظر آئی ناگ نے اس

کے پاس جا کر سلام کیا اور بیٹھ گیا۔

بوڑھی نوکرانی نے پوچھا۔

کیا تم نئی آئی ہو؟ میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔؟

ناگ چوکنا ہو گیا فوراً بولا۔

ہاں بی بی میں نئی آئی ہوں بڑا اپجاری جو ہے وہ مجھے ملک نیپال سے راجہ کے لئے خرید کر لایا ہے۔

بوڑھی نوکرانی بولی۔

لڑکی یہاں دیانت داری سے کام کرو گی تو بڑی سکھی رہو گی یہ میری نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا اور کسی کی لگائی بجھائی ہرگز ہرگز نہ کرنا۔

ناگ نے کہا۔

بہت اچھا بی بی، میں تمہاری نصیحت ہمیشہ پلے باندھ کر رکھوں گی۔

پھر ناگ بھی بوڑھی کنیز کے پاس بیٹھ کر ہار بنانے لگا پھر اس نے

پوچھا۔

بڑی بی یہ بتاؤ کہ کل رات جس عورت کی قربانی دی جا رہی ہے وہ کس جگہ قید ہے۔

خادمہ نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔

تم کیوں پوچھ رہی ہو۔؟

ناگ نے کہا۔

بات یہ ہے بڑی بی، مجھے میرے بابا نے کہا تھا کہ اگر تم کسی ایسی عورت کے درشن کر لو جسے درگا دیوی پر قربان کیا جا رہا ہو تو تمہارے سارے گناہ جھڑ جائیں گے۔

بوڑھی نوکرانی نے کہا۔

اگر تم مجھے سونے کی چار اشرفیاں دینے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں ابھی بتا دوں گی۔

ناگ نے وعدہ کیا کہ وہ رانی سے انعام ملنے پر اسے سونے کی دس اشرفیاں دے دے گی اس پر بوڑھی نوکرانی نے اسے بتایا کہ کادمبری نام کی لڑکی جسے اگلے دن رات کو درگا دیوی کے نام پر قربان کیا جارہا ہے شاہی محل کی سب سے اوپر والی منزل میں بائیں جانب والی کوٹھڑی میں قید ہے۔

اگر تم وہاں کسی جگہ سامنے چھپ کر بیٹھ رہو تو کسی نہ کسی وقت اس لڑکی کی جھلک دیکھ سکتی ہو۔

ناگ کا مقصد پورا ہو گیا تھا اس نے بوڑھی نوکرانی کو جھک کر سلام کیا اور بڑے آرام سے ٹہلتا ٹہلتا محل کی اوپر والی منزل پر آ گیا راستے میں سیڑھیوں اور غلام گردش میں سے گزرتے ہوئے اسے شک کی نگاہ سے کسی نے نہ دیکھا کیونکہ وہ ایک شاہی خادمہ کے روپ میں تھا ایک تنگ سیڑھیوں پر سے گزر کر ناگ اس مقام پر آ گیا جہاں اسے سامنے

فصیل کی برجی کے نیچے ایک کوٹھڑی نظر آئی جس کے باہر دو سپاہی تلواریں لیے پہرہ دے رہے تھے گویا کہ کادمبری اسی کوٹھڑی کے اندر قید تھی چونکہ اس سے پہلے بھی درگا دیوی کے دو شکار بھاگ چکے تھے اس لئے کادمبری کی بڑی سخت نگرانی کی جارہی تھی ناگ کے لئے اب سب سے پہلا اہم کام یہ تھا کہ وہ کس طرح سے کوٹھڑی کے اندر جائے اور کادمبری سے ملاقات کرے۔

اس کے پاس اندر جانے کا ایک ہی ذریعہ تھا کہ وہ سانپ بن کر رینگتا ہوا کوٹھڑی میں جائے لیکن اس میں یہ بڑا خطرہ تھا کہ اگر کسی پہریدار کی آنکھ پڑ گئی تو وہ اسے دو ٹکڑے بھی کر سکتا ہے لیکن اور کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ ناگ خادمہ کے بھیس میں ہی کوٹھڑی کی پچھلی جانب آ گیا یہاں اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تھا اس نے پلک جھپکتے ہی اپنا حلیہ خادمہ سے بدل کر سانپ کا کیا اور پچھلی دیوار پر سے ہوتا ہوا ایک گول سوراخ

تک آ گیا یہ سوراخ روشن دان کے طور پر استعمال ہوتا تھا سانپ اس سوراخ میں داخل ہو گیا اب وہ کوٹھڑی کی دیوار پر تھا۔

اس نے دیکھا کہ ایک سنہرے بالوں والی لڑکی گھاس پر سر جھکائے بیٹھی تھی اس کی پیٹھ ناگ کی طرف تھی ناگ نے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا وہ بڑی تیزی سے دیوار پر سے نیچے اُتر گیا نیچے آتے ہی اس نے انسانی شکل اختیار کی اور کادمبری کے سامنے آ گیا کادمبری تو دہشت زدہ ہو کر رہ گئی کہ دروازہ بھی بند ہے اور یہ انسان کہاں سے آ گیا۔؟

ناگ نے فوراً اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

کادمبری، میں ناگ ہوں جسے تم صندوقچی میں بند کر آئی تھیں میں عنبر کا دوست ہوں میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ سانپ سے انسان اور انسان سے سانپ بن جاؤں اس لئے حیران مت ہونا۔

کادمبری بولی۔

کیا..........کیا.........تم ناگ ہو۔؟

ناگ نے کہا۔

ہاں میں ناگ ہوں تم دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو جاؤ میں جب باہر سے دروازہ کھولوں تو تیزی سے باہر نکل کر میرے ساتھ چل پڑنا دیر ہرگز نہ کرنا۔

اس کے ساتھ ہی کادمبری کے دیکھتے دیکھتے ناگ نے ایک پھنکار ماری کادمبری کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی ناگ دیوار پر چڑھ کر سوراخ میں سے باہر نکل گیا باہر دونوں سپاہی چل پھر کر دروازے کے آگے پہرہ دے رہے تھے ایک سپاہی چلتا ہوا فصیل کی دیوار تک جاتا پھر دوسرا اس طرف آ جاتا ناگ فصیل کی دیوار کے پاس چھپ گیا جونہی ایک سپاہی اس کے پاس آیا ناگ نے لپک کر اس کے گلے پر

ڈس دیا زہر اس قدر مہلک تھا کہ سپاہی کا گلا ایک دم خشک ہو کر بند ہو گیا وہ آواز بھی نہ نکال سکا دوسرے سپاہی نے جب دیکھا کہ پہلا سپاہی ابھی تک دیوار سے پلٹ کر واپس نہیں آیا تو وہ اس طرف آ گیا۔

وہاں اس نے پہلے سپاہی کی لاش دیکھی جو نیلی ہو گئی تھی دوسرا سپاہی لاش پر جھکا ہی تھا کہ ناگ نے دیوار کی آڑ میں سے نکل کر اس کی گردن پر بھی حملہ کر دیا دوسرے سپاہی کا بھی وہی حشر ہوا اور وہ گرتے ہی بے ہوش ہو گیا ناگ فوراً انسانی جون میں آ گیا اس نے لپک کر کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا کادمبری پہلے ہی سے تیار کھڑی تھی وہ باہر آ گئی ناگ اسے ساتھ لے کر فصیل کے اوپر چڑھ گیا جہاں ایک بیل نیچے تک چلی گئی تھی فصیل کے اس علاقے میں اور کوئی نہیں تھا ناگ نے بیل کی شاخوں کا سہارا لے کر کادمبری کو نیچے اُتارنا شروع کر دیا

کا دمبری ڈرتی ڈرتی ناگ کا سہارا لیے اس کے ساتھ ہی محل کی دیوار سے نیچے اُتر گئی وہاں ان کے پکڑے جانے کا خطرہ تھا ویسے بھی سپاہی محل کے ارد گرد منڈلا رہے تھے ناگ کا دمبری کو لے کر ایک طرف بھاگنے ہی والا تھا کہ اسے گھوڑوں کے ہنہنانے اور ٹاپوں کی آواز سنائی دی اس نے کا دمبری کے ساتھ ایک گڑھے میں چھلانگ لگا دی اور کا دمبری کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

یہ سپاہیوں کا گشتی دستہ تھا جو محل کے ارد گرد نگرانی کر رہا تھا سپاہی گھوڑوں پر سوار آگے نکل گئے تو ناگ نے کا دمبری سے کہا۔

یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے ہمیں پہاڑوں کی طرف نکل جانا ہو گا میرے ساتھ آؤ۔

کا دمبری ناگ کے پیچھے پیچھے گڑھے میں سے نکل کر جنوب مشرق کی پہاڑیوں کی طرف بھاگنے لگی کافی دور بھاگنے کے بعد اس کا سانس

پھول گیا وہ تھک کر بیٹھ گئی ناگ نے اسے کہا کہ یہ وقت بیٹھنے کا نہیں
کا دمبری اٹھ کر قدم قدم ناگ کے ساتھ چلنے لگی آگے ڈھلان سے اُتر
کر ایک گھاٹی آ گئی یہاں ایک نہر بہہ رہی تھی دونوں اس نہر کے
کنارے کنارے ایک طرف کو روانہ ہو گئے وہ شام ہونے سے پہلے
پہلے پہاڑیوں میں جس قدر دور ہو سکے آگے نکل جانا چاہتے تھے ان
میں کوئی بھی ایک دوسرے سے بات نہیں کر رہا تھا۔
بس وہ مسلسل بھاگے چلے جا رہے تھے۔

ا۔ ناگ اور کا دمبری بھاگتے ہوئے کہاں جا نکلے۔؟

۲۔ ناگ اور کا دمبری کی ماریا سے کہاں ملاقات ہوئی۔؟

۳۔ کیا عنبر دوبارہ ناگ سے مل سکا۔؟

۴۔ ملک چین میں ان کے ساتھ کیا گزری۔؟

یہ سب کچھ آپ اسی ناول کے اگلے 22 حصے

''سرائے کی چڑیل'' میں پڑھیے گا۔

عنبر ناگ ماریا
سرائے کی چڑیل
(قسط نمبر ۲۲)
اے۔ حمید
www.urdurasala.com

سرائے کی چڑیل

سنو پیارے بچو!

ناگ زندہ ہونے کے بعد کا دمبری کو لے کر نندن سر کے شاہی محل کی قید سے بھاگ نکلتا ہے۔ ماریا دوسری طرف کیلاش اور عنبر کو ساتھ لے کر چین کے ملک کی طرف روانہ ہوتی ہے۔
اس ملک میں ایک چینی لڑکی انہیں ملتی ہے جو چین تک دونوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ ایک جگہ سانپ ان پر حملہ کرتا ہے مگر عنبر اسے کچل کر رکھ دیتا ہے۔ پھر وہ ایک سرائے میں پہنچتے ہیں جہاں ایک چڑیل سے مقابلہ ہوتا ہے۔ چڑیل ماری جاتی ہے۔ یہ لوگ صحرائے گوبی میں سے گزرتے ہیں۔ راستے میں ایک نجومی سے ملاقات ہوتی ہے جو انہیں بتاتا ہے کہ ناگ سے وہ چین میں مل سکیں گے۔

چٹان پر خون

پہاڑوں میں نہر دائیں طرف کو گھوم گئی۔

یہاں سے ناگ نے کادمبری کو ساتھ لیا اور بائیں جانب چیڑ کے درختوں کے ساتھ ساتھ گھاٹی میں سے نکل کر ایک ڈھلان پر آ گیا۔ یہ معمولی سی ڈھلانی سطح تھی جو نیچے جا کر ایک میدان کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ اس ڈھلان پر سے ہو کر دونوں میدان میں آ گئے۔ یہاں کائی کے پودے اور خاردار جھاڑیاں جگہ جگہ اُگی ہوئی تھیں۔ پتھروں پر جنگلی بیلیں لپٹی ہوئی تھیں۔ جن میں کاسنی اور زرد رنگ کے چھوٹے

چھوٹے پھول کھلے ہوئے تھے۔ کادمبری تھک گئی تھی۔ مگر ناگ وہاں رکنا نہیں چاہتا تھا۔ اُسے خوب معلوم تھا کہ کادمبری کے فرار کی خبر سب کو ہو گئی ہو گی اور راجہ کے سپاہی اس کی تلاش میں نکل چکے ہوں گے۔ راجہ کے شہر سے یہی ایک راستہ ملک سکم کی طرف جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس راستے پر سپاہی بھی پیچھے چلے آ رہے ہوں گے۔ ناگ نے کادمبری سے کہا کہ وہ ذرا ہمت اور بہادری سے کام لے۔ ورنہ وہ پھر کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے گی۔

کا دمبری نے حوصلے سے کام لیا اور سفر جاری رکھا۔ وہ میدان میں سے نکل گئے۔ اب ایک دفعہ پھر چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جو دریائے آمو تک چلا گیا تھا۔ یہ وہی دریا تھا جس کے پل پر سے گزر کر عنبر' کیلاش اور ماریا ملک سکم پہنچے تھے۔ سارا دن کا دمبری اور ناگ ٹیلوں کے درمیان میں سفر کرتے رہے۔ شام کو کا دمبری کا تھکاوٹ کے مارے برا حال ہو گیا۔ وہ ایک جگہ بیٹھ گئی۔

''ناگ بھائی! اب مجھ سے نہیں چلا جاتا۔''

ناگ نے سوچا کہ بے چاری کا دمبری واقعی بہت تھک گئی ہے۔ اس لیے اب یہاں کسی محفوظ جگہ پر آرام کرنا چاہیے اور رات کاٹنے کے بعد صبح منہ اندھیرے پھر سے سفر جاری کرنا چاہیے۔ ایک مقام پر ٹیلے کے اوپر سے بہت بڑی سل باہر کو نکلی ہوئی تھی اور اس نے وہاں چھپر سا ڈال رکھا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اس چھپر کے اوپر رات بسر

کرنی چاہیے۔تا کہ اگر نیچے سے دشمن گزرے تو اس کو خبر ہو جائے۔
وہ کادمبری کو لے کر اوپر پہاڑی چھپر پر آ گیا۔ یہاں سردی تھی۔ ناگ نے مندر سے لیے ہوئے گرم لبادے کو کادمبری کے اوپر ڈال دیا اور خود گرم پوستین لپیٹ کر پتھروں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

یہاں ناگ نے کادمبری سے عنبر کے بارے میں پوچھا۔
کادمبری نے اسے عنبر سے ملاقات تک سے لے کر اس سے جدا ہونے تک کی ساری کہانی سنا ڈالی اور عنبر کی بے حد تعریف کی کہ وہ کتنا اچھا بھائی ہے کہ اس نے اپنی بہن کا ہمیشہ خیال رکھا۔ پھر اس نے ماریا کے بارے میں بھی بتایا کہ کس طرح ماریا نے ہر مشکل وقت میں اس کا ساتھ دیا۔ ناگ کو اپنا گہرا اور عزیز ترین دوست عنبر بہت یاد آنے لگا اور پھر اس نے اونگھنا شروع کر دیا۔

''کادمبری بہن! اب تم بھی سو جاؤ۔ صبح پھر سفر کرنا ہے۔''

سرائے کی چڑیل

''شب بخیر بھائی ناگ!''

''شب بخیر بہن!''

کادمبری دن بھر کی تھکی ہاری تھی وہ لیٹتے ہی سوگئی۔ ناگ پہلے تو بار بار اونگھ رہا تھا مگر جب وہ پتھروں پر پوستین اوڑھ کر لیٹا تو اس کی نیند ہی غائب ہوگئی۔ کادمبری سو رہی تھی اور ہلکے ہلکے خراٹے لے رہی تھی۔ کادمبری کو جگا کر اس سے باتیں کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ناگ لیٹے ہی لیٹے آسمان پر کھلے ہوئے تاروں کو دیکھنے لگا۔ یہ اس کی اور کادمبری کی خوش قسمتی تھی کہ ناگ کو نیند نہیں آئی تھی۔ نہیں تو کادمبری کی خیر نہیں تھی۔

ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پھر بھی تاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں پہاڑوں کی چوٹیاں اور نیچے پتھریلے راستے دھیمے دھیمے دکھائی دے رہے تھے۔ ناگ نے سونے کی بہت کوشش کی مگر اسے نیند نہ آئی۔

اس نے کئی دفعہ آنکھیں بند کیں مگر نیند تو جیسے اس سے کوسوں دور بھاگ چکی تھی۔ وہ نیچے پتھریلے راستے کو دیکھتا رہا۔ پھر اسے یوں لگا جیسے اس کی آنکھیں بوجھل ہو رہی ہیں۔ وہ بڑا خوش ہوا کہ آخر نیند آ گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور چت لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔

اُسے نیند آنے ہی والی تھی کہ دور کسی گھوڑے کے ہنہنانے کی مدھم سی آواز سنائی دی۔ ناگ ایکدم چوکنا ہو گیا۔ اس نے سانس روک کر وہی آواز دوبارہ سننے کی کوشش کی۔ آواز پھر سنائی نہ دی۔ مگر وہ سو فیصد گھوڑے کی آواز تھی۔ شاید کوئی مسافر منزل پر جلدی پہنچنے کے لیے رات کو سفر کر رہا تھا۔ یا شاید راجہ کے سپاہی ان دونوں کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے۔ دونوں باتوں کا امکان تھا۔ بہرحال ناگ ہوشیار ہو گیا اور اوپر سے جھک کر نیچے سڑک پر

اندھیرے میں گھورنے لگا۔

اچانک گھوڑے کے ٹاپوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں۔ ناگ کے کان کھڑے ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اندھیرے میں تین آدمیوں کو آگے بڑھتے دیکھا۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور باتیں کرتے آ رہے تھے۔ قریب آنے پر ناگ نے دیکھا کہ وہ راجہ کے سپاہی تھے۔ ناگ کی نگاہ اپنے آپ کادمبری پر چلی گئی۔ وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ اگر ناگ بھی گہری نیند سو رہا ہوتا تو خدا جانے کادمبری پر کیا گزر جاتی۔ ناگ جس جگہ بلندی پر آگے بڑھے ہوئے پتھر کے چھپر پر لیٹا تھا، سپاہی اس کے عین نیچے آ کر گھوڑوں سے اتر گئے۔ انہوں نے گھوڑے ایک جگہ باندھے۔ زمین پر لکڑیاں اور خشک جھاڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلائی اور اس کے اردگرد بیٹھ کر سرد رات میں آگ تاپنے اور باتیں کرنے لگے۔ وہ کادمبری کے فرار اور راجہ

کے انعام کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ان کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ راجہ نے کادمبری کی زندہ یا مردہ گرفتاری کے لیے ایک لاکھ سونے کی اشرفیوں کے انعام کا اعلان کر رکھا ہے۔ یہ بہت بڑا انعام تھا اور اس کے لالچ میں سپاہی بڑی آسانی سے کادمبری کا خون کر سکتے تھے۔ ناگ چوکس ہو گیا اور بڑے غور سے لیٹا لیٹا ان کی باتیں سننے لگا۔ دو سپاہی آگ تاپتے ہوئے باتیں کر رہے تھے اور ایک سپاہی ٹین کے ڈبے میں کوئی گرم شے پیتے ہوئے ادھر ادھر تک رہا تھا۔

سپاہی کی نظریں اوپر پتھر کی باہر نکلی ہوئی سل پر اٹھیں جہاں ناگ اور کادمبری لیٹے ہوئے تھے۔ سپاہی بڑے غور سے باہر نکلی ہوئی سل کو تکتا رہا۔ پھر اٹھتے ہوئے بولا:

''یہ پتھر کی سل باہر کیوں نکلی ہوئی ہے؟''

دوسرے سپاہی نے ہنس کر کہا:

''تمہیں فکر کیوں پڑ گئی ہے۔ باہر نکلی ہے تو باہر نکلی رہنے دو۔''

سپاہی کہنے لگا:

''تم یہاں آگ تاپو۔ میں ذرا اوپر چل کر معلوم کرتا ہوں کہ یہ جگہ باہر کیوں نکلی ہوئی ہے۔''

تیسرے سپاہی نے کہا:

''اگر وہاں کوئی جن بھوت مل گیا تو مدد کے لیے ہمیں آواز ضرور دینا سمجھے؟''

''سمجھ گیا۔ فکر نہ کرو۔ یہاں مجھ سے بڑا جن بھوت اور کوئی نہیں ہے۔ میں ہر چھوٹے بڑے جن کو پلک جھپکنے میں تہ تیغ کر سکتا ہوں۔''

پتھر کی سل کے اوپر لیٹے ہوئے ناگ کو بڑی پریشانی ہوئی۔ کم بخت سپاہی کو جانے کیا سوجھی تھی کہ اوپر پتھر کی سل کا راز معلوم کرنے

چلا آ رہا تھا۔ بھلا اس کو کیا پڑی تھی خواہ مخواہ اوپر چڑھنا شروع کر دے۔ اچھا بھلا اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس بیٹھا آگ تاپ رہا تھا۔ ناگ سپاہی کو اوپر آتے دیکھ کر اُٹھ کر بیٹھ گے۔ کادمبری کی جان خطرے میں تھی۔ اگر اس سپاہی نے کادمبری کو سوتے ہوئے دیکھ لیا تو وہ ضرور اپنے ساتھیوں کو اوپر بلالے گا اور کادمبری کو پکڑ کر لے جائے گا۔ ناگ کے لیے ان تینوں سپاہیوں کا ایک ہی وقت میں مقابلہ کرنا بڑا مشکل تھا۔

ناگ نے اٹھ کر جلدی سے سوئی ہوئی کادمبری کے اوپر اپنی پوستین ڈال کر اوپر گھاس بکھیر دی اور خود ٹیلے کی اوٹ میں ہو گیا۔ وہاں اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ کادمبری کو جگا کر وہاں سے بھگا لے جاتا۔ سپاہی سر پر پہنچ چکا تھا۔ ناگ کو یوں محسوس ہوا جیسے سپاہی کی موت اسے اپنے ساتھیوں سے جدا کر کے اوپر لا رہی ہے۔ وگرنہ یہ نا

ممکن تھا کہ وہ تینوں ایک ساتھ اوپر نہ آتے۔ ناگ کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ سپاہی کا راستے میں ہی خاتمہ کر دے۔ چھ سات ماہ کی بے ہوشی کے بعد ناگ کے زہر میں اتنی تیزی آ گئی تھی کہ اگر وہ کاٹ کر بے ہوش بھی کرنا چاہتا تو دشمن کا ہلاک ہو جانا یقینی تھا۔ اس کے زہر کی تھوڑی سے تھوڑی مقدار بھی انسان کو مارنے کے لیے بہت زیادہ تھی۔

سپاہی ادھر ادھر دیکھتا اوپر چڑھتا آ رہا تھا۔ ظاہر ہے اوپر آ کر اس نے دیکھنا تھا کہ کوئی شخص پتھر کی سل پر لیٹا ہوا ہے۔ وہ اسے غور سے دیکھ کر ضرور پہچان لیتا اور پھر اپنے ساتھیوں کو آواز دیتا۔ ایسی صورت میں وہاں الجھن پیدا ہو سکتی تھی اور ناگ کے حملے کے دوران کوئی نہ کوئی سپاہی بڑی آسانی سے کا دمبری کو ہلاک کر سکتا تھا۔ اس خیال سے ناگ نے اپنی جون بدلنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آنکھیں بند کر

کے گہرا سانس لیا۔ زور سے پھنکار ماری اور دوسرے لمحے وہاں ناگا کی جگہ ایک کالا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ سانپ ٹیلے کی اوٹ میں سے باہر نکل آیا اور ٹیلے کی دیوار کے ساتھ ساتھ رینگنے لگا۔

اس دوران میں سپاہی اوپر آ چکا تھا۔ اور اس نے کادمبری کو لیٹے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ ایک شخص کو سوئے ہوئے دیکھ کر جلدی سے آگے بڑھا۔ اس نے جھک کر کادمبری کے چہرے پر سے گرم کمبل پرے ہٹا دیا۔ کادمبری کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گیا۔ جس چیز کی تلاش میں وہ پہاڑوں میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ وہ سامنے لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے باقی ساتھیوں کو آواز دے کر اوپر بلانا چاہا۔ وہ خوشی خوشی نیچے جھک کر آواز دینے ہی والا تھا کہ اتنے عرصے میں ناگ وہاں پہنچ گیا۔ سپاہی نے کالے سانپ کو پھن پھیلائے اپنے سامنے کھڑے دیکھا تو اس کا دم خشک ہو گیا۔

سانپ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گھور رہا تھا۔ سپاہی پر
سانپ کی آنکھوں کے جادو کا اس قدر گہرا اثر ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل
نہ سکا۔ اب جو کچھ بھی ہونا تھا ایک پل کے اندر ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ
سپاہی چیخ مارنے ہی والا تھا۔ سانپ نے فوراً لپک کر سپاہی کی گردن پر
ڈس لیا۔ اس کے ساتھ ہی سپاہی نے سانپ کو گردن سے پکڑ لیا ناگ
کا دم گھٹنے لگا۔ آج تک کبھی کسی نے اتنی دلیری نہیں کی تھی۔ اس نے
جتنے آدمیوں کو بھی ڈسا تھا اس میں سے کسی نے بھی اس کی گردن پر
ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ مگر یہ سپاہی کوئی بڑا ہی بہادر سپاہی تھا۔ اس نے
ناگ کی گردن مروڑنا شروع کر دی۔ ناگ کا سانس رک گیا۔ اس کی
آنکھوں کے آگے تارے سے ناچنے لگے لیکن یہ اس کی خوش قسمتی اور
سپاہی کی بدقسمتی تھی کہ زہر نے اپنا کام کر دکھایا تھا۔ وہ اس کے خون
میں شامل ہو کر سپاہی کے جسم کو سن کر چکا تھا۔ اس کی گرفت ڈھیلی پڑ

گئی۔ ہاتھوں کی طاقت جاتی رہی اور وہ دھڑام سے پتھروں پر گر پڑا۔

اُس کے گرتے ہی کادمبری کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک سپاہی اس کے قریب ہی زمین پر گرا پڑا ہے اور سامنے ایک کالا سانپ اپنا پھن پھیلائے کھڑا ہے۔ کادمبری نے دیکھا کہ ناگ کا بستر خالی تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ ناگ ہی ہے جس نے کسی دشمن کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ سانپ وہاں سے کھسک گیا۔ ٹیلے کے پاس جا کر اس نے اپنی جون بدلی۔ پھر سے انسان کا روپ اختیار کیا اور سرگوشی میں کادمبری کو سب کچھ بتا دیا۔ ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ سپاہی کے دوسرے ساتھی بھی اپنے ساتھی کی تلاش میں آوازیں دیتے اوپر آ گئے۔

''کادمبری جلدی سے چھپ جاؤ۔''

کادمبری ٹیلے کی اوٹ میں ہو گئی۔ ناگ بھاگ کر دوری طرف

نکل گیا۔

دونوں ساتھی اپنے ساتھی کو پکارتے اوپر آ گئے تھے۔ انہوں نے زمین پر اپنے ساتھی کو دیکھا اور فوراً اس پر جھک کر اسے ہلانے جھلانے لگے۔ مگر وہ تو مر چکا تھا۔ اس کا جسم زہر کے اثر سے پھٹ چکا تھا اور خون جگہ جگہ سے رس کر جم گیا تھا۔ انہوں نے پریشان ہو کر آس پاس دیکھا۔

''معلوم ہوتا ہے سانپ نے ڈس لیا ہے۔''

''بھاگو یہاں سے۔'' دوسرے سپاہی نے ڈر کر کہا۔

''نہیں........ مجھے یہاں کسی آدمی کے پاؤں کے نشان نظر آ رہے ہیں۔''

دونوں سپاہی قدموں کے نشانوں کا پیچھا کرتے اس طرف آ گئے ۔ جہاں کادمبری چھپی ہوئی تھی۔ انہوں نے اسے کھینچ کر باہر نکال

لیا۔

''آخر ہم نے تمہیں گرفتار کر لیا۔ اب ہم راجہ سے ایک لاکھ سونے کی اشرفیاں انعام میں حاصل کریں گے اور رجھ سے اپنے ساتھی کی موت کا بدلہ بھی لیں گے۔ ہمارا ساتھی تمہاری وجہ سے مارا گیا ہے۔''

انہوں نے دیکھتے دیکھتے کا دمبری کو رسی میں جکڑ لیا اور اسے کھینچتے ہوئے پہاڑی پر سے نیچے لے گئے۔ اس سے پہلے سانپ پہنچ کر سپاہیوں کے گھوڑے کو ڈس چکا تھا۔ وہ گھوڑا زمین پر مرا پڑا تھا۔ سپاہیوں نے گھوڑے کو مرتے ہوئے دیکھا تو سمٹ کر ایک طرف ہو گئے۔

''خبردار! سانپ یہاں بھی آ چکا ہے۔''

''گھوڑوں پر سوار ہو کر یہاں سے فوراً بھاگ چلو۔ یہاں رہنا

خطرے سے خالی نہیں۔''

جس سپاہی نے کا دمبری کو اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا اس نے آگے بڑھ کر ایک گھوڑے پر اسے ڈالا اور خود اوپر چڑھنے ہی والا تھا کہ سانپ نے پیچھے سے آ کر اس کے پاؤں پر ڈس دیا۔ سپاہی لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا اور اس کا جسم زہر کی وجہ سے اکڑنا شروع ہو گیا۔ اس نے چیخ مار کر اپنے ساتھی کو پکارا۔ اس کا ساتھی اس کی طرف بھاگا جب وہ قریب آیا تو اسے یوں لگا جیسے کسی نے پیچھے سے اس کی گردن پر تیز سوئی چبھو دی ہو۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔

قریب ہی ایک سیاہ کالا سانپ پھن اٹھائے جھوم رہا تھا۔ سپاہی کی گردن لکڑی کی طرح سخت ہونا شروع ہو گئی۔ اس نے نیام میں سے تلوار نکال کر اس کے دو ٹکڑے کرنے چاہے۔ مگر اس کے ہاتھ میں اب طاقت نہ رہی تھی۔ تلوار کے دستے پر پڑتے ہی اس کا ہاتھ لڑکھڑا

گیا اور وہ پہلے سپاہی کیلاش کے اوپر گر پڑا۔ کادمبری نے اپنے آپ کو گھوڑے کے اوپر سے گرالیا۔ سانپ نے زور سے پھنکار ماری اور پھر سے انسانی روپ میں آ گیا۔

مرتے مرتے سپاہی نے جب ایک سانپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے انسان بنتے دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ مگر وہ سوائے دیکھنے کے کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اس کی بولنے اور سننے کی طاقت ختم ہو گئی تھی۔ اب اس کی نظر بھی دھندلانے لگی تھی۔ پھر اس کی آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ مر چکا تھا اور اپنے دوسرے مردہ ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا تھا۔

"گھوڑے پر سوار ہو کر یہاں سے نکل چلو کادمبری بہن! ہو سکتا ہے کہ ان سپاہیوں کے ساتھی بھی ادھر کو آ رہے ہوں۔"

کادمبری اور ناگ ایک ایک گھوڑے پر سوار ہو گئے اور انہوں

نے آدھی رات کے اندھیرے مین بھی گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ کادمبری نے زندگی میں پہلی مرتبہ ایک انسان کو سانپ بن کر دوسرے انسان کو ڈستے دیکھا تھا۔ وہ اپنے آپ کو محفوظ خیال کرنے لگی تھی۔

جیسا کہ اس نے عنبر اور ماریا کو بتایا تھا کہ سکم کے ایک بہت بڑے شہر میں کادمبری کا بڑا بھائی خشک کھالوں اور گرم پوستینوں کی تجارت کرتا تھا۔ وہ اس خیال سے ناگ کے ساتھ سکم کی طرف جا رہی تھی کہ اپنے بھائی کے پاس پہنچ جائے گی۔ ناگ اس لیے چلا جا رہا تھا کہ عنبر نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ اب چین کے ملک کی سیر کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ مر تو سکتا نہیں۔ اس لیے وہ اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ ملکوں کی دیر کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ کچھ خبر نہیں تھی کہ اس پر جادو کا اثر کب ٹوٹ جائے اور اس کو موت آ جائے۔

وہ باقی ساری رات پہاڑیوں اور ٹیلوں میں سفر کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو انہیں اپنے سامنے ایک بہت بڑا پہاڑ نظر آیا جس کے دامن میں دریائے آمو بہہ رہا تھا۔ یہ دریا کافی چوڑا تھا۔ ناگ نے کادمبری نے کہا:

''اگر ہم نے دریا میں گھوڑے ڈال دیے تو پھر لہریں ہمارے گھوڑوں کو بہا لے کر لے جائیں گی۔ کیونکہ پانی کا بہاؤ بڑا تیز ہے۔''

کادمبری نے کہا:

''یہاں کے لوگ کس جگہ سے دریا عبور کرتے ہیں۔ یہاں کہیں نہ کہیں کوئی پل ضرور بنا ہوا ہو گا۔ ہمیں تلاش کرنی چاہیے۔''

خاصی دور آگے جا کر انہیں وہ رسوں کا پل مل گیا جس پر سے گزر کر عنبر، ماریا اور کیلاش دوسری طرف پہنچے تھے۔ ناگ نے گھوڑے خود

سنبھال لیے اور کادمبری سے کہا کہ وہ بڑے آرام سے رسوں کو پکڑ کر پیچھے پیچھے چل آئے۔ پل ان کے بوجھ سے ہلنے لگا تھا۔ کادمبری خوف زدہ تھی۔ پھر بھی وہ پل پر سے گزر گئے۔

چینی لڑکی

ادھر ماریا' عنبر اور کیلاش ایک زرد رنگ کے صحرا میں داخل ہو گئے تھے۔

یہ صحرا حدِ نظر پھیلا ہوا تھا۔ یہاں موسم ایکدم تبدیل ہو گیا تھا۔ گرمی زیادہ ہو گئی تھی اور خشک ہوائیں چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ کیلاش ان راستوں سے تھوڑا بہت واقف تھا۔ اس نے عنبر اور ماریا کو بتایا کہ یہ صحرائے گوبی ہے۔ یہاں۔ یہاں سے مشرق کی جانب نیچے نیچے دفر کرتے رہنے سے وہ ایک دن چین کے ملک میں پہنچ جائیں گے۔ کیلاش نے یہ بھی بتایا کہ اس صحرام میں اکثر خانہ بدوش قبیلے پھرتے

رہتے ہیں جن کا تعلق خونخوار منگولوں سے ہے۔ وہ مسافروں اور قافلوں کو لوٹ کر لوگوں کو بے دردی سے قتل کر دیتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے کیلاش خود ہی سہم گیا۔ کیونکہ اسے ہر قدم پر اپنی موت کا ڈر تھا۔ وہ جانتا تھا کہ عنبر اور ماریا تو نہیں مریں گے لیکن اگر کوئی مصیبت آ گئی تو اس کی جان ضرور خطرے میں ہوگی خواہ بعد میں ماریا اور عنبر اسے بچا ہی کیوں نہ لیں۔

عنبر نے پوچھا:

''صحرا کتنی دور تک چلا گیا ہے؟ کیا تمہیں اس کا کچھ اندازہ ہے؟''

کیلاش نے کہا:

''میں نے اس صحرا میں کبھی سفر نہیں کیا۔ لیکن میں نے کچھ مسافروں سے سنا ہے کہ یہ صحرا ایک رات اور ایک دن کے دفتر تک

پھیلا ہوا ہے۔۔یعنی اگر ہم بغیر رکے گھوڑوں پر ایک رات اور ایک دن سفر کرتے رہیں تو اس صحرا کو پار کر جائیں گے۔''

عنبر نے کہا:

''مگر یہاں ایک ساتھ اتنا لمبا سفر کرنا مشکل ہے۔۔ہمیں راستے میں پڑاؤ بھی کرنا ہوگا۔سوال یہ ہے کہ ہمیں راستے میں کوئی ایسی جگہ مل جائے گی جہاں سائے میں پڑاؤ کر سکیں؟اور پھر ہمارے کھانے پینے کا کیا ہوگا؟پانی کہاں سے ملے گا؟ہم تو اپنے ساتھ سوائے جوار کی روٹیوں کے اور کچھ بھی لے کر نہیں چلے۔پانی کا مشکیزہ تو آج کے دن ختم ہو جائے گا۔''

کیلاش نے کہا:

''ہم جس راستے پر سفر کر رہے ہیں یہ قافلوں کے گزرنے کا اور سفر کرنے کا راستہ ہے۔یہاں سے اکثر قافلے گزرا کرتے ہیں۔اس

راستے پر لوگ ریت کے اندر پانی کے بڑے بڑے مٹکے چھپا کر اوپر پتھر رکھ دیتے ہیں۔ ہم تھوڑی سی کوشش کے بعد پانی تلاش کر سکتے ہیں۔ باقی کھانے کو ہمیں راستے میں کچھ نہیں ملے گا۔''

ماریا بولی:

''میرا خیال ہے کہ ہمیں اس صحرا میں سے جلد سے جلد گزر جانا چاہیے۔ راستے میں زیادہ دیر پڑاؤ نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہمیں گھوڑوں کے لیے بھی پانی اور گھاس پتوں کی ضرورت ہوگی جو یہاں مشکل سے ملیں گے۔''

عنبر نے کہا:

''بہر حال ہمیں سفر جاری رکھنا چاہیے۔ گرمی شدت اختیار کر گئی تو کسی جگہ سایہ دیکھ کر آرام کر لیں گے۔ آخر یہاں سے تجارتی کارواں گزرتے ہیں۔ راستے میں کہیں نہ کسی سرائے وغیرہ کا ضرور

بندوبست کیا گیا ہوگا۔''

انہوں نے صحرا میں سفر کرنا شروع کر دیا۔ جس راستے پر وہ جا رہے تھے۔ ان کی دونوں جانب ببول کی جنگلی جھاڑیاں جگہ جگہ اگی ہوئی تھیں۔ جسے نہ انسان کھا سکتا تھا نہ گھوڑا کھا سکتا تھا۔ یہ جھاڑیاں بہت زہریلی ہوتی ہیں۔ ایک جگہ انہوں نے تھوہر کے جھاڑ دیکھے۔ تھوہر کو سرخ رنگ کا پھل لگتا ہے جسے گھوڑے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ انہوں نے وہاں رک کر گھوڑوں کو سیر ہو کر تھوہر کا پھل کھلایا اور پھر وہاں سے چل پڑے۔

آدھا دن سفر کرتے کرتے گزر گیا۔ سورج سر کے عین اوپر آ گیا اور گرمی زیادہ پڑنے لگی۔ کیلاش کا گرمی کے مارے برا حال ہونے لگا۔ گھوڑوں کو بھی پسینہ بہنے لگا۔ ماریا بھی گرمی سے تنگ آئی۔ زرد رنگ کا صحرا تپش سے جل بھن رہا تھا۔ عنبر نے کہا:

''میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں تھوڑی دیر آرام کرنا چاہیے۔ گرمی زیادہ ہوگئی ہے۔ دھوپ کی تپش کم ہو تو پھر آگے بڑھیں گے۔''

کیلاش نے جھٹ کہا:

''بھگوان کے لیے ابھی، اسی وقت، اسی جگہ رک جاؤ۔ میرا تو گرمی کے مارے کچومر نکلا جا رہا ہے۔''

عنبر نے ماریا سے پوچھا:

''ماریا! تمہارا کیا خیال ہے؟''

کیلاش بولا:

''عنبر بھائی! ماریا بہن سے کیا پوچھ رہے ہو۔ وہ تو غائب ہے اس کو گرمی کہاں لگ رہی ہوگی۔''

ماریا نے ہنس کر کہا:

''میں غائب ہوگئی ہوں کوئی مر تو نہیں گئی کہ مجھ پر گرمی کا اثر نہیں

ہوگا۔ مجھے بھی دھوپ تنگ کر رہی ہے۔ میرا خیال ہے یہاں ٹھہر جائیں۔'' عنبر نے دور ایک جگہ ببول کی چند ایک اونچی اونچی جھاڑیاں دیکھیں۔ وہ ان جھاڑیوں کے سائے میں جا کر رک گئے۔ گھوڑوں کو کھلا چھوڑ دیا گیا اور خود سائے میں ٹھنڈی ریت پر لیٹ گئے۔ ماریا بھی ریت پر لیٹ گئی۔ وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ مگر جب وہ ریت پر لیٹتی تو ریت ایک جگہ سے صاف نیچے کو دب گئی۔ چنانچہ عنبر اور کیلاش کو معلوم ہو گیا کہ ماریا یہاں لیٹی ہوئی ہے۔

دھوپ ذرا ڈھلی اور تپش کی شدت کم ہوئی تو انہوں نے سفر کا ارادہ کیا۔ ماریا کہنے لگی:

''میری رائے میں رات کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے یہ بہتر ہوگا کہ میں آگے جا کر کسی سرائے وغیرہ کا سراغ لگاؤں اور اگر راستے میں کوئی خطرہ بھی ہو تو اس کے بارے میں بھی واپس آ کر آپ لوگوں کو خبردار

کر دوں۔ ہم تینوں کا ساتھ ساتھ سفر کرنا فضول ہے۔''

عنبر نے کہا:

''اگر تم ایسا کر سکو تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ اس طرح ہم ایک بہت بڑی مشکل پر قابو پا سکتے ہیں۔''

''میں ابھی آگے جانے کو تیار ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔ ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔''

ماریا گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ گھوڑے تازہ دم تھے۔ ماریا انہیں سرپٹ دوڑاتی آگے نکل گئی۔ کیلاش اور عنبر کو ماریا ویسے بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ انہوں نے صحرائی راستے پر کچھ دور تک ریت اڑتے دیکھی اور پھر وہ نظر آنا بند ہو گئی۔ وہ سمجھ گئے کہ ماریا آگے نکل چکی ہے۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور گھوڑوں کو قدم قدم چلاتے آگے بڑھنے لگے۔ کیلاش فکر مند سا ہو کر کہنے لگا:

''عنبر بھائی! ہم ملک چین کے سفر پر نکل تو پڑے ہیں۔ کہیں وہاں پہنچ کر ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔''

عنبر نے پوچھا:

''وہ کونسی مصیبت؟''

کیلاش کہنے لگا:

''میں نے سنا ہے کہ چین پر جس شاہی خاندان کی حکمرانی ہے اس کا ایک بڑا ہی ظالم بادشاہ فومانچو اس وقت حکومت کر رہا ہے۔ فومانچو بڑا سنگدل بادشاہ ہے۔ وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ اس کے سپاہی مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں اور وہ ملزموں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہے۔''

عنبر نے کہا

''یار کیلاش! تم ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہو۔ بادشاہ کوئی کوئی

رحم دل ہوتا ہے۔ باقی اکثر بادشاہ اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ کوئی فکر کی بات نہیں۔''

''ہاں بھائی! تمہارے لیے تو کوئی فکر کی بات نہیں۔ اس لیے کہ تمہیں یو کوئی مار ہی نہیں سکتا۔ مگر مجھ بے گناہ کی گردن نہ آڑوا دینا۔''

''یار تم گھبراتے کیوں ہو۔ پہلے کہیں تمہاری گردن کسی نے اڑائی ہے جو اب تمہارے ساتھ ایسا ظلم ہوگا۔ بھائی اگر تم زیادہ گھبراتے ہو تو بے شک واپس سکم چلے جاؤ، ابھی وقت ہے۔''

''بھائی! کیا تم مجھے بزدل سمجھتے ہو۔ میں ضرور تمہارے ساتھ جاؤں گا۔''

''تو پھر میرے ساتھ چلو گے تو خاموشی سے سفر کرو اور خبردار کسی بات پر گھبرا کر اپنے ساتھ ہمیں بھی پریشان نہ کرو۔''

کیلاش خاموش ہو گیا۔

دوسری طرف ماریا گھوڑے پر سوار صحرائی راستے پر بہت آگے نکل گئی۔ یہاں خشک اور بنجر قسم کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور ریت کم ہونے لگی تھی۔ زمین ریتلی نہیں بلکہ پتھریلی ہو گئی تھی۔ ماریا نے ایک جگہ کچھ پتھروں کو ایک جگہ جڑے ہوئے دیکھا۔ وہ سمجھ گئی کہ یہاں پانی کے مٹکے چھپے ہوئے ہیں۔ اُسے خوشی ہوئی کہ اس جگہ وہ اپنے مشکیزے پانی سے بھر سکتے ہیں۔ یہاں سے آگے چل کر اسے بائیں جانب ببول کی اونچی جھاڑیوں میں ایک جھونپڑا دکھائی دیا۔

ماریا گھوڑا دوڑاتی اس جھونپڑے کے پاس پہنچ کر رک گئی۔ اس کے رکتے ہی جھونپڑے کا دروازہ کھلا اور ایک چھوٹی آنکھوں والے آدمی نے باہر آ کر چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ پھر ایک اور آدمی اندر سے باہر نکل آیا۔

''ابھی ابھی مجھے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی تھی۔''

''آواز تو میں نے بھی سنی تھی۔''

''پھر گھوڑ سوار کہاں غائب ہو گیا؟''

''کہیں ہمارا وہم ہی نہ ہو؟''

''مگر آواز ہم دونوں نے سنی ہے۔ دور سے گھوڑے کی آواز جھونپڑے کے باہر آکر رک گئی تھی۔''

''لیکن گھوڑا اور سوار کہاں چلے گئے؟ یہاں تا چاروں طرف سنسان سناٹا چھایا ہوا ہے۔ نہ کوئی آدم ہے نہ آدم زاد۔''

پہلا آدمی سر کو جھٹک کر جھونپڑی کے اندر چلا گیا۔ دوسرا آدمی بھی اس کے ساتھ ہی اندر چلا گیا۔ ماریا ایک طرف گھوڑے پر سوار کاموش کھڑی ان کی باتیں سنتی رہی تھی۔ ان لوگوں کے چہرے بڑے خوفناک تھے۔ صاف معلم ہوتا تھا کہ وہ سوداگر نہیں ہیں بلکہ ان کا

تعلق ڈاکوؤں سے ہے جو راستے میں قافلوں کو لوٹا کرتے ہیں۔ ماریا گھوڑے سے اترنے لگی تو اسے خیال آیا کہ اگر وہ نیچے اتر گئی تو گھوڑا ظاہر ہو جائے گا اور اندر بیٹھے ہوئے ڈاکو اسے پکڑ لیں گے۔

وہ گھوڑے پر سوار، گھوڑے کو قدم قدم بڑے آرام سے چلاتی جھونپڑی کے پیچھے والی کھڑکی پر آ رک گئی۔ زمین چونکہ پتھریلی تھی اس لیے گھوڑے کے چلنے سے اس کے کھروں کی آواز پیدا ہوئی۔ دونوں ڈاکو ایک دفعہ پھر باہر آ گئے۔

''گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز پھر آئی تھی۔''

''ہاں! میں نے بھی سنی ہے۔''

''لیکن گھوڑا کہاں ہے؟''

''یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔''

''یار! یہاں کوئی بھوت تو نہیں رہتا؟''

''میں یہاں کئی بار آ چکا ہوں۔ کبھی کوئی بھوت نہیں ملا۔''

''پھر یہ کیا ہو رہا ہے کہ گھوڑے کے چلنے کی آواز آتی ہے۔ آواز رک جاتی ہے۔ ہم باہر نکلتے ہیں تو گھوڑا رک جاتا ہے۔''

دوسرے ڈاکو نے کہا۔

''چھوڑو یاران باتوں کو۔ اندر چل کر مال تقسیم کرتے ہیں۔ کہیں اگر منگول آ گئے تو وہ ہمیں بھی لوٹ کر لے جائیں گے۔''

ڈاکو جھونپڑے کے اندر آ گئے۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہ لوگ ڈاکو ہیں اور ابھی ابھی کہیں ڈاکہ ڈال کر آئے ہیں اور اب لوٹا ہوا مال برابر تقسیم کر رہے ہیں۔ وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے آہستہ سے دھکا دیا۔ کھڑکی تھوڑی سی کھل گئی۔ وہ کیا دیکھتی ہے کہ جھونپڑی کے اندر فرش پر بڑے قیمتی کپڑوں کا تھان اور ہیرے جواہرات پڑے ہیں۔ قریب ہی ایک بڑی ہی پیاری چینی گڑیا سی لڑکی بیٹھی ہے۔ اس

کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہیں۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور سر جھکا ہوا ہے۔ ماریا کو اس نتیجے پر پہنچتے دیر نہ لگی کہ یہ ڈاکو اس لڑکی کو کہیں سے اٹھا کر زبردستی لے آئے ہیں۔وہ کھڑکی کے ساتھ لگ کر ان کی باتیں سننے لگی۔

''آدھے ریشمی کپڑے اور آدھے جواہرات تم لے لو۔آدھے مجھے دے دو۔''

''پھر وہی بات۔سوال یہ ہے کہ اس لڑکی کو اپنے ساتھ کون لے جائے گا؟''

''یہ تم مجھے دے دو۔''

''وہ کس حساب سے؟ آدھے کپڑے اور آدھے جواہرات بھی تم نے لے لیے۔پھر یہ لڑکی کس طرح لے رہے ہو؟''

''چلو پھر اس کو بھی آدھا آدھا کر دو۔''

''تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا احمق کہیں کے؟''

''زبان کو لگام دو۔نہیں تو ابھی گردن اتار دوں گا۔''

''اچھا ایسا کرو کہ اپنے آدھے حصے میں سے تم ایک سو ہیرے اور ریشمی کپڑوں کے دو تھان مجھے دے دو اور بے شک لڑکی تمہاری ہو گئی۔''

''ایسا نہیں ہو سکتا۔''

''تو پھر میں تمہیں مفت میں اتنی خوبصورت لڑکی نہیں دے سکتا۔ منڈی مین اس کی قیمت کچھ نہیں تو دس ہزار سونے کی اشرفیوں سے کم نہیں پڑے گی۔آخر تم اتنی رقم کس حساب سے لے جاؤ گے؟ ڈاکہ ہم دونوں نے مل کر ڈالا ہے۔''

''میں نے چار آدمیوں اور ایک عورت کو قتل کیا ہے جبکہ تم نے صرف دو آدمیوں اور ایک عورت کو قتل کیا ہے۔''

''لیکن میں نے ایک بچے کا بھی گلا گھونٹا تھا۔ تم نے بچے کو نہیں مارا اس لیے میرا حق تم سے زیادہ ہے۔''

ماریا یہ سن کر سخت غصے میں آ گئی کہ ان ڈاکوؤں نے کئی مرد عورتوں اور بچوں کو قتل کیا ہے۔ دوسری طرف چینی لڑکی چپ چاپ بیٹھی ان کی باتیں سن رہی تھی اور رو رہی تھی۔ دونوں ڈاکو ایک دوسرے سے جھگڑتے جھگڑتے الجھ پڑے۔ ایک نے تلوار نکالی تو دوسرے نے بھی تلوار کھینچ لی۔ دونوں آمنے سامنے مقابلے پر کھڑے ہو گئے۔ چینی لڑکی سر اٹھا کر انہیں حیرت سے تکنے لگی۔ وہ لکڑی کے ستون کے ساتھ لگ گئی۔ ماریا بھی کھڑکی کے ساتھ لگی ان دونوں کی لڑائی کا تماشا دیکھنے لگی۔ وہ بھی یہی چاہتی تھی کہ دونوں ڈاکو ایک دوسرے سے لڑتے لڑتے مارے جائیں تو اچھا ہے۔ کم از کم اسے ان لوگوں کو قتل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ لیکن وہ دونوں بڑے ماہر

تلوار باز تھے۔ ہر ایک دوسرے کا وار بچا رہا تھا۔ لڑائی تیز ہو گئی تھی۔ تلوار ٹکرا کر چنگاریاں اڑا رہی تھیں۔ چینی لڑکی ڈر کر سمٹ گئی تھی۔ لڑتے لڑتے ایک ڈاکو نے تلوار کا ایک زوردار ہاتھ مارا۔ دوسرا ڈاکو بدقسمتی سے اس کا وار بچا نہ سکا۔ تلوار اس کی گردن پر پڑی اور آدھی گردن کندھے پر نیچے کو لٹک گئی۔ خون کا فوارہ چھوٹا اور ڈاکو لڑکھڑا گیا۔ پہلے ڈاکو نے دوسرا وار بھی کر دیا۔ دوسرا ڈاکو زمین پر گرا اور تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ پہلے ڈاکو نے زوردار وحشیانہ قہقہہ لگایا اور خون آلود تلوار نیام میں ڈال کر چینی لڑکی سے کہا:

''دیکھا میں کتنا بہادر ہوں۔ بس اگر تم نے بھی یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دوں گا''

چینی لڑکی کانپ اٹھی۔ ڈاکو نے سارے جواہرات اور ریشمی کپڑے ایک گٹھڑی میں باندھے اور چینی لڑکی کی طرف دیکھ کر بولا:

''اب یہ سارا مال میرا ہے۔ اٹھو۔ میرے ساتھ چلو۔ شہر میں جا کر میں تجھے ایک اور ڈاکو کے پاس بیچ دوں گا۔''

منگولوں کی قید

ڈاکو چینی لڑکی کو زبردستی اٹھا کر جھونپڑے سے باہر لے آیا۔
باہر اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ گھوڑے کے پاس آ کر وہ اسے
زبردستی اس پر سوار کرانے لگا۔ چینی لڑکی سسکیاں بھر رہی تھی اور
گھوڑے پر سوار نہیں ہونا چاہتی تھی۔ ڈاکو اس کے ساتھ زبردستی کر رہا
تھا۔ اب ماریا سے یہ تماشا برداشت نہ ہوا۔ وہ کھڑکی سے ہٹ کر اس
جگہ گئی جہاں ڈاکو گھوڑے کے پاس کھڑا تھا، ڈاکو کو نہ ماریا دکھائی دے
رہی تھی نہ اس کا گھوڑا۔ ماریا نے آگے بڑھ کر گھوڑے کے اوپر رکھی
ہوئی ہیرے جواہرات کی تھیلی اٹھا کر اپنے گھوڑے پر رکھ لی۔ ڈاکو کی
نظر گھوڑے پر پڑی تو وہ چونکا جواہرات کی تھیلی غائب تھی۔ صرف

کپڑوں کی گٹھڑی وہاں پڑی تھی۔اس نے چینی لڑکی کو تو وہیں چھوڑا اور جواہرات کی تھیلی کو تلاش کرنے لگا۔

لیکن اس کو تھیلی بھلا کہاں سے مل سکتی تھی۔وہ تو ماریا کے گھوڑے پر آتے ہی غائب ہو گئی تھی۔ڈاکو سر پکڑ کر رہ گیا کہ آخر جواہرات کہاں غائب ہو گئے۔ایک پل پہلے تو خود اس نے اپنے ہاتھوں سے تھیلی گھوڑے کے اوپر رکھی تھی۔ماریا نے اب دوسرا کام یہ کیا کہ ایک طرف سہمی کھڑی چینی لڑکی کی طرف گھوڑا بڑھایا۔گھوڑے کی ہلکی ہلکی ٹاپ سن کر ڈاکو کے کان کھڑے ہو گئے۔وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر تکنے لگا۔اسے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز ضرور سنائی دی تھی لیکن گھوڑا کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ جوہرات کی تھیلی بھی غائب ہو گئی اور کوئی گھوڑے پر سوار قریب سے بھی گزر رہا ہے۔لیکن دکھائی نہیں دے رہا۔چینی لڑکی ایک طرف

سہمی کھڑی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ اس لڑکی کو پکڑ کر اپنے گھوڑے پر سوار کرا لینا چاہیے۔ اس طرح اس کے ساتھ چینی لڑکی بھی غائب ہو جائے گی اور ماریا ڈاکو کو قتل کرنے سے بچ جائے گی۔

ماریا نے ایک ہاتھ آگے بڑھا کر چینی لڑکی کو پکڑا اور اس کے کان میں سرگوشی کی:

''خاموشی سے میرے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ ڈرنا نہیں۔ میں بھوت نہیں ہوں۔ بلکہ تمہاری ہمدرد ہوں اور آسمان سے تمہاری مدد کرنے کے لیے آئی ہوں۔''

چینی لڑکی تو دہشت زدہ ہو گئی۔ کسی نے اس کا بازو تھام رکھا تھا اور کان میں سرگوشی بھی ہو رہی تھی مگر سامنے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ سرگوشیوں کی ہلکی سی آواز ڈاکو نے بھی سن لی تھی۔ وہ چینی لڑکی کی طرف بڑھا۔ اب چینی لڑکی بھی ہوشیار ہو گئی۔ یہ اس کی زندگی اور

موت کا سوال تھا۔ ماریا نے اسے سہارا دیا اور وہ لپک کر ماریا کے گھوڑے پر اس کے آگے سوار ہوتے ہی وہ ایکدم سے غائب ہو گئی۔ ڈاکو دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ اس نے جو کچھ دیکھا تھا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ جوہرات کی تھیلی کے بعد ایک جیتی جاگتی زندہ لڑکی اس کی نگاہوں کے سامنے غائب ہو گئی تھی۔ کیا یہاں بھوت رہتے ہیں؟ ڈاکو ڈر گیا۔ مگر بھاگنے کی بجائے وہ آگے پیچھے بڑھ کر معاملے کی ٹوہ تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ ماریا نے چینی لڑکی کے کان میں کہا:

''خاموشی سے بیٹھے رہنا اور زمین پر اترنے کی ہوگز کوشش مت کرنا۔''

ماریا نے گھوڑے کو آگے بڑھا کر تلوار ڈاکو کی گردن پر رکھ دی اور رعب دار آواز میں کہا:

''اے ظالم انسان! اگر اپنی جان کی امان چاہتے ہو تو ابھی اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر یہاں سے بھاگ جاؤ' نہیں تو تمہاری لاش کے ٹکڑے اس زمین پر چیل اور کوے کھائیں گے۔''

اب تو ڈاکو کی سٹی گم ہوگئی۔ وہ پاگلوں کی طرح تکنے لگا۔ تلوا کا لوہا اس کی گردن کو چھو رہا تھا۔ مگر وہاں کوئی نہ تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ بھوت پریت نے اس چینی لڑکی پر قبضہ کرلیا ہے۔ اس نے تھر تھر کانپتے ہوئے ہاتھ باندھ کر کہا:

''جو حکم سرکار! ایسا ہی ہوگا۔ میں جا رہا ہوں۔ میں بھاگ رہا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی کانپتے کانپتے ڈاکو گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے بگٹٹ بھگا تا وہاں سے نو دو گیارہ ہوگیا۔ ماریا گھوڑے پر سے نیچے اتر پڑی۔ اس نے چینی لڑکی کو بھی نیچے اتار لیا۔ نیچے اترتے ہی چینی لڑکی

پھر سے دکھائی دینے لگی۔ گھوڑا بھی ظاہر ہو گیا۔ صرف ماریا غائب تھی، مگر وہ چینی لڑکی کے پاس ہی کھڑی تھی۔

ماریا نے کہا:

''اے لڑکی! سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے اور ان لوگوں نے تمہیں کس جگہ سے اغوا کیا تھا؟''

چینی لڑکی نے کہا:

''میرا نام تھانگ ہے۔ میرا باپ شنگھائی میں تاجر ہے۔ ڈاکوؤں نے مجھے میرے گھر سے اغوا کیا تھا اور اب کیتھے کی منڈی میں لے جا کر فروخت کرنا چاہتے تھے۔''

ماریا بولی:

''فکر نہ کرو۔ یہ بتاؤ کہ شنگھائی یہاں سے کتنی دور ہے؟''

تھانگ نے کہا۔

''شنگھائی یہاں سے دس راتوں کے سفر پر ہے۔ لیکن اگر کیتھے شہر میں مجھے میرے چچا کے پاس پہنچا دیں تو میں اپنے گھر چلی جاؤں گی۔''

''ماریا نے کہا:

''ہم لوگ بھی کیتھے کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ ہم تمہیں کیتھے پہنچ کر تمہارے چچا کے حوالے کر دیں گے۔''

تھانگ نے پوچھا:

''تم کون ہو دیوی! تمہارے ساتھ اور کون کون سفر کر رہا ہے؟ اور تم مجھے نظر کیوں نہیں آتیں؟''

ماریا نے کہا:

''تھانگ بہن! تم کو میں ساری بات نہیں بتا سکتی۔ کیونکہ اس کے لیے وقت چاہیے۔ بس یوں سمجھ لو کہ میں کوئی آسمانی روح نہیں ہوں۔

بلکہ تمہاری طرح کی ایک لڑکی ہوں جس کو جادو کے زور سے غائب کر دیا گیا ہے۔ میرے پیچھے پیچھے میرے دو بھائی بھی سفر کرتے چلے آ رہے ہیں۔ میں ان کے لیے آگے آگے ایسی جگہ تلاش کرنے نکلی تھی جہاں ہم لوگ رات کو آرام کر سکیں کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔''

چینی لڑکی بولی:

''ہم لوگ اس جھونپڑے میں رات گزار سکتے ہیں۔ مگر....... مگر وہاں تو ایک ڈاکو کی لاش پڑی ہے۔ پہلے اس لاش کو وہاں سے اٹھوانے کا بندوبست کیا جانا چاہیے۔''

''یہ سارا کام ہو جائے گا۔ آؤ میرے ساتھ جھونپڑے کے اندر۔''

ماریا چینی لڑکی تھانگ کو لے کر جھونپڑے کے اندر آ گئی۔ اندر فرش پر ڈاکو کی لاش ویسے کی ویسے پڑی تھی۔ زمین پر اس کا خون جم

سفید عقاب

عنبر ایک قافلے کے ساتھ جب ویران کھنڈروں میں داخل ہوتا ہے تو عورت کی چیخ سنائی دی۔ وہ عورت کون تھی۔ شہزادی ہیلن کا اغوا کس نے کروایا۔ اور سپارٹا کیسے فتح ہوا۔ اور غدار وزیر کس طرح اپنے انجام کو پہنچا۔

چکا تھا۔ ماریا نے چینی لڑکی کے ساتھ مل کر لاش کو اٹھایا اور باہر لے آئی۔ یہاں انہوں نے چینی لڑکی کے ساتھ مل کر لاش کو اٹھایا اور باہر لے آئی۔ یہاں انہوں نے لاش کو اٹھا کر پہاڑی کی ایک گہری اور اندھیری کھائی میں پھینک دیا۔ تھپ کی آواز کے ساتھ ڈاکو کا وجود ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ دوبارہ جھونپڑے کے اندر جا کر دونوں نے مل کر فرش کو کپڑے سے صاف کیا۔ لکڑی کے تخت پر بچھونا بچھایا اور ماریا نے کہا:

''تھا نگ! تم یہاں آرام کرو۔ میں پیچھے آنے والے بھائیوں سے مل کر انہیں یہاں لے آؤں۔''

اتنا کہہ کر ماریا گھوڑے پر سوار ہو کر پیچھے چل دی۔

آدھے راستے میں انہیں عنبر اور کیلاش مل گئے۔ ماریا نے انہیں ڈاکوؤں اور چینی لڑکی کی ساری کہانی سنائی اور بتایا کہ رات بسر کرنے

کے لیے ایک بڑے اچھے جھونپڑے کا بندوبست ہو گیا ہے جہاں چینی لڑکی ان کے لیے گرم گرم قہوہ تیار کر رہی ہے۔

عنبر نے کہا:

''تم نے تو کمال کر دکھایا ماریا بہن! ڈاکو بھی بھگا دیے اور رات بسر کرنے کا انتظام بھی کر لیا۔''

ماریا نے جواہرات کی تھیلی دکھا کر کہا:

''اور یہ جواہرات کی تھیلی بھی ان سے چھین لی ہے جو چینی لڑکی تھانگ کے ماں باپ کی امانت ہے۔ ہمیں شنگھائی پہنچ کر چینی لڑکی کے ساتھ ہی ساتھ یہ جوہرات بھی اس کے باپ کو واپس کرنے ہیں۔''

عنبر نے کہا:

''ضرور ضرور۔ ہم تھانگ کے باپ کی ایک ایک امانت اسے

واپس کریں گے۔''

کیلاش بولا:

''بھائی کم از کم جواہرات تو اپنے پاس رکھ لو۔ باپ کو اس کی لڑکی مل جائے گی اسے اور کیا چاہیے؟''

''خاموش کیلاش!'' عنبر نے ڈانٹ کر کہا۔ ''چور چوری سے جاتا ہے مگر ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ تم کو جو چوری کی لت پڑی ہوئی ہے تم اس سے اب بھی باز نہیں آتے۔ یاد رکھو! اب تم عنبر اور ماریا کے ساتھ ہو۔ چوروں کے کسی گروہ کے ساتھ نہیں ہو۔ ہم تھانگ کے باپ کی ساری امانتیں واپس لوٹا دیں گے۔''

کیلاش جھٹ بولا:

''معافی چاہتا ہوں عنبر بھائی! ویسے ہی میرے منہ سے جملہ نکل گیا تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں خود ایمان داری کو پسند کرتا ہوں

اور چوری سے مجھے نفرت ہے۔''

ماریا ہنس کر بولی:

''تو پھر جواہرات اپنے پاس رکھنے کے بارے میں تم نے کیوں سوچا تھا؟''

بات آئی گئی ہوگئی۔ یہ لوگ اسی طرح کی باتیں کرتے، سفر کرتے جھونپڑی کے پاس پہنچ گئے جس کے اندر چینی لڑکی ان کے لیے گرم گرم قہوہ تیار کر چکی تھی۔ یہاں گرمی گھٹ گئی تھی اور شام ہوتے ہی سردی بڑھنا شروع ہوگئی تھی۔ یہاں گرمی گھٹ گئی تھی اور شام ہوتے ہی سردی بڑھنا شروع ہوگئی تھی۔ ماریا نے چینی لڑکی سے عنبر اور کیلاش کا تعارف کروایا۔ عنبر نے گڑیا ایسی چینی لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا:

''تھا نگ بہن! اب تم اپنے بہن بھائیوں کے درمیان آگئی ہو' اس لیے کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ ہم کیتھے میں تمہیں تمہارے چچا کے

حوالے کر کے آگے بڑھیں گے۔''

چینی لڑکی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔ اس نے کہا:

''میں کتنی خوش قسمت ہوں کہ مجھے آپ ایسے بھائی اور بہن مل گئے۔ اگر ماریا بہن تھوڑی دیر اور یہاں نہ آتیں تو ڈاکو مجھے لے کر خدا جانے کہاں رفو چکر ہو چکے ہوتے۔''

عنبر نے کہا:

''تمہارے باپ کے گھر سے لوٹے ہوئے جواہرات بھی ہمارے پاس تمہاری امانت بن کر رہیں گے۔ ہم انہیں کیتھے میں تمہارے چچا کے سپرد کر دیں گے جہاں سے شنگھائی جاتے ہوئے تم اپنے ساتھ لے جا سکو گی۔''

''شکریہ بھائی! بہت بہت شکریہ۔''

چینی لڑکی تھا نگ اندر قہوہ لینے چلی گئی۔ قہوہ پینے کے بعد وہ دیر

تک جھونپڑے کے اندر شمع جلا کر سفر کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ تھانگ ایسے شتون کے ساتھ لگی ان کی باتیں سنتی رہی جو اس گاؤں کو منہ اندھیرے چھوڑ کر اس کے ساتھ جا رہے تھے۔ وہ بے حد خوش تھی اور آسمانی دیوتاؤں کے حضور دعا پڑھ رہی تھی جنہوں نے اسے ظالم ڈاکوؤں کے پھندے سے چھڑایا اور اب وہ اپنے باپ کے پاس پہنچ جائے گی۔ رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا۔ سردی بڑھ گئی۔ ماریا اور تھانگ نے مل کر زمین اور تخت پر خشک گھاس پھوس بچھا دیا۔ ایک طرف ماریا اور چینی لڑکی تھانگ اور دوسری طرف کیلاش اور عنبر پوستین اوپر لے کر لیٹ گئے۔ ستون کے ساتھ طاق میں شمع جل رہی تھی۔ کچھ دیر وہ سب باتیں کرتے رہے۔ پھر انہیں نیند آ گئی اور ایک ایک کر کے سارے سو گئے۔

دوسرے دن منہ اندھیرے اٹھ کر ماریا نے سب کو جگا دیا۔

گھوڑوں کو دانہ دنکا ڈال کر پانی پلایا گیا۔ سب نے اٹھ کر قہوے اور جوار کی روٹی کا ناشتہ کیا۔ ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔ آسمان پر صبح کا ستارہ ٹمٹمانے لگا تھا اور مشرق کی طرف صبح کی ہلکی ہلکی نیلی روشنی پھیلنے لگی تھی۔ وہ سب کے سب تیار ہو کر جھونپڑی سے باہر نکل آئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اب انہیں رہنمائی کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ چینی لڑکی انہیں راستہ بتا رہی تھی۔ وہ تمام راستے سے باخبر تھی۔ دوپہر تک وہ سفر کرتے رہے۔ اب صحرا ختم ہو گیا تھا اور ایک بار پھر پتھریلا پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ موسم میں گرمی کی جگہ سردی آ گئی تھی۔ دور ملک چین کی طرف جاتا کوہ ہمالیہ کا سلسلہ اور اس کی چوٹیوں پر جمی ہوئی برف نظر آنے لگی تھی۔

تیسرے پہر ان پہاڑیوں پر جیسے پگھلا ہوا سونا پھیل گیا۔ ہر طرف بادامی رنگ کی سنہری روشنی پھیل گئی۔ سفر بے حد دلچسپ ہو گیا

تھا۔عنبر اور کیلاش آگے آگے اور ماریا اور تھانگ پیچھے پیچھے سفر کر رہی تھیں۔دن ڈھلنے لگا تھا۔اب ایک بار پھر رات آگئی تھی۔انہیں رات بسر کرنی تھی۔اس عرصے میں راہ میں کوئی بھی گاؤں نہیں آیا تھا۔عنبر نے ماریا سے کہا کہ وہ گھوڑا دوڑا کر آگے آگے جائے اور کوئی ایسی جگہ دیکھے جہاں وہ لوگ رات بھر آرام کر کے اگلے روز پھر سفر کر سکیں۔ ماریا گھوڑا لے کر آگے نکل گئی۔اس کے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز کچھ دور تک آتی رہی۔پھر ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی۔

عنبر،چینی لڑکی اور کیلاش قدم قدم گھوڑا چلاتے آگے بڑھ رہے تھے اور باتیں بھی کرتے جا رہے تھے۔انہوں نے ایک پہاڑی نالہ عبور کیا اور ایک درخت کے نیچے سے گزر رہے تھے کہ دائیں جانب سے گھوڑوں کے دوڑنے کی آواز سنائی دی۔وہ رک گئے اور جدھر سے گھوڑوں کی آواز آرہی تھی ادھر دیکھنے لگے۔شام کے دھندلکے

میں انہیں کچھ گھوڑسوار تلواریں لہراتے آگے بڑھتے نظر آئے۔ان کی تلواریں سنہری دھوپ میں چمک رہی تھیں۔کیلاش نے سہم کر کہا:

''میرا خیال ہے ہم پھنس گئے ہیں۔''

عنبر نے پوچھا:

''کیا مطلب؟''

کیلاش نے کہا:

''شاید یہ منگول قزاق ہیں۔''

ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ گھوڑ اسواران کے سروں پر آن پہنچے۔ یہ سات آٹھ منگول قزاق تھے جن کے چہروں پر درندگی اور وحشت ٹپک رہی تھی۔ان کی خوفناک باریک آنکھیں دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ ایک ایک قزاق نے کم از کم بارہ خون کیے ہوئے ہیں۔
انہوں نے آتے ہی عنبر' کیلاش اور چینی لڑکی تھانگ کے ارد گرد گھیرا

ڈال لیا۔ قزاقوں کے سردار نے چیخ کر کہا:

''انہیں پکڑ کر ساتھ لے چلو۔''

دوسرے قزاقوں نے ایک سیکنڈ کے اندر اندر اونٹ کے اون کی رسیاں نکال کر عنبر، کیلاش اور تھانگ کو کس کر باندھا، انہیں گھوڑوں پر ڈالا اور اپنے ساتھ لے کر مغربی پہاڑیوں کی طرف گھوڑے دوڑاتے غائب ہو گئے۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا کہ کیلاش اور عنبر سنبھل نہ سکے۔ کیلاش، عنبر اور تھانگ کو انہوں نے الگ الگ گھوڑوں پر ڈال رکھا تھا۔ ان کے گھوڑے سرپٹ بھاگ رہے تھے اور منگول منہ سے خوفناک آوازیں نکالتے جا رہے تھے۔ ایک گھاٹی اور پہاڑی درے میں سے گزر کر وہ ایک میدان میں آ گئے۔ جس کے دونوں جانب پہاڑ تھے اور سامنے ایک جھیل تھی۔ یہاں میدان میں جھیل کنارے کچھ خیمے لگے تھے۔ جھیل پر دو تین کشتیاں کھڑی تھیں۔

منگولوں نے ان خیموں سے پاس آ کر گھوڑے روک لیے۔ عنبر، کیلاش اور تھا نگ کو الگ الگ خیموں میں بند کر کے پہرہ لگا دیا گیا۔ کیلاش تو خیمے میں آتے ہی سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ تھا نگ سسکیاں بھرنے لگی کہ ایک مصیبت سے تو نجات ملی تھی کہ اب نئی مصیبت میں پھنس گئی۔ عنبر سوچ رہا تھا کہ ماریا جب واپس آئے گی تو کیا سوچے گی کہ یہ لوگ کہاں چلے گئے۔ کاش وہ بھی ہمارے ساتھ ہوتی۔ پھر ان منگول ڈاکوؤں کی قید سے نکلنا بے حد آسان تھا۔ اُسے خیال آیا کہ اس نے خوامخواہ ماریا کو آگے بھیج دیا۔

موت کے سائے

ماریا گھوڑا دوڑاتی کافی آگے نکل گئی۔

راستے میں اسے ایک پہاڑی نالہ ملا۔ پھر پہاڑیوں کے درمیان آ گیا۔ میدان کی ایک جانب بلند چٹانوں میں ایک جگہ گھاس اگ رہی تھی اور قریب ہی ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ رات بھر کے پڑاؤ کے لیے یہ جگہ بہترین ہو گی۔ چنانچہ اس مقام کو چن کر وہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے واپس چل پڑی۔ جب وہ اس مقام پر پہنچی جہاں وہ عنبر اور کیلاش وغیرہ سے جدا ہوئی تھی تو وہاں انہیں کچھ بھی نظر

نہ آیا۔ وہ بڑی حیران ہوئی کہ یہ لوگ کدھر چلے گئے؟ اصول کے مطابق تو انہیں اس جگہ سے کافی آگے ملنا چاہیے تھا۔ مگر وہ اس جگہ پر بھی موجود نہ تھے۔ ماریا ایک لمحے کے لیے وہاں رک گئی۔ پہلے اس نے سوچا کہ کہیں وہ راستہ بدل کر آگے نہ بڑھ رہے ہوں۔ پھر خیال آیا کہ وہ ایسی صورت میں راستہ کیونکر بدل سکتے ہیں جبکہ انہیں معلوم تھا کہ ماریا آگے گئی ہوئی ہے۔

تو پھر یہ لوگ کہاں گم ہو گئے؟

ماریا کے دماغ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ویسے وہ بڑی پریشان ہوگئی کہ آخر یہ ماجرا کیا ہوا۔ پتھریلی زمین پر گھوڑوں کے کھروں کے نشان بھی دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ ورنہ ان سے ہی اندازہ ہو سکتا تھا کہ وہ لوگ کدھر گئے ہیں۔ کچھ نہ سوچتے ہوئے ماریا نے پیچھے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ یہ سوچ کر کہ وہ لوگ کسی خیال سے اوپر سے

چکر کاٹ کر نہ آگے جا رہے ہوں۔ وہ بہت دور پیچھے نکل گئی۔ یہاں تک کہ اسے رات نے آلیا۔ ہر طرف اندھیرا پھیل گیا۔ ماریا گھوڑے پر سے اتر پڑی۔ یہاں وہی نالہ تھا جس پر سے وہ گزر کر آگے گئے تھے۔ ماریا نے ایک جگہ گھوڑا باندھا اور پوستین بچھا کر پتھروں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ عنبر اور کیلاش کہاں گم ہو گئے۔ سوچتے سوچتے اُسے نیند آ گئی اور وہ سو گئی۔

اب ذرا ناگ اور کادمبری کی بھی خبر لیں کہ وہ کس حال میں ہیں؟

ناگ اور کادمبری نے اکٹھے دریائے آمو رکارسوں کا پل عبور کیا اور پہاڑوں کے دامن میں سے گزر کر ایک ایسے مقام پر آ گئے جہاں سے سکم شہر کی سرحد شروع ہوتی تھی۔ وہ نندن سر کے راجہ کی سرحدوں سے بچ کر نکل آئے تھے۔ اب انہیں راجہ کے سپاہیوں کا ڈر نہیں تھا۔ دوپہر کے وقت وہ سکم شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ کادمبری نے ناگ کو

بتایا کہ اس شہر میں اس کا بھائی پرانی کھالوں اور خشک میووں کا کاروبار کرتا ہے۔ کادمبری کو اس کے گھر کا پتہ نہیں تھا۔ شہر میں بڑی رونق تھی۔ ناگ نے ایک جگہ سے کارواں سرائے کا پوچھا اور وہ سرائے میں جا کر اتر گئے۔ رات انہوں نے سرائے میں بسر کی۔

صبح ہوئی تو ناگ نے سرائے کے مالک سے کادمبری کے بھائی کا پتہ پوچھا۔ اس نے کہا:

''یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر شہر سے باہر ایک سوداگر رہتا ہے جو پرانی کھالوں اور خشک میووں کا کاروبار کرتا تھا۔ اس سے مل کر آپ کو کچھ پتہ چل سکے گا۔''

ناگ، کادمبری کو لے کر شہر سے باہر آ گیا۔

کافی دور پہاڑوں میں چلنے کے بعد اسے ایک جگہ کچھ مکان دکھائی دیے۔ ان مکانوں میں سے ایک مکان کے اردگرد باغ بنا تھا۔

ناگ نے وہاں جا کر نوکر سے پوچھا کہ یہاں کون رہتا ہے؟ اس نے سوداگر کا نام بتایا تو وہ کادمبری کا بھئی ہی نکلا۔ کادمبری خوشی خوشی مکان کے اندر داخل ہوگئی۔ سامنے اس کا بھائی تخت پر قالین بچھائے کچھ سوداگروں سے باتیں کر رہا تھا۔ اس نے جو اپنی بہن کو آتے دیکھا تو حیران ہو کر اٹھا اور کادمبری کے پاس آ کر بولا:

''کادمبری بہن! یہ تم ہو؟ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟''

کادمبری نے کہا:

''بھائی! میں کادمبری ہوں۔ دیوتاؤں نے ہمیں ایک بار پھر ملا دیا۔''

اُس نے بہن کو گلے سے لگالیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کادمبری نے ناگ سے ملایا اور کہا:

''اگر میرا بھائی ناگ میری مدد نہ کرتا تو میں آج تمہارے پاس نہ

پہنچ سکتی۔ اس نے مجھے ہر مصیبت سے نکال کر یہاں تک پہنچایا ہے۔"

کادمبری کے بھائی نے ناگ کا ہاتھ چوم کر کہا:

"میرے عزیز! میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں؟ تم نے میری پیاری بہن کو مجھ سے ملا کر جو احسان کیا ہے اُسے میں ساری زندگی نہیں بھلا سکوں گا۔"

ناگ نے کہا:

"یہ تو میرا فرج تھا کہ ایک بے سہارا عورت کی مدد کروں اور اس کے لیے ہر قسم کی قربانی دوں۔ کادمبری اگر آپ کی بہن ہے تو یہ میری بہن بھی تو ہے۔"

کادمبری کے بھائی نے کہا:

"ناگ بھائی! آپ واقعی ایک عظیم انسان ہیں۔ میرا گھر آپ

کے لیے حاضر ہے۔ اسے اپنا گھر ہی سمجھیے اور جب تک جی چاہے یہاں رہیے اور سکم کی سیر کیجیے۔"

"شکریہ بھائی! بہت بہت شکریہ۔"

باتوں کے دوران کا دمبری کے بھائی نے ایک بات خاص طور پر محسوس کی تھی کہ ناگ باتیں کرتے ہوئے آنکھیں نہیں جھپکتا تھا۔ اس نے اس کا ذکر اپنی بہن کا دمبری سے کیا تو وہ بات کو چھپاتے ہوئے بولی:

"تمہارا وہم ہے بھائی! ناگ آنکھیں جھپکاتا ہے۔"

مگر اسے یقین نہ آیا۔

رات کو ناگ الگ کمرے میں سویا۔ کا دمبری کے بھائی کو شک پڑ گیا تھا کہ ناگ کوئی جادوگر ہے اور وہ جادو کے زور سے چیزوں کو گم کر سکتا ہے۔ اس نے جوگیوں اور سنیاسیوں سے سن رکھا تھا کہ جو شخص

آنکھیں نہیں جھپکتا وہ یا تو جادوگر ہے اور یا اس پر سانپ کا اثر ہوتا ہے۔ آدھی رات کو کادمبری کا بھائی دبے پاؤں ناگ کے کمرے میں آیا اور اسے سوتا ہوا غور سے دیکھنے لگا۔ ناگ کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ سو رہا تھا۔

کادمبری کی بھائی ڈر کر باہر نکل آیا۔ اسے یوں لگا جیسے ناگ نے سوتے میں اسے دیکھ لیا ہو۔ صبح وہ ناگ سے آنکھیں ملاتے ہوئے کترا رہا تھا۔ اس نے کادمبری سے کوئی بات نہ کی۔ دوسری رات اس نے ایک سانپ لے کر ناگ کے کمرے میں بستر کے نیچے چھپا دیا۔ رات کو ناگ سونے کمرے میں آیا۔ وہ بستر پر لیٹا ہی تھا کہ اسے سانپ کی بو محسوس ہوئی۔ اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ کیونکہ اس علاقے میں اکثر سانپ پائے جاتے تھے۔ لیکن آدھی رات کو جب وہ سو رہا تھا تو سانپ بستر کے نیچے سے نکل آیا اور اپنا پھن پھیلا کر ناگ کے

چہرے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ٹھیک اس وقت کا دمبری کا بھائی بھی
بردے کے پیچھے چھپا کھڑا تھا اور یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔

سانپ نے پھن پھیلا کر سوئے ہوئے ناگ کی طرف دیکھا ہی
تھا کہ اس پر لرزہ سا طاری ہو گیا۔ دوسری طرف ناگ کی بھی آنکھ کھل
گئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ سانپ پھن پھیلائے اس کے
سامنے جھوم رہا ہے۔ ناگ نے ہاتھ بڑھا کر سانپ کو گردن سے پکڑ
لیا۔ سانپ کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ ناگ نے کہا:

"کیوں او بے ادب! تجھے معلوم نہیں تھا کہ تو کس کے کمرے
میں آ گیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں کون ہوں؟"

سانپ نے گردن نیچی کر لی جیسے اس سے معافی مانگ رہا ہو۔
ناگ نے سانپ کو جھٹک کر فرش پر پھینک دیا اور خود کروٹ بدل کر سو
گیا۔ سانپ چپکے چپکے ڈر کر رینگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

کادمبری کا بھائی یہ تماشا دیکھ کر حیرت زدہ ہوگیا۔ صبح اٹھ کر اس نے ناگ سے سانپ کے بارے میں بات کی تو ناگ مسکرا کر کہنے لگا:

''مجھے میرے گورو نے ایک ایسا منتر دیا ہے جس کے پڑھنے سے سانپ کا زہر مجھ پر اثر نہیں کرتا اور سانپ سامنے آتے ہی غلام بن جاتا ہے۔''

کادمبری کا بھائی بولا:

''کیا آپ مجھے وہ منتر بتائیں گے؟''

ناگ ہنس کر بولا:

''وقت آنے پر ضرور بتاؤں گا۔''

اُسی روز ناگ نے کادمبری اور اس کے بھائی سے اجازت لی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سکم شہر سے روانہ ہوگیا۔ اب اس کا سفر اکیلے شروع ہوگیا تھا۔ سکم شہر سے نکل کر وہ پہاڑیوں میں اس راستے پر ہولیا

جو ملک چین کو جانے والی بڑی شاہراہ کی جانب جاتا تھا۔ شام تک وہ اکیلا سفر کرتا رہا۔ رات ہونے سے پہلے وہ ایک پہاڑی چشمے پر پہنچ کر رک گیا۔ وہ تھک گیا تھا۔ یہاں اس نے رات بسر کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ رات بھر وہ پتھروں پر پوستین میں گھسا، کبھی سویا اور کبھی جاگتا رہا اور سوچتا رہا کہ کیا وہ چین میں اپنے دوست عنبر اور اپنی بہن ماریا سے مل سکے گا۔

دن نکلا تو وہ بھی گھوڑے پر سوار ہو کر آگے چل پڑا۔

دو پہر تک وہ سفر کرتا رہا۔ تیسرے پہر اُسے دور پہاڑی ڈھلان پر ایک جھونپڑا نظر آیا۔ یہ وہی جھونپڑا تھا جہاں عنبر، ماریا اور کیلاش ٹھہرے تھے اور انہیں چینی لڑکی تھا نگ ملی تھی۔ ناگ ڈھلانی میدان میں سے گزر کر اس جھونپڑے میں آ گیا۔ یہاں سوائے گھاس پھونس، دو چار مٹی کے برتنوں کے اور اک تخت پوش کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔

ناگ کو یہاں فضا میں اپنے جگری دوست عنبر اور بہن ماریا کی بو محسوس ہوئی۔ اسے احساس ہوا کہ وہ دونوں اس جگہ رکے ہیں اور رات بسر کر کے آگے گئے ہیں۔ یہ سانپ ہونے کی وجہ سے اس کی چھٹی حس تھی جو اسے احساس دلا رہی تھی۔

ناگ نے اس جگہ رات بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

رات بھر ناگ کو اپنے دوست کی بو آتی رہی۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ عنبر اور ماریا اسی جگہ سے گزرے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ناگ کو ایک اور بو بھی آ رہی تھی۔ یہ بو اس کو کسی اجنبی شخص کی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عنبر اور ماریا کے ساتھ یہ اجنبی شخص کون سفر کر رہا ہے؟ یہ دوسرا شخص کیلاش تھا۔ رات کے پچھلے پہر ناگ کو نیند آئی اور وہ سو گیا۔ پچھلے پہر اس کی اچانک آنکھ کھل گئی۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو وہی قزاق جس کو ماریا نے بھگا دیا تھا اور جس

سے چینی لڑکی اور جواہرات کی تھیلی چھین لی تھی اس کے سر کے اوپر کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

''اٹھو! کون ہو تم؟''

ناگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جھونپڑے میں شمع جل رہی تھی۔ ناگ نے کہا:

''بھائی! میں مسافر ہوں اور چین کی طرف کا سفر کر رہا ہوں۔''

قزاق نے گرج کر کہا:

''تمہارے پاس جو کچھ ہے میرے حوالے کر دو۔ تمہارا گھوڑا میں نے پہلے ہی لے لیا ہے۔ نکالو تمہارے پاس جو کچھ ہے۔''

ناگ نے کہا:

''میرے پاس سونے کے کچھ سکے ہیں۔ خدا کے لیے مجھ سے یہ نہ لو۔ نہیں تو میں راستے میں بھوکا مر جاؤں گا اور گھوڑے کے بغیر تو میں

دو قدم بھی نہ چل سکوں گا۔"

"بکواس بند کرو۔ نہیں تو خنجر مار کر تمہارا ابھی کام تمام کر دوں گا۔"

ان ہی باتوں میں صبح ہو گئی۔ قزاق ناگ کے سونے کے سکے اور گھوڑا لے کر ایک طرف روانہ ہو گیا۔ ناگ پریشان ہو گیا۔ اس کے لیے اب کوئی اور راستہ نہ تھا سوائے اس کے کہ ڈاکو کو سانپ بن کر ڈس لے۔ مصیبت یہ تھی کہ اس کے اندر اتنا زہر اکٹھا ہو گیا تھا کہ اس کے کاٹتے ہی انسان ہلاک ہو جاتا تھا۔ وہ اگر چاہے بھی تو زہر میں کمی نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ نے سانپ کا روپ اختیار کیا اور مختلف جھاڑیوں اور ٹیلوں میں سے نکل کر اس راستے پر ہو کر بیٹھا جہاں سے ابھی ڈاکو کو گزرنا تھا۔ اس نے دور سے دیکھا۔ ڈاکو گھوڑے پر سوار چلا آ رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سانپ اسے زمین پر سے اچھل کر نہیں ڈس سکتا تھا۔

ناگ جلدی سے ایک ایسی چٹان پر چڑھ گیا جو سڑک پر آگے کو نکلی ہوئی تھی۔ ڈاکو قریب آ رہا تھا۔ جونہی وہ ناگ کے نیچے سے گزرنے لگا سانپ نے چٹان پر سے ڈاکو کے اوپر چھلانگ لگا دی۔ ڈاکو ہڑ بڑا کر گھوڑے پر سے گر پڑا۔ اس عرصے میں سانپ نے ڈاکو کو ڈس لیا تھا۔ وہ زمین پر اکڑنے لگا۔ اس کا بدن نیلا پڑ کر پھٹنا شروع ہو گیا۔ سانپ نے دوبارہ انسان کی جون بدل لی۔ ڈاکو کی آنکھیں پھٹ کر بہہ گئی تھیں اور وہ مر چکا تھا۔ ناگ نے اپنی چیزیں اور سونے کے سکے دوبارہ اپنی جیب میں ڈالے اور گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے چل دیا۔ اس ڈاکو نے اپنے ساتھی کو ہلاک کیا تھا۔ قدرت نے اس کو قتل کی سزا دے دی تھی۔

جھونپڑے کے قریب سے دوبارہ گزر کر وہ گھاٹیوں میں سے ہوتا ہوا پتھریلے میدان میں آ گیا۔ وہ بڑے سکون سے چلا جا رہا تھا کہ

ایک طرف سے کچھ منگول گھوڑ سوار اسے آتے دکھائی دیے۔ وہ رو کا نہیں بلکہ چلتا رہا۔ گھوڑ سوار اس کے ارد گرد آ کر رک گئے۔ انہوں نے لپک کر اس کی مشکیں کس دیں اور گھوڑے پر ڈال لیا۔ پھر اس کی جیبوں کی تلاشی لی اور اسے ساتھ لے کر اسی جھیل کی طرف روانہ ہو گئے جہاں انہوں نے اس سے پہلے کیلاش، عنبر اور چینی لڑکی تھا نگ کو قید کر رکھا تھا۔ یہ منگول قزاقوں کا ایک قبیلہ تھا جو کاشان کے علاقے سے اتر کر اس علاقے میں ڈاکے مارتا اور لوگوں کو اغوا کرتا پھرتا تھا۔ یہ ڈاکو سونا اور مال غنیمت تو آپس میں تقسیم کر لیتے تھے اور آدمیوں کو غلام اور عورتوں کو کنیزیں بنا کر فروخت کر دیتے تھے۔

ناگ کو لے جا کر منگولوں نے خیمے میں بند کر دیا۔ اس نے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ وہ یہ سوچ کر خاموش ہو رہا کہ دیکھیں قدرت اسے کیا دکھاتی ہے۔ وہ خیمے کے اندر بند کر دیا گیا تھا۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ

اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر عنبر، کیلاش اور چینی لڑکی تھا نگ بھی الگ الگ خیموں میں قید ہیں۔ ناگ اصل میں سفر کرتے کرتے تھک گیا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ کسی جگہ آرام کرے۔ خواہ وہاں وہ قید میں ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ قید کی اس کو فکر نہ تھی۔ وہ قید سے جب چاہے آزاد ہو سکتا تھا۔

ماریا بھی عنبر اور کیلاش کی تلاش میں چلی آ رہی تھی۔ بہت دور پیچھے جا کر بھی جب اسے اپنے ساتھیوں کا سراغ نہ ملا تو وہ واپس ہو کر آگے کو روانہ ہو گئی۔ ایک مقام پر آ کر اس نے گھوڑوں کے پاؤں کے نشان دیکھے۔ وہ گھوڑے پر سے اتر کر ان نشانوں کو جھک کر غور سے تکنے لگی۔ یہ سراغ پہلو کی جانب مغربی پہاڑیوں کی طرف جا رہے تھے۔ ماریا گھوڑے پر سوار ہو کر ان کھروں کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ وہ دوپہر تک چلتی گئی۔ دوپہر کے بعد اسے دور سے ایک پانی کی جھیل

کا چمکیلا کنارہ نظر آیا۔ جھیل کے کنارے خیمے لگے تھے اور منگول وہاں ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔

گھوڑوں کے قدموں کے نشان ان خیموں کی طرف ہی چلے گئے تھے۔ ماریا کو شک سا ہونے لگا کہ کہیں ان منگولوں نے عنبر، کیلاش اور تھانگ کو اغوا نہ کر لی ہو۔ کیونکہ اس نے منگولوں کے ڈاکوں اور لوٹ مار وغیرہ کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار قدم قدم چلتی ان خیموں کے پاس آ گئی۔ یہ خیمے ایک جگہ اکٹھے لگے ہوئے تھے۔ ان میں منگول بیٹھے کام کاج کر رہے تھے۔ کچھ عورتیں کھانا تیار کر رہی تھیں۔ باہر کچھ منگول تلواریں تیز کر رہے تھے۔ وہ سارے کے سارے شکل صورت سے ڈاکو معلوم ہوتے تھے۔ ماریا ان سے ذرا فاصلے پر سے گزرتے ہوئے آگے نکل کر جھیل کے پاس آ گئی۔ جھیل میں دو کشتیاں کھڑی تھیں۔ ماریا واپس دوبارہ خیموں کے پاس

آ گئی۔اس نے ایک خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر جھانک کر دیکھا۔اندر لوٹ مار کا قیمتی سامان پڑا تھا۔

ماریا کا شبہ یقین میں تبدیل ہو گیا کہ یہ منگول ڈاکو ہیں اور لوٹ مار کے علاوہ ضرور عورتوں اور مردوں کو اغوا کر کے انہیں غلام بنا کر فروخت بھی کرتے ہوں گے۔ماریا نے دیکھا کہ ذرا فاصلے کر ڈھلان کی جانب چھ سات خیمے الگ الگ لگے تھے۔ان کے باہر منگول ڈاکو ننگی تلواریں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ماریا اس طرف چلنے لگی۔

قتلِ عام

ساتوں خیمے تھوڑے تھوڑے فاصلے کر لگے ہوئے تھے۔
ماریا ایک خیمے کے پاس آئی۔ خیمے کے دروازے پر دو پہرے دار منگول پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا ابھی کچھ سوچ رہی تھی کہ اندر سے دو منگول ڈاکو ایک لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئے۔ ماریا نے لڑکی کو پہچان لیا۔ یہ چینی لڑکی تھا نگ تھی۔ اسے یقین ہو گیا کہ عنبر اور کیلاش بھی یہیں کسی جگہ قید ہوں گے۔ منگول چینی لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے

خیموں کے درمیان میں آئے۔ یہاں پہلے ہی سے پانچ چھ قزاق بیٹھے انگوروں کی دعوت اڑا رہے تھے۔ انہوں نے تھانگ کو بیچ میں لا کر پھینک دیا۔ بے چاری تھانگ کی بری حالت تھی۔ وہ رو رہی تھی اور ہاتھ جوڑ کر انہیں ظلم سے باز رکھنے کی التجائیں کر رہی تھی۔ لیکن سنگدل قزاق قہقہے لگا رہے تھے۔

ایک قزاق نے ہنٹر لہرا کر کہا:

"لڑکی! اگر تم نے ہمیں اپنا مشہور چینی رقص نہ دکھایا تو ہنٹر مار مار کر تمہاری چمڑی ادھیڑ ڈالی جائے گی۔"

ماریا یہ سارا تماشا ذرا فاصلے پر کھڑی دیکھ رہی تھی۔ چینی لڑکی زاروقطار روئے جا رہی تھی۔ لیکن اس کی فریاد سننے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔ منگول قزاق اسے ہنٹروں سے پیٹنے لگا۔ چینی لڑکی کی چیخیں نکل گئیں۔ اب یہ نظارہ ماریا سے نہ دیکھا گیا۔ اس نے پیٹی میں سے خنجر

نکلا اور منگول کی چھاتی کا نشانہ لگا کر اسے زور سے اچھال دیا۔ خنجر زن کی آواز کے ساتھ ماریا کے ہاتھ سے نکلا اور سیدھا اس منگول کے سینے میں جا کر کھب گیا جو تھانگ کو ہنٹر مار رہا تھا۔ منگول سینے کو پکڑ کر زمین پر گر پڑا اور اس کی چھاتی سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔

سارے قزاق حیران رہ گئے کہ یہ خنجر کدھر سے آیا۔ وہ تلواریں نکال کر ادھر ادھر دوڑنے اور دشمن کو تلاش کرنے لگے۔ لیکن ماریا کو تو وہ دیکھ ہی نہیں سکتے تھے اور اسکے علاوہ وہاں اور کوئی دشمن نہیں تھا۔ زخمی منگول کو اٹھا کر وہ خیمے میں لے گئے۔ دوسرے قزاق نے ہنٹر پکڑ کر چینی لڑکی پر غصہ نکالنا شروع کر دیا۔ وہ تھانگ کو اس قدر زور سے مارنے لگا کہ وہ بلبلا اٹھی۔

ماریا نے زمین پر گرا ہوا ایک نیزہ اٹھالیا۔ نیزہ اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ اس نے نیزے کو ہاتھوں میں تول کر منگول کی

طرف پوری طاقت سے پھینک دیا، نیزہ منگول کے سینے میں پسلیوں کو توڑ کر دوسری طرف نکل گیا۔ وہ نیزے میں پرویا گیا۔ اس کی ایک کرب ناک چیخ بلند ہوئی اور وہ نیزے پر ہاتھ رکھے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ وہاں سب منگول خیموں سے باہر نکل آئے۔ یہ ایک عجیب تماشا ہو رہا تھا کہ فضا میں سے خنجر اور نیزے برس رہے تھے اور قاتل دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ منگول چیخیں مارتے، چلاتے ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے۔

چینی لڑکی تھانگ سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔ وہ کچھ کچھ سمجھ گئی تھی کہ اس کی مدد کے لیے ماریا پہنچ گئی ہے۔ ایک قزاق نے تھانگ کو اٹھایا اور خیمے میں لا کر بند کر دیا۔ ماریا نے ان لوگوں کو اسی جگہ حیران و پریشان چھوڑا اور خود قدم قدم گھوڑے کو چلاتی ہوئی چینی لڑکی کے خیمے کے قریب آ گئی۔ اب سوال یہ تھا کہ وہ اندر کیسے داخل ہو۔ اگر وہ گھوڑے

سے اترتی ہے تو گھوڑا ظاہر ہو جاتا ہے۔ ماریا گھوڑے کو دوڑا کر کافی دور درختوں کے پاس لے آئی۔ یہاں اس نے جھاڑیوں کی اوٹ میں گھوڑے کو چھپا کر اس پر سے نیچے اتر آئی۔ اس کے اترتے ہی گھوڑا نظر آنے لگا۔ ماریاں وہاں سے پیدل چل کر چینی لڑکی تھانگ کے خیمے کے باہر آ گئی۔

یہاں دو منگول پہرہ دے رہے تھے۔ انہیں ماریا بالکل دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ حالانکہ وہ ان کے بالکل قریب کھڑی تھی۔ اس نے زمین پر سے پتھر اٹھا کر ذرا پرے پھینک دیا۔ پتھر گرنے کی آواز پر پہرہ دار اس طرف دیکھنے لگے جدھر سے آواز آئی تھی۔ ماریا نے موقع غنیمت جان کر خیمے کا پردہ اٹھایا اور اندر داخل ہو گئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ پہرے دار پردے کو بھی اٹھتا ہوا دیکھیں۔

اندر تھانگ گھاس پر سر جھکائے بیٹھی رو رہی تھی۔ ماریا نے قریب

جا کر آہستہ سے ہا کہ میں آ گئی ہوں فکر نہ کرو۔ تھانگ نے سر اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا۔ اسے کچھ نظر نہ آیا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ ماریا اس کے قریب ہی کھڑی ہے۔ ماریا نے ہاتھ آگے بڑھا کر تھانگ کا ہاتھ تھام لیا اور بولی:

''تھانگ! یہ بتاؤ کیلاش اور عنبر کہاں ہیں اور تم لوگ ان منگول قزاقوں کے پھندے میں کیسے پھنس گئے؟''

تھانگ نے راستے میں ڈاکہ پڑنے اور پھر رسیوں میں کس کر انہیں اغوا کرنے کا سارا واقعہ سنا دیا۔ اگرچہ وہ آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔ پھر بھی پہریداروں نے اس کی آواز سن لی۔ ایک پہرے دار نے اندر جا کر چاروں طرف دیکھا اور پوچھا:

''تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟''

تھانگ نے کہا:

''اپنے آپ سے باتیں کر رہی ہوں۔''

منگول کچھ حیرت سے تھانگ کی طرف اور پھر خالی خیمے میں نظر دوڑائی اور بولا:

''خبردار! اگر تم نے اپنے آپ سے بات بھی کی۔''

تھانگ نے خاموشی سے سر جھکا دیا۔ جب وہ باہر نکلنے لگا تو ماریا اس کی گردن پر تلوار کا ہاتھ مارنے ہی والی تھی کہ یہ سوچ کر رک گئی کہ ابھی اسے کیلاش اور عنبر کی بھی خبر لینی ہے۔ ابھی سے یہاں افراتفری مچانا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ افراتفری کی صورت میں منگول کیلاش اور چینی لڑکی کو ہلاک کر ڈالتے۔ پہرے دار باہر نکل گیا تو ماریا نے آہستہ سے پوچھا:

''وہ لوگ کہاں ہیں؟''

چینی لڑکی نے دھیمی آواز میں کہا:

''میرا خیال ہے وہ ساتھ والے خیمے میں قید ہیں۔ یہ لوگ ڈاکو ہیں اور مردوں کو غلام اور عورتوں کو کنیزیں بنا کر بیچنے کا دھندا کرتے ہیں۔ ماریا بہن! تم بڑے ٹھیک وقت پر آئی ہو۔ یہاں سے ہمیں نکال لے چلو۔ نہیں تو ہماری خیر نہیں۔''

ماریا بولی:

''گھبراؤ نہیں۔ میں یہی کوشش کر رہی ہوں کہ تم لوگوں کو یہاں سے نکال دوں۔ میں عنبر کے خیمے میں جا رہی ہوں۔ تم اپنی جگہ سے مت ہلنا۔''

''بہت اچھا۔''

یہ کہہ کر ماریا خیمے سے سے باہر نکل آئی۔ ایک سپاہی نے خیمے کے پردے کو اپنے آپ اٹھتے اور گرتے دیکھتے تو وہ آنکھیں ملنے لگا۔ اسے اعتبار نہیں آ رہا تھا کہ خیمے کا پردہ اپنے آپ بھی اوپر اٹھ کر نیچے گر

سکتا ہے۔ پھر اس نے سر کو یوں جھٹک دیا جیسے وہ اس کا وہم ہو۔ حالانکہ یہ وہم نہیں تھا۔ ماریا نے دوسرے پردے میں سے جھانک کر دیکھا تو اندر عنبر خاموشی سے زمین پر بیٹھا تھا۔ ماریا نے سرگوشی میں کہا:

''میں آ گئی ہوں عنبر بھائی!''

عنبر مسکرایا۔

''ماریا بہن! مجھے پوری امید تھی کہ تم ہماری مدد کو ضرور آؤ گی۔ دوسرے خیمے میں کیلاش قید ہے۔ اس کا برا حال ہو رہا ہے، اسے جا کر تسلی دو۔''

ماریا کہنے لگی:

''جاتی ہوں مگر یہ بتاؤ کہ تم لوگوں نے کمال کیا۔ منگولوں کا مقابلہ بھی نہ کر سکے۔''

عنبر بولا:

''انہوں نے اس طرح اچانک ہمیں آ کر پکڑ کر جکڑ لیا کہ اتنی مہلت ہی نہ دی کہ ہم مقابلہ کر سکتے۔ بہر حال اب تم آ گئی ہو تو ڈٹ کر مقابلہ کریں گے لیکن سب سے پہلے کیلاش کی جا کر خبر لو۔''

خیمے کے اندر سے سرگوشیوں کی آواز سن کر اس خیمے کا پہرے دار منگول بھی اندر آ گیا اور شبے کی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا مگر وہاں اسے عنبر کے سوا اور کوئی بھی شخص دکھائی نہ دیا۔ اس نے عنبر کی پسلیوں میں ہنٹر کا دستہ مار کر کہا:

''کس سے باتیں کر رہے تھے تم؟''

عنبر مسکرا کر بولا:

''دیوتاؤں کے بیٹے سے۔''

منگول گرجا:

''بکواس بند کرو۔ کل جب تمہیں یہاں سے لے جا کر منڈی

میں غلام بنا کر بیچ دیا جائے گا تو تمہیں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ پھر بڑھ بڑھ کر باتیں نہ کر سکو گے۔''

عنبر بولا:

''کیا حضور مجھے معاف نہیں کر سکتے؟''

''ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔''

عنبر نے جان بوجھ کر ایسا کہا تھا۔ پہرے دار باہر جانے لگا تو ماریا نے اس کی ٹانگوں کے آگے اپنی ٹانگ رکھ دی۔ وہ الٹ کر گر پڑا۔ اٹھتے ہی وہ جہاں گرا تھا وہاں پھٹی ہوئی آنکھوں سے اس ٹانگ کو تلاش کرنے لگا جس سے ٹکرا کر وہ زمین پر گر پڑا تھا۔ لیکن وہاں کچھ بھی تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر تکنے لگا۔ عنبر ہنس پڑا۔ اس نے غصے میں آ کر پیٹی میں سے خنجر نکال لیا اور عنبر پر حملہ کر دیا۔ عنبر کو بچنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ منگول نے طیش میں

آ کر پوری طاقت سے خنجر عنبر کی گردن میں گھسیڑ دیا۔ عنبر کو تو کچھ نہ ہوا؛ البتہ ماریا نے اوپر سے تلوار کا ایک بھرپور وار کر کے منگول کی گردن تن سے جدا کر دی۔ عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ تم نے کیا کر دیا ماریا! اسے حملہ کرنے دیتے مجھے کیا ہونے لگا تھا؟''

ماریا بولی:

''میں برداشت نہیں کر سکی کہ یہ خنجر سے میرے بھائی پر حملہ کرے۔''

ان کی آواز سن کر باہر کا منگول پہرے دار بھی اندر آ گیا۔ اس نے جو اپنے ساتھی کی لاش کو خون میں لت پت دیکھا تو بوکھلا گیا۔ انتقام کی آگ اس کے سینے میں بھڑک اٹھی۔ اس نے تلوار کھینچی اور بھاگ کر عنبر پر ٹوٹ پڑا۔ عنبر پرے ہٹ گیا۔ منگول منہ کے بل زمین پر گرا۔

عنبر نے کہا:

''ماریا! اسے زندہ مت چھوڑنا! نہیں تو کیلاش اور تھانگ کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔''

منگول نے حیرانی سے عنبر کی طرف دیکھا کہ وہ کس کو کہہ رہا ہے کہ منگول پر حملہ کرو۔ ابھی وہ حیران ہو ہی رہا تھا کہ پیچھے سے ایک خنجر اس کی پشت میں کھب گیا جس نے اس کے دل کے دو ٹکڑے کر دیے۔ منگول بغیر آواز نکالے گھاس پر لڑکھڑا کر گرا اور گرتے ہی ٹھنڈا ہو گیا۔ عنبر اوع ماریا نے مل کر دونوں منگولوں کی لاشیں گھاس پھوس کے ڈھیر کے اندر چھپا دیں اور خون کو بھی وہاں سے صاف کر دیا۔

عنبر کہنے لگا:

''میرا خیال ہے کہ کیلاش ساتھ والے خیمے میں قید ہے۔ جلدی سے جا کر اسے وہاں سے کسی طرح نکال کر جھیل کے مشرقی کنارے

والی جھاڑیوں میں لے جاؤ۔ اس کے بعد کسی طرح تھا نگ کو بھی وہاں پہنچادو۔ پھر میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ منگول بہت زیادہ ہیں۔ ان سب کے ساتھ ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

ماریا جلدی سے وہاں سے نکل کر باہر آ گئی۔ باہر کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی کہ اندر دو منگول قزاق قتل کر دیے گئے ہیں ک۔ لیکن انہیں تھوڑی دیر بعد پتہ لگ جانا تھا کیونکہ خیمے کے دروازے پر پہرے دار کوئی نہیں رہا تھا۔ ماریا چپکے چپکے چلتی دوسرے خیمے کے پاس آ گئی۔ اس خیمے کے دروزے پر بھی پردہ لٹک رہا تھا۔ اس کا رخ تھوڑا سا جھیل کی طرف تھا۔

دروازے پر دو پہرے دار نیزے ہاتھوں میں تھامے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا نے ان کی آنکھ بچا کر دروازے کا پردہ تھوڑا سا اٹھایا اور خیمے کے اندر داخل ہوگئی۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اندر نا گ

بڑے مزے سے گھاس پر لیٹا گہری نیند سو رہا تھا۔ اس نے ہاتھ ہلا کر اسے جگا دیا۔

''کون ہے؟'' ناگ نے اٹھتے ہی کہا۔ مگر اسے کوئی دکھائی نہ دیا۔

''مجھے کس نے جگایا ہے؟''

جب اسے نے دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے تو چپکے سے پھر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ ماریا نے ایک بار پھر اسے جھنجھوڑ ڈالا۔ وہ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا۔ ماریا ہنس پڑی۔

''ناگ بھائی!''

''ارے........ یہ تو ماریا کی آواز ہے۔ ماریا بہن! تم کہاں ہو؟''

''میں تمہارے پاس کھڑی ہوں۔''

''کہاں؟''

''یہاں' اور ماریا نے اپنا ہاتھ ناگ کے سر پر رکھ دیا۔

''لیکن تم دکھائی کیوں نہیں دے رہیں؟ تم نظروں سے غائب کیوں ہو عنبر کہاں ہے؟ تم سب لوگ کہاں ہو؟''

ماریا نے آہستہ آواز میں کہا:

''سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے کسی جادو کے اثر سے غائب کر دیا گیا ہے۔ کسی وقت بھی اس جادو کا اثر ٹوٹ سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تم اتنی لمبی تان کر کیوں سو رہے تھے؟ کیا تمہیں احساس نہیں کہ تم خونخوار منگولوں کی قید میں ہو اور تمہیں یہاں سے نکل بھاگنے کی کوشش کرنی چاہیے۔''

ناگ بولا:

''وہ تو ٹھیک ہے ماریا بہن! لیکن میں نے سوچا کہ اگر یہ پکڑ کر لے آئے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ ذرا خیمے میں آرام ہی کر لیں گے۔ یہاں سے فرار ہونا تو میرے لیے کوئی مشکل بات ہی نہیں۔ جب اور جس وقت چاہوں گا۔ یہاں سے فرار ہو جاؤں گا۔ یہ بتاؤ کہ عنبر اور تم کہاں گم ہو گئے تھے جھیل نندن سر پر سے پانی میں بھگو کر مجھے کون لایا تھا؟ اور.........اور پجاری کی کوٹھڑی میں مجھے کون پھینک گیا تھا؟''

ماریا بولی:

''اُفوہ! تم تو ایک ہی سانس میں اتنی ڈھیر ساری باتیں کر گئے ہو عنبر بھائی! اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ عنبر کے علاوہ ایک

نوجوان کیلاش اور دوسری نوجوان لڑکی تھا نگ کو ان ظالموں کے چنگل سے رہائی دلائی جائے۔''

ناگ نے پوچھا:

''بہر حال یہ وقت تفصیل بتانے کا نہیں۔ یہ ہمارے بہن بھائی ہی ہیں۔ بعد میں تمہیں سب کچھ بتا دیں گے۔''

''یہ لوگ کس جگہ قید ہیں؟''

''ساتھ والے خیموں میں۔''

''یعنی سامنے والے خیمے میں؟''

''نہیں۔ ایک بائیں طرف والے خیمے میں اور ایک دائیں طرف والے خیمے میں عنبر بیٹھا ہوا ہے۔''

''ابھی سب کو یہاں سے باہر نکالتے ہیں۔''

''یہ منگول بڑے خوفناک لوگ ہیں۔ ہمیں بڑی احتیاط سے کام

لینا ہوگا۔ اگر ذرا سی بے احتیاطی ہوگئی تو یہ لوگ کیلاش اور چینی لڑکی تھانگ کو ضرور قتل کر دیں گے۔"

"تم میرے ساتھ رہنا۔ ہم دونوں باہر نکل کر منگولوں کی خبر لیتے ہیں۔ میں تمہارے پہلو میں زمین پر چلوں گا۔ اگر کسی جگہ الگ ہونا پڑا تو ایک دوسرے کو اطلاع دے کر الگ ہوں گے۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ دیکھو کوئی اندر آرہا ہے۔"

ناگ خاموش ہوگیا۔

خیمے کا پردہ ہٹا اور ایک منگول ہاتھ میں لوہے کا پیالہ لیے اندر داخل ہوا اور بولا:

"یہ لو شوربہ پیو۔ کل تمہیں ہمارے ساتھ شغر کی منڈی جانا ہوگا۔ وہاں تک پہنچتے پہنچتے تمہیں ہر طرح سے صحت مند رہنا ہوگا تاکہ منڈی میں تمہاری زیادہ قیمت پڑ سکے۔ ویسے تم نوجوان ہو اور طاقتور

میں سانپ ہوں

اس کہانی میں عنبر کی ملاقات ایک ایسے سانپ سے ہوتی ہے جو سو سولہ ہونے کی وجہ سے ہر روپ دھار لیتا ہے پھر دونوں کیا کرتے ہیں

جسم کے مالک ہو۔ تمہارے دام زیادہ اٹھیں گے۔''

ناگ نے شوربے کا پیالہ لے کر دو گھونٹ پی کر کہا:

''کیا مجھے اتنی اجازت ہے کہ میں تھوڑا سا شوربہ دیوتاؤں اور مرے ہوؤں کی روحوں کے نام پر زمین پر پھینک دوں؟''

''ہرگز نہیں۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہیں پچاس کوڑوں کی سخت سزا دی جائے گی۔''

ناگ نے شوربہ پیتے ہوئے کہا:

''ماریا! تم جا کر اپنا کام کرو۔''

منگول نے چونک کر پوچھا:

''یہ تم کس سے باتیں کر رہے ہو؟''

ناگ ہنس پڑا۔

''اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہوں منگول! تم گھبرا کیوں گئے؟''

''بکواس بند کرو اور چپکے ہو کر بیٹھے رہو۔ اگر اب میں نے تمہاری آواز سنی تو کوڑے مار مار کر چمڑی ادھیڑ ڈالوں گا۔''

اس دوران میں ماریا باہر نکل گئی تھی اور باہر خیمے سے ذرا ہٹ کر ایک جگہ جھاڑیوں کے پاس کھڑی ناگ کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہی تھی۔ منگول پہرے دار باہر چلا گیا تو ناگ نے شوربے کا پیالہ زمین پر رکھ دیا۔ پھر اس نے چہرہ اوپر اٹھا کر ہلکی سی پھنکار ماری اور سانپ کی جون میں آ گیا۔ سانپ بن کر وہ خیمے کے اندر رینگتا ہوا پچھلی طرف سے باہر نکل گیا۔ اس نے ماریا کو تلاش کر لیا۔ ماریا نے جھک کر کہا:

''میرے ساتھ ساتھ رہنا ناگ!''

ڈاکوؤں سے نجات

اب شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

پہاڑوں کے دامن میں جھیل پر سائے گہرے ہو رہے تھے۔

خیموں کے باہر منگولوں نے کہیں کہیں الاؤ روشن کر رکھا تھا۔ ماریا ناگ کو لے کر عنبر کے خیمے کی طرف آ گئی۔ اس نے ناگ کو ایک جگہ جھاڑیوں میں رکنے کے لیے کہا اور خود چپکے سے پہرے دار کی آنکھ بچا کر خیمے کے اندر داخل ہو گئی۔ عنبر لیٹا ہوا تھا۔ ماریا نے اسے سرگوشی میں آواز دی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''کیا کیلاش کا پتہ چلا؟''

''اس کی طرف تو میں ابھی جاتی ہوں۔ پہلے یہ خوش خبری سن لو کہ ناگ مل گیا ہے۔''

''کیا کہا؟ میرا دوست! میرا بھائی ناگ مل گیا ہے؟ کہاں ہے وہ؟''

''باہر ایک جھاڑی میں چھپا ہوا ہے۔ منگولوں نے اسے بھی اغوا کر کے ساتھ والے خیمے میں بند کر رکھا تھا۔ میں کیلاش کی تلاش میں اندر گئی تو وہ سو رہا تھا۔''

''خدا کا شکر ہے کہ ناگ زندہ ہے اور اس سے پھر ملاقات ہو گئی۔''

''بس میں تمہیں یہ کہنے آئی تھی۔ اب میں کیلاش کے خیمے کو تلاش کر کے اسے جھیل کی طرف پہنچاتی ہوں۔ اس کے بعد چینی لڑکی کو نکال کر کسی نہ کسی طرح وہاں لے جاؤں گی۔ تم بھی رات ہونے سے

پہلے پہلے وہاں پہنچ جانا۔ ہم تمہارا انتظار کریں گے۔ دیر مت کرنا۔"

"فکر نہ کرو ماریا! میں جلدی سے جلدی وہاں پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

ماریا باہر نکل گئی۔

منگول آگ روشن کیے اس کے اردگرد بیٹھے ناچ گا رہے تھے۔ ماریا نے سانپ کو ساتھ لیا اور پیچھے سے ہو کر اس خیمے کے سامنے آ گئی جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ اندر کیلاش قید ہے۔ وہ پہرے دار کی نظریں بچا کر خیمے کا پردہ تھوڑا سا اٹھا کر اندر داخل ہو گئی۔ اندر کیلاش زمین پر اوندھے منہ لیٹا تھا۔ ماریا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"کیلاش!"

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

''ماریا! کیا یہ تم ہو؟''

''میرے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ کیا تم کسی طرح یہاں سے نکل کر جھیل کے مغربی کنارے پہنچ سکتے ہو؟''

''یہ کیسے ہو سکتا ہے ماریا بہن؟ باہر میری جان کے دشمن خونی آنکھوں والے منگول ڈاکو ننگی تلواریں لیے پہرہ دے رہے ہیں۔''

''کیا تم پچھلی طرف سے نہیں بھاگ سکتے؟''

''نہیں ماریا بہن! میں ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ یہ بڑے ظالم لوگ ہیں۔ تم انہیں نہیں سمجھتیں۔''

''میں انہیں تم سے زیادہ سمجھتی ہوں اور اس وقت تین منگول ڈاکوؤں کو قتل کر چکی ہوں۔''

''ہائیں! کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟''

''خیر ان باتوں کو چھوڑو۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ عنبر بھائی

کو میں خبر دار کر آئی ہوں۔ اور ناگ بھی مل گیا ہے۔ وہ باہر میرا انتظار کر رہا ہے۔''

''ناگ مل گیا؟ کہاں سے ملا؟ کیسے ملا؟''

''پھر وہی بات؟ کیلاش! یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں۔ کسی طرح یہاں سے نکل کر جھیل کنارے پہنچو۔''

''ماریا بہن! اگر تم چاہتی ہو کہ میں یہاں سے باہر نکلوں تو سب سے پہلے خیمے کے باہر میری جان کے دشمن جو پہرہ دے رہے ہیں، ان کا کچھ بندوبست کرو۔ انہیں یہاں سے ہٹاؤ۔ پھر میں دوڑ کر جھیل کنارے پہنچ جاؤں گا۔''

ماریا نے سرد آہ بھر کر کہا:

''کیلاش! تم ہمیشہ بزدلی دکھاتے ہو۔ تمہارے لیے ہمیشہ ہم مین سے کسی نہ کسی کو راستہ ہموار کرنا پڑتا ہے۔ خدا کے لیے کبھی اپنی

بہادری سے بھی کام لیا کرو۔''

''ماریا بہن! تم پہرہ داروں کو باہر سے ہٹا یو۔ پھر دیکھنا میں کس قدر بہادری سے کام لیتا ہوں! کس قدر شجاعت دکھاتا ہوں۔''

''اچھا بابا! پہرہ داروں کو وہاں سے ہٹائے دیتی ہوں۔ مگر تم دیر نہ کرنا۔ جونہی پہرے دار نظروں سے اوجھل ہوں فوراً یہاں سے نکل کر کسی طرح بچتے بچاتے جھیل کے کنارے پہنچ جانا۔ اگر ہمیں وہاں آتے دیر بھی ہو گئی تو تم وہاں بیٹھ کر ہماری راہ دیکھنا۔''

''بہت اچھا ماریا بہن! ایسا ہی ہو گا۔''

ماریا کیلاش کے خیمے سے نکل کر چینی لڑکی تھا نگ کی طرف آ گئی۔ چینی لڑکی کے خیمے پر بہت سخت پہرہ تھا۔ چار پہرے دار منگول خیمے کے اردگرد گھوم پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔ اتفاق کی بات یہ تھی کہ ابھی تک ان میں سے کسی کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ عنبر کے خیمے کے

اندر دو پہرہ داروں کی لاشیں دفن ہیں۔ رات ہوگئی تو عنبر چپکے سے نکلا اور چھپتا چھپاتا جھیل کے پاس جھاڑیوں میں دبک کر بیٹھ گیا۔

ماریا نے ایک طرف ہٹ کر ناگ سے کہا کہ تھانگ کے خیمے کے باہر بڑا سخت پہرہ ہے۔ ناگ نے کہا:

''تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں جا کر پہرہ داروں کو وہاں سے ہٹاتا ہوں۔''

''کیا تم انہیں ڈرا کر بھگاؤ گے؟ وہ دوسرے ساتھیوں کو لے کر آجائیں گے اور تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ایک ایک کر کے ان چاروں کو ختم کر دیا جائے۔ یہ لوگ قاتل ہیں۔ انہوں نے بڑے خون کیے ہیں۔ ان کا مارا جانا ہی اچھا ہے۔ تم ایسا کرو کہ پہرہ داروں کو تم ٹھکانے لگا دو۔ باقی دو کو میں سنبھال لوں گی۔''

''ٹھیک ہے۔چلو میرے ساتھ۔''

ناگ نے رینگنا شروع کر دیا۔ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔خیمے کے پاس پہنچ کر ماریا نے کہا:

''اب تمہارا کام شروع ہوتا ہے۔تم سب اگلے دو پہرہ داروں کو ڈس دو۔پچھلے دو تو میں سنبھال لوں گی۔''

ناگ رینگتا ہوا وہاں آ گیا جہاں اگلا پہرہ دار چکر لگا کر گزرنے والا تھا۔سانپ نے اپنا پھن پھیلا لیا اور خیمے کی آڑ میں چھپ کر پہرے دار کی راہ دیکھنے لگا۔جب وہ اس کے قریب سے نکلنے لگا تو سانپ نے آگے بڑھ کر ایک ہی لپک میں اس کی ٹانگ پر ڈس دیا۔پہرے دار لڑکھڑا کر گرا۔زہر نے اس کے سارے بدن کو سن کر دیا تھا۔دوسرا پہرے دار وہاں پہنچا تو پہلے پہرے دار پر جھک گیا۔وہ جھکا ہی تھا کہ سانپ نے اس کی گردن پر بھی ڈس لیا۔گردن پر ڈستے

ہی پہرے دار نے ہاتھ گردن پر مارا۔ پھر اس کا سارا بدن کانپ کر اکڑنے لگا اور گلا بند ہو گیا۔ وہ بھی ایک ہی پل میں گرا اور ٹھنڈا ہو گیا۔

ناگ کے اندر اب اتنا زہر باقی نہیں تھا کہ وہ کسی کو ڈس سکتا۔ اس کے لیے اسے کم از کم آدھ گھنٹے کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ناگ چپکے سے نکل کر ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ اب ماریا کی باری تھی۔ باقی دو پہرہ داروں نے اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو دیکھا تو وہ بھاگ کر ان کی طرف آئے۔ ان کے آتے ہی ماریا نے کمان میں تیر جوڑا اور اسے چلا دیا۔ سن کی آواز کے ساتھ ہی تیر کمان سے نکل کے تیسرے پہرے دار کی چھاتی میں دل کے آر پار ہو گیا۔ دل کا زخم مہلک ثابت ہوا اور تیسرا پہرے دار بھی گر کر مر گیا۔ چوتھے پہرے دار نے شور مچا دیا۔ اس کے شور مچاتے ہی منگول بھاگ کر ادھر ادھر سے جمع ہو گئے۔ اس دوران میں ماریا نے خیمے میں داخل ہونے کی بہت کوشش کی مگر

وہ کامیاب نہ ہو سکی اور منگول قزاقوں نے خیمے میں سے تھانگ کو نکال کر قابو میں کر لیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی موت کی ذمے داری چینی لڑکی پر ڈالتے ہوئے اسے مار پیٹ رہے تھے۔

ماریا کا کچھ بس نہ چلتا تھا۔ وہ اتنے سارے ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ پھر بھی اس نے کمان میں تیر جوڑ کر چلانے شروع کر دیے۔ منگول ایک ایک کر کے گرنے لگے۔ وہ چونکہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی تھی اس لیے بہت قریب سے سامنے کھڑے ہو کر دل سے نشانے لگا رہی تھی۔ اس کا ہر تیر دل کے ٹھیک نشانے پر بیٹھتا تھا۔ اور منگول قزاق ایک بار تڑپ کر ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ دس بارہ ڈاکو دیکھتے دیکھتے ماریا کے تیروں کا نشانہ بن گئے۔ باقی منگول بڑے پریشان ہوئے کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ ادھر کیلاش نے جب خیمے کے باہر پہرہ داروں کو غائب پایا تو وہ بھاگ کر جیل کے قریب والی جھاڑیوں

میں آ گیا۔ وہاں پہلے ہی سے موجود عنبر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف جھاڑیوں میں کھینچ کر چھپا لیا۔

اب ماریا اکیلی منگولوں کا مقابلہ کر رہی تھی۔ اس عرصے میں ناگ بھی پھر سے تازہ دم ہو گیا تھا۔ وہ رینگ رینگ کر، چھپ چھپ کر اس جگہ آیا جہاں ایک منگول نے چینی لڑکی تھا نگ کو اپنے مضبوط بازوؤں میں قابو کر رکھا تھا۔ سانپ نے بڑے آرام سے پیچھے سے آ کر اسے ڈس دیا۔ منگول دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ تھا نگ پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اسے گرتا دیکھ کر دوسرا منگول آگے بڑھا اور اس نے چینی لڑکی کو قابو کر لیا۔ وہ یہ سمجھا کہ منگول کو کوئی تیر لگا ہے۔ دوسرے ڈاکو نے رسی نکال کر چینی لڑکی کو جکڑ کر ایک درخت سے باندھ دیا اور خود باقی ڈاکوؤں کے ساتھ تلوار نکال کر ہوا میں چلانے لگا۔

کسی منگول ڈاکو کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ تیر کدھر سے آ رہے ہیں؟ ماریا تاک کر نشانے باندھ رہی تھی۔ اس کا کوئی تیر بھی خطا نہیں جا رہا تھا۔ کیونکہ وہ بہت قریب آ کر نشانہ لگاتی تھی۔ وہاں تمام خیموں میں بھگدڑ سی مچ گئی تھی۔ ناگ نے دوسرے منگول کو بھی ہلاک کر دیا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ منگول قزاقوں کو بڑی خاموشی کے ساتھ کون قتل پر قتل کر رہا ہے؟ ماریا کی اب یہ کوشش تھی کہ کسی طرح سے وہ تھا نگ کو اٹھا کر اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کروالے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تھا نگ اس کے ساتھ ہی غائب ہو کر دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا۔ مگر وہاں قریب کوئی گھوڑا نہ تھا۔ ماریا وہاں سے نکل کر ایک طرف جانے لگی تو اس نے ناگ کو دیکھا۔ ایک ڈاکو تلوار لیے اس کے پیچھے اسے ہلاک کرنے کے لیے بھاگ رہا تھا۔ ناگ کی جان خطرے میں تھی۔ ماریا بھاگ کر اس طرف گئی۔ اس نے زمین پر

گرا ہوا ایک نیزہ اٹھایا اور پیچھے سے ڈاکو کی کمر میں گھونپ دیا۔ ڈاکو منہ کے بل آگے کو گر پڑا۔ ماریا نے ناگ کو اٹھا کر اپنی گردن کے گرد لپیٹ لیا اور بولی:

''میں گھوڑے کی تلاش میں ہوں تا کہ تھانگ کو اس پر اپنے ساتھ سوار کر کے یہاں سے نکل جاؤں۔''

ذرا فاصلے پر ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ ماریا لپک کر اس گھوڑے کے پاس آئی اور اس پر سوار ہو گئی۔ گھوڑا دوڑاتی وہ اس درخت کے پاس آئی جہاں اس نے اپنا گھوڑا باندھا تھا۔ اپنا گھوڑا بدل کر وہ چینی لڑکی کی طرف گئی۔ چینی لڑکی کو دو منگول گھسیٹتے ہوئے ایک خیمے کی طرف لیے جا رہے تھے۔ ماریا نے آگے بڑھ کر ایک منگول ڈاکو کے سر پر تلوار کا دستہ مارا۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ دوسرے نے پلٹ کر دیکھا تو ماریا نے اس کے کندھے پر تلوار کا وار کیا۔ ڈاکو کا کندھا لٹک

گیا اور اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ ماریا نے تھانگ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا:

''تھانگ! میرے گھوڑے پر آ جاؤ۔''

تھانگ لپک کر ماریا کے گھوڑے پر سوار ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ غائب ہو گئی۔ ڈاکو حیران کھڑے ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے کہ ابھی چینی لڑکی وہاں کھڑی تھی۔ ابھی وہ کہاں گم ہو گئی؟

سانپ کا حملہ

ماریا ناگ اور چینی لڑکی تھانگ کو لے کر جھیل کی طرف آگئی۔
عنبر اسی جھیل کنارے ایک جگہ جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ کیلاش بھی اس کے ساتھ آکر شامل ہو گیا تھا۔ منگول ڈاکوؤں میں ایک افراتفری اور بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔ دیکھتے دیکھتے ان کے کتنے ہی آدمی ہلاک ہو گئے تھے اور قیدی بھی جانے کہاں غائب ہو گئے تھے، وہ خونخوار بن کر چکر لگا رہے تھے اور ایک دوسرے پر چیخ رہے تھے۔
ماریا نے ایک جگہ جھاڑیوں میں عنبر اور کیلاش کو دیکھ لیا۔ وہ ان کے پاس آکر بولی:

''عنبر بھائی! میں ناگ اور تھانگ کو لے کر آ گئی ہوں۔''

ماریا نے ناگ کو گلے سے اتار کر زمین پر رکھ دیا۔ زمین پر آتے ہی ناگ ظاہر ہو گیا۔ عنبر نے پیار سے اسے اٹھا کر گلے سے لگالیا اور اس سے باتیں کرنے لگا، مگر وہ اسے کوئی جواب نہیں دے سکتا تھا۔ ناگ نے انسان کی شکل اختیار کرنی چاہی۔ لیکن ماریا نے اسے منع کر دیا:

''ناگ بھائی! ابھی سانپ ہی بنے رہو۔ ابھی تمہاری ضرورت ہے اور اور پھر انسان کی شکل میں تمہیں چھپا نہ سکوں گی۔''

ناگ سانپ ہی دنا رہا۔ عنبر نے اسے اپنی گردن کے گرد لپیٹ لیا اور ماریا سے کہا:

''ماریا بہن! میرا خیال ہے کہ ہمیں اب یہاں سے بھاگ نکلنا چاہیے۔''

ماریا بولی:

''لیکن ہمارے پاس صرف ایک ہی گھوڑا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم لوگ اس کشتی میں سوار ہو کر جھیل کے پار پہنچو۔ میں تھانگ کو لے کر تمہارے پاس جھیل کے اس پار آ جاؤں گی۔''

عنبر نے کہا:

''تم تھانگ کو بھی ہمارے ساتھ ہی کر دو۔''

''نہیں عنبر بھائی! ہو سکتا ہے تمہاری کشتی کسی مصیبت میں پھنس جائے اس لیے تھانگ کو میں اپنے ساتھ گھوڑے پر ہی بٹھائے رکھوں گی۔''

''اچھا خدا حافظ! جھیل کے پار ملیں گے۔''

''میں جھیل پار والے جنگل میں تمہارا انتظار کروں گی۔''

ماریا گھوڑے پر تھانگ کو بٹھائے وہاں سے نکل گئی۔

عنبر اور کیلاش چھپتے چھپاتے ایک کشتی تک پہنچ کر اس میں سوار ہوئے۔ انہوں نے چاروں طرف دیکھ کر اس بات کا اطمینان کر لیا تھا کہ کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا۔ مگر یہ ان کی بھول تھی۔ جس قبیلے کے دو ڈیڑھ سو آدمیوں کو قتل کر کے وہ جا رہے تھے وہ قبیلے والے اتنی آسانی سے انہیں چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے اپنے خاص جاسوس ہر اس مقام پر پہرے پر بٹھا دیے تھے جہاں سے انہیں امید تھی کہ قیدی بھاگ سکتے ہیں۔ جھیل کے بارے میں انہیں بہت زیادہ شک تھا کہ قیدی ضرور ادھر ہی کا رخ کریں گے۔

جاسوس نے اسی وقت تیر چلا کر دوسرے منگولوں کو خبردار کر دیا۔ عنبر کی کشتی جھیل میں سے گزر رہی تھی۔ سانپ اس کے گلے میں لپٹا ہوا تھا اور کیلاش پاس ہی کشتی میں بیٹھا تھا۔ جاسوس نے جا کر منگول سردار کو اطلاع کر دی تھی کہ دو قیدی کشتی کے ذریعے جھیل پار کر کے

بھاگ رہے ہیں۔ دس منگول ڈاکوؤں کی ایک ٹولی تیر کمان اور تلواریں لے کر جھیل کے دوسرے کنارے پہنچ گئی اور مفرور دشمنوں کا انتظار کرنے لگی۔ منگول ڈاکوؤں کو اب یقین ہو گیا تھا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کے آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ وہ انتقام کی آگ میں بھڑک رہے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ کشتی کنارے پر لگے اور وہ ان پر ٹوٹ پڑیں۔

عنبر اور کیلاش کو کوئی خبر نہیں تھی کنارے پر ان کی موت ان کی راہ دیکھ رہی ہے۔ ماریا ابھی تک گھوڑے پر سوار اوپر پہاڑی پر سے ہو کر چلی آ رہی ہے۔ گھوڑے کے ذریعے راستہ لمبا تھا۔ اسے ایک لمبا چوڑا چکر کاٹ کر آنا پڑا تھا۔ وہ ابھی راستے میں ہی تھی کہ منگول قزاقوں کا دستہ ان سے پہلے جھیل کنارے پہنچ کر جھاڑیوں میں چھپ گیا۔ اچ چکمے کی خبر نہ عنبر کو تھی اور نہ کیلاش اور نہ ناگ کو تھی۔

منگول دیکھ رہے تھے کہ عنبر اور کیلاش کشتی کھیتے ہوئے کنارے کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ ان کا اپنے ساتھیوں کے قاتلوں کو دیکھ کر خون کھول رہا تھا۔ جونہی عنبر نے کشتی کنارے کے ساتھ لگا کر قدم کشتی سے باہر رکھا ایک خونی تیر سن کر کے آیا اور کیلاش کے سینے میں دل کے پار ہو گیا۔ کیلاش کے منہ سے صرف ایک ہلکی سی آہ ہی نکل سکی اور زمین پر گرتے ہی مر گیا۔ عنبر اس پر جھکا ہی تھا کہ دوسرا تیر اس کی اپنی گردن میں آ کر کھب گیا۔ خوش قسمتی یہ ہوئی کہ ناگ بچ گیا۔ ناگ تیزی سے گردن سے اتر کر عنبر کے قدموں میں آ گیا۔ عنبر نے دوبارہ کشتی میں چھلانگ لگا دی اور زور زور سے چپو چلانے شروع کر دیے۔ اس وقت چار پانچ منگول کشتی میں چھلانگ لگا کر عنبر کو قابو کر چکے تھے۔ عنبر نے اپنی گردن میں سے کھینچ کر تیر باہر نکال کر پھینک دیا۔ ناگ کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ وہ جھیل کنارے جھاڑیوں

میں ہی چھپا ہوا تھا۔ منگولوں نے عنبر کو قابو کر کے لوہے کی زنجیروں میں جکڑا اور کشتی کو چلاتے ہوئے جھیل کے خیموں والے کنارے پر واپس آئے۔

ناگ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔

اُسے معلوم تھا کہ ماریا کو اس جگہ پہنچنا ہے۔ وہ اسی جگہ چھپ کر بیٹھ گیا اور ماریا کی راہ دیکھنے لگا۔ دن کا اجالا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اگر وہ سانپ کی شکل میں رہا تو ماریا اسے نہ دیکھ سکے گی۔ وہ سانس کو اندر کھینچ کر پھنکارا اور انسان کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ ایسی صورت میں ماریا اسے دور سے ہی دیکھ کر پہچان سکتی تھی۔ تھوڑی دیر میں اس نے گھوڑے کے قدموں کی آواز سنی۔ ناگ جھاڑیوں میں سے نکل کر باہر سامنے آ گیا۔ وہ تو ماریا کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لیکن ماریا نے اسے دور سے ہی دیکھ لیا تھا۔ وہ بہت پریشان

ہوئی کہ ناگ وہاں سامنے کھل کر کیوں کھڑا ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ اگر منگولوں نے اسے دیکھ لیا تو ان سبھوں پر پھر سے کوئی نئی مصیبت ٹوٹ سکتی ہے؟

قریب آ کر اس نے ناگ سے کہا:

''چھپ جاؤ ناگ! منگول تمہیں دیکھ لیں گے۔''

ناگ آواز کا اندازہ لگا کر ماریا کے قریب آ گیا۔ ماریا نے کہا:

''عنبر اور کیلاش کہاں ہیں ان کی کشتی مجھے دکھائی نہیں دیتی۔''

ناگ نے کہا:

''منگول عنبر کو دوبارہ پکڑ کر لے گئے ہیں۔''

اور کیلاش کو بھی؟''

''نہیں ماریا بہن! کیلاش کی لاش قریب ہی گھاس پر پڑی ہے۔''

ماریا اور تھانگ نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے یہ سنا تو ششدر رہ گئیں۔ ماریا تو ایکدم سے گھوڑے پر سے اتر آئی۔ اس کے نیچے اترتے ہی گھوڑا اور اس پر بیٹھی ہوئی چینی لڑکی تھانگ سامنے دکھائی دینے لگی۔ ماریا نے کہا:

''تھانگ گھوڑے کو درخت کی آڑ میں لے آؤ۔''

وہ بھی ناگ کے ساتھ درختوں کی اوٹ میں آ گئی۔ یہاں ناگ نے سارا قصہ سنایا کہ کس طرح وہ بڑے سکون سے جھیل میں چلے آ رہے تھے کہ کنارے پر پہنچ کر منگولوں کے ایک دستے نے ان پر حملہ کر دیا۔ پہلا تیر کیلاش کے دل کے پار ہو گیا اور وہ گرتے ہی مر گیا اور باقی لوگ عنبر کو زنجیروں میں جکڑ کر واپس لے گئے۔ ماریا اور ناگ اس جگہ آ گئے جہاں کیلاش کی لاش پڑی تھی۔ زمین پر خون جم گیا تھا اور کیلاش کی روح کب کی پرواز کر چکی تھی۔ ماریا نے کہا:

''ناگ بھائی! یہ تو بہت بڑا ظلم ہوگیا۔ کیلاش کی موت کا مجھے بے حد صدمہ ہوا ہے۔ بے چارے نے کبھی کسی کو کچھ نہ کہا تھا۔''

''ہاں بہن! بڑا شریف آدمی تھا اور ہنس مکھ بھی۔ مگر موت آنی تھی اور آ گئی۔ اب سوائے صبر کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔''

''میرا خیال ہے ہمیں اس کی لاش کو جھیل میں ڈال دینا چاہیے تا کہ جنگلی درندے اس کی بے حرمتی نہ کر سکیں۔''

ماریا اور ناگ نے مل کر کیلاش کی لاش کے ساتھ ایک بھاری پتھر باندھا اور اسے آہستہ سے اٹھا کر جھیل میں ڈال دیا۔ لاش ایک پل کے اندر اندر جھیل کے گہرے پانی میں غائب ہوگئی۔ اس کام سے فارغ ہو کر ناگ اور ماریا درختوں کے پاس وہاں آ گئے جہاں بے چاری چینی لڑکی تھانگ گھوڑے پر چپ چاپ سہمی بیٹھی تھی۔

''ماریا بہن! ہمیں کیلاش کی موت کا بدلہ لینا ہوگا۔ ورنہ اس کی

روح ہمیشہ بے چین رہے گی۔''

ماریا بولی:

''فکر نہ کرو ناگ ہم بدلہ ضرور لیں گے اور عنبر کو بھی ظالم منگولوں کے پنجے سے رہا کروائیں گے۔ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ تم تھانگ کے پاس اس جگہ چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ میں جھیل پار جا کر عنبر کو بچا کر لاتی ہوں۔''

''کیا تم اکیلی یہ کام کر سکو گی؟''

''ہاں! میرا خیال ہے کہ میں اکیلی ہی یہ مہم سر کر لوں گی۔ تم ویسے بھی میرے ساتھ نہیں جا سکتے کیونکہ میں چینی لڑکی کو اکیلی چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی۔ وہ ڈرپوک ہے۔ ہو سکتا ہے گھبرا کر چلانا شروع کر دے یا کوئی ڈاکو ادھر پھرتا پھراتا نکل آئے اور اسے اٹھا کر لے جائے۔''

''جیسے تمہاری مرضی ماریا بہن! میں تھانگ کی حفاظت کروں گا۔''

''لیکن ایک بات کا خاص خیال رکھنا ہو گا اور وہ یہ کہ اس مقام سے ہٹ کر کہیں نہیں جانا۔ ان درختوں کی آڑ میں ہی چھپے رہنا ہے۔ میں اسی جگہ عنبر کو لے کر آؤں گی۔ تم دونوں کو اسی جگہ رہنا ہے۔''

میں اسی جگہ تمہارا انتظار کروں گا ماریا! تم جاؤ اور عنبر کو بچا کر اپنے ساتھ لاؤ۔''

ماریا گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑا دوڑاتی چلی گئی۔

ناگ نے چینی لڑکی تھانگ کو ساتھ لیا اور درختوں کے جھنڈ میں ایک جگہ گھنی جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جھاڑیوں کے درمیان شاخیں کاٹ کر اس نے اتنی جگہ بنالی کہ وہ دونوں لوگوں کی نظروں سے چھپ کر بیٹھ رہیں اور انہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔ وہ چکر کاٹ کر جھاڑیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ ناگ نے پتوں پر کسی کے چلنے کی آواز سنی تو چوکنا ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک منگول ہاتھ میں تلوار لیے

جھاڑیوں کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ ناگ نہتا تھا وہ اکیلا منگول ڈاکو کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے چینی لڑکی سے کہا:

''تھا نگ! تم اسی جگہ چپ چاپ بیٹھی رہو اور خبردار گھبرانا ہرگز نہیں۔ میں سانپ بن کر اس ڈاکو کی خبر لیتا ہوں۔''

''لیکن میں.......... مجھے ڈر لگتا ہے۔''

''اگر تم ڈرتی رہی تو یہ ڈاکو مجھے ہلاک کر کے تمہیں گرفتار کر کے لے جائے گا اور پھر ساری زندگی تمہیں اس کے پنجے سے کوئی رہا نہ کرا سکے گا۔''

چینی لڑکی نے ڈر کر کہا:

''اچھا۔ میں یہاں بیٹھی رہتی ہوں ناگ بھائی! تم جاؤ۔''

ناگ چپکے سے جھاڑیوں سے باہر نکل گیا۔ باہر نکلتے ہی اس نے

سانس اندر کی طرف کھینچ کر زور سے سانس لیا اور ایکدم انسان سے
سانپ بن گیا۔ سانپ بنتے ہی وہ گھاس پر رینگتے ہوئے دوسری
طرف سے منگول پر حملہ کرنے کے لیے نکل گیا۔ اس دوران میں
منگول ڈاکو جھاڑیوں میں چھلانگ کر چینی لڑکی کے سر پر پہنچ گیا تھا۔
تھانگ نے ڈاکو کو اپنے سامنے پا کر زور سے چیخ ماری۔

ناگ کو اب محسوس ہوا کہ ڈاکو تو پہل کر چکا ہے اور تھانگ کے
پاس پہنچ گیا ہے۔ اب سب سے زیادہ اسے یہ خطرہ تھا کہ کہیں ڈاکو
چینی لڑکی پر تلوار سے حملہ نہ کر دے۔ کیونکہ منگول اپنے ساتھیوں کے
قتل عام سے سخت آگ بگولا ہو رہے تھے اور وہ ہر سامنے آ جانے والی
شے کو دو ٹکڑے کر دیتے تھے۔ ناگ تیزی سے رینگتا ہوا جھاڑیوں کی
طرف آ گیا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ منگول ڈاکو تھانگ کو کاندھے پر
ڈال کر جھاڑیوں میں سے باہر نکل رہا تھا۔

چینی لڑکی چیخ چیخ کر پاؤں مار رہی تھی۔منگول نے اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔تھا نگ کا منہ بند ہو گیا مگر وہ بدستور ٹانگیں چلاتی رہی۔ناگ اندازہ کر کے سامنے کی طرف آ گیا۔ادھر سے منگول ڈاکو کو گزرنا تھا۔سانپ نے اپنی گردن اٹھا کر پھن پھیلا لیا اور پگ ڈنڈی کے پہلو میں چھپ کر بیٹھ گیا۔جونہی منگول تھا نگ کو اٹھائے نمودار ہوا ناگ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

جذبات میں ناگ سے یہ غلطی ہو گئی کہ وہ منگول کے سامنے آ گیا تھا۔حالانکہ اسے معلوم تھا کہ منگول کے پاس تلوار اور تیر کمان بھی ہے۔ناگ کو یہ چاہیے تھا کہ وہ چھپ کر پیچھے سے حملہ کرتا۔چنانچہ وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔منگول نے اپنے سامنے سیاہ کالے ناگ کو پھن پھیلائے دیکھا تو اس نے چینی لڑکی کو زمین پر اتار دیا اور خود کمان میں تیر جوڑ کر چلا دیا۔سن سے تیر سانپ کی گردن کے قریب سے گزر گیا۔

اب ناگ کو اپنی شدید غلطی کا احساس ہوا۔

منگول لوگ سانپ سے نہیں ڈرتے تھے۔ ان کی ساری زندگی جنگلوں اور صحراؤں میں گزرتی تھی اور اکثر وہ سانپوں کو مارتے تھے۔ منگول آگے بڑھ بڑھ کر سانپ پر تلوار سے حملے کر رہا تھا۔ ناگ کو اپنی فکر پڑ گئی کہ اگر ایک بھی تلوار کا وار اسے لگ گیا تو وہ دو ٹکڑے ہو جائے گا اور منگول اسے بعد میں اپنے پاؤں تلے کچل دے گا۔ ایسی صورت میں ناگ صحیح معنوں میں سچ مچ ہمیشہ کے لیے مر جائے گا۔

ناگ نے اپنا بچاؤ شروع کر دیا۔ منگول ایسا ماہر تلوار باز تھا کہ وہ ناگ کو ڈسنے کا چھوٹا سا موقع بھی نہیں دے رہا تھا۔ ناگ نے ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ منگول اس پر تیر چلانے لگا۔ ناگ نے ایک درخت کو دیکھا۔ اس کی طرف لپکا اور اس پر چڑھ گیا۔ منگول نے سانپ پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ جب اس نے دیکھا کہ

سانپ اس کی پہنچ سے باہر نکل گیا ہے تو وہ چینی لڑکی کی طرف پلٹا جو ایک طرف سہمی بیٹھی تھی۔

منگول نے اسے دوبارہ اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور چل پڑا۔

اب ناگ نے بڑی عقل مندی اور ہوشیاری سے منگول پر حملہ کرنے کی ترکیب بنائی۔ وہ درخت پر سے اتر کر بڑی مکاری کے ساتھ منگول کا پیچھا کرنے لگا۔ منگول کے وہم میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ سانپ اس کا پیچھا کر رہا ہوگا۔ اس لیے کہ ایک عام سانپ کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ کسی انسان کو تعاقب کرے۔ زیادہ سے زیادہ ایک انسان کو ڈس کر ہلاک کر سکتا ہے۔ مگر اس کا تعاقب کرنے کی اسے کیا ضرورت ہے؟ مگر منگول بے چارے کو یہ خبر نہیں تھی کہ اس کا معاملہ ایک ایسے سانپ سے ہے جو ایک انسان بھی ہے اور جو اس کا دشمن ہے اور جس کی بہن کو وہ کندھے پر اٹھا کر اغوا کر کے لیے جا رہا

ہے۔

منگول ایک پگ ڈنڈی پر موڑ گھومنے ہی لگا تھا کہ ایک پھنکار کی آواز سنائی دی اور سانپ نے اچھل کر منگول کی پنڈلی پر ڈس دیا۔

منگول نے اپنے پیچھے سانپ کو دیکھا تو اس کا خون کھول اٹھا کہ کم بخت ابھی تک اس کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ اُسے خبر ہی نہ ہوئی تھی کہ ناگ نے اپنے پھن سے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا ہے۔ منگول نے چینی لڑکی کو زمین پر پھینکا اور تلوار نکال کر ناگ کی طرف بڑھا۔ ناگ پرے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس لیے کہ اسے معلوم تھا کہ اس سے ایک قدم آگے منگول نہ بڑھ سکے گا۔

اور وہی ہوا جونہی منگول نے دوسرا قدم اٹھایا اس کے پیر ڈگمگانے لگے۔ ناگ نے پھنکار ماری اور پلک جھپکتے ہی انسان کی جون میں آ گیا۔ منگول نے یہ شعبدہ بازی دیکھی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی

رہ گئیں۔ مگر اب زہر اپنا اثر کر چکا تھا۔ ڈاکو کے ہاتھ سے تلوار اپنے آپ چھوٹ کر زمین پر گر پڑی تھی۔ اس کا سارا بدن لرزنے لگا۔ اس کی کھال جگہ جگہ سے پھٹ گئی۔ اس میں سے خون رسنے لگا۔ پھر وہ دھڑام سے زمین پر گرا اور گرتے ہی اس نے دم توڑ دیا۔

دشمن کچلا گیا

منگول کے گرتے ہی تھانگ زمین پر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ناگ اور تھانگ نے مل کر منگول ڈاکو کی لاش کو گھسیٹا۔ اسے جھیل کے پاس لے آئے اور پھر اسے جھیل میں پھینک دیا۔ ناگ نے کیلاش کے خون کا بدلہ لے لیا تھا اور منگول کو بھی مار کر جھیل میں ڈال دیا تھا۔

تھانگ نے کہا:

''کیا ہمیں اسی جگہ چھپ کر ماریا کی راہ دیکھنی چاہیے؟''

ناگ بولا:

''ضروری یہی ہے کہ ہم اسی جگہ چھپ کر ماریا بہن کا انتظار کریں۔ کیونکہ وہ ہمیں اسی جگہ بیٹھے رہنے کی تاکید کر گئی ہے۔''

''میرا خیال ہے کہ خطرہ ٹل گیا ہے۔ ہمیں اسی جگہ کسی مقام پر چھپ جانا چاہیے۔''

چنانچہ وہ جھیل کنارے پتھروں کے درمیان ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔

ادھر ماریا گھوڑے سر سوار منگولوں کے خیموں کے پاس پہنچ گئی تھی۔ ابھی وہ کچھ فاصلے پر ہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ منگولوں نے عنبر کو ایک درخت کے ساتھ الٹا لٹکا رکھا ہے اور نیچے آگ جلانے کے لیے لکڑیاں اکٹھی کر رہے ہیں۔ اردگرد سارے قبیلے کے ڈاکو جمع ہیں۔ گویا عنبر کو آگ میں زندہ جلانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ پہلے تو ماریا نے سوچا کہ وہ اسی جگہ ٹھہر کر انتظار کرے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ

آگ عنبر کو جلا نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ عنبر کی قسمت میں موت نہیں تھی۔ جن منگول دیکھیں گے کہ عنبر پر آگ کا اثر نہیں ہو رہا تو وہ ضرور اس سے متاثر ہو کر نہ صرف یہ کہ عنبر کو رہا کر دیں گے بلکہ الٹا اس کی پوجا شروع کر دیں گے۔ لیکن یہ کام بڑا لمبا تھا۔ کہاں آگ جلے۔ کہاں آگ کے شعلے بلند ہوں اور پھر کہیں آگ کے اثر نہ کرنے کا انتظار کیا جائے!

ماریا نے پہلے ہی حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایک درخت کی آڑ میں آ کر کھڑی ہو گئی۔ یہاں سے وہ درخت بالکل سامنے تھا جس کی شاخ پر منگولوں نے عنبر کو باندھ رکھا تھا۔ منگول آگ جلانے کے لیے پتھروں کو رگڑنے لگے۔ ایک چنگاری پیدا ہوئی اور لکڑیوں میں آگ لگ گئی۔ لکڑیاں گیلی تھیں۔ آگ آہستہ آہستہ سلگ رہی تھی۔ اب ماریا نے حملہ کرنے

کے لیے نیام میں سے تلوار باہر نکال لی۔ وہ آگے بڑھی اور اس نے دور سے نشانہ باندھ کر اس طرح تلوار پھینکی کہ وہ سیدھی رسی کو کاٹتی ہوئی ایک منگول کے سر پر جا لگی۔

رسی کے ٹوٹتے ہی عنبر دھڑام سے سلگتی ہوئی لکڑیوں پر گر پڑا۔ سارے منگول ایک شور کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے تلواریں نکال لیں۔ اب عنبر نے بھی ایک منگول پر حملہ کر دیا۔ وہ اس کی تلوار کھینچ کر کچھ تلوار بازی کے جوہر دکھانا چاہتا تھا۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ ماریا اس کی مدد کے لیے وہاں پہنچ چکی ہے۔ دوسرے منگول اس پر ٹوٹ پڑے۔ وہ اس پر تلواریں اور تیر چلانے لگے۔ لیکن ان کی حیرانی دم بدم بڑھتی جا رہی تھی کہ عنبر پر نہ تو تلوار کا اثر ہوتا تھا اور نہ نیزے سے کوئی زخم لگتا تھا اور نہ خون بہتا تھا۔ عنبر نے ایک ڈاکو کی تلوار چھین لی اور میدان میں آ گیا۔

وہ ایک بہادر نو جوان سپاہی کی طرح بڑی مہارت کے ساتھ تلوار چلا رہا تھا۔ اس نے تلوار چلانے کا فن مصر کے قدیم فرعونوں کے سپہ سالاروں سے سیکھا تھا۔ وہ بجلی ایسی تیزی کے ساتھ دشمنوں کی صفوں میں گھس کر ان کا صفایا کر رہا تھا۔ دوسرے اسے یہ بھی برتری حاصل تھی کہ اس کو زخم نہ لگتا تھا۔ اس پر کسی کی تلوار اثر نہیں کر رہی تھی جبکہ اس کی تلوار دوسروں کو قتل پر قتل کیے جا رہی تھی۔ دوسری جانب سے ماریا بھی دور کھڑی اپنا کام کر رہی تھی۔

ماریا دھڑا دھڑ ایک کے بعد دوسرا تیر چلا رہی تھی۔ منگول ڈاکوؤں کا ایک بار پھر قتل عام شروع ہو گیا۔ وہ لوگ گھبرا گئے۔ کیونکہ یکے بعد دیگرے ان کے آدمی قتل ہو کر زمین پر گر رہے تھے جبکہ ان کے دشمن عنبر پر کسی تیر تلوار کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ پھر ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ عنبر تو چلا رہا ہے۔ پھر یہ تیر اڑ کر کہاں سے آ رہے

ہیں؟ ان باتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ منگول ڈاکوؤں کے قدم اکھڑ گئے۔
انہوں نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ آخر وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس شکست سے نہ ماریا کو امید تھی اور نہ عنبر کو امید تھی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ ڈاکو بھاگیں گے نہیں۔ وہیں جم کر مقابلہ کریں گے اور بھاگنا انہیں پڑے گا۔ لیکن یہ بات ان کے خیال کے الٹ ہوئی تھی۔ منگول وہاں سے جھیل کی طرف اور پہاڑیوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔

ماریا نے عنبر کو آواز دی:

''عنبر! رک جاؤ۔ انہیں بھاگنے دو۔''

عنبر تلوار ہاتھ میں لیے رک گیا۔ منگول وہاں سے فرار ہو چکے تھے۔ ماریا عنبر کے قریب آ کر گھوڑے پر سے اتر گئی۔ وہاں بے شمار ڈاکوؤں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ عنبر نے کہا:

''کیا تمہیں کیلاش کے بارے میں پتہ چل گیا ہے؟''

ماریانے کہا:

''ہاں۔کیلاش کی موت کا مجھے بے حد صدمہ ہوا ہے۔ مجھے ناگ نے بتایا اور پھر ہم نے کیلاش کی لاش کو جھیل میں ڈال دیا۔لیکن ہم نے کیلاش کی موت کا بدلہ لے لیا ہے۔''

عنبر نے پوچھا:

''ناگ اور تھانگ کس جگہ پر ہیں؟''

ماریا بولی:

''وہ جھیل کے دوسرے کنارے پر ہیں۔ مجھے ان کی فکر ہے کیونکہ کچھ منگول شکست کھا کر جھیل کی طرف بھاگے ہیں اور کشتی میں جھیل پار کر رہے ہیں۔''

''تو پھر جلدی چلو۔ہمیں ناگ کے پاس پہنچنا چاہیے۔''

''آؤ میرے ساتھ۔''

''یہاں بہت سے گھوڑے بندھے ہیں۔میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے تھانگ اور ناگ کے لیے بھی گھوڑے لے چلنے چاہییں۔''

''بڑا اچھا خیال ہے۔گھوڑے حاصل کرنے کا اس سے اچھا موقع شاید کبھی نہ ملے گا۔''

انہوں نے وہاں سے تین گھوڑے لیے۔ایک گھوڑے پر عنبر سوار ہو گیا اور دو گھوڑوں کو ویسے ساتھ لے کر وہ جھیل کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔یہاں جب انہوں نے اس جگہ ناگ اور تھانگ کو نہ دیکھا جہاں ماریا انہیں چھوڑ گئی تھی،تو وہ کچھ پریشان ہو گئے۔

''وہ یہاں سے کدھر چلے گئے؟میں تو انہیں اسی جگہ چھوڑ کر گئی تھی۔''

تلاش کرتے کرتے جب وہ جھیل کے کنارے پتھروں کے درمیان پہنچے تو انہوں نے منگولوں کو دیکھا جو کشتی میں سے نکل کر

بھاگے جارہے تھے۔ ماریا اور عنبر وہیں رک گئے۔

''کہیں انہوں نے ناگ کو تو نہیں دیکھ لیا؟''

''یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ناگ اپنا بچاؤ کر سکتا ہے۔ البتہ مجھے چینی لڑکی کی فکر ہو سکتی ہے۔''

اتنی دیر میں منگول بڑی تیزی سے کنارے کے جنگل میں غائب ہو گئے۔ ماریا اور عنبر آگے بڑھ کر تھانگ اور ناگ کو تلاش کرنے لگے۔ آخر ایک جگہ انہوں نے دیکھا کہ دونوں سامنے کے درختوں سے نکل کر چلے آرہے تھے۔ عنبر نے آگے بڑھ کر ناگ کو گلے سے لگا لیا۔ انسان کی جون میں آنے کے بعد ناگ سے عنبر کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ وہ اب جھیل کنارے بیٹھ گئے۔ ناگ دیر تک عنبر سے باتیں کرتا رہا۔ ماریا اور تھانگ نے اس دوران میں جھیل میں جی بھر کر نہایا۔ عنبر نے اپنے خون آلود کپڑے دھو کر سکھائے۔ وہ بھی نہا دھو کر صاف ستھرا ہو

گیا۔ پھر انہوں نے جھولے میں سے جوار کی روٹی نکال کر پانی کے ساتھ کھائی۔ کچھ دیر آرام کیا۔ عنبر نے کہا۔

''اب ہم پر ایک بھاری ذمے داری آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمیں تھانگ کو شنگھائی میں اس کے ماں باپ کے گھر تک پہنچانا ہے۔ ویسے بھی میں ملک چین کے سفر کے لیے نکلا تھا۔ لیکن اب سیر کے ساتھ ہی ساتھ ایک کام بھی کرنا ہوگا۔''

ماریا نے کہا:

''ہم تھانگ کو اس کے ماں باپ کے پاس ضرور پہنچائیں گے۔ یہ ہمارا فرض بھی ہے۔''

ناگ بولا:

''کیلاش نے کہا تھا کہ یہاں سے ملک چین کی سرحد چار دنوں اور چار راتوں کے بعد شروع ہوتی ہے۔ اس حساب سے اگر ہم آج

کا دن بھی سفر میں شامل کر لیں تو ہم تین روز کے بعد چین کی سرحد میں ہوں گے۔''

''ہاں.......تھانگ! کیا تمہیں چین کے راستوں کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟''

تھانگ کہنے لگی:

''میں شنگھائی پہنچ کر اپنے ماں باپ کے گھر جا سکتی ہوں۔اس کے علاوہ مجھے کسی راستے کا علم نہیں ہے۔''

اور بات بھی سچ تھی۔تھانگ کو منگولوں نے اغوا کر کے بے ہوش کر دیا تھا۔راستے میں اگر کسی جگہ اسے ہوش بھی آیا تھا تو وہ راستوں کو ذہن میں نہ رکھ سکی تھی۔ایک تو اس کی عمر کم تھی' دوسرے اسے بے ہوشی کے عالم میں سفر کرنا پڑا تھا۔

ماریا نے کہا؛

''کوئی بات نہیں۔ ہم اندازے سے سفر شروع کریں گے۔ ستارے ہماری رہنمائی کریں گے اور خدا ہماری مدد کرے گا۔ ہم ایک نہ ایک دن ضرور ملک چین پہنچ جائیں گے۔''

عنبر نے کہا:

''کیلاش نے کہا تھا کہ اس وقت فومانچو نام کا ایک خونخوار بادشاہ ملک چین پر حکمرانی کرر ہا ہے۔ وہ ایک جابر اور سخت دل بادشاہ ہے۔ کیوں تھانگ! تمہیں کچھ بادشاہ کے ظلم کے بارے میں علم ہے؟''

تھانگ نے کچھ سوچ کر کہا:

''لوگ بادشاہ سے بہت ڈرتے ہیں۔ میرا باپ سوداگر ہے۔ وہ ہر سال بادشاہ کے کوتوال کو بہت سا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کوتوال کے نوکر جس گھر میں چاہیں گھس جاتے ہیں اور وہاں سے غلہ، کپڑا اور جو چاہے سمیٹ کر لے جاتے ہیں۔ کسی کو زبان کھولنے

کی جرأت نہیں ہوتی۔ بادشاہ لوگوں کو پکڑ کر اپنے ہاتھ سے قتل کر کے بڑا خوش ہوتا ہے۔''

ماریا، عنبر اور ناگ تعجب سے تھانگ کی باتیں سن رہے تھے۔ انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی ڈاکوؤں کی کمیں گاہ میں داخل ہونے والے ہیں۔

تھانگ نے کہا:

''بادشاہ کی ملکہ بڑی نرم دل ہے۔ مگر ملکہ کی کوئی پیش نہیں جاتی۔ اس کی آواز نہ ہونے کے برابر ہے۔ بادشاہ ملکہ کی بھی پروا نہیں کرتا۔ شاید اس لیے کہ ملکہ کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا جو بادشاہ کے بعد اس کا تخت سنبھال سکے۔ ان دنوں بادشاہ نئی شادی کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔''

''بہت خوب۔'' عنبر بولا۔ ''تھانگ نے تو ہمیں کافی باتیں بتا

دی ہیں.......میرا خیال ہے اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے منگول ڈاکو اپنے کسی ساتھی قبیلے کے ساتھ یہاں نہ پہنچ جائیں۔"

"بڑا مناسب خیال ہے.......آؤ چلیں۔"

عنبر، ناگ اور تھا نگ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ ماریا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے سمیت غائب ہوگئی۔ اور انہوں نے ملک چین کی طرف کا سفر شروع کر دیا۔ جھیل کے علاقے سے نکل کر وہ ایک گھاٹی میں اتر گئے۔ گھوڑوں پر سوار ہونے کی وجہ سے وہ بڑے آرام سے سفر کر رہے تھے گھوڑے پتھریلی اور اونچی نیچی زمین پر سنبھل سنبھل کر چل رہے تھے۔ یہ پہاڑی گھوڑے تھے اور انہیں ایسی پتھریلی زمین پر سفر کرنے کی بڑی مہارت تھی۔

شام تک یہ لوگ چلتے رہے۔ گھاٹیوں سے نکل کر وہ ایک میدانی

علاقے میں آ گئے جہاں دور دور تک گھاس اگا ہوا تھا۔ جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں ۔ بہت دور پہاڑوں کی ایک دیوار سی اٹھتی چلی گئی تھی ۔ تھا نگ نے انہیں بتایا کہ یہ چین کے سرحدی پہاڑ ہیں۔ ان پہاڑوں کے پار ملک چین آباد ہے۔ عنبر، ماریا اور ناگ ان پہاڑیوں کو بڑے شوق سے تکنے لگے۔ ان تینوں کو چین دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ آج وہ اپنے شوق کو پورا کرنے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اب شام کا اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا۔

عنبر نے کہا کہ انہیں رات بسر کرنے کے لیے کسی مناسب جگہ کو چن لینا چاہیے۔ تھا نگ کہنے لگی کہ میرا خیال ہے یہاں کہیں ایک دریا بہہ رہا ہے۔ دریا کے کنارے کچھ گاؤں آباد ہیں۔ اگلے روز ڈاکو ایک گاؤں میں ٹھہرے تھے۔ وہ لوگ اس گاؤں میں رات بسر کرنے کے خیال سے آگے روانہ ہو گئے۔ رات ہونے والی تھی کہ وہ ایک دریا پر

پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا دریا تھا۔ کنارے پر جھاڑیوں کے جھنڈ اگے تھے اور ذرا فاصلے پر ایک جگہ چراغوں کی ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا نے کہا:

''میرا خیال ہے یہ روشنی کسی گاؤں میں ہو رہی ہے۔ آؤں وہاں چلتے ہیں۔''

کانا چور

دریا کا پانی بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا۔

دریا کا پاٹ چوڑا نہیں تھا۔ دوسرا کنارہ بالکل سامنے نظر آ رہا تھا۔ عنبر کا خیال تھا کہ گھوڑوں کو دریا میں ڈال کر دریا پار کر لینا چاہیے۔ ماریا نے کہا کہ ہو سکتا ہے دریا کا تیز بہاؤ گھوڑوں کے پاؤں نکال دے۔ ناگ نے کہا کہ اگر ہم آگے چلیں تو ممکن ہے کہ ہمیں کوئی پل مل جائے۔ وہ آگے چلنے لگے۔ رات گہری ہو رہی تھی۔ اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا مگر انہیں پل کسی جگہ بھی دکھائی نہ دیا۔ آخر انہیں ایک جگہ دریا میں بڑے بڑے پتھر ایک دوسرے کے ساتھ گرے ہوئے ملے۔ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ ان پتھروں پر سے ہی گزر

کر دریا پار کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ تھا کہ کیا گھوڑے ان پتھروں پر
سے ہی گزر کر دریا پار کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ تھا کہ کیا گھوڑے ان
پتھروں پر پاؤں جما کر چل سکیں گے؟ عنبر نے ادھر ادھر کی باتیں
سوچنے کی بجائے خدا کا نام لے کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔

وہ پتھروں پر سے سنبھل سنبھل کر گھوڑا بڑھانے لگا۔ اس کی دیکھا
دیکھی ماریا، تھانگ اور ناگ بھی دریا میں اتر گئے۔ پتھر نوکیلے بھی تھے
اور ڈھلانی بھی۔ پھر بھی گھوڑوں کو ڈاکوؤں نے کچھ ایسی مشق کرا رکھی
تھی کہ وہ اونچے نیچے پتھروں پر یوں چل رہے تھے جیسے کسی قسم کا کوئی
خطرہ ہی نہ ہو۔ وہ بڑی جلدی انہیں دریا کے پار لے گئے۔ چلتے چلتے
وہ اس گاؤں میں پہنچ گئے جہاں کے کچھ مکانوں سے روشنی آ رہی تھی۔
یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ چند ایک کچے کچے مکان تھے۔ کچھ باغ
تھے اور ایک نہر باغ کے بیچ میں سے ہو کر گزر رہی تھی۔ ماریا نے

انہیں نہر کنارے ٹھہرنے کو کہا اور خود یہ معلوم کرنے آگے بڑھی کہ گاؤں میں کون لوگ رہتے ہیں اور کیا کوئی ایسی جگہ بھی ہے کہ جہاں رات بسر کی جاسکے۔

ماریا کو ایک حویلی کے باہر مشعل روشن نظر آئی۔ قریب آ کر اسے معلوم ہوا کہ وہ کوئی سرائے ہے۔ ڈیوڑھی میں سرائے کا موٹا تازہ مالک بیٹھا کڑاہی میں مچھلی بھون رہا تھا۔ ماریا چونکہ نظر نہیں آتی تھی اس لیے خود کو اس سے کوئی بات نہیں کر سکتی تھی، اس لیے وہ واپس آئی اور ان سب کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ گئی۔ عنبر اور ناگ نے تھانگ کو ساتھ لیا اور سرائے کے مالک سے جا کر کہا کہ وہ وہاں ایک رات بسر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ موٹے تازے سرائے کے مالک نے بڑے غور سے ناگ، عنبر اور تھانگ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور پوچھا:

''یہ لڑکی کون ہے؟''

عنبر نے کہا:

''ہم تینوں بہن بھائی ہیں۔ نندن سر والے درگا دیوی کے مندر کی زیارت کو گئے تھے۔ اب واپس اپنے شہر سنگھائی جا رہے ہیں۔''

ماریا پاس ہی گھوڑے پر سوار کھڑی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ درگا دیوی کے نام پر سرائے کا ملک کچھ چونکا تھا۔ سرائے کے مالک نے کہا:

''کیا تم نندن سر سے آ رہے ہو؟ سنا ہے وہاں درگا دیوی کی سونے کی مورتی چوری ہو گئی تھی۔ کیا اس کا چور پکڑا گیا یا نہیں؟''

عنبر نے گول مول سی بات کرتے ہوئے کہا:

''ہم نے بھی سنا تھا۔ پتہ نہیں چور پکڑا گیا یا نہیں۔ ہم تو سارا دن دیوی کی پوجا پاٹ میں لگے رہتے تھے۔ اچھا تو کیا ہمیں کوئی کمرہ مل

جائے گا؟''

سرائے کے مالک نے اپنا بھینسے ایسا سر ہلا کر کہا:

''ہاں ہاں مل جائے گا۔مگر زیادہ آرام دہ نہیں ہوگا۔اوپر کی منزل میں ہے تخت آپ کو نہیں ملیں گے۔زمین پر ہی سونا ہوگا۔''

ناگ بولا:

''کوئی بات نہیں ہم زمین پر ہی سو جائیں گے۔''

اتنے میں ایک آدمی سرائے کے مالک کے پاس آیا اور اس کی طرف جھک کر کوئی بات کر کے اوپر سیڑھیاں چڑھ گیا۔عنبر کو محسوس ہوا کہ اس آدمی کو اس نے پہلے کہیں دیکھا ہے۔پھر فوراً اسے یاد آ گیا کہ یہ تو وہی درگا دیوی کے سونے کے بت کا چور ہے۔جس نے مورتی خود چرائی تھی اور نام عنبر کا لگا کر وہاں سے بھاگ گیا تھا۔اسی شخص نے اپنے دوسرے ساتھی کو قتل کیا تھا اور ایک پجاری کو ہلاک کر دیا تھا۔عنبر

نے ذرا پیچھے ہٹ کر ماریا کے کان میں کہا:

''یہ آدمی جو ابھی اوپر گیا ہے اس کی نگرانی کرنا۔''

عنبر نے محسوس کیا تھا کہ اس چور نے بھی جاتے جاتے عنبر کو بڑے غور سے دیکھا تھا۔ جیسے اس نے بھی عنبر کو پہچان لیا تھا۔ ماریا نے سر ہلایا اور گھوڑا اصطبل میں روک کے باہر چلی گئی۔ گھوڑے کو ایک سب سے الگ جگہ باندھ کر وہ اندر آئی۔ عنبر، ناگ اور تھانگ اوپر جا رہے تھے۔ ماریا ان کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ اوپر والی منزل میں کمرہ تھا جس کے اندر سوائے ایک لکڑی کی تپائی اور زمین پر بکھرے ہوئے دو چار پرانے میلے سے تکیوں اور ایک پھٹے پرانے قالین کے اور کچھ نہ تھا۔ انہوں نے اندر آتے ہی زمین صاف کر کے سونے کے لیے جگہ بنالی۔ تھانگ اور ماریا نے تکیے اور چادریں سلیقے سے لگا دیں۔

عنبر نے کہا:

''میں کچھ کھانے کے لیے لاتا ہوں۔ ماریا تم اس آدمی کا پتہ کرو۔''

عنبر نیچے کھانے پینے کا بندوبست کرنے چلا گیا۔ ماریا چپکے سے بر آمدے کی طرف کھسک گئی۔ اس نے مورتی چور کی شکل اچھی طرح دیکھ لی تھی۔ یہ برآمدہ ایک لکڑی کی گیلری سی تھی جس کے ساتھ ساتھ دو کمرے بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرے میں اندھیرا تھا۔ دوسرے کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا کھڑکی کے ساتھ لگ گئی۔ اس نے کھڑکی کے پٹ کو اندر دھکیلنے کی کوشش کی۔ پٹ اندر سے بند تھا۔ اندر سے دو آدمیوں کی آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔

ماریا نے بہت کان لگا کر ان کی باتیں سننے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ دروازہ بھی اندر سے کنڈی لگا کر بند کر دیا گیا تھا۔

دروازے سے بھی کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ ماریا سوچ میں پڑ گئی کہ وہ مورتی چور کا کیسے پتہ کرے کہ وہ یہاں کیا کر رہا ہے اور کس مار پر یہاں ٹھہرا ہوا ہے؟ سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ ہی نہیں تھا کہ وہ اندر سے کسی کے باہر آنے یا باہر سے کسی کے اندر جانے کا انتظار کرے۔ اس کا خیال تھا کہ جب کوئی دروازہ کھولے گا تو وہ چپکے سے اندر داخل ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کو تو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا۔ وہ کچھ دیر وہاں کھڑی رہی مگر نہ کوئی اندر سے باہر نکلا نہ باہر سے کوئی اندر گیا۔

آخر ماریا کی امید بر آئی۔ سیڑھیوں میں کسی کے پاؤں کی بھاری چاپ سنائی دی۔ پھر سرائے کے مالک کی شکل نظر آئی۔ اس نے ادھر ادھر اچھی طرح دیکھا اور چپکے سے دروازے کے پاس آ کر دستک دی۔ اندر سے کسی نے پوچھا:

''کون ہے؟''

سرائے کے مالک نے کہا:

''درگا دیوی۔''

ماریا کو معلوم ہوا کہ یہ ان کا خفیہ لفظ تھا جسے سن کر یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ آدمی اپنا ہے کوئی غیر نہیں ہے۔ اندر سے دروازہ کھل گیا۔ چونکہ سرائے کا مالک موٹا تھا، اس لیے ایک پٹ پورے کا پورا کھولنا پڑا۔ اس سے ماریا نے فائدہ اٹھایا اور سرائے کے مالک کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہو کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ اس کو اندر داخل

ہوتے اور ایک طرف کھڑے ہوتے کسی نے بھی نہ دیکھا کیونکہ وہ غائب تھی۔

اندر ایک شمع جل رہی تھی۔ لکڑی کے دو تختوں پر ایک تو وہی مورتی چور اور دوسرا اس کا ایک ساتھی جس کی ایک آنکھ کانی تھی بیٹھے تھے۔ دروازہ کانے چور نے کھولا تھا۔ سرائے کا مالک بھی ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

مورتی چور نے کہا:

''تم نے ان لوگوں کو سرائے میں ٹھہرا کر سخت غلطی کی ہے۔ میں اس نوجوان کو پہچانتا ہوں۔ اس کا نام عنبر ہے اور یہ وہی شخص ہے جس کو میری جگہ چوری کے الزام میں موت کی سزا ہوئی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بچ کیسے گیا۔''

مالک نے پوچھا:

''کیا اس نے تمہیں یہاں دیکھا ہے؟''

چور بولا:

''صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ پہچان لیا ہے۔ اس کو صاف پتہ چل گیا ہے کہ میں ہی مورتی چور ہوں۔ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا کوئی راز دار یہاں ہو۔ اور پھر وہ بھی چین کی طرف جا رہا ہے۔ اگر اس شخص کو قتل نہ کیا گیا تو ہمارے لیے چین میں جا کر شاہی محل سے شاہی ہیرے چرانے کا کام مشکل ہو جائے گا۔ خطرہ ہو گا یہ شخص وہاں میرا راز طشت از بام نہ کر دے اور ہمیں گرفتار نہ کرا دے۔ یاد رکھو اگر وہاں ہمیں پکڑ لیا گیا تو بادشاہ فومانچو کس قدر ظالم ہے، یہ تم سب لوگ جانتے ہو۔ وہ اپنے ہاتھ سے ہم دونوں کی بوٹی بوٹی کاٹ ڈالے گا۔''

سرائے کے مالک نے پریشان ہو کر کہا:

''پھر کیا کیا جائے؟''

مورتی چور بولا:

''وہی جو میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ اس کو آج کی رات ہی قتل کر دیا جائے۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ قصہ ہی پاک ہو جائے گا۔ پھر ہم بڑے آرام سے چین کے شاہی محل میں ڈاکہ ڈال سکیں گے۔ کم از کم ہمارے راز سے کوئی واقف تو نہیں ہو گا۔''

سرائے کا مالک بولا:

''مگر یہ کام کون کرے گا؟ میں نے تو آج تک ایک چڑیا تک کو نہیں مارا۔ میں یہ کام کیسے کر سکوں گا؟''

مورتی چور نے اپنے کانے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا:

''یہ کام میرا ساتھی کرے گا۔ کیوں! تم تیار ہو ناں؟''

کانے چور نے سر ہلا کر کہا:

''بالکل تیار ہوں جناب۔ بالکل تیار ہوں۔''

سرائے کا مالک پوچھنے لگا:

''کیا ان تینوں بہن بھائیوں کو قتل کرنا ہوگا؟''

مورتی چور نے کہا:

''ہاں۔ان تینوں کو ہلاک کرنا ہوگا۔کیونکہ عنبر نے میرے بارے میں ان سبھوں کو بتا دیا ہوگا اور اس سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک بات نہیں ہو سکتی کہ چور جس گھر میں چوری کرنے جائے وہاں کے لوگوں کو پہلے ہی خبردار کر دیا گیا ہو۔''

کانے ساتھی نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

''فکر نہ کریں استاد! میں آج رات کو ہی ان تینوں کو صفایا کر دوں گا۔آپ لوگ تین لاشوں کے صبح کفن دفن کا بندوبست کر لیں۔''

سرائے کا مالک بولا:

''یہ بات تم مجھ پر چھوڑ دو۔تم انہیں ہلاک کرو۔باقی سارا کام

میں سنبھال لوں گا۔ میری سرائے کے پیچھے اتنی کافی جگہ خالی ہے کہ چاہے اس میں سات آدمیوں کو دفن کر دو۔''

یہ سن کر ماریا چپکے سے دروازے سے باہر نکل گئی۔

سرائے کا مالک بھی اسی وقت دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔

ماریا سیدھی کمرے میں آ گئی۔ وہاں ناگ، عنبر اور تھا نگ کھانے پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ماریا نے کھانا کھاتے ہوئے انہیں مورتی چور اور سرائے کے مالک کی ساری سازش سے خبردار کر دیا۔ عنبر ہنس پڑا۔ ناگ خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔ تھا نگ گھبرا گئی:

''اب کیا ہو گا عنبر بھائی! یہ تو بڑے قاتل لوگ ہیں۔''

عنبر نے کہا:

''تو پھر کیا ہوا۔ ہم بھی قاتلوں سے نپٹنا خوب جانتے ہیں۔ ہماری تلوار صرف ان لوگوں کے سروں پر چلتی ہے جو اس سے پہلے کئی

لوگوں کا خون کر چکے ہوتے ہیں۔ تم پریشان نہ ہو۔ یہ لوگ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔''

ناگ بولا:

''بلکہ ان کے اپنے سروں پر موت منڈلا رہی ہے۔ یہ ان کی بد نصیبی نہیں تو اور کیا ہے کہ ہمارے مقابلے پر آ رہے ہیں۔''

عنبر نے کہا:

''مگر یہ مورتی چور بڑا خطرناک آدمی ہے۔ اس نے تو چین کے بادشاہ کے قیمتی جواہرات چرانے کا جو منصوبہ بنایا ہے تو یہ ایک بڑا دلیری کا کام ہے۔''

تھا نگ کہنے لگی:

''یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ فو مانچو ایسے ظالم بادشاہ کے شاہی محل میں چوری کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ اس کے محل کے گرد دن رات

خونخوار منگولوں کا پہرہ رہتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگیوں میں سینکڑوں آدمیوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ ان کے لیے کسی کا خون بہانا معمولی سی بات ہے۔ یہ لوگ اگر چین بھی گئے تو ضرور کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔''

ماریا کہنے لگی:

''وہ تو بڑے دور کی بات ہے۔ پہلے تو ان لوگوں سے اسی جگہ مقابلہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ہم سب کو آج رات قتل کرنے آرہے ہیں۔''

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھ کر پوچھا:

''عنبر بھائی! پھر کیا حکم ہے؟''

عنبر نے سر ہلا کر کہا:

''قاتل کو یہاں تک آجانے دو۔ اگر اس نے حملہ کیا تو پھر اسے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ ہمیں اس کا انتظار کرنا ہوگا۔''

''جیسے تمہاری مرضی۔''

کھانا کھانے کے بعد عنبر نے ان سبھوں کو کمرے میں اس طرح سلایا کہ اگر کوئی دروازہ توڑ کر یا کھڑکی کے پٹ توڑ کر اندر آ کر حملہ کرے تو وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ دروازے کے پہلو میں ماریا اور تھانگ لیٹی تھیں اور دوسری طرف ناگ اور عنبر پڑے تھے۔ رات آدھی سے زیادہ گزر گئی، تو ماریا نے کہا:

''عنبر بھائی! میں ذرا کانے چور کی خبر لینے جا رہی ہوں۔ کیونکہ وہی ہم سب کو قتل کرنے کا ارادے سے آ رہا ہے۔''

''ہاں، بہن ماریا! تمہیں اجازت ہے۔ لیکن کوشش کرنا کہ اس کی جان نہ جائے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو آدمی میٹھے سے ہلاک ہوتا ہو اسے زہر دینے کی کیا ضرورت ہے؟''

''ٹھیک ہے عنبر!''

اتنا کہہ کر ماریا چپکے سے اٹھی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ باہر اندھیرا تھا۔ صرف گیلری میں دور اس جگہ شمع جل رہی تھی جہاں مورتی چور کا کمرہ تھا۔ ماریا اس کمرے سے ذرا فاصلے پر راستے میں آ کر کھڑی ہو گئی۔

آدھی رات گزر گئی تو مورتی چور کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا۔ وہی کانا چور نمودار ہوا۔ اس نے اپنے چہرے کا سیاہ کپڑے میں چھپا رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی جسے وہ اپنے پیچھے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کانا چور دبے پاؤں گیلری کے لکڑی کے فرش پر چلتا ہوا عنبر اور ماریا کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ ماریا آگے جا کر کمرے سے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ جونہی کانا چور دبے دبے پاؤں رکھتا وہاں پہنچا، ماریا نے اس کے ہاتھ پر ایسا جھٹکا دیا کہ تلوار اس کی کلائی سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔

سرائے کی چڑیل

کانے چور نے چونک کر ادھر اُدھر دیکھا۔
اُس نے لپک کر تلوار پھر اٹھالی اور پریشان ہو گیا کہ اس کے ہاتھ پر مکا کس نے مارا ہے؟ یہ تو وہ خواب میں بھی معلوم نہ کر سکتا تھا کہ مکا ایک ایسی لڑکی نے مارا ہے جس کا نام ماریا ہے۔ جو اس کے قریب ہی غائب ہو کر کھڑی ہے اور جس کو وہ قتل کرنے جا رہا ہے۔ ماریا اپنے کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔ کانا چور دبے پاؤں چلتا اب دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ وہ کان لگا کر سننے لگا کہ

اندر کوئی جاگ تو نہیں رہا؟ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے بالکل قریب سانس لے رہا ہے۔ سانس لینے کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ گھبرا گیا۔ ماریا نے بہت کوشش کی کہ سانس آہستہ لے مگر وہاں خاموشی اتنی زیادہ تھی کہ سانس کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

ماریا نے سوچا کہ اس اُلو کے پٹھے کو ہلاک کرنے کی بجائے کیوں نہ ڈرایا جائے؟ چنانچہ اس نے ایک گہرا سانس بھر کر آہستہ سے اپنا ہاتھ کانے چور کی گردن پر رکھ کر کھینچ لیا۔ کانا چور دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹا۔ ماریا نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگا کر سرگوشی میں کہا:

اوکانے چور! تیری موت تجھے یہاں لے آئی ہے۔ میں اس سرائے کی چڑیل ہوں۔ میں ابھی تیری گردن میں ناخون گاڑ کر تمہارا سارا خون پی جاؤں گی۔''

چور نے ایک دہشت ناک چیخ ماری اور تلوار وہیں چھوڑ کر اٹھ دوڑا۔ گیلری میں سے ہو کر وہ کمرے کے پاس پہنچا۔ دھڑام سے دروازہ کھول کر اندر گر پڑا۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے گئی۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ اب وہ لوگ کیا سازش کرتے ہیں۔ مورتی چور نے دروازہ بند کر کے کانے چور کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔

''کمینے! تجھے کیا ہو گیا تھا؟ ان لوگوں کو ہلاک کر دیا یا نہیں؟''

کانا بولا:

''دیوتا کے لیے مجھے وہاں نہ بھیجو۔ وہاں تو دروازے پر ایک چڑیل پہرہ دے رہی ہے۔''

''کیا بکتے ہو؟ چڑیل یہاں کہاں!''

''مجھے آسمانوں کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں۔ وہاں ایک چڑیل

پہرہ دے رہی ہے۔ پہلے اس نے میرے ہاتھ پر مکا مار کر میری تلوار گرادی۔ پھر اپنا ٹھنڈا ہاتھ میری گردن پر رکھ دیا۔ پھر قہقہہ لگا کر ہنسی اور کہا کہ وہ میرا خون پینا چاہتی ہے...... میں وہاں سے بھاگ آیا۔ تم چاہے میری چمڑی ادھیڑ دو مگر میں وہاں نہیں جاؤں گا۔''

ماریا اندر ایک طرف کھڑی ہوگئی وہ یہ سارا ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں کسی نے دروازہ آہستہ سے کھٹکھٹایا۔ موری چور نے دروازے کے پاس جا کر پوچھا کہ باہر کون ہے؟ باہر سے کسی نے آواز دی:

''درگا دیوی۔''

چور نے دروازہ کھولا تو سرائے کا مالک جلدی سے اندر آ گیا اور آتے ہی پوچھا:

''کام تمام کر دیا یا نہیں؟''

مورتی چور نے اسے بتایا کہ کم بخت کانے چور نے سارا کچھ چوپٹ کر دیا ہے اور کہتا ہے کہ وہاں دروازے کے ساتھ چڑیل لگی کھڑی ہے۔ سرائے کے موٹے مالک نے کانپتے ہوئے کہا:

''چڑیل؟''

مورتی چور بولا:

''تم پر بھی لرزہ طاری ہونے لگا؟ تم سب بزدل اور نکمے ہو۔ تم پر وہی مثل ٹھیک ہے کہ کام کے نہ کاج کے دشمن اناج کے۔ لاؤ ادھر تلوار میں خود جاتا ہوں۔''

ماریا نے سنا تو ہوشیار ہوگئی۔ مورتی چور تلوار لے کر دروازہ کھول کر باہر نکلا تو ساتھ ہی چپکے سے وہ بھی باہر نکل گئی اور مورتی چور سے پہلے دروازے کے پاس جا کر کھڑی ہوگئی۔ اس نے سوچا کہ اگر مورتی چور اس سے خوف زدہ نہ ہوا تو وہ ضرور تلوار کا ہاتھ چلا دے گا اور اگر

اس نے ایسا کر دیا تو ہو سکتا ہے تلوار اس پر پڑ جائے اور وہ شدید زخمی ہو جائے، اس لیے کچھ اور طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ ماریا اس خیال کے ساتھ ہی دروازہ کھول کر کمرے کے اندر آ گئی۔ اس نے دروازہ کھلا رکھا۔

اندر آ کر ماریا نے عنبر اور ناگ وغیرہ کو خبردار کر دیا۔ وہ بھی ہوشیار ہو گئے۔ ناگ نے کہا۔ اس کی میں خبر لیتا ہوں۔ ماریا نے اسے خاموش رہنے کی ہدایت کی اور خود دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔ باہر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اتنے میں گیلری کے لکڑی کے فرش پر مورتی چور کے پاؤں کی آواز سنائی دی۔ پھر کسی نے ذرا سا دبا کر دروازہ کھولا اور مورتی چور اندر آ گیا۔ اندھیرے میں وہ دروازے کی دہلیز پر کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسے عنبر اور ناگ وغیرہ زمین پر ایک طرف سوئے ہوئے دکھائی دیے۔

اس نے تلوار اٹھائی اور ان کے قتل کا اردہ لے کر آگے بڑھا۔

ماریا نے آگے بڑھ کر اس کی ٹانگوں میں پاؤں اڑا دیا۔ مورتی چور اوندھے منہ فرش پر گر پڑا۔ ہدایت کے مطابق عنبر وغیرہ میں سے کوئی نہ اٹھا۔ وہ خاموشی سے لیٹے رہے۔ مورتی چور نے یہ سمجھا کہ وہ کسی شے سے ٹھوکر کھا کر گر پڑا ہے۔ وہ اٹھا اور دوبارہ تلوار اٹھانے کے لیے جھکا۔ مگر تلوار اب ماریا نے اٹھا رکھی تھی۔ یعنی تلوار مورتی چور کی نظروں سے غائب تھی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ تلوار کہاں چلی گئی؟ اس نے فرش پر سے ایک لکڑی کا لٹھ اٹھا کر عنبر کے کے سر پر مارنا چاہا۔ ماریا نے آگے بڑھ کر پیچھے سے مورتی چور کو ایسا دھکا دیا کہ وہ لڑکھڑا کر سامنے جا گرا۔ وہ پھر اٹھا اور سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔

ماریا نے دیوار سے گھوڑے کی رسی اٹھا کر مورتی چور کے گلے میں ڈال دی۔ وہ گھبرا کر رسی کو پکڑنے لگا۔ ماریا نے رسی کو بل دے کر کس

دیا۔ اتنے میں عنبر اور ناگ بھی اٹھ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے شمع روشن کر دی اور ماریا کے ہاتھ سے رسی لے کر مورتی چور کی مشکیں کس دیں۔

عنبر نے کہا:

''کم بخت! تو نے ہمارے قتل کا ارادہ کر کے کس لیے اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسایا؟ تمہیں معلوم نہیں کہ ہمیں کچھ کہنا اپنی موت کو آواز دینے کے برابر ہے۔ ایک بار پہلے تو نے مجھ پر مورتی چوری کرنے کا جھوٹا الزام لگا کر مجھے موت کے کنارے پہنچایا اور اب میری جان کے خلاف ہو رہا ہے؟ کیا رجھے اپنی جان عزیز نہیں ہے؟''

مورتی چور نے بڑی مکاری سے ہاتھ جوڑ کر کہا:

''حضور غلطی ہو گئی۔ میں نے آپ کے بارے میں غلط سنا تھا۔ آپ تو دیوتاؤں کے اوتار ہیں۔ میری عقل پر پتھر پڑ گئے جو میں نے

آپ کو نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچا۔اس دفعہ میری خطاؤں کو معاف کر دیں۔اس کے بعد اگر آپ کو ایسی شکایت پیدا ہوئی تو جو چور کی سزا وہی میری سزا۔''

ناگ بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔اس نے کہا:

''یہ تو نے چین کے بادشاہ کو لوٹنے کا کیا منصوبہ بنایا ہے۔اپنے اس خطرناک ارادے سے باز رہ۔چین کا بادشاہ فومانچو بڑا جابر بادشاہ ہے۔ہم سے تیری جان تو بچ جائے گی۔مگر یاد رکھ۔چین کا بادشاہ تجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔''

مورتی چور نے گڑگڑا کر کہا:

''سرکار! آپ نے غلط سنا ہے۔یہ تو میں سرائے کے مالک کے بہکاوے میں آ گیا تھا۔میری توبہ۔جو پھر کبھی چین کے بادشاہ کے شاہی محل میں نقب لگانے کا نام بھی لوں۔مجھے معاف کر دیں۔''

عنبر بولا:

''ہم اگر چاہیں تو تمہیں ابھی قتل کر سکتے ہیں اور جس طرح تم نے سرائے کے مالک کے ساتھ مل کر ہمارے قتل کے بعد ہمیں زمین میں دفن کرنے کی سازش کی تھی، اسی طرح ہم بھی تم دونوں بلکہ تینوں کو سرائے کے ساتھ والی کھڈ میں ہلاک کر کے دفن کر سکتے ہیں۔ بولو! کیا تم تیار ہو؟''

مورتی چور تو عنبر کے پاؤں پر گر پڑا۔

''حضور معافی! سرکار معافی! یہ میری بدبختی تھی کہ میں نے آپ کی طاقت کا اندازہ نہ کیا اور آپ کی جان کا دشمن بن گیا۔ میں بھول گیا تھا سرکار کہ آپ کے پاس خفیہ طاقت ہے اور آپ کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اب مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے چاہے کسی قسم کی قسم لے لیں میں آئندہ ہرگز ہرگز آپ کے بارے میں اس قسم کی سازش نہیں

کروں گا۔"

عنبر نے ناگ سے پوچھا۔:

"کیوں دوست! تمہارا کیا خیال ہے؟"

ناگ نے کہا:

"میں تو کہتا ہوں رات کا وقت ہے۔ ہر طرف اندھیرا چھا رہا ہے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوگی۔ پہلے اس کے تلوار سے چار ٹکڑے کردو اور پھر سرائے کے مالک کو مار کر زمین میں گاڑ دو۔"

مورتی چور چیخ مار کر ناگ کے قدموں میں گر پڑا:

"سرکار معاف کر دیں۔ میں ساری عمر آپ کا غلام بن کر زندہ رہوں گا۔ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ اب کبھی ادھر کا رخ نہیں کروں گا۔"

عنبر نے کہا:

"اچھا جو۔ ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا اگر پھر کبھی

تم نے ایسی حرکت کی تو ایک پل کے اندر اندر تمہیں موت کے فرشتے کے حوالے کر دی اجائے گا۔اب تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔''

مورتی چور نے اٹھ کر عنبر کے ہاتھ چومے اور بدکے ہوئے گھوڑے کی طرح باہر کو بھاگ گیا۔ ماریا نے اب اس کے ساتھ جانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ وہ اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اس نے صرف اتنا عنبر سے کہا:

''کہیں اس کمینے دشمن کو معاف کر کے ہم نے غلطی تو نہیں کی ؟''

عنبر نے کہا:

''اگر اس نے دوبارہ سازش کی تو اسے ضرور سزا دی جائے گی۔ اس دفعہ معاف کر دینا ہی اچھا تھا۔ آخر اس نے ہمارا کیا بگاڑ لینا تھا۔''

ناگ بولا:

''یہ مکار شخص ملک چین جا کر بادشاہ فو مانچو کے شاہی محل پر ضرور

ڈاکہ ڈالے گا۔"

"اور فکر نہ کرو۔ جواہرات کے لالچ میں یہ اپنی گردن ضرور اتروالے گا۔ چین کے لوگ غافل نہیں ہوتے۔ وہ ہر وقت ہوشیار اور جاگ رہے ہوتے ہیں۔"

یہ خیالات تھانگ کے تھے۔

ادھر اپنے کمرے میں گھستے ہی مورتی چور کے چہرے پر سخت غصے کے اثرات آ گئے۔ وہ مٹھیاں بھینچ بھینچ کر فرش پر ٹہلنے لگا۔ رات تیزی سے گزر رہی تھی۔ اسے اپنی شکست کا خیال سونے نہیں دے رہا تھا۔ وہ عنبر اور ناگ وغیرہ کو اپنا دشمن سمجھنے لگا تھا اور چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے ان کا کام تمام کر دے۔ اس لیے کہ ان کو چور کے راز کا بھی علم ہو گیا تھا۔ اس راز کا وہ چین کے بادشاہ کے شاہی محل میں ڈاکہ ڈالنے جا رہا ہے۔ اگر عنبر، ناگ زندہ رہے اور چین پہنچ گئے تو یہ

خبر بادشاہ کے کانوں تک بھی پہنچ سکتی تھی اور ایسی صورت میں مورتی
چور کی ساری محنت، سارے کیے دھرے پر پانی پھر سکتا تھا۔ اس نے
کانے چور کو لات مار کر اٹھایا۔

''بد بخت! تو تو اپنی بہادری کی بڑی ڈینگیں مارتا تھا۔ اب تجھے کیا
ہو گیا ہے کہ تلوار اٹھاتے ہوئے تیرے ہاتھ کانپتے ہیں؟''

کانے چور نے اسی انداز میں گڑگڑانا شروع کر دیا۔

صبح ہو گئی۔ دن کی روشنی پھیل گئی۔ عنبر اور ناگ نے بستر لپیٹا اور
چین کی طرف کوچ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ انہوں نے سرائے
کے مالک کو رہائش اور خوراک کے پیسے ادا کیے اور گھوڑوں پر سوار ہو
کر چل پڑے۔ صرف ماریا نے یہ کیا کہ سرائے کے موٹے مالک کے
کان میں جھک کر کہا:

''موٹے! خبردار اگر دوبارہ کسی کو دفن کرنے کے لیے اپنی زمین

پیش کی۔''

موٹے مالک نے گردن پھر کر دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ ماریا نے دوسرے کان میں ایک سرگوشی کی:

''موٹے! میں تمہاری سرائے کی چڑیل ہوں۔''

موٹا مالک تھرتھرانے لگا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو گئے۔ ماریا نے زور سے اس کے گنجے سر پر ایک تھپڑ مار دیا۔ گنجے کا تو انجر پنجر ہل گیا۔ وہ بوکھلا کر نیچے بیٹھ گیا۔ ماریا نے زور سے اس کے کان کے پاس منہ لے جا کر چیخ ماری۔ ایک خوفناک چیخ موٹے مالک کے منہ سے بھی نکل گئی اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ لوگ اسے اٹھانے کے لیے بھاگے۔ ماریا وہاں سے نکل کر عنبر اور ناگ کے ساتھ مل گئی۔

اوپر سے شور سن کر مورتی چور اور کانا چور بھی نیچے آ گئے۔ انہوں

نے سرائے کے مالک کو اٹھایا اور اپنے کمرے میں لے گئے۔ وہاں جا کر اس نے بھی یہی کہا کہ مجھے سرائے کی چڑیل نے تھپڑ مارا ہے۔

مورتی چور نے اسے نفرت سے دیکھ کر کہا:

''تم سب بزدل اور نکھٹو ہو۔ تم سے کبھی کچھ نہیں ہوگا۔ میں تو اس کانے کو بھی تمہارے پاس ہی چھوڑ کر چین جانا چاہتا ہوں۔ کم بخت میرے لیے مصیبت کا باعث بن جائے گا۔''

کانے چور نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

''میرے آقا! ایسا ظلم مجھ پر نہ کرنا۔ میں یہاں قافوں سے مر جاؤں گا۔ مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ میں اگر تمہارے کام نہ آیا تو بے شک میری گردن اتار دینا۔ مجھے وہیں کسی چینی دریا میں ڈبو دینا۔''

''کم بختو! تم لوگ تو میرے لیے وبالِ جان بن گئے ہو۔ میرا دشمن میری ساری دولت پر پانی پھیرنے کے لیے زندہ سلامت

میرے آگے آگے جا رہا ہے اور تم لوگ کھڑے منہ دیکھ رہے ہو۔ تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اسے ہلاک ہی کر دیتے۔ خیر! کوئی بات نہیں ۔ میں یہ کام خود کروں گا۔"

صبح کے وقت ماریا، عنبر، ناگ اور تھا نگ گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے تھے، کوئی دوسرے پہر ان کے پیچھے پیچھے مورتی چور اور کانا چور گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ ان کے درمیان صرف ایک منزل کا فرق تھا۔ عنبر کو معلوم تھا کہ چور جواہرات کی چوری کے لیے ضرور سفر کرے گا۔ وہ چین جانے سے رک نہیں سکتا۔ مگر وہ ان سے بے نیاز تھا۔ اس لیے کہ ان لوگوں کا تو وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ اب تو اسے ایک ہی لگن تھی کہ جتنی جلدی ہو سکے چین میں داخل ہو کر شنگھائی پہنچے اور تھا نگ چینی لڑکی کو اس کے ماں باپ کے حوالے کرے۔

ماریا عنبر اور ناگ کے ساتھ ساتھ ہی سفر کر رہی تھی۔ گاؤں سے وہ

صبح کے وقت سورج نکلنے کے ساتھ ہی چلے تھے۔ دوسرے پہر وہ میدانی علاقے میں آ گئے جہاں دور دور تک کوئی ٹیلہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ یہاں سردی بہت بڑھ گئی تھی اور تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ ان کے پیچھے پیچھے مورتی چور اور کانا چور بھی گھوڑوں پر سوار چلے آ رہے تھے۔ تیسرے پہر آسمان پر بادل گرجنے لگے اور رہ رہ کر بجلی چمکنے اور کڑکنے لگی۔ بارش ایکدم شروع ہو گئی۔ عنبر، ناگ اور ماریا وغیرہ ایک بہت پرانے گھنے درخت کے نیچے آ کر رک گئے۔

یہ لوگ کن حالات میں چین پہنچے؟

چوروں نے چین کے شاہی محل میں کیونکر نقب لگائی ؟

سنگدل فومانچو نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

کیا چینی لڑکی اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ سکی ؟

ان تمام سوالوں کے جواب اسی ناول کی اگلی یعنی تیئسویں ۲۳ قسط ''سرخ بالوں والا قاتل'' میں ملاحظہ فرمائیے

عنبر۔ ناگ۔ ماریا
سرخ بالوں والا قاتل
قسط (۲۳)
اے۔ حمید
www.urdurasala.com

سنو پیارے بچو!

چین کی طرف ماریا، عنبر، ناگ اور چینی لڑکی سفر کر رہی ہے، ان کے پیچھے پیچھے کانا چور بھی آ رہا ہے جو چین کے شاہی جواہرات چرانا چاہتا ہے۔

بارش کے طوفان میں یہ لوگ ایک جگہ پناہ لیتے ہیں۔ سامنے دیوار چین ہے جس پر سخت پہرہ لگا ہے۔ یہ لوگ بڑی مشکل سے چین پہنچتے ہیں۔ وہاں بادشاہ فومانچو کی حکومت ہے۔ چور شاہی محل میں چوری کرتا ہے۔ عنبر اسے پکڑ کر بادشاہ کے حوالے کرتا ہے۔ یہاں ایک چالاک جادوگرنی سے مقابلہ ہوتا ہے۔ شاہی وزیر عنبر کے قتل کی سازش کرتا ہے۔ مگر اسے یہ معلوم نہیں کہ وہ عنبر کو ہلاک نہیں کر سکتا۔

کالے پتھروں کی سرائے

بجلی چمکی، بادل گرجا اور بارش تیز ہو گئی۔

عنبر، ناگ، ماریا اور تھانک نے ایک گنجان درخت کے نیچے پناہ لے رکھی تھی۔ موسلا دھار بارش میں درخت کی گھنی شاخوں میں سے پانی ٹپکنے لگا۔ سفر میں اتنی خوفناک بارش انہوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ چینی لڑکی تھانک تو سہم گئی۔ اسے کبھی اس قسم کے طوفان سے پالا نہیں پڑا تھا۔ ماریا بھی بجلی کی گرج کے ساتھ کانپ اٹھی۔ آخر وہ ایک لڑکی تھی اور لڑکی کا دل بڑا معصوم ہوتا ہے۔ عنبر اور ناگ بڑے سکون سے بیٹھے تھے۔ ان کے گھوڑے بھی بجلی کی چمک اور بادلوں کی

گرج کے ساتھ کان کھڑے کر دیتے تھے۔ ناگ کا خیال تھا کہ انہیں اتنے طوفان میں درخت کے نیچے پناہ نہیں لینی چاہیے۔ کیونکہ عام طور پر بجلی ان پر ضرور گر جائے گی۔ ماریا اور تھانک نے بھی ایسے طوفان میں باہر نکلنے کی مخالفت کی۔ چنانچہ عنبر کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اب وہ اسی جگہ کھڑے بارش میں بھیگتے طوفان کے تھمنے کا انتظار کرنے لگے۔ خدا خدا کر کے بارش رکی۔ طوفان کا زور ختم ہوا۔

بادلوں نے گرجنا بند کیا اور وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر درخت میں سے باہر نکلے۔ بارش کے بعد موسم بہت سرد ہو گیا تھا۔ ٹھنڈی تیز ہوا چلنے لگی تھی۔ اگرچہ بارش نہیں ہو رہی تھی، لیکن آسمان پر بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے۔ سردی کی وجہ سے انہوں نے تیز تیز چل کر سفر کرنا شروع کر دیا۔ سردی میں گھوڑے بھی خوب گرم ہو کر بھاگ رہے تھے۔ انہیں آسانی یہ تھی کہ راستہ میدانی تھا۔ اگرچہ کہیں کہیں زمین

اونچی نیچی تھی۔ مگر ان کی ڈھلانیں لمبی تھیں۔ بارش کے بعد زمین پر کیچڑ نہیں ہوا تھا۔ کیوں کہ زمین سخت تھی کہیں کہیں مٹی کی جگہ ریت بکھری ہوئی تھی جو بارش کے طوفان کے بعد بیٹھ گئی تھی۔

دن ڈھلنے تک یہ چاروں مسافر سفر کرتے رہے۔ شام کے قریب جا کر گھاس کا اونچا نیچا میدان ختم ہو گیا اور ایک بار پھر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اور اونچے نیچے ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ آگے چل کر پہاڑوں کی ایک دیوار تک چلا گیا تھا جو مغرب سے مشرق تک پھیلی ہوئی تھی۔ چینی لڑکی تھانک نے بتایا کہ ان پہاڑوں کے اوپر دیوار چین ہے۔ ناگ نے پوچھا۔

"میں نے دیوار چین کے بارے میں کہیں سے سنا ہے کہ وہ بہت لمبی ہے۔"

تھانک نے کہا:

’’ہاں ناگ بھائی! وہ مغرب کی طرف چین کی ایک سرحد تک چلی گئی ہے۔‘‘

عنبر کہنے لگا:

’’اس دیوار کو بنے ایک ہزار برس سے زیادہ نہیں ہوا۔ یہ میرے سامنے بنی تھی اور اس وقت میں۔۔۔‘‘

عنبر بولتے بولتے ایک دم رک گیا۔ وہ بے خیالی میں اپنا خاص راز بیان کر گیا تھا۔ ناگ اور ماریا اور تھانگ اس کی طرف حیران ہو کر تکنے لگے تھے۔ عنبر نے مسکرا کر فوراً بات بدل دی اور بولا:

’’میرا مطلب تھا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس دیوار کو بنے ایک ہزار برس ہو گئے ہیں اور یہ ہونگ چو بادشاہ کے عہد میں تعمیر ہوئی تھی۔‘‘

ماریا نے پوچھا:

اتنی لمبی دیوار بنانے کا کیا فائدہ تھا؟‘‘

چینی لڑکی نے کہا:

’’چین کی مغربی سرحد بہت لمبی ہے اور وہاں ہر طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس طرف سے اکثر بادشاہ اپنی فوج لے کر چین پر چڑھائی کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ چین کے بادشاہ ہونگ چو نے سوچا کیوں نہ ان پہاڑوں کے اوپر ایک اونچی دیوار بنا دی جائے۔ تاکہ کوئی بھی دشمن حملہ کر کے چین کی سرحد کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ چنانچہ اس نے ان پہاڑوں کے اوپر ایک بہت لمبی اور اونچی پتھروں کی دیوار کھڑی کر دی۔ اب اس طرف سے دشمن کبھی چڑھائی نہیں کر سکتا۔‘‘

ماریا نے کہا:

’’اس دیوار پر یقیناً فوج کا پہرہ لگا ہوتا ہوگا۔‘‘

تھا نگ کہنے لگی:

"کیوں نہیں! ہر ایک فرلانگ کے فاصلے پر دیوار کے اوپر فوجی چوکی ہے جہاں فوج کے پہرے دار ہوتے ہیں ویسے بھی دیوار کے اوپر سپاہی مسلسل گشت کرتے رہتے ہیں۔ دیوار اتنی چوڑی ہے کہ چار رتھ ساتھ ساتھ مل دوڑ سکتے ہیں۔"

ناگ، عنبر اور ماریا دیوار چین کے بارے میں معلومات حاصل کر کے بہت حیران ہوئے۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ اس زمانے میں ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔ اہرامِ عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے تھے اور یہ ثابت کر دکھایا تھا کہ اگر انسان اور انتھک لگن سے کام تو وہ دنیا کا ہر ناممکن کام کر سکتا ہے۔

چھوٹی موٹی پہاڑیوں اور ٹیلوں میں سے گزرتے ہوئے یہ قافلہ ایک دریا کے کنارے پر پہنچ گیا۔ یہ دریا پہاڑی تھا اور اس کا پاٹ

زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ یہاں اس دریا پر کوئی پل نہیں تھا۔ تھا نگ تھا نگجو اس علاقے سے واقف تھی کہنے لگی:

"اس دریا پر کہیں بھی کوئی پل نہیں ہے۔ اسے یہیں سے ہمیں عبور کرنا ہوگا۔ ڈاکو جو مجھے اٹھا کر لائے تھے انھوں نے یہ دریا گھوڑے پانی میں ڈال کر عبور کیا تھا۔"

ناگ نے پوچھا:

"تو کیا ہم بھی اسی طرح دریا کو عبور کریں؟ اس کا تیز رفتار پانی گھوڑوں کو اپنے ساتھ بہا کر نہیں لے جائے گا؟"

"نہیں ناگ بھائی! یہ پانی دیکھنے میں تیز رفتار ہے۔ مگر اس کا دباؤ اتنا زیادہ نہیں ہے۔"

تھا نگ کے اس انکشاف پر عنبر نے کہا کہ تھا نگ ٹھیک کہتی ہے۔ اس دریا کی تہہ میں بڑے بڑے پتھر ہیں۔ جس نے اس کے بہاؤ

میں کمی پیدا کر دی ہے۔ لہٰذا دریا کو تیر کو ہی عبور کرنا ہوگا۔ اس کے
ساتھ ہی انہوں نے دریا میں گھوڑے ڈال دیے۔ منگول قزاقوں کے
گھوڑے بڑے ماہر تیراک تھے اور سخت جانی کے عادی تھے۔ وہ اس
سے پہلے جانے کتنے دریا عبور کر چکے تھے۔ وہ دریا میں اترتے ہی
بڑے مزے کے ساتھ پانی کی لہروں کو چیرتے ہوئے دوسرے
کنارے کی طرف بڑھنے لگے۔ یہ بھی ان کی خوش قسمتی تھی کہ دریا کا
پانی چوڑا نہیں تھا۔ ورنہ پانی کے بہاؤ میں گھوڑوں کو زیادہ وقت کا
سامنا کرنا پڑتا۔ کیوں کہ دریا کے نیچے پڑے ہوئے بڑے بڑے
پتھروں پر سے گھوڑوں کے کھر پھسل رہے تھے۔

آخر گھوڑوں کے ساتھ وہ لوگ دریا کے کنارے پر آ گئے۔

سردی میں ان کے گیلے کپڑے انہیں اور زیادہ سردی کا احساس
دلا رہے تھے۔ ماریا چونکہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس لیے

اس نے تو چپکے سے اپنے کپڑے اتار کر نچوڑے اور پھر سے پہن
لیے۔ تھا نک ایک ٹیلے کے پیچھے جا کر اپنے کپڑے نچوڑ کر دوبارہ
پہن کر آ گئی۔ عنبر کو سردی لگتی ہی نہیں تھی۔ ناگ البتہ سردی میں ٹھٹھر رہا
تھا۔

کیوں کہ سانپ کو ہمیشہ بڑی سردی لگا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ
وہ گرمیوں میں زمین کے باہر نکل آتا ہے۔ اور سردیوں میں زمین کے
اندر جا کر بیٹھ جاتا ہے اور پھر جب تک سردیوں کا موسم رخصت نہیں
ہو جاتا۔ وہ باہر نہیں نکلتا۔

عنبر نے کہا:

''میرا خیال ہے ہمیں آگ جلا کر گرم ہو جانا چاہیے۔''

ناگ بولا:

''میرا بھی یہی خیال ہے۔ کیوں کہ سردے مجھے بھی لگ رہی

www.urdurasala.com

ہے۔"

مگر سوال یہ تھا کہ وہاں آگ کس چیز کی جلائی جاتی۔ نہ وہاں سوکھی گھاس تھی اور نہ خشک لکڑیاں ہی مل سکتی تھیں۔ عنبر اور ناگ نے ادھر ادھر بہتیرا تلاش کیا مگر انہیں جلانے کے لیے کچھ بھی نہ مل سکا۔

تھانک بولی:

"اگر ہم یہاں سے دو منزل تک سفر کرتے جائیں تو سامنے والی پہاڑی کی پرلی جانب ایک پرانی سرائے ہے۔ ہم اس سرائے میں جا کر آگ بھی تاپ سکیں گے اور رات بھی وہاں بسر کر سکیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"خدا کے لیے وہاں جلدی چلو۔ سردی کے مارے تو میرے دانت بجنے لگی ہیں۔"

عنبر نے پوچھا۔

"کیا تم نے اس سرائے میں قیام کیا تھا؟ تھانک؟"

"ہاں عنبر بھائی! ڈاکو مجھے لے کر اس سرائے میں ٹھہرے تھے۔ اس سرائے کی مالک ایک تبتی عورت ہے۔ جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جادو ٹونا بھی کرتی ہے اور جادو کے زور سے ہوا میں اڑنے لگتی ہے اور انسان کو بلی اور بلی کو انسان بنا دیتی ہے۔"

عنبر ہنس پڑا۔

پھر تو میں اس سرائے میں دو راتیں بسر کروں گا۔ اور اس جادو گرنی کے کرتب دیکھوں گا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ ناگ!"

ناگ نے دانت بجاتے ہوئے کہا:

"خدا کے لیے عنبر! میرا خیال پوچھنے میں وقت ضائع نہ کرو۔ اب سرائے میں چلنے کی فکر کرو۔ ٹھنڈ کے مارے میرا برا حال ہو رہا ہے۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"یارناگ! میں نے تمہیں بڑے بڑے ڈاکوؤں کے آگے اتنا پریشان ہوتے نہیں دیکھا جتنا تم سردی کے ہاتھوں پریشان ہو رہے ہو۔"

ناگ بولا:

"میں سردی برداشت نہیں کر سکتا عنبر! یہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں۔ آؤ اب سرائے میں چلتے ہیں۔ کیا خیال ہے ماریا! تم پہلے جا کر وہاں معلوم نہیں کر لیتیں۔ کہ وہ جادوگرنی کون ہے اور اصل دھندا کیا کرتی ہے؟"

ماریا بولی۔

"ہاں! میرے خیال میں مجھے پہلے ہی جانا چاہیے۔"

اتنا کہہ کر ماریا نے گھوڑے کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں اور وہاں

سے تیز تیز آگے نکل گئی۔ اس کے پیچھے پیچھے ناگ اور عنبر گھوڑا دوڑائے چل پڑے۔ سردی کی شدت بڑھ گئی تھی اور بارش کے بعد تیز ہوا بدن کو کاٹنے لگی تھی۔ ناگ نے منہ کے گرد گرم کھال لپیٹ لی تھی۔ دوسری طرف ماریا گھوڑا دوڑاتے اس پہاڑی کی پرلی جانب پہنچ گئی جہاں کالے رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی ایک پرانی سرائے ایک طرف کو جھکی ہوئی سی کھڑی تھی۔ ماریا نے اتنی خوفناک سرائے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس کی دیوار کے پتھر جگہ جگہ سے اکھڑ گئے تھے۔ ڈیوڑھی کی چھت کا چھجہ ایک طرف کو لڑھکا ہوا تھا اور مشعل جلانے کی طاق میں چڑیوں نے گھونسلا بنا رکھا تھا۔ ماریا نے ایک جگہ پر اپنا گھوڑا چھپا دیا اور خود گھوڑے پر سے اتر کر سرائے سے باہر آ گئی سرائے کے باہر آمنے سامنے تخت بچھے تھے۔ جن پر کچھ چینی، تبتی اور منگولیا کے رہنے والے مسافر بیٹھے کھانا وغیرہ کھا رہے تھے۔ ماریا ڈیوڑھی میں

سے گزر کر سرائے کے صحن میں آ گئی۔

ڈیوڑھی میں ایک تیکھی آنکھوں والا منگول بیٹھا پہرا دے رہا تھا۔ مگر اس نے ماریا کو نہ دیکھا۔ ماریا غائب جو تھی۔ وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ سرائے کے صحن چاروں طرف کمرے اور کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ درمیان میں صحن تھا اور صحن کے اوپر کوئی چھت نہیں تھی۔ کھلا آسمان نظر آ رہا تھا۔ شام ہو گئی تھی۔ آسمان پر سرخ رنگ کے دو چار ستارے نکل آئے تھے۔ سردی کی وجہ سے صحن میں کوئی مسافر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اصول کے طور پر ڈیوڑھی میں جو کوئی مسافر داخل ہونے لگتا اسے پہرے دار سرائے کی مالک جادوگرنی کے پاس لے جاتا تھا۔ جہاں وہ رات بسر کرنے کا کرایہ ادا کرتا اور پھر اسے اس کی کوٹھڑی میں پہنچا دیا جاتا۔

لیکن ماریا چونکہ غائب حالت میں اندر داخل ہوئی تھی۔ اس لیے

اسے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ سرائے کی مالکہ جادوگرنی کس کوٹھڑی میں بیٹھ کر سرائے کا حساب کتاب کرتی ہے۔ اس نے ایک ایک کوٹھڑی دیکھنی شروع کر دی۔ کوٹھڑیوں کے دروازے سردی کی وجہ سے اندر سے بند تھے۔ ماریا نے کان لگا کر ایک ایک کوٹھڑی کی آوازیں سننے کی کوشش کی۔ مگر کسی کوٹھڑی سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ معلوم ہوتا کہ مسافر کھانا کھا کر بہت جلد سو گئے ہیں۔ اس زمانے میں یہی رواج تھا۔ چونکہ مسافر سارا سارا دن سفر کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ شام کو تھک کر چور ہو جاتے اور بہت جلد سو جاتے تھے۔ ایک کوٹھڑی کے اندر سے اسے خراٹوں کی آواز سنائی دی۔ ایک کوٹھڑی کے اندر سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی گھوڑا اندر زور زور سے سانس لے رہا ہو۔

ایک کوٹھڑی کے اندر کسی عورت نے بچے کے منہ پر طمانچہ مارا۔ مگر

بچے کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ دیکھتے دیکھتے آخر ماریا اس کوٹھڑی کے
پاس آ گئی جہاں سرائے کی مالک جادوگرنی ایک چبوترے پر آگ کے
پاس بیٹھی ایک نوجوان چینی سے باتیں کر رہی تھی۔ کوٹھڑی کا دروازہ
کھلا تھا ماریا بھی اندر داخل ہو گئی اور ایک طرف کھڑی ہو کر سرائے کی
مالک کی باتیں سننے لگی۔ جادوگرنی ایک بوڑھی عورت تھی جس کی ناک
طوطے ایسی تھی اور آنکھوں الو کی آنکھوں کی طرح گول اور زرد تھیں۔
اس کی شکل بڑی بھیانک اور چڑیلوں جیسی تھی وہ منگولیائی زبان میں
بات کر رہی تھی۔ جس کا ایک ایک لفظ ماریا کی سمجھ میں آ رہا تھا۔ غائب
ہونے کے بعد اس میں یہ طاقت آ گئی تھی کہ وہ ہر قسم کی زبان کا
مطلب سمجھ جاتی تھی۔ جادوگرنی چینی نوجوان سے کسی ایسے شخص کے
بارے میں بات کر رہی تھی جسے شام کو سرائے میں آ جانا چاہیے تھا مگر
وہ نہیں آیا تھا۔ اس نے چینی سے کہا:

"آخر وہ کہاں جا کر گم ہو گیا؟ اُسے اب تک آ جانا چاہیے تھا۔

چینی نوجوان نے کہا:

"میرا خیال ہے وہ آ رہا ہو گا۔"

جادوگرنی بولی:

"مگر اس کے ساتھی نے تو آ کے پیغام دیا تھا کہ وہ آج پہنچ
جائے گا۔ کم بخت جانے راستے میں کہاں مارا گیا ہے۔ اس سے پہلے
بھی اس نے درگا دیوں کے مندر میں ہمیں ناامید کیا ہے اور اب
جانے چین کے شاہی محل میں جا کر کیا گل کھلائے گا۔"

ماریا کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ جادوگرنی مورتی چور کا انتظار کر رہی
تھی جس نے درگا دیوی کے مندر سے مورتی چرا کر عنبر پر جھوٹا الزام لگا
دیا تھا اور خود فرار ہو گیا تھا اور اب وہ ان کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہو گا۔
ماریا وہاں سے نکل کر واپس اس مقام پر آ گئی جہاں اس کا گھوڑا بندھا

تھا۔گھوڑے پر سوار ہو کر وہ واپس نکل گئی۔راستے میں اسے ناگ،عنبر
اور تھانگ مل گئے۔اس نے عنبر کو جادوگرنی کی ساری باتیں سنا ڈالیں
۔اور پھر ان کے ساتھ مل کر سرائے کی جانب چلنے لگی۔

چالاک جادوگرنی

عنبر سیدھا سرائے کی مالک جادوگرنی کے پاس آ گیا۔
اس نے جادوگرنی کو بتایا کہ وہ مسافر ہیں اور ہندوستان سے
چین کی طرف سفر کر رہے ہیں۔رات آگئی ہے۔انہیں رات بسر
کرنے کے لئے سرائے میں جگہ چاہیے۔جادوگرنی نے عنبر کو اور عنبر
نے جادوگرنی کو بڑے غور سے گھور کر دیکھا۔دونوں کو ایک دوسرے
کی آنکھوں میں غیر معمولی جادو کی چمک نظر آئی۔جادوگرنی خاص طور

پر عنبر سے متاثر ہوئی۔ اس نے عنبر کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی
چمک دیکھ لی تھی۔ اس سے پہلے یہ چمک اسے کسی انسان کی آنکھوں
میں نظر نہیں آئی تھی۔ عنبر کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے جادوگرنی نے
پوچھا:

”یہ چینی لڑکی جو تمہارے ساتھ ہے یہ کون ہے؟ کیا یہ تمہاری کنیز
ہے؟“

عنبر نے سوچا کہ اگر اس نے یہ کہا کہ تھانک اس کی بہن ہے تو
جادوگرنی کو کبھی یقین نہیں آئے گا۔ کیونکہ ایک چینی لڑکی ایک مصری
نوجوان کی بہن کیسے ہو سکتی ہے۔ اس خیال سے اس نے سوچا کہ
تھانک کو اپنی کنیز یعنی نوکرانی ظاہر کرے۔ کیوں کہ اس زمانے میں
کنیز رکھنا کوئی بری بات نہیں سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ اس نے کہا:

”ہاں! یہ چینی لڑکی میری کنیز ہے اور یہ میرا بھائی ہے۔“

ماریا بھی جادوگرنی کے پاس ہی کھڑی تھی۔ اچانک جادوگرنی کی
طبیعت خراب ہو گئی۔ اُس کی الو ایسی زرد آنکھیں گھبرا گئیں۔ اس نے
بے چینی کے عالم میں پہلو بدلا اور پھر دائیں بائیں دیکھ کر بولی۔

”تمہارے ساتھ اور کون سفر کر رہا ہے؟“

عنبر نے کہا:

”بس ہم تینوں ہی سفر کر رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ اور کوئی بھی
نہیں ہے۔ تم خود دیکھ سکتی ہو۔ ہم تینوں ہی یہاں کھڑے ہیں۔“

جادوگرنی نے بے چینی سے کہا:

”نہیں! نہیں! یہاں کوئی اور شخص بھی کھڑا ہے۔ مجھے کسی عورت
کے بدن کی بو آ رہی ہے۔“

ماریا اور عنبر حیران رہ گئے کہ یہ کس بلا کی جادوگرنی ہے کہ اس نے
غائب ہو چکی ماریا کے وجود کو قریب کھڑا محسوس کر لیا۔ ماریا جلدی سے

پرے ہٹ کر کھڑی ہوگئی۔ اب سرائے کی جادوگر مالکن نے ایک گہرا سانس بھرا اور بولی:

"معلوم ہوتا ہے ابھی ابھی کوئی عورت میرے قریب سے ہو کر گزری ہے۔"

زندگی میں پہلی بار ماریا محتاط ہوئی۔ جب سے وہ غائب ہوئی تھی اسے کبھی کسی نے اپنے قریب محسوس نہیں کیا تھا۔ کسی کو بھی یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ اس کے پاس کھڑی ہے یا اس کے قریب سے ہو کر گزری ہے۔ بہر حال ماریا کے الگ ہو کر کھڑے ہونے سے بات ٹل گئی مگر جادوگرنی کو عنبر اور اس کے ساتھیوں پر شک سا پڑ گیا تھا کہ کہ یہ کوئی عجیب وغریب سے لوگ ہیں۔ عنبر کی آنکھوں میں تو جادوگرنی کو ایسا معلوم ہوا تھا کہ وہ اپنے اندر جادو کا خزانہ چھپائے ہوئے ہے۔

جادوگرنی مالکہ نے انہیں نوکر کے ساتھ ایک کوٹھڑی کی طرف بھیج دیا۔ چینی نوجوان نے ان کے جانے کے بعد کہا: "کیا بات تھی؟ تم بے چین کیوں ہوگئی تھیں خالہ؟"

جادوگرنی بولی:

"تم ابھی بچے ہو۔ تم یہ باتیں نہیں سمجھ سکو گے۔ جاؤ تم جا کر اپنی کوٹھڑی میں آرام کرو۔"

جب وہ چینی نوجوان جانے لگا تو جادوگرنی نے اسے بلا کر کہا:

"لیکن نہیں! میں تمہارے ذمے ایک کام لگاتی ہوں۔ تم آج کی رات ان مسافروں کی کوٹھڑی کے باہر پہرہ دو اور یہ معلوم کرو کہ یہ لوگ کون ہیں؟ کس غرض کے ساتھ اس سرائے میں اترے ہیں؟ اور کس مقصد کو سامنے رکھ کر چین کی طرف جا رہے ہیں؟"

چینی نوجوان نے کہا:

"لیکن خالہ! میں۔۔۔ میں۔۔۔ میرا مطلب ہے میں کیسے پہرہ دوں گا؟ وہ لوگ مجھے دیکھ کر کیا سوچیں گے؟"

جادوگرنی نے ڈانٹ کر کہا:

"چاہے کچھ سمجھیں! تمہیں پہرہ دینا ہوگا۔ تم چوکیدار کا بھیس بدل کر کوٹھڑیوں کے سامنے چکر لگانا اور موقع ملتے ہی عنبر کی کوٹھڑی میں کان لگا کر یا جھانک کر معلوم کرنا کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟"

"بہت بہتر خالہ۔"

"چینی نوجوان کو یہ کام مجبوراً کرنا پڑ رہا تھا۔"

ادھر اپنی کوٹھڑی میں جا کر عنبر نے دروازہ بند کر دیا اور بولا:

"ماریا! تم کہاں ہو؟"

"میں یہاں کھڑی ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"کمال ہے۔ یہ جادوگرنی تو کوئی بڑی زبردست عورت معلوم ہوتی ہے۔ تمہاری موجودگی کا احساس ہمیں نہیں ہوتا۔ مگر اس جادوگرنی کو ہو گیا۔ یہ کیا بات ہے۔"

ماریا نے کہا:

"میں خود حیران ہوں کہ یہ کیا بات ہے۔"

ناگ نے کہا:

بات یہ ہے کہ جانوروں کی طرح جادوگرنی کی حس بھی بہت تیز ہے۔ جانور بھی ماریا کی موجودگی سے بدک جاتے ہیں۔ یہی حال جادوگرنی کا ہے۔ اس میں اس کے کمال کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ ایک عام پتے باز جادوگرنی ہے جو چند ایک چھوٹے چھوٹے ٹونے جانتی ہے اور بس۔ ہم لوگوں کو اس کے بارے میں زیادہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"

ماریا نے کہا:

''میرا بھی یہی خیال ہے۔ ہمیں بے فکر ہو کر رہنا چاہیے اور پھر ہمیں یہاں ایک یہی رات کی رات ہی تو ٹھہرنا ہے۔''

عنبر بولا:

''ٹھیک ہے۔ اب ہمیں آرام کرنا چاہیے۔ لیکن اگر یہاں کچھ کھانے کو مل جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔''

ناگ نے اسی وقت باہر جا کر ایک نوکر سے کہا:

''کھانے کو یہاں کیا کیا ہوگا؟''

نوکر نے کہا:

''اس وقت سوائے بکری کے دودھ کے آپ کو اور کچھ نہیں مل سکتا۔''

ناگ نے اندر آ کر اطلاع دی کہ سرائے میں سوائے بکری کے

دودھ کے اور کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ سب نے بکری کے دودھ کا ایک پیالہ منگوا کر پیا اور بستروں میں گرم ہو کر لیٹ گئے۔ آتش دان میں آگ جل رہی تھی اور کمرہ خوب گرم ہو رہا تھا۔ جب کہ باہر بہت سخت سردی تھی اور تیز ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ رات پڑتے ہی باہر برآمدے میں چینی نوجوان نے پہرے دار کے لباس میں گشت لگانی شروع کر دی وہ چلتے ہوئے ہر ایک کوٹھڑی کے دروازے پر جا کر کچھ دیر کے لیے رک رکتا۔ دروازے کے ساتھ کان لگا کر کچھ سننے کی کوشش کرتا اور پھر آگے ٹہلنے لگتا۔

عنبر اور ناگ وغیرہ جس کوٹھڑی میں تھے۔ اس کے دروازے پر بار بار آ کر رکتا۔ دروازے کے ساتھ کان لگا کر سننے کی کوشش کرتا مگر اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عنبر اور ماریا سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔ جادوگرنی کی وجہ سے وہ بڑی احتیاط کو نے

لگے تھے اور انہیں خیال تھا کہ باہر ضرور کوئی نہ کوئی ان کی باتیں سن رہا ہوگا۔ چنانچہ وہ بڑی آہستگی سے باتیں کر رہے تھے۔ عنبر ماریا سے کہہ رہا تھا۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم باہر نکل کر ایک چکر سرائے کے باہر کا لگا آؤ۔ اگر مورتی چور آ گیا ہو تو یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ جادوگرنی کے ساتھ کیا باتیں کر رہا ہے۔''

''بہت بہتر! میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں۔''

یہ کہہ کر ماریا چپکے سے اٹھی اور دروازے کے پاس آ گئی۔ باہر کی طرف چینی نوجوان پہرے دار کے بھیس میں دروازے کے ساتھ کان لگائے جھکا کھڑا تھا۔ اس نے کسی کے پاؤں کی چاپ سنی جو دروازے کی جانب آ رہی تھی۔ پہرے دار جلدی سے پیچھے ہٹ کر کونے میں اندھیرے کی جانب آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ دروازہ

اپنے آپ کھلا اور اپنے آپ بندہ گیا۔ پہرے دار کی تو عقل گم ہو گئی۔ یہ منظر اس نے صاف طور پر دیکھا تھا کہ دروازہ کھلا۔ اس کا ایک پٹ علیحدہ ہوا۔ کوئی اندر کی طرف نہیں تھا۔ کوئی باہر کی طرف نہیں تھا۔ دروازہ کھل کر اپنے آپ بند ہو گیا۔

اُس وقت ماریا باہر نکل گئی تھی۔ ماریا نے اندھیرے میں چینی پہرے دار کو کھڑے دیکھا تو یہ معلوم کرنے کے لیے ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی کہ یہ پہرے دار ان کی کوٹھڑی کے سامنے کیا کر رہا ہے۔ جب کوٹھڑی کا دروازہ بند ہو گیا تو پہرہ دار اندھیرے میں نکل کر روشنی میں آ گیا۔ اس نے دائیں بائیں غور سے دیکھا اور پھر جھک کر کوٹھڑی کے دروازے سے کان لگا دیے۔ اب ماریا سمجھ گئی کہ جادوگرنی کی طرف سے یہ شخص ان کی جاسوسی کر رہا ہے۔ اسے بڑا غصہ آیا اور اس نے سوچ کہ اس پہرے دار کو جاسوسی کرنے کا تھوڑا سا مزا

چکھانا چاہیے۔ چنانچہ یہ سوچ کر وہ پہرے دار کے قریب آئی۔ جھک کر اس کے کان میں کہا:

''میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔''

یہ سن کر پہرے دار کی چیخ نکل گئی۔ اس نے ڈر کر چاروں طرف دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ حیران سا ہوا۔ پھر اس نے ہنس کر گردن جھٹکی۔ جیسے کہہ رہا ہو، میں بھی کتنا احمق ہوں۔ بھلا کسی بھوت کا یہاں کیا کام؟ وہ مسکرا کر دوسری بار جھک کر دروازے کے سوراخ میں سے اندر دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اب ماریا نے پیچھے سے آ کر ایک زوردار لات پہرے دار کی پیٹھ پر دے ماری پہرے دار منہ کے بل آگے کی جانب گرا اور اٹھ کر چیختا چلاتا ایک طرف بھاگ گیا۔ اس کی چیخ و پکار کی آوازیں سن کر ایک کوٹھڑی میں سے ایک عورت اور مرد دروازہ کھول کر باہر آ گئے۔

''کون ہے؟ یہ کون چیخیں مار رہا ہے؟''

مرد زور زور سے پکار رہا تھا۔ مگر پہرے دار تو وہاں سے بھاگ چکا تھا۔ اس مرد کی بیوی نے کہا:

''اندر آ جائیں۔ یہ ضرور کوئی بھوت ہوگا۔''

مرد نے چھاتی پھلا کر کہا:

''اری بیگم! بہت دیکھے ہیں ہم نے بھوت! کم بخت اگر بھوت سامنے آ جائے تو ایسی لات ماروں کہ نانی یاد آ جائے اس کو۔''

ماریا اس کی باتیں بڑی دلچسپی سے سن رہی تھی۔ جب مرد مرغے کی طرح سینہ پھلا کر اندر جانے لگا تو ماریا نے پیچھے سے ایک لات اس کی پیٹھ پر بھی دے ماری۔ مرد نے ہڑبڑا کر پوچھا:

''بیگم! یہ لات تم نے ماری ہے؟''

بیگم نے کانپتے ہوئے کہا:

"نہیں۔۔۔ میں نے لات نہیں ماری۔"

مرد نے چیخ مار کر کہا:

"تو پھر یہاں ضرور کوئی بھوت ہے۔۔۔ اندر بھاگ چلو۔"

دونوں میاں بیوی لپک کر اندر داخل ہو گئے اور انہوں نے کھٹ سے دروازہ بند کر دیا۔ ماریا کو پتا چل گیا کہ جادوگرنی نے ایک شخص کو ان کی جاسوسی پر لگا دیا ہے۔ اسے یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ جاسوس کون ہے۔ ظاہر ہے کہ جادوگرنی کا کوئی اپنا خاص آدمی ہوگا۔ ماریا نے جاسوس کا پیچھا کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی اور وہ وہاں سے سیدھی جادوگرنی کی کوٹھڑی کی طرف آ گئی۔ جادوگرنی کی کوٹھڑی بند تھی۔ ماریا نے کان لگا کر سنا کہ جادوگرنی اندر کوئی منتر پڑھ رہی تھی۔ اس نے دروازے کی درز میں سے دیکھا۔ جادوگرنی کے پاس وہی مورتی چور اور اس کا ساتھی بیٹھے تھے۔ جادوگرنی منتر پڑھ کر

آگ میں کوئی شے ڈالتی۔ شعلہ بھڑکتا اور پھر آگ اصلی حالت میں آ جاتی۔ ماریا اب کسی طرح کوٹھڑی کے اندر داخل ہونا چاہتی تھی تاکہ یہ معلوم کرے کہ مورتی چور اور جادوگرنی کیا سازش کر رہے ہیں۔ اس نے دروازہ آہستہ سے کھٹکھٹایا جادوگرنی نے مورتی چور کی طرف دیکھا۔ مورتی چور نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا۔ جادوگرنی نے آگ بجھا کر اوپر بڑا سا تھال الٹا رکھ دیا اور شمع روشن کر دی۔ مورتی چور کے ساتھی نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ مصیبت یہ تھی کہ وہ دروازے کے بیچ میں کھڑا تھا اور ماریا اندر داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ ماریا نے ذرا پرے ہٹ کر آہستہ سے آواز دی

"ادھر آؤ۔۔۔ جلدی سے۔"

چور کا ساتھی اس طرف گیا تو ماریا چپکے سے اس کے قریب سے گزر کر کوٹھڑی میں داخل ہو گئی۔ وہ کونے میں لگ کر کھڑی ہو گئی۔

www.urdurasala.com

جب چور کے ساتھی نے آ کر بتایا کہ اسے برآمدے میں کسی نے آواز دی اور پھر کچھ دکھائی نہیں دیا تو جادوگرنی کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ اس نے گہرا سانس لیا اور بولی:

''اس میں ضرور کوئی راز ہے۔''

مورتی چور نے پوچھا:

''راز؟ کون سا راز؟''

''شی۔۔۔خاموش!''

جادوگرنی پر پھر وہی بے چینی طاری ہو گئی۔ اس کی آنکھیں گردش کرنے لگیں۔ اس نے چاروں طرف کوٹھڑی میں نظر گھما کر سرگوشی میں کہا۔

''مجھے کسی عورت کی بو آ رہی ہے۔ یہاں کوئی عورت موجود ہے۔''

''کیسی پاگلوں جیسی باتیں کر رہی ہو خالہ! ہمیں تو یہاں کچھ بھی نظر نہیں آ رہا۔''

مگر جادوگرنی نے کوٹھڑی کا چکر لگانا شروع کر دیا۔ چکر وہ اس طرح لگا رہی تھی کہ اس کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے۔ ماریا سخت پریشان ہو گئی۔ یہ بات اس کے لیے بڑی تشویش ناک تھی کہ جادوگرنی نے اٹھ کر اسے تلاش کرنا شروع کر دیا تھا وہ جدھر جادوگرنی جاتی دوسری طرف ہٹ جاتی۔ مگر آخر کہاں تک بھاگتی؟ ایک دفعہ تو جادوگرنی اس کے جسم کو پکڑنے ہی والی تھی کہ ماریا نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ ٹھوکر سے ایک برتن لڑھک گیا۔ جادوگرنی نے چیخ کر کہا:

''اندر کوئی ہے۔۔۔ پکڑو اسے۔''

ماریا لپک کر دروازے کی طرف آئی اور اسے کھول کر باہر بھاگ

گئی۔ جادوگرنی نے فاتحانہ نظروں سے مورتی چور کو دیکھا اور کہا:

میں نہ کہتی تھی کہ اندر کوئی موجود ہے۔ وہ دیکھو غیبی عورت بھاگ گئی ہے۔

کافرِ جن کا قتل

ماریا بھاگ کر اپنی کوٹھڑی میں آ گئی۔

اس نے عنبر اور ناگ کو ساری بات سنائی اور بتایا کہ جادوگرنی اس کی بو سونگھ لیتی ہے۔ اگر وہ ہوشیاری سے کام نہ لیتی تو جادوگرنی نے اسے ضرور پکڑ لیا ہوتا۔ ماریا نے انہیں بتایا کہ جادوگرنی کوئی بڑی ہی مکار عورت ہے اور وہ مورتی چور کے ذریعے چین کے شاہی محل کے جواہرات خود حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ان جواہرات میں ایک نایاب اور انمول ہیرا زرقاب نامی ہے۔ جادوگرنی ہمیشہ جوان رہنے کے لیے کوئی خاص عمل کر رہی ہے۔ اس عمل کے لیے اسے زرقاب ہیرے کی سخت ضرورت ہے۔ چنانچہ جادوگرنی وہ ہیرا حاصل کرنے

کے لیے چور کو استعمال کر رہی ہے کہ وہ شاہی محل کے سارے ہیرے
چرا کر لے آئے۔ کیونکہ چور زرقاب ہیرے کو پہچان نہیں سکتا۔ عنبر
نے کہا:

''جادوگرنی کے پاس جادو کی طاقت کتنی ہے؟''

ماریا نے کہا:

''اگرچہ اس کے پاس کوئی غیر معمولی اور زیادہ طاقت نہیں ہے۔
لیکن اتنی ضرور ہے کہ وہ میرے غائب ہونے کے باوجود میری بو سونگھ
لیتی ہے۔''

''یہ تو بڑی خطرناک بات ہے۔''

ناگ بولا:

''ہمارے بارے میں اس کا کیا خیال ہے۔''

ماریا نے کہا:

''ہمیں وہ اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتی ہے
کیوں کہ وہ جانتی ہے کہ اس کی سازش سے ہم واقف ہیں اور ہم بھی
ملک چین جا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہم اس راز کو بادشاہ کے آگے فاش
کر دیں اور وہ زرقاب ہیرے سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جائے۔''

عنبر نے کہا:

''معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بڑا ہی قیمتی ہیرا ہے۔ جب ہی تو وہ
اسے اپنے خاص عمل کے لیے حاصل کرنا چاہتی ہے۔ لیکن ہمارا فرض
ہے کہ اس راز کو اپنے تک ہی رکھیں اور اگر چین کے بادشاہ نے
ہمارے ساتھ نیک سلوک کیا تو اس پر ظاہر کر دیں اور یوں اسے لٹنے
سے بچا لیں۔''

ناگ کہنے لگا:

''عنبر بھائی! مجھے اجازت دو کہ میں اس جادوگرنی کو ابھی ہلاک

کر دوں۔

عنبر نے کہا:

”نہیں ناگ بھائی! ہمیں صبر اور تحمل سے کام لینا چاہیے ابھی تک اس نے ہمارے بارے میں کوئی شدید قدم نہیں اٹھایا۔ ہاں اگر اس نے ہم پر حملہ کروایا تو پھر ہم اپنے بچاؤ کے لیے کوئی قدم ضرور اٹھائیں گے۔“

تھانک بولی:

”ابھی آدھی رات باقی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں ابھی یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ کیوں کہ جادوگرنی ضرور ہمیں مروانے کی کوشش کرے گی۔“

ماریا نے کہا:

میرا خیال بھی یہی ہے۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے نہ رہے

گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔“

عنبر بولا:

یہ تو بزدلی ہوگی۔ اور پھر آدھی رات کو اندھیرے میں ہم کہاں ٹکریں مارتے پھریں گے۔ اگر جادوگرنی ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھاتی ہے تو اسے ایسا کرنے دیں۔ ہم پوری طرح اپنا بچاؤ کریں گے۔“

”اگر تمہاری یہی رائے ہے بھائی! تو پھر تم لوگ آرام کرو میں باہر پہرہ دیتی ہوں۔ اگر خطرہ ہوا تو جگا دوں گی۔“ ماریا نے کہا۔

ناگ بولا:

”میں بھی ماریا بہن کے ساتھ پہرہ دوں گا۔“

ماریا کہنے لگی:

نہیں۔۔۔ تمہیں ناگ بھائی! تم آرام کرو۔ میں اکیلی ہی کافی

ہوں۔"

"مگر جادوگرنی کو تمہاری موجودگی کا احساس ہو جاتا ہے۔"

"پھر کیا ہوا۔ میں اس سے دور ہٹ کر کھڑی ہوں گی اور پھر میں اس کے کمرے میں تھوڑے جا رہی ہوں۔ میں تو اپنے دروازے پر ہی رہوں گی اور اگر کوئی خطرہ ہوا بھی تو میں تمہیں فوراً جگا دوں گی۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔"

"اچھا! اب تم لوگ آرام کرو۔ میں باہر جا کر پہرہ دیتی ہوں۔"

ماریا کوٹھڑی سے باہر نکل آئی۔ صحن میں گھپ اندھیرا تھا۔ برآمدے کے کونے میں کوئی مشعل بھی نہیں جل رہی تھی۔ وہاں بھی گھپ اندھیرا تھا۔ صرف آسمان پر ستاروں کی شمعیں جل رہی تھیں جن کی ہلکی ہلکی روشنی میں کوٹھڑی کے دروازے دھندلے دھندلے دکھائی دے رہے تھے۔ ماریا اپنے دروازے سے ہٹ کر ذرا پرے

صحن میں ایک جگہ پتھر کے چبوترے پر بیٹھ گئی اور دیکھنے لگی کہ جادوگرنی کی کوٹھڑی سے کون باہر آتا ہے۔ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد اس نے دیکھا کہ جادوگرنی کی کوٹھڑی کا دروازہ کھلا اور اندر سے مورتی چور کا ساتھی باہر نکلا۔ اس نے چہرے پر کپڑا باندھ رکھا تھا اس کے ایک ہاتھ میں خنجر تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے جادوگرنی بھی باہر نکل آئی۔

اب ماریا کے لیے سامنے آنا ذرا مشکل ہو گیا۔ کیوں کہ جادوگرنی اس کی بو سونگھ لیتی اور اسے پکڑ لیتی۔ ماریا دوسری طرف ہٹ گئی۔ جادوگرنی چور کے ساتھی کو عنبر کی کوٹھڑی کے باہر لے آئی۔ پھر اس کے کان میں جھک کر کچھ کہا۔ چور کا ساتھی تلوار لے کر کوٹھڑی کے اندر چلا

گیا۔ ماریا بڑی پریشان ہوگئی۔ اسے خطرہ تھا کہ اندر جا کر چور کا ساتھی کسی نہ کسی کو ضرور قتل کر دے گا۔ وہ دعائیں مانگنے لگی کہ عنبر یا ناگ میں سے کوئی نہ کوئی جاگ رہا ہو۔ جادوگرنی نے بڑی مکاری سے کام لیا اور وہ دروازے کے باہر خود کھڑی ہوگئی۔

ماریا نے ایک بار اندر جانے کی کوشش بھی کی لیکن جادوگرنی نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔ ماریا پھر دور ہٹ کر کھڑی ہوگئی۔ اب ذرا اندر کا حال سنیں۔ خوش قسمتی سے ناگ جاگ رہا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ دروازہ کھلا تو وہ یہ سمجھا کہ ماریا دوبارہ اندر آ گئی ہے۔ مگر اس کی جگہ چور کا ساتھی چہرے پر ڈھاٹا باندھے اور ہاتھ میں تلوار لیے آ گیا۔ ناگ سمجھ گیا کہ اس بدبخت کی موت اسے اندر گھیر لائی ہے۔

اب اگر وہ ذرا دیر سے کام لیتا تو وہ شخص کسی نہ کسی کو تلوار مار کر ضرور ہلاک کر ڈالتا۔ مصیبت یہ تھی کہ دروازے کے پاس ہی تھا تنگ سوئی

ہوئی تھی اور چور کا ساتھی بڑی آسانی سے اسے قتل کر سکتا تھا اور ناگ کو اتنا موقع بھی نہ ملتا کہ وہ انسان سے سانپ کی جون میں آ کر اسے ڈس سکے۔ مگر چور کے ساتھی کو خیال آیا کہ پہلے عنبر کو مارنا چاہیے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھ کر عنبر کی چارپائی تلاش کرنے لگا۔ اس دوران میں ناگ کو وقت مل گیا۔

اس نے اپنے اوپر چپکے سے گرم لحاف کر لیا۔ لحاف کے اندر ہی اندر آنکھیں بند کر کے پھنکار ماری اور وہ انسان کی جون سے سانپ کی جون میں آ گیا۔ سانپ بنتے ہی وہ فوراً رینگ کر لحاف سے باہر آ گیا اور قاتل کے پیچھے نکل آیا۔ قاتل نے عنبر کے بستر کو تلاش کر لیا تھا۔ اس نے ایک پل بھی ضائع نہ کیا اور ہاتھ اٹھا کر خنجر عنبر کے سینے میں دل کے پاس گھونپ دیا۔ اس کا خیال تھا کہ ایک چیخ کی آواز بلند ہوگی اور پھر خون کا فوارہ چھوٹے گا اور وہ عنبر کو تڑپتا چھوڑ کر دوسرے

آدمی ہر حملہ کردے گا۔

لیکن ان سے کچھ بھی نہ ہوا، نہ عنبر نے چیخ ماری، نہ اس کے سینے سے کوئی خون نکلا، عنبر نے چپکے سے سینے میں سے خنجر نکال کر قاتل کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا:

''ایک بار پھر کوشش کرو۔''

قاتل کی آنکھیں پتھرا کر رہ گئیں۔ وہ جو منظر دیکھ رہا تھا ایسا منظر اس نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ تو بت بنا عنبر کو دیکھتا ہی دیکھتا رہ گیا۔ سانپ اس وقت پھن پھیلا کر قاتل کے سامنے آ گیا اور اپنی پتلی زبان نکال کر پھنکارنے اور جھومنے لگا۔ قاتل کی رہی سہی ہمت بھی ختم ہو گئی۔ وہ الٹے پاؤں بھاگ اٹھا۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر قدم رکھا ہی تھا کہ سانپ نے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا اور واپس کوٹھڑی میں چلا گیا۔ ماریا پرے کھڑی تھی اس نے دیکھا کہ قاتل کا

ساتھی بری طرح لڑکھڑا کر زمین پر گرا ہے۔ جادوگرنی لپک کر اس کی طرف اندھیرے سے نکل کر آئی اس پر جھک گئی۔

چور کے ساتھی نے ہچکی لے کر کہا:

''سانپ ۔۔۔ سانپ نے ڈس دیا۔ وہ ۔۔۔ وہ مرا نہیں۔ میں نے خنجر مارا ۔۔۔ دل میں ۔۔۔ مگر ۔۔۔ وہ ۔۔۔ وہ مرا نہیں۔ خون نہیں نکلا۔ وہ انسان نہیں دیوتا ۔۔۔ دیوتا ہے۔''

اور ایک ہچکی لے کر قاتل مر گیا۔

جادوگرنی اسے گھسیٹتی ہوئی اپنی کوٹھڑی کے اندر لے گئی اور دروازہ بند کر دیا، ماریا بھاگ کر دروازہ کے پاس آئی اور دروازہ میں سے اندر دیکھنے لگی۔ جادوگرنی نے مورتی چور کو جگا کر کہا:

''اسے سانپ نے ڈس دیا ہے۔ مگر اتنی سردی میں وہاں سانپ کہاں سے آ گیا؟ یہ کہتا ہے عنبر کے سینے میں اس نے خنجر گھونپا۔ مگر نہ تو

خون نکلا اور نہ ہی وہ زخمی ہوا۔۔۔وہ دیوتا ہے۔۔۔ضرور یہ شخص کوئی زبردست جادوگر ہے۔"

مورتی چور نے کہا:

"پھر اب کیا ہوگا؟ اگر وہ سچ مچ کوئی زبردست جادوگر ہے تو ہم اپنی سازش میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکیں گے وہ تو جادو کے زور سے ہمارے سارے منصوبے خاک میں ملادے گا۔"

جادوگرنی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا:

افراسیاب جادوگر کے قسم سے میں اس کی جادوگری کو آزماؤں گی اور شکست دوں گی۔ میں ابھی اس پر جادو کرتی ہوں۔ اس کی کوٹھڑی میں ایک خوفناک جن کو بھیجتی ہوں جو ان تینوں کو قتل کردے گا۔ یہ لوگ میرے جن سے نہیں بچ سکیں گے۔"

ماریا بھاگ کر عنبر کے پاس آئی اور انہیں خبردار کردیا کہ جادوگرنی

کسی جن کو بھیج رہی ہے تاکہ وہ انہیں قتل کردے۔ عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ناگ پھر سے اپنی انسان کی جون میں آچکا تھا۔ ناگ نے کہا:

"کم از کم تمہیں تھانگ اور ماریا کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے عنبر! اس وقت اس کی بہت ضرورت ہے کہ تم اپنے بہرام جن سے مدد طلب کرو۔ اور وہ اب کام نہیں آئے گا تو پھر کب کام نہیں آئے گا تو پھر کب کام آئے گا۔"

عنبر نے محسوس کیا کہ معاملہ نازک صورت اختیار کر گیا ہے۔ اگر سچ مچ جادوگرنی نے جادو کے زور سے اپنے کسی قابو کیے ہوئے جن کو وہاں بھیج دیا تو وہ خود تو بچ جائیگا مگر ناگ، تھانگ اور ماریا کو اس بھیانک جن کے چنگل سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ چنانچہ اس نے بہرام جن سے مدد لینے کا فیصلہ کرلیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے بہرام جن کا تصور آنکھوں میں کیا اور آہستہ سے آواز دی:

''بہرام! تم جہاں کہیں بھی ہو میری آواز کو سنو اور میری مدد کو پہنچو میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔''

دوسرے ہی لمحے بہرام جن اس کے پاس کھڑا تھا۔ مگر اسے سوائے عنبر کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بہرام جن نے مسکرا کر پوچھا:

آپ نے مجھے بڑی دیر کے بعد یاد کیا ہے میرے آقا! کیا بات ہے آپ کو میری ضرورت نہیں تھی کیا؟''

عنبر نے کہا:

''بہرام! یہ باتیں پھر کبھی کروں گا۔ پہلے یہ سنو کہ ابھی ابھی یہاں ایک جن کو بھیجا جا رہا ہے کہ ہم سب کو قتل کر دیا جائے۔ یہ جن افراسیاب کے بادشاہ کا جن ہے۔ تم ہمیں اس سے بچاؤ۔''

جن نے ہنس کر کہا:

''یہ کون سی بڑی بات ہے، میرے آقا! میں میں سلیمان علیہ

السلام کا توحید پرست جن ہوں۔ وہ تو میرا ابھی مقابلہ نہ کر سکے گا۔ ابھی آپ دیکھ لیں کہ اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔''

یہ کہہ کر بہرام غائب ہو گیا۔

اتنے میں دروازہ ایک دم ٹوٹ کر گر پڑا۔ ایک بھیانک قہقہہ گونجا اور فرش پر سے کسی نے تخت اٹھا کر چھت پر یوں دے مارا جیسے وہ کوئی لکڑی کا کٹورا ہو۔ تخت پوش فرش پر گرتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ تھانگ چیخ مار کر اٹھ بیٹھی اور رونے لگی۔ اب جادوگرنی کا جن نمودار ہوا۔ وہ ایک خوفناک سینگوں والا جن تھا جس کا سر اوپر چھت کے ساتھ ٹکرا رہا تھا۔ اس کے دانت بڑے لمبے لمبے تھے اور ہاتھ زمین کو چھو رہے تھے۔ تھانگ عنبر کے پیچھے آ کر چھپ گئی۔

عنبر نے کہا:

''اے افراسیاب کے جن! اگر تم اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو جن

قدموں سے چل کر آئے ہو انہیں قدموں سے چل کر واپس چلے
جاؤ۔"

جن نے ایک اور قہقہہ لگایا اور عنبر کو اٹھا کر چھت کے ساتھ دے
مارا۔ اگر عنبر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کے بدن کے پرخچے اڑ جاتے۔
مگر عنبر چونکہ مر نہیں سکتا تھا اس لیے اس کو کچھ بھی نہ ہوا۔ اب بہرام
نے اپنا کام دکھایا۔ دیکھتے ہی دیکھتے افراسیاب کے جن کی گردن پر
ایک پتھر آ کر لگا اور وہ زمین پر جھک گیا۔ اس کے بعد کسی نے ایک لمبی
تلوار اس کے سینے میں گھونپ دی۔ اس نے ایک چیخ ماری اور تڑپنے
لگا۔ بہرام جن نے تلوار کھینچ کر اس کی گردن تن سے اڑ دی اور پھر اس
کے جسم کے ٹکڑے اٹھا کر باہر صحن میں پھینک دیے۔

باہر ماریا کھڑی تھی۔ اس نے اندھیرے میں لاش کے ٹکڑے
فرش پر گرتے دیکھے تو سمجھ گئی کہ عنبر نے بہرام جن کو بلوا کر اس سے

جادوگرنی کے جن کو ہلاک کروا دیا ہے۔ جادوگرنی نے جب دیکھا کہ
اس کے جن کے ٹکڑے اڑا دیے گے ہیں تو وہ خوف زدہ ہو کر وہاں
سے بھاگی اور اپنی کوٹھڑی میں آ کر اس نے اندر سے دروازہ بند کر لیا
اور آگ کے پاس افراسیاب کے بت کے آگے سجدے میں گر کر تھر
تھر کانپنے لگی۔ افراسیاب کی آواز آئی کہ اے ہماری جادوگرنی تم نے
بڑی غلطی کی جو ہمارے جن کو سلیمان علیہ السلام کے جن سے لڑایا۔
اس میں ہمارے جن کی شکست لازمی تھی۔ کیوں کہ میری طاقت
سلیمان علیہ السلام کی طاقت سے بہت کم ہے۔

اب بھی عقل سے کام لو اور اپنی اس حرکت سے باز آ جاؤ۔ نہیں تو
جس آدمی کے پاس بہرام نامی جن ہے وہ تمہیں بھی قتل کر سکتا ہے۔

جادوگرنی تھر تھر کانپتی رہی۔ ادھر ماریا عنبر کے پاس آ گئی۔ جن
کے ہلاک ہونے پر انہوں نے عنبر کا شکریہ ادا کیا۔ دروازہ بند کر کے وہ

www.urdurasala.com

اپنے اپنے بستروں پر لیٹ گے اور جنوں کی لڑائی کے بارے میں
باتیں کرنے لگے۔ عنبر کا خیال تھا کہ اب جب کہ ان کی طاقت کی
دہشت جادوگرنی پر بیٹھ گئی ہے۔ وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ ان سے
کبھی مقابلہ نہیں کرے گی۔

"اس لیے بہتر ہے کہ ہم سورج کی پہلی کرن کے ساتھ یہاں
سے کوچ کر جائیں۔"

اور یہی ہوا۔ ابھی دن پوری طرح سے نہیں نکلا تھا کہ عنبر، ناگ
اور تھانگ جادوگرنی کی ڈیوڑھی میں اس کے پاس آ گئے۔

شگوفہ چڑیل

جادوگرنی انہیں اپنے پاس دیکھ کر ڈر گئی۔

اس نے خوشامدانہ لہجے میں پوچھا کہ کیا وہ لوگ جا رہے ہیں؟

عنبر نے جادوگرنی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ ہاں وہ جا
رہے ہیں۔ اس دوران میں ماریا بھی اس کے پاس آ گئی۔ جادوگرنی
نے ماریا کی بو سونگھ لی تھی۔ مگر وہ ڈر کے مارے بول نہیں رہی تھی۔ آخر
ماریا نے خود ہی چبوترے پر سے ایک تھالی اٹھا کر باہر سڑک پر پھینک
دی۔ جادوگرنی حیرانی سے تھالی کو تکتی رہی اور پھر بھی کچھ نہ بولی۔ عنبر

نے پوچھا:

"کہو خالہ! اب کیسی طبیعت ہے؟ کیا اب بھی جنگ کرنے کا کوئی خیال ہے؟"

جادوگرنی نے عنبر کی نظروں سے گھبرا کر کہا:

میں کسی کے ساتھ بھلا کیا جنگ کر سکتی ہوں۔ میں تو ایک غریب کمزور سی عورت ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر آدھی رات کو ہمارے کمرے میں جن کس لیے بھیجا تھا؟"

جادوگرنی نے مکاری سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"سامری کی قسم! میں نے کسی جن کو نہیں بھیجا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی تھی کہ کسی کے خلاف کچھ کرنے کی۔ میں تو ایک غریب کمزور سی عورت ہوں۔"

عنبر نے ہنس کر طنزیہ انداز میں کہا:

میں سب سمجھتا ہوں کہ تم کتنی کمزور اور غریب عورت ہو۔ اگر مجھ میں اتنی طاقت نہ ہوتی کہ زندہ رہتا تو تمہارا جن پہلے ہی وار میں مجھے ہلاک کر چکا ہوتا۔ بہر حال اب ہم ملک چین کی طرف جا رہے ہیں۔ تم ہمارے خلاف جو کچھ کرنا چاہتی ہو کر لو۔ ہم جہاں بھی ہوں گے تمہارا مقابلہ کریں گے۔"

اتنا کہہ کر عنبر، ناگ، ماریا اور تھانگ سرائے سے باہر نکل آئے اور جادوگرنی انہیں دیکھتی ہی رہ گئی۔ جب وہ چلے گئے تو جادوگرنی نے اسی وقت مورتی چور کو ساتھ لیا اور اپنی کوٹھڑی میں آ کر دروازہ بند کر لیا۔ اس نے چور سے کہا:

یہ تمہاری جواں مردی کا امتحان ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ تم میں کتنی بہادری اور بزدلی ہے اس سے پہلے تم نے بزدلی دکھائی تھی اور

مرتے مرتے بچے تھے۔ اگر اب کی بار بھی تم نے بہادری سے کام نہ لیا تو یاد رکھو میرا جادو تمہیں جہاں بھی تم ہو گے جلا کر بھسم کر دے گا۔"

مورتی چور نے ڈرتے ہوئے کہا:

"خالہ! اس بار میں بزدلی نہیں دکھاؤں گا۔ میں بہادری سے کام لوں گا اور تمہیں شاہی محل میں سے بادشاہ کے سارے ہیرے چرا کر لا دوں گا۔ لیکن تم بھی اپنی شرط یاد رکھنا۔ مجھے آدھے ہیرے مل جانے چاہیں۔"

جادوگرنی نے کہا:

"ضرور ضرور! میں نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کروں گی۔ لیکن اگر تم نے کسی وجہ سے یہ کام نہ کیا اور وہیں سے بھاگ گئے تو یاد رکھو تمہارا بھی وہی انجام ہو گا جو تمہارے ساتھی کا ہوا۔"

مورتی چور بولا:

"سوال یہ ہے کہ یہ لوگ جو میرے آگے آگے چین جا رہے ہیں میرے لیے پریشانی ضرور پیدا کریں گے۔ انہیں میری شکل کا بھی پتا چل گیا ہے اور یہ میری سازش سے بھی واقف ہیں۔ کیا ان پر تمہارا جادو نہیں چل سکتا۔"

جادوگرنی مورتی چور کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ ان لوگوں سے پہلے ہی شکست کھا چکی ہے اس نے گردن اکڑا کر کہا:

"کیوں نہیں چل سکتا؟ میرا جادو بڑا زبردست ہے۔ یہ پہاڑ کے پتھروں میں بھی شگاف پیدا کر سکتا ہے۔ میں اگر چاہوں تو آسمان کا ٹکڑا اتار کر زمین پر پھینک دوں اور زمین کا ٹکڑا اٹھا کر آسمان پر لگا دوں۔ میں جادو کے زور سے ان لوگوں کی نگرانی کروں گی اور تمہیں ہر قدم پر اپنی مدد پہنچاؤں گی۔"

پھر جادوگرنی نے آگ جلا کر جادو کے منتر پڑھنے شروع کر

دیے۔ وہ منتر پڑھ پڑھ کر آگ میں پتھروں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پھینکے جا رہی تھی۔ پھر اس نے گلے میں سے سبز منکوں کی مالا اتار کر اس کو پھیرنا شروع کر دیا۔ مالا پھیرتے پھیرتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس آگ کے گرد چکر لگائے اور ایک ہنڈیا کو الٹا زمین پر رکھ کر اس سے پوچھا:

"عنبر اور اس کے ساتھی جہاں کہیں بھی ہوں ان کی نگرانی کرو اور مجھے ایک ایک پل کی خبر دو۔۔۔۔سنا تم نے؟"

ہنڈیا میں سے منی سی آواز آئی:

"سن لیا خالہ جادوگرنی! میں عنبر اور ان کے ساتھیوں کی نگرانی کروں گی اور تمہیں ایک ایک پل کی خبر لا کر دوں گی۔"

جادوگرنی کہنے لگی:

مجھے یہ بتاؤ کہ اس کے ساتھ وہ انسان کون ہے جو غائب ہے اور

ساتھ رہتے ہوئے بھی کسی کو نظر نہیں آتا؟"

ہنڈیا کی آواز نے کہا:

"میں اپنی بڑی چڑیل بہن سے پوچھ کر بتاتی ہوں کہ وہ عورت کون ہے۔' کیوں کہ میری بڑی چڑیل بہن غیبی انسانوں کو زیادہ جانتی ہے۔"

جادوگرنی نے کہا:

"مجھے جلدی سے یہ خبر لا کر دو۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

ہنڈیا کی آواز غائب ہو گئی۔ جادوگرنی کے منتر پڑھنے کی آواز تیز ہو گئی۔ اس نے اٹھ کر آگ کے گرد چکر لگانے شروع کر دیے۔ تھوڑی دیر بعد ہی ہنڈیا میں سے ایک دوسری چڑیل کی منی آواز بلند ہوئی۔

"اے جادوگرنیوں کی ملکہ جادوگرنی! شگوفہ چڑیل تمہاری خدمت میں حاضر ہے۔ میں کاغان کی وادیوں کی سیر کرتی پھر رہی تھی

کہ مجھے اطلاع ملی کہ تم نے مجھے یاد کیا ہے۔ میں فوراً تمہاری خدمت
میں حاضر ہوگئی ہوں۔''

جادوگرنی نے پوچھا:

''شگوفہ چڑیل! یہ بتاؤ کہ ملک چین کو جانے والے عنبر اور اس
کے ساتھیوں میں وہ کون انسان ہے جو غائب ہے مگر ان کے ساتھ
ساتھ سفر کر رہا ہے؟''

شگوفہ چڑیل نے کہا:

''اے جادوگرنیوں کی ملکہ جادوگرنی! اس لڑکی کا نام ماریا ہے
اس کو مصر کے ایک بہت پرانے جادوگر کا بن اعظم نے اپنے جادو
سے غائب کر دیا ہے۔ وہ عنبر اور ناگ کی بہن ہے۔''

جادوگرنی نے کہا:

''اور ہاں! مجھے یہ بتاؤ کہ یہ ناگ کون ہے۔ اس کی آنکھوں پر

مجھے شک ہوتا ہے کہ وہ انسان نہیں ہے۔ کیا تم مجھے اس کے بارے
میں کچھ بتا سکتی ہو؟''

شگوفہ چڑیل نے کہا:

''اے جادوگرنیوں کی ملکہ! میری بات کو غور سے سن وہ نوجوان
جس کا نام ناگ ہے وہ اصل میں ایک سانپ یوحا ہے جو اس زمین پر
ایک سو برس زندہ رہنے کے بعد ویہ پلٹ کر انسان کے روپ میں
آ گیا ہے۔ اب اس میں اتنی طاقت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ جب چاہے
انسان سے سانپ اور سانپ سے انسان بن سکتا ہے۔ کل رات جس
سانپ نے مورتی چور کے ساتھی کو ڈسا تھا وہ یہی ناگ تھا جو اپنی جون
بدل کر سانپ بن گیا تھا۔''

جادوگرنی یہ سن کر کچھ حیران ہوئی اور بولی:

''شگوفہ چڑیل! یہ بتاؤ کہ کیا اس ناگ کو کسی طرح سے ہلاک نہیں

کیا جا سکتا؟"

شگوفہ چڑیل نے کہا:

"اے جادوگرنیوں کی جادوگرنی! اس کو ہلاک کرنے کا طریقہ بڑا مشکل اور لمبا ہے۔ اگر تم اسے قتل کر کے اس کی لاش پانچ سال تک ایک ایسی جگہ دبائے رکھو جہاں تم ہر ایک مہینے کے بعد لاش کھول کر اس پر گندھک کا تیزاب ڈالتی رہو تو یہ ناگ عرصہ پانچ سال کے بعد مکمل طور پر مر جائے گا۔ دوسری صورت میں اگر تم اسے قتل کر کے زمین میں سبا دو گی یا آگ میں جلا دو گی یا پانی میں ڈبو دو گی تو یہ ایک مہینے کے بعد وہاں سے پھر سانپ بن کر جی اٹھے گا۔"

جادوگرنی بولی:

"یہ تو بڑی مشکل بات ہے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اس کے ساتھی عنبر پر میرے آدمی نے جب خنجر چلایا تو اس پر خنجر کا اثر کیوں نہیں ہوا؟ اس کو

زخم کیوں نہیں آیا؟ اس نے جسم سے خون کیوں نہیں بہا؟"

شگوفہ چڑیل نے کہا:

"اے جادوگرنیوں کی جادوگرنی! یہ شخص جس کا نام عنبر ہے ایک عجیب اور کمال کا شخص ہے۔ تم یہ سن کر حیران ہو گی کہ یہ شخص اس زمین پر ڈھائی ہزار برس سے زندہ چلا آ رہا ہے۔"

جادوگرنی نے چونک کر پوچھا:

"کیا کہا تم نے؟ ڈھائی ہزار برس سے یہ شخص زندہ ہے؟"

ہاں اے عظیم جادوگرنی! میں تمہیں ایک ایسا راز بتا رہی ہوں جو سوائے اس شخص عنبر کے کسی کو معلوم نہیں یہ عنبر نوجوان ڈھائی ہزار برس پہلے ایک فرعون بادشاہ کے گھر پیدا ہوا۔ پھر اس نے مصر کے ایک غریب حکیم کے گھر پرورش پائی۔ پھر جوان ہو کر یہ شخص بادشاہ بنا اور کاہن اعظم کی عظیم ترین دیوی کے حکم اور دعا سے اسے یہ کمال حاصل

ہو گیا کہ یہ شخص اب ہر دور میں زندہ رہے گا۔ یہ کبھی نہیں مرے گا۔
اس پر تیر، تلوار، آگ اور خنجر کسی شے کا اثر نہیں ہوگا۔ اس کے جسم پر
جہاں زخم لگے گا خون نہیں بہے گا اور زخم اپنے آپ بند ہو جائے گا۔ یہ
بڑا ہی طاقت ور شخص ہے، اے جادوگرنی! اس سے بچ کر رہنا۔
سلیمان علیہ السلام کے جن بھی اس کے پاس آتے جاتے ہیں۔ میں
بھی اس کے سامنے عاجز اور مجبور ہوں۔“

یہ سن کر جادوگرنی سکتے میں آ گئی کہ عنبر اتنی بھرپور اور حیرت انگیز
طاقت کا مالک ہے اسے تو پہلے ہی شک تھا کہ وہ غیر معمولی انسان
ہے۔ بہر حال وہ زرقاب ہیرا حاصل کرنے کے لیے دنیا کی بڑی
سے بڑی طاقت سے ٹکرا سکتی ہے۔ وہ بوڑھی ہو رہی تھی۔ اس کے
چہرے پر جھریاں پڑ رہی تھیں۔ اسے بڑھاپے اور موت سے خوف آتا
تھا۔ وہ ہمیشہ زندہ اور جوان رہنا چاہتی تھی اور اس کے لیے وہ ایک

جادو کا عمل کر رہی تھی جس میں زرقاب ہیرے کی سخت ضرورت تھی۔
اس ہیرے کے بغیر وہ عمل پورا نہیں ہوتا تھا اور دوا تیار نہیں ہوتی تھی۔

اس نے شگوفہ چڑیل سے کہا:

”تم عنبر کو ہلاک نہیں کر سکتی ہو تو کیا ایسا نہیں کر سکتی کہ وہ شاہی محل
سے ہیروں کی چوری میں مورتی چور کے کام میں دخل نہ دے سکیں؟“

شگوفہ چڑیل بولی:

اس کے لیے میں کوشش کر سکتی ہوں۔ میں ان لوگوں کی توجہ کسی
دوسری طرف لگا سکتی ہوں۔ اس کے علاوہ میں اور بہت کچھ کر سکتی
ہوں۔“

جادوگرنی نے کہا:

”پھر تم ہی اپنی بہن کی جگہ یہ کام کرو۔“

چڑیل کہنے لگی:

"جو تمہارا حکم اے جادوگرنیوں کی جادوگرنی! یہ کام میں کروں گی۔
میں عنبر کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ سفر کروں گی اور انہیں پیروں کی
ہونے والی چوری کے بارے میں کسی سے اور خاص طور پر چین کے
بادشاہ فومانچو سے بات کرنے سے باز رکھوں گی۔"

جادوگرنی نے کہا:

"ٹھیک ہے اب تم جاسکتی ہو۔"

شگوفہ چڑیل نے ایک قہقہہ لگایا جو بڑا ہی مکروہ تھا اور غائب ہو
گئی۔ اس کے ساتھ ہی جادوگرنی نے ہنڈیا الٹ دی اور مورتی چور
سے کہا:

"مورتی اب تمہارا کام بے حد تک آسان ہوگیا ہے۔ اب تم بے
خطر ہوکر سفر کرسکتے ہو۔ یہ لوگ تمہارے راستے میں اگر رکاوٹ بنے یا
انہوں نے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو شگوفہ چڑیل ان کا

مقابلہ کرے گی۔ تمہیں بھی راستے میں یا چین پہنچ کر کسی وقت مدد کی
ضرورت پڑے تو شگوفہ چڑیل کو یاد کرنا۔ وہ تمہاری مدد کے لیے فوراً
پہنچ جائے گی۔"

"بہت اچھا خالہ۔"

"تم آج ہی دوپہر کے بعد سفر شروع کردینا اور تم اس راستے
سے ہوکر جانا جو جنوب مشرق سے ہوکر ادشان کی پہاڑیوں اور کالام
کے درے میں سے گزر کر دیوار چین کی طرف جاتا ہے۔ اس طرح تم
محفوظ ہوگے۔"

مورتی نے پوچھا:

"دیوار چین پر سے کس طرح گزروں گا؟"

جادوگرنی نے کہا:

"یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ تم ایک تاجر کا بھیس بدل کر دیوار چین

کی چوکی پر پہرہ دینے والے سپاہیوں کو دھوکہ دے کر بڑی آسانی سے گزر سکتے ہو۔ کسی کو کیا پڑی ہے کہ تم پر شک کرے۔ سوداگر کئی ملکوں سے آکر چین میں داخل ہوتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے خالہ! میں آج ہی دوپہر کو اپنا سفر شروع کر دوں گا۔"

ادھر موتی چین کے سفر کی تیاریاں کر رہا تھا۔ دوسری طرف عنبر، ناگ، تھانگ اور ماریا ملک چین کی طرف سفر کر رہے تھے۔ وہ سارا دن سفر کرتے رہے۔ دوپہر کو انہوں نے ایک جگہ چھوٹی سی پہاڑی ندی کنارے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ گھوڑوں کو دانہ دنکا اور تازہ دم ہو کر پھر آگے چل پڑے۔

ماریا اٹھالی گئی

چین کی طرف سفر کرتے ہوئے انہیں چھ روز ہو گئے تھے۔

عنبر، ناگ اور ماریا نے وہ اونچا لمبا پہاڑ عبور کر لیا تھا جس کے پار دیوارِ چین شروع ہوتی تھی۔ دیوارِ چین ایک طرح سے چین کی اس زمانے کی سرحد تھی۔ دیوار کی دوسری جانب ملک چین آباد تھا۔ جیسا کہ تھانگ نے پہلے بیان کیا، یہ دیوار چین کے بادشاہ نے باہر کے حملہ آور دشمنوں سے بچنے کے لیے بنائی تھی۔ اس دیوار کی چوڑائی اتنی

کے فاصلے پر سپاہیوں کی چوکی تھی جہاں کم از کم سات آٹھ سپاہی ہر وقت پہرہ دیتے تھے۔ ہر چوکی کا ایک دروازہ تھا جو ہمیشہ بند رہتا تھا اور صرف خاص موقع پر کھولا جاتا۔ سوداگروں اور سرکاری کارندوں کے آنے جانے کے لیے ایک چھوٹی سی سرنگ ہر چوکی پر بنی ہوئی تھی جس کے منہ پر چار سپاہی تلواریں اور تیر کمان لیے ہروقت موجود رہتے۔

ایک چوکی سے دوسری چوکی تک، دیوار کے اوپر پہرہ داروں کی گشت ہر وقت جاری رہا کرتی۔ دور سے دیوارِ چین کو دیکھ کر عنبر نے کہا:

"خدا کا شکر ہے کہ ہم منزل کے قریب پہنچ گئے۔"

پھر انہوں نے تھانگ (چینی لڑکی) سے مشورہ لیا کہ دیوارِ چین یا چین کی سرحد تک پہنچنے کا سب سے مختصر ترین راستہ کونسا ہوگا؟ تھانگ

نے انہیں بتایا کہ وہ دو روز کے سف کے بعد دیوار تک پہنچیں گے اور سب سے مختصر راستہ بھی یہی تھا۔ جس پر وہ سفر کر رہے تھے۔ سارا دن سفر کرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں داخل ہوئے۔ جہاں چھ سات گھاس پھوس کے بنے ہوئے مکانات تھے۔ جن میں گڈریئے اور لکڑہارے چینی رہتے تھے۔ چینی لڑکی تھانگ نے ایک چینی بوڑھے سے اپنی زبان میں بات کر کے وہاں ایک جھونپڑی رات بسر کرنے کے لیے حاصل کر لی۔ چینی بوڑھا ایک لکڑہارا تھا جو وہاں اکیلا رہتا تھا۔ اس کے بچے چین کے دارالحکومت اس کی بہن کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ چینی لڑکی نے خود ہی چاول ابالے اور چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو بھون کر ان کا شوربہ بنایا جنہیں ان سبھوں نے بڑے شوق سے کھایا۔

چینی بوڑھے نے تھانگ سے پوچھا:

"بیٹی! تم ایک چینی لڑکی ہو۔ پھر ان لوگوں کے ساتھ تمہارا ساتھ
کیسے ہوا اور تم کس طرح سفر کر رہی ہو؟"

تھانگ نے بوڑھے چینی کو اپنی مصیبت کی ساری کہانی سنائی اور
بتایا کہ عنبر وغیرہ نے کس طرح اس کی مدد کر کے اسے ڈاکوؤں کے
چنگل سے چھڑایا اور اب صرف اسے ماں باپ کے پاس پہنچانے
شنگھائی تک کا دشوار سفر کر رہے ہیں۔ بوڑھا چینی عنبر اور ناگ سے بڑا
متاثر ہوا۔ شام کو بوڑھا ان کے لیے باغ سے سیب اور انگور توڑ لایا۔
جو انہوں نے مل کر کھائے اور شمعوں کے روشن ہوتے ہی سو گئے۔

ماریا ان سے ذرا ہٹ کر سوئی۔ اس لیے کہ کوئی اس سے ٹکرا وغیرہ
نہ جائے۔ چونکہ وہ غائب تھی اور کسی کو نظر نہیں آتی تھی اس لیے وہ
ہمیشہ اس قسم کی احتیاط برتی تھی۔ ان کے پیچھے پیچھے مورتی چور بھی سفر
کر رہا تھا۔ اس کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ اگر بن سکتی تھی تو

وہ ماریا ہی بن سکتی تھی۔ جادوگرنی نے بھی اسے ہدایت کی تھی کہ اگر ہو
سکے تو کسی طرح ماریا کو قابو میں کرنے کی کوشش کرنا۔ اگر تم نے ماریا کو
قابو کر لیا تو پھر یہ لوگ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ ماریا ہر وقت
غائب رہتی تھی۔ اسے قابو میں کرنا بڑا مشکل تھا۔ پھر بھی مورتی نے
ٹھان لی تھی کہ وہ وقت آنے پر ماریا کو اپنے قبضے میں کر کے ہی دم لے
گا۔ چین کے شاہی ہیروں کی چوری کوئی معمولی کام نہیں تھا۔

ویسے بھی یہ ایک قیمتی منصوبہ تھا۔ مورتی ہیرے چرا کر اپنی ساری
زندگی عیش و عشرت سے بسر کر سکتا تھا۔ اس راستے میں اسے ماریا بے
حد پریشان کر سکتی تھی۔ وہ نظروں سے غائب وہ کر مورتی اور جادوگرنی
کے سارے منصوبے پر پانی پھیر سکتی تھی۔ چنانچہ مورتی نے فیصلہ کر لیا
کہ وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی ماریا کو اپنے قبضے میں ضرور کریگا۔

وہ ان لوگوں کے پیچھے پیچھے سفر کر رہا تھا اور ان کی ہر ایک نقل و

حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ جب انہوں نے چینی بوڑھے کی جھونپڑی میں رات بسر کرنے کا فیصلہ کرلیا تو وہ تھوڑی دور ٹیلے کے پیچھے کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے بھی اسی جگہ ٹیلے کے پاس قیام کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ گھوڑے سے اتر پڑا۔ گھوڑے کو ان نے ایک درخت کے ساتھ باندھا اور گھاس پھوس اس کے آگے ڈال کر عنبر وغیرہ کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے لگا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ماریا کس جگہ پر ہے لیکن چونکہ وہ غائب تھی اس لیے کسی کو بھی نظر نہیں آسکتی تھی۔ پھر بھی عنبر کے بات کرنے اور ناگ کے اشاروں وغیرہ سے اس نے اندازہ لگالیا کہ ماریا جھونپڑے کے اندر داخل ہوگئی ہے اور بائیں جانب کونے میں اپنا بستر جمارہی تھی۔ اس نے ماریا کے نیچے اترتے ہی اس کے گھوڑے کو بھی دیکھ لیا تھا۔ اس کے گھوڑے کا رنگ بادامی اور سیاہ تھا۔ ماریا جب اس پر سوار ہوتی تھی تو وہ غائب ہو

جاتا تھا۔ اس وقت وہ اصطبل میں دوسرے گھوڑوں کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ چینی بوڑھے نے بھی حیرانی سے تھانگ سے پوچھا:

''بیٹی تم تو کل تین ہو پھر یہ چوتھا گھوڑا کہاں سے آگیا؟''

پہلے تو تھانگ ذرا گھبرایا، پھر جلدی سے بولی:

''بابا! آپ کو مغالطہ لگا ہے۔ ہمارے پاس چار ہی گھوڑے تھے۔ یہ ایک گھوڑا ہم نے سفر میں کسی وقت کام آنے کے لیے فالتو رکھ چھوڑا ہے۔''

''اچھا! اچھا! یہ تو بڑی عقل مندی کی بات ہے۔''

چینی بوڑھا خاموش اور مطمئن ہو گیا تھا۔

لیکن مورتی کے دل میں ایک ہی خیال بار بار اٹھ رہا تھا کہ ماریا کو کس طرح سے قابو کیا جائے۔ جادوگرنی نے اسے جاتے وقت ایک سفوف دیا تھا۔ یہ زرد رنگ کا ایک سفوف تھا جو نیلے رنگ کی شیشی میں

پڑا ہوا تھا۔ اس سفوف کی خاصیت یہ تھی کہ اگر اسے کسی رومال یا
کپڑے کے ٹکڑے پر تھوڑا سا گرا کر کسی شخص کی ناک پر رکھ دیا جائے تو
وہ فوراً بے ہوش ہو جاتا تھا اور دو پہر تک بے ہوش رہتا تھا۔

مورتی نے وہ سفوف اور رومال جیب میں ڈالا اور رات کا اندھیرا
پھیلنے کا انتظار کرنے لگا۔ دوسری طرف عنبر، ناگ، تھانگ اور ماریا
چونکہ دن بھر کے سفر سے تھکے ہوئے تھے۔ اس لیے بہت جلد انہیں
نیند آ گئی اور وہ سو گئے۔ مورتی اسی انتظار میں تھا۔ وہ ٹیلے کی آڑ میں
سے نکل کر دبے پاؤں جھونپڑی کی طرف رینگنے لگا۔ وہ بڑی احتیاط
کے ساتھ زمین پر جھک کر آگے بڑھ رہا تھا۔ رات اندھیری تھی اور
آسمان پر چاند ابھی نہیں نکلا تھا۔ ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں
جھونپڑی کا دروازہ دھندلا دھندلا نظر آ رہا تھا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر مورتی چور زمین پر منہ کے بل لیٹ

گیا اور اس نے چھپکلی کی طرح دھیرے دھیرے رینگ کر آگے بڑھنا
شروع کر دیا۔ اتفاق کی بات یہ تھی کہ جھونپڑی کا دروازہ نہیں تھا۔
صرف ایک کمبل تھا جو اس کے آگے لٹک رہا تھا۔ مورتی رینگتا رینگتا
اس کمبل کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے زندگی میں بڑے بڑے ڈاکے
ڈالے تھے مگر اس کا دل کبھی اتنا نہیں گھبرایا تھا جتنا اس کا دل اس وقت
گھبرا رہا تھا۔ بات ہی ایسی تھی وہ ایک ایسی چیز پر ڈاکہ ڈالنے جا رہا تھا
جو اسے بالکل نظر نہیں آتی تھی۔ اگر اس کا اندازہ صحیح نکلا اور اس کا ہاتھ
ٹھیک نشانے پر پڑا تو پو بارہ ورنہ اس کی جان کی خیر نہیں تھی۔

منصوبہ اس کا یہ تھا کہ وہ اندازے کے مطابق آگے بڑھ کر بے
ہوش کر دینے والے سفوف کا رومال ماریا کی ناک پر رکھ دے گا۔
جب وہ بے ہوش ہو جائے گی تو اسے اٹھا کر لے آئے گا اور اس کی
مشکیں کس کر اور منہ کے گرد کپڑا باندھ کر اسے قید کر کے اپنے قبضے

میں کرے گا۔ وہ ایک رسی ماریا کے گلے میں باندھ رکھے گا جس کی وجہ سے وہ اسے ہمیشہ دکھائی دیتی رہے گی۔ منصوبہ بڑا خطرناک تھا اور مورتی کو یقین تھا کہ وہ اس میں ضرور کامیاب ہوگا اور اگر وہ ایک دفعہ کامیاب ہو گیا تو پھر کوئی مشکل بات نہ تھی کہ وہ ہیروں کو بھی اپنے قبضے میں کر لے گا۔

اگر اسے خطرہ تھا تو صرف یہ تھا کہ کہیں اس کا ہاتھ اوچھا نہ پڑ جائے اور ماریا پرے لیٹی ہو اور وہ کسی اور جگہ رومال زور سے زمین پر دے مارے۔ ایسی صورت میں ماریا چیخ مار کر سب کو جگا سکتی تھی اور پھر عنبر اور ناگ سے کوئی مشکل نہ تھا کہ اسے وہیں قتل کر دیتے۔ اس لیے مورتی چور بڑی احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ رینگتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ جھونپڑی کے دروازے کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا۔ کمبل اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا رہا تھا۔ اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا

تھا۔ اور دور پہاڑیوں کے پیچھے چاند کی روشنی ابھرنے لگی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ابھی دم میں چاند نکلنے والا تھا۔ وہ چاند کی روشن پھیلنے سے پہلے پہلے یہ سارا کام ختم کر دینا چاہتا تھا۔

مورتی نے ایک ہاتھ لیٹے لیٹے آگے بڑھا کر جھونپڑی کا پردہ ذرا سا ہٹایا اور جھونپڑے کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر کونے میں ایک موم بتی جل رہی تھی۔ جس کی دھیمی دھیمی روشنی میں مورتی نے دیکھا کہ ایک طرف عنبر، ناگ سو رہے تھے اور دوسری طرف چینی لڑکی تھانگ سو رہی تھی۔ ان سب نے اپنے اوپر کمبل ڈال رکھے تھے۔ مورتی نے دیکھا کہ تھانگ سے ذرا ہٹ کر کوئی شخص سو رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی ماریا ہے۔ کیوں کہ جھونپڑے کے اندر چوتھا انسان سوائے ماریا کے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کا دل خوشی سے دھڑکنے لگا۔ اس کی منزل اس کے سامنے تھی اس نے دھیرے دھیرے بڑی احتیاط کے ساتھ

ماریا کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ ماریا کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ قریب آ کر اس نے کان لگا کر سنا۔ کمبل کے اندر منہ چھپائے ماریا خراٹے لے رہی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ گہری نیند سو رہی تھی۔

مورتی کچھ دیر خاموش فرش پر اوندھے منہ لیٹا رہا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ میں بے ہوشی کے سفوف والا رومال رکھا اور دوسرا ہاتھ آگے بڑھا کر بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے ماریا کے منہ پر سے کمبل ہٹا دیا۔

وہ یہ دیکھ کر حیران رک گیا کہ وہ کسی کا چہرہ نہیں تھا۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ یہاں ماریا ہی سو رہی ہے۔ چونکہ وہ غائب تھی اس لیے کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی اور اس کا چہرہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اب وقت ضائع کرنا اپنی موت کو آواز دینے کے برابر تھا۔ مورتی نے اندازے کے مطابق بے ہوشی کے سفوف والا ہاتھ جلدی سے ماریا کے چہرے پر رکھ دیا اور پھر اسے دوتوں ہاتھوں سے دبا دیا۔ ماریا اس کے ہاتھوں

کے نیچے مچھلی کی طرح تڑپی اور پھر بے جان ہو گئی۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

مورتی نے بڑی تیزی کے ساتھ اسے اٹھا کر کندھے پر رکھا اور اسی طرح رنگتا ہوا جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ باہر آ کر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ماریا اس کے کندھے پر پڑی تھی اور نظر نہیں آ رہی تھی۔ اسے اپنی زندگی کا ایک عجیب و غریب تجربہ ہو رہا تھا۔ ایک عورت کا پورا بوجھ اس کے کندھے پر پڑا ہوا تھا اور وہ عورت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ماریا کو لے کر وہ ٹیلے کی اوٹ میں آ گیا۔ یہاں اس نے اسے زمین پر لٹا کر اس کے دونوں ہاتھ ایک مضبوط رسی سے اس کی پیٹھ پر باندھے۔ اس کے منہ کے گرد کپڑا لپیٹا تا کہ وہ ہوش میں آنے پر شور نہ مچا سکے اور ایک رسی اس کی کمر سے باندھ کر اپنی کمر سے باندھی اور بڑے مزے سے زمین پر لیٹ کر اپنی کامیابی پر خوش ہونے لگا۔ پھر

اچانک اسے خیال آیا کہ وہاں پر ٹھہرنا بڑی خطرناک بات ہوگی۔ صبح
صبح جب عنبر اور ناگ کو معلوم ہوگا کہ ماریا وہاں موجود نہیں ہے تو وہ
اس کی تلاش میں باہر نکلیں گے اور ارد گرد علاقے کا چپہ چپہ چھان
ماریں گے۔ اس لیے اسے چاہیے کہ جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے دور
نکل جائے۔

اس خیال کے ساتھ ہی وہ اٹھا۔ اس نے بے ہوش ماریا کو گھوڑے
پر ڈالا۔ خود بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر دیوار چین کی
طرف مغربی گھاٹیوں میں سے ہو کر سفر کرنے لگا۔ وہ گھوڑے کو سر
پٹ دوڑا رہا تھا۔ گھوڑا پہاڑی ڈھلانوں اور چڑھائیوں پر سے ہوتا
ہوا ایک خالی میدان میں آ گیا۔ اس میدان میں سے گزر کر وہ ایک
چھوٹے سے پہاڑی نالہ کو عبور کر کے ایک جھیل کے پاس پہنچ گیا۔
جھیل کے ساتھ ساتھ ایک پتھریلی پگ ڈنڈی پہاڑ کا چکر کاٹ کر

دوسری طرف نکل گئی تھی۔ مورتی بغیر رکے سفر کرتا رہا اور جب سورج
کی روشنی چاروں طرف پھیلی تو وہ جھیل سے بہت دور نکل چکا تھا اور
دیوار چین اسے بہت قریب دکھائی دے رہی تھی۔

دن چڑھا تو سب سے پہلے تھانگ کی آنکھ کھلی۔ اس نے دیکھا
کہ ماریا کا کمبل ایک طرف پڑا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ ماریا باہر چشمے پر منہ
ہاتھ دھونے گئی ہوگی۔ اس نے عنبر اور ناگ کو بھی جگا دیا۔ اتنے میں
چینی بوڑھا ان کے لیے بکریوں کا دودھ اور ابلے ہوئے چاول لے کر
آ گیا۔ بوڑھا چلا گیا تو عنبر وغیرہ ماریا کا انتظار کرنے لگے کہ وہ آئے تو
سب مل کر ناشتہ کریں۔ مگر ماریا آ ہی نہیں رہی تھی۔ عنبر اور ناگ کو کچھ
فکر سا ہوا۔ وہ دونوں جھونپڑے سے باہر آ گئے۔ انہوں نے اصطبل
میں جا کر دیکھا تو ماریا کا گھوڑا اسی طرح بندھا ہوا تھا۔ اس کا مطلب
یہ تھا کہ ماریا کہیں پاس ہی کسی جگہ گئی ہے۔ انہوں نے ماریا کو تلاش

کرنا شروع کر دیا۔ عنبر نے آوازیں بھی دیں۔ انہوں نے ارد گرد کا
سارا علاقہ چھان مارا مگر ماریا کا کوئی نشان تک نہ ملا۔

ناگ نے کہا:

”ماریا کہاں جا سکتی ہے؟“

”یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے ہمیں ایک بار پھر اسے
تلاش کرنا چاہیے۔“

اب تھانگ بھی ان کے ساتھ آ کر مل گئی۔ انہوں نے ایک بار پھر
ماریا کی تلاش شروع کر دی۔ وہ ہر قدم پر ہر موڑ پر ماریا کو آواز دیتے
مگر کسی طرف سے کوئی جواب نہ آتا۔ دھوپ کافی نکل آئی تھی۔ وقت
گزرتا جا رہا تھا۔ مگر ماریا کہیں نہ مل رہی تھی۔ وہ تھک ہار کر جھونپڑے
میں آ کر بیٹھ گئے۔ عنبر بڑا پریشان تھا کہ وہ بغیر کہے اور بتائے کس
طرف نکل گئی؟

”وہ ضرور یہیں کہیں قریب ہی گئی ہے۔ ورنہ اس کا گھوڑا یہاں
موجود نہ ہوتا۔“

تھانگ نے کہا:

”لیکن ہم نے تو ارد گرد کا سارا علاقہ چھان مارا ہے وہ کسی جگہ نظر
نہیں آئی۔ اگر آس پاس کہیں ہوتی تو ہماری آوازوں کا جواب ضرور
دیتی۔“

عنبر گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اسے ایک دم جادوگرنی کا خیال
آ گیا۔ اس نے کہا:

”مجھے ڈر ہے کہیں ماریا کو کسی نے اغوا نہ کر لیا ہو۔“

ناگ بولا:

”وہ غائب رہی ہے۔ وہ تو کسی کو نظر نہیں آتی۔ پھر کوئی اسے
کیونکر اغوا کر سکتا ہے؟“

یہ ٹھیک ہے۔لیکن اس کا وجود اس جگہ جہاں وہ غائب ہو موجود رہتا ہے۔اگر کوئی تیر چلائے تو تیر ماریا کو لگ سکتا ہے اور اگر کوئی اندازہ لگا کر اس کا گلا دبانے کی کوشش کرے تو اس کا گلا بھی دبا سکتا ہے۔وہ غائب اسی وقت تک ہے جب تک کسی کو پتا نہیں چلتا کہ وہ کہاں کھڑی ہے۔اگر کسی کو پتہ چل جائے کہ ماریا اس جگہ بیٹھی یا سو رہی ہے تو دشمن اس پر قابو ڈال سکتا ہے۔وہ بڑی آسانی سے اس کا منہ بند کر کے اسے اغوا کر سکتا ہے۔''

ناگ کہنے لگا۔

''تو تمہارا مطلب یہ ہے کہ کسی نے ماریا کو سوتے میں اغوا کر لیا ہے؟''

''ہاں! مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے۔ذرا اس کمبل کی طرف دیکھو۔''

سب ماریا کے دور پڑے کمبل کی طرف دیکھنے لگے۔کمبل اس طرح پڑا ہوا تھا جیسے کسی نے نوچ کر ایک طرف پھینک دیا ہو۔صاف معلوم ہوتا تھا کہ ماریا نے ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔عنبر کے خیال پر سب کو یقین سا ہونے لگا کہ واقعی ماریا کو کسی نے سوتے میں منہ میں کپڑا ٹھونس کر زبردستی اغوا کر لیا ہے۔لیکن سوال یہ تھا کہ اسے کس نے اغوا کیا ہے؟ عنبر کو شک تھا کہ یہ کارستانی اسی مکار جادوگرنی کی ہے۔ اس نے اپنے کسی خاص آدمی کو بھیجا ہے جس نے آدھی رات کو سوتے میں ماریا کو اغوا کر لیا۔کیوں کہ جادوگرنی کو ماریا کے وجود کا احساس ہو گیا تھا اور وہ اسے ہیروں کی چوری کے منصوبے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتی تھی۔

ناگ نے پوچھا:

''تو کیا مورتی چور نے ماریا کو اغوا کیا ہے؟ کیوں کہ جادوگرنی کا

وہی ایک آدمی چین کی طرف سفر کر رہا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مورتی نے شاید ماریا کو اغوا نہیں کیا۔ کیوں کہ وہ ہمارے کافی پیچھے سفر کر رہا ہے۔ یہ کسی ایسے آدمی کا کام ہے۔ جس کو جادوگرنی نے اپنے جادو کے زور سے تیار کیا ہے۔"

تھانگ نے کہا:

عنبر بھائی! میرا تو دل کہتا ہے کہ یہ کام اسی مورتی چور کا ہے۔ وہ ہمارے پیچھے ایک منزل کے فاصلے پر سفر کر رہا تھا اسے جادوگرنی نے ہمارے اور ماریا کے بارے سب کچھ بتا دیا تھا۔ ایک رات کے سفر کے بعد وہ ہمارے پاس پہنچ سکتا تھا۔۔۔"

ناگ بولا:

"تھانگ ٹھیک کہتی ہے عنبر! مورتی چور کے سوا اور کوئی شخص یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس نے ایک رات آرام کرنے کی بجائے مسلسل سفر کیا اور یوں وہ ہمارے قریب پہنچ گیا۔ آدھی رات کو وہ رینگتا ہوا ہمارے جھونپڑے میں آیا اور کمبل کی وجہ سے وہ ماریا کے پاس پہنچ گیا۔ اگر ماریا کے اوپر کمبل نہ ہوتا تو وہ بھی ماریا کے وجود کو نہ پہچان سکتا تھا کیوں کہ پھر تو ماریا نظر ہی نہ آتی۔"

عنبر نے سر ہلا کر کہا:

"میرا ابھی اب یہی خیال ہے کہ سارا کام جادوگرنی نے مورتی چور ہی سے کروایا ہے۔ اب کیا کرنا چاہیے۔ ہمارے لیے یہی سوچنا ہے۔ کیا ہم یہاں رہ کر ماریا کے واپس آنے کا انتظار کریں یا آگے چلیں۔ کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ جونہی ماریا کو تھوڑا سا موقع ملا۔ وہ مورتی کی قید سے آزاد ہو کر اسے قتل کر کے واپس اسی جھونپڑی میں

پہنچ جائے گی۔''

ناگ نے کہا:

''اس کی کیا خبر ہے کہ وہ کب مورتی چور کی قید سے آزاد ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے موتی نے کسی دوائی سے ماریا کو بے ہوش کر رکھا ہو اسے دوسرے روز جا کر ہوش آئے۔''

عنبر کہنے لگا:

''میرا اپنا بھی یہی خیال ہے کہ ماریا کو کسی تیز دوائی سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ ورنہ یہ ناممکن تھا کہ وہ چیخ مار کر ہمیں بیدار نہ کرتی۔ بے ہوشی کی دوا اس قدر تیز اور جلدی اثر کرنے والی تھی کہ وہ ایک دم بے ہوش ہو گئی۔ اسے اتنی مہلت ہی نہ مل سکی کہ وہ شور مچا کر ہمیں بیدار کر سکتی۔''

ناگ بولا:

''میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اس جگہ ٹھہر کر انتظار کرنے کی بجائے آگے بڑھ کر ماریا کا پیچھا کرنا چاہیے۔ کیوں کہ ظاہر ہے کہ مورتی اسے اغوا کر کے بھاگا ہے تو ابھی راستے میں ہی ہو گا۔ وہ واپس تو جائے گا نہیں۔ وہ بھی چین کی طرف سفر کر رہا ہے۔ ہم اگر تیزی کے ساتھ سفر کریں تو دیوار چین کے پاس اسے پکڑ سکتے ہیں۔''

تھا تنگ نے کہا:

''عنبر بھائی! آپ اپنے بہرام جن سے مدد کیوں نہیں مانگتے۔ یہ تو ہماری ایک پیاری بہن کی زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔''

ناگ نے کہا:

''ہاں عنبر! بہرام کو بلا کر اس سے پوچھو تو سہی کہ ماریا کہاں ہے؟ اور اسے کون اٹھا کر لے گیا ہے۔''

عنبر، بہرام کو بلانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں تھا

کہ یہ اس کی بڑی ہی پیاری بہن کی زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔

چنانچہ وہ تیار ہو گیا۔ اس نے جھونپڑی کے آگے کمبل ڈال کر آنکھیں بند کیں اور بہرام جن کو آواز دی۔

''بہرام! تم جہاں بھی ہو میرے پاس آ جاؤ۔ بہرام! جہاں کہیں بھی ہو تھوڑی دیر کے لیے آ کر میری سن جاؤ۔''

چار پانچ مرتبہ یہی جملہ دہرانے کے بعد عنبر نے محسوس کیا کہ بہرام جن اس کے پاس کھڑا ہے۔ کیونکہ عنبر نے بہرام کے جسم کی گرمی کو محسوس کیا تھا۔ اس گرمی کو سب نے محسوس کیا تھا۔ جھونپڑے کے اندر کی سردی کم ہو گئی تھی۔ بہرام نے کہا:

''میں حاضر ہوں میرے آقا! فرمایئے آپ نے مجھے کس لیے یاد فرمایا؟''

عنبر نے کہا:

''بہرام! ہماری بڑی اچھی بہن ماریا گم ہو گئی ہے۔''

بہرام جن نے مسکرا کر کہا:

''مگر حضور! وہ تو پہلے بھی گم ہی تھی۔ وہ تو کسی کو بھی نظر نہیں آتی تھی۔''

عنبر بولا:

ٹھیک ہے۔ لیکن اس کو کسی نے سوتے میں اغوا کر لیا ہے۔ میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسے کس نے اغوا کیا ہے اور اب وہ کس مقام پر ہے۔''

بہرام جن ادب سے جھک گیا اور پھر بولا:

''غیب کا علم مجھے نہیں ہے۔ میں یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ ماریا کو کس نے اٹھایا؟ اور اسے اٹھانے والا اس وقت کہاں ہے؟ ہاں میں یہ کر سکتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ ماریا فلاں جگہ پر ہے۔ وہاں سے

میں اسے اٹھا کر لے آؤں گا۔ یہاں میں مجبور ہوں اور ایک گزارش
میں بھی کروں گا کہ برائے مہربانی مجھے بار بار نہ بلایا کریں کیوں کہ
مجھے اور بھی بہت سے لوگوں کی خدمت کرنی ہوتی ہے۔ اگر آپ کو
میری اتنی ہی ضرورت ہے تو مجھے حکم کریں میں سب کی نوکری چھوڑ کر
آپ کے پاس آ جاؤں گا۔''

عنبر کو خوب معلوم تھا کہ اگر بہرام سب کی خدمت چھوڑ کر صرف
اس کے در پر آن کر بیٹھا گیا تو وہ اس کے لیے عذاب بن جائے گا۔
کیوں کہ وہ ہر وقت اسے یہی کہتا رہے گا کہ سرکار! کوئی کام بتائیں؟
جن نچلے نہیں بیٹھ سکتے۔ اس خیال سے عنبر نے کہا:

''نہیں! نہیں بہرام! تمہارا شکریہ! اگر تمہیں نہیں معلوم کہ ماریا
کہاں ہے تو کوئی بات نہیں۔ ہم خود معلوم کرلیں گے۔ تمہاری
تشریف آوری کا بہت بہت شکریہ! اب تم چاہو تو جا سکتے ہو۔''

''جو حکم میرے آقا! میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں۔''

بہرام جن نے سلام کیا اور چلا گیا۔

سب آپس میں سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور مشورہ کرنے لگے کہ کیا کیا
جائے؟ آخر یہی طے پایا کہ وقت ضائع کرنے کی بجائے اٹھ کر آگے
بڑھا جائے اور ماریا کا تعاقب کیا جائے۔

''مورتی کو ہم دیوارِ چین تک پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ سکتے ہیں۔ وہ
ہم سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا۔''

''ایسا ہو نہیں سکتا کہ اس نے ماریا کو کسی دوسرے ڈاکو کے ہاتھ
واپس روانہ کر دیا ہو۔ کیوں کہ دوسرے ڈاکو کو بھی یہاں آنے میں چھ
دن لگتے ہیں۔''

آخر انہوں نے سامان باندھ کر گھوڑوں پر رکھا۔ بوڑھے چینی کی
مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا اور جھونپڑی سے نکل کر دیوارِ چین کی

www.urdurasala.com

طرف چلنے لگے۔ یہاں زمین پتھریلی ہوگئی تھی۔ چاروں طرف
ڈھلانوں اور چڑھائیوں پر پتھر ہی پتھر بکھرے پڑے تھے۔ ایک جگہ
عنبر نے جھک کر زمین پر گرا ہوا لوہے کا ایک بُندہ اٹھایا۔

''یہ تو ماریا کا ہے۔''

''ہم ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں عنبر بھائی! ماریا کو اغوا کر کے اسی
راستے سے چین لے جایا جا رہا ہے۔''

انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور گھوڑے سرپٹ دوڑنے لگے۔

دیوارِ چین

مورتی چور پوری رات اور پورا دن سفر کرتا رہا۔

شام کو ماریا ہوش میں آنے لگی تو اس نے پھر وہی زرد سفوف
رومال میں ڈال کر سنگھا دیا۔ وہ پھر بے ہوش ہوگئی۔ رات کو تھوڑی دیر
کے لیے وہ ایک جگہ رکا۔ اس نے ماریا کی مشکیں کھول دیں۔ اسے
ڈھیلا ڈھالا کر کے زمین پر لٹا دیا اور اس کے ہاتھ اور پاؤں دابے
تا کہ اس کے جسم میں خون کا دوران صحیح رہے۔ اس کے حلق میں

اس نے دوبارہ اس کے ہاتھ رسی سے باندھے۔ رسی اپنی کمر کے گرد باندھی اور گھوڑے پر سوار ہو کر رات کے اندھیرے میں ہی آگے چل پڑا۔ وہ عنبر اور ناگ کے تعاقب سے بچنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کتنی جلدی ہو سکے ان کی زد سے دور بھاگ جائے اور ملک چین کے اندر داخل ہو جائے۔ چین میں داخل ہو کر وہ بڑی آسانی سے کیتھے اپنے ساتھی کے گھر پہنچ سکتا تھا۔

دوسرے روز دن چڑھا۔ چاروں طرف روشنی پھیلی تو دیوارِ چین تھوڑے فاصلے پر اسے صاف نظر آ رہی تھی۔ اب ایک بہت بڑا مرحلہ اس کے سامنے تھا اور یہ مرحلہ دیوارِ چین عبور کرنا تھا۔ اس نے ایک جگہ رک کر جھولے میں سے سوداگروں کا لباس نکال کر پہن لیا۔ اب وہ بالکل ایک ہندی سوداگر معلوم ہوتا تھا۔ اسی روپ میں اس نے ماریا کو گھوڑے پر اپنے پیچھے الٹا لٹا دیا۔ خود آگے بڑھ گیا اور دیوار کی

پہلی چوکی کی طرف بڑھنے لگا۔ جوں جوں وہ چوکی کے قریب جا رہے تھے اسے دیوار پر گشت کرتے ہوئے چینی سپاہی صاف نظر آنے لگے تھے۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ پاس ہی ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ جس کے باہر چار چینی سپاہی آمنے سامنے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ مورتی آہستہ آہستہ گھوڑے کو چلاتا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اب وہ دیوار کے بالکل پاس ہی تھا۔ دیوار پر گشت کرتے سپاہیوں نے اسے دور سے دیکھ کر کہا:

"کون ہو تم؟"

مورتی وہیں ٹھہر گیا اور مسکرا کر بولا:

"میں ایک ہندی تاجر ہوں۔"

سپاہیوں نے کہا:

"نیچے آ جاؤ۔"

مورتی دیوار کے نیچے اس جگہ آ گیا جہاں دروازے پر پہرہ لگا ہوا
تھا چاروں چینی سپاہیوں نے مورتی کو گھیر لیا۔ اسے سب سے بڑا
خطرہ یہ تھا کہ کہیں کوئی سپاہی اس کے گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ نہ پھیرنا
شروع کر دے۔ کیوں کہ پیچھے اس نے بے ہوش ماریا کو لٹا رکھا تھا۔
اگرچہ وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ لیکن اسے ہاتھ لگانے پر بڑی آسانی سے
محسوس کیا جا سکتا تھا۔ اس نازک اور خطرناک مرحلے سے بچنے کے
لیے مورتی چور گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور اس نے کمر کے ساتھ
بندھی ہوئی رسی کھول کر گھوڑے پر ہی ڈال دی۔ سپاہیوں کے پاس
آ کر وہ ہاتھ جوڑ کر جھک گیا اور بولا:

”حضور! میں ایک ہندی سوداگر ہوں۔ سوداگری کرنے کی
خواہش لے کر آپ کے عظیم الشان ملک میں آیا ہوں۔ اگر آپ مجھے
اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دے دیں تو میں آپ کے

بچوں کو دعائیں دوں گا اور سوداگری کر کے آپ کے ملک کا نام روشن
کروں گا۔“

مورتی چور نے کچھ ایسی چکنی چپڑی باتیں کیں کہ سپاہی اس کی
باتوں میں آ گئے۔ ویسے بھی اس زمانے میں سرحدوں پر اس قدر
پابندیاں ہوتی تھیں اور سوداگروں کو تجارت کرنے کی بہت آزادی
ہوتی تھی۔ سپاہیوں نے مورتی چور سے پوچھا:

”تم اکیلے کیوں سفر کر رہے ہو؟“ ”سوداگر تو تجارتی قافلوں کے
ساتھ سفر کرتے ہیں؟“

مورتی نے ہوشیاری سے کہا:

حضور! میں جڑی بوٹیوں کا سوداگر ہوں۔ میں اگر قافلے کے
ساتھ سفر کروں تو جنگل جنگل گھوم پھر کر جڑی بوٹیاں اکٹھی نہیں کر
سکتا۔ اس لیے مجھے اکیلا ہی سفر کرنا پڑتا ہے۔“

سپاہیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا:

"ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو۔"

مورتی کی جان میں جان آئی۔ اس نے جھک کر تمام سپاہیوں کو باری باری سلام کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چھوٹے دروازے کی سرنگ میں سے گزرنے لگا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ مگر جگہ جگہ مشعلیں روشن تھیں۔ آخر وہ سرنگ میں سے باہر چمکیلی دھوپ میں نکل آیا۔۔۔

وہ ملک چین کی سرزمین میں داخل ہو چکا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ یہاں ہر شے پر ایک خاص قسم کی چمک دمک تھی۔ جنگلی پھولوں کا رنگ شوخ تھا اور وہ ہوا میں جھوم رہے تھے۔ گہرے نیلے آسمان پر سفید کبوتر چکر لگا رہے تھے۔ وہ بڑا خوش ہوا۔ یہاں سے ایک کافی چوڑی پتھریلی سڑک چین کے دارالحکومت کیتھے کی طرف چلی گئی تھی۔ مورتی اس سے پہلے بھی چین آ چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس سڑک پر تین

دن سفر کرنے کے بعد وہ کیتھے پہنچ جائے گا۔ اس نے گھوڑے کو کیتھے جانے والی سڑک پر ڈال دیا۔

سارا دن وہ سفر کرتا رہا۔ رات کو اس نے ایک جگہ قیام کیا۔ ماریا کے ہاتھ کھول کر اس کے بازوؤں اور پاؤں کی مالش کی۔ اس کے حلق میں خوراک ٹپکائی۔ اسے پانی پلایا اور تھوڑا سا سفوف رومال پر ڈال کر اسے ایک بار پھر سنگھا کر بے ہوش کر دیا۔ دراصل وہ ماریا کو ہوش میں لانے کا خطرہ راستے میں مول نہیں لے سکتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کیتھے' اپنے دوست کی حویلی میں پہنچ کر اسے بے شک ہوش آ جائے۔ وہ ماریا کو اس وقت تک اپنے پاس قید میں رکھنا چاہتا تھا جب تک کہ وہ شاہی محل سے ہیرے چرا کر نہیں لے آتا۔

پُر اسرار مکڑا

مورتی چور ملک چین کی سرحد میں داخل ہو چکا تھا۔

دوسری طرف عنبر، ناگ اور تھانگ بھی چین کی طرف بڑھے چلے آرہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ انہیں ماریا کے پاؤں سے گری ہوئی جوتی ملی۔ اس جوتی سے انہیں یقین ہو گیا کہ ماریا کو جس کسی بھی اغوا کیا ہے وہ ملک چین کی طرف ہی اسے لے جا رہا ہے۔ وہ سفر کرتے رہے۔ اب ان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ چین پہنچ کر سب سے پہلے ماریا کی تلاش کریں اور تھانگ کو اس کے ماں

باپ کے گھر پہنچا دیں۔ ماریا کی گمشدگی کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھے۔ عنبر بہت اداس تھا۔ ناگ بھی دن میں کئی بار اپنی بہن ماریا کو یاد کرتا تھا۔ وہ انہیں اپنی بہنوں کی طرح عزیز تھی۔ اس نے اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کے ساتھ مصیبت کے کئی وقت گزارے تھے۔ خوشیاں بھی اکٹھے دیکھی تھیں اور غم بھی ایک ساتھ اٹھائے تھے۔

وہ برابر منزلوں پر منزلیں طے کرتے آگے بڑھتے چلے گئے۔ آخر وہ اس جگہ پہنچ گئے۔ جہاں پہاڑ کے دامن میں ایک بہت بڑی جھیل تھی۔ اس جھیل کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے عنبر ناگ اور تھانگ پہاڑ کے درے میں سے گزر کر دوسری جانب نکل گئے۔ اب دیوار چین ان کے بالکل سامنے تھی۔ تھانگ نے دیوار چین کو دیکھا تو وہ بڑی خوش ہوئی۔ اس کا وطن آ گیا تھا۔ اگر ڈاکو اسے لے جاتے اور عنبر اور ماریا اس کی مدد نہ کرتے تو وہ زندگی میں پھر شاید کبھی اپنے پیارے وطن

چین کو نہ دیکھ سکتی تھی۔ اس وقت تھا نگ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
یہ سوچ کر کہ جس لڑکی نے اسے بچایا تھا۔ وہ خود اس وقت مصیبت
میں گرفتار تھی اور خدا جانے کن برے حالات میں چین کی طرف سفر کر
رہی تھی۔ تھا نگ نے عنبر سے کہا:

''عنبر بھائی! کاش اس وقت ماریا بہن بھی ہمارے ساتھ ہوتی۔
پھر وہ دیوارِ چین کو دیکھ کر بے حد خوش ہوتی۔''

عنبر کہنے لگا:

تھا نگ بہن! خدا کی مدد ہمارے ساتھ رہی تو ہم ماریا کو ضرور
حاصل کر کے رہیں گے۔ اس دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے، جو
ہم سے ہماری پیاری بہن کو چھین لے۔ چین پہنچ کر ہم سب سے پہلے
ماریا کو تلاش کرنے کی سرتوڑ کوشش کریں گے۔''

''اور ہم اپنی کوشش میں ضرور کامیاب ہوں گے۔''

ناگ نے جملہ مکمل کرتے ہوئے کہا۔ وہ سب ہی خوش تھے اور
سب ہی اداس بھی تھے۔ ماریا بہن انہیں بہت یاد آ رہی تھی۔ بہر حال
چین کی سرحدی دیوار دیکھ کر انہیں یہ اطمینان ضرور ہو گیا کہ وہ اپنی
منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ انہیں اس بات کی بھی خوشی تھی کہ ماریا اسی جگہ
موجود ہے جہاں وہ جا رہے ہیں۔ ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ مورتی چور
یا کوئی دوسرا ڈاکو ماریا کو اٹھا کر کسی دوسرے ملک کی طرف لے جاتا۔
ایسی صورت میں ان کے لیے بڑی مشکل ہو جاتی۔ وہ آگے بڑھتے
رہے۔ انہیں بھوک لگی اور وہ ایک چھوٹی سی شفاف ندی کے کنارے
بیٹھ گئے۔ انہوں نے گھوڑوں کو بھی کھلا چھوڑ دیا۔ تا کہ وہ جی بھر کر ہری
ہری گھاس کھائیں اور ندی کا پانی پئیں۔ خود بھی انہوں نے جوار کی
روٹی کھائی، پانی پیا، تازہ دم ہوئے اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد
منہ ہاتھ دھو کر گھوڑوں پر سوار ہو کر دیوارِ چین کی طرف چل پڑے۔

دیوارِ چین کے قریب پہنچ کر انہیں اوپر گشت کرتے سپاہی دکھائی دینے لگے۔ چوکی کے قریب بڑے دروازے کے پاس پہنچ کر وہ رک گئے۔ سپاہیوں نے ان کے پاس آ کر غور سے دیکھا۔ ایک سپاہی نے پوچھا۔

''تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟''

عنبر نے آگے بڑھ کر چینی سپاہیوں کو سلام کیا اور کہا:

''ہم سوداگر ہیں۔ گرم کپڑے کی تجارت کرتے ہیں اور اسی غرض کے ساتھ چین آئے ہیں۔ ہم یہاں رہ کر تجارت کرنا چاہتے ہیں۔''

سپاہی نے کہا:

''یہ چینی لڑکی تمہارے ساتھ کیسے آ گئی؟''

عنبر نے کہا:

''یہ ایک غم نصیب اور مصیبت کی ماری لڑکی ہے اس کا نام تھا نگ

ہے۔ اسے ڈاکو اٹھا کر لے گئے تھے کہ ہم نے انہیں قتل کر کے اس معصوم لڑکی کو چھڑایا۔ اس کا باپ شنگھائی میں رہتا ہے۔ ہم شنگھائی جا کر اس لڑکی کو اس کے ماں باپ کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔''

چینی سپاہی بڑے خوش ہوئے۔ کہ ایک غیر ملک کے رہنے والے نے ان کی ایک چینی لڑکی کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا اور کہا:

''تم لوگ ہمارے دوست ہو۔ تم ہمارے ملک میں داخل ہو سکتے ہو۔''

''شکریہ آپ کا، بہت بہت شکریہ۔''

اندر داخل ہونے سے پہلے سپاہیوں نے چینی زبان میں گفتگو گی۔ اس سے پوچھا کہ کہیں یہ لوگ اسے اغوا کر کے تو نہیں لے جا رہے؟ جو یہ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے نا؟

تھا نگ نے انہیں چینی زبان میں ہی بتایا کہ عنبر اور ناگ واقعی اس کے بھائی ہیں اور انہوں نے اسے ڈاکوؤں سے بچایا ہے اور اب ساتھ لے کر اس کے ماں باپ کے گھر لے جا رہے ہیں۔ وہ دیوارِ چین کے دروازے میں داخل ہو کر ڈیوڑھی میں آ گئے۔ یہاں سے گزر کر وہ چین کی سرزمین کر اندر داخل ہو گئے۔ تھا نگ نے اپنے وطن کی زمین پر قدم رکھتے ہی سجدہ کر کے اپنے خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔ اب وہ اپنے وطن میں تھی اور اسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس نے عنبر سے کہا:

عنبر بھائی! میں جس زبان میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کروں۔ آپ نے مجھ پر ایک ایسا احسان کیا ہے سے میں ساری زندگی نہیں بھلا سکوں گی۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنے وطن میں کبھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔"

عنبر نے کہا:

"تھا نگ بہن! ہم نے جو کچھ کیا اپنا انسانی فرض ادا کیا ہے۔ تمہاری جگہ کوئی دوسری لڑکی بھی مصیبت میں گرفتار ہوتی تو ہم اس کی بھی ضرور مدد کرتے۔"

"تم لوگ بہت نیک ہو میں تمہیں اپنے وطن کی زمین پر کھڑی ہو کر سلام کرتی ہوں۔ دنیا میں اگر تم ایسے بہادر، دلیر اور نیک نوجوان ہوں تو کسی کی بیٹی اور بہن کو بھی کوئی مصیبت نہیں آ سکتی۔"

اسی طرح آپس میں بھائی بہنوں کے پیار کی باتیں کرتے ناگ، عنبر اور تھا نگ گھوڑوں پر سوار چین کے ملک میں سفر کرتے رہے۔ تھا نگ نے انہیں بتایا کہ اگر وہ کینتھے یعنی چین کے دارالحکومت جانا چاہتے ہیں تو وہ ٹھیک سڑک پر جا رہے ہیں۔ اور اگر ان کا خیال پہلے اس کے ماں باپ کے گھر شنگھائی جانے کا ہے تو انہیں ایک دن اور

ایک رات کے سفر کے بعد راستہ بدل دینا ہوگا۔ اس سوال پر عنبر سوچ میں پڑھ گیا۔ اس نے ناگ سے کہا:

''ناگ بھائی کیوں نہ ہم تھا تنگ بہن کو پہلے اس کے ماں باپ کے پاس چھوڑ آئیں اور بہن ماریا کی پھر تلاش کریں؟''

تھا تنگ فوراً بولی:

''نہیں، نہیں عنبر بھائی! آپ میرا خیال نہ کریں۔ سب سے پہلے ماریا بہن کی فکر کریں۔ اسے تلاش کریں۔ اسے دوبارہ حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔''

عنبر نے کہا:

تھا تنگ بہن! تم محسوس نہیں کر سکتیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہم تمہاری ذمہ داری سے فارغ ہونا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ماریا کی تلاش میں تم بھی ہمارے ساتھ ماری ماری پھرتی رہو۔ اس طرح

تمہیں بھی تکلیف ہوگی اور ہمارے کام میں بھی رکاوٹ پڑے گی۔ اس لیے تمہیں میرا مشورہ یہی ہے کہ ہمیں اجازت دو پہلے ہم تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آئیں۔''

ناگ نے حامی بھرتے ہوئے کہا:

''عنبر کا خیال درست ہے تھا تنگ بہن! تمہارے لیے یہی مناسب ہے کہ تم اپنے گھر جا کر آرام کرو۔ ہمیں جیسے ہی ماریا ملے گی اسے خود لے کر تمہارے پاس آجائیں گے۔''

تھا تنگ نے غم زدہ آواز میں کہا:

''کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ ماریا کو لے کر میرے غریب خانے پر آؤ گے؟''

عنبر نے زور دے کر کہا:

ہم پکا وعدہ کرتے ہیں کہ جیسے ہی ماریا ملے گی ہم اسے لے کر

تمہارے گھر پر ضرور آئیں گے۔ تم بالکل بے فکر رہو۔"

"اچھا تو پھر میں پہلے گھر جانے پر تیار ہوں۔"

شاباش! اچھی بہنیں وہی ہوتی ہیں جو اپنے بڑے بھائیوں کا کہنا مان لیں۔ تم واقعی ہماری بڑی اچھی بہن ہو۔

یہ طے کر کے کہ تھانگ کو پہلے اس کے گھر میں اس کے ماں باپ کے حوالے کیا جائے گا۔ عنبر اور ناگ نے شنگھائی کو ذہن میں رکھ کر سفر شروع کر دیا۔ اب وہ ایک سرسبز و شاداب میدانی علاقے میں سے گزر رہے تھے جہاں کہیں کہیں گندم اور جوار کے کھیت صبح کی ہوا میں لہرا رہے تھے۔ موسم بڑا خوش گوار ہو گیا تھا۔ دھوپ کی وجہ سے سردی کم ہو چکی تھی۔ چین کی زمین بہت ہری بھری اور خوب صورت تھی۔ پہاڑ چٹانوں کی طرح اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ چٹانوں پر درختوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے۔ یہ سب کچھ انہیں جنت کے ایک ٹکڑے کی طرح

معلوم ہو رہا تھا۔ وہ بڑے ہشاش بشاش ہو کر سفر کر رہے تھے۔ جگہ جگہ انہیں ندیاں اور پہاڑی نالے مل رہے تھے۔ ان کا پانی میٹھا اور شفاف تھا۔

سارا دن وہ سفر کرتے رہے۔ جس سڑک پر وہ جا رہے تھے وہ پتھر کی بنی ہوئی تھی۔ اس کی دونوں جانب چیڑ اور چیری کے درخت اُگے ہوئے تھے۔ سڑک پر ان درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں پھیلی ہوئی تھی۔ راستے میں انہیں کچھ گھوڑ سوار بھی ملے جو پیکنگ کی جانب سے دیوار چین کی چوکی کی طرف جا رہے تھے۔ ایک رہڑہ گاڑی ملی جس پر سپاہیوں کے لیے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا تھا۔ انہوں نے سپاہیوں کو سلام کیا جس کا جواب چینی سپاہیوں نے خندہ پیشانی سے دیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ چینی سپاہی بڑے ہنس مکھ اور خوش اخلاق ہیں۔ عنبر نے آج تک ایسے ہنس مکھ اور خوش اخلاق سپاہی نہیں دیکھے

تھے اس کا ہمیشہ سے اکھڑ اور بدمزاج سپاہیوں سے ہی پالا پڑا تھا۔

سفر کرتے کرتے انہیں رات ہونے لگی۔ پہاڑی میدان میں اندھیرا پھیلنے لگا۔ تھانگ نے کہا کہ اس سڑک کے کنارے کچھ فاصلے پر چونگ پیانگ نام کا ایک گاؤں آتا ہے وہ اس گاؤں کی سرائے میں رات بسر کر سکتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد یہ قافلہ گاؤں کی سرائے پر پہنچ گیا۔ سرائے کے بوڑھے چینی مالک نے مسکراتے ہوئے عنبر، ناگ کا خیر مقدم کیا اور بولا:

"آپ کی تشریف آوری کا شکریہ! فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ اس وقت میرے پاس دیہاتی مرغابیوں کے تازہ بنے ہوئے تکے اور کباب موجود ہیں جو آپ کی خدمت میں سفید چاولوں کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"شکریہ بڑے میاں! ہم آپ کی مہمان نوازی سے بیحد خوش ہوئے ہیں۔ لیکن کھانے کے علاوہ ہمیں رات بسر کرنے کے لیے جگہ بھی چاہیے۔ جہاں ہم تینوں بہن بھائی آرام کر سکیں۔"

بوڑھے چینی نے سر ہلا کر کہا:

"میری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے اس ناچیز غریب کی سرائے کو رات بسر کرنے کے لیے چنا۔ میں آپ کی خدمت میں اپنی سرائے کا سب سے آرام دہ کمرہ پیش کروں گا۔ میرے ساتھ تشریف لائیے۔"

بوڑھا چینی عنبر اور تھانگ کو لے کر سرائے کے سب سے آرام دہ کمرے میں لے آیا۔ یہ ایک لمبا چوڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بخارچی میں آگ جل رہی تھی۔ زمین پر گھاس کے اوپر گرم گدیلے بچھے تھے۔ گرم لحاف بھی ایک طرف تہہ کئے رکھے تھے۔ کمرہ گرم اور پرسکون تھا۔ عنبر اور ناگ بے حد خوش ہوئے۔ ایک مدت

کے بعد انہیں اس قسم کا کمرہ مل رہا تھا۔ انہوں نے کہا:

بڑے میاں! ہم آپ کا پہلے ہی سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں اس سرائے کا سب سے عمدہ کمرہ آرام کرنے کے لیے دیا۔ بس اب ہمیں کھانے کے لیے مرغابی کے کباب اور چاول بھجوادیں۔ ہمیں سخت بھوک لگی ہے۔''

''فکر نہ کرو میرے بچو! میں ابھی کھانا لے کر آتا ہوں۔''

بوڑھا چینی چلا گیا۔

عنبر اور ناگ نے تھانگ کے ساتھ مل کر لحاف کھول کر ایک طرف رکھ دیئے اور جوتے اور گرم پوششیں اتار کر گرم پانی سے غسل کیا۔ پھر بخارچی کے پاآ کر بیٹھ گئے اور ماریا کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ خدا جانے وہ بے چاری کس حال میں ہے؟ اسے بھی اس طرح کا گرم کمرہ اور مرغابی کا گوشت نصیب ہے یا نہیں؟ اتنے میں بوڑھا

چینی اندر داخل ہوا۔ اس نے نوکر کے سر پر کھانے کا تھال اٹھوا رکھا تھا۔ کھانے میں سے گرم گرم بھاپ نکل رہی تھی۔ نوکر نے فرش پر دستر خوان بچھا کر کھانا لگا دیا۔ وہ کھانا کھانے اور باتیں کرنے لگے۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد ہن قوم کی باتیں شروع ہو گئیں جو چینی قوم کی دشمن تھی اور جس کے حملوں سے تنگ آ کر دیوار چین بنائی گئی تھی۔

چینی بوڑھے نے کہا:

''ہن قوم ہماری سب سے بڑی دشمن ہے۔ وہ ایک غریب اور سست قوم ہے۔ وہ ڈاکے مار کر لوٹ مار کر کے زندگی بسر کرنے کی عادی ہے۔ جب کہ ہم چینی ایک محنت کش اور جفاکش قوم ہیں۔ ہم دھوپ میں اور سخت سردی میں محنت کر کے اپنے کھیتوں میں فصل اگاتے ہیں۔ پتھر کاٹ کر نہریں جاری کرتے ہیں۔ اس لیے ہم خوش حال ہیں۔ ہن قوم کو ہماری خوش حالی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ پس وہ

چاہتی ہے کہ چین پر قبضہ کر لیا جائے۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ ہم اپنی حفاظت کرنا خوب جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارا آپس میں اتحاد بہت ہے اور جس قوم کا آپس میں اتحاد ہو وہ کبھی دشمن سے شکست نہیں کھایا کرتی۔"

عنبر نے کہا:

"بڑے میاں! ہم آپ کی زبان سے چینی قوم کی ایمانداری، اتحاد اور محنت کشی کی باتیں سن کر بڑے متاثر ہوئے ہیں۔ خدا کرے کہ دنیا کی دوسری قومیں بھی آپ سے سبق حاصل کریں۔ کیوں کہ آپ ایسی قومیں اگر سب ہو جائیں تو اس دنیا میں کہیں کوئی جنگ ہو اور نہ کہیں کوئی شخص بھوکوں مرے۔ پھر دنیا میں ہر طرف خوش حالی ہی خوش حالی ہو جائے۔"

بوڑھا بولا:

"بالکل ٹھیک ہے آپ کا خیال۔ ہم اس خیال پر عمل کرتے ہیں۔ ہم امن سے رہتے ہیں اور کسی کو تنگ نہیں کرتے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی کوئی تنگ نہ کرے۔ لیکن جب کوئی فساد کرنے والی قوم ہم پر چڑھائی کرتی ہے تو ہم اپنے وطن کی اپنی جان دے کر بھی حفاظت کرتے ہیں۔ ہن قوم ہماری اس لیے دشمن قوم ہے کہ اس نے کبھی ہماری طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھایا۔ بلکہ ہماری دوستی کو ٹھکرایا ہے۔ اب ہم نے ایک ایسی دیوار کھڑی رک دی ہے۔ جس کو عبور کرنا بڑا مشکل ہے۔ پھر بھی ہن قوم کے گوریلے ہمارے شہروں میں چھپ چھپ کر پھرتے رہتے ہیں۔ وہ ہماری نہروں اور پتھروں کے پلوں کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پکڑے جاتے ہیں تو خودکشی کر لیتے ہیں۔ آج کل وہ ہمارے بادشاہ کے بیٹے یعنی ولی عہد وانگ لنگ کو قتل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

ناگ نے پوچھا:

"کیا ولی عہد حال ہی میں پیدا ہوا ہے۔"

بوڑھا کہنے لگا:

"ہاں بیٹا! ولی عہد وانگ کی عمر دو برس ہے۔ وہ ہمارے بادشاہ فومانچو کے بعد تخت پر بیٹھے گا اور یوں بادشاہ کی سلطنت چلتی رہے گی۔ ملکہ بھی بے حد خوش ہے کہ اس کی گود بھی ہری ہوئی اور بادشاہ کی سلطنت کا چراغ بھی گل ہونے سے بچ گیا۔ کیوں کہ اگر بادشاہ کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہوتا تو اس کے بعد اس کی سلطنت وزیروں اور سپہ سالاروں نے آپس میں بانٹ ڈالنی تھی۔ اس کے علاوہ وہ بادشاہ اب ملکہ کا بھی خاص خیال رکھنے لگا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے وہ اس کی ذرا بھر پروا نہیں کرتا تھا اور دوسری شادی کرنے کی فکر میں تھا خدا کا شکر ہے کہ ہماری ملکہ سلامت کو پھر سے ان کا جائز اور باعزت مقام

ملا۔ لیکن یہ دشمن قوم ہن ہم سے بدلہ لینے کی فکر میں رہتی ہے۔۔۔۔ اور ہمارے ولی عہد وانگ کو قتل کرنے کے آئے دن منصوبے بناتی رہتی ہے۔ مگر ہم اپنے دشمنوں کو ہمیشہ شکست دیں گے کیوں کہ ہم اپنے وطن سے پیار کرتے ہیں۔"

عنبر اور ناگ سرائے کے بوڑھے چینی مالک کی حب الوطنی کے جذبے سے بھری باتوں سے بڑے متاثر ہوئے۔ انھوں نے اس کی اور چینی قوم کے آپس کے اتحاد کی بڑی تعریف کی اور کہا:

"بڑے میاں! ہم جب تک اس زمین پر رہیں گے اس کو ایسے ہی پیار کرتے رہیں گے جیسے کہ ہم اپنے وطن سے پیار کرتے ہیں۔"

"مجھے تم سے یہی امید تھی بیٹا! اچھا اب تم کھانا کھا کر آرام کرو۔ تم لوگ ایک لمبے سفر کے تھکے ہوئے ہو۔ صبح کس وقت سفر پر روانہ ہو گے؟"

ناگ نے کہا:

''ہم سورج نکلنے پر یہاں سے چلیں گے۔ دراصل ہم کو بڑی مدت کے بعد ایک آرام دینے والا کمرہ ملا ہے۔ اس لیے ہم جی بھر کر اپنی تھکان اتارنا چاہتے ہیں۔''

بوڑھا مسکرا کر بولا:

''بیٹا! اس سرائے کو تم اپنا گھر ہی سمجھو اور جا ہے جتنی دیر یہاں رہو۔ مجھے خوشی ہوگی۔ میں صبح صبح تمہارے گھوڑوں کو دانہ دنکا کھلا کر، ان کی مالش کروا کر انہیں تازہ دم کرا رکھوں گا۔ تم جس وقت چاہو سفر پر روانہ ہو سکتے ہو۔''

بوڑھا شب بخیر کہہ کر چلا گیا۔ رات بھر ناگ اور عنبر آپس میں چینی قوم کی تعریف کرتے رہے۔ تھا نگ بڑی خوش ہو رہی تھی کہ اس کی قوم کو اس کے بھائیوں نے بہت پسند کیا ہے۔ رات بھیگنے لگی تھی کہ

انھیں اپنے کمرے کے باہر کچھ آہٹ محسوس ہوئی۔ ناگ نے عنبر اور عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا۔ اس وقت تھا نگ گہری نیند سو رہی تھی۔ آہٹ ایک بار پھر ہوئی۔ وہ ہمہ تن گوش ہو کر غور سے سننے لگے کہ یہ آواز کیسی تھی۔

اب انھیں کسی شخص کے سرائے کے ساتھ ساتھ چلنے کی آواز سنائی دی پھر ایک پتھر زمین پر گرا پھر خاموشی چھا گئی۔ عنبر نے ناگ کو اشارہ کیا ناگ آہستہ سے اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے کی پچھلی کھڑکی کے پرانے پٹ سے لگ کر کھڑا ہو گیا اور باہر جھانکنے لگا۔ اس نے جونہی باہر جھانک کر دیکھا۔ ایک تیر سن کرتا ہوا آیا اور کھڑکی کے پٹ میں آ کر کھب گیا۔ اگر ناگ اپنی گردن پیچھے نہ کر لیتا تو تیر اس کی آنکھ میں پیوست ہو جاتا اور وہ وہیں گر کر ٹھنڈا ہو جاتا اور عنبر کو ایک بار پھر ناگ کو زندہ کرنے کی مصیبت پڑ جاتی۔

کھڑکی میں تیر لگنے کی آواز سے عنبر جلدی سے اٹھا اور کمرے کا
دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ گاؤں کی پتھریلی گلی چاندنی رات میں
دور تک سنسان پڑی تھی۔ اسے گلی کے موڑ پر کسی کے بھاگنے کی آواز
آئی۔ عنبر بھاگ کر اسی طرف گیا۔ موڑ پر جا کر اس نے سرخ بالوں
والے ایک آدمی کو جس نے قبائلی جنگلیوں جیسا لباس پہن رکھا تھا۔
ایک مکان میں داخل ہوتے دیکھا۔ اس شخص نے عنبر کو نہیں دیکھا تھا۔

عنبر واپس ناگ کے پاس آگیا۔ اس نے اسے سارا ماجرہ سنایا اور کہا
کہ دشمن مکان میں گیا ہے۔ میں ابھی جا کر اس کا پتا کرنا چاہتا ہوں۔

ناگ نے کہا:

''عنبر بھائی! تم یہاں ٹھہرو۔ میں جا کر معلوم کرتا ہوں کہ وہ سرخ
بالوں والا قبائلی منگول کون تھا؟ اگر تم گئے تو لوگ تمہیں دیکھ لیں گے۔
میں اپنی جون بدل کر وہاں جاؤں گا۔''

عنبر نے کہا:

''اگر تم سانپ بن کر گئے تو جان کا خطرہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم
کسی دوسرے جانور کی جون میں جاؤ۔''

ناگ کہنے لگا:

''فکر نہ کرو۔ ایسا ہی کروں گا۔ تم یہاں سے مت جانا۔ میں ابھی
سب کچھ معلوم کر کے آتا ہوں۔''

ناگ چپکے سے کمرے کے دروازے میں سے باہر نکل گیا۔ باہر
ہلکی ہلکی چاندنی میں گاؤں کی پتھریلی سڑک خاموش تھی۔ کہیں کہیں
پتھر چمک دے رہے تھے۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا اس مکان
کے پچھواڑے پہنچ گیا۔ جہاں ناگ پر تیر سے قاتلانہ حملہ کرنے والا
سرخ بالوں کا منگول چھپا تھا۔ اس مکان کی دیوار میں کوئی بھی کھڑکی
نہیں تھی۔ گلی کے فرش سے لے کر چھت تک ایک ہی دیوار چلی گئی

تھی۔ سامنے کے رخ جو دروازہ تھا وہ بند تھا۔

صرف اوپر ایک چوکور سوراخ سا تھا۔ جس میں سے موم بتی کی ہلکی ہلکی روشنی باہر آ رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اندر جانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ کوئی ایسی جون بدلے جو اس سوراخ میں سے آسانی سے اندر داخل ہو جائے اور اندر والوں کو معلوم بھی نہ ہو کوئی کمرے کے اندر موجود ہے۔ اس نے مکڑا بن کر اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ ایک طرف ہٹ کر وہ زمین پر ٹانگیں اور بانہیں سینے کے ساتھ لگا کے لیٹ گیا اور زور سے سانس لی اور آنکھیں بند کر لیں۔ دوسرے لمحے ناگ کی جگہ زمین پر ایک مکڑا رینگ رہا تھا۔

سرخ بالوں والا قاتل

مکڑے نے دیوار پر چڑھنا شروع کر دیا۔

وہ اس چورس سوراخ میں سے کمرے کے اندر جانا چاہتا تھا جو اوپر چھت کے قریب دیوار پر بنا ہوا تھا اور جہاں سے موم بتی کی ہلکی ہلکی روشنی باہر آ رہی تھی۔ رینگتے رینگتے مکڑا سوراخ کے کنارے پر پہنچ گیا۔ پھر وہ سوراخ میں سے گزر کر دوسری جانب کمرے کی دیوار کے اندر آ گیا۔ اندر آ کر اس نے دیکھا کہ طاق میں کڑوے تیل کا دیا جل رہا ہے۔ دو آدمی جو شکل و صورت سے آدم خور لگتے تھے، زمین پر بیٹھے

ہیں۔ان کے درمیان ایک نوجوان چینی کو منہ میں کپڑا اٹھونس کر باندھ رکھا ہے۔ بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک کے بال سرخ ہیں۔اسی شخص نے بوڑھے چینی کی کھڑکی پر تیر مارا تھا۔دوسرا آدمی کہہ رہا تھا۔

''تمھارا تیر خطا نہیں جاتا۔وہ ضرور مرگیا ہوگا۔''

سرخ بالوں والا کہنے لگا:

''میں نے تاک کر تیر چلایا تھا۔ مجھے یقین ہے بوڑھا چینی مرگیا ہوگا۔وہ بڑا محبِّ وطن بنا پھرتا ہے۔ہم ہن قوم کے خونخوار لوگ ہیں۔ہم تمام محبِّ وطن چینیوں کو مار کر دم لیں گے۔ایک روز سارے چین پر ہماری بادشاہت ہوگی۔''

دوسرا آدمی بولا:

''اب اس چینی کا بھی خاتمہ کردو۔اس کو تم نے کس لیے زندہ رکھ چھوڑا ہے۔یہ بھی تو بڑا زبردست محبِّ وطن چینی ہے۔''

سرخ بالوں والے نے تلوار میان سے کھینچ کر کہا:

''ابھی اس کا خاتمہ کیے دیتا ہوں۔تم اس کی ٹانگوں کو پکڑے رکھو تاکہ یہ زیادہ ٹانگیں نہ چلائے اور میں اس کی گردن پر تلوار چلاتا ہوں۔اس کو قتل کرنے کے بعد میں بارہ چینی محبِّ وطن لوگوں کو قتل کر چکا ہوں گا۔دیوتاؤں نے مجھ پر کرم کیا۔یہ میں بارھواں چینی قتل کر رہا ہوں۔''

دیوار کے ساتھ لگے مکڑے ناگ نے یہ ساری بات سنی تو دنگ رہ گیا۔یعنی یہ سرخ بالوں والا اور اس کا ساتھی ہن قوم کے لٹیرے اور قاتل ہیں اور یہاں چینی وطن پرستوں کو چھپ چھپ کے قتل کر رہے ہیں۔ابھی اس نے اس کی کھڑکی پر اپنی طرف سے بوڑھے چینی پر تیر چلایا تھا۔

مکڑے نے وقت ضائع نہ کیا اور بڑی تیزی سے نیچے اتر آیا۔

اس نے ایک کونے میں جا کر سانس لیا اور ایک دم سیاہ کالے سانپ کے روپ میں بدل گیا۔ سرخ بالوں والا منگول وحشی اپنی تلوار چینی نوجوان کی گردن کے پس لے جا رہا تھا اور اس کا ساتھی چینی نوجوان کی ٹانگوں کو قابو میں کیے ہوئے تھا۔ اس نے کہا:

"کیا سوچ رہے ہو۔ فوراً اس کے گلے پر تلوار چلاؤ اور اس کا کام تمام کرو۔"

اس وقت تک ناگ کالے سانپ کے روپ میں سرخ بالوں والے منگول کے عقب میں پہنچ چکا تھا۔ وہ تلوار چلانے ہی والا تھا کہ اس کے ساتھی نے چیخ کر کہا:

"سانپ!"

سرخ بالوں والے نے ایک دم مڑ کر پیچھے دیکھا۔ مگر اتنے عرصے میں سانپ اپنا کام کر چکا تھا۔ اس نے لپک کر سرخ بالوں والے کی

گردن پر ڈس لیا تھا۔ وحشی منگول نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا۔ لیکن سانپ ایک مٹکے کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ دوسرا ساتھی دہشت زدہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ سرخ بالوں والے منگول کے منہ سے جھاگ جاری ہو گئی اور اس کا جسم تھر تھر کانپتے نیلا پڑ گیا اور آنکھیں ابل کر باہر آ گئیں۔ وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ وہ گرتے ہی مر گیا۔ اس کے ساتھی نے جب یہ حالت دیکھی تو باہر بھاگ گیا۔

سانپ مٹکے سے نکل کر دروازے کے پاس گیا۔ وہ باہر گلی میں نکل آیا۔ اس نے زور سے پھنکار مار کر اپنی جون بدلی۔ وہ پھر انسان کے روپ میں آ کر ناگ بن گیا۔ واپس کوٹھڑی میں آ کر اس نے چینی نوجوان کی مشکیں کھولیں۔ اس کے منہ میں ٹھونسا ہوا کپڑا نکالا اور اس نے پوچھا:

"یہ سب کیا ہے؟"

ناگ نے یوں بہانہ کیا جیسے اسے کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ اس نے ظاہر کیا کہ وہ گلی میں سے گزر رہا تھا کہ جھونپڑے کا دروازہ چوپٹ کھلا دیکھ کر اندر آ گیا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ چینی نوجوان نے ناگ کو بتایا کہ یہ لاش چین کے دشمن ایک بن گوریلے کی ہے جو یہاں وطن پرست عوام کو ہلاک کرنے پر لگا ہوا تھا۔

"مجھے یہ ہلاک کرنے لگا تھا کہ کونے سے ایک سانپ نکل آیا۔ جس نے اسے ڈس دیا۔ اس کا ساتھی بھاگ گیا ہے۔ اگر عین وقت پر سانپ نہ آ جاتا تو یہ شخص مجھے قتل کر چکا تھا اور اس کی لاش کی جگہ یہاں میری لاش پڑی ہوتی۔"

ناگ نے بڑا تعجب کیا اور چینی نوجوان سے کہا:

"بھائی! اب تم آزاد ہو۔ تم جا سکتے ہو۔ ان وطن دشمن لوگوں سے خبردار رہنا۔ آئندہ ان کے پھندے میں نہ آنا۔"

چینی نوجوان نے ناگ کا شکریہ ادا کیا اور چلا گیا۔

ناگ بھی وہاں سے واپس سرائے کی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے عنبر کو سارا ماجرا سنایا۔ عنبر نے ناگ کو مبارک باد دی کہ اس نے ایک وطن پرست چینی کی جان بچائی اور اس کے دشمن کو ہلاک کر دیا۔ اس نے کہا:

"اس کا مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ یہاں چینیوں کے سب سے بڑے دشمن بن قوم کے لوگ ہیں جنھوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر رکھی ہیں۔"

ناگ بولا:

"چینی بابا نے تو بتایا ہے کہ چین کی نیک دل ملکہ کے بیٹے کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔"

عنبر کہنے لگا:

"فکر نہ کرو۔ میرے خدا نے چاہا تو ان وطن دشمن لوگوں کی ساری سرگرمیاں ناکام بنا دیں گ۔ اچھا میرا خیال ہے کہ اب ہمیں آرام کرنا چاہیے۔ صبح پھر سفر پر روانہ ہونا ہے۔"

اس کے بعد عنبر اور ناگ بستروں میں گھس کر سو گئے۔ صبح کے وقت تھانگ نے انھیں آ کر جگایا۔ رات وہ دیر تک جاگتے رہے تھے۔ اس لیے خوب گہری نیند سو رہے تھے۔ تھانگ منہ اندھیرے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ سرائے کے مالک بوڑھے چینی نے ناشتہ لا کران کے سامنے رکھ دیا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ چینی بوڑھے کو انھوں نے سونے کے سکے دیے۔ اس سے ہاتھ ملایا۔ راستے کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں اور آگے چل پڑے۔

ایک دن اور ایک رات کے سفر کے بعد وہ اس مقام پر پہنچ گئے

جہاں سے شنگھائی کی سمت جانے والی سڑک کیتھے کی شاہراہ سے الگ ہوتی تھی وہ تھانگ کو لے کر شنگھائی کی طرف روانہ ہو گئے۔

اب ماریا اور مورتی چور کی بھی خبر لی جائے کہ وہ کس حال میں ہیں اور کہاں پر ہیں۔ مورتی چور بھی ماریا کو لے کر اسے سرائے میں آ گیا جہاں دو رات پہلے عنبر اور ناگ ٹھہرے تھے۔ چینی بوڑھے نے اس کو بھی سرائے میں کمرہ دے دیا۔ رات کو ماریا کو ہوش آ گیا۔ مورتی چور نے اب اسے اور بے ہوش کرنا مناسب نہ خیال کیا۔ اس نے سوچا کہ ایک رات ماریا کو ہوش میں رہنا چاہیے اور وہاں سے روانہ ہوتے وقت وہ دوبارہ بے ہوش کر دے گا۔ ہوش میں آتے ہی ماریا نے اپنے ارد گرد دیکھا تو حیران ہوئی کہ وہ کہاں سوئی تھی اور کہاں اٹھی ہے؟

اس نے مورتی چور کو دیکھ کر پہچان لیا۔ پھر جب اس نے اپنی کمر کے گرد بندھی ہوئی رسی کا دوسرا سرا مورتی کی کمر کے گرد بندھا ہوا

دیکھا تو سارا معاملہ سمجھ گئی کہ اس نے اسے اغوا کرلیا ہے۔ ماریا کے ہاتھ بھی اس کی کمر کے گرد بندھے ہوئے تھے۔ مورتی نے اسے ہوش میں آتا دیکھ کر کہا:

"ماریا! میں نے تمھیں بے ہوش کر کے اغوا کرلیا ہے اور صرف اس لیے کہ تم کو معلوم ہے کہ میں جادوگرنی کے حکم پر چین کے شاہی خزانے کے ہیرے چوری کرنے جا رہا ہوں۔ میں تمھارے ساتھیوں کی پروا نہیں کرتا۔ مگر تم سے مجھے شدید خطرہ تھا کیوں کہ تم غائب رہتی ہو اس لیے میں نے تمھیں اغوا کر کے اپنے ساتھ باندھ کر رکھ لیا ہے، جب تک میں ہیرے چرا نہیں لیتا اور چین کی سرحد سے نکل نہیں جاتا تم اسی طرح میرے ساتھ رہو گی اور اگر تم نے میری قید سے بھاگنے کی کوشش کی تو میں اسی وقت تمھیں جان سے مار ڈالوں گا اور کسی کو جان سے مارنا میرے لیے کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے۔"

ماریا نے سوچا کہ اس شخص کے ساتھ چاپلوسی سے کام لینا چاہیے۔ اب جب کہ وہ اس کی قید میں ہے تو اسے مقابلے کی دعوت دینا بے کار ہے۔ چنانچہ ماریا نے کہا:

"بھائی! تم نے تو خوامخواہ مجھے قید میں ڈال دیا ہے۔ میں نے تو کبھی بھی اپنے بھائیوں کے کام میں دخل نہیں دیا۔ میری طرف سے تم چاہے بادشاہ کو اغوا کرلو۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔"

مورتی چور مسکرا کر بولا:

"بہت زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو ماریا۔ میں تمھیں اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ تم خوشامد کر کے مجھے اپنے جال میں نہیں الجھا سکتیں۔ یہ میرا اٹل فیصلہ ہے کہ جب تک میں ہیرے چُرا کر چین کی سرحد سے باہر نہیں نکل جاتا تم میرے ساتھ اسی طرح قید میں رہو گی۔"

ماریا خاموش ہوگئی۔اس نے سوچا کہ اس وقت مورتی پر اپنی
باتوں سے اثر ڈالنا فضول ہوگا۔ماریا چپ چاپ بستر پر لیٹ گئی۔
دوسرے بستر پر اپنی کمر کے ساتھ رسی باندھے مورتی لیٹ گیا۔وہ سو
نہیں رہا تھا۔بلکہ بڑے غور سے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں ماریا لیٹی
ہوئی تھی۔مگر دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

قید سے فرار

آدھی رات کے بعد ماریا کو نیند آ گئی۔

مگر مورتی چور برابر جاگ رہا تھا۔جب اس نے دیکھا کہ ماریا
خوب گہری نیند ہوگئی ہے۔تو اس نے اس کی رسی چارپائی کے ساتھ
کس کر باندھی اور خود بھی سوگیا۔صبح اس کی آنکھ کھلی تو اس نے ماریا کو
آواز دی۔ماریا نے جواب دیا اور بولی:

”تم مجھے بے کار اپنے ساتھ لیے پھر رہے ہو۔اگر تم مجھے چھوڑ دو
تو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ تمھارے کسی کام میں کوئی دخل نہیں

دوں گی۔ کسی سے ذکر تک نہیں کروں گی کہ تم نے مجھے بے ہوش کر
کے اغوا کیا تھا۔“

مورتی نے مسکرا کر کہا:

”میں کچی گولیاں نہیں کھیلا ماریا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ میری
قید سے آزاد ہو کر تم یہاں سے سیدھا اپنے بھائی عنبر کے پاس جاؤ گی
اور اس میرے بارے میں ایک ایک لفظ بتا دو گی۔“

ماریا نے کہا:

”لیکن عنبر کو تو تمھارے بارے میں سب کچھ پہلے ہی سے معلوم
ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ انھیں میرے منصوبے کے بارے میں ساری
باتیں معلوم ہیں۔ مگر انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ میں اس وقت کس جگہ
اور کس مقام پر سفر کر رہا ہوں۔ تم میری قید سے آزاد ہو کر اسے یہ سب

کچھ بتا دو گی اور پھر وہ لوگ مجھے پکڑ لیں گے۔“

ماریا نے بے ساختگی سے کہا:

”مورتی چور! پکڑ تو وہ تمھیں ایک نہ ایک دن ضرور لیں گے۔
اس بات کے بارے میں تم اپنے دل میں یقین کر رکھو۔ ہاں اگر تم
مجھے آزاد کر دو تو میں اس وقت تمھاری جان بخشی کی ضرور سفارش کروں
گی۔“

مورتی قہقہہ لگا کر ہنس پڑا:

”ماریا! تمھارا یہ وار بھی ناکام ہو گیا ہے۔ میں نے ایک زمانہ
دیکھا ہوا ہے۔ میں نے زمانے کے بڑے بڑے گرم سرد دیکھے ہوئے
ہیں۔ تم میرے سامنے ایک معمولی بچی ہو۔ اگر تم میں میرے مقابلے
میں کوئی برائی ہے تو یہی ہے کہ تم جادو کے زور سے غائب ہو چکی ہو
اور میں ایسا نہیں کر سکتا۔“

ماریا بولی:

''کیا جادوگرنی تمھیں ایسی کوئی دوا نہیں دے سکتی جسے چہرے پر مل کر تم لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو سکو؟''

''اس کے پاس ایسی دوائی نہیں ہے اور پھر مجھے ایسی دوا کی ضرورت بھی نہیں۔ اس لیے کہ ہم لوگ جتنا لوگوں کے سامنے آئیں گے اور ان میں گھومیں پھریں گے ہم پر اتنا ہی شک کم کیا جائے گا۔''

اتنے میں چینی نوکر نے دروازے پر دستک دی۔ مورتی نے فوراً اٹھ کر ماریا کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔ نوکر فرش پر ناشتہ رکھنے لگا۔ پھر کنکھیوں سے خالی چارپائی کی طرف دیکھ کر بولا:

''جناب عالی! یہ رسی آپ نے اپنی کمر کے گرد کیوں باندھ رکھی ہے؟''

''بکواس بند کرو۔ جس چیز سے تمھارا کوئی تعلق نہیں تم اس کے

بارے میں کیوں پوچھ گچھ کر رہے ہو۔ خاموشی سے ناشتہ لگا کر باہر نکل جاؤ۔''

چینی نوکر چپکے سے باہر نکل گیا۔ ناشتے کے بعد مورتی نے ماریا کو دوائی سنگھا کر پھر سے بے ہوش کر دیا۔ اس نے اسے کاندھے پر ڈالا اور گھوڑے کے آگے کی طرف جا کر ڈال دیا۔ چینی بوڑھے کو سونے کے سکے دے کر چین کے شہر کیتھے کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کو شنگھائی جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ چنانچہ وہ سیدھا کیتھے کی جانب سفر کر رہا تھا۔ راستے میں وہ ایک ایسی وادی سے گزرے جہاں قدم قدم پر پھولوں بھری جھاڑیاں نیلی دھوپ اور تروتازہ ہوا میں جھوم رہی تھیں۔ اس نے سارا دن سفر جاری رکھا۔ شام کو وہ ایک ندی کنارے پہنچ کر ٹھہر گیا۔ کچھ دیر آرام کیا۔ ماریا کو بھی کھانا کھلایا اور دوبارہ رات کو سفر شروع کر دیا۔ وہ جلدی سے جلدی کیتھے پہنچنا چاہتا

تھا۔ چنانچہ اگلے روز تیسرے پہر وہ اس سڑک پر پہنچ گیا جو بڑی
شاہراہ سے نکل کر شنگھائی کی طرف جاتی تھی اور جس پر عنبر اور ناگ
سفر کر رہے تھے۔ وہ لوگ شنگھائی کی طرف جا رہے تھے اور مورتی چور
ماریا کو لے کر کیتھے کی جانب روانہ ہو گیا۔

رات بھر وہ سفر کرتا رہا۔ دوسرے روز دوپہر کے وقت مورتی کو دور
سے چین کے دارالحکومت کیتھے کی فصیل کی لکیر دکھائی دی۔ وہ اپنی
منزل کو سامنے دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ فصیل کے دروازے پر اسے
چینی سپاہیوں نے روک دیا۔ اس نے دیوار چین سے حاصل کی ہوئی
لکڑی کی مہران کو دکھائی اور بڑے آرام سے دروازے میں سے گزر
کر کیتھے میں داخل ہو گیا۔ وہ تیسری بار اس خوب صورت اور گنجان
آباد شہر میں آ رہا تھا۔ اسے اپنے دوست کے گھر کا پتہ معلوم تھا۔
چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہر میں بڑی رونق تھی۔ لوگ سودا خرید بھی رہے تھے۔ اور ایک
دوسرے کے خلاف لڑ جھگڑ بھی رہے تھے۔ گھروں میں سے عورتوں
اور بچوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ مختلف گلیوں اور محلوں میں
سے گزر کر مورتی چور اپنے دوست کے گھر پہنچ گیا۔ اس کے دوست کا
نام کھمباٹا تھا اور اس کا تعلق بھی تبت کے ان لوگوں سے تھا۔ جن کے
آباؤاجداد بن قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ چین میں ایک سوداگر کا
بھیس بنا کر زندگی بسر کر رہا تھا۔ مگر اصل میں وہ چینی وطن پرستوں کے
خلاف سازش کر کے انھیں ایک ایک کر کے قتل کر رہا تھا۔ جادوگرنی
سے بھی اس کا تعلق تھا۔ اور اسے ہیروں کی چوری کے سارے
منصوبے کا علم تھا۔ جادوگرنی نے اس سے بھی وعدہ کیا تھا کہ اگر اس
نے ہیروں کی چوری میں مورتی چور کی مدد کی تو وہ اسے بھی ہیرت
جواہرت کی ایک تھیلی انعام کے طور پر پیش کرے گی۔ یہی وجہ تھی کہ

کھمباٹا بڑی بے چینی سے مورتی کی راہ دیکھ رہا تھا۔

مورتی نے حویلی میں داخل ہوتے ہی ماریا کے بارے میں اسے ایک ایک بات بتادی۔ کھمباٹا تو بڑا حیران ہوا کہ ایک عورت غائب رہ کر اس کے ساتھ ساتھ سفر کر رہی ہے۔ اس نے مورتی سے کہا:

’’تمھارا کمال تو یہ ہے کہ تم ایک ایسی عورت کو قید کر کے سفر کر رہے ہو جو نظر نہیں آتی اور جو کسی وقت بھی تم پر حملہ کر سکتی ہے۔‘‘

مورتی نے کہا:

’’اس کا پورا پورا بندوبست میں نے کر رکھا تھا۔ میں نے زیادہ سے زیادہ راستے میں ماریا کو بے ہوش رکھا۔ جب اسے ہوش آتا تو میں اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیتا۔ بہر حال اب یہ عورت تمھارے حوالے کرتا ہوں۔ تم اسے اپنے تہہ خانے میں ڈال دو اور جب تک میں شاہی ہیرے چرا کر یہاں سے فرار نہیں ہو جاتا اسے اسی تہہ

خانے میں قید رکھو۔‘‘

بہت بہتر ایسا ہی ہوگا، مورتی بھائی!

ان کی ساری باتیں ماریا سن رہی تھی۔ اسے دیوار کے ساتھ لگا کر ایک تخت پوش پر بٹھا دیا گیا تھا۔ اس کے منہ سے کپڑا نکال دیا گیا تھا اور صرف کمر کے ساتھ رسی بندھی تھی جس کا ایک سرا کھمبے کے ساتھ کس کر باندھ دیا گیا تھا۔ مورتی نے پوچھا:

’’یہ بتاؤ کہ شاہی محل کے خزانے اور قلعے کی دیوار کا نقشہ تمھارے پاس موجود ہے کیا؟‘‘

کھمباٹا نے آنکھ کے اشارے سے اسے خبردار کیا کہ ماریا پاس بیٹھی سن رہی ہے۔

مورتی نے بلند آواز سے کہا:

’’کھمباٹا! فوراً ماریا کو لے جا کر قید میں ڈال دو۔‘‘

"بہت بہتر۔"

کھمباٹا نے اٹھ کر ماریا کو رسی سے پکڑا اور اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے وہ نیچے تہہ خانے میں لے گیا اور وہاں جا کر اس نے اسے کوٹھڑی میں دونوں ہاتھ باندھ کر ڈال دیا اور دروازے پر تالہ ڈال کر اوپر آ گیا۔ اوپر آ کر اس نے مورتی کو وہ نقشہ دکھایا جو ایک ریشمی کپڑے پر بنا ہوا تھا۔ اور جس میں پوری پوری وہ جگہ اور اس کے برآمدے اور کمرے دکھائے گئے تھے جہاں بیچ میں زمین کے نیچے ایک الماری مین چین کے شاہی ہیرے ایک چاندی کے مرتبان میں بند تھے۔ ان ہی ہیروں میں زرتاب نام کا وہ شاہی ہیرا بھی شامل تھا۔ جس کی جادوگرنی کو اشد ضرورت تھی۔

کھمبا نے کہا:

"اگر تم کہو تو میں بھی تمہارے ساتھ جا سکتا ہوں اور تھوڑی بہت

مدد کر سکتا ہوں۔"

اس پر مورتی نے کہا:

"تمھاری ضرورت نہیں۔ میں یہ کام اکیلے ہی کروں گا۔ تم اگر میرے ساتھ گئے تو ہو سکتا ہے ہم پکڑے جائیں۔ اس لیے تم اسی جگہ میرا انتظار کرو۔ میں واپس یہیں آؤں گا۔"

شہر سے تھوڑی دور ایک جھیل کے کنارے شاہی محل کھڑا تھا۔ اس محل میں چین کا بادشاہ فومانچو حکومت کرتا تھا۔ اس کی ملکہ اور شہزادہ بھی وہیں رہتے تھے۔ مورتی کھمباٹا سے آدھی رات تک مشورہ کرتا رہا کہ وہ کس بھیس میں شاہی محل میں جائے۔ کھمباٹا کی رائے تھی کہ محل میں نقب لگا کر ہیرے چرانے چاہیں۔ مورتی کا خیال تھا کہ اسے بھیس بدل کر شاہی محل میں داخل ہو جانا چاہیے اور پھر اندر ہی اندر سے خزانے والے کمرے تک پہنچ کر ہیرے اڑا لینے چاہیں۔ آخر

اسے کھمیاٹا کی بات تسلیم کرنی پڑی۔ کیوں کہ بھیس بدل کر جانے میں
اگر چہ خطرہ کم تھا مگر بات لمبی ہو جاتی تھی۔ فیصلہ ہوا کہ شاہی محل کی
عقبی دیوار میں شگاف ڈال کر محل میں داخل ہوا جائے اور نقشے کے
مطابق خزانے والے مقام تک پہنچ کر ہیروں کا مرتبان چرا لیا جائے۔

مورتی چور رات کے اندھیرے کا انتظار کرنے لگا۔ نیچے تہہ
خانے میں ماریا رسیوں میں جکڑی ہوئی بے بس و مجبور بیٹھی سوچ رہی
تھی کہ وہ وہاں سے کیوں کر رہائی حاصل کرے فرار ہو گئی اور مورتی
چور محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ وہ
گھوڑے پر سوار ہو کر جھیل کی پچھلی جانب کے جنگل سے محل کی عقبی
دیوار تک پہنچ گیا۔ گھوڑا اس نے جنگل ہی میں ایک جگہ چھپا کر
باندھا اور خود چھپتا چھپاتا محل کی دیوار کے پاس پہنچ گیا۔ نقب لگانے
کے لیے اس نے کدال اپنے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ چنانچہ مورتی نے

دیوار میں شگاف ڈالنا شروع کر دیا۔ یہاں سے محل کی دیوار ٹوٹی ہوئی
تھی۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد دیوار میں شگاف ڈالنا شروع کر دیا۔
یہاں سے محل کی دیوار ٹوٹی ہوئی تھی۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد دیوار
میں اتنا سوراخ ہو گیا کہ وہ اس میں سے اندر داخل ہو گیا۔ یہ جگہ محل کا
ایک باغ تھی۔ جہاں بارہ دری سے آگے اس کمرے کی دیوار تھی
جہاں چاندی کے مرتبان میں شاہی ہیرے جواہرات پڑے تھے۔

مورتی دبے پاؤں چھپ چھپ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ خزانے کی
دیوار کے پاس ہی پہنچا تھا کہ ایک طرف سے دو گھوڑ سوار گشت کرتے
ہوئے ادھر آئے اور دائیں بائیں دیکھنے بھالنے لگے۔ مورتی ایک
طرف چھپ گیا۔ سپاہی عین اس کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے اور
آپس میں باتیں کرنے لگے کہ سردی بہت ہو جاتی ہے، میری بیوی
پھر بیمار پڑ گئی، بادشاہ فومانچو بڑا نیک بادشاہ ہے، خیرات بہت کرتا

www.urdurasala.com

ہے۔مگر ظلم بھی بہت کرتا ہے، ولی عہد شہزادے کی زندگی خطرے میں ہے، وغیرہ وغیرہ۔ جتنی دیر وہ وہاں کھڑے رہے مورتی ایک درخت کے پیچھے دم سادھے چپ چاپ کھڑا رہا۔ آخر وہ وہاں سے چلے گئے۔ مورتی آگے بڑھنے لگا تو اس نے محسوس کیا کہ خزانے کی عمارت کے باہر رات کو بھی بڑا سخت پہرہ ہوتا ہے۔ سپاہی برابر گشت کر رہے تھے۔ مورتی کافی دیر وہاں کھڑا موقع کا انتظار کرتا رہا مگر اس نے دیکھا کہ رات ڈھلنی شروع ہوگئی ہے۔ آسمان پر صبح کی روشنی پھیلنے لگی ہے۔

اب اس کا وہاں زیادہ دیر کھڑے رہنا خطرناک تھا۔ وہ صبح کی پہلی کرن کے ساتھ بڑی آسانی سے گرفتار کیا جا سکتا تھا اور پھر فومانچو ایسے ظالم بادشاہ سے رحم کی امید رکھنا ایک ناممکن بات تھی۔ مورتی چور ناکام ہو کر واپس چل پڑا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اگلے روز آئے گا

اور اپنے ساتھ بے ہوش کرنے والی دوائی بھی لائے گا۔ جس جگہ اس نے دیوار میں شگاف ڈالا تھا۔ وہاں اس نے اِدھر اُدھر سے جھاڑیاں کاٹ کر ڈال دیں اور شگاف کر چھپا دیا۔

دوسری طرف ماریا آزاد ہونے کے لیے جدوجہد کر رہی تھی۔ اس نے اپنے ایک ہاتھ کی رسی کھول دی تھی تھوڑی سی کوشش کے بعد اس نے دوسرے ہاتھ کی رسی بھی کھول دی اور اب وہ آزاد تھی۔ اس نے وہ رسی بھی کھول لی جس سے وہ ستون کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ اب سب سے بڑا مرحلہ باہر کے دروازے کھلوا کر وہاں سے فرار ہونا تھا۔

ماریا نے کیا کیا کہ زمین پر زور سے لوہے کا جگ پٹخ دیا۔ یہ شور سن کر کھمباٹا اوپر سے نیچے آیا۔ اس نے دروازے کے پاس منہ لے جا کر کہا:

”کیا بات ہے؟ یہ اندر کیا ہو رہا ہے؟“

ماریا نے بڑی رحم طلب آواز بنا کر کہا:

دیوتاؤں کے لیے مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دو پیاس کے مارے میرا دم نکلا جا رہا ہے۔"

کھمباتا نے ایک پل کے لیے سوچا کہ ماریا کو پانی پلائے یا نہیں۔ پھر اسے خیال آیا کہ وہ تو رسی کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ پانی کا کٹورا لے کر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ جونہی اس نے دروازے کا ایک پٹ کھولا اور اندر داخل ہوا، ماریا پلک جھپکنے میں باہر نکل گئی۔ کھمباتا نے اندر جا کر دیکھا کہ رسی کھمبے کے ساتھ گری پڑی تھی اس نے رسی اٹھائی تو وہ ساری کی ساری اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ وہ سر پٹ کر رہ گیا۔ ماریا فرار ہو چکی تھی۔ وہ بھاگا بھاگا تہ خانے سے نکل کر اوپر آیا۔ اس نے ماریا کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ مگر ماریا خاموش کھڑی رہی۔ کھمباتا نے لپک کر مکان کا بڑا دروازہ بند کرنے

کی کوشش کی۔ اسی وقت ایک بھاری پتھر اس کے سر پر لگا اور وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑا۔

ماریا خاموشی سے اس کے مکان سے باہر نکل آئی۔ وہ آزاد تھی اور غائب تھی۔ کینتھے کے گلی کوچے رات کے اندھیرے میں خاموش اور سنسان تھے۔ کہیں کہیں کونوں میں لیمپ جل رہے تھے ماریا گلیوں میں سے گزرتی بڑے بازار میں آ گئی۔ اس کے لیے سب سے بڑا مرحلہ یہ تھا کہ وہ کس جگہ رات بسر کرے اور آئندہ کے بارے میں سوچے۔ آخر وہ ایک باغ میں آ گئی اور ایک درخت کے نیچے گھاس پر لیٹ گئی سوچتے سوچتے اسے نیند آ گئی اور وہ سو گئی۔

قتل کی سازش

مورتی واپس گھر آیا تو کھمباٹا پریشان بیٹھا تھا۔

جب اس نے بتایا کہ ماریا فرار ہو گئی ہے تو مورتی کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ دھم سے تخت پوش پر بیٹھ گیا اور اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔

”ارے! تم نے یہ کیا کر دیا۔“

”بھائی اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں تو دروازے پر تالہ

ڈالے آرام سے سو رہا تھا کہ ماریا نے پانی مانگا۔ بس پانی دینے اندر گیا تو وہ باہر بھاگ گئی اس نے تو پہلے ہی سے رسیاں کھول رکھی تھیں۔“

”اب کیا ہوگا۔ وہ تو مجھے جینے نہیں دے گی۔ وہ تو موت بن کر ہمارے سروں پر منڈلائے گی۔ کوئی پتہ نہیں وہ یہیں کہیں موجود ہو۔ ہماری ساری باتیں سن رہی ہو۔ ابھی تلوار کا وار کر کے ہمیں ہلاک کر دے۔“

کھمباٹا بھی ڈر گیا۔ مورتی نے اٹھ کر گھر کے سارے دروازے بند کر ڈالے اور ہاتھ پھیلا کر سارے کمروں میں پھرنے لگا۔ اس نے کھمباٹا کو بتایا کہ وہ کل رات ہیروں پر ہاتھ صاف کرنے جائے گا کیوں کہ محل کے اندر سخت پہرہ ہے۔

”خدا جانے اب ماریا مجھ سے پہلے وہاں پہنچ جائے اور جب میں

وہاں پہنچوں تو سپاہی مجھے گرفتار کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہوں۔"

کھمباٹا نے کہا:

"اگر یہ بات ہے تو ہمیں ابھی جا کر ہیرے چُرا کر لے آنے چاہییں۔ اتنی جلدی ماریا محل میں نہیں جا سکتی۔"

اب تو صبح ہونے والی ہے۔ محل تک جاتے جاتے دن چڑھ آئے گا۔ اس وقت واپس جا کر ہیروں کو چرانا مشکل ہے۔ بہر حال میں آج رات کو بڑی احتیاط کے ساتھ ایک بار پھر کوشش کروں گا۔ اب کے تمھیں بھی میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"میں ضرور چلوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ ماریا اتنی جلدی بادشاہ کے دربار میں نہیں پہنچ سکتی۔ بادشاہ فومانچو کے دربار تک رسائی حاصل کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔"

معرتی چور تخت پوش پر لیٹ گیا اور پریشان ہو کر رات کو ڈاکہ

ڈالنے کے بارے میں ترکیبوں پر غور کرنے لگا۔ اب اسے جان کا خطرہ تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ بڑی احتیاط سے وہاں جائے گا اور اگر ذرا سا بھی خطرہ ہوا تو فوراً وہاں سے بھاگ آئے گا اور ہیروں کی چوری کا خیال کچھ عرصہ کے لیے ملتوی کر دے گا۔

رات گزر گئی۔ سورج نکل آیا۔ کیتھے شہر میں چاروں طرف روشنی ہو گئی۔ لوگ اپنے اپنے کام کو باہر نکل آئے۔ بازاروں میں شور و غل مچ گیا۔ ماریا درختوں کے نیچے ابھی تک سو رہی تھی۔ اسے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آئیں تو اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے آنکھیں ملتے ہوئے دیکھا کہ دن کافی چڑھ آیا ہے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ قریب ہی ایک چھوٹی سی ندی پر جا کر منہ ہاتھ دھویا۔ اسے بھوک بہت لگ رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ بجائے کسی دکاندار کے ہاں کوئی کھانے کی چیز اڑانے کے واپس کھمباٹا کے گھر پر ہی جا کر ناشتہ کیا جائے۔ چنانچہ وہ

کھمباٹا کے گھر کی طرف چل پڑی۔

اس نے دیکھا کہ مورتی ابھی تک سو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی تھی۔ کھمباٹا باورچی خانے میں گھی کے گلگلے تل رہا تھا۔ وہ چپکے سے باورچی خانے میں اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی کھمباٹا کو بالکل احساس نہ ہوا کہ ماریا اس کے پاس کھڑی ہے۔ وہ گلگلے تل تل کر ٹوکری میں ڈالے جا رہا تھا۔ ماریا نے ہاتھ بڑھا کر کھانے شروع کر دیئے۔ اچانک کھمباٹا نے محسوس کیا کہ ٹوکری میں گلگلے کم ہو گئے ہیں۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ ایک دم اسے ماریا کا خیال آیا اور وہ ڈر گیا کہ ماریا وہاں موجود ہے اور ہو سکتا ہے وہ کوئی شے اس کے سر پر مار کر اسے مار ڈالے۔

کھمباٹا نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"میری بہن! مجھے معاف کر دینا۔ میرا کوئی قصور نہیں تھا۔ میں

بے گناہ تھا۔ مجھے جو کچھ میرے دوست مورتی نے کہا۔ وہ میں نے کر دیا۔ تم بے شک سارے کے سارے گلگلے کھا لو۔ تم بے شک روز آ کر یہاں ناشتہ کیا کرو۔ میں تمھاری روزانہ خدمت کروں گا۔ مجھے تم اپنا غلام ہی خیال کرو۔"

ماریا گلگلے کھاتے ہوئے بڑا ہنسی۔ مگر زبان سے اس نے ایک لفظ تک نہ نکالا۔ وہ خاموش رہی۔ جب اس کا پیٹ بھر گیا تو چپکے سے باورچی خانے سے باہر نکل آئی۔ جاتے جاتے نشانی کے طور پر وہ ایک گلگلا۔ اٹھا کر اسے زور سے کھمباٹا کے منہ پر مارتی گئی۔ کھمباٹا چیخ مار کر وہاں سے بھاگ گیا۔ مورتی کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے چیخ کی وجہ پوچھی تو کھمباٹا نے سارا قصہ سنا دیا۔ مورتی نے تلوار نکال کر کمرے میں چاروں طرف گھمانی شروع کر دی کہ اگر ماریا کہیں بھی کھڑی ہو گی تو تلوار لگنے سے اپنے آپ ہلاک ہو جائے گی۔ لیکن

ماریا اس وقت شہر کے بازاروں سے گزر رہی تھی۔

ماریا نے سوچا کہ کہیں سے گھوڑا حاصل کر کے واپس اس سڑک پر چلی جائے جہاں اسے امید تھی کہ عنبر اور ناگ سفر کرتے چین کے دارالحکومت کی طرف آ رہے ہوں گے۔ سوال یہ تھا کہ گھوڑا کہاں سے لیا جائے۔ ماریا نے دیکھا کہ شہر کے بازاروں میں بڑی رونق تھی۔ منڈی میں کاروبار بڑے زور شور سے ہو رہا تھا۔ چینیوں کے علاوہ وہاں جاپانی منگول، روسی اور سمرقندی لوگ بھی گھوم پھر رہے تھے۔ کاروان سرائے کے باہر قافلے اترے ہوئے تھے اور لوگ اپنی چیزیں آوازیں لگا کر فروخت کر رہے تھے۔

ماریا چپ چاپ بازاروں میں سے گزرتی چلی گئی۔ کسی کو احساس تک نہ ہوا تھا کہ ان کے درمیان ایک ایسی عورت گزر رہی ہے جو کسی کو نظر نہیں آ رہی، جو غائب ہے۔ ایک تنگ سے بازار میں سے

گزرتے ہوئے ماریا نے دیکھا کہ ایک حویلی کا بڑا دروازہ کھلا ہے اور اندر ڈیوڑھی میں چار پانچ سفید گھوڑے بندھے ہوئے ہیں۔ یہ گھوڑے بڑے ہی خوب صورت تھے۔ ایک نوکر ان کے آگے چارہ ڈال رہا تھا۔ ماریا کو وہ گھوڑے بے حد پیارے لگے۔ اس نے سوچا کیوں نہ ایک گھوڑا یہاں سے کھول کر اپنے ساتھ کر لیا جائے۔ اس خیال سے وہ مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گئی۔ اس کو احساس ہوا کہ گھوڑے چارہ کھا رہے ہیں۔ اس لیے بہتر ہو گا کہ گھوڑے جی بھر کر پیٹ بھر لیں تو پھر ان میں سے کسی کو اڑا لیا جائے۔ ماریا خاموشی سے ایک طرف ڈیوڑھی میں پتھر کے بنچ پر بیٹھ گئی اور منگول قسم کے غلام کو گھوڑوں کو چارہ کھلاتے اور مالش کرتے دیکھتی رہی۔

اچانک کسی نے اندر سے غلام کو آواز دی۔ وہ جلدی سے اندر کی طرف بھاگ گیا۔ آواز کسی ایسے شخص کی تھی جو بڑا سخت مزاج معلوم

ہوتا تھا۔ کیوں کہ آواز میں غرور اور اکھڑ اپن بہت پایا جاتا تھا۔
ڈیوڑھی میں گھوڑوں کی بدبو سے تنگ آ کر ماریا نے سوچا کیوں نہ ذرا
حویلی کی سیر کی جائے اور دیکھا جائے کہ یہ بدمزاج اکھڑ آدمی کون تھا
جس نے نوکر کو اس طرح بلایا ہے۔ جیسے کوئی بادشاہ اپنے نوکر کو بلاتا
ہے۔ وہ ڈیوڑھی سے نکل کر اندر والے صحن میں آ گئی۔ یہاں بیچ میں
پانی کا فوارہ چل رہا تھا۔ چاروں طرف برآمدے میں سفید پھولوں
والی بیلیں لٹک رہی تھیں۔ ایک کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اندر سے
باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں ماریا یہاں رک گئی۔

کیوں کہ ایک آواز اسی اکھڑ اور سخت مزاج آدمی کی تھی اور نوکر
بھی اسی کمرے میں گیا تھا۔ وہ ستون کے پاس لگ کر کھڑی ہو گئی۔
دروازہ اندر سے بند کیا گیا تھا۔ اسے اندر سے کنڈی لگانے کی آواز
سنائی دی۔ ماریا کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ آخر ان لوگوں کو کیا

پڑی ہے کہ دن کے وقت اپنے ہی گھر میں دروازوں کو اندر سے کنڈی
چڑھا کر باتیں کریں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہاں ضرور خفیہ
قسم کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ماریا کا شوق بڑھ گیا۔ اس کی خواہش ہوئی
کہ ان لوگوں کی باتیں سنیں جائیں کہ وہ کیا کہہ سن رہے ہیں۔ اس
نے دروازے کے ساتھ کان لگا دیئے۔ اندر سے ہلکی ہلکی آواز آ رہی
تھی۔ وہی اکھڑ آواز والا مرد بول رہا تھا۔ یہ چینی زبان نہیں تھی۔ بلکہ
وہ منگول اور ہن قوم کی زبان میں باتیں کر رہا تھا۔ دوسرا آدمی بھی اسی
زبان میں بات کر رہا تھا۔ ماریا کو اتنی طاقت مل گئی تھی کہ ہر زبان کا
مطلب سمجھ لیتی تھی۔ اس نے ان لوگوں کی گفتگو سے اندازہ لگایا کہ وہ
کسی بڑے ہی خطرناک کام پر وہاں آئے ہیں اور بادشاہ کے بیٹے
یعنی ولی عہد شہزادے کو ہلاک کرنا یا اغوا کرنا چاہتے ہیں۔

ماریا کی دلچسپی بڑھ گئی۔ اب وہ اندر جانے کے لیے بے تاب

ہوگئی۔ مگر وہ اندر نہیں جا سکتی تھی کیوں کہ دروازہ اندر سے بند تھا۔
اتنے میں اسے وہی نوکر نظر آیا وہ ایک ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا تانبے
کا جگ لے کر چلا آ رہا تھا۔ دروازے کے پاس آ کر اس نے دروازہ
کھول دیا۔ نوکر کے ساتھ ماریا نے دیکھا کہ ایک طرف دیوار کے
ساتھ تخت بچھا تھا۔ اس پر قالین پڑا تھا۔ اور ایک وحشی قسم کا آدمی جس
نے منگولی لباس پہن رکھا تھا۔ کمر میں تلوار لگائے دیوار سے ٹیک
لگائے بیٹھا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک باز پکڑا ہوا ہے۔

دوسرا آدمی دروازہ بند کر کے واپس آ گیا تو نوکر نے تپائی پر پانی کا
جگ رکھ دیا اور واپس جانے لگا۔ دوسرے آدمی نے دوبارہ دروازہ بند
کر کے کنڈی لگا دی۔ اب ماریا بھی ان کے ساتھ ہی کمرے میں بند
ہوگئی تھی۔ منگول وحشی کو دوسرے آدمی نے چاندی کے کٹورے میں
پانی بھر کر پلایا۔ پانی پی کر منگول وحشی نے اکھڑ آواز میں کہا:

’’اس روز یہاں نوکر بھی نہیں ہونا چاہیے۔ کیوں کہ اگر ہم نے
شہزادے کو قتل کر دیا تو اسے اغوا کر کے لے آئے تو ہم نہیں چاہتے کہ
یہاں کسی کو کانوں کان ہمارے آنے کی اطلاع ہو۔‘‘

دوسرے آدمی نے کہا:

’’ارژنگ تم فکر نہ کرو۔ یہاں راز داری سے کام لیا جائے گا۔
میں کوئی بچہ نہیں ہوں۔ مجھے بھی اپنے قبائلی سردار کو جا کر منہ دکھانا ہے
اور پھر میں بھی اس چینی قوم کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں۔ میں تو بھیس بدل کر
یہاں گھوڑوں کی سوداگری کر رہا ہوں۔ مجھے یہاں کے چینیوں کے
سامنے ان کے بادشاہ اور ملک کی تعریف کرنی پڑتی ہے۔ حقیقت میں
تو میں بھی ہن قوم کا باشندہ ہوں اور چین پر اپنی قوم اور اپنے سردار کی
حکومت دیکھنا چاہتا ہوں۔‘‘

ارژنگ بولا:

''شاباش! اور ہماری حکومت صرف اسی صورت میں یہاں قائم ہو سکتی ہے کہ ہم بادشاہ کے بیٹے شہزادہ ولی عہد کو ختم کر دیں اور پھر اپنی لوٹ مار کی کاروائیاں تیز کر کے چین میں خانہ جنگی کی فضا قائم کر دیں۔ پھر ہم حملہ کر دیں گے۔ ہن قوم ایک سیلاب کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے گی۔ اور اس ملک پر اپنا جھنڈا لہرا دیا جائے گا۔ مگر اس کے لیے ابھی ہمیں بڑی احتیاط اور بڑی راز داری سے کام لینا ہو گا۔''

سوداگر بولا:

''ایسا ہی ہو گا ارژنگ! اب تمھارے سامنے اس کمرے میں ہمارے سوائے اور کوئی نہیں ہے۔''

ماریا اس خیال پر بڑی ہنسی۔ انھیں خبر نہیں تھی کہ ان کے بالکل قریب ایک لڑکی کھڑی ان کی ساری خفیہ باتیں سن رہی ہے۔ ماریا بڑی حیران ہوئی کہ ایک اتفاق کے ساتھ وہ اس حویلی میں آ گئی اور

اسے ایک بڑے ہی پر اسرار منصوبے کا علم ہو گیا۔ جو پر اسرار بھی ہے اور انتہائی خونی بھی۔ ارژنگ نے کہا:

میں آج واپس جا رہا ہوں۔ چاند کی پہلی تاریخ کو واپس آؤں گا۔ میرے ساتھ دوسرے ساتھی بھی ہوں گے۔ اس روز ہم اپنے منصوبے پر عمل شروع کر دیں گے۔ شاہی محل میں ہماری ایک خاص عورت ورشا اس وقت ملکہ چین کی خاص کنیز کی حیثیت سے کام کر رہی ہے۔ وہ ولی عہد شہزادے کو دودھ بھی پلاتی ہے اس نے ہمارے لیے راستہ ہموار کر دیا ہے، اب ہمارا کام صرف یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے رات کو محل میں جا کر ورشا کو وہ خاص قسم کا زہر دیا جائے جو ولی عہد شہزادے کو پلا کر ہلاک کر ڈالے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو کسی طرح شہزادے کو وہاں سے اغوا کر کے یہاں لایا جائے اور یہاں اسے قتل کر کے زمین کے اندر دفن کر دیا جائے۔''

www.urdurasala.com

سوداگر کہنے لگا:

ورشا نے ہماری راہ آسان کر دی ہے۔ اب ہمارے لیے ولی عہد شہزادے تک رسائی حاصل کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔"

ماریا اب جلدی سے باہر نکلنا چاہتی تھی تا کہ دیوارِ چین سے دارالحکومت کینتھے کی طرف آنے والی سڑک پر واپس جا کر وہ عنبر اور ناگ کو تلاش کر کے سارے منصوبے اور ولی عہد شہزادے کے قتل کی سازش سے باخبر کر دے۔ وہ دروازے کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ وہ دروازہ کھول کر باہر جانے والی تھی کہ نوکر نے باہر سے دستک دی۔ شاید وہ کھانے کے لیے کچھ لایا تھا۔ ماریا چوکس ہو کر کھڑی ہو گئی۔ سوداگر نے دروازہ کھولا۔ نوکر اندر آیا اور ماریا باہر نکل گئی۔ باہر آ کر وہ ڈیوڑھی میں آئی۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ اس نے آرام سے ایک گھوڑا کھولا۔ اسے خاموشی سے لے کر حویلی کی ڈیوڑھی سے باہر آ کر

اس پر سوار ہو گئی۔ گھوڑے پر ماریا کا سوار ہونا تھا کہ گھوڑا غائب ہو گیا۔ بازار میں ایک چینی دکاندار نے ابھی ابھی سفید گھوڑے کو حویلی میں سے نکلتے دیکھا تھا۔ اچانک گھوڑا غائب ہوا تو وہ بوکھلا سا گیا۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں ملیں اور سر ہلا دیا۔ جیسے اس کی نظروں کو دھوکا ہوا ہو۔

ماریا گھوڑے پر سوار شہر سے باہر نکل آئی اور اسے سرپٹ دوڑاتی کینتھے شہر سے دیوارِ چین کو جانے والی شاہراہ پر روانہ ہو گئی۔

☆ شاہی محل میں سونے کی مورتی کا اصل چون کون تھا۔

☆ جاسوسہ ورشا نے نوکرانی بن کر اس شاہی محل میں کیسے جاسوسی کی۔

☆ شہزادے کو قتل کرنے کے لیے زہریلی بانسری بجا کر کیسے سانپ کی مدد لی گئی۔

یہ سب کچھ جاننے کے لیے اسی ناول کی اگلی سیریز کے چوبیسویں 24 حصے زہریلی بانسری میں ملاحظہ کیجیے۔

عنبر۔ ناگ۔ ماریا (24)
زہریلی بانسری
اے۔ حمید

سنو پیارے بچو!

آدھی رات کو مورتی چور شاہی محل میں سونے کی مورتی چرانے کے لیے پہنچتا ہے۔۔ پکڑا جاتا ہے۔ بادشاہ ففو مانچو اپنے ہاتھ سے اس کی گردن اڑا دیتا ہے۔ وحشی ہُن قبائل کی جاسوسہ ورشا شاہی محل میں نوکرانی بن کر جاسوسی کر رہی ہے۔ وحشی منگول حملہ کرنے والے ہیں۔ ورشا جاسوسہ چین کے شہزادے کو ہلاک کرنے کے لیے ایک زہری سانپ کو اس کے کمرے میں چھوڑ دیتی ہے۔ خود بانسری بجاتی ہے۔ سانپ بانسری کی آواز سن کر کمرے میں داخل ہو جاتا ہے۔

شاہی چور

مورتی آدھی رات کو شاہی محل کی طرف چل پڑا۔

دل میں اس کے یہ دھڑکا ضرور لگا تھا کہ کہیں ماریا اس کا پیچھا نہ کر رہی ہو یا اس نے کسی طریقے سے شاہی محل والوں کو اس کی چوری کے بارے میں خبردار نہ کر دیا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ وہ رات کے اندھیرے میں شہر کی گلیوں میں دیواروں کے ساتھ لگ لگ کر جا رہا تھا۔ ہر موڑ پر وہ پیچھے مڑ کر دیکھ لیتا اور کان لگا کر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سننے کی کوشش کرتا کہ کہیں ماریا غائب ہو کر اس کے پیچھے پیچھے تو نہیں آ رہی۔ اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ ماریا اس کے تعاقب میں نہیں ہے۔ شہر سے باہر نکل کر وہ شاہی محل کی جانب بڑھنے لگا۔ ایک کھائی میں اس نے گھوڑے کو باندھ رکھا تھا گھوڑے پر سوار ہو کر وہ جھیل کے اوپر سے ہو کر شاہی محل کے عقب میں آ گیا۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس نے دیوار میں ایک جگہ سوراخ کر رکھا تھا جسے جھاڑیوں میں چھپا دیا گیا تھا۔ مورتی نے ذرا دور ہی درختوں میں گھوڑے کو باندھ دیا اور دبے پاؤں رسی اور جھولا لے کر محل کی دیوار کے سوراخ کی طرف بڑھنے لگا۔ رات بڑی اندھیری تھی شاہی محل میں کہیں کہیں شمعیں جل رہی تھیں۔ مورتی نے آگے بڑھ کر سوکھی شاخوں کو ایک طرف ہٹایا اور تیزی کے ساتھ سوراخ میں سے گزر کر شاہی محل کے احاطے میں داخل ہو گیا۔ شاہی محل کے اندر کا سارا نقشہ اس کے ذہن میں تھا۔ وہ چھپتا چھپاتا پہلے روز والی جگہوں کی بجائے دوسرے مقامات سے ہوتا ہوا اس بارہ

دری کے پاس آ گیا جہاں خزانہ تھا۔ کل رات کی طرح آج بھی خزانے کے کمرے کے باہر پہرہ لگا تھا اور چار سپاہی مسلسل گشت کر رہے تھے۔ مورتی نے بے ہوش کر دینے والی دوائی رومال میں ٹپکا کر اسے ہاتھ میں تھاما اور پہلے نمبر پر آنے والے سپاہی کا انتظار کرنے لگا۔ وہ اندھیرے میں چھپا کھڑا تھا۔ سپاہی گشت کرتا ہوا اس کے قریب سے گزرنے لگا تو اس نے رومال اس کے ناک پر رکھ دیا۔

دوائی کی تیز بو سے سپاہی اسی وقت بے ہوش ہو گیا۔ مورتی نے اسے اندھیرے میں کھینچ کر اس کا لباس خود پہنا' تلوار لگائی اور پہرے دار سپاہی بن کر گشت کرنے لگا۔ گشت لگاتے لگاتے جب وہ خزانے کے کمرے کے پاس سے گزرا تو اس نے دروازہ کو دھکا دے کر کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں صرف ایک شمع روشن تھی جس کی دھندلی روشنی میں مورتی نے ایک طرف صندوق کے اوپر سانپ کے بت کو بیٹھے دیکھا۔ مورتی سمجھ گیا کہ یہ لکشمی دیوی کے سانپ کا بت ہے۔ وہ ایک طرف سے سیڑھیاں اتر کر نیچے تہہ خانے میں چلا گیا۔ یہاں ایک سپاہی پہرے پر موجود تھا۔ مگر مورتی کی خوش قسمتی سے وہ اونگھ رہا تھا۔ اس کا سر دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ مورتی نے بڑی آسانی کے ساتھ اس کے ناک پر بھی بے ہوش کرنے والی دوائی والا رومال رکھ کر اسے بھی بے ہوش کر دیا۔ اب اُس کا راستہ صاف تھا۔

وہ نقشے کے مطابق تہہ خانے کی دیوار کے اندر لگے ہوئے لوہے کے ہینڈل کو گھمانے لگا۔ لوہے کی ہتھی کے گھومتے ہی دیوار میں ایک دروازہ سا نمودار ہو کر اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ ہتھی چھوڑ کر مورتی اندر آ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی جس کی دیواریں سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھیں۔ اس کے فرش پر سرخ رنگ کا بڑا سا قالین بچھا تھا اور کونے

میں ایک لوہے کی پیٹی رکھی ہوئی تھی۔ مورتی سمجھ گیا کہ یہی وہ صندوق ہے جس میں چین کے شاہی خاندان کے ہیرے جواہرات بند ہیں۔ اس کا دل خوشی اور خوف کے ملے جلے جذبات سے دھڑکنے لگا۔ اس نے اپنے سانس کو درست کیا اور پیٹی کے پاس جا کر اسے موم بتی جلا کر غور سے دیکھنے لگا۔

صندوقچی پر کچھ حروف چینی زبان میں لکھے ہوئے تھے۔ مورتی نے نقشہ نکال کر سامنے رکھ لیا اور اس کے مطابق حروف ملانے شروع کر دیے۔ نقشہ اس قدر درست تیار کیا گیا تھا کہ تھوڑی سی کوشش کے بعد پیٹی کا تالا کھل گیا۔ اس نے تالے کو الگ کر کے ڈھکنا اٹھایا تو اس کی آنکھیں چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ اس کے سامنے چینی بادشاہوں کا جمع کیا ہوا ہیرے جواہرات کا خزانہ موم بتی کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ مورتی کو ڈر تھا کہ اندر کوئی آ نہ جائے۔ اس نے جلدی جلدی سارے جواہرات اپنے جھولے میں ڈال کر کمر کے گرد باندھ لیے اور کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر اس نے ہتھی کو اسی طرح گھمایا۔ دروازہ دوبارہ اسی جگہ پر آ گیا اور دیوار ایک دوسرے کے ساتھ مل گئی۔ مورتی دیوار کے ساتھ ساتھ ہوتا تہہ خانے سے باہر آ گیا۔ سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر اس نے باہر دیکھا۔

پہریدار سپاہی اسی طرح بے ہوش پڑا تھا۔ وہ وہاں سے دبے پاؤں چلتا شاہی محل کے صحن میں آ گیا۔ دیوار کا شگاف اس کے بالکل سامنے تھا۔ محل کی دوسری اور تیسری منزلوں پر کافی روشنی ہو رہی تھی۔ وہ سپاہی کے لباس میں تلوار کاندھے پر رکھے شگاف میں سے باہر نکل گیا۔ اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ ہر کام اس کی مرضی کے مطابق ہو گیا تھا۔ اس نے ہیرے چوری کر لیے تھے اور اب وہ آزاد تھا۔ اسے کسی نے گرفتار نہیں کیا تھا۔ وہ خوشی خوشی ان درختوں کی طرف

بڑھنے لگا جہاں اس نے اپنے گھوڑے کو باندھ رکھا تھا۔

وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے دوڑاتا ہوا شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اب رات کافی گزر چکی تھی۔ شہر پر اسی طرح سناٹا اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ اندھیری گلیوں اور بازاروں سے ہوتا ہوا پرانی گلی کے مکان میں آ گیا۔ اس کے ساتھی نے جب مورتی کو دیکھا کہ وہ شاہی جواہرات چوری کر کے لے آیا ہے تو بے حد حیران ہوا۔ کیونکہ یہ بہت ہی مشکل کام تھا۔ اس نے کہا:

''مورتی، تم نے بڑی جرأت سے کام لے کر ہیروں پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ صبح ہوتے ہی شاہی محل میں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ شاہی ہیرے چوری ہو گئے ہیں، ہر طرف شور مچ جائے گا۔ بادشاہ کا غضب سارے شہر پر نازل ہو گا۔ گھر گھر کی تلاشی لی جائے گی۔ نہ جانے کتنے بے گناہوں کو پھانسی پر چڑھا دیا جائے گا۔ اس لیے میرے خیال میں تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ تم جتنی جلدی ہو سکے راتوں رات شہر سے نکل جاؤ۔''

مورتی نے کہا:

''تمہاری سب باتیں ٹھیک ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اگر میں یہاں سے نکل بھی جاؤں تو دیوارِ چین کس طرح پار کروں گا۔ وہاں چینی سپاہیوں کو بھی خبر مل جائے گی کہ شاہی ہیرے چوری ہو گئے ہیں۔ وہ ایک ایک مسافر کی بار بار تلاشی لیں گے اور اس کے سامان کی پڑتال کریں گے۔ ایسی حالت میں میرا وہاں سے نکلنا بہت مشکل بات ہو گی اور وہ لوگ ضرور مجھے پکڑ کر بادشاہ کے حوالے کر دیں گے۔''

ساتھی نے پوچھا:

''پھر کیا کیا جائے؟''

مورتی نے کہا:

''میرا خیال ہے کہ ہیروں کو اسی مکان میں کسی جگہ چھپا دیا جائے اور جب حالات ذرا ٹھنڈے ہو جائیں تو چین سے فرار ہوا جائے۔''

ساتھی بولا:

''یہاں ہیروں کو تم کسی جگہ پر نہیں چھپا سکتے۔ اس لیے کہ بادشاہ کے سپاہی ہر گھر کے کمرے کی تلاشی لیں گے اور وہ زمین کو کھود کر بھی دیکھیں گے۔ میری مانو تو اس اندھیرے میں ہی یہاں سے نکل جاؤ اور باقی وقت کسی جنگل میں بسر کرو اور پھر کسی رات کو کسی ویران اور نامعلوم مقام پر سے کمند مار کر دیوار چین کو عبور کرنے کی کوشش کرو۔''

مورتی سوچ میں پڑ گیا۔ اس کے ساتھی کا مشورہ بھی ٹھیک تھا۔ وہاں رہ کر اس کے پکڑے جانے اور دردناک موت مرنے کا خطرہ بہت زیادہ تھا۔ جنگل میں وہ کسی نہ کسی جگہ پر چھپ کر اپنا بچاؤ کر سکتا تھا اور پھر وہ دیوار چین کے ساتھ ساتھ چل کر کسی ویران مقام پر سے پہریداروں کی نظریں بچا کر کمند کی مدد سے دیوار کے دوسری طرف جا سکتا تھا۔ اس نے بہتری اسی میں سوچی کہ اس سے پہلے کہ شاہی محل میں ہیروں کی چوری کا شور مچ جائے اور شہر پر قیامت ٹوٹ پڑے وہ کیتھے کے شہر سے بھاگ جائے۔

مورتی بولا:

''بہت اچھا دوست! میں یہاں سے ابھی کوچ کرتا ہوں۔ میں یہاں رہ کر تمہاری زندگی بھی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔''

مورتی اسی دم گھوڑے پر سوار ہوا۔ تھوڑا بہت کھانے کا سامان ساتھ رکھا اور کیتھے شہر کی ویران اور سنسان گلیوں بازاروں سے ہوتا ہوا باہر نکل آیا۔ شہر سے باہر آتے ہی اس نے گھوڑے کو اس سڑک پر ڈال دیا جو ہرے بھرے کھیتوں اور درختوں کے درمیان سے ہوتی ہوئی دیوار چین کی طرف چلی گئی تھی۔ وہ ساری رات سفر کرتا رہا۔ صبح کے

وقت وہ ایک چھوٹے سے دریا کے لکڑی کے پل سے گزرا تو دائیں جانب ایک جنگل شروع ہو گیا۔ وہ تھک گیا تھا؛ چنانچہ ایک جگہ آرام کرنے کے لیے رک گیا۔

دوسری طرف صبح ہوئی تو پہریدار سپاہی کو ہوش آیا۔ اس نے دیکھا کہ ذرا فاصلے پر شاہی جواہرات کے کمرے والا پہرے دار بھی بے ہوش پڑا تھا۔ اس نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ ہوش میں آنے کے بعد دونوں ہنستے گھماکر کمرے میں آئے تو سامنے شاہی جواہرات کا صندوق خالی پڑا تھا۔ خوف کے مارے ان میں سے ایک کمزور دل سپاہی تو اسی وقت بے ہوش ہو کر دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ دوسرا سپاہی اسے بے ہوش ہی چھوڑ کر باہر بھگا۔ اس نے باہر آ کر شور مچانا شروع کر دیا۔

"ہیرے چوری ہو گئے۔ شاہی خزانے کے ہیرے چوری ہو گئے۔"

محل میں ہر طرف ہاہا کار مچ گیا۔ سارے محل کے پہرے دار خزانے کے کمرے کی طرف بھاگے۔ بادشاہ فوما نچو کو جب یہ بھیانک خبر ملی تو وہ تخت پر بیٹھے بیٹھے لرز گیا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے اپنی تلوار درمیان سے کھینچی اور اسے دیوار پر مار کر چیخا۔

"رات ہونے سے پہلے پہلے اگر چور کو ہیروں سمیت گرفتار کر کے میرے سامنے نہ لایا گیا تو میں فوج کے سپہ سالار اور اس کے بیوی بچوں کو زندہ دیوار میں چنوا کر دیوار کو آگ لگا دوں گا۔"

فوج کا سپہ سالار تو کانپ کر رہ گیا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ بادشاہ فوما نچو مذاق میں نہیں کہہ رہا۔ اگر اس نے چور اور ہیرے نہ پکڑے تو بادشاہ واقعی اسے اور اس کے بال بچوں کو زندہ دیوار میں چنوا دے گا۔ اسے لوگوں کی زبردست حمایت حاصل تھی۔ لوگ بادشاہ

کو ظالم ہونے کے باوجود خدا کا آسمانی دیوتا سمجھ کر اس کی پوجا کرتے
تھے۔ اس کی ہر بات پتھر پر لکیر بن جاتی تھی اور لوگ اسے آسمانی بات
سمجھ کر اس پر ایمان لے آتے تھے۔ سپہ سالار نے اپنی فوج کے ایک
قابل اور برق رفتار دستے کو طلب کیا اور اسے کہا کہ وہ شہر سے باہر
دیوار چین کی طرف روانہ ہو جائے۔ راستے میں ہر مسافر کی تلاشی
لے۔ دیوار چین کے تمام سپاہیوں کو چوری کے بارے میں خبردار کر
دے۔ راستے میں کسی جگہ بھی رک کر قیام نہ کرے۔ دستہ اسی وقت تیز
طرار گھوڑوں پر سوار ہو کر بجلی کی طرح اڑتا ہوا شہر سے باہر نکل گیا۔
دوسری طرف اس نے سارے شہر کو گھیر میں لے لیا۔ لوگوں کو شہر سے
باہر جانا اور باہر سے کسی آدمی کا شہر میں آنا بند کر دیا گیا۔
ہزاروں کی تعداد میں فوج نے گھر گھر کی تلاشی لینی شروع کر
دی۔ کیتھے کے گلی کوچوں میں مکانوں کے فرش کھودے جانے لگے۔
ہر کوئی پریشان تھا کہ کسی نے ہیرے چرا کر ان کے گھر میں ہی دفن نہ
کر دیے ہوں۔ دوپہر تک آدھے سے زیادہ شہر کے مکانوں کو کھود کر
رکھ دیا گیا۔ ہزاروں لوگوں کی بار بار تلاشی لی جا چکی تھی۔ دوسری
طرف شاہی فوج کا برق رفتار دستہ گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتا سڑک پر
سفر کر رہا تھا۔ راستے میں سپاہی کھیتوں اور جنگل میں پھیل گئے تھے۔
انہیں جہاں کہیں بھی کوئی کسان' کوئی لکڑہارا' کوئی گڈریا اور کوئی
مسافر دکھائی دیتا وہ اسے روک کر اس کی تلاشی لیتے اور پھر آگے کو اٹھ
دوڑتے۔
مورتی بھی سڑک کے کنارے سے ذرا ہٹ کر ایک جنگل میں
آرام کر رہا تھا۔ وہ ساری رات کا جاگا ہوا تھا۔ اس لیے اسے نیند آگئی
تھی۔ شاہی فوج کے سپاہی بغیر رکے بڑی تیزی سے سفر کرتے
آرہے تھے۔ اس لیے وہ اس جنگل میں بھی پہنچ گئے جہاں ایک جگہ

جھاڑیوں کے پیچھے مورتی چور ہیروں کا جھولا اپنے نیچے رکھے گہری نیند سو رہا تھا۔ غافل چور کو بالکل جاگ نہ آئی۔ شاہی فوج تین ٹکڑیوں میں بٹ کر سفر کر رہی تھی۔ دو دستے سڑک کے دائیں بائیں چل رہے تھے اور ایک دستہ سڑک کے درمیان میں سفر کر رہا تھا۔ بائیں طرف والے سپاہی جنگل میں دائیں بائیں تیز نظروں سے دیکھتے آگے بڑھ رہے تھے۔ ان کے ناک انسان کی بو کو سونگھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

گھوڑوں کی آواز سے مورتی کی آنکھ کھل گئی۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور جھاڑیوں میں چھپ کر شاہی فوج کے دستے کو ایک قطار میں جنگل میں سے گزرتا دیکھنے لگا۔ وہ سمجھ گیا کہ ہیروں کی چوری کا سب کو علم ہو گیا ہے اور یہ سپاہی اس کی تلاش میں نکلے ہوئے ہیں۔ وہ جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ اپنی طرف سے بالکل محفوظ ہو کر بیٹھا تھا کہ اسے اپنے پیچھے گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی۔ مورتی نے چونک کر پیچھے دیکھا اس کی تو جان ہی نکل گئی۔ ایک خونخوار چہرے والا سپاہی اسے گھور رہا تھا۔

''کون ہو تم؟''

مورتی نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

''حضور سرکار! میں ایک مسافر ہوں۔''

سپاہی نے بگل بجا کر باقی سپاہیوں کو بھی وہاں طلب کر لیا۔ اب تو مورتی کے جسم کا خون سرد پڑنے لگا۔ موت اس کے سر پر آن پہنچی تھی۔ ہیروں کا جھولا اس کی کمر کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ سپاہیوں نے اسے گھیرے میں لے لیا تھا۔ سردار نے کہا:

''اس کی تلاشی لی جائے۔''

فوراً! دو سپاہی گھوڑے پر سے اترے اور انہوں نے مورتی کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ وہاں زیادہ تلاشی کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

دوسرا ہاتھ مارنے پر ہی انہوں نے جھولا اس کی کمر سے کھول کر پکڑ لیا۔

"اس میں کیا ہے؟"

مورتی چور نے ہکلاتے ہوئے کہا:

"اس میں۔۔۔اس میں۔۔۔ک۔۔۔ک۔۔۔کچھ نہیں سرکار۔"

سپاہیوں نے جھولے کو کھولا تو دنگ رہ گئے۔ خوشی سے ان کی چیخ نکل گئی۔ شاہی ہیرے مل گئے تھے۔ انہوں نے بگل بجا کر دوسرے دستے والوں کو اطلاع کر دی کہ چوری کا مال مل گیا ہے۔ تمام کے تمام سپاہی وہاں آن موجود ہوئے۔ اس وقت مورتی چور بے ہوش ہو کر زمین پر گر چکا تھا۔

کالا جادوگر

سپاہی مورتی چور کو لے کر واپس کیتھے کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہ اسی سڑک پر جا رہے تھے جس سڑک کر ماریا گھوڑے پر سوار دیوار چین کی طرف آ رہی تھی۔ اسے عنبر اور نگ کی تلاش تھی، جو چینی لڑکی کو لے کر شنگھائی پہنچ گئے تھے۔ سپاہیوں نے مورتی کو زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔ اب اسے ہوش آ گیا تھا۔ اسے موت اپنے سامنے نظر آ رہی تھی۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے اب موت سے نہیں بچا سکتی تھی۔ اس کا رنگ زرد تھا اور دل خوف سے لرز رہا تھا۔ اس نے جرم بھی بہت بڑا کیا تھا۔۔۔۔چوری کرنا بہت بڑا جرم ہے اور پھر شاہی محل کے کے ہیرے چوری کرنا ایک ایسا جرم تھا جسے کوئی معاف نہیں کر سکتا تھا۔ سپاہی بڑی سڑک پر چین کے دارالحکومت کیتھے کی طرف

بڑھے جا رہے تھے کہ راستے میں ماریا نے انہیں دیکھا۔ ماریا کیتھے کی طرف سے دیوار چین کی طرف آ رہی تھی۔

ماریا سپاہیوں کو دیکھ سکتی تھی جب کہ سپاہی ماریا کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے تھے۔ کیونکہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا۔ ماریا کو جادو کے ذریعے غائب کر دیا گیا تھا۔ ماریا ایک جگہ سڑک کے کنارے کھڑی ہوگئی۔ اس نے دیکھا کہ سپاہیوں نے مورتی کو زنجیروں میں جکڑ کر گھوڑے پر باندھ رکھا ہے۔ وہ سمجھ گئی کہ مورتی شاہی ہیروں کی چوری کے سلسلے میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وہ اس کے انجام سے واقف تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لیے بھی مورتی چور کو بچانے کے بارے میں نہ سوچا؛ حالاں کہ اگر وہ چاہتی تو اسے سپاہیوں کے چنگل سے چھڑا سکتی تھی۔ وہ غائب تھی اور غائب رہ کر وہ بہت کچھ کر سکتی تھی۔ مگر اس نے کچھ نہ کیا۔ کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ چور کو اس کی چوری اور گنہگار کو اس کے گناہ کی سزا ملے۔ وہ سڑک کے کنارے درخت کے نیچے گھوڑے پر بیٹھی مورتی کو زنجیروں میں جکڑے سپاہیوں کے ساتھ جاتے دیکھتی رہی۔ جب وہ چلے گئے تو ماریا نے اپنے گھوڑے کو پھر سے سڑک کر ڈال دیا اور آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

وہ صبح سے سفر کر رہی تھی۔ راستے میں ایک رات اس نے ایک جگہ جنگل میں بسر کی تھی۔ جہاں سے وہ صبح منہ اندھیرے اٹھ کر چل پڑی تھی۔ چلتے چلتے اسے پھر شام ہوگئی اور بھوک نے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ بھوک مٹانے کے علاوہ ایک اور سوال کسی جگہ رات بسر کرنے کا تھا۔ اس کے ارد گرد دیا تو میدان تھے جن میں گھاس اگا تھا اور یا کہیں کہیں درختوں کے جھنڈ تھے۔ دور ایک مقام پر اسے بانس کے جھونپڑے سے دھواں نکلتا نظر آیا۔ اس نے سوچ کہ وہاں ضرور کوئی نہ کوئی رہتا ہوگا۔ وہ اس جھونپڑے کی طرف چل پڑی۔

جھونپڑے کے قریب آ کر اسے معلوم ہوا کہ وہاں کوئی بھی نہیں ہے۔ جھونپڑی کا آدھا دروازہ کھولا تھا۔ اس نے گھوڑے کو ایک طرف آڑ میں باندھا۔ اس کے نیچے اترتے ہی گھوڑا ظاہر ہو گیا۔ یعنی وہ اب غائب نہیں رہا تھا بلکہ سب کو نظر آ سکتا تھا۔ ماریا جھونپڑے کے پاس آ کر رک گئی۔ اس نے جھونڑی کے ادھ کھلے دروازے میں سے اندر جھانک کر دیکھا۔ وہ بڑی حیران ہوئی کہ وہاں کوئی عورت یا مرد نہیں تھا۔ جھونپڑی بالکل خالی تھی۔ اینٹوں کے بنے ہوئے چولہے میں آگ جل رہی تھی آگ پر کڑاہی میں گرم پانی ابل رہا تھا۔

ماریا جھونپڑی کے اندر داخل ہو گئی۔ یہاں کسی قسم کا کوئی خاص سامان نہیں تھا۔ زمین پر بانس کی ایک چارپائی بچھی تھی۔ کونے میں بانس کی تپائی لکڑی کے پیالے اور مٹی کا گھڑا پڑا تھا۔ چولہے کے پاس تختے پر جوار کی دو روٹیاں اور نمک کی ڈلی رکھی تھی۔ ماریا کو اور تو کچھ نہ سوجھا۔ اس نے روٹی کھانی شروع کر دی۔ نمک کے ساتھ روٹی کھا کر اس نے ٹھنڈا پانی پیا اور چارپائی پر لیٹ کر سوچنے لگی کہ جس نے یہ آگ جلائی ہے وہ کہاں ہے؟ اس نے اٹھ کر ادھر ادھر کھڑکی میں سے جھونپڑی کے باہر بھی دیکھا' وہاں نہ آدم نہ آدم زاد تھا۔ ہر طرف جنگل اور اجاڑ سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ چیزوں کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھر کسی غریب لکڑ ہارے کا ہے۔ کونے میں ایک کلہاڑی بھی پڑی تھی۔

ماریا پھر چارپائی پر آ کر لیٹ گئی۔ شام ڈوب چکی تھی اور اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ ماریا نے اٹھ کر مشعل کو روشن کر دیا۔ مشعل کی روشنی میں جھونپڑی کی ہر شے صاف نظر آنے لگی۔ ماریا تھی ہوئی تو پہلے ہی سے تھی۔ لیٹتے ہی اسے اونگھ آ گئی۔ اونگھتے اونگھتے وہ سو گئی۔ وہ گہری نیند سو رہی تھی کہ جھونپڑی کا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر

داخل ہوئے۔ ان میں ایک سپاہی قسم کا آدمی تھا اور دوسرا کوئی جادوگر معلوم ہوتا تھا۔ کیوں کہ اس کا رنگ سیاہ تھا۔ منہ سر کالے بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ آنکھیں سرخ تھیں اور گلے میں سبز منکوں کی مالائیں تھیں۔ وہ آتے ہی چولہے پر دھری ہوئی کڑاہی کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔

جادوگر قسم کے آدمی نے جیب سے کوئی سفوف نکال کر گرم پانی میں ڈالا تو اندر ایک تیز قسم کی بو پھیل گئی۔ اس تیز بو کی وجہ سے ماریا کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے جو دیکھا کہ دو آدمی چولہے کے پاس کھڑے ہیں تو وہ چپکے سے چارپائی سے اٹھ کر ان کے ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ چونکہ وہ غائب تھی اس لیے ان میں سے کوئی بھی اسے نہ دیکھ سکتا تھا۔ سپاہی قسم کا آدمی بولا:

''اگر تم نے ہمت نہ کی تو موریتی کو قتل کر دیا جائے گا اور جادوگرنی زرقاب ہیرے سے محروم ہو جائے گی۔ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والی دوا نہ بنا سکے گی۔ وہ بھی بوڑھی ہو کر مر جائے گی اور ہم بھی ایک روز بوڑھے ہو کر مر جائیں گے۔''

جادوگر نے سر ہلا کر کہا:

''گھبراؤ نہیں، یہ جو میں عرق تیار کر رہا ہوں۔ اسے پی کر آدمی میں اتنی طاقت آ جائے گی کہ وہ اکیلا بیس آدمیوں کا مقابلہ کر سکے۔ اگر محل کی دیوار سے بھی چھلانگ لگائے تو اسے کوئی چوٹ نہ آئے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ دوائی موریتی کو دے کر کہو کہ اسے پی جائے اور پھر سپاہیوں کا مقابلہ کر کے وہاں سے فرار ہو جائے۔''

سپاہی بولا:

''اور زرقاب ہیرے کا کیا بنے گا؟''

جادوگر نے کہا:

"سب سے پہلے تو ہمیں موروتی کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب وہ بچ جائے گا تو پھر زرتاب ہیرے کو حاصل کرنے کی ایک بار پھر کوشش کی جائے گی۔"

سپاہی نے پوچھا:

"میرے لیے کیا حکم ہے؟"

جادوگر نے کہا:

"تمہارے لیے یہ حکم ہے کہ فوراً یہ دوائی لے کر کیتھے کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ تم محل کے سپاہی ہی تمہیں موروتی کی کوٹھڑی میں جانے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اگر کوئی رکاوٹ ہوئی بھی وہ اسے تم دور کرنے کی کوشش کرنا اور یہ دوائی کو کسی نہ کسی طرح پلا دینا۔ اس کے بعد اسے کہنا کہ وہ تلوار کھینچ کر سپاہیوں کا مقابلہ کرے۔ اس میں اتنی طاقت آ جائے گی کہ وہ ان سب کو قتل کر کے وہاں سے فرار ہو سکے گا۔ اسے کہنا کہ وہ فرار ہو کر سیدھا اس جھونپڑے میں آ جائے۔ میں اس کا اسی جگہ انتظار کروں گا۔"

سپاہی کہنے لگا:

"تمہیں تو یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے؟"

جادوگر مسکرا کر بولا:

"نہیں، میں یہاں کے گاؤں میں ایک جادوگر حکیم مشہور ہوں اور دم کر کے اور جڑی بوٹیوں اور تعویذ دھاگے سے ان کا علاج کرتا ہوں۔ ان لوگوں کو ذرا سا بھی شک نہیں ہے کہ میں چوروں کا سردار ہوں اور موروتی کی جان بچانے کے لیے یہاں بھیجا گیا ہوں۔ بس اب تم فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔"

"بہت بہتر۔"

یہ کہہ کر سپاہی نے نیلے رنگ کی دوائی لکڑی کی ایک بوتل میں ڈالی۔ اسے اپنے لباس کے اندر چھپایا اور جھونپڑی سے باہر نکل کر گھوڑے پر سوار وہاں سے کینتھے کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا نے اسے روکنے کی کوشش نہ کی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مورتی چور ایک بزدل شخص ہے اور دوائی پینے کے باوجود وہ لڑ نہ سکے گا اور قابو کر لیا جائے گا۔ پھر اسے یہ بھی معلوم تھا کہ مورتی شاہی قید ہے۔ وہ بادشاہ کے خاص تہہ خانے میں قید ہو گا اور سپاہی اس تک دوائی لے کر نہ پہنچ سکے گا۔

بہر حال اس نے اسی جھونپڑے میں رات بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے یہ بھی خیال تھا کہ اگر مورتی کی قسمت میں ہے کہ اس کی جان بچ جائے تو اسے کیا پڑی ہے کہ مورتی کو ہلاک کرتی پھرے۔ اب سوال یہ تھا کہ وہ جھونپڑی میں کہاں سوئے؟ جادوگر کتنے پانی میں تھا یہ ماریا کو اس بات سے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ اسے جادوگرنی کی طرح پتہ ہی نہیں چل سکا تھا کہ جھونپڑی کے اندر ماریا غائب حالت میں موجود ہے۔ وہ بڑے آرام سے جھونپڑی میں ایک طرف گھاس پر لیٹ گئی اور بڑے غور سے دیکھنے لگی کہ نقلی جادوگر کیا کرتا ہے۔

جادوگر نے سپاہی کے جاتے ہی ایک کٹورے کا ڈھکنا اٹھا کر جو دیکھا تو جوار کی دونوں روٹیاں غائب تھیں۔ یہ روٹیاں ماریا کھا گئی تھی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ ابھی تو وہ روٹیاں وہاں چھوڑ گیا تھا۔ پھر وہ کہاں چلی گئیں؟ اس نے سر کھجاتے ہوئے سوچا کہ کہیں اس نے کھا تو نہیں لیں؟ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ روٹی کھائے اور اسے احساس نہ ہو۔ اس کے علاوہ اسے بھوک بھی اسی طرح لگی ہوئی تھی۔ وہ کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکا کہ روٹیاں کہاں چلی گئی ہیں۔ اس نے ایک صندوق میں سے سیب اور انگور نکال کر چارپائی پر رکھے اور بیٹھ کر بڑے مزے

سے انہیں کھانے لگا۔ انگور اور سیب دیکھ کر ماریا کے منہ میں بھی پانی بھر آیا۔ وہ چپکے سے اٹھ کر جادوگر کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

اس بات نے ماریا کا حوصلہ بلند کر دیا تھا کہ جادوگر کو اس کی موجودگی کا بالکل احساس نہیں تھا؛ ورنہ جادوگرنی نے تو فوراً اس کی بو سونگھ لی تھی اور ہاتھ پھیلا کر اسے پکڑنے کی کوشش بھی کی تھی۔ جادوگر بڑے مزے سے انگور کھا رہا تھا۔ طشتری میں دو سیب باقی تھے۔ ماریا نے ایک ہاتھ آگے بڑھا کر دونوں سیب اٹھا لیے۔ طشتری میں سے ایک دم سیب غائب ہو گئے۔ جادوگر کی نظر جو طشتری میں پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ دونوں سیب غائب ہیں۔ بڑا تعجب کرنے لگا ابھی تو سیب وہاں رکھے تھے۔ ابھی کہاں چلے گئے؟ اپنا ہاتھ پیٹ پر پھیرا کہ کہیں میں کھا تو نہیں گیا۔ مگر اسے یقین تھا کہ اس نے صرف انگور کھائے ہیں سیب کو تو اس نے ابھی ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

ماریا بڑے مزے سے سیب کھا رہی تھی۔ اب وہ انگوروں کی طرف بڑھی۔ جادوگر نے انگور کے گچھے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ماریا نے اپنا ہاتھ پہلے آگے بڑھا کر انگوروں کا گچھا اٹھا لیا۔ گچھا ماریا کے ہاتھ میں جاتے ہی غائب ہو گیا۔ اب تو جادوگر کی عقل دنگ رہ گئی کہ یا خدا یہ ماجرا کیا ہے۔ وہ ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چاروں طرف غور سے دیکھنے لگا۔ وہ سمجھا کہ کسی مردے کی روح یا کوئی بھوت اندر آ گیا ہے جو اس کی چیزیں اٹھا اٹھا کر کھائے جا رہا ہے۔

اس نے آواز دی:

"کون ہو تم؟ کیا تم کوئی جن بھوت ہو؟ کیا تم کسی مردے کی بے چین روح ہو؟ بولو! جواب دو۔ نہیں تو میں ابھی جادو کروں گا کہ تمہارے سارے جسم میں آگ لگ جائے گی۔"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ یہ کوئی

جھوٹ موٹ کا جادوگر ہے اور اس کے جادو کا اثر اس پر نہیں ہو سکتا۔ اس کے جواب میں ماریا بالکل خاموش رہی۔ جادوگر نے پھر آواز دی:

"اے بھوت! میں تمہیں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ میرے سامنے ظاہر ہو جا۔ نہیں تو میں تمہیں منتر پھونک کر ہلاک کر ڈالوں گا۔"

اس کے جواب میں ماریا نے لکڑی کی طشتری اٹھا کر زور سے جادوگر کے پیٹ پر دے ماری۔ جادوگر پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"ارے ظالم مار ڈالا۔ اچھا بابا' میں تمہیں کچھ نہیں کہتا۔ تمہاری جو مرضی ہے کرنا۔ میری جان چھوڑ دے۔"

ماریا ہنس پڑی۔ اس کی آواز سن کر جادوگر بولا:

"تو کوئی عورت ہے؟ تو ضرور کوئی چڑیل ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میری اچھی چڑیل' میرا ایک کام کر دے۔ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ مجھے شاہی محل کے خزانے سے زرتاب نام کا ہیرا اڑا کر لا دے۔ میں ساری عمر تمہارا غلام رہوں گا۔"

ماریا نے پہلی بار زبان کھولی اور کہا:

"سن اے احمق جادوگر! زرتاب ہیرا تجھے کبھی نہیں مل سکتا۔ تمہاری جادوگرنی اور تم دونوں اس ہیرے کو زندگی بھر کبھی حاصل نہ کر سکو گے۔ تم بوڑھے ہو کر مر جاؤ گے۔ اس لیے ہیرے کا خیال چھوڑ دے۔ وہ جو تم نے دوائی بنا کر مورتی کے لیے روانہ کی ہے۔ اس کا بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ مورتی چور بادشاہ فومانچو کے عتاب سے بچ نہ سکے گا۔ ممکن ہے کہ تیری دوائی پہنچنے تک اسے قتل کر دیا گیا ہو۔"

جادوگر نے ہاتھ جوڑ دیے۔

"اے چڑیل' مجھے معاف کر دے تو دیوی کے بھید جانتی ہے۔ میرے لیے کیا حکم ہے۔ تو جو مجھے کہے گی میں وہی کروں گا۔"

ماریا نے کہا:

''پہلا کام تو یہ کر اس جھونپڑی سے نکل کر گاؤں میں کسی دوسری جگہ جا۔ صرف صبح کو میرے لیے دودھ اور روٹی لے کر آنا۔۔۔ چل۔۔۔ یہاں سے بھاگ جا۔''

جادوگر نے کہا:

''جو حکم چڑیل خالہ۔''

ماریا نے ڈانٹ کر کہا:

''خبردار! جو مجھے چڑیل خالہ کہا۔ نہیں تو میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔ بھاگ یہاں سے۔۔۔ اور صبح کو میرے لیے دودھ اور روٹی لانا مت بھولنا' سمجھے؟''

''سمجھ گیا بہن' سمجھ گیا۔ میں صبح کو دودھ اور روٹی لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔''

جادوگر جھونپڑے سے باہر نکل گیا۔ ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ بلا اس کے سر سے ٹل گئی۔ اس نے جھونپڑی کا دروازہ اندر سے بند کیا اور مشعل بجھا کر بڑے سکون کے ساتھ چارپائی پر لیٹ کر سو گئی۔ اسے یقین تھا کہ جادوگر صبح سے پہلے پہلے اس کی جھونپڑی کا کبھی رخ نہ کرے گا۔ جادوگر ڈر گیا تھا۔ وہ جھونپڑے سے نکل کر سیدھا گاؤں میں آ گیا۔ یہاں ایک اور جادوگر رہتا تھا جو اس سے بڑا جادوگر تھا۔

چھوٹے نے بڑے کو سارا قصہ سنا دیا۔ بڑے جادوگر نے کہا:

''ابھی چل کر میں اس چڑیل کا تیاپانچہ کرتا ہوں۔ چلو میرے ساتھ۔ تم تو بزدل ہو جو ایک معمولی چڑیل سے ڈر گئے۔''

بڑا جادوگر' چھوٹے جادوگر کو لے کر رات کے اندھیرے میں جھونپڑے کی طرف چل دیا۔

شنگھائی سے واپسی

ماریا ابھی جاگ رہی تھی کہ اسے آہٹ سنائی دی۔

وہ چارپائی سے اٹھ کر کواڑ کے سوراخ میں سے باہر دیکھنے لگی۔

رات کے اندھیرے میں ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کیا دیکھتی ہے کہ جادوگر اپنے ایک ساتھی کو لیے چلا آ رہا ہے۔ یہ ساتھی بڑا جادوگر تھا جس کے ہاتھ میں ایک تلوار تھی اور سر پر اس نے بڑا سیاہ پگڑ باندھ رکھا تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ وہ اسے قابو کرنے آ رہا ہے۔ وہ چوکس ہو کر جھونپڑے کے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ جھونپڑی کا دروازہ دھڑاک سے توڑ دیا گیا اور دونوں جادوگر اندر آ گئے۔ بڑے جادوگر نے اندر آتے ہی تلوار گھما کر کہا:

"اے بدروح چڑیل، تو جہاں کہیں بھی ہے ظاہر ہو جا اور یہاں سے نکل جا؛ ورنہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ مت سمجھنا کہ میں اپنے شاگرد کی طرح ڈر جاؤں گا۔ میں اس کا استاد اور بڑا جادوگر ہوں۔ میرے پاس ایسا منتر ہے کہ اگر پھونک دوں تو تم یہیں بھسم ہو جاؤ گی۔"

ماریا نے سوچا کہ کہیں سچ مچ ہی بڑا جادوگر اسے بھسم نہ کر دے۔ آخر کار وہ کوئی جادوگرنی تو نہیں ہے اور نہ ہی اسے عنبر کی طرح ایسی طاقت حاصل ہے کہ مر نہ سکے۔ پھر اس نے سوچا کہ اس نے یہاں کمزوری دکھائی تو ہو سکتا ہے بڑا جادوگر اسے کبھی معاف نہ کرے اور اس پر غلبہ حاصل کرے۔ اس لیے اسے ہرگز ہرگز کمزوری نہیں دکھانی چاہیے جیسے بھی ہو اسے بڑے اور چھوٹے، دونوں جادوگروں کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ بڑے جادوگر نے دیکھا کہ ماریا اس کے سوال کا جواب نہیں دے رہی تو وہ دلیر ہو گیا اس نے قہقہہ لگا کر اپنے شاگرد سے کہا:

"دیکھا برخوردار میرے جادو کا اثر۔ اب بتاؤ کہاں ہے تمہاری

چڑیل؟"

پھر اس نے زمین پر سے ایک تنکا اٹھا کر اس پر کچھ پڑھا اور زمین پر دوبارہ پھینکا تو وہاں سے آگ کا شعلہ بلند ہوا۔ ماریا کچھ خوف زدہ سی ہو گئی۔ اب وہ بول کر جادوگر کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ کہاں کھڑی ہے۔ اس نے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سوائے اس کے وہ اور کچھ نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی شے اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے۔ وہ کھسکتی کھسکتی بڑے جادوگر کے پیچھے آ گئی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے تلوار کی ملہٹی سی پھیر رہا تھا۔ ماریا نے چولہے پر سے ایک پتھر اٹھایا اور زور سے اس کی طرف اچھالا۔ پتھر اس کی تلوار سے ٹکرا کر گر پڑا۔

جادوگر نے قہقہہ لگا کر کہا:

"پتھر پھینکنے سے کچھ نہیں ہو گا چڑیل کی نانی، اگر ہمت ہے تو میرے سامنے آ کر مقابلہ کر۔ ابھی تجھے جلا کر راکھ کرتا ہوں۔"

چھوٹا جادوگر ڈر کے مارے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا تھا۔ ماریا اس کے پاس گئی اور پانی والا لکڑی کا جگ اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا۔ چھوٹے جادوگر نے ایک چیخ ماری اور جھونپڑی سے باہر بھاگ گیا۔ اس کی چیخ کی آواز پر بڑا جادوگر بھی کانپ اٹھا۔ اس نے دیوار کے پاس آ کر گھاس پر منتر پھونکا اور وہاں آگ لگ گئی۔ ماریا نے گرم پانی کی کڑاہی اٹھا کر آگ پر الٹ دی۔ آگ بجھ گئی گرم پانی کی چھینٹیں بڑے جادوگر کی ٹانگوں پر پڑیں اور وہ اچھل اچھل پڑا۔

"کم بخت کی بچی، اب تیری خیر نہیں۔ لے اب مرنے کے لیے تیار ہو جا۔"

اس نے نشانہ باندھ کر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر ماریا کے بالکل پاس آ کر گر پڑی۔ اگر وہ اچھل کر پرے نہ ہٹ جاتی تو تلوار نے اس کا کام تمام کر دیا تھا۔ ماریا نے

جھپٹ کر زمین پر سے تلوار اٹھائی اور بھاگ کر سامنے والی دیوار کے پاس آ گئی۔ تلوار غائب ہو گئی۔ بڑے جادوگر نے اب دیوار کے ساتھ لگا بانس پکڑ لیا اور ساری جھونپڑی میں اچھل کود مچا کر بانس چلانے لگا۔ ماریا کبھی ادھر جاتی اور کبھی ادھر جاتی۔ کئی بار وہ بانس کی زد میں آتے آتے بچی۔ وہ بھی پریشان تھی کہ کم بخت کس مسخرے جادوگر کی مصیبت میں پھنس گئی۔

آخر اسے موقع مل ہی گیا۔ جادوگر پاگل اندھوں کی طرح بانس گھماتے گھماتے ستون کے ساتھ خود ہی ٹکرا کر گر پڑا۔ بانس چارپائی سے الجھ گیا۔ وہ بانس کو کھینچ ہی رہا تھا کہ ماریا نے پوری طاقت سے تلوار کا دستہ اس کے سر پر دے مارا۔ جادوگر کی ایک چیخ بلند ہوئی اور ہو گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ ماریا نے رسی لے کر اس کے ہاتھ اور پاؤں باندھے اور اسے گھسیٹتی ہوئی جھونپڑے سے باہر لے گئی۔ باہر لا کر اس نے جادوگر کو ایک درخت کے نیچے ڈالا اور خود جھونپڑے کے دروازے کو اندر سے بند کر کے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ بڑی مشکل سے اس نے مصیبت سے نجات حاصل کی تھی۔ رات آدھی کے قریب ہو گئی تھی اور سارے جنگل میں ہر طرف اندھیرا اور خاموشی چھائی تھی۔ ماریا تھک کر چور ہو گئی تھی۔ بڑے جادوگر کی اس نے مشکیں کس دی تھیں اور چھوٹے جادوگر کے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہ اتنا ڈر گیا ہے کہ اب وہاں نہیں آئے گا؛ چنانچہ وہ چارپائی پر گرتے ہی بڑے مزے سے سو گئی۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو دن چڑھ آیا تھا۔

اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اٹھ کر دروازہ کھولا اور باہر دیکھا۔ وہاں بڑا جادوگر نہیں تھا۔ وہ ڈر گئی۔ کم بخت اگر رات کو ماریا کی چارپائی پر حملہ کر دیتا تو وہ یقیناً مر چکی ہوتی۔ لیکن بڑا جادوگر بھی ڈر

گیا تھا۔ اس کا جادو بھی اسے جواب دے گیا تھا۔ آدھی رات کو اس کا شاگرد اسے اٹھا کر لے گیا تھا۔۔۔ ماریا نے اٹھ کر باہر چشمے پر منہ ہاتھ دھویا۔ رات کی بچی ہوئی روٹی کھائی اور جھونپڑے سے نکل کر درختوں کے پچھلے جھنڈ میں اس جگہ آ گئی جہاں اس نے اپنا گھوڑا باندھا ہوا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہاں اس کا گھوڑا موجود نہیں تھا۔ اسے جادوگر کھول کر اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

ماریا کو بڑا سخت غصہ آیا۔ وہ جل بھن کر گاؤں کی طرف چل پڑی کہ ابھی جا کر جادوگر سے اپنا گھوڑا واپس لیتی ہے۔ گاؤں میں دس بارہ کچے کچے مکان بنے ہوئے تھے۔ وہ ایک ایک مکان سے باہر تکنے لگی کہ اس کا گھوڑا کہاں بندھا ہوا ہے۔ وہاں گھوڑا کہیں بھی نہیں تھا۔ آخر اس نے ایک مکان کے اندر سے گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنی۔ شاید گھوڑے نے بھی اس کی موجودگی کو محسوس کو لیا تھا۔

جانور بڑے حساس ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے مالک کی موجودگی کا اور قریب ہونے کا بہت جلدی پتہ چل جاتا ہے۔ ماریا آواز کے اندازے سے ایک مکان کے باہر آ کر کھڑی ہو گئی۔ گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز اسی مکان کے اندر سے آئی تھی۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھول دیا۔ اندر ڈیوڑھی میں اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ وہاں اور کوئی بھی نہیں تھا۔

ماریا ڈیوڑھی میں سے گھوڑے کے پاس آ گئی۔ کوٹھڑی کی کھڑکی بند تھی۔ اس کے اندر سے بڑے اور چھوٹے جادوگر کے باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ ماریا نے کان لگا کر سنا۔ بڑا جادوگر کہہ رہا تھا:

موروتی کا زندہ واپس آنا اور زرتاب ہیرے کا حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ موروتی نہ بھی آئے مگر شاہی ہیرے کو جادوگرنی کے لیے ضرور اڑانا ہو گا۔ ہو سکتا ہے پھر یہ کام تمہیں کرنا پڑے۔"

چھوٹے جادوگر نے گھبرا کر کہا:

"مجھے؟"

"ہاں ہاں تجھے' یہ بڑی جادوگرنی کا حکم ہے۔ پہلے شاگرد کا فرض ہوتا ہے استاد اس وقت آگے بڑھتا ہے جب شاگرد ناکام ہو جائے۔"

گھورا ایک بار پھر خوشی سے ماریا کو قریب محسوس کر کے زور سے ہنہنایا۔ اس کی آواز پر دونوں جادوگر کوٹھڑی سے باہر آ گئے مگر اس عرصے میں ماریا اس کی پیٹھ پر سوار ہو چکی تھی اور اس کے سوار ہوتے ہی گھوڑا غائب ہو گیا تھا۔

"ارے وہ کم بخت گھوڑے کو لے گئی۔"

بڑے جادوگر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ ماریا نے گھوڑے کو موڑا اور اسے ایڑ لگا کر بڑے جادوگر کے اوپر چڑھا دیا۔ گھوڑے نے دولتیاں مار مار کر بڑے جادوگر کا حلیہ بگاڑ دیا۔ وہ چیختا چلاتا' شور مچاتا وہاں سے بھاگ گیا۔ سڑک پر آ کر اس نے جنگل کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ ماریا نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑانا چاہا مگر یہ سوچ کر رک گئی کہ ابھی اس نے بڑے کام کرنے ہیں۔ کم بخت یہی ایک احمق جادوگر نہیں وہ گیا پیچھا کرنے کے لیے۔

چنانچہ وہ گھوڑے کو لے کر گاؤں سے باہر آ گئی۔

دھوپ خوب کھلی ہوئی تھی۔ ہر طرف روشنی پھیلی تھی۔ سردی کی شدت کم ہو چکی تھی اور درخت صبح کی تازہ ہوا میں جھوم رہے تھے۔

ماریا نے دیوارِ چین کی طرف اپنا سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ چلتے چلتے اسے شام ہو گئی اس نے بے خیالی میں وہ چوراہا بھی عبور کر لیا جہاں سے ایک سڑک شنگھائی شہر کی طرف چلی گئی تھی۔ وہ اس چوراہے سے آگے نکل گئی۔ اسے پھر رات آ گئی۔ یہ رات اس نے ایک ویران بارہ

دری کے کھنڈر میں پرانے باغ کے ٹوٹے ہوئے بنچ پر لیٹ کر گزار دی۔ صبح اٹھ کر پھر سفر پر چل نکلی۔ دوپہر کے وقت اس نے دور سے دیوار چین کو دیکھا۔ وہ بڑی ناامید سی ہوگئی کہ چین کی سرحد سامنے آ گئی تھی اور ابھی تک اسے عنبر اور رناگ میں سے کوئی بھی نہیں ملا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ کیوں نہ وہ دیوار چین کے پاس جا کر ہی عنبر اور رناگ کو دیکھ لے۔ اگر وہاں بھی وہ لوگ اسے دکھائی نہ دیے تو پھر کسی شاہی رتھ کے اوپر بیٹھ کر واپس کیتھے آ جائے گی اور اپنے بھائیوں کی تلاش شروع کر دے گی۔ کیونکہ اب اس میں اتنی ہمت نہ رہی تھی کہ واپسی کا سفر بھی گھوڑے پر بیٹھ کر طے کرتی۔

اب ذرا عنبر اور رناگ کی بھی خبر لیتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں:

وہ چینی لڑکی تھانگ کو لے کر اس کے ماں باپ کے گھر شنگھائی پہنچ گئے تھے اور اب واپس کیتھے آنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ کیونکہ انہیں ماریا کی بھی فکر تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح ڈاکوؤں کی قید سے آزاد ہو کر ضرور چین کے دارالحکومت پہنچ گئی ہوگی۔ انہوں نے ایک روز صبح صبح تھانگ کے ماں باپ سے اجازت طلب کی۔ تھانگ کے باپ نے کہا:

''میرے بچو! تم نے میری بچی کو واپس میرے پاس پہنچا کر مجھ پر جو احسان کیا ہے اسے میں ساری زندگی نہیں بھلا سکوں گا۔۔۔ میری اور تھانگ کی والدہ کی تو یہ خواہش تھی کہ تم کم از کم ایک مہینہ ضرور ہمارے گھر رہتے تاکہ ہم تمہاری جی بھر کر خدمت کر سکتے مگر چونکہ تمہیں بہن ماریا کی بھی خبر لینی ہے اس لیے میں مجبوراً تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ خدا کرے کہ تمہاری بہن تمہیں مل جائے اور تم لوگ ہمیشہ خوش خوش رہو۔''

چینی لڑکی تھانگ نے بھی آنسو بھری آنکھوں سے اپنے بھائی عنبر اور ناگ کو رخصت کیا۔ تھانگ کی ماں نے عنبر اور ناگ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور راستے کے سفر کے لیے میٹھی روٹیاں پکا کر ساتھ کر دیں۔

دونوں وہاں سے نکل کر سنگھائی کے باہر آ گئے۔۔۔اس زمانے میں شنگھائی آج کی طرح بڑا شہر نہیں تھا۔ بس آج کے قصبے کے برابر شہر تھا۔ شہر کے ارد گرد سبزیوں اور چاول کے کھیت تھے۔ آڑو اور ناشپاتیوں کے باغ تھے۔ ایک بہت بڑی جھیل تھی۔ عنبر اور ناگ اس جھیل سے بھی آگے نکل گئے۔ اب وہ اس سڑک پر آ گئے جو اس چوراہے کی طرف جاتی تھی جہاں سے ایک سڑک کیتھے کی جانب پھٹ جاتی تھی۔ وہ سارا دن سفر کرتے رہے۔ شام انہیں راستے میں ہی آ گئی۔ وہ رات کے پہلے ستارے کے نکلنے تک سفر کرتے رہے۔ وہ رات انہوں نے ایک سرائے میں بسر کی۔ اگلے دن پھر سفر شروع کر دیا۔ دوسری رات انہوں نے ایک باغ میں سو کر گزار دی۔ تیسے روز وہ چوراہے پر آ گئے اور انہوں نے چین کے دارالحکومت کیتھے کی جانب اپنا سفر شروع کر دیا۔

وہ دو دن اور دو راتیں سفر کرتے رہے اور چوتھے روز چین کے دارالحکومت کیتھے میں آ گئے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں مورتی چور گرفتار ہو کر بادشاہ کے خاص قید خانے میں پڑا اپنی موت کا انتظار کر رہا تھا جہاں منگوارژنگ بادشاہ کے بیٹے ولی عہد شہزادے کو قتل کرنے کے لیے اس کے محل میں بھیس بدل کر پہنچ گیا تھا۔ اور اب ورشا نو کرانی کی تلاش میں تھا۔ جہاں ارژنگ کا ساتھی سوداگر اپنی حویلی میں شہزادے کی موت کی خبر سننے کے لیے بے تاب بیٹھا تھا اور جہاں ان کا خیال تھا کہ ان کی بہن ماریا بھی کسی جگہ بیٹھی ہو گی اور یا آزاد ہو کر عنبر اور ناگ کی تلاش میں سراؤں وغیرہ میں ماری ماری پھر رہی ہو گی۔

خدا کی قدرت دیکھیے کی عنبر اور ناگ شہر میں گھومتے گھومتے اس
مقام پر آ گئے جہاں اسی سوداگر کی حویلی تھی جو بن قوم کا جاسوس تھا اور
جس کا ساتھی ارژنگ ولی عہد شہزادے کو قتل کرنے کے لیے محل میں
سوداگر کا بھیس بدل کر داخل ہو چکا تھا۔ اور نوکرانی ورشا سے ملنے کی
کوشش کر رہا تھا۔ انہوں نے سوداگر کو دیکھا کہ حویلی کے باہر گھوڑوں
کے پاس کھڑا ہے۔ عنبر اور ناگ کے گھوڑے اب تھک تھک کر
بوڑھے ہو گئے تھے۔ وہ ان گھوڑوں کو فروخت کر کے نئے گھوڑے
حاصل کرنا چاہتے تھے؛ چنانچہ وہ سوداگر کے پاس آ کر رک گئے۔ عنبر
نے پوچھا:

"کیا آپ گھوڑوں کے سوداگر ہیں جناب؟"

سوداگر نے مسکرا کر کہا:

"جی ہاں، میں گھوڑوں کی تجارت کرتا ہوں۔ فرمایئے، میں آپ
کے کیا کام آ سکتا ہوں؟"

ناگ نے کہا:

"جناب، ہم یہ گھوڑے بیچ کر نئے اور تازہ دم گھوڑے حاصل کرنا
چاہتے ہیں۔ کیا آپ اس سلسلے میں ہماری کچھ مدد کریں گے؟"

سوداگر نے خندہ پیشانی سے کہا:

"تشریف لائیے، آپ دور سے آتے معلوم ہوتے ہیں میرا
غریب خانہ حاضر ہے۔ مہمان خانے میں تشریف رکھیے۔ آپ کو جس
قسم کے گھوڑے پسند ہوں گے اسی قسم کے گھوڑے پیش کر دیے
جائیں گے۔"

عنبر اور ناگ سوداگر کے اخلاق اور ہنس مکھ طبیعت سے بہت متاثر
ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنے بارے میں سوائے اس کے اور کچھ نہ بتایا
کہ وہ جڑی بوٹیوں کی سوداگری کرتے ہیں اور یہاں یہ معلوم کرنے

آئے ہیں کہ اس قسم کی تجارت کے یہاں پر کتنے امکانات ہیں۔

سوداگر نے عنبر کو مختلف قسم کے گھوڑے دکھائے آخر انہوں نے دو گھوڑے پسند کر لیے۔ سودا طے ہو گیا۔ پھر رقم اور دے کر انہوں نے دونوں گھوڑے خرید لیے۔ سوداگر نے انہیں کہا کہ رات ہو گئی ہے۔ وہ اس کے مہمان خانے میں رات بسر کر لیں۔ عنبر اور ناگ نے شکریے کے ساتھ یہ دعوت قبول کر لی۔

راز کھل گیا

رات کو کھانے پر بن منگول ارژنگ بھی آ گیا۔

سوداگر اسے اٹھ کر ملا اور ساتھ والے کمرے میں لے گیا۔ عنبر اور ناگ نے بڑے غور سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ عنبر نے ناگ سے کہا کہ مجھے اس آدمی پر بن قوم کے جاسوس ہونے کا شک ہو رہا ہے۔ تم جا کر پتہ کرو کہ وہ اندر کیا باتیں کر رہے ہیں؟ ناگ نے کہا کہ سوداگر جانے ابھی واپس آ جائے۔ وہ مجھے نہ دیکھ کر کیا کہے گا۔

عنبر نے کہا:

"تم جا کر معلوم کرو کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ میں سوداگر کو سنبھال لوں گا۔"

ناگ چپکے سے اٹھا اور سانپ کا روپ بدل کر ساتھ والے کمرے میں جا کر ایک مرتبان کے پیچھے چھپ کر سوداگر اور بن جاسوس کی

باتیں سننے لگا۔ سوداگر پوچھ رہا تھا:

''کہو کیا ہوا؟ تم اپنی مہم میں کامیاب ہوئے یا نہیں؟''

ہن جاسوس نے سر پر سے لوہے کا خود اتارتے ہوئے کہا:

''یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ارژنگ ایک مہم پر جائے اور ناکام لوٹ کر آئے۔ میں اپنی مہم میں کامیاب ہو کر لوٹا ہوں۔''

''تو کیا تم نے شہزادے ولی عہد کو قتل کر دیا؟''

''ارژنگ نے مسکرا کر کہا:

''یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ بہر حال میں نے زہر ورشا نوکرانی کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ موقع ملتے ہی ولی عہد شہزادے کو وہ زہر دے دے گی۔''

سوداگر نے کہا:

''چلو یہ کام تو تقریباً پورا ہوا۔ ورشا ایک ہوشیار جاسوسہ ہے۔ وہ یہ کام بڑی خوبی سے انجام دے گی۔ مگر زہر دینے میں دیر کس بات کی تھی ارژنگ؟''

ارژنگ بولا:

''صرف اس بات کی دیر تھی کہ ملکہ شہزادے کو ساتھ لے کر صحت افزا پہاڑ ہوچی پر چلی گئی ہے۔ وہ اپنے ساتھ سوائے چند نوکروں اور ایک سوڈانی کنیز کے اور کسی کو نہیں لے گئی۔ ورشا کو بھی یہیں چھوڑ گئی ہے۔ اس لیے اب خواہ کچھ ہو ملکہ کی محل میں واپسی کا تو انتظار کرنا ہی پڑے گا۔''

سوداگر بولا:

''خیر کوئی بات نہیں۔ کیا کہا ہے ملکہ کب تک واپس آجائے گی؟''

''یہی کوئی دو ایک دن میں واپس آجائے گی۔''

وہ باتیں کر رہے تھے کہ ناگ چپکے سے باہر نکل آیا۔ عنبر کے پاس
آ کر وہ دوبارا انسان کی جون میں آیا اور اس نے اندر کی ساری باتیں
شروع سے آخر تک عنبر کو سنا دیں۔ عنبر تو دنگ رہ گیا کہ یہ سوداگر ایک
جاسوس ہے اور ارژنگ نام کے ایک ساتھی جاسوس کے ساتھ مل کر
چین کے ولی عہد شہزادے کو قتل کرنے کی بھیانک سازش کر چکا ہے۔

اس نے ناگ سے کہا:

"ناگ ہمیں فوراً شاہی محل میں پہنچ کر ملکہ کو خبردار کر دینا چاہیے۔"

"مگر ملکہ تو صحت افزا پہاڑ پر گئی ہوئی ہے۔"

"ہمیں اس کی اطلاع بادشاہ فومانچو کو کر دینی چاہیے۔"

ناگ نے کہا:

"نہیں اس طرح سوداگر کو شک ہو گا۔ ہم رات یہاں آرام
کریں گے۔ کل صبح ناشتہ کر کے یہاں سے نکلیں گے، تاکہ کسی کو ذرا
سا بھی شک نہ ہو۔"

عنبر بولا:

"جیسے تمہاری مرضی۔"

اتنے میں سوداگر بھی مسکراتا ہوا اندر سے باہر آ گیا۔ اس کے
ساتھ ارژنگ بھی تھا۔ سوداگر نے ارژنگ کا تعارف یوں کروایا:

"یہ میرے بڑے بھائی ارژنگ ہیں، یہ تبت میں گھوڑوں کی
سوداگری کرتے ہیں۔"

ارژنگ نے باری باری عنبر اور ناگ سے ہاتھ ملایا۔ ناگ نے کہا:

"آپ سے مل کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"آپ کے چھوٹے بھائی صاحب نے ہمیں بڑے عمدہ گھوڑے
دیے ہیں۔ امید ہے آپ کو بھی پسند آئے ہوں گے۔"

ارژنگ نے منہ بنا کر کہا:

"ہاں! اچھے گھوڑے ہیں۔"

پھر اس نے سوداگر سے کہا:

"ذرا اندر آ کر میری ایک بات تو سن جاؤ۔"

سوداگر ارژنگ کے ساتھ اٹھ کر اندر چلا گیا۔ اندر آتے ہی
ارژنگ نے کہا:

"یہ کون لوگ ہیں؟"

"میرے پاس گھوڑے خریدنے آئے تھے۔ گھوڑے خرید لیے تو
میں نے حسب عادت انہیں یہاں ٹھہرنے کی اجازت دے
دی۔ اب وہ رات ہو گئی ہے صبح چلے جائیں گے۔"

ارژنگ نے بھنویں سکیڑ کر کہا:

"مجھے ان پر شک ہے۔ یہ مجھے دشمن معلوم ہوتے ہیں۔"

سوداگر نے کہا:

"تمہیں کیسے احساس ہوا ہے؟"

"ان میں سے ایک نوجوان کو میں نے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔
بہر حال اس میں ذرا سا بھی شبہ نہیں ہے کہ یہ ہمارے دشمن ہیں اور
کوئی عجب نہیں کہ وہ ہماری جاسوسی کرنے یہاں بھیجے گئے ہوں اور
انہیں ہماری سازش کا علم بھی ہو چکا ہو۔"

سوداگر ڈر گیا:

اگر یہ بات ہے تو ہمیں ان کا کام تمام کر دینا ہو گا۔ یہ لوگ تو
ہماری بہت بڑی تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔"

ارژنگ نے کہا:

"میرا اپنا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن اپنا شک دور کرنے کے لیے
ہمیں چھپ کر ان کی باتیں سننی چاہئیں۔ اس کے لیے تم انہیں جا کر کہو

کہ ہم تھوڑی دیر کے لیے کام سے باہر جا رہے ہیں۔ اس طرح وہ تنہا ہو کر جو باتیں کریں گے انہیں ہم خفیہ جگہ چھپ کر سن سکیں گے۔"

"یہ ٹھیک ہے۔"

چنانچہ سوداگر نے ایسا ہی کیا۔ عنبر اور ناگ جب اپنے کمرے میں گئے تو سوداگر نے آ کر کہا کہ وہ اپنے بھائی ارژنگ کے ساتھ ذرا دوسرے محلے تک ایک کام سے جا رہا ہے۔ یہ کہہ کر وہ دونوں ان کے کمرے میں کھڑکی کے پاس ایک خاص جگہ آ کر چھپ گئے۔ عنبر اور ناگ اپنے کمرے میں آ گئے۔ انہیں احساس ہوا کہ وہ دونوں حویلی میں اکیلے ہیں تو وہ بے فکر ہو کر باتیں کرنے لگے۔

عنبر نے کہا:

"اگر کسی طرح ورشا نوکرانی پہاڑ پر پہنچ گئی تو وہ ضرور ولی عہد کو زہر دے دے گی۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم شاہی محل میں جانے کی بجائے صبح سیدھا پہاڑ کی طرف چل پڑیں اور وہاں جا کر ملکہ چین کو خبردار کر دیں؟"

ناگ نے کہا:

"اگر تم یہی مناسب خیال کرتے ہو تو بہتر ہے۔ ہم صبح پہاڑ کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"میرا تو خیال یہی ہے کہ ہمیں جتنی جلدی ہو سکے ملکہ کو جا کر خبردار کر دینا چاہیے تاکہ ورشا اور اس کے ساتھی یہ جاسوس سوداگر اور خطرناک غدار ارژنگ کو فوری طور پر گرفتار کر لیا جائے۔"

ناگ بولا:

"تو پھر ہم صبح صبح ہی یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ اب ہمیں سو جانا چاہیے۔"

اس کے بعد دونوں اپنے اپنے بستروں پر لیٹ گئے۔ ان کی باتیں سن کر ارژنگ نے سوداگر اور سوداگر نے ارژنگ کی طرف اندھیرے میں دیکھا۔ ارژنگ کی آنکھوں سے تو خون ٹپکنے لگا۔ وہ سوداگر کا بازو پکڑ کر دبے پاؤں اپنے کمرے میں آ گیا اور بولا:

"میرا شک ٹھیک نکلا۔ یہ دونوں ہمارے دشمن ہیں اور غضب یہ ہے کہ کم بختوں کو ہماری ساری کی ساری سازش کا علم ہو چکا ہے۔ اب ان کا زندہ رہنا ہمارے لیے بے حد خطرناک ہے۔ اگر یہ زندہ رہے تو ہماری موت یقینی ہے۔"

سوداگر نے کہا:

"میں خود ان کی باتیں سن کر پریشان ہو گیا ہوں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ابھی اسی وقت چل کر ان دونوں کو قتل کر کے حویلی کی پچھلی کوٹھڑی میں زمین کھود کر دبا دیا جائے۔"

ارژنگ نے خنجر کھینچ کر کہا:

"یہ لو خنجر اور ابھی جا کر دونوں کا کام تمام کر دو۔"

سوداگر نے خنجر ارژنگ سے لے کر کپڑوں میں چھپا لیا اور عنبر کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ ادھر عنبر سو گیا تھا مگر ناگ ابھی تک جاگ رہا تھا۔ جانے کیا بات تھی کہ اسے ابھی تک نیند نہیں آ رہی تھی۔ یہ اس کے ساتھ اکثر ہوتا رہتا تھا کہ جب بھی کوئی خطرناک واقعہ ہونے والا ہوتا تو اس کی طبیعت بے چین ہو جاتی اور اسے نیند نہیں آتی تھی۔ آج بھی اس کی یہی حالت تھی۔ وہ کچھ گھبرا سا گیا تھا۔ اسے شک سا ہو گیا کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہونے والا ہے۔ وہ اپنے بستر پر سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر اسے اپنے کمرے کے باہر کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ سمجھ گیا کہ کوئی نہ کوئی بری نیت کے ساتھ ان کے

کمرے میں آرہا ہے۔ ہوسکتا ہے سوداگر اور ارژنگ کو ان دونوں پر شبہ ہو گیا ہو اور ان میں سے کوئی انہیں ہلاک کرنے آرہا ہو۔

ناگ نے ایسا کیا کہ بستر پر تکیے بیچ میں رکھ کر اوپر کمبل ڈال دیا۔ دیے کی لو مدھم کر دی اور خود پھنکار مار کر سانپ کا روپ دھار کر کوتے میں پرانے سامان کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔ رات اندھیری تھی۔ ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ باہر گلی میں سے کوئی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔ ناگ نے قدموں کی آواز ایک بار پھر سنی۔ یہ آہستہ آہستہ بڑھتے قدموں کی چاپ تھی۔ کوئی شخص ان کی کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آکر رک گیا تھا۔ ناگ ہوشیار ہو گیا۔ اس کا شک سچ تھا۔ کسی نے باہر سے دروازے کو آہستہ سے دھکیلا۔ مگر اندر سے کنڈی لگنے کی وجہ سے دروازہ نہ کھل سکا۔ ایک پل کے لیے باہر گہری خاموشی چھا گئی۔ معلوم ہو رہا تھا کہ باہر کھڑا آدمی سوچ رہا ہو کہ وہ کس طرح اندر جائے آخر ناگ نے دیکھا کہ ہلکی ہلکی روشنی میں دروازے کی بیچ والی درز میں سے ایک ہاتھ اندر داخل ہوا اور اس نے بڑے آرام سے اندر لگی ہوئی کنڈی کھول دی۔ کنڈی کے کھلتے ہی دروازے کا ایک پٹ ہولے سے کھلا اور کوئی شخص منہ پر کپڑا باندھے کمرے میں آ گیا۔ ناگ نے اندھیرے میں اسے پہچاننے کی بہت کوشش کی، مگر وہ اسے پہچان نہ سکا۔ وہ آدمی دیے کی دھیمی دھیمی روشنی میں کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے بڑے غور سے دونوں بستروں کی طرف دیکھا۔

پھر وہ آہستہ سے چل کر عنبر کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھک کر عنبر کا کمبل ایک طرف کر دیا۔ عنبر خدا جانے گھوڑے بیچ کر سویا ہوا تھا کہ اسے بالکل ہی خبر نہ ہوئی۔ وہ اتنی گہری نیند سو رہا تھا کہ خراٹے لے رہا تھا۔ وہ آدمی جب دیے کی روشنی میں نیچے کو جھکا تو

ناگ نے اسے پہچان لیا۔ وہ سوداگر تھا۔۔ اب تو ناگ ہوشیار ہو گیا اور رینگتا ہوا بڑی تیزی کے ساتھ سوداگر کے پیچھے آ گیا اور ایک ستون پر چڑھ کر سوداگر کے بالکل برابر آ گیا۔ یہ ستون سوداگر کے عقب میں کھڑا تھا۔

سوداگر نے جب دیکھا کہ عنبر گہری نیند ہو رہا ہے تو اس نے اپنی قمیض کے اندر سے چمکتا ہوا خنجر نکال کر بڑی تیزی کے ساتھ عنبر کی گردن میں گھونپ دیا۔ ادھر سوداگر نے عنبر کی گردن میں خنجر گھونپا اور ادھر ناگ نے ایک ہی جھٹکے کے ساتھ سوداگر کی گردن پر کاٹ دیا۔ سوداگر نے گردن پر ہاتھ مار کر پیچھے دیکھا۔ ایک کالا سانپ ستون کے اوپر چڑھ رہا تھا۔ سوداگر کا رنگ سفید پڑ گیا۔ سانپ کے زہر نے اثر کرنا شروع کر دیا۔ اس کی گردن کی رگیں سوجھنے لگیں۔ حلق خشک ہو گیا۔ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ سوداگر کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ اس نے چیخ مارنی چاہی مگر وہ چیخ نہ مار سکا۔ اس کی ٹانگوں پر لرزہ سا آیا اور وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑا اور گرتے ہی اس نے دم توڑ دیا۔ ناگ چپ چاپ چھت کے اوپر لگا رہا۔ اسے معلوم تھا کہ سوداگر کا ساتھی یہ معلوم کرنے ضرور آئے گا کہ ان لوگوں کا کام تمام ہو گیا کیا؟ اور یہی ہوا۔

تھوڑی دیر میں ارژنگ بھی اندر آ گیا۔ کمال کی بات یہ ہے کہ عنبر پھر بھی سویا رہا۔ وہ بے حد گہری نیند سویا ہوا تھا۔ خنجر کے گردن پر لگنے کی تو اسے ہلکی سی بھی تکلیف نہیں ہوئی تھی۔ اسے تو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ کوئی اس اس کے سرہانے کھڑا ہے۔ اسے خنجر کا ہلکا سا جھٹکا بھی نہ لگا۔ ارژنگ چپکے سے کمرے کے اندر آ گیا۔ اس نے جب سرہانے کی طرف سوداگر کو فرش پر گرے ہوئے دیکھا تو لپک کر اس کے پاس آیا۔ اس نے سوداگر کو اٹھایا وہ مر چکا تھا۔ ارژنگ دنگ رہ گیا کہ خنجر

عنبر کی گردن میں کھبا ہوا تھا اور سادگر کا جسم اکڑ چکا تھا۔

ارژنگ نے سوچا کہ عنبر بھی مر گیا ہے۔ وہ عنبر کی گردن سے خنجر نکال کر ناگ کے بستر کی طرف بڑھا اور اس نے زور زور سے خالی تکیوں پر خنجر چلانے شروع کر دیے۔ اتنے میں ناگ بھی چھت پر سے رینگتا ہوا نیچے اتر آیا۔ وہ ارژنگ کو ڈسنے کے لیے پھنکار کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ ارژنگ نے خنجر اس کی طرف پھینکا اور خود ایک ہی چھلانگ لگا کر کمرے کی کھڑکی سے کود کر باہر گلی میں نکل گیا۔ گلی کے فرش پر گرتے ہی وہ اٹھا اور جدھر کو منہ اٹھا ادھر کو بھاگ گیا۔

ناگ اب دوبارا انسان کے روپ میں آ گیا۔ اس نے عنبر کو جگایا۔ عنبر نے اٹھ کر اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا:

''یہ مچھر نے کاٹا تھا مجھے؟''

ناگ نے کہا:

''اٹھ کر دیکھو۔ تم پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ سوداگر کو میں نے ڈس کر ڈھیر کر دیا ہے اور ارژنگ مجھ سے بچ کر بھاگ گیا ہے۔''

عنبر نے کہا:

''کمال ہے یعنی ان دونوں نے آخر حملہ کر ہی دیا۔ چلو اب اس کی لاش کو ٹھکانے لگائیں اور یہاں سے بھاگ چلیں۔۔۔ کیونکہ ہو سکتا ہے، ارژنگ پھر یہاں پہنچ جائے اور تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔''

ناگ نے کہا:

''میرا تو خیال ہے کہ لاش کو یہیں چھوڑ دو اور یہاں سے نکل کر ملکہ چین کے پاس چلو تاکہ شہزادے ولی عہد کی جان بچائی جا سکے کیونکہ ارژنگ ضرور اب ولی عہد کے قتل کے کام کو تیز کر دے گا۔''

قتل کی سازش

عنبر اور ناگ سوداگر کی حویلی سے باہر نکل آئے۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور انہوں نے شاہی محل کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ارژنگ فرار ہو چکا ہے اور ولی عہد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کو تیز کر دے گا؛ چنانچہ وہ جلدی سے جلدی شاہی محل تک پہنچنا چاہتے تھے۔ شہر سے باہر نکل کر وہ اس جھیل کے پاس آ گئے جس کے دوسری جانب پہاڑی کے دامن میں چینی شہنشاہ فو مانچو کا شاندار محل کھڑا تھا۔ دور سے محل کی کھڑکیوں میں کہیں کہیں روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔

جھیل کا پورا چکر لگا کر عنبر اور ناگ محل کے نزدیک آ گئے۔ اچانک چار سپاہیوں نے انہیں گھیر لیا:

"کون ہو تم لوگ اور ادھر کیا کر رہے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"ہم شہنشاہ سے ملنے آئے ہیں۔ ہمارا شہنشاہ سے ملنا بہت ضروری ہے۔ اگر تم لوگوں نے ہمیں شہنشاہ تک نہ پہنچایا تو ولی عہد شہزادے کی زندگی خطرے میں ہوگی۔"

سپاہیوں نے ٹھٹھہ کرنا شروع کر دیا اور کہا:

"تم دونوں کوئی پاگل معلوم ہوتے ہو۔ یہاں سے بھاگ جاؤ۔ اگر پھر کبھی ادھر قدم رکھا تو نیزوں سے تمہارا جسم چھلنی کر دیا جائے گا۔ چلو بھاگو یہاں سے۔"

عنبر اور ناگ نے بہت سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن سپاہی غصے میں آ گئے اور انہوں نے تلواریں نکال لیں۔ مجبور ہو کر عنبر اور ناگ وہاں سے چلے گئے۔ وہ جھیل کے پاس آ کر رک گئے۔ ناگ نے کہا:

"ہم نے غلطی کی جو اس طرف آ گئے۔ ہمیں ادھر آنے کی بجائے

پہاڑ پر ملکہ سے ملاقات کرنے جانا چاہیے تھا۔"

عنبر بولا:

"ابھی ادھر چلے جاتے ہیں۔ ابھی کون سی دیر ہوئی ہے۔"

"تو پھر آؤ ہوچی پہاڑ پر چلتے ہیں۔ ملکہ سے ملاقات کرنے میں اتنی بک بک جھک جھک نہیں کرنی پڑے گی۔"

چنانچہ انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور پہاڑ کی چڑھائی چڑھنا شروع کر دی۔

ایک پہاڑ عبور کر کے وہ میدان میں آ گئے۔ یہاں سے ہوچی پہاڑ سامنے نظر آ رہا تھا۔ ان دب کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے لگی تھی۔ ہوچی پہاڑ پر جمی ہوئی برف صبح کی روشنی میں چمکنے لگی تھی۔ میدان میں سے گزر کر انہوں نے ایک بار پھر پہاڑیوں میں سے گزرنا شروع کر دیا۔ یہاں پتھریلی سڑک پہاڑوں کو کاٹ کر بنائی گئی تھی۔ اس سڑک پر وہ گھوڑوں پر سوار آگے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ راستے میں انہوں نے رک کر ایک جگہ جنگلی آڑو توڑ کر کھائے چشمے کا ٹھنڈا پانی پیا اور پھر اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔

دوپہر کے وقت وہ چین کے مشہور پہاڑ ہوچی کے شاہی محل کے باہر کھڑے تھے۔ یہاں سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے سپاہیوں کو جا کر بتایا کہ وہ کیتھے سے ایک خاص شاہی پیغام لے کر ملکہ کے پاس آئے ہیں: لہٰذا ملکہ عالیہ کو اطلاع کر دی جائے۔ سپاہیوں نے پہلے تو حیران ہو کر انہیں دیکھا۔ پھر کہنے لگے:

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم شاہی پیغام لے کر آ رہے ہو؟"

ثبوت تو ان کے پاس کوئی نہیں تھا۔ ناگ نے ہوشیاری سے کام لے کر سپاہی کے کان میں کہا:

''ہم شاہی گارڈ کے خاص جاسوس ہیں اور ایک انتہائی خفیہ پیغام لے کر آرہے ہیں۔ ہمارا ملکہ سے ملنا بہت ضروری ہے۔''

سپاہی نے کہا:

''تم لوگ یہاں ٹھہرو۔ میں ملکہ کی اجازت کے بغیر تمہیں ان کے پاس نہیں بھیج سکتا۔ میں خود جا کر ملکہ کی اجازت حاصل کرتا ہوں۔''

عنبر اور ناگ شاہی محل کی ڈیوڑھی میں بیٹھ گئے۔ سپاہی اندر چلا گیا۔ ملکہ اس وقت سو کر اٹھی تھی اور غسل کرنے کے بعد ولی عہد شہزادے کو دودھ پلا رہی تھی۔ سپاہی شاہی حرم کے باہر کھڑا انتظار کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد کنیز نے آ کر کہا:

''ملکہ سلامت نے تمہیں طلب کیا ہے۔''

سپاہی نے اپنی تلوار اور تیر کمان ایک طرف رکھے اور نگاہیں جھکا کر شاہی حرم میں داخل ہوا۔ ملکہ سلامت ولی عہد شہزادے کے سنہری بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ سپاہی جھک کر سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔

''کیا پیغام لے کر آئے ہیں وہ لوگ؟''

سپاہی نے کہا:

''ملکہ عالیہ' وہ کہتے ہیں پیغام بے حد ضروری ہے اور اس میں کسی کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔''

ملکہ چین نے بھنویں اٹھا کر سپاہی کی طرف دیکھا۔

''ایسی کون سی بات ہو گئی۔ خیر ان لوگوں کو میرے حضور حاضر کرو۔''

''بہتر ملکہ عالیہ۔''

سپاہی الٹے قدم واپس نکل گیا۔

ڈیوڑھی میں آ کر اس نے عنبر سے کہا:

"تم لوگ خوش قسمت ہو کہ ملکہ سلامت نے تمہیں اپنے حضور طلب کیا ہے۔ اپنے سارے ہتھیار یہاں رکھ دو اور حرم میں جا کر ملکہ عالیہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ ملکہ سلامت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

عنبر اور ناگ بے حد خوش ہوئے کہ انہیں اتنی جلدی ملاقات کی اجازت مل گئی تھی۔ انہوں نے اپنے سارے تیر کمان اور تلواریں وغیرہ ڈیوڑھی میں سپاہیوں کے پاس جمع کرائیں اور ہاتھ باندھ کر چار بوڑھی کنیزوں کے پیچھے پیچھے شاہی محل کے خاص حرم میں داخل ہو گئے۔ ملکہ ایک عالی شان سبز رنگ کے تخت پر سنہری سونے کی تاروں والا لباس پہنے اطمینان سے بیٹھی تھی۔ دو کنیزیں اس کے پہلو میں کھڑی مورچھل ہلا رہی تھیں۔ دو کنیزیں اس کے پاؤں دبا رہی تھیں۔۔۔ عنبر اور ناگ ایک طرف ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

ملکہ نے پوچھا:

"تم لوگ کون ہو اور کیسا خاص پیغام لائے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"ملکہ سلامت، ہم تنہائی میں وہ پیغام دینا چاہتے ہیں۔"

ملکہ نے اپنی کنیزوں کی طرف دیکھا۔ چاروں کنیزیں باہر نکل گئیں۔ ملکہ کے ساتھ ہی تخت پر مخمل کے بچھونے پر ولی عہد شہزادہ دودھ پینے کے بعد گہری نیند سو رہا تھا۔ جب وہاں سے ساری کنیزیں چلی گئیں تو ملکہ نے کہا:

"اب بتاؤ کہ تم کیا پیغام لائے ہو؟"

عنبر نے آگے بڑھ کر کہا:

"ملکہ سلامت، ولی عہد شہزادے کی زندگی خطرے میں ہے۔"

ملکہ چونک کر اٹھ بیٹھی:

"کیا کہا؟ میرے شہزادے کی زندگی خطرے میں ہے؟ تم کو کیسے علم ہوا؟ تم لوگ کون ہو؟"

عنبر نے ملکہ کو ساری بات کھول کر بیان کر دی کہ کس طرح سوداگر اور ارژنگ نے مل کر ولی عہد کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ دونوں جن قوم کے جاسوس ہیں۔ ورشا ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور زہر ورشا کے پاس پہنچ بھی چکا ہے۔ ملکہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اس کا رنگ خوف کے مارے زرد ہو گیا۔

عنبر نے کہا:

ملکہ سلامت' آپ بالکل فکر نہ کریں۔ ہم ولی عہد شہزادے کی حفاظت کے لیے یہاں آئے ہیں۔ ہم اس پر آنچ تک نہ آنے دیں گے۔"

ملکہ نے بڑا عقلمند سوال کیا:

"اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم بھی میرے بچے کے دشمن نہیں ہو؟"

ناگ نے کہا:

"ملکہ سلامت' ہم آپ کے اور ولی عہد شہزادے کے خیر خواہ ہیں اور ہم اس کی جان بچانے کے لیے یہاں آئے ہیں۔"

ملکہ نے کہا:

"میں کس طرح تم پر یقین کروں۔ ہو سکتا ہے تم بھی ارژنگ کے ساتھ ملے ہوئے ہو۔"

ناگ نے کہا:

"ملکہ سلامت' میں آپ کو ابھی ثبوت دیے دیتا ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ ڈریں نہیں۔"

اتنا کہہ کر ناگ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک زبردست پھنکار ماری اور

سانپ بن کر اپنا زبردست پھن پھیلا کر سوئے ہوئے ولی عہد شہزادے کے سر کے اوپر سایہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ ملکہ تو بے ہوش ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اس کے جسم کا آدھا خون خشک ہو گیا۔ عنبر نے فوراً ملکہ کو سنبھالا دیا اور کہا:

"ملکہ سلامت! اگر اس وقت میرا دوست چاہے تو وہ پلک جھپکنے کے اندر اندر ولی عہد شہزادے کو ڈس کر ہلاک کر سکتا ہے۔ اور آپ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ وہ آپ کو بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ ہم ولی عہد شہزادے کی دشمنوں سے جان بچانے آئے ہیں۔ اسے ہلاک کرنا ہمارا مقصد نہیں۔ کیا اب بھی آپ کو یقین نہیں آیا کہ ہم آپ کے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں؟ کیا اب بھی آپ کو کسی اور ثبوت کی ضرورت ہے؟"

ملکہ نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

"ہرگز نہیں، مجھے آپ پر یقین ہے۔"

اس کے ساتھ ہی سانپ نے اپنا پھن سمیٹ لیا اور وہ رینگتا ہوا عنبر کے پاس آ کر دوبارہ انسانی جون میں واپس آ گیا۔ ملکہ نے آنکھیں مل کر کہا:

"میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ مجھے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہیں آ رہا۔ آخر یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ ایک انسان دیکھتے دیکھتے سانپ بن جائے اور پھر سانپ سے انسانی شکل میں واپس آ جائے؟"

ناگ نے کہا:

"اے ملکہ عالیہ! اس وقت ضروری تھا کہ میں آپ کے سامنے سانپ کے روپ میں آتا، ورنہ آپ کو کسی اور طرح قائل نہیں کیا جا سکتا تھا کہ ہم شہزادے کے ہمدرد ہیں، اس کے دشمن نہیں ہیں، وگرنہ اگر ہم دشمن ہوتے تو ابھی تک شہزادہ میرے زہر سے ہلاک ہو چکا

ہوتا۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھ میں جادو کے زور سے۔۔۔ آپ یوں
ہی سمجھ لیں۔۔۔ مجھ میں جادو کے زور سے اتنی طاقت آ گئی ہے کہ
میں جب چاہوں سانپ بن جاؤں۔۔۔ اور جب چاہوں واپس
انسان کے روپ میں آ جاؤں۔"

ملکہ نے کہا:

"تم لوگ کمال کے لوگ ہو۔"

عنبر نے کہا:

"لیکن ملکہ عالیہ! آپ وعدہ کریں کہ ہماری اس طاقت کے راز کو
کسی کے سامنے بھی نہیں کھولیں گی۔ کیوں کہ یہی وہ طاقت ہے جس
کی مدد لے کر ہم نے ولی عہد شہزادے کی جان کی حفاظت کرنی ہے
اور اس کے دشمنوں کا کام تمام کرنا ہے۔"

ملکہ نے کہا:

"ہرگز نہیں' میں کسی اس طاقت کا ذکر تک نہیں کروں گی۔۔۔
لیکن یہ لوگ میرے شہزادے کے دشمن کیوں ہیں؟"

عنبر نے کہا:

"وہ ہن قوم کے لوگ ہیں۔ ہن قوم آپ کے دشمن ہے۔ وہ
شہزادے کو ہلاک کر کے چین پر حملہ کر کے جنگ کرنا چاہتے ہیں کہ
اگر ہار بھی ہوئی تو کم از کم چین کے تخت پر کوئی دوسرا بادشاہ بھی تو نہ بیٹھ
سکے گا۔"

ناگ نے کہا:

"ان باتوں کو چھوڑیئے ملکہ سلامت' آپ سب سے پہلے مکار
کنیز ورشا کو گرفتار کرنے کا حکم جاری کر دیں' تا کہ کیتھے میں اسے
شاہی محل سے فوراً گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا جائے۔"

ملکہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی:

"میں ابھی یہ حکم تم دونوں کو لکھے دیتی ہوں۔ تم یہ حکم نامہ لے کر فوراً کیتھے کے شاہی محل میں پہنچ جاؤں اور ورشا کو گرفتار کروا کر تہہ خانے میں ڈال دو۔ تم شہنشاہ سے خود جا کر ملنا اور میرے احکام دکھا دینا۔"

عنبر نے کہا:

"جو حکم ملکہ عالیہ آپ یہاں ولی عہد کی کڑی نگرانی کریں اور کسی مرد کو اس وقت کے بعد شاہی حرم کے اردگرد تک نہ پھٹکنے دیں۔ کیونکہ ارژنگ ہمارے چنگل سے فرار ہو چکا ہے اور وہ ولی عہد شہزادے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔"

ملکہ بولی:

"فکر نہ کرو میں حرم کے اردگرد کڑا پہرہ لگوا دیتی ہوں اور بادشاہ کو بھی لکھ دیتی ہوں کہ وہ فوج لے کر خود یہاں آئے اور اپنی حفاظت میں ولی عہد شہزادے کو واپس شاہی محل میں لے چلے۔"

اسی روز دوسرے پہر عنبر اور ناگ ورشا کی گرفتاری کے بارے میں چین کی ملکہ کا شہنشاہ فو مانچو کے نام ایک خفیہ پیغام لے کر واپس دارالحکومت کیتھے کی طرف روانہ ہو گئے۔

کیتھے شہر میں شام کی روشنیاں جھلملانے لگی تھیں کہ عنبر اور ناگ شاہی محل کے دروازے پر پہنچ گئے۔ وہاں انہی سپاہیوں نے دونوں کو روک دیا اور تلواریں نکال کر غرائے۔

"تم پھر یہاں آ گئے؟ اب تم بچ کر نہیں جا سکتے۔"

عنبر نے جیب سے ملکہ چین کا خاص حکم نامہ نکال کر دکھا دیا جس پر ملکہ کی شاہی انگوٹھی کی مہر لگی ہوئی تھی۔ مہر دیکھ کر سپاہی ایک دم جھک گئے اور انہوں نے دروازہ کھول دیا اور کہا:

"آپ اندر مہمان خانے میں تشریف لے چلیں۔"

عنبر اور ناگ گردنیں اٹھائے بڑی شان سے گھوڑوں پر سے اترے۔ اپنے گھوڑے انہوں نے سپاہیوں کے حوالے کیے۔ جیسے وہ ان کے نوکر ہوں اور شاہی مہمان خانے میں آ کر بیٹھ گئے۔ فوراً شاہی اجازت نامے کے ساتھ شہنشاہ فومانچو کے حضور میں اطلاع کر دی گئی۔

تھوڑی بعد بادشاہ نے انہیں اپنے خاص کمرے میں طلب کر لیا۔ عنبر اور ناگ پہلی بار شہنشاہ چین کے سامنے کھڑے تھے۔۔۔ فومانچو ایک دیو قامت بادشاہ تھا۔ جس کے چہرے سے سنگ دلی ٹپکتی تھی۔ اس نے عنبر کے ہاتھ سے ملکہ کا خط لے کر اسے کھولا اور پڑھا۔ پڑھنے کے بعد اس نے غصے میں کہا:

"مجھے کیسے یقین آئے کہ تم میرے ولی عہد شہزادے کے خیر خواہ ہو؟ کیوں نہ میں تمہیں بھی دشمن سمجھ کر ہلاک کروا ڈالوں؟"

عنبر نے کہا:

"بادشاہ سلامت! اگر آپ نے ہمیں ہلاک کروا دیا تو آپ اپنے ولی عہد شہزادے کی جان بچا سکیں گے۔"

بادشاہ بولا:

"مگر تمہارے پاس ثبوت کیا ہے کہ تم میرے خیر خواہ ہو؟ بولو۔۔۔ جواب دو۔۔۔ جلدی بولو نہیں تو ابھی سر تن سے جدا کر دوں گا۔"

ناگ اور عنبر بڑے پریشان ہوئے کہ یہ تو کوئی سچ مچ پاگل بادشاہ ہے۔ کہیں تلوار مار کر سر تن سے جدا ہی نہ کر دے۔ اس نے سوچا کہ بادشاہ کی خیر خواہی حاصل کرنے کے لیے اسے کوئی جادو کی کرامت دکھانا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر کہا:

"اے بادشاہ! آپ اتنی جلد بازی سے کام نہ لیں۔ اگر آپ کو ہم

پر بھروسہ نہیں تو دیکھو، ہم تمہیں ثبوت دیے دیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر عنبر نے ناگ کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔ ناگ پھنکار مار کر سانپ کے روپ میں آیا اور اس نے لپک کر بادشاہ کی گردن کے گرد چکر ڈال کر اسے بے بس کر دیا۔ عنبر نے کہا:

"اگر سانپ چاہے تو آپ کو ایک پل میں ڈس کر آپ کا کام تمام کر سکتا ہے۔ یہی سانپ اگر آپ کا خیر خواہ نہ ہوتا تو آپ کے شہزادے کو بھی ہلاک کر سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ کیوں کہ ہم آپ کے دشمن نہیں ہیں۔ ہم آپ کے دوست ہیں اور آپ کو بن قوم کے خون خوار دشمن قبائل سے بچانا چاہتے ہیں۔۔۔ کیا اب بھی آپ کو ہماری نیت پر شبہ ہے؟"

اس عرصے میں بادشاہ کا برا حال ہو رہا تھا۔ اس کی گردن کے گرد کنڈلی مارے سانپ پھن پھیلائے بیٹھا تھا اور بادشاہ کی آنکھوں کے پاس اپنا پھن پھلا کر جھوم رہا تھا۔ بادشاہ کی گردن کی رگیں خشک ہو گئی تھیں اور وہ اس قابل بھی نہیں رہا تھا کہ آواز دے کر کسی کو بلا سکے۔ وہ سانپ کو بھی نہیں پکڑنا چاہتا تھا کہ کہیں وہ اسے ڈس نہ دے۔ اس کی جان مصیبت میں پھنس گئی تھی۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اسے اس بات کا یقین آ گیا تھا کہ یہ دونوں نوجوان اس کے دشمن نہیں بلکہ اس کے خیر خواہ ہیں اور ولی عہد شہزادے کی جان بچانا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ وہ ان پر یقین کرتا ہے۔ عنبر نے ناگ کو اشارہ کیا۔ ناگ بادشاہ کی گردن سے اتر کر نیچے آ گیا۔ نیچے آ کر اس نے پھنکار ماری اور دوبارا انسان کی جون میں آ کر اس نے بادشاہ کو جھک کر سلام کیا اور کہا:

"اے بادشاہ! ہم تمہارے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں۔ ہم پر بھروسہ

کرو۔''

بادشاہ نے عنبر اور ناگ کے ہاتھ لے کر چوم لیے اور کہا:

''میں آج سے تمہیں اپنا بہترین دوست سمجھتا ہوں۔ تم نے جو کہا میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ میں ابھی ورشا کے قتل کا حکم دیتا ہوں۔ تم شاہی محل میں میرے خاص مہمان بن کر رہو گے۔''

بادشاہ تلوار کھینچ کر خود ورشا کنیز کو قتل کرنے چل پڑا۔

ارژنگ غار میں

لیکن مکار کنیز ورشا بھی ہوشیار ہو چکی تھی۔

اسے ارژنگ نے خاص آدمی کے ہاتھ پیغام بھجوا دیا تھا کہ اس کی زندگی خطرے میں ہے۔ اس لیے فوراً محل چھوڑ کر ویران کھنڈروں میں پہنچ کر اس کا انتظار کرے۔ ورشا کنیز کو جب ارژنگ کی یہ اطلاع ملی تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کا راز فاش ہو گیا ہے۔ وہ بادشاہ فومانچو کے قہر اور ظلم سے اچھی طرح واقف تھی۔ اس نے ارژنگ کا پیغام ملتے ہی اپنے کمرے میں جا کر لباس بدلا اور محل کے خفیہ راستے سے نکل کر باہر آ گئی۔ باہر پہرے دار نے اسے روک لیا۔

''کون ہو تم اور کہاں جا رہی ہو؟''

ورشا نے چہرے کا نقاب اٹھا کر اسے دیکھا اور ڈانٹ کر کہا:

''تم ملکہ کی خاص کنیز کو بھی نہیں پہچانتے؟ میں ورشا ہوں۔ اور بادشاہ کے خاص حکم سے ایک ضروری کام پر جا رہی ہوں۔''

سپاہی نے جھک کر ادب سے کہا:

''معافی چاہتا ہوں حضور! مجھ سے غلطی ہو گئی۔''

اور ورشا محل کی دیوار سے گزر کر جھیل کے عقب والے درختوں میں سے ہوتی ہوئی ویران کھنڈروں میں پہنچ گئی۔ وہ بڑی پریشان تھی اور بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی کہ کوئی اس کا پیچھا تو نہیں کر رہا۔ ویران کھنڈر میں آ کر اس نے ارژنگ کی تلاش شروع کر دی۔ وہ ایک پرانی خستہ دیوار کے قریب سے پھونک پھونک کر قدم اٹھاتی گزر رہی تھی کہ پیچھے سے ارژنگ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ورشا کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ ارژنگ نے فوراً اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

''گھبراؤ نہیں، یہ میں ہوں ارژنگ۔۔۔ تمہارا دوست۔''

ورشا نے اطمینان کا سانس لے کر کہا:

''تم نے تو میری جان ہی نکال لی تھی۔ یہ بتاؤ کہ ہمارا راز کیوں کر فاش ہوا؟ وہ کون شخص ہے جس نے ہماری سازش کو بے نقاب کر دیا؟ ہم نے تو بڑی راز داری سے کام لیا تھا۔ کہیں گھوڑوں کے سوداگر نے تو غداری نہیں کی؟''

ارژنگ نے کہا:

''اس بے چارے نے تو ہماری خاطر اپنی جان کی قربانی دے دی ہے۔ اگر وہ اپنی جان قربان نہ کرتا تو اس وقت تمہیں بچانے کے لیے میں بھی زندہ نہ ہوتا۔''

اور پھر ارژنگ نے اسے الف سے لے کر یے تک ساری کہانی سنا ڈالی کہ کس طرح عنبر نام کا ایک سوداگر اپنے دوست ناگ کے

ساتھ گھوڑے خریدنے آیا اور کس طرح انہوں نے چھپ کر ہماری باتیں سن لیں اور پھر وہاں سے ملکہ چین کو باخبر کرنے کا منصوبہ بنایا۔ پھر کس طرح سوداگر نے انہیں قتل کرنا چاہا مگر خود سانپ کے ڈسنے سے ہلاک ہو گیا۔

''میں نے بڑی مشکل سے کھڑکی سے چھلانگ لگا کر اپنی جان بچائی؛ ورنہ اس موذی سانپ نے مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑنا تھا۔''

ورشا گہری سوچ میں پڑ گئی۔

''پھر اب کیا ہوگا؟ ہم اپنی بن قوم کے سردار کو جا کر کیا منہ دکھائیں گے؟ اگر ہم ولی عہد کو قتل کیے بغیر واپس چلے گئے تو سردار ہمیں بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔''

ارژنگ نے کہا:

''تم فکر نہ کرو؛ ارژنگ نے کبھی شکست کا منہ نہیں دیکھا۔۔۔ ہم کوئی اور سازش کریں گے؛ مگر ولی عہد کو ہلاک کر کے ہی دم لیں گے۔''

ورشا نے کہا:

''اور سازش کیا ہو سکتی ہے؟ سارے محل میں لوگ میری شکل سے واقف ہو گئے ہیں۔ میں اب محل میں نہیں جا سکتی۔ اگر محل میں کسی نے مجھے دیکھ لیا تو وہ میری تکا بوٹی کر دیں گے۔ بلکہ فومانچو خود میری تکا بوٹی کر کے آدم خوروں کی طرح بھون کر کھا جائے گا۔''

ارژنگ نے کہا:

''ابھی کچھ روز ہمیں صبر سے کام لینا ہوگا۔ دوسری سازش ضرور تیار کی جائے گی اور اس دفعہ ہم اپنی سازش میں کسی کو شریک نہیں کریں گے اور کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔''

ورشا نے کہا:

"وہ تو ٹھیک ہے، مگر سوال یہ ہے کہ ہم اس شہر میں کس جگہ چھپ کر رہیں گے۔ بادشاہ تو سارے شہر میں ہمیں شکاری کتے چھوڑ کر تلاش کروائے گا۔ اس کی نظروں سے کیسے بچ سکیں گے؟"

ارژنگ نے کہا:

"تم میرے ساتھ آؤ۔ یہاں سے سات کوس کے فاصلے پر ایک پہاڑی غار ہے۔ وہاں میں اکثر چھپا کرتا ہوں۔ اس غار کا منہ ایک تالاب کے کنارے ڈھلوان میں ہے اور وہاں گھنی جھاڑیاں اگی ہوئی ہیں۔ ہم ابھی کچھ روز وہاں جا کر چھپتے ہیں۔ پھر جب حالات اچھے ہو گئے تو کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے۔ اتنی دیر تک میں بھی کوئی مناسب ٹھکانہ تلاش کر لوں گا۔"

ورشا نے کہا:

"ٹھیک ہے۔۔۔ اب اس کے سوا اور چارہ بھی کیا ہے۔ جلدی چلو یہاں سے۔۔۔ بادشاہ کے سپاہی ابھی ہماری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔"

دونوں گھوڑے پر سوار ہوئے اور غار کی طرف چل پڑے۔

ادھر بادشاہ فومانچو ننگی تلوار ہاتھ میں لیے، آگ بگولا بنا شاہی حرم میں آن داخل ہوا اور چیخ کر بولا:

"کہاں ہے وہ ذلیل کنیز ورشا؟ اسے فوراً! حاضر کیا جائے۔"

حرم کی کنیزوں کے رنگ اڑ گئے۔ وہ ادھر ادھر بھاگنے لگیں۔ بڑی کنیزیں اور خواجہ سرا سجدے میں گر پڑے۔ فومانچو نے ایک بار پھر گرج کر کہا:

"کہاں ہے ورشا؟"

ورشا کی تلاش شروع ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ ورشا غائب ہے۔۔۔

بادشاہ خود خفیہ رستے میں آ گیا۔ جہاں سے کنیزوں نے ورشا کو باہر

نکلتے دیکھا تھا۔ بادشاہ کے ساتھ ساتھ شاہی دستہ بھی خفیہ راستے سے نکل کر محل کی عقبی دیوار کے باہر آ گیا۔ یہاں کے پہرے دار سپاہی سے بادشاہ نے پوچھا:

"کیا تم نے ورشا کو یہاں سے گزرتے دیکھا ہے؟"

سپاہی تھر تھر کانپنے لگا:

"بادشاہ سلامت، وہ یہاں سے گزری تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ بادشاہ کا خاص کام کرنے جا رہی ہے۔"

بادشاہ نے غصے میں آ کر تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور سپاہی کی گردن اڑا دی۔

"یہ سزا ہے بادشاہ کے دشمن کو بھگا دینے کی۔"

فو مانچو نے اسی وقت فوج کو ساتھ لیا اور رتھوں پر سوار ہو کر اس پہاڑی کی طرف روانہ ہو گیا جہاں ملکہ چین ولی عہد شہزادے کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی۔ شام کے وقت شاہی قافلہ پہاڑ پر پہنچ گیا۔ بادشاہ نے ولی عہد کو اپنے سینے سے لگا لیا اور ملکہ سے کہا:

"ملکہ! ہم خوش ہیں کہ تمہارا پیغام ہم تک پہنچا۔ لیکن افسوس کہ ورشا محل سے فرار ہو چکی تھی۔ مگر میں نے سپاہی اس کی تلاش میں چھوڑ دیے ہیں۔ وہ میرے پنجے سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتی۔ اب میں تمہیں اور ولی عہد کو یہاں ایک پل نہیں ٹھہرنے دوں گا۔ تمہیں ابھی میرے ساتھ محل میں واپس چلنا ہو گا۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ شہنشاہ چین فو مانچو اپنی ملکہ اور ولی عہد شہزادے کو لے کر فوج کی حفاظت میں راتوں رات واپس شاہی محل کی طرف چل پڑا۔ آدھی رات کو بادشاہ کی سواری محل میں اتر گئی۔

اگلے روز شاہی دربار میں ہیروں کے شاہی چور موتی کو طلب کیا گیا۔ عنبر اور ناگ بھی دربار میں موجود تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ

موری چور کی گردن کاٹ کر کتوں کے آگے پھینک دی جائے۔"

"اس بدبخت چور کو میری آنکھوں کے سامنے سے لے جاؤ۔۔

مجھے چوروں سے نفرت ہے۔ یہ ایک انتہائی گھٹیا کام ہے اور صرف

گھٹیا لوگ ہی چوری کرتے ہیں۔"

سپاہی موری کو دربار سے لے کر قلعے کی دیوار کے اوپر لے

گئے۔ یہاں ایک چبوترے پر کالے کپڑے پہنے ایک جلاد کلہاڑا لیے

موری کا انتظار کر رہا تھا کہ کب وہ آئے اور اس کی گردن اتار دی

جائے۔ موری طور کو غش پر غش آ رہے تھے۔ وہ قدم قدم پر گر پڑتا

تھا۔ سپاہی ہنٹر مار مار کر اسے اٹھا رہے تھے اور زبردستی اپنے پاؤں پر

چلا رہے تھے۔ چبوترے کے پاس آ کر جلاد نے اسے گردن سے پکڑ

کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ زور سے ہاتھ مار کر اس کے کپڑے پھاڑ کر

گردن ننگی کر دی۔ پھر اسے زبردستی چبوترے کے پتھر پر جھکا کر لکڑی

کے شکنجے میں کس دیا۔ موری چیخ مار کر رونے لگا۔ جلاد نے کلہاڑا اٹھایا

اور کھٹاک سے اس کی گردن تن سے جدا کر دی۔

برے کام کرنے والے کو برائی کی سزا مل گئی تھی۔

موری کی گردن اور دھڑ کو بھوکے کتوں کے آگے ڈال دیا گیا۔

عنبر اور ناگ شاہی محل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ بادشاہ ان کی بڑی

عزت کرتا تھا۔

مگر عنبر اور ناگ کو سب سے زیادہ پریشانی اپنی بہن ماریا کے

بارے میں بھی کہ خدا جانے وہ کہاں ہے؟ کس حال میں ہے۔ اس

کے بارے میں انہیں کچھ بھی خبر نہیں ملی تھی۔

ادھر اب ذرا ماریا کا بھی حال دیکھیں کہ وہ کیا کر رہی ہے اور

کہاں ہے؟

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ وہ دیوارِ چین کی طرف عنبر اور ناگ

کے بارے میں معلومات حاصل کرنے جارہی تھی۔ کیوں کہ اسے
معلوم تھا کہ وہاں دیوار چین کے اس دروازے پر جہاں سے مسافر
آتے جاتے ہیں ایک کتاب ہوتی ہے جس پر آنے جانے والوں کے
نام لکھے ہوتے ہیں۔

اگر عنبر اور ناگ واپس گئے ہوں گے تو ان کے نام ضرور وہاں
لکھے ہوئے ہوں گے۔ چلتے چلتے آخر ماریا دیوار چین کے پاس پہنچ
گئی۔ اس نے دیوار کے ساتھ ساتھ جنوب مشرق کی طرف چلنا
شروع کر دیا۔ کیوں کہ بڑا دروازہ اسی طرف تھا۔

دیوار چین پر پہرے دار سپاہی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر گشت لگا
رہے تھے۔ وہ بڑے صدر دروازے کے پاس آکر رک گئی۔ اب وہ
سوچنے لگی کہ کونسا ایسا طریقہ اختیار کرے کہ دروازے پر جو چوکیدار
سپاہی بیٹھا ہے اس کے رجسٹر میں سے عنبر اور ناگ کا نام تلاش
کرے۔ سوچ سوچ کر آخر اس نے ایک فیصلہ کیا۔۔۔ اپنے گھوڑے
کو ایک جگہ ٹیلے کی جھاڑیوں کے عقب میں چھپا کر باندھا اور خود چلتی
ہوئی بڑے دروازے کی ڈیوڑھی میں آگئی۔ وہ سب کو دیکھ رہی تھی مگر
اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ڈیوڑھی میں سپاہی ادھر ادھر چل پھر رہے تھے۔ ماریا بھی ان کے
درمیان بچ بچ کر چلتی ہوئی کہ کسی سے اس کا کندھا بھی نہ چھو جائے‘
اس چوکیدار کے پاس آگئی جو اپنے سامنے چوکی پر بڑا سا رجسٹر
کھولے بیٹھا تھا۔ اس میں ان لوگوں کے نام اور حلیے درج تھے جو شہر
سے باہر نکلتے تھے۔

ماریا اس چوکیدار سپاہی کے عقب میں جا کر کھڑی ہوگئی اور جھک
کر بڑے غور سے کھلی کتاب کو تکنے لگی۔ اب ضرورت اس بات کی تھی
کہ وہ ورق الٹ کر پیچھے بھی دیکھے۔ مگر یہ کیونکر ہو سکتا تھا؟

سفید گھوڑا

آخر اسے ایک ترکیب سوجھی۔

ماریا نے فرش پر گرا ہوا ایک پتھر اٹھا کر دوسری طرف پھینکا۔ اس کی آواز پر چوکیدار اٹھ کر دوسری طرف گیا تو ماریا نے کتاب کے ورق الٹ کر دیکھنے شروع کر دیے۔ مگر اسے کہیں بھی عنبر یا ناگ کے نام اور حلیے دکھائی نہ دیے۔ اُن لوگوں نے سرحد پار نہیں کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی چین میں ہی تھے۔ اتنے میں چوکیدار اندر آ گیا۔ اس نے جو اپنے آپ کتاب کے ورق الٹتے ہوئے دیکھے تو بڑا حیران ہوا۔ کیونکہ کمرے میں ہوا بھی نہیں چل رہی تھی۔ ماریا نے ورق الٹنے بند کر دیے اور پرے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ چوکیدار نے ایک لمحے کے لیے بڑے غور سے کتاب کے ورق دیکھے اور پھر سر ہلا کر بیٹھ گیا۔

ماریا کمرے میں سے نکل کر ڈیوڑھی میں آ گئی۔ ڈیوڑھی میں سپاہی گھوم پھر رہے تھے۔ ایک سپاہی سے ماریا کا کندھا ٹکرا گیا۔ اس نے دوسرے سپاہی کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیا بات ہے بڑے کندھے مار رہے ہو؟"

دوسرے سپاہی نے حیرانی سے کہا:

"میں نے تو تمہیں کندھا نہیں مارا۔"

پہلا بولا:

"بکواس کرتے ہو۔"

ان دونوں کی آپس میں تو تو میں میں شروع ہو گئی۔ ماریا ہنستی ہوئی ڈیوڑھی سے باہر نکل گئی۔ ٹیلے کی اوٹ میں آ کر اس نے دیکھا تو گھوڑا غائب تھا۔ جس جگہ اس نے گھوڑا باندھا تھا وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ ماریا تو پریشان ہو گئی۔ گھوڑے کے بغیر تو وہ ایک قدم بھی نہ چل

سکتی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ کسی قافلے میں رتھ یا گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر واپس کیتھے جائے گی۔ مگر یہاں تو اس کا اپنا گھوڑا ہی غائب ہو گیا تھا۔ اس نے ادھر ادھر گھوم پھر کر دیکھا کہ کہیں گھوڑا رسی تڑوا کر سیر سپاٹا نہ کر رہا ہو۔ مگر وہاں کچھ بھی نہیں تھا اور پھر درخت کے ساتھ رسی بھی نہیں تھی۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی گھوڑے کو کھول کر لے گیا ہے۔

ماریا نے سوچنا شروع کر دیا کہ یہاں کون اس کا گھوڑا کھول کر لے جا سکتا ہے۔ یہاں تو سارے سپاہی رہتے ہیں اور چین کے سپاہی بڑے ایماندار تھے۔ وہ چوری کبھی نہیں کرتے تھے اور پھر ان کے پاس اپنے گھوڑے موجود تھے۔ ان کی تنخواہیں بڑی بڑی تھیں۔ انہیں چوری کرنے کی کیا ضرورت تھی بھلا؟ تو پھر یہ چوری کس نے کی تھی؟ چور کون تھا؟ ظاہر ہے وہ اسی علاقے میں کہیں ہو گا یا وہ گھوڑا لے کر دارالحکومت کی طرف روانہ ہو گیا ہو گا۔ اس طرح تو اس کا پیچھا کرنا بھی مشکل تھا۔ ماریا نے پہلے تو ہمت ہار دی۔ پھر اس نے سوچا کہ اس کا سفید گھوڑا بہت برق رفتار اور وفادار تھا۔ اسے اس کی ضرور تلاش کرنی چاہیے۔

گھوڑے کو دوبارہ حاصل کرنے کا پکا فیصلہ کر کے وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اس نے زمین پر گھوڑے کے قدموں کے نشان تلاش کرنے کی بہت کوشش کی۔ آخر اسے گھاس کے میدان میں سے نکل کر گھوڑے کے کھروں کے نشان نظر آ گئے۔ یہ نشان ایک گاؤں کی طرف جا رہے تھے جو قریب ہی تھا۔ ماریا چلتے چلتے اس گاؤں میں پہنچ گئی۔ نشان گاؤں سے بھی آگے نکل گئے۔ ماریا بھی نشانوں کا پیچھا کرتے کرتے گاؤں سے دور نکل گئی۔ یہاں اسے ایک مقام پر ایک ٹوٹی پھوٹی سی حویلی دکھائی دی۔ گھوڑے کے قدموں کے نشان اس

حویلی کی طرف جا رہے تھے۔ ماریا حویلی کے باہر آ گئی۔ حویلی کا بڑا دروازہ بند تھا۔ دیواروں کی اینٹیں جگہ جگہ سے اکھڑی ہوئی تھیں۔ ایک طرف سے چھپر ڈھے گیا تھا۔

گھوڑے کے قدموں کے نشان یہاں آ کر مٹی اور گھاس میں گڈ مڈ ہو گئے تھے۔ ماریا کھڑے ہو کر سوچنے لگی کہ گھوڑا یہاں کہاں ہو گا۔ حویلی کے اندر کون لوگ ہوں گے؟ کیا یہاں ڈاکو رہتے ہوں گے؟ آخر اس نے ہمت کر کے دروازے پر زور سے دستک دی۔ اندر سے کسی کی آواز نہ آئی۔ ماریا نے پھر دستک دی۔ اس دفعہ کسی نے آہستہ سے دروازہ کھول دیا۔ ماریا جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ ایک آدمی باہر نکلا جس کی شکل تبت کے رہنے والے لوگوں کی سی تھی۔ اس نے سر پر لوہے کا خود رکھا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور دوبارہ اندر چلا گیا۔ اس دوران میں ماریا دروازے میں سے گزر کر اندر جا چکی تھی۔ اندر ایک اور آدمی گھوڑے کو چارہ ڈال رہا تھا۔ یہ ماریا کا سفید گھوڑا تھا۔ اندر والے آدمی نے پوچھا:

''باہر کون تھا؟''

تبتی نے کہا:

''کوئی بھی نہیں تھا۔ میرا خیال ہی ہوا ہو گا۔''

دوسرے نے کہا:

''خبردار رہنا۔ یہاں اگر کسی کو پتہ چل گیا کہ ہم نے گھوڑا چرایا ہے تو دیوار پر الٹا لٹکا دیں گے۔ یہاں چوری کی سزا موت ہے۔ پھر سے جا کر دیکھ آؤ' باہر کوئی سپاہی تو نہیں ہے؟''

تبتی نے کہا:

''کہہ دیا ایک بار کہ باہر کوئی نہیں ہے۔ پھر بار بار کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے اس قسم کے سینکڑوں گھوڑے چرا کر بیچ

ڈالے ہیں۔ مجھے کوئی نہیں پکڑ سکتا۔"

ماریا سمجھ گئی کہ یہ لوگ چور ہیں اور گھوڑے چرا کر فروخت کرتے ہیں۔ اب وہ گھوڑا لے کر وہاں سے فرار ہونا چاہتی تھی۔ مگر دونوں چور گھوڑے کے آس پاس کھڑے تھے۔ گھوڑے نے ماریا کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا اور وہ ایک بودار زور سے ہنہنایا تھا۔ ایک چور نے کہا:

"یہ ہنہنایا کیوں ہے؟"

دوسرا بولا:

"یہ تمہیں دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔"

"بکواس بند کرو۔"

"اچھا اب یہاں سے بھاگنے کی فکر کرو۔ گھوڑے کا مالک ضرور ہماری تلاش میں آئے گا۔ ایک مدت کے بعد سفید گھوڑا چوری کیا ہے۔ اس کے کافی پیسے مل جائیں گے۔ یہاں سے اسے لے کر جتنی جلدی نکل چلیں اتنا ہی اچھا ہے۔"

چور نے کہا:

"پاگل آدمی اس وقت یہاں سے نکلنا خطرناک ہے۔ ذرا شام کا اندھیرا پھیلے تو نکلیں گے۔ یہ گھوڑا تو دور سے نظر آ جائے گا۔۔۔"

دوسرا بولا:

"تمہارا مطلب یہ ہے کہ ابھی ہمیں شام کا انتظار کرنا پڑے گا۔۔"

"اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔"

"اچھا تو تم ایسا کرو کہ گھوڑے کی حفاظت کرو۔ گاؤں جا کر کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔ مجھے بڑی بھوک لگی ہے اور پھر راستے میں بھی ہمیں کھانے پینے کی ضرورت پڑے گی۔"

"مگر جلدی واپس آجانا۔"

"فکر نہ کرو، ابھی گیا اور ابھی آیا سمجھو۔"

ایک چور حویلی میں سے باہر نکل گیا اور دوسرا چور گھوڑے کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔ پہلا چور جاتے ہوئے اسے کہہ گیا تھا:

"خبردار کوئی بھی آجائے، دروازہ مت کھولنا۔"

ماریا نے سوچا کہ اس چور کو یہاں سے کیسے بھگایا جائے؟ اس نے دروازے پر جا کر اندر سے دروازے پر دستک دی۔ وہ چور کو نظر تو نہیں آرہی تھی۔ وہ یہ سمجھا کہ باہر سے کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔ وہ اٹھ کر دروازے کے پاس آگیا اور بولا:

"کون ہے باہر؟"

باہر کوئی ہوتا تو جواب دیتا۔ باہر تو کوئی بھی نہیں تھا۔ چور واپس آ کر پھر گھوڑے کے پاس بیٹھ گیا۔ ماریا نے اب کیا کیا کہ دروازے کے پاس جا کر اس کی کنڈی کھول دی اور دونوں کواڑ کھول دیے۔

دروازے کے کھلتے ہی چور ہڑبڑا کر اٹھا اور باہر آگیا۔ اس نے تلوار کھینچ لی تھی۔ تاکہ اگر کوئی سپاہی ہو تو اس کا مقابلہ کرے۔ مگر باہر کوئی بھی نہیں تھا۔ ماریا اگر گھوڑے پر سوار ہو جاتی تو گھوڑا غائب تو ہو جاتا مگر وہ اسے لے کر باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ کیونکہ اس طرح اس کا سر دروازے کی چھت سے ٹکرا جاتا۔ ماریا کے لیے اب ایک ہی صورت باقی تھی؛ چنانچہ اس نے گھوڑے کی پیٹھ پر زور سے ہاتھ مارا۔

گھوڑا زور سے اچھلا اور ہنہنایا۔ ماریا نے رسی کھول دی۔ گھوڑا باہر کی طرف بھاگا۔ ماریا ایک طرف ہو گئی۔ جونہی گھوڑا باہر نکلا چور نے لپک کر اس کی لگام تھام لی۔ کم بخت بڑا ہی دلیر گھڑسوار تھا وہ چور بھی۔ اس نے تھوڑی دور بھاگ کر گھوڑے کو روک لیا اور پچکارتا ہوا

حویلی کی طرف لے آیا۔ اب ماریا نے چور کو چاروں شانے چت گرانے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ وہ اس کے لیے خواہ مخواہ مصیبت کا باعث بن رہا تھا۔ وہ حویلی کے دروازے کے پاس آیا ہی تھا کہ ماریا نے زور سے ڈنڈا اس کے سر پر دے مارا۔ چور چکرا کر زمین پر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ ماریا نے گھوڑے کی لگام تھام لی اور اوپر سوار ہونے ہی والی تھی کہ اچانک دوسرا چور وہاں آ گیا۔

اس نے جو اپنے ساتھی کو بے ہوش اور گھوڑے کو حویلی کے باہر دیکھا تو بھاگ کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ وہ گھوڑے کو بھگانے ہی والا تھا کہ ماریا نے ایک زوردار ڈنڈا اس کی کمر پر جما دیا۔ چور ہائے کہہ کر زمین پر گر پڑا۔ ماریا نے اس کے اٹھتے ہی دوسرا ڈنڈا بھی اس کے سر پر دے مارا۔ دوسرا چور بھی وہیں بے ہوش ہو گیا۔ ماریا کو ان پر بے حد غصہ آ رہا تھا کہ خواہ مخواہ بیچ میں پڑ کر اس کا وقت ضائع کر رہے تھے۔۔۔

دونوں چوروں کو بے ہوش چھوڑ کر ماریا گھوڑے پر سوار ہوئی اور اس بڑی پتھریلی سڑک پر چل پڑی جو چین کے دارالحکومت کیتھے کی طرف جاتی تھی۔

ماریا کو ہم چین کے راستے میں چھوڑتے ہیں اور دوبارہ ارژنگ اور کنیز ورشا کی خبر لیتے ہیں کہ وہ ان ولی عہد شہزادے کو اغوا یا قتل کرنے کے لیے کون سی نئی سازش کر رہے ہیں؟ عنبر اور ناگ تو بڑے ٹھاٹھ سے شاہی محل میں رہ رہے تھے۔ انہیں ماریا کی ضرور فکر تھی۔ ارژنگ اور ورشا شہر سے باہر والے پہاڑ کے غار میں چھپے ہوئے تھے۔

ارژنگ ایک روز فقیر کا بھیس بدل کر غار سے باہر نکلا۔ شہر آیا۔ وہاں سے کھانے پینے کی کچھ چیزیں خریدیں اور اسے معلوم ہوا کہ بادشاہ فومانچوان کی تلاش میں ہے سپاہی فومانچو کے حکم سے شہر میں جگہ جگہ

چھاپے مار رہے ہیں۔ واپس غار میں آ کر اس نے ساری روئیداد ورشا کو سنا دی۔

ورشا نے کہا:

"فومانچو کے سپاہی یہاں بھی تلاش کرتے کرتے پہنچ جائیں گے ان کی مثال شکاری کتوں کی ہے۔ جس نے اپنے شکار کی بو سونگھ لی ہو۔ وہ شکار کو پکڑے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔"

ارژنگ بولا:

"ان کا باپ بھی اس غار میں نہیں پہنچ سکتا۔ یہ اس علاقے کی سب سے محفوظ ترین جگہ ہے۔ کسی کو اس غار کا علم نہیں ہو سکتا۔"

ورشا بولی:

"تم احمق ہو۔ ناسمجھ ہو۔ تم نہ تو فومانچو کو جانتے ہو اور نہ اس کی فوج کے سپاہیوں کو جانتے ہو۔ تم دیکھ لینا ایک نہ ایک دن وہ اس غار کے باہر کھڑے ہوں گے۔"

ارژنگ فکر مند ہو کر کہنے لگا:

"اگر تم سچ کہتی ہو تو پھر تمہارے خیال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ ہم اس ملک کو چھوڑ کر باہر نہیں بھاگ سکتے۔ ہمارے سامنے دیوار چین کھڑی ہے۔ ہمیں بڑی آسانی سے گرفتار کر لیا جائے گا اور پھر ہمارا وہی حشر ہو گا جو مورتی چور کا ہوا۔ ہماری گردنیں اڑا کر شہر کے دروازوں پر لٹکا دی جائیں گی۔ سوال یہ ہے کہ ہم کب تک یہاں چھپے رہیں گے؟ ہمیں واپس جادوگرنی کے پاس جا کر اسے اطلاع دینی ہے اور آئندہ کیا کرنا ہے اس کے بارے میں اس سے ہدایات لینی ہیں۔"

ورشا نے کہا:

"ابھی تو ہمیں فومانچو کے سپاہیوں سے جو ہمیں تلاش کر رہے

ہیں۔ اپنی جان بچانی ہے اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم کسی
طرح سے اس غار کے اندر ایک اور غار کھود لیں اور وہاں جا کر چھپ
جائیں، تاکہ اگر سپاہی یہاں تک پہنچ بھی جائیں تو ہم ان کی نظروں
سے اوجھل ہو سکیں۔"

ارژنگ کہنے لگا:

"ہم آج ہی یہ سرنگ کھودنا شروع کر دیں گے۔"

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ارژنگ نے غار کے اندر جا کر
پتھروں کے درمیان ایک ڈھلانی جگہ پر سے زمین کھودنی شروع کر
دی۔ ورشا پتھر ہٹاتی گئی۔ وہ دو روز تک غار کھودتے رہے۔ تیسرے
روز انہوں نے دیوار میں نیچے کی جانب اتنی جگہ بنالی کہ وقت پڑنے
پر وہاں جا کر چھپ جائیں اور کسی کی ان پر نظر نہ پڑ سکے۔ ارژنگ
باہر سے جا کر اور پتھر اٹھا لایا۔ انہوں نے سرنگ کے منہ پر بے شمار
چھوٹے بڑے پتھر اس طرح رکھ دیے کہ وہاں دیوار سی بن گئی اور
سرنگ کا منہ اس طرح ڈھک گیا کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا۔ اس کام سے
فارغ ہو کر وہ غار سے باہر نکل آئے۔ تالاب میں انہوں نے غسل
کیا۔ ارژنگ کا لایا ہوا کھانا بیٹھ کر کھایا۔ کھلی ہوا میں گہرے گہرے
سانس لیے اور آرام کرنے کے لیے ایک بار پھر غار میں گھس گئے۔

چھٹے روز وہ غار کے اندر بیٹھے وہاں سے فرار ہونے کی باتیں کر
رہے تھے کہ اچانک انہیں باہر گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔
وہ دونوں باتیں کرتے کرتے خاموش ہو گئے اور ایک دوسرے کی
طرف دیکھنے لگے۔ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز غار کے پاس آ کر رک
گئی۔ ارژنگ بھاگ کر غار کے منہ کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ
فومانچو کی فوج کے خاص سراغ رساں سپاہی گھوڑوں سے اتر کر تالاب
کے کنارے آرام کر رہے ہیں کوئی پانی پی رہا ہے کوئی نہا رہا ہے اور

کوئی گھوڑے کو پانی پلا رہا ہے۔ ایک سپاہی پتھروں کو غور سے دیکھتا غار کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا ارژنگ فوراً واپس مڑا۔ اس نے ورشا کو بتایا کہ سپاہی ان کی تلاش میں غار تک پہنچ گئے ہیں۔ وہ ابھی سرگوشی میں باتیں کر رہے تھے کہ ایک سپاہی غار کے اندر داخل ہو گیا۔

ارژنگ اور ورشا کو اتنی مہلت نہ مل سکی کہ وہ بھاگ کر غار کے اندر والی سرنگ میں پناہ لے سکتے۔ ارژنگ نے ورشا کو دیوار کے ساتھ کر دیا اور خود تلوار کھینچ کر ایک بڑے سے پتھر کے نیچے چھپ گیا۔

سپاہی پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ننگی تلوار تھی۔ وہ غار کی دیواروں کو بڑے غور سے دیکھ بھی رہا تھا۔ ارژنگ پتھر کے پیچھے دم سادھے کھڑا تھا۔ پرلی طرف ورشا بھی سائے میں سانس روکے کھڑی تھی۔ سپاہی ارژنگ کے پتھر کے قریب پہنچ کر رک گیا اور کان لگا کر جیسے کچھ سننے کی کوشش کرنے لگا۔

ایسے لگتا تھا جیسے اس نے ارژنگ کے سانس لینے کی آواز سن لی ہے۔ کیونکہ غار میں بڑی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ارژنگ نے سانس روک لیا۔ سپاہی بھی بت بن کر کھڑا رہا۔ آخر ارژنگ کب تک سانس روکتا؟ جب اس نے سانس چھوڑا تو سپاہی تلوار کھینچ کر پتھر کے سامنے آ کر چیخا۔

”باہر نکل آؤ جو کوئی بھی تم ہو۔“

موت ٹل گئی

ارژنگ تلوار سونت کر سامنے آگیا۔

وا گر وہ ایسا نہ کرتا تو سپاہی اسے تلوار مار کر ہلاک کر دیتا۔ اپنی جان بچانے کے لیے اسے سامنے آنا ہی پڑا؛ حالانکہ وہ بےخبری میں سپاہی پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ جوں ہی وہ سامنے آیا چینی سپاہی نے اسے پہچان لیا کہ یہ تو ارژنگ ہے جس کی تلاش میں وہ مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اس نے چیخ مار کر کہا:

''ادھر آؤ میرے ساتھیو! ارژنگ یہاں موجود ہے۔''

وہ آواز دے کر اپنے ساتھی سپاہیوں کو بلانا چاہتا تھا مگر اس کی چیخ غار کے اندر ہی گونج کر رہ گئی۔ ارژنگ نے جب دیکھا کہ سپاہی نے اسے پہچان لیا ہے تو وہ اس پر ٹوٹ پڑا۔ سپاہی بھی ڈٹ کر سامنے آگیا۔ دونوں کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ سپاہی بار بار اپنے ساتھیوں کو آوازیں دے رہا تھا۔ یہ بات ارژنگ کے لیے بڑی خطرناک تھی۔

وہ جلدی سے جلدی سپاہی کی آواز ہمیشہ کے لیے خاموش کر دینا چاہتا تھا۔ وہ پہلو بدل بدل کر پے در پے وار کرنے لگا۔ سپاہی بھی بڑا ماہر تلوار زن تھا۔ وہ ارژنگ کا ہر وار بچا جاتا۔ اب اس نے بھی بڑھ چڑھ کر حملے کرنے شروع کر دیے اور ایک طاقت ایسا آیا کہ اس نے ارژنگ کو نیچے گرا دیا۔ قریب تھا کہ وہ ارژنگ کے سینے میں تلوار گھونپ دیتا کہ ورشا نے پیچھے سے پتھر اٹھا کر بڑے زور سے سپاہی کے سر پر دے مارا۔

سپاہی کی آنکھوں کے سامنے نیلے رنگ کی بجلی سی کوندی اور وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اس کے گرتے ہی ارژنگ نے تلوار مار کر اسے ہلاک کر دیا اور لاش کو گھسیٹ کر اس سرنگ میں لے گیا جو انہوں نے اپنے

چھپنے کے لیے بنائی تھی۔ وہ خود بھی ورشا کے ساتھ سرنگ میں اتر کر چھپ گیا اور باہر سرنگ کے منہ کر پتھروں اور سوکھی جھاڑیوں سے اس طرح ڈھانپ دیا کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہاں کوئی سرنگ بھی ہے۔ سپاہی کی لاش ان کے قریب ہی پڑی تھی۔ زمین پر گرے ہوئے خون کو انہوں نے مٹی اور پتھر ڈال کر چھپا دیا تھا۔ ویسے بھی غار میں اتنی روشنی نہیں تھی کہ زمین پر گرا ہوا خون نظر آ جاتا۔

ورشا نے کہا:

"اگر میں پیچھے سے پتھر نہ مارتی تو اس سپاہی نے تمہاری جان لے لی تھی۔"

ارژنگ بولا:

"ہاں میں تمہارا شکریا ادا کرتا ہوں۔ اگر تم وقت پر حملہ نہ کرتیں تو اس نے میرا کام تمام کر دیا تھا۔ پھر تم بھی نہ بچ سکتی تھیں۔ تمہیں بھی سپاہی اپنے ساتھ لے جاتے اور بادشاہ کے حوالے کر دیتے اور بادشاہ تمہارے ساتھ جو سلوک کرتا اس سے تم اچھی طرح واقف ہو۔"

ورشا نے کہا:

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں نے سپاہی کو ہلاک کر کے تمہاری نہیں بلکہ اپنی جان بچائی ہے؟"

ارژنگ بولا:

"دونوں کی جان بچائی ہے۔۔۔ بہر حال اب یہ وقت اس قسم کی فضول باتوں کا نہیں۔ ہمیں خاموش رہ کر دیکھنا ہے کہ اس سپاہی کی تلاش میں اس کے ساتھی اندر آتے ہیں یا نہیں۔۔۔ کم بخت نے جانے کیسے اس غار کا منہ دیکھ لیا۔ اس کی موت اسے یہاں گھیر لائی تھی۔"

ورشا نے کہا:

"میرا خیال ہے وہ لوگ ادھر ضرور آئیں گے۔ کہیں انہیں اس سرنگ کا سراغ بھی نہ مل جائے؟ یہاں سے تو ہمیں کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔"

ارژنگ کہنے لگا:

"یہاں تک وہ کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ باہر سے سرنگ کے منہ کو گھاس پھونس اور پتھروں سے اس طرح ڈھانپ دیا گیا ہے کہ انہیں کبھی شک بھی نہیں ہو سکتا کہ یہاں بھی کوئی سرنگ ہو سکتی ہے۔"

ورشا نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا:

"شی۔۔۔ گھوڑوں کی ہنہنانے کی آواز آئی تھی۔"

ارژنگ بولا:

"ہاں میں نے بھی سنی تھی۔"

ٹھیک اس وقت غار کے باہر تالاب کے کنارے سپاہی گھوڑوں پر سوار ہو کر جانے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ انہیں اپنے ایک ساتھی کے گم ہونے کی خبر ملی۔ انہوں نے اسے آوازیں دے کر پکارا۔ مگر وہ کسی جگہ بھی نہ ملا۔ وہ پہاڑ کے ساتھ ساتھ چلتے تالاب کے کنارے غار کے منہ کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ یہاں ان کا ایک گھوڑا ہنہنایا جس کی آواز اندر ارژنگ اور ورشا نے بھی سنی۔ ایک سپاہی نے بڑے غور سے دیوار کی طرف دیکھ کر کہا:

"ایسے لگتا ہے جیسے یہاں ضرور کوئی غار ہے۔"

دوسرا بولا:

"یہاں غار کہاں ہو گا یار، چھوڑو اسے۔"

تیسرا آدمی گھوڑے سے اتر کر بولا:

"میرا خیال ہے یہاں ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔"

اب وہ سارے سپاہی اسی جگہ رک گئے۔ ایک سپاہی نے آگے

بڑھ کر پتھروں کو ادھر ادھر ہٹایا تو سامنے غار کا منہ نظر آ گیا۔

"ارے، یہ غار ہے۔ وہ ضرور اندر گیا ہوگا۔ چلو میرے ساتھ۔ اندر چل کر دیکھتے ہیں۔"

"سارے سپاہی اندر نہیں جا سکتے۔ ہم باہر کھڑے رہتے ہیں تم لوگ اندر جا کر دیکھو۔"

چھ سات سپاہی تلوار سونت کر غار کے اندر داخل ہو گئے۔ باقی سپاہی باہر کھڑے رہے۔ انہوں نے مشعلیں روشن کر لیں جن کی روشنی سے غار میں دن چڑھ آیا۔ ارژنگ اور ورشا نے سرنگ کے اندر چھپے چھپے سپاہیوں کی آوازیں سن لی تھیں۔ ورشا کا تو مارے خوف کے برا حال ہو رہا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کی موت کا وقت آ گیا ہے۔ ارژنگ بھی پریشان ہو گیا تھا۔ اسے اندیشہ تھا کہ کہیں سپاہی سرنگ کا بھی سراغ نہ لگا لیں۔ وہ دم سادھے سرنگ میں ورشا کے ساتھ ہی دبکا بیٹھا تھا۔ پاس ہی چینی سپاہی کی لاش پڑی تھی۔ اسے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ کہیں سپاہی مشعلوں کی روشنی میں زمین پر گرا ہوا خون نہ دیکھ لیں۔ اگرچہ اس نے خون کو مٹی اور پتھروں میں چھپا دیا تھا۔

جوں جوں سپاہی غار میں آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ ورشا کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ سپاہی ہر قدم پر اپنے ساتھی سپاہی کو آوازیں بھی دے رہے تھے۔ ان کی آواز غار میں بھیانک گونج پیدا کرتی تھی۔ ارژنگ نے سوچ لیا تھا کہ اگر سپاہیوں نے اسے ڈھونڈ لیا تو وہ تلوار لے کر ان پر ٹوٹ پڑے گا اور کسی نہ کسی طرح غار سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ سرنگ کے اندر ایک قیدی بکرے کی موت مرنا اسے گوارا نہ تھا۔ سرنگ کی دیوار کی درز میں سے اس نے دیکھا کہ سپاہی مشعلوں کی روشنی میں آگے بڑھ رہے ہیں۔

وہ سرنگ کے پاس آ کر رک گئے۔ انہوں نے مشعلیں لے کر
چاروں طرف غار کی دیواروں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ مقام
بڑا نازک تھا۔ ایک سپاہی مشعل لے کر سرنگ کی دیوار کے پاس بھی
آیا۔ ورشا نے خوف کے مارے آنکھیں بند کر لیں۔ ارژنگ نے سر
نیچے کر لیا۔ مگر یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ سپاہیوں کو دیوار کی درز دکھائی نہ
دی اور وہ یہی سمجھے کہ یہ ایک دیوار ہے جس پر جنگلی بیل چڑھی ہوئی
ہے؛ حالاں کہ اگر وہ بیل کو پکڑ کر کھینچتے تو وہ ساری کی ساری ان کے
ہاتھ میں آ جاتی اور سرنگ کے پتھر سامنے نظر آنے لگے۔

لیکن قدرت نے ارژنگ اور ورشا کی جان بچانی تھی۔
سپاہیوں کو سرنگ دکھائی نہ دی۔ پھر بھی خطرہ پوری طرح ٹلا نہ
تھا۔ کیوں کہ ساتوں سپاہی اسی جگہ کھڑے تھے اور آپس میں باتیں کر
رہے تھے۔ ایک نے کہا:

”آخر وہ کہاں گم ہو گیا، ابھی تو ہمارے ساتھ تھا۔“

دوسرا بولا:

”تالاب سے پانی پی کر وہ کدھر گیا تھا؟ تمہیں کچھ معلوم ہے؟“

پہلے نے کہا:

”میں نے اسے اس غار کی طرف ہی آتے دیکھا تھا۔“

دوسرے سپاہی نے کہا:

”مگر وہ غار میں تو نہیں ہے پھر کہاں چلا گیا؟“

تیسرا سپاہی بولا:

”کہیں باہر نہ نکل گیا ہو۔“

پہلا سپاہی بولا:

"باہر نکل کر وہ کہاں جا سکتا ہے؟ وہ ضرور یہیں کہیں چھپا ہوا ہے۔"

تیسرے سپاہی نے رائے دی:

"یہاں اور کہاں چھپا ہوا ہوگا۔ غار تو یہاں آ کر بند ہو جاتا ہے۔"

ایک اور سپاہی بولا:

"کہیں اس غار میں کوئی دروازہ تو نہیں ہے۔"

دوسرا سپاہی پھر بولا:

"میں نے ایک ایک دیوار کو ٹھونک بجا کر دیکھ لیا ہے یہاں غار بالکل بند ہو جاتا ہے۔"

ارژنگ کی تو جان ہی نکل گئی کہ یہ کم بخت پھر سے غار کی تلاشی لینے لگے ہیں۔ مگر خیریت گزری کہ انہوں نے دیواروں کو پھر سے ٹٹول ٹٹول کر دیکھنے کا خیال ترک کر دیا۔

"چلو اسے باہر چل کر دیکھتے ہیں۔ وہ ضرور پہاڑی کے اوپر چلا گیا ہوگا۔"

یہ کہہ کر سارے سپاہی غار سے نکل گئے۔ ان کے جاتے ہی غار میں گہری خاموشی اور ہلکا ہلکا اندھیرا ایک بار پھر چھا گیا۔ سرنگ کے اندر بیٹھے بیٹھے ارژنگ اور ورشا نے سکھ کا گہرا سانس لیا۔

ورشا نے آنکھیں بند کر کے کہا:

"اے عظیم دیوتاؤ، تمہارا شکر ہے کہ تم نے ہماری جان بچائی۔"

ارژنگ کہنے لگا:

"احمق عورت، دیوتاؤں کی بجائے میرا شکریہ ادا کرو۔ اگر میں یہ سرنگ نہ کھودتا تو تمہارے دیوتا بھی تمہیں نہ بچا سکتے تھے۔ تمہارے دیوتا دیکھتے رہ جاتے اور سپاہی تمہیں گرفتار کر کے لے جاتے۔"

ورشا بولی:

"بکواس بند کرو۔ تمہیں بھی دیوتاؤں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جنہوں نے ہمارے دماغ میں سرنگ کھودنے کا خیال ڈالا۔"

ارژنگ نے ورشا کو جھڑک کر کہا:

"اب چھوڑو ان فضول باتوں کو اور سرنگ سے نکل کر اس لاش کو کہیں ٹھکانے لگاؤ۔ یہاں ہمیں رہنا ہے اور ہمارے ساتھ لاش نہیں رہ سکتی۔"

ورشا کہنے لگی:

"مگر ابھی تو وہ غار سے باہر ہی ہوں گے۔"

ارژنگ بولا:

"میں جا کر دیکھتا ہوں۔"

ارژنگ سرنگ میں سے باہر نکل آیا۔ باہر آ کر اس نے سرنگ کے منہ پر دو بارا جھاڑیاں رکھیں اور دبے پاؤں چلتا ہوا غار کے دہانے پر آ گیا۔ یہاں ایک جگہ چھپ کر اس نے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔ سارے کے سارے سپاہی ابھی تک غار کے باہر تالاب کے کنارے کھڑے تھے۔ معلوم ہوا کہ کچھ سپاہی پہاڑی کے اوپر گمشدہ سپاہی کو دیکھنے گئے ہوئے ہیں۔ سپاہی آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا:

"بادشاہ کو جا کر کیا منہ دکھاؤ گے۔ ورشا کمینی کو پکڑ لیا جاتا تو بہتر تھا۔"

"اور ارژنگ بھی تو ہاتھ نہیں آیا۔"

"بلکہ الٹا ہمارا ایک سپاہی گم ہو گیا ہے۔"

"شہنشاہ تو ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"میرا تو خیال ہے کہ دونوں غدار چین چھوڑ کر بھاگ گئے

ہیں۔"

"مگر وہ دیوارِ چین اتنی آسانی سے سے عبور نہیں کر سکتے۔"

"ہو سکتا ہے وہ سمندر عبور کر کے جاپان کی طرف نکل گئے ہوں۔"

ارژنگ کو خیال آیا کہ وہ سمندر عبور کر کے جاپان کی طرف بھی بھاگ سکتا ہے۔ یہ ایک اچھا خیال تھا۔ اگرچہ سمندر عبور کرنا کوئی آسان کام نہ تھا اور ویسے بھی سمندر وہاں سے بہت دور تھا۔ پھر بھی جب کوئی صورت باقی نہ رہے تو سوائے اس کے اور کیا چارہ ہو سکتا تھا۔

اتنے میں کچھ سپاہی پہاڑی سے اتر کر نیچے آ گئے۔

"کیوں دیوتانگ کا کچھ پتہ چلا؟"

"نہیں ہم نے ساری پہاڑی چھان ماری ہے۔ اس کا کہیں سراغ نہیں ملا۔ وہ کسی جگہ بھی نہیں ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ وہ واپس چلا گیا ہے۔"

"تمہارا خیال ہے کہ وہ بھگوڑا ہو گیا ہے؟"

"شاید۔"

"نہیں نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چین کی فوج کا سپاہی بھگوڑا نہیں ہو سکتا۔ وہ بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے۔ یہ بادشاہ فومانچو کی حکومت ہے کوئی مذاق نہیں ہے۔"

"مگر سوال یہ ہے کہ وہ پھر کہاں چلا گیا؟"

"یہ ہم واپس محل میں جا کر معلوم کریں گے۔ اس وقت ہمیں فوراً محل میں واپس جانا چاہیے۔"

"چلو دوستو محل کی طرف۔"

اور سارے سپاہیوں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر انہیں ایڑ لگائی اور

انہیں سرپٹ دوڑاتے ٹیلے کے ساتھ ساتھ تالاب کے کنارے کنارے میدان کی طرف نکل گئے۔

ان کے جاتے ہی ارژنگ فوراً واپس غار میں سرنگ کے اندر آیا۔ اس نے ورشا سے کہا کہ سپاہی وہاں سے چلے گئے ہیں۔

ورشا نے کہا:

"شکر ہے سر سے بلا ٹل گئی۔ اب ہمیں سپاہی کی لاش کو ٹھکانے لگانا ہوگا۔"

"اسی غار میں زمین کھود کر اسے دبا دیتے ہیں۔"

ارژنگ نے ایک جگہ سے پتھروں کو ہٹا کر زمین کھودنا شروع کر دی۔ کافی دیر کی محنت کے بعد اس نے ایک گڑھا کھود لیا۔ سرنگ میں سے وہ سپاہی کی لاش کو کھینچ کر باہر لے آئے۔ پھر لاش کو کپڑوں سمیت گڑھے میں پھینک کر مٹی اور پھر ڈال کر اسے بھر دیا۔

"اب کیا کریں؟ کیا اسی جگہ بیٹھ کر جادوگرنی کے پیغام کا انتظار کریں۔"

"جادوگرنی کا پیغام کبھی نہیں آئے گا ورشا۔"

"تو پھر یہاں سے بھاگ بھی نہیں سکتے۔ آخر جائیں تو کہاں جائیں؟"

"میرے ذہن میں ایک خیال ہے۔"

"کیا؟"

ارژنگ نے کچھ سوچ کر کہا:

"میں اپنی جن قوم کے سردار کے سامنے نا امید و ناکام ہو کر واپس جانا نہیں چاہتا۔ میں فومانچو سے اپنے دوستوں کے قتل کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور میں بدلہ اسی صورت میں لے سکتا ہوں کہ اس کے شہزادے کو قتل کر دوں۔ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ بھیس بدل کر شہر میں

سانپ کے کاٹے کا علاج کرنے والے جوگی کے روپ میں ایک
دکان کرلوں۔ پھر کسی طرح ایک سانپ شاہی محل تک پہنچا کر
شہزادے کو ڈسوادوں اور اس کا کام تمام کروادوں۔''

ورشا بولی:

''سازش تو بڑی اچھی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ تمہیں سانپوں کا
تجربہ ہے؟''

''میں سانپوں کو پکڑنے کا کام خوب جانتا ہوں۔ بس یہ سکیم بڑی
اچھی ہے۔ اس پر عمل کریں گے۔ تم اسی سرنگ میں چھپی رہو جب
تک میں بھیس بدل کر شہر جا کر دکان کھولتا ہوں۔ پھر تمہیں بھی اپنے
ساتھ وہاں سے لے جاؤں گا۔''

''بہتر ہے۔''

اگلے روز ارژنگ نے جوگی کا بھیس بدل لیا۔ اس بھیس میں وہ
پہچانا نہ جاتا تھا۔ خود ورشا کی نظریں دھوکا کھا گئیں۔ اسے حلیہ بدلنے
میں بڑا کمال حاصل تھا۔ ارژنگ نے جھولا گلے میں ڈالا اور شہر کی
طرف چل پڑا۔

بھوکی بستی

شہر میں آ کر ارژنگ خفیہ طور پر اپنے قبیلے کے آدمی سے ملا۔

سوداگر کے مرنے کے بعد شہر میں یہی ایک آدمی تھا جو ارژنگ کے قبیلے سے تھا اور پیتھے میں بن قوم کے سردار کی جاسوسی کرنے پر لگایا گیا تھا۔ یہ ایک معمولی سے محلے میں رہ رہا تھا اور لوگوں کی بھیڑ بکریاں چرا کر گزر اوقات کرتا۔ ارژنگ چھپ کر اسے ملا۔ اسے سارا حال سنایا۔ چرواہے نے اس سے پوچھا:

"سوداگر کی موت کے بعد تم شہر میں کہاں رہو گے اور یہ جوگیوں ایسا حلیہ تم نے کس لیے بنا رکھا ہے۔ اگر تم اپنا تعارف نہ کرواتے تو میں تمہیں نہیں پہچان سکتا تھا۔"

ارژنگ نے کہا:

"مجھ پر اب بھاری ذمے داری آن پڑی ہے۔ ورشا کو میں نے غار میں چھپا رکھا ہے۔ اسے بھی دن میں ایک بار کھانا دینے جانا ہوگا۔ پھر ولی عہد شہزادے کا کام تمام کرنے کے لیے نئی سازش بھی تیار کرنی ہوگی۔"

چرواہے نے کہا:

"یہ کام تو تمہیں کرنا ہی ہوگا۔ ویسے اگر تم چاہو تو ورشا کو کھانا پہنچانے کا کام میں اپنے ذمے لے سکتا ہوں۔"

ارژنگ نے کہا:

"نہیں نہیں، تم اپنا کام کیے جاؤ۔ تمہارے پاس پہلے ہی بہت کام ہے۔ سارے شہر کی روزانہ کی کارگزاری لکھ کر پیچھے بھجوانا معمولی کام نہیں ہے۔ میں یہ کام بھی خود ہی کرلوں گا۔ تم میرے لیے صرف اتنا کردو کہ مجھے شہر کے اندر کسی جگہ ایک دکان لے دو جہاں میں اپنا کام

شروع کرسکوں۔ سانپوں کا بندوبست میں دو ایک دن میں کرلوں گا۔"

"فکر نہ کرو۔ میں دکان تمہیں لے دوں گا۔ لیکن تم نے سوچا کیا ہے؟"

"کس کے بارے میں؟"

"ولی عہد کے قتل کے بارے میں؟"

ارژنگ ابھی کسی کو بھی اپنا راز نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا:

"ابھی میں نے کچھ نہیں سوچا۔ دو ایک دن کے اندر اندر کوئی فیصلہ کرلوں گا۔"

چرواہے نے شہر کے اندر ارژنگ کو ایک دکان دلوا دی۔ ارژنگ جنگل میں سے سانپ پکڑ لے آیا اور ان کو چھوٹے بڑے مٹی کے مرتبانوں میں بند کر کے دکان میں سجا دیا۔ اس نے یہی مشہور دیا کہ وہ سانپ کے کاٹے کا علاج کرتا ہے۔ وہ صرف آدھی رات کے وقت روٹی اور دودھ لے کر تالاب والے غار میں جاتا اور ورشا کو کھانا کھلا کر اور دوسرے دن کا کھانا وہاں رکھ کر واپس اپنی دکان پر آ جاتا۔ محلے میں اس نے اپنے آپ کو بڑا شریف اور نیک مشہور کر رکھا تھا۔ وہ ہر ایک کے ساتھ حلیمی اور نرمی سے گفتگو کرتا۔ یوں وہ ایک مکار لومڑی کی طرح بکری کی کھال پہن کر وقت کا انتظار کرنے لگا۔

ماریا چین کی سرحد کے اندر سفر کر رہی تھی۔

ارژنگ کو شہر کتھے میں اس کی سانپوں کی دکان پر چھوڑ کر اب ہم ماریا کی طرف جاتے ہیں جو چین کے دارالحکومت کی طرف سفر کر رہی تھی۔ اسے سفر کرتے ہوئے تیسرا دن تھا اور وہ رات کو سفر کرتی برابر آگے بڑھتی چلی آ رہی تھی۔ راستے میں کہیں کہیں آبادیاں بھی آ جاتیں۔ اس زمانے میں چین میں دوسرے ملکوں کی طرح بہت کم

آبادی تھی۔ جنگل میں رات بسر کرنے میں بڑی آسانی تھی۔ ماریا بڑے مزے سے کسی جگہ گھوڑا باندھ کر سو جاتی۔ آبادی میں آ کر اسے بہت سی باتوں کا خیال رکھنا پڑتا۔ کوئی اس کا گھوڑا کھول کر نہ لے جائے۔ وہ خود تو غائب ہے۔ کہیں کوئی گاڑی اس کے اوپر سے نہ گزر جائے۔

کسی کے گھر میں وہ جا نہیں سکتی تھی۔ غائب حالت میں وہ کسی سے کیا کہے کہ وہ رات بسر کرنا چاہتی ہے۔ لوگ اس کی آواز سن کر ہی بھاگ جاتے تھے۔ کیونکہ اس کی آواز تو سنائی دیتی تھی مگر صورت شکل نظر نہ آتی تھی۔ وہ کوشش کرتی کہ اسے جنگل میں ہی رات آئے اور وہ آرام سے رات بسر کرے۔ لیکن اس وقت اسے شام ایک بستی کے قریب آ رہی تھی۔ اس بستی کے مکانوں کو اس نے دور ہی سے ایک پہاڑی کی ڈھلانِ اترتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ سورج ابھی پوری طرح غروب نہیں ہوا تھا۔ دھوپ کافی ڈھل گئی تھی اور اس کا رنگ سنہری ہو گیا تھا۔ ماریا ڈھلان اتر کر بستی کے آس پاس آ گئی۔ یہ کافی بڑی بستی تھی اور ایک قصبہ لگ رہی تھی۔ قصبے کے باہر غلے کی منڈی بھی لگی تھی۔ جہاں بیوپاری اناج وغیرہ خرید رہے تھے۔ وہاں کافی لوگ جمع تھے۔

ماریا ان سب لوگوں سے بچ کر نکل جانا چاہتی تھی۔ تاکہ وہ بستی سے باہر نکل کر دور کسی ویران جگہ پر رات بسر کرے۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ اب اسے بھوک بھی سخت لگ رہی تھی۔ پیاس کا علاج تو اس نے راستے میں ندی کا پانی پی کر کر لیا تھا۔ لیکن بھوک کا اس کے پاس کوئی علاج نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ کسی تندور پر جا کر روٹی خریدے۔ روٹی خریدنے کے لیے اس کے پاس پیسے بھی نہیں تھے۔ سارے کے سارے پیسے اس کے راستے میں سفر کرتے خرچ ہو گئے

تھے۔مجبوراً اسے قصبے میں سے ہو کر گزرنا پڑا۔

اس کا خیال تھا کہ وہ کسی نانبائی کی دکان پر جا کر ایک روٹی اٹھا
لے گی اور کھا لے گی۔لیکن اس کے دل نے گوارا نہ کیا کہ وہ چوری
کرے اور نانبائی سے روٹی لے کر اسے پیسے نہ دے۔سوچ سوچ کر
اس نے ایک ترکیب سوچی۔اس نے سوچا کہ وہ اپنے گلے کے
چاندی کا ہار اتار کر نانبائی کے تھال میں رکھ دے گی اور وہاں سے
روٹی اٹھا لے گی۔یہ سوچ کر وہ بستی کے بڑے بازار میں داخل ہو گئی۔
اتفاق سے بستی کے بڑے بازار میں ایک بھی نانبائی کا تندور نہیں تھا۔
یہاں ساری کی ساری دکانیں کچے آٹے اور کچے چاولوں کی تھیں۔
پھل کی بھی کوئی دکان نہیں تھی۔

ماریا چلتے چلتے ایک گلی میں سے گزرنے لگی۔اس کا خیال تھا کہ وہ
گلی کی دوسری جانب جا کر کوئی تندور تلاش کر لے گی۔یہاں بڑے
ہی غریب لوگوں کے کچے کچے مکان تھے۔یہ ایک غریب واڑہ تھا۔
ہر طرف مفلسی ٹپک رہی تھی۔ماریا کو ایک مکان میں سے دو بچوں کے
رونے کی آواز سنائی دی،۔وہ رک گئی۔آواز اس قدر درد بھری تھی کہ
وہ ایک قدم آگے نہ اٹھ سکی۔۔۔یوں لگتا تھا جیسے بچے بھوک سے بلک
بلک کر رو رہے ہیں۔ماریا گھوڑے سے اترنے لگی تو اسے خیال آیا
کہ اس کے اترتے ہی گھوڑا ظاہر ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے یہاں سے
کوئی اس کا گھوڑا ہی کھول کر لے اڑے۔اس نے گھوڑے کو کچے
مکان کی دوسری طرف جنگلی تھوہر کی کانٹے دار بیل کے پیچھے کھڑا کر دیا
اور خود چپکے سے کوٹھڑی کے باہر آ کر کھڑی ہو گئی۔اسے کوئی بھی نہیں
دیکھ سکتا تھا۔پھر بھی وہ احتیاط سے کام لے رہی تھی کہ کوئی اس کے
قدموں کی آواز بھی نہ سنے۔

کچی کوٹھڑی کے سامنے پھٹا ہوا بوریا لٹک رہا تھا۔اندر سے بچوں

کے رونے کی آواز برابر آرہی تھی۔ ماریا نے بڑی احتیاط سے پردہ ایک طرف کیا اور کوٹھڑی میں آگئی۔ اس کوٹھڑی کی چھت میں ایک کافی بڑا سوراخ تھا جس میں سے شام کی دھوپ کی روشنی اندر آرہی تھی۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک عورت غمگین صورت بنائے چولہے پر ہنڈیا چڑھائے بیٹھی ہے اور اس کے قریب بیٹھے ہوئے چار بچے رو رہے ہیں۔ وہ باری باری سب کو چپ کرا رہی ہے اور خود بھی روتے ہوئے کہہ رہی ہے:

"میرے بچو! میں شوربہ پکا رہی ہوں۔ ابھی تمہیں ڈال کر دیتی ہوں۔"

بچوں کے آگے لکڑی کے خالی کٹورے پڑے ہیں۔ ماریا بڑی حیران ہوئی کہ یہ اتنی دیر سے چولہے پر ہنڈیا رکھے بیٹھی ہے۔ بچے رو رہے ہیں اور اس نے ایک بار بھی ہنڈیا کا ڈھکنا اٹھا کر نہیں دیکھا۔

اتنے میں ایک بوڑھا چینی اندر آیا۔ اس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور وہ لاٹھی کے سہارے چل رہا تھا۔

عورت نے بوڑھے سے پوچھا:

"پیسے ملے بابا؟"

بوڑھے نے زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا:

"نہیں بیٹی! جاگیردار نے کہا ہے پیسے نہیں ہیں۔ نہ پیسے ملے، نہ روٹی ملی۔ جاگیردار ظالم ہے بیٹی، وہ دولت مند ہے۔ ہم غریب ہیں۔ اسے ہمارے بچوں کی بھوک کا کیا احساس ہو سکتا ہے۔ اس کے بچے سونے کا نوالہ کھاتے ہیں۔ ہمارے بچوں کو روٹی کا سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ملتا۔"

عورت نے کپڑا منہ کے آگے رکھ کر رونا شروع کر دیا۔۔۔

بوڑھے نے کہا:

"یہ ہنڈیا میں کیا چڑھایا ہے؟"

عورت نے سسکتی آواز میں کہا:

"بچوں کا دل بہلانے کے لیے' انہیں حوصلہ دینے کے لیے ہنڈیا میں گرم پانی ڈال کر ابال رہی ہوں۔ اس خیال سے کہ ہنڈیا چولہے پر چڑھی ہوئی دیکھ کر یہ روئیں گے نہیں اور سو جائیں گے۔"

بوڑھے نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا:

"کل سے ہم سب کو فاقہ ہے۔ ہم سے فاقہ برداشت نہیں ہوتا۔ پھر یہ معصوم بچے کیسے بھوک برداشت کریں گے۔ ان کو بھلا نیند کہاں آئے گی۔ اب تو خدا سے یہی دعا ہے کہ وہ ان بچوں کو اٹھا لے۔ مجھ سے میرے پوتوں کے فاقے نہیں دیکھے جاتے۔"

عورت نے رو کر کہا:

"بابا' ایسا نہ کہو۔ میں مر جاؤں' اگر میرے بچے زندہ نہ رہیں۔"

"مگر بیٹی' انہیں کھانے کو نہیں ملے گا تو وہ زندہ کیسے رہیں گے؟ تم بھی خدا سے دعا کرو کہ وہ ہمارے پردے رہنے دے اور ہمیں اس دنیا سے اٹھا لے۔ ظالم بادشاہ اور جاگیرداروں کے راج میں غریب کے بچے بھوکے ہی مرا کرتے ہیں۔"

عورت نے روتے ہوئے کہا:

"بابا' کیا ہماری کبھی نہیں سنی جائے گی؟"

بوڑھے نے کہا:

"شاید کبھی اس زمین پر بھی غریب کی سنی جائے گی۔ اس وقت چین ایک جنت ہوگا۔ یہاں پر مزدوروں اور کسانوں کا راج ہوگا اور کوئی بھوکا نہیں رہے گا۔۔۔ مگر بیٹی وہ بڑی دور کی بات ہے۔ ابھی تو ہم جاگیرداروں اور نوابوں کے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔"

ماریا نے دردناک منظر ایسا زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسے تو اپنی

بھوک بھول گئی۔ اس کی آنکھوں میں اس غریب عورت اس کے بچوں اور بھوکے بابا کی حالت دیکھ کر آنسو بھر آئے۔ اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ جب تک اس بھوکے خاندان کو کھانا نہیں کھلائے گی۔ خود بھی بھوکی رہے گی۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ وہ اس ظالم جاگیر دار سے۔ اس کے ظلم کا بدلہ لے گی۔ جس نے اس بوڑھے مزدور کی مزدوری نہ دے کر بچوں کو بھوکا رکھا ہے۔ سب سے پہلے تو اس نے ان بچوں کو روٹی کھلانے کی فکر کی اور وہاں سے باہر نکل آئی۔ گھوڑے کو اس نے وہیں چھوڑا اور گلی میں سے نکل کر دوسرے بازار میں آ گئی۔ یہاں اسے ایک جانب سے مکئی کی تازہ تازہ روٹیوں کی خوشبو آئی۔ وہ اس خوشبو کے ساتھ ساتھ چلتی ایک نانبائی کی دکان پر آ گئی۔ یہاں روٹیاں ایک تھال میں رکھی تھیں اور نانبائی لوگوں سے پیسے لے کر روٹیاں فروخت کر رہا تھا۔ ماریا نے جلدی سے تھال میں سے چھ سات روٹیاں اٹھا لیں اور اس کی جگہ اپنے گلے کا چاندی کا ہار اتار کر رکھ دیا۔

نانبائی نے جو تھال میں سے روٹیوں کو غائب ہوتے اور پھر چاندی کے ہار کو وہاں گرتے دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے جلدی سے ہار اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور بولا:

"لوگو یہ ہار میری بیٹی کا ہے۔ کل سے گم ہو گیا تھا۔ اب مل گیا۔"

لوگوں نے یہی سمجھا کہ نانبائی ٹھیک کہہ رہا ہو گا۔ کسی نے اس کی طرف دھیان نہ دیا ماریا نے بھی ضرورت محسوس نہ کی کہ نانبائی کے جھوٹ کا پول کھولے۔ اسے اس وقت بھوکے بچوں کا خیال آ رہا تھا۔ وہ جلدی جلدی گلی میں سے گزر کر واپس کچے مکان میں پہنچی۔ وہاں ابھی تک بچے رو رہے تھے۔ ماریا نے جاتے ہی مکئی کی روٹیاں ان کے درمیان پھینک دیں۔ روٹیاں چھت پر سے گرتی دیکھ کر عورت اور

بوڑھے کی آنکھیں کھل گئیں۔

"یہ کہاں سے آ گئیں بیٹی؟"

عورت نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"آسمانوں کے رب نے ہماری دعا سن لی۔ میرے بچوں کی فریاد سن لی۔

اس نے اسی وقت روٹی توڑ کر بچوں کے منہ میں ڈالی۔ بچے خوش ہو کر روٹی کھانے لگے۔ بابا اور عورت نے بھی بڑے سکون کے ساتھ روٹی کھانا شروع کر دی۔ وہ روٹی کھاتے رہے اور ماریا ایک طرف کھڑے بڑے اطمینان سے انہیں دیکھتی رہی۔ اس کے دل کو سچی خوشی مل رہی تھی۔ کھانا کھا کر پانی پی کر ان کی جان میں جان آئی۔

عورت نے بچوں کو سلا دیا۔ بوڑھا بھی سو گیا۔ اب عورت اکیلی رہ گئی۔ اس نے زمین پر جھک کر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور خدا سے اس کی مہربانی کا شکریہ ادا کرنے لگی۔

جب وہ خدا کی عبادت کر چکی تو ماریا نے آہستہ سے کہا:

"میری بہن! میں ایک آسمانی روح ہوں اور تم سے یہ پوچھنے آئی ہوں کہ وہ جاگیردار کہاں رہتا ہے جس نے تمہارے بابا کی مزدوری نہیں دی۔ جو تمہارے بابا کی مزدوری مار کر اپنے بچوں کو سونے کا نوالہ کھلاتا ہے اور تمہارے بچوں کو بھوکا مارتا ہے۔"

عورت تو دنگ سی ہو کر رہ گئی۔

وہ گرتے گرتے بچی۔ ماریا نے اسے پھر حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"گھبراؤ نہیں میری بہن! میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی۔ میں تمہاری محبت کی وجہ سے آئی ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ وہ جاگیردار کہاں رہتا ہے؟"

عورت نے خشک اور سہمی ہوئی آواز میں کہا:

"اس بستی سے باہر۔۔۔اس۔۔۔اس کا ایک محل ہے۔۔۔

وہ۔۔۔اس محل میں رہتا ہے۔۔۔"

"شکریہ" میں جارہی ہوں۔خدا تم سے خوش رہے۔اب تمہارے بچے کبھی رات کو بھوکے نہیں سویا کریں گے۔میں جاگیردار سے تمہارے بابا کی مزدوری لینے جارہی ہوں۔میں پھر آؤں گی۔۔۔خدا حافظ۔۔۔"

"خدا حافظ۔"

عورت بھونچکی سی ہو کر کوٹھڑی میں دیکھتی رہ گئی اور ماریا بوریا اٹھا کر باہر نکل گئی۔اب رات ہو گئی تھی۔گلی میں کہیں کہیں مشعلیں روشن ہو گئی تھیں۔ماریا نے اپنا گھوڑا کھولا۔اس پر سوار ہوئی اور بستی سے باہر نکل آئی۔جاگیردار کا محل اسے بستی سے نکلتے ہی سامنے دکھائی دینے لگا۔وہ سب سے اونچی عمارت تھی اور اس میں جگ مگ جگ مگ روشنیاں ہو رہی تھیں۔

زہریلی بانسری

جاگیردار کے محل کے پاس جا کر ماریا رک گئی۔

محل کے پچھواڑے ایک چھوٹا سا درختوں کا ذخیرہ تھا۔ ماریا نے اس ذخیرے میں گھوڑے کو چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا اور خود جاگیردار کے محل کی طرف آ گئی۔ محل کے دروازے پر چوکیدار پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا اس کی نظریں بچا کر محل کے اندر داخل ہو گئی۔ ماریا یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ جس بستی میں غریبوں کے بچے بھوک سے بلک بلک کر مر رہے ہیں اس بستی میں ایک آدمی اتنے ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی بسر کر رہا ہے اسے غریبوں کے بھوکے بچوں کا ذرا سا بھی احساس نہیں ہے۔

محل کے صحن میں فوارہ چل رہا تھا۔ مشعلیں جگہ جگہ روشن تھیں۔ نوکر چاکر بڑے خوش و خرم کام کاج میں لگے تھے۔ رات کے کھانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ماریا نوکروں وغیرہ سے بچتی بچاتی جاگیردار کے محل کے اندر آ گئی۔ یہاں کھانے کی میز لگی تھی جس پر قسم قسم کے مزے دار کھانے چنے ہوئے تھے۔ موٹے پھولے ہوئے پیٹ اور لال لال چقندر ایسے چہرے والا جاگیردار بڑی سی چاندی کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے خوشامدی ساتھی میز کے ارد گرد بیٹھے جاگیردار کی تعریفیں کر رہے تھے۔ ماریا کو سخت غصہ آیا کہ یہ شخص یہاں اتنے عیش و آرام سے ہے اور ایک غریب بوڑھے کو اس کی محنت کی مزدوری بھی نہیں دیتا جس سے اس نے اپنے بچوں کو روٹی کھلانی تھی۔

جاگیردار قہقہے لگا رہا تھا۔ ماریا ایک طرف کھڑی ہو کر یہ تماشا دیکھتی رہی۔ اتنے میں وہاں دو چار نوکر ایک لڑکے کو پکڑ کر لے آئے۔

جاگیردار نے پوچھا:

"اسے کیوں پکڑ لائے ہو؟"

نوکر نے جھک کر کہا:

"حضور اس نے باورچی خانے میں سے مرغی کا ایک انڈا چرالیا ہے۔"

جاگیردار نے کہا:

"کیوں لڑکے تو نے انڈا کیوں چرایا؟"

لڑکے نے روتے ہوئے کہا:

"حضور میری ماں بیمار ہے۔ حکیم جی نے کہا تھا کہ بیمار ماں کو انڈا کھلاؤ گے تو وہ تندرست ہو جائے گی۔ حضور ہمارے پاس کھانے کو روٹی بڑی مشکل سے ہوتی ہے۔ انڈا کہاں سے لائیں میں نے اسے باورچی خانے سے چرالیا۔"

جاگیردار نے کڑک کر کہا:

"تیری یہ ہمت کہ ہمارے باورچی خانے سے تو انڈا چوری کرے۔"

لڑکے نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"حضور معاف کر دیں۔ غلطی ہو گئی۔ معاف کر دیں۔"

جاگیردار نے غصے میں کہا:

"کبھی معاف نہیں کروں گا۔ اسے میرے سامنے کوڑے لگاؤ۔"

نوکر تو جیسے پہلے ہی تیار بیٹھے تھے۔ انہوں نے جھک کر آداب کیا اور کوڑا نکال کر لڑکے کو پیٹنا شروع کر دیا۔ لڑکے کی چیخیں نکل رہی تھیں اور ظالم جاگیردار اور اس کے خوشامدی قہقہے لگا رہے تھے۔ ماریا سے برداشت نہ ہو سکا۔ وہ ایکدم آگے بڑھی اور اس نے ہٹے کٹے نوکر کے ہاتھ سے ہنٹر چھین لیا۔ نوکر تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ کیونکہ ہنٹر اس

کے ہاتھ سے غائب ہو گیا تھا۔ جاگیر دار نے کہا:

"کم بخت اسے مارتے کیوں نہیں؟"

نوکر نے کہا:

"حضور ہنٹر کسی نے چھین لیا ہے۔"

"کون ہے جس نے ہمارا ہنٹر چھینا ہے؟"

اس کے ساتھ ہی شڑاپ کی آواز آئی اور ماریا نے نوکر کو ہنٹر سے مارنا شروع کر دیا۔ نوکر بلبلا اٹھا اور چلاتا ہوا وہاں سے بھاگ گیا۔

دوسرے نوکر نے اسے بچانے کی کوشش کی تو ماریا نے اسے بھی ہنٹروں سے دھڑا دھڑ مارنا شروع کر دیا۔ وہ بھی شور مچاتا' چیختا چلاتا بھاگ گیا۔ یہ سارا تماشہ جاگیر دار اور اس کے خوشامدی دیکھ رہے تھے اور حیران ہو رہے تھے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔۔۔ انہیں ہنٹروں کی آوازیں بھی آ رہی تھیں اور نوکر بھی تڑپتے دکھائی دے رہے تھے۔ مگر نہ تو مارنے والا دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہنٹر دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اپنی چاندی کی کرسی پر سے اتر آیا۔

اس نے اپنے خوشامدیوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ نوکر کمینے بہانہ بنا رہے ہیں۔ مکر کر رہے ہیں۔ میں خود ان کی خبر لیتا ہوں۔"

جاگیر دار آگے بڑھا تو ماریا نے اس کے پھولے ہوئے پیٹ پر ایک زوردار ہنٹر مار دیا جاگیر دار تڑپ اٹھا:

"ارے ظالم مار ڈالا۔۔۔"

اس کے خوشامدی اسے بچانے کے لیے آگے بڑھے۔ ماریا پیچھے ہٹ گئی۔ کیونکہ وہ اتنے بڑے ہجوم کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے پکڑے جانے کا اندیشہ تھا۔ ٹھیک ہے کہ وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ لیکن کوئی نہ کوئی اسے جھپٹا مار کر پکڑ ضرور سکتا تھا۔ وہ ایک طرف ہٹ

کر کھڑی ہو گئی۔ جاگیر دار نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا:

"کوئی بھوت پریت تھا۔ بھاگ گیا۔ میرے آتے ہی بھاگ گیا۔ بھلا وہ میرا مقابلہ کر سکتا تھا؟"

خوشامدی ایک زبان ہو کر بولے:

"سرکار! آپ کا مقابلہ بھلا کون مائی کا لال کر سکتا ہے۔ آپ تو سارے چین میں ایک ہی بہادر اور دلیر جاگیر دار ہیں۔"

جاگیر دار نے خوش ہو کر کہا:

"آؤ کھانے پر ٹوٹ پڑو دوستو! میں نے آج تمہارے لیے کتنے ہی سالم بکرے پکوائے ہیں اور چاول خاص طور پر زعفرانی پانی میں ابالا ہے۔ میں نے سفید موروں کے کباب بنوائے ہیں اور سمر قند کے ہرنوں کے تکے لگوائے ہیں۔ کھاؤ پیو اور خوش ہو جاؤ۔"

خوشامدی خوشی سے نعرے لگاتے ہوئے میز کی طرف بڑھے جو کھانے سے لدی ہوئی تھی۔ ماریا کو بڑا طیش آیا کہ یہ لوگ یہاں بیٹھے سفید موروں کا گوشت کھا رہے ہیں اور بستی کے اندر غریب مائیں اپنے اور اپنے بچوں کے لیے سوکھی روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترس رہی ہیں۔ ماریا آگے بڑھ کر کھانوں سے لدے ہوئے میز کے پاس گئی اور اس نے سالن کے پیالے اٹھا کر ایک ایک کر کے خوشامدیوں پر پھینکنے شروع کر دیے۔ وہ تو سارے ہڑبڑا گئے۔ ان کے کپڑے سالن سے تر بتر ہو گئے۔ چہروں پر چوٹیں آ گئیں وہ چیختے ہوئے بھاگنے لگے۔ جاگیر دار آگے بڑھا تو ایک تانبے کا پیالہ کھٹاک سے اس کے ماتھے پر آن لگا۔ سارا سالن اس کے لباس پر گر پڑا۔ اور پیشانی سے خون بہنا شروع ہو گیا۔

جاگیر دار بھی شور مچاتا وہاں سے بھاگ گیا۔

گھر کے نوکر چاکر اس کی مدد کو آئے۔ انہیں بھی شور بے کے

پیالے لگے اور وہ بھی وہاں سے اٹھ کر دوڑے۔ ماریا نے جاگیردار کا پیچھا کیا۔ وہ ایک کمرے میں جا کر بستر پر بیٹھ گیا تھا۔ ماریا اندر آ گئی۔ موٹا ہونے کی وجہ سے وہ ہانپ رہا تھا۔ ماریا کو بڑا غصہ تھا کہ اس نے معصوم بچے کو کوڑے لگوائے تھے۔ اس نے فرش پر سے ایک ریشمی رسی اٹھائی اور اسے جاگیردار کی گردن کے گرد کس دیا۔ جاگیردار نے زور سے چیخ ماری۔ چیخ کی آواز سن کر لوگ اس طرف دوڑے۔ ماریا نے اسے پوری طاقت سے کھینچ کر فرش پر پھینک دیا اور خود پرے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔

جاگیردار کی گردن میں ریشمی رسی گھس گئی تھی اور وہاں سے خون رسنے لگا تھا۔ یہ غریبوں کا خون تھا جو باہر نکل رہا تھا۔ نوکروں نے جاگیردار کے گلے سے رسی اتاری اور اسے بستر پر لٹا دیا۔ جاگیردار درد کی شدت سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ فوراً حکیم صاحب کو بلایا گیا۔

حکیم نے آ کر جاگیردار کو کوئی سفوف سنگھایا۔ جاگیردار ہوش میں آیا اور پھر چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ ماریا وہاں سے باورچی خانے میں آ گئی۔ یہاں سے اس نے ہرن، مور اور تیتر کا بھنا ہوا گوشت اور سوکھی مچھلیاں اٹھا کر تھیلے میں ڈالیں اور محل سے باہر آ کر گھوڑے پر سوار ہو کر غریب بوڑھے کے جھونپڑے کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس کے جھونپڑے میں دیا بھی نہیں جل رہا تھا۔ ماریا نے چپکے سے کھانے پینے کی چیزیں جھونپڑی کے اندر رکھیں اور وہاں سے چل دی۔ رات کو خاموشی میں بستی سنسان تھی۔ صرف جاگیردار کے محل میں شور مچا ہوا تھا۔ ماریا کے دل کو سکون ہو گیا کہ اس نے جاگیردار سے بوڑھے کی غریبی اور معصوم بچے کے ظلم کا بدلہ لے لیا ہے۔

وہ راتوں رات بستی سے باہر نکل آئی اور رات بسر کرنے کے لیے کوئی مناسب جگہ تلاش کرنے لگی۔ اندھیرے میں وہ کسی جنگل

میں رات بسر کرنا نہیں چاہتی تھی۔ کیونکہ جنگل میں رات بسر کرنے کے لیے وہ ہمیشہ شام کے وقت جگہ چن لیتی تھی اور پھر اسے اچھی طرح صاف ستھرا کر لیتی تھی تاکہ کیڑے مکوڑوں کا خطرہ نہ رہے۔ مگر اب رات کافی گزر چکی تھی۔ اندھیرا خوب گہرا ہو گیا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ اس نے سوچا کہ رات کسی کی حویلی یا بڑے گھر کے صحن یا ڈیوڑھی میں بسر کرنی چاہیے۔ وہ ایک بار پھر بستی کی طرف آ گئی اور جاگیردار کے محل کے ساتھ والے مکانوں کے آگے سے گزرنے لگی۔ وہ گھوڑے پر بیٹھی قدم قدم چل رہی تھی۔

ایک حویلی کی ڈیوڑھی میں اسے روشنی دکھائی دی۔ اس نے ڈیوڑھی میں جھانک کر دیکھا۔ وہاں ایک بوڑھا آدمی بوریا اوڑھے سو رہا تھا۔ ماریا کے خیال میں اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہ ہو سکتی تھی۔ اس نے گھوڑے پر سے اتر کر اسے ڈیوڑھی میں ایک طرف باندھا اور خود ایک طرف لیٹ گئی۔ سخت تھکاوٹ کی وجہ سے اسے لیٹتے ہی نیند آ گئی۔ صبح کے وقت بھی وہ سوئی رہی۔ وہ گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی کہ دن نکلنے پر بوڑھا چوکیدار بیدار ہو گیا۔ اس نے اٹھ کر جو ڈیوڑھی میں ایک طرف سفید گھوڑا بندھا ہوا دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ یا خدا یہ راتوں رات سفید گھوڑا کہاں سے آ گیا؟ اس نے گھوڑے کی گردن پر ہاتھ رکھا تو گھوڑا زور سے ہنہنایا۔۔ اس آواز سے ماریا کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے دیکھا کہ بوڑھا چوکیدار حیرانی سے گھوڑے کو دیکھ رہا ہے گھوڑے کی آواز سن کر حویلی کا مالک بھی نیچے آ گیا۔

”یہ گھوڑا کہاں سے آیا؟ کون لایا ہے اسے؟“

چوکیدار نے کہا:

”سرکار مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں رات کو سو رہا تھا۔ صبح اٹھا ہوں تو یہ گھوڑا یہاں بندھا ہوا تھا۔“

''کمال ہے اسے یہاں کون باندھ گیا؟'' مالک نے گھوڑے کو اچھی طرح دیکھ کر کہا: ''بڑی اعلیٰ نسل کا گھوڑا ہے۔ اسے دیوتاؤں نے میری سواری کے لیے دیا ہے۔ بس اسے قابو کر کے رکھو۔ یہ گھوڑا یہاں سے جانے نہ پائے۔ میں ہر روز اس پر سوار ہو کر اپنی زمینوں پر جایا کروں گا۔ میرے اصطبل میں تو اس قسم کا ایک بھی گھوڑا نہیں ہے۔''

ماریا ذرا پرے کھڑی یہ ساری باتیں سن رہی تھی: گویا یہ حویلی کا مالک بھی کوئی جاگیردار قسم کا آدمی تھا اور اس کے گھوڑے پر ناجائز طور پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ ماریا دل میں بڑا ہنسی کہ اس بستی کے سارے جاگیردار دوسروں کا حق مارتے ہیں۔ اس نے سوچا کہ ذرا اس چھوٹے جاگیردار کو بھی اس کے لالچ کا تھوڑا سا مزہ چکھانا چاہیے۔ اس نے آگے بڑھ کر چھوٹے جاگیردار کی قمیض پیچھے سے کھینچ لی۔ وہ ہڑبڑا کر مڑا۔ اس نوکر کے منہ پر زور سے طمانچہ مار دیا۔

''کم بخت مجھ سے مذاق کرتا ہے؟''

ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ اس نے نوکر بے چارے کو کیوں مارا؟ ماریا نے ایک زوردار طمانچہ چھوٹے جاگیردار کے منہ پر جڑ دیا۔ وہ حیران ہو کر ادھر ادھر تکنے لگا۔ کیونکہ نوکر اس کے سامنے کھڑا تھا اور اس کا ہاتھ بالکل نہیں اٹھا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ماریا نے دوسرا طمانچہ جڑ دیا۔ چھوٹا جاگیردار ڈیوڑھی سے دم دبا کر بھاگ گیا۔ ماریا اچک کر گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ اس کے سوار ہوتے ہی گھوڑا غائب ہو گیا۔ بوڑھے چوکیدار نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنا شروع کر دیا کہ گھوڑا کہاں چلا گیا۔ ماریا سیدھی جاگیردار کے طویلے میں آئی۔ یہاں اس کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ ماریا نے سارے گھوڑے ایک ایک کر کے کھول دیے اور انہیں مار مار کر وہاں سے بھگا دیا۔ جاگیردار نے

بے شمار طوطے' کبوتر اور چڑیاں پنجروں میں قید کر رکھی تھیں۔ ماریا نے سب کے پنجرے کھول دیے۔ سارے طوطے' کبوتر اور چڑیاں پھر پھر کرتی اڑ گئیں۔

ماریا کو بڑی خوشی ہوئی کہ اس نے بے چارے معصوم پرندوں کو جاگیردار کی قید سے آزاد کرا دیا ہے۔ اب دن کافی نکل آیا تھا۔ ماریا سفید گھوڑے پر سوار بستی سے نکل کر بڑی سڑک پر آ گئی اور چین کے دارالحکومت کی طرف اس نے اپنا سفر شروع کر دیا۔ عنبر اور ناگ کے بارے میں اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔ کوئی معمولی سی خبر بھی اسے نہیں تھی کہ اس کے بھائی کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ ویسے اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ چین کے دارالحکومت کیتھے میں ہی ہیں اور بڑے خوش حال ہیں۔

ادھر ارژنگ کی دکان چل نکلی تھی۔ ایک ہفتے میں ہی وہ سارے علاقے میں بڑا مشہور ہو گیا تھا پہلے ہی سے اسے سانپوں کا تجربہ تھا۔ وہ سانپ کے زہر کا علاج کر لیا کرتا تھا؛ چنانچہ اس کے پاس سانپ کے کاٹے کے جتنے مریض آئے اس نے انہیں تندرست کر کے واپس بھیجا۔ اس کی وجہ سے ارژنگ کی شہرت سارے شہر میں پھیل گئی۔ دور دور سے لوگ اس کے پاس علاج کے لیے آنے لگے۔ اس نے بھی اپنے پر پرزے پھیلا شروع کر دیے۔ اس نے شہر کی سب سے مکار عورت کمالا کو اپنے ہاں نوکر رکھ لیا۔ اس عورت کو اس نے اپنا راز دار بنا لیا۔ اسے بتا دیا کہ وہ ایک بہت بڑا کام کرنے والا ہے اور اگر اس نے ارژنگ کا ساتھ دیا تو وہ اسے ہیرو جواہر سے مالا مال کر دے گا۔ کمالا بڑی لالچی عورت تھی۔ جب ارژنگ نے اسے بتایا کہ وہ ولی عہد شہزادے کو سانپ کے زہر سے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو وہ کانپ گئی۔

مگر جب ارژنگ نے اسے سونے چاندی کا لالچ دیا تو وہ راضی

ہو گئی۔ کمالا نے ارژنگ کو ایک بھیانک ترکیب بتائی۔

"سنو ارژنگ! اگر تم سانپ لے کر محل میں گئے تو پکڑے جاؤ گے۔ میں کسی طرح محل میں جا کر ملکہ چین تک رسائی حاصل کرتی ہوں۔ تم پہلے ایک بانسری لاؤ اور اپنے سب سے زہریلے سانپ کو اس بانسری کی آواز پر لگا دو۔ سانپ کو ایسی مشق کراؤ کہ جب وہ بانسری سنائی دے تو وہ اپنی پٹاری سے نکل کر بانسری بجانے والے کی طرف رینگنا شروع کر دے۔ پھر اس کے پاس پہنچ کر اسے ڈس دے۔ جب سانپ کو پوری مشق کرا دی جائے گی تو میں وہ بانسری لے کر ملکہ چین کے محل میں پہنچ جاؤں گی اور وہ بانسری ولی عہد شہزادے کے پاس بیٹھ کر بجایا کروں گی۔ ملکہ یہ سمجھے گی کہ میں شہزادے کا دل بہلا رہی ہوں۔ پھر ایک روز تم سانپ کو محل کے باہر چھوڑ جانا۔ میں بانسری بجاؤں گی۔ سانپ شہزادے کے کمرے میں آئے گا تو میں بانسری اس کے پاس چھوڑ کر باہر بھاگ آؤں گی۔ بس پھر سانپ شہزادے کا خود بخود کام تمام کر دے گا۔"

ارژنگ کو کمالا کی یہ ترکیب اس قدر پسند آئی کہ وہ اس کی عقل اور دانش مندی پر حیران ہو کر رہ گیا۔ اس نے اسی وقت شہر جا کر ایک بانسری خریدی اور سب سے زہریلے ناگ کو اس کی آواز پر مشق کرانی شروع کرا دی۔ وہ جس وقت بانسری بجاتا۔ سانپ پٹاری میں سے نکل کر اس کی طرف آنا شروع ہو جاتا۔

☆ شہزادے کو سانپ کے ڈسنے کے بعد ناگ نے شہزادے کا زہر

چوس لیا۔عین اسی موقعہ پر جاسوس ورشا اور ارژنگ بھی پکڑے گئے۔

☆ورشا کو غار میں قید کر دیا گیا اور وہ فرار ہونے میں کیسے کامیاب ہوئی۔

☆عنبر اور ماریا نے کیا کارنامہ انجام دیا۔

☆ایک قبر میں رات کو دھواں نکلتا ہے اور پھر ایک شیر کی خوفناک دھاڑ۔

یہ سب کچھ کیا تھا

جاننے کے لیے اسی ناول کی اگلی سیریز کے پچیسویں (25) حصے

''قاتل کی تلاش'' میں ملاحظہ کیجیے۔

چوس لیا۔ عین اسی موقعہ پر جاسوسہ ورشا اور ارژنگ بھی پکڑے گئے۔

☆ورشا کو غار میں قید کر دیا گیا اور وہ فرار ہونے میں کیسے کامیاب ہوئی۔

☆عنبر اور ماریا نے کیا کارنامہ انجام دیا۔

☆ایک قبر میں رات کو دھواں نکلتا ہے اور پھر ایک شیر کی خوفناک دھاڑ۔

یہ سب کچھ کیا تھا

جاننے کے لیے اسی ناول کی اگلی سیریز کے پچسویں (25) حصے ''قاتل کی تلاش'' میں ملاحظہ کیجیے۔

چوس لیا۔ عین اسی موقعہ پر جاسوسہ ورشا اور ارژنگ بھی پکڑے گئے۔

☆ ورشا کو غار میں قید کر دیا گیا اور وہ فرار ہونے میں کیسے کامیاب ہوئی۔

☆ عنبر اور ماریا نے کیا کارنامہ انجام دیا۔

☆ ایک قبر میں رات کو دھواں نکلتا ہے اور پھر ایک شیر کی خوفناک دھاڑ۔

یہ سب کچھ کیا تھا

جاننے کے لیے اسی ناول کی اگلی سیریز کے پچسویں (25) حصے ''قاتل کی تلاش'' میں ملاحظہ کیجیے۔

چوس لیا۔ عین اسی موقعہ پر جاسوس ورشا اور ارژنگ بھی پکڑے گئے۔

☆ورشا کو غار میں قید کر دیا گیا اور وہ فرار ہونے میں کیسے کامیاب ہوئی۔

☆عنبر اور ماریا نے کیا کارنامہ انجام دیا۔

☆ایک قبر میں رات کو دھواں نکلتا ہے اور پھر ایک شیر کی خوفناک دھاڑ۔

یہ سب کچھ کیا تھا

جاننے کے لیے اسی ناول کی اگلی سیریز کے پچیسویں (25) حصے ''قاتل کی تلاش'' میں ملاحظہ کیجیے۔

چوس لیا۔ عین اسی موقعہ پر جاسوسہ ورشا اور ارژنگ بھی پکڑے گئے۔

☆ورشا کو غار میں قید کر دیا گیا اور وہ فرار ہونے میں کیسے کامیاب ہوئی۔

☆عنبر اور ماریا نے کیا کارنامہ انجام دیا۔

☆ایک قبر میں رات کو دھواں نکلتا ہے اور پھر ایک شیر کی خوفناک دھاڑ۔

یہ سب کچھ کیا تھا

جاننے کے لیے اسی ناول کی اگلی سیریز کے پچسویں (25) حصے ''قاتل کی تلاش'' میں ملاحظہ کیجیے۔

ہو گئی۔ کمالا نے ارژنگ کو ایک بھیانک ترکیب بتائی۔

"سنو ارژنگ! اگر تم سانپ لے کر محل میں گئے تو پکڑے جاؤ گے۔ میں کسی طرح محل میں جا کر ملکہ چین تک رسائی حاصل کرتی ہوں۔ تم پہلے ایک بانسری لاؤ اور اپنے سب سے زہریلے سانپ کو اس بانسری کی آواز پر لگا دو۔ سانپ کو ایسی مشق کراؤ کہ جب وہ بانسری سنائی دے تو وہ اپنی پٹاری سے نکل کر بانسری بجانے والے کی طرف رینگنا شروع کر دے۔ پھر اس کے پاس پہنچ کر اسے ڈس دے۔ جب سانپ کو پوری مشق کرا دی جائے گی تو میں وہ بانسری لے کر ملکہ چین کے محل میں پہنچ جاؤں گی اور وہ بانسری ولی عہد شہزادے کے پاس بیٹھ کر بجایا کروں گی۔ ملکہ یہ سمجھے گی کہ میں شہزادے کا دل بہلا رہی ہوں۔ پھر ایک روز تم سانپ کو محل کے باہر چھوڑ جانا۔ میں بانسری بجاؤں گی۔ سانپ شہزادے کے کمرے میں آئے گا تو میں بانسری اس کے پاس چھوڑ کر باہر بھاگ آؤں گی۔ بس پھر سانپ شہزادے کا خود بخود کام تمام کر دے گا۔"

ارژنگ کو کمالا کی یہ ترکیب اس قدر پسند آئی کہ وہ اس کی عقل اور دانش مندی پر حیران ہو کر رہ گیا۔ اس نے اسی وقت شہر جا کر ایک بانسری خریدی اور سب سے زہریلے ناگ کو اس کی آواز پر مشق کرانی شروع کرا دی۔ وہ جس وقت بانسری بجاتا۔ سانپ پٹاری میں سے نکل کر اس کی طرف آنا شروع ہو جاتا۔

☆ شہزادے کو سانپ کے ڈسنے کے بعد ناگ نے شہزادے کا زہر

عنبر۔ناگ۔ماریا(۲۵)
قاتل کی تلاش
اے۔حمید
www.urdurasala.com

فہرست

سنو پیارے بچو!

سانپ شہزادے کے کمرے میں آجاتا ہے اور اسے ڈس دیتا ہے مگر ناگ اس کا سارا زہر چوس کر شہزادے کو بچالیتا ہے منگول جاسوسہ ورشا اور رارژ نگ پکڑے جاتے ہیں۔

جاسوسہ کو ایک غار میں قید کیا گیا ہے منگول جاسوس جو کہ نوکر کے بھیس میں ہے اسے کھانا دینے آتا ہے وہ اسے وہاں سے فرار کرواتا ہے مگر عنبر اور ماریا اسے گرفتار کر لیتے ہیں واپسی پر وہ ایک قبرستان میں ٹھہرتے ہیں یہاں ایک قبر میں رات کو دھواں نکلتا دکھائی دیتا ہے پھر ایک شیر کی خوفناک دھاڑ سنائی دیتی ہے۔

غار کے اندر غار

ارژنگ نے زہریلے ناگ کو بانسری پر لگا دیا۔
وہ جس وقت بانسری بجاتا ناگ اپنی پٹاری میں سے نکل کر بانسری کی
طرف آنا شروع کر دیتا پھر جب وہ بانسری بجانا روک دیتا تو سانپ
اس کے گرد چکر لگانے لگتا ارژنگ یہی چاہتا تھا اب اس کے سامنے
چین کے ولی عہد شہزادے اور شہنشاہ فومانچو کے بیٹے کو ہلاک کرنے
کے لئے میدان صاف تھا اسے اگر کسی کا انتظار تھا تو وہ کمالا عورت تھی
جسے اس نے ملکہ کے خاص محل میں کنیز بننے کے لئے روانہ کیا تھا۔
کمالا بڑی مکار عورت تھی اس نے کسی نہ کسی طرح چین کی ملکہ تک
رسائی حاصل کر لی وہ ملکہ کے شاہی حرم میں پہنچ گئی اس نے ایک ایسی
عورت کی سفارش ڈلوائی جس کی ملکہ بڑی عزت کرتی تھی کمالا نے محل
میں جاتے ہی تھوڑے ہی دنوں میں ملکہ کی ایسی خدمت کی کہ وہ کمالا

کے گن گانے لگی کمالا نے ملکہ پر ظاہر کر دیا کہ وہ اس کی سب سے
زیادہ ہمدرد اور وفادار کنیز ہے اس نے ولی عہد شہزادے کو بھی اپنا کر لیا
وہ ہر وقت ننھے شہزادے کو لیے پھرتی رہتی ایک روز ارژنگ کے پاس
آئی اور کہنے لگی!
ارژنگ آدھا کام ہو گیا ہے میں نے ملکہ کی خوشنودی حاصل کر لی ہے
اس وقت ملکہ مجھ پر بڑا بھروسہ کرنے لگی ہے ولی عہد کے سلسلے میں
ملکہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتی لیکن وہ مجھ پر بھروسہ کرتی ہے میں گھنٹوں
شہزادے کے کمرے میں اسے گود میں لیے کھلاتی رہتی ہوں۔
ارژنگ نے خوش ہو کر کہا۔
یہ تو بڑی اچھی بات ہے تم نے مجھے خوش خبری سنائی ہے کمالا نے کہا کہ
اسے زہریلی بانسری دے دی جائے تاکہ وہ اسے شہزادے کے پاس
جا کر بجایا کرے تاکہ زہریلا سانپ اس کے کمرے میں آ کر اسے

ہلاک کر دے ارژنگ نے کمالا کو بانسری دے دی اور کہا۔

یہ ایک امانت ہے جو میں تمہارے حوالے کر رہا ہوں۔

اسے سنبھال کر رکھنا اس کو استعمال کرنے سے پہلے سوچ لینا اسے شہزادے کے کمرے میں جا کر دن میں کم از کم دس پندرہ بار ضرور بجانا اس کے بعد جب تمہیں یقین ہو جائے کہ بانسری کی آواز محل کے باہر جا سکتی ہے تو مجھے آ کر خبر دینا پھر میں سانپ لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا اور یوں ہم چین کے بادشاہ سے ہن قبیلے کے لوگوں کا بدلہ لیں گے۔

کمالا نے بانسری چھپاتے ہوئے کہا۔

اب میں تمہیں اطلاع کرنے آؤں گی کہ سانپ لے کر آ جاؤ۔

میں تمہاری راہ دیکھوں گا۔

کمالا ارژنگ سے رخصت ہو کر سیدھی ملکہ کے حرم میں پہنچ گئی اس نے جاتے ہی شہزادے کے پاس بیٹھ کر بانسری بجانی شروع کر دی

ننھا شہزادہ بانسری کی آواز سن کر بڑا خوش ہوا اور اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگا اتنے میں ساتھ والے کمرے میں ملکہ تک بھی بانسری کی آواز پہنچ گئی وہ بھی شہزادے کے پاس آ گئی اس نے دیکھا کہ کمالا کنیز شہزادے کے پاس بیٹھی بانسری بجا رہی ہے اور وہ اسے بڑا خوش ہو کر سن رہا ہے کمالا نے ملکہ کو اندر آتے دیکھا تو ادب کے ساتھ اٹھ کر سلام کیا ملکہ نے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا۔

یہ بانسری تم نے کہاں سے لی ہے کمالا؟

کمالا نے جھک کر کہا۔

ملکہ سلامت میری بہن! اپنے گاؤں گئی تھی وہاں ایک میلہ لگا ہوا تھا جہاں سے وہ بانسری خرید لائی میں نے اس سے شہزادہ صاحب کے لئے یہ بانسری لے لی کہ اسے بجاؤں گی تو شہزادہ خوش ہوا کرے گا دیکھئے شہزادہ بانسری کی آواز سن کر کس قدر خوش ہو رہا ہے۔

ملکہ نے کہا۔

ہاں میں نے دیکھا ہے شہزادہ بہت خوش ہوا ہے مجھے بھی خوشی ہوئی
ہے کہ تم شہزادے کا.......... میرے پیارے بیٹے کا اتنا خیال
رکھتی ہو۔

کمالا نے کہا۔

ملکہ سلامت شہزادے سے مجھے اتنا ہی پیار ہے جتنا آپ کو اس سے
ہے میری ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ شہزادہ ہمیشہ خوش رہے یہی وجہ
ہے کہ میں یہ سریلی بانسری لے آئی ہوں ملکہ نے خوش ہو کر کمالا کو
انعام واکرام دیا۔

اب مکار عورت نے اپنا یہ اصول بنالیا اور دن میں دو تین بار وہ شہزادہ
ولی عہد کے کمرے میں جاتی اور اسے بانسری بجا کر سناتی وہ دیر تک
وہاں بیٹھی بانسری بجاتی رہتی وہ چاہتی تھی کہ ولی عہد شہزادہ بانسری کی

آواز کو پہچاننے لگ جائے اور اگر اس آواز کے بعد وہ سانپ کو دیکھے
تو شور نہ مچا سکے ادھر یہ ہو رہا تھا اور دوسری طرف ورشا تالاب والے
غار میں چھپی ہوئی تھی کیوں کہ شہزادے پر قاتلانہ حملے کے بعد بادشاہ
نے ورشا کی زندہ یا مردہ گرفتاری کا خاص حکم دے رکھا تھا اور فوج اس
کی اور ارژنگ کی تلاش میں تھی ارژنگ تو جوگی بابا کا بھیس بدل کر شہر
میں سانپوں کے کاٹے کی دکان کھول کر بیٹھ گیا تھا اس نے کمالا کو
بانسری دے دی تھی اور اب ولی عہد کی موت کا انتظار کر رہا تھا۔

ماریا بھی چین کے دارالحکومت کی طرف چلی آ رہی تھی۔

ایک روز وہ دارالحکومت کیتھے کے علاقے میں داخل ہوگئی........

رات ہوگئی تھی اسے پیاس لگی ہوئی تھی وہ شہر سے باہر ایک ٹیلے کے
پاس تالاب دیکھ کر رک گئی یہ وہی تالاب تھا جس کے پہلو والے غار
میں ورشا چھپی ہوئی تھی اور جسے آدھی رات کے بعد ارژنگ کھانا

دیئے آیا کرتا تھا ماریا نے چاروں طرف دیکھا اسے جب اطمینان ہو
گیا کہ وہاں کوئی نہیں ہے تو وہ گھوڑے سے نیچے اتر آئی نیچے اترتے
ہی گھوڑا اظاہر ہو گیا ماریا اسے لے کر تالاب کے پاس آ گئی گھوڑے
نے جی بھر کر تالاب کا پانی پیا ماریا نے بھی پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی
اب وہ سوچنے لگی کہ رات کہاں بسر کی جائے شہر میں اس کا کوئی بھی
جاننے والا نہیں تھا اس کے لئے سارا شہر اجنبی تھا اس کا خیال تھا کہ
رات کے وقت وہ اجنبی شہر میں کہاں جا کر ماری ماری پھرے گی بہتر
یہی ہو گا کہ وہ رات شہر سے باہر کسی جگہ بسر کر دے اور صبح کے وقت شہر
میں داخل ہو تا کہ اسے معلوم ہو سکے کہ وہ کیا کچھ کر سکتی ہے اور وہ کیا
کچھ نہیں کر سکتی اس خیال کے بعد اس نے رات بسر کرنے کے لئے
جگہ کی تلاش شروع کر دی رات کا اندھیرا چھا رہا تھا چاند اس
اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا چاند کی ہلکی ہلکی روشنی ٹیلوں

تالاب اور میدانوں میں پھیلی ہوئی تھی دور ماریا کو شہر کیتھے کی دھیمی
دھیمی روشنیاں جھلملاتی نظر آ رہی تھیں وہ گھوڑے کو ایک جگہ باندھ کر
خود ٹیلے کی طرف آ گئی اسے کسی ایسی جگہ کی ضرورت تھی جہاں اسے
کوئی پریشان نہ کر سکے۔

اس نے ٹیلے کے دامن میں پتھروں کے پاس سونے کے بارے میں
سوچا پھر وہ آگے بڑھ گئی ایک جگہ اسے جھاڑیاں دکھائی دیں وہ
جھاڑیوں کے پاس چلی آئی وہ کسی ایسی ہی چھپی ہوئی جگہ میں رات
کاٹنا چاہتی تھی جہاں اسے کوئی نہ دیکھ سکے وہ جھاڑیوں کو ہاتھ سے
ادھر اُدھر ہٹا کر دیکھنے لگی اچانک ایک جھاڑی کو اس نے پرے ہٹایا تو
وہ نیچے زمین پر گر پڑی معلوم ہوا کہ کسی نے ان جھاڑیوں کو پتھروں
کے اوپر ہاتھ سے چپکا رکھا ہے وہ زمین میں اگی ہوئی جھاڑیاں نہیں
ہیں۔

ماریا بڑی حیران ہوئی کہ یہ کسی نے ایسا کیا ہے اور اگر ایسا کیا ہے تو کیوں کیا ہے کسی کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اس ویرانے میں پتھروں میں جھاڑیاں توڑ کر چھپا دے ماریا کے دل میں اس راز کو حل کرنے کا شوق پیدا ہوا اور اس نے جھاڑیوں کو ادھر اُدھر ہٹانا شروع کر دیا اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہاں ایک غار کا چھوٹا دروازہ ہے جس کے آگے پتھر رکھے ہوئے ہیں ماریا نے ایک پتھر ہٹا کر اندر جھانک کر دیکھا اندر اندھیرا تھا ماریا نے سوچا کہ غار خالی ہے سونے اور رات بسر کرنے کے لئے اس سے اچھی جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔

وہ خدا کا نام لے کر غار کے اندر داخل ہوگئی اندر داخل ہونے کے بعد اس نے غار کے منہ پر دوبارہ پتھر رکھ دیا اور باہر ہاتھ نکال کر آگے جھاڑیاں زمین پر سے اٹھا کر پھیلا دیں اس کے وہم وگمان میں بھی

نہیں تھا کہ اس کے اندر کوئی عورت چھپی ہوئی ہے جسے ارژنگ نام کا آدمی رات کو کھانا دینے آتا ہے ماریا نے اسی وقت زمین پر چادر بچھائی اور لیٹ گئی اب وہ سونے کی کوشش کرنے لگی تھوڑی دیر بعد وہ اونگھنے لگی۔

اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔

اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی زور سے کھانسا ہو وہ جلدی سے اٹھ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی اسے یوں محسوس ہوا جیسے باہر سے کوئی غار کے منہ سے جھاڑیاں اور پتھر ہٹا رہا ہے ماریا چوکس اور ہوشیار ہوگئی پھر کسی نے باہر سے دیوار کے منہ پر سے پتھروں کو ہٹا دیا چاندنی اندر غار میں آنے لگی چونکہ وہ غائب تھی اس لئے اسے تو کوئی نہ دیکھ سکا مگر ماریا نے دیکھا کہ باہر سے ایک منگول اور ہن قوم ایسے چہرے والا ادھیڑ عمر مگر بڑا مضبوط آدمی غار کے سوراخ میں سے اندر

آنے کی کوشش کر رہا ہے ماریا پریشان سی ہوگئی کہ اب وہ کیا کرے
اندر بھاگے یا باہر جائے اتنے میں ارژنگ غار کے اندر آگیا اس کے
ہاتھ میں ورشا کے لئے روٹی اور دودھ پکڑا ہوا تھا ماریا نے اپنا سانس
روک لیا اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی۔

ارژنگ غار کے اندر آکر باہر ہاتھ ڈال کر پھر سے پتھر غار کے منہ پر
جمانے لگا اور جھاڑیاں وغیرہ چپکانے لگا اس کام سے فارغ ہو کر وہ
دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ماریا کے قریب سے ہو کر آگے کو نکل گیا ماریا
بڑی حیران ہوئی کہ یہ شخص غار میں کیا کرنے اور کس سے ملنے آیا
ہے؟ کیا کوئی دوسرا شخص بھی غار میں چھپا ہوا ہے ماریا کی نیند اچاٹ
ہوگئی اور وہ ارژنگ کے پیچھے پیچھے غار میں چل پڑی ارژنگ غار میں
ایک طرف گھوم گیا ماریا بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ گھوم گئی اچانک
ماریا کا پاؤں ایک پتھر سے ٹکرا گیا پتھر لڑھک کر دور جا گرا ارژنگ

ایک دم رک گیا۔

وہ حیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پیچھے دیکھنے لگا کہ اس کا تعاقب کون
کر رہا ہے؟ یہ پتھر کس نے گرایا ہے وہ لپک کر اس جگہ آیا جہاں ماریا
کے پاؤں سے ٹھوکر کھا کر پتھر گرا تھا ماریا جلدی سے پرے ہٹ گئی
ارژنگ نے جیب سے پتھر نکال کر ان کی چنگاریاں روشن کیں اور
بڑے غور سے پتھروں کو دیکھنے لگا مگر وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا ماریا
ضرور ایک طرف ہٹ کر کھڑی تھی لیکن وہ ارژنگ کو نظر ہی نہیں آرہی
تھی کیونکہ وہ تو غائب تھی ارژنگ نے ادھر اُدھر دیکھا ذرا غار میں
پیچھے تک بھی گیا پھر جب اسے اطمینان ہو گیا کہ غار میں اس کے سوا
اور کوئی نہیں ہے اور پھر اتفاق سے گر پڑا ہے تو وہ آگے چل پڑا۔

ماریا دیوار کی اوٹ سے نکل کر پھر اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوگئی۔

آخر ارژنگ اس جگہ پر آگیا جہاں سے اس نے زمین کھود کر غار کے

اندر ایک غار بنا لیا تھا یہاں اس نے ایک پتھر اٹھا کر دیوار کے ساتھ
ٹھک ٹھک کیا کسی نے اندر سے بھی اسی طرح پتھر بجا کر ٹھک ٹھک کی
پھر ارژنگ نے آواز دی۔
ورشا باہر آجاؤ۔
اندر سے ورشا نے آواز دے کر پوچھا۔
یہ تم ہو ارژنگ؟
ہاں یہ میں ہوں ارژنگ۔
اس کے ساتھ ہی ورشا نے اندر سے پتھر ہٹایا اور باہر نکل آئی۔
ماریا نے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عمر کی عورت ہاتھ میں جلتی ہوئی موم بتی
لیے باہر آ کر کھڑی ہو گئی ہے ورشا نے موم بتی زمین پر رکھ دی غار میں
روشنی ہو گئی ارژنگ نے روٹی نکال کر ورشا کے آگے رکھ دی۔
لو ورشا، کھانا کھا لو کل میں تمہارے لیے بھنا ہوا گوشت لاؤں گا۔

ورشا نے کہا۔
ارژنگ آخر میں کب تک اس غار میں قید رہوں گی میں تو یہاں سے
تنگ آگئی ہوں خدا کے لئے مجھے اس غار سے نکال کر لے جاؤ۔
ارژنگ نے کہا۔
ورشا، حالات ابھی بہت خراب ہیں شہنشاہ فومانچو کے سپاہی تمہاری
تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مار رہے ہیں اگر کسی کو بھی تمہاری بھنک پڑ
گئی تو تمہاری لاش کتوں کے آگے ڈال دی جائے گی عقلمندی اسی میں
ہے کہ جب تک حالات ٹھیک نہیں ہوتے تم اسی جگہ چھپی رہو جوں ہی
مجھے موقع ملا میں اسی وقت تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔
ورشا نے کھانا کھاتے ہوئے کہا۔
جب تک حالات اچھے ہوں گے اس وقت تک میں شاید اسی جگہ دم
گھٹ جانے سے مر جاؤں۔

ارژنگ کہنے لگا۔

باہر بھی تم زندہ نہیں رہ سکو گی باہر بھی موت تمہاری تلاش میں پھر رہی ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی جان بچا کر اس غار میں کچھ روز اور چھپی رہو۔

ورشا نے تنگ آ کر کہا۔

اس سے تو یہی بہتر ہے کہ میں باہر نکل کر چین سے فرار ہونے کی کوشش کروں اگر پکڑی جاؤں تو مر جاؤں اور اگر بھاگ جاؤں تو کم از کم اس غار کی زندگی سے تو نجات مل جائے گی۔

ارژنگ بولا۔

باہر موت ہی موت ہے ورشا چین کی سرحدوں کو تم پار نہیں کر سکتیں دیوار چین کے ایک ایک چپے پر سپاہی گشت کر رہے ہیں اور جنگلوں میدانوں اور بستیوں میں بھی فوج کے دستے تمہاری تلاش میں گشت

کرتے پھر رہے ہیں ایک دفعہ تم نے باہر قدم رکھا تو تم فوراً پکڑی جاؤ گی اس لیے میرا مشورہ یہی ہے کہ حالات سدھرنے تک اسی جگہ بیٹھی رہو ورنہ میری طرف سے تم بے شک ابھی چلی جاؤ۔

ورشا نے کہا۔

اگر تم چھپ سکتے ہو اور بھیس بدل کر اس شہر میں دشمنوں کے درمیان رہ سکتے ہو تو میں کیوں نہیں رہ سکتی۔؟

ارژنگ نے کہا۔

میں مرد ہوں ورشا میں سو بھیس بدل سکتا ہوں تم عورت ہو تم نے اگر بھیس بھی بدلا تو پکڑی جاؤ گی۔

ورشا نے پوچھا۔

اچھا اس بات کو چھوڑو میری قسمت میں جو کچھ ہوگا اسے سہہ لوں گی تم یہ بتاؤ کہ تم کیا کر رہے ہو؟ تمہاری سازش کس مقام تک پہنچی ہے؟

ارژنگ نے اچانک ایک طرف دیکھا دراصل اس وقت ماریا نے زور سے اپنا ایک کان کھجایا تھا اور اس کی آواز ارژنگ نے سن لی تھی ورشا نے پوچھا۔

کس کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہو؟

ارژنگ بولا۔

مجھے شبہ ہے کہ ہمارے علاوہ بھی اس غار میں کوئی ہے ورشا حیرانی سے بولی۔

کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔؟

ارژنگ نے کہا۔

ہاں ورشا اس سے پہلے جب میں تمہارے پاس آ رہا تھا تو میرے پیچھے ایک پتھر گرا تھا میں نے دیکھا تو کوئی نہیں تھا اب ایسے لگتا ہے جیسے مجھے کسی کے کپڑوں کے گھسنے کی آوازیں آئی ہیں۔

ورشا بولی۔

اگر باہر سے غار کا منہ بند تھا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اندر کوئی آ جائے کیا غار کا منہ بند تھا؟ جھاڑیاں اور پتھر اسی طرح لگے ہوئے تھے؟

ارژنگ نے سوچ کر کہا۔

کبھی لگتا ہے کہ غار کا منہ اسی طرح بند تھا جس طرح کہ میں بند کر کے گیا تھا اور کسی وقت شک پڑتا ہے کہ جھاڑیاں ایک جگہ سے ہلی ہوئی تھیں۔

ورشا نے کہا۔

ہائے میں مرگئی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو اگر کسی نے مجھے یہاں دیکھ لیا تو میں تو مر جاؤں گی پھر تو مجھے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی دشمن کے سپاہی بڑے آرام سے مجھے پکڑ کر لے جائیں گے۔

ارژنگ نے کہا۔

میں اٹھ کر ذرا اپنا اطمینان کرلوں۔

ارژنگ اٹھ کر ادھر اُدھر ٹٹولنے اور دیکھنے لگا موم بتی اس نے ایک ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی ماریا پر مصیبت آ گئی وہ کبھی ادھر اور کبھی ادھر ہونے لگی اسے یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں اس کے لگنے سے کوئی پتھر نہ گر پڑے کہیں کوئی آواز پیدا نہ ہو جدھر ارژنگ موم بتی لے کر جاتا وہ دوسری طرف ہو جاتی وہ اگر چاہتی تو پتھر مار کر اسے گرا سکتی تھی مگر وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ کون لوگ ہیں ورشا نام کی عورت اس غار میں کیوں چھپی ہوئی ہے اور وہ لوگ کس کے خلاف سازش کر رہے ہیں اور بادشاہ کی فوج ورشا کے پیچھے کیوں لگی ہوئی ہے۔

آخر جب ارژنگ نے غار کو خوب اچھی طرح سے ٹٹول ٹٹول کر دیکھ لیا اور جب اسے اطمینان ہو گیا کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی موجود نہیں ہے تو

وہ ورشا کے پاس آ کر بیٹھ گیا اس نے موم بتی پتھروں پر رکھ دی ورشا کی بھی جان میں جان آئی۔

میرا وہم تھا ورشا یہاں ہمارے سوا اور کوئی نہیں ہے تم آرام سے کھانا کھاؤ۔

شکر ہے دیوتاؤں کا میری تو تم نے یہ کہہ کر جان ہی نکال دی تھی کہ غار میں کوئی اور آدمی بھی موجود ہے ارژنگ نے کہا۔

میں بھی حیران تھا کہ مجھے ایسا خیال کیوں کر آیا یہاں تو ہمارے سوا اور کوئی بھی نہیں آسکتا۔

ورشا آرام سے روٹی کھانے لگی کھانا کھانے کے بعد دودھ پی کر اس نے ارژنگ سے پوچھا۔

اچھا اب بتاؤ کہ تم نے ولی عہد کے خلاف اب کون سی سازش کی ہے؟

ارژنگ نے کہا۔

یہ میں تمہیں تمہارے کان میں بتاؤں گا کیوں کہ اگر چہ میں نے غار
میں ہر طرح سے اطمینان کرلیا ہے لیکن پھر بھی میں شکی مزاج آدمی
ہوں میں سرگوشی میں بات کروں گا لاؤ اپنا کان ادھر لاؤ۔

ورشا نے کان ارژنگ کے قریب کیا ارژنگ نے اس کے کان میں
بانسری والا سارا قصہ بیان کر دیا ماریا جھٹ جھک کر ان کے قریب ہو
گئی مگر وہ سوائے بانسری کے لفظ کے اور کچھ نہ سن سکی اس کے قریب
آتے ہی ارژنگ نے ماریا کے سانس کو اپنے چہرے پر محسوس کیا اس
نے تڑپ کر پوچھا۔

ورشا یہ تم سانس لے رہی ہو۔

ورشا نے کہا۔

ہاں میں ہی سانس لے رہی ہوں بھلا اگر میں سانس نہ لوں تو زندہ
کیسے رہوں گی۔

ارژنگ نے کہا۔

لیکن تمہارا سانس مجھے اپنے کان کے قریب کیوں محسوس ہوا ہے؟

ورشا ہنس پڑی۔

تم پاگل ہو گئے ہو حالاں کہ غار کی قید میں میں رہی ہوں اور دماغ
تمہارا خراب ہو گیا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ہی وقت میں دو
جگہوں پر سانس لے رہی ہوں گی۔؟

ارژنگ نے کہا۔

کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ کیا ہے حالاں کہ میں نے صاف صاف کسی
کا سانس اپنے گال پر مس ہوتا محسوس کیا تھا۔

ورشا نے کہا۔

تم آج ہی جا کر کسی حکیم سے اپنے دماغ کا علاج کراؤ۔ بہر حال میں
نے سب کچھ سن لیا ہے میں تمہاری سازش کے بارے میں بڑی خوش

ہوں اور تمہارے دماغ کی داد دیتی ہوں تم نے واقعی بڑی سمجھ داری
سے کام لیا ہے مجھے یقین ہے کہ اس دفعہ ہم اپنی سازش میں ناکام
نہیں رہیں گے اور اپنے دشمن کا گلا گھونٹ دیں گے۔

ارژنگ نے کہا۔

ضرور ضرور بانسری ہمارے لئے بڑا کام کرے گی بانسری کی سازش
بڑی کامیاب ہو کر رہے گی۔

ورشا نے پوچھا۔

کیا یہ تمہارا خیال تھا۔؟

ارژنگ بولا۔

تو اور کس کا۔؟ تم مجھے کیا سمجھتی ہو میں ایک انتہائی عقل مند اور چالاک
آدمی ہوں۔

ورشا نے کہا۔

یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ تم ایک چالاک آدمی ہو، لیکن عقل مند بھی ہو
گے اس کے بارے میں مجھے شبہ ہے۔

ارژنگ کہنے لگا۔

تم مجھ سے جلتی ہو۔

ورشا بولی

اگر تم عقلمند ہوتے تو یہ کبھی شک نہ کرتے کہ اس غار میں کوئی اور بھی
ہے یا یہ کہ تمہارے قریب آ کر کوئی سانس لے رہا ہے۔

ارژنگ نے گہرا سانس لے کر کہا۔

ورشا، میں تمہیں جھوٹ نہیں کہہ رہا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے
خود کسی کے سانس کو اپنے چہرے پر محسوس کیا ہے۔

ورشا زور سے قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

تم جاگتے ہوئے بھی خواب دیکھتے ہو۔

ارژنگ نے کہا۔

نہیں ورشا میں خواب نہیں دیکھ رہا میں تمہیں سچ کہہ رہا ہوں میں نے کسی کے سانس کو محسوس کیا تھا۔

یہ تمہارا وہم تھا۔

ہو سکتا ہے میرا وہم ہو۔

ماریا بڑی حیران ہوئی کہ یہ شخص جس کا نام ارژنگ تھا کس قدر چالاک آدمی ہے اپنی بات پر اڑا ہوا ہے اگر چہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے اور اس نے واقعی اپنے چہرے پر ماریا کے سانس کو ٹھیک محسوس کیا تھا ماریا اس کے بالکل قریب جھک کر باتیں سننے کی کوشش کر رہی تھی مگر حیران وہ اس بات پر تھی کہ ارژنگ کس قدر ثابت قدمی سے اپنی بات پر اڑا ہوا تھا وہ اس کی عیاری پر بڑی حیران ہوئی۔

ارژنگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اچھا اب میں چلتا ہوں تم آرام کرو۔

اگر غار کے اندر قید میں پڑے رہنے کو تم آرام کہتے ہو تو میں آرام کرتی ہوں۔

تم موت کے منہ سے دامن بچا کر یہاں لیٹی رہو ورشا، باہر موت تمہاری راہ دیکھ رہی ہے اس زندگی کو غنیمت جانو اور چپ چاپ پڑی رہو۔

اس کے سوا اور کر بھی کیا سکتی ہوں۔

میں کل پھر آؤں گا۔

اتنا کہہ ارژنگ اٹھا ورشا موم بتی لے کر غار کے اندر چلی گئی غار کے اندر جا کر اس نے غار کے منہ کو اندر سے پتھر رکھ کر بند کر دیا ارژنگ نے باہر سے بھی پتھر لگا دیا پھر وہ غار سے باہر نکل گیا باہر سے اس نے بھی غار کے منہ پر پتھر اور جھاڑیاں چپکا دیں۔

تہہ خانے سے فرار

غار میں ماریا اکیلی رہ گئی۔

غار کے اندر جو غار تھا اس میں ورشا بڑے آرام سے لیٹی ہوئی تھی ماریا
خاموشی سے ایک طرف پتھروں پر بیٹھ گئی وہ سوچنے لگی کہ کیا کرے
اسے ان دونوں کی باتوں سے اتنا تو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ شہنشاہ چین
کے خلاف کوئی خوفناک سازش کر رہے ہیں مگر وہ سازش کیا ہے اس
کے بارے میں ماریا کو کچھ معلوم نہ تھا ارژنگ اور ورشا نے سرگوشی میں
جو بات کی تھی اس میں ماریا نے صرف بانسری کا ایک لفظ سنا تھا
بانسری کو وہ شہنشاہ کے خلاف کس طرح استعمال کر رہے تھے ماریا بے

خبر تھی اس نے یہ بھی سوچا کہ ہو سکتا ہے یہ لوگ ولی عہد شہزادے کو اغوا
یا قتل کرنے کے بارے میں کھچڑی پکا رہے ہوں سوال یہ تھا کہ اگر
ماریا بادشاہ یا ملکہ کو سازش سے باخبر بھی کرے تو کیا ہو گا ظاہر ہے ولی
عہد کو تو پہلے بھی بڑی احتیاط، حفاظت اور کڑے پہرے میں رکھا گیا
ہو گا جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ سازش کس قسم کی ہو رہی ہے ملکہ یا بادشاہ
کو آگاہ کرنا بے کار تھا۔

اگر ماریا بادشاہ کو ولی عہد کے خلاف ہونے والی سازش سے آگاہ بھی
کر دے تو زیادہ سے زیادہ وہ یہی کرے گا کہ ولی عہد کی حفاظت کے
انتظامات زیادہ سخت کر دے گا اصل سراغ تو اس بات کا لگانا چاہیے
کہ یہ سازش کیوں ہو رہی ہے؟ کہاں ہو رہی ہے کون کون اس میں
شامل ہے اور اس خطرناک اور قاتل منصوبے پر کب سے عمل شروع
ہو رہا ہے ماریا غار میں پتھر کے اوپر بیٹھی یہی سوچتے سوچتے اونگھنے لگی

وہ سوگئی کچھ دیر سونے کے بعد اس کی آنکھ کھل گئی اس نے دیکھا ورشا
غار کے اندر میں سے موم بتی ہاتھ میں لیے باہر نکل رہی تھی ماریا بڑی
حیرت سے اسے تکنے لگی۔

ورشا نے باہر آ کر موم بتی ایک پتھر پر رکھ دی اور اس کے بعد کچھ تلاش
کرنے لگی کچھ دیر ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد اس نے موم بتی اٹھائی
اور دوبارہ تہہ خانے میں چلی گئی ماریا حیرانی تھی کہ وہ کیا چیز ڈھونڈنے
باہر آئی تھی ماریا نے سوچا کہ کیوں نہ وہ اس عورت کو قابو کر کے اس
سے اصلیت جان ہے یہ عورت بڑی آسانی سے اس کے قابو میں آ
سکتی تھی پھر اس نے سوچا کہ یہ بڑی مکار عورت ہے ہو سکتا ہے کہ اس
کے پاس کوئی مہلک ہتھیار بھی موجود ہو۔

ماریا ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ غار کے دروازے پر کسی نے ٹھک ٹھک
کی کسی نے باہر سے غار کے منہ پر رکھا ہوا پتھر ہٹا دیا ماریا نے دیکھا

باہر دن نکل آیا تھا وہ ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی وہی آدمی یعنی
ارژنگ پھر سے اندر آ رہا تھا وہ گھبرایا ہوا تھا اس نے غار میں آتے ہی
اندر سے دہانے پر پتھر رکھا اور تہہ خانے کے پاس آ کر ورشا کو آواز دی
ورشا، ورشا۔

ورشا بڑی تیزی سے تہہ خانے میں سے باہر نکل آئی کیا بات ہے
ارژنگ۔

ارژنگ نے کہا۔

غضب ہو گیا ورشا میرے خاص جاسوس نے خبر دی ہے کہ بادشاہ کو
اس رہائش گاہ کا پتہ چل گیا ہے اور سپاہی تمہیں تلاش کرنے کے لئے
محل سے نکل کر ادھر کو دوڑے چلے آ رہے ہے جتنی جلدی ہو سکے
یہاں سے نکل چلو۔

ورشا گھبرا گئی۔

ورشا نے کہا بڑی بری بات ہوئی جہاں سے نکل کر میں کہاں جاؤں گی
ارژنگ بولا۔

تم جلدی سے یہاں سے نکل جاو بعد میں دیکھ لیں گے تم اس وقت
یہاں سے نکلو اور اسی وقت ورشا ارژنگ کے ساتھ غار سے باہر نکل
آئی ماریا بھی ان کے پیچھے پیچھے باہر آگئی ارژنگ نے ورشا کو گھوڑے
پر بٹھایا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر ایک طرف دوڑ پڑا ماریا بھی گھوڑے پر
سوار ہوئی اور ارژنگ کے گھوڑے کے عقب میں چل پڑی ابھی وہ
نگاہوں سے اوجھل ہی ہوئے تھے کہ فوج کا ایک دستہ غار کے سامنے
آن موجود ہوا انہوں نے غار کے باہر گھیرا ڈال دیا دس بارہ سپاہی
تلواریں نکال کر غار کے اندر چلے گئے انہوں نے غار کا ایک ایک کونا
چھان مارا مگر ورشا وہاں ہوتی تو انہیں ملتی۔

فوج ناکام ہو کر واپس چلی گئی۔

اس وقت ارژنگ ورشا کو لے کر شہر کی حدود سے کافی دور نکل چکا
تھا۔ ماریا نے بھی ان کے پیچھے پیچھے اپنا گھوڑا لگا رکھا تھا وہ یہ معلوم کرنا
چاہتی تھی کہ یہ دونوں کہاں جا کر چھپتے ہیں اور ولی عہد کے خلاف اب
کون سی سازش تیار کر رہے ہیں دن چڑھ آیا میدانوں اور ارد گرد کے
اونچے اونچے ٹیلوں پر سفید دھوپ خوب چمک رہی تھی ارژنگ ورشا کو
لیے گھوڑا دوڑائے چلا جا رہا تھا ماریا بھی پیچھے پیچھے جا رہی تھی اسی
طرح دوڑتے دوڑتے انہیں دوپہر گزر گئی اب وہ ایک چٹیل میدان کو
عبور کر کے ایک ایسے علاقے میں آ گئے تھے جہاں جگہ جگہ بیشمار چیڑھ
کے درخت اُگے ہوئے تھے۔

ارژنگ ایک جگہ چھوٹی سی ندی کے کنارے رک گیا اس نے نیچے اتر
کر ورشا کو بھی گھوڑے سے اتارا ندی کنارے جھک کر دونوں نے
پانی پیا گھوڑے نے بھی پانی پیا اور گھاس چرنے لگا ارژنگ اور ورشا

پاؤں پھیلا کر گھاس پر پتھروں پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے ماریا نے درختوں
کے پیچھے گھوڑا باندھا اس کے آگے گھاس ڈالا اسے پانی پلایا اور چھپ
کر دونوں کو دیکھنے لگی۔

پراسرار کھنڈر

ارژنگ اور ورشا کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہاں سے روانہ ہو گئے۔
ماریا بھی گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پیچھے چل پڑی ایک بار تو اسے
خیال بھی آیا کہ یوں کسی کے پیچھے ماری ماری پھرتی رہے پھر اس نے

سوچا کہ یہ ایک ولی عہد شہزادے کی زندگی اور موت کا معاملہ تھا خدا
نے ایک مدت بعد ملکہ چین کی سنی تھی اس کے گھر ولی عہد پیدا ہوا تھا
اور اس کے دن پھرے تھے فومانچو ایسا ظالم بادشاہ اس کی دل جوئی
کرنے لگا تھا اگر شہزادے کو کچھ ہو گیا تو ملکہ کی زندگی بھی ختم ہو جائے
گی اس لیے ضروری تھا کہ وہ جہاں تک ممکن ہو سکے شہزادے کی زندگی
کی حفاظت کرتی۔

مگر ورشا اور ارژنگ چلے جا رہے تھے ایک جگہ دریا آ گیا ماریا نے
سوچا کہ یہ لوگ دریا کو کس طرح عبور کریں گے کیوں کہ دریا کے اوپر
کسی جگہ بھی کوئی پل نہیں تھا مگر وہ دریا کے پار نہیں جانا چاہتے تھے
دریا کنارے خشک چٹانوں کے پیچھے نشیب میں کسی پرانی سرائے کے
کھنڈر تھے ماریا سرائے کے ان کھنڈروں کو پہلی بار دیکھ رہی تھی ورشا
اور ارژنگ گھوڑوں سے اتر کر اس کھنڈر میں داخل ہو گئے اب وہ اس

کی نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے ماریا بھی وہاں پہنچ کر رک گئی اس نے خیال کیا کہ ظاہر ہے یہ لوگ اس سرائے کے پرانے اور ٹوٹے پھوٹے کھنڈر سے باہر تو ہرگز نہیں جائیں گے ورنہ وہ ادھر آ کر گھوڑوں سے کیوں اتر جاتے چنانچہ اس نے ایک جگہ اپنا گھوڑا باندھ دیا اور سرائے کے کھنڈر میں داخل ہو گئی۔

یہ اگرچہ کوئی پرانی سرائے تھی مگر کسی زمانے میں بڑی عالی شان سرائے رہ چکی ہو گی اس کے کھنڈر بتا رہے تھے کہ یہ پہلے وقتوں میں بڑی عظیم الشان سرائے تھی اس کی چار دیواری ڈھے گئی تھی ستون برآمدوں میں گرے ہوئے تھے دیواروں میں شگاف پڑ چکے تھے اکثر کمروں کی چھتیں ٹیڑھی ہو گئی تھیں۔

ماریا بڑی حیران تھی کہ ارژنگ اور ورشا سرائے کے کھنڈروں میں آ کر کہاں گم ہو گئے وہ انہیں تلاش کرنے لگی ایک جگہ اسے ارژنگ کا

گھوڑا بندھا ہوا نظر آیا وہ ایک دیوار کی محراب میں کھڑا جھاڑیوں میں منہ مار رہا تھا مگر ارژنگ اور ورشا غائب تھے وہ کچھ پریشان سی ہو گئی کہ وہ لوگ کہاں چلے گئے ماریا نے ان کو ڈھونڈنا شروع کر دیا وہاں سناٹا چھایا ہوا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ادھر برسوں سے کسی انسان کا گزر نہیں ہوا وہ سوچنے لگی کہ یا خدا دونوں کو زمین کھا گئی کہ آسمان نگل گیا آخر وہ دونوں کہاں غائب ہو گئے کسی طرف سے کسی انسان کے چلنے کھانسنے یا بات کرنے کی آواز تک نہیں آ رہی تھی وہ کھنڈروں میں گھوم پھر کر پھر اسی جگہ آ جاتی آخر وہ تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گئی۔

صاف ظاہر تھا کہ ارژنگ ورشا کو کسی تہہ خانے کے اندر لے گیا ہے اس تہہ خانے کا سراغ کیسے لگایا جائے یہ کس طرح معلوم کیا جائے کہ تہہ خانہ کہاں ہے اس کا دروازہ کہاں ہے ماریا نے پھر اٹھ کر تہہ خانے کے دروازے کو تلاش کرنا شروع کر دیا اچانک اس کے کانوں میں

ارژنگ کے کھانسنے کی آواز آئی اس نے کان لگا کر سنا آواز ایک جگہ
زمین کے اندر سے آ رہی تھی ماریا نے زمین کے ساتھ کان لگا دیے
اب اسے ارژنگ کے باتیں کرنے کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینے
لگیں اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ دونوں اس جگہ زمین کے اندر کسی تہہ
خانے میں موجود تھے ماریا ادھر اُدھر تہہ خانے کا دہانہ ڈھونڈنے لگی
کمال کی بات یہ تھی کہ اس نے چپہ چپہ چھان مارا مگر اسے کہیں بھی تہہ
خانے کا دروازہ دکھائی نہ دیا حالانکہ وہ وہیں کسی جگہ موجود تھا مجبوراً
ناکام ہو کر ماریا ارژنگ کے گھوڑے کے پاس بیٹھ گئی کہ کب ارژنگ
تہہ خانے سے باہر آتا ہے۔

دیر تک وہ انتظار کرتی رہی کوئی باہر نہ آیا ماریا تنگ آ گئی اس نے پرانی
جگہ پر جا کر ایک بار پھر زمین کے ساتھ کان لگا کر آواز سننے کی کوشش
کی مگر اس دفعہ آواز بھی نہیں آ رہی تھی وہ نا امید ہو کر واپس گھوڑے

کے پاس آ ہی رہی تھی کہ اس نے ارژنگ کو اینٹوں کے ایک ڈھیر کے
پیچھے سے نکلتے دیکھا تو گویا تہہ خانے کا دروازہ اس ڈھیر کے آس
پاس کہیں تھا ارژنگ اکیلا تھا وہ ورشا کو تہہ خانے میں چھوڑ آیا تھا ماریا
تہہ خانے کی تلاش میں جانے ہی والی تھی کہ اسے خیال آیا کہ کیوں نہ
وہ ارژنگ کے مکان کا پتہ چلائے تہہ خانے کا سراغ تو مل ہی گیا ہے
اور وہ یہاں کسی وقت بھی آ سکتی ہے لیکن ارژنگ کہاں رہتا ہے یہ
اسے معلوم نہیں۔

ارژنگ اس عرصے میں گھوڑے پر سوار ہو کر واپس شہر کی طرف چل پڑا
تھا ماریا بھی گھوڑے پر سوار ہوئی اور شہر کی طرف روانہ ہو گئی کافی دیر کی
گھوڑ سواری کے بعد وہ شہر میں داخل ہو گئے ماریا برابر ارژنگ کا پیچھا
کر رہی تھی ارژنگ شہر کے بازاروں میں سے ہوتا ہوا ایک چھوٹے
سے چھتے ہوئے تنگ بازار میں آ گیا ماریا بھی اس کے ساتھ ساتھ لگی

رہی اسی تنگ بازار میں ارژنگ کی دکان تھی جس کے پیچھے اس کا
مکان بھی تھا۔

اپنی دکان کی ڈیوڑھی میں آکر ارژنگ گھوڑے سے اتر پڑا نوکر نے
اس کا گھوڑا تھام لیا ارژنگ مکان کے اندر آگیا۔

ماریا کے لئے اب یہ پریشانی تھی کہ وہ گھوڑا کہاں باندھے پھر اس نے
ارژنگ کے مکان میں داخل ہونے کا خیال چھوڑ دیا اس نے مکان تو
دیکھ ہی لیا تھا چنانچہ وہ واپس پرانی سرائے والے تہہ خانے کی طرف
چل پڑی شہر سے باہر نکلتے ہی اس نے سوچا کہ وہ رات کہاں
کھنڈروں میں بھٹکتی پھرے گی کیوں نہ کسی جگہ رات بھر کے لئے ٹھہر
جائے صبح ہونے پر وہ پھر کھنڈر میں چلی جائے گی۔

اب وہی پرانا، بلکہ ہر رات والا سوال سامنے تھا کہ رات کہاں اور کس
جگہ بسر کی جائے شہر میں شام کی روشنیاں جھلملانے لگی تھیں رات کی

آمد آمد تھی ماریا کو بھوک بھی لگ رہی تھی مکانوں کے پاس سے
گزرتے ہوئے اسے بھنی ہوئی مچھلی کی خوشبو آ رہی تھیں۔

ایک بہت خوب صورت مکان کے پاس جا کر وہ رک گئی اسے کچھ اس
قسم کا مکان چاہیے تھا جس کے باغ میں وہ اپنے گھوڑے کو باندھ کر
چھپا سکے لوگ اس کا گھوڑا چرا کر لے جاتے تھے یہ مکان کسی امیر آدمی
کا آدمی کا مکان معلوم ہوتا تھا چاردیواری کے اندر بڑا خوب صورت
اور گھنے درختوں والا باغ تھا ماریا گھوڑے پر سوار ایک ایک قدم
گھوڑے کو چلاتی باغ کی چاردیواری میں آگئی یہاں بہت ہی اونچی
اونچی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں ماریا نے ایک جگہ گھوڑے کو باندھ دیا
اور خود مکان کے بڑے دروازے کی طرف آگئی۔

دروازہ کافی بڑا تھا اور اس کا ایک چھوٹا دروازہ بھی تھا ماریا نے
دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارا اور پرے ہٹ کر کھڑی ہو گئی ایک

موٹے تازے پھولے ہوئے پیٹ والے چوکیدار نے جلدی سے
دروازہ کھولا اور باہر اپنی فٹ بال جیسی گردن نکال کر تلخ آواز میں
بولا۔

کون بدتمیز دروازہ توڑ رہا ہے۔

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا اس کا خیال تھا کہ دروازہ کھلنے پر اسے اتنی
جگہ ضرور مل جائے گی کہ وہ اندر داخل ہو سکے مگر یہ چوکیدار اتنا موٹا تھا
کہ اس نے کوئی جگہ ہی نہ چھوڑی تھی اتنے میں چوکیدار نے تڑاخ
سے دروازہ بند کر دیا ماریا نے دوبارا آ کر دروازے پر زور سے ہاتھ
مارا چوکیدار نے اس دفعہ بڑے غصے سے سر باہر نکالا اور تڑپ کر بولا۔

کہاں ہو تم بدتمیز کے بچے۔؟

ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ یہ موٹا بدتمیز چوکیدار امیر مالک کا بگڑا ہوا ملازم
ہے اور اسے خواہ مخواہ گالی دے رہا ہے اسے ضرور مزا چکھانا چاہیے اس

نے قریب جا کر بڑے زور سے موٹے چوکیدار کے سر پر چپت لگا دی
چوکیدار تو بھونچکا سا ہو کر رہ گیا کہ یہ چپت کس نے ماری ہے؟ ابھی وہ
سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ ماریا نے اسے گردن سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا
چوکیدار اوندھے منہ زمین پر گر پڑا ماریا دروازے میں سے اندر داخل
ہو گئی چوکیدار کپڑے جھاڑ کر زمین پر سے اٹھا اور پریشان ہو کر دائیں
بائیں دیکھنے لگا کہ یہ کون جن بھوت تھا جس نے اسے کھینچ کر باہر لا
پھینکا وہ گھبرا کر جلدی سے مکان کے اندر آ گیا اور دروازہ زور سے بند
کر دیا مگر اس عرصے میں ماریا مکان کے اندر داخل ہو چکی تھی۔

ماریا ایک خوبصورت کمرے کے دروازے پر آ کر رک گئی یہ دروازہ
بھی اندر سے بند تھا اتنے میں ایک نوکر انگوروں اور نارنگیوں سے بھرا
ہوا طشت لے کر آیا اور دروازے کی رسی کھینچنے لگا رسی کے کھینچتے ہی
دروازہ اندر سے اپنے آپ کھل گیا نوکر اندر داخل ہو گیا۔

ماریا بھی اس کے ساتھ ساتھ اندر چلی گئی اس کمرے میں ایک بھینس
جیسی گردن والی موٹی عورت میز پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کئی نوکرانیاں
اس کی خدمت کر رہی تھیں کوئی اسے چمچ دے رہی تھی کوئی سالن پر
نمک چھڑک رہی تھی کوئی اسے پنکھا جھیل رہی تھی موٹی عورت دھڑا
دھڑ کھانا کھائے جا رہی تھی ماریا کو تو پہلے ہی بڑی بھوک لگی تھی اس
عورت کو وحشیوں کی طرح کھانا کھاتے دیکھ کر اس کی بھوک بھی تیز ہو
گئی وہ چپکے سے میز کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی تھالیوں میں بھنا ہوا
گوشت پڑا تھا موٹی عورت ایک ایک کر کے تھالیوں کا گوشت ہڑپ
کر رہی تھی۔

وہ ایک پلیٹ میں سے بطخ کی ٹانگ اٹھانے لگی ماریا نے ہاتھ آگے
بڑھا کر پہلے ٹانگ اٹھا لی اس کے ہاتھ میں آتے ہی بطخ کی ٹانگ
غائب ہو گئی موٹی عورت نے ذرا غور سے پلیٹ میں دیکھا پھر سر

جھٹک کر دوسری بوٹی اٹھا لی وہ تیسری پلیٹ میں سے تیتر کی گردن
اٹھانے لگی تو ماریا نے آگے بڑھ کر اسے بھی اٹھا لیا تیتر کی گردن بھی
غائب ہو گئی اب تو موٹی عورت بڑی پریشان ہوئی کہ آخر قصہ کہانی کیا
ہے یہ بار بار بوٹیاں کہاں گم ہو رہی ہیں اس نے چوتھی بار ایک تھالی
میں سے گوشت کی بوٹی اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو ماریا نے وہ
بوٹی بھی اٹھا لی موٹی عورت نے غراتے ہوئے کہا۔

حرامی نوکرانیو، یہ میری بوٹیاں کون اٹھا کر لے جا رہا ہے؟ نوکرانیاں تو
پریشان ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں موٹی عورت کو ایک نوکرانی
پر شبہ تھا کہ وہی اس کی تھالی میں سے بوٹی اچک کر لے جاتی ہے موٹی
عورت نے اس نوکرانی کو مارنا شروع کر دیا وہ چھڑی سے کھال
ادھیڑنے لگی نوکرانی کی چیخیں نکل گئیں ماریا کو سخت غصہ آیا اس نے
ہاتھ آگے بڑھا کر موٹی عورت سے چھڑی چھین لی اور دھڑ ادھڑ اسے

پیٹنا شروع کر دیا موٹی عورت کا جسم تو آرام کر کے اور اعلیٰ کھانے کھا
کر نرم و نازک ہو چکا تھا اس کے بدن پر جو چھڑی پڑی تو اس کی تو چیخ
نکل گئی چھڑی نظر نہیں آ رہی تھی مارنے والی بھی نظر نہیں آ رہی تھی مگر
موٹی عورت کی خوب مرمت ہو رہی تھی اس نے چیخ چیخ کر آسمان
سر پر اٹھا لیا۔

تمام نوکرانیاں دہشت زدہ تھیں کہ آخر اسے چھڑی سے کون مار رہا ہے
دوسرے کمروں سے اور لوگ بھی وہاں آ گئے مگر کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ
اسے پیٹ کون رہا تھا ماریا نے چھڑی پھینک دی موٹی عورت کا برا
حال ہو رہا تھا لوگ اسے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گئے جہاں
اس کا شاندار نرم نرم بستر بچھا ہوا تھا اسے بستر پر لٹا دیا گیا موٹی عورت
بے ہوش ہو چکی تھی ماریا بھی اس کے ساتھ ہی کمرے میں آ گئی یہ کمرہ
بڑا پر سکون تھا بستر بھی بڑا نرم تھا ماریا کا دل چاہا کہ رات اسی بستر پر

لیٹ کر آرام کرنا چاہیے ایک عرصے سے اسے اس قسم کا آرام دہ بستر
نصیب نہیں ہوا تھا۔

ماریا نے پاؤں سے جوتی نکال کر موٹی عورت کے بدن پر مارنا شروع
کر دی وہ تو پھر بلبلا اٹھی نوکرانیاں بھاگی بھاگی آئیں تو ماریا پرے ہو
کر کھڑی ہو گئی موٹی عورت نے کہا۔

یہاں ضرور کوئی بھوت آ گیا ہے دیوتا کے لئے مجھے یہاں سے لے
چلو اس کمرے میں نہیں ٹھہر سکتی۔

ایک بزرگ عورت نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

بیٹی وانگ، یہ تمہارا وہم ہے یہاں کوئی بھوت نہیں رہتا تم آرام کرو
اور آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرو۔

موٹی عورت بولی۔

چچی، میں سچ کہتی ہوں یہاں ضرور کوئی بھوت ہے۔

قاتل کی تلاش

بیٹی سونے کی کوشش کرو تمہیں ابھی نیند آجائے گی اور پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔

موٹی عورت نے آنکھیں بند کرلیں اور سونے کی کوشش کرنے لگی اسے سوتا دیکھ کر وہ عورتیں وہاں سے اٹھ کر باہر چلی گئیں ماریا نے سوچا کہ اس کی آرام دہ بستر پر سونے کی خواہش تو پوری نہ ہوئی یہ کم بخت موٹی عورت تو سونے کی تیاریاں کر رہی ہے ماریا نے اب کے کیا کیا کہ تپائی پر رکھا ہوا پانی کا گلاس اٹھایا اور موٹی عورت کے منہ پر ڈال دیا وہ تو ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور کھانسنے لگی سارا پانی اس کے کھلے منہ میں سے حلق میں چلا گیا تھا وہ شور مچانے لگی ماریا نے پیچھے سے آکر اس کے سر پر زور سے دو ہتڑ ماری اور وہ پلنگ پر سے لڑھک کر فرش پر گر گئی۔

ہائے میں مر گئی............ ہائے میں مر گئی.......... مجھے بچاؤ مجھے

میں یہاں نہیں رہوں گی۔

اور یہ کہہ کر موٹی عورت کمرے میں سے بھاگ کر باہر نکل گئی ماریا نے
خدا کا شکر ادا کیا وہ یہی چاہتی تھی اس کے جاتے ہی ماریا نے اندر سے
کمرے کی کنڈی چڑھائی اور بستر پر آرام سے لیٹ گئی اچانک کسی
نے دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا ماریا نے اٹھ کر کنڈی کھول دی
وہی نوکرانی اندر آئی جسے ماریا نے بچایا تھا۔ ماریا نے کہا۔

میرے لئے دودھ سے بھرا ہو جگ لاؤ میں نے تمہیں موٹی مالکن کی
مار سے بچایا تھا میں ایک نیک دل روح ہوں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی
میرے لئے دودھ لے آؤ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔

قاتل کی تلاش

نوکرانی چونک پڑی کہ کدھر سے آواز آ رہی ہے۔

ماریا نے اسے ایک بار پھر تسلی دی کہ وہ گھبرائے نہیں اور جو کچھ اس نے
کہا ہے اس پر عمل کرے نوکرانی کو کچھ حوصلہ ہوا اور وہ سر جھکا کر باہر
نکل گئی تھوڑی دیر بعد وہ دودھ لے کر واپس کمرے میں آ گئی ماریا نے
کہا۔

دودھ کا پیالہ تپائی پر رکھ دو۔

ماریا کا خیال تھا کہ اگر اس نے نوکرانی کے ہاتھ سے پیالہ لیا تو وہ ڈر
جائے گی کیونکہ پیالہ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو جاتا
نوکرانی نے دودھ تپائی پر رکھ دیا ماریا نے دودھ پی کر پیالہ واپس تپائی

پر رکھ دیا اور کہا۔

یہاں بیٹھ جاؤ یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیا کرتی ہو۔؟

نوکرانی فرش پر پلنگ کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی وہ حیران تھی کہ بستر پر کوئی عورت بیٹھی بھی ہے اور دکھائی بھی نہیں دے رہی مگر ماریا کی پیار بھری باتوں سے اس کے اندر حوصلہ پیدا کر دیا تھا۔

نوکرانی نے کہا۔

اے نیک روح میں ایک غمزدہ عورت ہوں میری ساری عمر اس مالکن کی خدمت کرتے گزر گئی ہے مگر مجھے یہاں سے سوائے سوکھی روٹی کے اور کچھ نہیں ملا اب میری بیٹی جوان ہوگئی ہے وہ گاؤں میں ہے مجھے اس کی شادی کرنی ہے مگر میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں کہ میں خرچ کر سکوں۔

ماریا نے پوچھا۔

تمہیں کتنی رقم چاہیے۔؟

نوکرانی نے کہا۔

اگر دس ہزار سکے ہوں تو میں اپنی بیٹی کی شادی کر کے اس فرض کو پورا کر سکتی ہوں مگر نہ کبھی اتنے پیسے میرے پاس ہوئے ہیں اور نہ کبھی میری بچی کا بیاہ ہوگا۔

ماریا نے کہا۔

تم فکر مت کرو بہن میں تمہاری مدد کروں گی۔

اے نیک دل روح اگر تم میری کچھ مدد کر سکو تو میں تمہارا یہ احسان عمر بھر نہیں بھولوں گی۔

ماریا کہنے لگی۔

میں کل صبح تمہیں یہ رقم ادا کر دوں گی پھر تم گاؤں جا کر اپنی بیٹی کی شادی کر لینا۔

قاتل کی تلاش

نوکرانی ماریا کو دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی ماریا کو سخت نیند آرہی تھی وہ سوگئی، وہ ساری رات بڑی آرام سے سوئی رہی........صبح سویرے اس کی آنکھ کھل گئی کیونکہ باہر باغ میں مرغے بانگیں دے رہے تھے اس نے اٹھ کر پہلا کام یہ کیا کہ اپنے کمرے سے نکل کر سیدھی موٹی مالکن کے کمرے میں پہنچ گئی موٹی عورت بڑے مزے سے سو رہی تھی ماریا نے جاتے ہی اس کی ٹانگ پکڑ کر زور سے کھینچی موٹی عورت ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی ماریا نے ڈراونی آواز بنا کر کہا۔

سن اے سنگ دل موٹی عورت میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی میں تمہارا خون لے کر ہی یہاں سے جاؤں گی مجھے بھوتوں نے کہا ہے کہ تمہارے خون کا پیالہ بھر کر لاؤں اب تو اپنا خون دینے کے لئے تیار ہو جا۔

موٹی عورت کی تو جان ہی نکل گئی اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

مجھ پر رحم کرو میری جان نہ نکالو میں مر جاؤں گی میں مرنا نہیں چاہتی۔

ماریا نے کہا۔

نہیں نہیں، تجھے مرنا ہی ہوگا میں تیرا خون لینے آئی ہوں، تجھے اپنا خون دینا ہی ہوگا اگر تو نے انکار کیا تو میں دنیا کا سب سے زہریلا سانپ تیرے بستر پر چھوڑ دوں گی جو تجھے ڈس کے ایک پل میں مار ڈالے گا۔

موٹی عورت چیخ پڑی۔

رحم کرو، رحم کرو میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں تم میری جان کے بدلے جو چاہے مجھ سے لے لو مگر خدا کے لئے میرا خون مت نکالو میرا خون نکلا تو میں مر جاؤں گی۔

ماریا نے کہا۔

اچھا تو پھر مجھے تم پر ترس آگیا ہے اگر تم پچاس ہزار سونے کے سکے لا

کر مجھے دے دو تو میں تمہاری جان بخشی کر دوں گی، کیا تم تیار ہو۔؟

موٹی عورت نے جلدی سے کہا۔

میں پچاس ہزار سونے کے سکے ابھی لا کر تمہارے آگے ڈھیر کر دیتی ہوں مگر میری جان بخش دو کیا تم سکے لے کر یہاں سے چلی جاؤ گی۔؟

ماریا بولی۔

ہاں میں سونے کے سکے لے کر یہاں سے چلی جاؤں گی مگر شرط یہ ہے کہ ابھی لا کر سونے کے سکے میرے حوالے کر دو۔

موٹی عورت نے کہا۔

میں ابھی منگواتی ہوں ابھی منگواتی ہوں۔

ماریا نے کہا۔

لیکن خبردار کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے کہ تم سونے کے پچاس ہزار سکے مجھے دے رہی ہو اگر تم نے کسی کو بتایا یا کسی کے سامنے اس کا

ذکر بھی کیا تو میں تمہارا گلا گھونٹ کر تمہیں ہلاک کر دوں گی۔

نہیں نہیں کبھی نہیں میں کسی کو نہیں بتاؤں گی میں کسی سے اس کا ذکر تک نہیں کروں گی۔

تو پھر ابھی جا کر سونے کے سکے لاؤ۔

موٹی عورت بڑی مشکل سے بستر پر سے اٹھی اور کمرے کا پردہ اٹھا کر باہر نکل گئی ماریا ایک تخت پر بیٹھ کر موٹی عورت کا انتظار کرنے لگی کچھ دیر بعد کمرے کا ریشمی پردہ ایک طرف ہٹا اور موٹی عورت ایک تھیلی اٹھائے اندر آئی اس نے آواز دے کر پوچھا۔

اے رحم دل روح کیا تم کمرے میں ہی ہو۔؟

ماریا نے فوراً جواب دیا۔

ہاں میں اندر ہی ہوں کیا تم سونے کے سکے لے آئی ہو۔؟

موٹی عورت بولی۔

یہ پچاس ہزار سونے کے سکے حاضر ہیں۔

ماریا نے کہا۔

انہیں فرش پر رکھ دو۔

موٹی عورت نے سکوں کی تھیلی فرش پر رکھ دی اور خود پلنگ پر چڑھ کر بیٹھ گئی ماریا نے تھیلی اٹھالی موٹی عورت یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھیلی فرش پر پڑے پڑے ایک دم سے غائب ہوگئی تھی۔

ماریا نے کہا۔

اب تم آزاد ہو اب میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی۔

موٹی عورت نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

کیا اب تم کبھی میری جان نہیں لوگی۔ کیا اب میں زندہ رہوں گی۔؟

ماریا بولی۔

ہاں میں اب کبھی تمہاری جان نہیں لوں گی اب تم زندہ رہو گی مگر میری شرط یاد رکھنا اگر تم نے بھول کر بھی اس رقم کا ذکر کسی سے کیا تو میں اس وقت اسی جگہ آکر تمہارا گلا دبا کر ہلاک کر ڈالوں گی۔

نہیں نہیں ہرگز ذکر نہیں کروں گی میری موت نہیں آئی جو میں کسی سے اس کا ذکر کروں یہ سونے کے سکے اب تمہارے ہیں تم اس کی مالک ہو میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ تم نے میری جان بخشی کر دی اگر تم کہتیں کہ یہ سارا مکان اور اس مکان کی ساری چیزیں مجھے دے دو تو میں سب کچھ تمہارے حوالے کر دیتی۔

ماریا نے کہا۔

نہیں نہیں مجھے تمہارے مکان اور مکان کی بے کار چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ جس چیز کی مجھے ضرورت تھی وہ میں نے تم سے لے لی ہے اب تم آزاد ہو۔

موٹی عورت نے کہا۔

مگر اے نیک روح تمہیں ان سکوں کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی۔؟

ماریا نے ڈانٹ کر کہا۔

خاموش ، بدتمیز موٹی عورت اگر پھر کبھی ایسا سوال کیا تو میں تمہاری زبان کھینچ لوں گی معافی مانگو۔

موٹی عورت نے گڑگڑا کر کہا۔

میں معافی مانگتی ہوں مجھے معاف کردو مجھ سے غلطی ہوگئی حضور مجھے معاف کردو۔

ماریا بولی۔

بکواس بند کرو اب میں جا رہی ہوں۔

موٹی عورت نے کہا۔

حضور جاتی دفعہ کوئی نشانی ضرور دیتے جانا تا کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ

آپ چلی گئی ہیں آپ کی مہربانی ہوگی اور میری تسلی ہو جائے گی۔

ٹھیک ہے میں تمہیں نشانی دیتی جاؤں گی۔

ماریا نے سونے کے سکوں کی تھیلی اٹھا کر کندھے پر رکھی اور پاؤں سے جوتی نکال کر بڑے زور سے موٹی عورت کی موٹی گردن پر ماری وہ تڑپ کر بلبلا اٹھی۔

ہائے میں مر گئی۔

ماریا نے کہا۔

یہ ہے میری نشانی............اب میں جا رہی ہوں۔

ماریا مکان کے صحن میں آ گئی اب اسے نوکرانی کی تلاش تھی کیوں کہ یہ سارے سونے کے سکے ماریا نے اس نوکرانی کو دینے تھے تا کہ وہ بڑی دھوم دھام سے اپنی بچی کی شادی کرے صحن میں آکر ماریا نے دیکھا کہ نوکرانی پانی کا جگ لیے باورچی خانے کی طرف جا رہی تھی وہ بھی

باورچی خانے میں آ گئی نوکرانی چولہے کے پاس کھڑی کڑاہی میں
پانی ڈال رہی تھی وہاں اور کوئی بھی نہیں تھا ماریا نے آہستہ سے کہا۔
بہن میں تمہارے لیے سونے کے سکے لے آئی ہوں۔
نوکرانی نے چونک کر پیچھے دیکھا مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا ماریا وہاں
موجود تھی مگر اسے نظر نہیں آ سکتی تھی اس نے کہا۔
اے نیک دل روح کیا سچ مچ تو سونے کے سکے لے آئی ہے۔؟
ہاں میری بہن سکوں کی تھیلی میرے ہاتھ میں ہے میرے ساتھ اپنے
کمرے میں آؤ تاکہ تم وہاں سے احتیاط سے چھپا کر رکھ سکو۔
نوکرانی چپ چاپ باورچی خانے سے باہر نکل گئی ماریا اس کے ساتھ
ساتھ گئی نوکرانی ماریا کو لے کر مکان کے پیچھے اپنے کمرے میں لے
آئی یہ ایک غریب سا کمرہ تھا جس کے اندر سوائے ایک چار پائی کے
اور کچھ بھی نہیں تھا ماریا نے کہا۔

یہ لو میری بہن سونے سکوں کی تھیلی۔
ماریا نے تھیلی چار پائی پر رکھ دی نوکرانی نے اسے کھول کر دیکھا تو خوشی
سے اس کا چہرہ لال ہو گیا اور جب ماریا نے اسے بتایا کہ یہ پورے
پچاس ہزار سکے ہیں تو اس کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہا اس نے
کہا۔
نیک دل روح میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں تم نے مجھ پر
بہت بڑا احسان کیا ہے مگر یہ تو بہت سی دولت ہے میں اتنی دولت لے
کر کیا کروں گی۔؟
ماریا نے کہا۔
اچھی بہن تو نے ساری زندگی اس موٹی مالکن کی خدمت کی ہے جس کا
صلہ تمہیں سوائے جھڑکیوں کے کچھ نہیں ملا یہ دولت لے کر تم اپنے
گاؤں چلی جاؤ اپنی بچی کا بیاہ بھی کرو اور باقی زندگی آرام سے بسر

کرو۔

نوکرانی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

یہ دولت کہاں سے آئی ہے اے نیک روح کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ اس دولت کا مالک.........

ماریا نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

اس بارے میں تم بالکل فکر نہ کرو اس دولت کا مالک اس دنیا میں کوئی نہیں ہے یہ خدا نے تمہیں دی ہے تمہیں اس کے متعلق کبھی کوئی پوچھنے نہیں آئے گا تم بے فکر ہو کر اس دولت کو خرچ کر دو یہ میں تمہیں قول دیتی ہوں۔

نوکرانی نے جھک کر ماریا کا شکریہ ادا کیا ماریا نے اجازت لی اور مکان سے باہر نکل آئی جب وہ بڑے دروازے میں سے گزرنے لگی تو وہی موٹی گردن والا چوکیدار اسی جگہ دروازہ بند کیے کھڑا تھا ماریا کو شرارت

سوجھی اس نے چوکیدار کے کان میں کہا۔

دروازہ کھولو میں بھوت کی ماں ہوں۔

چوکیدار گھبرا گیا ایک بار پہلے بھی بھوت اسے اٹھا کر باہر پھینک چکا تھا ابھی وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ماریا نے زور سے اس کی کھوپڑی پر ایک دھپ جمادی چوکیدار وہاں سے چیخ مار کر بھاگ گیا ماریا نے ہنستے ہوئے دروازہ کھولا اور مکان سے باہر نکل گئی چار دیواری کے باغ میں سے اس نے اپنے گھوڑے کو کھولا اس پر سوار ہوئی اور باہر نکل گئی دن نکل آنے کی وجہ سے شہر میں رونق ہو گئی لوگ اپنے اپنے کام پر چلے جا رہے تھے مزدور مزدوری کی تلاش میں پھر رہے تھے اب ماریا وہاں سے سیدھی شہر سے دور پرانی سرائے والے کھنڈر میں پہنچنا چاہتی تھی تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ چین کے ولی عہد کے خلاف کیا کھچڑی پک رہی ہے ناشتہ اس نے مکان میں ہی کر لیا تھا شہر سے دور جا کر

ایک جگہ اس نے گھوڑے کو گھاس وغیرہ کھلا کر پانی پلایا اور پھر سفر پر
روانہ ہوگئی دوپہر تک وہ چلتی رہی آخر وہ اس کھنڈر کے پاس پہنچ گئی
وہاں ہر طرف خاموشی اور ویرانی چھائی ہوئی تھی کوئی گیدڑ بھی نظر نہیں آ
رہا تھا ماریا اینٹوں کے اس ڈھیر کے پاس آگئی جہاں اس نے ارژنگ
کو باہر نکلتے دیکھا تھا اور جہاں اس کے خیال میں زمین کے اندر
والے تہہ خانے کا دروازہ تھا گھوڑے کو چھوڑ کر وہ اینٹوں کے ڈھیر کے
آس پاس تہہ خانے کا دروازہ تلاش کرنے لگی اسے دروازہ کہیں بھی
نظر نہیں آرہا تھا وہ کچھ ناامیدی ہوگئی اسے خیال آنے لگا کہ اسے غلطی
لگ گئی ہے ارژنگ شاید ادھر سے نہیں آیا تھا............اور ہو سکتا
ہے کہ اس نے ورشا کو کسی اور جگہ چھپا دیا ہو۔

وہ واپس جانے کے بارے میں سوچنے لگی۔

ابھی وہ واپسی کے متعلق فیصلہ کر رہی تھی کہ اچانک اسے دور سے

گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی ماریا چونکی ہوگئی گھوڑے کے
ٹاپ کی آواز قریب سے قریب ہو رہی تھی ماریا جلدی سے اپنے
گھوڑے پر سوار ہوئی اور پرے ہٹ کر دیکھنے لگی کہ کون آ رہا ہے دور
اس نے ایک گھوڑسوار کو دیکھا جو سرائے کے کھنڈر کی طرف بڑھا چلا آ
رہا تھا۔

یہاں بھوت ہیں

گھوڑسوار کھنڈر کے قریب آ کر رک گیا۔

ماریا نے اسے جھٹ پہچان لیا وہ ارژنگ تھا ارژنگ کے گھوڑے کے
پیچھے کھانے کا طباق بندھا ہوا تھا ارژنگ نے رک کر دائیں بائیں
دیکھ کر یہ اطمینان کیا کہ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا جب اسے تسلی ہو گئی
کہ وہ اس جگہ اکیلا ہے تو آگے چل کر اینٹوں کے ڈھیر کے پاس آ گیا
ماریا اسی انتظار میں تھی وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی اس کے
گھوڑے کے ٹاپ کی آواز ارژنگ کو چوکنا کر سکتی تھی چنانچہ ماریا
خاموشی سے گھوڑے کو قدم قدم چلاتی ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے پیچھے
لے گئی یہاں اس نے گھوڑے کو باندھا اور نیچے اتر آئی اب اس کا
گھوڑا تو ظاہر ہو گیا تھا مگر وہ خود غائب تھی۔

وہ دبے پاؤں چلتی ہوئی اینٹوں کے ڈھیر کے قریب آ گئی ارژنگ
ایک جگہ سے اینٹیں اٹھا اٹھا کر دوسری طرف رکھ رہا تھا جب وہ کافی
اینٹیں اٹھا چکا تھا تو نیچے سے ایک کافی کھلا سوراخ نمودار ہوا ارژنگ

سوراخ میں داخل ہو گیا ماریا بھی اس کے پیچھے ہی داخل ہونے لگی تو
ارژنگ نے مڑ کر سوراخ کو بند کرنا شروع کر دیا ماریا پریشان ہو گئی
کیونکہ اب اگر وہ داخل ہوتی تو ارژنگ کے جسم کے ساتھ اس کا جسم
رگڑ کھا جاتا اور وہ پکڑی جاتی غار کے اندر داخل ہونا اس کے لئے
مشکل ہو گیا تھا ادھر ارژنگ جلدی جلدی سوراخ کو اینٹوں سے بند کر
رہا تھا ماریا نے سوچا کہ کون سی ایسی ترکیب کی جائے کہ ارژنگ وہاں
سے تھوڑی دیر کے لئے ہٹ جائے وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ
ارژنگ سوراخ بند کر کے اندر غائب ہو گیا۔

وہ بڑی حیران ہوئی کہ اس مکار اور چالاک شخص نے کس کس جگہ چھپنے
کے لئے غار تلاش کر رکھے ہیں سوال یہ تھا کہ وہ اندر کیسے داخل ہو
ظاہر ہے ورشا بھی اندر ہی تھی اور ارژنگ اس کے لئے کھانا لے کر آ
رہا تھا وہ خاموشی سے ایک طرف ہو کر پتھروں پر بیٹھ گئی اگر وہ اینٹیں

ہٹا کر اندر جاتی تو ارژنگ کو شک پڑ سکتا تھا پھر اسے خیال آیا کہ اگر وہ اندر جا کر دروازے کو بڑی احتیاط سے بند کر دے تو ارژنگ کو واپسی پر شک نہیں پڑ سکتا کیونکہ باہر بیٹھ کر ان لوگوں کا انتظار کرتے رہنا بھی فضول تھا۔

چنانچہ ماریا نے خدا کا نام لیا اور اینٹیں ہٹا کر غار کے اندر داخل ہوگئی اس نے اندر جا کر بڑی ہوشیاری سے اینٹیں ایک ایک کر کے اسی طرح دروازے پر چن دیں اور غار کے اندر آگے کو چلنے لگی اندر پہلے والے غار کی طرح اندھیرا تھا وہ آگے چلتے ہوئے گھبرانے لگی کیا خبر ورشا اور ارژنگ راستے میں ہی بیٹھے ہوں اور وہ ان سے ٹکرا جائے ایسی صورت میں ماریا کا پکڑا جانا یقینی تھا اگر ایک بار ماریا کو کسی نے پکڑ لیا تو پھر اس کا بچ کر نکلنا مشکل تھا ارژنگ کو تو پہلے ہی سے شک تھا کہ کوئی روح اس کا پیچھا کر رہی ہے۔

تھوڑی دور آگے چلنے کے بعد ماریا کو ارژنگ کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی وہ ایک جگہ رک کر باتیں سننے لگی۔ معلوم ہو رہا تھا کہ باتیں کوئی چھپ کر کر رہا ہے ایک بات سے اس کی تسلی ہوگئی تھی کہ ارژنگ اور ورشا اس کے راستے میں نہیں بیٹھے ہیں بلکہ کسی چار دیواری کے اندر چھپ کر باتیں کر رہے ہیں وہ دونوں کی باتیں سننے لگی آواز تو صاف سنائی دے رہی تھی لیکن الفاظ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے ویسے بھی وہ دونوں دھیمی آواز میں باتیں کر رہے تھے یہ آوازیں غار کی ایک دیوار کے پیچھے سے آ رہی تھیں ماریا اس دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی اس نے یہ معلوم کرنے کی سر توڑ کوشش کی کہ وہاں کون سی ایسی جگہ ہے جہاں کسی بٹن کے دبانے سے دیوار کی غار کا منہ کھل جائے مگر اسے سخت ناکامی ہوئی، دیوار میں جگہ جگہ ٹٹولنے کے بعد بھی وہاں کوئی بٹن نہ مل سکا۔

ماریا ناامید ہو کر بیٹھ گئی دونوں کی باتیں سننے کی اس نے لاکھ کوشش کی مگر اس کے پلے ہی کچھ نہیں پڑ رہا تھا ماریا کو اتنا تو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ وہ دونوں ولی عہد شہزادے کے خلاف سازش کر رہے ہیں مگر سازش کیا ہو رہی ہے یہ اسے معلوم نہ تھا یہی وہ معلوم کرنا چاہتی تھی اور بار بار اپنے کان دیوار کے ساتھ لگا دیتی لیکن کچھ پلے نہیں پڑ رہا تھا کافی دیر تک ان کی باتوں کی ہلکی ہلکی آواز آتی رہی پھر یہ آواز یک لخت بند ہو گئی ماریا سمجھ گئی کہ وہ لوگ باہر آ رہے ہیں اتنے میں دیوار اپنے آپ ایک جگہ سے الگ ہوئی اور اندر سے ارژنگ اور ورشا باہر آ گئے۔

باہر آ کر ارژنگ نے ورشا سے کہا۔

بس اب ہر شے اپنی اپنی جگہ پر تیار ہے صرف بانسری کے آنے کی دیر ہے جس روز محل سے آہ و بکا اور ماتم کی آوازیں آئیں سمجھ لینا یہ بہت

مشکل کام میں نے کر دیا ہے اور ولی عہد شہزادے کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔

ورشا نے پوچھا۔

کیا بانسری نے اپنا کام کرنا شروع کر دیا ہے؟

ارژنگ نے کہا۔

بانسری پر ہم نے ایک خاص موسیقی کی دھن کو اس قدر پکا کر لیا ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ ولی عہد ہماری اس سازش کے جال سے بچ کر نکل جائے۔

ورشا نے کہا۔

وہ تو سب ٹھیک ہو گیا مگر اب یہ سوال ہے کہ میں اس عذاب میں کب تک پڑی رہوں گی میرے دکھوں کی رات کب ختم ہو گی میں اس قبر سے کب باہر نکلوں گی۔؟

ارژنگ بولا۔

میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ تمہیں صبر کے ساتھ کچھ دن گزارنے
پڑیں گے شہر میں ہی نہیں بلکہ سارے ملک میں تمہاری تلاش ہو رہی
ہے جگہ جگہ فوج کے سپاہی چھاپے مار رہے ہیں کوئی جگہ سوائے اس
غار کے ایسی نہیں جہاں تمہاری تلاش نہیں ہو رہی ہو اس لئے کچھ دیر
صبر کر کے بیٹھی رہو جونہی حالات ذرا اچھے ہوئے میں یہاں سے خود
تمہیں نکال کر لے جاؤں گا۔

ورشا بولی۔

لیکن ارژنگ اس جگہ سے مجھے خوف آتا ہے۔

ارژنگ نے پوچھا۔

وہ کیوں؟ یہ غار بھی تو پہلے والے غار ہی کی طرح ہے یہاں سے تمہیں
خوف کیوں آنے لگا۔

ایسے لگتا ہے کہ یہاں کوئی ہر وقت مجھے دیکھتا رہتا ہے یہ بھی تمہارا وہم
ہے یہاں تو کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا میں باہر سے اچھی طرح دیکھ
بھال کر پورا اطمینان کرنے کے بعد اندر داخل ہوتا ہوں تم یہاں بے
فکر ہو کر رہو یہاں کوئی بھی نہیں آ سکتا۔

کھڑ کھڑ کھڑاک۔............

اس آواز نے ارژنگ اور ورشا کو چونکا دیا۔

دیکھا میں نہ کہتی تھی کہ یہاں بھی کوئی ہمارا پیچھا کر رہا ہے یہ آواز اب تم
نے اپنے کانوں سے سن لی ہے۔

شی............خاموش۔

ارژنگ نے دیوار کے ساتھ کان لگا دیے۔

باہر غار میں کسی کے چلنے کی آواز آ رہی ہے۔

ورشا چیخی۔

ہائے میں مرگئی یہ کوئی ضرور بھوت پریت ہے دیوتا کے لیے مجھے
یہاں سے لے جاؤ میں اب یہاں ایک پل بھی نہیں رہ سکتی۔
ارژنگ نے فوراً محسوس کیا کہ یہ بات اسے ورشا کے سامنے نہیں کرنی
چاہیے تھی کیونکہ اس کا ڈر جانا ایک قدرتی بات تھی اگرچہ ورشا ایک
چالاک اور مکار عورت تھی پھر بھی وہ ایک کمزور دل عورت تھی اور اگر
ڈر کر وہ یہاں سے نکل گئی تو ضرور پکڑی جائے گی اور پھر ارژنگ کی
بھی خیر نہیں کیوں کہ وہ سپاہیوں کے ظلم وتشدد سے گھبرا کر ضرور بول
پڑتی اس نے جلدی سے کہا۔
میں ابھی باہر دیکھ کر آتا ہوں۔
ارژنگ دیوار میں سے گزر کر باہر غار میں آگیا غار کے اندر اس نے
چل پھر کر اچھی طرح دیکھا اسے کہیں بھی کوئی شخص دکھائی نہ دیا مگر
ماریا ایک جگہ چھپ کر کھڑی اسے دیکھے جا رہی تھی .... ارژنگ

واپس دیوار کے اندر سے ہو کر غار کے دوسری جانب آگیا ورشا نے
بے تابی سے پوچھا۔
کون تھا ارژنگ۔؟
ارژنگ نے مسکرا کر کہا۔
تمہارے ساتھ میں بھی پاگل ہو گیا تھا بھلا اس خفیہ غار میں کون آسکتا
ہے میں نے پوری تسلی کر لی ہے وہاں کوئی بھی نہیں ہے۔
تو پھر وہ قدموں کے چلنے کی آواز کیسی تھی۔؟
یہ محض میرا وہم تھا۔
مگر مجھے وہ کسی شے کے گرنے کی آواز کیسی سنائی دی تھی۔؟
میرا خیال ہے وہ غار کی چھت پر سے کوئی پتھر گر پڑا ہوگا۔
یہ بڑے پرانے غار ہیں ان کے اندر چھت پر سے کبھی کبھی پتھر گرتے
ہی رہتے ہیں۔

کیا تم سچ کہہ رہے ہو ارژنگ۔؟

تو اور کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں بھئی تمہارے آگے مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے اچھا تم نے کھانا کھا لیا اب میں جاتا ہوں کل اسی وقت پھر تمہارے لیے کھانا لے کر آؤں گا اور شاید شہزادے کے بارے میں بھی کوئی خبر لاؤں کیونکہ میرا خیال ہے کمالا مجھے آج نہیں تو کل ضرور سانپ لے کر آنے کا پیغام بھیجے گی۔

ورشا بولی۔

ارژنگ مجھے تو سچ بڑا ڈر محسوس ہو رہا ہے میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں مجھے یہاں سے نکال کر لے جاؤ میں یہاں زندہ نہیں رہ سکتی۔

تم تو دیوانی ہوتی جا رہی ہو بھلا اس وقت میں تمہیں کیسے نکال کر لے جاؤں؟ اور پھر لے جاؤں بھی کہاں کس جگہ؟ اگر پہلے تم نے اس قسم کے ڈر کا رونا رویا ہوتا تو میں کوئی بندوبست بھی کر لیتا لیکن اس وقت

اچانک کیا ہو سکتا ہے پہلے ہی بڑی مشکل سے تمہیں یہاں تک لایا ہوں۔

خدا کے لئے مجھے اپنے ساتھ شہر لے چلو میں بھیس بدل کر تمہارے ساتھ شہر چلی چلتی ہوں۔

یہ غلط بات ہے تمہیں ضرور کوئی نہ کوئی پہچان لے گا اور تمہارے ساتھ میری جان پر بھی بن جائے گی۔

میں آدھی رات کے اندھیرے میں تمہارے ساتھ نکل جاتی ہوں رات کے اندھیرے میں تو ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا۔

احمق عورت، رات کے وقت تو شہر کے اندر اور باہر جگہ جگہ فوج کے سپاہی گشت کرتے ہیں اور ہر آنے جانے والے سے پوچھ گچھ کرتے ہیں رات کے وقت تو یہاں سے نکلنا بہت ہی خطرناک ہے۔

تو پھر میں کیا کروں کدھر جاؤں میرا دل بے حد گھبرا رہا ہے یہاں تو

میں ایک رات بھی اب زندہ نہیں رہ سکتی۔

ارژنگ نے ذرا ڈانٹ کر کہا۔

بس اب خاموش رہو اگر تم نے پھر یہاں سے نکلنے کا شور مچایا تو میں بری طرح سے پیش آؤں گا تم خاموشی سے اسی جگہ چھپی رہو میں ابھی تمہیں یہاں سے باہر نہیں نکال سکتا.......... جب وقت آئے گا تو اپنے آپ تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔

ورشا رونے لگی۔

تم مجھے ڈانٹ کیوں رہے ہو میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے میں نے تو صرف تم لوگوں اور اپنے قبیلے کے سردار کے لئے اپنی زندگی سخت خطرے میں ڈال لی ہے ورنہ میں آج ایک آزاد اور عزت دار شہری کی طرح باہر نکل کر زندگی بسر کرتی۔

ارژنگ کو محسوس ہوا کہ اسے غصے نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ اگر ورشا

ناراض ہوگئی اور بدلہ لینے کے لئے اس نے بادشاہ کو سب کچھ بتا دیا تو اس کی کم بختی آ جائے گی بادشاہ ورشا کی تو جان بخشی کر دے گا مگر ارژنگ کو کبھی معاف نہیں کرے گا اس نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

میرا مطلب تمہیں ڈانٹنا نہیں تھا ورشا بہن میں تو ذرا اس لئے غصے میں آ گیا تھا کہ تمہیں اپنے قبیلے کے لوگوں اور سردار کی عزت کا بھی ذرا خیال نہیں بس تمہیں اپنی جان کی فکر کھائے جا رہی ہے؟ ذرا سوچو تو جب سردار کو معلوم ہوگا کہ ورشا نے اپنی جان کس قدر مصیبت میں ڈال کر وقت کاٹا اور چین کے ولی عہد کو ہلاک کر کے ہی دم لیا تو تمہاری کس قدر وطن میں عزت و آبرو نہیں ہوگی لوگ تمہیں اپنی دیوی سمجھیں گے تمہیں اپنے سروں پر اٹھاتے پھریں گے اور اگر انہیں یہ معلوم ہوا کہ تم ڈر کر بھاگ گئی ہو اور کام کو بیچ میں ادھورا ہی چھوڑ دیا

ہے تو انہیں کسی قدر صدمہ نہیں ہوگا یادرکھو قوم اور قبیلے کا سردار تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔

ورشا پر ان باتوں کا بہت اثر ہوا اس نے کہا۔

تم ٹھیک کہتے ہو ارژنگ مجھے گھبرانا نہیں چاہیے مجھے ہمت سے کام لینا چاہیے اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر میں گھبرا گئی تو میری قوم اور قبیلے کا سردار ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔

لوگ تمہیں ہمیشہ برے نام سے یاد کریں گے۔

نہیں نہیں ارژنگ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی میں حوصلے اور بہادری سے کام لوں گی تم بے شک ابھی چلے جاؤ میں جب تک حالات اچھے نہیں ہو جاتے اسی جگہ رہوں گی اور اپنی قوم اور اپنے ملک اور اپنے سردار کی عزت کے لئے اپنی جان بھی قربان کردوں گی مگر پیچھے نہیں ہٹوں گی۔

ارژنگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ ورشا سیدھے راستے پر آ گئی تھی اس کی ڈھلمل طبیعت کو دیکھ کر اسے تسلی ہوگئی اس نے ورشا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

شاباش ورشا بہن، تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم ہن قوم کی ایک بہادر اور غیرت مند خاتون ہو تمہیں اپنے وطن کی نیک نامی اور سردار کی سر بلندی اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہے اچھا اب میں جاتا ہوں کل پھر آؤں گا۔

ٹھیک ہے ارژنگ تم بے شک جاؤ، میں تمہاری بڑی بہادری کے ساتھ یہاں رہ کر انتظار کروں گی۔

ارژنگ دیوار کے سوراخ میں سے باہر آیا ماریا اسی جگہ کھڑی دیوار کے ساتھ کان لگائے ان کی باتیں سن رہی تھی ارژنگ کو دیوار کے قریب آتا محسوس کر کے ماریا پرے ہٹ کر کھڑی ہوگئی ارژنگ باہر نکل کر

غار میں سے گزر کر باہر نکل گیا اور اس نے سوراخ کو دوبارا اینٹوں
سے چن دیا۔

جاسوسہ کی موت

ماریا ایک بار پھر غار کے اندر اکیلی رہ گئی۔
وہ دیوار میں سے اس سوراخ کو تلاش کرنے لگی جس میں سے نکل کر
ارژنگ باہر آیا تھا اور جس کے اندر ورشا چھپی ہوئی تھی اس نے فیصلہ
کرلیا تھا کہ وہ ورشا کے سامنے جا کر اسے قابو کر لے گی اور اس سے

یہ معلوم کر کے رہے گی کہ ولی عہد شہزادے کو کس طرح ہلاک کیا جا رہا
ہے یہ اس کا آخری فیصلہ تھا کچھ دیر تلاش کرنے کے بعد وہ رک گئی
اسے باہر گھوڑوں کے سموں کی آوازیں سنائی دیں ایسے لگتا تھا کہ
بہت سے گھوڑ سوار کھنڈر کی طرف آ رہے ہیں ماریا جلدی سے غار کے
منہ پر آئی اس نے اینٹیں ادھر اُدھر ہٹا کر باہر دیکھا باہر کوئی بھی نہیں تھا
مگر قریب سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں آ رہی تھیں اندر رہنا
اب خطرے سے خالی نہیں تھا۔
ماریا کے دل نے کہا فوراً یہاں سے باہر نکل چلو ماریا جلدی سے غار
کے سوراخ میں سے باہر آئی اس کا باہر نکلنا ہی بہتر تھا اور اس کے حق
میں اچھا تھا کیوں کہ باہر سپاہیوں کا ایک دستہ اپنے سردار کے ساتھ
آن موجود ہوا تھا صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کسی نے ورشا کی مخبری کر دی
تھی اور سپاہی اس کی تلاش میں ٹھیک جگہ پر پہنچ گئے تھے کیوں کہ سپاہی

ٹھیک غار کے دروازے یعنی اینٹوں کے ڈھیر کے پاس آ گئے سردار نے کہا۔

اس ڈھیر کو پرے ہٹا دیا جائے اس جگہ وہ غار ہے جس کے اندر ورشا چھپی ہوئی ہے۔

سپاہیوں نے اینٹوں کو اٹھانا شروع کر دیا تھوڑی سی اینٹیں ہٹانے کے بعد ہی غار کا دہانہ دکھائی دینے لگا سردار نے خوش ہو کر کہا۔

کچھ سپاہی اس غار کے اندر اتر جائیں اور ورشا کو زندہ یا مردہ پکڑ کے لے آئیں۔

چھ سپاہی غار کے اندر مشعلیں جلا کر تلواریں ہاتھوں میں لیے اتر گئے باقی سپاہی غار کے باہر کھڑے رہے ماریا بھی ایک طرف دیوار کے ساتھ لگی رہی اور تماشہ دیکھنے لگی کہ کیا ہوتا ہے اسے یقین تھا کہ سپاہی غار کے چپے چپے کو اکھاڑ کر رکھ دیں گے اور ورشا کو زمین کے اندر سے

بھی نکال لائیں گے کیوں کہ کسی مخبر نے بالکل صحیح خبر دی تھی۔

سپاہیوں نے غار کے اندر جا کر دیواروں پر تلواریں اور بھالے مارنے شروع کر دیے یہ غار کوئی زیادہ بڑا غار نہیں تھا آخر وہ اس دیوار کے پاس پہنچ گئے جس کی دوسری طرف ورشا سہمی بیٹھی تھی ورشا نے بھی سپاہیوں کی آوازیں سن لی تھیں انہوں نے نیزے مار مار کر مشعلوں کی روشنی میں دیوار کو گرا دیا دوسری طرف ورشا بلی کی طرح ڈری ہوئی بیٹھی تھی سپاہیوں نے آگے بڑھ کر اسے گرفتار کر لیا وہ ورشا کو لے کر غار سے باہر آ گئے سردار نے جب ورشا کو دیکھا تو خوش ہو کر بولا۔

میرے بہادر سپاہیو تم نے ایک وطن کی دشمن عورت کو پکڑا ہے اس عورت نے ہمارے ولی عہد شہزادے کو قتل کرنے کی سازش کی تھی اسے ہم بادشاہ کے پاس لے چلیں گے اور تمہیں انعام و کرام دلایا جائے گا۔

انہوں نے ورشا کو ایک گھوڑے پر بٹھا کر رسیوں سے جکڑ دیا اور سر پٹ گھوڑے دوڑاتے دارالحکومت کی سمت روانہ ہوگئے ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ گھوڑا دوڑائے چل پڑی وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ ورشا کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے اور کیا وہ ولی عہد کی سازش کے بارے میں بادشاہ کو کچھ بتاتی ہے یا نہیں؟ اس کا سفید گھوڑا ابھی سپاہیوں کے ساتھ ساتھ بھاگ رہا تھا۔

ماریا بھی فوج کے دستے کے ساتھ ہی شہر میں داخل ہوگئی ....سپاہی شاہی محل میں آگئے ماریا بھی محل کی چاردیواری کے اندر آگئی اب وہ چاہتی تھی کہ اپنے گھوڑے کو کسی جگہ پر چھپا دے تاکہ واپسی پر وہ اسے آسانی سے لے کر شہر میں اپنے بھائی عنبر اور ناگ کو تلاش کرسکے اسے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ عنبر اور ناگ اسی شاہی محل کے ایک کمرے میں رہ رہے ہیں۔

ورشا کو اسی وقت بادشاہ فامانچو کے سامنے پیش کردیا گیا بادشاہ اپنے ولی عہد شہزادے کی دشمن عورت کو دیکھ کر سخت غصے میں آگیا وہ تخت پر سے اتر کر ورشا کے پاس آیا اور اپنی خوفناک آنکھوں سے اسے گھور کر بولا۔

اس بدبخت عورت کو تہہ خانے میں لے جا کر ڈال دو میں آج رات اس سے خود پوچھنے آؤں گا کہ اس کے ساتھی اس شہر میں کہاں کہاں رہتے ہیں؟

ورشا بت بنی کھڑی رہی سپاہی اسے پکڑ کر لے گئے اور انہوں نے اسے اس تہہ خانے میں لے جا کر ڈال دیا جہاں قیدیوں کو اذیت دے کر ان سے راز اگلوائے جاتے تھے یہاں شکنجے لگے تھے دیواروں میں نیزے لگے تھے اور قسم قسم کی اذیت دینے کا ساز و سامان نصب تھا

ماریا نے جب بادشاہ کا حکم سنا تو وہ شاہی محل کی چھت والی بارہ دری

میں آ گئی یہاں وہ رات کا پہلا حصہ گزارنا چاہتی تھی تاکہ آدھی رات کے وقت واپس تہہ خانے میں جا کر ورشا کا حال دیکھ سکے۔

ورشا کو تہہ خانے میں پھینک کر سپاہی باہر گئے تو وہ دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی اس کو یقین ہو گیا کہ اس کی موت کا وقت آ گیا ہے اور اس کی زندگی کے دن پورے ہو گئے ہیں لیکن یہ موت بڑی تکالیف دہ تھی اس کو اذیت دے کر مارا جا رہا تھا........ بادشاہ نے بڑی سنگدلی سے اسے مارنا تھا ہو سکتا کہ اس کے جسم کا ایک ایک ٹکڑا الگ الگ کاٹ دیا جائے وہ ایسی دردناک موت نہیں مرنا چاہتی تھی یہاں اسے کوئی بچا بھی نہیں سکتا تھا اسے یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں بادشاہ کی بھیانک اذیت سے گھبرا کر وہ ارژنگ یا کسی دوسرے کا نام نہ لے لے اس طرح سے قوم کے ساتھ غداری ہو گی اور ہن قوم کے غیور بیٹے اسے کبھی معاف نہیں کریں گے وہ نسلوں تک ورشا کا نام ایک غدار کی

حیثیت سے لیں گے ورشا یہ نہیں چاہتی تھی تو پھر وہ کیا کرے۔؟

خودکشی۔!

اچانک ورشا کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ اسے خودکشی کر لینی چاہیے حالاں کہ وہ موت سے بہت ڈرتی تھی مگر اسے اپنی قوم اور اپنے وطن کی عزت کا بھی بڑا خیال تھا خودکشی کر لینے سے اس کی قوم کی عزت باقی رہ جاتی تھی اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ختم کر لے گی مگر چین کے بادشاہ کے ظلم اور اذیت سے تنگ آ کر غداری کرنے کا خطرہ مول نہیں لے گی۔

اب سوال یہ تھا کہ وہ کس طرح سے خودکشی کرے؟ تہہ خانے میں قیدیوں کو اذیت دینے کا سامان بکھرا ہوا تھا اس نے سوچا کہ وہ دیوار میں لگے ہوئے نیزے کو اپنے سینے میں اتارے، مگر اس کی اسے ہمت نہ پڑی اس نے سوچا کہ کیوں نہ وہ اپنا گلا گھونٹ لے اس نے

اپنا گلا گھونٹنا چاہا مگر اس کا جب سانس گھٹنے لگا تو اس نے اپنا ہاتھ گردن پر سے ہٹا لیا۔

آخر وہ کس طرح اپنے آپ کو ہلاک کرے۔؟

ایک دم اسے خیال آیا کہ اس کے پاس تو زہر موجود ہے اصل میں ارژنگ اور ورشا کے ساتھ ساتھ دوسرے بن گوریلوں کو قبیلے کے سردار کی طرف سے زہر کی ایک خاص پڑیا ملی ہوئی تھی انہیں ہدایت کی گئی تھی کہ اگر کبھی وہ یہ دیکھیں کہ اب ان کا مر جانا ہی ملک اور قوم کے لئے مفید ہے تو وہ فوراً زہر کھا کر مر جائیں اور اپنی قوم اور وطن پر قربان ہو جائیں ورشا نے زہر کی پڑیا اپنی قمیض کی آستین کے اندر چھپا کر رکھی ہوئی تھی اس نے آستین کی سلائی ادھیڑ کر زہر کی پڑیا باہر نکال لی یہ زہر کچھ اس قسم کا تھا کہ اسے کھا کر انسان پر بے ہوشی چھا جاتی تھی اور وہ بے ہوشی میں ہی مر جاتا تھا ورشا کو اس قسم کی موت سے ڈر نہیں

لگتا تھا۔

اس نے زہر کی پڑیا پتھروں کے نیچے چھپا دی اور تہہ خانے کے لوہے کی سلاخوں والے دروازے کے پاس جا کر پہرے دار سے کہا۔

مجھے پیاس لگی ہے۔

پہرے دار نے پانی کا کٹورا اندر تھما کر کہا۔

او پی لو، شاید یہ تمہاری زندگی کا آخری پانی ہے۔

پہرے دار نے بالکل ٹھیک کہا تھا وہ پانی کے چند گھونٹ ورشا کی زندگی کے آخری گھونٹ تھے وہ پانی کا کٹورا لے کر قید خانے کے فرش پر آ کر بیٹھ گئی پہرے دار کی نظریں بچا کر اس نے پتھروں کے نیچے سے زہر کی پڑیا نکال کر پانی میں زہر ملا لیا اب اس کے سامنے کٹورے میں زہر پڑا ہوا تھا۔

یہ اس کی زندگی کے آخری سانس تھے جو وہ لے رہی تھی زندگی کے

آخری لمحوں میں اس نے اپنی ماں کو یاد کیا بھائیوں اور باپ کو یاد کیا
اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر اس نے اپنی قوم اور اپنے قبیلے کے
سردار کو یاد کیا اس نے سوچا کہ وہ اپنے ملک اور اپنے وطن پر قربان ہو
رہی ہے اتنے میں دروازے پر آہٹ ہوئی ورشا نے دیکھا پہریدار
دروازہ کھول رہا تھا دروازے کے کھلتے ہی بادشاہ فوما نچوا اپنے وزیر اور
ایک جلاد کے ساتھ اندر آ گیا اس نے ورشا پر نفرت کی ایک نظر ڈالی
اور کہا۔

اے بدنصیب عورت اگر تو ہمیں یہ بتا دے کہ تمہارے ساتھ اور کون
کون لوگ ہیں اور وہ یہاں کس جگہ چھپے ہوئے ہیں تو ہم تمہیں معاف
کر دیں گے۔

ورشا نے کہا۔

اے بادشاہ، میں اپنی قوم اور اپنے قبیلے سے کبھی غداری نہیں کروں گی

میں تمہیں کبھی یہ نہیں بتاؤں گی کہ میرے ساتھی کون ہیں اور وہ یہاں
کس کس جگہ پر کام کر رہے ہیں۔

بادشاہ نے طیش میں آ کر کہا۔

بد بخت عورت اگر تو نے نہ بتایا تو تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی کاٹ
دی جائے گی تمہیں بری طرح اذیت دے کر مارا جائے گا اور پھر تمہارا
گوشت بھوکے کتوں کے آگے ڈال دیا جائے گا، اگر تو اپنی زندگی
چاہتی ہے تو اب بھی وقت ہے ہمیں بتا دے کہ تمہارے ساتھی کہاں
رہتے ہیں ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔

ورشا نے مسکرا کر کہا۔

اے بادشاہ اگر تو ایک بار چھوڑ کر دس ہزار بار بھی میرے بدن کی بوٹی
بوٹی کاٹ ڈالے تو میں پھر بھی تمہیں یہ نہیں بتاؤں گی کہ یہاں میرے
ساتھی کہاں کہاں ہیں میں اپنی قوم سے کبھی غداری نہیں کروں گی۔

وزیر نے کہا۔

کیا تو اس بات کو مانتی ہے کہ تمہارے ساتھی جو کہ شہنشاہ چین کے
دشمن ہیں اس شہر میں کام کر رہے ہیں۔؟

ورشا بولی۔

نہ صرف کام کر رہے ہیں بلکہ تمہارے شہزادے ولی عہد کے خلاف
ایک بہت بڑی سازش کر رہے ہیں اور وہ اپنی سازش میں اس دفعہ
ضرور کامیاب ہوں گے۔

بادشاہ اپنے شہزادے کے بارے میں اس قسم کی بات سن کر لرز اٹھا اس
نے غضب ناک ہو کر کہا۔

اگر تو نے ان لوگوں کے نام نہ بتائے تو میں تجھے زندہ آگ میں ڈال
دوں گا میں تجھ پر کتے چھوڑ دوں گا۔

اے بادشاہ تو چاہے جو کچھ کر لے میں تجھے ہرگز ہرگز یہ نہ بتاؤں گی کہ

میرے ساتھی تمہارے خلاف کیا سازش کر رہے ہیں اگر تو مجھے ہلاک
کر دے گا تو تمہارا بیٹا بھی موت کے پنجے سے نہ بچ سکے گا موت اس
کے سر پر بھی منڈلا رہی ہے۔

بادشاہ نے چیخ کر کہا۔

اس عورت کو دیوار کے ساتھ کھڑی کر کے اس کے جسم میں لوہے کے
کیل گاڑھ دیے جائیں۔

جلاد ایک دم آگے بڑھا ورشا نے سوچا کہ اب وقت آ گیا ہے اس نے
بڑی عاجزی سے کہا۔

اگر اجازت ہو تو میں ایک گھونٹ پانی اس کٹورے میں سے پی لوں۔

ہرگز نہیں۔

بادشاہ نے چیخ کر کہا ورشا نے سوچا کہ اب اگر ایک پل کی بھی سستی
سے کام لیا گیا تو سارا کام چوپٹ ہو کر رہ جائے گا پھر وہ زہر نہ پی

سکے گی اور بادشاہ اسے اتنی اذیت دے گا کہ ہو سکتا ہے وہ گھبرا کر اپنے ساتھیوں کے نام بتا دے کیونکہ بادشاہوں کی اذیت سے بڑے بڑوں کا دل گردہ جواب دے جاتا ہے اس سے پہلے کہ جلاد آگے بڑھے ورشا نے پلک جھپکنے میں زمین پر سے پانی کا کٹورا اٹھا کر ہونٹوں کے ساتھ لگا لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے کا سارا زہر پی لیا جلاد نے لپک کر ہاتھ مارا اور کٹورا ورشا کے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا مگر وہ زہر پی چکی تھی زہر کے پیتے ورشا پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور وہ زمین پر دھڑام سے گر پڑی بادشاہ نے گرج کر کہا۔

پانی میں اس نے کیا پیا ہے؟ اسے پانی کس نے دیا تھا۔؟

جلاد نے کٹورے کی سونگھ کر کہا۔

بادشاہ سلامت اس میں زہر کی بو آ رہی ہے۔

اسے زہر کس نے لا کر دیا تھا۔

حضور کسی میں اتنی جرات نہیں کہ اسے زہر لا کر دے ضرور اس نے زہر کہیں چھپا کر رکھا ہو گا۔

اسے فوراً شاہی حکیم کے پاس لے جایا جائے۔

ورشا کو اٹھا کر شاہی حکیم کے پاس لے جایا گیا مگر وہ مر چکی تھی بادشاہ کو بے حد افسوس ہوا کہ وہ بادشاہ کے دشمنوں کا اتہ پتہ بتائے بغیر مر گئی اس نے حکم دے دیا کہ شہر میں فوج کی سرگرمیاں تیز کر دی جائیں بن گوریلوں کا کھوج لگانے کے لئے نئی فوج بھرتی کی جائے اور جس پر ذرا سا بھی شک ہو اسے فوراً گرفتار کر کے بادشاہ کے حضور پیش کیا جائے۔

صبح ہوئی دن کی روشنی پھیلی تو ماریا محل کی چھت والی بارہ دری سے اٹھ کر نیچے محل کے صحن میں آ گئی یہاں سے وہ بادشاہ کے تہہ خانے میں جانے ہی والی تھی کہ اسے پتہ چلا کہ ورشا نے زہر کھا کر اپنے آپ کو

ہلاک کر دیا ہے اسے حیرانی بھی بہت ہوئی اور اس نے ورشا کی بہادری کی تعریف بھی کی اس نے اپنے وطن اپنی قوم اور اپنے قبیلے کے عوام کے ساتھ غداری نہیں کی اور اپنی جان دے دی اب ماریا کا محل میں کوئی کام نہیں تھا وہ فوراً اب ارژنگ کی حویلی میں جا کر یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس پر ورشا کی موت کا کیا اثر ہوا ہے؟ اور وہ کہاں ہے ماریا نے گھوڑا وہیں محل کے صحن میں چھوڑا اور ارژنگ کے مکان کی طرف روانہ ہو گئی ارژنگ کو ابھی ورشا کی موت کی خبر نہیں ملی تھی۔

ماریا نے اسے دیکھا کہ وہ اپنی دکان کے اندر ایک لکڑی کے تخت پوش پر بیٹھا ایک مریض آدمی کی ٹانگ کے زخم کو دیکھ رہا ہے ماریا چپکے سے اس کے پاس ہی ایک کرسی پر آ کر بیٹھ گئی ارژنگ زخم پر مرہم لگا کر اسے رخصت کر رہا تھا کہ ایک نیلی آنکھوں اور الو کی شکل والا آدمی

دکان کے اندر داخل ہوا ارژنگ اسے دیکھ کر مکان کے پچھلے کمرے میں آ گیا وہ آدمی بھی ارژنگ کے پیچھے پیچھے کمرے میں چلا گیا ماریا سمجھ گئی کہ یہ شخص ارژنگ کو ورشا کی موت کی خبر دینے آیا وہ بھی دونوں کے ساتھ ہی اندر چلی گئی۔

موٹی باورچن

الو کی شکل والے نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

ورشا نے زہر کھا کر خودکشی کر لی ہے۔

ارژنگ حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو زرخان۔؟

سچ کہہ رہا ہوں کسی غدار نے ہماری جاسوسی کر دی شاہی فوج نے خفیہ کھنڈر میں چھاپہ مار کر ورشا کو گرفتار کر لیا وہ اسے لے کر شاہی قید خانے میں چلے گئے جہاں اس نے زہر کھا کر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا۔

ارژنگ ادھر اُدھر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔

یہ تو بہت برا ہوا ورشا کا مرنا ہمارے لیے اچھا ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو مار کر ہمارے راز کی حفاظت کی ہے مگر بری بات یہ ہوئی ہے کہ شاہی جاسوس ہمارے پیچھے لگا ہے اسے ہماری ایک ایک بات کا علم ہو رہا ہے کوئی عجب نہیں کہ انہیں ہمارے اس ٹھکانے کا بھی پتہ چل گیا ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے ٹھکانے فوراً بدل دینے چاہئیں ہم میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔

ہاں تم ٹھیک کہتے ہو تم فوراً یہ شہر چھوڑ کر کسی دوسرے شہر چلے جاؤ میرا ابھی یہاں رہنا ضروری ہے جب تک ولی عہد شہزادے کا کام تمام نہیں ہوتا میں یہاں سے نہیں جا سکتا لیکن تم فوراً یہ شہر چھوڑ دو ورشا کے بارے میں سردار کو اطلاع جتنی جلدی ہو سکے پہنچا دی جائے۔

الو کی شکل والے نے کہا۔

اگر یہ بات ہے تو شاہی محل میں کمالا کا بھانڈا ابھی پھوٹ سکتا ہے اس کے بارے میں اگر شاہی محل میں کسی کو معلوم ہو گیا کہ وہ جن قوم کی گوریلا ہے تو پھر ہمارا سارا کام چوپٹ ہو جائے گا ہمارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا ہم شہنشاہ چین کا تختہ نہ الٹ سکیں گے۔

میرا خیال ہے ایسا نہیں ہوگا کمالا کے بارے میں کسی کو کانوں کان خبر

نہیں ہے اسے بے حد پر اسرار حالات میں شاہی محل میں روانہ کیا گیا ہے اور پھر وہ خود بڑی ہوشیار عورت ہے۔

مگر ارژنگ اگر اس کا بھانڈا ابھی پھوٹ گیا تو کیا ہوگا؟

ہوگا کیا، وہ بھی زہر کھالے گی اور کیا ہوگا آخر اسے زہر کس دن کے لئے دیا ہوا ہے۔؟

لیکن ہماری سازش ناکام ہو جائے گی۔

سازش اگر ایک بار ناکام ہو گی تو دوسری بار ہم کوشش کریں گے ہم ہر ممکن طریقے سے ولی عہد کو ہلاک کریں گے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر ہی دم لیں گے۔

دیوتا ہمارے نگہبان ہوں، میں اب جاتا ہوں۔

فوراً جاؤ اور اس شہر سے کسی دوسرے شہر میں مکان بدل لو تمہارے لئے یہاں خطرناک ہے کیونکہ تم بیچ بازار میں کام کرتے ہو۔

ایسا ہی ہوگا ارژنگ میں آج شام ہی اس شہر سے کوچ کر جاؤں گا۔

الوکی ناک والا یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد ارژنگ پریشان ہو کر کمرے میں ٹہلتا رہا پھر وہ ساتھ والے کمرے میں گیا اور اس نے وہاں سے ایک مرتبان لا کر تخت پوش پر رکھ دیا اس مرتبان میں کوئی بڑا ہی زہریلا سانپ بند تھا ارژنگ نے سانپ نکال کر اسے غور سے دیکھا اور پھر مرتبان میں بند کر دیا۔

یہ سب کچھ ماریا کمرے میں ایک طرف کھڑی چپ چاپ دیکھ رہی تھی اس نے اس دوران میں کوئی آواز نہ نکالی تھی کسی قسم کی حرکت نہیں کی تھی ارژنگ کے سانپ نکالنے سے اس کا ماتھا ٹھنکا یہ شخص سانپ سے کیوں کھیل رہا تھا؟ اس سے پہلے تو اس نے کبھی سانپوں میں دلچسپی نہیں لی تھی ماریا سوچنے لگی اور بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش

کرنے لگی اسے خیال آیا کہ وہ ارژنگ کو پریشان کر کے اس سے راز
اگلوانے کی کوشش کرے مگر ایسا ذرا مشکل تھا اس لئے کہ یہ لوگ کسی کو
راز بتانے کی جگہ زہر کھا کر مر جانا زیادہ پسند کرتے تھے۔

ارژنگ کو پریشان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا..........ماریا
ارژنگ کے کمرے سے باہر آ گئی اس نے سوچا کہ اسے شاہی محل میں
جا کر مکار عورت کملا کی نقل و حرکت پر غور کرنا چاہیے کیونکہ اب جو کچھ
کرنا ہے کملا نے ہی کرنا ہے پھر اسے بانسری کا خیال آیا جو ارژنگ
نے کملا کے ذریعے شاہی محل میں ولی عہد شہزادے تک پہنچا دی تھی
آخر اس بانسری کا راز کیا تھا۔؟ یہ لوگ بانسری پر اس قدر زور کیوں
دے رہے تھے ضرور اس میں کوئی گہرا راز چھپا ہوا تھا ماریا نے شاہی
محل میں جا کر کملا کو دیکھنے اور اس کی نقل و حرکت پر غور کرنے کا فیصلہ
کر لیا۔

وہ ارژنگ کی حویلی سے نکل کر شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئی۔

شہر کے گنجان بازاروں اور گلی کوچوں سے نکل کر وہ کھلے میدان میں آ
گئی جہاں ایک خوش نما پہاڑی کے دامن میں شاہی محل کھڑا مسکرا رہا
تھا دھوپ خوب چمک رہی تھی ماریا چونکہ غائب تھی اور اسے کوئی دیکھ
نہیں سکتا تھا اس لئے وہ بڑے اطمینان سے بازاروں اور گلی کوچوں
میں سے گزرتی ہوئی شاہی محل کے دروازے پر آ گئی شاہی محل کے
دروازے پر بڑا سخت پہرہ لگا ہوا تھا لیکن ماریا تو بڑی آسانی سے اندر
جا سکتی تھی اسے کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔

چنانچہ وہ آگے بڑھ کر محل کے دروازے میں سے گزر گئی اب وہ حرم کی
طرف آ گئی اس طرف ملکہ کا محل تھا ملکہ کے محل کے باہر بھی بڑا سخت
پہرہ لگا ہوا تھا ماریا سب کی آنکھ بچا کر یہاں سے بھی نکل گئی اب وہ
شاہی حرم کی سیڑھیاں چڑھتی اوپر والے چبوترے پر آ گئی یہاں ایک

جگہ ملکہ کا خاص کمرہ تھا ماریا اس کمرے کے باہر آ کر کھڑی ہوگئی دروازہ اندر سے بند تھا وہ کان لگا کر سننے لگی کہ اندر کیا ہو رہا ہے؟ اندر سے کوئی خاص آواز آ رہی تھی صرف کسی وقت بانسری کی آواز آ کر گم ہو جاتی ماریا سمجھ گئی کہ یہ وہی بانسری ہے جس کے بارے میں وہ بہت کچھ سن چکی ہے اسے خواہش ہوئی کہ وہ اندر جا کر دیکھے کہ یہ بانسری کون بجا رہا ہے کیونکہ وہ بانسری کے انداز کو پہچان نہ سکی تھی کسی وقت لگتا کہ کوئی بچہ اسے بجا رہا ہے اور کسی وقت ایسے لگتا کہ کوئی سیانا آدمی اسے بجا رہا ہے۔

ماریا نے دروازے کو ذرا سا دھکیلا تو وہ کھل گیا۔

ماریا اندر داخل ہوگئی یہ ملکہ چین کا خاص کمرہ تھا مسہری پر شہزادہ ولی عہد لیٹا ہوا کھیل رہا تھا ملکہ چین اس کے قریب ہی کرسی پر پاؤں پھیلائے لیٹی تھی نوکرانیاں پنکھا جھل رہی تھیں ایک ادھیڑ عمر کی نوکرانی

بچے کے پاس ہی بیٹھی تھی اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی بانسری تھی وہ کسی وقت خود بانسری بجانے لگتی اور کسی وقت ملکہ سے عرض کرتی کہ وہ بجائیں ملکہ کو بانسری بجانا نہیں آتی تھی مگر وہ ایک خاص دھن بار بار بجاتی یہی وہ خاص دھن تھی جس پر سانپ کو لگا دیا گیا تھا اور جس کے بارے میں سوائے کمالا اور کسی کو بھی کچھ معلوم نہ تھا۔

ماریا بڑے غور سے بانسری کی دھن کو بار بار سنتی رہی پھر کمالا نے جھک کر ادب سے ملکہ سے کہا۔

ملکہ سلامت اس بانسری کی آواز پر شہزادہ بہت خوش ہوتا ہے میں تو کہتی ہوں کہ یہ بانسری یہاں ہر وقت بجتی رہنی چاہیے تا کہ ولی عہد شہزادہ ہمیشہ خوش و خرم رہے۔

ملکہ نے کہا۔

کیوں نہیں کمالا میں تو اپنے پیارے بیٹے اور ملک کے ولی عہد کی خوشی

کے لئے ہر قسم کی قربانی دے سکتی ہو یہ تو صرف بانسری بجانے کا
معاملہ ہے بانسری تو میں خود ساری رات بجا سکتی ہوں۔

ماریا سمجھ گئی کہ یہی وہ مکار عورت ہے جسے ارژنگ نے یہاں روانہ کیا
ہے اور جو اس کے ساتھ مل کر ولی عہد شہزادے کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا
رہی ہے شام ہو رہی تھی اور اب ماریا کو بھوک بھی بہت ستانے لگی تھی
اس نے سوچا کہ پہلے تو شاہی باورچی خانے میں جا کر بھوک کی آگ
بجھائی جائے اور پھر ملکہ سے مل کر اسے بتا دیا جائے کہ اس کے بیٹے کو
قتل کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔

ماریا باورچی خانے کی طرف آ گئی۔

شاہی باورچی خانے کا سراغ اسے ایک خادمہ سے ملا جو سر پر پھلوں کا
ٹوکرا رکھے وہاں جا رہی تھی ماریا اس کے ساتھ ساتھ باورچی خانے
میں داخل ہو گئی شاہی باورچی خانہ بہت بڑا تھا اور وہاں قسم قسم کے

کھانے اور پکوان پک رہے تھے موٹی موٹی عورتیں کھانا پکا رہی تھیں
نوکرانیاں بے چاری ان کے اشاروں پر ناچ رہی تھیں ایک بڑی
موٹی شاہی باورچن بار بار اپنی دبلی پتلی سی نوکرانی کو ڈانٹتی۔

اری شانگ تو کیا کر رہی ہے بدبخت چل اٹھ گرم شوربا اس میں ڈال
وہ کیتلی اٹھا کر ادھر رکھ دے۔

نوکرانی شانگ بے چاری کٹھ پتلی کی طرح کام کر رہی تھی۔

ابھی لائی بیگم جی ابھی جاتی ہوں بیگم جی۔

یہ کہہ کر اس کی زبان سوکھ رہی تھی موٹی باورچن ہر کیتلی میں سے بھنا
ہوا گوشت اٹھا اٹھا کر چکھ رہی تھی بے چاری نوکرانی کو بھی بڑی بھوک
لگی تھی اس نے ایک تھالی سے ایک ابلا ہوا انڈا اٹھا کر کھانا چاہا تو موٹی
باورچن نے زور سے اس کے ہاتھ پر ڈوئی ماری۔

کم بخت ٹڈیدی، پھر انڈا کھانا شروع کر دیا کمینی ابھی ملکہ سے کہہ کر

تجھے بدر کروادوں گی بول کیا سزا دوں تجھے میں اس گستاخی کی۔؟
نوکرانی ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوگئی۔
بیگم صاحب، معاف کردیں بھوک بہت لگی تھی صبح سے کچھ نہیں کھایا غلطی
ہوگئی آئندہ سے یہ غلطی کبھی نہیں ہوگی معاف کردیں سرکار۔
موٹی باورچن بولی۔
اری اوکی چھی اگر تم سب اسی طرح کھانے لگیں تو شاہی محل کی
بیگمیں کیا کھائیں گی؟ نکل جا یہاں سے باہر چل دور ہو جا میری
نظروں سے۔
موٹی باورچن نے مار مار کر بے چاری کمزور سی نوکرانی کو باہر نکال دیا
نوکرانی باہر جا کر ایک کونے میں بیٹھ گئی اور رونے لگی ماریا اس کے
پاس گئی اس نے دیکھا کہ نوکرانی کا ایک بچہ بھی تھا جو بھوک سے بلک
بلک کر رو رہا تھا اس کی رونے کی آواز پر موٹی باورچن غصے میں لال ہو

کر باہر آئی اور نوکرانی پر برسنے لگی۔
اری کمینی عورت اپنے اس بچے کو لے کر اپنی کوٹھڑی میں بھاگ جا
نہیں تو ابھی اس بچے کو کچا چبا کر کھا جاؤں گی نوکرانی جلدی سے اٹھ کر
کھڑی ہوگئی اور ہاتھ جوڑ کر بولی۔
حضور کے پاؤں پڑتی ہوں میرے بچے کو کچھ نہ کہیں میں یہاں سے
چلی جاتی ہوں۔
موٹی باورچن نے کہا۔
دفع ہو جاؤ دور ہو جاؤ میری آنکھوں کے سامنے سے نوکرانی بے چاری
جلدی سے بچہ اٹھا کر وہاں سے اپنی کوٹھڑی میں چلی گئی۔
ماریا کو موٹی باورچن پر سخت طیش آیا وہ باورچی خانے میں آ کر کھانے
کے طباق غور سے تکنے لگی ایک چاندی کی تھالی اٹھا کر اس نے اس
میں پلاؤ زردہ اور قورمہ ڈالنا شروع کر دیا موٹی باورچن نے بڑی

حیرت سے دیکھا کہ میز پر سے اچانک ایک تھالی غائب ہو گئی ہے اور
پھر زردہ، قورما اور پلاؤ بھی غائب ہونا شروع ہو گیا ہے وہ آنکھیں مل
مل کر تکنے لگی مگر اسے نہ تو ماریا نظر آ سکتی تھی اور نہ قورما اور زردہ۔

ماریا نے زردے پلاؤ سے بھری ہوئی تھالی اٹھائی اور نوکرانی کی
کوٹھڑی میں آ گئی نوکرانی اپنے بھوکے بچے کو بہلانے کی کوشش کر رہی
تھی اس نے نوکرانی کے سامنے زردے پلاؤ کی تھالی رکھ دی اور کہا۔

اے نیک دل عورت اسے کھا اور بچے کو بھی کھلا خدا کا شکر ادا کر اس
نے تیرے لیے اپنی یہ نعمتیں بھیجی ہیں میں جنت کی پری ہوں اور
تمہارے لئے خدا کے حکم سے یہ نعمتیں لائی ہوں۔

بے چاری نوکرانی تو زردے پلاؤ کی تھالی دیکھ کر دنگ رہ گئی وہ تو ڈر گئی

ماریا نے کہا۔

ڈرو نہیں۔ اسے کھاؤ اور بچے کو بھی کھلاؤ۔

نوکرانی نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

اے پری میں ڈرتی ہوں اگر موٹی باورچن کو معلوم ہو گیا تو وہ میرے
ساتھ بہت برا سلوک کرے گی وہ مجھے اس شہر سے نکلوا دے گی۔

ماریا نے کہا۔

تم بالکل فکر نہ کرو، وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ہیں میں یہ کھانا اس کے
پاس سے نہیں لائی تم آرام سے اسے کھاؤ اور بچے کو کھلاؤ۔

نوکرانی نے کہا۔

مگر یہ کھانا اور تھالی تو ہمارے ہی باورچی خانے کی ہے۔

ماریا بولی۔

تو پھر کیا ہوا کسی کو کیا خبر کہ تم نے کیا کھایا ہے زیادہ باتیں بنا کر وقت
ضائع نہ کرو تمہارے بچے کو بھی بے حد بھوک لگی ہے جلدی سے کھانا
شروع کرو میں پھر آؤں گی۔

ماریا نوکرانی کی کوٹھڑی سے چلی گئی۔

وہاں سے نکل کر وہ سیدھی باورچی خانے میں آئی اب اس کی بھوک بھی خوب چمک اٹھی تھی وہ بھی کچھ نہ کچھ کھا کر اپنے پیٹ کی آگ بجھانا چاہتی تھی باورچی خانے میں باورچیوں کی سردار موٹی عورت اپنے سامنے ایک طشت زردے، پلاؤ، بریانی اور بھنی ہوئی بطخوں سے بھرا رکھے کھانے کی تیاریاں کر رہی تھی ماریا بھی اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی باورچن نے جس بوٹی کو پسند کر کے اسے ہاتھ میں اٹھا کر کھانا چاہا ماریا نے اسی کو تھالی میں سے پکڑ کر اٹھا لیا بطخ کی بوٹی غائب ہوگئی باورچن بڑی تعجب سے آگئی کہ یہ بوٹی کہاں چلی گئی؟ اس نے مرغ کی ٹانگ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو ماریا نے وہ ٹانگ بھی طشت میں سے اٹھا کر کھانی شروع کر دی باورچن کی تو عقل گم ہو کر رہ گئی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اب ماریا نے بڑھ بڑھ کر ہاتھ بڑھایا اور طشت کے

کھانے پر ہاتھ صاف کرنے لگی۔

باورچن چیخ مار کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

کوئی بھوت میرا کھانا کھا رہا ہے پکڑو، دوڑو، کوئی بھوت میرا کھانا کھائے جا رہا ہے۔

کنیزوں اور نوکرانیوں نے آگے بڑھ کر موٹی باورچن کے گرد گھیرا ڈال دیا مگر ماریا کو اس کی ذرا پروا نہ تھی وہ تو اس گھیرے کے درمیان سے بھی آگے بڑھ کر کھانا کھا سکتی تھی آخر میں ماریا کو شرارت سوجھی اور اس نے شوربے کا پیالہ اٹھا کر موٹی باورچن کے اوپر انڈیل دیا۔

جادو کا تعویذ

باورچن چیختی چلاتی وہاں سے بھاگ گئی۔

ماریا کو باورچن کی درگت دیکھ کر بڑی ہنسی آئی خوب پیٹ بھر کر کھانے کے بعد وہ شاہی حرم میں آ گئی یہاں وہ سیدھی ملکہ کے کمرے میں پہنچی ملکہ کھانا کھانے کے بعد مسہری پر لیٹی آرام کر رہی تھی اس کے پہلو میں ولی عہد شہزادہ لیٹا ہوا سو رہا تھا نوکرانی کمالا بانسری بجا کر اٹھتے ہوئے بولی۔

ملکہ عالیہ، شہزادہ گہری نیند سو گیا ہے اگر حضور کی اجازت ہو تو میں بھی جا کر تھوڑی دیر آرام کر لوں۔

ملکہ نے کہا۔

ہاں کمالا، تو بھی بہت تھک گئی ہے اب تو جا کر آرام کر تو میرے بچے کی بہت خدمت کرتی ہے سارا دن بانسری بجا بجا کر اسے خوش رکھتی ہے میں تجھے بہت انعام واکرام دوں گی۔

مکار کمالا نے کہا۔

ملکہ سلامت مجھے کسی انعام واکرام کی ضرورت نہیں میں تو بس حضور کو اور شہزادے صاحب کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں مجھے آپ کو خوش دیکھ کر ہی خوشی مل جاتی ہے بس میرا سب سے بڑا انعام یہی ہے۔

ملکہ بولی۔

نہیں نہیں کمالا، تو میری سب سے بہترین خادمہ ہے.......... سب سے وفادار نوکرانی ہے میں تیری خدمت کو کبھی نہیں بھلاؤں گی اب تو جا کر بے شک آرام کر شہزادہ سو رہا ہے؟

کمالا نے جھک کر کہا۔

خدا حافظ ملکہ سلامت۔

خدا حافظ کمالا۔

نوکرانی باہر چلی گئی اب کمرے میں سوائے ملکہ ماریا اور شہزادے کے
اور کوئی نہیں تھا شہزادہ سو رہا تھا ملکہ بھی سونے کی کوشش کر رہی تھی اس
سے بہتر موقع ماریا کو نہیں مل سکتا تھا اس نے ملکہ کی مسہری کے قریب جا
کر سرگوشی میں کہا۔

ملکہ سلامت، میری آواز پر گھبرانا نہیں...........میں آسمان کی ایک
نیک روح ہوں میں تمہاری مدد کے لئے یہاں آئی ہوں۔

ملکہ آواز سن کر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اسے کمرے میں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا
تھا اس نے حیرانی سے پوچھا۔

کون..............کون ہو تم۔

ماریا نے بڑی نرم آواز میں کہا۔

ملکہ سلامت میں ایک نیک روح ہوں اور آسمانوں سے آپ کی مدد
کے لئے آئی ہوں میں آپ کی دوست ہوں.........دشمن نہیں
ہوں۔

ملکہ نے کہا۔

مگر..........مگر تم میری کیا مدد کرنے آئی ہو مجھے مدد کی کیا
ضرورت ہو سکتی ہے میں تو اس ملک کی ملکہ ہوں۔

ماریا نے کہا۔

یہ مت کہو ملکہ کہ آپ کو کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے ٹھیک ہے
آپ ملکہ ہیں مگر آپ کو وہ کچھ معلوم نہیں جو مجھے معلوم ہے آپ اس
وقت چاروں طرف سے سخت مصیبت میں گھر گئی ہیں۔

ملکہ نے چونک کر کہا۔

کیا مطلب۔؟

مطلب یہ کہ آپ کے خلاف ایک زبردست سازش ہو رہی ہے۔

میرے خلاف۔

ماریا نے کہا۔

ہاں آپ کے اور آپ کے ولی عہد شہزادے کے خلاف۔

ملکہ نے کہا۔

یہ.......... یہ تم کیا کر رہی ہو اے آسمانی روح۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ملکہ سلامت، آپ کے ولی عہد پر اس سے
پہلے بھی قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے کیا آپ کو معلوم ہے ناں۔؟

ملکہ بولی۔

ہاں مجھے معلوم ہے۔

ماریا نے کہا۔

تو پھر یہ سمجھ لیں کہ ایک سازش آپ کے بچے کے خلاف اور ہو رہی

ہے یہ سازش بڑی ہی خطرناک ہے۔

مگر کون سازش کر رہا ہے میرے بچے کے خلاف۔؟

آپ کے دشمن، آپ کے وطن کے دشمن جو لوگ آپ کے ملک پر قبضہ
کرنا چاہتے ہیں جو آپ کے شاہی خاندان کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل
کر دینا چاہتے ہیں جو یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک پر آپ حکومت کریں

کون ہیں وہ لوگ۔؟

وہی ہیں قوم کے گوریلے جو اس ملک کے چپے چپے پر آپ کے خلاف
سازشیں کرتے پھرتے ہیں۔

ملکہ نے کہا۔

مگر ہم نے تو ان کی سرغنہ عورت کو گرفتار کر لیا تھا، وہ تو زہر کھا کر خودکشی
بھی کر چکی ہے۔

ماریا نے کہا۔

ٹھیک ہے ملکہ سلامت ،مگر وہ اکیلی ہی آپ کی دشمن نہیں ہے اس شہر
میں دوسرے لوگ بھی ہیں جو آپ کے خلاف منصوبے اور خطرناک
سازشیں بنا رہے ہیں۔

ملکہ نے کہا۔

کون ہیں وہ لوگ۔؟

ماریا بولی۔

ان میں سے ایک تو یہ آپ کی نوکرانی کملا بھی ہے۔

ملکہ ایک دم سے بھڑک اٹھی۔

یہ غلط ہے یہ جھوٹ ہے کملا ایسا نہیں کر سکتی وہ میرے شہزادے سے
اتنا ہی پیار کرتی ہے جتنا پیار میں کرتی ہوں وہ تو صبح سے لے کر شام
تک اسے کھلاتی رہتی ہے تم جھوٹ بول رہی ہو تم آسمانی روح نہیں ہو
تم ضرور کوئی بھوت پریت ہو یا کوئی بھٹکی ہوئی بدروح ہو یہاں سے

بھاگ جاؤ نہیں تو میرے پاس ایسے شاہی منتر ہیں کہ اگر میں نے
انہیں پڑھ دیا تو تم بھسم ہو کر ختم ہو جاؤ گی۔

ماریا بڑی پریشان ہوئی کہ اس پاگل ملکہ کو کیا ہو گیا ہے......اسے
اپنی بھلائی برائی کا کچھ پتہ ہی نہیں اس نے کہا۔

ہوش کی دوا لو ملکہ سلامت ،تمہاری آنکھوں پر لوگوں نے پٹی باندھ دی
ہے کملا تمہارے خاندان کی سب سے بڑی دشمن ہے اس کا ایک
خوفناک ساتھی ارژنگ ہے جو شہر میں سانپ کے کاٹے کا علاج کرتا
ہے اس کی تجویز سے یہ بانسری محل میں بھجوائی گئی ہے اس بانسری میں
کوئی بڑا ہی بھیانک راز چھپا ہوا ہے۔

ملکہ نے پوچھا۔

کیا ہے وہ راز۔؟

ماریا نے کہا۔

کاش مجھے خود معلوم ہوتا افسوس یہی ہے کہ مجھے خود نہیں معلوم کہ یہ
لوگ بانسری سے کون سا خطرناک کام لینا چاہتے ہیں۔
ملکہ نے ہنس کر کہا۔
اگر تمہیں بھی معلوم نہیں کہ بانسری کا خطرناک راز کیا ہے تو پھر تم کو کچھ
بھی معلوم نہیں ہے تمہاری کسی بات پر اعتبار نہیں کر سکتی تم جھوٹی ہو تم
مکار ہو اور کمالا کی دشمن ہو، اگر تم فوراً یہاں سے نہ گئیں تو میں منتر پڑھ
کر تجھے ہلاک کر ڈالوں گی بھاگ جا یہاں سے اے بدروح ورنہ
میں تمہارے ساتھ بڑا بھیانک سلوک کروں گی۔
ماریا سمجھ گئی کہ یہ ملکہ پوری طرح کمالا کے جادو میں آ چکی ہے کمالا نے
اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اس پر جادو کر دیا ہے اور وہ اس کی برائی
سننے پر کسی صورت بھی تیار نہیں ہو رہی تھی اس نے آخری بار کہا۔
ملکہ سلامت تم اپنے بچے کو اگر خطرے میں ڈالنا چاہتی ہو تو میں تمہیں

کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن اس ملک کے لئے اس ملک کے عوام کے لئے
اور شاہی خاندان کو بچانے کے لئے تمہیں میری باتوں کو غور سے سننا
ہوگا ابھی حکم دو کہ کمالا کو گرفتار کر لیا جائے اور ارژنگ کے مکان پر
چھاپہ مار کر اسے بھی پکڑ کر دربار میں حاضر کیا جائے۔
ملکہ نے تلخ لہجے میں کہا۔
خبردار، جو تم نے ایک لفظ بھی میری وفادار خادمہ کے خلاف زبان
سے نکالا یہاں سے دور ہو جا..........
ماریا نے سوچا کہ ملکہ پاگل ہو گئی ہے کمالا نے ضرور کوئی تعویذ پانی میں
گھول کر اسے پلا دیا ہے وہ چپکے سے ملکہ کے کمرے سے باہر نکل گئی
اس نے سوچا کہ یہاں سے سیدھا بادشاہ فوما نچو سے جا کر ملا جائے
اس لئے کہ بادشاہ اس کی بات ضرور سنے گا مکار کمالا کا جادو اس پر نہیں
چلا ہوگا۔

لیکن مکار کمالا نے ماریا کی ساری باتیں سن لی تھیں وہ سمجھ گئی کہ کوئی بد
روح اس کا پیچھا کر رہی ہے اس کے پاس جادوگرنی کا دیا ہوا ایک
تعویذ تھا جسے اگر پانی میں گھول کر پلا دیا جائے تو آدمی پلانے والے کا
غلام ہو جاتا ہے اور اس کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں سن سکتا کمالا نے
یہی تعویذ ملکہ چین کو پلا رکھا تھا اب وہ ایک اور تعویذ لے کر بڑی تیزی
سے بادشاہ کے کمرے کی طرف بڑھی وہ بدروح کے پہنچنے سے پہلے
پہلے بادشاہ کے پاس جا کر اسے کسی نہ کسی طرح وہ تعویذ پلا دینا چاہتی
تھی تاکہ ماریا کی باتوں کا اس پر بھی کوئی اثر نہ ہو وہ جس وقت بادشاہ
کے کمرے میں پہنچی تو بادشاہ اس وقت کھانا کھا رہا تھا اس کا وزیر اس
کے ساتھ بیٹھا تھا۔

کمالا نے تعویذ اس گلاس میں چپکے سے گھول دیا جس میں بادشاہ نے
پانی پینا تھا پھر خود سونے کے جگ میں سے اس نے پانی ڈال کر بادشاہ

کی طرف بڑھی بادشاہ نے مسکرا کر مکار عورت کی طرف دیکھا اور کہا۔

تم کو ہمارا کس قدر خیال رہتا ہے کمالا، میں تم سے بڑا خوش ہوں۔

کمالا نے کہا۔

حضور کی عمر دوگنی ہو اور حضور کا خاندان رہتی دنیا تک چین پر حکومت
کرتا رہے میری تو زندگی کی سب سے بڑی خوشی یہی ہے کہ میں آپ
کے خاندان کی خدمت کرتی رہوں۔

جس وقت ماریا بادشاہ کے کمرے میں داخل ہوئی اس وقت بادشاہ
تعویذ ملا پانی پی رہا تھا ماریا کو فوراً احساس ہو گیا کہ مکار کمالا اپنا کام کر
چکی ہے اب اس کی باتوں کا بادشاہ پر بھی کوئی اثر نہ ہو گا پھر بھی اس
نے سوچا کہ بادشاہ اگر اکیلا ہو تو اسے خطرے سے آگاہ کر دیا جائے
کھانا کھانے کے بعد وزیر اور کمالا سلام کر کے چلے گئے بادشاہ کمرے
میں اکیلا رہ گیا ماریا بڑی خاموشی سے بادشاہ کے قریب آئی اور اس

نے بڑی نرم آواز میں کہا۔

فومانچو، میری آواز پہچانتے ہو۔؟

بادشاہ نے تعجب سے اوپر دیکھ کر کہا۔

کون؟

میں تمہاری ماں کی روح ہوں بیٹے۔

یہ خیال ماریا کو اسی وقت آیا تھا کہ کیوں نہ وہ فومانچو سے اس کی ماں کی روح بن کر بات کرے اس طرح ہو سکتا ہے اس پر اثر ہو جائے فومانچو ایک دم سجدے میں گر پڑا کیونکہ پرانے چین کے لوگ اپنے ماں باپ کی روحوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور جانتے تھے کہ ان کے ماں باپ کی روحیں اگر چاہیں تو اپنے بچوں سے آ کر مل سکتی ہیں بادشاہ نے کہا۔

اے نیک ماں، میں کس قدر خوش نصیب ہوں کہ تم نے جنت سے اُتر

کر میری عزت بڑھائی اور اپنے بچے سے ملنے آئی میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

ماریا نے کہا۔

بیٹے تم میری یہی خدمت کر سکتے ہو کہ اپنے خاندان کی حفاظت کرو اپنی اولاد کو تباہی اور بربادی سے بچائے رکھو اور اپنے باپ دادا کا نام روشن کرو۔

بادشاہ نے کہا۔

پیاری ماں میں نے ہمیشہ یہی کیا ہے میں نے ہمیشہ اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے خاندان کی حفاظت کی ہے۔

ماریا بولی۔

مگر بیٹا، اس وقت تمہارے بچے کی زندگی خطرے میں ہے۔

نے بڑی نرم آواز میں کہا۔

فومانچو، میری آواز پہچانتے ہو۔؟

بادشاہ نے تعجب سے اوپر دیکھ کر کہا۔

کون؟

میں تمہاری ماں کی روح ہوں بیٹے۔

یہ خیال ماریا کو اسی وقت آیا تھا کہ کیوں نہ وہ فومانچو سے اس کی ماں کی
روح بن کر بات کرے اس طرح ہو سکتا ہے اس پر اثر ہو جائے فومانچو
ایک دم سجدے میں گر پڑا کیونکہ پرانے چین کے لوگ اپنے ماں باپ
کی روحوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور جانتے تھے کہ ان کے ماں باپ
کی روحیں اگر چاہیں تو اپنے بچوں سے آکر مل سکتی ہیں بادشاہ نے
کہا۔

اے نیک ماں، میں کس قدر خوش نصیب ہوں کہ تم نے جنت سے اُتر

کر میری عزت بڑھائی اور اپنے بچے سے ملنے آئی میں تمہاری کیا
خدمت کر سکتا ہوں؟

ماریا نے کہا۔

بیٹے تم میری یہی خدمت کر سکتے ہو کہ اپنے خاندان کی حفاظت کرو
اپنی اولاد کو تباہی اور بربادی سے بچائے رکھو اور اپنے باپ دادا کا نام
روشن کرو۔

بادشاہ نے کہا۔

پیاری ماں میں نے ہمیشہ یہی کیا ہے میں نے ہمیشہ اپنے باپ دادا
کے نام کو روشن کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے خاندان کی حفاظت کی
ہے۔

ماریا بولی۔

مگر بیٹا، اس وقت تمہارے بچے کی زندگی خطرے میں ہے۔

کیا کہا ماں میرے شہزادے کی زندگی خطرے میں ہے اس کے خلاف
لوگ بڑی بڑی سازشیں کر رہے ہیں۔

بادشاہ نے حیرانی سے پوچھا۔

ماں وہ کون لوگ ہیں جو میرے بچے کے خلاف میری اولاد کے خلاف
سازش کر رہے ہیں مجھے ان کے بارے میں بتاؤ۔
میں انہیں قتل کروادوں گا جو لوگ سازش کر چکے ہیں وہ مر گئے ہیں
اب تو اس شہر میں میرا کوئی بھی دشمن باقی نہیں بچا۔

یہ تمہارا وہم ہے بیٹا ابھی اس شہر میں تمہارے بے شمار دشمن ہیں جو
تمہارے خاندان کو تباہ کر کے خود چین کے تخت پر بیٹھنا چاہتے ہیں جو
تمہارے بچے کو قتل کر کے تمہارے تخت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

بادشاہ نے گرج کر کہا۔

مجھے ان کے نام بتاؤ ماں،، میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا ماریا نے

جب دیکھا کہ لوہا گرم ہے تو اس پر چھوٹ کہا۔

تمہارے بچے کی سب سے بڑی دشمن اس وقت تمہاری نوکرانی کمالا
ہے۔

بادشاہ نے سر ہلا کر کہا۔

ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ماں کمالا میری بڑی وفادار نوکرانی ہے جتنا اسے
میرے خاندان کے بچوں سے پیار ہے اتنا پیار تو مجھے بھی نہیں، وہ تو
ملکہ سے بڑھ کر میرے بچے کی خدمت کرتی ہے تمہیں غلطی لگی ہے
ماں کمالا ایسی نہیں ہے۔

ماریا نے کہا۔

میری بات پر بھروسہ کرو فامانچو یہ عورت تمہاری اور تمہارے خاندان
کی جانی دشمن ہے اسے فوراً قتل کروا دو ورنہ تمہیں شہزادے کی زندگی
سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

بادشاہ نے سخت لہجے میں کہا۔

ماں، میں کمالا کے خلاف اسی طرح ایک لفظ بھی نہیں سن سکتا جس طرح میں تمہارے خلاف کسی کی زبان سے ایک لفظ نہیں سن سکتا۔

ماریا نا امید ہوگئی پھر اس نے ارژنگ کے بارے میں بادشاہ سے کہا۔

تو پھر تم ایسا کرو کہ شہر میں ارژنگ کو جا کر گرفتار کر لو وہ تو تمہارا اپنا دشمن ہے اس نے تو تمہارے بچے کو پہلے بھی ہلاک کرنے کی سازش کی تھی۔

کہاں ہے وہ میرا دشمن اسے تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا،

ماریا نے بادشاہ کو ارژنگ کا مکمل پتہ بتا دیا۔

ارژنگ کو اذیت دے کر پوچھو وہ تمہیں کمالا کے بارے میں سب کچھ بتا دے گا یہ دونوں آپس میں مل کر ولی عہد کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔

بادشاہ نے کہا۔

اور اگر ارژنگ نے کچھ نہ بتایا تو پھر میں یہ کہوں گا کہ ماں کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میں ابھی ارژنگ کو گرفتار کروا کر اپنے دربار میں پیش کرتا ہوں۔

ماریا خاموش ہوگئی اس کی یہ چال بھی ناکام ہوگئی تھی اس نے صرف اتنا کہا۔

اچھا بیٹا جب تم ارژنگ کو گرفتار کر لو گے تو میں پھر تمہارے پاس آؤں گی خدا حافظ۔!

بادشاہ نے اسی وقت وزیر کو بلا کر حکم دیا کہ شہر میں جا کر ارژنگ کے مکان کا گھیرا ڈال کر اسے گرفتار کر کے پیش کیا جائے لیکن کمالا بڑی مکار تھی اس نے اسی وقت ارژنگ کو اپنے ایک جاسوس کے ذریعے خبر کر دی تھی کہ وہ وہاں سے بھاگ کر کسی دوسری جگہ چلا جائے چنانچہ جس

وقت شاہی فوج اس کے گھر میں پہنچی تو وہاں سوائے ٹوٹے پھوٹے مرتبانوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا زہریلے سانپ بھی ارژنگ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

قبرستان کی رات

شہر سے باہر ٹیلے پر ایک پرانا قبرستان تھا۔

ارژنگ نے شہر سے بھاگ کر اس قبرستان میں پناہ لی اس نے تمام سانپوں کے مرتبان توڑ دیے اور سانپوں کو دریا میں بہا دیا لیکن سب

سے زہریلا وہ سانپ اپنے پاس مرتبان میں بند رکھا جس کو اس نے اور کمالا نے بانسری کی آواز پر لگا رکھا تھا ارژنگ کے لیے دشمن کے شہر میں یہ آخری معرکہ تھا اسے معلوم تھا کہ اگر اس دفعہ وہ اپنی مہم میں ناکام ہو گیا تو پھر وہ اس شہر میں نہ رہ سکے گا۔

قبرستان غیر آباد تھا، وہاں پر نئے مردوں کو دفن نہیں کرتے تھے کیونکہ زمین کے اندر شورہ پیدا ہو گیا تھا ارژنگ نے ایک پرانی قبر کھود کر مردے کی ہڈیاں باہر پھینکیں اور خود اس کے اندر ڈیرا جما کر بیٹھ گیا کسی کو شبہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ارژنگ قبر کے اندر رہ رہا ہے پہلی رات اسے قبر کے اندر لیٹے لیٹے ڈر لگا اسے مردے کا چہرہ اپنے اوپر جھکا ہوا محسوس ہوا مگر اس نے بڑے حوصلے سے کام لیا اور دوسری رات وہ بڑے آرام سے سویا رہا اس نے اپنے جاسوس کے ہاتھ کمالا کو پیغام بھجوا دیا تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح اسے قبرستان میں آ کر ملے

...........کیونکہ وہ قبر سے باہر نہیں نکل سکتا کمالا کو اس کی اطلاع ملی
تو وہ ارژنگ سے ملاقات کرنے چل پڑی۔

مکار کمالا نے اپنے آپ کو سیاہ لبادے میں چھپا رکھا تھا اگرچہ ماریا اسی
جگہ شاہی محل کے ارد گرد منڈلایا کرتی تھی مگر کمالا اس ہوشیاری کے
ساتھ وہاں سے نکلی کہ ماریا کو بھی خبر نہ ہو سکی وہ سیدھی قبرستان میں
آ گئی اور اس نے قبروں میں ارژنگ کو تلاش کرنا شروع کر دیا آخر وہ
اسے ایک قبر کے اندر مل گیا جونہی ارژنگ نے کمالا کو دیکھا وہ جلدی
سے باہر آ گیا قبرستان میں رات کا اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا
ارژنگ نے کمالا سے پوچھا۔

وہ کون روح تھی جس نے تم سے اور ملکہ سے باتیں کی تھیں؟ کمالا نے
اسے حال سناڈالا ارژنگ نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا۔

ہو نہ ہو یہ وہی ماریا ہے جو اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کی تلاش میں

یہاں آئی ہوئی ہے اسے کسی جادوگر نے جادو کے زور سے غائب کر
دیا ہے وہ خود تو سب کو دیکھ سکتی ہے مگر اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا کیا اسے
خبر نہیں کہ ناگ اور عنبر بھی وہیں شاہی محل میں رہتے ہیں۔؟

کمالا بولی۔

میرا خیال ہے کہ ابھی تک اسے یہ خبر نہیں ہوئی کیونکہ میں نے عنبر اور
ناگ کو کل ہی ماریا کے بارے میں فکر کا اظہار کرتے سنا ہے وہ کہہ
رہے تھے کہ خدا جانے ماریا کہاں ہے کس حال میں ہے۔؟

ٹھیک ہے لیکن اس عورت کا محل میں آ جانا کوئی اچھی بات نہیں ہے یہ
اسی کی مخبری کا نتیجہ ہے کہ آج میں اپنا شہر والا مکان چھوڑ کر یہاں
قبرستان کے اندر پڑا ہوں۔

کمالا نے کہا۔

اب مجھے بتاؤ کہ کیا کرنا ہے وقت بہت کم رہ گیا ہے ماریا کا حملہ ملکہ اور

بادشاہ پر میں نے بے اثر کر دیا ہے مگر کل کی کوئی خبر نہیں ہو سکتا ہے ملکہ پر میرے تعویذ کا اثر جاتا رہے اور کل اس پر ماریا کی باتوں کا جادو چل جائے پھر میری جان کی خیر نہیں ہے۔

ارژنگ نے کہا۔

اگر ایسا ہو گیا تو بادشاہ کبھی تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔

اسی لیے تو میں تمہیں ملنے آئی ہوں کیا تم سانپ اپنے ساتھ لے آئے ہو۔؟

ہاں، میں نے سارے سانپ دریا میں پھینک دیے ہیں مگر زہریلا بانسری والا سانپ اپنے ساتھ لایا ہوں تم یہ بتاؤ کہ تم نے ولی عہد شہزادے پر بانسری کی مشق پوری کر لی ہے؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ اگر سانپ چھوڑا گیا تو وہ بانسری کی آواز پر سیدھا ولی عہد شہزادے

کے کمرے میں چلا جائے گا۔؟

کمالا نے کہا۔

کیوں نہیں جائے گا میں نے سانپ اور بانسری دونوں پر بڑی محنت کی ہے دن رات میں کئی کئی بار میں نے کمرے میں جا کر بانسری بجائی ہے بہتر ہے کہ تم کل کسی وقت رات کو سانپ لے کر محل کے باہر پچھلی دیوار والی کھڑکی کے نیچے آ جاؤ جوں ہی میں بانسری بجانی شروع کروں تم سانپ کو مرتبان میں سے باہر نکال دو وہ اپنے آپ بانسری کی آواز پر شہزادے کے کمرے میں آ جائے گا اور پھر اس کا کام تمام کر دے گا۔

ارژنگ نے تشویش سے کہا۔

کمالا، اگر سانپ اوپر جانے میں ناکام رہا تو پھر کیا ہو گا؟

کمالا بولی۔

تم اس رات محل کے نیچے گھوڑا لے کر موجود رہنا اگر سانپ نے
شہزادے کو نہ ڈسا تو بھی اور اگر ڈس لیا جب بھی میں کھڑکی میں سے
رسی کے ذریعے نیچے آ جاؤں گی اور تمہارے ساتھ وہاں سے بھاگ
جاؤں گی کیونکہ اس کے بعد میرا وہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں ہوگا
سانپ نے شہزادے کو ڈس لیا تو بھی بانسری کا راز فاش ہو جائے گا
اگر سانپ نے شہزادے کو نہ کاٹا تو میں خود اسے زہر دے دوں گی اس
کے بعد بھی مجھے وہاں سے بھاگنا ہی پڑے گا بہر حال تم محل کے نیچے
گھوڑا لیے میری راہ دیکھنا۔

ارژنگ بولا۔

فکر نہ کرو، میں وہاں پر موجود رہوں گا اب تم جاؤ مگر ذرا ہوشیار ہو کر
جانا ہو سکتا ہے کوئی جاسوس تمہارا تعاقب کر رہا ہو میں کل رات ستارہ
زہرہ کے طلوع ہوتے ہی محل کی پچھلی کھڑکی کے نیچے آ جاؤں گا۔

قاتل کی تلاش

کملا نے پوچھا۔

مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ تم پہنچ گئے ہو؟

ارژنگ بولا۔

میں محل کے نیچے آتے ہی ایک مشعل روشن کروں گا اس مشعل کی روشنی
تمہیں نیچے کھائی کی جھاڑیوں میں نظر آ جائے گی میں مشعل کو چار
مرتبہ ہلاؤں گا اس کے ساتھ ہی تم بانسری بجانا.........تمہاری
بانسری بجانے کی آواز پر میں سانپ کو چھوڑ دوں گا تم میری بات کو
اچھی طرح سمجھ گئی ہوناں۔؟

ہاں ارژنگ میں تمہاری ایک ایک بات کو اچھی طرح سمجھ گئی ہوں اب
میں جاتی ہوں کل رات ستارہ زہرہ کے آسمان پر نکلتے ہی میں
شہزادے کے کمرے کی کھڑکی پر آن کھڑی ہوں گی اور تمہاری مشعل
کی روشنی کا انتظار کروں گی۔

ٹھیک ہے اب تم جلدی سے واپس چلی جاؤ۔

کمالا قبروں میں سے نکل کر شاہی محل کی طرف روانہ ہوگئی۔

کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی کہ کمالا شاہی محل سے نکل کر قبرستان میں جا کر ارژنگ سے ملاقات کر آئی ہے وہ بڑی ہوشیاری کے ساتھ پیدل چلتی محل کے پچھلی جانب پہنچی وہاں اس نے کالے رنگ کے رسے کی ایک سیڑھی لٹکا رکھی تھی اس سیڑھی پر چڑھ کر وہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے ہو کر اندر چلی گئی کمالا کی بات تو یہ تھی کہ اس نے ماریا کو بھی دھوکہ دے دیا تھا جو ہر وقت شاہی محل کے دروازے پر منڈلاتی رہتی تھی۔

ماریا رات کو محل کے اندر اوپر والی بارہ دری میں سوتی تھی اور دن کو موٹی باورچن کے باورچی خانے میں جا کر خوب مزے سے کھانا کھاتی پھر وہ کمالا کا تعاقب شروع کر دیتی اور رات کو بارہ دری میں جا کر سو جاتی

کمالا رات ہی کو شاہی محل سے نکل کر باہر گئی اور ماریا کو خبر تک نہ ہوئی کمالا چپکے سے جا کر سو گئی اور دوسرے دن کا انتظار کرنے لگی سارا دن وہ ملکہ کے پاس بیٹھی اس کی خدمت کرتی رہی وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو شک بھی ہو کہ اس کے دل میں کیا ہے اس روز کمالا نے شہزادے سے بھی بہت پیار کیا شاید اس خیال سے بھی کہ اسے معلوم تھا یہ شہزادے کا آخری دن ہے۔

شام ہوگئی۔

پھر رات کا اندھیرا پھیل گیا وہ شہزادے کے کمرے میں آ گئی ملکہ نے شہزادے کو پیار کیا اور اپنے کمرے میں چلی گئی دو کنیزیں شہزادے کے آس پاس بستروں پر سونے لگیں تو کمالا نے انہیں یہ کہہ کر وہاں سے چلتا کیا کہ شہزادے کی صحت پر ان کے خراٹوں کی آواز کا برا اثر پڑتا ہے ویسے بھی وہاں کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ کمالا کے حکم کے آگے سر

اٹھا سکے تو کرانیاں کمرے سے چلی گئیں کمالا نے شہزادے کو سلا دیا اور
خود کھڑکی کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

آدھی رات کو اس نے آسمان کی طرف دیکھا وہاں سے ستارہ زہرہ
نمودار ہونا شروع ہوا تو کمالا محل کی کھڑکی کے نیچے کھائی میں دیکھنے لگی
وہاں اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا ادھر ارژنگ بھی قبر سے نکل کر
چھپتا چھپاتا رات کو گشت کرنے والے سپاہیوں اور پہریداروں کی
نظروں سے بچتا محل کی پچھلی دیوار والی کھڑکی کے نیچے پہنچ گیا تھا
ارژنگ نے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا............کیوں کہ وقت پورا
ہو گیا تھا اس نے ایک چھوٹی سی مشعل نکال کر اسے آگ دکھائی مشعل
روشن ہوئی تو جھاڑیوں کے نیچے اس نے دو چار مرتبہ لہرایا اس کے بعد
اس نے مشعل کو بجھا کر جھاڑیوں میں پھینک دیا۔

کھڑکی میں بیٹھی ہوئی کمالا نے جوں ہی مشعل کی روشن کو کھائی ہیں

چار مرتبہ لہراتے دیکھا فوراً اس نے بانسری کی آواز پر کان لگائے بیٹھا
تھا جوں ہی اس نے بانسری کی آواز سنی فوراً زہریلے سانپ والا
مرتبان نکال کر اس کے منہ پر سے کپڑا ہٹا دیا یہ وہ سانپ تھا جو بانسری
کی ایک خاص دھن پر لگا ہوا تھا اسے عادت ڈال دی گئی تھی کہ جوں
ہی بانسری کی خاص دھن بجے وہ باہر آ کر اس کی طرف چلنا شروع کر
دے۔

سانپ مرتبان کے اندر بیٹھا ہوا تھا۔

جوں ہی اس نے بانسری کی آواز سنی سانپ نے آہستہ آہستہ مرتبان
سے باہر آنا شروع کر دیا ارژنگ اسے بالکل کھڑکی کے نیچے لے کر
بیٹھا ہوا تھا اور پر مکار کمالا بھی کھڑکی کے باہر منہ کر کے بانسری بجا رہی
تھی سانپ نے مرتبان میں سے نکل کر بانسری کی آواز کے ساتھ
ساتھ رینگنا شروع کر دیا وہ دیوار پر رینگتا ہوا اوپر چڑھ رہا تھا ارژنگ

نے مرتبان کھائی میں پھینک دیا تھا اور خود درختوں کے نیچے گھوڑوں کے پاس کھڑا تھا وہ اپنے ساتھ ایک گھوڑا کمالا کے لئے فالتو لایا تھا سانپ کھڑکی کے پاس پہنچ گیا تھا کمالا اوپر کھڑکی میں بیٹھی برابر بانسری بجا رہی تھی اب کمالا نے بھی سانپ کو دیوار پر اوپر چڑھتے دیکھ لیا تھا سانپ کھڑکی کے پاس آ گیا کمالا بانسری بجاتی ہوئی وہاں سے اٹھ کر کمرے میں آ گئی سانپ کھڑکی میں آ کر رک گیا اس نے اپنا پھن اٹھا کر کمرے کے اندر دیکھا اور چپکے سے نیچے اتر کر جدھر سے بانسری کی آواز آ رہی تھی ادھر کو چلنے لگا۔

اب ذرا ماریا کا حال بھی سنیں کہ وہ کہاں ہے۔

ماریا اپنی بارہ دری میں لیٹی ہوئی عنبر اور ناگ کے بارے میں سوچ رہی تھی اسے نیند نہیں آ رہی تھی کیونکہ گرمی اور مچھر بہت تھے وہ اٹھ کر محل کی دیوار کے اوپر ٹہلنے لگی اچانک اسے بانسری کی آواز سنائی دی

150
قاتل کی تلاش

وہ چوکنی ہو گئی کیونکہ یہ اسی بھیانک اور منحوس بانسری کی آواز تھی جس کے بارے میں ماریا نے ارژنگ اور وروشا کی زبانی بہت کچھ سن رکھا تھا اور جس کے بارے میں اسے معلوم تھا کہ یہ ولی عہد شہزادے کو ہلاک کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی۔

ماریا جلدی سے بارہ دری سے نیچے آ گئی اس نے محسوس کیا کہ بانسری کی آواز اس طرف سے آ رہی ہے جس طرف ولی عہد شہزادے کا کمرہ ہے ماریا ایک پل ضائع کئے بغیر وہاں سے شہزادے کے کمرے کی طرف بھاگی راستے میں اس کے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سن کر پہرے دار چوکس ہو کر بولا۔

کون ہے؟ بولو نہیں تو نیزہ مار دوں گا۔

ماریا پہرے دار کو نظر تو نہیں آ رہی تھی لیکن اس نے ماریا کے بھاگنے کی آواز صاف سن لی تھی ماریا خاموش ہو گئی اور دبے پاؤں آگے بڑھنے

قاتل کی تلاش

لگی پہرے دار نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر بڑا حیران ہوا کہ یہ آواز تھی یا اس نے جاگتے ہوئے کوئی خواب دیکھا تھا۔

ماریا جلدی جلدی غلام گردش میں آ گئی یہاں اندھیرا تھا صرف دور ایک لیمپ جل رہا تھا راستے میں موٹا پہریدار ڈھال سرہانے رکھے سو رہا تھا ماریا کو اس پر بڑا غصہ آیا کیونکہ اس نے سارے راستے کو گھیر رکھا تھا ماریا چاہتی تھی کہ اس کے پیٹ پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائے مگر یہ وقت مذاق اور دل لگی کا نہیں تھا کیوں کہ پہرے دار اٹھ کر شور مچا سکتا تھا بانسری کی آواز برابر آ رہی تھی۔

ماریا اب شہزادے کے کمرے کے قریب آ چکی تھی اس نے کمرے کے دروازے پر کان لگا کر سنا بانسری کی آواز رک گئی تھی اس نے دروازے کو آہستہ سے دھکا دیا تو دروازہ کھل گیا اس نے پردہ ایک طرف ہٹایا تو اندر کا منظر دیکھ کر وہ کانپ گئی۔

شہزادہ اپنے پلنگ پر میٹھی نیند سو رہا تھا۔

ایک سیاہ کالا سانپ اپنا پھن پھیلائے شہزادے کے چہرے پر جھوم رہا تھا کملا کھڑکی سے باہر رسی کی سیڑھی پر اتر رہی تھی ماریا کے لئے یہ وقت بڑا نازک تھا اگر وہ بھاگ کر اندر جاتی ہے تو خطرہ ہے کہ سانپ گھبرا کر شہزادے کو ڈس نہ لے.......... اگر رک کر انتظار کرتی ہے تو ہو سکتا ہے سانپ پھر بھی اسے کاٹ لے ادھر کملا کو گرفتار کرنا بھی بہت ضروری تھا۔

ماریا قدم قدم آگے بڑھنے لگی اس نے دیوار پر لٹکی ہوئی تلوار نکال کر ہاتھ میں لے لی وہ آہستہ آہستہ چلتی سانپ کے پیچھے آ گئی غنیمت کی بات یہ تھی کہ وہ سانپ کو نظر نہیں آ رہی تھی مگر سانپ نے اس کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا ماریا پیچھے سے آ کر سانپ پر حملہ کرنے ہی والی تھی کہ سانپ نے ایک سیکنڈ کے اندر اندر لپک کر شہزادے ولی عہد

کی گردن پر ڈس دیا ماریا کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی اس نے تلوار کا
ایک ہی ہاتھ مار کر سانپ کے دو ٹکڑے کر دیے اور شور مچا دیا۔

شہزادے کو سانپ نے کاٹ کھایا............شہزادے کو سانپ نے
کاٹ کھایا............

ماریا نے جھک کر کھڑکی میں دیکھا رسی کی سیڑھی پر کمالا نیچے اتر رہی تھی
اس نے تلوار مار کر رسی کاٹ دی مگر کمالا زمین کے قریب پہنچ چکی تھی
جھاڑیوں میں سے ارژنگ نے نکل کر اسے گھوڑے پر بٹھایا اور
گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے نکل کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

شیر کی دھاڑ

شاہی محل میں ہر طرف ایک شور مچ گیا۔

ملکہ، بادشاہ وزیر اور درباری سبھی شہزادے کے کمرے کی طرف
بھاگے ماریا کو یقین تھا کہ ولی عہد شہزادہ سانپ کے زہر سے بچ نہیں
سکے گا اس نے فیصلہ کیا کہ وہ شہزادے کے قاتلوں کا پیچھا کرے گی
تا کہ انہیں گرفتار کر کے سزا تو دلائی جا سکے اس نے شاہی محل سے نکل
کر ایک گھوڑا پکڑا اور جس طرف ارژنگ اور کمالا وغیرہ گئے تھے ادھر
کو روانہ ہو گئی رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا ارژنگ اور
کمالا خدا جانے کس طرف غائب ہو گئے تھے مگر ماریا اندازے کے
مطابق ایک ویران سڑک پر جنگل میں گھوڑا سرپٹ دوڑائے بھاگی جا
رہی تھی۔

ادھر محل میں شہزادے کو سانپ کاٹنے کی خبر عنبر اور ناگ کو بھی لگی ناگ
اسی وقت عنبر کو ساتھ لے کر شہزادے کے کمرے میں آ گیا غم کے
مارے ملکہ تو بے ہوش ہو چکی تھی بادشاہ سر جھکائے بیٹھا تھا درباری
اداس تھے ننھا شہزادہ پلنگ پر پڑا آخری سانس لے رہا تھا سانپ کا
زہر اپنا اثر کر چکا تھا اب اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی تھی شاہی
حکیم اس کے اوپر جھکے ہوئے اپنا اپنا زور لگا رہے تھے مگر سب ناکام
ہو گئے ناگ نے اندر داخل ہوتے ہی ولی عہد شہزادے کو غور سے
دیکھا اور اس جگہ کا معائنہ کیا جہاں زہریلے سانپ نے کاٹا تھا ناگ
نے شاہی حکیموں کو پرے ہٹا دیا شہزادے کی گردن کے زخم پر انگلی رکھی
اور آنکھیں بند کر لیں شہزادے کا جسم نیلا پڑ گیا تھا اور سانس اکھڑنا
شروع ہو گیا تھا اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی شاہی حکیم نے ناگ
کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بیٹا، اب کچھ نہیں ہو سکتا۔
ناگ نے کہا۔
مجھے کوشش کر لینے دیجیے۔
دوسرے داڑھی والے حکیم نے کہا۔
بیٹا جہاں اتنے اتنے بڑے حکیم ناکام ہو گئے وہاں تم اس کا کیا علاج
کرو گے سانپ بڑا زہریلا تھا زہر اپنا کام کر چکا ہے۔
ناگ نے حکیم کی طرف دیکھ کر مسکرا کر کہا۔
گھبرائیں نہیں حکیم جی سانپ کا سارا زہر ابھی باہر آ جائے گا اور شہزادہ
پھر سے زندہ ہو جائے گا۔
شہزادے کا زندہ ہو جانے کی آواز سن کر بادشاہ نے ناگ کی طرف
دیکھا اور کہا۔
ناگ میری ساری دولت لے لو اور میرے بچے کو زندہ کر دو میں اپنی

ساری بادشاہت تمہارے قدموں میں رکھتا ہوں۔

ناگ نے کہا۔

بادشاہ سلامت، بے فکر رہیں، مجھے دولت کی ضرورت نہیں میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں مجھے فرض ادا کرنے دیں۔

ناگ نے سانپ کے کاٹے کے زخم پر انگلی رکھ کر آنکھیں بند کر کے منتر پڑھنا شروع کر دیا دیکھتے دیکھتے زخم کا منہ کھل گیا اور اس میں سے سبز رنگ کا زہر باہر بہنے لگا جوں جوں زہر باہر نکل رہا تھا شہزادے کی حالت بہتر ہوتی جا رہی تھی اس کے بدن کی نیلاہٹ دور ہو رہی تھی اور اس کا سانس پھر سے ٹھیک چلنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد شہزادے کے جسم سے سارا زہر باہر نکل گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں ناگ پرے ہٹ گیا اور بادشاہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

لیجئے بادشاہ سلامت ولی عہد تندرست ہو گیا اب اگر اسے زندگی میں کبھی سانپ نے کاٹا تو اس پر زہر کا کبھی اثر نہیں ہو گا۔

بادشاہ نے ناگ کو گلے لگا لیا اور اپنے شہزادے کو چومتے ہوئے کہنے لگا۔

ناگ میں تمہارا ایسا احسان زندگی بھر کبھی نہیں بھولوں گا۔

ملکہ کو ہوش میں لانے کے بعد جب یہ بتایا گیا کہ شہزادہ بالکل ٹھیک ہے تو خوشی کے مارے اس کا چہرہ لال ہو گیا اس نے اپنے شہزادے کو گلے سے لگا لیا اور ناگ کا بے حد شکریہ ادا کیا سارے حکیم حیران رہ گئے کہ اس نوجوان کے پاس ایسا کون سا جادو ہے کہ جس کی مدد سے اس نے شہزادے کے جسم سے سارا زہر نکال کر باہر پھینک دیا بادشاہ نے اپنے شاہی حکیموں کی طرف نفرت سے دیکھ کر کہا۔

تم سب لوگ احمق ہو اور میرے دربار میں بیٹھے روٹیاں توڑتے ہو

میں آج سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ خبردار تمہیں دربار میں آنے کی اجازت نہیں گھر پر بیٹھے رہا کرو۔

شاہی حکیموں پر تو جیسے پانی پڑ گیا ایک وید قرطاس تو بے حد جل کر رہ گیا اس نے اسی وقت دل میں عہد کرلیا کہ وہ اپنی اور سارے حکیموں کی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے ناگ کو ضرور نیچا دکھا کر رہے گا خواہ اسے کتنی بڑی سازش ہی کیوں نہ کرنی پڑے اس وقت تو وہ بادشاہ کے حکم کے مطابق وہاں سے چلا گیا لیکن اس کے دل میں نفرت ....اور انتقام کا لاوا اندر ہی اندر کھولنا شروع ہو گیا۔

ناگ اور عنبر نے بادشاہ سے اجازت لی اور واپس اپنے کمرے میں آ گئے انہوں نے ماریا کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے محسوس کیا جیسے ماریا شاہی محل میں آ چکی ہے مگر اتفاق سے ان سے اس کی ملاقات نہیں ہو سکی۔

عنبر نے کہا۔

وہ ضرور شہزادے کے کمرے میں آئی تھی آخر شور کس نے مچایا کہ شہزادے کو سانپ نے ڈس لیا ہے اگر وہ وہاں موجود نہ ہوتی تو شہزادے کو کوئی نہ بچا سکتا اور پھر سانپ کو تلوار کے وار سے کس نے ٹکڑے ٹکڑے کیا؟ ضرور ماریا یہاں آئی ہے۔

ناگ نے کہا۔

اگر وہ آئی ہے تو پھر اب کہاں ہے۔؟

عنبر کہنے لگا۔

یہ سارا کام کمالا اور ارژنگ کا ہے انہوں نے ہی شہزادے کو سانپ سے ڈسوانے کی سازش کی جس کا ماریا کو پتہ چل گیا.........لیکن وہ اس وقت شہزادے کے کمرے میں پہنچی جب سانپ شہزادے کو ڈس چکا تھا اس نے کمالا کو باہر جاتے دیکھا ہوگا اور وہ سب کچھ چھوڑ کر اس

کے تعاقب میں گئی ہے۔
ناگ نے کہا۔
تمہارا خیال مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے پر اب وہ کہاں ہوگی؟ کیا
تمہارے خیال میں ہمیں ماریا کے پیچھے اس کی مدد کو نہیں پہنچنا چاہیے
خدا نہ کرے وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے ارژنگ بڑا ظالم آدمی
ہے اور کملا بڑی مکار عورت ہے وہ لوگ اسے سخت نقصان پہنچائیں
گے۔
عنبر نے مسکرا کر کہا۔
شاید تم بھول گئے ہو کہ ماریا کو کوئی دیکھ نہیں سکتا اور وہ غائب رہ کر جو
چاہے کرسکتی ہے۔
ناگ نے بے چینی سے کہا۔
نہیں نہیں عنبر بھائی مجھے کچھ یقین ہو رہا ہے کہ ہماری بہن ماریا کسی

بہت بڑی مصیبت میں پھنسنے والی ہے اس لیے ہمارے لئے ضروری
ہے کہ ہم ابھی یہاں سے اس کی تلاش میں چل نکلیں کہیں ایسا نہ ہو کہ
پانی سر سے گزر جائے اور ہم اس کی مدد بھی نہ کرسکیں۔
عنبر خاموش ہوگیا اسے ناگ کی باتوں نے متاثر کیا تھا اس نے ناگ
کی طرف دیکھ کر کہا۔
اگر تمہاری رائے یہی ہے تو میں تیار ہوں۔
ناگ نے کہا۔
ہمیں ابھی یہاں سے نکل جانا چاہیے۔
عنبر کہنے لگا لیکن ہم ماریا کی تلاش میں اس وقت رات کے اندھیرے
میں کہاں جائیں گے۔
ناگ نے جنگل کی طرف منہ کر کے کہا۔
مجھے اس جنگل اور پہاڑیوں میں سے ماریا کے کپڑوں کی خوشبو آرہی

ہے یہ خوشبو آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہے اگر ہم نے دیر کر دی تو ہو سکتا
ہے کہ پھر ہم ماریا کو کبھی زندگی بھر نہ مل سکیں۔

یہ بات سن کر عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ناگ بھائی اگر یہ بات ہے تو میں ابھی اسی وقت اپنی بہن کی مدد کے
لئے جانے کو تیار ہوں آؤ میرے ساتھ۔

اسی وقت وہ بادشاہ کے حضور گئے سلام کرنے کے بعد انہوں نے بتایا
کہ وہ ایک بے حد ضروری کام کے واسطے دو چار دنوں کے لئے شہر
سے باہر جا رہے ہیں۔

بادشاہ نے کہا۔

ابھی تو میں ولی عہد شہزادے کی صحت کی خوشی میں بہت بڑا جشن
منانے والا تھا تمہارا ہونا تو بہت ضروری تھا اس لئے کہ تم لوگوں نے تو
میرے بچے کی جان بچائی ہے تم نہ ہوئے تو مجھے کس قدر کمی محسوس ہو

گی۔

عنبر نے کہا۔

بادشاہ سلامت یہ تو ٹھیک ہے مگر ہم مجبور ہیں کام ہی ایسا آن پڑا ہے
کہ جانے کے بنا کوئی چارہ نہیں لیکن ہم وعدہ کرتے ہیں کہ بہت جلد
واپس آجائیں گے۔

بادشاہ نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

میں تمہاری راہ دیکھتا رہوں گا میرے بچو۔

عنبر اور ناگ بادشاہ سے اجازت لے کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور محل
سے باہر نکل آئے شہر سے باہر آتے ہی انہوں نے گھوڑوں کو چابک
ماری اور انہیں سرپٹ دوڑاتے جنگل اور ٹیلوں کی طرف روانہ ہو گئے
ناگ اس سفر میں عنبر کی راہ نمائی کر رہا تھا وہ اسے بتاتا جاتا تھا کہ ماریا
کے کپڑوں کی مہک کس طرف سے آ رہی ہے سفر کرتے کرتے انہیں

دن چڑھ آیا ایک چوراہے پر پہنچ کر عنبر نے پوچھا۔

دوست یہاں سے چار سڑکیں پھٹ رہی ہیں یہ بتاؤ کہ ہمیں کس
طرف جانا چاہیے۔؟

عنبر بھائی مجھے ماریا کے کپڑوں کی مہک آنی بند ہوگئی ہے ایسے لگتا ہے
کہ وہ کہیں گم ہوگئی ہے یا کسی زمین دوز تہہ خانے میں چلی گئی ہے۔

عنبر بولا۔

پھر کیا کریں۔؟

ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں اس سڑک پر چلنا چاہیے جو سمندر کی طرف جاتی
ہے کیوں کہ ارژنگ اور رکمالا دیوار چین کی طرف نہیں جاسکتے وہاں
انہیں پکڑے جانے کا ڈر ہے وہ سمندر کے راستے کسی جہاز یا کشتی پر
سوار ہوکر بھاگنے کی کوشش کریں گے۔

ماریا بھی ضرور اسی طرف گئی ہے۔

عنبر نے کہا۔

ٹھیک ہے ہم اسی سڑک پر چلیں گے۔

دونوں دوست سمندر کی طرف جانے والی سڑک پر ہو لیے ادھر ماریا
کے ساتھ یہ ہوا کہ وہ ارژنگ اور رکمالا کا برابر پیچھا کر رہی تھی صبح ہوئی
سورج کی روشنی پھیلی تو اس نے زمین پر دو گھوڑوں کے سموں کے
نشان دیکھے وہ سمجھ گئی کہ ارژنگ اور رکمالا اسی طرف گئے ہیں اس کا
مطلب یہ تھا کہ وہ ٹھیک راستے پر جا رہی تھی اب وہ ایک گھنے جنگل
میں سے گزر رہی تھی چلتے چلتے راستے میں ایک دریا آگیا ماریا نے
دیکھا کہ دریا کے کنارے دو انسانوں کے گھوڑوں سے اتر کر چلنے
پھرنے کے نشان زمین پر پڑے تھے یہ نشان ارژنگ اور رکمالا کے تھے
ماریا نے دریا کو لکڑی اور پتھروں کے ایک پل پر سے عبور کیا۔

دریا کے دوسری طرف جنگل میں اسے شیر کی گرج سنائی دی وہ رک گئی آواز پہاڑی ڈھلان کی سمت سے آئی تھی کچھ دیر بعد آواز پھر گونجی اس دفعہ شیر کی آواز میں غصہ اور طیش بھی تھا ایسے لگتا تھا کہ اس نے کسی جانور پر حملہ کیا ہے ماریا گھوڑے کو لے کر آواز کی طرف روانہ ہوگئی۔

دوپہر تک جنگل میں چلتے رہنے کے بعد اس نے اچانک ایک جگہ جھاڑیوں میں خون دیکھا وہ وہاں آگئی جھاڑیوں میں گھس کر کیا دیکھتی ہے کہ مکار عورت اور شہزادے ولی عہد پر قاتلانہ حملہ کرنے والی کمالا کی لاش گھاس پر پڑی ہے جسے شیر نے آدھا کھالیا تھا ماریا کا دل اس عبرت ناک انجام پر کانپ اٹھا ظلم کا انجام یہی ہوا کرتا ہے۔

ایک قاتل تو اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا اب دوسرا باقی تھا ماریا نے ارژنگ کا پیچھا کرنا شروع کردیا اس کے دل میں بس ایک ہی لگن تھی کہ جس طرح بھی ہوسکے ارژنگ کو زندہ یا مردہ پکڑ کر ملکہ چین کے

حضور پیش کرے اس غم زدہ ماں کے پاس پیش کرے جس کے معصوم بچے کو اس شخص نے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔

چلتے چلتے دور ماریا کو پہاڑی ٹیلے کے اوپر ایک عبادت گاہ کا مینار دکھائی دیا اور وہ اس کی طرف بڑھنے لگی۔

ختم شد

۱۔ چین کا شاہی حکیم ناگ سے بدل لینے کی کیسی کیسی سازشیں کرتا ہے

۲۔ شیر کمالا پر حملہ کر کے اسے ہڑپ کر جاتا ہے۔

۳۔ ارژنگ جاسوس جیل سے فرار ہونے میں کیسے کامیاب ہوا۔

۴۔ ماریا کو پکڑنے کے لئے یہ لوگ ماریا کے اوپر بنے ہوئے پل پر

سے گزرتے ہیں لیکن عین اس وقت پل ٹوٹ جاتا ہے۔

یہ کیسے ہوا.................. جاننے کے لئے اسی ناول کی اگلی سیریز

چھبیسویں 26 حصے ''پل ٹوٹ گیا'' میں ملاحظہ کیجئے۔

عنبر ناگ ماریا (۲۶)
پُل ٹوٹ گیا
اے حمید
www.urdufanz.com

فہرست

منگول گوریلا

پُل ٹوٹ گیا

سُنو پیارے بچو:

شیر نے کمالا پر حملہ کیا اور اسے ہڑپ کر گیا۔

ارژنگ جاسوس سمندر کے راستے جیل سے فرار ہو گیا۔ چین کا شاہی حکیم ناگ سے بدلہ لینے کی سازش کرتا ہے۔

ماریا عنبر کی تلاش میں شاہی محل کی طرف آ رہی ہے۔ وہ دور سے ایک پہاڑی کے اوپر خانقاہ دیکھتی ہے۔ اس خانقاہ میں جاسوس ارژنگ بھی ہے۔ وہ بھاگ جاتا ہے۔ ماریا کو یہاں پکڑ لیا جاتا ہے۔ یہ لوگ ایک دریا کے اوپر بنے ہوئے پُل پر سے گزرتے ہیں کہ پُل ٹوٹ جاتا ہے

جاسوس پُجاری

ماریا کو ایک ٹیلے پر خانقاہ دکھائی دی۔

یہ خانقاہ اسی پہاڑی راستے پر تھی جس پر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہی تھی۔ ارژنگ اس کے آگے آگے تھا۔ اسے کوئی خبر نہ تھی کہ ماریا اس کا پیچھا کر رہی ہے۔ اسے خبر ہو بھی نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ ماریا غائب تھی اس کا گھوڑا بھی غائب تھا کمالا کے شیر کے ہاتھوں مارے جانے کا اسے بہت افسوس تھا۔ مگر وہ اکیلا شیر کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار بھاگتا چلا گیا اس نے اپنا کام پورا کر لیا تھا سانپ نے چین کے ولی عہد کو کاٹ کھایا تھا اور اسے یقین تھا کہ شہزادہ اب

میں جا کر سرخرو ہو سکے گا اب اس کا چین میں رہنا بے کار تھا۔ ویسے بھی اس کے پیچھے فوج کے سپاہی لگے ہوئے تھے وہ جتنی جلدی ہو سکے چین سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔

ٹیلے والی خانقاہ میں اس کے قبیلے کا ایک گوریلا جاسوس پُجاری کے بھیس میں رہتا تھا ارژنگ چلتے چلتے تھک گیا تھا۔ ویسے بھی وہ جاسوس پجاری سے ملاقات اور مشورے کے بعد آگے جانا چاہتا تھا۔ وہ خانقاہ کی طرف مڑ گیا۔ نیچے سے ماریا نے ارژنگ کو خانقاہ کی طرف مڑتے دیکھ لیا۔ وہ خوش ہو گئی کہ اس نے اپنے دشمن کو پا لیا ہے۔ اس نے بھی خانقاہ کی طرف گھوڑا موڑ دیا۔

ارژنگ خانقاہ کے سامنے والے دروازے سے داخل ہونا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے شبہ تھا کہ کہیں سپاہی اس کی تلاش میں وہاں بھی نہ پہنچ گئے ہوں اب جبکہ اس کے خیال میں ولی عہد شہزادہ مارا گیا تھا سپاہی

اس کی تلاش میں پاگل کتوں کی طرح پھر رہے ہوں گے۔ احتیاط سے
کام لیتے ہوئے وہ خانقاہ کے پیچھے آ گیا۔ یہاں ایک درخت کے
نیچے اس نے گھوڑا اور خود خانقاہ کی پچھلی دیوار والی کھڑکی کے پاس
آ کر اس نے کواڑ پر آہستہ سے دستک دی۔

اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ ارژنگ نے دوبارہ اپنے خاص انداز
میں دروازے پر پھر ہاتھ مارا اس دفعہ کھڑکی کا پٹ کھل گیا سامنے
ایک خادمہ کھڑی تھی۔ اس نے ارژنگ سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور
کس سے ملنا چاہتا ہے؟

ارژنگ نے کہا:

''میں مسافر ہوں۔ سفر کرتے شام ہو گئی ہے کیا میں تھوڑی دیر کے
لیے خانقاہ میں ٹھہر کر آرام کر سکتا ہوں؟''

خادمہ نے کہا:

''تم مسافر ہو تو تمہیں پچھلی کھڑکی سے آنے کی ضرورت تھی؟
تم بڑے دروازے کی طرف سے کیوں نہیں آئے؟''

ارژنگ کچھ پریشان سا ہو گیا کہ یہ کس بلا سے پالا پڑ گیا ہے۔

''بہن میں ناواقف ہوں اسی طرف سے آ رہا ہوں میرا خیال تھا کہ
شاید خانقاہ کو یہی راستہ جاتا ہے۔''

خادمہ نے کہا:

''تم مجھے کوئی چور معلوم ہوتے ہو۔ چلے جاؤ۔ یہاں سے، یہاں تم
جیسے لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔''

اتنا کہہ کر خادمہ نے کھڑکی کا پٹ بند کر دیا۔ ارژنگ اسے پکارتا ہی رہ
گیا اسے بڑا غصہ آیا کہ یہ بدتمیز خادمہ کہاں سے ٹپک پڑی۔ کیونکہ اس
سے پہلے جب وہ خانقاہ میں پجاری جاسوس سے ملنے آیا تھا تو یہ
خادمہ نہیں تھی۔ اس نے سوچا کہ بڑے دروازے سے اندر چلا

جائے۔ مگر پھر اسے سپاہیوں کا خیال آ گیا اور اس نے یہ ارادہ ترک کر دیا اب سوائے کھڑکی کے راستے خانقاہ کے اندر جانے کے اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس نے دوبارہ دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارا۔

خادمہ نے غصے میں دروازہ کھول کر کہا:

"تم جاتے ہو یا بڑے پجاری کو بلا کر تمہاری مرمت کراؤں؟"

ارژنگ نے کہا:

"میں بڑے پجاری سوانگ سے ملنا چاہتا ہوں۔ ذرا انہیں بلا دو۔"

خادمہ نے طنز کے ساتھ کہا:

"واہ وا، یہ منہ اور مسور کی دال۔ کہاں تم اٹھائی گیرے چور اور کہاں اس خانقاہ کا بڑا پجاری سوانگ فو...... تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ اگر جان کی امان چاہتے ہو تو یہاں سے نو دو گیارہ ہو جاؤ۔ نہیں تو ابھی نوکروں کو بلا کر تمہاری پٹائی کرواتی ہوں۔"

ارژنگ کا پارہ ایک دم چڑھ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر خادمہ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی گردن پکڑ لی اور منہ میں کپڑا ٹھونس کر فرش پر پھینک دیا۔ خادمہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس کام سے فارغ ہو کر ارژنگ خانقاہ کے صحن میں آ گیا پجاری زرد رنگ کے لباس میں پھول ہاتھوں میں لیے خانقاہ کے بڑے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔

ارژنگ سمجھ گیا کہ خانقاہ میں پوجا شروع ہے اور سوانگ اس وقت اندر ہی ہو گا، چنانچہ وہ سیدھا سوانگ کے کمرے کی طرف آ گیا۔ اس کا کمرہ کھلا تھا۔ اندر جا کر ارژنگ نے دروازے کو کنڈی لگا دی۔ پھر وہ تخت پوش پر بیٹھ کر تھالی میں رکھی ہوئی انجیریں مزے سے کھانے اور سوچنے لگا کہ یہاں سے وہ کس طرف کو جائے گا؟

اس زمانے میں خشکی کے راستے سفر کرنا بڑا دشوار ہوا کرتا تھا۔ وہ واپس اپنے ملک میں جانا چاہتا تھا یہ ملک چین کی سرحد کے جنوب

مغرب کی جانب واقع تھا۔ وہاں تک وہ خشکی کے راستے بھی سفر
کرکے جا سکتا تھا۔ لیکن ایک تو راستہ دشوار گزار تھا اور دوسرے اس
کے پاس سواری کے لیے ایک ہی گھوڑا تھا اس کا ارادہ سمندر کے
راستے واپس جانے کا تھا کیونکہ سمندر میں مسافروں کے جہاز عام چلا
کرتے تھے۔ وہ ساحل کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے چھ دن کے
اندر اندر اپنے وطن پہنچ سکتا تھا۔ سمندری جہاز میں اسے کھانے پینے کو
بھی مل سکتا تھا جب کہ خشکی میں کچھ نہ ملتا تھا۔ ویسے بھی خشکی میں ہر
قدم پر اس دھڑکا لگا رہتا کہ سمندری جہاز میں ایسا کوئی خطرہ نہیں تھا۔
وہ کمرے میں چپ چاپ بیٹھا سوچتا رہا اور انجیریں کھاتا رہا۔ پھر وہ
تخت پوش پر لیٹ گیا اور اسے نیند آ گئی۔ کچھ دیر بعد جب شام ہو چکی
تھی تو خانقاہ کا جاسوس پجاری سوانگ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر
داخل ہوا وہ ایک اجنبی شخص کو اپنے کمرے میں سوئے ہوئے دیکھ کر

حیران ہوا قریب آ کر اس نے جھک کر دیکھا کہ وہ تو اس کا ساتھی
جاسوس ارژنگ تھا اس نے بازو ہلا کر اسے جگایا ارژنگ نے اٹھتے ہی
اپنے دوست جاسوس کو گلے سے لگا لیا۔ سوانگ نے پوچھا:

"تم کب سے یہاں لیٹے ہو؟"

ارژنگ نے کہا:

"تمہیں کسی نے دیکھا تو نہیں؟"

ارژنگ بولا:

"ہاں، تمہاری خادمہ نے مجھے دیکھا ہے بڑی بدتمیز خادمہ رکھی ہے تم
نے۔ میں بڑے دروازے سے بچ بچا کر پچھلی کھڑکی پر آیا مگر تمہاری
ضدی خادمہ نے مجھے اندر ہی نہیں گھسنے دیا۔ الٹا مجھے چور کہا۔"

سوانگ ہنس پڑا:

"اسے معاف کردو، وہ میری بڑی وفادار خادمہ ہے اس کیا معلوم

تھا کہ تم کون ہو۔ اگر اسے معلوم ہوتا تو کبھی تمہارے ساتھ یہ سلوک نہ کرتی اچھا تم یہ بتاؤ کہ اپنے کام میں کامیاب ہوئے ہو یا نہیں؟"

ارژنگ نے کہا:

"کل تک تمہیں خبر پہنچ جائے گی۔"

سوانگ نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا:

"کون سی خبر؟"

ارژنگ نے مونچھوں پر ہاتھ پھیرا اور کہا:

"ہم نے ولی عہد شہزادے کو ہلاک کر دیا ہے۔"

سوانگ بولا:

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

ارژنگ کہنے لگا:

"تو اور کیا جھوٹ بول رہا ہوں؟"

سوانگ نے ارژنگ کو سینے سے لگایا اور منصوبے کی تکمیل پر اسے بڑی مبارک باد دی۔

"ارژنگ تم نے اور کمالا نے مل کر وہ کام کیا ہے جو ہمارے پورے قبیلے میں کوئی نہیں کر سکتا تھا سردار اس خبر کو سن کر بے حد خوش ہوگا اور تمہیں قبیلے کا خاص انعام ملے گا۔"

ارژنگ نے کہا:

"مگر ایک بڑی افسوس ناک بات ہوئی ہے۔"

"وہ کیا؟" حیرانی سے جاسوس پجاری کا منہ کھل گیا "تم تو خیریت سے ہو نا؟"

ارژنگ نے کہا:

"ہم دونوں اپنا کام ختم کرنے کے بعد وہاں سے اس طرف آ رہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ شیر نے کمالا پر اچانک حملہ کر دیا۔ میں نے

تلوار کھینچ لی۔ مگر اتنی دیر میں شیر نے کمالا کو ہڑپ کر لیا تھا۔"

پجاری جاسوس بولا:

"وہ بڑی قیمتی عورت تھی اس کی موت سے ہمارے قبیلے کو بڑا نقصان ہوا ہے؟"

ارژنگ نے کہا:

جس وقت سانپ نے شہزادے کی گردن پر کاٹا ہے ہم اس وقت محل سے نکل بھاگے تھے۔ کیونکہ اب تو معاملہ سنگین ہو گیا تھا۔ ہمارا وہاں ایک پل کے لیے بھی بہت بڑے خطرے کا باعث بن سکتا تھا؛ چنانچہ ہم وہاں سے بھاگ اٹھے۔ مگر سانپ اس قدر زہریلا تھا کہ اس میں کوئی شبہ ہی نہیں ہو سکتا کہ شہزادے کی گردن پر سانپ نے کاٹا تھا اور وہ ضرور مر گیا ہو گا۔ کل تک سارے چین میں اس موت کی خبر پھیل جائے گی۔"

جاسوس پجاری کرسی پر بیٹھ گیا

"تم نے کچھ کھایا ہے؟"

"تھالی میں تمہاری انجیریں ختم کر دی ہیں اب مجھے بھوک نہیں رہی۔ تم سناؤ یہاں کیا ہو رہا ہے؟ کیا ہمارے آدمی ٹھیک کام کر رہے ہیں؟"

سوانگ نے کہا۔

"سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک کام کر رہے ہیں اس خانقاہ میں صرف میں اکیلا ہوں ساتھ والے گاؤں میں ہمارا ایک جاسوس سرائے کھول کر بیٹھا ہوا ہے سارے ملک سے ہمارا جو بھی گوریلا آتا ہے وہ اسی سرائے میں آ کر ٹھہرتا ہے تم پہلے جاسوس ہو جو کھڑکی کے راستے یہاں آئے ہو۔"

"میں نے وہ سرائے کبھی نہیں دیکھی۔"

"خیر یہ بتاؤ کہ تم کب تک قیام کرو گے؟"

"میرا خیال ہے کہ میں رات گزارنے کے بعد صبح منہ اندھیرے ہی یہاں سے نکل جاؤں گا۔ کیونکہ میرا راز کھل گیا ہے فوج کے سپاہی میری تلاش میں ہیں اگر میں یہاں زیادہ دن رہا تو ہو سکتا ہے کہ میں پکڑ لیا جاؤں۔"

"پھر تو تمہیں اس کمرے سے بھی باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ کیونکہ اس خانقاہ میں اکثر کوئی نہ کوئی فوجی آتا رہتا ہے اور پھر تمہاری تو انہیں تلاش بھی ہے۔"

"میں نے بھی یہی سوچا ہے کہ اسی کمرے میں چپکے سے پڑا رہوں اور دن نکلنے سے پہلے پہلے اندھیرے میں ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں۔"

جاسوس پجاری نے پوچھا:

"مگر یہ مخبری کس نے کی؟ یہ کس نے بادشاہ کو خبر دی کہ تم شہر کے اندر

ایک حویلی میں رہ رہے ہو؟"

"بادشاہ کے جاسوس بھی بڑے ہوشیار ہیں۔ یہ تو اچھا ہوا کہ کسی کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہم نے ولی عہد کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اگر ہمارا راز فاش ہو جاتا تو سب سے پہلے کمالا پکڑ لی جاتی، اسے فوراً قتل کر دیا جاتا اور ہمارا کام دھرے کا دھرا رہ جاتا۔"

"یہ ہماری قوم کی، ہمارے قبیلے کی خوش قسمتی ہے کہ ہمارا راز فاش نہیں ہوا ورنہ اس کے بعد ہم اپنے سردار کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہ جاتے۔"

ارژنگ نے کہا:

"سوانگ، اب تمہیں بھی یہاں بے حد ہوشیار ہو کر رہنا ہوگا۔ کیونکہ بادشاہ کے جاسوس چپے چپے پر پھر رہے ہیں۔"

سوانگ نے کہا:

''تم میری فکر نہ کرو میں یہاں ہر طرح سے ہوشیار اور چوکس ہوں اور پھر عرصہ بارہ برس سے اس خانقاہ میں بیٹھا ہوں۔ لوگوں کا مجھ پر بے حد اعتماد ہو گیا ہے۔ کسی کو خواب میں بھی شک نہیں پڑ سکتا کہ میں ہُن قوم کا جاسوس ہوں اور چین میں تخریبی کارروائیاں کروا رہا ہوں۔

اچانک ارژنگ کو خادمہ کا خیال آ گیا۔

''ارے بھائی میں تو بھول ہی گیا تمہاری خادمہ تو پچھلے کمرے میں پڑی ہے میں نے اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا تھا۔''

سوانگ نے ہنس کر کہا۔

''اگر کچھ دیر بعد بتاتے تو اس بے چاری کا کام تمام ہو گیا تھا اچھا میں اس کی خبر لیتا ہوں اتنی دیر تم آرام کرو رات کا کھانا ہم دونوں اکٹھے ہی کھائیں گے۔''

سوانگ باہر جانے لگا تو ارژنگ نے اسے بلا کر کہا۔

''ایک بات دماغ میں اچھی طرح بٹھا لو۔ یہاں کوئی بھی اپنے قبیلے کا جاسوس آئے اس کے ساتھ کسی کھلی جگہ کبھی کوئی بات نہ کرنا اسے کمرے میں لے جا کر دروازہ اندر سے بند کر کے بات کرنا اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے شک ہے کہ ایک ایسی عورت ہمارے پیچھے لگی ہے جو کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔''

سوانگ نے تعجب سے پوچھا:

''کیا مطلب؟''

ارژنگ بولا:

''مطلب یہ ہے کہ اس عورت کو میرے خیال کے مطابق کسی نے جادو کے زور سے غائب کر دیا ہے۔ یا وہ خود غائب ہو گئی ہے۔''

''کمال ہے یعنی آج کے زمانے میں بھی کوئی شخص غائب ہو سکتا ہے؟''

''میں نے دو ایک بار اسے اپنے آس پاس چلتے محسوس کیا ہے اس نے اس سے پہلے ورشا پر حملہ بھی کیا تھا اور میرا خیال ہے کہ اسی عورت نے چین کے بادشاہ کے آگے ہماری مخبری کی ہے، ورنہ بادشاہ کے فرشتوں کو بھی ہمارے بارے میں علم نہیں ہو سکتا تھا۔''

''اچھا بھائی میں تم پر یقین کر لیتا ہوں۔''

اتنا کہہ کر سوانگ باہر نکل گیا۔

غیبی دُشمن

ارژنگ نے اندر سے کنڈی لگالی اور سو گیا۔

ماریا نے ارژنگ کو خانقاہ کی طرف مڑتے دیکھ لیا تھا، چنانچہ وہ بھی خانقاہ کی سمت مڑ گئی۔ خانقاہ کے بڑے دروازے کے سامنے آ کر وہ رک گئی یہ کوئی بڑی پرانی خانقاہ تھی اس میں کسی بہت بڑے چینی بزرگ کی قبر تھی جہاں آ کر ارد گرد کے دیہات کے لوگ چڑھاوے چڑھاتے اور لوبان جلاتے تھے خانقاہ کے دروازے سے لوبان کی خوشبو آ رہی تھی۔

ماریا کو یقین تھا کہ ارژنگ اسی خانقاہ میں گیا ہے مگر وہ اسے کہیں

دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ماریا نے سوچا کہ اپنا گھوڑا کس جگہ باندھے۔وہ اکیلی بڑے آرام سے اندر گھوم پھر کر، کمرہ کمرہ، کوٹھڑی کوٹھڑی جھانک کر ارژنگ کو تلاش کرنا چاہتی تھی۔

وہ گھوڑے پر سوار خانقاہ کے پچھواڑے آ گئی۔ یہاں ٹیلے کی ڈھلان پر ایک گھائی میں تھوہر اور ناگ پھنی کی گھنی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ گھوڑا باندھنے کے لیے اس سے بہتر جگہ اور نہیں تھی۔ ماریا گھائی میں آ گئی یہاں اس نے گھوڑے کے آگے بہت سا گھاس توڑ کر ڈالا اور اس کی رسی ڈھیلی کر کے ایک درخت سے باندھ دی۔گھوڑا اب ظاہر ہو گیا تھا۔مگر ماریا غائب تھی۔اس کی نگاہ خانقاہ کی دیوار والی کھڑکی پر پڑ گئی۔اسی کھڑکی کے راستے ارژنگ گیا تھا۔

ماریا نے کھڑکی کے پاس آ کر اسے غور سے دیکھا کھڑکی بند تھی اس نے کواڑوں کے ساتھ کان لگا کر سننے کی کوشش کی مگر دوسری جانب

کوئی بھی باتیں نہیں کر رہا تھا ماریا نے خیال کیا کہ کیوں نہ وہ کھڑکی پر دستک دے کر دیکھے کہ کون آ کر اسے کھولتا ہے؟ ہو سکتا ہے کہ ارژنگ خود ہی آ جائے۔ چونکہ ماریا کو تو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا تھا اس لیے اسے کوئی خطرہ نہیں تھا۔اس نے کھڑکی پر ہاتھ مار دیا چھ سات بار کھڑکی پر دستکیں دینے کے بعد اسی بد دماغ خادمہ نے کواڑ کھول کر باہر دیکھا:

"کون ہے بدتمیز؟"

جب اسے باہر کوئی دکھائی نہ دیا تو اس نے بڑبڑاتے ہوئے کھڑکی بند کر دی۔ ماریا نے دوسری مرتبہ پھر کھڑکی کے کواڑ کھٹکھٹائے اب کے خادمہ نے غصے میں باہر دیکھا جب اس دفعہ بھی اسے کوئی نظر نہ آیا تو اس نے دو چار بار آنکھیں جھپکائیں۔ سر کو ایک طرف ہلکا سا جھٹکا دیا اور اپنے آپ سے کہنے لگی:

"میرا خیال ہے میرے کان بجنے لگے ہیں۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں

ہے۔"

ماریا کو شرارت سوجھی اس نے قریب ہو کر کہا۔

"میں جو ہوں...... چڑیل...... جن...... بھوت۔"

اتنا سنتا تھا کہ خادمہ چیخ مار کر دھڑام سے گر پڑی اور ماریا ہنسی ہوئی کھڑکی میں سے اندر کود گئی وہ خانقاہ کے صحن میں آ گئی یہاں عجیب فضا بڑی پر بہار تھی۔ دیواروں کے ساتھ ساتھ رنگ برنگے پھول کھل رہے تھے چاندی ایسے پانی کا ایک فوارہ باغ کے بیچ میں لگا تھا۔ ماریا نے محسوس کیا کہ اگرچہ وہ ایک دور دراز علاقے کی خانقاہ ہے مگر بڑی خوب صورت ہے اور اس کی اچھی طرح دیکھ بھال بھی کی جاتی ہے۔

اب اس نے ارژنگ کی تلاش شروع کر دی۔ وہ برآمدے میں سے گزرتے ہوئے ایک ایک کمرے کی کھڑکی میں سے اندر جھانک کر دیکھ لیتی۔ مگر وہاں سوائے پجاری لڑکوں اور درویشوں کے اور کچھ نہیں

تھا۔

ہر کوٹھڑی میں ایک چٹائی بچھی تھی جس پر بیٹھے پجاری لڑکے آنکھیں بند کیے منتر اور اشلوک پڑھ رہے تھے۔ ماریا نے خوب اچھی طرح سے ایک ایک پجاری کے چہرے کو دیکھا۔ مگر ان میں کوئی بھی ارژنگ نہیں تھا...... تو پھر وہ کہاں چلا گیا؟ ماریا بڑے کمرے میں آ گئی۔ جہاں عورتیں، مرد اور بچے لکڑی کے بنچوں پر بیٹھ کر پوجا پاٹ کر رہے تھے۔ ماریا نے ان لڑکوں کو بھی غور سے دیکھا۔

ارژنگ ان میں بھی کوئی نہیں تھا وہ حیران ہوئی کہ وہ کہاں غائب ہو گیا۔ اب صرف بڑے کمرے کا پچھلا حصہ ہی رہ گیا تھا جو اس کمرے والی قبر کے عقب میں تھا۔

ماریا اس کی طرف آ گئی۔

یہ جگہ ایک پختہ دیوار کی اوٹ میں تھی اور اس پر گلاب کی سرخ بیلیں

چڑھی ہوئی تھیں۔ ماریا کو یہ علاقہ بھی بہت پسند آیا۔ یہ جگہ جنت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا معلوم ہو رہی تھی ایک طرف دیوار کے ساتھ ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ بھی بہہ رہا تھا۔ وہاں سب کچھ تھا مگر جس آدمی کی ماریا کو تلاش تھی وہ اسے نہیں مل رہا تھا۔ آخر وہ قبر کے پیچھے والے علاقے میں بھی خوب چلی پھری اس نے چپہ چپہ چھان مارا مگر ارژنگ کا کسی جگہ کوئی نام ونشان تک نہ تھا۔ آخر وہ تھک کر پتھر کے ایک سٹول پر بیٹھ گئی۔ یہاں بیٹھ کر اسے کچھ سکون محسوس ہوا۔ وہ پجاریوں اور لوگوں کو ادھر اُدھر چلتے پھرتے آتے جاتے دیکھنے لگی۔ اس کا خیال تھا کہ اگر ارژنگ یہاں ہوگا تو وہ اسے ضرور دکھائی دے گا۔

ماریا کتنی ہی دیر وہاں بیٹھی رہی۔ شام کے سائے چاروں طرف پھیل گئے خانقاہ میں دیے اور مشعلیں روشن ہوگئیں۔ مگر ارژنگ کہیں نظر نہ

آیا ماریا کو خیال آیا کہ وہ یہاں نہیں آیا شاید وہاں تھوڑی دیر رک کر آگے نکل گیا ہے وہ اٹھ کر اس جگہ آگئی جہاں کچھ گھوڑے بندھے تھے۔ اچانک اس کی نظر ارژنگ کا گھوڑا پہچان لیا۔ اب تو اسے دنیا کی کوئی طاقت باہر نہیں نکال سکتی تھی۔ اسے اپنا کھویا ہوا دشمن مل گیا تھا ارژنگ بھی وہیں کسی کمرے میں چھپا ہوا ہے۔

اس نے اٹھ کر ایک بار پھر کمروں کی تلاشی لینا شروع کر دی جاسوس پجاری بڑے کمرے سے نکل کر باہر آ رہا تھا اور ماریا اس کمرے کے اندر جا رہی تھی اور دونوں کی بے دھیانی میں ٹکر ہوگی۔ جاسوس پجاری کے تو ہوش اڑ گئے۔ جب اس نے دیکھا کہ جس عورت سے اس کی ٹکر ہوئی ہے وہ اسے نظر ہی نہیں آ رہی ہے ماریا ایک دم سے پرے ہٹ کر کھڑی ہوگئی تھی اور جاسوس پجاری کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اس ٹکر نے اس پر کیا اثر کیا ہے۔ پجاری کچھ دیر اسی جگہ کھڑا رہا

کھچا تارہا پھر ایک دم سے اسے ارژنگ کا وہ جملہ یاد آ گیا کہ اس کے تعاقب میں ایک ایسی چڑیل یا عورت لگی ہے جو خود تو سب کچھ دیکھ سکتی ہے مگر خود کسی کو نظر نہیں آتی۔ اب وہ چوکس ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بادشاہ کی غیبی جاسوسہ ارژنگ کی تلاش میں خانقاہ تک پہنچ گئی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ ایک عورت اس کے قریب ہی کھڑی اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہی ہے اور وہ جدھر جائے گا اسی طرف کو پیچھا کرے گی۔

وہ ہوشیار ہو گیا۔ وہ اب سامنے والے دروازے سے ارژنگ کے کمرے میں نہیں جانا چاہتا تھا۔ وہ کمرے کے پیچھے آ گیا اس نے چابی نکال کر تالا کھولا اور تھوڑا سا کواڑ کھول کر فوراً اندر چلا گیا اور جلدی سے کھڑکی بند کر لی ارژنگ ابھی ابھی سو کر اٹھا تھا اور سر کے بالوں میں کنگھی کر رہا تھا۔ اس نے سوانگ کو کھڑکی کے راستے اندر داخل

ہوتے دیکھا تو حیرت سے بولا:

"خیر تو ہے سوانگ؟ کیا فوج کے سپاہی آ گئے ہیں؟"

سوانگ نے آہستہ سے کہا:

"آہستہ بات کرو۔ تمہاری وہ غیبی چڑیل یہاں بھی پہنچ گئی ہے۔"

ارژنگ نے سرگوشی میں پوچھا:

"مگر تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ یہاں آ گئی ہے۔ وہ تو کسی کو دکھائی ہی نہیں دیتی۔"

سوانگ بولا:

"اتفاق سے اس کی مجھ سے ٹکر ہو گئی۔ کہو اب یقین آیا؟ میں اسے جھانسہ دے کر پچھلی طرف سے آیا ہوں۔ اب تمہارے لیے بے حد ضروری ہو گیا ہے کہ اسی جگہ چھپ کر بیٹھے رہو یہاں سے ہرگز ہرگز باہر نہیں نکلنا۔ وہ ضرور اسی کمرے کے اردگرد منڈلا رہی ہوگی۔"

ارژنگ اٹھ کر کھڑکی کے پاس گیا اور سوراخ میں سے باہر دیکھنے لگا۔

سوانگ نے کہا:

"بھلا وہ تمہیں کہاں نظر آئے گی ہو سکتا ہے جس سوراخ میں سے تم باہر جھانک رہے ہو وہ غیبی عورت اسی سوراخ میں سے اندر جھانک رہی ہو۔"

سوانگ نے بالکل ٹھیک بات کہی تھی۔ وہ تڑپ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ سوانگ نے جلدی سے کھڑکی کے سوراخ میں کپڑا ٹھونس دیا۔ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ سوانگ نے اشارہ کیا۔

ارژنگ ایک دم سے بڑے تخت پوش کے نیچے چھپ گیا۔

سوانگ نے دروازہ کھول دیا۔

نوکر نے جھک کر کہا:

"حضور، کھانا تیار ہے اگر حکم ہو تو لے آؤں؟"

سوانگ نے کہا:

"ہاں، لے آؤ۔"

نوکر چلا گیا۔ سوانگ نے صرف تھوڑا سا ہی دروازہ کھولا تھا اور وہ بھی خود بیچ میں کھڑا تھا اس خیال سے کہ کہیں غیبی عورت لپک کر اندر نہ داخل ہو جائے۔ نوکر کے جاتے ہی سوانگ نے دروازہ بند کر دیا اور ارژنگ سے باہر آنے کے لیے کہا۔ ارژنگ نے باہر آ کر سوانگ سے کہا:

"دروازہ پورا تو نہیں کھولا تھا؟"

"نہیں۔ غیبی عورت سے ٹکر لگتے ہی مجھے تمہارا خیال آ گیا تھا اور میں خبردار ہو گیا۔ میں نے دروازہ تھوڑا سا ہی کھولا تھا۔"

ارژنگ کمرے میں ٹہلنے لگا:

"کیسی عجیب بات ہے کہ ایک ایسی عورت میرے پیچھے لگی ہے جو کسی

کو دکھائی نہیں دیتی۔"

پھر وہ پلٹ کر بولا: "سوانگ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا جادو نہیں ہے کہ تم اس عورت کو اپنے قابو میں کرسکو۔ یہ ہماری زندگی اور ہمارے منصوبے کے لیے بے حد ضروری ہے۔"

سوانگ نے کچھ سوچ کر کہا:

"جہاں تک مجھے یاد ہے ہمارے پاس کوئی ایسا جادو ٹونا نہیں ہے جس کی مدد سے ہم اس غیبی چڑیل کو قابو کرسکیں ہاں اگر ہم عقل سے کام لیں اور وہ اس وقت یہاں کھڑی ہماری باتیں نہ سن رہی ہو تو ہم اس پر قابو پا سکتے ہیں۔"

ارژنگ نے پوچھا:

"وہ کیسے؟"

سوانگ بولا:

"اس کے لیے ہمیں کافی سوچ بچار کرنا ہوگا کچھ سوچ کر ایک منصوبہ تیار کرنا ہوگا ایک جال پھیلانا ہوگا جس میں اس عورت کو پھنسانا ہو گا۔"

"وہ جال کس طرح تیار ہو سکتا ہے؟"

سوانگ کھڑکی کے پاس گیا اس نے کواڑ کے ساتھ کان لگا کر یہ محسوس کرنے کی کوشش کی کہ کہیں وہ عورت یعنی ماریا باہر تو نہیں کھڑی ہے؟ جب اسے یقین ہوگیا کہ ماریا باہر بھی نہیں اور اندر بھی نہیں ہے تو اس نے ارژنگ کے قریب آکر کہا:

"سنو ارژنگ ہمیں اس غیبی دشمن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا یہ ہمارے قبیلے ہماری قوم اور ہمارے سردار کی عزت اور زندگی کا سوال ہے یہ غیبی عورت ہمارے ملک ہمارے قبیلے اور ہماری قوم کی دشمن ہے اگر ہم اسے ہلاک کرنے میں کامیاب ہوگئے تو

یہ ہماری سب سے بڑی خدمت ہوگی۔"

ارژنگ نے کہا:

سوانگ میں تمہارے ایک ایک لفظ پر یقین لاتا ہوں مگر سوال یہ ہے کہ ایک ایسے دشمن کو ہم کیوں کر اور کیسے ہلاک کر سکتے ہیں جو ہمیں دکھائی ہی نہیں دیتا یہ تو ہوا میں تلوار چلانے والی بات ہوگی۔"

"میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا کہ اس کے لیے ہمیں ایک جال تیار کرنا ہوگا۔ بڑی عقلمندی اور ہوشیاری سے کام لینا ہوگا۔"

"ٹھیک ہے وہ جال کیا ہوگا؟"

سوانگ نے کہا:

"ہم اس غیبی عورت کو اسی طرح پکڑیں گے جس طرح ہم کسی آدم خور شیرنی کو پکڑتے ہیں کسی پاگل ہاتھی کو پکڑتے ہیں۔ ہمیں سارے جنگل میں آگ لگا کر آدم خور شیرنی کو اس راستے پر لانا ہوگا۔ جہاں ہم

نے اس کے لیے ایک گڑھا کھود رکھا ہوگا۔ اس گڑھے کو ہم نے گھاس سے ڈھانپ رکھا ہوگا بس جوں ہی آدم خور شیرنی ادھر آئے گی وہ اپنے آپ گڑھے میں گر پڑے گی۔ گھاس کی چھت کے گرنے سے ہمیں پتہ چل جائے گا کہ غیبی عورت اندر گر چکی ہے۔ گڑھا اتنا گہرا ہو گا کہ وہ ہزار کوشش کرنے پر بھی باہر نہ نکل سکے گی ہم اوپر سے گڑھے کو بند کر دیں گے اور پھر ہماری غیبی دشمن ہوا اور پانی نہ ملنے سے خود بخود ہلاک ہو جائے گا۔"

ارژنگ نے سوانگ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"تم نے بہترین جال تیار کیا ہے اب سوال یہ ہے کہ گڑھا کس جگہ کھودا جائے؟ اور غیبی دشمن عورت کو اس طرف کیسے لایا جائے۔"

اتنے میں دروازے پر کسی نے دستک دی:

"کون ہے؟"

"حضور کھانا لایا ہوں"

سوانگ نے ارژنگ کو اشارہ کیا وہ دوبارہ تخت پوش کے نیچے جا کر چھپ گیا۔ سوانگ نے کنڈی کھول کر دروازے کا راستہ بمشکل کھولا کہ کھانے کا تھال پکڑ کر وہ اندر لا سکے نوکر نے دروازے کو اور کھول کر اندر آنے کی کوشش کی تو سوانگ نے اسے ڈانٹ دیا۔

"اندر کیوں گھسے آ رہے ہو؟ اسی جگہ کھڑے رہو۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

نوکر بڑا حیران ہوا کہ آج بڑے پجاری کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ دروازہ تھوڑا سا ہی کھولتا ہے اور اس میں بھی بیچ میں آ کر کھڑا ہو جاتا۔ اس کے جاتے ہی سوانگ نے دروازے کو بند کر کے اندر سے کنڈی چڑھا دی۔ ارژنگ بھی تخت پوش کے نیچے سے باہر نکل آیا وہ دونوں تخت پوش پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگے وہ ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے سوانگ نے اسے بتایا کہ غیبی دشمن کو بڑی مکاری سے پھانسنے کی

کوشش کرے گا۔

"اگر ہم نے ذرا بھی بھول چوک کی تو ہم بری طرح پٹ جائیں گے اور غیبی دشمن عورت ہم کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔"

ارژنگ بولا:

"تم مجھے جو کہو گے میں کروں گا۔ دماغ لڑانا تمہارا کام ہے اور دشمن سے لڑنا میرا کام ہے۔"

سوانگ نے جھک کر ارژنگ کے کان میں ساری سازش کا حال کھول کر بیان کر دیا ارژنگ بہت خوش ہوا اور بڑے پجاری کی عقلمندی پر عش عش کر اٹھا جس وقت کمرے میں ماریا کے خلاف سازش ہو رہی تھی ٹھیک اس وقت ماریا اس کمرے کے باہر برآمدے میں ایک ستون کے ساتھ کھڑی تھی مگر اسے ارژنگ اور سوانگ کے بارے کچھ پتہ نہ تھا کہ وہ کہاں ہیں۔

خطرناک چال

سوانگ اور ارژنگ نے ماریا کو جال میں پھانسنے کا خطرناک منصوبہ بنایا تھا۔

سوانگ کا دماغ خوب لڑا۔ اس نے ارژنگ سے کہا کہ وہ کمرے میں اس وقت تک بند رہے جب تک کہ وہ جنگل میں جا کر ایک خاص مقام پر گڑھا نہیں کھود آتا اس کے بعد سازش یہ تھی کہ ارژنگ ماریا کو اپنا آپ دکھا کر باہر نکلے گا۔ ماریا کو اپنے پیچھے لگا کر جنگل میں اس جگہ پر لے جائے گا جہاں گہرا گڑھا گھاس پھونس کی چھت کے نیچے چھپا ہوا ہوگا وہ گڑھے کے قریب سے ہو کر گزر جائے گا اور جب ماریا اس پر سے گزرنے لگے گی تو دھڑام سے اس کے اندر گر جائے گی۔

"سارا کام بڑی ہوشیاری کے ساتھ ہونا چاہیے اگر کچھ بھی کسر رہ گئی تو کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔"

"فکر نہ کرو سوانگ میں بڑی چالاکی سے ماریا کو جال میں پھانس لوں گا۔ اسے اس طرح اپنے ساتھ لگاؤں گا کہ اسے کبھی شک نہ گزرے گا کہ اس کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔"

"بہر حال میرے آنے تک تمہیں اس کوٹھڑی میں بند رہنا ہوگا۔ ایک پل کے لیے بھی باہر نہیں نکلنا میں جنگل سے واپس آؤں تو پھر جو میں کہوں اس پر عمل کرنا۔"

ارژنگ نے کہا:

"بہت اچھا سوانگ، میں ہرگز اس کوٹھڑی سے باہر نہیں جاؤں گا۔"

سوانگ بولا:

"میں شام تک کے لیے کھانے پینے کا سامان اندر رکھوا دوں گا۔ باہر

سے تالا لگا کر جاؤں گا اچھا اب تم آرام کرو۔ رات ہوگئی ہے میں بھی
آرام کرتا ہوں۔"

سوانگ اپنے بستر پر اور ارژنگ اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ کچھ دیر کل کے
بارے میں سرگوشیوں میں باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد انہیں نیند
آ گئی۔

ماریا باہر کھڑے کھڑے تھک گئی تھی اس نے ایک بار پھر جا کر اصطبل
میں دیکھا تھا۔ ارژنگ کا گھوڑا اسی جگہ بندھا گھاس چر رہا تھا اس کا
مطلب یہ تھا کہ ارژنگ ابھی تک خانقاہ کے اندر موجود ہے مگر خدا
جانے وہ کس جگہ زمین کے اندر اتر گیا تھا کہ صبح سے رات ہوگئی تھی اور
وہ کہیں نظر نہیں آیا تھا ماریا نے فیصلہ کیا کہ وہ رات اسی خانقاہ میں
رہے گی اس کا دشمن اسی جگہ تھا پھر اس کا کسی دوسری جگہ چلے جانا بالکل
بے کار تھا وہ خانقاہ کے بڑے کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ گئی

اب اسے بھوک بھی بہت لگی تھی۔

وہ خانقاہ کے لنگر خانے میں آئی اس نے وہاں ایک جگہ بیٹھ کر روٹی اور
مچھلی کھائی۔ اب رات بسر کرنے کا سوال تھا اس نے سوچا کہ وہ کیوں
نہ خانقاہ کے بڑے کمرے میں کسی قبر کے پاس پڑ کر سو رہے اس
سے بہتر جگہ ساری خانقاہ میں اور کوئی نہیں تھی وہ بڑے کمرے میں
آ گئی وہاں کچھ پجاری بیٹھے عبادت کر رہے تھے اس میں بڑا پجاری
سوانگ بھی تھا لوگ بار بار اس کے پاؤں چھو رہے تھے۔ ماریا سمجھ گئی
کہ یہی بڑا پجاری ہے۔ اسے اس کی شکل پر ہن قوم کے جاسوس
ہونے کا شک سا پڑا۔ اصل میں سوانگ کی شکل ہن قوم کے منگولوں
سے بڑی ملتی تھی۔ ماریا اس قسم کے لوگوں کو پہلے بھی دیکھ چکی تھی۔
اسے خیال ہوا کہ ہو سکتا ہے ارژنگ کا اسی پجاری کے ساتھ کوئی چکر
ہو اور وہ اسی کے پاس ٹھہرا ہوا ہو۔

ماریا سوانگ کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ مگر سوانگ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ایک ایک کر کے کمرے میں سے تقریباً سارے لوگ عبادت ختم کر کے چلے گئے۔ اب وہاں اکیلا پجاری سوانگ رہ گیا اس نے آنکھیں کھول کر اپنے آس پاس دیکھا اور چپکے سے اٹھ کر قبر کے پاس آیا۔ قبر کے سرہانے کی جانب ایک صندوقچی اٹھا کر نیچے سے ایک اینٹ اٹھائی۔ وہاں ایک سوراخ سا پیدا ہوا اس سوراخ میں ہاتھ ڈال کر پجاری ایک لکڑی کی ڈبیا نکالی۔ اسے اپنی جیب میں رکھا۔ صندوقچی دوبارہ اپنی جگہ پر جمائی اور باہر نکل گیا۔

ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی باہر آ گئی۔

پجاری صحن میں سے ہو کر برآمدے میں آ گیا۔ ماریا اس کا پیچھا برابر کر رہی تھی۔ سوانگ اپنی کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا ایک پل کے لیے اس نے اپنے چاروں طرف دیکھا جب اسے

اطمینان ہو گیا کہ کوئی اسے نہیں دیکھ رہا تو جیب سے چابی نکال کر تالے میں گھمائی۔ کوٹھڑی کے دروازے کا ایک پٹ ذرا سا کھولا اور جلدی سے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ ماریا اندر داخل ہوتے ہوتے رہ گئی کم بخت سوانگ کو ماریا کا احساس ہو گیا تھا۔ اگر اس سے ماریا کی ٹکر نہ ہوتی تو ماریا کے لیے یہ مشکل نہ بنتی۔ پھر اس کے لیے راستہ صاف تھا مارے کو یقین ہونے لگا کہ ارژنگ اسی پجاری کی کوٹھڑی کے اندر چھپا ہوا ہے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ اب اس کوٹھڑی میں کیسے داخل ہوا جائے؟

ماریا نے سوچا کہ رات تو کسی طرح بسر کرو۔ پھر صبح کو دیکھا جائے گا۔ ظاہر ہے ارژنگ رات کو سفر نہیں کرے گا۔ لیکن اگر اس نے رات کو سفر کرنے کا ارادہ کر لیا تو پھر ماریا کے لیے اسے پانا مشکل ہو جائے گا۔ تو کیا وہ ساری رات وہاں کھڑی ہو کر ارژنگ کا پہرہ دے؟ یہ بھی

بڑا مشکل تھا۔ ماریا نے فیصلہ آخر یہی کیا کہ اسے صبح آ کر حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔ کیونکہ عام طور پر اندھیری راتوں کو جب آسمان پر چاند نہ ہو مسافر سفر نہیں کیا کرتے تھے۔

وہ برآمدے سے ہٹ کر خانقاہ کے بڑے کمرے میں آ گئی۔ وہاں باقی سب چراغ بجھ گئے تھے۔ صرف ایک جگہ دیوار کے ساتھ مشعل روشن تھی۔ جس کی ہلکی ہلکی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ماریا قبر سے ہٹ کر دیوار کے ساتھ ایک تخت پر لیٹ گئی اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔ اسے رہ رہ کر اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کا خیال آ رہا تھا۔ خدا جانے وہ کہاں ہوں گے؟ یہ بھی قسمت کا پھیر تھا کہ ایک ہی جگہ شاہی محل میں رہ کر بھی وہ ایک دوسرے سے نہ مل سکے۔

ان کو یہاں چھوڑ کر اب ذرا عنبر اور ناگ کی بھی خبر لیتے ہیں۔

دونوں دوست ارژنگ اور کمالا کی تلاش میں برابر آگے بڑھتے چلے

آ رہے تھے۔ انہیں یہ بھی شبہ تھا کہ ہو سکتا ہے ان کی بہن ماریا بھی ارژنگ کی تلاش میں اس کا پیچھا کر رہی ہو۔ وہ سفر کرتے کرتے کافی آگے نکل آئے۔ راستے میں انہیں ایک جگہ رات ہو گئی یہ وہی گاؤں تھا جو خانقاہ سے کچھ میل کے فاصلے پر تھا جس کی ایک سرائے کا مالک وہ الو کی ناک والا منگول تھا جو ارژنگ اور جاسوس پجاری کی طرح گوریلا تھا اور چین میں تخریبی کارروائیاں کر رہا تھا۔ عنبر اور ناگ اس گاؤں میں داخل ہوئے تو گھروں میں چراغ روشن ہو گئے تھے۔

ایک آدمی سے انہوں نے سرائے کے بارے میں پوچھا۔ اسی طرح پوچھتے پچھاتے وہ الو کی شکل والے گوریلا جاسوس کی سرائے میں آ گئے۔ جاسوس نے عنبر اور ناگ کو دیکھا تو پوچھا:

"تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جانے کا ارادہ ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"ہم دونوں بھائی ہیں اور جڑی بوٹیوں کی سوداگری کرتے ہیں۔ جڑی بوٹیوں کی تلاش میں ہم چین کے جنگلوں، میدانوں کی خاک چھان رہے ہیں۔ کیا آپ کی سرائے میں ہمیں رات بسر کرنے کو جگہ مل جائے گی؟"

جاسوس نے کہا:

"اگر تمہارے پاس پیسے ہیں تو ضرور جگہ مل جائے گی۔ اگر خالی ہاتھ ہو تو گاؤں سے باہر کسی جنگل میں جا کر لیٹ رہو۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"

ناگ بولا:

"ایسی کوئی بات نہیں ہے بھائی، ہمارے پاس تمہیں کرایہ دینے کو رقم موجود ہے۔ ہم فقیر یا کوئی بھوکے ننگے نہیں ہیں یہ لو اپنی رقم پہلے ہی لے لو۔"

اور ناگ نے جیب سے سونے کے کچھ سکے نکال کر سرائے کے مالک کے سامنے رکھ دیے۔ جاسوس مالک کی تو آنکھیں کھل گئیں۔ آج تک کبھی کسی نے اسے سونے کا سکہ نہیں دیا تھا۔ وہ تو عنبر اور ناگ کے گن گانے لگا اور ان کی آؤ بھگت شروع کر دی۔

انہیں وہ کمرہ دیا جو سرائے میں سب سے اچھا تھا۔ اچھائی اس میں یہ تھی کہ وہاں ایک انگیٹھی بھی تھی جہاں رات کو سردی میں آگ جلائی جا سکتی تھی۔ مگر اس رات سردی بالکل نہیں تھی۔ موسم بڑا اچھا اور خوشگوار تھا۔ رات اگرچہ اندھیری تھی لیکن آسمان پر کھلے ہوئے بے شمار ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی زمین پر پڑ رہی تھی۔ عنبر اور ناگ نے کمرے میں آ کر بستر جما لیا۔ اتنے میں سرائے کا جاسوس مالک اندر آیا وہ خوش آمدید کرنے والوں کی طرح مسکرا رہا تھا۔ کہنے لگا:

"میرا کمرہ یہاں سے چار کمرے چھوڑ کر پانچواں ہے۔ کسی شے کی

رات کے وقت ضرورت ہو، مجھے آواز دے لیں۔ میں ہر خدمت کے لیے ہر وقت آپ کو حاضر ملوں گا۔"

عنبر نے کہا:

"آپ کا بہت بہت شکریہ، ہم آپ کے اچھے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ ہاں اگر کسی شے کی ضرورت پڑی تو میں ضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔"

سرائے کا مالک باہر نکل گیا تو ناگ نے کہا:

"یہ سارا کام سونے کے سکوں کا ہے۔ اگر ہمارے پاس سکے نہ ہوتے تو یہ شخص کبھی ہمیں سرائے کے اندر نہ گھسنے دیتا۔"

عنبر بولا:

"بالکل ٹھیک، اس وقت ہم کسی قبرستان میں پڑے ہوتے۔"

ناگ نے کہا:

"مجھے تو یہ آدمی بھی کوئی خطرناک مجرم لگتا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے عنبر؟"

عنبر کہنے لگا:

"بھائی ہو سکتا ہے تمہارا خیال درست ہو۔ بہر حال ہمیں اس سے چوکس رہنا چاہیے۔"

باتیں کرتے کرتے وہ سو گئے۔ آدھی رات کو اچانک موسم بدل گیا۔ جہاں آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ وہاں ایک دم سے بادل آ گئے اور بجلی زور سے چمکنے لگی۔ پھر گرج چمک کے ساتھ موسلا دھار بارش ہو گئی۔ بارش شروع ہوئی تو موسم سرد ہو گیا۔

سردی کی وجہ سے عنبر اور ناگ کی آنکھ کھل گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ زبردست بارش ہو رہی ہے۔ بجلی چمک رہی ہے اور بادل گرج رہے ہیں کمرے میں سردی بڑھ گئی تھی۔

عنبر نے کہا:

"ناگ یار، مجھے تو ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ کم بخت اوپر لینے کو کوئی لحاف نہیں ہے۔"

ناگ بھی سردی سے ٹھٹھر رہا تھا، اس نے کہا:

"یار، میں تو سرائے کے مالک کے پاس جا کر اس سے لحاف مانگتا ہوں۔ نہیں تو رات میں ہی ہمارا دم نکل جائے گا اور صبح ہماری لاشیں سردی سے اکڑی ہوئی ملیں گی۔"

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے آگ نہ جلائیں؟"

ناگ بولا:

"پتھر بھی نہیں ہیں جس سے آگ روشن کریں۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر سرائے کے مالک کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ رات بھر کے لئے ہمیں دو لحاف دے دے۔ اس کے پاس کتنے ہی ہوں گے، آخر سرائے چلاتا ہے۔"

"ابھی جاتا ہوں۔" ناگ نے کہا۔

ناگ اپنی کوٹھڑی میں سے نکل کر سرائے کے مالک کی کوٹھڑی کی طرف روانہ ہو گیا۔

مالک کی کوٹھڑی چار کوٹھڑیاں چھوڑ کر تھی۔ بارش بڑے زور سے ہو رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔ بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں صحن میں گرتی بارش صاف نظر آنے لگتی۔ ناگ برآمدے میں گزرتا سرائے کے مالک کی کوٹھڑی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ اندر روشنی ہو رہی تھی اور دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ سنا جائے اندر کون

کیا باتیں کر رہا ہے۔ اس نے اپنا کان دروازے کے ساتھ لگا دیا۔
اندر سرائے کے مالک سے کوئی دوسرا آدمی آہستہ آہستہ بات کر رہا
تھا۔

ناگ کے کچھ پلے نہ پڑا۔ لیکن اتنا اس نے سن لیا کہ بات ولی عہد کے
قتل کے بارے میں ہو رہی تھی وہ چوکنا ہو گیا اب بہت ضروری ہو گیا
تھا کہ اندر جا کر ان کی باتیں سنی جائیں، کیونکہ سرائے کا مالک بھی
دشمن قبیلے کا جاسوس نکل آیا تھا۔ ناگ کے لیے صرف ایک ہی راستہ
تھا کہ وہ سانپ کا روپ بدل کر کمرے میں کسی طرح داخل ہو جائے۔
اس نے واپس جا کر عنبر کو بھی اطلاع دینے کی ضرورت محسوس نہ کی اور
ایک پل کے اندر اندر اپنی جون بدل کر سانپ کے روپ میں گیا۔ وہ
دیوار پر رینگ کر روشندان کے ذریعے کمرے کے اندر والی دیوار پر
آ گیا۔ یہاں قدرے اندھیرا تھا۔ سانپ نیچے اتر آیا اور ایک جگہ

چھپ کر کیا دیکھتا ہے کہ سرائے کا مالک کرسی پر بیٹھا ہے اور ایک ٹھگنے
قد کا آدمی اس کے پاس چارپائی پر بیٹھا اس سے باتیں رہا ہے۔

اس آدمی کا حلیہ ایسا تھا کہ لگتا تھا وہ ابھی ابھی سفر کر کے سرائے میں
پہنچا ہے۔ اس کے کپڑے کہیں کہیں سے بارش کے باعث ابھی تک
گیلے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا۔

”ہمیں بالکل توقع نہیں تھی کہ ولی عہد شہزادہ اتنے زہریلے سانپ
سے ڈسے جانے کے باوجود بچ جائے گا۔ مگر وہ بچ گیا ہے اور ہماری
ساری سازش ناکام ہو گئی ہے۔ اب ہم قبیلے والوں کو منہ دکھانے کے
قابل بھی نہیں رہے۔“

سرائے کے مالک نے کہا:

”لیکن ارژنگ اور کمالا کہاں ہیں یہ کام تو ان کے سپرد کیا گیا تھا۔
انہوں نے اپنا فرض اچھی طرح سے ادا کیوں نہیں کیا؟ کیا انہیں معلوم

نہیں تھا کہ انہیں اپنی جان پر کھیل کر بھی ولی عہد شہزادے کو قتل کرنا ہے؟"

ٹھگنے قد کا آدمی بولا:

"ضرور معلوم تھا اور شہزادے کو سانپ نے ڈس بھی لیا تھا۔"

"تو پھر وہ زندہ کیسے بچ گیا؟"

"کہتے ہیں شاہی دربار میں کوئی نیا حکیم آیا ہے۔ اس نے کوئی ایسی دوا لگائی کہ سانپ کا سارا زہر شہزادے کے جسم سے باہر آ گیا۔"

"حیرت کی بات ہے۔ افریقہ کے زہریلے سانپ سے بھی ایک معصوم بچہ ہلاک نہ ہو سکا۔ اب کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"میں قبیلے کے سردار کا خاص پیغام لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔"

"وہ پیغام کیا ہے؟"

"سردار کو تمام حالات کا علم ہو گیا ہے۔ اسے بے حد صدمہ ہوا ہے کہ

شہزادہ ابھی تک زندہ ہے۔ یہ اس کی اور اس کے قبیلے کی بڑی سخت بے عزتی ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ تم جس طرح سے بھی ہو سکے چین کے شہزادے کو ہلاک کر کے سردار کو خبر کرو۔"

سرائے کا مالک خاموش ہو گیا پھر سر اٹھا کر بولا:

"مگر دوست، سردار کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں میرا کام کچھ اور کرنا ہے۔ اگر میں ولی عہد شہزادے کے پیچھے پڑ گیا تو یہاں میرا کام کون سنبھالے گا؟"

جاسوس نے کہا:

"بہر حال یہ سردار کا حکم ہے اور میں نے تمہیں حکم سنا دیا ہے۔ تمہاری مرضی ہے کہ تم جو چاہے کرو۔"

سرائے کا مالک بولا:

"مگر ارژنگ اور کمالا کو کہاں سے تلاش کیا جائے؟ ان سے تو شاہی

محل کے اندر کی بہت سی فائدہ مند معلومات حاصل ہو سکتی تھیں۔"

"وہ تو خدا معلوم اپنی جان بچائے کہاں کہاں پھر رہے ہوں گے، بلکہ ہو سکتا ہے کہ انہیں شاہی فوج کے سپاہیوں نے پکڑ کر قتل کر ڈالا ہو۔ کیونکہ ان کی کوئی خبر کسی جاسوس کو نہیں مل رہی۔"

مالک نے پوچھا:

"تم کب واپس جا رہے ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ میں صبح صبح واپس روانہ ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں وہاں جا کر سردار کو سارے حالات سے باخبر کروں گا۔ کیا تم اپنا اپنا فرض سنبھالنے کے لیے تیار ہو ناں؟"

"تیار ہوں، میں انکار کیسے کر سکتا ہوں؟"

"مجھے تم سے یہی امید تھی۔ سردار نے بھی تاکید کی تھی کہ یہ کام بڑی ہوشیاری اور رازداری کے ساتھ جلدی انجام تک پہنچا دیا جانا

چاہیے۔"

"میرا خیال ہے اب تمہیں آرام کرنا چاہیے۔ میں بھی دن بھر کا تھکا ہوا ہوں۔ اب سونا چاہتا ہوں۔ صبح جانے سے پہلے مجھے مل کر جانا۔"

"ضرور...... خدا حافظ۔"

یہ کہہ کر جاسوس کمرے سے باہر نکل گیا۔

ناگ سانپ کے روپ میں چھپ کر یہ ساری باتیں سن رہا تھا جاسوس کے چلے جانے کے بعد وہ بھی دیوار کے ساتھ ساتھ کھسکتا دروازے کی دہلیز میں سے نکل کر باہر برآمدے میں آ گیا۔ یہاں آ کر اس نے ایک بار پھر انسان کی جون بدل لی اور دروازے پر دستک دی۔

سرائے کے مالک نے دروازہ کھولا اور ناگ کو اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر پوچھا:

"تمہیں کیا چاہیے؟"

"اگر ہمیں دو ایک لحاف مل جائیں تو ہم سردی سے بچ جائیں گے۔ کمرہ بڑا ٹھنڈا ہے۔ ہمیں بالکل نیند نہیں آ رہی۔"

سرائے کے مالک نے کہا:

"اس وقت میرے پاس ایک ہی لحاف ہے جو کہ فالتو ہے۔ وہ اگر چاہو تو لے جا سکتے ہو۔"

"شکریہ، ہم ایک لحاف میں گزارہ کر لیں گے۔"

سرائے کے مالک نے ناگ کو لحاف دیا۔ ناگ لحاف لے کر اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔ عنبر اس کی راہ دیکھ رہا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی ناگ نے لحاف تخت پر رکھ دیا اور بولا:

"عنبر بھائی، میں ایک بڑی زبردست خبر لے کر آ رہا ہوں۔"

"وہ کون سی خبر ہے، سناؤ؟"

عنبر نے بے تابی سے پوچھا۔ ناگ نے کہا:

"سرائے کا مالک بھی دشمن قبیلے کا جاسوس ہے۔"

"کیا کہا؟"

پھر ناگ نے شروع سے آخر تک سرائے کے مالک اور جاسوس کی ساری باتیں عنبر کو سنا ڈالیں۔ عنبر تو حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔ اس نے ناگ سے پوچھا کہ اس سلسلے میں انہیں کیا کرنا چاہیے۔ ناگ نے کہا:

"میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے۔"

"وہ کیا ہے؟"

"وہ یہ کہ کل صبح جب جاسوس یہاں سے چلا جائے گا اور سرائے کا مالک اکیلا رہ جائے گا تو میں اس سے جا کر ملوں گا اور اسے وہ ساری باتیں بتا دوں گا جو اس کے اور جاسوس کے درمیان ہوئی تھیں۔ وہ مجھ پر یقین کر لے گا۔ پھر ہم اسے اپنی چال کے مطابق چلائیں گے اور اس طرح شہزادے کو موت کے منہ سے بھی بچا لیں گے اور اس شخص کو

گرفتار بھی کر لیں گے۔"

"چال تو بڑی اچھی ہے۔ مگر کیا یہ شخص ہماری باتوں میں آ جائیگا؟"

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ اسے قائل کرنا میرا کام ہے اور میں یہ کام بڑی اچھی طرح سے کر لوں گا۔"

"اگر ایسا ہو جائے تو ہم اس جاسوس کو گرفتار کر کے یہاں کے بہت سے جاسوسوں کو گرفتار کروا سکتے ہیں۔"

"خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا۔ اب آرام کرتے ہیں کل صبح کو دیکھا جائے گا۔"

دونوں لحاف اوڑھ کر سو گئے۔ بارش رات کے پچھلے پہر کہیں جا کر تھم گئی۔ بادل چھٹ گئے اور آسمان پر ایک بار پھر تارے چمکنے لگے۔

دونوں دوست گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ مگر سرائے کے مالک کو بہت کم نیند آئی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ سردار نے اس کے ذمے شہزادے کو قتل کرنے کا بڑا مشکل کام ڈال دیا ہے۔

موت کا کنوآں

اب ہم ایک بار پھر ماریا کی طرف آتے ہیں۔

ماریا سرائے سے کچھ دور خانقاہ کے اندر بڑے کمرے کے تخت پر سو رہی تھی۔ سوانگ پجاری نے ارژنگ کے ساتھ مل کر چال بنائی کہ صبح صبح جنگل میں جا کر گڑھا کھودے گا اور پھر ارژنگ ماریا کو اپنا آپ دکھا کر ساتھ جنگل میں لے جائے گا اور دھوکے سے گڑھے کے اندر گرا دے گا۔ ماریا تھکی ہوئی تھی اور پھر گرج چمک بارش سے سردی ہو گئی۔ ماریا گرم ہو کر سوئی رہی۔ دوسری طرف سوانگ چپکے سے منہ اندھیرے ہی اپنی کوٹھری سے نکل کر جنگل کی طرف چل پڑا۔ وہ زمین کھودنے کی بجائے جنگل میں کسی ایسے قدرتی گڑھے یا کھائی کی تلاش میں تھا جس کے اوپر کے اوپر گھاس کی چھت ڈال کر وہ پھندا اپنا

سکے۔

مشعل کی روشنی میں اس نے جنگل میں کسی کھائی یا گڑھے کی تلاش شروع کر دی۔ تلاش کرتے کرتے آخر اسے ایک اندھا کنواں مل گیا جس کی تہہ میں سوکھے پتوں کے ڈھیر لگے تھے اور اس میں پانی بالکل نہیں تھا۔ سوانگ کو یہ کنواں پسند آ گیا۔ اس کی گہرائی بھی کافی تھی۔ اس کے اندر گرنے کے بعد ماریا باہر کبھی نہیں نکل سکتی تھی۔ سوانگ نے خنجر سے درختوں کی بہت سی جھاڑیاں کاٹیں اور انہیں کنوئیں کے اوپر ڈال دیا۔ پھر ان جھاڑیوں کے اوپر گھاس پھونس ڈال دیا اور ایسا بنا دیا کہ کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتا تھا یہاں نیچے ایک اندھا گہرا کنواں موجود ہے۔ یہ خوفناک جال پھیلانے کے بعد سوانگ چپکے سے واپس خانقاہ میں آ گیا۔

اس وقت تک صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیل گئی تھی۔ سوانگ جلدی سے

واپس اپنی کوٹھڑی میں آ گیا۔ ارژنگ ابھی تک سو رہا تھا۔

اس نے ارژنگ کو جگایا اور کہا:

"میں اندھے کنوئیں کے اوپر گھاس کا چھپر ڈال آیا ہوں۔ اب تمہارا کام ہے کہ تم وہاں ماریا کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اسے اس میں گرا دو۔"

ارژنگ نے ایک ایسا سوال کیا جس کا جواب سوانگ پجاری کے پاس بھی نہیں تھا۔ اس نے کہا:

"مگر مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ وہ کنواں کہاں پر ہے؟"

سوانگ بولا:

"ارے ہاں، یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ اس کے لیے تو ضروری ہے کہ تمہیں اپنے ساتھ لے جا کر وہ کنواں پہلے دکھا دیا جائے۔"

ارژنگ نے کہا:

"لیکن اب تم دن چڑھ آیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ماریا باہر بیٹھی ہماری چوکیداری کر رہی ہو؟"

سوانگ نے کہا:

"تو پھر خیال ہے۔ ہم دونوں کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے یہاں سے نکلنا چاہیے۔"

ارژنگ بولا:

"ہاں ٹھیک ہے۔"

"میں پہلے یہاں سے نکلوں گا تم میرے پیچھے پیچھے آنا۔ جس جگہ گھاس کے اوپر سے میں ٹیڑھا ہو کر گزروں، تم سمجھ لینا کہ اسی جگہ وہ کنواں چھپا ہوا ہے۔"

ارژنگ نے کہا:

"تم ایسا کرنا کہ چلتے چلتے کنوئیں کی چھت والی گھاس پر اپنا کوئی

رومال گرا دینا۔ میں وہاں سے بچ کر جاؤں گا اور ماریا کو یہی اثر دوں گا کہ میں اس کے اوپر سے گزر رہا ہوں۔ پھر جب وہ اس کے اوپر سے گزرے گی تو اپنے آپ کنوئیں میں گر پڑے گی۔"

سوانگ نے کہا:

"یہ بالکل ٹھیک ہے، مگر سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ ماریا اس وقت باہر بیٹھی ہماری راہ دیکھ رہی ہے؟ یہ کہ وہ ہمارا تعاقب کر رہی ہے؟"

ارژنگ نے کہا:

"یہ بڑی معمولی بات ہے۔ تم ابھی سے جا کر برآمدے کے باہر سفید آٹا پھیلا دو۔ ہم اس پر ماریا کے پاؤں کے نشان صاف پہچان لیں گے۔"

سوانگ بولا:

''شاباش، تم نے میرا بڑا مسئلہ حل کر دیا۔''

سوانگ اسی وقت اٹھ کر پچھلی کوٹھڑی میں گیا۔ وہاں سے مٹھی بھر خشک آٹا لے کر وہ دروازے کے باہر برآمدے میں آیا اور اس نے دروازے کے آگے برآمدے میں چپکے سے آٹا زمین پر بکھیر دیا۔

دوسری جانب ماریا سے غلطی یہ ہوگئی کہ وہ دیر تک سوتی رہی۔ نیند نے اسے دھوکہ دے دیا اور وہ پیچھے رہ گئی۔ اگر وہ صبح صبح اٹھنے کی عادی ہوتی تو وہ بڑی آسانی سے سوانگ کو جنگل میں جاکر اندھے کنوئیں کے اوپر گھاس کا چھپر ڈالتے دیکھ لیتی اور کبھی اس میں نہ گرتی۔ مگر تقدیر اور ماریا کی سستی کی ماری طبیعت نے اپنا کام کر دکھایا۔ اس نے اٹھ کر آنکھیں ملتے ہوئے دیکھا کہ خانقاہ کے بڑے کمرے میں پجاری اِدھر اُدھر بیٹھے بھجن گا رہے تھے۔

دن چڑھ آیا تھا۔ اسے بڑا افسوس ہوا کہ وہ اتنی دیر تک سوئی رہی۔ وہ

بڑی تیزی سے اٹھ کر ارژنگ کے کمرے کی طرف گئی۔

دروازہ اندر سے بند تھا۔ پھر وہ لپک کر طویلے میں آ گئی کہ دیکھے ارژنگ کا گھوڑا وہاں موجود ہے یا نہیں۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ ارژنگ کا گھوڑا طویلے میں اسی طرح سے بندھا ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ارژنگ ابھی تک خانقاہ میں ہے۔ وہ واپس سوانگ کے کمرے کی طرف چل دی۔ وہ اس کمرے کے باہر کھڑی ہو کر ارژنگ کے باہر نکلنے کا انتظار کرنا چاہتی تھی۔

جب وہ طویلے میں گئی تھی تو اندر سے سوانگ نے نکل کر برآمدے میں بکھرے ہوئے سفید آٹے کو غور سے دیکھا۔ وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ کیونکہ ماریا کے پاؤں کے نشان وہاں سے گزر رہے تھے۔

اس نے فوراً اندر جا کر ارژنگ کو بتایا:

''ماریا باہر آ کر کسی دوسری طرف نکل گئی ہے۔''

ارژنگ بولا:

"کیا مطلب؟"

سوانگ نے کہا:

"مطلب یہ کہ وہ ہمارے کمرے کے باہر آئی ہے اور کچھ دیر رکنے کے بعد کسی دوسری طرف چل گئی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے وہ طویلے میں تمہارا گھوڑا دیکھنے گئی ہوگی۔ وہ واپس آ ہی رہی ہوگی ہم تھوڑی دیر بعد نکلیں گے۔ بلکہ میں دروازے باہر کھڑے ہو کر ماریا کا انتظار کرتا ہوں۔ جوں ہی میں نے زمین پر ماریا کے قدموں کے نشان دیکھے، میں تمہیں اشارہ کروں گا۔ تم میرے پیچھے پیچھے چل پڑنا۔"

"بہت اچھا چچا میاں۔"

ارژنگ کمرے میں چارپائی پر بیٹھ گیا اور سوانگ بیچاری دروازے کے باہر ایک طرف کھڑے ہو کر ماریا کا انتظار کرنے لگا۔ وہ تھوڑی

دیر کے بعد برآمدے کے فرش کو دیکھ لیتا تھا کہ وہاں کسی لڑکی کے پاؤں کے نشان پڑے ہیں یا نہیں۔ اوپر سے اس نے بہانہ کیا ہوا تھا کہ وہ خدا کی عبادت کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ ہاتھ جوڑے اشلوک بھی پڑھ رہا تھا۔

اتنے میں ایک بار جو سوانگ نے چوری چوری آنکھیں کھول کر زمین کو دیکھا تو وہاں ماریا کے پاؤں کے نشان پڑنے لگے تھے یہ نشان سامنے دیوار کے ساتھ جا کر رک گئے۔ سوانگ سمجھ گیا کہ ماریا طویلے سے واپس آ گئی ہے۔ وہ چپکے سے کمرے کے اندر چلا گیا۔ اس نے ارژنگ سے کہا:

"غیبی چڑیل باہر کھڑی تمہاری راہ دیکھ رہی ہے۔ اب تم باہر نکل آؤ اور میرے ساتھ پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دو۔ وہ بھی تمہارا تعاقب کرے گی۔ جنگل میں جا کر میں اندھے کنوئیں والی جگہ پر اپنا رومال

پھینک کر آگے نکل جاؤں گا۔ بس تمہارا کام اس جگہ غیبی جاسوس کو لے آنا ہے۔ اس کے بعد وہ خود بخود کنوئیں کے اندر گر جائے گی۔"

"بہت اچھا، میں تیار ہوں۔"

سوانگ خاموشی سے باہر آ گیا۔ باہر آ کر وہ برآمدے سے ہو کر خانقاہ کے باہر نکل آیا۔ اس کے پیچھے ہی ارژنگ بھی کمرے سے نکل آیا اور سوانگ کے تعاقب میں چل پڑا۔ ماریا ایک ستون کے ساتھ لگ کر کھڑی تھی۔ اس نے جو ارژنگ کو باہر نکلتے دیکھا تو خوشی کے مارے جھوم اٹھی۔ اس کا دشمن اس کے سامنے تھا۔ وہ بھی بڑی چوکس ہو کر ارژنگ کے پیچھے لگ گئی۔

اب آگے آگے سوانگ پجاری جا رہا تھا۔ پیچھے پیچھے ارژنگ تھا اور اس کے پیچھے ماریا لگی ہوئی تھی۔ جنگل شروع ہو گیا۔ ماریا نے سوچا کہ یہ دونوں ضرور کسی خاص مار پر جا رہے ہیں۔ دیکھنا چاہیے کہ یہ اب کیا

سازش کرنے والے ہیں۔ ٹیلوں کے درمیان سے گزر کر ارژنگ ایک پہاڑی راستے پر ہو لیا۔ کیونکہ سوانگ بھی آگے آگے اسی راستے پر جا رہا تھا۔ ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ ارژنگ سڑک پر سے اتر کر جنگل میں ایک کھلی جگہ پر آ گیا۔ یہاں زمین پر دور تک ہری بھری گھاس اگی ہوئی تھی۔ ارژنگ کی نظریں دور سوانگ پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ کس جگہ پر رومال گراتا ہے۔ آخر سوانگ نے ایک جگہ رومال گرا دیا اور خود گھاتی کی طرف گھوم گیا۔

ارژنگ سمجھ گیا کہ سوانگ نے رومال گرایا ہے۔ اسی جگہ گھاس کے نیچے اندھا کنواں چھپا ہوا ہے۔ وہ چلتے چلتے اس جگہ آ گیا یہاں وہ بڑی ہوشیاری کے ساتھ ذرا ٹیڑھا ہو کر گزرا اور آگے جا کر پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ ظاہر یہی ہوا کہ وہ گھاس کے ٹکڑے کے اوپر سے گزرا ہے۔ تھوڑی دیر رک کر وہ پھر آگے چل پڑا۔ ماریا برابر اس کے پیچھے

پیچھے چلی آ رہی تھی۔ اس بے چاری کو کوئی علم نہیں تھا کہ موت کا کنوآں اس کا انتظار کر رہا ہے۔ وہ بڑی خاموشی سے چلی آ رہی تھی۔ آخر وہ جگہ آ گئی جہاں گھاس کے نیچے کنوآں چھپا ہوا تھا۔

اگر ماریا کو معلوم نہ تھا۔ وہ ان دونوں مکار آدمیوں کی چال میں آ گئی تھی وہ بے خبری کے عالم میں چلتی ہوئی کنوئیں کے اوپر پڑی گھاس کے چھت کے اوپر آ گئی۔ جوں ہی اس نے گھاس کے اوپر پاؤں رکھا چھت نیچے گر پڑی اور ماریا کو لیتی ہوئی اندھے کنوئیں کے اندر آن گری۔ ماریا کی ایک چیخ بلند ہوئی اور وہ نیچے گھاس کے ڈھیر پر گرتے ہی بے ہوش ہو گئی۔

ماریا کی چیخ

ماریا کی چیخ کی آواز سن کر ارژنگ نے پلٹ کر دیکھا۔

سوانگ بھی بھاگ کر ارژنگ کے پاس آ گیا۔ وہ اپنی چال میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ماریا کو انہوں نے اپنے جال میں پھنسا کر اندھے کنوئیں میں گرا دیا تھا وہ کنوئیں کے پاس بھاگ کر آئے گھاس کی چھت کنوئیں کی تہہ میں گری ہوئی تھی۔ انہیں ماریا نیچے نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر ظاہر ہے وہ نیچے ہی ہو گی۔ اگر وہ گرتی تو نہ چھت گرتی اور نہ اس کی چیخ کی آواز آتی۔

سوانگ نے خوش ہو کر کہا:

"دیکھا میری چال کتنی کامیاب ہی۔ تم ساری زندگی بھی کوشش کرتے

تو اس غیبی چڑیل کو نہیں پکڑ سکتے تھے۔ اب تم اور ہم آزاد ہیں۔ بے شک رات کو دروازے کھلے رکھ کر سوؤ۔ یہ تمہارا تعاقب نہ کر سکے گی۔"

ارژنگ کہنے لگا:

"میں تمہاری عقل کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تم نے کمال کر دکھایا۔ اس عورت ماریا کو جو کہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی اس کو پکڑنا بڑا مشکل کام تھا جو تمہاری چالاکی نے ایک پل میں کر دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اب میں آزاد ہوں اور جہاں چاہے جا سکتا ہوں، جہاں چاہے رہ سکتا ہوں۔ اب میں چین کے شاہی خاندان کے خلاف کھل کر سازش کر سکوں گا۔"

"اب اس کنوئیں کو اوپر سے بند کر دینا چاہیے۔"

"وہ نیچے سے باہر تو قیامت تک نہیں آ سکتی۔ کیونکہ کنواں گہرا ہے اور

باہر نکلنے کا کوئی رستہ نہیں ہے۔"

اندر کنوئیں میں گھاس کے ڈھیر پر ماریا بے ہوش پڑی تھی۔

ارژنگ اور سوانگ نے ادھر ادھر سے درختوں کی ٹوٹی پھوٹی شاخیں اکٹھی کر کے کنوئیں پر دوبارہ چھت ڈال دی اور اوپر پتے اور گھاس بکھیر دیا۔ پھر سوانگ نے کہا:

"یہاں ہم اوپر قبر کا نشان بنا دیں گے تاکہ لوگ اس کیا اوپر سے نہ گزریں پھر اسے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکے گا اور ماریا بھوک اور پیاس کے مارے اندر خود بخود مر جائے گی۔"

"بالکل ٹھیک بات ہے۔ اچھا خیال ہے۔"

اس کام سے فارغ ہو کر ارژنگ اور سونگ واپس خانقاہ میں آ گئے۔ اس روز ارژنگ اپنے وطن جانے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ منگول قبیلے کا ایک اور گوریلا جو کہ سرائے کے مالک سے بھی مل چکا تھا

وہاں پر پہنچ گیا۔

سرائے کا مالک خوش ہو کر بولا:

"خدا کا شکر ہے کہ سردار کو کچھ تو میرا خیال آیا۔ بھلا تم ہی بتاؤ میں یہ کام اکیلا کیسے کر سکتا تھا؟"

ناگ نے کہا:

"بے چارہ ارژنگ اور کمالا تو سخت ناکام ہو گئے۔ چلو خیر کوئی بات نہیں۔ ہم دونوں اس کام کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام تک پہنچائیں گے۔"

سرائے کے مالک کو یقین ہو گیا تھا کہ ناگ اسی کا آدمی ہے۔ اس نے عنبر کے بارے میں ناگ سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ عنبر بھی اس کا ساتھی منگول گوریلا ہے جو دیوار میں سیندھ لگانے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ ناگ نے رات والے ساتھی کے بارے میں پوچھا تو

سرائے کے مالک نے بتایا کہ وہ منہ اندھیرے واپس چلا گیا تھا۔

ناگ نے عنبر کو بھی اسی جگہ بلا لیا اور مالک سے اس کا تعارف کرایا۔

عنبر نے سرائے کے مالک سے کہا:

"ولی عہد شہزادے کو ہلاک کرنے میں ہم دونوں سے جو مدد بھی ہو سکی ضرور کریں گے۔ یہ ہمارے سردار کا حکم ہے۔"

سرائے کے مالک نے کہا:

"یہ بتاؤ کہ شاہی محل کے بارے بھی آپ لوگ کچھ جانتے ہیں؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"ہمارا سردار کوئی احمق آدمی نہیں ہے۔ اس نے ہزاروں میں سے ہمیں چن کر تمہارے پاس کیوں بھیجا ہے؟ صرف اس لیے کہ ہم شاہی محل میں ایک برس رہ چکے ہیں۔ ارژنگ اور کمالا کو ہم نے ہی شاہی محل میں داخل کروایا تھا۔ برا ہو اس شاہی حکیم کا جس نے سانپ

کے زہر کا علاج کر دیا۔ ورنہ شہزادے کے بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔"

عنبر نے کہا:

"ارژنگ کو سانپ اور بانسری میں نے ہی لا کر دی تھی۔"

سرائے کا مالک خوش ہو کر بولا:

"تب تو میرا کام آدھا رہ گیا ہے۔ مجھے تم لوگوں سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ بلکہ میرا بوجھ آپ نے کم کر دیا ہے۔"

عنبر بولا:

"اصل میں سردار نے بھی یہی سوچ کر تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تمہارا بوجھ ہلکا ہو جائے اور تمہارا ہاتھ بٹایا جائے۔"

سرائے کے مالک کو اب پوری طرح اعتبار آ گیا تھا کہ عنبر اور ناگ بھی اسی قبیلے کے گوریلے جاسوس ہیں اس نے جلدی سے ان کے لیے قہوہ بنایا اور کہا:

"اب سازش کس طرح سے شروع کی جائے؟"

عنبر اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ وہ اس سوال کے لئے تیار نہیں تھے۔ انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ آگے کیا کرنا ہے۔ مگر عنبر نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے کہا:

"اس کے بارے میں کچھ سوچ کر کل فیصلہ کریں۔ یہ کام جلد بازی کا نہیں ہے۔ اس سلسلے میں بڑی عقل مندی اور ٹھنڈے دل سے کوئی فیصلہ کرنا ہے اور پھر ہر حالت میں اس پر عمل کرنا ہوگا"

سرائے کا مالک بولا:

"یہ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ مجھ سے زیادہ تجربہ کار اور سیانے ہیں۔ آپ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا۔"

عنبر اور ناگ یہی چاہتے تھے کہ بیوقوف شخص پر قابو پا کر اس سے اپنے مطلب کے مطابق کام لیں۔ منصوبہ ان کا یہ تھا اس شخص کو سرائے سے

اٹھا کر واپس کہاں لے جایا جائے۔ اس سے بہتر ترکیب اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ ہر قیمت پر اس ترکیب پر عمل کرنا چاہتے تھے۔

اسی رات عنبر اور ناگ اپنی سازش کی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے کہ سرائے کے مالک نے آکر ان کے دروازے پر دستک دی۔

ناگ اسے اندر لے آیا۔ سرائے کے مالک نے بتایا کہ ابھی ابھی ایک گوریلا اسے اطلاع دے گیا ہے کہ یہاں سے پندرہ میل کے فاصلے پر ٹیلے کے اوپر جو پرانی خانقاہ ہے وہاں کے پجاری سوانگ سے جلد ملا جائے اور ولی عہد کو ہلاک کرنے کے سلسلے میں اگر اس کی ضرورت پڑے تو اسے بھی ساتھ لے لیا جائے کیونکہ ارژنگ بھی اسی جگہ موجود ہے۔

ارژنگ کا نام سن کر عنبر اور ناگ کا ماتھا ٹھنکا۔ کیوں کہ وہ مکار آدمی ان دونوں کی شکلوں سے واقف تھا۔ ناگ نے ذرا سی گھبراہٹ ظاہر کی۔

مگر عنبر نے فوراً سنبھل کر کہا:

"میں سمجھ گیا کون آیا ہو گا۔ ٹھیک ہے ہم خانقاہ میں چل کر پجاری سوانگ اور ارژنگ سے پورا پورا مشورہ لیں گے۔"

سرائے کے مالک نے کہا:

"تو پھر ہمیں کل ہی خانقاہ کی طرف کوچ کر جانا چاہیے کیونکہ گوریلے نے کہا ہے کہ سردار خاص حکم ہے کہ ایک پل بھی ضائع نہ کیا جائے۔ وقت بڑا قیمتی ہے۔"

ناگ بولا:

"سردار کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم کل صبح ہی یہاں سے نکل چلیں گے۔"

سرائے کے مالک نے کہا:

"ٹھیک ہے، میں صبح کے لیے گھوڑوں کا انتظام ابھی سے کیے دیتا

ہوں۔"

"تو پھر اب صبح ملاقات ہوگی...... خدا حافظ۔"

"خدا حافظ۔"

سرائے کا مالک خوشی خوشی اپنے کمرے میں اور عنبر اور ناگ اپنے کمرے میں آ گئے۔ سرائے کا مالک اس لیے بڑا خوش تھا کہ اس کی مدد کے لیے دو اور جاسوس عنبر اور ناگ آ گئے ہیں اور پھر خانقاہ میں مشورہ دینے کے لئے سوانگ اور ارژنگ بھی اس کی راہ دیکھ رہے ہیں۔

عنبر نے کمرے میں آتے ہی ناگ سے ہاتھ ملایا اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس نے بڑی ہوشیاری اور دانشمندی سے کام لے کر سارے معاملے کو سنبھال لیا ہے۔

"اب سوال ارژنگ کا ہے اس کم بخت نے ہم دونوں کو دیکھا ہوا

ہے۔ وہ تو میں پہلی نظر میں ہی پہچان لے گا اور ہمارا راز فاش کر دے گا۔"

ناگ نے کہا:

"اس کے بارے میں بھی سوچ لیں گے۔"

عنبر بولا:

"میرا تو خیال ہے کہ ارژنگ ایک جرائم پیشہ ڈاکو اور قاتل ہے۔ اس نے خدا جانے کس کس کو قتل کیا ہے۔ اگر تم وقت پر شہزادے کی مدد نہ کرتے تو اس نے شہزادے کو بھی سانپ ڈسوا کر ہلاک کر دیا تھا۔"

ناگ بولا:

"اس میں کسی کو بھی شک نہیں ہو سکتا کہ ارژنگ ایک قاتل ہے۔ اس کے ہاتھ کئی بے گناہوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اسے خانقاہ میں جاتے ہی ہلاک کر دیا جائے۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

ناگ کہنے لگا:

"میری رائے میں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ صرف یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر ہم ارژنگ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں، ورنہ وہ تو ہم دونوں کے لیے مصیبت بن جائے گا اور ہمارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر میرے خیال میں یہاں سے ہم سرائے کے مالک کے ساتھ اکٹھے چلیں گے۔ راستے میں جب پڑاؤ ہو گا تو تم کوئی بہانہ بنا کر پہلے آگے چلے جانا۔ خانقاہ پہنچ کر ارژنگ کو تلاش کرنا۔ وہ یقیناً تمہیں وہیں کہیں مل جائے گا۔ بس وہ جہاں ملے وہیں اس کا کام تمام کر دینا

پھر تم آ کر ہمیں رہ میں مل جانا۔ اس کے بعد ہمارا راستہ صاف ہو گا۔"

ناگ کو یہ تجویز پسند آئی۔ رات کو سو گئے۔ صبح صبح سرائے کا مالک تیار ہو کر آ گیا۔ سرائے کے باہر گھوڑے سفر کے لیے تیار کھڑے تھے۔

تینوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور سرائے کے مالک نے خانقاہ کی طرف ان کی رہنمائی شروع کر دی۔

خونی سازش

ماریا کنوئیں میں بند تھی۔

رات کے بعد دن نکلا تو اوپر گھاس کی چھت میں سے سورج کی ایک آدھ کرن اندھے کنوئیں میں آگئی۔ اندھیرے میں ذرا سا اجالا ہوا۔

ماریا کو سخت پیاس لگ رہی تھی۔ وہ ایک دن اور رات سے وہاں بند تھی۔ ارژنگ اور سوانگ کا مقصد یہی تھا کہ ماریا بھوک اور پیاس کی شدت سے اپنے آپ ہلاک ہو جائے گی۔ ماریا کا دل گھٹنے لگا۔

بھوک تو اس سے برداشت ہو رہی تھی مگر پیاس کی شدت نے برا حال کر دیا تھا۔ اس نے کنوئیں کی دیواروں کو ٹول ٹول کر دیکھنا شروع کر دیا۔ کہیں کہیں پختہ اینٹوں میں پودے اگے ہوئے تھے۔ اس نے

پودوں کو اکھاڑ کر ان کی جڑوں کی رطوبت سے اپنی پیاس کو کسی حد تک بجھایا۔ وہ سوچنے لگی کہ یا خدا اس قید خانے سے کب رہائی ملے گی؟ وہ خود تو کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ بس دعا کرنے لگی۔

ادھر عنبر اور ناگ سرائے کے مالک کو ساتھ لیے خانقاہ کی طرف برابر بڑھے چلے آ رہے تھے۔ طے شدہ چال کے مطابق دوپہر کو عنبر نے راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کر لیا۔

سرائے کے مالک نے کہا:

"خانقاہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ وہیں چل کر آرام کریں گے۔"

مگر عنبر نے کہا:

"میں تو تھک گیا ہوں۔ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں"

"جیسے تمہاری مرضی بھائی۔ چلو کچھ دیر آرام ہی کر لیتے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد ناگ اچانک چونک کر بولا:

"بھائی، مجھے تو ایک کام یاد آ گیا۔ میرا تم لوگوں سے پہلے خانقاہ پہنچنا بہت ضروری ہے۔ اگر میں نے یہ کام نہ کیا تو سردار ناراض ہو جائے گا۔ یہ اس کا حکم تھا کہ اس کام کو سب سے پہلے کروں۔"

سرائے کے مالک نے پوچھا:

"بھائی وہ کون سا کام ہے کچھ ہمیں بھی بتاؤ۔"

ناگ نے کہا:

"یہ راز داری کا کام ہے۔ اس کے بارے میں سوائے سردار کے اور کوئی نہیں جانتا اور سردار کا حکم ہے کہ اسے کسی کو نہ بتایا جائے۔"

عنبر کہنے لگا:

اچھا بھائی، اگر سردار کا حکم ہے تو پھر ہم کون ہیں۔ تمہیں روکنے والے۔ تم بے شک پہلے جاؤ ہم خانقاہ میں تمہارا انتظار کریں گے:

سرائے کا مالک بولا:

"بھائی جلدی سے واپس خانقاہ پہنچ جانا۔ ارژنگ اور سوانگ بھی تمہاری راہ دیکھیں گے۔ ایسا نہ ہو تم دیر کر دو۔ کیونکہ تمہارے بغیر ہم کوئی بھی مشورہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔"

ناگ نے ہاتھ ملا کر کہا:

"بھائی تم ذرا سا بھی فکر نہ کرو۔ میں بہت جلد خانقاہ میں تمہیں آن ملوں گا۔ تم لوگوں کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ اچھا خدا حافظ۔"

ناگ بڑی چالاکی سے طے شدہ چال کے مطابق وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا۔ اب اس کی منزل وہ خانقاہ تھی جہاں ارژنگ رہ رہا تھا۔ وہ سرپٹ گھوڑا دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ خانقاہ واقعی وہاں سے زیادہ دور تھی۔ کچھ ہی دیر بعد ناگ کو دور ایک ٹیلہ دکھائی دیا جس کے اوپر خانقاہ کا گنبد چمک رہا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہی وہ خانقاہ ہے جہاں

ارژنگ اور سوانگ پجاری رہتا ہے۔ اس نے گھوڑے کی رفتار اور تیز
کر دی۔

ابھی شام کے سائے پھیلنے ہی لگے تھے کہ ناگ خانقاہ کے دروازے
پر پہنچ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ارژنگ اسے دیکھ کر چوکنا ہو جائے۔
وہ خانقاہ کی پچھلی طرف آ گیا۔ یہاں اس نے چٹانوں کے درمیان
ایک جگہ اپنا گھوڑا چھوڑ دیا۔ خود خانقاہ کی عقبی دیوار کے پاس
آ کر آگے چلنے لگا۔ اب ایک دروازہ آ گیا۔ ناگ دروازے کی
ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔ اچانک کسی نے پیچھے سے زور سے آواز
دی:

"کون ہو تم؟ ٹھہر جاؤ! ورنہ تیر چلا دوں گا۔"

ناگ نے سوچا کہ کہیں یہ ارژنگ ہی نہ ہو۔ اگر اس نے اسے دیکھ لیا تو
اسی جگہ بھانڈا پھوٹ جائے گا: چنانچہ وہ بجلی ایسی تیزی کے ساتھ

دائیں جانب کو گھوم گیا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ ادھر ایک کوٹھڑی کا
دروازہ کھلا پڑا تھا۔ ناگ تیزی سے کوٹھڑی کے اندر گھس گیا اور اس
نے اندر جا کر دروازہ بند کر لیا۔ دروازہ بند کرتے ہی پہرے دار نے
باہر سے دروازے پر مکے مارنے شروع کر دیے۔

"دروازہ کھول کر باہر آ جاؤ۔ نہیں تو تمہیں گرفتار کر لیا جائے گا اور ایسی
سزا ملے گی کہ تمہاری نسلیں بھی اسے نہ بھلا سکیں گی۔"

ناگ کو پہرے دار کی بک بک سے کوئی دل چسپی نہیں تھی۔ وہ اس
دوران میں جون بدل کر سانپ بن گیا تھا۔ پہرے دار کے ساتھ
دوسرے پجاری بھی آن ملے تھے۔ انہوں نے دروازے کو توڑ دیا۔
جب دروازہ توڑ کر اندر آئے تو حیران رہ گئے۔ کیوں کہ اندر کوئی بھی
نہیں تھا۔ وہ سب پہریدار کی طرف دیکھ کر بولے:

"معلوم ہوتا ہے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ خبردار جو پھر کبھی اس

طرح کا شور مچایا"

پہریدار نے کہا:

"میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک نوجوان کو کوٹھڑی میں گھستے اور اس کا دروازہ بند کرتے دیکھا ہے۔"

دوسرے پجاریوں نے کہا:

"تو پھر وہ کہاں گم ہو گیا؟"

پہرے دار نے کہا:

"یہ میں کیا جانوں۔ شاید وہ یہیں کہیں چھپا ہوا ہو گا۔"

مگر بھلا ناگ ان کے ہاتھ کیسے آ سکتا تھا۔ وہ تو سیاہ کالے سانپ کی شکل میں ایک مرتبان کے اندر چھپا ہوا تھا۔ تھک ہار کر پجاری پہریدار کو برا بھلا کہتے کوٹھڑی سے واپس چلے گئے۔ کمرے میں ناگ

اکیلا رہ گیا تھا کہ ساری خانقاہ میں بڑی احتیاط کے ساتھ گھوم پھر کر یہ معلوم کرے کہ ارژنگ کس جگہ پر ہے۔ پھر جب ارژنگ مل جائے تو اسے فوراً ڈس کر مار ڈالے۔

ناگ نے باہر کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔

کوٹھڑی سے باہر شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا ہوا خانقاہ کے بڑے کمرے یعنی عبادت گاہ کی طرف آ گیا، عبادت گاہ میں لوگ پوجا کر رہے تھے سانپ یہاں بھی بڑی احتیاط سے دیوار کے ساتھ ساتھ لگ کر چل رہا تھا۔ ذرا خطرہ محسوس ہوتا تو فوراً ایک طرف کو دبک جاتا۔ خطرے کا احساس دور ہوتا تو پھر رینگنا شروع کر دیتا۔

کبھی موقع ملتا تو سر اٹھا کر لوگوں کو بھی دیکھ لیتا کہ کہیں ارژنگ تو نہیں بیٹھا ہے۔

ارژنگ بڑی عبادت گاہ میں نہیں تھا۔سانپ وہاں سے باہر آ گیا اس نے گھوم پھر کر سارے کمرے دیکھ لیے۔اب صرف پجاریوں کی کوٹھڑیاں رہ گئی تھیں۔اس نے کوٹھڑیوں کے بھی چکر لگانے شروع کر دیے۔اچانک اس نے دیکھا کہ ارژنگ ایک کوٹھڑی میں سے باہر نکل کر خانقاہ کی ڈیوڑھی کی طرف چل پڑا۔سانپ ہوشیار ہو گیا۔

ارژنگ اس سے دور تھا۔پھر بھی وہ دیوار پر چڑھ کر تیزی سے خانقاہ کے باہر کھڑے گھوڑے پر سوار ہوا اور جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔

اب تو ناگ کے لیے یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ وہ بھی ارژنگ کے گھوڑے پر سوار ہو کر پیچھا کرے۔وہ اسی وقت پھنکار مار کر انسان کے روپ میں آ گیا۔چٹانوں کے پیچھے سے اس نے اپنا گھوڑا پکڑا اور اس پر سوار ہو کر جدھر ارژنگ کو دیکھ لیا شام کے اندھیرے میں وہ جنگل میں جا رہا تھا۔ناگ نے بھی تعاقب جاری رکھا۔ارژنگ ایک

جگہ پہنچ کر گھوڑے سے اتر پڑا۔ناگ بھی گھوڑے پر سے اتر آیا۔اس نے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھا اور چپکے سے ارژنگ کی طرف بڑھنے لگا۔

ارژنگ اصل میں اس جگہ آ گیا تھا جہاں کنوئیں کے اندر ماریا زندہ دفن کی جا رہی تھی۔

کنوئیں میں ماریا کا برا حال تھا۔پیاس کی شدت سے اس کی زبان پر کانٹے پڑ گئے تھے۔بھوک نے اسے نڈھال کر رکھا تھا۔

وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں کنوئیں کے اندر سوکھی گھاس کے ڈھیر پر پڑی تھی۔ارژنگ یہ معلوم کرنے آیا تھا کہ اندر ماریا مری ہے یا زندہ ہے۔وہ اسے دیکھ تو نہیں سکتا تھا لیکن اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ ماریا کو آواز نہیں دے گا۔بلکہ پتھر رگڑ کر شعلہ پیدا کرے گا اور اسے کنوئیں میں پھینک کر آگ لگا دے گا۔

ناگ اسی وقت پھنکار مار کر سانپ کی جون میں آ گیا۔

وہ ارژنگ کے عقب میں ایک درخت کی اوٹ میں آ کر بیٹھ گیا اور دیکھنے لگا کہ ارژنگ کیا کرتا ہے۔ ارژنگ نے کنوئیں کے اوپر پڑی ہوئی چھت ایک طرف ہٹائی اور اندر جھانک کر دیکھنے لگا۔

ناگ بڑا حیران ہوا کہ یہ اندر کیا جھانک رہا ہے۔ اتنے میں ارژنگ نے ایک آواز دی:

"اے غیبی چڑیل کیا تو ابھی تک زندہ ہے؟"

ارژنگ نے یہ سوال بار بار دہرایا۔ کنوئیں میں سے کوئی آواز نہ آئی۔

ارژنگ نے ایک قہقہہ لگا کر کہا:

"غیبی چڑیل، آخر تو میرے قابو آ گئی۔ تو نے غائب رہ کر ہم لوگوں کو بے حد تنگ کیا تھا۔ مگر اب تو میرے انتقام سے بچ نہ سکے گی۔ میں اس کنوئیں میں آگ لگا رہا ہوں اور تو اس دوزخ میں ہی جل کر راکھ

ہو جائے گی۔"

ناگ کا ماتھا ٹھنکا کہ کنوئیں کے اندر کہیں ماریا نہ ہو۔ کیوں کہ نشانیاں ساری ماریا کی مل رہی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ ارژنگ نے اپنی مکاری سے کام لے کر اسے کنوئیں میں گرا دیا ہو اور اب اسے جلا کر بھسم کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ ناگ نے فیصلہ کر لیا کہ آگ لگانے سے پہلے پہلے ارژنگ کو ڈس دینا بہت ضروری ہے۔

ارژنگ دو پتھروں کو رگڑ رگڑ کر آگ جلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ سانپ اس کے پیچھے آ گیا۔ سانپ نے اپنا پھن پھیلا کر زور سے پھنکار ماری۔ ارژنگ نے خوف زدہ ہو کر پیچھے دیکھا۔ اپنی آنکھوں کے سامنے ایک سیاہ کالے سانپ کو پھن پھیلا کر بار بار زبان نکالتے اور جھومتے دیکھ کر اس کی تو جان ہی نکل گئی۔ اس کا سانس خشک ہو گیا۔ ارژنگ نے زمین پر سے درخت کی کٹی ہوئی شاخ اٹھا کر

سانپ کی گردن پر مارنے کی کوشش کی ہی تھی کہ سانپ نے لپک کر اس کی گردن پر ڈس دیا۔

ارژنگ کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔ اس کا ہاتھ درخت کی شاخ پکڑے ہی رہ گیا۔ اس کا جسم گرم ہو کر پھٹنے لگا۔ خون اس کے ناک، کان اور منہ سے بہنا شروع ہو گیا اور وہ گر پڑا۔ سانپ فوراً اپنے اصل انسانی روپ میں آ گیا۔ ارژنگ نے غور سے ناگ کو دیکھا اور دیکھتے ہی رہ گیا۔

"تم...... تم ہو......؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں، میں ہوں ناگ۔ تمہارا دشمن۔ تم جیسے ظالم تانتکوں کا دشمن۔ بتاؤ اس کنوئیں میں کون ہے؟"

ارژنگ کے منہ آخری الفاظ نکلے:

"نہیں بتاؤں گا...... نہیں......"

اور ارژنگ کی گردن ڈھلک گئی اور وہ مر گیا۔

ناگ نے اسے تو وہیں چھوڑا اور کنوئیں کے اندر منہ کر کے آواز دی:

"ماریا بہن، میں ناگ بول رہا ہوں اگر تم کنوئیں کے اندر ہو تو آواز دو۔ میں نے ارژنگ کو ہلاک کر دیا ہے۔"

کنوئیں کے اندر سے ایک کمزوری آواز آئی:

"ناگ بھائی، ناگ بھائی۔"

ناگ تو بے چین ہو گیا۔ کنوئیں کے اندر سچ مچ ماریا ہی تھی اور اگر وہ ذرا دیر کر دیتا تو ارژنگ آگ لگا کر اسے بھسم کر چکا تھا۔

ناگ نے کنوئیں میں منہ ڈال کر دوبارہ کہا:

"ماریا بہن، گھبراؤ نہیں۔ میں ابھی تمہیں باہر نکالتا ہوں۔"

ناگ بھاگ کر اپنے گھوڑے کے پاس گیا۔ ایک مضبوط رسا ہمیشہ

گھوڑے پر موجود رہتا تھا۔ وہ رسا لے کر کنوئیں کے پاس آ گیا۔

ایک درخت کے ساتھ اس نے رسا باندھا۔ پانی کی چھاگل ساتھ لی اور رسا کنوئیں کے اندر پھینک کر نیچے اتر گیا۔

"ماریا بہن، تم کہاں ہو؟"

ماریا نے کمزور آواز میں کہا:

"میں یہاں ہوں ناگ بھائی۔"

ٹٹول ٹٹول کر ناگ ماریا کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے چھاگل سے ماریا کو پانی پلایا۔ پانی پی کر اسے کچھ ہوش آیا تو اس نے کہا:

"ناگ بھائی خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے۔ اگر آج کی رات کوئی نہ آتا تو صبح تک میں مر گئی ہوتی۔"

ناگ نے کہا:

"میں ابھی تمہیں باہر نکالے دیتا ہوں ماریا بہن۔"

ماریا نے پوچھا:

"عنبر بھائی کہاں ہیں؟"

"تم خاموشی سے آرام کرو۔ وہ بھی یہیں ہے۔ میں سب کچھ تمہیں بتا دوں گا۔"

ناگ نے ماریا کو اچھی طرح رسے کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر پہلے خود اوپر آیا۔ پھر بڑی مشکل سے رسے کو گھوڑے کے ساتھ باندھ کر اسے آگے چلایا۔ گھوڑے کے زور لگانے سے رسا ماریا کو لے کر کنوئیں سے باہر آ گیا۔

ارژنگ کی لاش

ماریا نیم بے ہوش تھی۔

ناگ نے ماریا کو پانی پلایا۔ اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے پھر کہیں جا کر اسے پوری طرح ہوش آیا۔ ناگ کو ماریا نے پوری کہانی سنائی کہ کس طرح ارژنگ اور پجاری سوانگ نے اسے دھوکہ دے کر جنگل میں اپنے پیچھے لگا لیا اور پھر بڑی مکاری سے اسے اندھے کنوئیں میں گرا دیا۔ ناگ نے کہا:

"خدا کا شکر ہے کہ میں عین وقت پر پہنچ گیا ورنہ ان لوگوں نے تمہیں مار ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔"

ماریا نے عنبر کے بارے میں پوچھا۔ ناگ نے بتایا:

"عنبر اور سرائے کا مالک پیچھے پیچھے آ رہے ہیں ہم نے ایک بڑی خطرناک چال چلی ہے۔ میں نے اور عنبر نے سرائے کے مالک پر یہ

ظاہر کیا ہے کہ ہم بھی بن منگول ہیں اور ان کے ساتھ ہیں ہمیں بھی قبیلے کے سردار نے ولی عہد شہزادے کے قتل میں ان کی مدد کے لیے بھیجا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"مگر خانقاہ میں تو ارژنگ بھی موجود ہے۔ وہ ابھی ابھی یہاں تھا وہ کہاں چلا گیا؟"

ناگ نے ماریا کو ارژنگ کی لاش دکھا کر کہا:

"یہ دیکھو اس کی لاش۔ میں نے اسے ختم کر دیا ہے۔ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ سوانگ پجاری ہمیں نہیں پہچانتا۔ وہ ہماری باتوں پر بھروسہ کرے گا جس طرح سرائے کے مالک نے کیا ہے۔ بس اب ہم جس طرح سے چاہیں انہیں کام پر لگائیں گے اور شاہی محل لے جا کر گرفتار کروا دیں گے۔"

ماریا نے کہا:

"یہ تم لوگوں نے بڑی اچھی چال سوچی ہے۔ چلو اب خانقاہ چلتے ہیں۔ مجھے سخت بھوک لگی ہے۔"

ناگ نے کہا:

اس وقت میرے پاس خشک مچھلی موجود ہے۔ تم تھوڑی سی وہ کھالو تا کہ تمہیں کچھ حوصلہ ہو۔"

ناگ نے ماریا کو گھوڑے کے ساتھ لٹکے ہوئے جھولے میں سے خشک بھنی ہوئی مچھلی کے کچھ ٹکڑے دیے اور پھر اسے ساتھ لے کر وہ اس خانقاہ کی طرف چل پڑا اس دوران میں عنبر اور سرائے کا مالک خانقاہ پہنچ گئے تھے۔ وہ ایک کمرے میں آرام کر رہے تھے۔ بڑے پجاری سوانگ کو اطلاع کر دی گئی کہ سردار کی طرف سے بھیجے گئے جاسوس اس سے ملنے آئے ہیں۔ ناگ بھی ماریا کو لے کر خانقاہ پہنچ گیا۔

اس نے ماریا کو اپنے پیچھے پیچھے آنے کو کہا اور خود اس کمرے میں آ گیا جہاں عنبر اور سرائے کا مالک موجود تھا۔ عنبر نے ناگ کو دیکھتے ہی کہا:

"کیا کام کر لیا ناگ بھائی؟"

اس کا اشارہ اس طرف تھا کہ کیا ناگ نے ارژنگ کا کام تمام کر دیا ہے؟ سرائے کا مالک اس اشارے کو نہ سمجھ سکا مگر ناگ سمجھ گیا۔ اس نے کہا:

"عنبر بھائی آپ کی دعا سے کام اچھی طرح ہو گیا ہے۔"

عنبر بہت خوش ہوا کہ ارژنگ کا کانٹا راستے سے نکل گیا ہے۔ اب ناگ کسی نہ کسی طرح سرائے کا مالک کی موجودگی ہی میں عنبر کو بتانا چاہتا تھا کہ ماریا بھی مل گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے۔ ماریا اندر کمرے میں آ کر ایک طرف کھڑی تھی اور اپنے بھائی عنبر کو بڑے شوق

سے دیکھ رہی تھی۔ جس طرح کہ ایک مدت کی بچھڑی ہوئی بہن اپنے
بھائی کو دیکھتی ہے۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چھلک اٹھے۔
اس سے رہا نہ گیا۔ وہ چپکے سے آگے بڑھی اور عنبر کے کان کے قریب
منہ لا کر بولی:

"تم پر سلامتی ہو میرے بھائی۔ میں ماریا ہوں۔"

عنبر کے کان میں ماریا کی آواز پڑی۔ تو وہ بے حد خوش ہوا اس کا چہرا
خوشی سے لال ہو گیا۔ وہ سرائے کے مالک کے سامنے تو اس سے
بات نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے صرف اتنا کیا کہ ناگ کی طرف منہ کر کے
بولا:

"ناگ بھائی، تم سے دوبارہ مل کر بڑی خوشی ہوئی۔"

سرائے کا مالک نے حیرانی سے پوچھا:

"مگر تم تو ابھی ابھی جدا ہوئے تھے۔ تمہیں جدا ہوئے زیادہ دیر تو نہیں

ہوئی۔ پھر یہ خوشی کا اظہار کیسا؟"

عنبر نے جلدی سے کہا:

"بھائی تمہیں نہیں معلوم، ہم دونوں بھائی ایک دوسرے سے بہت
پیار کرتے ہیں۔ ہم جب تھوڑی دیر الگ رہ کر بھی ملتے ہیں تو ہمیں
اتنی خوشی ہوتی ہے کہ ہم بیان نہیں کر سکتے۔"

سرائے کے مالک نے مسکرا کر کہا:

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔"

ناگ بولا:

"عنبر بھائی، مجھے خود تم سے مل کر بے حد خوشی حاصل ہوئی ہے۔ اگر ہم
اس خانقاہ میں نہ آتے تو پھر خدا جانے کب ملاقات ہوتی؟"

سرائے کے مالک نے پریشان سا ہو کر کہا:

"بھائیو، تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں۔ آخر تم آپس میں

ملنے پر اتنی خوشی کا اظہار کیوں کر رہے ہو جب کہ تم ابھی کچھ دیر پہلے
ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ سفر کر رہے تھے۔"

عنبر ہنستے ہوئے بولا:

"بھائی، تم ہماری آپس کی محبت کو نہیں سمجھ سکتے ان باتوں کو چھوڑو اور
یہ بتاؤ کہ سوانگ پجاری کب آ رہا ہے؟"

سرائے کا مالک کہنے لگا:

"میں نے آدمی تمہارے سامنے بھجوا دیا ہے۔ بس آنے والا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"بھائی میرا تو خیال ہے کہ تم خود اسے جا کر لاؤ۔ ہم نے بڑی ضروری
باتیں کرنی ہیں اور سردار نے کہا تھا کہ ہرگز وقت ضائع نہ کیا جائے۔"

ناگ نے جان بوجھ کر عنبر کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"میرا بھی یہی خیال ہے بھائی کہ تم خود جا کر سوانگ کو لے آؤ۔ کیوں

کہ ہو سکتا ہے وہ دیر کر دے۔"

سرائے کے مالک کا اٹھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ مگر اسے مجبوراً اٹھنا ہی
پڑا۔ جب وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو بولا:

"بھائیو، اگر مجبور کرتے ہو تو میں خود جا کر پجاری سوانگ کو ڈھونڈ کر
لاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر سرائے کا مالک کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی عنبر نے ہاتھ ہلا کر ماریا کے سر پر ہاتھ پھیرا اور
کہا:

"پیاری بہن، تمہاری تلاش میں ہم جانے کہاں کہاں مارے مارے
پھرے۔ آخر ہم چین کے شاہی دربار میں آ گئے۔ یہاں بھی تمہاری
تلاش جاری رکھی۔ جہاں کہیں ہمیں تمہاری اطلاع ملتی کہ لوگوں نے
تمہیں دیکھا ہے یا محسوس کیا ہے تو ہم فوراً اس جگہ پہنچ جاتے۔ خدا کا

شکر ہے کہ اب تم ہمیں مل گئیں۔"

عنبر نے ناگ کی زبانی جب یہ سنا کہ ارژنگ نے ماریا کو ایک اندھے
کنوئیں میں پھینک دیا تھا اور پجاری سوانگ بھی اس سازش میں برابر
کا شریک تھا تو اسے بے حد دکھ ہوا اس نے کہا:

"میں بہت خوش ہوں ناگ کہ تم نے ارژنگ کا کام تمام کر کے اس
سے اگلے پچھلے سارے بدلے لے لیے۔ اب ہم اس پجاری سوانگ
کو بھی اپنی بہن ماریا پر کیے گئے ظلم کا مزہ ضرور چکھائیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"اگر تم اجازت دو بھائی تو میں ابھی پجاری سوانگ کو بھی ڈس کر
ارژنگ کے پاس جہنم میں پہنچائے دیتا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"نہیں بھائی، ابھی اس کی ضرورت نہیں۔ جب وقت آئے گا تو دیکھا

جائے گا۔ ابھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر ہم نے ان سے بڑا
کام لینا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"مجھے خوشی ہوئی ہے کہ ناگ بھائی نے معصوم ولی عہد شہزادے کی
جان عین وقت پر بچالی ورنہ کمالا اور ارژنگ نے تو اس پر سانپ
چھوڑ دیا تھا؟"

ناگ بولا:

"چھوڑ کیا دیا تھا بلکہ سانپ نے تو ڈس بھی لیا تھا۔
وہ تو شہزادے کی خوش قسمتی تھی کہ ہمیں وقت پر اطلاع مل گئی نہیں تو
شہزادے کی جان نہیں بچ سکتی تھی۔"

ابھی وہ باتیں ہی رہے تھے کہ دروازے کے باہر آدمیوں کے قدموں
کی چاپ سنائی دی۔ عنبر نے کہا:

"وہ آرہے ہیں ماریا بہن، اب تم ہمارے ساتھ ساتھ رہنا الگ ہو کر رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

ماریا نے کہا:

"ارژنگ نے میرے بارے میں پجاری سوانگ کو بتا دیا تھا کہ ایک غیبی چڑیل اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اس لیے پجاری سوانگ سے خبردار ہو کر رہنے کی ضرورت ہے۔"

"ہاں تم اس سے ہوشیار رہنا اور دور رہنے کی کوشش کرنا۔"

کوٹھڑی کا دروازہ کھلا اور سرائے کا مالک پجاری سوانگ کو لے کر اندر داخل ہوا۔ سرائے کے مالک نے آگے بڑھ کر پجاری سوانگ سے عنبر اور ناگ کا تعارف کروایا۔

"یہ عنبر اور ناگ ہیں۔ سردار نے منگولیا سے انہیں ہماری مدد کے لیے خاص طور بھیجا ہے۔ میرا خیال ہے سوانگ تم کو ان سے مل کر ضرور خوشی

ہو گی۔ کیونکہ ان کے آنے سے ہمارا کام آسان ہو جائے گا اور بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا۔"

مکار پجاری سوانگ نے بڑی تیز نظروں سے عنبر اور ناگ کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔ عنبر اور ناگ نے پجاری کی نگاہوں کی عیاری بھانپ لی۔ مگر وہ بالکل گھبرائے نہیں اس لیے کہ وہ اس سے پہلے کئی مکار لوگوں کو بھگتا چکے تھے۔ پجاری نے عنبر سے پوچھا:

"کیا تم منگولیا کے رہنے والے ہو عنبر؟"

"جی ہاں، میں وہیں پیدا ہوا۔ میرا تعلق شان قبیلہ سے ہے۔"

اتنا کچھ عنبر نے پہلے ہی سے معلوم کر لیا تھا اور پھر اس میں ایک خاص قوت تھی کہ وہ ہر زبان سمجھ بھی لیتا تھا اور بول بھی سکتا تھا اس نے منگولی زبان میں پجاری سے باتیں شروع کر دیں۔ مگر پجاری کو یہ زبان بہت معمولی آتی تھی۔ اس نے گھبرا کر کہا:

"بس بس میں یہ زبان روانی سے نہیں بول سکتا بھائی۔ اچھا یہ بتاؤ کہ
سردار نے تمہیں اور کیا کیا ہدایات دی ہیں؟"

عنبر بولا:

"سردار نے ہمیں سب سے بڑی ہدایات یہی دی ہے کہ خانقاہ میں جا
کر تم سے اور ارژنگ سے ملاقات کی جائے۔ ارژنگ کو واپس بھجوا دیا
جائے اور تم لوگ ولی عہد شہزادے کو قتل کرنے میں سوانگ کی مدد
کرو۔"

سرائے کے مالک نے کہا:

"اور میری بھی تو مدد کرو۔"

عنبر بولا:

"ہاں تمہاری بھی مدد کرنے کے لیے سردار نے کہا تھا۔"

پجاری سوانگ کہنے لگا:

"لیکن میرے خیال میں تم اتنا بڑا کام نہ کرسکو گے۔ اس لیے یہ کام
میں اپنے ذمے لیتا ہوں عنبر اور ناگ میری مدد کریں گے تم چاہو تو
واپس اپنی سرائے میں جاسکتے ہو۔"

اصل میں سرائے کا مالک یہی چاہتا تھا۔ مگر اوپر اس نے کہا:

"مگر میں بھی اس مہم میں شریک ہو کر اپنے ملک کی اور اپنی عوام اور
قبیلے کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔"

پجاری سوانگ نے کہا:

"وہ تم پھر کسی وقت کر لینا ابھی تم چاہو تو واپس جاسکتے ہو۔
کیونکہ اتنے زیادہ آدمی اس کام پر نکلے تو پکڑے جانے کا ڈر ہے۔
بس ہم تینوں ہی کافی ہیں۔"

سرائے کے مالک نے کہا:

"تو پھر اجازت دو...... لیکن میں ذرا ارژنگ سے تو مل لوں۔ بڑی دیر

کے بعد اس سے ملاقات ہو رہی ہے۔ کہاں ہے ارژنگ؟"

پجاری سوانگ کہنے لگا:

"آؤ اس کے کمرے میں چلتے ہیں۔ یہ ساتھ والے کمرے میں ہی رہتا ہے۔"

پجاری سوانگ عنبر اور ناگ وغیرہ کو لے کر ارژنگ کی کوٹھری میں آ گئے۔ ماریا دل ہی دل میں بڑی ہنس رہی تھی کہ ارژنگ کی لاش تو کنوئیں کے پاس جنگل میں پڑی ہے۔ ناگ بھی دل میں خوش ہو رہا تھا۔ کمرے کو خالی دیکھ کر پجاری سوانگ کچھ پریشان ہو کر بولا:

"وہ کبھی اس وقت رات کو گھر سے باہر نہیں نکلا۔"

ناگ نے کہا:

"ہو سکتا ہے خانقاہ کے اندر عبادت کر رہا ہو۔"

"نہیں، وہاں سے میں آ رہا ہوں۔ خانقاہ میں وہ کہیں بھی نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر کہاں جا سکتا ہے؟"

پجاری بولا:

"میرا خیال ہے کہ وہ کہیں جنگل میں نہ چلا گیا ہو۔"

"جنگل میں؟ وہ کس لیے؟"

پجاری نے کہا:

"بات دراصل یہ ہے کہ ارژنگ کے پیچھے ایک غیبی چڑیل لگ گئی تھی جو ہماری منگول قوم کی دشمن اور چین کے لوگوں کی دوست تھی۔ اسے جادو کے زور سے غائب کر دیا گیا تھا۔ وہ خود تو سب کو دیکھ لیتی تھی۔ مگر خود کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ ہم نے اسے مار ڈالنے کا ایک منصوبہ تیار کیا۔ جنگل میں جا کر ایک اندھے کنوئیں پر گھاس کی چھت ڈالی اور بہانے سے اس غیبی چڑیل کو اپنے پیچھے لگا کر اس اندھے کنوئیں

میں پھینک آئے۔ اب تک تو غیبی چڑیل کنوئیں کے اندر دم توڑ چکی
ہو گی۔"

ناگ نے کہا:

"تو تمہارا خیال ہے کہ ارژنگ وہاں گیا ہوگا؟"

پجاری بولا: "ہو سکتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"تو پھر وہاں چل کر دیکھ لیتے ہیں۔ کہیں ارژنگ کسی مصیبت میں نہ
پھنس گیا ہو۔"

پجاری سوانگ کا خیال ارژنگ کے پیچھے جنگل میں جانے کا نہ تھا مگر
جب ناگ نے یہ بتایا کہ ہو سکتا ہے وہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہو تو
اس نے کہا:

"ہاں ہاں، چلو جنگل میں اس اندھے کنوئیں پر چلتے ہیں کہیں ارژنگ

وہیں پر نہ گیا ہو۔"

وہ سارے کمرے سے باہر نکل گئے۔ ماریا وہیں ٹھہری رہی۔ وہ
پجاری کی باتیں سن سن کر دل میں بہت ہنس رہی تھی کہ جس عورت کو وہ
اپنی طرف سے اندھے کنوئیں میں پھینک کر مار آئے ہیں۔ وہ ان
کے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ ماریا نے وہیں باورچی خانے میں جا کر
تھوڑا بہت کھانا کھایا اور تخت پر لیٹ گئی۔

پجاری سوانگ سرائے کے مالک۔ عنبر اور ناگ کو لے کر مشعل کی
روشنی میں جنگل میں سے ہو کر اس مقام پر آ گیا۔ جہاں اندھا کنوآں
تھا جس میں وہ ماریا کو پھینک گئے تھے۔ سب سے پہلے جب پجاری
نے یہ دیکھا کہ اندھے کنوئیں کے اوپر سے چھت غائب ہے تو وہ
انگشت بدنداں ہو کر رہ گیا۔

"ارے اس کنوئیں کے اوپر سے شاخوں کی چھت کس نے اتار دی

ہم تو یہاں گھاس پھونس کی چھت ڈال رکھی تھی۔"

اس نے مشعل کی روشنی میں جھک کر نیچے کنوئیں میں دیکھا۔

روشنی میں سارا کنواں خالی دکھائی دیا۔ پجاری بولا:

"ہوسکتا ہے، غیبی چڑیل نیچے مری پڑی ہو۔ کیونکہ وہ کسی کو نظر نہیں آسکتی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کنوئیں کے اوپر سے چھت کس نے اٹھا کر پرے پھینک دی؟ اور ارژنگ کہاں ہے؟"

ناگ کو معلوم تھا کہ اس کی لاش کہاں پڑی ہے۔ اس نے جان بوجھ کر ایک طرف جا کر جھوٹ موٹ چونک کر کہا:

"یہ کس کی لاش ہے؟"

پجاری سوانگ، سرائے کا مالک اور عنبر بھاگ کر ادھر گئے۔

پجاری نے ارژنگ کی لاش فوراً پہچان لی۔

"ارے، یہ تو ارژنگ کی لاش ہے، اسے قتل کس نے کیا ہے؟"

ناگ نے لاش پر جھک کر کہا:

"ارژنگ کو قتل نہیں کیا گیا۔ اسے کسی سانپ نے کاٹا ہے۔ دیکھو اس کا سارا جسم نیلا پڑ گیا ہے یہ سانپ کے زہر کا اثر ہے۔"

پجاری کو ارژنگ کی موت کا بڑا دکھ ہوا۔ سرائے کا مالک بولا:

"اس جنگل میں زہریلے سانپ بہت ہوتے ہیں۔ بے چارہ غیبی چڑیل کو دیکھنے آیا ہوگا کہ سانپ نے ڈس لیا۔ اب کیا ہوسکتا ہے۔ ہمیں اس کی روح کی بخشش کے لیے دعا کرنی چاہیے۔"

عنبر بولا:

"ہم اس کی لاش کو زمین کے اندر دفن کر دیں نہیں تو یہاں چیلیں اور کوے تو کیا، سرخ چیونٹیاں ہی اس کے سارے جسم کو کھا کر ہضم کر جائیں گی۔"

انہوں نے مل کر ایک گڑھا کھودا اس میں ارژنگ کی لاش کو دفن کر دیا۔

خانقاہ کی رات

ارژنگ کی لاش کو دفن کرنے کے بعد واپس خانقاہ میں آ گئے۔

عنبر اور ناگ کا خیال تھا کہ ماریا بھی غائب حالت میں ان کے ساتھ ساتھ چل رہی ہوگی۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوئے تو پجاری نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ عنبر اور سرائے کا مالک چار پائی پر بیٹھ گئے۔ پجاری ایک بڑی سی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ناگ کو بھی ماریا دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ تخت پوش پر لیٹی لیٹی سو گئی تھی......

ناگ نے تخت پوش خالی دیکھا تو اس پر بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ماریا کے منہ سے چیخ نہیں نکل گئی۔ پھر بھی اس نے ایک آہ سی بھری۔ جس کو پجاری نے سن لیا۔ وہ ناگ کے ہڑبڑا کر اٹھنے سے بھی شک میں پڑ گیا۔

جلدی سے بولا:

"یہ ابھی ابھی کسی لڑکی نے آہ بھری تھی۔ ناگ تم ہڑبڑا کر تخت پوش سے کیوں اٹھے ہو؟ کیا تم نے اپنے نیچے کسی انسان کو محسوس کیا تھا؟"

ماریا یہ سن کر جلدی سے اٹھ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔

ناگ نے کہا:

"نہیں تو۔ میں نے تو اپنے نیچے کسی انسان کو محسوس نہیں کیا۔"

مکار پجاری نے کہا:

"تو پھر ایک دم ہڑبڑا کر کیوں اٹھے تھے؟"

ناگ نے عقل مندی سے کام لیتے ہوئے کہا:

"مجھے تخت پوش پر کانٹا سا چبھا تھا۔"

پجاری سوانگ نے کہا:

مجھے شک ہے کہ وہ غیبی چڑیل کنوئیں میں سے نکل کر آزاد ہو گئی ہے:

وگرنہ یہ کیسے ہوتا کہ کنوئیں کی چھت غائب ہوتی اور پھر میں نے
کنوئیں پر پرے کا نشان بھی دیکھا تھا۔

ناگ نے کہا:

''مگر وہ غیبی چڑیل کنوئیں سے باہر کیسے آسکتی تھی؟''

عنبر بولا:

''ارژنگ اسے باہر نکال نہیں سکتا تھا۔''

سرائے کا مالک کہنے لگا:

''جو کچھ بھی ہو ہمیں یہی سمجھنا چاہیے کہ غیبی چڑیل کنوئیں سے باہر
آچکی ہے اور ہمارا پیچھا کر رہی ہے۔ ہمیں ہر ایک پل اس سے خبردار
رہنا ہوگا۔''

سرائے کا مالک ڈرتے ہوئے کہنے لگا:

''کیا معلوم کہ وہ اس وقت بھی اس کمرے کے اندر موجود ہو۔''

عنبر نے کہا:

''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟''

''نہیں بھائی، تم غیبی چڑیل کو نہیں جانتے۔''

پجاری بولا:

''میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ میری اس سے ٹکر ہوئی تھی۔ وہ اگر
کنوئیں سے باہر ہے تو پھر ہر جگہ پہنچ سکتی ہے ہمیں اس کمرے کی
تلاشی لینی چاہیے۔''

عنبر ناگ اور ماریا گھبرا گئے۔ کیونکہ ناگ نے اشاروں سے عنبر کو بتا دیا
تھا کہ ماریا اس کمرے میں موجود ہے۔ ماریا دروازے کے پاس
جا کر کھڑی ہو گئی۔ سرائے کے مالک اور پجاری نے اٹھ کر کمرے میں
ماریا کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ وہ دونوں بازو کھول کر ادھر ادھر ہاتھ
مار رہے تھے کہ اگر ماریا وہاں ہوئی تو ضرور ہاتھ اس سے ٹکرائیں

گے۔ عنبر اور ناگ بھی ماریا کو تلاش کر رہے تھے۔ مگر انہوں نے ہاتھ
پھیلا کر ماریا کو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔

جدھر جدھر عنبر اور ناگ بازو پھیلائے جاتے، ماریا ان کے پیچھے پیچھے
جاتی۔

آخر عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے، غیبی چڑیل اس کمرے میں نہیں ہے۔"

ناگ بولا:

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

سرائے کا مالک کہنے لگا:

"اگر وہ ہوتی تو اب تک ضرور کسی نہ کسی سے ٹکرا جاتی۔ وہ یہاں نہیں
ہے۔ وہ ضرور اندھے کنوئیں میں ہلاک ہو گئی ہے۔"

پجاری سر کو جھک کر بولا:

"ہو سکتا ہے، تم لوگ ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن جانے کیوں میرا دل بار
بار یہی کہہ رہا ہے کہ وہ یہاں موجود ہے۔ اگر کمرے کے اندر نہیں ہے
تو کمرے سے باہر کسی جگہ کھڑی ہمارا انتظار کر رہی ہے کہ ہم باہر نکلیں
اور وہ ہمارا تعاقب شروع کر دے اور موقع ملتے ہی ہم پر حملہ کر
دے۔"

ماریا کو پجاری پر سخت غصہ آیا کہ کم بخت کو کیسا شک پڑ گیا ہے ناگ اور
عنبر نے بھی سوچا کہ ایسا گدھا ہے کہ ایک بات کا پیچھا ہی نہیں
چھوڑ رہا۔ بہرحال انہیں اس بات کی خوشی ہو گئی تھی کہ ماریا بچ گئی
ہے۔ اب پجاری نے کہا:

"ہمیں اپنی خفیہ کاروائی شروع کر دینی چاہیے۔"

"ضرور، ضرور" سرائے کے مالک نے کہا۔

پجاری بولا:

"سب سے پہلی بات تو یہ طے ہے کہ سرائے کے مالک کو صبح ہی واپس سرائے میں چلے جانا چاہیے۔ تا کہ یہ وہاں جا کر اپنا کام کرتا رہے اور ہمارا بوجھ ہلکا ہو۔ زیادہ آدمی اکثر مصیبت کا باعث بن جاتے ہیں کیوں عنبر تمہارا کیا خیال ہے؟"

عنبر نے کہا:

"مناسب خیال ہے یہ واپس ہی چلا جائے تو اچھا ہے۔ ہم اکیلے ولی عہد کو ختم کر سکتے ہیں اور پھر ہمیں شاہی محل کے چپے چپے کا حال معلوم ہے۔"

سرائے کا مالک بڑا خوش ہوا کہ اس کی جان چھوٹی۔ وہ اس قدر خطرناک کام پر نہیں جانا چاہتا تھا جہاں اس کی جان کو قدم قدم پر خطرہ تھا اس نے کہا:

"جیسے آپ کا حکم ہو، میں ویسے ہی کروں گا۔ میں صبح ہی واپس اپنی

سرائے میں چلا جاؤں گا اور وہاں رہ کر کام کروں گا۔"

پجاری بولا:

"ٹھیک ہے تم چلے جانا...... اب عنبر تم یہ بتاؤ کہ شاہی محل کا حدود اربعہ کیا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"شہنشاہ چین کا شاہی محل بہت بڑا ہے۔ وہ ایک بہت خوبصورت جھیل کے کنارے آباد ہے۔"

پجاری نے کہا

"اس کو چھوڑو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ جس ولی عہد شہزادے کو ہم نے قتل کرنا ہے، وہ کہاں پر ہوتا ہے؟"

عنبر کہنے لگا:

"ولی عہد شہزادے اپنی والدہ ملکہ چین کے ساتھ ملکہ کے محل میں رہتا

ہے۔ ملکہ کا کمرہ شاہی محل کے مغربی جانب ہے۔ وہاں دن رات سپاہیوں کا سخت پہرہ رہتا ہے۔"

پجاری بولا:

"کوئی ایسی جگہ ہے جہاں سے ہم شاہی محل کے اندر داخل ہو سکیں؟"

"یہ کہنا مشکل ہے لیکن ایک راستہ ہے یہ راستہ محل کی مشرقی جانب ایک دیوار میں ہے اس دیوار میں ایک پرانا دروازہ ہے جو ہمیشہ بند رہتا ہے اس دروازے میں سوراخ کر کے ہم رات کے وقت محل کے اندر داخل ہو سکتے ہیں۔

پجاری نے پوچھا:

"پھر اس کے بعد ہم ولی عہد شہزادے تک کس طرح پہنچ سکتے ہیں؟"

"اسے لیے ہمیں محل کے صحن میں سے ہو کر بائیں جانب ایک بارہ دری پر چڑھنا ہو گا۔ اس بارہ دری سے ایک راستہ نیچے محل کے ایک

کمرے میں جاتا ہے۔ راستے میں اگر پہرہ داروں کو ہم قتل کرتے چلے جائیں تو وہ برآمدوں اور ایک کمرے میں سے گزر کر ہم ملکہ چین کے سونے کے کمرے میں پہنچ جائیں گے۔ ولی عہد شہزادہ بھی اسی خواب گاہ میں ہمیں ملے گا۔ پہلے شہزادہ الگ ایک کمرے میں اپنی خادمہ کی نگرانی میں سوتا تھا۔ لیکن جب سے شہزادے پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے ملکہ اسے ہمیشہ اپنے ساتھ ہی سلاتی ہے۔"

پجاری بولا:

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر ہمیں شہزادے کے ساتھ ساتھ ملکہ کو بھی ہلاک کرنا ہو گا کیونکہ ظاہر ہے جب ہم شہزادے کے گلے پر خنجر چلائیں گے تو وہ شور مچائے گا اور شور کی آواز سن کر اس کی ماں بھی اٹھ پڑے گی اور پھر ہماری گرفتاری یقینی ہو جائے گی۔"

عنبر نے ناگ سے پوچھا:

"پھر تم کیا مشورہ دیتے ہو ناگ۔"

ناگ نے کہا:

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں بے ہوش کر دینے والی دوائی استعمال کرنی پڑے گی۔ بے ہوش کر دینے سے ہم بڑی آسانی کے ساتھ ملکہ کی جان پر ہاتھ ڈالے بغیر ولی عہد کو اٹھا کر لے جائیں گے، یا اسے وہاں ہلاک کر دیں گے۔"

"یہ خیال مجھے پسند آیا ہے۔" پجاری سوانگ بیچ میں بول پڑا:

"بے ہوش کر دینے والی دوائی میرے پاس موجود ہے اس دوائی کی مدد سے ملکہ، کنیزوں اور شہزادے کو بے ہوش کر دیں گے اور پھر اسے اٹھا کر لے جائیں گے۔ راستے میں خطرہ محسوس ہوا تو اسے وہیں ختم کر دیں گے۔"

سرائے کا مالک بولا:

"بہترین چال ہے یہ۔"

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں کل ہی یہ کام کر ڈالنا چاہیے۔"

ناگ بولا:

"ٹھیک ہے ہم صبح صبح دارالحکومت کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں وہاں چل کر بھیس بدل کر گھوڑوں وغیرہ کی تجارت کریں گے اور کسی وقت رات کے اندھیرے میں شاہی محل پر حملہ کر دیں گے۔"

"چلو ٹھیک ہے یہ بات طے ہو گئی اب میں چل کر کل کے سفر کے لیے بندوبست کرتا ہوں صبح تم سب لوگ تیار رہنا سرائے کا مالک اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گا اور ہم اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

اس خفیہ اجلاس کے بعد سرائے کا مالک تو ناگ کے ساتھ اسی کمرے

میں رات بسر کرنے کے لیے رہ گیا اور پجاری سوانگ اگلی صبح کا وعدہ
لے کر واپس اپنے کمرے میں چلا گیا۔

عنبر اور ناگ اکیلے نہیں تھے وہ آپس میں کھل کر بات بھی نہیں کر سکتے
تھے۔ ماریا بھی اسی کمرے میں موجود تھی۔ سرائے کے مالک کی وجہ
سے وہ بھی کوئی بات نہیں کر سکتی تھی۔ سرائے کا مالک سونے کا نام ہی
نہیں لیتا تھا۔ باتیں ہی باتیں کیے جا رہا تھا۔ ایک بات ختم ہوتی تھی تو
دوسری شروع کر دیتا تھا۔ اصل میں وہ واپس اپنے گھر جانے پر خوش
تھا۔ پھر اس نے غیبی چڑیل کی باتیں شروع کر دیں اور کہنے لگا کہ میں
بہت بہادر ہوں۔

میں تو کبھی کسی سے نہیں ڈرتا۔ اگر کوئی غیبی چڑیل ہے تو بے شک
میرے سامنے آئے۔ ایک ایسا جھانپڑ دوں کہ قلابازیاں کھاتی نظر
آئے۔

ماریا اس کی باتوں پر سخت پیچ و تاب کھا رہی تھی مگر مجبور تھی سرائے کے
مالک کو اس کی باتوں کا زندہ ثبوت نہیں دے سکتی تھی۔

آخر ناگ نے کہا:

"اگر یہاں غیبی چڑیل آ گئی تو تم لنگوٹی تھام کر یہاں سے بھاگتے نظر
آؤ گے۔"

"غیبی چڑیل میں اتنی جرات ہے کہ میرے سامنے آئے۔"

ماریا غصہ کھا کر اور کڑوا گھونٹ پی کر رہ گئی۔ اس نے سوچا وہ سرائے
کے مالک کو راستے میں جا کر پکڑے گی اور اس کی توہین والی باتوں کا
اسے ضرور جواب دے گی۔ تھوڑی دیر بعد سرائے کا مالک سو گیا اور
زوردار خراٹے لینے لگا۔

ناگ نے ماریا کو آہستہ سے آواز دی:

"ماریا کیا تم یہاں پر ہو؟"

ماریا نے سرگوشی میں کہا:

"ہاں میں یہاں ہوں"

منگول گوریلا

منہ اندھیرے پجاری سوانگ نے آ کر سب کو جگا دیا۔ وہ چین کے دارالحکومت کی طرف سفر کی تیاریاں کرنے لگے۔ عنبر اور ناگ کو معلوم تھا کہ ماریا کس جگہ پر سو رہی ہے۔

انہوں نے سوانگ اور سرائے کے مالک کو اس طرف جانے ہی نہ دیا۔ ماریا ایک طرف سب سے الگ ہو کر کونے میں منگولوں کے پیچھے کمبل اوڑھے سو رہی تھی شور سن کر وہ بھی اٹھ بیٹھی۔ ناگ کسی بہانے منگولوں کے پاس آیا اور اس نے سرگوشی میں ماریا کے کان میں کہا:

"تیاری پکڑ لو ماریا بہن۔"

ماریا اٹھ کر اسی جگہ چھپی بیٹھی رہی اور دروازہ کھلنے کا انتظار کرتی رہی۔ پجاری سوانگ نے سفر کی تیاری کر رکھی تھی۔ خانقاہ کے باہر گھوڑے تیار تھے۔ ایک فالتو گھوڑا بھی ساتھ تھا جس پر کھانے پینے کا سامان رکھا ہوا تھا۔ اس نے سونے کے بہت سے سکے بھی رکھ لیے تھے تاکہ راستے میں کام آئیں۔ سرائے کا مالک برا منہ بنا کر بڑبڑ کرتا ہوا اٹھا اسے نیند پیاری تھی۔ مگر پجاری سوانگ نے اس کی پیٹھ پر لات مار کر کہا:

"اٹھتے ہو یا اٹھا کر باہر پھینک دوں؟"

"اٹھتا ہوں بھائی سوانگ، ناراض کیوں ہوتے ہو۔"

سرائے کا مالک بھی اٹھ کر تیار ہو گیا۔ وہ واپس سرائے میں جانے کے لیے تیار ہوا تھا اور باقی لوگ چین کے شاہی محل کی طرف جانے کو تیار ہو رہے تھے۔ ابھی صبح کا اجالا پوری طرح سے نہیں پھیلا تھا کہ یہ قافلہ خانقاہ سے روانہ ہو گیا۔ ایک منزل طے کرنے کے بعد انہوں نے سرائے کے مالک کو دوسری سڑک پر روانہ کر دیا۔ یہ سڑک سرائے کے مالک کے گاؤں کی طرف جاتی تھی۔ سوانگ نے اسے کہا:

"تم اکیلے ڈرو گے تو نہیں؟"

سرائے کے مالک نے سینہ ٹھونک کر کہا:

"میں کوئی بچہ ہوں جو ڈروں گا۔"

پجاری نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا:

"میاں غیبی چڑیل کنوئیں سے باہر نکل چکی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ راستے میں تم پر حملہ کر دے۔"

سرائے کے مالک نے گردن اکڑا کر کہا:

"اجی کئی دیکھی ہیں غیبی چڑیلیں۔ باپ کی قسم اگر وہ مجھے راستے میں مل گئی تو ایک ہی مکہ مار کر اس کا کچومر نکال دوں گا۔"

سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اور سرائے کا مالک اکیلا روانہ ہو گیا۔

اس کا گاؤں خانقاہ سے دو پڑاؤ کے فاصلے پر تھا۔ ٹھیک اسی وقت جب سرائے کا مالک علیحدہ سڑک پر اکیلا چلا، ماریا نے ناگ سے کان میں کہا:

"ناگ بھائی، میں ذرا سرائے کے مالک کی خبر لے کر تم لوگوں کے ساتھ ابھی آ کر مل جاتی ہوں، فکر نہ کرنا۔"

ناگ مسکرا دیا اور ماریا سرائے کے مالک کے پیچھے چل پڑی۔ وہ

گھوڑے کو سرپٹ دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ سڑک کچی اور پتھریلی تھی
اس گھوڑا خوب دوڑ رہا تھا۔ ماریا نے بھی کچھ فاصلے پر اس کے پیچھے
گھوڑا لگا رکھا تھا۔ وہ جلد سرائے کے مالک سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتی
تھی۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اس کے پیچھے گھوڑا دوڑاتی
چلی جاتی۔ آخر اسے واپس بھی جانا تھا۔ ماریا ایک ٹیلے کے اوپر سے
ہو کر سرائے کے مالک کے آگے جا کر سڑک کنارے کھڑی ہو گئی اور
اس کا انتظار کرنے لگی۔ جب اس نے دور سے سرائے کے مالک کو
گھوڑے پر آتے دیکھا تو وہ سڑک کے عین درمیان میں آ کر کھڑی ہو
گئی۔

سرائے کے مالک کا گھوڑا قریب آیا تو ماریا نے اپنے گھوڑے کی
باگیں زور سے کھینچ کر اسے روک لیا۔ اس کا گھوڑا زور سے ہنہنایا۔
سرائے کے مالک کا گھوڑا دوسرے گھوڑے کی ہنہناہٹ سن کر بدک

گیا اور سرائے کے مالک کو نیچے گرا خود ایک درخت کے نیچے جا کر
رک گیا۔ سرائے کا مالک بھی پریشان ہو گیا۔ کیونکہ ایک اور گھوڑے
کی ہنہناہٹ اس نے بھی سنی تھی۔ مگر گھوڑا نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے
اچانک غیبی چڑیل کا خیال آ گیا۔ وہ ڈر کر اپنے گھوڑے کی طرف
بھاگا۔ مگر ماریا نے کمند ہاتھ میں لے کر زور سے اس پر پھینکی۔ سرائے
کا مالک اس کمند میں پھنس کر گر پڑا۔ ماریا نے گرج کر کہا:

"میں غیبی چڑیل ہوں اور تجھ سے بدلہ لینے آئی ہوں۔ بول اب مجھ
سے دو دو ہاتھ کرنے کی جرات کرے گا؟"

سرائے کے مالک کا رنگ فق ہو گیا۔ اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ اس
نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"معاف کر دو اے غیبی چڑیل، مجھ سے سخت غلطی ہو گئی۔
معاف کر دو اب کبھی تمہارے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نہیں

نکالوں گا۔"

ماریا نے گرج کر غصے سے کہا:

"نہیں، ہرگز نہیں میں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ تم نے سب کے سامنے میری بے عزتی کی ہے۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ میں تمہارا ابھی سارا خون نکال کر پی جاؤں گی۔"

سرائے کا مالک سجدے میں گر پڑا۔

"دیوتاؤں کے لیے میری خطا بخش دو، میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں۔"

اور سرائے کا مالک سجدے میں گر پڑا۔ ماریا نے قہقہہ لگا کر رسی کو زور سے کھینچ کر کہا:

"میں تمہیں تمہاری بدزبانی کی سزا ضرور دوں گی۔ چلو اس درخت کے پاس...... چلا......"

سرائے کا مالک سہم کر درخت کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ ماریا نے اس کے گرد رسا لپیٹ کر اسے کس کر باندھ دیا اور کہا:

"جب تک کوئی راہ گیر آ کر تمہاری مدد نہیں کرتا۔ تم اسی جگہ پڑے رہو گے۔

دیوتاؤں سے دعا کرو کہ کوئی مسافر جلدی ادھر سے گزرے۔ کیونکہ وہی تمہیں اس سے نجات دلائے گا، میں جا رہی ہوں۔"

ماریا نے ایک قہقہہ لگایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر واپس مڑ گئی۔ اس عرصے میں پجاری سوانگ کے ساتھ ناگ اور عنبر سفر کرتے ہوئے کافی نکل گئے تھے۔ ماریا نے بھی ان کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا اور بڑی تیزی سے سفر طے کرنے لگی۔ دھوپ خوب نکل آئی تھی۔ موسم خوب گرم ہو گیا تھا۔ دوپہر کے وقت مسافروں نے راستے میں ایک چشمے کے کنارے پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں انہوں نے کھانا نکال کر کھایا۔ کھانا

کھا کر وہ چلنے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ ماریا بھی وہاں پہنچ گئی۔ وہ جان بوجھ کر ان کے پیچھے پیچھے رہنا چاہتی تھی لیکن ذرا آگے آ کر اس نے عنبر کے کان میں کہہ دیا کہ میں آ گئی ہوں۔

عنبر نے چپکے سے ناگ کو اطلاع کر دی کہ ماریا واپس آ گئی ہے۔ یہ چھوٹا سا قافلہ پھر روانہ ہو گیا۔

خانقاہ سے چین کے دارالحکومت تک کا سفر بڑا لمبا تھا۔ راستے میں انہوں نے کئی پہاڑ اور دریا اور جنگل عبور کرنے تھے۔ پجاری سوانگ راستے کے چپے چپے سے واقف تھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ وہ کیتھے میں پہنچ جائیں گے۔ راستے میں پجاری سوانگ نے ایک مقام پر اپنے ایک گوریلا جاسوس سے بھی ملاقات کرنی تھی جو ان کے لیے چین میں کام کر رہا تھا۔

عنبر اور ناگ کو یہ ڈر تھا کہ کہیں وہ گوریلا پہچان نہ لے اور ان کا راز

فاش نہ ہو جائے۔ انہیں اپنی زندگیوں کے بارے میں کوئی فکر نہ تھا۔ اندیشہ تھا کہ پھر شہزادہ ولی عہد کی زندگی خطرے میں ہی رہے گی۔ عنبر نے باتوں ہی باتوں میں پجاری سوانگ سے پوچھا بھائی وہ گوریلا کون ہے۔ اور اس کا نام کیا ہے۔ پجاری نے کہا:

"اس کا نام خاقان ہے اور وہ ایک عرصے سے ہمارے لیے یہاں جاسوسی کر رہا ہے۔"

خاقان کا نام سنتے ہی عنبر کو کچھ تشویش ہوئی تھی۔ کیونکہ اسی نام کے ایک گوریلے سے ان کا ہیروں کی چوری کے سلسلے میں شاہی محل میں واسطہ پڑ چکا تھا۔ اگر یہ وہی خاقان تھا تو اسے معلوم تھا کہ عنبر اور ناگ شہنشاہ چین اور ملکہ چین کے آدمی ہیں۔ بن قوم کے گوریلے نہیں ہیں عنبر نے ناگ سے بھی راستے میں خاقان نام کے گوریلے کے بارے میں ذکر کیا۔ اس نے بھی یہی کہا کہ وہ شخص ضرور انہیں جانتا ہوگا۔ بہر

حال اس کا فیصلہ سفر کے درمیان خاقان کے گاؤں جا کر ہی ہو سکتا تھا
کہ وہ شخص کون ہے اور عنبر اور ناگ کو جانتا بھی ہے یا نہیں سفر جاری رہا
منزلوں پر منزلیں گزرتی گئیں۔ رات انہوں نے ایک جنگل میں بسر
کی۔ صبح کو پھر وہ سفر پر روانہ ہو گئے۔ دوپہر کو انہوں نے ایک جگہ کھانا
کھایا۔ گھوڑوں کو دانا دنکا کھلا کر پانی پلایا۔ خود بھی آرام کیا اور گھوڑوں
کو بھی کھلا چھوڑ دیا۔ شام کو سفر پر روانہ ہو گئے اور آدھی رات تک سفر
طے کرتے رہے۔

آدھی رات گزر جانے کے بعد وہ ایک جگہ میدان میں سو گئے۔ عنبر
اس دوران میں چوری چوری ماریا کو کھانا دیتا رہا۔ رات کو وہ سوتے
رہے۔ صبح پھر آگے روانہ ہو گئے۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے انہیں
تین دن گزر گئے۔ اب خاقان کا گاؤں قریب آ رہا تھا۔ سوانگ نے
ایک پہاڑ کی ڈھلان پر سے اترتے ہوئے عنبر کو دور سے نیچے وادی

میں ایک مکان دکھایا جس کی چھت پر گندم کے گٹھے پڑے سوکھ رہے
تھے۔

وہ دیکھو، مکان خاقان کا ہے جو ہمارا بہترین جاسوس ہے
اور بڑی دیر سے ہمارے لیے یہاں کام کر رہا ہے۔ سردار کو اس پر بڑا
بھروسہ ہے۔ کیا تم اسے نہیں جانتے؟ اسے تو ہمارے قبیلے کے بھی
لوگ جانتے ہیں۔"

عنبر نے جھوٹ موٹ ہی کہہ دیا:

"ارے ہاں مکان دیکھ کر یاد آیا۔ اس کا نام تو میں نے کئی بار سردار کی
زبان سے سنا ہے وہ بھی کہا کرتا ہے کہ خاقان برونڈا کی وادی میں رہتا
ہے اور بڑا وفادار جاسوس ہے۔"

پجاری سوانگ نے مسکرا کر کہا:

"جب ہی میں بھی سوچ رہا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم اسے نہ

جانتے ہو، اس کے نام سے تو ہن قوم پرستوں کا بچہ بچہ واقف ہے۔

"کیوں ناگ تم بھی اسے جانتے ہو ناں؟"

ناگ نے فوراً جواب دیا:

"بھائی سوانگ، خاقان کو بھلا کون نہیں جانتا۔ وہ تو ہمارا بڑا وفادار انسان ہے۔ ہماری منگول قوم کو اس پر فخر ہے۔ ہم تو اس کی وفاداری اور محبت کے ہمیشہ گن گاتے ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے خاقان کی زیارت نصیب ہو رہی ہے۔"

عنبر نے ناگ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا:

"ناگ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم خاقان سے ملاقات کرنے والے ہیں، ورنہ ایسے بہادر گوریلوں کا دیدار بھلا کب کسی کو ملتا ہے۔"

پجاری سوانگ نے خوش ہو کر کہا:

"مجھے بڑی خوشی ہے کہ تم بھی خاقان سے اتنا ہی پیار کرتے ہو جتنا کہ میں کرتا ہوں۔ خاقان بے شک ہماری قوم کا قیمتی بیٹا ہے اس نے کئی بار اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر منگول قبیلے کے عوام کے لیے کام کیا ہے۔"

ناگ نے جھوٹ کہا:

"بھلا ایسے لائق بیٹے کو کون سی قوم بھلا سکتی ہے؟"

پجاری سوانگ نے کہا:

"شاید تمہیں معلوم نہ ہو۔ خاقان پہلا منگول گوریلا ہے جس نے اپنی قوم اور وطن کے لیے اپنے بچوں تک کو قربان کر دیا ہے۔ ہم اس پر جس قدر بھی فخر کریں کم ہے۔"

عنبر بڑا حیران ہوا کہ پجاری جس خاقان کی تعریف کر رہا ہے اگر یہ وہی خاقان نکلا، جسے وہ جانتے ہیں اور جو ان کو جانتا ہے تو معاملہ بڑا

گڑبڑ ہو جائے گا۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا خاقان سے ملاقات ہو کر ہی رہنی تھی۔ پجاری سوانگ خاقان کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کر رہا تھا۔

"بس اب کچھ دیر میں ہم خاقان کے مکان میں پہنچنے والے ہیں۔ وہ یہاں اکیلا رہتا ہے۔ اس نے کسان کا بھیس بنا رکھا ہے۔ جس کی اپنی تھوڑی سی زمین ہے اور جو اپنی زمین کی آمدنی پر بڑی قناعت سے گزارہ کر رہا ہے۔ لیکن یہ بات یہاں کسی کو بھی معلوم نہیں کہ وہ چینی قوم کا سب سے بڑا دشمن ہے۔"

پجاری سوانگ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ عنبر اور ناگ کو اس کا قہقہہ بہت برا لگا: پجاری کہنے لگا:

"دوپہر کا کھانا ہم خاقان کے گھر پر ہی کھائیں گے۔"

ناگ نے پوچھا:

"اسے ہماری اطلاع تو نہیں ہے؟"

سوانگ نے کہا:

"اطلاع کیسے دیتے بھائی، تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ ہمیں جلدی میں خانقاہ سے کوچ کرنا پڑا ہے۔ مگر کوئی بات نہیں۔ ہم بغیر اطلاع دیے بھی خاقان کے ہاں پہنچ سکتے ہیں اور جاسوس گوریلے تو اطلاع دیے بغیر ہی پہنچا کرتے ہیں۔"

عنبر و ناگ بڑے گھبرائے کہ اب کیا ہوگا۔ اگر سچ مچ وہی خاقان نکلا جو انہیں جانتا ہے تو پھر وہ کیا کریں۔ ان کا راز تو فوراً فاش ہو جائے گا۔ خاقان انہیں دیکھتے ہی پجاری سوانگ کو کہہ دے گا کہ یہ دشمن کے آدمی ہیں۔ انہیں فوراً گرفتار کر لو۔

معاملہ سارے کا سارا چوپٹ ہو جائے گا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ خاقان کے گھر پہنچنے سے پہلے پہلے وہ ماریا سے مشورہ

کریں مشورے کے لیے ضروری تھا کہ وہ سفر کرتے کرتے رُک
جائیں۔"

چنانچہ اس کا حل عنبر نے ڈھونڈ نکالا۔

اس نے اچانک ایک چیخ ماری اور گھوڑے پر سے نیچے گر پڑا۔ پجاری
سوانگ نے ایک دم اپنا گھوڑا روک لیا اور عنبر کو اٹھا کر اس کا سر
سہلانے لگا۔

خیریت تو ہے نہ عنبر؟ عنبر کیا ہو گیا تھا بھائی؟"

عنبر نے آنکھیں کھول کر کہا:

"مجھے کوئی عورت نظر آئی ہے جس کے بڑے لمبے لمبے دانت ہیں اور
آنکھیں سرخ انگاروں کی طرح چمک رہی ہیں۔ میں ڈر گیا تھا۔"

پجاری سوانگ نے کہا:

ضرور وہی غیبی چڑیل تمہیں نظر آئی ہے۔ کم بخت ہمارا برابر پیچھا کر رہی

ہے۔ خیر کوئی بات نہیں تم آرام کرو۔ میں سب کچھ دیکھ لوں گا۔"

عنبر نے کہا:

"میرا سر درد کے مارے پھٹا جا رہا ہے اس کا ایک ہی علاج ہے کہ کسی
طرح جنگل میں سے چندن بوٹی تلاش کر کے لائی جائے اس بوٹی کو
اگر میں پانی کے ساتھ کھا لوں تو میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا۔"

پجاری سوانگ نے کہا:

"وہ بوٹی کہاں ملے گی؟ اس کی شکل وصورت کیسی ہے؟
مجھے بتاؤ میں ابھی اسے جنگل سے توڑ کر لے آتا ہوں۔"

عنبر نے یوں ہی جھوٹ موٹ اسے بوٹی کی شکل بتائی پجاری سوانگ
قریب کے جنگل میں بوٹی تلاش کرنے چلا گیا۔ عنبر اور ناگ نے ماریا
کو اپنے پاس بلایا اور ساری بات کھول کر بیان کر دینے کے بعد اس
سے مشورہ لیا۔ ماریا نے کہا:

"ضرور یہ وہی خاقان ہے اور ہم وہاں جا کر ایک زبردست مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ اگر ہم خاقان اور پجاری کو ہلاک بھی کردیں تو ہمارا مقصد حل نہیں ہوگا۔ اس ملک میں سینکڑوں منگول گوریلے کام کر رہے ہیں۔ منگول کسی دوسرے گوریلے کے سپرد یہ کام کردے گا کہ وہ ولی عہد کو قتل کرے اور ہمیں بھی پتہ نہ چل سکے گا کہ وہ گوریلا کون ہے؟"

ناگ بولا:

"پھر کیا کرنا چاہیے کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹنے پائے؟"

ماریا نے کہا:

"یہی ہوسکتا تھا کہ میں پہلے جا کر پتہ کرلیتی کہ خاقان کون ہے۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ میں خاقان شکل سے ہی واقف نہیں۔ اسے صرف تم

دونوں ہی جانتے ہو اس طرح میرا وہاں جانا بے معنی ہے۔"

ابھی دو باتیں ہی کر رہے تھے کہ دور سے انہیں پجاری سوانگ آتا دکھائی دیا۔ عنبر نے ماریا سے کہا کہ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ سوانگ آرہا ہے تم پیچھے چلی جاؤ۔ اب سوانگ ان کے پاس آگیا۔ اس نے بتایا کہ سارے جنگل میں چندن بوٹی کہیں بھی نہیں ہے۔ عنبر نے کہا کہ سارے جنگل میں چندن بوٹی کہیں بھی نہیں ہے عنبر نے کہا کہ اس کی سر درد ٹھیک ہوگئی ہے۔ اب چندن بوٹی کی ضرورت نہیں رہی۔ وہ اٹھ کر گھوڑے پر سوار ہوگیا اور یہ قافلہ خاقان کے گھر کی طرف چلنے لگا۔

خاقان کا گھر بالکل قریب آگیا تھا۔

پُل ٹوٹ گیا

دوپہر کے وقت یہ لوگ خاقان کے گھر پہنچ گئے۔

سوانگ پجاری آگے آگے تھا۔ عنبر اور ناگ پیچھے پیچھے تھے۔ ان کے پہلو میں ماریا چلی آ رہی تھی۔ عنبر اور ناگ پریشان تھے کہ اگر خاقان نے انہیں پہچان لیا تو سارا معاملہ چوپٹ ہو جائے گا۔ خاقان کا مکان ایک معمولی دیہاتی کسان کا مکان تھا۔ کچی دیواروں کے اوپر گھاس کی چھت پڑی تھی۔

باہر آنگن میں ایک بھینس بندھی چارہ کھا رہی تھی۔

سوانگ نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے ایک نوجوان دیہاتی نے دروازہ کھولا:

"آپ کو کس سے ملنا ہے؟"

سوانگ نے کہا:

"خاقان کہاں ہے ہم اس سے ملنے آئے ہیں۔"

نوجوان بولا:

"وہ ابھی ابھی ساتھ والے گاؤں میں سبزی ترکاری لینے گیا ہے۔ آپ کو ضروری کام ہے تو انتظار کریں۔ میں اسے جا کر بلا لاتا ہوں۔"

سوانگ نے بنچ پر بیٹھتے ہوئے کہا:

"ہمیں کچھ کھانے پینے کو دے کر تم خاقان کو جا کر ہماری خبر دے دو۔ بلکہ اسے ساتھ لے کر آؤ کہنا، خانقاہ کا بڑا پجاری اور اس کے دوست ملنے آئے ہیں۔"

نوجوان دیہاتی نے کہا:

"ابھی کھانا حاظر کرتا ہوں۔"

کوٹھڑی میں جا کر وہ ایک طشت میں روٹیاں، ساگ، چٹنی اور دودھ لے آیا۔

"یہ روکھی سوکھی حاضر ہے، اسے تناول فرمائیں۔ میں ابھی جا کر خاقان کو خبر کرتا ہوں۔ بلکہ اسے ساتھ ہی لے کر آتا ہوں۔"

نوجوان چلا گیا۔ عنبر، ناگ اور پجاری سوانگ کھانا کھانے لگے۔ عنبر اور ناگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ خاقان گھر پر نہیں تھا۔ ناگ نے ماریا کے لیے چوری چوری روٹی اور ساگ بچا کر الگ رکھ لیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ چشمے پر پانی پینے اور منہ ہاتھ دھونے کے بہانے گیا۔ ماریا قریب ہی بھوکی بیٹھی تھی۔ ناگ نے آہستہ سے ماریا کو آواز دی۔

ماریا نے کہا:

"میں یہاں ہوں ناگ بھائی، اس نیلے پتھر کے پاس۔"

"میں تمہارے لیے روٹی لایا ہوں ماریا بہن۔"

ماریا بولی:

"ٹھیک ہے یہاں رکھ دو۔ بھوک سے میرا دم نکلا جا رہا ہے؟"

"کیا خاقان گھر پر نہیں ہے"

ناگ نے کہا:

"نہیں، مگر ایک نوجوان اسے ساتھ والے گاؤں سے بلانے کے لیے چلا گیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب کیا کریں۔ خاقان ہمیں آتے ہی پہچان لے اور ہم ایک اور مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ سوانگ کے ساتھ ہماری لڑائی شروع ہو جائے گی اور ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔"

ماریا نے کھانا کھاتے ہوئے کہا:

"اگر تم کہو تو میں کھانا کھا کر اس دیہاتی نوجوان کے پیچھے جاتی ہوں اور راستے میں ہی خاقان کا کام تمام کر دیتی ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"اگر اسے مارے بغیر کام نکل سکے تو زیادہ بہتر ہے۔"

"وہ کون سا طریقہ ہو سکتا ہے؟"

ناگ نے کہا:

"یہی تو سوچنے کی بات ہے۔"

ماریا نے کہا:

"جہاں تک مجھے یاد ہے خاقان جس گاؤں میں گیا ہے اس راستے میں ایک پہاڑی ندی پر رسے کا پل بنا ہوا ہے اگر کسی طرح سے میں جا کر وہ پل گرا دوں تو پھر خاقان اس طرح ہمیں نہ مل سکے گا۔ کیونکہ ندی کافی چوڑی ہے اور پانی کا بہاؤ بہت تیز ہے۔"

ناگ نے کہا:

"یہ ترکیب تم نے بڑی اچھی بتائی ہے ماریا بس اسی پر عمل کرو۔

خاقان سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ ابھی تم جا کر تلوار سے رسی کا پل کاٹ ڈالو۔"

ماریا کھانا کھا کر اٹھی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ندی کے پل کی طرف دوڑ پڑی۔ اس کا اندازہ بالکل صحیح تھا۔ دونوں گاؤں کے درمیان ایک تیز رفتار پہاڑی ندی تھی جس کے اوپر جال کی طرح چھوٹا سا رسیوں کا پل کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ وہی نوجوان تھا جو خاقان کو بلانے کے لیے جا رہا تھا۔ ماریا اس کے قریب سے نکل کر بہت آگے آ گئی وہ پل کی طرف چلا جا رہا۔

گھوڑے سے اتر کر اس نے تلوار نکالی اور درخت کے ساتھ بندھا ہوا پل کا رسا کاٹنے لگی۔ رسا کافی مضبوط تھا۔ لیکن اس کی تلوار بھی بہت تیز تھی اس نے جلدی جلدی رسا کاٹنا شروع کر دیا۔

دوسری طرف دیہاتی نوجوان بھی جلدی جلدی راستہ طے کرتا اور پل

کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ماریا کو وہ نوجوان کچھ فاصلے پر اپنی طرف
آتا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ماریا نے تلوار کے پے در پے دو تین
ہاتھ رسے پر مارے اور رسا کٹ گیا۔ رسے کے کٹتے ہی رسیوں کا پل
ندی میں گر گیا۔

ماریا گھوڑے پر سوار ہو کر پرے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ دیہاتی نوجوان
قریب آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کسی نے پل کاٹ کر گرا دیا ہے۔
وہ تعجب سے ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ کام اس علاقے میں کبھی نہ ہوا
تھا۔

لیکن اب وہ ندی کے دوسری طرف نہ جا سکتا تھا۔ ندی عبور بھی نہیں کی
جا سکتی تھی۔ کیونکہ پانی اس قدر تیز تھا کہ اگر وہ اس میں اتر جاتا تو پانی
کا ریلا اسے تنکے کی طرح اپنے ساتھ بہا لے جاتا وہ کچھ دیر وہاں کھڑا
سوچتا رہا کہ کیا کیا جائے۔

پھر وہ، ناامید ہو کر مڑا اور گاؤں کی طرف چل پڑا۔ وہاں مکان پر عنبر
، ناگ اور سوانگ خاقان کا انتظار کر رہے تھے۔ ناگ نے چپکے سے
موقع ماریا کی ساری سکیم سمجھا دی تھی۔

دیہاتی نوجوان نے جب آ کر بتایا کہ کسی نے رسوں کا پل کاٹ دیا
ہے اور خاقان کے پاس گاؤں میں نہیں جا سکا تو وہ حیران رہ گئے۔

عنبر نے پوچھا:

”یہ پل کس نے کاٹ دیا؟ کیا پہلے بھی یہاں کبھی ایسا واقعہ ہوا ہے؟“

دیہاتی نوجوان نے کہا:

”بالکل نہیں، یہ ساری زندگی میں پہلی بار ہوا ہے کہ پل توڑ دیا گیا ہو۔
پل تو سالوں سے اسی طرح چلا آ رہا تھا۔“

سوانگ نے کہا:

”یہ کام کس کا ہو سکتا ہے؟“

دیہاتی نوجوان نے کہا:

"یہاں ہمارے ملک میں ہماری دشمن منگول قوم کے گوریلے آج کل بڑی سرگرمیاں دکھا رہے ہیں۔ میرا تو خیال ہے کہ کام انہی دشمن کے گوریلوں کا ہے۔"

سوانگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے ان کے گوریلے ہی یہ کام کر گئے ہوں مگر جو کچھ بھی ہوا تھا۔ اب وہ خاقان سے نہیں مل سکتے تھے۔

دوسری طرف عنبر اور ناگ اسے کہہ رہے تھے کہ ہمیں آگے چلنا چاہیے اور خاقان کو ملنے کا خیال دل سے نکال دینا چاہیے۔

سوانگ نے کہا:

"خاقان کا ملنا بہت ضروری تھا اس سے شہزادے کے قتل کے بارے میں بہت کچھ مشورہ لینا تھا۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے پل ٹوٹ چکا ہے۔ ظاہر ہے سوائے آگے چلنے کے ہم اور کیا کر سکتے ہیں؟

مگر سوال یہ ہے کہ ہم اس ندی کو کیسے پار کریں گے۔"

ناگ نے کہا:

"مگر ہم تو بھی ندی کے ساتھ ساتھ سفر کریں گے۔"

"ٹھیک ہے، لیکن جہاں تک میرا خیال ہے ایک مقام پر ہمیں اس ندی کو عبور کرنا ہوگا۔"

دیہاتی نوجوان نے کہا:

"یہاں سے اگر آپ دو دن کی مسافت پر ندی کے ساتھ ساتھ چلتے جائیں تو ایک جگہ پر لکڑی کا پل ملتا۔"

سوانگ نے اندیشے کا اظہار کیا:

"کیا معلوم گوریلوں نے اس پل کو بھی تباہ کر دیا ہو؟"

عنبر نے جھٹ کہا:

"یہ تو ہمیں وہاں چل کر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ اگر پل توڑ بھی دیا ہوگا

تو ہم وہاں جا کر کچھ بندوبست کر لیں گے۔"

سوانگ کہنے لگا:

"ٹھیک ہے۔ پھر۔ چلو یہاں سے آگے چلیں۔ اب ہمیں ایک جگہ پر رکنا تو نہیں ہے۔ ہم ایک اہم کام پر نکلے ہوئے ہیں۔"

سوانگ نے دیہاتی نوجوان سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"دوست، پل تیار ہو جانے کے بعد خاقان یہاں آئے تو اسے کہنا کہ اس کے خانقاہ کے دوست آئے تھے اور آگے چین کے دارالحکومت کی طرف چلے گئے ہیں۔ اسے کہنا کہ ہم واپسی پر اسے ضرور ملیں گے اور ایک خوش خبری بھی سنائیں گے۔"

دیہاتی نوجوان نے جھک کر کہا:

"بہت اچھا جناب، میں ان کے آتے ہی آپ کا پیغام پہنچا دوں گا۔"

"خدا حافظ۔"

"خدا حافظ۔"

عنبر، ناگ اور سوانگ اس گاؤں سے بھی نکل گئے۔ ماریا ان کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔ عنبر اور ناگ نے خدا کا لاکھ شکر ادا کیا کہ ماریا کی عقلمندی اور ہمت نے ان پر مصیبت آتے آتے ٹل گئی۔

اگر وہ یہ کام نہ کرتی اور رسوں کا پل نہ کاٹتی تو ان کے لیے بڑی مشکل پیدا ہو گئی تھی۔ ان کا سفر ایک بار پھر شروع ہو گیا۔ شام تک دامن میں اسی تیز رفتار ندی کے کنارے پڑاؤ ڈال دیا۔

ندی میں پہاڑوں کا شفاف پانی شور مچاتا، پتھروں سے ٹکراتا، بڑی تیز رفتاری کے ساتھ بہتا چلا جا رہا تھا۔ انہوں نے فاصلے فاصلے پر بستر لگا لیے۔ یہاں موسم ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ آگ جلا کر انہوں نے کھانا پکایا۔

کھانا کھا کر سوانگ، عنبر اور ناگ سے باتیں کرنے لگا۔ ناگ نے یہاں بھی کھانا چھپا کر چپکے سے دور بیٹھی ہوئی ماریا کو دے دیا تھا۔

سوانگ کہہ رہا تھا:

"ابھی سات روز کا سفر باقی ہے۔ اگر ہم اسی رفتار سے چلتے رہے تو خیال ہے کہ سفر چھٹے روز ہی ختم ہو جائے گا اور ہم چین کے دارالحکومت کینتھے پہنچ جائیں گے۔"

عنبر بولا:

"مجھے یقین ہے کہ ہمارا سفر جلد ختم ہو جائے گا۔"

سوانگ نے پوچھا:

"یہ ناگ ادھر بیٹھا کیا کر رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ کسی سے باتیں کر رہا ہے۔"

عنبر نے جلدی سے کہا:

"اس کی عادت ہے کہ وہ کھانا کھا کر کچھ دیر الگ جا کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے آپ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔"

سوانگ نے کہا:

"جب ہی میں بھی حیران تھا کہ ہر دفعہ کھانے کے بعد الگ جا کر کیوں بیٹھ جاتا ہے اور کس سے ہلکی ہلکی سرگوشیوں میں باتیں کرتا رہتا ہے۔"

عنبر بولا:

"میں خود اس کی عادت سے کبھی تنگ آ جاتا ہوں۔ مگر ہزار بار منع کرنے پر بھی اس کی یہ عادت دور نہیں ہوتی۔ اچھا میں اسے جا کر بلا لاتا ہوں۔"

عنبر اٹھ کر ناگ کے پاس گیا اور بولا:

"ناگ بھائی، اب ماریا بہن سے باتیں کرنی بند کر دو۔ سوانگ کو خواہ مخواہ کہیں شک نہ ہو جائے۔ ماریا بہن، تم بھی اب آرام سے سو جاؤ۔ صبح ناشتے کے وقت ملاقات ہوگی۔"

ماریا نے کہا:

""عنبر بھائی، میں نے غائب ہو کر آپ کو بھی مصیبت میں پھنسا دیا ہے۔ میں خود بھی تنگ آ گئی ہوں۔ مگر کیا کروں۔ اب یہ بات میرے بس میں نہیں رہی۔ خدا جانے جادوگر نے کون سا کالا علم پڑھ کر مجھ پر پھونکا ہے کہ سب کو دیکھتی ہوں، لیکن مجھے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ جس شے کو ہاتھ میں لیتی ہوں غائب ہو جاتی ہے۔""

عنبر نے کہا:

""ایسا نہ کہو ماریا بہن اس وقت تمہارا غائب ہونا ہمارے لیے بڑی رحمت کا باعث ہے۔ اگر تو غائب نہ ہوتی تو خاقان ہمیں پکڑ لیتا اور ہم ایک نئی مصیبت میں گرفتار ہو جاتے۔ ابھی تو تم کچھ عرصہ غائب ہی رہو تو اچھا ہے۔ چلو ناگ، واپس سوانگ کے پاس چلتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اسے ہم پر ابھی سے کسی قسم کا شک پڑے۔""

""چلو بھائی، اچھا ماریا بہن اب تم آرام کرو۔ صبح ملاقات ہو گی۔""

""شب بخیر۔""

""شب بخیر۔""

عنبر اور ناگ اٹھ کر سوانگ پجاری کے پاس آ گئے، جو آگ کے پاس کھانا کھانے کے بعد لیٹا اونگھنے لگا تھا۔ عنبر اور ناگ بھی اس کے قریب ہی کمبل اوڑھ کر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد تینوں گہری نیند سو چکے تھے۔ ادھر ماریا کو بھی نیند نے آ لیا تھا اور وہ بھی کمبل اوڑھے سو رہی تھی۔

ختم شد

۔ عنبر، ناگ اور ماریا، پجاری سوانگ کے ساتھ مل کر چین کے ظالم ولی عہد کو ٹھکانے لگانا چاہتے ہیں۔

۔ پجاری سوانگ اپنے ساتھیوں سمیت ایک مکان میں قیام کرتا ہے۔

۔ عین اسی وقت ایک اندھیری گلی کی حویلی سے جادوگر نکلتا ہے اور ماریا پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیتا ہے اور اس حویلی کو آگ لگا دیتا ہے۔

۔ عنبر، ناگ اور پجاری سوانگ، ماریا کو آگ سے نکالنے اور بدلہ لینے میں کیسے کامیاب ہوئے۔ یہ سب کچھ جاننے کے لیے اس ناول کی اگلی سیریز کے ستائیسویں حصے طوفانی دریا میں ملاحظہ کیجیے۔

عنبر ناگ ماریا

طوفانی دریا

قسط نمبر ۲۷

اے حمید

فہرست

سنو پیارے بچو۔

عنبر ناگ اور ماریا پجاری سوانگ کے ساتھ چین کے سب سے بڑے شہر کیتھے کی طرف جا رہے ہیں وہاں وہ چین کے ظالم ولی عہد کو ٹھکانے لگانا چاہتے ہیں سوانگ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر سے باہر ایک بستی کے مکان میں قیام کرتا ہے ایک اندھیری گلی میں حویلی ہے جہاں جادوگر ماریا پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیتا ہے اور تہ خانے میں قید کر دیتا ہے وہ حویلی کو آگ لگا دیتا ہے ماریا تہ خانے میں پھنس گئی ہے وہ باہر نہیں نکل سکتی دور سے نوکر کی آواز سنائی دیتی ہے۔

جادوگر کولاؤ

دن چڑھ آیا۔

صبح کی روشنی چاروں طرف جنگل میں پھیل گئی درختوں پر چڑیاں چہچہانے لگیں سوانگ عنبر اور ناگ اٹھ کر سفر کی تیاری کرنے لگے انہوں نے کمبل لپیٹ کر گھوڑوں پر باندھے اور سوار ہو کر چین کے دارالحکومت کیتھے کی جانب روانہ ہو گئے ماریا بھی اس عرصے میں منہ ہاتھ دھو کر تیار ہو چکی تھی ناگ نے اسے چوری چھپے ناشتہ کروا دیا تھا یہ قافلہ ایک بار پھر اپنی منزل کی سمت رواں دواں تھا یہ قافلہ اسی طرح سفر کرتا رہا، دن آتا گزر جاتا، رات کو یہ لوگ کسی جگہ آرام کرتے اور اگلے دن پھر اپنا لمبا سفر شروع کر دیتے وہ بڑی برق رفتاری سے سفر کر رہے تھے یہی وجہ تھی کہ چھٹے روز دوپہر سے ذرا پہلے انہیں دور سے کیتھے شہر کی فصیل دکھائی دینے لگی، شہر کی دیوار کو دور سے دیکھ کر وہ

بڑے خوش ہوئے......... سوانگ پجاری نے کہا۔

دیوتاؤں کا شکر ہے کہ آخر ہم اپنی منزل پر پہنچ ہی گئے۔

عنبر بولا۔

اگر ہم صبح سے شام تک سفر نہ کرتے تو ہم اتنی جلدی منزل پر نہیں پہنچ سکتے تھے۔

ناگ نے پوچھا۔

سوانگ بھائی ہمیں شہر میں پہنچ کر کہاں قیام کرنا ہوگا۔؟

کیا شہر میں کوئی ایسی خفیہ جگہ ہے جہاں ہماری کسی کو خبر نہ ہو۔؟

سوانگ نے مسکرا کر کہا۔

ناگ بھائی کیا تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہمارے گوریلے شہروں اور گاؤں میں جگہ جگہ کام کر رہے ہیں اگر ارژنگ یہاں نہیں ہے تو کیا ہوا کئی ارژنگ اسی شہر میں موجود ہیں۔

عنبر نے جھٹ کہا۔

وہ تو ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارے سردار کی طاقت کے آگے کسی کی طاقت نہیں ہے ہمارے بہادر منگول گوریلوں نے چین میں سازش کا جال پھیلا رکھا ہے لیکن ہمیں یہ خبر نہیں ہے کہ ارژنگ کے بعد اس کا فرض اس شہر میں کون ادا کر رہا ہے۔

ناگ نے سوانگ کو پھلاتے ہوئے کہا۔

عنبر بھائی اس کی خبر تو سوائے سوانگ بھائی کے اور کسی کو نہیں ہو سکتی ہم ٹھہرے چھوٹے چھوٹے جاسوس اور سوانگ بھائی تو بڑا جاسوس ہے یہ تو اسے ہی معلوم ہوگا کہ شہر میں ارژنگ کے بعد کون کام کر رہا ہے اور ہم کس کے ہاں جا کر اتریں گے۔

سوانگ پجاری اپنی تعریف سن کر پھول گیا تھا وہ مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

اس میں کیا شک ہے کہ میں تم دونوں سے بڑا جاسوس ہوں اور سوائے
میرے اس علاقے میں اور کوئی بھی نہیں جانتا کہ ارژنگ کی موت
کے بعد کون سا گوریلا کام کر رہا ہے۔ بہر حال تم چونکہ اپنے ہی
جاسوس ہو، اس لئے تمہیں بتانے میں کوئی ہرج بھی نہیں ہے۔ سنو اس
شہر کے باہر ایک بستی ہے جو پرانے جوہڑ کے کنارے آباد ہے اس
بستی میں بھینسے ذبح کرنے والے قصاب رہتے ہیں ہمارا ایک
چالاک اور مکار گوریلا گنڈپ اسی بستی میں قصاب بن کر رہتا ہے اس
کا کام شہر میں فوج کی تعداد کو معلوم کرتے رہنا ہے ویسے وہ قصابوں
کی دلالی کرتا ہے اور اسی پر گزر بسر کرتا ہے لیکن اسے شاہی محل کے
ایک ایک سپاہی اور چوکیدار کے بارے میں پوری معلومات کا علم ہے
ہم اسی جاسوس گنڈپ کے گھر جا رہے ہیں۔

ناگ بولا۔

دیوتا ہمارے سردار کو کامیاب کریں گنڈپ کا تو میں نے کبھی نام بھی
نہیں سنا تھا۔

عنبر نے جھٹ گرہ لگائی۔

میں بھی گنڈپ جاسوس کا آج ہی نام سن رہا ہوں۔

سوانگ پجاری نے بڑی شان سے گردن اٹھا کر کہا۔

اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ میں تم دونوں سے بڑا جاسوس ہوں سردار
مجھ پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے اسی لئے تم دونوں کو میری مدد کے لئے
یہاں بھیجا گیا ہے اب سمجھ گئے نا تم؟

عنبر اور ناگ نے کہا۔

کیوں نہیں کیوں نہیں۔ ہم تو آپ کے شاگرد ہیں آپ ہمارے استاد
اور مالک ہیں۔

سوانگ اپنی تعریف سن سن کر پھول کر کپا ہو گیا تھا وہ اب شہر کے باہر

کے علاقے میں داخل ہو چکے تھے یہاں جگہ جگہ دور دور کر کے مکان
بنے ہوئے تھے یہ مکان کچے پکے تھے اور ان کے باہر گندے مندے
بچے مٹی میں کھیل رہے تھے سوانگ نے کہا۔

وہ سامنے جو بستی نظر آ رہی ہے یہی وہ بستی ہے جہاں ہمارے جاسوس
گنڈپ کا مکان ہے ہم اس بستی میں جا رہے ہیں۔

یہ بستی ایک گندے جوہڑ کے کنارے پر آباد تھی اور بڑی غلیظ بستی تھی
صفائی کا وہاں کوئی بندوبست نہیں تھا گھروں میں سے گندے پانی کی
نالیاں جگہ جگہ سے نکل کر جوہڑ میں گر رہی تھیں .... مکانوں
کے باہر بھینسوں کی کھالیں سکھانے کے لئے ڈال رکھی تھیں جن کی
بو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی عنبر نے کہا۔

یہ تو بڑی گندی بستی ہے۔

سوانگ بولا۔

گوریلوں کو ہر جگہ ہر بستی میں رہنا پڑتا ہے یہاں تک کہ اگر ہمارا
سردار مجھے حکم دے تو میں اس گندے جوہڑ میں بھی رہ سکتا ہوں۔

ناگ بولا۔

کیوں نہیں۔ سردار ہمیں حکم دے تو میں اس جوہڑ میں چھلانگ لگا کر
خودکشی کر سکتا ہوں۔

سوانگ نے کہا۔

شاباش، ایک وفادار جاسوس اور گوریلے کا یہی کام ہے کہ وہ اپنے
سردار کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دے اور کبھی ضرورت پڑے تو اپنا
سر بھی کٹوا دے۔

عنبر نے جھٹ کہا۔

جیسا کہ ورشا نے اپنی جان دے کر ثابت کر دیا تھا کہ وہ ایک سچی
جاسوس اور منگول قوم کی بہادر بیٹی ہے اس نے جب دیکھا کہ شاہی

سپاہی اسے پکڑ لیں گے تو اس نے جھٹ زہر کھا کر خودکشی کر لی وہ خود
مر گئی مگر اپنے آپ کو دشمن کے حوالے نہ کیا۔

سوانگ نے کہا۔

سردار نے ورشا کے بچوں کو اپنے خیمے میں بلا کر اعلان کر دیا تھا۔
کہ وہ اب ورشا کے نہیں سردار کے بچے ہیں اور وہ شاہی خیمے میں
شہزادوں کی طرح رہیں گے جب سردار ایسا قدر دان ہو تو پھر قوم
کیوں نہ اس کے حکم پر اپنی جان قربان کر دے۔

ناگ کہنے لگا۔

ہم سردار کو سلام کرتے ہیں۔منگول قوم کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔

سوانگ نے کہا۔

شی، خاموش ہو جاؤ، ہم بستی میں داخل ہو چکے ہیں شاہی دربار کے
جاسوس بھی یہاں چپے چپے پر کام کر رہے ہیں ہمیں بڑی احتیاط کی

ضرورت ہے۔

ناگ نے سرگوشی میں پوچھا۔

گنڈپ کا گھر کہاں ہے۔؟

سوانگ نے ایک مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

وہ سامنے والا مکان گنڈپ کا ہے۔

گنڈپ کا مکان ایک منزلہ اور کچا تھا باہر صحن میں بھینس کی کھالیں سوکھ
رہی تھیں کھرلی میں جانوروں کا کٹا ہوا چارہ پڑا تھا دو آدمی زمین پر
چٹائی بچھائے بیٹھے تھے سوانگ وغیرہ اور ناگ کو ساتھ لے کر صحن میں آ
گیا اور گھوڑے سے اتر کر کہنے لگا۔

دیوتاؤں کی آپ لوگوں پر رحمت ہو یہ بتاؤ کہ گنڈپ کہاں ہے ہم اس
سے بھینسوں کا سودا کرنے دور سے آئے ہیں۔

وہ لوگ بھی بھینسوں کے آڑھتی تھے اور گنڈپ کے پاس سودا کرنے

آئے تھے ان میں سے ایک نے کہا۔

دیوتا آپ پر بھی مہربان ہوں گنڈپ مکان کے اندر ہمارے لیے
دودھ لینے گیا ہے آپ یہاں بیٹھ جائیں۔

شکریہ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

سوانگ نے عنبر اور ناگ کو چٹائی پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا تینوں چٹائی
پر بیٹھ گئے پہلے والے آڑھتی نے سوانگ سے پوچھا۔

آپ لوگ کس شہر سے آئے ہیں۔؟

سوانگ نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

ہم شکالم گاؤں سے آئے ہیں جو یہاں سے دو دن کے سفر پر ہے ہم
وہاں بھینسوں کی آڑھت کرتے ہیں بڑے تہوار کے لیے جانور
خریدنے تھے ہم نے سوچا کہ چل کر گنڈپ سے بات کرتے ہیں آپ
کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔؟

دوسرا آڑھتی بولا۔

ہم یہاں سے دور ایک گاؤں سے آئے ہیں ہم تو ہمیشہ گنڈپ ہی سے
سودا کرتے ہیں ایک تو اس کے جانور بڑے صحت مند ہوتے ہیں
دوسرے یہ بڑا ایماندار آڑھتی ہے کبھی ناجائز قیمت وصول نہیں کرتا
خوش اخلاق اور دیانت دار بیوپاری ہے اس سے زیادہ ہمیں اور کیا
چاہیے؟

عنبر نے کہا۔

بالکل ٹھیک فرمایا آپ نے۔

اتنے میں مکان کا دروازہ کھلا اور گنڈپ دودھ کی بالٹی اور لکڑی کا
گلاس ہاتھ میں نمودار ہوا اس نے سوانگ کو دیکھا تو وہیں ایک لمحے
کے لئے ٹھٹھکا پھر مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور بولا۔

کیے جناب تہوار کے لئے جانور لینے آئے ہوں گے آپ؟

سوانگ بولا۔

ہاں بھائی گنڈپ ہم تو تہوار ہو یا نہ ہو، ہمیشہ تم ہی سے سودا لیتے ہیں یہ
تو تم جانتے ہی ہو۔

گنڈپ گلاس میں دودھ ڈال کر مہمانوں کو پیش کرتے ہوئے بولا۔

کیوں نہیں کیوں نہیں تم لوگ تو میرے خاص بیوپاریوں میں سے ہو
..........اچھا اندر آ کر اپنے جانور دیکھ لو۔

بہت بہتر۔

سوانگ عنبر اور ناگ کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود گنڈپ کے ساتھ مکان
کے پچھواڑے طویلے میں چلا گیا یہاں بھینسیں وغیرہ بندھی جگالی کر
رہی تھیں یہاں آ کر گنڈپ نے تیز نگاہوں سے سوانگ کو دیکھتے
ہوئے پوچھا۔

یہ تمہارے ساتھ کون لوگ ہیں۔ اگر انہیں قتل کرنا ہو تو۔ مجھے بتاؤ میں

ابھی ان کا کام تمام کیے دیتا ہوں۔

سوانگ نے کہا۔

نہیں یہ اپنے آدمی ہیں۔ سردار نے انہیں میری مدد کرنے کے لئے
بھیجا ہے ارژنگ کی ناکامی کے بعد اب ہم ولی عہد کو قتل کرنے کی
کوشش کر رہے ہیں۔ میں اسی لیے اپنے ان مددگار جاسوس گوریلوں
کے ساتھ یہاں آیا ہوں تم یہ بتاؤ کہ شاہی محل کا کیا حال ہے؟ ارژنگ
کی موت کے بعد ولی عہد شہزادے کی حفاظت کس کس طریقے سے کی
جاتی ہے۔؟

گنڈپ کہنے لگا۔

کل تک تو یہ حال تھا کہ شہزادے کو ملکہ اپنے ساتھ سلاتی ہے اور اس کی
خواب گاہ کے باہر پچاس سپاہی تلواریں ہاتھ میں لیے دن رات پہرہ
دیتے رہتے ہیں میری ایک جاسوس عورت جو شاہی حرم سرا میں دودھ

پہنچاتی ہے ابھی شام کو آ رہی ہو گی اس سے تازہ ترین اطلاعات مل جائیں گی ان کی روشنی میں تم اپنی سازش تیار کر سکتے ہو۔

سوانگ نے پوچھا۔

کیا وہ قابل اعتبار عورت ہے۔؟

گنڈپ نے چھرا اٹھا کر زمین پر مارتے ہوئے کہا۔

سوانگ تم گنڈپ کو کیا سمجھتے ہو میں کوئی کچی گولیاں نہیں کھیلا عورت اور مرد کی چال دیکھ کر پہچان جاتا ہوں کہ یہ کون ہے اور کس کا آدمی ہے میری جاسوس عورت خاص منگول قبیلے کی ہے اور اس ملک کے سپاہیوں کے ہاتھوں اپنے دو بچے ذبح کروا بیٹھی ہے وہ ولی عہد شہزادے کی دیکھ بھال کرنے پر ملازم ہے۔

سوانگ نے کہا۔

اس سے تو ہم بڑا کام لے سکتے ہیں۔

ٹھیک ہے وہ شام تک آ جائے گی وہ ہمیشہ اندھیرا ہونے کے بعد یہاں آتی ہے اور پھر مجھے محل کی خبریں دے کر واپس ان ہی قدموں پر چلی جاتی ہے۔

میں اسے ضرور ملوں گا۔

ضرور ملنا مگر اس وقت یہاں سے چلو ان آڑھتیوں کو خواہ مخواہ کہیں شک نہ پڑ جائے کہ ہم چھپ کر کیا باتیں کر رہے ہیں۔

چلو آؤ۔

گنڈپ نے جلدی جلدی پہلے آڑھتیوں کو فارغ کر دیا ان کے جاتے ہی سوانگ نے گنڈپ کو عنبر اور ناگ سے ملوایا مگر گنڈپ نے دور درختوں کے نیچے بندھے ہوئے گھوڑوں کو دیکھ کر کہا۔

تم لوگ تین ہو مگر یہ چوتھا گھوڑا کس کا ہے۔

عنبر، ناگ اور سوانگ نے چونک کر ادھر دیکھا۔ واقعی وہاں چوتھا سفید

رنگ کا گھوڑا بھی کھڑا تھا۔ بات دراصل یہ ہوئی تھی کہ ماریا گھوڑے پر
بیٹھ کر سفر کرتے کرتے تھک گئی تھی اور سونا چاہتی تھی مگر وہاں سونے کی
کسی کو اجازت نہیں تھی ماریا کو نیند نے بے ہوش سا کر دیا تھا اس نے
آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے گھوڑے پر سے اتر کر گھاس پہ چت لیٹ گئی
اس کے گھوڑے سے اترتے ہی گھوڑا ظاہر ہو گیا۔ سوانگ نے کہا۔
یہ گھوڑا ہمارا تو نہیں ہے۔ ہمارے گھوڑے تو بادامی رنگ کے ہیں یہ گھوڑا
تو میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں کیا یہ تمہارے کسی بیوپاری کا گھوڑا تو نہیں
ہے گنڈپ۔؟

گنڈپ بولا۔

ہرگز نہیں۔ میرے بیوپاری تو اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر جا بھی
چکے ہیں ٹھہرو میں جا کر معلوم کرتا ہوں کہ یہ گھوڑا کس کا ہے۔؟

ادھر یہ کچھ ہو رہا تھا ادھر ماریا بڑے اطمینان سے گھاس پر لیٹی آرام کر

رہی تھی اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ اس کے گھوڑے کی جاسوسی کرنے کے
لئے گنڈپ سوانگ اور عنبر وغیرہ اس کی طرف بڑھ رہے ہیں
گھوڑے کے قریب پہنچ کر عنبر نے اونچی آواز میں باتیں کرنی شروع
کر دیں تا کہ اس کی باتوں کی آواز ماریا تک پہنچے اور وہ اگر نزدیک ہی
کہیں ہے تو ہوشیار ہو جائے ماریا نے عنبر کی آواز سن لی تھی اور وہ
چوکس ہو کر دور ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی اسے اب افسوس ہو رہا تھا کہ وہ
گھوڑے سے کیوں اتر پڑی اور اگر اسے گھوڑے سے اترنا ہی تھا تو
کم از کم گھوڑے کو کسی ایسی جگہ کھڑا کرتی جہاں وہ چھپ جاتا مگر اب
گھوڑا ظاہر ہو گیا تھا اور گنڈپ وغیرہ اس کے قریب آ کر اسے غور
سے دیکھ رہے تھے گنڈپ اور سوانگ نے گھوڑے پر بندھے ہوئے
کمبلوں کو دیکھ کر کہا۔

یہ تو کسی مسافر کا گھوڑا معلوم ہوتا ہے جو دور سے سفر کرتا ہوا یہاں تک

آیا ہے۔

گنڈپ نے شک کی نگاہ ڈال کر کہا۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی شاہی جاسوس تمہارا تعاقب کرتا ہوا خانقاہ سے یہاں تک پہنچ گیا ہو۔؟

سوانگ نے کہا۔

ایسا ہو سکتا ہے۔

ناگ نے جھٹ کہا۔

لیکن استاد اگر کوئی جاسوس ہوتا تو اسے کیا ضرورت تھی کہ وہ یہاں سب کے سامنے گھوڑا باندھ کر کہیں چلا جاتا، وہ تو گھوڑے کو چھپا کر رکھتا۔

عنبر نے ناگ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

ناگ کا خیال ٹھیک معلوم ہوتا ہے جاسوس کو تو بڑا ہوشیار ہونا چاہیے تھا

اس کی کوشش تو ہونی چاہیے تھی کہ زیادہ سے زیادہ ہماری نظروں سے دور رہتا پھر اسے یہاں سب کے سامنے گھوڑا باندھنے کی کیا ضرورت تھی۔

گنڈپ بولا۔

بات تو ٹھیک معلوم ہوتی ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ گھوڑا کس مسافر کا ہے وہ مسافر کہاں ہے جو اس گھوڑے پر دور سے سفر کرتا چلا آرہا ہے

سوانگ نے ادھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا۔

وہ ضرور یہیں کہیں ہوگا، ہمیں اس کو تلاش کرنا ہوگا مجھے اب بھی شبہ ہے کہ یہ ضرور کسی جاسوس کا گھوڑا ہے جو ہمارا تعاقب کر رہا ہے۔

گنڈپ کہنے لگا۔

میری رائے میں ہمیں ایک طرف چھپ کر دیکھنا چاہیے کہ اس گھوڑے کو کھولنے کون آتا ہے۔

سوانگ بولا۔

ہاں یہ تجویز بڑی معقول ہے ہمیں فوراً اردگرد کی جھاڑیوں میں چھپ جانا چاہیے۔

وہ سب قریبی جھاڑیوں میں چھپ گئے عنبر اور ناگ کو بھی مجبوراً ان کے ساتھ ہی جھاڑیوں میں چھپ جانا پڑا۔ادھر ماریا ایک طرف کھڑی اسی گھڑی کا انتظار کر رہی تھی وہ سوچ رہی تھی کہ یہ لوگ پرے ہوں تو وہ جھٹ گھوڑے پر سوار ہو کر اسے غائب کر دے اور دور چلی جائے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا سوانگ، گنڈپ، عنبر اور ناگ کے جھاڑیوں میں چھپتے ہی وہ مسکراتی ہوئی درختوں کے پیچھے سے نکلی بڑے آرام سے قدم قدم چل کر گھوڑے کے پاس آئی.........گنڈپ اور سوانگ وغیرہ بڑے غور سے گھوڑے کو دیکھ رہے تھے۔

مگر انہیں سوائے گھوڑے کے اور کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا اس

لئے کہ ماریا غائب تھی اور وہ ماریا کو نہیں دیکھ سکتے تھے ماریا آگے بڑھ کر رکاب پر پاؤں رکھ کر گھوڑے پر سوار ہو گئی۔

اس کا گھوڑے پر سوار ہونا تھا کہ گھوڑا بھی اس کے ساتھ ہی ایک دم غائب ہو گیا۔

ادھر گھوڑا غائب ہوا، ادھر سوانگ اور گنڈپ کی آنکھوں کو ملنا شروع کر دیا گنڈپ کا تو سر چکرانے لگا تھا۔

سوانگ، جو کچھ میں نے دیکھا کیا تم نے دیکھا ہے یہ گھوڑا ایک دم سے کہاں غائب ہو گیا؟ یہ گھوڑا تھا یا کوئی بھوت پریت تھا؟

عنبر نے کہا۔

میں بھی حیران ہوں کہ یکا یک گھوڑا کہاں غائب ہو گیا۔؟

ناگ نے بھی بناوٹی حیرانی سے کہا۔

یہ ضرور کوئی بھوت تھا۔

سوانگ گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا اس نے ماتھے پر شکن ڈالتے
ہوئے کہا۔

گنڈپ، ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔

کیا مطلب؟ گنڈپ نے تعجب سے پوچھا ہمارا کون پیچھا کر رہا ہے
سوانگ۔؟

سوانگ بولا۔

جو اس گھوڑے پر سوار ہے۔

عنبر اور ناگ چونک اٹھے تو کیا سوانگ کو ماریا کے بارے میں معلوم تھا
گنڈپ سر پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

میں سمجھ نہیں سکا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر بیان کرو کہ اصل بات کیا
ہے کون ہمارا پیچھا کر رہا ہے اور گھوڑے پر کون بیٹھا ہے جو دکھائی نہیں
دے رہا تھا بلکہ جس نے گھوڑے کو بھی اپنے ساتھ ہی غائب کر دیا ہے

سوانگ پجاری نے کہا۔

گنڈپ میری بات غور سے سنو، ارژنگ نے ایک بار مجھ سے کہا تھا
کہ ایک غیبی چڑیل جو کہ شاہی خاندان کی زبردست ہمدرد ہے ہمارا
اکثر پیچھا کرتی ہے اور ہمیں ہر ممکن نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی
رہتی ہے ایک بار اس غیبی چڑیل کی مجھ سے ٹکر بھی ہو گئی تھی۔ پھر میں
نے ایک زبردست چال چلی اور ارژنگ کے ساتھ مل کر اس غیبی
چڑیل کو خانقاہ سے کچھ فاصلے پر ایک اندھے کنوئیں میں گرا کر اوپر
سے چھت ڈال دی ہم سے غلطی یہ ہوئی کہ ہم نے کنوئیں میں آگ
نہیں لگائی ہمارا خیال تھا کہ یہ غیبی عورت اپنے آپ دم گھٹنے سے اندر
مر جائے گی مگر ایسا نہ ہوا۔ ایک روز میں جنگل میں گیا تو کنوئیں کی
چھت کھلی تھی اور ارژنگ کی لاش کنوئیں سے باہر پڑی تھی میرا خیال
تھا کہ یہ کارستانی سانپ کی ہے مگر اب معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اس

سوانگ گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا اس نے ماتھے پر شکن ڈالتے ہوئے کہا۔

گنڈپ، ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔

کیا مطلب؟ گنڈپ نے تعجب سے پوچھا ہمارا کون پیچھا کر رہا ہے سوانگ۔؟

سوانگ بولا۔

جو اس گھوڑے پر سوار ہے۔

عنبر اور ناگ چونک اٹھے تو کیا سوانگ کو ماریا کے بارے میں معلوم تھا

گنڈپ سر پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

میں سمجھ نہیں سکا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر بیان کرو کہ اصل بات کیا ہے کون ہمارا پیچھا کر رہا ہے اور گھوڑے پر کون بیٹھا ہے جو دکھائی نہیں دے رہا تھا بلکہ جس نے گھوڑے کو بھی اپنے ساتھ ہی غائب کر دیا ہے

سوانگ پجاری نے کہا۔

گنڈپ میری بات غور سے سنو، ارژنگ نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ ایک غیبی چڑیل جو کہ شاہی خاندان کی زبردست ہمدرد ہے ہمارا اکثر پیچھا کرتی ہے اور ہمیں ہر ممکن نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی رہتی ہے ایک بار اس غیبی چڑیل کی مجھ سے ٹکر بھی ہو گئی تھی۔ پھر میں نے ایک زبردست چال چلی اور ارژنگ کے ساتھ مل کر اس غیبی چڑیل کو خانقاہ سے کچھ فاصلے پر ایک اندھے کنوئیں میں گرا کر اوپر سے چھت ڈال دی ہم سے غلطی یہ ہوئی کہ ہم نے کنوئیں میں آگ نہیں لگائی ہمارا خیال تھا کہ یہ غیبی عورت اپنے آپ دم گھٹنے سے اندر مر جائے گی مگر ایسا نہ ہوا۔ ایک روز میں جنگل میں گیا تو کنوئیں کی چھت کھلی تھی اور ارژنگ کی لاش کنوئیں سے باہر پڑی تھی میرا خیال تھا کہ یہ کارستانی سانپ کی ہے مگر اب معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اس

غیبی عورت نے کیا تھا اس نے کسی طریقے سے کنوئیں سے نکل کر
ارژنگ کو ہلاک کر دیا تھا اور خود فرار ہو گئی تھی وہ خانقاہ سے اس سفید
گھوڑے پر سوار ہمارا پیچھا کرتی چلی آ رہی ہے وہ گھوڑے پر سے اتر
کر قریب ہی کہیں گئی ہوگی کہ ہمیں گھوڑا نظر آ گیا کیونکہ جب وہ
گھوڑے پر سوار ہوتی ہے تو گھوڑا نظر نہیں آتا اور جب اتر پڑتی ہے تو
گھوڑا ظاہر ہو جاتا ہے وہ کہیں قریب ہی بیٹھی ہماری باتیں سن رہی تھی
ہمارے دور ہوتے ہی وہ گھوڑے پر سوار ہو گئی اور گھوڑا غائب ہو گیا
کوئی معلوم نہیں کہ وہ اس وقت بھی ہمارے کہیں آس پاس ہی کھڑی
ہماری گفتگو سن رہی ہو اس لئے ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے۔

گنڈپ پریشان سا ہو کر بولا۔

سوانگ تم سچ کہہ رہے ہو کیا؟ مجھے تم یہ کوئی جادو کی کہانی معلوم ہو رہی
ہے۔

میں سچ کہہ رہا ہوں گنڈپ، سوانگ نے اعتماد کے ساتھ کہا تم نے اپنی
آنکھوں سے گھوڑے کو غائب ہوتے دیکھا ہے پھر بھی تم یقین نہیں کر
رہے آؤ، ہم لوگوں کا یہاں ٹھہرنا خطرناک بات ہوگی وہ چڑیل کسی
وقت بھی ہم پر حملہ کر سکتی ہے۔

عنبر نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی۔

ہاں گنڈپ بھائی سوانگ ٹھیک کہتا ہے ہمیں یہاں سے چلے جانا
چاہیے کیوں کہ سفید گھوڑے کو غائب ہوتے دیکھا ہے پھر بھی تم یقین
نہیں کر رہے آؤ ہم لوگوں کا یہاں ٹھہرنا خطرناک بات ہوگی، وہ
چڑیل کسی وقت بھی ہم پر حملہ کر سکتی ہے۔

عنبر نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی۔

ہاں گنڈپ بھائی سوانگ ٹھیک کہتا ہے ہمیں یہاں سے چلے جانا
چاہیے کیوں کہ سفید گھوڑے کو غائب ہوتے میں نے بھی دیکھا ہے۔

سوانگ عنبر ناگ اور گنڈپ جلدی سے مکان کے اندر چلے گئے
سوانگ نے مکان کے دروازے کو صرف اتنا ہی کھولا کہ اس میں سے
ایک آدمی بمشکل اندر داخل ہو سکے وہ غیبی چڑیل کو مکان کے اندر
داخل ہونے سے روکنا چاہتا تھا اندر آ کر سوانگ نے جلدی سے
دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی وہ چاروں سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور سوچنے
لگے کہ اس غیبی چڑیل سے کیسے پیچھا چھڑایا جائے۔

گنڈپ نے کہا۔

میرے خیال میں ہمیں جھاڑیوں میں آگ لگا دینی چاہیے تھی کیونکہ
میں نے سن رکھا ہے کہ جہاں آگ ہو وہاں چڑیلیں نہیں آیا کرتیں۔

سوانگ نے کہا۔

ٹھیک ہے مگر اب وقت گزر گیا ہے ہم اس مکان کو تو آگ نہیں لگا سکتے

ناگ بولا۔

اگر ایک غیبی چڑیل ہمارا پیچھا کر رہی ہے تو پھر کیا ہوا ہم ہمیشہ چار
دیواری کے اندر بیٹھ کر صلاح مشورہ کریں گے اس طرح سے ہمارا
راز اس پر ظاہر نہیں ہوگا اور جب اسے پتہ ہی نہیں چلے گا کہ ہم کیا کرنا
چاہتے ہیں تو پھر وہ ہمیں کیا نقصان پہنچا سکے گی؟

عنبر بولا۔

ناگ کا خیال ٹھیک ہے اس کے سوا ہم کچھ اور کر بھی نہیں سکتے۔

سوانگ نے کہا۔

میرا ارادہ کچھ اور ہے میں کچھ اور سوچ رہا ہوں میرا خیال ہے کہ میں
کسی یہاں کے جادوگر سے ملوں اور اس سے اس غیبی چڑیل کا کوئی
ایسا توڑ پوچھوں جس سے یہ ہمیشہ کے لئے ختم کی جا سکے۔

عنبر اور ناگ ہوشیار ہو گئے سوانگ نے گنڈپ سے پوچھا کہ وہاں
کوئی ایسا جادوگر ہے جو جن بھوتوں کا توڑ کرنا جانتا ہو؟ گنڈپ نے کہا

رازاس پر ظاہر نہیں ہوگا اور جب اسے پتہ ہی نہیں چلے گا کہ ہم کیا کرنا
چاہتے ہیں تو پھر وہ ہمیں کیا نقصان پہنچا سکے گی؟

عنبر بولا۔ ناگ کا خیال ٹھیک ہے اس کے سوا ہم پچھ اور کر بھی نہیں
سکتے۔ سوانگ نے کہا۔ میرا ارادہ کچھ اور ہے میں کچھ اور سوچ
رہا ہوں میرا خیال ہے کہ میں کسی یہاں کے جادوگر سے ملوں اور اس
سے اس غیبی چڑیل کا کوئی ایسا توڑ پوچھوں جس سے یہ ہمیشہ کے لئے
ختم کی جاسکے۔ عنبر اور ناگ ہوشیار ہو گئے سوانگ نے گنڈپ سے
پوچھا کہ وہاں کوئی ایسا جادوگر ہے جو جن بھوتوں کا توڑ کرنا جانتا ہو؟
گنڈپ نے کہا کہ وہ ایک جادوگر کو جانتا ہے سوانگ نے کہا کہ اسے
ابھی لے کر یہاں آؤ۔

میں اس چڑیل سے سب سے پہلے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

ہلتی کھوپڑی

رات کا کھانا بھی انہوں نے کوٹھڑی میں ہی بیٹھ کر کھایا۔ کھانے کے
بعد گنڈپ چپکے سے دروازے کو ذرا سا کھول کر جادوگر کو بلانے باہر
نکل گیا ماریا نے ان لوگوں کی باتیں نہیں سنی تھیں عنبر اور ناگ کو اتنا
وقت نہیں ملا تھا کہ وہ ماریا کو خبردار کر دیتے کہ سوانگ جادوگر کو بلا رہا
ہے اس لئے وہ مکان کے ارد گرد مت آئے ماریا اس وقت بڑے
مزے سے مکان کے سامنے گھوڑے پر سوار بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی
کہ گھوڑا کون سی خفیہ جگہ پر باندھے تاکہ وہ رات مکان کی چھت پر
آرام سے بسر کر سکے اس نے گنڈپ کو کوٹھڑی سے باہر نکل کر ایک

طرف جاتے دیکھا اس نے سوچا کہ وہ کسی کام کو جا رہا ہوگا۔

ماریا کو کیا معلوم تھا کہ وہ اسے ہلاک کروانے کی سازش پر عمل کرنے جا رہا ہے وہ بڑے اطمینان سے گھوڑے پر بیٹھی اسے دیکھتی رہی گندپ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے مکان کے پیچھے جا کر ایک گری ہوئی پرانی دیوار کی اوٹ میں گھوڑے کو باندھا اور خود مکان کی چھت پر چڑھ گئی یہاں اس نے کمبل بچھایا۔

اور لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگی آج عنبر اور ناگ نے اسے کھانا نہیں پہنچایا تھا چنانچہ اس نے ایک درخت پر سے انجیریں توڑ کر کھالی تھیں اور پیٹ کی آگ بجھالی تھی۔

ماریا مکان کی چھت کے اوپر کمبل بچھائے سو رہی تھی اس کا گھوڑا مکان کے پچھواڑے گری ہوئی دیوار کی اوٹ میں بندھا ہوا تھا۔ مکان کے اندر سوانگ عنبر اور ناگ جادوگر کی راہ دیکھ رہے تھے اور گندپ جادوگر

کو بلانے گیا ہوا تھا سوانگ عنبر سے کہہ رہا تھا۔

میں اس دفعہ اس غیبی چڑیل کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کام تمام کر دوں گا وہ اب کے میرے وار سے بچ نہیں سکے گی جادوگر سے ایسا ٹونا معلوم کروں گا کہ اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

عنبر اوپرے دل سے کہہ رہا تھا۔

کیوں نہیں سوانگ بھائی ہمیں اس بلا سے ضرور پیچھا چھڑانا چاہیے یہ تو ہمارے لیے ایک ہمیشہ کا خطرہ بن کر پیچھے لگ گئی ہے۔

ناگ نے بھی کہا۔

کاش یہ اندھے کنوئیں میں ہی ہلاک کر دی جاتی تو آج ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

سوانگ نے ڈٹ کر کہا۔

پھر کیا ہوا میں اس دفعہ اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا میرا نام بھی سوانگ

ہے میں نے ساری عمر مردوں کی پوجا کرتے گزاری ہے میں ان بھوتوں اور چڑیلوں سے خوب واقف ہوں ذرا مجھے جادوگر سے مشورہ کر لینے دو پھر دیکھنا میں اس غیبی چڑیل کو کیسے تگنی کا ناچ نچاتا ہوں۔

ناگ کو دل پر جبر کر کے سوانگ کے منہ سے ماریا کے خلاف باتیں سننی پڑ رہی تھیں ان دونوں کے دل میں بس ایک ہی بات تھی کہ کسی طرح ان میں سے کوئی باہر جا کر ماریا کو تلاش کر کے ساری سازش سے خبردار کر دے مگر سوال یہ تھا کہ باہر جا کر ماریا کو کون آوازیں دے دے کر بلائے عنبر اور ناگ میں سے کسی کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ ماریا کہاں ہے وہ مجبوراً خاموش ہو کر اپنے اپنے بستروں پر بیٹھے سوانگ کی باتیں سن رہے تھے۔

ادھر گنڈپ جادوگر کے ہاں پہنچ گیا تھا۔

یہ جادوگر بڑا مکار اور خوف ناک آدمی تھا۔ اس کی آنکھیں سانپ کی

طرح سرخ تھیں سارا جسم کالا سیاہ تھا سر کے بال سانپوں کی طرح اس کے اس کندھوں پر جھول رہے تھے وہ ایک بلی کو کندھے پر بٹھائے اپنی کوٹھڑی میں بیٹھا تھا طاق میں ایک دیا جل رہا تھا گنڈپ نے اندر جا کر ہاتھ جوڑے اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا جادوگر نے پوچھا۔

کہو گنڈپ بیٹا، کیسے آنا ہوا۔؟

گنڈپ نے کہا۔

مہاراج ایک غیبی چڑیل کے ہاتھوں بڑا تنگ ہوں وہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی میرے گھر میں آ کر میری بھینسوں کو ہلاک کر جاتی ہے میرا اس نے بڑا نقصان کیا ہے اب کہتی ہے کہ وہ مجھے بھی کھا جائے گی میں نے اسے کہا کہ میں سوامی جی جادوگر کے پاس تمہارا توڑ لینے جا رہا ہوں تو وہ کڑک کر بولی میں اس سوامی جادوگر کو بھی کھا جاؤں گی۔

اس بات پر مکار جادوگر اچھل پڑا اور نفرت سے کڑک کر بولا۔

اس حرام خور چڑیل کی یہ جرات کہ میرے منہ آئے؟ مجھ کو کھا جانے کی گستاخی کرے۔

گنڈپ بولا۔

سوامی جی مہاراج، اس کمینی چڑیل نے بالکل ایسا ہی کہا تھا۔ میں تو خود اس کی اس گستاخی سے غصے میں آ گیا تھا مگر مہاراج میں کیا کر سکتا تھا وہ تو مجھے نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔

جادوگر اٹھ کر بولا۔

کہاں ہے وہ کمینی چڑیل۔ چلو مجھے اپنے گھر لے چلو۔ میں ابھی اسے بھون کر کھا جاؤں گا۔

گنڈپ نے کہا۔

وہ میرے گھر کے آس پاس منڈلا رہی ہے سرکار۔ جادوگر نے کڑک کر کہا۔

میں ابھی اسے جلا کر بھسم کر دوں گا چلو میرے ساتھ چلیے مہاراج۔

گنڈپ جادوگر سوامی کو لے کر اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ بہت جلد جادوگر گنڈپ کے مکان میں آ گیا یہاں سوانگ عنبر اور ناگ پہلے ہی سے بیٹھے تھے سوانگ نے اٹھ کر جادوگر سے ہاتھ ملایا اور اسے غیبی چڑیل کے بارے میں اور ابھی ایسی باتیں بیان کیں کہ جادوگر کو زیادہ تاؤ آ گیا۔

سوانگ نے کہا۔

سوامی جی یہ عورت تو کسی جادوگر کو کچھ نہیں سمجھتی وہ کہتی ہے کہ میں اس سے پہلے کتنے ہی جادوگروں کو مار چکی ہوں اب آپ خود غور کر لیں کہ آپ کا کس قسم کی چڑیل کے ساتھ پالا پڑا ہے۔

جادوگر نے غصے میں کہا۔

سوانگ زیادہ باتیں مت بناؤ تم ابھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ

میں کیسے اس نابکار غیبی چڑیل کو قابو کرتا ہوں وہ میرے پنجے سے نکل
کر کہیں نہیں جاسکتی۔

اس کے بعد جادوگر نے اپنے جھولے میں سے ایک مردے کی
کھوپڑی نکالی پھر کچھ ہڈیاں باہر رکھ دیں درمیان میں آگ جلا کر
کھوپڑی اپنے ہاتھوں میں پکڑ لی دوسرے ہاتھ سے منہ میں منتر پڑھ
پڑھ کر آگ میں خاک ڈالنے لگا عنبر اور ناگ کو بس ایک ہی فکر تھا کہ
کہیں سچ مچ اس کے جادو کا اثر ماریا پر نہ ہو جائے لیکن یہ ان کا وہم تھا
ماریا پر جس جادوگر نے جادو کیا تھا وہ افراسیاب کا خاص جادوگر تھا اس
پر اب سوائے خود افراسیاب کے اور کسی جادوگر کا اثر نہیں ہو سکتا تھا
چنانچہ چھت کے نیچے جادوگر منتر پڑھ پڑھ کر کھوپڑی پر پھونکتا رہا اور
چھت کے اوپر ماریا بڑے آرام سے سوئی رہی۔

سوانگ اور گنڈپ بے چین ہو رہے تھے کہ جادوگر کے جادو کا اثر

کیوں نہیں ہو رہا۔ مگر ان میں اتنی جرات نہیں تھی کہ وہ اس سے نہ
پوچھیں وہ خاموشی مگر بے چینی سے جادوگر کو منتر پڑھتے دیکھ رہے تھے
ان کے خیال کے مطابق جادوگر کو اب تک معلوم ہو جانا چاہیے تھا کہ
غیبی چڑیل کہاں ہے مگر وہاں کچھ بھی ظاہر نہیں ہو رہا تھا پھر بھی جادو
جادو ہوتا ہے جادوگر کے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنے کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ
وہ آگ میں راکھ کی چٹکی پھینکتے پھینکتے اچانک رک گیا۔

سوانگ نے ہاتھ جوڑ کر پوچھا۔

مہاراج غیبی چڑیل کا کچھ پتہ چلا؟

جادوگر نے لال لال آنکھیں گھما کر کہا۔

میرے جادو نے مجھے بتایا ہے کہ وہ غیبی چڑیل یہیں کسی جگہ پر بیٹھی
ہے یا شاید سو رہی ہے۔

گنڈپ نے جلدی سے کہا۔

مہاراج یہ بھی پتہ کریں کہ وہ کہاں ہے۔؟

بک بک بند کرو میں یہی تو معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں بیچ میں
مت بولو مجھے جادو کرنے دو۔

گنڈپ نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

جو حکم مہاراج۔

جادوگر نے دوبارا منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتے شروع کر دیے اس کے
جادو نے صرف اتنا اثر کیا تھا کہ جادوگر کو بتا دیا تھا کہ غیبی چڑیل کہیں
اس کے بہت ہی قریب سو رہی ہے وہ کہاں ہے؟ کس جگہ پر ہے
یہاں اس کا جادو بے بس معلوم ہو رہا تھا جادوگر اندر ہی اندر خود بھی
پریشان ہو گیا تھا کیونکہ اس نے بڑے لمبے لمبے دعوے کیے تھے اور
لوگوں کے سامنے بڑی ڈینگیں ماری تھیں مگر پتہ کچھ بھی نہیں چل رہا تھا
آخر اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

غیبی چڑیل کہیں اسی جگہ پر ہے میری کھوپڑی کہہ رہی ہے کہ وہ اسی
کمرے میں یا اس کمرے سے باہر کسی جگہ لیٹی ہوئی ہے۔

سوانگ نے کہا۔

مہاراج کیوں نہ پہلے اس کا گھوڑا تلاش کیا جائے، اگر گھوڑا مل گیا تو
ہمیں اس کے یہاں ہونے کا ثبوت مل جائے گا۔

جادوگر نے اسے جھاڑتے ہوئے کہا۔

خاموش بے وقوف ایسی باتیں نہ کرو گھوڑے کی تلاش کرنے کی
بجائے ہم خود غیبی چڑیل کو ہی کیوں نہ تلاش کریں آؤ میرے ساتھ عنبر
اور ناگ بھی ساتھ اٹھنے لگے تو جادوگر نے چیخ کر کہا۔

اتنا میلہ بنا کر میرے ساتھ نہ چلو۔ سوانگ اور گنڈپ کافی ہیں تم لوگ
اسی جگہ بیٹھے رہو، ہم ابھی غیبی چڑیل کو پکڑ کر لاتے ہیں۔

وہ تینوں کمرے سے باہر نکل گئے عنبر نے ناگ سے کہا۔

ناگ بھائی کہیں یہ کم بخت ماریا کو پکڑ ہی نہ لیں۔

ناگ نے ہاتھ جھٹک کر کہا۔

عنبر بھائی کیسی بچوں ایسی باتیں کر رہے ہو ماریا کوئی کچی گولیاں نہیں کھیلی اور پھر اس پر کسی کا جادو نہیں چل سکتا اس پر ایک بہت بڑے جادوگر کا سایہ ہے وہ یونہی کسی کے قابو میں آنے والی نہیں بلکہ مجھے تو خطرہ ہے کہ کہیں ان لوگوں کی ماریا کے ہاتھوں پٹائی نہ ہو جائے۔

عنبر نے کہا۔

اگر ایسا ہو جائے تو مزہ آ جائے۔

فکر نہ کرو ایسا ہی ہوگا۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ سوانگ وغیرہ کی موت انہیں گھیر کر باہر لے گئی ہے۔

وہ کوٹھڑی کے اندر یہ باتیں کر رہے تھے اور کوٹھڑی کے باہر رات کے اندھیرے میں مشعلیں ہاتھ میں لیے گنڈپ اور سوانگ جادوگر پیچھے

پیچھے چل رہے تھے جادوگر کے ہاتھ میں جو کھوپڑی تھی وہ بار بار ہل جاتی تھی اور جادوگر کو بتا دیتی تھی کہ غیبی چڑیل کس جگہ چھپی ہوئی ہے۔

جادوگر مر گیا

جادوگر کھوپڑی لے کر چھت پر جانے والی سیڑھی کے پاس آ گیا،
اچانک وہاں پہنچ کر کھوپڑی اس کے ہاتھ میں زور سے ہلی
..........جادوگر نے اپنی لال لال آنکھیں گھما کر کہا۔
وہ مارا........غیبی چڑیل یقیناً چھت کے اوپر سو رہی ہے۔
اور وہ سارے جادوگر سمیت چھت کی سیڑھیاں اوپر چڑھنے لگے خدا
کا کرنا کیا ہوا کہ ماریا نے سوتے میں محسوس کیا کہ اس کے ارد گرد کچھ
شور سا پیدا ہو رہا ہے اس کی آنکھ کھل گئی اسے یوں لگا جیسے کوئی شخص
سیڑھیاں چڑھ رہا ہے ماریا اٹھ کر بیٹھ گئی پھر وہ جلدی سے چھت کے
ایک طرف ہو گئی اس نے دیکھا کہ مثال کی روشنی میں تین آدمی

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آ رہے ہیں جادوگر مردے کی کھوپڑی
ہاتھ میں پکڑے آگے آگے تھا ماریا فوراً سمجھ گئی کہ ان لوگوں کو اس کی
موجودگی کا پتہ چل گیا ہے اور اب وہ جادوگر کو بلا کر اس سے منتر کروا
کر پکڑنا چاہتے ہیں ماریا ہوشیار ہو گئی۔
جادوگر کی کھوپڑی کمال کر رہی تھی کم بخت کسی ایسے چالاک مردے کی
تھی کہ جدھر ماریا چھپی کھڑی تھی وہ ادھر کو ہی منہ کر کے حرکت کر رہی
تھی جادوگر نے اب ایک نیزہ ہاتھ میں پکڑ لیا تھا پھر اچانک نیزہ اس
نے ہوا میں مار دیا، وہ نیزہ ماریا کے بالکل قریب آ کر چھت پر گر پڑا
ماریا سہم کر پرے ہو گئی کمینے جادوگر کو کھوپڑی نے بالکل ٹھیک ٹھیک بتا
دیا تھا کہ ماریا کس جگہ پر کھڑی ہے ماریا پریشان ہو گئی اب اس کے
لئے ضروری ہو گیا تھا کہ اپنا بچاؤ کرے ورنہ اس کی زندگی خطرے
میں تھی وہ نہتی تھی اس کے پاس نہ تلوار تھی نہ نیزہ۔ وہ پھر کیسے اپنی جان

کی حفاظت کرتی وہ زمین پر گرا ہوا نیزہ اٹھانے لگی تو جادوگر نے آگے بڑھ کر نیزہ اٹھالیا۔

نیزہ اٹھا کر وہ کھوپڑی کی طرف دیکھنے لگی کہ جدھر وہ رخ کرے ادھر وہ حملہ کر دے کھوپڑی اسی طرف اشارہ کر رہی تھی جس طرف ماریا سہمی ہوئی چھت پر کھڑی تھی ہاتھ میں نیزہ اٹھا ہوا تھا اور اس کی پیٹھ بالکل ماریا کی طرف تھی جادوگر کو ماریا نظر تو نہیں آ رہی تھی مگر کھوپڑی اسے ٹھیک ٹھیک بتا رہی تھی کہ ماریا کس طرف ہے چنانچہ وہ اسی سمت کو نیزے کا رخ کر کے حملہ کرنے ہی والا تھا ماریا کو یقین ہو گیا کہ اگر اب اس نے نیزہ مارا تو وہ اس کے وار سے بچ نہ سکے گی پھر وہ کیا کرے۔؟

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ جادوگر نے ایک زوردار بڑھک مار کر نیزہ ماریا کی طرف زور سے پھینک دیا نیزے کی نوک ماریا کے کرتے کو

پھاڑتی ہوئی چھت کی زمین میں گھس گئی اب ماریا کے لیے وقت ضائع کرنا اپنی موت کو آواز دینے کے برابر تھا اس نے ایک لمحے کے اندر اندر چھت کے کچے فرش پر گڑا ہوا نیزہ کھینچا اور اسے ہاتھوں میں تول کر پوری قوت سے جادوگر کے سینے کا نشانہ لے کر پھینک دیا اس کا خیال تھا کہ جادوگر بچ جائے گا لیکن خوف اور دہشت کے مارے اس نے جو نشانہ لیا تھا وہ ٹھیک نشانہ ثابت ہوا نیزہ سیدھا جادوگر کے دل میں اتر کر جسم کے آر پار ہو گیا اس کے ساتھ ہی جادوگر کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ الٹ کر دوسری طرف جا گرا گنڈپ اور سوانگ پاگلوں کی طرح جادوگر کو تکنے لگے جو چھت کے فرش پر خون میں لت پت تڑپ رہا تھا وہ خود ڈر گئے تھے ان کا خیال تھا کہ اب ان کی باری ہے اور غیبی چڑیل ان کو بھی ہلاک کر دے گی۔

جادوگر کا انجام انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا وہ اب وہاں

سے بھاگ جانا چاہتے تھے ماریا ایک طرف ہٹ کر کھڑی ان دونوں کو دیکھتی رہی سوانگ نے سرگوشی میں گنڈپ سے کہا۔

جادوگر کو نیچے لے چلو۔ خون زیادہ بہہ گیا تو وہ زندہ نہ بچ سکے گا۔

گنڈپ نے جھک کر دیکھا کہ سوامی جادوگر کی روح اپنا بارا کالا علم لے کر اس دنیا سے کوچ کر چکی ہے اس کا جادو خود اس کی اپنی زندگی بچانے میں کوئی کام نہیں آیا تھا گنڈپ نے جادوگر کے سینے پر کان رکھ کر کہا۔

سوانگ یہ تو بے چارا اگلی دنیا کو چلا گیا۔

جادوگر اتنی آسانی سے نہیں مرا کرتے۔ وہ ابھی زندہ ہوگا نہیں بھائی تم خود دیکھ لو جادوگر کے دل کی حرکت بند ہو چکی ہے اور ایک بار دل دھڑکنا بند ہو جائے تو پھر اسے دنیا کی کوئی طاقت دوبارہ زندہ نہیں کر سکتی۔

سوانگ نے کہا۔

بھگوان کے لئے نیچے چلے چلو یہاں تو جادوگر کے بعد ہماری زندگیاں بھی خطرے میں ہیں وہ غیبی چڑیل ہمیں بھی زندہ نہیں چھوڑے گی یہاں سے بھاگ چلو۔

آؤ۔

اور وہ دونوں نیچے جھک جھک کر چھت پر سے گزر کر سیڑھیاں اترنے لگے آخری سیڑھی پر ماریا ہاتھ میں لکڑی کا ڈنڈا لیے کھڑی تھی جوں ہی سوانگ اور گنڈپ اس کے قریب سے گزرنے لگے تو ماریا نے زور سے ڈنڈے کا ایک ہاتھ سوانگ کے سر پر دے مارا سوانگ چکرا کر گر پڑا اس عرصے میں عنبر اور ناگ بھی کمرے سے نکل کر باہر آ چکے تھے۔

کیا ہوا سوانگ بھائی کو؟

گنڈپ نے کہا۔

کچھ نہیں، یوں ہی چکرا کر گر پڑا ہے آؤ اسے اٹھا کر اندر لے آتے
ہیں۔

ناگ نے پوچھا۔

جادوگر کہاں ہے کیا اس نے غیبی چڑیل کو پکڑا نہیں۔؟

گنڈپ بولا۔

جادوگر کو غیبی نے اسی کا نیزہ مار کر قتل کر دیا ہے اوپر چھت پر اس کی لاش
پڑی ہے ہم لوگوں کی جانیں بھی خطرے میں ہیں جلدی سے یہاں
سے کوٹھڑی میں بھاگ چلو۔

عنبر اور ناگ دل میں بڑے خوش ہوئے کہ ماریا کو مار ڈالنے کی نیت
لے جانے والے کا خود ہی کام تمام ہو گیا ماریا نے یہ کام بڑی ہمت
اور جرات کا کیا تھا پھر بھی وہ وہاں کھلم کھلا خوشی کا اظہار نہیں کر سکتے
تھے چنانچہ وہ گنڈپ کے ساتھ ہی سوانگ کو اٹھا کر کوٹھڑی کے اندر

لے آئے ماریا اوپر بڑے آرام سے چھت پر بیٹھی جادوگر کی لاش کو غور
سے دیکھتی رہی پھر وہ اٹھ کر سیڑھیوں سے نیچے آئی اور صحن میں ایک
طرف خشک چارے کے ڈھیر پر لیٹ کر آرام کرنے لگی رات آدھی
سے زیادہ گزر چکی تھی۔

جادوگر کی لاش اوپر ہی پڑی تھی کوٹھڑی کے اندر سوانگ کے منہ پر پانی
کے چھینٹے مار کر اسے ہوش میں لایا گیا ہوش میں آتے ہی اس نے سہم
کر پوچھا۔

گنڈپ تو خیریت سے ہے۔؟

ہاں سوانگ بھائی میں خیریت سے ہوں کم بخت غیبی چڑیل نے آخر
اپنا کام کر ہی دکھایا جادوگر بے چارے کو ہلاک کر دیا اور تمہیں ڈنڈا مار
کر بے ہوش کر دیا مگر کوئی بات نہیں میں اس سے گن گن کر بدلے
لوں گا۔

اندھیری گلی والی حویلی

جادوگر کی لاش ابھی تک چھت پر پڑی تھی۔

ماریا کو اگرچہ بہت نیند آ رہی تھی مگر وہ صحن میں سوکھے چارے کے ڈھیر پر لیٹی بڑی چوکس تھی اور جاگ رہی تھی اسے شک تھا کہ کہیں ان لوگوں نے کسی دوسرے جادوگر کو نہ بلا لیا ہو اور دوسرے حملے کی تیاریاں نہ کر رہے ہوں گنڈپ نے کہا۔

میں جادوگر کی لاش کو چھت پر سے نیچے لا کر کسی جگہ دفن کر دینا چاہتا ہوں نہیں تو ایسا نہ ہو کہ ہم پر جادوگر کے قتل کا الزام لگ جائے۔

عنبر بولا۔

کیا یہ ضروری ہے۔؟

ہاں بہت ضروری ہے۔ سوانگ نے کہا، میں اور تم گنڈپ کے ساتھ اوپر جاتے ہیں اور جادوگر کی لاش کو نیچے لا کر مکان کے پچھواڑے زمین میں دفن کر دیتے ہیں یہ کام رات کے اندھیرے میں ہی ہو جانا چاہیے نہیں تو دن نکل آیا تو پھر مشکل ہو جائے گی اور لوگوں کو پتہ چل جائے گا۔

عنبر ہوانگ اور گنڈپ کمرے سے نکل کر چھت پر جادوگر کی لاش لینے چلے گئے ماریا نے میدان صاف دیکھا تو کمرے کے اندر آ گئی اندر ناگ اکیلا بیٹھا تھا ماریا نے اس سے پوچھا کہ یہ جادوگر کب آیا تھا؟

ناگ نے کہا۔

ماریا بہن، ہم اندر بڑی مشکل میں پھنسے ہوئے تھے سوانگ کی وجہ سے ہم باہر نہیں نکل سکتے تھے ہمیں یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ تم کہاں ہو نہیں تو

تمہیں کسی طرح سے ضرور خبر دار کر دیتے کہ جادوگر یہاں آ رہا ہے تم
کسی دوسری جگہ چلی جاؤ۔ ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ تم اوپر چھت
پر آرام کر رہی ہو۔

ماریانے کہا۔

میرے لئے یہی ایک راستہ رہ گیا تھا اگر میں جادوگر کو ہلاک نہ کرتی تو
وہ مجھے ہلاک کر دیتا کم بخت کا جادو اتنا ضرور سچا تھا کہ اسے یہ پتہ چل
گیا تھا کہ میں کس جگہ کھڑی ہوں اس کا دوسرا نیزہ تو میری قمیض کو
پھاڑ کر نکل گیا تھا اگر میں ذرا پرے نہ ہٹتی تو اب تک مر چکی ہوتی۔

ناگ بولا۔

تم نے بڑا اچھا کیا جو اس مکار جادوگر کو جہنم میں پہنچا دیا کمبخت نے
اپنے جادو سے نہ جانے اب تک کتنے لوگوں کو تہ تیغ کیا ہوگا۔ سوال یہ
ہے کہ اب تم کہاں ہو۔؟

ماریانے کہا۔

میں باہر سوکھے چارے کے ڈھیر پر بیٹھی صبح ہونے کا انتظار کر رہی
ہوں یہ لوگ اوپر کیا کرنے گئے ہیں۔؟

جادوگر کی لاش کو چھت سے اٹھا کر مکان کے پچھواڑے دفن کر دینا
چاہتے ہیں تا کہ کوئی ثبوت باقی نہ رہے۔

ماریا بولی۔

ٹھیک ہے۔ اس جادوگر کا زمین کے اندر چلے جانا ہی بہتر ہے میں
چارے کے ڈھیر پر بیٹھی آرام کر رہی ہوں میرا خیال ہے صبح یہ لوگ
یہاں سے چل پڑیں گے۔

میرا اپنا بھی خیال یہی ہے اگر کوئی تبدیلی ہوئی تو میں چارے کے
ڈھیر کے پاس آ کر تمہیں خبر دار کر دوں گا۔

میرا خیال ہے وہ لوگ لاش اٹھا کر نیچے آ رہے ہیں میں جاتی ہوں۔

یہ کہہ کر ماریا کمرے سے باہر نکل گئی۔

اتنے میں عنبر سوانگ اور گنڈپ اوپر سے جادوگر کی لاش اٹھانے نیچے آ گئے انہوں نے لاش کو چارے کے ڈھیر کے پاس اسی جگہ رکھ دیا جہاں قریب ہی ماریا بیٹھی ہوئی تھی مگر کوئی بھی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

سوانگ یہاں صحن میں ہی گڑھا کھود ڈالو۔

بہتر ہے۔

سوانگ عنبر اور ناگ نے صحن میں گڑھا کھودنا شروع کر دیا جب گڑھا تیار ہو گیا تو انہوں نے جادوگر کی لاش کو اس میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی اور چارہ اٹھا کر اوپر بکھیر دیا تاکہ کسی کو ذرا سا بھی شک نہ ہونے پائے کہ یہاں کسی کی لاش دفن ہے اس کام سے فارغ ہو کر گنڈپ نے کہا۔

جادوگر کی موت سے مجھے بڑا صدمہ ہوا ہے مگر کیا کیا جائے اس کی

موت اس طرح لکھی تھی لیکن اب ہمیں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ غیبی چڑیل کو کھلی چھٹی مل گئی ہے ہو سکتا ہے وہ یہاں بیٹھی ہماری باتیں سن رہی ہو۔

ناگ نے کہا۔

پھر تو ہمیں پچھلے پہر خاموشی سے یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے۔

سوانگ نے کہا۔

خاموش چپکے سے اندر آ جاؤ۔ یہ باتیں اندر جا کر کریں گے مگر خبردار دروازہ اس طرح کھولنا کہ ہمارے سوا کوئی دوسرا اندر داخل نہ ہو سکے

گنڈپ نے جا کر کوٹھڑی کا دروازہ تھوڑا سا کھولا اور اس کے درمیان کھڑا ہو گیا پھر اس نے ایک ایک کر کے سوانگ عنبر اور ناگ کو اندر داخل کیا اور آخر میں جلدی سے خود بھی اندر داخل ہو کر دروازہ فوراً بند کر دیا دروازے پر کنڈی لگا کر وہ بیٹھ گیا۔

میری تجویز یہ ہے کہ ہم ایک ایک کر کے یہاں سے نکلیں اور شہر کے اندروالی حویلی میں پہنچ جائیں۔

گنڈپ کی اس تجویز پر سوانگ نے حامی بھرتے ہوئے کہا، بڑی معقول تجویز ہے ہمارا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں یہاں غیبی چڑیل ہر وقت ہماری نگرانی کرتی رہے گی اور ہم ولی عہد شہزادے کو قتل نہ کر سکیں گے شہر کے اندروالی حویلی بڑی چھپی ہوئی جگہ پر ہے۔

گنڈپ نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ عنبر اور ناگ کو اس حویلی کا پتہ معلوم نہیں ہوگا۔

عنبر نے کہا۔

استاد گنڈپ، ہم تو نئے نئے جنگلوں سے آئے ہیں ہمیں تمہاری شہر کی اندروالی خفیہ حویلی کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔

سوانگ بولا۔

تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ میں عنبر کو لے کر یہاں سے پہلے نکلتا ہوں اور گنڈپ تم ناگ کو لے کر میرے پیچھے پیچھے آ جانا، مگر خبردار اتنا خیال رہے کہ غیبی چڑیل کو ہمارا سراغ نہ ملنے پائے اگر اسے علم ہو گیا تو وہ ہمارا پیچھا کرے گی۔

گنڈپ کہنے لگا۔

تم فکر نہ کرو میں بڑی ہوشیاری سے ناگ کو لے کر چلوں گا اب تم پہلے عنبر کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ، حویلی کے پچھلے دروازے کی چابی دہلیز کی اینٹ اکھاڑ کر نکال لینا۔

سوانگ نے کہا۔

بہت اچھا۔ آؤ عنبر بھائی۔

چلو۔

سوانگ نے عنبر کو ساتھ لیا اور بڑی خاموشی سے دروازہ کھول کر صحن کی

دیوار کے ساتھ رینگ کر وہ مکان سے باہر آ گیا یہاں وہ
دونوں تالاب کے کنارے سے ہو کر شہر کو جانے والی کچی
سڑک پر آ گئے اور پھر چپکے سے شہر کے اندر داخل ہو گئے گنڈپ کی
خفیہ حویلی شہر کیتھے کے اندر گنجان آباد محلے میں تھی یہ ایک تنگ اور
اندھیری گلی تھی جس کے آخر میں حویلی کا دروازہ تھا اس کا پچھلا دروازہ
ایک دوسری تنگ و تاریک گلی میں تھا سوانگ عنبر کو لے کر حویلی کے
پچھلے دروازے پر آ گیا۔

اس نے دہلیز کی اینٹ اکھاڑ کر نیچے سے چابی نکالی اور دروازہ کھول کر
حویلی کے اندر داخل ہو گیا یہ حویلی بڑی ہی خستہ حالت میں تھی چھتوں
سے جالے لٹک رہے تھے زمین پر گرد پڑی تھی۔

سوانگ عنبر کو حویلی کے اندر ایک تہہ خانے میں لے گیا جہاں اس قدر
اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دیتا تھا سوانگ نے شمع جلا کر طاق

میں رکھ دی عنبر نے شمع کی روشنی میں دیکھا کہ تہہ خانے میں دو چار تخت
پوش بچھے تھے دیواروں پر تیز تلواریں اور تیر کمان لٹک رہے تھے
کونے میں مٹی کے بڑے بڑے مٹکوں میں شاید چاول اور اناج بھرا
ہوا تھا۔

سوانگ نے کہا۔

یہ جگہ کیسی ہے عنبر۔؟

عنبر نے کہا۔

سوانگ بھائی پہلے والے مکان سے تو یہ جگہ اس لحاظ سے ہزار درجے
بہتر ہے کہ یہاں کم از کم غیبی چڑیل تو ہم کو نہ دیکھ سکے گی۔؟

سوانگ نے کہا۔

مجھے یقین ہے ہمیں چڑیل نے نہیں دیکھا ہو گا اب ان لوگوں کو بھی
بڑی ہوشیاری سے یہاں تک آنا چاہیے اگر انہیں غیبی چڑیل نے دیکھ

لیا تو پھر ہمارا یہاں رہنا بھی بے کار ہو گا لیکن خیر کوئی بات نہیں اگر ایسی ویسی بات ہو گئی تو میں ایک بار پھر غیبی چڑیل کو ہلاک کرنے کی کوشش کروں گا اور اس دفعہ وہ میرے ہاتھ آ گئی تو بچ نہ سکے گی۔

عنبر نے کہا۔

اگر وہ میرے قابو میں آ گئی تو میں بھی اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

ادھر گنڈپ بھی ناگ کو لے کر اپنی طرف سے بڑی ہوشیاری کے ساتھ گھر سے باہر نکل آیا، اس کا خیال تھا کہ ماریا نے اسے نہیں دیکھا ہو گا مگر اس نے تو پہلے سوانگ کو بھی جاتے دیکھ لیا تھا اور اب گنڈپ کو بھی ناگ کے ساتھ چھپ چھپ کر گھر سے نکلتے دیکھ رہی تھی اس نے گنڈپ کا پیچھا کرنا شروع کر دیا گھوڑا اس نے اسی جگہ رہنے دیا عجیب اتفاق تھا کہ اس کے گھوڑے کی کسی نے بھی تلاش نہیں کی تھی۔

گنڈپ ناگ کو لے کر شہر کے گنجان آباد محلے کی تنگ و تاریک گلی میں

حویلی کے باہر لے آیا ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ تھی۔

گنڈپ ناگ کے ساتھ حویلی میں داخل ہو گیا اور اس نے دروازہ زور سے بند کر لیا اس معاملے میں گنڈپ کامیاب ہو گیا تھا کہ اس نے ماریا کو حویلی کے اندر داخل ہونے کی مہلت نہیں دی تھی یہ لوگ تو حویلی کے اندر چلے گئے اور اب ماریا باہر اکیلی رہ گئی وہ تنگ سی گلی میں اکیلی کھڑی تھی دن نکل آیا تھا اور گلی میں سورج کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے لگی تھی اسے بھوک اور پیاس نے بھی تنگ کر رکھا تھا اس نے سوچا کہ وہ کہاں سے تھوڑا بہت کھانا حاصل کرے۔؟

اسے ایک مکان سے مچھلی تلنے کی خوشبو آئی وہ اس مکان کی ڈیوڑھی میں آ گئی صحن کے اندر جا کر اس نے دیکھا کہ ایک موٹا سا آدمی بڑے مزے سے چولہے کے سامنے بیٹھا مچھلی تل تل کر مٹی کی پلیٹ میں رکھ بھی رہا تھا اور ساتھ ساتھ کھا بھی رہا تھا اس کا نوکر سامنے بیٹھا بھوکی

نظروں سے مچھلی کو تک رہا تھا موٹے نے مچھلی کی تھالی تپائی پر رکھ دی
اور خود آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور توند پر ہاتھ پھیر پھیر کر مچھلی کھانے لگا
نوکر بے چارے کو بھی بڑی بھوک لگی تھی موٹے نے نوکر کو حکم دیا۔
فوراً میرے پیچھے آ کر میرے سر کی مالش کر۔ میں مچھلی کھاتا جاتا ہوں
تو مالش کرتا جا۔
نوکر نے کہا۔
سرکار، بھوک سے میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔
اگر اجازت ہو تو تھوڑی سی مچھلی میں بھی کھا لوں۔؟
موٹے نے کہا۔
خبردار جو پھر ایسی بک بک کی تم نوکر ہو، میں مالک ہوں۔
مچھلی صرف میں کھاؤں گا، تم میرا منہ دیکھو گے اور میری خدمت کرو
گے۔

نوکر بولا۔
بہت اچھا سرکار۔
اور نوکر بے چارا بھوکا ہی اٹھا اور موٹے مالک کے پیچھے آ کر اس کے
سر کی مالش کرنے لگا مالک بڑے مزے لے لے کر مچھلی چٹ کر رہا تھا
اور ساتھ ساتھ نوکر کو ڈانٹے بھی جا رہا تھا۔
کم بخت ذرا زور سے ہاتھ لگا حرام کی کیوں کھاتا ہے۔
ماریا نے یہ نقشہ دیکھا تو اسے موٹے مالک پر سخت غصہ آیا کہ کم بخت
کس قدر سنگ دل ہے کہ اسے ذرا بھی رحم نہیں آتا خود پیٹ بھر کر کھا
رہا ہے اور اپنے نوکر کو بھوکوں مار رہا ہے ماریا نے آگے بڑھ کر چپکے
سے مچھلی سے بھری ہوئی تھالی موٹے کے آگے سے اٹھا لی تھالی کو ایک
دم غائب ہوتے دیکھ کر موٹے کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔
ہائیں۔ میری مچھلی کہاں گئی؟ کون لے گیا میری مچھلی۔ ارے کم بخت

تھالی تم نے تو نہیں اٹھائی۔؟

نوکر بھی حیران ہو کر بولا۔

حضور میں تو دونوں ہاتھوں سے آپ کے سر پہ مالش کر رہا ہوں پھر بھلا
میں تھالی اٹھا کر کہاں لے جا سکتا ہوں۔؟

موٹے نے کہا۔

ارے تو پھر کون لے گیا میری مچھلی کی تھالی، ابھی ابھی تو یہاں پڑی
تھی کم بخت کو زمین کھا گئی یا آسمان نے نگل لیا۔

ماریا نے کونے میں کھڑے ہو کر مچھلی کے دو تین بڑے بڑے قتلے خود
کھا کر پیٹ کی آگ بجھائی اور باقی اس نے نوکر کے لئے رکھ لی اب
سوال یہ تھا کہ وہ نوکر کو کس طرح مچھلی کھلائے اس کی ایک ترکیب اس
نے سوچی، ماریا نے آگے بڑھ کر کچھ فاصلے پر سے ایک زور دار مکا
موٹے مالک کی پھولی ہوئی توند پر مار دیا۔

موٹا مالک بلبلا اٹھا۔

ارے مار ڈالا ظالم۔ارے یہ کون ہے ارے کم بخت تم ہو کیا۔؟

نوکر نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

مالک میں تو آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر آپ کی مالش کر رہا ہوں پھر
میں آگے سے آ کر آپ کے پیٹ پر مکا کیسے مار سکتا ہوں۔

اتنے میں ماریا نے ایک اور مکا موٹے کی توند پر جڑ دیا اب تو وہ بلبلا تا
ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا ماریا نے پیچھے سے ایک مکا مار دیا وہ بھاگنے لگا وہ
بھاگ رہا تھا اور ماریا اسے مکے مار رہی تھی پھر اسے صحن میں ایک
طرف جھاڑو پڑا نظر آیا ماریا نے جھاڑو اٹھا لیا اور دھڑا دھڑ اموٹے کو
پیٹنا شروع کر دیا وہ بڑا حیران تھا کہ یہ کون غیبی طاقت اسے مار رہی
ہے آخر ماریا نے گرج کر کہا۔

موٹے یہاں سے کان کھینچ کر اور زمین پر لکیریں کھینچ کر بھاگ جا

نہیں تو میں ابھی تمہارے پیٹ کو پھاڑ کر ساری مچھلیاں باہر نکال لوں گی۔

موٹا زمین پر سجدے میں گر پڑا۔

اے آسمانی دیوی معاف کردے ابھی لکیریں کھینچتا ہوں ماریا نے گڑ کتے ہوئے کہا۔

کان بھی کھینچ۔

موٹا بولا۔

ارے ارے، کان بھی کھینچتا ہوں دیوی جی۔

موٹے کا سارا بدن ڈر کے مارے کانپ رہا تھا اس نے پہلے تو پانچ مرتبہ اپنے کان کھینچے اور پھر زمین پر ناک رگڑ رگڑ کر لکیریں کھینچنے لگا کوئی پچاس لکیریں کھینچنے کے بعد ماریا نے اس کی گردن پر مکا مار کر کہا۔

کیسی سور ایسی گردن بنا رکھی ہے تم نے کھا کھا کر، اب بھاگ جا یہاں سے اور خبردار جو پھر اس گھر میں قدم رکھا اب اس گھر میں میرا بسیرا ہو گا جن بھوت رہا کریں گے۔

موٹا بولا۔

جاتا ہوں مائی باپ جاتا ہوں مائی باپ آپ بے شک میرے گھر میں رہیں بے شک میرے گھر میں رہیں۔

اتنا کہہ کر موٹا وہاں سے دم دبا کر بھاگ گیا۔

ماریا اب نوری کی طرف متوجہ ہوئی وہ بے چارا خوف کے مارے ایک چارپائی کے نیچے چھپا ہوا تھا ماریا نے چارپائی کے پاس آ کر کہا۔

باہر نکل آؤ۔ صرف تمہیں مچھلی کھلانے کے لئے تو میں نے یہ سب کچھ کیا ہے مجھ سے گھبراؤ نہیں میں نیکی کی دیوی ہوں لو مچھلی کھاؤ۔

نوکر کی نمک حلالی

موٹا بہت ڈر گیا تھا۔

وہ گلی میں جا کر دھڑام کر کے گرا اور بے ہوش ہو گیا لوگ وہاں جمع ہو
گئے گلی میں شور مچ گیا کہ اناج کا بیوپاری موٹا گلی میں بے ہوش پڑا
ہے شور سن کر گنڈپ بھی باہر آ گیا کیونکہ وہ بھی اسے محلے میں رہتا تھا

اس نے پوچھا۔

کیا بات ہے؟ کیا ہوا۔

ایک آدمی نے بتایا۔

جناب یہ موٹا گرتے ہی بے ہوش ہو گیا ہے۔

گنڈپ نے پوچھا۔

کیا وجہ ہوئی۔؟

یہی تو معلوم نہیں۔

آخر بڑی مشکل سے موٹے کو ہوش میں لایا گیا، اس نے گنڈپ کو
دیکھتے ہی اس سے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

گنڈپ بھائی مجھے اس بھوتنی سے بچاؤ، وہ میرے مکان میں آ کر
ساری مچھلی کھا گئی ہے اس نے مجھے مکے بھی مارے ہیں اور جھاڑو مار
مار کر گھر سے نکال دیا ہے۔

گنڈپ نے پوچھا۔

ارے احمق کون بھوتنی تمہارے گھر میں رہتی ہے۔؟

موٹا بولا۔

بھائی کوئی غیبی بھوتنی آ گئی ہے کہتی ہے یہاں سے نکل جا اب تیرے

گھر میں میں رہوں گی۔

گنڈپ تو وہیں کانپ کر رہ گیا.......... تو گویا غیبی عورت ان کا پیچھا کرتی وہاں بھی آ گئی تھی وہ خاموش رہا اور موٹے کو دم دلاسہ دے کر واپس اپنی حویلی کے تہہ خانے میں آ گیا، اس نے آتے ہی سوانگ اور عنبر وغیرہ کو سارے حالات سے باخبر کر دیا۔

وہ کم بخت غیبی چڑیل یہاں بھی آ گئی ہے اگر وہ ساتھ والے گھر میں آ گئی ہے تو ضرور اس نے ہمارا یہ گھر بھی دیکھ لیا ہوگا۔

عنبر اور ناگ یہ سن کر بڑے خوش ہوئے کہ ماریا وہاں بھی پہنچ گئی ہے اوپر سے انہوں نے بھی پریشانی کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ تو بڑی بری بات ہوئی ہے۔

سوانگ نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ اسے اب اسی مکان میں قابو کر لیا جانا چاہیے یہ مکان

اس کی قبر بنا دینی چاہیے کوئی ایسی سازش کرنی چاہیے کہ وہ اس مکان میں پھنس جائے اور ہم مکان کو آگ لگا دیں۔

گنڈپ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اب تو ایسا ہی کرنا پڑے گا، اس دفعہ تو اس کی موت اسے اس مکان میں کھینچ لائی ہے تم لوگ خاموش رہو میں آج ہی اسے مکان کے اندر بند کر کے آگ لگا دیتا ہوں۔

ناگ نے کہا۔

تمہیں ہماری مدد کی بھی ضرورت ہوگی۔

بالکل نہیں۔ تم خاموشی سے یہاں بیٹھے رہو میں سب کچھ خود ہی سنبھال لوں گا۔

یہ کہہ کر گنڈپ سوانگ اور عنبر کو حویلی کے تہہ خانے میں ہی چھوڑ کر باہر گلی میں نکل گیا، وہ سیدھا اس موٹے کے پاس گیا جو ساتھ والے

مکان کے ایک کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔

گنڈپ نے اسے کہا۔

تم فکر نہ کرو میں آج سے خود تمہارے مکان میں رہوں گا اور اس غیبی
چڑیل کو ختم کر کے ہی دم لوں گا لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کام کے لئے
مجھے تمہارے مکان کے کسی ایک کمرے کو آگ لگا دینی پڑے کیا تم
اس پر تیار ہو۔؟

موٹے نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

بھائی میرے سارے مکان کو چاہے آگ لگا دو مگر اس بھوت کی اماں
کو میرے گھر سے نکال دو، میں تمہارا احسان ساری زندگی نہیں
بھولوں گا میں مکان دوبارا بنوا لوں گا۔

بس اب تم اطمینان سے یہاں لیٹے رہو۔

یہ کہہ کر گنڈپ موٹے کے مکان میں چلا گیا وہ ایک کمرے میں جا کر

چھپ گیا اس وقت ماریا مکان کی چھت پر چڑھ کر دوسری گلی میں اس
حویلی کے بڑے دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں عنبر اور ناگ وغیرہ
رہتے تھے گنڈپ حویلی کے پچھلے دروازے سے نکلا تھا ماریا نے اسے
نہ تو مکان سے نکلتے دیکھا تھا اور نہ ہی موٹے کے مکان میں داخل
ہوتے دیکھا تھا۔

گنڈپ نے یہاں بھی وہی ترکیب استعمال کی جو سوانگ اور ارژنگ
نے ماریا کو پکڑنے کے لئے استعمال کی تھی اس نے اندر سے آٹا لا کر
اس کی ہلکی سی تہہ صحن میں کمروں کے دروازوں تک بچھا دی اس کا
مقصد یہ تھا کہ غیبی چڑیل جس کمرے میں بھی رات کو یا شام کو جا کر
سوئے گی اسے پاؤں کے نشانوں سے پتہ چل جائے گا چال بڑی
خطرناک تھی کیونکہ صحن میں آٹے کی تہہ اتنی معمولی تھی کہ پتا ہی نہیں
چلتا تھا اس کام سے فارغ ہو کر گنڈپ ایک کمرے کی کھڑکی میں

چھپ کر بیٹھ گیا اس کمرے کو اس نے اندر سے بند کر رکھا تھا تاکہ کہیں
غیبی چڑیل اندر آ کر اسے دیکھ نہ لے کیونکہ اگر چہ وہ ماریا کو نہیں دیکھ
سکتی تھا مگر وہ تو اسے دیکھ سکتی تھی۔

ماریا کافی دیر مکان کی چھت پر ادھر اُدھر چل پھر کر شہر کے مکانوں کو
دیکھتی رہی اور نیچے گلی میں جھانکتی رہی پھر جب وہ تھک گئی تو اس خیال
سے نیچے اتر آئی کہ مکان کے کسی کمرے میں چل کر آرام کرے کیونکہ
وہ بھی رات بھر جاگتے رہے تھے اور ضرور آرام کر رہے ہوں گے اسے
کوئی خبر نہیں تھی کہ مکار گنڈپ اس کی ٹوہ میں مکان کی ایک کھڑکی کے
پیچھے بیٹھا اس کی راہ دیکھ رہا ہے۔

ماریا چھت پر سے نیچے سیڑھیاں اترنے لگی۔

مکار گنڈپ کھڑکی کے ساتھ لگا بیٹھا باہر صحن میں جھانک رہا تھا اسے
یوں لگا جیسے کوئی مکان کی سیڑھیاں اتر رہا ہے وہ چوکنا ہو گیا ماریا کے

قدموں کی آواز اس نے صاف طور پر سن لی تھی وہ کھڑکی کی اوٹ میں
ہو گیا اور چیتے ایسی عیار آنکھوں سے سیڑھیوں کی طرف تکنے لگا
سیڑھیوں پر اسے ماریا اترتی تو نظر نہیں آ سکتی تھی البتہ اس نے یہ دیکھا
کہ صحن میں جو آٹا بکھرا ہوا ہے اس پر کسی عورت کے پاؤں کے ہلکے
ہلکے نشان پڑ رہے ہیں وہ دل میں خوف زدہ بھی ہو گیا اور خوش بھی ہوا
خوف اسے اس بات سے آیا کہ عورت جو اسے نظر نہیں آ رہی تھی اس
کے پاؤں کے نشان صحن میں پڑ رہے تھے اور خوش اسلئے ہوا کہ اس کا
کام بن گیا تھا اور ماریا اس کی چال میں آ گئی تھی۔

ماریا بڑی بے فکری سے صحن میں ادھر اُدھر چل پھر کر کوئی ایسی جگہ تلاش
کر رہی تھی جہاں وہ لیٹ کر تھوڑی دیر سو سکے تاکہ شام کو پھر تازہ دم ہو
کر سوانگ وغیرہ کا پیچھا کر سکے گھر میں سوائے اس کے اور کوئی بھی
نہیں تھا نوکر موٹے مالک کے پاس چلا گیا تھا کیونکہ مالک کی خدمت

کرنا اس کا فرض تھا سارا گھر ویران تھا اور ماریا اکیلی وہاں پھر رہی تھی
آخر اسے ایک کمرہ پسند آ گیا یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی ایک کھڑکی
میں لوہے کی سلاخیں لگی تھیں یہ کھڑکی باہر گلی میں کھلتی تھی ماریا نے
کھڑکی کو بند کر دیا کمرے کے اندر سے کنڈی لگائی اور آرام دہ بستر
پر لیٹ کر نیند کا انتظار کرنے لگی۔

دوسری طرف مکار گنڈپ نے اندازے سے معلوم کر لیا کہ ماریا کسی
نہ کسی کمرے میں چلی گئی ہے اور اب وہ صحن میں نہیں ہے چنانچہ وہ
مکار لومڑی کی طرح دبے پاؤں کمرے سے باہر نکل آیا اور جھک کر
فرش پر پاؤں کے نشان دیکھنے لگا ماریا کے پاؤں کے نشان سارے
صحن میں بکھرے پڑے تھے آخر میں یہ نشان صاف صاف ایک
کمرے کی طرف جاتے نظر آ رہے تھے یہ کمرہ اندر سے بند تھا اور باہر
سے اس کی کنڈی نہیں لگی تھی گنڈپ فوراً سمجھ گیا کہ غیبی چڑیل اسی

کمرے میں گئی ہے اب وہ انتظار نہیں کر سکتا تھا غیبی چڑیل پوری
طرح اس کے پنجے میں تھی اب صرف اتنی سی بات تھی کہ وہ لپک کر
جائے اور مکان کے باہر لوہے کی سلاخ والی کنڈی چڑھا دے۔

اتفاق سے ماریا ایک ایسے کمرے میں داخل ہوئی تھی جو موٹے مالک
کی خواب گاہ تھی اور جس کا دروازہ بڑا مضبوط تھا اور اس کے باہر لوہے
کی بہت طاقتور کنڈی لگی تھی اس کنڈی کو جا کر گرانا ہی تھا یہ کوئی
مشکل بات نہیں تھی گنڈپ بھاگ کر دروازے کے پاس پہنچا اور اس
نے لوہے کی کنڈی لگا کر دروازے کو باہر سے بھی بند کر دیا ماریا ابھی
اندر سوئی نہیں تھی اس نے باہر کسی کے دوڑنے کی آواز سنی تو فوراً بستر
پر سے اٹھ کر دروازے کے پاس آئی اب جو اس نے دروازے کو کھولنا
چاہا تو دروازہ باہر سے بند تھا ایک دم اسے خیال آیا کہ دشمن گنڈپ
نے اسے اپنے جال میں پھنسا لیا ہے اس نے دروازے کو زور سے

دھکا دیا مگر وہ دروازہ اتنا مضبوط تھا کہ ٹس سے مس تک نہ ہوا وہ لپک کر گلی والی کھڑکی کی طرف آئی کھڑکی کا دروازہ کھولا تو وہاں لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں گویا ماریا اس کمرے میں قید ہو کر رہ گئی تھی وہ چپکے سے پلنگ پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ وہاں سے کیسے باہر نکلے اُدھر گنڈپ نے سوانگ اور عنبر وغیرہ کو جا کر بتانے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی کہ اس نے غیبی عورت کو قید کر لیا ہے وہ سیدھا موٹے آدمی کے پاس گیا اور بولا۔

سنو، میں نے اس چڑیل کو قبضے میں کر لیا ہے جس نے تمہارے مکان پر قبضہ کر رکھا ہے مجھے زیتون کا تیل دو تا کہ میں اس کمرے میں جلتے ہوئے چیتھڑے پھینک کر وہاں آگ اور دھواں کر دوں جس سے چڑیل دم گھٹ کر خود بخود مر جائے۔

موٹا اٹھ کر بیٹھ گیا۔

بھائی کیا چڑیل مر جائے گی اس طرح سے۔؟

ہاں وہ ضرور مر جائے گی یہ تم نہیں جانتے یہ میں جانتا ہوں تم یہ بتاؤ کہ زیتون کا تیل کہاں ہے جلدی کرو وقت بہت کم ہے موٹے نے خوش ہو کر کہا۔

میرے نوکر کو ساتھ لے لو یہ تمہیں سب کچھ بتا دے گا اور سارا کام بھی خود ہی کرے گا بے شک میرے سارے مکان کو آگ لگا دو مگر اس چڑیل کی بچی کو زندہ نہیں چھوڑنا جس نے میری توند پر مکے اور جھاڑو مار مار کر مجھے کمرے سے باہر نکال دیا ہے۔

تم فکر نہ کرو۔

گنڈپ نوکر کو ساتھ لے کر موٹے کے مکان میں آ گیا۔

جلدی سے زیتون کے تیل کا کپا اور پرانے کپڑوں کے چیتھڑے لا کر گلی والی کھڑکی کے پاس ڈھیر کر دو۔

بہت بہتر سرکار۔

گنڈپ آگ جلانے والے پتھر کو لے کر گلی والی کھڑکی کی سلاخوں کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا ماریا نے دیکھا کہ مکار گنڈپ سلاخوں سے کافی دور کھڑا کمرے میں مسکرا کر دیکھ رہا ہے پھر بولا۔

اے غیبی چڑیل، تو ارژنگ کے ہاتھوں بچ گئی تھی تو نے ارژنگ کو ہلاک کر دیا تھا مگر اب میرے ہاتھوں نہ بچ سکے گی اب تیری موت تیرے سر پر آ گئی ہے میں اس کمرے کو آگ لگا رہا ہوں اور تو اس آگ میں جل بھن کر کباب ہو جائے گی میں جانتا ہوں کہ تو یہاں سے باہر نہیں نکل سکتی تمہارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اتنے میں نوکر نے زیتون کے تیل کے کپے لا کر گنڈپ کے پاس رکھ دیے ماریا کو بڑا افسوس ہوا کہ جس نوکر پر ترس کھا کر اس نے یہ ساری

بک بک مول لی تھی وہ بھی اس کی موت کے سامان میں گنڈپ کا ہاتھ بٹا رہا تھا۔

گنڈپ نے نوکر سے کہا۔

بھاگ کر اندر سے اور چیتھڑے لے آ۔

بہت اچھا حضور۔

نوکر گلی والے دروازے میں سے ہو کر مکان کے اندر آ گیا اور گنڈپ گلی میں کھڑکی کے نیچے بیٹھا زیتون کے تیل میں چیتھڑے بھگو بھگو کر پاس رکھتا گیا پھر اس نے ایک چیتھڑے کو آگ لگائی اور بانس کی مدد سے اسے سلاخوں میں سے کھڑکی کے اندر پھینک دیا ماریا پرے ہٹ گئی آگ میں لپٹا ہوا چیتھڑا پلنگ پر گرا اور فوراً اس نے اندر آگ لگا دی ماریا کا دھوئیں اور آگ میں دم گھٹنے لگا وہ کھانسنے لگی اور بے حال سی ہو گئی اتنے میں کمرے میں اور آگ میں بھڑکتے چیتھڑے کھڑکی

کے راستے اندر آنے لگے دیکھتے دیکھتے کمرے میں آگ چاروں
طرف پھیل گئی۔

ماریا پیچھے ہٹتی دروازے کے ساتھ آن لگی گلی میں گنڈپ کے قہقہے گونج
رہے تھے کھٹاک کی آواز آئی اور کسی نے باہر سے دروازے کی سلاخ
اتار دی، دروازہ کھلا اور نوکر نے آہستہ سے آواز دی۔

دیوی جی، باہر آ جاؤ۔

ماریا لپک کر باہر آ گئی، اس نے نوکر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
سکھی رہو بھائی میں باہر آ گئی ہوں۔

نوکر نے جلدی سے دروازہ بند کر کے کنڈی کی سلاخ دوبارا لگا دی اور
چیتھڑوں کا ڈھیر لے کر گلی میں گنڈپ کے پاس پہنچ گیا۔

لیجیے سرکار چیتھڑے اور لے آیا ہوں۔

گنڈپ بڑا خوش تھا اور اپنی کامیابی پر پھولا نہیں سما رہا تھا اس نے نوکر

سے کہا۔

پیارے اب چیتھڑوں کی ضرورت نہیں اندر سارا کمرہ جل کر راکھ ہو رہا
ہے چڑیل بھی اندر جل بھن کر راکھ ہو گئی ہو گی جاؤ اپنے مالک سے جا
کر کہو کہ میں نے غیبی چڑیل کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا ہے۔

بہت اچھا سرکار۔

نوکر اپنے موٹے مالک کی طرف چل پڑا کمرے کے اندر کے حصے کو
آگ نے سارے کا سارا چاٹ لیا تھا کمرے کے سارے پردے
پلنگ تخت تکیے اور دریاں جل کر راکھ ہو گئی تھیں صرف دیواروں کی
اینٹیں باقی رہ گئی تھیں لوہے کا دروازہ ویسے کا ویسا باہر سے بند تھا
............گنڈپ نے آ کر لوہے کے دروازے کو دیکھا باہر سے اسی
طرح سلاخ دار کنڈی لگی ہوئی تھی گلی والی کھڑکی کی سلاخیں بھی جوں
کی توں موجود تھیں اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ کمرے میں قید غیبی

چڑیل کا نام ونشان باقی نہیں رہا اور آگ نے اسے چٹ کر لیا ہے۔

گنڈپ اپنی کامیابی پر بے حد خوش حویلی کے تہہ خانے میں پہنچا اور اس نے سوانگ، عنبر اور ناگ کو اٹھا کر اپنا کارنامہ جتایا۔

تمہیں خوش ہو جانا چاہیے کہ میں نے اپنے راستے کے سب سے بڑے کانٹے کو صاف کر دیا ہے غیبی چڑیل کا اب وجود اس دنیا میں باقی نہیں رہا شعلوں نے اسے راکھ بنا کر ہواؤں میں بکھیر دیا ہے۔

یہ سن کر عنبر اور ناگ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی جو واقعات گنڈپ نے سنائے کہ کس طرح اس نے آٹا بکھیرا اور پھر غیبی عورت کے پاؤں کے نشان لیے پھر کس طرح اس نے دروازے کے باہر کنڈی لگا کر اندر آگ لگا دی اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ ماریا اب اس دنیا میں نہیں ہے اگر وہ موجود ہوتی تو عنبر اور ناگ کو کم از کم تسلی دینے وہاں ضرور آتی، غم سے ان کے دل بیٹھ گئے ماریا ان کی بہن تھی

اور وہ بے چاری ان کی کا طر جان پر کھیل گئی تھی ادھر گنڈپ اپنی کامیابیوں کی خوشیاں منا رہا تھا سوانگ نے کہا۔

گنڈپ بھائی، تم نے وہ کام کر دکھایا جو اتنے بڑے جادوگر سے نہ ہوا تم نے کمال کر دیا ہے اب ہم بڑے سکون اور آرام کے ساتھ چین کے ولی عہد شہزادے کے قتل کے منصوبے پر عمل کر سکیں گے اس غیبی عورت نے ہمیں اپنی ڈال دی تھی۔

کیا ماریا مرگئی؟

ماریا اس مکان کے جلتے ہوئے کمرے سے نکل کر اوپر چھت پر آگئی۔ چھت پر ایک چوبارہ تھا ماریا وہاں ایک چارپائی پر جا کر لیٹ گئی اور اپنا سانس درست کرنے لگی جو وحشت اور آگ کے خوف کی وجہ سے پھول گیا تھا ادھر عنبر اور ناگ کا برا حال ہو رہا تھا وہ اپنی طرف سے ماریا کو رو رلا بیٹھے تھے بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ کمرے میں بند ہو کمرے کو آگ لگا دی جائے اور وہ زندہ بچ جائے؟ وہ کھل کر ماریا کے غم میں رو بھی نہیں سکتے تھے بلکہ الٹا انہیں سوانگ اور گنڈپ کے ساتھ مل کر ماریا کی موت پر خوشی منانی پڑ رہی تھی گنڈپ اور سوانگ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

نوکر نے موٹے مالک کو جا کر بتایا کہ غیبی چڑیل کا کام تمام کر دیا گیا ہے یہ اس نے جھوٹ بولا تھا، وہ موٹے اور ظالم مالک کو نہیں بتانا چاہتا تھا کہ اس نے غیبی دیوی کو بچا لیا ہے اسے یہ بھی علم نہیں تھا کہ غیبی عورت ابھی تک اسی کے گھر میں موجود ہے موٹا مالک بڑا خوش ہوا کہ اس کے گھر سے ایک بلا کا سایہ دور ہو گیا وہ نوکر کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر میں آ گیا اپنے جلتے ہوئے کمرے کو دیکھ کر اس نے کہا۔

مجھے کمرے اور سامان کے جل جانے کی کوئی پروا نہیں مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ میرے گھر سے آسیب دور ہو گیا سامان اور کمرہ میں پھر سے تیار کرا لوں گا۔

اس نے نوکر کو حکم دیا کہ فوراً اوپر والے کمرے میں جا کر اس کا بستر لگا دیا جائے نوکر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گیا اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ ماریا باہر

صحن میں چارپائی پر لیٹی آرام کر رہی تھی جب نوکر اوپر کے کمرے میں
گیا تو ماریا نے اٹھ کر قریب جا کر کہا۔
کیا تم کسی طرح میرے لئے کچھ کھانے کو لا سکتے ہو بھائی، مجھے سخت
بھوک لگی ہے۔
نوکر پہلے تو چونک کر ڈر گیا، پھر جب اسے خیال آیا کہ یہ تو وہی دیوی
ہے جس نے اسے کھانا کھلایا تھا اور اس سے ہمدردی کی تھی تو اس نے
آہستہ سے کہا۔
دیوی جی، میں ابھی آپ کے لئے کچھ کھانے کو لاتا ہوں مگر دیوتاؤں
کے لئے آپ یہاں سے کسی دوسری چھت پر چلے جائیں موٹا مالک
اسی کمرے میں آرام کرنے کے لئے آ رہا ہے۔
ماریا نے کہا۔
تم فکر نہ کرو، میں کھا کر یہاں سے چلی جاؤں گی۔

نوکر کہنے لگا۔
میں ابھی آپ کے لئے روٹی لاتا ہوں۔
نوکر نیچے اتر گیا جاتے جاتے ماریا نے اسے کہا کہ وہ روٹی لا کر اسی
چارپائی کے اوپر رکھ دے نوکر کے جانے کے بعد ماریا نے سوچا کہ کسی
نہ کسی طرح عنبر اور ناگ کو ضرور خبر کر دینی چاہیے کہ وہ مری نہیں بلکہ
زندہ ہے کیونکہ انہوں نے تو یہی سمجھ رکھا ہوگا کہ ماریا آگ میں جل
بھن گئی ہے۔
میں کھانے کے بعد حویلی میں جا کر عنبر اور ناگ سے ملاقات کروں گی
موٹا مالک ہانپتا کانپتا اوپر آ گیا اس کا دم پھولا ہوا تھا نوکر نے کمرے
میں اس کا بستر لگا دیا تھا موٹا بستر پر آ کر دھڑام سے گر پڑا اور اس نے
بڑے مزے سے اپنی ٹانگیں پھیلا دیں پھر نوکر سے بولا۔
ارے کم بخت، تو اپنے ساتھ کپڑے میں کیا لپیٹ کر لایا تھا؟ نوکر

کپڑے میں ماریا کے لئے ایک روٹی اور اچار لایا تھا جو اس نے چارپائی پر باہر رکھ دیا تھا اور جسے ماریا نے اٹھا لیا تھا ماریا کے ہاتھ میں جاتے ہی روٹی کپڑے سمیت غائب ہو گئی تھی ماریا بڑے مزے سے باہر صحن میں ایک طرف بیٹھی روٹی کھا رہی تھی نوکر نے کہا۔

حضور میں تو کچھ بھی اوپر نہیں لایا۔

ارے کم بخت، میں نے خود تمہارے ہاتھ میں ایک رومال دیکھا تھا جس میں کچھ بندھا ہوا تھا۔

سرکار دیکھ لیجئے۔ میرے ہاتھ خالی ہیں۔

حرام خور، تم نے باہر چارپائی پر کیا رکھا تھا۔

حضور بے شک دیکھ لیں سامنے چارپائی خالی پڑی ہے موٹے مالک نے باہر صحن میں دیکھا تو واقعی چارپائی خالی پڑی تھی نوکر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ غیبی عورت نے روٹی اٹھائی تھی موٹے مالک نے سر

کھجاتے ہوئے کہا۔

کمال ہے میرا دماغ تو چکر نہیں کھا گیا۔؟

پھر اس نے نوکر سے کہا۔

میرا سر دباؤ، مجھے نیند آ رہی ہے۔

نوکر موٹے کا سر دبانے لگا سر دبواتے دبواتے وہ سو گیا نوکر اٹھ کر نیچے آ گیا اور جلے ہوئے کمرے میں سے سامان نکال کر ایک طرف رکھنے لگا۔

ماریا کھانا کھانے کے بعد حویلی میں جا کر عنبر اور ناگ کو اطلاع دینا چاہتی تھی تا کہ وہ اس کے بارے میں غم نہ کھائیں موٹا مالک اوپر والے کمرے میں خراٹے لے رہا تھا ماریا چپکے سے مکان کے بڑے دروازے میں سے باہر نکل گئی گلی میں آ کر وہ گنڈپ کی حویلی کی پچھلی طرف آ گئی شام ہونے کی وجہ سے گلی میں ہلکا ہلکا اندھیرا پھیل گیا تھا

حویلی کا پچھلا دروازہ بند تھا ماریا وہاں ایک مکان کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی اور انتظار کرنے لگی کہ عنبر یا ناگ میں سے کوئی باہر آئے وہ خود اندر نہیں جانا چاہتی تھی اس بار وہ بڑی احتیاط برت رہی تھی اور اپنی کسی حرکت کی وجہ سے گنڈپ اور سوانگ پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ زندہ ہے وہ کافی دیر وہاں کھڑی رہی مگر کوئی بھی باہر نہ نکلا۔

جب وہ انتظار کرتے کرتے تنگ آگئی تو اس نے سوچا کہ اب اسے خود ہی اندر چلے جانا چاہیے کیا خبر کوئی ساری رات اس دروازے سے باہر نہ نکلے ابھی وہ اندر جانے کے لئے قدم آگے بڑھانے ہی والی تھی کہ دروازہ کھلا اور سوانگ، گنڈپ کے ساتھ باہر نکلا دونوں بڑے خوش تھے اور ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے خوش وہ اس لیے تھے کہ وہ اپنی طرف سے ماریا کو ہلاک کر بیٹھے تھے ماریا انہیں دیکھ کر

ایک طرف ہوگئی وہ دونوں دروازے پر کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگے۔

گنڈپ نے کہا۔

میرے خیال میں اب ہمیں اپنی سازش پر عمل کر دینا چاہیے وقت بہت کم رہ گیا ہے اگر ہمارا بھید کھل گیا تو پھر بڑی مشکل ہو جائے گی۔

سوانگ کہنے لگا۔

میں خود بھی چاہتا ہوں کہ ہمیں جتنی جلدی ہو سکے اپنا کام شروع کر دینا چاہیے سب سے پہلے تو ہمیں اپنے اس گوریلے جاسوس سے ملاقات کرنی ہے جو اس وقت شاہی محل میں حرم کے باورچی خانے میں کام کر رہا ہے۔

گنڈپ بولا۔

تمہارا مطلب سوانا سے ہے سوانا اس وقت خوش قسمتی سے ملکہ چین کا

شاہی باورچی ہے اور وہ شاہی باورچی خانے میں ہی رہتا ہے میں
اسے صبح ہی آدمی بھیج کر بلاتا ہوں اس سے ساری بات طے کر لینی
چاہیے اس وقت شاہی محل میں بس وہی ایک ہمارا جاسوس رہ گیا ہے۔

سوانگ نے کہا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر سوانا بھی ولی عہد کو ہلاک کرنے میں ہماری
مدد نہ کر سکا تو پھر سوائے اس کے ہمارے لیے اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ
کسی نہ کسی طرف سے محل میں گھس کر ولی عہد کو قتل کریں اور اپنے
آپ کو گرفتار کروا کر خود ہی اذیت ناک موت مر جائیں کیونکہ ہم
سردار کو زیادہ انتظار نہیں کروا سکتے اس میں ہماری ہی بدنامی بھی ہے۔

گنڈپ بولا۔

تمہارا خیال بالکل مناسب ہے سوانگ مگر سوال یہ ہے کہ ہم اپنے ان
دو جاسوسوں عنبر اور ناگ سے کیا کام لے سکتے ہیں؟

سوانگ بولا۔

یہ تو سوانا سے بات چیت کرنے کے بعد ہی معلوم ہوگا ہو سکتا ہے وہ
کہے کہ اسے کسی مددگار کی ضرورت ہی نہیں ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
وہ ان دونوں کو کوئی کام بتا دے۔

گنڈپ کہنے لگا۔

تو پھر طے ہو گیا کہ صبح سوانا کو شاہی محل سے بلوایا جائے گا۔

سوانگ بولا۔

ہر حالت میں.......... اچھا میں اب ذرا بازار کا ایک چکر لگا کر ابھی
آتا ہوں۔

یہ کہہ کر سوانگ چلا گیا اور گنڈپ نے اندر جا کر دروازہ بند کر دیا ان
دونوں کی گفتگو کا ماریا کو ایک فائدہ تو یہ ہوا تھا کہ ان کی آئندہ چال کا
اسے پتہ چل گیا اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ لوگ آئندہ کیا کرنے

والے ہیں نقصان صرف یہی ہوا کہ وہ اندر حویلی میں جا کر ناگ اور
عنبر سے نہ مل سکی تھی وہ پھر گلی میں کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی وہ ایسی کوئی
حرکت نہیں کرنا چاہتی تھی کہ خواہ مخواہ سوانگ وغیرہ کو اس کے زندہ
ہونے کے بارے میں شک پڑ جائے۔
چنانچہ وہ عنبر اور ناگ سے ملے بغیر واپس موٹے مالک کے گھر کی
طرف آ گئی رات ہو گئی تھی اور موٹے مالک نے گھر کا بڑا دروازہ اندر
سے بند کروا لیا تھا ماریا عجیب مصیبت میں پھنس گئی تھی ادھر جاتی ہے تو
دروازہ بند ہے ادھر آتی ہے تو دروازہ بند ملتا ہے اسے غصہ بھی بڑا آیا
مگر وہ کوئی بھی غیر ذمے داری اور بے احتیاطی کا کام نہیں کرنا چاہتی
تھی وہ اب ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھا رہی تھی کچھ دیر وہ گلی میں
اکیلی ٹہلتی رہی سامنے سے اسے ایک نوجوان گدھے کے ساتھ گلی میں
داخل ہوا وہ نوجوان آگے آگے تھا گدھا اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا

ماریا کو یوں ہی دل لگی سوجھی وہ نوجوان آگے نکل گیا تو ماریا نے اس
کے گدھے کا منہ دوسری طرف کر دیا نوجوان نے آگے جا کر دیکھا کہ
گدھا پیچھے کی طرف جا رہا ہے تو بڑا حیران ہوا دوڑ کر گدھے کو پکڑا اور
کان کھینچ کر ساتھ ساتھ چلانے لگا اب کے ماریا نے گدھے کی دم پکڑ
کر زور سے کھینچ گدھے نے زور سے دلتی جھاڑی نوجوان نے گدھے
کو دو تین ڈنڈے مارے اور وہاں سے چل دیا، ماریا بہت ہنسی۔
اتنے میں موٹے مالک کا دروازہ کھلا اور نوکر کٹورہ لے کر باہر نکلا ماریا
بڑی خوش ہوئی وہ دروازہ بند کر ہی رہا تھا کہ ماریا نے قریب جا کر کہا۔
میں آ گئی ہوں۔ اچھا کیا کہ تم نے دروازہ کھول دیا میں اندر جا رہی
ہوں اور اوپر والی منزل میں کونے کے تخت پوش پر سوؤں گی وہاں مجھے
کھانا دے جانا۔
نوکر نے سر ہلا کر کہا۔

بہت اچھا دیوی جی، میں کھانا لے کر آ جاؤں گا۔

نوکر بازار چلا گیا اور ماریا دروازے میں سے ہو کر مکان کے اندر گئی وہ سیدھی سیڑھیاں چڑھنے لگی اوپر جا کر اس نے کمرے کے باہر کونے میں تخت پوش پر کمبل بچھایا اور دوسرا کمبل اوپر لے کر لیٹ گئی اور نوکر کا انتظار کرنے لگی موٹا سامنے والے کمرے میں قالین پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا کوئی ساز بجا کر دل بہلا رہا تھا وہ اس قدر بھونڈے انداز میں ساز بجا رہا تھا کہ ماریا کے کانوں میں درد ہونے لگا اس کا خیال تھا کہ وہ ساز بجاتے بجاتے تھک کر بند کر دے گا مگر وہ ایسا ڈھیٹ تھا کہ اپنا بے سرا ساز بجائے جا رہا تھا ماریا نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے جب ہاتھ چھوڑے تو وہ پھر ساز بجا رہا تھا اس نے سوچا کہ اندر جا کر اس کے ساز کو توڑ پھوڑ دینا چاہیے۔ مگر پھر اسے خیال آیا کہ کم بخت سمجھ جائے گا کہ ماریا زندہ ہے۔

وہ بے بس ہو کر لیٹی رہی اتنے میں نوکر دبے پاؤں چھت پر آیا اس کے ہاتھ میں روٹی اور پھل تھا اس نے چپکے سے یہ چیزیں کونے والے تخت پوش پر آ کر رکھ دیں اور آہستہ سے کہا۔

دیوی جی، کھانا حاضر ہے۔

اور چپکے سے واپس ہو گیا اس کے پاؤں میں کوئی شے لگ کر دور جا گری اس کی آواز سن کر موٹے مالک نے ساز بجانا بند کر دیا اور آواز دی۔

کون ہے باہر۔

نوکر نے کہا۔

میں ہوں حضور آپ کا نوکر۔

حضور، آپ کے لئے زیتون کا تیل لینے گیا تھا۔

کہاں ہے وہ۔

نیچے رکھ دیا ہے حضور۔

ارے کم بخت اوپر لا کر میرے سر کی مالش کر نیچے کس لیے رکھ کر آئے ہو۔؟

ابھی لایا سرکار۔

نوکر زیتون کا تیل لانے نیچے چلا گیا ماریا کھانا کھا رہی تھی اور موٹے نے دوبارا ساز بجانا شروع کر دیا ماریا کا دماغ چکرانے لگا کم بخت بے حد بھونڈا ساز بجا رہا تھا مگر وہ کچھ نہ کرنا چاہتی تھی ساز سننے پر مجبور تھی نوکر زیتون کا تیل لے کر آ گیا اور اس نے موٹے کے سر کی مالش شروع کر دی خدا کا شکر ہے کہ مالش کرواتے ہوئے اس نے ساز بجانا بند کر دیا مالش کرواتے کرواتے اسے نیند آ گئی اور وہ سو گیا نوکر اسے سوتا چھوڑ کر نیچے جا کر خود بھی سو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ماریا کو بھی نیند آ گئی۔

آدھی رات کا وقت ہوگا کہ شور سن کر ماریا کی آنکھ کھل گئی کیا دیکھتی ہے کہ موٹا کمرے سے باہر نکلا ہوا ہے اور نیچے نوکر کو آوازیں دے رہا ہے۔

ارے الو کی دم بھاگ کر اوپر آ۔ کہاں مر گیا ہے۔

نوکر بھاگتا ہوا اوپر آیا۔

کیا حکم ہے حضور۔؟

اب حضور کے بچے مجھے اندر گرمی لگ رہی ہے میرا بستر باہر تخت پوش پر لگا دے۔

تخت پوش کا نام سن کر ماریا جلدی سے اٹھ بیٹھی بڑی اچھی بات ہوئی تھی کہ ماریا کی آنکھ کھل گئی ورنہ وہ موٹا تخت پوش پر خود ہی بستر لگانے لگتا تو بھانڈا ہی پھوٹ جاتا ماریا نے اپنے کمبل اٹھا کر دیوار پر رکھ دیے اور ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی وہ دل ہی دل میں موٹے کو برا

بھلا کہہ رہی تھی کمینے نے اس کی نیند خراب کر دی تھی نوکر بستر لے
کر تخت پوش پر آیا اسے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ ماریا وہاں نہیں ہے اس
نے جلدی جلدی بستر لگایا اور مالک سے کہا۔

بستر لگا دیا حضور آرام کریں۔

موٹا مالک تخت پوش پر لیٹ گیا نوکر نیچے چلا گیا تھوڑی دیر بعد موٹا
مالک چاندنی رات میں باہر خراٹے لے رہا تھا ماریا اس کے کمرے
میں چلی گئی اور اس کے بستر پر جا کر لیٹ گئی کم بخت کا بستر بڑا آرام دہ
تھا ماریا کو نیند آنے لگی اس نے سوچا اگر اسے نیند آ گئی اور کم بخت موٹا
باہر سے اٹھ کر اچانک اندر اپنے بستر پر آ گیا تو بڑا برا ہو گا اس لیے
اسے بستر پر نہیں سونا چاہیے وہ جلدی سے موٹے کے پلنگ پر سے اٹھ
کر کونے میں قالین پر لیٹ گئی وہ زندگی میں پہلی بار اپنے آپ کو بے
بس محسوس کر رہی تھی وہ اگر چاہتی تو موٹے کو تگنی کا ناچ نچا سکتی تھی

اسے چھت پر سے نیچے پھینک سکتی تھی مگر وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی وہ
چاہتی تھی کہ موٹا مالک سوانگ اور گنڈپ اسی خیال میں رہیں کہ غیبی
عورت مر چکی ہے وہ ان پر اپنا زندہ ہونے کا راز نہیں کھولنا چاہتی تھی۔

خونی سازش

ماریا کی ایک بار پھر آنکھ لگ گئی۔

اس کی جاگ کھلی تو کیا دیکھتی ہے کہ موٹا کمرے کے اندر آ کر کونے
میں کسی شے کو تلاش کر رہا ہے وہ جلدی سے بستر پر سے اٹھ کر پرے
ہٹ گئی اس کے اٹھنے سے کھڑ کھڑ ہوئی تو موٹے نے چونک کر بستر کی
طرف دیکھا وہ کچھ دیر بت بنا کھڑا رہا جیسے اسے شک پڑ گیا ہو کہ
کمرے میں ضرور کوئی غیبی شخص موجود ہے ماریا کو فکر لگی کہ کہیں موٹے
کو اس کی موجودگی کا پتہ تو نہیں چل گیا مگر موٹے نے سر کو جھٹک دیا
یعنی اس کا شک اپنے آپ دور ہو گیا اتنے میں نوکر اوپر آ گیا اس نے
نوکر سے کہا۔

کیوں رے تمہارا کیا خیال ہے غیبی چڑیل جل گئی تھی ناں؟

نوکر نے ہاں کرتے ہوئے کہا۔

بالکل جل گئی تھی حضور اتنی آگ میں تو کوئی بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔

یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا اچھا اب بھاگ کے نیچے جا اور میرا ناشتہ لگا
دے ہرن کے کباب بنائے ہیں۔؟

جی سرکار بنائے ہیں۔

شاباش میں ابھی نیچے آ کر ناشتہ کرتا ہوں۔

نوکر کے ساتھ ہی ماریا بھی نیچے اُتر گئی یاورچی خانے میں جا کر اس
نے ناشتہ کیا اور پھر باہر گلی میں آ گئی سب سے پہلے تو اس نے مکان
کے باہر جا کر اپنے گھوڑے کو دیکھا گھوڑا وہاں پر نہیں تھا........کوئی
چور اسے کھول کر لے جا چکا تھا اسے یہی امید تھی اس نے سوچا کوئی
بات نہیں وہ کوئی دوسرا گھوڑا لے لے گی گلیوں میں دن کے چڑھ آنے

سے بڑی رونق ہوگئی لوگ اپنے اپنے کام پر جارہے تھے دکانیں کھل
گئی تھیں اور خرید وفروخت ہو رہی تھی وہ وہاں سے سیدھی گنڈپ کی
حویلی والی گلی میں آگئی اس نے دیکھا حویلی کا بڑا دروازہ تھوڑا سا کھلا
تھا۔

اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور دروازے میں سے اندر جھانک کر دیکھا
ڈیوڑھی میں ہلکی ہلکی روشنی تھی اور ایک بڑا سا تخت پوش بچھا تھا جس پر
ایک بوڑھا چوکیدار آرام سے بیٹھا تربوز کھا رہا تھا ماریا نے آہستہ
آہستہ کر کے دروازے کا ایک پٹ اتنا کھول دیا کہ وہ اس میں سے
گزر سکتی تھی ابھی وہ دروازہ کھول کر اندر ہی گئی تھی کہ چوکیدار نے
دروازے کی طرف دیکھا اور کہا۔

ارے کم بخت، یہ ہوا پھر چلنے لگی۔

اور اس نے اٹھ کر دروازہ بند کر دیا اس وقت تک ماریا ڈیوڑھی میں آ

چکی تھی اب اسے عنبر اور ناگ کی تلاش تھی وہ ڈیوڑھی میں سے نکل کر
ایک صحن میں آگئی جس کے ساتھ ساتھ نیم دائرے کی شکل میں
کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں ایک کوٹھڑی میں سے باتیں کرنے کی آوازیں
آرہی تھیں ماریا اس کوٹھڑی کے پاس جا کر باتیں سننے کی کوشش کرنے
لگی اسے اندر سے گنڈپ کے بات کرنے کی آواز آرہی تھی۔

میں نے سوانا کو شاہی محل سے بلوا بھیجا ہے وہ آرہا ہوگا یہاں اس کے
ساتھ ساری بات ہو جائے گی۔

سوانگ نے کہا۔

اسے اب تک آجانا چاہیے تھا۔

گنڈپ بولا۔

بس آہی رہا ہوگا۔

گنڈپ نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا ماریا چپکے سے ستون کے ساتھ لگ

کر کھڑی ہوگئی۔

اب تو ہمیں دروازہ کھلا رکھنا چاہیے وہ غیبی چڑیل تو جل بھن کر راکھ ہو
گئی ہے اب کس کا ڈر بھلا۔؟

اسے کیا خبر تھی کہ وہ غیبی چڑیل اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر ستون
کے ساتھ لگی کھڑی تھی عنبر اور ناگ کو ایک بار پھر ماریا کی موت کا
صدمہ ہوا ماریا نے دیکھا کہ وہ دونوں کوٹھڑی کے اندر قالین پر بیٹھے
تھے اتنے میں باہر ڈیوڑھی سے ایک ٹھگنا سا گنجا آدمی اندر آیا گنڈپ
نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگالیا۔

سوانا تمہیں کسی نے دیکھا تو نہیں۔؟

سوانا نے مکاری سے ہنس کر کہا۔

بھلا مجھے کوئی دیکھ سکتا ہے اتنی ہوشیاری سے آیا ہوں کہ کیا مجال کسی کی
مجھ پر نظر بھی پڑ جائے۔

گنڈپ بولا۔

اندر آجاؤ۔

گنڈپ اسے لے کر اندر چلا گیا ماریا باہر کی باہر رہ گئی اصل میں وہ
اندر جا سکتی تھی مگر وہ کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی وہ باہر ہی کھڑی
ان لوگوں کے باہر نکلنے کا انتظار کرتی رہی رات کی باتوں سے اسے اتنا
پتہ چل گیا تھا کہ عنبر اور ناگ گھر پر ہی رہیں گے۔

اندر آتے ہی سوانگ نے دروازہ بند کر لیا اور سوانا سے پوچھا یہ بتاؤ
سوانا کہ شاہی محل کے حالات کیا ہیں؟

سوانا نے کہا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ کون ہیں۔؟

گنڈپ نے عنبر اور ناگ کا تعارف کرایا۔

یہ عنبر اور ناگ ہیں۔ سردار نے منگولیا ہے انہیں خاص طور پر ہماری مدد

ہاں، لیکن وہاں بھی اب کوئی شہزادے کے پاس نہیں رہ سکتا کنیزیں
ملکہ کی خواب گاہ میں داخل نہیں ہو سکتیں جس کمرے میں شہزادہ ہوتا
ہے اس کے باہر بڑا سخت پہرہ ہوتا ہے کوئی چڑیا بھی اندر جا کر پر نہیں
مار سکتی ملکہ ہر وقت شہزادے کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتی ہے۔

پھر تو ہمارے لیے بڑی مشکل پیدا ہو گئی۔

سوانا بولا۔

ورشا اور ارژنگ کے بے وقوفیوں کی وجہ سے وہاں حالات بڑے
خراب ہو گئے ہیں انہیں چاہیے تھا کہ شہزادے کو ایک دم سے ختم کر
دیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا وہ اپنی سازش کو لمبا کرتے رہے جس
کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب وہاں کوئی پرندہ بھی دم نہیں مار سکتا۔

سوانگ نے پوچھا۔

پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ سردار تو بے حد غصے میں ہے کہ ہم گوریلوں

سے ابھی تک اتنا سا کام نہیں ہو سکا کہ شہزادے کی زندگی کا خاتمہ
کر دیں اب تک کتنے ہی گوریلے ہلاک ہو چکے ہیں کئی گوریلوں نے
زہر کھا کر خودکشی کر لی ہے مگر شہزادہ ابھی تک زندہ ہے اس کا کوئی بال
بیکا نہیں کر سکا سردار نے حکم دیا ہے کہ چاندرات سے پہلے پہلے شہزادہ
ولی عہد کو ختم کر دیا جائے نہیں تو ہم سبھوں کی زندگیاں خطرے میں
ہوں گی۔

سوانا کہنے لگا۔

سردار نے بجا فرمایا ہے ہمیں شرم آنی چاہیے کہ ہم نے ابھی تک کچھ
بھی نہیں کیا۔

سوانگ نے کہا۔

پھر تم ہی کوئی راستہ بتاؤ ہم نے تمہیں صرف اسی لئے بلایا ہے کہ تم
پرانے تجربہ کار گوریلے ہو ہمیں ضرور کوئی ترکیب بتاؤ گے جس سے ہم

اس مہم میں کامیاب ہوسکیں۔

سوانا کہنے لگا۔

میرے ذہن میں تو صرف یہی ایک ترکیب ہے۔

گنڈپ نے بے تاب ہو کر پوچھا۔

کون سی۔؟

یہی کہ تم دونوں کسی طرح بھیس بدل کر میرے پاس شاہی محل میں پہنچ
جاؤ میں کھانے میں شہزادے کو زہر بھی نہیں دے سکتا کیونکہ اس کا
دودھ ملکہ خود بناتی ہے اور کھانا خود میں کھا کر بھجواتا ہوں مجھے ہر کھانا
زبردستی کھلایا جاتا ہے تاکہ اگر میں نے زہر ڈالا ہو تو پہلے میں ہلاک
ہو جاؤں شاہی محل کی فضا ایسی ہو گئی ہے کہ باپ بیٹے پر اور بیٹا باپ پر
شک کرنے لگا ہے کوئی کسی کا اعتبار نہیں کرتا۔

گنڈپ بولا۔

تم کوئی ترکیب بتانے لگے تھے۔

ہاں۔سوانا بولا،ترکیب کوئی خاص نہیں بڑی معمولی ترکیب ہے مگر ذرا
بہادری سے کام لینا پڑے گا آدھی رات کو تم لوگ ڈاکوؤں کا سیاہ لباس
پہن کر کسی طرح شاہی محل میں آجاؤ اور ملکہ کی خواب گاہ میں داخل ہو
کر شہزادے کو قتل کر دو۔

سوانگ نے کہا۔

خواب گاہ کے باہر تو سپاہیوں کا پہرہ ہوتا ہے۔

سوانا نے کہا۔

ان لوگوں کو ہم کسی نہ کسی طرح قابو کر لیں گے۔

سوانگ نے پوچھا۔

کیا ہم محل کے دروازے سے داخل ہوں گے۔؟

سوانا بولا۔

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تم لوگ آج آدھی رات کو شاہی محل کے پیچھے
برج والی دیوار کو کمند مار کر عبور کر کے اوپر آ جانا وہاں سے میں تمہاری
رہنمائی کروں گا میں وہاں موجود ہوں گا۔

بہت اچھا۔

گنڈپ نے پوچھا۔

کیا ہم چاروں وہاں آئیں۔؟

سوانا نے کہا۔

تم چاروں کو ہی آنا ہوگا، جتنے آدمی زیادہ ہوں گے ہم اتنی ہی جلدی
سپاہیوں کو ایک ایک کر کے قابو کر سکیں گے۔

ٹھیک ہے آج رات تم ہمارا انتظار کرنا۔

سوانا بولا۔

عقبی برج والی دیوار پر یاد رکھنا، وہاں آم کا ایک بہت بڑا درخت بھی

ہے میں اس دیوار کے اوپر کمند لیے کھڑا ہوں گا۔

بہتر ہے ہم وہاں پہنچ جائیں گے۔

سوانا نے کہا۔

تو پھر اب میں جاتا ہوں۔

بہت اچھا۔

سوانا چلا گیا، گنڈپ نے دروازہ پھر سے بند کر دیا ماریا ستون کے
ساتھ اسی طرح کھڑی تھی تھوڑی دیر بعد گنڈپ اور سوانگ بھی کمرے
میں سے نکل کر حویلی کی ڈیوڑھی میں آ گئے اور چوکیدار سے کوئی کوٹھڑی
کھلوا کر اندر چلے گئے ماریا نے یہ موقع غنیمت جانا اور وہ لپک کر اندر
چلی گئی ناگ اور عنبر سر جوڑے پریشان اداس بیٹھے تھے ماریا نے
جاتے ہی کہا۔

عنبر بھائی سلام۔

ماریا کی آواز سنتے ہی عنبر اور ناگ کی خوشی سے باچھیں کھل گئیں وہ بے حد خوش ہوئے ناگ بولا۔

ماریا بہن خدا کا شکر ہے کہ تم زندہ ہو مگر یہ بتاؤ کہ تم زندہ کیسے رہیں اس بد بخت نے تو سارے کمرے میں آگ لگا دی تھی۔

ماریا نے کہا۔

خدا نے مجھے بچانا تھا سو بچا لیا، موٹے کے نوکر نے مجھے آ کر کمرے میں سے باہر نکال دیا نہیں تو میں اندر ہی جل بھن کر راکھ ہو چکی ہوتی

ناگ نے کہا۔

خدا کا شکر ہے کہ ہم نے پھر تمہاری آواز سنی ہم تو بے حد افسوس کر چکے تھے۔

ماریا نے کہا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ اب سازش کیا تیار ہو رہی ہے۔؟

عنبر نے گنڈپ اور سوانا کے درمیان جو باتیں ہوئی تھیں وہ ساری کی ساری بیان کر دیں ماریا بولی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے ابھی سے جا کر ملکہ کو خبر دار کر دینا ہوگا۔

ہاں ماریا بہن یہ کام تم ہی کر سکتی ہو، فوراً جاؤ اور ملکہ اور بادشاہ کو جا کر خبر دار کر دو کہ شہزادہ ولی عہد کی زندگی سخت خطرے میں ہے اس کے گرد پہرہ سخت کر دیا جائے۔

میں ابھی جاتی ہوں تم لوگوں کو میں رات کو یہاں پھر ملوں گی۔

عنبر نے کہا۔

ہو سکتا ہے ہماری تمہاری ملاقات شاہی محل میں ہی ہو جائے کیونکہ ہم ان لوگوں کے ساتھ ہی ہوں گے۔

بہتر ہے۔

اب باہر سے گنڈپ وغیرہ کی آوازیں سنائی دیں ناگ نے کہا۔

وہ لوگ آ رہے ہیں تم جلدی سے باہر نکل جاؤ۔

گنڈپ اور سوانگ کوٹھڑی میں آ گئے انہوں نے سیاہ کپڑے اٹھا
رکھے تھے جنہیں پہن کر وہ شاہی محل میں آدھی رات کو جانا چاہتے تھے
ماریا کمرے میں سے باہر نکلنے لگی تو اس کا کندھا دروازے سے ٹکرا گیا
دروازہ زور سے بج اٹھا گنڈپ نے چونک کر دیکھا۔

یہ دروازہ کس نے ہلایا ہے۔

سوانگ نے حیرانی سے پوچھا۔

کون ہو سکتا ہے۔

کہیں وہ غیبی چڑیل پھر تو نہیں آ گئی۔ عنبر ناگ کیا وہ اندر آئی تھی تم
لوگوں نے محسوس کیا اسے۔؟

ناگ نے کہا۔

ہرگز نہیں استاد، ہم نے تو یہاں کسی کی موجودگی کو محسوس نہیں کیا یہاں

تو ہم اکیلے ہی بیٹھے ہیں۔

سوانگ اگر وہ کم بخت بچ گئی ہے اور زندہ ہے تو ہم پر بڑی بھاری
مصیبت نازل ہو سکتی ہے۔

سوانگ نے کہا۔

لیکن بھائی گنڈپ اس نے ہماری سازش کی باتیں تو سنی ہی نہیں ہیں،
اسے کیا معلوم کہ ہم کون سی چال چل رہے ہیں۔؟

عنبر کہنے لگا۔

سوانگ ٹھیک کہتا ہے غیبی چڑیل اگر زندہ بھی ہوئی تو اسے ہمارے
منصوبے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکتا۔

گنڈپ بولا۔

ارے کم بختو، وہ ہمارے سارے کیے کرائے پر پانی پھینک سکتی ہے
خدا سے دعا کرو کہ وہ زندہ نہ ہو۔

بھائی وہ مر چکی ہے فکر نہ کرو۔ اب یہ بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا ہے سوانگ
کی اس بات پر گنڈپ کی توجہ سیاہ کپڑوں کی طرف بٹ گئی اس نے
کہا۔

یہ سیاہ کپڑے پہن کر ہمیں آدھی رات کے اندھیرے میں محل کے اندر
داخل ہونا ہے۔ یہ کپڑے ہمیں گھر سے نکلتے وقت پہننے ہوں گے۔

طوفانی دریا

ماریا حویلی سے باہر گلی میں آ گئی۔

اب وہ شاہی محل میں جا کر ملکہ چینن کو خبردار کرنا چاہتی تھی کہ آج رات
اس کے شہزادے کو قتل کرنے کی سازش بنائی جا رہی ہے محل وہاں سے
کافی فاصلے پر تھا، اس کے لئے ضروری تھا کہ ماریا کسی شے پر سوار ہو
کر جائے گھوڑا اس کے پاس نہیں تھا وہاں کسی جگہ اسے کھلا گھوڑا
دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا ہر کوئی گھوڑے پر سوار چلا جا رہا تھا ماریا
بازار میں تیز تیز چل رہی تھی اچانک اسے ایک گھوڑا گاڑی نظر آئی وہ
ایک جگہ کھڑی تھی اس کا مالک شاید اندر کوئی شے خرید رہا تھا ماریا نے
سوچا کہ کیوں نہ وہ اس گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر شاہی محل کو چل دے۔

وہ آگے بڑھی اور گھوڑا گاڑی کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔

وہ گاڑی بڑی عمدہ تھی اور مضبوط لوہے سے بنی تھی آگے دو بڑے ہی
صحت مند اور توانا گھوڑے جتے ہوئے تھے سائیس بھی مالک کے
ساتھ ہی اندر گیا ہوا تھا، ماریا نے کچھ سوچنے کی بجائے چھلانگ لگا دی
اور گاڑی پر سوار ہو گئی اس کے گاڑی پر سوار ہوتے ہی گاڑی کے
گھوڑوں کے غائب ہو گئی گھوڑوں نے اگلی ٹانگیں اوپر اٹھا لیں۔ وہ
زور سے ہنہنائے اور بدک کر آگے کو دوڑ پڑے ماریا ڈر کر ایک طرف
کو سمٹ گئی لوگ بڑے حیران تھے کہ گھوڑوں کے بھاگنے کی آوازیں
آ رہی ہیں مگر گھوڑے کہیں دکھائی نہیں دیتے ماریا نے باگیں کھینچ کھینچ
کر بے حد کوشش کی کہ گھوڑوں کو کھڑا کرے مگر گھوڑے تو وحشیوں کی
طرح بھاگے چلے جا رہے تھے۔

ماریا ایک نئی مصیبت میں پھنس گئی تھی اس سے تو کہیں بہتر تھا کہ وہ

پیدل چل کر ہی محل میں پہنچ جاتی گھوڑے پاگلوں کی طرح بھاگے چلے
جا رہے تھے اب وہ شہر سے باہر نکل آئے تھے اور میدانی علاقہ شروع
ہو گیا تھا ماریا نے سوچا کہ وہ چھلانگ لگا دے مگر ایسا کرنا اپنی موت کو
دعوت دینے کے برابر تھا گھوڑا گاڑی بڑی تیز رفتاری سے جا رہی تھی
زمین پتھریلی تھی اگر ماریا چھلانگ لگا دیتی تو اس کا سارا جسم لہولہان ہو
جاتا بلکہ ممکن تھا کہ وہ مر بھی جاتی۔ اس کی ہڈی پسلی ایک ہو جاتی۔

ماریا کا دماغ چکر کھانے لگا کہ وہ کیا کرے۔؟

اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا وہ باگوں کو بار بار کھینچ کر گھوڑوں کو کھڑا
کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر گھوڑے رکنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے
اب شہر کافی پیچھے رہ گیا تھا میدانی علاقہ بھی ختم ہو گیا تھا گھوڑے
پتھریلی سڑک پر پہاڑوں کی طرف بھاگے چلے جا رہے تھے اب
پہاڑی ٹیلے شروع ہو گئے یہ ٹیلے دور تک چلے گئے تھے سڑک ان میں

سے گھوم پھر کر ٹیلوں کے دوسری طرف نکل گئی تھی ٹیلوں سے باہر نکل
کر گھوڑا گاڑی آئی تو سامنے دریا کا پل آ گیا ماریا کا کلیجہ کانپ گیا۔
اگر گھوڑا گاڑی پل پر سے گر پڑی تو کیا ہوگا۔؟
یہ پل پتھروں سے بنایا گیا تھا گھوڑے وحشیوں کی طرح دوڑتے
ہوئے پل پر چڑھ گئے پل عبور کرتے ہوئے گاڑی کا ایک پہیہ پل کی
دیوار سے ٹکرا گیا اور گاڑی الٹ کر گھوڑوں سمیت دریا میں گر پڑی۔
دریا تیز رفتار تھا گھوڑے گاڑی کو لے کر دریا میں ڈوب گئے جھٹکے سے
ماریا دور جا گری وہ تیز اور ٹھنڈے پانی میں تیرنے لگی سردی سے اس
کے دانت بج رہے تھے دریا میں گرنے کے صدمے سے وہ بے ہوش
ہوتے ہوتے رہ گئی تھی اب مصیبت اس کے سر پر آن پڑی تھی اور وہ
اس کا جواں ہمتی اور بہادری سے مقابلہ کرنا چاہتی تھی۔
دریا کی لہریں اسے بہائے لیے چلی جا رہی تھیں دریا آگے جا کر

پہاڑوں کی طرف گھوم گیا یہ دریا اتنا چوڑا نہیں تھا مگر پانی کی رفتار اس
قدر تیز تھی کہ ماریا ایک تنکے کی طرح بہے چلی جا رہی تھی دریا پہاڑوں
میں سے نکل کر ایک درے میں آ گیا یہاں چاروں طرف پہاڑ ہی
پہاڑ کھڑے تھے اور بیچ میں دریا بہتا چلا جا رہا تھا یہاں آ کر پانی کا
بہاؤ کچھ ہلکا ہو گیا تھا ماریا کے ہاتھ پیر سن ہو گئے تھے پھر بھی وہ
کنارے کی طرف بڑھنے کی کوشش کرنے لگی اتفاق سے اس کا ہاتھ
ایک پتھر پر پڑ گیا۔
وہ پتھر کے اوپر آ کر بیٹھ گئی یہاں سے وہ کھسکتی کھسکتی اس بڑے پتھر پر
چلی گئی جو کنارے کے قریب ہی دریا میں پڑا تھا اس پتھر پر سے وہ
کنارے پر کود گئی کنارے پر آتے ہی وہ بے سدھ ہو کر زمین پر
اوندھے منہ پڑ گئی کافی دیر اسی طرح پڑی رہنے کے بعد وہ اٹھی اور
دھوپ میں اپنے کپڑے سکھانے لگی کپڑے سوکھ گئے تو وہ اٹھ کر ایک

طرف کو چل پڑی اسے کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کہاں سے کہاں آن پہنچی
ہے اتنا معلوم تھا کہ وہ شہر سے سینکڑوں میل دور نکل آئی ہے دریا چونکہ
پہاڑی تھا اس لئے اس نے ماریا کو چکر دے کر کئی میل آگے لا کر
پھینک دیا تھا کمزوری اور بھوک کے مارے ماریا کا برا حال ہو رہا تھا
اسے سردی بھی بہت لگ رہی تھی وہ چاہتی تھی کہ گرم قہوہ پی کر دھوپ
میں لیٹ جائے کیونکہ اس طرح اس کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ تھا وہ
لڑکھڑا لڑکھڑا کر چل رہی تھی۔ اسے ایک جھونپڑی سی دکھائی دی تو اس
کی جان میں جان آگئی وہ اس جھونپڑی کی طرف چلنے لگی یہ جھونپڑی
ایک جگہ چٹان کے پاس بنی ہوئی تھی جھونپڑی کے باہر کوئی بھی نہیں
تھا۔

ماریا جھونپڑی میں داخل ہو گئی اندر بھی کوئی نہیں تھا چولہے پر آگ جل
رہی تھی اور پانی گرم ہو رہا تھا ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا اور چولہے کے

پاس آکر کھڑی ہو گئی ایک جگہ مٹی کی پیالی میں خشک قہوہ پڑا تھا ماریا
نے جلدی سے ایک پیالہ قہوہ بنا کر پیا اور زمین پر بچھے ہوئے خشک
گھاس کو بستر بنا کر لیٹ گئی وہ بے حد تھکی ہوئی تھی اسے نیند آگئی اس
کی آنکھ کھلی تو باہر کسی نے گدھے کو مارا تو وہ زور سے رینگنے لگا۔

ماریا زمین پر سے اٹھ کر پرے ہو گئی ایک لکڑہارا بوڑھا لکڑیوں کا گٹھا
گدھے پر سے اتار رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس سے باتیں بھی کرتا جا رہا
تھا۔

کم بخت تو پھر ضد کرنے لگا۔ اچھا ٹھہر جا، آج میں تمہیں۔
حلال کر کے ہی دم لوں گا، تو نے پھر مجھے تنگ کرنا شروع کر دیا ہے
لکڑہارے نے لکڑیاں لا کر اندر رکھیں اور چولہے کے پاس آکر حیرانی
سے پیالے کو دیکھ کر خود بخود ہی بولا۔

ہائیں۔ یہ پیالی میں قہوہ کس نے پیا ہے۔؟

پھر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔

مگر یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے پھر یہ قہوہ کون پی گیا، میرا خیال ہے ضرور پہاڑی ڈاکوؤں میں سے کوئی آیا ہوگا کم بختوں نے میرا جینا حرام کر رکھا ہے کھانے پینے کی چیزیں لاتا ہوں اور یہ ڈاکو مجھ سے چھین کر لے جاتے ہیں۔

ماریا دور بیٹھی بوڑھے لکڑہارے کی باتیں بڑی دل چسپی سے سنتی رہی بوڑھا اپنے لیے قہوہ تیار کرنے لگا اتنے میں باہر شور سا ہوا اور دو گھوڑ سوار جھونپڑی کے باہر آکر رک گئے انہوں نے بوڑھے کو باہر بلایا خود گھوڑوں سے اتر پڑے بوڑھے نے تھر تھر کانپتے ہوئے کہا۔

جناب کیا حکم ہے۔؟

وہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں پہاڑی ڈاکو ہیں۔

ایک ڈاکو نے گرج کر کہا۔

او بڈھے ہم ڈاکو ہیں۔ہم ڈاکہ ڈالنے جا رہے ہیں ہمیں بھوک لگی ہے جلدی سے اندر جو کچھ بھی کھانے کو ہے باہر لے آ۔

بوڑھا بولا۔

حضور، میرے پاس تو اس وقت سوائے قہوے کی ایک پیالی کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

ایک ڈاکو بولا۔

بکتے ہو۔جلدی سے اندر جو کچھ ہے باہر لے آ۔

بوڑھے نے کہا۔

سرکار آپ خود چل کر دیکھ لیں۔

چلو۔

دونوں ڈاکو گھوڑوں پر سے اترے انہوں نے اندر آکر جھونپڑی کی ایک ایک شے کو الٹ پلٹ کر دیکھا جب کھانے کو کچھ نہ ملا تو انہوں

نے بوڑھے کو مارنا شروع کر دیا بے چارے بوڑھے کی چیخیں نکل گئیں

ماریا کو بے حد غصہ آیا کہ یہ کمینے ڈاکو ایک بے چارے بڈھے کو اس قدر مار رہے ہیں وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی اس نے زمین پر ایک طرف رکھا ہوا ڈنڈا اٹھا لیا اور پوری طاقت سے ایک ڈاکو کے سر پر دے مارا ڈنڈے کے لگتے ہی ڈاکو کی آواز نکالے بغیر زمین پر گر پڑا۔

دوسرے ڈاکو نے حیرانی سے ارد گرد اور پھر بوڑھے کی طرف دیکھا تو نے میرے ساتھی کو مار ڈالا۔ اب تو بھی میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔

دوسرے ڈاکو نے خنجر نکال لیا۔ بوڑھا ہاتھ جوڑ کر بولا۔

حضور قسم لے لیں میں نے آپ کے ساتھی کو نہیں مارا، میں بے گناہ ہوں مجھے بالکل نہیں معلوم کہ ڈنڈا کس نے مارا ہے میں نے آپ کے ساتھی کو نہیں مارا۔

ڈاکو نے گرج کر کہا۔

بکواس بند کرو۔ تم نے نہیں مارا، تو پھر کیا یہاں تیرے فرشتوں نے اسے مارا ہے۔ اب تو بھی اپنی موت کے لئے تیار ہو جا۔

جوں ہی دوسرا ڈاکو آگے بڑھا ماریا نے دوسرا ڈنڈا اس کے سر پر بھی دے مارا، وہ ڈاکو بھی تیورا کر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا بوڑھا لکڑہارا تو پھٹی پھٹی آنکھوں سے ارد گرد تکنے لگا کہ یا خدا یہ ماجرا کیا ہے یہ کون ہے جو ان لوگوں کو ڈنڈے مار مار کر ہلاک کر رہا ہے ماریا نے سوچا کہ بوڑھے سے باتیں کرنا فضول ہے اسے گھوڑے کی سخت ضرورت ہے اور باہر ڈاکوؤں کے دو گھوڑے کھڑے ہیں کیوں نہ ان میں سے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی محل پہنچ جائے اور ملکہ کو اس کے شہزادے کی قتل کی سازش سے آگاہ کر دے۔

وہ جھونپڑی سے باہر نکلی۔ باہر آتے ہی خدا جانے گھوڑوں کو کیا ہوا کہ

ایک دم بدکے اور زور زور سے اپنے دونوں پاؤں زمین پر مارنے لگے ماریا نے آگے بڑھ کر ایک گھوڑے کو قابو میں کرنے کی کوشش کی مگر وہ تو ہاتھ نہیں لگنے دے رہے تھے چنانچہ وہ دونوں گھوڑے اپنی اپنی رسیاں تڑا کر وہاں سے سرپٹ بھاگ گئے۔

ماریا بے چاری ناکامی کے عالم میں گھوڑوں کو تکتی رہ گئی تھوڑی دور جا کر ہی گھوڑے اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے ماریا پریشان ہو کر وہیں بیٹھ گئی بوڑھا اس دوران میں دونوں ڈاکوؤں کی لاشوں کو گھسیٹ کر جھونپڑے سے باہر لا چکا تھا وہ ایک ایک ڈاکو کے سینے پر کان لگا کر دل کی دھڑکن سننے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ دونوں ڈاکو ہلاک ہو چکے تھے بوڑھے نے ایک ڈاکو کی لاش کو گھسیٹا اور پہاڑ پر سے نیچے گہری کھنڈ میں گرا دیا پھر اس نے دوسری لاش کو گھسیٹا اور اسے بھی گہری کھنڈ میں گرا دیا۔

ماریا چپ چاپ بیٹھی بوڑھے کو یہ کام کرتے دیکھتی رہی وہ چاہتی تھی کہ بوڑھے سے باتیں کرے مگر اسے شک تھا کہ بوڑھا بھی ڈر کر بھاگ جائے گا بوڑھے کا گدھا جھونپڑی کے باہر بندھا ہوا تھا مگر ماریا بے چارے لکڑ ہارے کو اس کے گدھے سے محروم کرنا نہیں چاہتی تھی دوپہر گزر گئی تھی اور سورج غروب ہونے والا ہی تھا اسے ہر حالت میں رات ہونے سے پہلے پہلے شاہی محل میں پہنچنا چاہیے تھا مگر اس کے کوئی آثار کوئی امید دکھائی نہیں دے رہی تھی آخر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے شہر کو جانے والی چھوٹی سی پہاڑی پگ ڈنڈی پر چلنا شروع کر دیا۔

چلتے چلتے وہ تھک کر چور ہو گئی ابھی تک اسے شہر کی فصیل نظر نہیں آئی تھی اب وہ دریا کے ساتھ ساتھ واپس جا رہی تھی ابھی وہ شہر سے کافی دور تھی کہ شام ہو گئی دھوپ ڈھل گئی اور ہر طرف شام کی ہلکی ہلکی سیاہی

پھیل گئی ماریا کا دل دھڑکنے لگا کہ اب تو وہ کسی صورت میں بھی رات تک شہر نہیں پہنچ سکتی وہ لوگ ضرور شہزادے کو ہلاک کر دیں گے، پھر اسے خیال آیا کہ ناگ اور عنبر ایسا نہیں ہونے دیں گے وہ ان کے ساتھ ہیں۔

اسے ایک جگہ دیے کی روشنی نظر آئی۔

ماریا اس روشنی کی طرف آنے لگی یہ دیا ایک لکڑی کے چھوٹے سے مکان کے باہر جل رہا تھا ماریا نے قریب آ کر دیکھا کہ ایک عورت فرش پر چولہے کے پاس بیٹھی روٹیاں پکا رہی ہے اس کا خاوند پاس بیٹھا روٹی کھا رہا ہے روٹی کھانے کے بعد وہ ہاتھ دھو کر اٹھا اور بولا۔

میں ساتھ والے گاؤں جا رہا ہوں کوشش کروں گا کہ رات تک واپس آ جاؤں اگر واپس نہ آیا تو صبح ضرور آ جاؤں گا تم کوٹھڑی کا دروازہ اندر سے بند رکھنا اور خبردار کسی کے لئے بھی دروازہ مت کھولنا۔

عورت بولی۔

بہت بہتر۔

خاوند چلا گیا عورت وہاں اکیلی رہ گئی وہ کسی کام کے لئے اندر گئی تو ماریا نے آگے بڑھ کر چنگیر میں سے ایک روٹی اٹھا لی اور کھانی شروع کر دی عورت نے واپس آ کر چنگیر کی روٹیاں کپڑے میں لپیٹیں اور کمرے میں جا کر دیا جلانے لگی اسے محسوس ہی نہ ہوا کہ ایک روٹی غائب ہو گئی ہے کمرے کا دیا جلا کر اس نے دروازے کو اندر سے بند کر کے کنڈی لگا دی اور اندر بستر پر لیٹ گئی تھی ماریا کو اب خیال آیا کہ اسے بھی اندر جا کر سو جانا چاہیے تھا اب وہ رات کہاں جنگل میں ماری ماری پھرے گی مگر اب وہ لاکھ دروازہ کھٹکھٹاتی اندر سے کسی نے نہیں کھولنا تھا۔

چاروناچار وہ باہر صحن میں ہی ایک طرف پڑ کر لیٹ گئی۔ رات کا پہلا

پھیر گزر رہا تھا کہ وہاں تین پہاڑی ڈاکو آگئے یہ علاقہ پہاڑی ڈاکوؤں
سے بھرا ہوا تھا یہ ڈاکو رات کو ڈاکے ڈالا کرتے تھے یہ لوگ غریب
آدمیوں کو بھی لوٹ لیا کرتے تھے ماریا نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی
آوازیں سنیں تو اس کی آنکھ کھل گئی کیا دیکھتی ہے کہ تین ہٹے کٹے ڈاکو
تلواریں ہاتھوں میں لیے گھوڑوں پر سوار آئے ہیں اور دروازے پر
ہاتھ مار کر کہہ رہے ہیں۔

دروازہ کھولو، جو کچھ اندر موجود ہے ہمیں دے دو، ہم ڈاکو ہیں۔

اپنا ڈاکو ہونا وہ اس لئے ظاہر کر دیا کرتے تھے کیونکہ لوگ ڈاکو کا نام سن
کر ڈر جایا کرتے تھے اور جلدی سے جو کچھ ہوتا تھا نکال کر سامنے رکھ
دیتے تھے مگر عورت کو اس کے مالک نے منع کر دیا تھا کہ خبردار گھر کا
دروازہ ہرگز نہ کھولنا چنانچہ وہ اندر بیٹھی خوف سے کانپتی رہی مگر اس
نے دروازہ نہ کھولا۔

ڈاکوؤں نے پھر کہا۔

دروازہ کھول دو نہیں تو ہم دروازہ توڑ دیں گے۔

مگر عورت نے پھر بھی اندر سے دروازہ نہ کھولا۔

ایک ڈاکو نے کہا۔

دروازے کو توڑ دو۔

دوسرے ڈاکوؤں نے دروازے پر تلواریں مارنی شروع کر دیں پرانی
لکڑی کا دروازہ تھا وہ ٹوٹنا شروع ہو گیا اندر سے عورت کے رونے کی
آواز آنے لگی۔

اب ماریا نے سوچا کہ اس نے اس عورت کے گھر کی روٹی کھائی ہے
اسے ضرور بچانا چاہیے چنانچہ اس نے پتھر اٹھا کر ایک ڈاکو کے ہاتھ پر
زور سے مارا اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی ماریا نے تلوار کا ایک وار کر
کے اسی ڈاکو کا بازو کاٹ کر پھینک دیا۔

وہ ڈاکو تو ششدر رہ گیا اور چیخ مار کر ایک طرف کو بھاگ اٹھا دوسرے
ڈاکو اسے آوازیں دیتے لگے اب ماریا نے تلوار کا دوسرا ہاتھ مار کر ایک
اور ڈاکو کا بازو کاٹ دیا ڈاکوؤں میں افراتفری مچ گئی کہ یہ کون غیبی
بھوت ہے جوان کے بازو کاٹتا چلا جا رہا ہے ماریا نے کڑک کر کہا۔

سنو ڈاکوؤ۔ میں اس علاقے کا بھوت ہوں اور عورت بن کر یہاں
گھومتا پھرتا ہوں.......... میری بات غور سے سنو۔ اگر تم نے اس
عورت کو ٹوٹے ہوئے دروازے کی قیمت نہ دی تو میں تم سب کا پیچھا
کر کے قتل کر دوں گی۔

ڈاکوؤں کا تو خوف سے رنگ اڑ گیا۔

اے بھوت، دیوتا کے لئے ہمیں بخش دے ہم اس عورت کو ایک ہزار
سونے کے سکے دیے دیتے ہیں۔

ماریا نے کہا۔

فوراً دے دو۔

ڈاکوؤں کے سردار نے اشارہ کیا، ایک ڈاکو آگے بڑھا اور اس نے
ہزار سونے کے سکوں کا تھیلا عورت کے ٹوٹے ہوئے دروازے کے
آگے رکھ دیا۔

ماریا بولی۔

اب تم بھاگ جاؤ یہاں سے اور خبردار پھر اگر اس طرف کا رخ کیا تو
میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔

ڈاکو گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگنے لگے تو ماریا نے گرج کر کہا ایک گھوڑا
اسی جگہ چھوڑتے جاؤ۔

ڈاکوؤں کے سردار نے کہا۔

بہتر جناب۔

ڈاکو ایک گھوڑا اسی جگہ چھوڑ کر وہاں سے رفو چکر ہو گئے اس زمانے

میں اگر ڈاکے بڑے پڑتے تھے تو لوگ وہم پرست بھی بڑے تھے اور
جنوبی بھوتوں سے اس قدر ڈرتے کہ ان کا ہر کہا مانتے تھے عورت نے
ڈاکوؤں کو وہاں سے بھاگتے دیکھا تو ٹوٹے ہوئے دروازے میں
سے باہر آ گئی زمین پر اشرفیوں کی تھیلی پڑی تھی وہ بڑی حیران تھی کہ
ڈاکو اشرفیوں کی تھیلی وہاں پھینک کر کیسے بھاگ گئے۔؟

ماریا نے بڑی پرسکون آواز میں اس عورت سے کہا۔

میری بہن، میں بھوت نہیں ہوں میں ایک نیک روح ہوں اتفاق
سے ادھر سے گزر رہی تھی کہ تمہیں مصیبت میں دیکھا تو تمہاری مدد کو آ
گئی ڈاکو تمہارا دروازہ توڑ گئے ہیں میں نے ان سے یہ اشرفیاں
رکھوالی ہیں انہیں لے لو اور جب تمہارا خاوند آئے تو اسے کہنا کہ
دروازہ نیا لگوا لے۔

عورت نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

اے نیک روح میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں، تو نے میری
عزت بچائی میری جان بچائی، میں تمہارا یہ احسان کبھی فراموش نہیں
کروں گی۔

ماریا نے کہا۔

کوئی بات نہیں بہن انسان کو انسان کے کام آنا چاہیے۔

عورت نے پوچھا۔

کیا تم آسمانوں پر رہتی ہو۔؟

ماریا بولی۔

ہاں بہن، میں آسمانوں پر رہتی ہوں۔

عورت نے کہا۔

اے نیک روح، میرے خاوند کا کاروبار خراب ہے ہم لوگ غریب
ہیں کیا کوئی ایسی بات ہو سکتی ہے کہ ہمارا کاروبار چل نکلے۔

ماریا بولی۔

نیک بہن، اس تھیلے کو کھولو اس میں اتنی اشرفیاں ہیں کہ تمہارا خاوند اس سے اپنے کاروبار کو ترقی دے سکتا ہے۔

عورت نے تھیلا کھولا تو حیران رہ گئی وہ سونے کی اشرفیوں سے بھرا ہوا تھا ماریا نے مسکرا کر اس عورت کی طرف دیکھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر آگے چلنے ہی والی تھی کہ اسے خیال آیا، رات کو کہاں در بدر پھرے گی چنانچہ وہ عورت کی اجازت لے کر اسی مکان میں ایک طرف لیٹ کر سوگئی۔

رات کو حملہ

ادھر جب آدھی رات ہوئی تو قتل کی سازش کا وقت آگیا۔

گنڈپ کی حویلی میں عنبر ناگ اور سوانگ وغیرہ نے کالے کپڑے پہنے وہ ایک ایک کرکے حویلی سے باہر نکلے اور شہر کی گلیوں میں سے ہوتے باہر میدان میں آگئے یہاں گھوڑے ان کا انتظار کر رہے تھے گھوڑوں پر سوار ہو کر وہ شاہی محل کی طرف روانہ ہوگئے رات بڑی اندھیری تھی ہر طرف خاموشی تھی دور سے کبھی کبھی کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آجاتی تھی وہ گھوڑوں کو قدم قدم چلاتے شاہی محل کے اس حصے کی طرف آگئے جہاں ملکہ رہتی تھی یہ حصہ محل کے مغربی جانب تھا اور اس کے پہلو میں گول دیوار اوپر تک چلی گئی تھی۔

یہاں سے وہ پچھواڑے والی دیوار کی طرف آ گئے۔

یہاں پر ایک جگہ آم کے درختوں کے گھنے جھنڈ تھے گنڈپ نے سرگوشی میں ناگ سے کہا۔

یہی وہ جگہ ہے۔

اب وہ سارے کے سارے درختوں کے نیچے گھوڑوں پر سے اتر کر کھڑے ہو گئے اور اوپر محل کی عقبی دیوار کی طرف دیکھنے لگے اس دیوار پر سے سوانا نے کمند کو نیچے پھینکنا تھا کچھ دیر گزرنے کے بعد سوانگ نے بے چین ہو کر کہا۔

کہیں وہ سو تو نہیں گیا گنجے کا بیٹا۔؟

گنڈپ نے کہا۔

اگر وہ سو گیا ہے تو میں ابھی جا کر سب سے پہلے اسے قتل کر دوں گا کم بخت کو اپنی ذمے داری کا بھی احساس نہیں۔؟

ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ دیوار کے اوپر سوانا کا سایہ نمودار ہوا۔

وہ آ گیا ہے۔

سوانگ نے پوچھا۔

کیا رسا نیچے پھینک رہا ہے۔؟

گنڈپ بولا۔

ہاں، اس نے رسا نیچے لٹکا دیا ہے۔

سوانا نے اوپر سے رسا نیچے لٹکا دیا، گنڈپ نے آگے بڑھ کر رسے کو تھاما اور دیوار کے ساتھ ساتھ اوپر چڑھنا شروع کر دیا اوپر جا کر وہ دیوار کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔

اب سوانگ نے رسے کے ذریعے اوپر چڑھنا شروع کر دیا سوانگ کے جانے کے بعد عنبر اور ناگ اکیلے رہ گئے انہیں یہ موقع بڑی مشکل سے ملا تھا۔

ناگ نے کہا۔

عنبر بھائی اب کیا کرنا چاہیے۔؟

عنبر نے کہا۔

شی، آہستہ بولو۔ نازک وقت آ رہا ہے اس کے لئے ہمیں بڑی
ہوشیاری اور چالاکی کی ضرورت ہے تمہیں اوپر جا کر ہم سے الگ
ہو جانا ہے تمہارا کام صرف یہ ہو گا کہ جب یہ لوگ شہزادے کے
کمرے میں داخل ہونے لگیں تو انہیں وہیں ڈس کر بے ہوش کر دینا۔

ناگ نے پوچھا۔

اور تم کہاں ہو گے۔؟ کیا ہم ملکہ کو جا کر خبردار نہ کر دیں۔؟

عنبر نے کہا۔

اس کے لئے اب وقت باقی نہیں رہا، اگر تم ابھی اس طرف کو چلے گئے
تو شک کی وجہ سے ہو سکتا ہے یہ لوگ واپس چلے جائیں میں چاہتا

ہوں کہ آج انہیں پکڑوایا جائے۔

انہیں بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت ہے میں تو کہتا ہوں کہ انہیں ختم
کر دینا چاہیے۔

عنبر بولا۔

نہیں، میں انہیں زندہ بادشاہ کے دربار میں پیش کرنا چاہتا ہوں کیا تم
ایسا نہیں کر سکتے۔؟

ناگ نے کہا۔

میرے لئے بے ہوش کرنا مشکل ہو گا کیونکہ میرا زہر ان دنوں بہت
زیادہ ہو رہا ہے میں نے اگر انہیں ایک بار ڈس دیا تو وہ زندہ نہ بچ
سکیں گے۔

پھر کیا کیا جائے؟ میں انہیں مارنا نہیں چاہتا، میں انہیں زندہ پکڑ کر ان
کے باقی ساتھیوں کا سراغ لگانا چاہتا ہوں تا کہ ملک چین کے امن

پسند عوام کو ہمیشہ۔ ہمیشہ کے لئے دشمن کی سازشوں سے چھٹکارا مل جائے۔

اوپر سے سوانگ نے آواز دی۔

تم کیا کر رہے ہو؟ اوپر کیوں نہیں آتے۔؟

آ رہے ہیں۔

اور عنبر اور ناگ بھی رسے کے ذریعے شاہی محل کی دیوار کے اوپر چڑھ گئے اندھیرے میں سوانا انہیں ایک بارہ دری کے اندر لے گیا جہاں سیڑھیاں نیچے اتر گئی تھیں وہ سیڑھیاں اترنے لگے یہ سیڑھیاں اندھیری اور ویران تھیں سوانا گنجا آگے آگے جا رہا تھا اس کے پیچھے گنڈپ اور سوانگ تھے اور ان کے پیچھے عنبر اور ناگ چل رہے تھے سیڑھیاں اتر کر وہ انہیں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں لے گیا یہاں اندھیرا تھا سوانا نے ایک چراغ روشن کیا، ان سب کے پاس تلواریں

اور خنجر تھے سوانا بولا۔

یہاں سے آگے چل کر وہ علاقہ شروع ہو جاتا ہے جہاں قدم قدم پر سپاہی تلواریں لیے پہرہ دے رہے ہیں تم لوگوں کو ایک ایک سپاہی سے مقابلہ کرنا ہوگا، یہاں سے نکل کر ایک لمبی راہداری میں سے گزرنے کے بعد ملکہ کی خواب گاہ کا دروازہ آ جائے گا، جس کے اندر شہزادہ سو رہا ہے۔

گنڈپ نے کہا۔

کیا تم سپاہیوں کو بے ہوشی کی کوئی شے نہیں کھلا سکتے۔؟

سوانا نے کہا۔

ایسا نہیں ہو سکا کیونکہ اگر یہ لوگ بے ہوش ہو جاتے تو اسی وقت میری گردن قلم کر دی جاتی میرا خیال ہے کہ تم لوگ اگر ایک ایک کر کے چلو تو ان کی نظریں بچا کر ملکہ کے کمرے تک پہنچ سکتے ہو۔

سوانگ بولا۔

کیوں نہ ہم ان تمام سپاہیوں کو ہلاک کرتے ہوئے آگے بڑھیں؟

گنڈپ نے کہا۔

میرا اپنا بھی یہی خیال ہے ہمیں تمام سپاہیوں کو ختم کر دینا چاہیے
ہمارے پاس تلواریں وغیرہ سب کچھ ہے۔

سوانا نے کہا۔

یہ بات ذرا مشکل ہوگی محل میں شور مچ جائے گا اور تم سب لوگ
پکڑے جاؤ گے اس کی جگہ اگر تم لوگ ان کی نظریں بچا کر ملکہ کے
کمرے تک پہنچنے کی کوشش کرو گے تو زیادہ مناسب بات ہوگی، عنبر
نے کہا۔

مگر ہم کتنے لوگوں سے نظریں بچائیں گے؟

گنڈپ نے کہا۔

آخر تم لوگوں کو میری بات ہی ماننی پڑے گی کہ ہمیں ایک ایک کر کے
سب کو قتل کر دینا چاہیے ہم صرف اسی صورت میں اپنے مقصد میں
کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ناگ نے کہا۔

ایسا کیوں نہ کریں کہ ایک ایک کر کے ہم یہاں سے جائیں تا کہ اگر وہ
پکڑا بھی جائے تو باقی لوگ بچے رہیں، اور دوسری بار کوشش کریں۔

سوانا نے کہا۔

یہ بات بڑی اچھی لگتی ہے میرا خیال ہے ایسا ہی کرتے ہیں مگر پہلے
کون جائے گا؟

ناگ نے جھٹ کہا۔

پہلے میں جانے کو تیار ہوں۔

شاباش، گنڈپ بولا۔ مجھے تم سے یہی امید تھی تم بہادر منگول قوم کے

بیٹھے ہو، جاؤ خنجر لے جانا، بڑی ہوش مندی سے جانا اور اگر سب
پہرے داروں کو قتل کرنا پڑے تو بھی قتل کرنے سے باز نہ آنا کسی نہ کسی
طرح ملکہ کی خواب گاہ میں پہنچ کر شہزادے کی گردن اتار کر اپنے
ساتھ واپس لے آنا اگر تم کچھ دیر تک نہ آئے تو ہم یہی سمجھیں گے کہ تم
پکڑے گئے ہو پھر ہم دوسرے آدمی کو روانہ کریں گے۔ جاؤ۔
ناگ نے عنبر کو آنکھ ماری اور دروازہ کھول کر خنجر ہاتھ میں لیے چپکے
سے باہر نکل گیا۔ راہداری میں اندھیرا تھا اس نے ایک موڑ گھوم کر
دیکھا کہ دور طاق میں ٹمٹما رہا تھا ناگ اس روشنی کی طرف چل دیا
یہاں سے پہریداروں کی گشت شروع ہو جاتی تھی ناگ ایک سپاہی
کے پاس پہنچ کر بولا مجھے ابھی ملکہ کے پاس لے چلو۔
سپاہی ایک سیاہ لباس والے نوجوان کو اچانک اپنے قریب دیکھ کر
پریشان ہو گیا اس نے جلدی سے ناگ کو گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھی

سے کہا۔
اسے نیچے لے جاؤ۔
دوسرا سپاہی ناگ کو لے جانے لگا تو ناگ نے کہا۔
خدا کے لئے مجھے ملکہ کے پاس لے چلو۔ یہ بڑا نازک وقت ہے ولی
عہد شہزادے کی زندگی خطرے میں ہے اسے ہلاک کرنے کی سازش
کی جا رہی ہے وہ لوگ آ رہے ہیں مجھے ملکہ کے پاس لے چلو۔
دوسرا سپاہی مسکرایا پھر اس نے جیب سے ایک رومال نکال کر ناگ
کے منہ پر رکھ دیا منہ پر ہاتھ رکھ کر انگلیوں کو زور سے دبایا، اس کے
ہاتھ میں بے ہوش کر دینے والی دوا میں بھیگا ہوا رومال تھا ناگ اسی
وقت بے ہوش ہو گیا، سپاہیوں نے اسے ایک کمرے میں بند کر دیا۔
ایک سپاہی بولا۔
چور معلوم ہوتا تھا صبح کوتوال کے آگے پیش کریں گے۔

دوسری طرف جب سوانگ نے دیکھا کہ کافی دیر ہوگئی ہے ناگ واپس نہیں آیا تو اس نے گنڈپ سے کہا۔

میرا خیال ہے اب عنبر کو جانا چاہیے چلو عنبر تم جاؤ اور معلوم کرو کہ ناگ کہاں ہے۔؟

عنبر یہی چاہتا تھا وہ کوٹھڑی سے باہر نکل گیا لیکن وہ اس بات پر بڑا حیران تھا کہ ناگ کہاں جا کر گم ہوگیا ہے اگر وہ ملکہ کے پاس پہنچ گیا ہوتا تو اب تک سپاہیوں کو وہاں پہنچ کر سوانگ وغیرہ کو گرفتار کر لینا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہوا تھا سارے محل میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی راہداری سے گزر کر جب وہ بھی پہرے داروں کے پاس پہنچا تو اچانک پیچھے سے چار سپاہیوں نے اس پر چھلانگ لگا کر اسے قابو میں کر لیا وہ کہتا ہی رہا کہ مجھے ملکہ کے پاس لے چلو شہزادے کی زندگی خطرے میں ہے مگر اس کی کسی نے نہ سنی اور اسے بھی دوائی سنگھا کر

بے ہوش کر کے ایک کمرے میں بند کر دیا۔

یہ ایک ایسی بات ہوگئی تھی جس کے بارے میں عنبر اور ناگ میں سے کسی نے بھی سوچا نہیں تھا نہیں وہم بھی نہیں تھا کہ یوں وہ بے ہوش کر کے کمروں میں بند کر دیے جائیں گے۔

کافی دیر گزرنے کے بعد جب عنبر بھی واپس نہ آیا تو گنڈپ نے کہا۔

میرا خیال ہے اب ہمیں آگے بڑھنا چاہیے وہ لوگ شاید پکڑے گئے ہیں۔

سوانگ بولا۔

ہمیں پہرے داروں کا کام تمام کر کے آگے بڑھنا ہوگا اگر ہم نے ذرا بھی بے احتیاطی اور بزدلی سے کام لیا تو ہمارا حشر اچھا نہ ہوگا۔

سوانا نے کہا۔

تم لوگ آگے بڑھو، میں اپنے باورچی خانے میں جاتا ہوں دیوتا

تمہیں کامیاب کریں۔

سوانا چپکے سے دوسری طرف نکل گیا اور گنڈپ اور سوانگ راہداری میں آگے چل پڑے۔

راہداری خاموش اور ویران تھی یہ آمنے سامنے دیوار کے ساتھ ساتھ ہو کر رینگ رہے تھے انہوں نے دور موڑ پر ایک چراغ جلتے دیکھا وہ روشنی کی طرف قدم قدم بڑھنے لگے پھر انہیں ایک پہریدار دکھائی دیا گنڈپ نے اشارہ کیا سوانگ چیتے کی طرح آگے بڑھا اور ایک دم سپاہی کی گردن پر جھپٹ کر اس کا گلا کاٹ دیا سپاہی نیچے گر پڑا اور مر گیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر وہ پھر آگے بڑھے اب ایک اور سپاہی پہرہ دے رہا تھا اس سپاہی پر گنڈپ نے جھپٹا مارا اور اس کی گردن کاٹ دی، وہ آواز بھی نہ نکال سکا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا اسے تڑپتا چھوڑ

کر دونوں آگے بڑھے انہیں اب سامنے ملکہ کی خواب گاہ کا دروازہ دکھائی دے رہا تھا گنڈپ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں سوانگ سے کہا کہ ہوشیار ہو جائے منزل قریب آ گئی ہے۔

سوانا نے ٹھیک کیا تھا وہاں سپاہیوں کا پہرہ سخت تھا ایک سپاہی پہرہ دیتا ہوا آتا تھا اور گزر جاتا تھا پھر دوسرا سپاہی اس کی جگہ آ کر آگے گزر جاتا تھا اس طرح پہریداروں کا ایک چکر بندھ گیا تھا۔

گنڈپ اور سوانگ نے تجویز یہ بنائی کہ وہ ایک ایسی جگہ جا کر چھپ جائیں جہاں ایک ایک کر کے سارے پہرے داروں کو ختم کر دیں اور پھر ملکہ کی خواب گاہ میں داخل ہو کر شہزادے کو ہلاک کر ڈالیں وہ ملکہ کی خواب گاہ کی پہلو والی دیوار کی طرف آ گئے یہاں اندھیرا زرا کم تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ آمنے سامنے دیوار میں دو مشعلیں روشن تھیں دونوں رینگ رینگ کر آگے چل رہے تھے پھر وہ ایک جگہ چھپ کر

کھڑے ہوگئے۔

دورے سپاہی پہرہ دیتے چل رہا تھا جب وہ ان دونوں کے قریب آیا تو انہوں نے جھپٹا مار کر اسے قابو کرلیا اور اس کی گردن دبا دی وہ بے چارہ دم گھٹنے سے مرگیا اور آواز بھی نہ نکال سکا یہی حال دوسرے اور تیسرے پہرے دار سپاہی کا ہوا۔

ہاتھی تلے کچل دو

اب میدان صاف تھا۔

ملکہ کی خواب گاہ کا دروازہ سامنے تھا، وہاں کوئی پہرے دار نہیں تھا سوانگ اور گنڈپ آگے بڑھے وہ دروازے کے قریب ہی پہنچے تھے کہ سامنے سے آتے ہوئے ایک سپاہی نے انہیں دیکھ لیا اس نے ایک دم شور مچا دیا گنڈپ اور سوانگ اس کی طرف لپکے کہ اسے بھی موت کی نیند سلا دیا جائے لیکن اب وقت گزر چکا تھا پہرے دار کے شور مچانے سے وہاں سپاہیوں کا ایک پورا دستہ ادھر اُدھر سے آ کر جمع

ہو گیا تھا گنڈپ اور سوانگ نے تلواریں نکال لیں سپاہیوں نے بھی
تلواریں کھینچ لیں اور وہاں زبردست جنگ شروع ہو گئی گنڈپ اور
سوانگ بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہے تھے ان کی تلواریں بڑی
کاٹ کر رہی تھیں دیکھتے دیکھتے انہوں نے چار پانچ سپاہیوں کو گرا
دیا۔

لیکن آخر وہ اتنے زیادہ سپاہیوں کا کب تک مقابلہ کرتے شور و غل سن
کر محل کے سارے سپاہی وہاں آ گئے تھے سارے محل میں شور مچ گیا
تھا ملکہ اور بادشاہ فوما نچو بھی جاگ پڑے تھے بادشاہ اور ملکہ دروازہ
کھول کر باہر آ گئے بادشاہ نے رعب دار آواز میں پوچھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔؟

اس عرصے میں سپاہیوں نے گنڈپ اور سوانگ کو قابو کر لیا تھا۔

پہرے دار نے کہا۔

حضور انور، یہ ڈاکو ہیں اور آپ کی خواب گاہ میں داخل ہونے کی
کوشش کر رہے تھے غالباً یہ حضور شہزادے کو اغوا کرنا چاہتے تھے۔

بادشاہ نے کہا۔

تو کیا یہ منگول جاسوس ہیں لے جاؤ، انہیں کل دربار میں پیش کرو۔

ایک پہرے دار نے کہا۔

حضور انور دو گوریلے ہم نے بھی پکڑے ہیں انہیں بے ہوش کر کے
کمرے میں بند کر رکھا ہے۔

بادشاہ نے کہا۔

انہیں بھی کل ان کے ساتھ ہی پیش کرو وہ بھی ان کے ساتھی ہوں گے

بادشاہ اور ملکہ خواب گاہ میں چلے گئے۔

گنڈپ اور سوانگ کو رسیوں میں جکڑ کر الگ الگ کوٹھڑیوں میں بند
کر دیا گیا دوسری کوٹھڑیوں میں ناگ اور عنبر بھی قید تھے صبح ہو گئی۔

ناگ کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو کوٹھڑی میں قید پایا اسے یاد آ گیا کہ رات اسے سپاہیوں نے بے ہوش کر دیا تھا اس نے سوچا کہ ضرور اس کے دوسرے ساتھی بھی گرفتار کر لیے گئے ہوں گے اب اسے کیا کرنا چاہیے وہ خود جب اور جس وقت چاہے وہاں سے سانپ بن کر باہر نکل کر آزاد ہو سکتا تھا۔

لیکن عنبر کے بغیر وہ آزاد نہیں ہونا چاہتا تھا پھر اسے یہ بھی بھروسہ تھا کہ بادشاہ چین اسے نقصان نہیں پہنچائے گا کیونکہ وہ تو اس کا دوست ہے اور اس نے اس کے شہزادے کی جان بچائی تھی چنانچہ وہ وقت کا انتظار کرنے لگا دوسری جانب عنبر بھی ہوش میں آ گیا تھا اور اس وقت کا انتظار کر رہا تھا کہ بادشاہ اسے کچھ نہیں کہے گا کیونکہ وہ تو دربار کا شاہی حکیم ہے اور بادشاہ کا ہمدرد ہے۔

دن چڑھے دربار لگا بادشاہ تخت پر آ کر بیٹھ گیا اس نے حکم دیا کہ رات

کے منگول جاسوسوں کو پیش کیا جائے جو اس کے شہزادے کو ختم کرنے آئے تھے۔

دربار میں سوانگ اور گنڈپ کے ساتھ عنبر اور ناگ کو بھی پیش کیا گیا سارے درباری ناگ اور عنبر کو دیکھ کر حیران رہ گئے بادشاہ بھی بڑا حیران ہوا شاہی حکیم بڑا خوش ہوا کیونکہ اسے ناگ نے شکست دی تھی اور وہ ناگ کو بادشاہ کی نظروں میں ذلیل ہوتا دیکھ کر بے حد خوشی محسوس کر رہا تھا۔

بادشاہ نے کہا۔

یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کیا عنبر اور ناگ نے بھی میرے بچے کو ہلاک کرنے کی سازش کی تھی یہ تو میرے خاص آدمی ہیں اور میں نے تو ان کی ہمیشہ عزت کی ہے۔

اب گنڈپ اور سوانگ کو پتہ چلا کہ اصل میں عنبر اور ناگ منگول

جاسوس نہیں تھے بلکہ بادشاہ کی طرف سے جاسوسی کرنے آئے تھے
انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ اب انہیں ضرور پھنسایا جائے گا۔عنبر نے
آگے بڑھ کر کہا۔

حضورانور میں اور ناگ جاسوس بن کر ان گوریلوں میں جا ملے تھے
صرف یہ معلوم کرنے کہ یہ لوگ شہزادہ صاحب کو کوئی نقصان تو نہیں
پہنچانا چاہتے پھر ہم ان کے ساتھ ہی محل میں آ گئے تا کہ آپ کو اطلاع
کی جائے۔

بادشاہ نے پوچھا۔

پھر تم لوگوں نے مجھے خبردار کیوں نہیں کیا؟

ناگ نے کہا۔

حضور ہم آپ کی طرف آ رہے تھے کہ آپ کے سپاہیوں نے ہمیں بے
ہوش کر کے کمروں میں بند کر دیا۔

اس پر گنڈپ نے ہنس کر کہا۔

بادشاہ سلامت میں سچ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا یہ دونوں جھوٹ بول
رہے ہیں اور اپنی جان بچانا چاہتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ دولت
کے لالچ میں ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تھے اور انہوں نے آپ کے
بچے کو ہلاک کرنے کا سارا منصوبہ بنایا تھا ہمارے منگول سردار نے ان
دونوں کو ایک صوبے کی صوبے داری پیش کی تھی اس شرط پر کہ یہ شہزادہ
چیین کا سر کاٹ کر لے آئیں چنانچہ آج یہ ہمارے ساتھ ولی عہد
شہزادے کا سر کاٹنے آ رہے تھے کہ پکڑے گئے اور اب جان بچانے
کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں۔

درباری خوف سے پکار اٹھے۔

ان دونوں کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔

بادشاہ نے کھڑے ہو کر کہا۔

کیا یہ منگول جاسوس ٹھیک کہہ رہے ہیں عنبر؟

عنبر نے کہا۔

بادشاہ سلامت یہ جھوٹ کہتے ہیں، ہم آج بھی آپ کے وفادار ہیں اور کل بھی تھے۔

سوانگ نے قہقہہ مار کر کہا۔

شاہِ چین، ان لوگوں نے ہی ولی عہد شہزادے کو ہلاک کرنے کی سازش بنائی تھی ساری چال ان کی تھی ہم تو ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے یہ اب موت کے خوف سے ایسا کر رہے ہیں۔

بادشاہ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

ان کو شام ہونے سے پہلے پہلے محل کی دیوار پر لٹا کر اوپر سے ہاتھی گزارے جائیں۔

دربار برخاست ہو گیا۔

بادشاہ کو یقین ہو گیا تھا کہ عنبر اور ناگ دشمنوں کے ساتھ مل گئے ہیں انہوں نے بادشاہ کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ نہ انہیں موت سے ڈر ہے اور نہ دولت کی لالچ ہے مگر بادشاہ نے اپنا حکم صادر کر دیا اور واپس اپنی خواب گاہ میں چلا گیا شاہی حکیم بڑا خوش ہوا کہ اس کا دشمن ختم ہو جائے گا گنڈپ اور سوانگ بھی خوش تھے کہ خود تو مر رہے ہیں مگر ساتھ دشمن کو بھی لے کر مریں گے۔ سپاہیوں نے انہیں لے جا کر قید میں ڈال دیا۔

محل کے اوپر والی دیوار پر دو بڑے بڑے ہاتھی لا کر باندھ دیے گئے قیدیوں کو رسیوں میں جکڑ کر اوپر لایا گیا ناگ اگر چاہتا تو سانپ بن کر فرار ہو سکتا تھا اور کئی لوگوں کو ہلاک کر کے عنبر کو بھی آزاد کروا سکتا تھا مگر وہ بادشاہ کے سامنے اپنی کرامت کرنا چاہتا تھا وہ بے وقوف بادشاہ اور احمق ملکہ کو یہ دکھانا چاہتا تھا کہ اسے موت کا خوف نہیں اسے

دولت کا لالچ نہیں وہ فرار ہوسکتا تھا لیکن نہیں ہوا کیونکہ وہ بے گناہ ہے
اور عنبر کی طرح بادشاہ کا ہمدرد ہے۔

سارے درباری وہاں جمع تھے بادشاہ بھی وہاں آ گیا ملکہ ان کے ساتھ
تھی گنڈپ اور سوانگ ایک طرف رسیوں میں بندھے کھڑے تھے
موت ان کے چہروں پر لکھی ہوئی نظر آ رہی تھی دوسری جانب عنبر اور
ناگ کو رسیوں میں جکڑ کر لا کھڑا کر دیا گیا ہاتھیوں کو آگے چلانے والا
مہاوت بھی آنکس لے کر آ گیا، زمین پر تختے بچھا دیے گئے ان تختوں
پر مجرموں کو لٹا کر ہاتھیوں کے پاؤں تلے کچلنا تھا سارے درباری دم
بخود تھے بادشاہ کے اشارے کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

بادشاہ نے عنبر اور ناگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

شروع کرو۔

لوگوں نے بادشاہ سلامت زندہ باد کے نعرے لگائے جب ہر طرف

سناٹا چھا گیا تو جلاد نے عنبر اور ناگ کو پکڑ کر الگ الگ تختوں پر لٹا دیا
عنبر نے ناگ کی طرف اور ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا عنبر نے کہا۔

ناگ تم کیا انتظار کر رہے ہو یہاں سے بھاگ نکلو میں بھی تم سے بعد
میں آن ملوں گا۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

ابھی تماشہ دکھاتا ہوں۔

لوگ بڑے حیران ہوئے کہ یہ مسکرا کیوں رہے ہیں بڑے بہادر ہیں
وگرنہ موت کی آغوش میں پہنچ کر بھلا کون مسکراتا ہے تختوں پر باندھ کر
جلاد نے مہاوت کو اشارہ کیا کہ وہ دونوں ہاتھیوں کو لے کر آ جائے
مہاوت دونوں پہاڑ ایسے ہاتھیوں کو لے کر آگے بڑھا ایک ہاتھی نے
عنبر کے تختے پر اور دوسرے ہاتھی نے ناگ کے تختے پر پاؤں رکھا
ناگ پر ہاتھی دوسرا پاؤں اگر رکھ دیتا تو وہ ضرور کچلا جاتا لیکن اس سے

پہلے کہ ہاتھی اپنا دوسرا پاؤں اس پر رکھتا، ناگ نے ایک زوردار پھنکار ماری اور سانپ کی جون میں آ گیا ہاتھی سانپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹا جلاد بھی گھبرا گیا مگر سانپ محل کی سب سے اوپر والی دیوار پر چڑھ کر کنڈل مار کر بیٹھ گیا۔

بادشاہ، ملکہ درباریوں، گنڈپ اور سوانگ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

بادشاہ نے پکار کر کہا۔

عنبر کو ہلاک کر دو.....................سانپ کو بھی ہلاک کر دو۔

ہاتھی عنبر کے اوپر چڑھا چڑھ کر اتر گیا، پھر چڑھا پھر چڑھ کر اتر گیا دس بارہ بار ایسا ہوا مگر عنبر کو کچھ بھی نہ ہوا وہ اسی طرح بڑے آرام سے تختوں پر لیٹا رہا ہاتھی اس کے اوپر سے یوں گزر جاتا جیسے کوئی چوہا گزر گیا ہو

درباری اب اور زیادہ حیران ہوئے بادشاہ نے کہا۔

اس کی گردن تلوار مار کر اتار دی جائے۔

جلاد اب عنبر کی گردن پر تلوار چلانے لگا مگر ہر بار تلوار اس کی گردن سے ٹکرا کر یوں آواز پیدا کرتی جیسے وہ کسی چٹان کے سخت پتھر سے ٹکرا رہی ہو۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ عنبر کا جسم تیروں سے چھلنی کر دیا جائے سپاہیوں نے ایک قطار میں کھڑے ہو کر عنبر کے جسم پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی مگر تیر اس کے بدن میں پیوست ہونے کی بجائے اس کے جسم سے ٹکرا کر دوہرے ہو کر نیچے گر پڑے اب تو بادشاہ بھی دنگ رہ گیا ملکہ نے بادشاہ کے کان میں کہا۔

یہ کوئی دیوتا ہی ان کی عزت کرو، ان کی بد دعا نہ لو۔

بادشاہ نے عنبر کو رہا کرنے کا حکم دیا اب عنبر نے کھڑے ہو کر کہا۔

بڑے افسوس کی بات ہے اے بادشاہ۔ کہ تم نے مجھے ہلاک کرنے

میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اب جب کہ تم پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ تم مجھے ہلاک نہ کر سکو گے تو تم نے مجھے معاف کر دیا تم نے ہماری وفا کی قدر نہ کی ناگ نے تمہارے بچے کی جان بچائی لیکن تم نے اس کے ساتھ ہی سنگدلوں ایسا سلوک کیا۔

بادشاہ نے معافی مانگی اور کہا۔

مجھے معاف کر دو عنبر میں بھول گیا تھا میری آنکھوں پر جہالت کی پٹی بندھی ہوئی تھی مجھ سے غلطی ہو گئی۔

عنبر نے کہا۔

اب تمہیں اور یہاں پر جمع سب لوگوں کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں مر نہیں سکتا اور جو مر نہ سکے اسے موت کا کیا خوف ہو گا ناگ میرا دوست ہر جون بدل سکتا ہے وہ جب چاہے تمہاری قید سے آزاد ہو سکتا تھا مگر اس نے کہا کہ نہیں بادشاہ اسے کچھ نہیں کہے گا لیکن بادشاہ نے

ہمارے ساتھ بے انصافی کی اگر ہم میں خفیہ طاقتیں نہ ہوتیں تو اس وقت ہم دونوں کی لاشیں یہاں کچلی پڑی ہوتیں۔

بادشاہ نے گنڈپ اور سوانگ کو تو اسی وقت مروا دیا اور عنبر اور ناگ کو بڑی عزت سے اپنے ساتھ پالکی میں بیٹھا کر محل کی طرف روانہ ہو گیا شاہی حکیم یہ دیکھ کر جل بھن کر رہ گیا، مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

اپنے خاص محل میں لے جا کر بادشاہ اور ملکہ نے ان دونوں کی بہت عزت افزائی کی اور انہیں اپنے دربار میں خاص عہدے پیش کیے مگر عنبر اور ناگ نے کہا کہ وہ کوئی عہدہ قبول نہیں کریں گے..........

انہیں اپنی بہن ماریا کا انتظار ہے وہ جس وقت یہاں پہنچ گئی ہم اسی روز آپ کا ملک چھوڑ جائیں گے۔..........

طوفانی دریا

☆ ماریا ایک جھونپڑے میں پناہ لیتی ہے لیکن اسی رات چور جھونپڑی پر حملہ کر دیتے ہیں۔

☆ چونکہ ماریا کسی کو دکھائی نہیں دیتی اس لئے وہ ایک ایک کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔

☆ عنبر شاہی محل میں بیٹھا ماریا کا انتظار کرتا رہتا ہے کیا ماریا اور عنبر دوبارہ ملے۔

☆ عنبر اور ناگ ایک سمندری جہاز میں سوار ہو کر کس طرف کو روانہ ہوئے۔

☆ یہ سب کچھ جاننے کے لئے اسی ناول کی اگلی سیریز کے "اٹھائیسویں حصے" "خونی مکان" میں ملاحظہ کیجئے۔

ختم شد

عنبر۔ناگ۔ماریا
قسط نمبر ۲۸
خونی مکان
اے حمید

00 خونی مکان

فہرست

سنو پیارے بچو:

ماریا لکڑ ہارے کی بیوی کے جھونپڑے میں رات بسر کرتی ہے کہ
چور حملہ کرتے ہیں، وہ دروازہ توڑ کر اندر آتے ہیں، اور ماریا ایک کو
ہلاک کر دیتی ہے کیونکہ وہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ گنڈپ اور سوانگ
کو شاہی محل میں پھانسی دی جاتی ہے عنبر شاہی محل کے باہر بیٹھا ماریا کا
انتظار کر رہا ہے۔

ماریہ دیر سے پہنچتی ہے عنبر اور ناگ ملک چین چھوڑ کر ایک
سمندری جہاز میں سوار جاپان کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

بھائی کی تلاش

سوانگ اور گنڈپ کو پھانسی ملنے کے بعد سوانا بھاگ گیا تھا۔
ان کا راز فاش ہو گیا تھا۔ اور بھانڈا پھوٹ گیا تھا۔ جس وقت
گنڈپ اور سوانگ کو شہنشاہ چین کے حکم سے پکڑ لیا گیا۔ اسی وقت
سوانا شاہی باورچی خانے سے بھاگ گیا۔ عنبر اور ناگ نے شہنشاہ کو
بتایا کہ محل میں گوریلے جاسوسوں کا ایک آدمی سوانا بھی موجود ہے۔
اسے فوراً گرفتار کیا جائے۔ سپاہی سوانا کو پکڑنے کے لئے شاہی
باورچی خانے کی طرف بھاگے۔ وہاں جا کر انہیں معلوم ہوا کہ سوانا
فرار ہو چکا ہے۔ بادشاہ نے سارے شہر میں ڈھنڈی پٹوا دی کہ جو کوئی

شاہی باورچی سوانا کو پکڑ کر لائے گا یا اس کا اتا پتا بتائے گا اسے دس ہزار اشرفیاں انعام میں دی جائیں گی۔

عنبر اور ناگ شاہی مہمان خانے سے نکل کر شہر میں ایک مکان میں آ گئے تھے۔ بادشاہ نے ان کی بہت منت سماجت کی کہ وہ شاہی محل میں ہی ٹھہریں۔ مگر بادشاہ کی طرف سے ان کا دل اس قدر ٹوٹ چکا تھا۔ کہ وہ نہ مانے اور اٹھ کر شہر کے اندر ایک مکان میں آ رہے۔ یہ مکان شاہی محل کے پچھواڑے والی بستی میں تھا۔ اور یہاں زیادہ تر گھوڑوں کے سوداگر تھے۔ عنبر نے سپاہیوں کو ساتھ لے کر گنڈپ کی حویلی میں بھی چھاپہ مارا۔ مگر وہاں بھی سوانا نہیں تھا۔ ساتھ والے مکان کا موٹا مالک۔ گرفتار کر لیا گیا۔ کیوں کہ وہ بھی گنڈپ کا ساتھی تھا۔ اور اس نے ماریا کے خلاف اطلاع دے کر اسے آگ میں زندہ جلانے کی کوشش کی تھی۔

یہ لوگ ماریا کا انتظار کر رہے تھے۔ عنبر اور ناگ کا خیال تھا۔ کہ ماریا ایک آدھ دن میں کینتھے شہر میں پہنچ جائے۔ اس کے بعد وہ اسے ساتھ لے کر ملک جاپان کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ ناگ کو جاپان دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ جاپان کو ایک راستہ خشکی کی طرف سے بھی جاتا تھا۔ مگر انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ سمندر کے راستے سے جائیں گے۔ سمندر کا سفر کیے ہوئے انہیں ایک مدت گزر گئی تھی۔

دوسری طرف ماریا نے جب غریب لکڑہارے کی بیوی کے ہاں ڈاکوؤں کا بھگا کر رات بسر کی تو صبح کینتھے کی طرف جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ اس وقت عورت کا خاوند بھی آ گیا۔ بیوی نے جب اس بتایا کہ رات اس کے ہاں ڈاکو آ گئے تھے۔ اور وہ دروازہ توڑ چکے تھے کہ ایک نیک دیوی نے اسکی جان بچائی اور ڈاکوؤں سے پانچ ہزار سونے کی اشرفیوں کی تھیلی بھی دلوائی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس نے پوچھا۔

وہ نیک دل دیوی کہاں ہے؟ میں اس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

بیوی نے کہا۔

مگر تم اسے دیکھ نہیں سکو گے۔ وہ ایک آسمانی روح ہے اور کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔

خاوند بولا۔

پھر کیا ہوا۔ میں زبان سے ہی اس کا شکریہ ادا کرلوں گا۔ اس نے میرے گھر کی عزت بچا کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

بیوی کہنے لگی۔

میں دیکھتی ہوں۔ اگر وہ باہر ہوئی تو اسے ضرور بلاؤں گی۔

دونوں میاں بیوی کوٹھڑی سے نکل کر باہر آ گئے۔ اس وقت ماریا جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ وہ ابھی گھوڑے پر سوار نہیں ہوئی تھی۔

اس کا گھوڑا صحن میں درخت کے نیچے کھڑا تھا۔ نوجوان نے اپنی بیوی سے کہا۔

یہ گھوڑا کس کا ہے؟ یہاں کون آیا ہے؟

بیوی نے کہا۔

میرا خیال ہے یہ اسی نیک دل روح کا گھوڑا ہے۔

مگر بیوی روح کو گھوڑے کی کیا ضرورت ہے۔

خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ یہ اسی کا گھوڑا ہے۔

پر اس عورت نے ماریا کو آواز دے کر کہا۔

اے نیک دل روح۔ اگر تو یہاں موجود ہے تو سن کہ میرا خاوند تمہاری مہربانیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

ماریا نے کہا۔

میں اسی جگہ موجود ہوں۔ اپنے خاوند سے کہو کہ میرا شکریہ ادا
کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے جو کچھ کیا اپنا فرض سمجھ کر ادا
کیا ہے۔

خاوند بولا۔

بہن۔ میں پھر بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ تمہارے احسان کو کبھی نہ
بھلا سکوں۔ اگر تم وقت پر میری بیوی کی مدد سے نہ کرتیں تو میرا گھر اور
عزت برباد ہو گئی تھی۔

ماریا نے کہا۔

بھائی۔ عزت تو خدا دیتا ہے۔ خدا تم لوگوں کی عزت کو بچانا تھا۔
اس لئے مجھے یہاں بھیج دیا۔ تمہیں خدا کا شکر بجا لانا چاہیے میں
تو درمیان میں ایک ذریعہ ہوں۔ اس سے زیادہ میری کوئی اہمیت نہیں
ہے۔

نوجوان نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

اے نیک دل روح۔ کیا تم ایک بات بتانا پسند کرو گی؟

ماریا نے کہا۔

ہاں ہاں۔ پوچھو بھائی تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔

نوجوان بولا:

میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر تم روح ہو تو پھر تمہیں اس
گھوڑے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ روح تو بغیر گھوڑے کے جہاں
جی چاہے جا سکتی ہے۔

ماریا نے کہا۔

تم نے بڑا ذہین سوال کیا ہے۔ بھائی اب میرا جواب غور سے
سنو۔

میں کوئی روح یا بھوت نہیں ہوں۔ جو کسی پرانے غار میں رہتی

ہو اور جہاں جی چاہے بغیر گھوڑے کے ہوا میں سفر کر سکتی ہے۔ بلکہ
میں بھی تمہاری طرح گوشت پوست کا ایک انسان ہوں۔

نوجوان نے کہا۔

تو پھر میری بہن تم ہماری طرح دکھائی کیوں نہیں دیتیں؟

ماریا نے کہا۔

اس لئے کہ مجھے ایک بہت بڑے جادوگر نے جادو کے ذریعے
غائب کر دیا ہے۔ اب میں سب کو دیکھتی ہوں مگر مجھے کوئی نہیں
دیکھ سکتا۔ میں جس چیز کو ہاتھ میں تھام لیتی ہوں یا اس پر سوار ہوتی
ہوں وہ بھی میرے ساتھ غائب ہو جاتا ہے۔

نوجوان کہنے لگا۔

خدا تمہارا بھلا کرے بہن تم نے بڑی مشکل کے وقت ہماری مدد
کی ہے ہماری پشتیں بھی تمہارے اس احسان کا بدلہ نہ چکا سکیں گی۔

ماریا بولی:

ایسی باتیں نہ کہو بھائی میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے ہاں مجھے یہ
بتاؤ کہ کیتھے شہر یہاں سے کتنی دور ہے مجھے وہاں جانا ہے۔

نوجوان نے کہا۔

میری بہن کیتھے شہر یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے اگر تم اس
وقت یہاں سے چلو تو کل صبح وہاں پہنچ جاؤ گی۔ اگر تم رات کو کہیں
رات میں آرام نہ کرو۔ تو آدھی رات سے بھی پہلے وہاں پہنچ سکتی
ہو۔

ماریا نے کہا۔

تو پھر میں اب یہاں سے روانہ ہوتی ہوں۔

بیوی کہنے لگی۔

ہماری تو زبردست خواہش ہے کہ تم دو ایک روز ہماری مہمان

بن کر رہتیں اور ہمیں بھی خدمت کا موقع ملتا۔

ماریا نے کہا۔

بہن میں ضرور تمہارے ہاں رک جاتی۔ مگر کیتھے شہر میں میرے
بھائی میری راہ دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے میرا جانا بہت ضروری ہے۔

نوجوان نے کہا۔

بہن اگر تمہیں واقعی چلے جانا ہے تو ہم تمہیں مجبور نہیں کر کے نہیں
روک سکتے۔ ہاں اگر کیتھے شہر میں تمیں تمہارے بھائی نہ مل سکے تو شہر
کی سب سے بڑی سرائے میں میرا بڑا بھائی گھوڑوں کا سائیں
ہے۔ اس کے پاس جا کر میرا نام لینا۔ وہ تمہیں سرائے میں رہنے کو
کمرہ دلا دے گا۔

ماریا نے کہا

بہت اچھا۔ میرے بھائی اب میں جاتی ہوں۔

ماریا نے ان دونوں نیک دل میاں بیوی سے اجازت لی اور
گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ دنوں میاں بیوی نے دیکھا کہ ماریا گھوڑے
پر سوار ہوتے ہی گھوڑا غائب ہو گیا۔ ایک پل کے لئے تو وہ بھی خوف
زدہ سے ہو گئے۔ پھر انہوں نے ہاتھ ہلا کر ماریا کو رخصت کیا۔

ان لوگوں سے رخصت ہو کر ماریا نے کیتھے کی طرف چلنا شروع
کر دیا۔ گھوڑا پتھریلی سڑک پر ادھر ادھر سے بل کھاتا چلا جا رہا تھا۔
ایک اور جگہ سے اس نے دریا کا پل عبور کیا۔ اور اب سامنے ایک
میدان تھا جس کے دونوں جانب اونچے اونچے ٹیلے کھڑے تھے۔
ماریا سمجھ گئی کہ یہاں سے کیتھے شہر کی فصیل شروع ہوتی ہے۔ وہ اس
سے پہلے بھی یہاں سے گزری تھی۔ چلتے چلتے اسے رات ہو گئی۔
اور وہ رات سرائے کے باہر آ کر رک گئی۔

یہ سرائے ایک معمولی سی دیہاتی سرائے تھی جس کے باہر مٹی کا

دیا روشن تھا۔ ماریا نے یہاں کسی کو تکلیف دینا گوارا نہ کیا اور سرائے
کے پیچھے والے باغ میں ایک جگہ پہنچ کر کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔ اسے
اچانک بھوک کا شدید احساس ہوا۔ وہ سرائے میں آ گئی۔ اس نے
دیکھا کہ سرائے کا باورچی آلو کے گرم گرم قتلے تل رہا تھا۔ ماریا اس
آدمی کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ بھوک نے اسے ایک دم نڈھال
کر دیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ بغیر کچھ کھائے پیئے سو جائے گی اور
کھانا صبح اپنے بھائیوں کے پاس جا کر کھائے گی۔ مگر بھوک نے اسے
بدحال کر دیا۔ ماریا نے ہاتھ آگے بڑھا کر تھال میں سے آلوؤں کے
گرم گرم قتلوں کی ایک تھالی اٹھائی۔ ساتھ ہی ایک روٹی تھامی
اور باورچی کے آگے سونے کی ایک اشرفی ڈال کر واپس باغ میں اس
جگہ آ گئی جہاں وہ رات بسر کرنے کا ٹھکانہ بنا چکی تھی۔

سرائے کے مالک نے جب دیکھا کہ تھال میں سے آلو کے قتلوں

کی رکابی غائب ہو گئی ہے۔ اور اس کی جگہ سونے کی اشرفی پڑی ہے تو
پاگل سا ہو کر آس پاس تکنے لگا۔ سا نے جلدی سے سونے کی اشرفی
اٹھا کر اپنی اندر والی جیب میں ڈال لی۔ اس کا خیال تھا کہ سوائے اس
کے اور کوئی اسے نہیں دیکھ رہا۔ مگر نہیں اسی سرائے میں فقیروں کا بھیس
بدل کر سوانا بھی موجود تھا۔ اس نے جو تھال میں سے ایک پلیٹ گم
ہوتے ہوئی دیکھی تو فوراً سمجھ گیا کہ یہاں کوئی ایسی شے موجود ہے
جو گم ہوئی ہے۔ یک لخت دماغ غیبی چڑیل کی طرف پلٹ گیا۔

تو گنڈپ ٹھیک کہتا ہے کہ غیبی چڑیل کمرے میں جل کر ہلاک
نہیں ہوئی۔ وہ ضرور یہاں موجود ہو گی۔

سوانا نے ایک عرب تاجر کا بھیس بدل رکھا تھا۔ اس نے نقلی
داڑھی مونچھ لگا رکھی تھی۔ ایسے حلیے میں کوئی اسے پہچان نہیں سکتا تھا۔
وہ فوراً اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر کیتھے کی طرف ایک ہی گوریلا

باقی رہ گیا تھا۔ جو گنڈپ والے مکان کے باہر ایک فقیر بن کر بھیک مانگا کرتا تھا۔

سوانا راتوں رات گھوڑے پر سفر کرتا صبح ہونے سے پہلے پہلے شہر پہنچ گیا۔ شہر میں جاتے ہی وہ سیدھا گنڈپ کے مکان کے باہر پہنچا فقیر گوریلا ایک مکان کے باہر تختے پر سو رہا تھا۔ سوانا نے اسے جاتے ہی اٹھایا اور کہا۔

گنڈپ اور سوانگ ایسے بہادر گوریلوں کی موت کا بدلہ لینے کا وقت آن پہنچا ہے۔ عنبر اور ناگ کی بہن ماریا جو کہ غیبی چڑیل بن کر ہمیشہ ہمیں پریشان کرتی رہی ہے۔ اس وقت شہر کی طرف اپنے بھائیوں کی تلاش میں آ رہی ہے۔

فقیر گوریلا اٹھ کر بیٹھ گیا:

یہ تو بہت اچھا موقع ہے مگر وہ غائب ہے۔ اسے کوئی دیکھ نہیں

سکتا۔ پھر ہم اس سے کیسے اپنے ساتھیوں کا بدلہ لیں گے؟

سوانا نے کہا۔

اس کے لئے تمہیں ایک کام کرنا ہوگا۔

فقیر گوریلا بولا۔

مجھے بتاؤ میں اپنے بہادر ساتھیوں کی موت کا بدلہ لینے کے لئے مشکل سے مشکل کام بھی کر گزروں گا۔

سوانا نے کہا۔

یہ کام میں خود اس لئے نہیں کر سکتا کہ ہوسکتا ہے ماریا مجھے اس بھیس میں بھی پہچان لے کیونکہ وہ بہت ہوشیار لڑکی ہے تم ایسا کرو کہ ماریا سے ملو۔

مگر کہاں؟ مجھے تو معلوم ہی نہیں ہوسکتا کہ وہ کہاں ہے کیوں کہ وہ تو مجھے دکھائی ہی نہیں دے گی۔

سوانا نے کہا۔

"سنو۔ غیبی عورت ماریا اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کی تلاش میں سیدھی اس حویلی میں آئے گی کیونکہ اسے معلوم ہے کہ وہ اسی جگہ رہتے تھے۔ اور ماریا کا اسی حویلی میں انتظار کر رہے ہوں گے۔ وہ یہاں آئے تو تم ایسا کرنا کہ دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھے رہنا اور چوکس ہو کر رہنا۔ جب تم دیکھو کہ حویلی کا دروازہ اپنے آپ کھل رہا ہے۔ تو سمجھ جانا کہ وہ غیبی عورت داخل ہو رہی ہے۔ ٹھیک اس وقت خوف کھائے بغیر تم آگے بڑھ کر کہنا کہ اے غیبی عورت میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ تم اپنے بھائی عنبر اور ناگ کی تلاش میں آئی ہو مجھے عنبر اور ناگ نے تمہارے پاس بھیجا ہے وہ دونوں بیمار ہیں اور حویلی کے تہہ خانے میں لیٹے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر جب وہ تمہارے ساتھ تہہ خانے میں جائے تو کسی طرح اس کے اندر داخل

ہوتے ہی تہہ خانے کا دروازہ باہر سے بند کر دینا۔ وہ اندر قید ہو کر رہ جائے گی۔ وہ تہہ خانے سے کبھی بھی نہیں نکل سکے گی۔ پھر تم مجھے آ کر اطلاع کر دینا۔

فقیر گوریلا بولا۔

میں ایسا ہی کروں گا سوانا بھائی تم فکر نہ کرو۔

مگر تم ڈرو گے تو نہیں۔

ہرگز نہیں۔ میں کبھی نہیں ڈر سکتا۔ سب کام ٹھیک ہو جائے گا۔ بس میں غیبی عورت کا انتظار کر رہا ہوں۔

میں دوپہر کے وقت تمہارے پاس معلوم کرنے آؤں گا کہ تم کامیاب ہوئے یا نہیں۔

میں کامیاب ہوں گا۔ تم آؤ گے تو غیبی عورت ماریا تہہ خانے میں قید ہو گی۔

فقیر گوریلے کو خبردار کر کے سوناوہاں سے چلا گیا اور شہر والی
سرائے میں جا کر ایک سوداگر بن کر ٹھہر گیا اور دوپہر ہونے کا انتظار
کرنے لگا۔ ادھر ماریا رات بسر کرنے کے بعد صبح ہونے سے پہلے ہی
گاؤں سے نکل گئی۔ وہ جلدی سے جلدی شہر پہنچ کر اپنے بھائیوں سے
ملنا چاہتی تھی۔ سورج نکل چکا تھا۔ کہ اسے شہر کی فصیل نظر آنے لگی۔
وہ بڑی خوش ہوئی شہر میں داخل ہو کر وہ گنڈپ کی حویلی والے
محلے کی طرف آ گئی۔ کیونکہ اسے یقین تھا۔ کہ اسی جگہ سے اسے عنبر
اور ناگ کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکیں گی۔ وہاں موٹے
مالک کا نوکر بھی تھا۔ وہ اس سے عنبر اور ناگ کے بارے میں معلوم
کرے گی کہ وہ کہاں ہیں۔

حویلی کے پاس آ کر وہ گھوڑے سے اتر گئی گھوڑا ظاہر ہو گیا۔ اس
نے گھوڑے کو ایک طرف باندھا اور چپکے سے حویلی کا دروازہ کھول

دیا۔ دروازے کے اندر فقیر گوریلا بیٹھا اسی وقت کا منتظر تھا۔ اس نے
جو دروازے کو اپنے آپ کھلتے ہوئے دیکھا تو سمجھ گیا کہ غیبی عورت
آ گئی ہے جلدی سے اٹھ کر بولا۔

ماریا بہن۔ کیا تمہیں اپنے بھائیوں کی تلاش ہے؟

ماریا نے کہا ہاں مگر آپ کو کیسے معلوم؟

ماریا نے بے تابی سے پوچھا۔

وہ کہاں ہیں۔

فقیر نے مسکرا کر کہا۔

مجھے عنبر اور ناگ نے ہی تمہارے پاس بھیجا ہے وہ اس وقت اس
حویلی کے تہہ خانے میں تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔

ماریا نے پوچھا۔

مگر تم کون ہو؟

فقری گوریلے نے کہا۔

میں تمہارے بھائیوں کا دوست ہوں اور انہوں نے مجھے تمہیں لینے کے لیے بھیجا ہے۔وہ دونوں بیمار ہیں۔اور اس وقت حویلی کے تہہ خانے میں سوئے ہوئے ہیں۔

عنبر اور ناگ کی بیماری کا سن کر ماریا بے چین ہوگئی اس نے ایک پل کے لئے بھی یہ نہ سوچا کہ کہیں یہ شخص اس کے ساتھ دھوکہ تو نہیں کر رہا۔وہ اس کے ساتھ پیچھے پیچھے چلتی حویلی کی نچلی منزل میں آ گئی جہاں تہہ خانہ تھا۔یہ تہہ خانہ بڑ پراسرار اوخفیہ تھا۔اس کے اندر جانے کا صرف ایک ہی دروازہ تھا۔اندر کوئی کھڑکی یا روشن دان نہیں تھا۔ اوپر چھت کے قریب ایک گول چھوٹا سا سوراخ تھا۔جس میں سے ہوا اندر جاتی تھی۔

تہہ خانے کے دروازے پر جا کر فقیر جاسوس نے دروازہ کھولا اور

کہا۔

اندر آ جاؤ میری بہن ماریا وہ سامنے والی دیوار کے پاس بستر پر عنبر اور ناگ سو رہے ہیں۔

ماریا نے کہا۔

دیا جلاو یہاں تو اندھیرا ہے۔

فقیر جاسوس نے بڑی نرمی اور ہمدردی سے کہا۔

بہن تم سامنے والی دیوار کے پاس چلو میں ابھی دیا جلاتا ہوں۔

ماریا بولی۔

اچھا مگر ذرا جلدی روشنی کرو۔

آواز سے فقیر جاسوس کو پتہ چل گیا کہ ماریا تہہ خانے کے اندر جا چکی ہے اور وہ دیوار کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔وہ اسی وقت کا انتظار کر رہا تھا۔اس نے ذرا بھی دیر نہ کی بجلی کی سی تیزی کے

ساتھ تہہ خانے سے چھلانگ لگا کر باہر بھاگا اور جلدی سے دروازہ بند
کر کے باہر سے لوہے کی سلاخ گرادی۔ ماریا اندر قید ہو کر رہ گئی۔

اب جو ماریا کو ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ تو زبر
دست فریب کیا گیا ہے۔ فقیر نے نوکر بن کر دھوکہ دیا ہے۔ وہ لپک کر
دروازے کے پاس آئی۔ اس نے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا مگر
اب وقت گزر چکا تھا۔ جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔ اس نے پہلے عقل سے
کام لے کر سوچا نہیں تھا کہ آخر ایک اجنبی شخص اس کے ساتھ ہمدردی
کیوں کر رہا ہے۔ اب وہ پھنس چکی تھی۔ تہہ خانے میں عنبر اور ناگ
کہیں بھی موجود نہ تھے۔

ماریا سر پکڑ کر بیٹھ اندھیرے میں بیٹھ گئی۔

شہر میں آ کر وہ ایک نئی مصیبت میں پھنس گئی تھی۔ کاش وہ ایک
مکار اجنبی کا اعتبار نہ کرتی۔ کبھی کسی پرائے آدمی پر بھروس نہیں کرنا

چاہیے۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ اب تو پانی سر سے گزر چکا تھا۔
۔۔۔۔۔ چڑیاں کھیت چگ گئی تھیں۔

اس نے سوچا کہ ناامید ہو کر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے کی بجائے
اٹھ کر دیکھا جائے کہ یہاں سے بھاگ جانے کا کوئی راستہ ہے بھی یہ
نہیں؟ ماریا نے اندھیرے میں دیواروں کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ وہ دیر
تک تہہ خانے میں ٹٹول ٹٹول کر ادھر ادھر گھومتی رہی مگر اسے کسی بھی
جگہ کوئی دروازہ یا کھڑکی دکھائی نہ دی۔ بس اوپر چھت کے قریب ایک
چھوٹا سا سوراخ تھا جس میں سے ہلکی ہلکی دن کی روشنی اندر آ رہی تھی۔
اس نے خیال کیا کہ یہ محض ہوا کے لئے سوراخ رکھا گیا ہے۔ اس
سوراخ تک پہنچنے کو کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ ورنہ وہ اس سوراخ کے پاس
جا کر کسی کو مدد کے لئے پکار سکتی تھی۔

آخر وہ تھک ہار کر بیٹھ گئی۔

ادھر فقیر جاسوس حویلی والی گلی سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا شہر کے گنجان آباد علاقے والی سرائے میں جا کر سوانا سے ملا۔ سوانا اسکی صورت دیکھتے ہی کمرے سے باہر نکل آیا اور ایک جگہ ستون کے ساتھ لگ کر اس سے کہنے لگا۔

تمہاری صورت بتا رہی ہے کہ تم کامیاب ہو گئے ہو۔ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟

فقیر جاسوس بولا۔

ہاں سوانا تمہیں یہ سن کر خوشی ہو گی کہ میں نے غیبی عورت کو حویلی کے تہہ خانے میں قید کر دیا ہے۔ وہ اس وقت ہمارے رحم و کرم پر ہے اور ہزار کوشش کرنے کے باوجود وہاں سے باہر نہیں نکل سکتی۔

سوانا بولا۔

شاباش مجھے تم سے یہی امید تھی میں اس عورت سے منگوال

بہادروں کی موت کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ بلکہ اگر اس کی تلاش میں عنبر اور ناگ بھی یہاں آئے تو میں ان کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔ انہیں بھی ماریا کے ساتھ ہی ہلاک کر ڈالوں گا۔

سوانا میرا خیال ہے کہ ہمیں عنبر اور ناگ سے بھی بدلہ لینا چاہیے وہ دونوں بادشاہ کے آدمی تھے اور انہوں نے جھوٹ موٹ ہمارے آدمیوں کے ساتھ مل کر انہیں دھوکے سے مروا دیا ہے۔ ہمارا اب فرض بنتا ہے کہ ہم گنڈپ اور سوانگ کی روحوں کو تسکین پہنچانے کے لئے عنبر اور ناگ کو بھی قتل کر دیں۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مگر ان دونوں کو یہاں کیسے بلوایا جائے۔ میں نے سنا ہے وہ شاہی محل میں نہیں ہیں اور شہر میں کسی جگہ آ کر رہ رہے ہیں۔

جاسوس فقیر نے کہا۔

اسک کا کھوج لگانا مشکل نہیں۔ میں نے ان کی شکلوں سے
واقف ہوں میں نے انہیں اکثر حویلی کے اندر آتے جاتے دیکھا
ہے۔

سوانا نے پوچھا۔

مگر تم ان دتوں کا کھوج کس طرح لگاؤ گے؟ کیا تم شہر بھر میں
گشت لگا کر ایک ایک گھر میں جھانک جھانک کر دیکھو گے؟

فقیر جاسوس بولا۔

اس کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں۔ مجھے گلی گلی سجا کر لوگوں کو دیکھنا
پڑے گا۔ ایک ایک گھر کی پڑتال کرنی پڑے گی۔

سوانا نے کہا۔

نہیں نہیں۔ یہ کام بڑی ہمت طلب ہے اس طرح بڑی دیر لگے
گی۔

ماریا نے کہا۔

سنو میں تمہیں ایک بتاتی ہوں اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں اتنا
سونا اتنے ہیرے جواہرات دوں گی کہ تمہاری سات پشتیں بھی اگر
انہیں کھاتی رہیں تو وہ دولت ختم نہیں ہو گی۔

فقیر جاسوس نے قہقہ لگا کر کہا۔

تم نے مجھے غداری پر نہیں ورغلا سکتیں۔

ماریا نے ایک اور وار کیا۔

سنو۔ یہ غداری نہیں ہے۔ بلکہ یہ عقلمندی ہے۔ آخر تمہیں ایک
طاقت اور مضبوط قوم کے خلاف غداری کر کے کیا ملے گا؟ چینی ایک
بڑے بہادر اور محب الوطن قوم ہو۔ تم ایک ہزار سال بھی کوشش کرتے
رہو تو یہاں کامیاب نہ ہو سکو گے۔ پھر تم اپنی زندگی ایک فقیر بن کر
لوگوں سے بھیک مانگ مانگ کر کیوں ضائع کر رہے ہو کیا یہ اچھی بات

نہیں کہ تم مجھے آزاد کر دو اور میں تمہیں دنیا کے قیمتی اور نادر ہیرے جواہرات لا کر دے دوں؟

فقیر جاسوس بولا۔

غبی عورت ماریا سوانا ٹھیک کہتا تھا کہ ماریا کی چالاکی سے بچ کر رہنا اس کی باتیں پتھروں میں بھی سوراخ کر دیتی ہیں۔ یاد رکھو ماریا میں ایک محب الوطن منگول ہوں۔ میں مر جاؤں گا لیکن اپنی قوم اپنے وطن اور اپنے بادشاہ سردار سے غداری نہیں کروں گا۔ تم میرے قدموں میں اگر اس دنیا کی ساری دولت بھی لا کر ڈھیر کر دو تو میں تمہیں ایک پل کے لئے بھی آزاد نہ کروں گا۔

اس کا ہر وار خالی گیا تھا۔ ہر حربہ ناکام رہا تھا۔ اس نے اپنے تجربے میں اس بات کو خاص طور پر دیکھا تھا کہ منگول گوریلے بڑے وفادار اور سچے اور دھن کے پکے تھے۔ وہ اپنی جان پر کھیل جاتے

تھے۔ زہر کھا کر خودکشی کر لیتے تھے۔ مگر اپنے وطن اپنے سردار اور اپنی قوم کے ساتھ غداری کبھی نہیں کرتے تھے۔

چنانچہ ماریا فقیر جاسوس کو ورغلانے میں ناکام رہی تھی۔ اسے بھوک لگ رہی تھی۔ اگرچہ وہ بہت پریشان تھی۔ مگر پیٹ کی آگ بھی تو بجھانی ہی تھی۔ اس نے روٹی کھائی اور کٹورے میں پانی پیا اور دل پر جبر کر کے بیٹھ گئی بس اسے ایک امید تھی کہ اگر عنبر اور ناگ ادھر آ نکلے تو وہ آزاد ہو جائے گی کیونکہ سوانا اور فقیر جاسوس کی یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ ناگ اور عنبر کن خفیہ طاقتوں کے مالک ہیں۔

وہ اپنی طرف سے ان کو ہلاک کرنے کی ترکیبیں سوچ رہے تھے۔ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ ناگ ایک زہریلا خطرناک سانپ ہے انسان نہیں ہے۔ وہ جس وقت اور جب چاہے انہیں سانپ بن کر ختم کر سکتا ہے اور عنبر پر موت حرام کر دی گئی ہے۔

چاہے اسے تلواریں مار مار کر کچھ کر لو وہ مر ہی نہیں سکتا بس ماریا
خدا سے ہی دعا مانگنے لگی کہ کسی طرح سے عنبر اور ناگ حویلی آجائیں
کیونکہ انہیں بھی تو ماریا کی تلاش ہوگی۔

فقیر جاسوس حویلی کے باہر بھیک مانگ رہا تھا۔

شہر کے گنجان ترین محلے میں عنبر اور ناگ اپنے گمنام سے مکان
میں چپ چاپ بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے۔ عنبر نے اچانک گہری سوچ
سے بیدار ہو کر کہا۔

ناگ کیوں نہ ہم گنذپ والی حویلی کا ایک بار پھر چکر لگا آئیں ہو
سکتا ہے ماریا وہاں پہنچ کر ہمیں تلاش کر رہی ہو۔

ناگ نے بھی عنبر کی بات سے اتفاق کیا اور دونوں گنذپ والی
حویلی جانے کے لئے گھر سے نکل پڑے۔ جب وہ حویلی کے
دروازے پر پہنچے تو وہاں وہ فقیر کھڑا تھا اور اس نے ان دونوں کو فوراً

پہچان لیا۔ اس نے جلدی سے اٹھ کر عنبر کے کان میں کہا۔

کیا تم اپنی بہن ماریا سے ملنے آئے ہو۔

اندھیرے میں جال

عنبر اور ناگ ایک دم چونک اٹھے۔

یہ کون فقیر ہے جسے نہ صرف ان کی بہن ماریا کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے بلکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ دونوں وہاں اپنی بہن ماریا کی تلاش میں آئے ہیں۔انہوں نے پہلے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر فقیر کی طرف دیکھ کر کہا۔

تم کون ہو بابا؟ اور تمہیں ہمارے نام کا کہاں سے علم ہوا؟

فقیر جاسوس مسکرایا اور کہنے لگا۔

میں ایک نمک حلال نوکر ہوں بھائی عنبر جو ساتھ والے موٹے مالک کے مکان میں نوکر تھا۔بہن ماریا نے مجھے ایک بار جب کہ میں

بھوکا تھا تو مجھے کھانا کھلایا تھا۔میں اس کے احسان کو نہیں بھولا میں نے بہن ماریا کو آگ سے جھلستے ہوئے کمرے سے باہر نکالا اور اس کی جان بچائی۔بہن ماریا نے مجھے بتا دیا کہ وہ غائب ہو چکی ہے جادو کے زور سے آپ لوگ اس سے بچھڑ گئے۔وہ بھی یہاں سے چلی گئی۔آخر کل رات وہ میرے پاس اس مکان میں آئی۔اس نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا اور کہا کہ اگر وہ یہاں آئیں تو انہیں یہاں تہہ خانے میں بٹھانا۔میں پھر آؤں گی۔میں نے انہیں بہت روکا مگر اس نے کہا کہ مجھے ایک ضروری کام ہے پھر وہ چلی گئی۔

ناگ نے پوچھا۔

اس نے بتایا نہیں کہ کیا کام تھا؟

فقیر گوریلے نے کہا۔

نہیں میرے بھائی۔بہن ماریا نے یہ نہیں بتایا۔بس اتنا ہی کہا کہ

عنبر اور ناگ آئیں تو انہیں اسی گھر میں رکھنا میں بہت جلد آ رہی ہوں۔

عنبر نے ناگ سے کہا۔

تو پھر ٹھیک ہے اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ ماریا سے بھی ملاقات ہو گئی۔ اب ہم اکٹھے اس ملک کو چھوڑ سکیں گے میرا خیال ہے ہمیں اس جگہ رہ کر ماریا کا انتظار کر لینا چاہیے۔

ناگ نے کہا۔

ٹھیک ہے عنبر بھائی۔ ہم یہاں ٹھہر جاتے ہیں ہماری تو بہت بڑی مشکل اس فقیر نے حل کر دی۔

فقیر جاسوس دل ہی دل میں بڑا خوش ہو رہا تھا۔ کہ ان کی مشکل کہاں حل ہوئی ہے وہ تو ایک مشکل میں پھنس گئے ہیں۔ پاگل فقیر گوریلے کو یہ خبر ہی نہیں تھی کہ جن لوگوں کو وہ معمولی سمجھ کر قید کرنے کی

کوشش کر رہا تھا وہ کتنی بڑی طاقتوں کے مالک ہیں۔

فقیر گوریلا بولا:

اب کیا حکم ہے ان دونوں کے ساتھ کیا کیا جائے اور ماریا کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے وہ بھی تو اسی حویلی کے نیچے تہہ خانے میں قید ہے۔ اگر عنبر اور ناگ کو معلوم ہو گیا کہ اسی مکان میں ماریا بھی قید ہے تو وہ اسے ضرور چھڑا لیں گے۔ او پھر وہاں سے بھاگ جائیں گے۔ میں ان کی زبان سے سنا ہے کہ وہ ملک چھوڑنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم اپنے بہادر گوریلوں کی روحوں کا انتقام نہ لے سکیں گے۔ ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے۔ جلدی کرنا ہو گا۔

سوا تا بولا:

ابھی کرتے ہیں جو کچھ کرنا ہے فکر نہ کرو۔ مجھے صرف سوچنے دو تم نے حالات کو دوسرے رخ پر ڈال دیا ہے۔ وگرنہ اگر تم نے دونوں کو

الگ الگ تہہ خانوں میں بند کیا ہوتا تو ہمارے لئے بڑا آسان تھا کہ ہم
تینوں کو بھوکا پیاسا رکھ کر مار ڈالتے۔ اب کوئی دوسری چال سوچنی
پڑے گی۔

فقیر گوریلا کہنے لگا۔

تم بعد میں سوچنا پہلے میری ایک ترکیب سنو۔

سوانا نے پوچھا۔

کون سی ترکیب۔

فقیر گوریلا بولا۔

میری ترکیب یہ ہے کہ عنبر اور ناگ کو بھی کسی طرح مکان کے اندر
بند کر کے مکان کو آگ لگا دی جائے۔ اب وہ مکان ویسے بھی ہمارے
کسی کام کا نہیں رہا۔ اس میں ہر روز سپاہیوں کے چھاپے پڑتے
رہتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟ اس طرح اس مکان کی بک بک سے بھی

پیچھا چھٹے گا۔ اور ہمارے دشمنوں کا بھی خاتمہ ہو جائیگا۔

سوانا سوچنے لگا اور پھر بولا

مکان کو آگ لگائی تو سارا محلے کا محلہ جل کر راکھ ہو جائیگا۔ اس
سے بہتر ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں میں مکان میں چھپ
کر بیٹھ جاؤں گا تم بہانے بہانے سے ان دونوں کو میری طرف لانا۔
میں خنجر گھونپ کر ان میں سے ایک کا خاتمہ کر دوں گا۔ دوسرے کو تم
سنبھال لینا۔

فقیر گوریلا بولا۔

یہ بہتر چال معلوم ہوتی ہے ایسا ہی کرتے ہیں میرا خیال ہے تم
ابھی میرے ساتھ چلو شام کو ہی سیاہی پھیل رہی ہے۔ ہم ان دونوں کو
ہلاک کرنے کے بعد رات کے اندھیرے میں لاشیں تالاب میں
پھینک آئیں گے۔

سوانا بولا

چلو میرے ساتھ۔

یہ ایک بڑی ہی خوفناک سازش تھی اور اگر عنبر اور ناگ میں خفیہ
طاقتیں نہ ہوتیں تو ان کی موت یقینی تھی مگر احمق فقیہ جاسوس اور سوانا کو
یہ علم نہ تھا کہ وہ کن لوگوں سے ٹکر لے رہے ہیں۔ وہ تو ایک طرح سے
اپنی موت کو دعوت دے رہے تھے۔ اور یہ تھا بھی سچ اس میں صرف
ایک خطرہ تھا کہ اگر غلطی سے ناگ پہلے سامنے آگیا۔ اور خنجر اسے لگ
گیا تو اس کا شدید زخمی ہو جانا یقینی تھا مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ سوانا
اور فقیر گوریلا بھی نہیں بچ سکتے تھے۔ ان کو اکیلا عنبر ہی ختم کر دینے کے
لئے کافی تھا۔

ادھر حویلی کے اندر عنبر اور ناگ کمرے میں بیٹھے آپس میں باتیں
کر رہے تھے۔

ناگ کہہ رہا تھا۔

ابھی تک ماریا نہیں آئی خدا خیر کرے۔

عنبر نے کہا۔

میرا خیال ہے۔ بس آ ہی رہی ہوگی۔ مگر وہ کہاں چلی گئی؟ آخر
اسے اس اجنبی شہر میں کون سا ایسا ضروری کام پڑ گیا؟ یہ بات میری
سمجھ میں نہیں آتی۔

ناگ بولا

یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آتی۔ بہر حال ہمیں تو انتظار
کرنا ہی ہوگا۔

وہ باتیں کر رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور فقیر گوریلا اندر داخل
ہوا اور بولا

عنبر بھائی ماریا آگئی ہے۔ وہ باہر کھڑی ہے اور کہہ رہی ہے مجھے

اس مکان سے خوف محسوس ہوتا ہے میں اندر نہیں جاؤں گی میرے
بھائیوں سے کہو کہ وہ باہر آ جائیں۔

عنبر اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر بولے۔

یہ بات ہے تو ٹھیک ہے ہم باہر چل کر ماریا سے مل لیتے ہیں۔

آگے آگے عنبر اور پیچھے پیچھے ناگ دونوں فقیر گوریلے کے ساتھ
کمرے سے باہر نکل آئے۔

باہر ایک راہداری سی تھی جس میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ فقیر جان
بوجھ کر انہیں اس طرف لایا تھا کیونکہ راستے میں ایک جگہ دیوار کے
پیچھے سوانا گوریلا خنجر لئے چھپا ہوا تھا۔

جوں ہی فقیر جاسوس عنبر کو ساتھ لے کر اس دیوار کے قریب سے
گزرا سوانا نے پوری طاقت سے چمکتا ہوا تیز دھار خنجر عنبر کی گردن
میں سارے کا سارا گھونپ دیا۔

اس کے ساتھ ہی فقیر گوریلے نے ناگ پر جھپٹا مار کر حملہ کر دیا۔

عنبر اور ناگ فوراً سمجھ گئے کہ ان کو دھوکے سے جال میں پھنسایا
گیا ہے۔ عنبر نے خنجر اپنی گردن میں ہی رہنے دیا اور سوانا کے
جبڑے پر اس زور سے گھونسہ مارا کہ وہ چکرا کر زمین پر گر پڑا۔ دوسری
طرف سے ناگ نے ایک زوردار پھنکار ماری اور یک لخت سانپ کی
جون میں آ گیا۔ اس نے سانپ کی جون میں آتے ہی فقیر کو پوری
طاقت سے دانت مار کر ڈس دیا۔ عنبر نے جلدی سے جیب میں سے
پھر نکال کر کونے میں لگی ہوئی شمع جلا دی۔

فقیر جاسوس زمین پر پڑا گرا ہوا تھا۔ سانپ کے زہر نے اپنا اثر
کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس کا رنگ نیلا پڑ رہا تھا۔ دوسری طرف سوانا
اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ناگ دوبارہ انسانی جون میں آ چکا تھا۔

سوانا نے اٹھ کر روشنی میں جو منظر دیکھا اسے دیکھ کر اس کی

آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ عنبر کی گردن میں پورا خنجر گھسا ہوا تھا۔
اور وہاں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہہ رہا تھا۔ نیچے اس کا ساتھی زہر
کے اثر سے نیلا پڑ کر دم توڑ رہا تھا۔

عنبر نے ہاتھ بڑھا کر اپنی گردن میں سے خنجر کھینچ کر الٹے ہاتھ
میں پکڑ لیا۔ اس کرامت کو دیکھ کر سوانا اور زیادہ ششدر رہ گیا۔ خنجر
سوانا کی گردن پر رکھ کر عنبر نے کہا۔

بولو ماریا کہاں ہے؟

یہاں اب سوانا گوریلا کی بہادری دکھانے کا وقت تھا۔ یہاں
عنبر غلطی کھا گیا تھا۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ منگول گوریلے مر جاتے
ہیں۔ مگر دل کا راز کسی سے نہیں کہتے۔ سوانا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ عنبر
کے ہاتھوں قتل ہو جائے گا مگر اسے کبھی نہیں بتائے گا کہ ماریا اسی حویلی
کے تہہ خانے میں قید ہے عنبر سوانا کو گھسیٹ کر کمرے میں لے گیا اور

اس نے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ ناگ بھی اس کے ساتھ تھا۔ انہوں
نے پوچھ پوچھ کر اپنا سر خالی کر لیا مگر مجال کہ سوانا اپنی زبان سے ایک
لفظ بھی کہا ہو۔ عنبر اور ناگ تنگ آ گئے۔

ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے عنبر اس شخص کو واقعی معلوم نہیں ہے کہ ماریا کہاں
ہے اگر اسے معلوم ہوتا تو جتنی اذیت ہم نے اسے دی ہے یہ ضرور
بک پڑتا۔

عنبر بولا۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔

عنبر نے سوانا کو دراصل پہنچانا نہیں تھا۔ کہ یہ سوانا ہے اس نے
سوانا کی گردن پر ایک زوردار مکا مارتے ہوئے کہا۔
بھاگ جاؤ۔ یہاں سے خبردار جو پھر کبھی اس طرف کا رخ بھی کیا

۔اس شہر کا دانہ پانی تم پر حرام ہے۔ اگر ہم نے تمہیں یہاں پھر کبھی
دیکھا تو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو تمہارے
ساتھی کا ہوا ہے۔

سوانا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کی جان بچی۔ اس نے ہاتھ جوڑ
کر کہا۔

میں پھر کبھی اس شہر میں نہیں آؤں گا۔ کسی دوسرے شہر چلا جاؤں گا
۔آپ کو میں نے غلط سمجھا تھا۔ آپ لوگ تو دیوتا ہیں۔ میری خطا
معاف کر دیں۔

اور سوانا جھک کر دونوں کو سلام کر کے باہر نکل گیا۔

حویلی سے باہر آتے ہی وہ بھاگ اٹھا۔ اس کی واقعی جان بچ گئی
تھی۔ اسے ہرگز یہ امید نہیں تھی۔ کہ یہ لوگ اسے زندہ چھوڑ
دیں گے۔ اول تو اسے پوری توقع تھی کہ عنبر اور ناگ اسے پہچان

لیں گے اور وہیں قتل کر دیں گے۔ لیکن نہ صرف کہ انہوں نے سوانا کو
پہچانا نہیں تھا بلکہ اسے معاف بھی کر دیا تھا۔ وہ یہی سمجھے کہ گوریلوں
نے ان لوگوں کو کرائے پر حاصل کیا تھا۔ اور ان کا براہ راست
گوریلوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ بھاگتا ہوا سیدھا اپنے شہر کے
باہر والے مکان میں پہنچا دروازہ بند کر کے وہ چارپائی پر گر پڑا اور
سوچنے لگا کہ اب وہ ماریا کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ صبح پہلی فرصت
میں اسے جا کر ختم کر دے گا۔ اپنے دوست فقیر گوریلے کی موت کا
بدلہ وہ اب ماریا سے لے گا۔

ادھر سوانا یہ سازش کر رہا تھا۔ ادھر عنبر اور ناگ حویلی میں رات بسر
کرنے کی سوچ رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ رات بسر کرنے کے
بعد صبح سویرے وہاں سے اپنے شہر والے مکان میں چلے
جائیں گے۔ اور ہر روز شہر کے باہر والے دروازے پر جا کر ماریا کے

آنے کی راہ دیکھا کریں گے۔ انہیں کچھ معلوم نہ تھا۔ کہ اسی حویلی کے
تہہ خانے میں ماریا بے چاری بے یارو مددگار پڑی ہے۔

صبح ہوتے ہی وہ دونوں شہر چلے گئے۔ اور سوانا اپنے ساتھی کے
قتل کا بدلہ لینے گھر سے نکل کر حویلی کی سمت روانہ ہو گیا۔ وہ اس وقت
بھی اس بات پر بڑا خوش تھا کہ ماریا اس کی قید میں ہے اور دوسری
بات یہ کہ عنبر اور ناگ نے اسے پہچانا نہیں۔ وگرنہ اس وقت وہ دوسری
دنیا میں پہنچ گیا ہوتا۔

حویلی کے دروازے پر آ کر وہ رک گیا۔ اس نے احتیاط کی وجہ
سے ادھر ادھر دیکھا جب اسے یقین ہو گیا کہ وہاں کوئی نہیں جو اسے
دیکھ رہا ہو تو حویلی کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا اس کا خیال تھا کہ اسے
کوئی نہیں دیکھ رہا۔ مگر ایک آدمی نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اور وہ آدمی تھا
موٹے مالک کا نمک حلال نوکر جس نے ایک بار ماریا کی جان بچائی

تھی۔ اس نے دور سے اپنے مکان کی ڈیوڑھی کے باہر کھڑے
کھڑے دیکھا کہ سوانا جو کہ گنڈپ اور سوانگ کے ساتھ کبھی کبھی
وہاں آیا کرتا تھا بڑے پر اسرار انداز میں حویلی میں داخل ہو رہا ہے۔
وہ سوچنے لگا کہ یہ شخص کس مقصد کے لئے اس جگہ گیا ہے؟
نوکر سوچتا رہا سوچتا رہا۔ مگر چونکہ آدمی سیدھا سادا تھا۔ کچھ سمجھ نہ
سکا اور سر کو جھٹک کر یہ خیال کر کے مکان سے باہر آ گیا کہ ہو سکتا ہے
وہ اپنے کسی کام سے اندر گیا ہو۔ نوکر باہر گلی میں آ کر اپنے مکان کی
ڈیوڑھی کے باہر بچھے ہوئے تخت پر بیٹھ کر کھجوروں کی گٹھلیاں دھونے
لگا۔ وہ کھجوروں کی گٹھلیوں کو دھو کر انہیں پیس کر ایک دوا تیار کرتا تھا۔
اس وقت اس کا موٹا مالک گھر کے اندر گہری نیند سو رہا تھا۔
اب ذرا تہہ خانے میں چل کر دیکھتے ہیں کہ ماریا کس حال میں
ہے۔

سوانا بری نیت لے کر تہہ خانے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس
نے فیصلہ کیا کہ وہ تہہ خانے کی دیوار کے سوراخ میں سے جو کہ اس کا
اکیلا روشن دان تھا۔ اندر چیتھڑوں کا آگ لگا کر پھینک دے گا۔ ساتھ
ہی سوراخ کو بند کر دے گا۔ تہہ خانے میں دھواں بھر جائیگا۔ اور اس
طرح دم گھٹنے سے ماریا ختم ہو جائے گی۔ اور اس کا کلیجہ ٹھنڈا ہو
جائیگا۔ چنانچہ سوانا باورچی خانے میں پہنچا۔ وہاں اس نے پرانے اور
میلے کچیلے کپڑوں کا ایک گولا سا بنایا۔ اسے زیتون کے تیل میں بھگویا۔
اسے آگ لگا کر پھونک مار کر بجھایا اور لے کر تہہ خانے والے روشن
دان کے پاس آ گیا۔ چھتڑوں کو پھونک مار کر بجھا دینے سے ان میں
سے مسلسل دھوئیں کے بادل اٹھنے لگے تھے جو کہ سخت کڑوا اور بدبودار
دھواں تھا۔ روشن دان کے قریب آ کر سوانا نے وہ دھواں چھوڑتا گولا
اندر پھینک دیا۔

ماریا تہہ خانے کی دیوار کے ساتھ لگ کر خاموش اور اداس بیٹھی تھی
۔ اس نے جب دیکھا کہ روشندان کے سوراخ میں سے ایک گولا نیچے
گرا ہے۔ جس میں سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ تو وہ پہلے تو ڈر گئی ۔ کہ یہ کیا
بلا نیچے آ گئی ہے۔ پھر وہ اٹھ کر دھواں اگلتے گولے کے پاس آئی اور
اسے پاؤں مار مار کر بجھانے لگی۔ مگر وہ کمبخت ایسا گولا تھا۔ کہ جوں
جوں وہ اسے بجھاتی اس میں سے اور دھواں نکلنے لگتا۔

ماریا نے کھانسنا شروع کر دیا۔

باہر کھڑے سوانا کو ماریا کے زور زور سے کھانسنے کی آواز آئی تو وہ
قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اور روشندان کے ساتھ منہ لگا کر بولا۔

یہ ہے میرا انتقام اے غیبی عورت میں نے اپنے ساتھی کے قتل کا
بدلہ لے لیا ہے۔ تمہارے بھائی یہاں آئے تھے۔ بلکہ میں انہیں
دھوکے سے یہاں لایا تھا۔ انہوں نے میرے دوست کو ہلاک کر ڈالا

۔میں اس کی موت کا تم سے بدلا لے رہا ہوں۔اب تو یہاں سے بچ
کر نہیں جا سکتی۔یہ دھواں تمہاری موت کو تمہارے قریب کر دے
گا۔ہاہاہا۔۔۔ہاہاہا۔

ماریا بے چاری پریشان ہوگئی۔وہ سچ مچ موت کے پھندے
میں پھنس گئی تھی۔دھوئیں سے تہہ خانہ آہستہ آہستہ بھرنا شروع
ہوگیا تھا۔یہ دھوآں بے حد کڑوا اور کسیلا تھا۔اس میں سانس لینا
مشکل ہو رہا تھا۔ایک بار تو ماریا کی آنکھوں کے سامنے موت کی شکل
گھوم گئی وہ اپنے بھائیوں کے بارے میں سوچنے لگی۔کاش ان میں
سے کسی کو خبر مل جائے کہ وہ کس حال میں ہے۔

ماریا کے بھائیوں کو تو خبر نہ مل سکی مگر اتفاق سے تخت پوش پر کھجور کی
گٹھلیاں دھوتے ہوئے نمک حلال نوکر کو ناک میں کڑوے دھوئیں کی
تیز بو محسوس ہوئی۔اس نے سوچا یہ دھوئیں کی بو کس طرف سے آئی

ہے۔؟شاید کوئی گھر میں آگ جلا رہا ہوگا۔وہ خود ہی یہ خیال کر کے
چپکے سے بیٹھا رہا۔ادھر تہہ خانے میں دھواں بھرنا شروع ہوگیا تھا۔
اور ماریا کے لئے سانس لینا مشکل ہونے لگا تھا۔وہ زور زور سے
سانس لے رہی تھی۔اور خدا سے دعا کر رہی تھی کہ یا خدا میں بیگناہ
ہوں تو مجھے اس مصیبت سے نجات دے۔

آخر خدا نے ماریا کی دعا قبول کر لی اور تخت پوش پر بیٹھے کام
کرتے نمک حلال نوکر نے محسوس کیا کہ دھوآں کہاں سے آرہا ہے۔
اچانک اس نے دیکھا کہ گنڈپ حویلی کی پچھلی گلی میں سے دھوئیں کی
ہلکی ہلکی سی لکیر اٹھ کر آسمان کی طرف بڑھ رہی ہے۔وہ ہوشیار ہوگیا
اب اسے سوانا کا بھی خیال آیا کہ وہ کس نیت سے تہہ خانے میں گیا
تھا۔کہیں وہ حویلی کو آگ تو نہیں لگا رہا؟

اگر اس نے پاگل پن میں آکر حویلی کو آگ لگا دی تو یہ سارا محلہ

جل کرراکھ ہو جائے گا۔نوکر تیزی سے اٹھ کر حویلی کے پچھواڑے
والی گلی میں آ گیا۔ جہاں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔اس نے کیا دیکھا کہ
دھوئیں کی ایک لکیر سی تہہ خانے کے روشندان میں سے نکل رہی
ہے۔

اس نے روشندان کے پاس آ کر اس پر دو تین ہاتھ مارے۔یہ
دیکھنے کے لئے کہ یہ ٹوٹا ہوا تو نہیں ہے پھر اس نے روشندان میں
سے اندر جھانکنے کی کوشش کی کہ کہیں اندر آگ تو نہیں لگی ہوئی ٹھیک
اس وقت ماریا کو زور سے کھانسی آ گئی۔اوپر روشن دان کے سوراخ
سے لگے لگے نوکر نے کسی عورت کی کھانسی کی آواز سنی تو بڑا چونکا کہ یہ
عورت کی آواز نیچے سے کہاں سے آ گئی۔کیونکہ ان لوگوں کے گھر میں
تو ایک مدت سے کبھی کوئی عورت نہیں آئی تھی۔اس نے کان لگا
کر غور سے سنا۔عورت کے کھانسنے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔نوکر نے

منہ روشندان کے ساتھ لگا کر آواز دی۔

نیچے کون ہے؟

ماریا نے جو اوپر سے کسی کی آواز سنی تو بولی۔

میں ہوں۔خدا کے لئے میری جان بچاؤ۔

نوکر نے ماریا کی آواز پہچان لی۔

کیا یہ تم ہو نیک دل دیوی؟

ہاں۔یہ میں ہی ہوں جلدی سے نیچے آؤ اور مجھے یہاں سے
نکالو۔

نوکر بولا۔

ابھی آیا نیک دیوی ابھی آیا گھبرانا نہیں۔

نوکر چھلانگ لگا کر حویلی کی ڈیوڑھی میں آ گیا۔یہاں سے لمبے
لمبے ڈگ بھرتا وہ صحن اور وہاں سے اس دروازے پر آ گیا جو نیچے

جانے والی سیڑھیوں میں کھلتا ہے۔ یہ دروازہ بند تھا۔ اور باہر تالا لگا ہوا تھا۔ سوانا اس دروازے کو بند کر گیا تھا۔ نوکر تالے کو دیکھ کر ایک پل کے لئے تو پریشان ہو گیا۔

پھر جلدی سے پتھر یا کوئی ایسی شے تلاش کرنے لگا جس کی مدد سے وہ اس تالے کو توڑ سکے۔

وہ لپک کر باروچی خانے میں آ گیا۔ وہ چونکہ گنڈپ کا ہمسایہ تھا اس لئے اس کے گھر چپے چپے کی خبر تھی یہاں سے وہ لوہے کی سلاخ لے کر بھاگتا ہوا باروچی خانے سے باہر آ گیا۔ سلاخ کو اس نے کنڈے کے اندر ڈالا اور پوری طاقت لگا کر اسے اپنی طرف کھینچ دیا۔ کھینچتے ہی کنڈی تالے سمیت دروازے سے باہر نکل کر گر پڑی۔ اس کے ساتھ ہی نوکر بھی نیچے گر پڑا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور دروازہ کھول کر تیزی کے ساتھ سیڑھیاں اترتا ہوا تہہ خانے کے دروازے پر آ گیا۔

اس دروازے پر بھی تالا لگا ہوا تھا۔

نوکر بھاگتا ہوا اوپر گیا اور اوپر سے ہی سلاخ لے کر نیچے آ گیا۔ اس کی مدد سے اس نے تالا توڑ دیا اور دروازے کو چوپٹ کھول دیا۔ دروازے کا کھلنا تھا کہ دھوئیں کا بادل نکلنے لگا نوکر نے ماریا کو آواز دی۔

نیک دیوی تم کہاں ہو۔ کیا تم زندہ ہو؟

ماریا ایک کونے میں لگ کر ناک کے آگے کپڑا رکھے بیٹھی تھی۔ اس نے کھانستے ہوئے کہا۔

ہاں میں زندہ ہوں بھائی۔

نوکر بولا۔

باہر نکل آؤ بہن دروازہ کھلا ہے

ماریا نے دیکھا کہ کمرے میں سے دھواں کافی نکل چکا تھا اور

دروازے میں سے روشنی اندر داخل ہو رہی تھی۔ وہ لپک کر کمرے
سے باہر نکل آئی۔ کھانستے کھانستے وہ فرش پر بیٹھ گئی اور بولی۔

بھائی پانی پلاؤ۔

نوکر بھاگ کر باورچی خانے میں گیا اور کٹورے میں پانی بھر کر
لے آیا۔

یہ لو پانی میں کہاں رکھوں؟ مجھے تم دکھائی نہیں دے رہیں۔

ماریا نے کہا۔

جہاں تم کھڑے ہو وہیں رکھ دو۔

نوکر نے اسی جگہ پانی سے بھرا ہوا کٹورا رکھ دیا اور خود پیچھے ہٹ کر
کھڑا ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کٹورا ایک دم غائب ہو گیا۔ ماریہ نے
کٹورا اٹھا لیا تھا۔ اور اب وہ اس سے منہ پر پانی کے چھینٹے مار رہی تھی
۔ ماریہ کو پانی کے چھینٹے اور غرارے کرنے سے کچھ ہوش آیا اس نے

کٹورا زمین پر رکھ دیا اور بولی۔

تم نے میری ایک بار پھر جان بچائی ہے بھائی میں تمہارا یہ
احسان کبھی نہیں بھول سکوں گی۔ مجھے بتاؤ کہ یہ شخص جس نے مجھے اس
تہہ خانے میں بند کر کے دھواں بھر دیا کون تھا۔ اور کہاں پر رہتا ہے۔

نوکر نے کہا۔

بہن۔ پہلے تم اوپر چل کر کچھ دیر آرام کرو۔ کھانا وغیرہ کھاؤ۔
تمہیں بھوک لگ رہی ہو گی پھر میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔

ماریا نے کہا۔

میں اس آدمی کو اس کے گھر کو خوب جانتا ہوں بہن مگر پہلے تم اوپر چل
کر کچھ کھا لو۔

ماریا نوکر کے ساتھ اوپر حویلی کے کمرے میں آ گئی۔

وہ بستر پر آرام سے لیٹ گئی۔ اور نوکر اپنے گھر کی طرف کھانا لینے

چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ طشت میں ماریا کے لئے کچھ پھل روٹی اور دودھ لے کر آ گیا۔ ماریا نے بڑے شوق سے کھانا کھایا دودھ پیا اور خدا کا شکریہ ادا کرنے کے بعد نمک حلال نوکر کا بھی شکریہ ادا کیا پھر اس نے دشمن کے بارے میں پوچھا جس نے اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ نوکر نے کہا۔

نیک دل بہن جس شخصیت نے تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کا نام سوانا ہے اور وہ یہاں سے دو محلے چھوڑ کر ایک گلی میں رہتا ہے۔ وہ بھی یقیناً گنڈپ اور سوانگ سے ملا ہوا تھا۔ ضرور اسی نے تمہارے بھائیوں کو یہاں دھوکے سے بلایا ہوگا اور پھر تمہیں تہہ خانے میں بند کر کے اندر دھوئیں سے بھرے ہوئے چھیتڑے پھینکے ہوں گے۔ کیونکہ میں نے اسے صبح اس حویلی کے اندر داخل ہوتے دیکھا تھا۔ میں نے اس کا پیچھا بھی کیا تھا۔ مگر وہ تہہ خانے کے

دروازے کو اندر سے بند کر کے نیچے اتر گیا تھا۔

ماریا نے پوچھا۔

اس شخص کی نشانی کیا ہے؟

نوکر نے کہا

اس کا سر گنجا ہے اور لوگ اسے سوانا چاچا کے نام سے پکارتے ہیں وہ ذرا لنگڑا کر چلتا ہے اور بڑا باتونی ہے بڑی باتیں کرتا ہے۔

ماریا نے پوچھا۔

اس کا مکان کس قسم کا ہے اور یہاں سے کتنی دور ہے۔ میں اگر وہاں جاؤں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ یہ سوانا ہی کا مکان ہے؟

نوکر نے کہا۔

میری نیک بہن تمہیں اس طرح پتہ نہ چل سکے گا۔ کیوں نہ میں تمہارے ساتھ چل کر تمہیں سوانا اپنے سامنے کھڑا دکھادوں؟

ماریا نے خوش ہو کر کہا۔

اس سے بڑھ کر اور کونسی اچھی بات ہو سکتی ہے۔ اگر تم مجھے چل کر اشارے سے بتا دو کہ یہی وہ شخص ہے جس نے میری جان لینے کی کوشش کی تو میں تمہاری بے حد شکر گزار ہوں گی۔

نوکر بولا۔

میرے ساتھ آؤ بہن میں تمہیں سوانا کے مکان پہ لئے چلتا ہوں ۔تم میرے پیچھے پیچھے چلتی چلی آنا۔

بہت اچھا میرے بھائی۔

اور ماریا نوکر کے ساتھ حویلی سے باہر نکل آئی۔

خونی مکان

سوانا کا مکان شہر کے ایک گنجان آباد حصے میں تھا۔

یہ علاقہ اگر چہ گنجان تھا مگر شہر کے کنارے پر تھا۔ اور دیوار کے پرلی جانب کھلے کھیت شروع ہو جاتے تھے۔ ماریا کو لے کر نوکر آگے چل رہا تھا۔ وہ ماریا کو دیکھ تو نہیں سکتا تھا مگر اسے اتنا معلوم تھا کہ ماریا اس کے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے چلی آ رہی ہے۔ ایک جگہ گلی کا موڑ گھومتے ہوئے نوکر رک گیا۔ ماریا نے قریب آ کر کہا۔

میرے بھائی فکر نہ کرو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے چل رہی ہوں۔

ٹھیک ہے۔

نوکر پھر چل پڑا۔ چلتے چلتے آخر وہ اس بستی میں آ گئے جو شہر کے

کنارے پر تھی اور جس کی ایک گلی میں سوانا کا گھر تھا۔نوکر گھر کے
دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ماریا بھی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی
ہو گئی۔نوکر نے دروازے پر دستک دی۔

اندر سے ایک آدمی نے دروازہ کھول کر باہر دیکھا۔

کون ہے؟

نوکر نے کہا۔

مالک گھر پر نہیں ہیں کیا؟

وہ آدمی بولا۔

نہیں

اور اس نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔نوکر بے چارہ اس کا منہ
ہی دیکھتا رہ گیا۔ماریا نے آگے بڑھ کر نوکر کے کان میں کہا۔

میرے بھائی سوانا کا مکان یہی ہے ناں؟

نوکر بولا۔

ہاں۔ماریا بہن سوانا کا مکان یہی ہے۔

ماریا کہنے لگی۔

تو پھر بے شک چلے جاؤ۔اب میں جانوں اور میرا کام تم جا کر
آرام کرو۔

اگر تمہاری خواہش ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔اگر تم کہو تو میں اس
وقت تک تمہارے پاس ہی رہوں گا۔جب تک کہ وہ بد بخت سوانا
نہیں آجاتا۔

نہیں بھائی۔تم واپس چلے جاؤ۔اب تمہارا کام ختم ہوتا ہے۔اب
میرا کام شروع ہوگا۔میں اپنا کام اچھی طرح جانتی ہوں۔

نوکر چلا گیا۔ماریا وہاں گلی میں اکیلی رہ گئی۔گلی میں کبھی کبھی کوئی
انسان گزر جاتا تھا۔ورنہ وہ سنسان تھی۔ماریا کو شرارت سوجھی اس

نے دروازے پر دستک دی۔ اس آدمی نے ایک بار پھر دروازہ کھولا کون بدتمیز ہے۔

ماریا خاموش رہی۔ اس آدمی نے گلی میں ادھر ادھر جھانک کر دیکھا وہاں اسے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ اس نے دروازہ بند کر لیا۔

ماریا نے ایک بار پھر دستک دی۔ آدمی نے پھر دروازہ کھولا۔ اب وہ بڑے غصے میں تھا۔ وہ دروازے میں سے نکل کر گلی میں آگیا اور بولا۔

کون الو کا پٹھا ہے؟

ماریا اسی گھڑی کا انتظار کر رہی تھی۔ جوں ہی وہ دروازے کو چھوڑ کر گلی میں آیا۔ ماریا جلدی سے مکان کے اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک ڈیوڑھی تھی۔ ڈیوڑھی میں سے گزر کر ایک صحن آگیا۔ جیسا کہ اس زمانے میں گھر ہوا کرتے تھے۔ یہ ویسا ہی ایک گھر تھا صحن میں ایک فوارہ لگا تھا جہاں سے پانی نہیں نکل رہا تھا۔ فوارے میں زنگ لگا تھا۔

آمنے سامنے دو کمرے تھے۔

ماریا ایک کمرے کے پاس آگئی۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ باہر تالا لگا تھا۔ ماریا کمرے کے قریب آگئی۔ یہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ ماریا کو جانے کیا سوجھی کہ اس نے دروازے کو آہستہ سے کھٹکھٹایا۔ اس عرصے میں وہ نوکر نما آدمی ڈیوڑھی کا دروازہ بند کر کے سیڑھی چڑھ کر دوسری منزل میں چلا گیا تھا۔ ماریا نے آہستہ سے دروازے پر دوسری بار دستک دی۔ اندر سے کسی نے ہولے سے کنڈی کھولی اور دروازے میں ایک ڈاکو قسم کی سرخ آنکھوں والا چہرہ نمودار ہوا۔

کیا سونا آگیا؟

ماریا خاموش ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ خونخوار آنکھوں والا ڈاکو شاید یہ سمجھا تھا کہ گھر کے ملازم نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ باہر تو کوئی بھی نہیں ہے تو وہ بڑا حیران سا ہوا۔

اور دروازہ بند کر کے اندر چلا گیا۔ ماریا نے دروازے پر کان لگا دیے
کہ سنے تو سہی اندر کیا ہو رہا ہے۔ اسے ایک لڑکی کے سسکیاں بھرنے
کی آواز آئی۔ وہ چونکی ہوگئی۔ یہ اندر لڑکی کون ہے۔ یہ لڑکی رو کیوں
رہی ہے؟ ضرور ان لوگوں نے اس بے چاری کو زبردستی پکڑ کر گھر میں
بند کر رکھا ہوگا۔ اس کا پتہ چلانا چاہیے۔ ماریا نے اب کہ یہ کیا کہ
اینٹ اٹھا کر زور سے صحن میں ماری اینٹ کے شور کی وجہ سے اوپر سے
ملازم نے آواز دی۔

کون ہے نیچے؟

اور اس کے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ بھی کھل گیا اور ڈاکو قسم کے
آدمی نے باہر نکل کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ارے یہ کس الو کے پٹھے نے اینٹ پھینکی ہے۔

اب نوکر بھی نیچے آ گیا۔ اور نوکر آپس میں حیرانی سے دیکھتے

ہوئے باتیں کرنے لگے۔

یہ کس نے اینٹ پھینکی تھی؟

جناب میں خود حیران ہوں۔

کم بخت تمہارے ہمسائے بڑے ذلیل لوگ ہیں یہ اینٹ
ہمسائے کی طرف سے آئی ہے۔ ورنہ یہاں کون اینٹ پھینک
سکتا ہے؟ باہر تو ہم دونوں کے سوا اور کوئی بھی نہیں ہے۔

نوکر نے کہا۔

جناب میں ابھی جا کر معلوم کرتا ہوں۔

نہیں نہیں اس وقت رہنے دو پھر جا کر معلوم کر لینا۔ ابھی سوانا بھی
نہیں آیا اس کو آ لینے دو۔

بہتر جناب۔

نوکر اوپر چلا گیا اور ڈاکو قسم کا آدمی کمرے کے اندر چلا گیا۔

اس عرصے میں ماریا کمرے کے اندر داخل ہوگئی تھی۔ اس نے
اندر جا کر دیکھا کہ کمرے میں سرخ رنگ کا ایک قالین بچھا ہے۔ اس
تخت پر ایک خوش شکل بھولی بھالی سی لڑکی لیٹی رو رہی ہے۔ اس کے
دونوں ہاتھ اس کی پیٹھ پر بندھے ہوئے ہیں۔ ماریا اسے دیکھ کر سمجھ گئی
کہ اس کا خیال ٹھیک تھا۔ ان لوگوں نے اس لڑکی کو کہیں سے زبردستی
اغوا کیا ہے۔ اور اب یا تو اسے کسی جگہ فروخت کرنے کا ارادہ رکھتے
ہیں اور یا اس کے باپ سے بھاری رقم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ماریا اس لڑکی کے سرہانے کی طرف جا کر قالین پر چپکے سے بیٹھ
گئی اور یہ دیکھنے لگی کہ وہ ڈاکو اندر آ کر اس سے کس قسم کی باتیں کرتا
ہے۔ ڈاکو اندر آ کر لڑکی کے پاس تخت پر بیٹھ گیا اور نفرت سے
کہنے لگا۔

اگر تم نے رونا دھونا بند نہ کیا تو ہم تمہارے جسم کے ٹکڑے کر کے

انہیں چیل کوؤں کے آگے ڈال دیں گے۔

لڑکی بس روئے جا رہی تھی ڈاکو نے پھر گرج کر کہا۔

سوانا کو آ لینے دو۔ میں ابھی تمہیں چھری سے زبح کرتا ہوں۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ ڈاکو قسم کے آدمی نے
دروازہ کھولا۔ اندر سوانا داخل ہوا۔ ماریا کا خون اسے دیکھ کر کھول
اٹھا۔ یہ اس کا دشمن تھا جس نے ماریا کو دوبارہ ہلاک کرنے کی سازش کی
تھی لیکن وہ ہر بار بچ گئی تھی سوانا کو دیکھ کر ڈاکو بولا۔

سنو سوانا۔ یہ لڑکی اپنی ضد نہیں چھوڑتی۔ بس روئے جا رہی
ہے۔ میرا خیال ہے آج رات اگر اس نے رونا بند نہ کیا تو صبح اس کی
لاش کے ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کے آگے ڈال دیں گے۔

سوانا نے تیز نظروں سے لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا۔

ٹھیک ہے تمہیں پورا حق حاصل ہے دوست تم اس لڑکی کے ساتھ

جو چاہو سلوک کر سکتے ہو۔میں اس میں کوئی دخل نہیں دوں گا۔

ڈاکو بولا۔

ٹھیک ہے میں آج رات کو ہی اس کا کام تمام کر دوں گا۔اس بک بک جھک جھک سے تو بہتر ہے ہم اس کا خاتمہ کر دیں کیونکہ یہ لڑکی ہمیں بہت تنگ کرے گی اور ہو سکتا ہے ہمارا بھانڈا ہی پھوڑ دے۔

سوانا کہنے لگا۔

میرا خیال ہے ہمیں ایک موقع اسے دینا چاہیے ہم اسے زرطاش کے حوالے کر دیتے ہیں اس سے اشرفیاں وصول کر لیتے ہیں۔وہ جانے اور اس کا کام جانے۔

ڈاکو نے کہا۔

ہاں یہ تجویز بھی ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔

پھر وہ لڑکی کی طرف دیکھ کر بولا۔

تمہیں معلوم ہے زرطاش کون ہے؟وہ ایک بہت خونخوار قسم کا جانور ہے۔اس نے اب تک سینکڑوں عورتوں کو اغوا کر کے دوسرے شہروں میں لے جا کر غلام بنا کر فروخت کیا ہے۔اس کی بیچی ہوئی عورتوں کا آج تک پتہ نہیں چل سکا کہ وکہاں گم ہو گئیں۔

سوانا نے کہا۔

ان عورتوں کو کالے پانیوں کے دور دراز جزیروں میں جلاوطن کر دیا جاتا ہے۔وہ عورتیں ہمیشہ کے لئے اپنے گھروں سے الگ کر دی جاتی ہیں۔ان کے گھر والوں کے لئے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مر جاتی ہیں تمہارا بھی یہی حال ہو گا۔

اب مظلوم لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔

مجھ پر رحم کرو مجھ پر رحم کرو۔میرے ماں باپ پر رحم کرو۔وہ غریب ہیں۔ان کا اس دنیا میں میرے سوا اور کوئی نہیں ہے۔میرا غم

وہ برداشت نہ کر سکیں گے۔ وہ مر جائیں گے۔

ڈاکو نے قہقہہ لگایا۔

وہ مر جائیں گے۔ تو کیا ہو جائے گا؟ ان کا مر جانا ہی بہتر ہے ہم تم پر کبھی رحم نہیں کھا سکتے۔ تم ایک موٹی مچھلی ہو۔ ہم تمہیں کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم تمہاری بھاری قیمت وصول کریں گے۔ اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو ہم تمہیں اسی وقت قتل کر دیں گے۔

مظلوم لڑکی سسکیاں بھرنے لگی۔

سوانا نے قہقہہ لگا کر کہا۔

تم ہزار کوشش کرو۔ مگر ساری زندگی یہاں سے بھاگنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ تم اب زندگی بھر کے لئے قید خانے میں آگئی ہو۔ یہ گھر ایک قلعہ ہے جہاں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔

ڈاکو نے کہا۔

سوانا اس غیبی عورت کا کیا بنا؟ تم نے بتایا ہی نہیں؟

سوانا بولا۔

اسے میں کمرے میں بند کر کے اندر دھواں چھوڑ آیا ہوں۔ وہ اب تک ہلاک ہو چکی ہو گی۔

ڈاکو نے کہا۔

بہت اچھا ہوا کہ اس غیبی عورت سے بھی پیچھا چھوٹا۔ کم بخت نے پریشان کر رکھا تھا۔ کہیں دکھائی ہی نہیں دیتی تھی۔ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ ابھی کہاں کھڑی ہے اور ابھی کہاں بیٹھی ہے۔

سوانا نے کہا۔

بھائی میرا نام بھی سوانا ہے۔ میں نے اپنے بہادر ساتھی کی موت کا اس ٹھیک ٹھیک بدلہ لینا تھا۔ سو لے لیا۔ مگر ابھی ہمارے دو دشمن اسی شہر میں باقی ہیں۔ ایک عنبر اور دوسرا ناگ ابھی ان دونوں کو بھی ختم کرنا

ہے کم بختوں کا پتہ نہیں چل رہا کہ وہ شہر میں کس جگہ پر ہیں۔

ڈاکو فرش پر پاؤں مار کر بولا۔

فکر نہ کرو وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے وہ جہاں
کہیں بھی ہوں گے ہم انہیں نکال کر باہر لے آئیں گے۔

سواتا نے کہا۔

مگر یار ایک نوجوان جادوگر ہے۔ جس وقت چاہے سانپ بن
جاتا ہے اور دوسرے پر خنجر کا بھی زخم نہیں لگتا۔

ڈاکو بولا۔

یہ سب بکواس ہے۔ میں انہیں دیکھ لوں گا۔ میرے ہتھے ایک بار
چڑھ گئے تو دیکھنا ایسا تگنی کا ناچ نچاؤں گا کہ ساری جادوگری بھول
جائیں گے۔

سواتا بولا۔

ایسا ہی ہوگا۔

ڈاکو نے کہا۔

چلو اب ہم چل کر کھانا کھا لیں۔ اسے اس کے حال پر چھوڑو۔

چلو۔

دنوں ڈاکو باہر نکل گئے۔

اب کمرے میں ماریا اور وہ مظلوم لڑکی اکیلی رہ گئی۔ فرق صرف
یہ تھا کہ مظلوم لڑکی کہ یہ نہیں پتہ تھا۔ کہ اس کمرے میں ایک اور لڑکی
ماریا بھی موجود ہے۔ جو اس کی ہمدرد ہے اور اسکی مددگار بن کر وہاں
آئی ہے۔ لڑکی بے چاری تخت پوش پر بندھی پڑی تھی سسکیاں بھر کر
روئے جا رہی تھی۔ ماریا اس کے قریب آ کر تخت پوش پر بیٹھ گئی۔

لڑکی نے محسوس کیا کہ کوئی شخص اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا ہے۔
مگر اسے کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ ایک دم چپ ہو گئی

اب اسے اپنے جسم کے ساتھ کسی کا جسم لگتا محسوس ہوا۔وہ کچھ خوف زدہ سی ہوگئی۔ماریا نے اسے پریشان کرنا مناسب خیال نہ کیا۔اس نے کہا۔

اے مظلوم لڑکی میری آواز سن کر حیران مت ہونا۔میں تمہاری ہمدرد بن کر یہاں آئی ہوں۔

آواز سن کر مظلوم لڑکی کا رنگ خوف سے زرد پڑ گیا۔

کون کون ہو تم؟

ماریا نے کہا۔

میں وہی غیبی عورت ہوں جس کا ذکر یہ لوگ ابھی ابھی کر رہے تھے۔میں نے ساری باتیں سن لی ہیں۔میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔ان لوگوں کی دشمن ہوں۔مجھ سے خوف مت کھاؤ۔میں بھی تمہاری طرح ایک لڑکی ہوں۔فرق صرف اتنا ہے کہ میں تمہیں

نظر نہیں آسکتی۔تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں۔لیکن میں تمہیں دیکھ رہی ہوں۔

مظلوم لڑکی نے پوچھا۔

مگر۔مگر تم غائب کیوں ہو؟

ماریا نے آہ بھر کر کہا۔

یہ ایک راز ہے۔گہرا راز۔۔۔۔تم یوں سمجھ لو کہ مجھے کسی بہت بڑے جادوگر نے جادو کے زور سے غائب کر دیا ہے۔اگر میں تمہیں نظر آجاؤں تو تم دیکھو گی کہ میں بھی تمہاری طرح ایک لڑکی ہوں اور تجھ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مظلوم لڑکی نے کہا۔

دیوتا تم پر مہربان ہو میری نیک دل بہن۔میری مدد کرو اور مجھے یہاں سے نکال کر میرے ماں باپ کے پاس لے چلو۔وہ میری

جدائی میں غم سے مر جائیں گے۔

ماریا نے کہا۔

فکر نہ کرو میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گی مگر اس لئے
ذرا عقل مندی سے کام لینا ہوگا۔تم ذرا صبر کرو۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور سوانا اور ڈاکو اندر آ گئے۔وہ کھانا کھا چکے
تھے۔ماریا تخت پوش سے چپکے سے اٹھ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی
ہوگئی۔سوانا اور ڈاکو آپس میں دیر تک باتیں کرتے رہے پھر وہ کمرے
سے باہر نکل کر باہر سے تالا لگا کر چلے گئے۔ماریا بھی کمرے کے اندر
پھنس کر رہ گئی۔

سوانا ڈاکو

مظلوم لڑکی اور ماریا کمرے میں اکیلی رہ گئیں۔

شام سے رات ہوگئی۔دونوں ایک دوسری سے باتیں کرتی
رہیں۔مظلوم لڑکی نے ماریا کو بتایا کہ وہ ایک ایسے شہر کے رہنے والی
ہے۔جو یہاں سے ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر ہے۔

میرے ماں باپ بڑے غریب ہیں۔میرا باپ بوڑھا ہے مگر پھر
بھی کھیتی باڑی کرتا ہے اور ہمارا پیٹ پالتا ہے۔یہ ڈاکو دو روز پہلے
رات کو ہمارے گھر میں آئے۔انہوں نے میرے ماں باپ اور ماں کو
ستون کے ساتھ باندھ دیا اور مجھے زبردستی اٹھا کر یہاں لے آئے۔

اب یہ مجھے یہاں سے دوسرے شہر جا کر غلام بنا کر فروخت کرنا چاہتے

ہیں۔انہوں نے ایک بار مجھے کسی امیر کے ہاں بیچ دیا تو پھر میرے لئے کبھی وہاں سے بھاگ کر واپس جانا ناممکن ہو جائے گا۔جانے قسمت مجھے پھر کہاں سے کہاں لے جائے اور کہاں کہاں ٹھوکریں کھاتی پھروں۔

ماریا نے کہا۔

تم فکر نہ کرو میری بہن میں تمہاری مدد کروں گی اور تمہیں ضرور یہاں سے نکال کر تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا دوں گی

ابھی وہ باتیں کر رہی تھی کہ ایک نوکر کمرے میں کھانا رکھ کر چلا گیا۔انہوں نے مل کر جوار کی روٹی اور ساگ کی چٹنی کھائی۔باہر سے کمرے کو تالا لگا دیا گیا تھا۔ماریا نے کہا۔

بہن اب صبح ہی یہاں سے نکل سکتے ہیں۔

لڑکی کہنے لگی۔

ماریا بہن اگر ہم یہاں سے بھاگ گئیں تو یہ ہمارا پیچھا کریں گے۔

گھبراؤ نہیں یہ ہماری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔میں تمہیں اپنے گھوڑے پر بٹھاؤں گی تم مجھے گھر چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔اس کے بعد میری زندگی مسلسل خطرے میں ہو گی۔یہ ڈاکو جس وقت اور جب چاہیں مجھے وہاں سے اغوا کر کے لئے جا سکیں گے۔یہ لوگ ایک تلوار بن کر میرے سر پر ہمیشہ لٹکتے رہیں گے۔اس طرح سے تو میری زندگی عذاب بن کر رہ جائے گی۔

یہ بات تم نے ٹھیک کہی ہے۔اگر یہ بات ہے تو پھر میں تمہیں ان پتھر دل خونی ڈاکوؤں کے حوالے نہیں کروں گی۔میں ان لوگوں کا کام تمام کر کے ہی یہاں سے چلوں گی۔یہ لوگ خونی قاتل بھی ہیں۔

انہوں نے کئی لوگوں کو قتل کیا ہے۔یہ ہر گز ہر گز اس لائق نہیں ہیں کہ

ان پر رحم کیا جائے۔انہیں ان کے جرم کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔
باتیں کرتے کرتے لڑکی کو نیند آ گئی وہ سو گئی ماریا بھی کونے میں
قالین پر نیم دراز ہو کر اونگھنے لگی۔وہ کئی روز کی تھکی ہوئی تھی۔اسے
بہت جلد نیند آ گئی۔اور وہ گہری نیند سو گئی۔دونوں لڑکیاں کمرے میں
سو رہی تھیں۔فرق صرف اتنا تھا کہ ایک لڑکی نظر آ رہی تھی اور دوسری
لڑکی نظر نہیں آ رہی تھی۔رات آدھی گزر چکی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا
اور گھر کا مالک اندر داخل ہوا۔

اس کے ہاتھ میں شمع دان تھا۔جس میں ایک شمع جل رہی تھی۔

لڑکی کی آنکھ کھل گئی۔اس نے آہستہ سے ہاتھ سے ماریا کو ٹھوکا دیا اور
وہ بھی جاگ پڑی۔گھر کا مالک آگے بڑھ کر لڑکی کے بستر کے قریب
آیا اور کہنے لگا۔

چلو تمہاری قیمت کا فیصلہ کریں۔جس شخص کے پاس تجھے فروخت

کرنا تھا وہ یہیں گھر پر ہی آ گیا ہے۔

ماریا چوکنی ہو گئی۔

کیا تم لوگ مجھ پر رحم نہیں کرو گے؟میں بے گناہ ہوں۔مجھ پر ظلم
کر کے تم لوگوں کو کیا ملے گا؟

اس شخص نے ڈانٹ کر کہا۔

خبردار آگے سے بک بک مت کرو۔جو میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی
کرو میرے ساتھ نکل کر چلو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہیں اسی جگہ ختم
کر دیا جائے گا۔

ماریا نے لڑکی کے کان میں آہستہ سے کہا۔

جس طرح یہ لوگ تمہیں کہتے ہیں ویسے ہی کرو۔

لڑکی نے ویسے ہی کیا وہ چپکے سے اٹھ کر گھر کے مالک کے ساتھ
چل پڑی۔ان دونوں کے کمرے سے باہر نکلتے ہی ماریا بھی وہاں

سے باہر آ گئی۔ اور گھر کے مالک اور لڑکی کے پیچھے چلتی دوسری منزل
پر ایک کمرے میں آ گئی۔ جس کے فرش پر سرخ رنگ کا ایرانی قالین
بچھا ہوا تھا۔ اس کمرے میں سوانا کے علاوہ ایک اور آدمی بھی بیٹھا
ہوا تھا۔ اس آدمی کی عمر پکی تھی۔ اور سر پر بال گھنگریالے تھے۔ اس
کا پیٹ باہر کو پھولا ہوا تھا۔

مگر یہ تو گونگی ہے اور پھر پریشان ہے۔ ظاہر ہے اس کو تم لوگوں
نے ابھی غلامی پر راضی نہیں کیا۔ یہ جس گھر میں بھی جائے گی
وہاں پریشان رہے گی۔ اور ان لوگوں کو پریشان کرے گی۔ اسے خرید
کر مجھے گھر میں کچھ عرصہ اس خوش رہنے کی مشق کرانی ہوگی۔ اس
محنت کے میں پیسے کاٹ لوں گا۔

یہ گونگی نہیں ہے۔ میں اسے ابھی بلاتا ہوں۔

سوانا نے لڑکی کو زور سے آواز دی۔ مظلوم لڑکی نے ہاں کہہ کر

آگے سے جواب دیا سوانا نے بیوپاری سے کہا۔

دیکھو لڑکی بولتی ہے باقی تم یہ کہہ سکتے ہو کہ یہ ابھی خوش نہیں
ہے۔ اس کے لئے میں تم سے ایک ہزار اشرفیاں کم لے لوں گا۔ لیکن
اس سے کم پر راضی نہیں ہوں گا۔ کیونکہ اس سے زیادہ خوبصورت کنیز
تمہیں سارے چین میں کہیں نہیں ملے گی۔

گھر کے مالک نے بھی کہا۔

جی ہاں۔ ہم نے بڑی محنت سے اپنی جان خطرے میں ڈال کر
اسے چین کی ملکہ کے شاہی حرم سے اسے پکڑا ہے۔ وہاں تو چڑیا بھی پر
نہیں مار سکتی تھی۔ جہاں سے ہم اسے اٹھا کر لائے ہیں۔

لڑکی نے چیخ کر کہا۔

یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں ایک غریب کسان کی بیٹی ہوں میرا
باپ ایک غریب کسان ہے وہ محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتا ہے یہ

لوگ مجھے زبردستی اٹھا کر لے آئے ہیں۔

سواتا نے مسکرا کر کہا۔

کبھی کبھی یہ کنیز اس قسم کی باتیں ضرور کرنے لگتی ہے۔

بیو پاری نے کہا۔

یہ باتیں خطرناک ہو سکتی ہیں۔ میں اس کی بھی رقم کاٹوں گا۔
کیونکہ مجھے گھر پر رکھ کر اس کنیز پر بڑی محنت کرنی پڑے گی۔ اس کا
دماغ صاف کرنا ہوگا۔

سواتا نے کہا۔

میں پانچ ہزار سونے کی اشرفیوں سے ایک پائی بھی کم نہیں لوں
گا۔ اگر آپ کو منظور ہے تو میں ابھی اس کنیز کو آپ کے ساتھ کئے دیتا
ہوں۔ اگر آپ کو منظور نہیں تو پھر آپ کے پاس اسے فروخت نہیں
کروں گا۔

ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ صرف اس لئے کہ کنیز اس میں شک
نہیں بڑی حسین ہے اور مجھے اس میں تھوڑا بہت منافع مل جائے گا۔
کیا رقم مجھے ابھی ادا کرنی ہوگی؟

سونا نے کہا۔

رقم پوری کی پوری ابھی ادا کرنی ہوگی۔ اگر آپ نے رقم کا وعدہ کیا
تھا۔ پھر ہم اس بات کی ذمے داری نہیں لے سکتے۔ ہم کسی دوسرے
بیو پاری کے ہاتھ بھی اس کنیز کو فروخت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

بیو پاری نے مسکرا کر کہا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم بیو پاری ہیں کوئی چور اچکے نہیں
ہیں۔ ہم دولت ساتھ لے کر کاروبار کرتے ہیں۔ کنیز میرے حوالے
کیجئے اور اپنی رقم وصول کیجئے۔

سواتا نے کہا۔

کنیز حاضر ہے۔

اب ماریا نے سوچا کہ اگر اس نے بیوپاری سے لڑکی کو چھینا تو یہ
اس کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ کیونکہ اس کی رقم بھی ڈوب جائے گی۔
جبکہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ سزا صرف سوانا اور اس کے ساتھی کو
ملنی چاہیے۔ جنہوں نے مظلوم لڑکی کو اغوا کیا تھا۔ ماریا نے آگے بڑھ
کر کنیز کے دائیں جانب کھڑی ہوگی۔ یہاں دیوار کے طاق میں شمع
روشن تھی۔ جس کی روشنی سارے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔

سوانا اور اس کا ساتھی کنیز لڑکی کو بیوپاری کے حوالے کر کے رقم
وصول کرنے ہی والے تھے۔ کہ ماریا نے کمرے کے کونے میں سے
ایک مٹی کا مٹکا اٹھایا اور پوری طاقت سے گھر کے مالک کے سر پر
دے مارا۔ مٹکا ٹوٹ کر بکھر گیا اور مالک دھڑم سے گرتے ہی بے
ہوش ہو گیا ۔ سوانا اور بیوپاری تو خوف کے مارے اچھل کر پرے

خونی مکان

ہو گئے۔ ماریا پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ گئی اور سوانا کے عقب
میں کھڑی ہوگئی۔ سوانا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ بیوپاری نے بھی خوف
کے مارے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

سوانا کمرے سے باہر نکل گیا اور اس نے بیوپاری کو کہا کہ آپ
بھی کمرے سے باہر آجائیں۔ اور بیوپاری بھی سوانا کے ساتھ کمرے
سے باہر آگیا۔ کمرے میں رکھی ہوئی شمع پر ہاتھ مار کر سے بجھا دیا۔
اب کمرے میں ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ ماریا کو کچھ دکھائی نہیں دیتا
تھا۔ کہ کنیز اور سوانا وغیرہ کہاں ہیں۔ اس کے لیئے انتہائی خطرناک
تھا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا۔ کہ سوانا دونوں ہاتھ پھیلا کر کمرے میں اسے
ڈھونڈ رہا ہو۔ اگر اس نے ماریا کو اپنی شکنجے میں جکڑ لیا تو وہ اس سے
اپنے آپ کو نہ چھڑا سکے گی۔

وہ تیزی سے سمٹ کر دروازے کے پاس آگئی۔

دروازہ کھلا تھا۔ ماریا دوازے سے باہر آ گئی۔ اسے کنیز لڑکی کی
بڑی فکر ہو رہی تھی۔

اتنے میں سوانا لڑکی کو اسی آنکھوں کے سامنے لے کر بھاگ گیا
اور وہ منہ تکتی رہ گئی تھی۔ اگر وہاں اندھیرا نہ ہوتا تو وہ کبھی ان لوگوں کو
وہاں سے فرار نہ ہونے دیتی۔ سوانا نے بڑی پھرتی سے کام لیا تھا۔
ماریا کے پاس کوئی گھوڑا نہ تھا جس پر سوار ہو کر وہ ان لوگوں کا تعاقب
کرتی۔ وہ حویلی سے باہر گلی میں آ گئی۔ گلی میں اندھیرا تھا ستاروں کی
دھیمی دھیمی سی روشنی ہو رہی تھی۔

وہ جدھر سے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آئی تھی۔ ادھر کو بھاگنے
لگی۔ اس خیال سے کہ جہاں تک وہ بھاگ سکتی ہے اسے پیچھا کرنا
چاہیے مگر اب گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں آنا بند ہو گئیں تھیں۔
صاف معلوم ہوتا تھا کہ سوانا اور بیوپاری کنیز لڑکی کو لے کر وہاں سے

نکل چکے ہیں۔ ماریا اس بستی سے نکل کر تالاب کے کنارے آ گئی۔
یہاں وہ ایک جگہ درخت کے پاس کھڑی ہو گئی۔ جھک کر گھوڑوں
کے سموں کے نشان دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر اندھیرے میں
اسے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

ظلم کی ناؤ

سورج کی روشنی پھیلی تو ماریا کو گھوڑوں کے سم نظر آ گئے۔ یہ نشان تالاب کے کنارے کنارے شہر سے شمال کی طرف ایک بستی کو جا رہے تھے۔ وہ ایک ایسی بستی کے کنارے پہنچ گئی۔ جہاں ایک ٹیلے کے سائے میں بہت سے ایک منزلہ مکان بنے ہوئے تھے۔ ان مکانوں کی دیواروں پر بڑے بڑے پتوں والی بیلیں چڑھی ہوئیں تھیں۔ وہ بڑے پر اسرار مکان معلوم ہو رہے تھے۔ ماریا ایک مکان کے قریب آ کر رک گئی یہاں گھوڑوں کے سموں کے نشان گم ہو گئے تھے۔ کیونکہ بستی کی گلیاں پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔ اور پتھروں پر گھوڑوں کے سموں کے نشان نہیں پڑتے۔

دن نکل چکا تھا۔ بستی کے لوگ اپنے کام پر گھروں سے نکل کر جا رہے تھے۔ ماریا بڑی خاموشی سے بستی کے اندر داخل ہو گئی۔ سوانا اور بیوپاری کو چونکہ معلوم ہو گیا تھا کہ غیبی عورت ان کا پیچھا کر رہی ہے۔ اس لئے وہ بڑے چوکس ہو گئے تھے۔ انہوں نے کمال ہوشیاری سے گھوڑوں کو بھی کہیں غائب کر دیا تھا۔ ماریا نے ساری بستی کے گلی کوچوں میں گھوم پھر کر دیکھ لیا۔ اسے کسی جگہ گھوڑوں یا کنیز لڑکی کا سراغ نہ مل سکا۔

وہ تھک گئی۔ اسے بھوک اور پیاس بھی لگ رہی تھی۔ ایک جگہ اس نے دیکھا کہ کچھ عورتیں کنوئیں پر پانی بھر رہی ہیں۔

ماریا ان کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ اس لئے ان سے کیسے پانی پینے کے لئے مانگتی؟ وہ خود بھی نہیں پانی پی سکتی تھی۔ کیونکہ ہر عورت نے پانی کا گھڑا اپنے کندھے پر اٹھا رکھا

تھا۔آخر وہ کنویں کے پاس کھڑی ہو کر انتظار کرنے لگی۔ کہ یہ عورتیں
پانی بھر کر اپنے اپنے گھروں کو جالیں تاکہ بعد میں وہ آرام سے پانی
پی سکے۔عورتیں پانی بھر رہی تھیں۔اور باتیں بھی کر رہی تھیں۔ایک
عورت نے دوسری سے کہا۔

سناؤ۔تلسی تمہارا ابا باہر سے آیا ہے کہ نہیں؟

دوسری نے کہا۔

اری اس کا باپ تو باہر کہیں گھوڑے بیچ رہا ہوگا۔

تیسری بولی۔

نہیں بھئی۔اس کے بابا نے اب ترقی کر لی ہے وہ اب غلام اور
کنیزیں بھی بیچتا ہے۔

ماریا کے کان کھڑے ہوئے۔تلسی نام کی لڑکی خاموش تھی۔اور
کسی کے سوال کا جواب نہیں دے رہی تھی۔کیونکہ اس زمانے میں

لوگ غلام کنیزیں عام فروخت کیا کرتے تھے۔ابھی ایسا قانون نہیں
بنا تھا۔

جس کی وجہ سے غلاموں اور کنیزوں کا فروخت کرنا جرم قرار
دیا گیا ہو۔

تلسی پانی کا گھڑا سر پر اٹھائے چپکے سے ایک طرف چل پڑی۔
ماریا کو خیال آیا کہ اگر اس کا باپ غلاموں اور کنیزوں کی تجارت
کرتا ہے تو ہو سکتا ہے اس کا سوانا سے کوئی تعلق ہو اور وہ لوگ اسی لڑکی
کے گھر گئے ہوں۔ماریا نے تلسی نام کی لڑکی کا پیچھا کرنا شروع کر دیا
لڑکی پانی کا گھڑا سر پر اٹھائے بستی کی تنگ و تاریک گلیوں میں سے
ہوتی ہوئی ایک ایسے مکان کے اندر چلی گئی جس کی ڈیوڑھی کے باہر
ایک منگول چوکیدار نیزہ ہاتھ میں لیے پہرہ دے رہا تھا۔تلسی کے اندر
جاتے ہی پہرے دار نے دروازہ بند کر دیا۔ماریا نے سوچا کہ ایک

عام مکان کے باہر چوکیدار کی بھلا کیا ضرورت ہوتی ہے؟ ہو نہ ہو اس
مکان میں ضرور کوئی راز ہے۔ اس نے اندر جانے کا فیصلہ کیا۔

لیکن منگول چوکیدار ڈٹ کر دروازے کے بیچ میں کھڑا تھا۔

یہاں سے بھی ماریا کو شک ہوا کہ ہو سکتا ہے۔ سوانا وغیرہ نے چوکیدار
کو بھی خبردار کر دیا ہو کہ وہ دروازے سے بالکل نہ کھولے۔ کیونکہ ایک
غیبی عورت اندر داخل ہونے کی کوشش کرے گی۔ بہر حال ماریا کا اندر
جانا بہت ضروری تھا۔ وہ سوچنے لگی کہ اندر کیونکر داخل ہو۔ آخر اسے
ایک تجویز سوجھی۔ اس نے ساتھ والے مکان کی ڈیوڑھی میں جا کر
زور سے ایک چیخ ماری۔

چوکیدار نے چیخ کی آواز سنی تو دروازہ چھوڑ کر بھاگتا ہوا۔ ساتھ
والے مکان میں آیا۔ اس عرصے میں ماریا لپک کر دروازے میں آئی
اور اسے زور سا کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ منگول چوکیدار نے ساتھ

والے مکان میں لاکھ ادھر ادھر دیکھا کہ جس عورت کی چیخ کی آواز آئی
تھی وہ کدھر چلی گئی۔ لیکن وہاں کوئی عورت موجود نہ تھی۔

وہ واپس آ کر پھر سے پہرہ دینے لگا۔ وہ خبردار ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی
کہ ماریا نے دیکھا۔ اندر سارے کمروں کے دروازے بند تھے۔
ایک بھی کمرہ ایسا نہیں تھا۔ جس کا دروازہ ذرا سا بھی کھلا ہو۔ اس لئے
یہ پتہ چلانا بڑا مشکل ہو گیا تھا۔ کہ سوانا اور بیوہ پاری کہاں ہیں۔ میں
اور انہوں نے مظلوم لڑکی کو کس طرح کمرے میں قید کر رکھا تھا۔

پھر بھی ماریا نے ہمت نہ ہاری اسے ہر حالت میں مظلوم لڑکی کو
وہاں سے نکال کر اسکے ماں باپ کے گھر پہنچانا تھا۔ اس نے اس کو
فیصلہ کر رکھا تھا۔ وہ یہ نیک کام کئے بغیر واپس نہیں جا سکتی تھی۔ حالانکہ
اسے ابھی اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کو بھی تلاش کرنا تھا۔ وہ دبے
پاؤں چلتی ہوئی ایک ایک کمرہ کا جائزہ لینے لگی۔ مکان میں صرف

چار کمرے تھے۔ چاروں کے چاروں بند تھے۔ ایک طرف سے
ماریا کو مچھلی تلنے کی خوشبو سونگھ کر اسکی بھوک چمک اٹھی۔ وہ باورچی
خانے کی طرف گئی یہاں ایک بھاری بھرکم سرخ آنکھوں اور ڈاکوؤں
جیسا آدمی چولہے پر کھڑا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ اگر اس نے وہاں سے ایک بھی ٹکڑا اٹھایا تو اس
کو شک ہو جائے گا۔ کہ غیبی عورت یہاں بھی آ گئی ہے اور وہ یہاں
سے بھاگ جائیں گے۔ اور ماریا کو پھر در بدر پھر کر ان کا پیچھا کرنے
پڑے۔ اس لے ماریا چاہتی تھی۔ کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے
پائے۔ کہ وہ مکان کے اندر آ چکی ہے۔ اور ان لوگوں کی بے خبری میں
ہی وہ مظلوم لڑکی کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کرے۔ بھوک تو اسے
بے حد لگی تھی لیکن وہ صبر کر کے باورچی خانے میں ایک طرف کھڑی
رہی۔ بھاری بھرکم ڈاکو نے تھالی میں مچھلی کے ٹکڑے رکھے اور اسے

لے کر باورچی خانے سے باہر نکل گیا۔

ماری نے بھوک کا خیال چھوڑ کر اس آدمی کا یہ معلوم کرنے کے
لئے پیچھا کیا کہ وہ کس کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ چاروں کمروں
میں سے ایک کمرے کے باہر کھڑے ہو کر اس نے دروازے پر
آہستہ سے ہاتھ مارا۔ اندر سے آواز آئی۔

کون ہے؟

ڈگمبر۔

ٹھہرو۔

دروازے کا ایک پٹ تھوڑا سا کھلا سوانا کا چہرہ نمودار ہوا۔ ڈگمبر
جلدی سے اندر داخل ہو گیا۔ دروازہ اسی وقت بند کر دیا گیا۔ ماریا کو
سوانا کی شکل دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی گویا اس نے اپنا مقصد پا لیا تھا۔
اگر سوانا وہاں موجود تھا۔ تھا تو اس کا صاف مطلب یہ تھا۔ کہ کنیز لڑکی

بھی وہاں ضرور موجود ہوگی۔ وگرنہ ان لوگوں کو اتنی احتیاط کرنے اور دروازے بند کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ماریا اب اس کمرے میں داخل ہونے کے طریقے سوچنے لگی۔

وہ کوئی بے وقوفی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ کسی ایسے طریقے سے اندر داخل ہونا چاہتی تھی۔ جس سے ان لوگوں کو ذرا بھی شک نہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ باہر کھڑی ہوگئی۔ پھر وہ باورچی خانے میں آگئی اور یہاں اس نے رات کی باسی روٹی کے ساتھ تلی ہوئی مچھلی کا ایک قتلہ کھا کر پانی پیا اور خدا کا شکر ادا کیا بھوک مٹ جانے سے اس میں ایک تازگی و بشاشت آگئی تھی۔ وہ باورچی خانے سے باہر نکل کر دوبارہ اسی کمرے کے سامنے ایک سٹول پر آ کر بیٹھ گئی۔ جس کے اندر سوانا اور مظلوم لڑکی بیٹھے تھے۔

تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور سب لوگ باہر

آ گئے۔ اب جو ماریا نے دیکھا تو ان میں بیوپاری بھی تھا۔ سوانا بھی تھا بھاری بھر کم ڈاکو نما آدمی بھی تھا۔ اور مظلوم لڑکی کنیز بھی تھی۔ لیکن کنیز لڑکی کو انہوں نے بے ہوش کر کے کاندھے پر ڈال رکھا تھا۔ ماریا نے فوراً سٹول پر سے اٹھ کر دوسری طرف کھڑی ہوگئی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ لوگ کنیز کو فروخت کر یا تھا۔ صحن میں گھوڑے کھڑے تھے۔ ڈگمبر نے ماریا کے دیکھتے دیکھتے ایک گھوڑے پر آگے بے ہوش لڑکی کو ڈال کر اوپر چادر ڈالی۔ پھر اسی گھوڑے پر خود سوار ہوا اور ڈیوڑھی سے باہر نکل گیا سوانا اور بیوپاری اسی جگہ کھڑے تھے۔

ماریا پریشان ہوگئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ کہ وہ کیا کرے آخر اس نے بھاگ کر ایک گھوڑے کی باگیں پکڑ لیں اور اس پر جلدی سے سوار ہوگئی۔

سوانا اور بیوپاری نے صحن میں کھڑے ایک گھوڑا غائب

ہوتے ہوئے دیکھا تو چیخ پڑے۔

کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ غیبی عورت اندر آ کر گھوڑے پر سوار ہو چکی ہے۔ ماریا کوان پر بے حد غصہ آیا۔ اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اس سے پہلے کہ منگول چوکیدار حویلی کا دروازہ بند کرے ماریا نے تیزی سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے مکان کی ڈیوڑھی سے باہر نکل چکی تھی۔ جاتے جاتے اس نے منگول چوکیدار کی گردن پر زور سے ہنٹر مارا۔ تو تیورا کر گر پڑا۔ سوانا اور بیوپاری جلدی سے مکان کے دروازے پر آ گئے۔ انہیں کچھ دیر تک ماریا کے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دیتی رہی جب کہ گھوڑا انہیں نظر آ رہا تھا۔

بیوپاری نے کہا۔

اب کیا ہوگا۔ یہ غیبی عورت تو ڈاکو ڈگمبر کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ وہ اس سے کنیز بھی چھین لے گی۔ اور شاید ڈگمبر پر حملہ کر کے اسے

موت کے گھاٹ اتار دے۔

سوانا نے مسکرا کر کہا۔

ہمیں کیا۔ ہم نے لڑکی کو ڈگمبر کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اس نے کنیز خرید لی ہے۔ اب وہ جانے اور اس کا کام جانے ہم نے اسے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ایک روح اس کا پیچھا کر رہی ہے اس نے کہا تھا کہ کوئی پرواہ نہیں۔ میں دیکھ لوں گا۔ اس روح کو بھی اب ٹھیک ہے۔ ہماری ذمہ داری تو ادا ہو گئی۔ اب وہ جانے اور اس کا کام جانے کیوں استاد کیسی رہی؟

بیوپاری نے کہا۔

اگر غیبی عورت نے ہم سے بھی بدلہ لینے کی کوشش کی تو ہم کیا کریں گے۔ ہم تو اس کے آگے بے بس ہیں۔ ہم تو کچھ بھی نہیں کر سکتے وہ تو ایک غیبی روح ہے غیبی بھوت ہے ہم انسانوں کا مقابلہ

تو کر سکتے ہیں مگر بھوت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

سوانا قہقہہ لگا کر کہا۔

ارے میں بڑے بڑے بھوتوں کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا ہے یہ عورت کیا چیز ہے دیکھا نہیں وہ ہمارا پیچھا کر رہی تھی۔ اور ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔ آخر ہم نے لڑکی کا سودا کر ہی دیا۔ ڈگمبر سے اشرفیاں بھی وصول کر لیں کیا یہ ہماری فتح نہیں ہے؟

ضرور ہے ضرور ہے مگر استاد سوانا تمہیں ایک بات بتائے دیتا ہوں کہ یہ غیبی عورت ایک نہ ایک دن تم سے انتقام ضرور لے گی۔ میں تو آج ہی شہر سے جا رہا ہوں پیچھے تم رہ جاؤ گے یہ عورت تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

سوانا نے بیوپاری کے کندھے پر زور سے ہاتھ مار کر کہا۔

تم احمق ہو تمہاری بات کا یقین نہیں کیا جا سکتا اور پھر غیبی عورت

سوانا بولا

بکواس بند کرو۔

بیوپاری مسکراتا ہوا گھوڑے پر سوار ہوا اور حویلی سے باہر نکل گیا

سوانا کچھ دیر وہاں کھڑا رہا اس کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ کہیں وہ سچ تو نہیں کہہ رہا ہو۔ کہیں سچ مچ اس کی موت غیبی عورت کے ہاتھوں تو نہیں لکھی؟ پھر اس نے اپنے سر کو جھٹک دیا اور حویلی سے باہر نکل آیا ساتھ والے مکان میں جا کر اس نے ایک گھوڑا حاصل کیا اس پر سوار ہوا شہر والی گنڈپ کی پرانی حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔

دوسری طرف ماریا گھوڑا دوڑائے ڈاکو ڈگمبر کا تعاقب کر رہی تھی۔ ڈگمبر شہر سے باہر نکل کر اس سڑک پر آ گیا تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح چین کی سرحد پار کر کے وہاں سے فرار ہونا چاہتا تھا۔ مگر وہ اس طرح ایک بے ہوش لڑکی کو ساتھ لے کر سرحد پار نہیں کر سکتا تھا۔ ضرور

راستے میں کہیں نہ کہیں وہ اپنے ساتھیوں کی مدد لے گا۔ ماریا یہ سوچ کر اس کا کچھ فاصلے پر سے برابر پیچھا کر رہی تھی۔ اس نے قسم کھا رکھی تھی وہ مظلوم لڑکی کو ان ظالموں کے پنجے سے ضرور نجات دلائے گی۔

سانپ آ گیا

اب ذرا عنبر اور ناگ کی خبر بھی لی جائے کہ وہ کس حال میں ہیں۔

عنبر اور ناگ شہر کے ایک سرائے میں رہ رہے تھے۔ وہ دن میں ایک بار گنبد والی حویلی کا چکر ضرور لگاتے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ کہیں ماریا تو نہیں آ گئی۔ انہیں ماریا کا شدید انتظار تھا۔ وہ اسی کے لئے وہاں بیٹھے تھے۔ ورنہ وہ اس ملک کو چھوڑ کر جاپان جانے کے ساری تیاریاں مکمل کر چکے تھے! ایک روز عنبر جا کر حویلی کا چکر لگاتا اور ایک دن ناگ جا کر وہاں پتہ کر لیتا۔ وہ موٹے کے پرانے نمک حلال نوکر سے بھی ملتے ایک روز وہاں عنبر پہنچا تو نوکر نے بتایا کہ ماریا آئی تھی اور پھر چلی گئی۔

عنبر نے پوچھا۔

کیا تمہاری اس سے ملاقات ہوئی تھی؟

نوکر نے کہا۔

سوانا بھی یہاں موجود تھا۔ اس نے ماریا کو ایک تہہ خانے میں بند کر کے اندر دوسری بار پھر آگ لگا دی تھی۔ اگر میں ماریا کی مدد نہ کرتا تو وہ اس بار ضرور ختم ہو جاتی۔

پھر کیا ہوا۔

نوکر بولا۔

پھر یہ ہوا کہ عین وقت پر مجھے پتہ چل گیا کہ نیچے تہہ خانے میں ماریا بند ہے اور وہاں سے دھواں نکل رہا تھا۔ میں نے فوراً وہاں پہنچ کر ماریا کو اندر سے باہر نکالا۔ اس کے بعد ماریا وہاں سے چلی گئی اور پھر اس سے میری ملاقات نہیں ہوئی۔

عنبر نے نوکر سے کہا۔

دوست تم بڑے نیک انسان ہو۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ
تم نے میری بہن کی جان بچائی۔ میں جا رہا ہوں پھر آؤں گا۔ اگر اس
عرصے میں ماریا آئے تو اسے لے کر سرائے میں آجانا۔ تم لوگ
وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

نوکر نے کہا۔

بہت اچھا جناب میں ضرور وہاں آجاؤں گا۔ آپ بالکل فکر نہ
کریں۔

عنبر واپس آگیا ہے۔ اس نے ناگ کو ساری کہانی سنا دی۔

ناگ نے کہا۔

یہ سوانا کم بخت بڑا ظالم آدمی ہے۔ اگر میرے ہتھے چڑھ گیا تو
میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اسنے دوسری بار میری بہن کی جان

لینے کی کوشش کی ہے۔

عنبر نے کہا۔

سوانا نے کئی لوگوں کو قتل کیا ہے۔ وہ ایک خونی ڈاکو ہے۔ اس نے
ہزاروں عورتوں کو غلام بنا کر فروخت کر دیا ہے۔ اور کئی گھروں کے
چراغ گل کر کے انہیں برباد کیا ہے۔ وہ خانقاہ میں یہی کام کرتا تھا۔
میرا خیال ہے وہ یہاں سے خانقاہ میں چلا گیا ہوگا۔

ناگ نے کہا۔

اگر مجھے وہ نہیں مل گیا تو پھر اس کی خیر نہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم
سرائے میں ٹھہرو گے۔ میں واپس خانقاہ میں جا کر اس کا کام تمام کر کے
واپس آتا ہوں۔

عنبر بولا۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ میں یہاں اکیلا رہ کر تمہارا انتظار

نہیں کر سکتا۔ ہو سکتا ہے ماریا جلدی واپس آ جائے اور ہمیں یہاں
سے کوچ کرنا پڑے

رات کو ناگ دوبارہ گنبد والی حویلی کی طرف گیا۔

آج رات حویلی کا چکر لگانے کی اس کی باری تھی اس نے سیدھا
وفادار نوکر کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا نوکر وہاں نہیں تھا۔ وہ اپنے مالک
کے ساتھ دوسری بستی میں گیا ہوا تھا۔ ناگ نے سوچا کیوں نہ وہ
گنبد والی حویلی میں خود جا کر معلوم کرے کہ ماریا وہاں موجود ہے یا
نہیں اسے ماریا سے ملنے کی کوئی زیادہ امید نہیں تھی پھر بھی وہ حویلی کا
بڑا دروازہ بند ہے وہ سمجھ گیا کہ سوانا وہاں پہنچ گیا ہے اس کا خون غصے
سے کھول اٹھا۔ سوانا اس کی بہن کا دشمن تھا۔ اس نے اس کی بہن ماریا
کو دو بار ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ ناگ غصے میں دروازہ
کو کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔

دروازہ اندر سے بند تھا۔ ناگ نے سوچا کہ پچھلے دروازے سے
اندر داخل ہونا چاہیے۔ چنانچہ وہ حویلی کے عقبی دروازے پر آ گیا۔ یہ
دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ ناگ دروازے میں داخل ہو گیا تھا۔ اندر
راہداری میں اندھیرا تھا۔ وہ دبے پاؤں آگے بڑھنے لگا۔

ایک جگہ اسے ہلکی سی روشنی نظر آئی۔ یہ روشنی ایک کمرے میں سے
باہر آ رہی تھی۔ اس نے کمرے کے دروازے میں سے اندر جھانکا اندر
سوانا موجود تھا۔ وہ ایک چمڑے کے تھیلے میں سونے کی اشرفیاں ڈال
رہا تھا۔ یہ وہ اشرفیاں تھیں جو اس نے کنیز لڑکی کو فروخت کر کے حاصل
کی تھیں ناگ نے محسوس کیا کہ سوانا وہاں سے بھاگنے کی تیاریاں کر
رہا ہے۔ اپنی بہن کے قاتل کو سامنے دیکھ کر ناگ کا خون کھول اٹھا۔
اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اسے
یوں محسوس ہوا جیسے سوانا نے ماریا کو قتل کر دیا ہے۔ اور اب وہاں سے

بھاگ رہا ہے۔

ناگ نے ذرا پرے ہٹ کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنا سانس زور سے اوپر کی طرف کھینچا جب اس نے سانس چھوڑا تو وہ انسان سے سانپ بن چکا تھا۔ سانپ بن کر ناگ زمین پر رینگتا ہوا سوانا کے کمرے میں داخل ہو گیا وہ دیوار پر چڑھ گیا دیوار سے ہو کر ناگ چھت پر اس جگہ آ گیا جہاں نیچے سوانا تھیلے میں اشرفیاں ڈال رہا تھا۔ ناگ نے فوراً وہاں سے چھلانگ لگائی اور ایک دم سوانا کے سر پر گرا اور گرتے ہی اس کی گردن میں اپنا کنڈل ڈال کر اپنا پھن پھیلا کر سوانا کے منہ کے آگے کر دیا۔ سوانا نے سانپ کو گلے میں لٹکتے اور اس کا خوف ناک آنکھوں والا پھن اپنی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے دیکھا۔ تو اس کی تو جان ہی نکل گئی۔

اب ناگ نے زبان کھول کر کہا۔

سنو تم میری بہن ماریا کے دشمن ہو میں ماریا کا بھائی ناگ ہوں تم مجھے جانتے ہو۔ مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ میں اس غیبی عورت کا بھائی ہوں جس کا نام ماریا ہے اور جسے تم نے ایک بار ارژنگ کے ساتھ مل کر اور دوسری بار اکیلے تہہ خانے میں بند کر کے قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ اب تم میرے قابو میں ہو اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا

سوانا نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

بھائی مجھے معاف کر دو میں بے گناہ ہوں۔

ناگ نے کہا۔

کیا تم اس لئے بے گناہ ہو کہ تم نے میری بہن کو تہہ خانے میں بند کر کے آگ لگا دی تھی؟ اگر ہمارا دوست اس کی مدد کو نہ پہنچتا تو تم اسے جلا کر بھسم کر چکے تھے۔ میں تمہیں ہرگز معاف نہیں کروں گا ہرگز ہرگز معاف نہیں کروں گا۔ تم نے خانقاہ میں بیٹھ کر نہ جانے کتنی بھولی

بھالی معصوم لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی ہیں۔ میں ان تمام معصوم
اور بیگناہ بچیوں کا تم سے بدلہ لوں گا۔ بتاؤ تم نے ماریا کو کہاں قتل کیا
ہے جلدی بولو۔

سوانا نے کہا۔

مجھے سے قسم لے لو ماریا زندہ ہے وہ مری نہیں وہ زندہ ہے۔

ناگ نے پوچھا۔

تو پھر کہاں ہے؟

وہ۔۔۔۔۔۔ وہ یہاں سے جا چکی ہے۔

ناگ اپنا پھن سوانا کے منہ کے پاس لے آیا اور اپنی لال زبان لہر
کر بولا۔

سچ سچ بتاؤ وہ کہاں گئی ہے۔ نہیں تو ابھی تمہیں ختم کیئے دیتا ہوں
یاد رکھو میرا ڈسا پانی نہیں مانگتا۔ تم نے اپنے ایک ساتھی کو میرے زہر

سے ہلاک ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

سوانا نے محسوس کر لیا تھا۔ کہ اس نے سچ نہ بولا تو اس کی خیر نہیں
چنانچہ وہ کہنے لگا

اس وقت ماریا ڈگمبر نام کے ایک ڈاکو کا پیچھا کر رہی ہے جو ایک
اغوا کی ہوئی چینی لڑکی کو لے کر دیوار چین کی طرف جا رہا ہے۔ میں
نے اس لڑکی کو ڈگمبر کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ یہ اشرفیاں میں نے
اس لڑکی کو بیچ کر حاصل کی ہیں۔

ناگ نے پوچھا۔

مگر ماریا اس ڈاکو کا پیچھا کیوں کر رہی ہے؟

سوانا نے کہا۔

ماریا اس مظلوم لڑکی کو بچانا چاہتی ہے۔

ناگ بولا

کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔

سوانا کہنے لگا۔

اگر میں جھوٹ بولوں تو دیوتا مجھ پر اپنا عذاب نازل کریں۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں سچ بول رہا ہوں۔ ماریا اس ڈاکو کا پیچھا
کر رہی ہے۔

ناگ نے پوچھا۔

کیا وہ دیوار چین کی طرف جا رہا ہے؟

سوانا نے کہا۔

ہاں وہ ملک کی سرحد عبور کر کے منگولیا جانے کا ارادہ رکھتا ہے
جہاں وہ اس لڑکی کو منگول سردار کے آگے پیش کر کے انعام حاصل کرنا
چاہتا ہے۔

ناگ نے کہا۔

وہ سرحد کس طرح پار کر سکتا ہے کیا وہ اتنے لمبے سفر میں کسی جگہ بھی
نہیں رکے گا۔

سوانا نے کہا۔

یہاں سے دو روز کے سفر کے بعد وہ ایک جنگل میں ٹھہرے گا۔

جہاں اس کے ساتھی اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اسے سرحد پار
کرانے میں اس کی مدد کریں گے۔

سمجھ گیا اب بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

سوانا نے کانپتے ہوئے کہا۔

مجھے معاف کر دو۔ میں توبہ کرتا ہوں۔

ناگ بولا۔

تم جھوٹ بولتے ہو تم جس جس بے گناہ کو قتل کر چکے ہو اس کا بدلہ
تم سے کون لے گا؟ تم نے ہزاروں گھروں کو برباد کیا ہے اور آگے چل

کرتم زندہ رہ تو نہ جانے کتنے اور گھروں کے چراغ گل کرو گے۔

کتنے گھروں کو برباد کرو گے۔

سوانا نے کہا۔

نہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔

ناگ بولا۔

تمہارا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے تمہارا مر جانا ہی بہتر ہے۔

نہیں نہیں مجھے مارو نہیں۔

کیا تم نے ان لوگوں پر ترس کھایا تھا۔ جو تم سے ہاتھ جوڑ جوڑ کر التجا کرتے رہے کہ ہمیں قتل نہ کرو۔ مگر تم نے تلوار سے انکے ٹکڑے اڑا دیے۔ تم نے اس مظلوم لڑکی پر رحم کھایا تھا جسے تم نے ایک ڈاکو کے ہاتھ فروخت کر دیا اور جس کو بچانے کے لئے بے چاری ماریا در بدر کی ٹھوکریں کھا رہی ہے؟ تمہارا ایک ہی ٹھکانہ ہے اور وہ ہے

جہنم۔۔۔۔۔۔ اور میں تمہیں جہنم پہنچانے میں مدد کروں گا۔

اس کے ساتھ ہی سانپ نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ لپک کر سوانا کے چہرے پر ڈس دیا۔ سوانا کے دونوں ہاتھوں سے ناگ کی گردن کو پکڑ لیا مگر اب اس میں وہ طاقت نہیں رہی تھی اگر پہلے بھی وہ سانپ کو پکڑ لیتا تو اسے قابو نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ ناگ میں سانپ بن جانے کے بعد بہت ہی طاقت آ جاتی تھی ۔ اگر وہ اسے ہاتھوں میں پکڑ کر دبانے کی کوشش کرتا تو ناگ اس کا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیا تا۔ زہر نے سوانا کے سارے جسم میں پھیل کر اسے ختم کرنا شروع کر دیا۔ پہلے اس کی آنکھیں سفید ہوئیں پھر ٹانگیں تھر تھر کانپنے لگیں اور زمین پر دھڑام سے گر پڑا اور گرتے ہی مر گیا۔

سانپ دوبارہ انسان کی شکل میں آ گیا۔

اس نے سونے کی اشرفیاں کا تھیلا اٹھایا اور چپکے سے حویلی کے

عقبی دروازے سے نکل کر واپس سرائے کی طرف چل پڑا سرائے
میں آکر اس نے عنبر کے آگے اشرفیوں کا تھیلا رکھ دیا اور کہا۔

یہ لو بھائی ماریا کا پتہ چل گیا ہے کہ وہ کہاں ہے اور یہ جاپان کے
سفر کا خرچ بھی آگیا۔

عنبر نے تعجب سے پوچھا۔

کیا مطلب؟ یہ اشرفیاں کہاں سے لائے ہو؟

ناگ نے کہا۔

عنبر بھائی ماریا کے دشمن سوانا کو بھی ہلاک کر آیا ہوں۔ اور یہ
اشرفیاں بھی لے آیا ہوں۔

بھائی کھل کر بات کرو کہ اصل قصہ کیا ہے۔

ناگ نے سارا قصہ عنبر کو سنا دیا۔ عنبر بڑا خوش ہوا کہ اس نے ماریا
کے دشمن کا خاتمہ کر دیا ہے اور یہ بھی پتہ چلا لیا ہے کہ ماریا اس وقت

کہاں ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اب دیر نہیں کرنی چاہیے ماریا کی
تلاش میں اس کے پیچھے جلد از جلد روانہ ہو جانے چاہیے۔ کہیں وہ
بیچاری کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے کیونکہ اس ڈگمبر ڈاکو کو بھی
معلوم ہو گیا ہے کہ ایک غیبی عورت اسکا پیچھا کر رہی ہے۔

ہم منہ اندھیرے ہی یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ منہ اندھیرے اٹھ کر عنبر اور ناگ نے منہ ہاتھ
دھویا۔ سرائے والے کو پیسے ادا کیئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر ناشتہ
کرنے کے بعد شہر سے باہر نکل آئے۔

شہر سے باہر آ کر وہ اس کی پکی سڑک پر ہو لئے جو دارالحکومت سے چین کی مشرقی سرحد دیوار چین کی طرف جاتی تھی۔ وہ دونوں اس سڑک پر پہلے بھی سفر کر چکے تھے۔ انہیں سارے راستے کی خبر تھی۔ دن چڑھا تو دونوں دوست اور بھائی شہر سے بہت دور نکل چکے تھے۔ اور ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے۔

کو ہوش آ گیا۔اس نے دیکھا کہ وہ گھوڑے پر آ گئے پڑی ہے اور
ڈاکو اسے بھگائے لئے جا رہا ہے۔ڈاکو نے بھی دیکھ لیا کہ لڑکی کو ہوش
آ گیا ہے۔لڑکی نے سہمے ہوئے کہا۔

مجھے چھوڑ دو۔مجھ پر رحم کرو۔

ڈاکو نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

پتھر سے دودھ نکالنے کی کوشش نہ کرو۔میں پیشہ ور مجرم ہوں
۔ڈاکو ہوں غلام فروش ہوں میں سینکڑوں عورتوں کو اغوا کر کے
فروخت کر چکا ہوں۔کئی لوگوں کو قتل کر چکا ہوں۔میں نے آج تک
کبھی کسی پر رحم نہیں کھایا۔رحم کے لفظ سے میں واقف نہیں ہوں۔میں
نے تمہیں سونا دے کر خریدا ہے۔اور اب اپنے منگول سردار کی
خدمت میں پیش کر کے بہت بڑا انعام حاصل کروں گا۔میں اتنا احمق
نہیں ہوں کہ ہاتھ آئی ہوئی سونے کی چڑیا کو پھر سے اڑ جانے کی

اجازت دے دوں۔

کنیز نے روتے ہوئے کہا۔

میں ایک غریب ماں باپ کی بچی ہوں میری ماں اور میرا باپ
میرے غم میں مر جائیں گے۔مجھ پر نہیں تو ان کے بڑھاپے پر ہی رحم
کرو۔

ڈگمبر نے قہقہہ لگایا۔

ہاہاہا۔میں رحم کرنا نہیں جانتا۔اگر تم نے رونا بند نہ کیا تو میں تمہیں
دریا میں پھینک کر ایسے غوطے لگاؤں گا۔کہ تمہیں نانی یاد آ جائے گی۔
اور یاد رکھو مجھ پر تمہارے رونے دھونے کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔میں نے
ایسی کئی عورتوں کو روتے دیکھا ہے۔میں تمہارے ماں باپ کو بھی جا
کر قتل کر سکتا ہوں میں نے بوڑھوں پر بھی کبھی ترس نہیں کھایا۔اس
لئے چپکے سے لیٹی رہو اور میرے ساتھ سفر کرتی رہو۔

کنیز چپ ہوگئی۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ رونا پیٹنا بے کار ہے۔ وہ اس ظالم ڈاکو سے بچ نہیں سکتی۔ اس نے اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیا۔ دریا کو پار کرنے کے بعد ایک وادی آگئی جگہ جگہ بڑی بڑی چٹانیں کھڑی تھیں۔ اس وادی میں ایک چٹان کے پیچھے ایک جھونپڑی سی بنی ہوئی تھی۔ ڈاکو ڈگمبر اس جھونپڑی کی طرف مڑ گیا جھونپڑی جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی۔ اور دور سے ایسے لگتا تھا جیسے جھونپڑی کہیں نہیں ہے۔ بلکہ جھاڑیاں ہی جھاڑیاں ہیں یہ ڈاکو کی ایک کمین گاہ تھی۔ یہاں اس کے دوسرے ساتھی اس کا انتظار کر رہے تھے۔

ڈگمبر چٹان کے پاس آکر ٹھہر گیا۔ وہ یہ معلوم کر کے تسلی کرنا چاہتا تھا۔ کہ کیا جھونپڑی میں اس کے آدمی موجود ہیں؟ کہیں کوئی غیر آدمی تو وہاں نہیں؟ اس نے منہ سے سیٹی کی خاص آواز نکالی۔ دوسری

طرف سے بھی اس قسم کی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اور پھر جھونپڑی میں سے تین ڈاکو نکل کر باہر آگئے۔ ان کی شکلیں دیکھ کر ڈگمبر ان کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچ کر وہ گھوڑے سے اتر پڑا۔ تینوں ڈاکوؤں نے اس سے ہاتھ ملائے۔

ڈگمبر بولا۔

اس لڑکی کو اتار کر اندر لے آؤ۔

ڈاکوؤں نے کنیز لڑکی کو زبردستی گھوڑے سے اتارا اور اسے گھسیٹتے ہوئے اندر لے گئے۔ ڈگمبر نے گھوڑا ایک طرف جھاڑیوں میں باندھا اور وہ بھی اندر چلا گیا۔ جھونپڑی میں لکڑی کے تخت پوش بچھے ہوئے تھے۔ کونے میں آگ جل رہی تھی۔ جس پر گرم گرم قہوہ ابل رہا تھا۔ ڈاکوؤں نے ڈگمبر کو قہوہ پیش کیا۔ منہ ہاتھ دھو کر قہوہ پینے کے بعد وہ تازہ دم ہو گیا۔ اس نے پوچھا۔

اب یہ بتاؤ کہ سرحد پار کرنے کا کیا بندوبست ہوا ہے؟

ایک ڈاکو بولا۔

سارا معاملہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ ہر شے تیار ہے۔ دیوار چین کے
پاس پہلے گاؤں میں ہمارے آدمی آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ وہ آپ
کو اس لڑکی کیساتھ دیوار کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف لے جائیں
گے۔ وہاں ایک جگہ پہ انہوں نے ایک سرنگ کھود رکھی ہے۔ یہ
سرنگ دیوار کی ایک جانب سے چل کر دوسری جانب نکل جاتی ہے
اس میں سے گزر کر آپ سرحد کی دوسری جانب نکل جائیں گے۔ پھر
آپ آزاد ہوں گے۔ اور آپ کو کوئی نہیں پکڑے گا۔

ڈگمبر نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اس کے بعد بڑی آسانی کے ساتھ منگولیا پہنچ جاؤں
گا۔ میں سارا راستہ جانتا ہوں مشکل صرف چین کی سرحد اور خاص

طور پر دیوار چین پار کرنے کی تھی۔

ایک ڈاکو نے کہا۔

اس کا معاملہ بڑی اچھی طرح سے طے پا جائے گا۔ اتنا اچھا
انتظام ہو چکا ہے کہ آپ کو ذرا سی بھی تکلیف نہیں ہوگی۔ اور آپ
سرحد کے پار ہوں گے۔

ڈگمبر نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ پھر مجھے اسی وقت روانہ ہو جانا چاہیے۔

دوسرا ڈاکو بولا۔

میری رائے ہے کہ آپ کو آرام کرنے کی ضرورت ہے آپ نے
دو دن دو رات سفر کیا ہے۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم آج
کی رات آرام کر لیں اور کل صبح سفر پر روانہ ہو جائیں۔

ڈگمبر بولا۔

جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔

ڈگمبر ڈاکو وہاں رات بسر کرنے پر راضی ہو گیا۔

اس دوران میں ماریا چٹان کی اوٹ میں کھڑی تھی۔ اس نے اپنا گھوڑا ذرا فاصلے پر ایک جھاڑی میں چھپا دیا۔ اور خود جھونپڑی کے آس پاس آکر جائزہ لینے لگی۔ اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا۔ کہ ڈاکو اس جھونپڑی میں رات بھر ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اب اس کی یہی کوشش تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح رات کو لڑکی وہاں سے اٹھا کر لے جائے۔ اس کے لئے ضروری تھا۔ کہ وہ اندھیرا ہونے کا انتظار کرے چنانچہ وہ جنگل میں آکر ایک چشمے کے کنارے پر بیٹھ گئی یہاں اس نے کچھ جنگلی پھل کھائے۔ چشمے کا پانی پیا۔ گھوڑے کو گھاس کھلا کر پانی پیا۔ گھوڑے کو گھاس کھلا کر پانی پلایٹ اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ سورج پہاڑیوں میں غروب ہو چکا تھا۔

ادھر عنبر اور ناگ فاصلہ کم کرنے کے لئے رات دن سفر کر رہے تھے راستے میں وہ صرف تھوڑی دیر کے لئے گھوڑے کو دانہ دنکا کھلانے کے لئے رکتے اور پھر سفر شروع کر دیتے۔ اس کا فائدہ یہ ہو کہ وہ کافی آگے نکل آئے۔ اب وہ ماریا سے صرف ایک رات کے فاصلے پر تھے۔ یعنی اگر وہ ساری رات سفر کرتے رہیں تو صبح اس وادی میں پہنچ جائیں گے۔ ماریا جھونپڑی کے باہر چشمے پر بیٹھی ہوئی تھی۔

سورج غروب ہو گیا۔ جنگل میں اندھیرا چھا گیا۔ ماریا نے دور سے دیکھا کہ جھونپڑی کے اندر چراغ روشن ہو گیا ہے۔ وہ جھونپڑی کے باہر آگئی۔ جھونپڑی کا دروازہ بند تھا۔ اندر سے ڈاکوؤں کے باتیں کرنے اور قہقہے لگانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ماریا کچھ دیر وہاں خاموش کھڑی ان کی باتیں کرنے اور قہقہے لگانے کی آوازیں سنتی رہی۔ ابھی اندر داخل ہونے کا موقع نہیں تھا۔ اس کے علاوہ وہ ڈاکو

زیادہ تھے۔ ماریا کے پکڑے جانے کا بھی خطرہ تھا۔ صرف ایک ہی صورت تھی کہ وہ کنیز لڑکی کو ساتھ لے کر کسی طرح گھوڑے پر سوار ہو جائے۔ صرف اسی طرح سے وہ لڑکی اس کے ساتھ غائب ہو سکتی تھی۔ لیکن یہ ڈر بھی تھا کہ ڈگمبر کہیں چاروں طرف سے گھیر کر ماریا کو پکڑ نہ لے کیونکہ اسے علم تھا کہ ایک غیبی عورت اس کا پیچھا کر رہی ہے۔ جو عام عورتوں کی طرح کمزور ہے۔ صرف اس میں اتنی ہی طاقت ہے کہ وہ غائب ہو گئی ہے۔

اتنے میں جھونپڑی میں سے ایک ڈاکو باہر نکل کر جنگل کی طرف چل پڑا۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی کا ڈول تھا۔ شاید وہ چشمے سے پانی لینے جا رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ اس ڈاکو کا کام تمام کر دینا چاہیے۔ تاکہ ایک ڈاکو تو کم ہو۔ اس خیال کے بعد ماریا ڈاکو کے پیچھے چل پڑی۔

چشمے پر پہنچ کر ڈاکو نیچے جھکا ڈول میں پانی بھر رہا تھا۔ کہ اوپر سے ماریا نے پوری طاقت سے پتھر اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا۔ ڈاکو نے ہائے بھی نہ کی اور چشمے میں گر پڑا۔ پانی اس کی لاش کو ڈول سمیت بہاتا ہوا آگے دریا کی طرف لے گیا۔

ماریا جلدی سے جھونپڑی کے پاس واپس آ گئی۔

اب وہاں تین ڈاکو رہ گئے تھے۔ جب چشمے والا ڈاکو واپس نہ آیا تو وہ لوگ پریشان ہو کر اسے آوازیں دینے لگے پھر چشمے پر گئے۔

اسے ہر جگہ تلاش کیا۔ مگر وہ نہ ملا۔ اچانک ڈگمبر کو چشمے کے پتھر پر خون کے قطرے نظر آ گئے۔ اس نے جھک کر خون کے قطروں کو دیکھا اور کہا۔

اسے پتھر مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ اس کی لاش چشمے میں بہہ گئی ہے۔ جلدی سے واپس چلو ایک بھوت ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔

وہ سارے ڈاکو جلدی سے جھونپڑی میں آ گئے جھونپڑی میں آ کر
ڈگمبر نے غیبی عورت کے بارے میں ساری باتیں انہیں بتا دیں۔ اور
آخر میں کہا۔

مجھے یقین ہے کہ وہ عورت اس جھونپڑی کے آس پاس منڈلا رہی
ہے۔ اگر ہم نے ہوشیاری سے کام نہ لیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سب کو
باری باری اسی طرح پتھر مار کر ہلاک کر دے۔

ایک ڈاکو نے کہا۔

ہم اسے گرفتار نہیں کر سکتے کیا؟

کیوں نہیں؟ ڈگمبر بولا۔ اگر ہم نے اسے گرفتار نہ کیا تو وہ ہم
سب کو برباد کر دے گی۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم اسے فوراً پکڑ کر رسیوں
سے جکڑ دیں۔

تیسرا بولا۔

مگر ہم ایک ایسے انسان کو کیوں گرفتار کر سکتے ہیں جو ہمیں نظر ہی
نہیں آتا۔

اس کی ایک ترکیب ہے۔

وہ کیا؟

اس کے بعد ڈاکو ڈگمبر نے ان ڈاکوؤں کو وہ ترکیب بتائی جو اس
کے دماغ میں آئی تھی۔ ماریا اس جال سے بے خبر تھی جو ڈاکو اس کے
لئے پھیلا رہے تھے۔ کنیز لڑکی اسے باہر جا کر بتا نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ
اسے ڈاکوؤں نے باندھ کر ایک طرف ڈال رکھا تھا۔ ماریا نے
جھونپڑی کے باہر کھڑی اس انتظار میں تھی کہ جھونپڑی سے باہر
پھر کوئی ڈاکو نکلے اور وہ اسے بھی ختم کر دے۔ اسے کیا معلوم تھا۔ کہ
ڈاکو اسکے خلاف بڑا زبردست جال پھیلا چکے ہیں۔

سب سے پہلا کام تو ڈاکوؤں نے کہ کیا کہ کنیز لڑکی کے منہ پر

کپڑا ٹھونس دیا۔ تاکہ اگر ماریا جھونپڑی میں آئے تو وہ اسے یہ نہ بتا سکے کہ اس کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ بھاگ جاؤ۔ لڑکی کے منہ میں کپڑا ٹھونسنے کے بعد ڈاکو آپس میں ہنستے مسکراتے باتیں کرتے جھونپڑی کا دروازہ کھول کر باہر آ گئے۔ اس عرصے میں وہ ایک باریک ریشمی رسی دروازے کے درمیان باندھ چکے تھے۔ اس رسی کا رنگ کالا تھا۔ اور وہ دکھائی نہیں دیتی تھی۔

ماریا نے جب دیکھا کہ ڈاکو جھونپڑی سے باہر آ کر ایک طرف چلے گئے ہیں۔ اور جھونپڑی کا دروزاہ چوپٹ کھلا ہے تو وہ فریب میں آ گئی۔ وہ آگے بڑھ کر دروازے کی طرف آئی قریب ہی جھاڑیوں میں ڈاکو رسی کو جھٹکا لگنے کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک ڈاکو جھونپڑی کے اندر چھپ کر دروازے کے پاس ہی زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ کہ جوں ہی رسی کو دباؤ پڑے وہ لپک کر ماریا کو قابو کر لے۔ ماریا پر قسم کے خطرے

سے بے فکر ہو کر جھونپڑی کے دروازے میں آ گئی اسے کالے رنگ کی ریشمی رسی نظر نہ آئی جوں ہی وہ دروازے میں داخل ہوئی رسی کو جھٹکا لگا اس پر دباؤ پڑتے ہی ڈاکو نے اچھل کر ماریا کو اپنے مضبوط بازوؤں میں جکڑ لیا ادھر سے دوسرے ڈاکو بھی آ گئے۔ انہوں نے پاگل چیتوں کی طرح اچھل کر اپنے آپ کو ماریا پر گرا دیا۔ ماریا گر پڑی۔ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے ماریا پر کپڑا ڈال کر اسے رسی میں اس بری طرح سے جکڑ دیا کہ وہ بے چاری ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

کنیز نے یہ سب دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ وہ کچھ نہ کر سکی تھی۔ کیونکہ اس کا منہ بند کر دیا گیا تھا۔ وہ آواز دے کر ماریا کو خبردار نہ کر سکی تھی۔ کہ وہاں سے واپس چلی جاؤ۔ ماریا کو چادر میں جکڑ کر ڈاکو نے اسے بھی کنیز کے پاس ہی ڈال دیا۔ ایک ڈاکو نے کہا۔

میں زندگی کا سب سے عجیب منظر دیکھ رہا ہوں کہ چادر کے اندر

کچھ بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ مگر اندر عورت رسی میں جکڑی ہوئی ہے۔

ڈگمبر نے قہقہہ لگا کر کہا۔

ماریا تم ارژنگ اور سوانا کے پنجے سے نکل گئیں۔ مگر یاد رکھو اب تم میرے پنجے سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتیں۔ اب تم میری قید میں ہو اور میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں گا۔ تاکہ تم پھر مجھے دھوکہ نہ دے سکو۔

ماریا خاموش رہی اور کچھ نہ بولی۔

اب خاموش کیوں ہو؟ جواب دو۔ بولو تمہیں اب کون بچا سکتا ہے؟

کون تمہاری مدد کر سکتا ہے؟

اب ماریا نے زبان کھولی اور کہا۔

ڈگمبر یاد رکھو، خدا کی رسی دراز ہوتی ہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے

کہ ظالم خود اپنے بچھائے ہوئے جال میں ہی قید ہو کر رہ جاتا ہے۔

تم نے میرے خلاف جو سازش کی ہے اس میں تم کامیاب ہو گئے ہو؟ لیکن میں بہت جلد تمہاری قید سے آزاد ہو جاؤں گی۔

ہاہاہا ان باتوں کو بھول جاؤ تمہاری موت ہی اب مجھ سے نجات دلائے گی۔

ڈاکوؤں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ کل سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ماریا کو قتل کر کے اسکی لاش کو دریا میں پھینک دیا جائے گا۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے گی بانسری ماریا نے یہ خونی فیصلہ سنا تو دل میں ڈر سی گئی کہ اگر کسی نے اس کی مدد نہ کی تو یہ لوگ اسے ضرور ختم کر دیں گے۔ عنبر اور ناگ کے بارے میں اسے کچھ خبر نہ تھی۔ اس نے خدا کے آگے دعا کی اور خاموش فرش پر پڑی رہی۔

سمندر کی طرف

عنبر اور ناگ راتوں کو بھی سفر کرتے چلے آرہے تھے۔
سفر کرتے کرتے جب رات آدھی گزر گئی تو ناگ نے کہا۔
بھائی عنبر میں تو تھک گیا ہوں۔ بہتر ہوگا کہ ہم رات کا باقی حصہ
کسی جگہ پڑ کر سو رہیں۔ اس طرح دن رات سفر کرتے کرتے تو ہمارا
برا حال ہو جائے گا۔
عنبر نے بھی محسوس کیا کہ اب آرام کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ تھکان
اسے بھی بہت ہو رہی تھی۔ اس نے ناگ سے پوچھا کہ وہ کس جگہ
رات رہیں؟ ناگ نے جواب میں کہا اس جنگل میں چاہے کسی جگہ
سو جائیں لیکن اب آرام بڑا ضروری ہے۔ عنبر اور ناگ جنگل میں

رک گئے۔ انہوں نے دریا پار کر لیا تھا۔ اور اب ایک چشمے کے
کنارے آ گئے تھے۔ چشمے پر انہوں نے گھوڑوں سے اتر کر خود بھی
پانی اور گھوڑوں کو بھی پلایا عنبر نے کہا۔
یہاں قریب کوئی گاؤں بھی نہیں ہے۔ نہیں تو کسی کے گھر قیام
کر لیتے۔
ناگ بولا۔
بھائی گھر کا آرام چھوڑ دو۔ وہ کبھی ہمارے نصیب میں نہیں ہے۔
نہ ہمارا کوئی گھر ہے نہ بار۔ بس جہاں سینگ سمائیں وہیں پڑ
کر سو جاتے ہیں بھائی میں تو اسی چشمے کے کنارے سونے لگا ہوں
مگر جانے کیا بات تھی کہ عنبر کا اس جگہ دل نہیں لگ رہا تھا۔ اس
کا دل کر رہا تھا۔ وہ لیٹنے کی بجائے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ ناگ تو اسی جگہ
گھاس پر لیٹ گیا۔ اس نے جب دیکھا کہ عنبر سونے کی بجائے ادھر

ادھر ٹہل رہا ہے۔ تو بولا

بھائی کی بات ہے تمہیں نیند نہیں آ رہی؟

عنبر نے کہا۔

خدا جانے کی بات ہے تمہیں نیند نہیں آ رہی

عنبر نے کہا۔

خدا جانے کیا بات ہے دل کو اطمینان نہیں ہے۔

ناگ بولا۔

کچھ کچھ میرا دل بھی بے چین ہے خدا ہماری بہن ماریا کو سلامت
رکھے۔

ناگ لیٹا رہا اور عنبر ٹہلتا رہا۔ رات کا دوسرا حصہ بھی گزر گیا رات کا
پچھلا پہر شروع ہوا تو ڈاکوؤں میں ڈگمبر نے سب سے پہلے اٹھ کر
دونوں کا جگایا اور کہا۔

چلو اٹھو سب سے پہلے اس غیبی چڑیل کا کام تمام کر دیں۔

ڈاکو فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے ڈگمبر نے ماریا کو اسی طرح رسی میں
جکڑی ہوئی اپنے کاندھے پر رکھا اور جھونپڑی سے باہر نکل آیا ایک
ڈاکو نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں اسے دریا میں چل کر پھینک دینا چاہیے۔

دوسرے نے کہا۔

میرا تو خیال ہے کہ پہلے چشمے پر پہنچ کر اسے قتل کیا جائے۔ اس
کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں بہا دیے جائیں۔

دریا پر کھلی جگہ ہے۔ ہو سکتا ہے کسی کی نگاہ پڑ جائے۔ چشمہ
جھاڑیوں میں چھپا ہوا ہے۔ وہاں ہم اسے قتل کرنے کا کام کر سکتے
ہیں۔

پہلا ڈاکو بولا۔

یہ ٹھیک ہے۔

یہ سوچ کر ڈاکو نے ماریا کو کندھے پر اٹھایا اور وہ چشمے کے قریب
جھاڑیوں کی طرف چل پڑے۔

اتنے میں عنبر اور ناگ بھی سفر طے کر کے چشمے کے قریب پہنچ گئے
اور وہاں قریب ہی بیٹھ کر آرام کرنے لگے۔ اتنے میں انہیں کسی کے
آنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔

عنبر نے ناگ سے کہا ہمیں یہاں سے ہٹ جانا چاہیے۔

دنوں وہاں سے اٹھ کر درختوں کے پیچھے چھپ کر دیکھنے لگے کہ
رات کے پچھلے پہر یہ کون آ رہا ہے۔ پچھلی رات کا چاند اب درختوں
کے اوپر آ چکا تھا۔ اور اسکی ہلکی ہلکی روشنی میں چشمے کے آس پاس کا
سارا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ڈاکو اور ڈگمبر بڑے مزے سے
ماریا کو کندھے پر اٹھائے باتیں کرتے چلے آ رہے تھے۔ ان کے

خیال میں جنگل سنسان تھا۔ اور کوئی بھی ان کی باتیں نہیں سن رہا تھا۔

ان کو معلوم نہیں تھا۔ کہ عنبر اور ناگ اس جنگل میں موجود ہیں۔

ڈگمبر ماریا کو کندھے پر اٹھائے چشمے کی طرف چل پڑا۔

ادھر چشمے پر عنبر اور ناگ اسی طرح بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے
تھے۔ رات بڑی خاموش تھی۔ ان کے کان میں کسی کے چلنے اور
جھاڑیوں کے ٹوٹنے کی آواز پڑی تو وہ خاموش ہو گئے۔ عنبر نے ناگ
کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا۔

شی کوئی آ رہا ہے۔

ناگ نے کہا۔

انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ کسی کو کاندھے پر اٹھا کر لے جا رہے
ہیں۔ عنبر اور ناگ خاموشی سے دیکھتے رہے کہ یہ لوگ کہاں جا رہے
ہیں اور کیا کرنے جا رہے ہیں۔

ڈگمبر نے ایک جگہ ماریا کو لٹا دیا۔ اور اپنے ساتھی سے کہا۔

میرا خنجر لاؤ اس عورت کو میں ذبح کردوں گا۔۔

عنبر نے ناگ کے کان میں کہا۔

یہ لوگ ڈاکو ہیں اور کسی عورت کو قتل کرنے یہاں لائے ہیں۔

ڈاکو نے خنجر نیام سے نکال کر ڈگمبر کے حوالے کردیا۔ چاندنی رات میں خنجر چمکنے لگا۔ اتنے میں ماریا کے رونے کی آواز آئی۔

عنبر اور ناگ نے ماریا کی آواز پہچان لی تھی اور وہ ماریا کے بچانے کے لئے دوڑے۔

جب ڈاکوؤں نے ان دونوں کو وہاں دیکھا تو بہت حیران ہوئے کہ یہ دونوں اس ویرانے میں کیا کر رہے ہیں۔

ڈاکوؤں عنبر اور ناگ سے لڑنے لگے اور ایک ڈاکو عنبر پر خنجر سے وار کرنے لگ گیا اور اس نے عنبر پر خنجر سے وار پر وار کیا لیکن وہ یہ دیکھ

کر بہت حیران ہوا کہ اتنے خنجر لگنے کے باوجود عنبر کو کچھ بھی نہیں ہوا اور خون کا ایک قطرہ تک نہیں نکلا۔

عنبر نے ماریا کی رسیاں کھول دیں اور ڈاکوؤں سے لڑنے لگا اتنے میں ناگ بھی سانپ کی شکل میں آگیا۔ اس نے ایک ڈاکو کے گرد لپٹ کر اس کو ڈنگ مار لیا ڈاکو چیخیں مار کر تڑپنے لگا اور مر گیا اتنے میں عنبر نے ایک ڈاکو کی گردن مروڑ کر توڑ دی۔ اور اس کے بعد ناگ ڈگمبر کی طرف بڑھا اور اسکی گردن کے گرد لپٹ گیا اور اس پر گرفت مضبوط کرلی۔

عنبر نے جلدی سے اٹھ کر ماریا کی رسیاں کھولیں اور اس کو حوصلہ دیا ماریا نے جب عنبر کو دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور اس نے پوچھا کہ ناگ کہاں ہے۔ عنبر نے کہا وہ دیکھو ناگ نے ڈاکو کی گردن کے گرد کنڈلی مار رکھی ہے۔

ڈاکو کی آنکھیں باہر کو ابل رہی تھیں۔ اس کا سانس رکنے لگا تھا۔

ناگ نے اس کی گردن بل دینے شروع کر دیے تھے۔ ڈاکو ڈاکو نے
دونوں ہاتھوں کی گرفت کمزور ہو گئی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں اب اتنی
طاقت نہیں رہی تھی کہ وہ سانپ کو اپنی گردن سے الگ کر سکے۔ اس
نے عنبر کو ہاتھ جوڑ دیے۔

مگر ناگ نے ٹھیک اس وقت ڈاکو ڈگمبر کو ڈس لیا۔ ڈسنے کے
بعد وہ ڈاکو کی گردن سے نیچے اتر آیا۔ ڈاکو کا رنگ نیلا پڑنے لگا۔ اس
کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ زہر اس کے دل و دماغ تک پہنچ گیا تھا۔ وہ
زمین پر گرا اور گرتے ہی دم توڑ گیا۔ ناگ پھر سے انسان کے روپ
میں آ گیا۔ وہ بھی ماریا سے جا کر ملا اور بولا۔

ماریا بہن اگر ہم سو جاتے یا یہاں دیر سے پہنچتے تو پھر خدا جانے کیا
ہو جاتا۔ یہ قاتل تو تمہیں قتل کرنے کا پورا پورا بندوبست کیا تھا۔

عنبر نے کہا۔

یہ بتاؤ کہ جس لڑکی کی زندگی بچانے کی خاطر تم نے اتنا بڑا خطرہ
مول لیا تھا وہ کہاں ہے؟

ماریا نے حیران ہو کر پوچھا۔

مگر تمہیں اس لڑکی کے بارے میں کیسے علم ہوا۔

عنبر بولا۔

تمہیں وفادار نوکر نے ساری بات بتا دی تھی۔ وہ کنیز لڑکی کہاں
ہے۔

ماریا نے کہا۔

جھونپڑے میں جکڑی ہوئی ہے۔ یہ ڈاکو اسے لے کر منگولیا
جا رہے تھے۔ جہاں ڈگمبر اسے سردار کی خدمت میں پیش کر کے
انعام و اکرام حاصل کرنا چاہتا تھا۔

عنبر نے کہا۔

چلو اچھا ہوا کہ یہ شخص بھی مر گیا۔ جانے کتنے گھر یہ اجاڑ چکا تھا۔

اور اگر زندہ رہتا تو جانے کتنے اور گھر اجاڑتا۔

ناگ بولا۔

اس کا مر جانا ہی بہتر تھا۔

ماریا نے کہا۔

آؤ میرے بھائیو۔ جھونپڑی میں چل کر اس بے چاری کنیز کی بھی خبر لیں۔

تینوں بہن بھائی چشمے سے اٹھ کر جھونپڑی میں آئے۔

اب مشرق میں دن کا اجالا پھیلنے لگا تھا۔ جھونپڑی میں معصوم لڑکی اسی طرح بندھی ہوئی تھی۔ اور اس کے منہ میں ریشمی رومال ٹھونسا ہوا تھا۔ ماریا نے جاتے ہی اس کے منہ سے رومال نکال کر باہر پھینکا۔

لڑکی نے سب سے پہلا سوال یہ کیا۔

تم ان ظالموں سے کیسے بچ گئیں ماریا بہن؟

ماریا نے ناگ اور عنبر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

خدا کے حکم سے میرے بھائیوں نے مجھے بچا لیا ہے یہ عین وقت پر پہنچ گئے اور میری جان بچ گئی۔

عنبر اور ناگ مظلوم لڑکی سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے اسے کہا کہ وہ پہلی فرصت میں اسے ماں باپ کے گھر پہنچائیں گے۔

کنیز نے خوش ہو کر کہا۔

تم سچ مچ میرے بھائی ہو۔ کوئی بھائی اپنی بہن کو مصیبت میں دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا۔ کاش دنیا کے سارے لوگ دکھ درد میں ایک دوسرے کے اسی طرح کام آنا سیکھ لیں۔ پھر یہ ساری دنیا جنت بن جائے۔

صبح ہوگئی۔

وادی میں ہر سمت اجالا پھیل گیا۔ کنیز لڑکی اور ماریا نے مل کر کھانا کھایا۔ انہوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ عنبر نے کہا۔

ایک مدت کے بعد بھائیوں نے بہن کے ساتھ مل کر کھانا کھایا ہے۔

خدا کا شکر ہے اس نے آج بھائیوں کو بچھڑی ہوئی بہن سے ملا دیا۔ اب ہم کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔

عنبر نے کہا۔

یہ تو خدا کو ہی معلوم ہے۔ ابھی ہم نے ایک ساتھ مل کر بڑے بڑے کٹھن سفر کرنے ہیں۔ ابھی ہمیں جاپان جانا ہے۔ پھر وہاں سے سمندری سفر کر کے ہندوستان آنا ہے۔ کوئی پتہ نہیں کیسے کیسے حالات ہوں۔ کن کن مصیبتوں سے ہمیں پالا پڑے۔ ہمیں صرف

ایک بات ہمیشہ یاد رکھی ہوگی کہ مصیبت آئے تو کبھی نہ گھبرائیں۔ خدا سے دعا بھی کریں اور خود بھی ہمت کریں۔ بہادری اور جرأت سے کام لیں اور ایک دوسرے کو کبھی نہ بھلائیں۔ پھر ہم اکیلے رہ کر بھی بڑی سے بڑی مصیبت کا مقابلہ کر کے فتح حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی روز دوپہر کے وقت عنبر، ماریا اور ناگ کنیز لڑکی کو ساتھ لے کر واپس چین کے دارالحکومت کھیتے کی طرف روانہ ہوگئے۔ رات ہوگئی تو انہوں نے جنگل میں ایک جگہ آگ روشن کی اور مزے سے کھانا کھا کر کے سوگئے۔

دن چڑھا تو وہ پھر سفر کرنے لگے۔ اسی طرح دو دن اور دو راتیں سفر کرنے کے بعد وہ کیتھے پہنچ گئے۔ کیتھے پہنچ کر انہوں نے گھوڑے بدلے سفر کی تھکان اتاری اور سیدھا کنیز کے شہر کو چل دیئے۔

کنیز لڑکا کا گھر کیتھے سے سمندر کو جانے والی سڑک پر کافی

دور تھا۔ آخر سفر کرتے کرتے وہ اس شہر میں آ گئے۔ لڑکی اپنے گھر کا
رستہ جانتی تھی۔ وہ انہیں اپنے گھر لے گئی۔ ماں باپ نے اپنی بچی کو
دیکھا تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ رہا۔ وہ بے حد خوش ہوئے۔ عنبر اور
ناگ کی بے حد خدمت کی۔ چار روز اس شہر میں رہنے کے بعد تینوں
وہاں سے اجازت لے کر سمندر کی طرف چل پڑے۔

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ عنبر اور ناگ اس بار سمندر کے
راستے جاپان کا سفر کرنا چاہتے تھے۔ سمندر وہاں سے بہت دور تھا۔
مگر وہ برابر سفر کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ایک مہینے کے سفر کے
بعد انہیں دور سے سمندر کا کنارہ نظر آیا۔ ایک ٹیلے پر چڑھ کر
انہوں نے سمندر کے ٹھاٹھیں مارتے پانی کو دیکھا۔ تو انہیں بڑی خوشی
ہوئی۔ ایک لمبی مدت کے بعد انہیں سمندر کا گہرا نیلا پانی اور اس سطح پر
تیرتے سفید بادبانوں والے جہاز دکھائی دیے۔

عنبر نے کہا۔

ماریا بہن یہ سوچ کر مجھے کس قدر خوشی ہو رہی ہے۔ کہ ہم ایک
مرتبہ پھر سمندری جہاز میں اکٹھے سفر کریں گے۔

ناگ نے کہا۔

اب ہم تینوں بہن بھائی اکٹھے رہیں گے۔ اور کبھی جدا نہیں ہوں
گے۔

ماریا بولی۔

خدا کرے۔

ٹیلے سے اتر کر انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی۔ گھوڑے ہوا سے
باتیں کرنے لگے۔ دن ابھی غروب نہیں ہوا تھا کہ وہ سمندر کے
کنارے ملک چین کی آخری بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ یہ چھوٹا سا بڑا خوش

حال شہر تھا۔ وہ ایک سرائے میں اترے جہاں سے انہیں معلوم ہوا کہ ملک جاپان کو جانے والا جہاز چار روز بعد وہاں سے روانہ ہونے والا ہے۔

☆ عنبر ماریا اور ناگ کی پھر ملاقات کیسے ہوئی۔

☆ جہاز کا کپتان عنبر کے خزانے کو لوٹنے کی کوشش کرتا ہے۔

لیکن ناگ نے اس کا استقبال کیا۔

☆ جہاز طوفان میں پھنس کر ڈوب گیا۔ عنبر، ناگ اور ماریا ایک تختے پر سوار ہو کر آدم خور وحشیوں کے جزیرے میں پہنچ گئے۔

☆ سمندری ڈاکو، اسی جزیرے پر پہنچ کر عنبر، ماریا اور ناگ کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ان میں سے کون مارا گیا۔ اور کون کون موت کے منہ میں پہنچے یہ سب کچھ جاننے کے لئے اس ناول کی اگلی سیریز کے انیسویں حصے موت کا جہاز ملاحظہ کیجئے۔

☆ سمندری ڈاکو، اسی جزیرے پر پہنچ کر عنبر، ماریا اور ناگ کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ان میں سے کون مارا گیا۔ اور کون کون موت کے منہ میں پہنچے یہ سب کچھ جاننے کے لئے اس ناول کی گلی سیریز کے انتیسویں حصے موت کا جہاز ملاحظہ کیجئے۔

عنبر ناگ ماریا
موت کا جہاز
قسط نمبر (۲۹)
اے حمید
princeofdhamp@urdufanz.com

فہرست!

سنو پیارے بچو!

عنبر، ناگ اور ماریا کی ملاقات ہوتی ہے اور وہ ایک شہر کی سرائے میں اُترتے ہیں چار روز کے بعد یہاں سے ایک سمندر جہاز آگے کو روانہ ہو رہا ہے۔

جہاز سفر پر روانہ ہوتا ہے جہاز کا کپتان عنبر کے خزانے کو لوٹنا چاہتا ہے ناگ اس کی مرمت کرتا ہے یہ جہاز طوفان میں پھنس کر ڈوب جاتا ہے عنبر، ناگ اور ماریا ایک تختے پر سوار ہو کر ایک آدم خور وحشیوں کے جزیرے میں پہنچ جاتے ہیں وہاں سے فرار ہو کر وہ سمندر میں جاتے ہیں جہاں سمندری ڈاکو انہیں اغوا کر لیتے ہیں۔ آدھی رات کو سمندری ڈاکو عنبر کے کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔

چور سے ملاقات

سرائے میں تینوں بہن بھائیوں کی تیسری رات تھی۔

وہ سفر کی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے عنبر نے سمندری جہاز پر کھانے
پینے کے لئے خشک انگور اور بادام خرید کر جھولے میں بھر لئے تھے
ناگ نے نیا ریشمی لباس بنوایا تھا۔ ماریا نے بھی نئے نئے کپڑے بنوا
لیے تھے مگر ان کپڑوں کا کوئی فائدہ نہیں تھا اس لئے کہ وہ تو کسی کو
دکھائی ہی نہیں دیتی تھی پھر رنگ برنگ ریشمی کپڑے پہننے کا بھلا فائدہ
ہی کیا تھا عنبر اور ناگ اسے مذاق کیا کرتے کہ ماریا بہن جب
تمہارے پہنے ہوئے کپڑے کسی کو نظر ہی نہیں آئیں گے تو پھر انہیں سجا
بنا کر پہننے کی کیا ضرورت ہے بس سیدھے سادے کپڑے پہن لیا کرو
۔ ماریا کہتی۔

بھائیو، غائب ہو کر تو میں بڑی مصیبت میں پھنس گئی ہوں زندگی کا

سارا مزہ جاتا رہا ہے کاش کسی طرح مجھ پر سے جادو کا اثر جاتا رہے
اور میں پھر سے ایک عام عورت بن کر زندہ رہ سکوں۔

ناگ جواب میں کہتا۔

خدا کو منظور ہوا تو جادو کا اثر ایک نہ ایک دن ضرور ٹوٹ جائے گا۔ وہ
دن بھی آ جائے گا جب ہم تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ سکیں گے

دو روز بعد ان کا جہاز سمندر کے سفر پر روانہ ہونے والا تھا۔

عنبر اور ناگ کو سرائے کا کونے والا کمرہ ملا تھا وہاں انہوں نے اپنے
بستر لگا لیے تھے ایک طرف دیوار کے ساتھ انہوں نے ماریا بہن کا
بستر بھی بچھا دیا تھا سرائے میں کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی کہ عنبر اور
ناگ کے ساتھ ایک ایسی لڑکی بھی رہ رہی ہے جو کسی کو دکھائی نہیں دیتی
جب وہ کسی کو دکھائی ہی نہیں دیتی تھی تو پھر کسی کو خبر بھی کیسے ہو سکتی تھی
لیکن سرائے کے کھانا لانے والے نوکر کو بڑی حیرانی تھی کہ عنبر اور ناگ

تین آدمیوں کا کھانا کیوں منگواتے ہیں؟

ایک روز وہ چھپ گیا اور دروازے کے سوراخ میں سے اندر جھانک کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ یہ لوگ تیسرا کھانا کسے کھلاتے ہیں عنبر نے عادت کے مطابق ایک کھانا اٹھایا اور ماریا کے سامنے رکھ دیا ماریا نے باتیں کرتے ہوئے کھانا شروع کر دیا نوکر کو بڑی حیرانی ہو رہی تھی کیونکہ اسے کمرے میں ایک عورت کے باتیں کرنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں اور کھانے کی پلیٹ میں سے کھانا بھی غائب ہو رہا تھا مگر سب سے بڑی حیرانی کی بات یہ تھی کہ عورت اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

نوکر نے اس کا ذکر سرائے کے مالک سے کیا تو اس نے کہا۔

تمہارا دماغ الٹ گیا ہے گدھے کہیں کے.......... بھاگ جا یہاں سے اور جا کر کام کر۔

نوکر نے کہا۔

مالک مگر ان کے پاس تھیلے میں سونے کی اشرفیوں کا ڈھیر بھی ہے مجھے تو یہ کوئی چور معلوم ہوتے ہیں۔

مالک نے ڈانٹ کر کہا۔

الو کی دم وہ چور ہوں یا کوئی اور ہوں، ہمیں اس سے کیا؟ چل دور ہو یہاں سے۔

نوکر چلا گیا۔ مالک اپنے کام میں لگ گیا لیکن وہاں بیٹھے ہوئے ایک آدمی کے کان کھڑے ہو گئے یہ شخص ایک مشہور چور تھا اس کا کام ہی مسافروں کو لوٹنا تھا وہ سمندری جہازوں پر سفر کرتا اور راستے میں کسی نہ کسی امیر مسافر کو تاڑ کر اسے دوست بناتا اور پھر لوٹ کر راستے میں کسی بندرگاہ پر اُتر جاتا۔

اس چور کا نام پھوما تھا۔ اسے جب معلوم ہوا کہ عنبر اور ناگ نام کے دو

بھائی سمندری جہاز میں جاپان تک سفر کر رہے ہیں اور ان کے پاس سونے کی اشرفیوں سے بھرا ہوا جھولا ہے تو اس کی طبیعت للچا گئی اس نے جھٹ فیصلہ کر لیا کہ وہ انہی پر ہاتھ صاف کرے گا اور ان کا مال لوٹ کر راستے میں کسی بھی پہلی یا دوسری بندرگاہ پر چپکے سے اتر جائے گا وہ بڑا خوش ہوا کہ اسے شکار مل گیا کئی روز سے وہ شکار کی تلاش میں تھا مگر اسے شکار نہیں مل رہا تھا اس بحری جہاز میں عنبر اور ناگ ہی سب سے امیر آدمی تھے جو سفر کر رہے تھے۔

چور اب عنبر اور ناگ کے ساتھ دوستی ڈالنے کے لئے ان کے کمرے کی طرف آ گیا رات کا پہلا پہر تھا اور سرائے میں روشنیاں ہو رہی تھیں اور بڑی رونق تھی عنبر اور ناگ سرائے کے قہوہ خانے میں بیٹھے کھانے کے بعد قہوہ پی رہے تھے ان کا کمرہ بند تھا باہر تالا پڑا تھا اور اندر ماریا کھانا کھا کر آرام کر رہی تھی عنبر اور ناگ دونوں بھائی ایک میز پر بیٹھے

بڑے مزے سے گرم گرم قہوہ پی رہے تھے وہ بڑے خوش تھے کہ ایک عرصے کے بعد سمندر میں سفر کرنے والے تھے۔

ناگ کہنے لگا۔

عنبر سمندری سفر بڑا مزے دار رہے گا۔ کیوں کہ کل جہاز کے ایک خلاصی سے ملاقات ہوئی تھی وہ کہہ رہا تھا کہ سمندری طوفان ان دنوں بہت کم آتے ہیں۔

عنبر کہنے لگا!

بھائی ناگ اگر طوفان راستے میں آ بھی گیا تو پھر کیا ہے ہم بڑے بڑے طوفانوں سے کھیلتے آئے ہیں ہم طوفانوں میں خوش رہتے ہیں ہم طوفانوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔

یہ تو ٹھیک ہے عنبر لیکن بعض طوفان ایسے ہوتے ہیں کہ سفر کا سارا مزہ برباد ہو جاتا ہے اور جہاز سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔

اگر جہاز ڈوب بھی گیا تو کیا ہوگا ہم دونوں بچ جائیں گے میں تو مر ہی
نہیں سکتا، باقی تم سانپ بن کر سمندر پر تیر سکتے ہو۔

ناگ لاجواب ہو کر ہنستے ہوئے بولا۔

بھائی عنبر تمہارے ساتھ باتوں میں کوئی پورا نہیں اتر سکتا تم جو کہتے ہو
میں مان لیتا ہوں۔

وہ باتیں کر رہے تھے کہ چور نے ان کے پاس آ کر جھک کر سلام کیا اور
بڑی ہی میٹھی اور نرم آواز میں بولا۔

اگر آپ کو ناگوار نہ گزرے تو کیا آپ اس پردیسی کو قہوے کی ایک
پیالی پلا سکتے ہیں؟

عنبر نے خوش اخلاقی سے کہا۔

کیوں نہیں بھائی ایک پردیسی کی خدمت کر کے ہمیں خوشی ہوگی یہاں
ہمارے پاس بیٹھو اور قہوہ پیو۔

چور وہاں بیٹھ گیا۔ ناگ نے اس کی پیالی میں قہوہ ڈالتے ہوئے پوچھا
تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو۔؟

چور نے مسکین صورت بنا کر کہا۔

میں ایک غریب پردیسی ہوں، میرا گھر دریائے یانگسی کے کنارے تھا
سیلاب آیا اور میرا سب کچھ بہا کر لے گیا میرے بیوی بچے بھی
سیلاب میں بہہ گئے اب میں اس دنیا میں اکیلا ہوں زمین کا ایک
آخری ٹکڑا رہ گیا تھا اسے بیچ کر اتنے پیسے بڑی مشکل سے ہوئے ہیں
کہ جہاز کا کرایہ دے سکوں میں یہاں سے جاپان جا رہا ہوں شاید
وہاں جا کر میرے حالات اچھے ہو جائیں۔

عنبر نے کہا۔

تمہاری دردناک کہانی سن کر مجھے بڑا افسوس ہوا ہے۔

ناگ تے کہا۔

بتاؤ ہم تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں بھائی ؟

چور نے عاجزی سے کہا۔

آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھ سے ہمدردی کے دو بول کہے
ورنہ اس دنیا میں کون کسی کے دکھ درد کو سنتا ہے بس مجھے اتنی اجازت
دیجئے کہ سفر میں کبھی کبھی آپ کے پاس آ کر بیٹھ جایا کروں اور اپنے
دل کا بوجھ ہلکا کر لیا کروں۔

عنبر نے چور کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

ہمیں خوشی ہو گی تمہیں اپنے پاس بٹھا کر تم بے شک جب اور جس
وقت چاہو ہمارے پاس آ سکتے ہو۔

آپ بھی جاپان جا رہے ہیں کیا؟

ہاں بھائی، ہم بھی جاپان جا رہے ہیں، تمہارے ساتھ سفر بڑا اچھا کٹے
گا۔

چور تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھ کر چلا گیا۔

عنبر اور ناگ پر چور کی جھوٹی کہانی نے بڑا اثر کیا تھا
۔

ناگ تے کہا۔

بے چارا بہت دکھی ہے ہم ضرور اس کی مدد کریں گے۔

عنبر بولا۔

میرا تو خیال ہے ہمیں اسے کچھ اشرفیاں دے دینی چاہئیں۔

اس طرح اس کی خودداری کو شاید ٹھیس لگے۔

یہ بھی ٹھیک ہے میرا خیال ہے کہ ہمیں مناسب وقت کا انتظار کرنا
چاہیے اگر کوئی ایسی گھڑی آ گئی تو ہم اس کی ضرور مدد کریں گے۔

قہوہ پینے کے بعد عنبر اور ناگ اپنے کمرے میں ماریا کے پاس آ گئے
انہوں نے ماریا کو بھی چور کے بارے میں بتایا تو وہ بولی۔

ہمیں اس شخص سے بھی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے آج کے زمانے میں لوگ دوسروں کی ہمدردیاں حاصل کر کے بھی نقصان پہنچا جاتے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

ایسی بات نہیں ہے ماریا بہن۔وہ شخص سچ مچ بڑا دکھی تھا سیلاب نے اس کے بیوی بچوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔

ناگ بولا۔

ویسے ہمیں ہوشیار ضرور رہنا چاہیے۔ماریا بہن کا خیال درست ہے ہم ایک لمبے سفر پر نکلے ہوئے ہیں ہمیں ہر طرح کے آدمیوں سے پالا پڑ سکتا ہے۔

تھوڑی دیر وہ باتیں کرنے کے بعد وہ سو گئے۔

ادھر چور سرائے کے مالک کے پاس جا کر بیٹھ گیا سرائے کا مالک چور

سے ملا ہوا تھا مالک نے چور سے پوچھا۔

کہو دال گلتی نظر آتی ہے یا نہیں۔؟

چور مکاری سے مسکرا کر کہنے لگا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں کسی کام میں ہاتھ ڈالوں اور نا کام ہو جاؤں میں نے ان پر اپنی غریبی کا جادو ڈال دیا ہے اب میرا راستہ ہموار ہو گیا ہے۔

مالک بولا۔

اسامی بڑی موٹی ہے نوکر کہہ رہا تھا کہ ان کے پاس بڑی دولت ہے۔

فکر نہ کرو یہ ساری دولت میں راستے میں ہی ٹھکانے لگا دوں گا۔

ہمارا حصہ مت بھول جانا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے تمہارا حصہ تمہیں واپس آتے ہی دے دوں گا، آخر تم نے مجھے جہاز کا کرایہ دیا ہے مجھے سرائے میں رہنے کے لئے کمرہ دیا

ہے اور پھر میں نے ہمیشہ تمہیں چوری کے مال میں سے حصہ دیا ہے۔

سرائے کا مالک سر کھجاتے ہوئے بولا۔

یار ایک انوکھی بات نوکر بتا رہا تھا۔

چور نے دل چسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

کون سی انوکھی بات۔؟

مالک بولا۔

خدا جانے اب اس کا دماغ پھر گیا تھا یا ویسے ہی جھوٹ بول رہا تھا۔

آخر بات کیا ہے۔وہ کیا کہہ رہا تھا۔؟

کہہ رہا تھا کہ ان دو مسافروں کے پاس سونے کی اشرفیوں کے ڈھیر ہیں اور ان کے ساتھ ایک عورت ہے جو نظر نہیں آتی۔

چور بولا۔

یہ کیا بات ہوئی۔تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا وہ کیسے غائب ہو سکتی

ہے اور کیسے کھانا کھا سکتی ہے۔

سرائے کے مالک نے غصے سے کہا۔

وہ تو کہتا ہے کہ اس نے کسی غیبی عورت کو تھالی میں سے کھانا کھاتے بھی دیکھا ہے وہ نظر نہیں آ رہی تھی مگر تھالی میں سے کھانا غائب ہو رہا تھا۔

چور نے سر کو جھٹک کر کہا۔

اس کا دماغ خراب ہو گیا ہوگا۔

سرائے کا مالک کہنے لگا۔

میرا بھی یہی خیال تھا اور میں نے بھی اسے یہی کہا تھا کہ تمہارا سفر بالکل آرام دہ رہے گا۔

چور اپنے چچا سے باتیں کرتے ہوئے بولا۔

چچا نے چور کو ایک آنے والے خطرے سے آگاہ کیا کہ کہیں یہ لوگ

کوئی نادیدہ قوتیں نہ رکھتے ہوں جس کی وجہ سے تم اپنی جان سے
ہاتھ دھو بیٹھو۔

چور کے چچا نے کہا۔

فکر نہ کرو چاچا۔ میں کوئی کچی گولیاں نہیں کھیلا اگر یہ جادوگر بھی ہوئے
تو ایسا کام دکھاؤں گا کہ یہ لوگ سارا جادو وادو بھول جائیں گے۔

سرائے کے مالک نے کہا۔

شاباش مجھے تم سے یہی امید تھی ویسے کوشش کرنا کہ جہاز میں زیادہ
آگے نہ جاؤ راستے میں ہی اشرفیوں پہ ہاتھ صاف کر کے کسی بندرگاہ
پر اتر جانا۔

چور کہنے لگا۔

چاچا۔ میں تو تم سے بھی زیادہ بے صبرا ہوں لیکن بہت جلدی بھی ہاتھ
صاف کیا تو پہلی بندرگاہ بھی تین دن اور تین رات کے سفر کے بعد آتی

ہے۔

سرائے کا مالک بولا۔

ہاں، اتنی دیر تو ضرور لگ جائے گی بہر حال تمہارا بے چینی سے انتظار
کروں گا۔

چور سرائے کے مالک سے دیر تک باتیں کرتا رہا پھر وہ اٹھ کر اپنے
کمرے میں جانے لگا تو اسے خیال آیا کہ عنبر اور ناگ کے کمرے کے
قریب سے گزرنا چاہیے کمرے کے پاس آ کر چور نے دروازے کے
سوراخ میں سے اندر جھانک کر دیکھا دیا جل رہا تھا اور اندر دونوں
بھائی قالین پر سو رہے تھے اس نے سوچا کہ نوکر غلط کہتا تھا کہ ان کے
پاس کوئی غیبی عورت بھی ہے اگر ایسی ویسی بات ہوتی تو وہ اسے ضرور
نظر آتی کیونکہ ایسے لوگ عام طور پر سونے کے وقت ظاہر ہو جاتے
ہیں مگر اندر تو سوائے دونوں بھائیوں کے اور کوئی نہیں تھا۔

چور اپنے کمرے میں آ کر سو گیا۔

بادبان کھل گئے

اگلا روز ملک چین میں ان کا آخری روز تھا۔
عنبر اور ناگ نے اٹھ کر باہر سے ناشتہ منگوایا۔ ماریا بھی اٹھ پڑی تھی
تینوں نے مل کر ناشتہ کیا نوکر نے پھر جا کر سرائے کے مالک سے کہا
کہ اندر دو آدمی ہیں مگر ناشتہ تین انسان کر رہے ہیں مالک کے پاس
اس وقت چور بھی بیٹھا ہوا تھا سرائے کے مالک نے اسے کہا کہ وہ خود
جا کر معلوم کرے کہ اصل معاملہ کیا ہے چور وہاں سے اٹھا اور عنبر کی
کوٹھڑی کے دروازے پر آ کر اندر جھانکنے لگا نوکر نے سچ کہا تھا۔

کیا دیکھتا ہے کہ اندر قالین پر دستر خوان بچھا ہے عنبر اور ناگ آمنے
سامنے بیٹھے ناشتہ کر رہے ہیں لیکن ان کے برابر ایک اور تھالی رکھی
ہے جس میں سے انڈا اور پھل غائب ہو رہے ہیں صاف معلوم ہو رہا
تھا کہ کوئی تیسرا انسان وہاں بیٹھا ان کے ساتھ ناشتہ کر رہا ہے مگر
دکھائی نہیں دے رہا۔

چور بڑا حیران ہوا کہ یہ قصہ کیا ہے ضرور یہ لوگ جادوگر ہیں اسے بڑی
احتیاط سے کام لینا ہوگا جادوگروں کے تھیلے سے اشرفیاں چرانا
سانپ کے منہ سے منکا نکالنے والی بات تھی چور نے کئی بار اندر
جھانک کر دیکھا آخر اس نے دروازے پر دستک دی عنبر نے جلدی
سے ماریا کو اشارہ کیا ماریا نے تھالی ہاتھ میں اٹھا لی۔ تھالی ماریا کے
ہاتھ میں جاتے ہی غائب ہو گئی ناگ نے دروازہ کھول دیا چور نے
جھک کر سلام کیا اور بولا۔

میں معافی چاہتا ہوں آپ کو تکلیف دی میں ادھر سے گزر رہا تھا کہ
سوچا آپ کو سلام کرتا جاؤں۔

عنبر نے کہا۔

تشریف لاؤ بھائی۔اور ناشتہ کرو۔

چور یہی تو چاہتا تھا کہ کسی طرح اندر داخل ہو جائے۔

شکریہ میں تھوڑی دیر کے لئے اندر آجاتا ہوں ناشتہ سرائے کے
مالک نے مجھے کرادیا ہے وہ بھی آپ کی طرح بڑا رحمدل انسان ہے
اور مجھ سے بڑی ہمدردی رکھتا ہے۔

چور اندر داخل ہو گیا اور عنبر اور ناگ کے پاس قالین پر آکر بیٹھ گیا اس
نے دیکھا کہ چند لمحے پہلے دستر خوان پر جو تیسری تھالی پڑی تھی وہ
غائب تھی اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ کمرے میں قالین پر ایک جگہ دباؤ
پڑا ہوا تھا جیسے کوئی غیبی انسان وہاں بیٹھا ہو، وہ ادھر ادھر کی باتیں

کرنے لگا۔!

آپ کو دیوتا بہت دولت عطا کریں۔آپ ایسے لوگوں کے دم قدم
سے ہی دنیا میں نیکی قائم ہے آپ نے مجھ جیسے دکھی انسان سے
ہمدردی کر کے اپنے بلند اخلاق کا ثبوت دیا ہے۔

عنبر نے پھل کی طشتری چور کی طرف بڑھا کر کہا۔

یہ تو ہر انسان کا فرض ہے بھائی کہ وہ مصیبت میں دوسرے انسان کے
کام آئے لو یہ انجیر کھاؤ۔

شکریہ۔

اور چور نے ایک انجیر اٹھا کر اسے منہ میں رکھ لیا وہ پھل بھی کھا رہا تھا
اور ساتھ ساتھ عنبر سے باتیں بھی کرتا جا رہا تھا اس کی چالاک نظریں
بڑی ہوشیاری سے کمرے کی ایک ایک شے کا جائزہ لے رہی تھیں۔

ناگ نے کہا۔

سنا ہے بادبانی جہاز کل صبح صبح یہاں سے روانہ ہو جائے گا۔

چور بولا۔

میں کپتان سے ملا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ اگر موسم اچھا رہا تو ہم کل صبح چین
کے ساحل سے چل پڑیں گے۔

عنبر نے کہا۔

موسم تو اچھا ہی رہے گا۔

ناگ کہنے لگا۔

تو پھر کل اس وقت ہم بحری جہاز میں سفر کر رہے ہوں گے۔

ضرور ضرور۔

اچانک ماریا کے ہاتھ سے چمچ نیچے گر پڑا عنبر اور ناگ کچھ گھبرا سے گئے
چور نے قالین پر چمچ گرتے دیکھا تو حیران ہو کر پوچھنے لگا۔

کمال ہے یہ چمچ اوپر سے کیسے آ گیا۔؟

ناگ جھٹ بولا۔

الماری کے اوپر اسے میں نے رکھا تھا میرا خیال ہے اپنے آپ نیچے گر
پڑا ہو گا۔

چور نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

میرا بھی یہی خیال ہے ورنہ آسمان سے تو گر نہیں سکتا۔

عنبر نے کہا۔

جی ہاں۔

اور چمچ اٹھا کر اپنی پلیٹ میں رکھ لیا، ماریا کو بڑا افسوس ہوا کہ اس کی ذرا
سی بے احتیاطی سے عنبر اور ناگ کو جھوٹ بولنا پڑا اور اگر وہ موقع پر
بہانہ نہ کرتے تو خطرہ تھا کہ اجنبی آدمی کو شک پڑ جاتا چور کو ثبوت مل گیا
تھا کچھ دیر چکنی چپڑی باتیں کرنے کے بعد اس نے بڑے ادب سے
اجازت لی جھک کر سلام کیا اور بڑی مسکین صورت بنائے کمرے میں

سے باہر نکل گیا۔

وہاں سے وہ سیدھا سرائے کے مالک کے پاس آیا۔

تمہارے نوکر نے ٹھیک کہا تھا۔

کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ میں ایک تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔

مالک نے پوچھا۔

کون سا تماشہ؟

چور نے بڑے آرام سے سرائے کے مالک کو چیچ کے گرنے کا سارا واقعہ سنا دیا، سرائے کا مالک گردن ایک طرف کر کے سر کھجانے لگا۔

کیا واقعی تم سچ کہہ رہے ہو؟

مجھے تمہارے سامنے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ چیچ ایک دم قالین پر گر پڑا حالانکہ وہاں کوئی

بھی نہیں تھا۔

سرائے کے مالک نے فکر کے ساتھ کہا۔

بچّو جی اب یہ تمہارے امتحان کا وقت ہے یہ لوگ ضرور جادوگر ہیں کسی مصیبت میں نہ پھنس جانا میں تو کہتا ہوں لعنت بھیجو ان کو۔

چور نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔

چچا اگر ان کا مال نہ اڑایا تو پھر مزہ کیا آیا۔

تمہاری جو مرضی ہے کرو، ویسے میرا مشورہ تمہیں یہی ہے کہ ان کا پیچھا چھوڑ دو کوئی دوسری آسامی تلاش کرو۔

چور قہقہہ لگا کر ہنسا اور کہنے لگا۔

چچا، اب تو یہ دونوں بھائی مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتے ان کے پاس جو اشرفیاں ہیں ان پر میری مہر لگ چکی ہے اب وہ میری ہیں میں انہیں ضرور چوری کر کے رہوں گا۔

سرائے کے مالک نے کہا۔

اچھا بھئی تمھیں کون روک سکتا ہے جو جی میں آئے کرو۔

ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں اور ادھر عنبر اور ناگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے
ماریا بھی ان کے قریب ہی بیٹھی تھی یہ لوگ کھانے سے فارغ ہو کر قہوہ
پی رہے تھے ملازم ابھی ابھی قہوے کی صراحی اندر رکھ کر گیا تھا ساتھ
تین پیالیاں بھی تھیں۔

ملازم نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

صاحب۔ آپ دو آدمی ہیں مگر پیالیاں تین کس لیے منگواتے ہیں؟

عنبر نے ہنس کر کہا۔

یار ایک پیالی میں اپنی روح کے لیے منگواتا ہوں میرے ساتھ میری
روح بھی قہوہ پینے یہاں آتی ہے۔

نوکر نے کہا۔

صاحب آپ کی روح آپ کے اندر نہیں ہے۔

عنبر بولا۔

نہیں میاں میری روح میرے اندر ہوتی تو پھر یہ تیسری پیالی کیوں
منگواتا۔؟

ملازم کچھ اور پوچھنے والا تھا کہ ناگ نے اسے باہر جانے کو کہا۔

ملازم پھر بھی مشکوک نگاہوں سے کمرے میں چاروں طرف دیکھتا ہوا
باہر نکلا تھا اس سے پہلے چور وہاں موجود تھا اور ماریا کے ہاتھ سے چمچ
گرنے والا حادثہ ہو چکا تھا۔

لہٰذا ناگ نے کہا۔

یہ شخص جو غریب آدمی بن کر ہمارے پاس آیا تھا اس کے سامنے ماریا
کے ہاتھ سے چمچ قالین پر گر کر ظاہر ہو گیا تھا کہیں اس کو شک تو نہیں پڑ
گیا ہم پر؟

عنبر کہنے لگا۔

میرا خیال ہے کہ اس نے چیچ کو غور سے نہیں دیکھا۔

مگر اس نے تو پوچھا تھا کہ یہ چیچ کہاں سے آ گیا۔؟

ماریا نے کہا۔

میرا اپنا بھی یہی خیال ہے کہ اسے کچھ کچھ شک ہو گیا ہے عنبر کہنے لگا۔

ارے بھئی یہ کیسے ہو سکتا ہے! اول تو ایک عام آدمی کو یقین ہی نہیں آ سکتا کہ ایک دم سے چیچ ظاہر ہو جائے گا پھر وہ کبھی خواب میں بھی سوچ نہیں سکتا کہ ایک انسان اس کے پاس ہی غائب حالت میں قہوہ پی رہا ہے۔

ناگ کہنے لگا۔

بات تو ٹھیک ہے مگر آج کل دنیا بڑی ہوشیار ہو گئی ہے۔

ہو سکتا ہے اسے وہم ہو گیا ہو۔

عنبر نے ہنس کر کہا۔

ناگ بھائی اگر اسے وہم بھی ہو گیا ہے تو پھر کیا ہو گا ہو جانے دو اسے وہم وہ ہمارا کچھ بھی تو نہیں بگاڑ سکتا۔

ناگ نے کہا۔

بگاڑ تو واقعی کچھ نہیں سکتا، بہر حال ہمیں اپنی طرف سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

دروازے پر کسی نے دستک دی ماریا اٹھ کر قالین پر ذرا پرے ہو کر بیٹھ گئی اس لئے کہ اسے ہمیشہ یہ ڈر رہتا تھا کہ وہ کسی کو دکھائی تو دے ہی نہیں رہی کہیں کوئی اس کے اوپر آ کر نہ بیٹھ جائے۔ ناگ نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔

ایک آدمی دروازے میں کھڑا تھا، عنبر نے پوچھا۔

آپ کو کس سے ملنا ہے۔

اس آدمی نے کہا۔

معاف کیجئے گا۔ میں نے آپ کو تکلیف دی میں نجومی ہوں اور فال
رمل سے مستقبل کا حال بتاتا ہوں اس سفر میں جتنے مسافر جا رہے ہیں
میں نے سب کے زائچے بنا کر انہیں آنے والے زمانے کا حال بتا دیا
ہے مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ بھی جہاز میں سفر کر رہے ہیں اس لئے
آپ کے پاس آیا ہوں اگر آپ بھی زائچہ بنا کر اپنے آنے والے
زمانے کا حال معلوم کرنا چاہیں تو میں خدمت کے لئے حاضر ہوں
میں اس کام کا معاوضہ صرف ایک اشرفی لیتا ہوں۔

ناگ تے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر مسکرایا۔ ناگ نے کہا۔

آ جائیے اندر۔

نجومی کمرے میں آ کر قالین پر بیٹھ گیا اس نے سیٹ نکال کر سامنے رکھ
لی اور بولا۔

آپ میں سے کون صاحب اپنے مستقبل کا حال معلوم کرنا چاہتے
ہیں۔؟

عنبر نے کہا۔

میرا زائچہ بنا کر بتائیے کہ میری قسمت کیسی ہے۔؟

نجومی تے اسی وقت ایک کتاب نکالی۔ اس میں سے ستاروں کا حال
معلوم کر کے اس نے سلیٹ پر عنبر کا زائچہ بنایا زائچہ بنا کر وہ یکدم
چونک پڑا پھر وہ دیر تک سلیٹ پر سفید چاک سے بنے ہوئے ستاروں
کے حساب کتاب کو دیکھتا رہا آخر عنبر نے پوچھا۔

آپ کچھ بتائیں گے بھی یا اس حساب کتاب کو ہی دیکھتے رہیں گے؟

نجومی تے سلیٹ پر سے نظریں اٹھا کر بڑے غور سے عنبر کو دیکھا اور
بولا۔

معاف کیجئے میں نے آج تک ایسا زائچہ نہیں دیکھا میں نے اپنی

زندگی میں ہزاروں زائچے بنائے ہیں مگر یہ پہلا زائچہ ہے۔جس نے
مجھے چکر میں ڈال دیا ہے۔

عنبر مسکرا کر بولا۔

آخر میرے زائچے میں ایسی کون سی بات ہے۔جس نے آپ کو چکر
میں ڈال دیا ہے۔

نجومی اپنا سر کھجاتے ہوئے بولا۔

بات ہی کچھ ایسی ہے۔

ناگ نے کہا۔

آخر ایسی کون سی بات ہے کچھ ہمیں بھی تو بتائیے۔

عنبر بولا۔

ہاں ہاں۔قسمت میں جو کچھ لکھا ہے صاف صاف بیان کر دیں ہم فکر
لگانے والوں میں سے نہیں ہیں، ہماری قسمت میں قدرت نے جو لکھ

دیا ہے ہمیں منظور ہے۔

نجومی نے ایک بار پھر سلیٹ پر نگاہیں جما دیں پھر آنکھیں اٹھا کر عنبر کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

میرے حساب سے آپ اڑھائی ہزار برس سے اس دنیا میں زندہ ہیں
اور ابھی جانے کتنے ہزار برس اور اس دنیا میں زندہ رہیں گے
.........آپ کو ابھی موت نہیں آسکتی آپ بہت بڑی طاقت کے
مالک ہیں اور آپ کا ستارہ بڑی آب و تاب سے آسمان پر چمک رہا
ہے۔

عنبر اور ناگ ٹھٹھک سے گئے نجومی نے سچی بات ان کے منہ پر کہہ دی
تھی آج تک کسی نے انہیں یہ بات نہیں بتائی تھی عنبر نجومی کے سچے
حساب کتاب کا قائل ہو گیا لیکن وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی زندگی کا
سب سے بڑا راز افشا ہو جائے اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

واہ نجومی صاحب، آپ نے بھی کمال کر دیا بھلا آپ ہی بتایئے کہ اس
دنیا میں کوئی ایسا انسان ہو سکتا ہے جو ہزاروں سال تک زندہ رہ سکے؟
یہ تو بالکل غیر قدرتی بات ہے کیونکہ جو انسان پیدا ہوا ہے اسے ایک نہ
ایک دن مرنا ضرور ہے آپ کا حساب بالکل غلط ہے۔

نجومی نے کہا۔

میرے عزیز، ایک بات یاد رکھو میرا حساب کبھی غلط نہیں ہو سکتا میں
تمہیں جو کچھ بیان کر رہا ہوں بالکل سچ ہے اور حساب کی رو سے اس
میں رتی بھر بھی جھوٹ نہیں ہے میں خود حیران ہوں کہ ایک انسان کس
طرح ہزاروں برس تک زندہ رہ سکتا ہے اگر تم مجھے سچی بات بتا دو تو
میں تمہارا بہت شکر گزار رہوں گا کیا واقعی تم اڑھائی ہزار برس سے زندہ
چلے آرہے ہو؟

عنبر قہقہہ مار کر ہنسا۔

میاں نجومی! معلوم ہوتا ہے تمہارا دماغ الٹ گیا ہے جاؤ بھائی اپنا کام
کرو، یہ لو ایک اشرفی اور سرائے میں جا کر کوئی ٹھنڈی چیز پیو۔

تاکہ تمہارے دماغ کی گرمی دور ہو معلوم ہوتا ہے کہ گرمی تمہارے
دماغ کو چڑھ گئی ہے۔

نجومی نے ایک اشرفی لے کر اپنی جیب میں رکھی اور عنبر کی طرف بڑے
غور سے دیکھتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا صاف معلوم ہو رہا تھا کہ
اسے عنبر کی بات پر یقین نہیں ہے اور اس پر یہ راز کھل گیا ہے کہ وہ
اڑھائی ہزار برس سے زندہ چلا آرہا ہے اور موت اس پر حرام ہے

جب وہ کمرے میں سے باہر نکل گیا تو عنبر نے کہا۔

بھائی یہ نجومی تو کوئی بڑا ایلا کا آدمی معلوم ہوتا ہے کم بخت نے بالکل
ٹھیک ٹھیک حساب لگا کر بتا دیا۔

ناگ نے کہا۔

اپنے کام میں بڑا ماہر تھا۔

ماریا نے اندیشے کا اظہار کیا۔

کہیں یہ شخص ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش تو نہیں کرے گا؟

عنبر بولا۔

یہ ہمیں کیا نقصان پہنچا سکتا ہے بھلا؟ ماریا بہن! تم تو خواہ مخواہ فکر کرنے لگ جاتی ہو وہ جس سے بھی یہ بات کرے گا اس کی بات پر کوئی بھی یقین نہیں کرے گا اور پھر وہ ہمیں کیا نقصان پہنچا سکتا ہے اور اگر کوئی یقین کر بھی لے تو ہمیں کیا نقصان ہو سکتا ہے۔

عنبر ٹھیک کہہ رہا ہے ماریا۔ یہ معمولی بات ہے اگرچہ نجومی نے بڑا ٹھیک حساب لگایا ہے مگر ہمارے لئے اس سے ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔

وہ رات کو بھی کھانے پر نجومی ہی کی باتیں کرتے رہے پھر وہ سو گئے

پچھلے پہر وہ اٹھے سرائے کے مالک سے اجازت لی اور بندرگاہ پر آ گئے۔ سمندر میں جاپان کو جانے والا بحری جہاز بالکل تیار کھڑا تھا مسافر اپنا اپنا سامان لے کر اس میں سوار ہو رہے تھے سورج ابھی نہیں نکلا تھا ہوا خوب چل رہی تھی عین وقت پر کپتان کے حکم سے جہاز کے بادبان کھول دیے گئے بادبانوں میں ہوا بھر گئی اور جہاز آہستہ آہستہ ساحل سے دور ہونا شروع ہو گیا۔

چور کی تلاش

جہاز سمندر میں چلا جا رہا تھا۔

عرشے پر صبح سے شام تک بڑی رونق اور چہل پہل ہوتی جہاز کو سمندر میں سفر کرتے دوسرا روز جا رہا تھا موسم بہت خوشگوار تھا آسمان پر بادلوں کا نام ونشان تک نہ تھا سارا دن ٹھنڈی ٹھنڈی خوشگوار ہوا چلتی صرف رات کو سردی ہو جاتی جہاز پر روشنیاں ہو جاتیں مسافر کچھ دیر کھانا کھانے کے بعد عرشے پر چہل قدمی کرتے اور پھر نیچے جا کر اپنے اپنے کیبن یا نچلی منزل کے فرش پر جا کر سو جاتے۔

عنبر اور ناگ نے ایک کیبن الگ اپنے لئے لے لیا تھا اسی کیبن میں ماریا بھی ان کے ساتھ ہی تھی ماریا رات کو کیبن کے فرش پر گدیلا بچھا کر سو جاتی اوپر کی دو نشستوں پر ناگ اور عنبر سوتے ماریا دن میں عرشے پر گھوم پھر لیتی تھی چور ابھی اسی جہاز میں سفر کر رہا تھا اس نے عنبر اور ناگ کے ساتھ دوستی کر لی تھی اور وہ دن کا زیادہ وقت ان ہی کے پاس گزارتا تھا انہیں اب چور سے وحشت ہونے لگی تھی کیونکہ اس

کی وجہ سے وہ ماریا سے کوئی بات نہیں کر سکتے تھے مگر چور تو جیسے ان کے ساتھ چپک ہی گیا تھا عنبر اور ناگ اس وقت سو رہے تھے اگلے دن صبح چور اپنے ساتھ انگور لے کر ان کے کمرے میں داخل ہوا۔

بھائی تم نے یہ تکلیف کیوں کی؟ بھلا اس کی کیا ضرورت تھی؟ انگور تو ہم کھاتے ہی رہتے ہیں۔

چور نے کہا۔

نہیں بھائی صاحب قسم لے کر کہتا ہوں کہ آپ نے ایسے انگور نہیں کھائے ہوں گے۔ دکاندار نے بڑی مشکل سے دیے ہیں صرف اس وجہ سے کہ میری اس سے واقفیت تھی کہہ رہا تھا کہ ایک خاص امیر آدمی کی امانت ہے جس کے پاس جاپان لیے جا رہا ہوں۔

عنبر نے کہا۔

اچھا تو یہ بات ہے۔

چور بولا۔

جی ہاں تب ہی تو کہہ رہا ہوں کہ ذرا چکھ کر دیکھیں بس خاص تحفہ ہی
ہے۔

عنبر نے کہا۔

لاؤ بھائی پھر تو ضرور کھائیں گے۔

چور نے ٹوکری درمیان میں رکھ دی۔ سب انگور کھانے لگے چور نے
اپنے لئے ایک خاص گچھا نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور اسی میں سے توڑ
توڑ کر کھانے لگا عنبر اور ناگ کے آگے ٹوکری میں جو انگور تھے وہ اسی
طرف سے انگور کھانے لگے چور ساتھ ساتھ باتیں بھی کیے جا رہا تھا وہ
انہیں ایک سمندری ڈاکو کی کہانی سنا رہا تھا جو اپنے جہاز پر سمندر میں
گھومتا رہتا تھا اور جہازوں پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیتا تھا۔

تو جناب ایک روز ایسا ہوا کہ یہ بحری ڈاکو اپنا جہاز لیے سمندر میں چکر

لگا رہا تھا کہ اس نے دور سے ایک جہاز کو دیکھا ڈاکو نے اپنے جہاز کا
رخ اس جہاز کی طرف موڑ دیا اس کا خیال تھا کہ وہ ایک تجارتی جہاز
ہو گا اور ڈاکو آسانی سے اس پر حملہ کر کے لوٹ لے گا جب وہ قریب
پہنچا اس نے دیکھا کہ وہ جہاز ایک جنگی جہاز تھا اور اس کے اوپر بڑی
بڑی توپیں لگی تھیں اب کیا ہو سکتا تھا جنگی جہاز نے ڈاکوؤں کے جہاز
کا خاص جھنڈا اڑتے دیکھا تو اس پر دھڑا دھڑ گولہ باری شروع کر دی
دیکھتے دیکھتے جہاز ڈوبنے لگا ڈاکو کے ہاتھ پاؤں پھول گئے جلدی
سے ایک کشتی میں اپنے خزانے کا صندوق لے کر اترا اور سمندر میں
بھاگ گیا پھر........

چور کہانی سنا رہا تھا اور عنبر اور ناگ پر غنودگی چھا رہی تھی انہیں نیند آنے
لگی تھی اصل بات یہ تھی کہ چور نے انہیں دھوکہ دے کر ایسے انگور کھلا
دیے تھے جن کے باہر بے ہوش کرنے والا سفوف ملا ہوا تھا عنبر اور

ناگ اتنے ہوشیار ہوتے ہوئے بھی دھوکہ کھا گئے انہیں محسوس ہی نہ ہوا کہ انگوروں کے اوپر سفوف ملا ہوا ہے۔

چور باتیں سنا رہا تھا کہانی سنا رہا تھا اس نے بڑی مزے دار کہانی چھیڑ دی تھی تا کہ عنبر اور ناگ اس کی طرف ہی توجہ دیں اور جلدی بے ہوش ہو جائیں اور ایسا ہی ہوا کہانی سنتے سنتے عنبر نے کہا۔

بھائی مجھے نیند آ رہی ہے۔

اور قالین پر لیٹتے ہی سو گیا ناگ بھی وہیں لیٹ کر سو گیا، وہ سوئے نہیں تھے بلکہ بے ہوش ہو چکے تھے چور نے ایک قہقہہ لگایا اندر سے کیبن کا دروازہ بند کیا اور اٹھ کر سامان کی تلاشی لینی شروع کر دی آخر اسے وہ تھیلا مل گیا جو سونے کی اشرفیوں سے بھرا ہوا تھا یہ تھیلا سامان کے نیچے پڑا تھا سونے کی اشرفیوں کا تھیلا اٹھا کر چور کیبن سے باہر نکل آیا اور سیدھا کپتان کے کیبن کی طرف آ گیا۔

یہ چور جہاز کے کپتان سے بھی ملا ہوا تھا کپتان اس قسم کے چوروں کی سرپرستی کرتا تھا وہ ان سے سونے کی اشرفیوں کا کچھ حصہ وصول کرتا تھا اور پھر جہاز کو کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر راستے میں کسی جزیرے وغیرہ پر روک دیتا تھا اور چور کو وہاں سے فرار ہونے کا موقع مل جاتا تھا چور اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا کندھے پر اٹھائے کپتان کے پاس آیا تو وہ میز پر نقشے پھیلائے ان پر جھکا ہوا تھا۔ اس نے چونک کر چور کو دیکھا۔

تم..........کیا کام ختم کر لیا؟

ہاں کپتان۔

کپتان بولا۔

کامیاب ہو گئے۔؟

چور نے کہا۔

میں کبھی ناکام نہیں ہوا کپتان یہ دیکھو اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا۔

ٹھیک ہے میرا حصہ اس میز پر الگ رکھ دو۔

چور نے اسی وقت سونے کی پانچ سو اشرفیاں گن کر میز پر الگ رکھ
دیں اور بولا۔

یہ ہے تمہارا حصہ کپتان اب تم اپنا فرض ادا کرو جہاز کو پہلے جزیرے پر
روک کر مجھے فرار ہونے کا موقع دو میں اس جزیرے پر دوسرے جہاز
سے واپس چلا جاؤں گا۔

کپتان نے اشرفیاں اٹھا کر ایک صندوق میں بند کر کے تالا لگا دیا۔

شاباش۔ تم بہت ایماندار چور ہو۔ ہم تم جیسے چوروں کی قدر کرتے
ہیں جزیرہ دو روز کے بعد آئے گا میں وہاں جہاز کو روک دوں گا تم
فوراً اتر جانا۔

ٹھیک ہے کپتان اب تم ایسا کرو کہ یہ میری اشرفیوں کی امانت بھی

اپنے پاس رکھو، جاتے وقت میں تم سے لے لوں گا کیوں کہ میرے
پاس اس جہاز میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

لاؤ تمہاری امانت میرے پاس محفوظ رہے گی۔

چور نے اشرفیوں کا تھیلا کپتان کے حوالے کر دیا کپتان نے اس کے
سامنے تھیلے کے منہ پر لاکھ کی مہر لگائی اور ایک دوسرے صندوق میں
رکھ کر تالا لگا دیا۔

تم جس وقت چاہو میرے پاس آ کر اپنی امانت واپس لے سکتے ہو۔

لیکن کپتان میں اب اس حلیے میں باہر جہاز پر جا کر چہل قدمی نہیں کر
سکتا کیونکہ جن لوگوں کا میں نے مال چوری کیا ہے وہ ہوش میں آنے
کے بعد جہاز پر مجھے چلتا پھرتا دیکھ کر پہچان لیں گے اور پکڑ کر سپاہیوں
کے حوالے کر دیں گے۔

کپتان نے کہا۔

اگر تم چاہو تو دو روز تک میرے اس کیبن میں بند رہ سکتے ہو اور اگر تم
چاہو تو میں تمہیں ایک بوڑھے سے یہودی تاجر کے بھیس میں بدل
دیتا ہوں تمہارا ایسا حلیہ بدلوں گا کہ وہ لوگ تمہیں کبھی بھی نہ پہچان
سکیں گے کہو کیا خیال ہے۔

چور نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ تم حلیہ تبدیل کر کے مجھے یہودی سوداگر بنا دو میں
تمہارے کیبن میں دو دن تک بند نہیں رہ سکتا۔

جیسے تمہاری مرضی، ساتھ والے کیبن میں ابھی آ کر تمہارا حلیہ تبدیل کر
دیتا ہوں۔

ایک گھنٹے کے بعد چور کپتان کے کیبن میں نکلا تو وہ ایک بوڑھا یہودی
سوداگر بنا ہوا تھا جس کے سر کے بال سفید تھے اور چہرے پر جھریاں
تھیں کپتان کو چہرہ بدلنے میں بڑی مہارت حاصل تھی اس نے رنگ و

روغن سے جوان چور کو بوڑھا یہودی بنا دیا تھا۔

ادھر جب عنبر اور ناگ کو ہوش آیا تو ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھنے
لگے ناگ نے کہا۔

وہ تمہارا غریب اور دکھی آدمی کہاں ہے بھائی؟

عنبر نے ادھر اُدھر دیکھ کر کہا۔

معلوم ہوتا ہے وہ کوئی چور اچکا تھا ہمیں بے ہوش کر کے ضرور ہماری
اشرفیاں لے اڑا ہے۔

ناگ نے جلدی سے جا کر صندوق کے نیچے تھلے کو دیکھا اشرفیوں کا
تھیلا غائب تھا اب ماریا بھی اندر آ گئی جب اسے معلوم ہوا کہ عنبر اور
ناگ کو بے ہوشی کی دوائی کھلا کر چور ان کی اشرفیاں لوٹ کر لے گیا
ہے تو اسے بے حد غصہ آیا۔

مجھے تو پہلے ہی اس کمینے پر شک تھا۔

ناگ بولا۔

ناگ بار بار عنبر کو کہتا تھا کہ اس شخص کا اعتبار نہ کرو مگر میری کسی نے سنی
ہی نہیں دیکھ لو وہ دھوکہ دے کر چلا گیا۔

عنبر بولا۔

بھائی مجھ سے غلطی ہو گئی آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا۔

ماریا نے کہا۔

مگر چور جا کہاں سکتا ہے وہ ضرور اسی جہاز پر ہو گا ہم اسے تلاش کر لیں
گے۔ وہ ہم سے چھپ کر کہاں جا سکتا ہے۔؟

وہ بڑا مکار ہے اس نے اپنا کچھ نہ کچھ ضرور بندوبست کر رکھا ہو گا وہ
کبھی ایسی جگہ چھپا ہو گا جہاں سے ہم اسے کبھی تلاش نہ کر سکیں گے۔

ناگ بولا۔

وہ میری نظروں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا میں سانپ بن کر اس جہاز

کا کونہ کونہ تلاش کروں گا۔

عنبر نے کہا۔

نہیں نہیں ناگ ہم یہ خطرہ ہرگز مول نہیں لے سکتے تم سانپ بن کر
جہاز پر گھومے پھرے تو ہو سکتا ہے تمہیں دیکھ کر مسافر تم پر حملہ کر دیں
اس میں تمہاری جان کو خطرہ ہے ہم تمہیں اجازت نہیں دیں گے
اشرفیاں اور پیدا کر لیں گے۔

مگر بھائی ہم پردیس میں جا رہے ہیں ہمارے پاس پھوٹی کوڑی بھی
نہیں ہے اُدھر میں چور سے بدلہ لے کر رہوں گا۔ وہ حرامی جانے
کتنے مسافروں کو لوٹ چکا ہو گا، وہ کوئی عادی چور ہے جس کا کام ہی
جہاز پر سفر کرنے والے مسافروں کو لوٹنا ہے۔

ماریا نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ کوئی بھی چور جہاز کے کپتان سے ملے بغیر جہاز میں

چوری کر کے نہ تو اپنا مال چھپا سکتا ہے اور نہ خود چھپ سکتا ہے؟

کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ وہ چور جو ہے وہ ضرور کپتان سے ملا ہوا ہے اور کپتان
چوری میں اس سے حصہ لیتا ہوگا مجھے یقین ہے کہ وہ کپتان کے پاس
ہی کہیں چھپا ہوا ہے اور اس کے پاس چور نے چوری کا مال رکھا ہوا
ہے۔

عنبر بولا۔

ماریا نے بڑے پتے کی بات کہی ہے ناگ ہمیں اس پر ضرور غور کرنا
چاہیے میرا خیال ہے ہمیں جہاز کے کپتان کے کیبن میں جا کر چور کو
اور اپنی اشرفیوں کو تلاش کرنا چاہیے۔

تو پھر یہ کام تو ماریا بڑے اچھے طریقے سے کر سکتی ہے۔

کیوں نہیں، میں تیار ہوں، بلکہ ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں کہ چور کس

جگہ چھپا ہوا ہے اگر وہ کپتان کے کیبن میں ہوا تو میں ابھی واپس آ کر
آپ کو اطلاع کرتی ہوں۔

ضرور جاؤ۔

ماریا خوشی سے وہاں سے چلی گئی۔

جہاز کے کپتان کا کیبن دوسری منزل پر نیچے تھا ماریا کیبن سے باہر پہنچ
کر رک گئی کیبن کا دروازہ بند تھا ماریا نے ایک سوراخ میں سے اندر
جھانک کر دیکھا کپتان نقشے دیکھ رہا تھا اتنے میں ایک نوکر طشت
اٹھائے آیا دروازہ کھول کر اندر جانے لگا تو ماریا بھی اس کے ساتھ
ہی اندر چلی گئی۔

کپتان نے نوکر کو دیکھ کر کہا۔

میز پر رکھ کر دفع ہو جاؤ خبردار اندر مت آنا۔

نوکر سلام کر کے واپس چلا گیا۔

کپتان نے طشت میں رکھے ہوئے پیالوں میں سے ایک پیالا اٹھایا اور اس میں قہوہ ڈال کر پینے لگا وہ نقشوں پر غور کر رہا تھا جہاز سمندر کے وسط میں ڈولتا ہوا چلا جا رہا تھا کھڑکی کے گول شیشے میں سے باہر سمندر کا نیلا پانی دکھائی دے رہا تھا ماریا کپتان کے قریب ہی کھڑی تھی وہ بھی نقشے کو غور سے دیکھنے لگی کپتان ساتھ ساتھ نقشے پر نشان بھی لگاتا جا رہا تھا۔

ماریا نقشے کو دیکھتے دیکھتے تنگ آ گئی تھی اس نے کیبن میں ادھر اُدھر چکر لگانا شروع کر دیا۔

کیبن میں ایک طرف دیوار کے ساتھ صندوق لگے تھے سارا کیبن الم غلم چیزوں سے بھرا ہوا تھا کیبن زیادہ بڑا نہیں تھا ماریا ایک جگہ تپائی پر بیٹھ گئی اس کے بیٹھنے سے تپائی پر رکھی ہوئی طشتری نیچے فرش پر گر پڑی اس کے کھڑاک سے کپتان نے چونک کر طشتری کی طرف دیکھا اور

پھر یہ سوچ کر نقشے پر نظریں گاڑ دیں کہ جہاز کے ڈولنے کی وجہ سے گر پڑی ہو گی۔

ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ مصیبت ٹل گئی وہ سوچنے لگی کہ اگر چور اس کیبن میں ہوتا تو ضرور نظر آ جاتا پھر وہ کہاں چلا گیا؟ وہ وہاں بیٹھ کر چور کا انتظار کرنے لگی پھر اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کپتان چور کے ساتھ نہ ملا ہو یہ ایک شریف اور ایماندار کپتان ہو پھر کیا بات بنی؟ پھر تو اگر وہ ساری زندگی وہاں بیٹھی رہے تو چور نہیں آئے گا۔

کپتان کی مرمت

ماریا کیبن میں بے چین ہو گئی۔

کپتان اپنے کام میں لگا ہوا تھا اور چور وہاں آنے کا نام ہی نہ لیتا تھا بلکہ اب تو ماریا کو یقین سا ہونے لگا تھا کہ اس کپتان کا چور سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ اٹھ کر جانے کا سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک اندر ایک بوڑھا یہودی داخل ہوا۔ یہ چور تھا مگر ماریا کو معلوم نہ تھا کپتان نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

اب کیا لینے آئے ہو یہاں۔

چور نے کہا۔

کپتان میں ٹھیک ہوں ناں؟ مجھے کوئی پہچان تو نہیں لے گا۔؟

کپتان بولا۔

ارے کم بخت کے بچے تمہیں کوئی نہیں پہچان سکتا جاؤ بھاگ جا یہاں سے تم کو چور سے ایک دم شریف بوڑھا بنا دیا ہے اور کیا چاہیے بھاگ جا یہاں سے اور مجھے پریشان نہ کر۔

چور نے جھک کر سلام کیا اور کیبن سے باہر نکل گیا۔

ماریا کو پتہ چل گیا تھا کہ یہی شخص چور ہے اور کپتان سے ملا ہوا ہے۔ جس نے چور کا حلیہ بدل دیا ہے اور وہ جوان سے بوڑھا یہودی سوداگر بن گیا ہے ماریا چپکے سے اٹھی اور کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی کپتان نے اپنے آپ دروازہ کھلتے دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ کتنی ہی دیر دروازے کو تکتا رہ گیا پھر سر کو جھٹک کر کام میں لگ گیا اور منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

کم بخت کبھی کبھی دماغ بھی چکر کھا جاتا ہے۔

ماریا نے عرشے پر آ کر بوڑھے سوداگر کو تلاش کرنا شروع کر دیا مگر وہ

ایسا گم ہوا تھا کہ کہیں نظر نہیں آتا تھا وہ سیدھی اپنے کیبن میں عنبر اور
ناگ کے پاس پہنچی اور انہیں ساری داستان سنا دی اب وہ تینوں
بوڑھے سوداگر کو تلاش کرنے لگے قسمت کی خوبی دیکھیں کہ بوڑھا
سوداگر خود ہی عنبر کے کیبن میں آ گیا صرف یہ معلوم کرنے کے لئے
کہ چور کی تلاش کے سلسلے میں عنبر اور ناگ کیا کر رہے ہیں۔

ناگ اور عنبر نے بوڑھے سوداگر کو اندر آتے دیکھا تو سمجھ گئے کہ ہو نہ ہو
شاید یہی وہ چور ہے جس کے بارے میں ماریا کہہ رہی تھی سوداگر نے
کہا۔

میرے بچو! میں تمہارے ساتھ والے کیبن میں رہتا ہوں سوچا تم سے
مل لوں۔ سفر اچھا کٹے گا۔ کہو کیا حال ہے تم لوگ کہاں جا رہے ہو۔؟

جاپان! عنبر نے کہا۔

بوڑھا کہنے لگا۔

خوب میرے بچو! میں بھی جاپان ہی جا رہا ہوں موسم خوشگوار ہے ہم
ایک مہینے کے بعد جاپان پہنچ جائیں گے۔

اتنے میں ماریا بھی اندر آ گئی اس نے بوڑھے سوداگر کو دیکھا تو عنبر کے
کان میں اور پھر ناگ کے کان میں کہا۔

یہی وہ چور ہے۔

عنبر اور ناگ نے غور سے بوڑھے سوداگر کے چہرے کو دیکھا تو صاف
معلوم ہوا کہ رنگ و روغن سے چہرے پر جھریاں ڈالی ہوئی ہیں عنبر نے
اور تو کچھ نہ کیا جلدی سے اٹھ کر اپنے کیبن کا دروازہ اندر سے بند کر دیا
چور نے پلٹ کر پیچھے دیکھا اور بولا۔

ہی ہی ہی، میرے بچے تم نے دروازہ بند کر دیا اچھا کیا باہر سے ہوا آ
رہی تھی میں بوڑھا ہوں مجھے سردی محسوس ہوتی ہے۔

عنبر نے بوڑھے سوداگر کے کندھوں پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

میں نے دروازہ اس لئے بند کیا ہے کہ تمہاری چیخوں کی آوازیں باہر کوئی نہ سن سکے۔

چور نے چونک کر دیکھا۔

کیا مطلب؟

عنبر نے زور سے چور کے منہ پر تھپڑ مار کر کہا۔

مطلب یہ کہ ٹھیک ٹھیک اور ابھی بتا دو کہ تم نے ہمارا مال چوری کر کے کہاں چھپایا ہے ورنہ تمہاری مشکیں کس کر رات کو سمندر میں پھینک دیں گے اور کسی کو تمہارے انجام کی کانوں کان خبر تک نہ ہوگی۔

بوڑھے نے کہا۔

مال؟ کون سا مال بیٹے؟ تم کس مال کی بات کر رہے ہو؟

ناگ نے چور کی گردن میں رسی ڈال دی اور اسے مروڑتے ہوئے بولا۔

ابھی بتاتا ہوں کون سا مال۔؟

ناگ نے رسی کو بل دیئے تو چور نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

ابھی بتاتا ہوں ابھی بتاتا ہوں۔ وہ مال میں نے جہاز میں ایک جگہ چھپا کر رکھا ہوا ہے اگر تم لوگ اجازت دو تو ابھی لے کر آ جاتا ہوں۔

عنبر نے ہنس کر کہا۔

احمق چور تم ہمیں اتنا اناڑی نہ سمجھو ہمیں معلوم ہے کہ اس جہاز کا کپتان تم سے ملا ہوا ہے تم نے ہماری اشرفیاں کپتان کے پاس رکھی ہوئی ہیں اور اسی نے تمہارا حلیہ تبدیل کیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی عنبر نے چور کے سر پر ہاتھ مار کر اس کے سفید بال نوچ لیے نیچے سے چور کے کالے بال نکل آئے پھر چور کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اس کی جھریاں بھی مٹا دیں۔ اب تو چور نے ہاتھ پاؤں جوڑنے شروع کر دیے اس کا سارا بھید کھل گیا تھا سارا راز کھل گیا تھا

اس نے کہا۔

مجھے معاف کر دو تم مجھ پر بازی لے گئے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم بہت
ذہین اور ہوشیار لوگ ہو تو میں کبھی تمہاری اشرفیوں پر ہاتھ نہ ڈالتا اب
جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی کپتان سے جا کر
تمہارا سارے کا سارا مال لے آتا ہوں مگر ہاں ان اشرفیوں میں سے
کچھ حصہ کپتان نے لے لیا ہے ہو سکتا ہے وہ مجھے اپنا حصہ واپس نہ
کرے۔

ناگ بولا۔

تم مجھے لے کر کپتان کے پاس چلو۔ میں سارے کا سارا حصہ اس سے
لوں گا۔

چور نے کہا۔

نہیں بھائی ایسا کرنے سے کپتان ناراض ہو جائے گا۔

عنبر نے کہا۔

تم فکر نہ کرو، تم اکیلے ہی جاؤ اور اس سے حصہ واپس لینے کی کوشش کرو
اگر وہ نہ مانا تو پھر دیکھا جائے گا۔

بہت بہتر۔

چور باہر نکلا تو عنبر نے ماریا سے کہا۔

ماریا چور کے ساتھ جاؤ اور کپتان سے اشرفیاں واپس لینے کی کوشش
کرو۔

ابھی جاتی ہوں۔

ماریا نے چور کا تعاقب شروع کر دیا کپتان اس وقت کیبن سے باہر
عرشے پر ایک طرف کھڑا دور سمندر کی طرف تک رہا تھا۔

چور اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے غور سے چور کی طرف
دیکھا اور چونک کر کہا۔

اوے تمہیں کیا ہوگیا۔؟ تمہارا حلیہ کس نے بگاڑ دیا۔؟

چور واقعی ایمان دار تھا اس نے کہا۔

کپتان صاحب، میں رقم اصل مالک کو واپس کر رہا ہوں اور آئندہ سے توبہ کر رہا ہوں کہ پھر کبھی چوری نہیں کروں گا اس لئے مہربانی کر کے مجھے وہ اشرفیاں بھی لوٹا دیں جو میں نے آپ کو دی تھیں کیونکہ جب میں رقم نہیں لے رہا تو آپ اپنا حصہ بھی نہیں لے سکتے۔

کپتان نے ڈانٹ کر کہا۔

او چور کے بچے بھاگ جا یہاں سے تو نے میرے پاس کوئی رقم نہیں رکھی کوئی اشرفیاں جمع نہیں کرائیں میں تمہیں جانتا تم کون ہو۔ بھاگ جا یہاں سے نہیں تو ابھی تمہیں اپنے آدمیوں سے کہہ کر سمندر میں پھینکوا دوں گا۔

چور کے ہوش اڑ گئے کپتان اس وقت جہاز کا مالک تھا وہ جو چاہے کر

سکتا تھا وہ اپنے نوکروں کو حکم دیتا تو سچ مچ وہ چور کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیتے چور نے کپتان کی بڑی منت سماجت کی مگر وہ بھلا ہاتھ میں آئی ہوئی رقم کب واپس کرنے والا تھا اس نے ایک زور دار تھپڑ چور کے منہ پر مارا، چور کے منہ سے خون نکلنے لگا۔

کمینے، خبردار جو پھر کبھی ادھر کا رخ کیا سمجھے؟

چور بے چارہ اپنے منہ سے خون پونچھتا ہوا واپس عنبر کے پاس آ گیا اور سارا قصہ سنا ڈالا عنبر نے کہا۔

تم ہمارے پاس ہی ٹھہرو کپتان اپنے آپ ساری رقم لے کر یہاں آ جائے گا۔

چور نے کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے بھائی؟

عنبر بولا۔

تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔

ادھر ماریا نے جب دیکھا کہ کپتان نے چور کو مار مار کر بھگا دیا ہے اور سارے مال کو ہضم کرنے کی فکر میں ہے تو اس نے کپتان کو مزہ چکھانے کا فیصلہ کر لیا ماریا نے وہاں تو کپتان کو کچھ نہ کہا بلکہ سیدھی کپتان کے کیبن میں آ گئی کیبن میں آ کر اس نے کپتان کے سامان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

کپتان بھی کیبن کے اندر آ گیا ماریا رک گئی کپتان ہنس رہا تھا اس نے کیبن کو اندر سے بند کیا اور صندوق کے نیچے سے اشرفیوں کا تھیلا نکال کر اسے بڑے مزے سے دیکھنے لگا پھر اس نے اپنی اشرفیاں بھی نکال کر اس تھیلے میں ملا دیں اور قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

کمینہ مجھ سے اشرفیاں واپس لینے آیا تھا اسے پتہ نہیں تھا کہ میں تو چوروں کا مال بھی کھا جایا کرتا ہوں۔

پھر اس نے اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا اٹھا کر صندوق میں بند کر دیا اتفاق سے ماریا پیچھے کو ہٹی تو اس کے پاؤں سے لگ کر تپائی الٹ گئی اور اس پر رکھا ہوا گلاس گر کر ٹوٹ گیا.......... کپتان نے پلٹ کر تپائی کی طرف دیکھا وہ بڑا حیران ہوا کہ تپائی اپنے آپ کیسے الٹ گئی اس وقت جہاز بالکل نہیں ڈول رہا تھا۔سمندر بڑا پرسکون تھا اور بحری جہاز بڑی ہموار رفتار کے ساتھ جا رہا تھا وہ وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا پھر آگے بڑھا اور جھک کر تپائی کو دیکھنے لگا اس وقت ماریا اس کے بالکل پاس کھڑی تھی ماریا نے پوری قوت سے ایک زوردار دوہتر کپتان کی گردن پر مارا کپتان گرتے گرتے بچا۔ وہ ڈر کر پرے ہٹ گیا۔

ماریا نے کہا۔

سن اے بے ایمان انسان تو نے ایک چور کو دھوکہ دیا ہے تو چوروں کا

سردار ہے تو چوروں سے چوری کرواتا ہے اور پھر ان کے مال میں
سے اپنا حصہ لیتا ہے تو چوروں سے بھی بدتر ہے میں تجھے معاف نہیں
کروں گی میں اس عورت کی روح ہوں جس کے خاوند کی ساری رقم تم
نے چوری کر لی تھی میرا خاوند غم سے مر گیا اور میں نے سمندر میں
چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی اب میں تم سے اپنا انتقام لینے آئی ہوں اور
یاد رکھ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔

کپتان تو تھر تھر کانپنے لگا۔ اس کے سامنے ایک روح کھڑی تھی وہ اس
کی آواز سن رہا تھا مگر اسے دیکھ نہیں سکتا تھا اس نے کہا۔

اے روح! مجھ سے غلطی ہوگئی مجھے معاف کر دے میں اپنے گناہوں
سے توبہ کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی چوروں کی سرپرستی
نہیں کروں گا۔

روح نے کہا۔

تمہاری سزا یہ ہے کہ تجھے ان ساری اشرفیوں سے محروم کر دیا جائے گا
اور یہ اس شخص کو دے دی جائیں گی جن کی اصل ملکیت ہیں وہ لوگ
بھی اسی جہاز میں سفر کر رہے ہیں لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو اگر
تم نے دوبارہ ان اشرفیوں کو چرانے کی کوشش کی تو میں اسی وقت
یہاں آ کر تمہاری گردن مروڑ دوں گی اور تمہیں اٹھا کر سمندر میں
پھینک دوں گی۔

کپتان نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

مجھے منظور ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی حرکت کبھی نہیں کروں
گا میں ویسے ہی کروں گا جیسے تمہارا حکم ہوگا میں توبہ کرتا ہوں اپنے
سارے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔

ماریا نے کہا۔

ٹھیک ہے میں تمہیں معاف کرتی ہوں چلو صندوق کھولو!

بہت بہتر۔

کپتان نے ایک نوکر کی طرح ماریا کا حکم مانتے ہوئے صندوق کھول دیا ماریا نے اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال لیا کپتان نے دیکھا کہ تھیلا ایک دم سے غائب ہو گیا ہے ماریا تھیلا لے کر کیبن سے باہر نکل گئی۔

اس کے جاتے ہی کپتان نے حیرانی سے خالی صندوق کو دیکھا اور سر پیٹ کر رہ گیا۔

ہائے میں تو لٹ گیا اب کیا کروں۔ ساری دولت برباد ہو کر رہ گئی

....

وہ پلنگ پر گر پڑا اور دولت کے لٹ جانے پر افسوس کرنے لگا۔

ماریا اشرفیوں کا تھیلا لے کر عنبر اور ناگ کے پاس پہنچ گئی چور وہاں سے جا چکا تھا ماریا نے اشرفیاں عنبر کے سامنے ڈال دیں ناگ نے

کہا۔

عنبر اور ناگ دونوں بھائی خوش ہو گئے اور ماریا کو دعائے دینے لگے۔

سوال یہ ہے کہ اس چور کے ساتھ اب کیا سلوک کیا جائے کیا اسے معاف کر دیا جائے اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ آئندہ چوری نہیں کرے گا۔

ناگ تے کہا۔

بھائی اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ اب زندگی بھر کسی مسافر کا مال نہیں چرائے گا۔

عنبر اور ناگ ماریا کی بات سن کر سوچنے لگے۔

آیا طوفان

اور پھر ایک روز سمندر میں طوفان آ گیا۔

اس دن رات کو ہی آسمان پر بادل جمع ہونے شروع ہو گئے تھے پہلے تو بہت حبس ہو گیا ہوا یکدم بند ہو گئی کپتان نے حکم دیا کہ فالتو بادبان بھی کھول دیے جائیں تاکہ تھوڑی بہت ہوا جو چل رہی ہے اس سے کچھ تو جہاز کو آگے چلنے میں مدد ملے فالتو بادبان بھی کھول دیے گئے مگر ہوا چل ہی نہیں رہی تھی جہاز بیچ سمندر میں رک گیا کپتان اور جہازی اوپر والے عرشے پر آ گئے اور ادھر اُدھر مسافروں کے ساتھ لیٹ کر آرام کرنے لگے۔

سمندر میں جب ہوا بند ہو جاتی ہے تو بادبانی جہاز کھڑے ہو جاتے ہیں کیوں کہ ان کے بادبانوں میں ہوا نہیں بھرتی اور وہ آگے نہیں چل

سکتے کپتان ایک تجربہ کار ملاح تھا اسے معلوم تھا کہ یہ جو ہوا بند ہوئی ہے اور آسمان پر بادل جمع ہونا شروع ہو گئے ہیں یہ ضرور کوئی طوفان آنے والا ہے اس نے حکم دے دیا کہ سارے ملازم چوکس ہو جائیں سامان پر ترپالیں ڈال دی جائیں اور طوفان سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہا جائے۔

رات کے پچھلے پہر ہوا چلنا شروع ہو گئی ہوا میں ٹھنڈک بھی تھی اور نمی کی بو بھی تھی یہ اس بات کا بالکل صاف اشارہ تھا کہ طوفان آ رہا ہے کپتان اور جہاز کے ملازموں کے لئے سمندری طوفان کوئی نئی بات نہیں تھی وہ سمندر میں سفر کرتے ہی رہتے تھے اور طوفان آتے ہی رہتے تھے انہوں نے طوفان کا مقابلہ کرنے کے لئے بعض ضروری انتظامات کر لیے وہ آپس میں ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے انہوں نے یہی خیال کیا ہوا تھا کہ بارش آئے گی تیز تیز ہوا چلے گی جہاز خوب

لہروں پر ڈولے گا اور پھر طوفان گزر جائے گا۔

انہیں ! بالکل معلوم نہیں تھا کہ ایک خوفناک طوفان آ رہا ہے کپتان مزے سے اپنے کیبن میں جا کر سو گیا۔

عنبر اور ناگ بھی سو رہے تھے ماریا بھی سو رہی تھی اکثر مسافر سو رہے تھے جہاز کے جو ملازم جاگ رہے تھے وہ ادھر ادھر کے کام کر رہے تھے باورچی خانے میں مسافروں اور جہاز کے عملے کے لئے صبح کا ناشتہ تیار ہو رہا تھا جہاز لہروں پہ چلا جا رہا تھا ہوا ذرا تیز ہوئی تھی اور جہاز معمولی انداز میں لہروں پر ڈولنا شروع ہو گیا تھا پھر آسمان پر بجلی چمکنا شروع ہو گئی اور بادل گرجنے لگے ساتھ ہی بارش شروع ہو گئی اور ہوا بھی تیز ہو گئی۔

ہوا نے بڑھتے بڑھتے آندھی کی شکل کا اختیار کر لی اور سمندر میں طوفان سا آ گیا بڑی بڑی لہریں اٹھ اٹھ کر جہاز سے ٹکرانا شروع ہو

گئیں۔ جہاز ادھر سے اُدھر ڈولنے لگا بادبانوں میں ہوا اتنی بھر گئی کہ ان کے پھٹنے کا خطرہ پیدا ہو گیا جہاز ہوا کی رفتار کے ساتھ ساتھ چلنے لگا بارش بھی موسلا دھار ہونے لگی بادل زور زور سے گرجنے لگے بجلی ایک بار زور سے کڑکی تو ایسے لگا کہ جہاز پر گر پڑی ہے مسافر ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھے کپتان بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

جہاز کے ملازم ادھر سے اُدھر بھاگنے لگے کپتان نے جب دیکھا کہ سمندر میں زبردست طوفان آ گیا ہے تو وہ ترپال کا کوٹ پہن کر جہاز کے اوپر عرشے پر آ گیا، اس نے دیکھا کہ جہاز بہت بڑے طوفان میں گھرا ہوا تھا سمندر کی لہریں پہاڑ کی طرح اوپر اٹھ کر بار بار جہاز سے ٹکرا رہی تھیں اس نے فوراً حکم دیا۔

بادبانوں کو لپیٹ دیا جائے۔

جہاز کے ملازم فوراً لکڑی کے بڑے بڑے مستولوں پر چڑھ کر

باد بانوں کو لپیٹنے لگے مستول بھی جہاز کے ساتھ ہی ساتھ بری طرح
سے ڈول رہے تھے اچانک چیخ بلند ہوئی اور ایک ملاح اوپر والے
مستول سے گر کر دھڑام سے عرشے پر آن گرا اور گرتے ہی مر گیا ہر
طرف ایک شور مچ گیا کپتان نے اسے فوراً اٹھوا کر سمندر میں پھنکوا دیا
اور کہا۔

باد بانوں کو لپیٹ دیا جائے۔ جسے مرنا تھا وہ مر گیا۔

ملاح اس قسم کی موتوں کے عادی تھے اپنے ایک ساتھی کی لاش کو طوفانی
سمندر کے حوالے کرنے کے بعد وہ دوبارا اپنے کام میں لگ گئے
طوفان تھمنے کا نام ہی نہ لیتا تھا بلکہ اب وہ پہلے سے زیادہ تیز ہو گیا تھا
دن چڑھ آیا تھا مگر آسمان کو سیاہ بادلوں نے ڈھانپ رکھا تھا بارش اسی
طرح موسلا دھار ہو رہی تھی.........سمندری لہریں پہاڑوں کی طرح
اٹھ اٹھ کر جہاز کے پیندے کو اچھال رہی تھیں جہاز ایک کھلونے کی

طرح بے رحم سمندری لہروں کے اوپر اچھل رہا تھا طوفان کی شدت تیز
ہو گئی ایک بہت بڑی لہر آئی اس نے پوری طاقت سے جہاز کو ٹکر ماری
جہاز ایک طرف کو جھک گیا مسافروں کی چیخیں نکل گئیں کپتان گر پڑا
اس کا سر سامنے ستون سے ٹکرایا اور خون بہنا شروع ہو گیا تھا۔
عنبر اور ناگ ابھی تک اپنے کیبن میں بیٹھے تھے وہ بھی طوفان کی وجہ
سے پریشان تھے مگر اتنے نہیں جتنا کہ دوسرے مسافر پریشان تھے
البتہ ماریا گھبرا رہی تھی اس نے عنبر سے کہا۔

بھائی عنبر، طوفان تو خطرناک شکل اختیار کر رہا ہے اگر یہی حال رہا تو یہ
جہاز مجھے بچ کر ساحل تک پہنچتا نظر نہیں آتا۔

عنبر بولا۔

لگتا تو مجھے بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

ناگ نے کہا۔

اگر ایسی ویسی بات ہوگئی تو ہمیں ابھی سے کسی کشتی کو تاڑ کر اس کے
ذریعے سے نیچے اتر جانا چاہیے طوفان اور زیادہ تیز ہوتا چلا گیا طوفان
کی ٹھنڈی ہوا میں مسافر ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے سمندر میں
جا گرتے تھے عنبر اور ناگ حیرانی سے چاروطرف دیکھ رہے تھے اس
نے ایسا بھیانک طوفان اپنی ساری زندگی میں نہیں دیکھا اسی وقت
ایک ایسی خوفناک لہر سمندر میں اٹھی کہ اس نے جہاز کے بائیں پہلو
میں ٹکر مار کر اسے دائیں طرف کو جھکا دیا اس طرف جہاز کے جھکتے ہی
وہاں ایک کہرام مچ گیا مسافر ایک دوسرے کے اوپر گر پڑے ہر
طرف ایک افراتفری سی مچ گئی۔

کپتان نے چلا کر کہا۔

کشتیاں سمندر میں اتار دی جائیں۔

ملاحوں نے کشتیاں سمندر میں اتارنی شروع کر دیں مسافر کشتیوں

میں چھلانگیں لگانے لگے ایک چیخ و پکار کا سماں پیدا ہو گیا کوئی کسی کو
نہیں پوچھتا تھا کوئی کسی کو نہیں سنتا تھا دیکھتے دیکھتے ساری کشتیاں
مسافروں سے بھر گئیں کپتان کے حکم سے کشتیاں سمندر میں اتار دی
گئیں عنبر اور ناگ اور ماریا ابھی جہاز کے اوپر ہی کھڑے تھے۔

جہاز پر اب سوائے کپتان کے اور کوئی نہیں تھا کپتان نے عنبر اور ناگ
کی طرف دیکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

تم لوگ کیا سوچ رہے ہو فوراً جہاز چھوڑ دو۔

مگر عنبر اور ناگ جہاز کو کہاں چھوڑتے؟ کشتیوں میں اس قدر مسافر
سوار ہو گئے تھے کہ وہاں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی کپتان نے بھی ایک
کشتی میں چھلانگ لگا دی اب جہاز پر سوائے ماریا، عنبر اور ناگ کے
اور کوئی نہیں تھا مسافروں سے بھری ہوئی کشتیاں طوفانی لہروں پر بہتی
ہوئی دور نکل گئیں۔

ماریا کانپتے ہوئے بولی۔

اب کیا ہوگا؟ جہاز ڈوب گیا تو میں اور ناگ تو کسی صورت زندہ نہ بچ سکیں گے۔

عنبر نے کہا۔

فکر نہ کرو، ماریا بہن خدا سے دعا کرو وہ کوئی نہ کوئی سبب ضرور بنا دے گا۔

جہاز ایک طرف کو جھکا جھکا بڑی تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا تھا بڑی بڑی لہریں بار بار اس سے آ کر ٹکرا رہی تھیں ایک طرف کو جہاز کے جھکے ہونے کی وجہ سے عنبر اور ناگ وغیرہ بڑے پریشان تھے وہ اس پر ٹھیک طرح سے کھڑے بھی نہیں ہو سکتے تھے انہوں نے جنگلے کو پکڑ رکھا تھا اور اس کے ساتھ لگ کر لیٹے ہوئے تھے سمندر میں زبردست طوفان تھا مسافروں سے بھری ہوئی کشتیاں اب نظروں سے اوجھل

ہو چکی تھیں اتنے بڑے جہاز میں سوائے ان تینوں بہن بھائیوں کے اور کوئی نہیں تھا۔

انہیں صرف ایک ہی ڈر تھا کہ اب اگر کوئی بڑی لہر دائیں طرف سے دوبارہ اٹھ کر جہاز سے ٹکرائی تو وہ الٹ جائے گا اور ان کے لئے ایک مصیبت پیدا ہو جائے گی جہاز ڈوب جائے گا اور ان کے پاس کوئی لکڑی کا تختہ بھی نہیں تھا جس پر بیٹھ کر وہ اپنی جان بچا سکیں کرنا خدا کا کیا ہوا کہ سمندر کی طوفانی لہر بائیں طرف سے اٹھنے کی بجائے اس طرف سے اٹھی جدھر کو جہاز جھکا ہوا تھا سمندر کے نیچے پہاڑ تھا پہاڑ کی جہاز کے ساتھ ٹکر ہوئی تو جہاز ایک دم اچھل کر سیدھا ہو گیا۔

عنبر اور ناگ اس کے ساتھ ہی عرشے پر گر پڑے قریب ہی انہیں ماریا کے بھی گرنے کی آواز آئی، ناگ نے کہا۔

ماریا تم خیریت سے ہو ناں۔؟

ماریا نے چیخ کر کہا۔

ہاں، خدا کا شکر ہے کہ اس لہر نے جہاز کو ڈوبنے سے بچا لیا۔

ہواؤں اور طوفانوں کا شور اس قدر زیادہ تھا کہ وہاں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی جہاز کے سیدھے ہوتے ہی عنبر نے کہا۔

جلدی سے کیبن میں چلو

وہ تینوں عرشے پر سے بھاگ کر اپنے کیبن میں آ گئے سارا جہاز خالی پڑا تھا وہ جس کیبن میں چاہتے جا سکتے تھے مگر وہ اپنے کیبن میں آ گئے اندر آ کر انہوں نے دروازہ زور سے بند کر دیا باہر طوفان اسی طرح کا تھا لہروں کے اوپر جہاز اسی طرح ڈول رہا تھا ناگ نے کہا ایک آفت سے تو بچ گئے اب خدا کرے کہ یہ طوفان ختم جائے پھر جا کر سوچیں گے کہ اب کیا کریں۔

خدا نے چاہا تو طوفان بھی ختم ہو جائے گا۔

لیکن طوفان سارا دن، ساری رات جاری رہا دوسرے روز جا کر کہیں ہوا کا زور کم ہوا اور طوفان کا زور ٹوٹ گیا دوپہر کے وقت بادل چھٹ گئے ہوا معمول پر آ گئی اور دھوپ سمندر پر چمکنے لگی۔

سمندر بھی پرسکون ہو گیا اب اس کی لہروں میں وہ زور اور دم خم باقی نہیں رہا تھا جہاز بڑے سکون کے ساتھ ایک بار پھر سمندر میں چلنے لگا۔

لیکن اب یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کس طرف کو جا رہا ہے جہاز کے کچھ بادبان ہوا کے زور کے ساتھ ایک نپی تلی رفتار کے ساتھ بڑھتا چلا جا رہا تھا عنبر اور ناگ ماریا اپنے کیبن سے باہر عرشے پر نکل آئے سفید نیم گرم دھوپ میں آ کر انہیں بے حد سکون نصیب ہوا وہ دیر تک عرشے پر بیٹھے دھوپ میں اپنے بدن کو سکون پہنچاتے رہے۔

پھر عنبر نے کہا۔

سوال یہ ہے کہ ہم کدھر کو جا رہے ہیں۔؟

موت کا جہاز

جہاز گمنام منزل کی طرف بہا چلا جا رہا تھا۔

اس کی کوئی منزل نہ تھی، کوئی راستہ نہ تھا وہ بھیانک طوفان کے بعد وسیع سمندر میں ٹھیک رہا تھا ماریا کا خیال تھا کہ اگر وہ کپتان کے کیبن میں جائیں تو وہاں نقشوں کی مدد سے یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ جہاز کس سمت کو جا رہا ہے ناگ نے کہا کہ ان میں سے نقشہ کوئی بھی نہیں پڑھ سکتا اور یہ بات ٹھیک بھی تھی جہازی نقشے بڑے پیچیدہ ہوتے ہیں ان کی سمت اور ڈگریوں، زاویوں کو پڑھنا ایک عام آدمی کے بس کا

روگ نہیں ہے ماریا نے کہا۔

پھر بھی ہمیں کیبن میں جا کر دیکھنا ضرور چاہیے۔

وہ تینوں عرشے پر سے اٹھ کر کپتان کے کیبن میں آ گئے جہاز کے ایک طرف کو جھک کر پھر سیدھا ہو جانے کی وجہ سے وہاں بہت سی چیزیں ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں پھر بھی بہت کچھ باقی تھا میز پر نقشے میخوں کے ساتھ گڑے ہوئے اسی طرح سے تھے وہ ان نقشوں پر جھک گئے مگر وہی بات ہوئی انہیں بالکل معلوم نہ ہو سکا کہ وہاں کیا لکھا ہے اور کیا نشان لگے ہیں نقشے میں جگہ جگہ جزیرے سے بنے ہوئے تھے مگر یہ پتہ نہیں تھا یہ جزیرے کہاں ہیں؟

عنبر نے کہا۔

نقشوں کو دیکھنا بیکار ہے ہم ایک ایسے جہاز پر سوار ہیں جس کی کوئی منزل نہیں ہے ہو سکتا ہے یہ کسی خاص سمت کو سفر کر رہا ہو اور یہ بھی ہو

سکتا ہے کہ دس پندرہ میل کے دائرے کے اندر اندر یہ ایک ہی جگہ پر چکر لگا رہا ہو ایسی صورت میں یہ ساری عمر اسی جگہ چکر لگاتا رہے گا اور ہم یہاں سے کبھی باہر نہ نکل سکیں گے۔

ماریا کہنے لگی۔

یہ تو بڑی بھیانک بات ہو گی اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہماری ساری عمر اسی جہاز میں گزر جائے گی اور یہ جہاز ہماری قبر بنے گا۔

عنبر نے کہا۔

مگر ایسا نہیں ہو گا۔ ہم کوشش کریں گے کہ جہاز کو کسی خاص سمت پر ڈال دیا جائے۔

ناگ نے پوچھا۔

بھائی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟

اس کے لئے ہمیں کچھ روز اسی طرح سفر کرنا ہو گا، سمندر کا پانی ہمیں بتا

دے گا کہ ہم ایک ہی جگہ پر دائرے کی شکل میں چکر لگا رہے ہیں یا آگے نکل رہے ہیں پانی کا رنگ بدل جائے گا۔

ناگ نے کہا۔

سب سے پہلے تو ہمیں باورچی خانے میں چل کر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ پانی اور خوراک کا ذخیرہ کتنے دنوں کا ہے تا کہ ہم بھوک اور پیاس سے تو نہ مر جائیں۔

وہ جہاز کے باورچی خانے میں آ گئے یہاں بھی اکثر خوراک کے مرتبان ٹوٹے پڑے تھے کھانے پینے کے پھل اور سبزیاں فرش پر بکھری ہوئی تھیں شربت کے مٹکے ٹوٹ چکے تھے اور شربت بہہ کر ضائع ہو گیا تھا صرف پانی کا ایک مٹکہ بھرا ہوا باقی تھا جوان کے اندازے کے مطابق صرف پندرہ بیس دنوں کے لئے کافی تھا عنبر نے کہا۔

آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ میں کھانے پینے کے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہوں ناگ بھی کسی حد تک گزارا کر سکتا ہے باقی ماریا بہن کے لئے یہاں اتنی خوراک اور پانی موجود ہے کہ یہ دو مہینے تک اس پر گزارا کر سکتی ہے۔

ماریا نے کہا۔

وہ تو ٹھیک ہے عنبر بھائی لیکن میں اس قبر میں زندہ رہنا نہیں چاہتی۔

وہ تو ہم بھی نہیں چاہتے ہماری کوشش تو یہی ہے کہ جس طرح سے اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس جہاز سے نجات حاصل کی جائے تا کہ ہم خشکی پر اپنا سفر جاری رکھ سکیں۔

بہر حال ہم اب تو اس جہاز پر ہی سوار ہیں اور کوشش کے باوجود ہم اس سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔

اسی طرح باتیں کرتے اور جہاز کی سیر کرتے کرتے شام ہو گئی

سارے جہاز پر مسافروں کی چیزیں بکھری پڑی تھیں معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کوئی بغاوت ہو گئی تھی کوئی انقلاب آ گیا تھا کہ لوگ افراتفری میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں سے جدھر کو سینگ سمائے ادھر کو بھاگ گئے۔

جب وہ عرشے پر پھرتے پھرتے تھک گئے تو اپنے کیبن میں آ کر لیٹ گئے وہ بہت تھکے ہوئے تھے انہیں جلدی نیند آ گئی وہ ساری رات سوتے رہے اور ساری رات جہاز آگے سمندر میں بڑھتا چلا گیا ان کی آنکھ کھلی تو دن نکل آیا تھا وہ کیبن سے نکل کر عرشے پر آ گئے سمندر کا نیلا پانی پرسکون تھا چاروں طرف خوشگوار دھوپ پھیلی ہوئی تھی موسم بے حد خوشگوار تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی وہ نیچے باورچی خانے میں آ گئے ماریا نے آگ جلا کر ناشتہ تیار کیا، انہوں نے ایک تپائی پر بیٹھ کر ناشتہ کیا اور باتیں کرتے رہے۔

خدا جانے ابھی ہمیں کتنے دن اور سمندر میں بسر کرنے ہوں گے عنبر نے کہا۔

میں نے سمندر کا رنگ بدلا ہوا دیکھا ہے میرا خیال ہے کہ ہم ایک چکر میں نہیں گھوم رہے ہمارا جہاز کسی سمت کو ضرور جا رہا ہے۔

یہ معلوم نہیں کہ یہ کس طرف کو جا رہا ہے۔

ناگ نے کہا۔

کہیں یہ واپس چین کی طرف ہی نہ جا رہا ہو؟

عنبر ہنس کر بولا۔

نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ جہاز کا رخ مشرق کی سمت نہیں ہے بلکہ مغرب کی سمت ہے جدھر سورج غروب ہوتا ہے ماریا پیالیوں میں قہوہ ڈالتے ہوئے بولی۔

یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے چل رہے ہیں تو ایک نہ ایک دن کسی جگہ پہنچ

ہی جائیں گے خدا کرے کہ وہ کوئی ملک کا ساحل ہو کسی ویران جزیرے کا ساحل نہ ہو۔

یہ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اگر جہاز کی سمت ہمارے اختیار میں ہو تو ہم ویران جزیروں سے بچ سکتے ہیں مگر یہاں تو جہاز ایک بے لگام اونٹ کی طرح آگے بڑھتا جا رہا ہے۔

ناشتے کے بعد وہ عرشے پر دھوپ میں آ گئے اور گہرے نیلے سمندر کی پر سکون لہروں کو دیکھنے لگے ہوا بڑی موافق چل رہی تھی بادبان پھولے ہوئے تھے اور جہاز ایک خاص رفتار کے ساتھ ذرا ذرا ڈولتا آگے مغرب کی طرف بڑھ رہا تھا عنبر کی نگاہیں دور سمندر میں لگی ہوئی تھیں۔

اچانک اس کے چہرے پر ایک سنجیدگی سی آ گئی اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

وہ کیا شے ہے؟

کہاں؟ ماریا نے پوچھا۔

وہ دیکھو.........دور.........مجھے تو کوئی جہاز معلوم ہو رہا ہے سب
نے غور سے دیکھنا شروع کر دیا ناگ نے کہا۔

یہ تو کوئی جہاز ہے اس کے بادبان پھولے ہوئے ہیں خدا کا شکر ہے
کہ انسانوں کی شکل تو دیکھیں گے یہ جہاز ضرور جاپان کی طرف سے آ
رہا ہے اور ملک چین کی طرف جا رہا ہے۔

ماریا بولی۔

اس جہاز کے کپتان سے ہم مدد حاصل کر سکتے ہیں وہ ضرور اپنے کسی
آدمی کو ہمارے ساتھ لگا دے گا اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو کم از کم ہمارے
جہاز کو ٹھیک سمت پر ڈال دے گا تا کہ ہم منزل پر پہنچ جائیں۔

عنبر ابھی تک اس بادبانی جہاز کو غور سے دیکھ رہا تھا جو دور سمندر میں

افق کے پاس ان کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

دوستو! ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے خدا نے ہماری سن لی ہے اور
اس جہاز کو ہماری مدد کے لئے بھیجا ہے ہم اس جہاز کے کپتان سے ہر
قسم کی مدد لے سکتے ہیں اب ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم بہت جلد منزل
پر پہنچ جائیں گے۔

ناگ نے کہا۔

کم از کم اس جہاز کے آنے سے یہ تو ظاہر ہو گیا ہے کہ ہم ایک چکر
میں نہیں گھوم رہے بلکہ آگے بڑھ رہے ہیں اب ہمیں جہاز کے یہاں
تک آنے کا انتظار کرنا چاہئے۔

ایکا ایکی عنبر کو خیال آیا۔

لیکن.........لیکن ایک بات تو ہم نے سوچی ہی نہیں؟

وہ کون سی بھائی؟ ماریا نے پوچھا۔

اگر یہ جہاز بحری ڈاکوؤں کا ہوا تو پھر کیا کریں گے۔؟
بحری ڈاکوؤں کے جہاز کا نام سن کر ماریا اور ناگ خاموش ہو گئے وہ
موت سے نہیں ڈرتے تھے لیکن اگر وہ خونخوار ڈاکوؤں کے ہجوم میں
گھر جائیں تو مارے بھی جا سکتے تھے ماریا کو تو بڑی آسانی سے قتل کیا جا
سکتا تھا اور یہی حال ناگ کا تھا اگر اسے قتل کر کے سمندر میں پھینک دیا
جائے تو وہ کچھ عرصے کے بعد سمندر میں مر جائے گا اور بحری ڈاکوؤں
کے جہاز پر سوائے خون کے پیاسے ڈاکوؤں کے اور کوئی نہیں ہوا کرتا
یہ لوگ بڑے ظالم اور سنگ دل ہوتے ہیں ان کے لیے کسی آدمی کو قتل
کر دینا ایسا ہی ہے جیسے ہم کسی اڑتے ہوئے مچھر کو مار دیتے ہیں اگر
کوئی فکر نہیں تھی تو عنبر کو نہیں تھی کیونکہ وہ تو مر ہی نہیں سکتا تھا پھر بھی
اسے ناگ اور ماریا کی بہت فکر تھی کہ اگر کہیں یہ لوگ بحری ڈاکوؤں
کے ہجوم میں گھر گئے تو یہ بے بس ہو جائیں گے آخر ناگ سانپ بن

کر کتنے ڈاکوؤں کو ہلاک کر سکتا تھا زیادہ سے زیادہ دو یا تین ڈاکوؤں
کو مار سکتا تھا اس کے بعد ناگ کی موت یقینی تھی۔

ماریا نے کہا۔

یہ بات تو ہم نے سوچی ہی نہیں تھی۔

ناگ نے کہا۔

یہ تو جہاز کے قریب آنے پر ہی پتہ چلے گا کہ یہ تجارتی جہاز ہے یا بحری
ڈاکوؤں کا جہاز ہے۔

اور جب جہاز کافی قریب آگیا تو ڈاکوؤں نے اپنے جہاز پر بحری
ڈاکوؤں کا مشہور کھوپڑی اور ہڈیوں والا جھنڈا لہرا دیا۔

یہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز تھا۔

سمندر میں جنگ

کھوپڑی اور ہڈیوں والا جھنڈا دیکھ کر ماریا کے اوسان خطا ہوگئے یہ
بحری ڈاکوؤں کا جہاز تھا اور بحری ڈاکو کسی کو معاف نہیں کرتے تھے بے
دریغ قتل عام کرنا ان کی عادت تھی ماریا اگرچہ غائب تھی وہ کسی کو نظر
نہیں آتی تھی مگر اگر اسے تلوار ماری جائے یا سمندر میں پھینک دیا
جائے تو وہ ایک عام انسان کی طرح مر بھی سکتی تھی پھر اسے یہ بھی ڈر تھا
کہ اگر بحری ڈاکوؤں نے جہاز کو آگ لگادی تو وہ کہاں جائے گی۔؟

سمندر میں چھلانگ لگائے گی؟

بحری ڈاکوؤں کا جھنڈا جہاز پر عنبر اور ناگ نے بھی دیکھ لیا تھا اس
جھنڈے کو دیکھ کر وہ تشویش میں آگئے۔

عنبر نے کہا۔

یہ تو سچ مچ بحری ڈاکوؤں کا جہاز ہے۔

ماریا نے خوف زدہ ہو کر کہا۔

یہ تو بڑی بھاری مصیبت سر پر آگئی ہے۔

ناگ بولا۔

کچھ بھی ہو، مصیبت سر پر آگئی ہے اب ہمیں اس کا مقابلہ کرنا ہوگا ہم
اپنے آپ کو ان بے رحم ڈاکوؤں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتے۔

عنبر نے کہا۔

انہیں قریب آلینے دو ہمارے جہاز پر چار توپیں لگی ہیں جن میں سے
جہاز کے الٹنے سے دو ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں باقی دو توپوں سے ہم
ڈاکوؤں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

ناگ نے کہا۔

میرے خیال میں توپوں سے حملہ کرنا ہمیں مہنگا پڑے گا کیونکہ ڈاکوؤں کے پاس لازمی طور پر توپیں زیادہ ہوں گی پھر ہمیں توپ چلانے کا تجربہ بھی نہیں ہے وہ ہمارے جہاز کو سمندر میں ڈبو دیں گے ایسی صورت میں ہمارے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ ہم ڈاکوؤں کے جہاز پر جا کر پناہ حاصل کریں۔

ماریا نے پوچھا۔

تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے۔؟

ناگ بولا۔

ہمیں اپنے طریقے سے ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنا چاہیے ان کو یہاں تک آنے دیں اور خود چھپ جائیں میں سانپ کے روپ میں آ کر حملے کے لئے تیار ہو جاؤں ماریا کو کسی تہہ خانے میں چھپا دیا جائے اور عنبر تلوار لے کر سامنے آ کر مقابلہ کرے یہ تو مر ہی نہیں سکتا، اور نہ زخمی ہو

سکتا ہے ممکن ہے ڈاکوؤں پر اس کی کرامت کا اثر ہو جائے اور وہ بھاگ جائیں پھر ماریا بھی چھپ کر ان پر حملہ کر کے انہیں بوکھلا سکتی ہے۔

عنبر نے کہا۔

تمہارا مطلب ہے گوریلا لڑائی لڑی جائے۔

ناگ بولا۔

بالکل ہمیں گوریلا جنگ کرنی چاہیے توپ چلانے کا تو نام بھی نہیں لینا چاہیے جونہی ہم نے ایک توپ چلائی ڈاکو توپوں کے گولے چلا چلا کر ہمارے جہاز کے پرخچے اڑا دیں گے وہ ہمیشہ یہی کیا کرتے ہیں جس جہاز پر سے جنگ کا اعلان نہ ہو وہ اس پر چھلانگیں لگا کر اسے لوٹ لیتے ہیں اور مسافروں کو قتل کر دیتے ہیں ہمیں وہ لوٹ بھی نہیں سکتے قتل بھی نہیں کر سکتے تو پھر ان سے ڈرنے کی کیا ضرورت

ہے۔

عنبر نے کہا۔

تو پھر ہمیں گوریلا جنگ کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔

ادھر گوریلا جنگ کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور دوسری طرف ڈاکوؤں کا جہاز اس جہاز کے بہت قریب آ چکا تھا ماریا ایک ایسی جگہ پر جا کر کھڑی ہو گئی جہاں وہ ہجوم سے اور چلتی تلواروں سے محفوظ بھی تھی اور دشمن پر حملہ بھی کر سکتی تھی ناگ نے فوراً جون بدل لی اور وہ سانپ بن گیا سانپ بن کر وہ ایک ستون کے اوپر چڑھ گیا یہاں سے وہ دشمن پر حملہ کر کے بڑی آسانی سے اس پر چڑھ کر اپنی جان بھی بچا سکتا تھا۔

عنبر نے تلوار کھینچ لی اور ایک جگہ کیبن کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا اور ڈاکوؤں کے جہاز کو سمندر میں اپنے جہاز کے قریب آتے دیکھنے لگا ڈاکوؤں کے جہاز پر سروں پر نیلے لال پیلے رومال باندھے

ڈاکو صاف نظر آ رہے تھے ان کے کانوں میں بالیاں دھوپ میں چمک رہی تھیں اور وہ تلواریں لہرا رہے تھے ڈاکوؤں کا کپتان بھی تلوار لیے عرشے پر کھڑا تھا۔

عنبر کے جہاز کے قریب آ کر انہوں نے رسے ڈال کر اپنے جہاز کو قریب کیا اور بڑی حیرانی سے عنبر کے خالی جہاز کو تکنے لگے وہ بڑے حیران تھے کہ یہ جہاز خالی کیوں ہے؟ اس کے مسافر کہاں چلے گئے؟ اس جہاز کے ملاح کہاں ہیں؟ کپتان کہاں ہے؟ قریب آ کر انہوں نے عنبر کے جہاز میں چھلانگیں لگا دیں ڈاکو جہاز کے عرشے پر تلواریں لیے دندناتے پھرنے لگے کپتان نے بھی عرشے پر چھلانگ لگا دی اور چیخ کر بولا۔

کپتان کو کیبن میں تلاش کرو یہ جہاز سارے کا سارا خالی ہے معلوم ہوتا ہے مسافر سارے کے سارے بیماری سے مر گئے ہیں۔

ڈاکوؤں نے ایک ایک کیبن کی تلاشی لی سارے جہاز کو دیکھا گیا اور
بعد میں ڈاکوؤں کے سردار نے عنبر کی طرف دیکھا اور چنگھاڑتے
ہوئے بولا مسافر کدھر ہیں کپتان کہاں ہے۔
ناگ اور ماریا چھپے ہوئے تھے
عنبر نے کوئی جواب نہیں دیا تو ڈاکوؤں کے سردار نے لوٹ مار کرنے کا
حکم دے دیا جیسے ہی ڈاکو جہاز کے عرشے پر پھیلے ناگ مقابلہ کرنے
کے لئے تیار ہو گیا اور عنبر پہلے ہی تیار کھڑا تھا عنبر کو چار پانچ ڈاکوؤں
نے تلواروں کے سائے میں گھیرا ہوا تھا ڈاکو لوٹ مار کر رہے تھے کہ
ناگ کے قریب چلے گئے ناگ کے منہ سے سانپ کی آواز سن کر ڈاکو
اس طرف لپکے مگر ناگ چھپ گیا تھا ڈاکو اسی وقت مر گیا ایک ڈاکو ماریا
کے قریب کھڑا تھا ماریا نے پوری طاقت سے ایک ڈنڈا اس ڈاکو کی
کھوپڑی پر مار دیا ڈاکو چیخ مار کر گر پڑا کپتان اس کی طرف لپکا ماریا

نے دوسرا ڈنڈا مار کر دوسرے ڈاکو کی کھوپڑی توڑ دی اس کے بعد ماریا
نے تیسرے ڈاکو کا سر پھوڑ دیا اور خود دوسری طرف ہٹ گئی۔
یکے بعد دیگرے تین ڈاکوؤں کی موت سے کپتان بھی سوچ میں پڑ گیا
کہ یہ کیا ہو رہا ہے دشمن نظر نہیں آ رہا تھا اور ڈاکو مر رہے تھے اس
دوران میں سانپ نے دو اور ڈاکوؤں پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کر دیا
اور خود جہاز کے مستول کے اوپر جا کر آرام کرنے لگا۔
کپتان چکرا گیا اس نے اعلان کیا۔
جہاز کو آگ لگا دو اس جہاز پر بدروحوں کا قبضہ ہے۔
ایک ڈاکو نے پتھر رگڑا ہی تھا کہ ماریا نے اسی کی تلوار کھینچ کر اسی کا سر
قلم کر دیا کپتان حیران رہ گیا۔
اس کو کس نے قتل کر دیا۔؟
وہ غرایا اور اس نے غصے میں زمین پر تلوار مار کر توڑ دی.........ماریا

نے سوچا کہ کپتان کو بھی تھوڑا مزہ چکھانا چاہیے وہ دبے پاؤں چلتی
ہوئی کپتان کے پاس آئی اور پیچھے سے اس نے کپتان کی گردن پر
اس زور سے تلوار کا دستہ مارا کہ وہ چکرا کر گر پڑا اور پھر ڈر کر اٹھ کر دور
ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

جہاز کو آگ لگا دو اس پر بدروحوں کا سایہ ہے آگ لگا دو۔

دوسرا ڈاکو آگ لگانے لگا تو ماریا نے اسے بھی قتل کر دیا اور پھر گرج کر
چڑیلوں جیسی آواز بنا کر بولی۔

اگر تم لوگوں نے جہاز کو آگ لگانے کی کوشش کی تو تم کو ایک ایک کر
کے مار ڈالا جائے گا تمہارے جہاز میں پتھر پھینک پھینک کر ڈبو دیا
جائے گا خبردار، جہاز کو آگ لگانے کی ہمت نہ کرنا تمہارے لیے یہی
بہتر ہے کہ یہاں سے بھاگ جاؤ نہیں تو تمہاری خیر نہیں ہے۔

کپتان ڈاکو نے چونک کر آواز سنی اور قہقہہ لگا کر بولا۔

تم بدروح ہو تم نے میرے چھ سات ساتھی مار دیے ہیں کیا تم سامنے
آ کر میرا مقابلہ کر سکتی ہو مردوں کی طرح.......... یا کسی مرد کو میرے
پاس بھیج سکتی ہو کہ وہ مجھ سے مقابلہ کرے اگر وہ جیت گیا تو میں یہ
جہاز چھوڑ دوں گا نہیں تو اپنے سارے ملاح قتل کروا کر خود بھی قتل
ہو جاؤں گا مگر شکست قبول کر کے واپس اپنے جہاز پر نہیں جاؤں گا۔

ماریا سوچ میں پڑ گئی ڈاکو کپتان بڑا ضدی تھا یہ لوگ ایسے ہی ہوا
کرتے ہیں اسے معلوم تھا کہ یہ شخص ایسے کبھی نہیں مانے گا، اس نے
سوچا کہ عنبر کو اس کے مقابلے پر سامنے لے آنا چاہیے وہی ایک شخص
تھا جو اس ڈاکو کو شکست دے سکتا تھا چنانچہ اس نے کہا۔

سن اے ظالم ڈاکو تمہارے مقابلے پر اپنے ایک بھائی کو بھیج رہی ہوں
وہ تمہیں شکست دے گا اور تم پر ثابت کر دے گا کہ وہ تم سے زیادہ
طاقت ور ہے اور تمہیں ہلاک کر سکتا ہے پھر بھی اگر تم یہاں سے نہ گئے

توتمہارے ٹکڑے اڑادیئے جائیں گے۔

ڈاکو نے کہا۔

میں تمہارے بھائی سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں تم اسے

میرے پاس بھیجو۔

ماریا وہاں سے نکل کر سیدھی عنبر کے پاس گئی وہ بھی سامان کے پیچھے

چھپا ڈاکوؤں کے کپتان اور ماریا کی ساری گفتگو سن رہا تھا ماریا نے

سرگوشی میں کہا۔

عنبر بھائی اب تمہیں میدان میں آجانا چاہیے۔

ماریا بولی۔

توپھر سامنے آجاؤ اور ڈاکوؤں کے کپتان کو شکست دو۔

ماریا وہاں سے پرے ہٹ گئی اور عنبر تلوار لے کر کپتان کے سامنے آ

گیا کپتان ڈاکو نے اپنے سامنے ایک پتلے دبلے نوجوان کو تلوار

لہراتے دیکھا تو قہقہہ مار کر زور سے ہنس پڑا اور کہنے لگا۔

اے بدروح یہ کس بونے کو تو میرے سامنے لے آئی ہے کیوں اسے

میرے ہاتھ سے قتل کرواتی ہے؟ اسے واپس بلالے۔

اور کسی پہلوان کو میرے مقابلے کے لئے بھیج یہ تو ناحق میرے ہاتھوں

مارا جائے گا مجھے اس کی نوجوانی پر ترس آتا ہے۔

ماریا نے کہا۔

اے ظالم ڈاکو یہ شخص تجھے تیرے گناہوں اور انسانوں پر ظلم وستم کی سزا

دینے خدا کی طرف سے آیا ہے اس کے وار سے خوف کھا یہ تیرے

بدن کی بوٹیاں اڑادے گا اور تم اس کا ایک بال تک بیکا نہ کرسکو گے۔

ڈاکو کپتان نے ایک قہقہہ لگایا۔

ہاہاہا............یہ منہ اور مسور کی دال لے بیٹا میرا وار سنبھال ڈاکو

نے عنبر پر پوری طاقت سے وار کیا وہ ایک بے حد چالاک تلوار باز تھا

اس کی ساری زندگی تلوار بازی میں گزری تھی عنبر کو اب تلوار چلانے کی مشق نہیں رہی تھی پھر بھی اس نے ڈاکو کا وار روک لیا اب ڈاکو نے دوسرا وار کیا۔ وہ ویسے بھی ایک اونچا لمبا بھاری بھرکم ڈاکو کپتان تھا عنبر پرے ہٹ گیا تلوار لکڑی کے صندوق پر پڑی اور اس کے چھ ٹکڑے ہو گئے۔

ڈاکو کپتان نے چیخ کر کہا۔

میرا وار سنبھال او احمق لڑکے۔

یہ وار بڑا خطرناک اور چالاکی کا وار تھا عنبر اس سے بچ نہ سکا تلوار سیدھی عنبر کی گردن پر پڑی اور اسے کاٹتی ہوئی دوسری طرف سے نکل گئی مگر عنبر کی گردن اسی جگہ قائم رہی پہلے تو کپتان سمجھا کہ جب عنبر ہلے گا تو گردن نیچے گر پڑے گی مگر ایسا نہیں ہوا تو وہ ششدر رہ گیا کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ تلوار نے عنبر کی گردن کاٹی تھی۔

اس عرصے میں عنبر نے ڈاکو کی ٹانگ پر وار کر کے اسے زخمی کر دیا کپتان نے دوسری بار پھر پوری طاقت اور چالاکی سے حملہ کیا اور اس دفعہ عنبر کے سینے میں پوری کی پوری تلوار گھونپ دی مگر عنبر کو کچھ بھی نہ ہوا نہ خون نکلا نہ زخم ہوا دوسرے ڈاکو بھی دنگ ہو کر رہ گئے کپتان بھی حیران ہوا کہ یہ ماجرا کیا ہے عنبر نے ابھی تک کپتان پر خود حملہ نہیں کیا وہ صرف کپتان پر اپنی خفیہ طاقت کو ظاہر کرنا چاہتا تھا جب اس کی کرامت کپتان ڈاکو پر ظاہر ہو گئی تو اس نے حملہ کر کے کپتان کے بازو کو شدید زخمی کر دیا۔

کپتان کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔

کپتان کو زخمی ہوتا دیکھ کر سارے کے سارے ڈاکو عنبر پر ٹوٹ پڑے مگر وہ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے انہوں نے عنبر پر تلواریں برسانی شروع کر دیں مگر وہی ہوا جو ہوتا تھا عنبر کے جسم سے خون کا

ایک قطرہ بھی نہ نکلا اور اسے کوئی زخم بھی نہ ہوا تلواریں اس کے جسم پر پڑتیں اور ربڑ کی طرح اس کا جسم مل جاتا اب تو ڈاکو پریشان ہو کر پرے ہٹ گئے اس دوران میں عنبر کا ہر وار کاری پڑ رہا تھا اس نے چھ سات ڈاکوؤں کو ہلاک کر کے رکھ دیا تھا یہ صورت حال بجد پریشان کر دینے والی تھی دوسری طرف ماریا بھی اپنا کام کیے جا رہی تھی اور اس نے بھی ڈنڈے مار کر چھ سات ڈاکوؤں کو کھوپڑیاں توڑ کر انہیں موت کی نیند سلا دیا تھا۔

کپتان ڈاکو زندگی میں پہلی بار خوف زدہ ہوا تھا وہ دشمن کا ایک آدمی بھی نہیں مار سکا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے پندرہ بیس آدمی کٹ گئے تھے اگر اس نے لڑائی کو جاری رکھا تو ایک ایک کر کے اس کے سارے کے سارے ڈاکو ہلاک ہو سکتے تھے اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

میں صلح کرتا ہوں جنگ بند کر دو۔

ڈاکو بھی خوف زدہ تھے اور لڑائی بند کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے کپتان کے اعلان کے ساتھ ہی وہ پیچھے ہٹ گئے عنبر نے تلوار بھی نیام میں ڈال لی اور آگے بڑھ کر کپتان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

تم نے میری طاقت کو آزما لیا ہوگا اب تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ تم اور تمہارے سارے ڈاکو میرے مقابلے میں کس قدر حقیر ہیں اس وقت تم میرے رحم و کرم پر ہو میں اگر چاہوں تو ایک ایک کر کے تم سب کو قتل کر دوں اور تم میرے جسم پر ایک معمولی سا زخم بھی نہیں لگا سکتے کیا تم اپنی شکست کو مانتے ہو؟

ڈاکو کپتان نے بڑی مشکل سے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

چلو ٹھیک ہے برخوردار تم جیتے ہم ہارے ہم واپس جا رہے ہیں مگر ایک بات بتا دو کہ یہ طاقت تم میں کہاں سے آ گئی عنبر نے کہا۔

تم اس قابل نہیں ہو کہ میں تمہیں اپنی خفیہ طاقت کا راز بتاؤں تم ایک ڈاکو ہو جس نے ہزاروں بے گناہوں کا خون کیا ہے میں تمہیں ان بے گناہوں کے ظلم کی سزا ابھی دینا چاہتا ہوں اور تمہاری سزا یہ ہوگی کہ میں تمہارے جہاز کو آگ لگا دوں گا۔

ماریا نے بھی ڈانٹ کر کہا۔

ہاں ہم اس سنگدل ڈاکو کے جہاز کو آگ لگا دیں گے اب کپتان نے گڑگڑا کر کہا۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی کسی مسافر کو تنگ نہیں کروں گا صرف سرکاری گودام لوٹوں گا مسافروں کو کچھ نہیں کہوں گا عنبر نے بلند آواز میں پوچھا۔

کیا اس کا وعدہ قبول کر لیا جائے؟

ماریا نے کہا۔

چلو اسے معاف کر دیا جائے اس کی بات پر اعتبار کر لیا جائے مگر اے ڈاکو کپتان ایک بات یاد رکھنا میں تمہارے ساتھ ساتھ سفر کرتی رہوں گی اگر تم نے کسی جگہ مسافروں کو تنگ کیا یا ان کا سامان لوٹا تو یاد رکھنا میں اسی جگہ تمہارے جہاز کو آگ لگا دوں گی اور اسے ڈبو دوں گی۔

ڈاکو کپتان نے وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

میں ایک بہادر آدمی ہوں اور بہادر اپنے وعدے پر ہمیشہ قائم رہتا ہے میں آئندہ کبھی بھی کسی بے گناہ کو تنگ نہیں کروں گا۔

ماریا اور عنبر نے ڈاکو کپتان کو معاف کر دیا پھر عنبر نے کپتان کو جہاز کے طوفان میں گھر کر الٹ جانے اور مسافروں کے کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ جانے کی ساری کہانی سنا ڈالی اور اس سے پوچھا کہ وہ کہاں سفر کر رہے ہیں ڈاکو کپتان نے اسے بتایا کہ اس وقت وہ جنوبی بحر اکاہل کے سمندروں میں ہیں اور اگر اسی طرح سفر کرتے رہے تو

ایک روز جنوبی افریقہ کے ساحل پر پہنچ جائیں گے گویا وہ جاپان کے
سمندر سے بھٹک گئے تھے۔

کپتان اپنے جہاز کو لے کر چلا گیا اب عنبر نے جہاز کو کوشش کر کے
کپتان کے مشورے کے مطابق دوبارا جاپان کے سمندر کی طرف
ڈال دیا ان کے جہاز نے جاپان کی طرف سفر کرنا شروع کر دیا ہوا
کافی تیز تھی جس کی وجہ سے ان کے جہاز کی رفتار بھی تیز ہو گئی تھی
انہیں یقین تھا کہ اگر وہ اسی طرح سفر کرتے رہے تو ایک نہ ایک دن
وہ اپنی منزل جاپان ضرور پہنچ جائیں گے۔

آدم خور وحشی

بادبانی جہاز سمندر میں سفر کرتا رہا۔

سمندر میں کوئی طوفان نہ آیا، مگر زمین نظر نہیں آ رہی تھی تینوں بہن
بھائیوں کو جہاز میں اکیلے سفر کرتے ہوئے دو ماہ ہو گئے تھے جہاز میں
پانی کا ذخیرہ بھی ختم ہونے کو تھا بس چار پانچ روز کا پانی اور خوراک
باقی رہ گئی تھی وہ ہر روز اس امید پر اٹھ کر جلدی سے جہاز کے عرشے پر
جاتے کہ اب شاید زمین کا کنارا نظر آئے مگر ہر بار انہیں ناکامی کا منہ
دیکھنا پڑتا خدا جانے وہ کن سمندروں میں سفر کر رہے تھے کہ زمین کا
کہیں نام و نشان تک نظر نہیں آتا تھا اب تو وہ ناامید سے ہو چلے
تھے۔

ناگ نے ایک روز کہا۔

بھائی عنبر میرا تو خیال ہے کہ ہم گرداب میں پھنس گئے ہیں اور پچھلے کئی روز سے بس ایک ہی دائرے میں چکر لگا رہے ہیں عنبر نے سمندر کے پانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں ناگ سمندر کے پانی کا رنگ وہ نہیں ہے جو آج سے چھ روز پہلے تھا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم ایک ہی جگہ چکر نہیں لگا رہے بلکہ آگے بڑھ رہے ہیں اب آگے کس سمت کو بڑھ رہے ہیں؟ یہ ہمیں معلوم نہیں ہے۔

ماریا بھی ان کے پاس ہی کھڑی تھی کہنے لگی۔

اگر چار پانچ روز تک کہیں زمین نظر نہ آئی تو پانی کا مٹکا ختم ہو جائے گا اور پھر کم از کم میرے اور ناگ بھائی کے لئے ایک مصیبت بن جائے گی پانی کے بغیر ہم کتنے دن زندہ رہ سکیں گے ناگ تو شاید زندہ رہ لے مگر میں زندہ نہیں رہ سکوں گی۔

عنبر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

بہن ماریا، تمہیں گھبرانا نہیں چاہیے خدا پر بھروسہ رکھو وہ ضرور ہمیں اس سمندر سے نکال کر کسی نہ کسی منزل پر پہنچا دے گا۔

ناگ نے کہا۔

ڈاکو کپتان نے کہیں ہمیں غلط راستے پر نہ ڈال دیا ہو آخر وہ ہمارا دشمن تھا ہو سکتا ہے اس نے ہم سے اپنے آدمیوں کی موت کا بدلہ لیا ہو اور ہمیں غلط راستے پر ڈال دیا ہو۔

عنبر بولا۔

ایسا ہو سکتا ہے مگر جہاں تک میرے تجربے کا تعلق ہے میں ان بحری ڈاکوؤں کے سرداروں کو خوب جانتا ہوں یہ ظالم اور سنگ دل ضرور ہوتے ہیں مگر بات کے جھوٹے نہیں ہوتے یہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے اور پھر سمندر کے پانی کے رنگ کی تبدیلی یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہم آگے

بڑھ رہے ہیں کسی ایک جگہ پر چکر نہیں لگا رہے اس لئے ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ ہم کسی نہ کسی مقام پر ضرور پہنچ جائیں گے۔

وہ ہر روز اسی قسم کی باتیں کرتے اور سو جاتے ہر رات ایک نئی امید لے کر سوتے اور صبح اٹھ کر پھر نا امید ہو جاتے ماریا زیادہ پریشان تھی اس لئے کہ وہ ایک عام انسان تھی اس میں سوائے اس بات کے کہ وہ غائب تھی اور کوئی طاقت نہیں تھی وہ بھوک پیاس سے مر سکتی تھی اور اسے کوئی مار بھی سکتا تھا عنبر اور ناگ کو بھی اپنی بہن ماریا کا زیادہ خیال تھا وہ بغیر کھائے پیئے برسوں گزارا کر سکتے تھے مگر ماریا ایسا نہیں کر سکتی تھی۔

آخر قدرت نے ان کی سن لی۔

ایک روز وہ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ کر عرشے پر آئے تو انہیں دور آسمان کے کنارے کے ساتھ زمین کی کالی لکیر نظر آئی خوشی سے ان

کے چہرے کھل گئے وہ ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔سمندر میں انہوں نے ناریل بھی تیرتے ہوئے دیکھے ان ناریلوں کو دیکھ کر

عنبر نے کہا۔

معلوم ہوتا ہے ہم کسی جزیرے پر پہنچ رہے ہیں۔

ناگ بولا۔

ہو سکتا ہے یہ ملک جاپان کا ساحل ہو۔

عنبر نے کہا۔

ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی ایسا جزیرہ ہو جہاں آدم خور قبیلے کے لوگ رہتے ہوں۔

ناگ بولا۔

جاپان کے بے شمار جزیرے ہیں اگر یہ ان جزیروں میں سے کوئی جزیرہ ہے تو پھر ہم منزل پر پہنچ گئے ہیں ہمیں کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے

۔

ماریا بولی۔

اور اگر یہ آدم خوروں کا جزیرہ ہوا تو کیا کریں گے جاپان کے ملک میں
بھی صرف ایک شہر کیوشو میں ہی مہذب لوگوں کی آبادی ہے باقی سارا
ملک یا تو ویران ہے اور یا جنگلی قبیلے رہتے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

پھر کیا ہوا ماریا بہن آخر ہمیں ہر قسم کی مصیبتوں کے لئے تیار بھی تو رہنا
ہوگا دیکھتے ہیں آگے کیا ہوتا ہے۔؟

زمین قریب سے قریب آ رہی تھی۔

اب انہیں دور ناریل کے درختوں کے جھنڈ دکھائی دینے لگے تھے یہ
جھنڈ بڑے گھنے اور سرسبز تھے صاف معلوم ہوتا تھا کہ جزیرہ بڑا سرسبز و
شاداب ہے اور وہاں ضرور آبادی ہوگی کس قسم کے لوگ آباد ہوں گے

یہ انہیں معلوم نہیں تھا جہاز کے بادبان پھولے ہوئے تھے اور ہوا بڑی
تیزی سے جہاز کو جزیرے کے ساحل کی طرف لیے جا رہی تھی۔

عنبر نے کہا۔

اگر جہاز اسی رفتار سے چلتا رہا تو ہو سکتا ہے کہ یہ بڑے زور سے
جزیرے کے ساتھ ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے اس لئے ہمیں اسے قابو
میں کر کے اس کی رفتار کو کم کرنا چاہیے۔

ناگ نے کہا۔

میں اوپر جا کر بادبانوں کو گرا دیتا ہوں۔

عنبر بولا۔

ٹھیک ہے تم اوپر جاؤ اور سارے بادبان گرا کر لپیٹ دو ناگ مستول
پر چڑھ گیا اس نے چاروں بادبان کھول کر گرا دیے اور پھر انہیں لپیٹ
کر مستول کے ساتھ رسیوں سے باندھ دیا............بادبانوں کے

لیٹنے کے فوراً بعد جہاز کی رفتار میں بے حد کمی آ گئی جزیرے کا ساحل
بہت قریب آ گیا تھا اور ساحل کی ریت اور ناریلوں کے درخت
صاف نظر آ رہے تھے
ماریا نے کہا۔
یہ جزیرہ تو مجھے ویران لگتا ہے یہاں کوئی آدمی ہی نظر نہیں آ رہا۔
ناگ بولا۔
میرا بھی یہی خیال ہے لیکن اتنا ہرا بھرا جزیرہ ویران نہیں ہو سکتا۔
عنبر بولا۔
یہاں ضرور کوئی نہ کوئی قبیلہ آباد ہو گا جزیرہ اگرچہ چھوٹا سا ہے مگر بے
حد سرسبز ہے یقیناً یہاں پھلوں کے درخت بھی ہوں گے اس قسم کا
جزیرہ بے آباد نہیں رہ سکتا۔
ماریا کہنے لگی۔

ابھی وہاں پہنچ کر پتہ چل جاتا ہے۔
تھوڑی دیر بعد بادبانی جہاز جزیرے کے ساحل سے تھوڑی دور ریت
میں پھنس کر رک گیا رفتار چونکہ اس کی بے حد کم تھی اس لئے وہ ٹوٹ
نہ سکا اگر رفتار تیز ہوتی تو اس کا ٹکڑے ہو جانا یقینی تھا جہاز کے رکتے
ہی عنبر نے ماریا سے کہا۔
ماریا بہن تم جہاز کے اندر ہی رہو۔ ہم دونوں چل کر پتہ کرتے ہیں کہ
جزیرے میں کوئی آبادی بھی ہے یا نہیں۔
جہاز جزیرے کے بالکل ساتھ کھڑا تھا بیچ میں تھوڑا سا سمندر آ گیا تھا
یہاں پانی گھٹنے گھٹنے تک تھا عنبر اور ناگ رسے کی مدد سے سمندر میں
اتر گئے ماریا جہاز کے اوپر کھڑی انہیں سمندر کے پانی میں سے ہو کر
جزیرے پر جاتے دیکھتی رہی وہ پانی میں سے گزر رہے تھے ایک
مدت کے بعد انہوں نے ساحل کی ریت پر قدم رکھا۔

ان کے دلوں میں عجیب طرح کی خوشی پیدا ہوگئی وہ ساحل کی ریت پھر
تھوڑی دور تک چلتے لگے سامنے ناریلوں کے جھنڈ اور جنگل شروع ہو
جاتا تھا ماریا جہاز کے جنگلے پر کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی عنبر اور ناگ نے
ہاتھ ہلا کر اسے خدا حافظ کہا اور جزیرے کے جنگل میں داخل ہو گئے وہ
جنگل میں چلتے چلتے کافی آگے نکل گئے جنگل ختم ہی نہیں ہوتا تھا راستہ
بڑا دشوار گزار تھا کہیں کوئی پگ ڈنڈی بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی
جہاں سے یہ خیال ہی پیدا ہو کر یہاں کوئی آبادی ہوگی اور لوگ اس
پگ ڈنڈی پر سے گزرتے ہوں گے کہیں کوئی جنگلی قبیلہ بھی دکھائی
نہیں دے رہا تھا۔

عنبر اور ناگ چلتے چلے گئے حقیقت یہ تھی کہ یہاں ایک آدم خور قبیلہ آباد
تھا اس قبیلے کے لوگوں نے عنبر اور ناگ اور ان کے جہاز کو جزیرے
کے ساتھ لگتے دیکھ لیا تھا اور اب وہ دونوں کو موقع دے رہے تھے کہ وہ

جنگل میں دور تک نکل جائیں اور جہاز سے دور ہو جائیں اور اس
مقام پر پہنچ جائیں جہاں آدم خور قبیلے والوں نے زمین میں ایک بہت
بڑا گڑھا کھود کر اوپر گھاس پھونس کی چھت ڈال رکھی تھی تاکہ وہ اس
کے اندر گر کر قید ہو جائیں اور پھر آدم خور بڑے مزے سے ان کو بھون
کر کھا جائیں۔

دوسری طرف دس بارہ آدم خور وحشی نیزے ہاتھوں میں لے کر سمندر
میں اتر گئے وہ سمندر کے اندر ہی اندر تیرتے ہوئے جہاز کے پاس
پہنچ گئے پچھلی طرف سے وہ جہاز کے اوپر چڑھ گئے ماریا اس وقت
اپنے کیبن میں بیٹھی آرام کر رہی تھی آدم خور وحشی جہاز کے عرشے پر آ
کر ادھر اُدھر تلاشی لینے لگے ماریا نے عرشے پر قدموں اور باتیں
کرنے کی آواز سنی تو باہر آ گئی کیا دیکھتی ہے کہ جزیرے کے وحشی
عجیب زبان میں باتیں کرتے ادھر اُدھر پھر رہے ہیں وہ ششدر رہ گئی

کہ جس جزیرے کو وہ لوگ بے آباد سمجھ رہے تھے وہاں وحشی آباد ہیں اور کتنے مکار ہیں کہ جہاز کے اوپر چپکے سے چڑھ آئے ہیں ماریا کا خیال ایک دم عنبر اور ناگ کی طرف چلا گیا کہ خدا جانے ان کا کیا حشر ہوا ہوگا، ظاہر بات تھی کہ ان کو بھی انہوں نے قید کر لیا ہوگا۔

ماریا کیبن سے نکل کر جہاز کے جنگلے کے پاس آ گئی یہاں ایک وحشی کپتان کے کیبن سے نکالی ہوئی ایک لکڑی کی صندوقچی کو توڑ رہا تھا ماریا نے سوچا کہ ان لوگوں کو خوف زدہ کرنا چاہیے خوفزدہ ہو کر یہ بھاگ جائیں گے ماریا نے زور سے چیخ ماری، وحشی اچھل کر سمندر میں گر پڑا۔ دوسرے آدم خور چیخ کی آواز سن کر عرشے کی طرف دوڑے۔ ماریا نے ایک اور چیخ ماری وحشی سہم کر ایک دوسرے کو تکنے لگے ماریا نے زمین پر سے ایک لکڑی اٹھا کر زور سے ایک وحشی کے سر پر دے ماری وہ سر کو پکڑ کر سمندر کی طرف بھاگا اور جنگلے پر سے کود گیا۔

ماریا نے اونچی چڑیلوں جیسی آواز میں کہا۔

بھاگو، بھاگو، بھاگو۔

آدم خور وحشی بے حد وہم پرست ہوتے ہیں انہوں نے جو ایک چڑیل کی آوازیں اور چیخیں سنیں تو ڈر گئے اور دیکھتے دیکھتے سمندر میں کود گئے اور جزیرے کی طرف تیرنے لگے اب ماریا نے سوچا کہ عنبر اور ناگ کا پتہ کرنا چاہیے کہ وہ بے چارے کس حال میں ہیں کہیں کسی مصیبت میں تو نہیں پھنس گئے۔؟

جاپانی بندرگاہ

ماریا نے جہاز کے اوپر سے رسہ لٹکایا اور سمندر میں اتر آئی۔
پانی گھٹنے گھٹنے تک تھا وہ سمندر کے پانی میں سے ہوتی ہوئی جزیرے
پر آگئی آدم خور بھاگ کر ناریل کے جھنڈوں میں غائب ہوگئے ماریا
نے جنگل میں اندازے کے مطابق اس طرف چلنا شروع کر دیا جس
طرف اس کے خیال میں عنبر اور ناگ گئے تھے جنگل کافی گھنا تھا
ناریلوں کے علاوہ دوسرے گنجان اور گھنے درخت اُگے ہوئے تھے
جھاڑیاں اتنی زیادہ تھیں کہ بڑی مشکل سے ماریا کو راستہ مل رہا تھا وہ
پودوں اور پتوں کو ادھر اُدھر کرتی آگے بڑھ رہی تھی وہ نظر تو نہیں آرہی
تھی مگر جہاں جہاں سے وہ گزر رہی تھی وہاں وہاں سے جھاڑیاں ادھر
اُدھر ہٹ رہی تھیں اس وقت اگر کوئی اسے دیکھ لیتا تو وہ ڈر کر بھاگ

جاتا کہ اگر وہاں آدمی کوئی نہیں ہے تو یہ جھاڑیاں اور پودے اپنے
آپ وہاں سے کیسے ہٹتے جا رہے ہیں۔
دوسری طرف عنبر اور ناگ بھی جنگل میں چلے جا رہے تھے مگر وہ بہت
دور تھے ان کے دائیں بائیں آدم خور جنگلی بھی چھپ کر چلے جا رہے
تھے تاکہ جوں ہی وہ دونوں گڑھے میں گریں انہیں فوراً قابو میں کر لیا
جائے عنبر اور ناگ باتیں کرتے چلے جا رہے تھے عنبر کہہ رہا تھا۔
یہاں کہیں بھی کوئی جنگلی نہیں رہتا، حد ہوگئی۔ ایسا جزیرہ بے آباد تو
نہیں رہ سکتا۔
ناگ بولا۔
میں بھی حیران ہوں۔
عنبر نے کہا۔
میرا خیال ہے ہمیں اس جزیرے پر کچھ دور ٹھہر جانا چاہیے یہاں پانی

کے چشمے ہیں اور پھل دار درخت بھی ہیں ہم یہاں کچھ روز آرام
کرنے کے بعد آگے چل پڑیں گے۔

ناگ کہنے لگا۔

مگر یہاں سے آگے کہاں جائیں گے؟ ہمیں تو سمندری راستے کا
کوئی بھی علم نہیں ہے۔

عنبر بولا۔

ہم یہاں بھی ساری زندگی نہیں رہ سکتے آخر ایک نہ ایک دن یہاں
سے کوچ کرنا ہی پڑے گا۔

اسی طرح باتیں کرتے کرتے وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں آدم خوروں
نے زمین کے اندر گڑھا کھود کر اوپر گھاس ڈال رکھا تھا وہ بے خیالی
میں چلتے جا رہے تھے ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہاں ان
کے لئے کوئی جال بچھایا گیا ہے جب وہ خطرناک جگہ پر پہنچے تو ایک

دم گڑھے کے اندر گر پڑے۔

نیچے گرتے ہی وہ اٹھے اور ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھنے لگے۔

یہاں ضرور وحشی لوگ رہتے ہیں۔

ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے انہوں نے جنگلی جانور پکڑنے کے لئے یہ جال بچھایا ہو
گا جس میں گر کر ہم پھنس گئے۔

عنبر بولا۔

یہاں کون سے جنگلی جانور ہیں؟ اور پھر اتنا بڑا جنگلی جانور تو کوئی بھی
یہاں نہیں ہوگا جتنا بڑا یہ گڑھا کھودا گیا ہے۔

ناگ نے کہا۔

تمہارا مطلب ہے کہ یہ جال ہمیں پھانسنے کے لئے بچھایا گیا تھا؟

میرا تو یہی خیال ہے۔

ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ گڑھے کے اوپر آدم خور وحشی تیر کمان
اور نیزے لے کر نمودار ہو گئے وہ قہقہے لگا رہے تھے اور رقص کر رہے
تھے ایک دم سے چھ سات وحشی گڑھے میں کود پڑے اور انہوں نے
عنبر اور ناگ کو رسیوں میں جکڑ کر باہر نکال لیا وحشیوں کے سردار نے
گونج دار آواز میں کہا۔

ان کو جھونپڑوں کے باہر لے آؤ۔

وحشی عنبر اور ناگ کو گھسیٹتے ہوئے جنگل کے درمیان ایک ایسی جگہ لے
آئے جہاں آدم خوروں کے جھونپڑے تھے ان دونوں کو درختوں کے
ساتھ باندھ دیا گیا اور ان کے ارد گرد لکڑیاں چن دیں عنبر سمجھ گیا کہ یہ
آدم خور ہیں اور انہیں بھون کر کھانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

عنبر نے کہا۔

ناگ تم کیا سوچ رہے ہو؟ اس وقت اپنی جون بدلو گے جب ہمارے

ارد گرد آگ لگا دی جائے گی۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

مجھے ان آدم خور وحشیوں پر رحم آ رہا تھا سوچ رہا تھا کہ شاید انہیں عقل
آ جائے اور یہ ہمیں جلانے سے باز آ جائیں۔

عنبر نے کہا۔

پاگل ہو گئے ہو کبھی وحشی انسان کو بھی عقل آ سکتی ہے جلدی سے سانپ
کی جون بدلو۔ میں تو زندہ رہوں گا تم جل جاؤ گے۔

ناگ بولا۔

بہت بہتر میں ابھی ان لوگوں کو اس گستاخی کا مزہ چکھاتا ہوں۔

یہ کہہ کر ناگ نے زور سے لمبا سانس کھینچا جب اس نے سانس باہر
نکالا تو وہ سیاہ کالا سانپ بن گیا تھا وحشی آدم خوروں نے جب دیکھا
کہ درخت کے پاس آدمی کی جگہ سانپ آ گیا ہے تو وہ بڑے بڑے

ڈیلے پھاڑ کر تکنے لگے۔

سردار نے کہا۔

یہ جادوگر ہیں۔ یہ جادوگر ہیں ان کو آگ لگادو۔ سانپ کا سر کچل دو۔

لیکن سانپ سب کچھ سن رہا تھا سانپ نے آگے بڑھ کر ایک آدم خور کو ڈس دیا اور وہ اسی جگہ گرا اور گرتے ہی مر گیا دوسرے وحشی پرے پرے ہٹ گئے سانپ پھنکارتا ہوا ان کی طرف آیا۔

سردار تلوار لے کر سانپ کی طرف بڑھا، سانپ جلدی سے جھاڑیوں کے پیچھے غائب ہو گیا۔

سردار نے چیخ ماری۔

اس شخص کو آگ لگادو، یہ بھی جادوگر ہے۔

وحشی آدم خور پتھر رگڑ کر لکڑیوں کو آگ لگانے لگا اس عرصے میں ماریا بھی وہاں پہنچ گئی تھی اس نے جب عنبر کو درخت کے ساتھ بندھے اور

آدم خور کو آگ لگاتے دیکھا تو بھاگ کر وہاں آئی اور آگ لگانے والے آدم خور کے سر پر پتھر اٹھا کر زور سے مارا۔ آدمخور سر پکڑ کر چکرایا اور زمین پر تڑپنے لگا دوسرے وحشی کو ماریا نے تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ اس کی گردن کٹ کر الگ جا گری اب تو باقی وحشی ڈر گئے مگر سردار نے حکم دیا کہ درخت کے ساتھ بندھے ہوئے جادوگر کے ٹکڑے اڑا دیے جائیں۔

جوں ہی وحشی عنبر کی طرف بڑھے ماریا نے دو آدمیوں کو اسی جگہ ڈھیر کر دیا سانپ نے پیچھے سے آ کر باقی دو آدم خوروں کو ڈس کر ہلاک کر دیا وہاں ایک پل کے اندر اندر چھ سات آدم خوروں کی لاشیں بچھ گئیں ماریا نے سردار کے قریب جا کر تلوار کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی۔

اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو تمہاری گردن تن سے جدا کر دی جائے گی میں اس جزیرے کی روح ہوں چلو چل کر اس شخص کو اپنے ہاتھ سے

کھولو۔

سردار تھر تھر کانپنے لگا کیوں کہ اسے آواز تو آ رہی تھی مگر شکل دکھائی نہیں
دے رہی تھی وہ جنگل کی روح سے ڈرنے لگا تھا۔

جزیرے کی مقدس روح، مجھے معاف کر دے میں ابھی جا کر اس شخص
کو آزاد کرتا ہوں۔

سردار نے آگے بڑھ کر عنبر کو آزاد کر دیا دوسری جانب سے ناگ بھی
اصلی روپ دھار کر وہاں آ گیا ماریا پرے ہٹ کر بیٹھ گئی۔

عنبر نے سردار سے کہا۔

تم احمق سردار ہو۔ اب تمہیں معلوم ہو چکا ہوگا کہ اس جزیرے کے
مالک ہم لوگ ہیں اگر ہم چاہیں تو تم سب وحشیوں کو ایک پل میں ختم
کر سکتے ہیں مگر ہم نے تمہیں معاف کیا۔

آدم خوروں کے سردار نے عنبر اور ناگ کے سامنے سر جھکا دیا۔

اے مقدس دیوتاؤ اس جزیرے کے قبیلے کا سردار تمہیں سلام کرتا ہے
ہم تمہارے غلام ہیں تم جیسا حکم کرو گے ہم ویسا ہی کریں گے۔

سردار کو سر جھکائے دیکھ کر باقی وحشیوں نے بھی سر جھکا دیے اور عنبر اور
ناگ کی شان میں نعرے لگائے اتنی دیر میں وہ وحشی بھی پہنچ گئے جن کو
ماریا نے جہاز سے مار بھگایا تھا انہوں نے بھی آ کر بتایا کہ جہاز پر کوئی
روح آ گئی ہے۔

عنبر نے سردار سے کہا۔

ہم اپنے جہاز کے ساتھ ادھر آ نکلے ہیں ہمارے جہاز پر روحوں کے
دیوتاؤں کا بسیرا ہے ہم لوگ دیوتا ہیں ہمارے ساتھ اس جزیرے کی
روح بھی ہے۔

سردار نے ادب سے کہا۔

ہم جزیرے کی روح اور تمام دیوی دیوتاؤں کو سلام کرتے ہیں

ہمارے لئے جو حکم ہے ہمیں بتاؤ ہم اس پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھیں گے
عنبر اور ناگ کی وحشیوں نے بڑی زبردست دعوت کی۔
زمین پر کیلے کے پتے بچھا کر ان پر قسم قسم کے لذیذ اور میٹھے جنگلی پھل
چن دیے گئے ماریا بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی انہوں نے بڑے
مزے سے دعوت اڑائی بعد میں جنگلی لوگوں نے اپنے رقص پیش کیے
شام ہونے سے پہلے عنبر اور ناگ ماریا کو ساتھ لے کر جہاز پر واپس آ
گئے سردار بھی ان کے ساتھ ہی جہاز تک آیا عنبر نے سردار کو جہاز میں
بلا لیا اور کیبن میں لے جا کر اسے گرم گرم قہوہ پلایا اور کہا۔
دیکھو سردار، ہم کسی نہ کسی طرح سمندر میں راستہ بھول گئے ہیں ہمیں
یہ بتا دو کہ یہ جگہ کون سی ہے؟ یہ جزیرہ کس مقام پر ہے اور یہاں سے
جاپان کا ملک کتنی دور ہے۔؟
عنبر کی یہ بات سن کر سردار ہنس پڑا۔

مقدس لوگو، تم بڑے بھولے ہو تم لوگوں نے اگر جاپان کی طرف سفر
کرنا ہے تو پھر تم بالکل ٹھیک راستے پر جا رہے ہو ایک طرح سے تم
جاپان کے سمندر میں داخل ہو چکے ہو ہمارا جزیرہ جاپان کے ملک کا
سب سے پہلا جزیرہ ہے مگر یہ بے آباد ہے یہاں سے جاپان زیادہ
دور نہیں ہے۔
عنبر اور ناگ خوشی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو کیا وہ جاپان کے
سمندر میں پہنچ گئے تھے ماریا بھی بڑی خوش ہوئی ناگ نے پوچھا۔
بادبانی جہاز پر ہم سفر کریں تو کتنی دیر میں جاپان پہنچ جائیں گے۔
سردار نے کہا۔
اگر آپ لوگ دن رات سفر کرتے رہیں اور ہوا موافق رہی تو آپ
چوتھے روز صبح کو جاپان کی سب سے بڑی بندرگاہ کیوشو پہنچ جائیں گے
۔

یہ خبر سن کر انہیں بڑی خوشی ہوئی کہاں تو انہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ
کہاں جا رہے ہیں اور خدا جانے ابھی انہیں کتنے عرصے اور سمندر
میں بھٹکنا پڑے گا اور اب انہیں یہ خوش خبری سنائی گئی کہ وہ چار روز
کے بعد اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔

دوسری رات انہوں نے اپنے جہاز پر سردار اور اس کے ساتھیوں کی
دعوت کی جہاز پر سبز کیلے کے پتے بچھا کر وہاں کھانے اور پھل سجا
دیے گئے وحشیوں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا ماریا نے کچھ کھانے خود
پکائے تھے آدھی رات تک یہ محفل جاری رہی پھر ایک ایک کر کے
سارے لوگ واپس جزیرے پر چلے گئے جہاز پر عنبر اور ناگ اور ماریا
رہ گئے ان کا خیال صبح کو وہاں سے سفر کرنے کا تھا دن چڑھا تو عنبر نے
سردار سے مل کر جہاز پر پانی اور پھل کا اتنا ذخیرہ رکھوالیا جو ان کے
لئے مہینہ بھر کافی تھا صرف اس خیال سے کہ اگر ایسا اتفاق ہو گیا کہ

طوفان کی وجہ سے جہاز بھٹک گیا تو انہیں پانی وغیرہ مل جایا کرے۔
جہاز کے بادبان کھول دیے گئے۔

عنبر اور ناگ نے سردار سے ہاتھ ملایا سردار اور اس کے ساتھیوں نے
جھک کر سلام کیا لنگر اٹھا دیا گیا لنگر کے اٹھتے ہی بادبانوں میں ہوا بھر
گئی اور جہاز جزیرے کے ساحل سے کھلے سمندر کی طرف بڑھنے لگا
وحشی لوگ جزیرے کی ریت پر رقص کر رہے تھے اور ہاتھ اٹھا کر
سلام کر رہے تھے جب تک عنبر اور ناگ کو وحشی نظر آتے رہے وہ رقص
کرتے رہے اس کے بعد وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے اور جہاز کھلے
سمندر میں آ گیا۔

کھلے سمندر میں آتے ہی انہوں نے جہاز کو سورج کے حساب سے
ایک خاص رخ پر ڈال دیا اس کا حساب وحشیوں کے سردار نے عنبر کو
بتایا تھا بادبانوں کی رسیاں ایک خاص حد تک کھینچنے سے جہاز مشرق کی

طرف۔سمندر کے اس علاقے کی طرف روانہ ہو گیا جدھر جاپان کا
ساحل تھا سارا دن جہاز چلتا رہا موسم بڑا خوشگوار تھا دھوپ خوب چمک
رہی تھی۔سمندر بڑا پرسکون تھا جہاز ایک خاص رفتار کے ساتھ آگے
بڑھتا چلا جا رہا تھا ماریا عنبر اور ناگ جہاز کے عرشے پر بیٹھے ہوئے
تھے۔سمندر کا نظارہ بھی کر رہے تھے اور باتیں بھی کر رہے تھے ناگ نے
کہا۔

میرا خیال ہے کہ اگر موسم خوشگوار رہا اور سمندر پرسکون رہا تو ہم
تیسرے روز جاپان کی بندرگاہ کیوشو میں ہوں گے۔

مجھے یقین ہے کہ موسم خوشگوار ہی رہے گا عام طور پر ان دنوں طوفانوں
کا زور تھم جایا کرتا ہے جو طوفان آتے تھے وہ آ چکے۔

ماریا نے کہا۔

سوال یہ ہے کہ ہم جاپان جا کر کہاں قیام کریں گے۔؟

عنبر ہنس پڑا۔

ہماری بہن بھی کتنی بھولی ہے بھئی پہلے ہمیں یہ بتاؤ کہ کبھی سفر پر جاتے
ہوئے یا کسی نئے ملک میں داخل ہوتے ہوئے ہم نے یہ سوچا ہے کہ
وہاں جا کر کہاں ٹھہریں گے اور کس جگہ رات بسر کریں گے؟

ناگ بولا۔

وہ سفر ہی کیا جس میں پہلے ہی یہ طے کر لیا جائے کہ کہاں جا کر ٹھہرنا
ہے اور کس جگہ جا کر رات بسر کرنی ہے کس مقام پر جا کر رات کا کھانا
کھانا ہے سفر کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ بس چلتے چلے جاؤ جہاں رات
پڑے سو جاؤ، جہاں دن چڑھے اٹھ کر پھر سفر شروع کر دو۔

ماریا نے کہا۔

یہ تو ٹھیک ہے مگر شاید آپ لوگ بھول گئے ہیں کہ جاپان جادوگروں کا
ملک ہے وہاں بڑے بڑے جادوگر رہتے ہیں اور وہاں قبیلوں کی

بادشاہت ہے ایسے بادشاہ حکومت کرتے ہیں جو ایک شہر کے ملک
میں رہتے ہیں غریبی بے حد ہے اور ڈاکو بھی قدم قدم پر ملتے ہیں۔

عنبر پھر ہنس پڑا۔

تو کیا ہوا بہن! کیا ہمیں پہلے کبھی ڈاکوؤں اور ظالم بادشاہوں سے پالا
نہیں پڑا؟ یہ باتیں تو ہم کرتے ہی آئے ہیں ہمارا مقصد جاپان کی
سیر کرنا وہاں گھوم پھر کر وہاں کی تاریخ سے واقف ہونا وہاں کے لوگوں
سے مل جل کر اس ملک کے لوگوں کے حالات معلوم کرنا ہے اور
بس........ ہمیں جادوگروں سے بھلا کیا کام؟

ماریا نے کہا۔

ہمیں تو جادوگروں سے کوئی کام نہیں ہوگا، مگر وہ ہمارا پیچھا ضرور کریں
گے ہوسکتا ہے کسی جادوگر کو اپنے جادو کے زور سے معلوم ہو جائے کہ
ہم تینوں خفیہ طاقت رکھتے ہیں پھر وہ ہماری جان کے دشمن بن سکتے

ہیں۔

اری پگلی ہماری جان کے دشمن بن کر وہ کیا کرلیں گے جہاں تک میرا
خیال ہے انہیں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

ناگ بولا۔

یہ تو بالکل سچی بات ہے مگر سنا ہے کہ جاپان کے جادوگر بڑے
زبردست ہوتے ہیں۔

تو کیا ہوا ہم بھی بڑے زبردست ہیں اس لئے کہ ہم میں جرات اور
بہادری بھی ہے اور بہادری کے آگے کسی جادوگر کا جادو کبھی نہیں چلا
کرتا، جادو چلتا ہی کمزور پر ہے بہادر اور دلیر آدمی پر جادو کا ذرا سا بھی
اثر نہیں ہوتا۔

ایسی ہی باتیں کرتے دن گزر گیا، پھر دوسرا اور تیسرا دن بھی گزر گیا
تیسرے روز وہ سو گئے چوتھے روز وہ سو کر اٹھے تو خوشی سے اچھل

پڑے کیونکہ دور افق کے پاس جاپان کا ساحل دکھائی دے رہا تھا ان کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا وہ ایک مدت کی در بدری کے بعد آخر اپنی منزل پر پہنچ گئے تھے یہ ساحل جاپان کی سب سے بڑی اور مشہور بندرگاہ کیوشو کا تھا دوپہر کے وقت وہ کیوشو کی بندرگاہ میں داخل ہو گئے۔

ملکہ کی روح

وہ اپنا جہاز لے کر بندرگاہ میں نہیں آ سکتے تھے۔

اس طرح وہاں حکومت کے سپاہیوں کو ان پر شک پڑ سکتا تھا کہ وہ اکیلا

وہ تندرست نہیں ہوا تھا۔

بادشاہ نے اپنے بیٹے کو شہر سے دور ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک محل میں رکھا تھا یہاں کھلی آب و ہوا میں وہ بستر پر پڑا رہتا بادشاہ کی ملکہ مر چکی تھی پہاڑی کے محل پر شہزادہ زندگی کے دن پورے کر رہا تھا حکیموں نے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ بس اب چند دن کا مہمان ہے اور جلد مر جائے گا بادشاہ کو اپنے بیٹے کا بے حد غم تھا اس کے مرنے کے بعد سلطنت سنبھالنے والا کوئی نہ تھا بادشاہ کا ایک وزیر تھا یہ وزیر بڑا مکار اور سازشی تھا دراصل شہزادے کو بیماری بھی اسی وزیر کی وجہ سے لگی تھی وزیر نے فوج کے سپہ سالار کو بھی نارمل کر رکھا تھا سپہ سالار کو اس نے یہ لالچ دیا تھا کہ وہ اسے اپنا وزیر بنا لے گا اور اس کے بیٹے کو سپہ سالار بنا دے گا جس وقت عنبر اور ناگ وغیرہ کیوشو میں داخل ہوئے تو وہاں کا بادشاہ غم زدہ تھا شہزادہ پہاڑی والے ٹیلے پر موت اور زندگی کے

درمیان جنگ کر رہا تھا اور وزیر اسے کھانے میں برابر زہر کھلا رہا تھا۔

عنبر اور ناگ کے پاس سونے کی اشرفیاں تھیں اس لئے وہ شہر کی ایک سرائے میں اتر گئے یہاں انہوں نے اپنے لئے ایک شاندار کمرہ لیا جہاں بستر جما لیا رات کو سو کر اٹھے تو بڑے تازہ دم تھے سفر کی ساری تھکان اتر چکی تھی وہ دونوں شہر کی سیر کو نکل آئے ماریا کو انہوں نے کمرے میں ہی چھوڑ دیا ماریا خود بھی باہر نہیں نکلنا چاہتی تھی اس کے سر میں ابھی تک جہاز کے سمندری سفر کی وجہ سے ہلکے ہلکے چکر آ رہے تھے۔

کیوشو شہر کے بازار اور گلی کوچے کافی حد تک ملک چین سے ملتے جلتے تھے فرق صرف اتنا تھا کہ یہاں زبان دوسری بولی جاتی تھی اور چین کی طرح یہ شہر صاف ستھرا نہیں تھا یہاں گندگی بہت تھی گلیوں میں صفائی کا کوئی خاص بندوبست نہیں تھا مکان بھی پرانے اور بوسیدہ سے تھے

لوگ البتہ بڑے خوش خوش تھے اور اچھے اخلاق سے پیش آتے تھے غریبی بھی بہت زیادہ تھی دونوں بھائی سیر کرتے کرتے شہر سے باہر آ گئے یہاں ایک جھیل تھی جس میں ایک کشتی پڑی تھی عنبر اور ناگ کشتی میں سوار ہو گئے اور جھیل کی سیر کرنے لگے سیر سے فارغ ہو کر وہ جھیل سے باہر آ گئے عنبر نے کہا۔

جھیل بڑی خوب صورت ہے ناگ بھائی دیکھو اس میں کتنے بے شمار کنول کے پھول کھلے ہیں۔

ہاں عنبر، اس کا پانی بھی گہرا نیلا ہے مگر وہ عمارت کون سی ہے؟ ناگ نے ایک طرف اشارا کیا۔

جھیل کے پاس ہی ذرا فاصلے پر ایک جگہ ٹوٹا ہوا گنبد سا بنا ہوا تھا عنبر اور ناگ اس پرانی عمارت کے پاس آ گئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی زمانے میں کوئی پرانا قلعہ ہو گا دیواریں گر چکی تھی صرف ایک گنبد اور

اس کے ٹوٹے پھوٹے دو چار ستون باقی رہ گئے تھے جگہ جگہ پرانی اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر پڑے تھے۔

عنبر نے کہا۔

کوئی تاریخی عمارت معلوم ہوتی ہے۔

ناگ بولا۔

ہاں، جاپان کی تاریخ بھی کافی پرانی ہے۔

وہ گنبد کے نیچے آ گئے یہاں سنگ مرمر کا فرش ایک جگہ سے اکھڑا ہوا تھا یہاں بے شمار جنگلی جھاڑیاں اور پودے اگے ہوئے تھے عنبر نے سنگ مرمر کے ٹوٹے ہوئے فرش کو دیکھ کر کہا۔

یہ بڑا قیمتی پتھر ہے ناگ، میں نے اس قسم کا پتھر قدیم مصر کے شاہی محلوں میں دیکھا ہے۔

ناگ نے ایک پتھر اٹھایا تو دوسرا پتھر ذرا سا کھسک گیا اس نے دوسرا

پتھر اٹھایا تو وہاں ایک سوراخ سا دکھائی دیا۔

ناگ نے کہا۔

یہ سوراخ کیسا ہے؟ معلوم ہوتا ہے یہاں کوئی خفیہ غار ہے۔

عنبر بولا۔

مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔

انہوں نے پتھروں کو پرے ہٹایا تو نیچے پتھر کی پرانی سیڑھیاں کسی نامعلوم تہہ خانے کو اتر رہی تھیں۔

ارے یہاں تو سیڑھیاں ہیں ضرور اس کے نیچے کوئی خفیہ غار یا تہہ خانہ ہے کیا خیال ہے نیچے چل کر دیکھا جائے؟

ناگ نے کہا۔

بھائی اس کی کیا ضرورت ہے ماریا سرائے میں بیٹھی ہے ہم خواہ مخواہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو گئے تو ماریا کے لئے مشکل ہو جائے گی

اجنبی دیس ہے وہ یہاں اکیلی رہ جائے گی پھر کسی وقت آ کر اسے دیکھیں گے۔

عنبر بولا۔

جیسے تمہاری مرضی۔

انہوں نے اسی طرح غار کے اوپر سنگ مرمر کی سلیں رکھ دیں اور واپس سرائے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

ادھر ماریا کمرے میں اکیلی لیٹی ہوئی تھی کمرہ سارے کا سارا خالی تھا وہ چونکہ غائب تھی اس لئے لیٹی ہوئی نظر ہی نہیں آ رہی تھی اب ہوا یہ تھا کہ سرائے میں اترنے کے ساتھ ہی وہاں کے دو مشہور چوروں کو خبر مل گئی تھی کہ سرائے میں دو بڑے سوداگر اترے ہیں جن کے پاس سونے کی اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا ہے چوروں نے سرائے کے نوکر سے بات کی اور کہا۔

ہم تمہیں سونے کی دس اشرفیاں دیں گے ہمیں وہ کمرہ بتاؤ جہاں ملک چین سے آئے ہوئے سوداگر اترتے ہیں۔

نوکر چوروں کو اس کمرے کے باہر لے گیا جس کے اندر ماریا لیٹی ہوئی تھی نوکر چلا گیا چوروں نے لوہے کی لمبی سلاخ ڈال کر دروازے کی کنڈی کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔

ماریا تو حیرانی سے ان دونوں چوروں کو دیکھتی رہ گئی وہ انہیں پوچھ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ کون ہیں اور کیا کرنے آئے ہیں ویسے اتنا وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ دونوں چور ہیں اور چوری کی نیت سے اندر آئے ہیں

چوروں نے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا ایک چور نے کہا۔

جلدی سے یہ معلوم کرو کہ سونے کی اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا کہاں ہے؟

ابھی معلوم کیے دیتا ہوں۔

اور دوسرے چور نے عنبر اور ناگ کے مختصر سے سامان کو الٹ پلٹ کرنا شروع کر دیا ماریا یہ سب کچھ کونے میں چٹائی پر لیٹی دیکھتی رہی اور خاموش رہی پہلے والے چور نے کہا۔

یار جلدی سے پتہ کرو اشرفیاں کہاں ہیں اگر یہ دیر ہو گئی تو سوداگر واپس آ جائیں گے اور ہمارے لئے بڑی مشکل پیدا ہو جائے گی۔

دوسرا چور بولا۔

یار کیا کروں کم بختوں نے اشرفیاں معلوم نہیں کس جگہ چھپا رکھی ہیں۔

پھر اس نے ایک صندوق کو الٹا کیا تو اندر سے اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا باہر آن گرا چوروں کی باچھیں کھل گئیں انہوں نے خوش ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

وہ مارا استاد.........اشرفیاں تو مل گئیں چلو اب یہاں سے بھاگ چلو۔

وہ اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا اٹھا کر وہاں سے بھاگنے ہی والے تھے
کہ ماریا اٹھ کر کھڑی ہوگئی اس کے ہاتھ میں پیتل کا ایک بھاری
گلدان تھا اس نے پیچھے سے آ کر گلدان زور سے ایک چور کے سر پر
دے مارا چور نے بوکھلا کر پیچھے دیکھا پیچھے کچھ نہیں تھا ماریا نے
دوسرے چور کے سر پر بھی زور سے گلدان دے مارا دونوں سر کو پکڑ کر
ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

ایک چور نے دوسرے سے کہا۔

یہ کیا............یہ کیا ہو رہا ہے استاد۔

بھوت.........یہاں بھوت ہیں۔

ماریا نے زور سے چیخ مار کر کہا۔

میں تم دونوں کو کچا کھا جاؤں گی کچا چبا جاؤں گی۔

یہ آواز تو ان چوروں پر بجلی بن کر گری۔

بھاگو..........بھوت..........بھوت.........بھوت......

اور دونوں چور اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلا اسی کمرے کے فرش پر پھینک
کر دروازہ کھول کر ایسے بھاگے کہ پھر پلٹ کر دیکھا بھی نہیں ماریا نے
اشرفیوں والا تھیلا اٹھا کر دوبارہ صندوق میں رکھ دیا اور دروازے کو بند
کر کے چٹائی پر لیٹ گئی وہ عنبر اور ناگ کا انتظار کرنے لگی۔

عنبر اور ناگ اس وقت سرائے کے مالک کے پاس بیٹھے اس کے کیوشو
کے بارے میں باتیں کر رہے تھے سرائے کے مالک نے بتایا کہ کیوشو
ایک خوب صورت شہر ہے اور بادشاہ کی نیکی اور اچھے سلوک کی وجہ سے
لوگ بڑے خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں عنبر نے پوچھا۔

شہر سے باہر جو ایک پرانا کھنڈر ہے وہ کس عمارت کا ہے؟

سرائے والے نے کہا۔

وہ.......وہ جھیل کے کنارے ہے؟

ہاں ہاں وہی۔

سرائے والا بولا۔

وہ ایک بڑی پرانی عمارت ہے کہتے ہیں کسی زمانے میں وہاں ایک
عالی شان محل ہوتا تھا جہاں کیوشو کی ملکہ اپنے بادشاہ کے ساتھ رہتی تھی
پھر ایسا ہوا کہ سنگدل وزیر نے بادشاہ کو قتل کر کے اس کی لاش تہہ خانے
میں دفن کر دی اور خود تخت پر قبضہ کر لیا اس نے ملکہ کو بھی قید کر کے اسی
تہہ خانے میں ڈال دیا اور دروازہ باہر سے بند کر دیا بے چاری
دکھیاری ملکہ نے اپنی ساری زندگی بادشاہ کی قبر پر گزار دی اور آخر ایک
دن اس قبر کے پاس مر گئی وزیر کے حکم سے ملکہ کی لاش کو تہہ خانے میں
بادشاہ کی قبر کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا آج بھی کہتے ہیں کہ چاندنی
راتوں میں کبھی کبھی ملکہ کی روح کے رونے کی آوازیں آتی ہیں۔
وہاں اب سوائے چوروں ڈاکوؤں کے اور کوئی نہیں جاتا۔

ناگ نے پوچھا۔

کیا یہ سچ ہے۔

سرائے کا مالک بولا۔

ہم یہی سنتے آئے ہیں لوگ ادھر جاتے ہوئے ڈرتے ہیں مگر کچھ
لوگوں نے اپنے کانوں سے وہاں چاندنی رات میں ملکہ کے رونے
کی آوازیں سنی ہیں۔

عنبر نے کہا۔

بڑی دردانگیز کہانی ہے بے چاری ملکہ کے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے۔

سرائے کے مالک نے بتایا۔

ہاں اور اب بھی شاید یہی کہانی دہرائی جا رہی ہے اب بھی کیوشو کی ملکہ
مر گئی ہے وزیر نے اسے مروا دیا ہے اور اب وہ بوڑھے بادشاہ اور اس
کے شہزادے کو مروا رہا ہے ان دونوں کو زہر دے رہا ہے تا کہ وہ آہستہ

آہستہ مر جائیں کسی کو شک بھی نہ ہو اور وہ زبردستی تخت پر قبضہ کر کے
گدی سنبھال لے

ناگ نے پوچھا۔

کیا بادشاہ کو اس سازش کی خبر نہیں ہے۔

بے چارا بادشاہ بے حد نیک اور بھولا ہے اسے کیا خبر ہو سکتی ہے کہ اسے
اور اس کے لخت جگر کو کھانے میں آہستہ آہستہ زہر دی جا رہی ہے دیوتا
ہم پر رحم کریں۔

سرائے کا مالک اپنے کام میں لگ گیا عنبر اور ناگ کو ریاست کیوشو کے
شاہی محل کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گیا تھا وہ دونوں وہاں سے
اٹھ کر اپنے کمرے میں آئے تو ماریا نے انہیں بتایا کہ چور دروازہ توڑ
کر اندر داخل ہو گئے تھے اور اشرفیاں چرا کر لے جانے والے تھے کہ
اس نے انہیں گلدان مار مار کر بھگا دیا عنبر اور ناگ بڑا ہنسے اور ماریا کی

بہادری کی داد دینے لگے پھر انہوں نے ماریا کو جھیل کنارے والے
گنبد اور بادشاہ کے بارے میں جو کچھ سنا تھا وہ سب بتا دیا، ماریا نے
ملکہ کی دکھی روح کے بارے میں سن کر درد بھرے لہجے میں کہا۔

جی چاہتا ہے اب کے چاندنی رات میں جا کر ملکہ کی روح سے
ملاقات کروں۔

اچھا بھئی۔ اب تو کھانے کا وقت ہو گیا ہے پھر سوچیں گے! لیکن ماریا
نے فیصلہ کر لیا کہ وہ چاندنی رات میں گنبد کے کھنڈر میں جا کر مری
ہوئی ملکہ کی غمگین روح سے ضرور ملاقات کرے گی۔

ا۔ سرائے کے پاس ایک جھیل کے کنارے پرانے محل سے آدھی رات
کو کسی ملکہ کی روح کے رونے کی آواز آئی تو ماریا نے آدھی رات کو اس

ویران محل کا رخ کیا۔

۲۔اندھیرے میں قبر کے سرہانے ایک روح بال کھول کر بیٹھ جاتی ہے اور ماریا اس سے باتیں کرتی ہے۔

۳۔دراصل یہ ملکہ ایک زہریلی ناگن تھی جس نے انسان کا روپ بدل رکھا تھا۔

اور اس نے کس کس سے کیا کیا انتقام لیا یہ سب کچھ جاننے کے لئے اس ناول کی اگلی قسط کے تیسویں حصے ''سمندر میں لاش'' میں ملاحظہ کیجئے۔

ختم شد

عنبر ناگ ماریا
سمندر میں لاش
قسط نمبر (۳۰)
اے حمید
princeofdhamp@urdufanz.com

UrduRasala.com کا پیغام

فہرست

سنو پیارے بچو!

سمندری ڈاکوؤں سے بچ کر یہ لوگ کیوشو شہر کی بندرگاہ پر ایک سرائے
میں اترے ہیں اس سرائے کے پاس ہی ایک جھیل ہے جس کے
کنارے پر ایک پرانا محل ہے کہتے ہیں کہ اس محل میں آدھی رات کو
کسی ملکہ کی روح آ کر رویا کرتی ہے ماریا آدھی رات کو اس ویران محل
میں جاتی ہے اندھیرے میں ایک روح وہاں آ کر روتی ہے ایک قبر
کے سرہانے وہ بال کھول کر بیٹھ جاتی ہے ماریا اس روح سے باتیں
کرتی ہے ادھر کیوشو کا بوڑھا نواب مرنے والا ہے ملکہ اسے زہر دے
رہی ہے کیونکہ وہ ملکہ نہیں بلکہ ایک زہریلی ناگن ہے جس نے انسان
کا روپ بدل رکھا ہے۔

مقبرے کی آواز

جاپان پر ایک نیک دل حکمران کی حکومت تھی۔

بادشاہ ایک رحم دل انسان تھا مگر اس کا وزیر بے حد مکار اور بے رحم
انسان تھا وہ بادشاہ اور اس کے بیٹے کو مار کر خود تخت و تاج پر قبضہ کرنا
چاہتا تھا اس نے سپہ سالار اور شاہی محل کے خانساماؤں کو اپنے ساتھ
ملا رکھا تھا وہ بادشاہ اور شہزادے کو کھانے میں ایک ایسا زہر دے رہا تھا
جس سے آدمی آہستہ آہستہ مرتا ہے اور کسی کو شک بھی نہیں ہوتا کہ
اسے زہر دیا گیا ہے شہزادہ بیمار ہو کر کیوشو شہر سے دور ایک پہاڑی کے
محل میں بستر پر پڑا تھا اور بوڑھا بادشاہ اپنے شاہی محل میں بیمار رہنے
لگا تھا۔

جس وقت عنبر اور ناگ اور ماریا جاپان کے مشہور شہر کیوشو کی سرائے میں
اترے تو اس وقت نیک دل بوڑھے جاپانی بادشاہ کا چراغ گل ہو رہا

تھاوزیر بڑا خوش تھا کہ اب وہ سلطنت کا بادشاہ بن جائے گا اور تخت پر
اس کا قبضہ ہو جائے گا سپہ سالار کو اس نے یہ لالچ دے کر ساتھ ملا رکھا
تھا کہ وہ اسے اپنا وزیر بنا لے گا اور اس کے بیٹے کو فوج کا سپہ سالار بنا
دے گا یہ سازش شاہی محل کے اندر ہی اندر پروان چڑھ رہی تھی اور
رعایا کو اس کی کانوں کان خبر نہیں تھی رعایا اپنے بادشاہ اور شہزادے
سے بڑا پیار کرتی تھی ان کی بیماری سے لوگ بڑے اداس تھے وہ اسے
ایک قدرتی بیماری سمجھ رہے تھے جس کا علاج شاہی حکیموں کے پاس
بھی نہیں تھا وزیر نے بڑی مکاری سے کام لیتے ہوئے شہر میں یہ بات
مشہور کرا دی تھی کہ بادشاہ اور شہزادہ کسی خطرناک روگ میں مبتلا ہو
گئے ہیں اندر اندر سے وہ دونوں کو زہر کھلا رہا تھا اور اوپر اوپر سے جھوٹی
ہمدردی جتانے کے لئے ملک کے مندروں بھی دیوتاؤں کے سامنے
بادشاہ اور شہزادے کی صحت کی دعائیں بھی منگوا رہا تھا۔

بادشاہوں کی تاریخ اس قسم کے نمک حرام وزیروں اور سازشوں سے
بھری پڑی ہے حمور بی اور فرعون مصر کے دربار سے لے کر شاہ جاپان
کے شاہی محل تک ہمیں درباری سازشوں کا ایک جال پھیلا ہوا نظر آتا
ہے جس میں ہم بادشاہوں کو قید خانوں میں سسک سسک کر مرتے
اور شہزادیوں کے سر قلم ہوتے دیکھتے ہیں عنبر نے ان تمام درباری
سازشوں کو اپنی آنکھوں سے خون ٹپکاتے دیکھا تھا وہ اڑھائی تین
ہزار سال سے زندہ تھا اور تاریخ کے خون آلود دریا میں بہتا چلا آ رہا تھا
۔تاریخ کے ہر دور میں بادشاہ کے ہر عہد میں امن، خوشی اور سکون کا
زمانہ بڑا مختصر ہوتا اور اس کی ساری عمر دشمنوں اور درباری سازشوں کا
مقابلہ کرتے گزر جاتی تھی۔

عنبر اب جاپان کی سرزمین میں داخل ہوا تھا۔

اسے یہاں کی سازشوں کی کچھ خبر نہیں تھی وہ ابھی ناگ اور ماریا کے

ساتھ کیوشو کی سرائے میں اترا ہوا تھا اسے دو روز ہوئے شہر کی مٹر گشت
کی تھی اور شہر سے باہر والی جھیل کی سیر کی تھی اس نے ٹیلے پر اس
پرانے گنبد کا کھنڈر بھی دیکھا تھا۔ جس کے صحن میں جھاڑیوں کے
درمیان چھپی ہوئی سیڑھیاں نیچے کسی پراسرار تہہ خانے کو جاتی تھیں
اور جس کے بارے میں انہوں نے سرائے کے مالک سے سنا تھا کہ
وہاں قدیم جاپان کے ایک بادشاہ اور ملکہ کی قبریں ہیں اور چاندنی
راتوں میں وہاں ملکہ کے رونے کی آوازیں آیا کرتی ہیں اسے روحوں
پر یقین تھا اس کے باوجود اس کے دل میں یہ خواہش نہیں تھی کہ وہ تہہ
خانے میں قبروں کے پاس جا کر ملکہ جاپان کی بھٹکی ہوئی روح کے
جین سے مگر ماریا نے وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس نے محض اس لئے عنبر اور ناگ کو نہیں بتایا تھا کہ وہ اسے وہاں
جانے سے منع کریں گے اور ماریا چاہتی تھی کہ تہہ خانے کے مقبرے

میں جا کر اس دکھی ملکہ کی روح سے باتیں کرے جس کے بادشاہ کو آج
سے ہزار برس پہلے جاپان کے ظالم وزیر نے ہلاک کر دیا تھا ماریا اب
صرف چاندنی رات کا انتظار کر رہی تھی کیونکہ دکھی ملکہ کی روح صرف
پورے چاند کی رات کو مقبرے میں آ کر رویا کرتی تھی۔

پورے چاند کی رات میں ابھی سات دن باقی تھے۔

شہر میں آنے کے بعد یہ بات عنبر اور ناگ نے بھی سن لی تھی کہ بادشاہ
جاپان اور اس کا اکلوتا شہزادہ بیٹا کسی ایسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہیں
جس کا علاج ملک کے اور دربار کے کسی بھی حکیم کے پاس نہیں ہے عنبر
نے سرائے کے مالک سے بات کی تو اس نے سرد آہ بھر کر کہا۔

میاں جی کیا بتاؤں .... ہمارا پیارا نیک دل بادشاہ اور پیارے
شہزادے کو جانے کس کس کی نظر کھا گئی ہے کہ دونوں باپ بیٹا بستر
مرگ پر پڑے ہیں ملکہ پہلے چل بسی اور اب بادشاہ اور شہزادہ بھی

مرنے والے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

کیا کوئی بھی شاہی حکیم ان کی بیماری کا علاج نہیں کر سکا؟

جی نہیں۔ سارے حکیم لا جواب ہو گئے ہیں کہتے ہیں بادشاہ اور شہزادے کی بیماری ہماری سمجھ میں نہیں آتی جادوگروں نے آ کر جادو ٹونے بھی کیے ہیں سینکڑوں بکروں کو ذبح بھی کیا ہے محل میں کئی کئی روز تک دھونی بھی دی ہے مگر بادشاہ اور شہزادے کا روگ دور نہیں ہوا۔

ناگ نے کہا۔

کیا ہم بادشاہ اور شہزادے کا علاج کر سکتے ہیں۔

سرائے کے مالک نے تعجب سے ناگ کو دیکھا۔

کیا مطلب ہے تمہارا؟

عنبر نے کہا۔

میرا مطلب ہے کیا ہمیں اجازت مل سکتی ہے کہ ہم شاہی محل میں جا کر بادشاہ کا علاج کر سکیں۔

کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔ اگر تم علاج کر سکتے ہو تو تم کھلے بندوں شاہی محل میں جا سکتے ہو مگر سوال یہ ہے کہ کیا تم کوئی حکیم یا سنیاسی ہو جو بادشاہ کے اس مرض کا علاج کرو گے جو شاہی حکیموں کی بھی سمجھ میں نہیں آ سکا؟

عنبر نے کہا۔

بابا! ہم حکیم یا سنیاسی نہیں ہیں لیکن کچھ دوائیں ہمارے پاس ایسی ہیں کہ وہ ہر بیماری کو دور کر دیتی ہیں اگر تم ہمیں شاہی دربار میں پہنچا دو تو ہو سکتا ہے ہماری دوا سے بادشاہ اور شہزادہ تندرست ہو جائیں۔

سرائے کے مالک نے خوش ہو کر کہا۔

نیکی اور پوچھ پوچھ..........میں آج ہی اگر تم چاہو تو تمہیں شاہی محل میں پہنچائے دیتا ہوں۔

ناگ نے کہا۔

اس وقت شام ہو رہی ہے میرا خیال ہے ہم کل شاہی محل جانا پسند کریں گے کیوں عنبر بھائی کیا خیال ہے تمہارا؟

عنبر نے ناگ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

تمہارا خیال ٹھیک ہے ہم کل دن چڑھے شاہی محل میں جا کر بادشاہ کا علاج کریں گے اور اپنی دوا آزمائیں گے ہمیں یقین ہے کہ ہماری دوا سے بادشاہ سلامت ضرور اچھے ہو جائیں گے۔

سرائے کا مالک بولا۔

میرے بچے! اگر تمہاری دوا نے بادشاہ اور شہزادے کو تندرست کر دیا تو بادشاہ تمہیں سر آنکھوں پر بٹھائے گا اور رعایا تمہیں دعائیں دے گی

کیونکہ ہم اپنے نیک بادشاہ اور شہزادے سے بے حد پیار کرتے ہیں

۔

عنبر نے کہا۔

فکر نہ کرو!!..........میرے خدا نے چاہا تو ہماری دوا اپنا پورا پورا اثر دکھائے گی اور ہم کامیاب ہو جائیں گے۔

سرائے کا مالک بولا۔

مگر پیارے بیٹے! یہ تو بتاؤ کہ یہ خدا کون ہے؟

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

بابا پہلے ایک کام سے فارغ ہو جائیں پھر تمہیں خدا کی طاقت اور عظمت کے بارے میں بھی بتائیں گے۔

یہ کہہ کر عنبر اور ناگ بابا کو سلام کر کے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے وہاں ماریا پہلے ہی سے ان کی راہ دیکھ رہی تھی۔

تم لوگوں نے باہر بڑی دیر کر دی، بھوک سے میری جان نکلی جا رہی ہے۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

ماریا بہن! ہم تمہارے لیے مینڈکوں کا بندوبست کرنے گئے تھے۔

مینڈک؟ وہ کس لئے۔

تمہارے کھانے کے لئے۔

خدا بچائے........ میں کیوں مینڈک کھانے لگی۔؟

عنبر نے کہا۔

بات یہ ہے ماریا بہن کہ یہاں جاپان میں مینڈک لوگوں کا من بھاتا کھایا جاتا ہے لوگ بڑے خوش ہو کر اسے کھاتے ہیں ہم نے سوچا کہ تم بھی اسے خوش ہو کر کھاؤ گی۔

خدا کے لئے مذاق نہ کرو عنبر بھائی، مجھے ایسا مذاق ہرگز پسند نہیں میں

کوئی بلی نہیں ہوں جو مینڈک کھاؤں میں سوائے مچھلی کے یہاں اور کچھ نہیں کھاؤں گی اور وہ بھی اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے ہاتھ سے بھون کر........

عنبر اور ناگ زور سے ہنس پڑے۔

بہن ماریا، تم سچ مچ برا مان گئیں ہم تمہیں بھلا مینڈک کیوں کھلائیں گے ہم مچھلی ہی بھون کر کھائیں گے لیکن یہاں تو ہر آدمی یا مینڈک کھاتا ہے یا سانپ بڑے شوق سے کھاتا ہے۔

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

پھر تو بھائی ناگ کو خبردار رہنا چاہیے کیونکہ اگر انہوں نے یہاں کبھی سانپ کی جون بدلی تو ہو سکتا ہے کوئی جاپانی اسے پکڑ کر بھون ڈالے اور پھر مزے سے دعوت اڑائے۔

ناگ نے کہا۔

فکر نہ کرو، جب سے یہاں آ کر میں نے یہ سنا ہے اور دیکھا ہے کہ
جاپانی لوگ سانپ کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں میں بہت چوکس ہو
گیا ہوں اور میرا خیال ہے کہ میں یہاں سانپ کی جگہ شیر یا ہاتھی کی
جون بدلنے کی کوشش کروں گا کیونکہ یہ لوگ شیر ہاتھی سے بہت
ڈرتے ہیں۔

ماریا نے تنگ آ کر کہا۔

اچھا بھائی اس بحث کو چھوڑو اور جلدی سے کھانا منگاؤ میرے پیٹ میں
تو چوہے دوڑنے لگے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

مینڈکوں کے بارے میں کیا خیال ہے بہن ماریا؟

ماریا نے منہ بسور کر کہا۔

خدا کے لئے اب مذاق بس بھی کرو، عنبر بھائی۔

اس پر دونوں دوست، دونوں بھائی کھلکھلا کر ہنس پڑے اور انہوں
نے نوکر کو کمرے میں بلا کر کہا۔

دیکھو بھئی! ہمارے لئے بھنی ہوئی مچھلی کا شوربہ چوزے کے کباب
اور ہرن کے شامی کباب لے آؤ۔

نوکر نے کہا۔

حضور آپ امیر سوداگر ہیں کیا آپ مینڈک اور سانپ نہیں کھائیں
گے

ناگ نے کہا۔

ارے لعنت بھیجو مینڈک اور سانپ پر .... تم جا کر وہی لاؤ جو ہم کہہ
رہے ہیں۔

بہت اچھا حضور! ابھی لایا۔

نوکر جانے لگا تو عنبر نے کہا۔

سنو میاں! کھانا ذرا زیادہ لانا............میرا مطلب ہے تین آدمیوں
کا لانا۔
نوکر نے حیرانی سے پوچھا۔
حضور آدمی تو آپ دو ہیں۔ پھر تین آدمیوں کا کھانا لانے کی کیا
ضرورت ہے۔
ناگ نے کہا۔
بھئی ہمارا مطلب تھا کہ زیادہ کھانا لانا۔ ہم بڑے پیٹو ہیں ہم زیادہ
کھانا کھاتے ہیں سمجھ گئے ہوناں۔؟
نوکر اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر بولا۔
سمجھ گیا حضور! بالکل سمجھ گیا میں بھی ایک وقت میں دو آدمیوں کا کھانا
کھاتا ہوں، اگرچہ مالک مجھے بہت مارتا ہے مگر سرکار میں کیا کروں،
مار بھی سہہ لیتا ہوں اور کھانا بھی دو آدمیوں کا کھالیتا ہوں میں بھی

آپ کی طرح پیٹو ہوں.........ہی ہی ہی.........نوکر احمقوں کی
طرح ہنستا ہوا باہر نکل گیا اس کے باہر جاتے ہی ماریا نے کہا۔
عنبر بھائی! آپ نے اسے یہ کیوں کہہ دیا کہ تین آدمیوں کا کھانا لانا
اگر اسے شک پڑ گیا تو پھر کیا ہوگا؟
عنبر نے سر جھٹک کر کہا۔
ارے نہیں ماریا بہن اسے شک نہیں پڑ سکتا وہ تو ایک بے وقوف نوکر
ہے اسے کیا معلوم میں کیا کہہ رہا ہوں۔
ماریا بولی۔
بھائی یہ بے وقوف نوکر بڑے ہوشیار ہوتے ہیں ہمیں ان سے بچ کر
ہی رہنا چاہیے اور ہر قسم کی احتیاط کرنی چاہیے۔
ناگ نے کہا۔
ہاں یار عنبر! ماریا بہن ٹھیک کہتی ہیں ہم ایک غیر ملک میں ہیں یہاں

ہمارا کوئی دوست یا واقف نہیں ہمیں بڑی ہوشیاری اور عقل مندی سے
کام لینا چاہیے ہمیں اپنی کمزوریوں سے کسی کو آگاہ نہیں کرنا چاہیے۔

ارے نہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے تم گھبراؤ نہیں بہر حال آئندہ
سے میں احتیاط سے کام لوں گا۔

ماریا کا خیال درست تھا نوکر اگرچہ بے وقوف تھا لیکن ہوشیار بھی بہت
تھا وہ یہ سوچنے لگا کہ ان لوگوں نے تین آدمیوں کے کھانے کے
بارے میں کیوں کہا ہے وہ یہی سوچتے سوچتے سرائے کے مالک کے
پاس گیا اور کہنے لگا کہ سوداگروں کے کمرے میں تین آدمیوں کا کھانا
چاہیے سرائے کے مالک نے کہا۔

ارے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے وہاں تو دو سوداگر ہیں پھر انہیں تین
آدمیوں کا کھانا کس لئے چاہیے؟

نوکر نے کہا۔

انہوں نے تو یہی کہا تھا۔

پھر بولا کہ نہیں نہیں انہوں نے کہا تھا کہ ہم زیادہ کھانا کھاتے ہیں اس
لئے تین آدمیوں کا کھانا لے آؤ............مگر سرائے کے مالک کا ماتھا
ٹھنکا اور وہ سوچنے لگا کہ کہیں یہ سوداگر جادوگر تو نہیں ہیں.........
بادشاہ کا علاج بھی کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور دو آدمی ہو کر تین
آدمیوں کا کھانا بھی مانگ رہے ہیں ضرور یہ جادوگر ہیں اور انہوں
نے اپنے ہمزاد کو قابو میں کر رکھا ہے۔

عیار وزیر

دوسرے روز سرائے کا مالک عنبر اور ناگ کو لے کر شاہی محل کی طرف چل پڑا۔

بادشاہ کے شاہی محل کے باہر بڑا سخت پہرہ تھا مگر بادشاہ کا حکم تھا کہ جو شخص میرے بیٹے کا علاج کرنے آ رہا ہو اسے بالکل نہ روکا جائے

سرائے کے مالک نے عنبر کو لے جا کر شاہی محل کے بڑے پہرے دار سے ملایا، اس نے پوچھا۔

یہ کون لوگ ہیں؟ یہ کوئی دوسرے ملک کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔

سرائے کے مالک نے کہا۔

اے کوتوال محل............یہ دونوں بھائی ہیں اور ملک مصر سے آئے ہیں یہ حکیم ہیں یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس بیمار شہزادے اور بادشاہ کا علاج موجود ہے اگر آپ اجازت دیں تو ان کو بادشاہ سلامت کے

حضور پیش کیا جائے۔

کوتوال بولا۔

اس میں اجازت کی کون سی بات ہے بھائی ہمیں تو خوشی ہے اگر یہ ہمارے پیارے بادشاہ اور شہزادے کا علاج کر کے انہیں تندرست کر دیں..........انہیں میرے ساتھ بھیج دیں میں خود انہیں لے کر بادشاہ سلامت کی خواب گاہ میں جاؤں گا۔

سرائے کے مالک نے عنبر سے کہا۔

لو بیٹا اب تم سمجھو کہ بادشاہ سلامت کے پاس پہنچ گئے ہو۔ دیوتا، تمہاری دوائیوں میں اثر ڈالیں اور ہمارا پیارا بادشاہ اور نیک دل شہزادہ اچھا ہو جائے اچھا یہاں اب ہماری تمہاری ملاقات سرائے میں ہو گی۔

سرائے کا مالک عنبر اور ناگ کو کوتوال کے حوالے کر کے واپس آ گیا۔

کوتوال ان دونوں کو لے کر شاہی محل کے بڑے دیوان خانے میں
پہنچا اور وہاں خاص فوجی دستے کے کمانڈر سے کہا کہ عنبر اور ناگ کو
بادشاہ سلامت کے حضور پیش کیا جائے کیونکہ وہ بیمار شہزادے کا علاج
کریں گے کمان داران دونوں کو لے کر بادشاہ سلامت کے خواب گاہ
میں آ گیا بادشاہ مسہری پر لیٹا ہوا تھا عنبر نے دیکھا کہ بادشاہ بڑا کمزور
اور نازک ہو رہا تھا اس کی داڑھی اور سر کے بال سفید ہونے لگے تھے
رنگ زرد تھا آنکھوں کے نیچے سبزی مائل حلقے تھے۔

عنبر اور ناگ فوراً سمجھ گئے کہ اسے زہر دیا جا رہا ہے یہ نشانیاں اس شخص
کی ہوتی ہیں جسے کھانے میں آہستہ آہستہ مارنے والا زہر دیا جا رہا
ہے عنبر اور ناگ نے بادشاہ کو جھک کر سلام کیا بادشاہ نے آہستہ سے
ہاتھ اٹھا کر کہا۔

تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟

عنبر نے کہا۔

بادشاہ سلامت ہم دونوں بھائی ہیں، ہم ملک مصر سے سیر و سیاحت
کرتے کرتے یہاں پہنچے ہیں ہمیں جاپان کا ملک دیکھنے کا بہت شوق
تھا یہی شوق ہمیں آپ کے دیس میں کھینچ لایا ہے یہاں آ کر ہم نے سنا
کہ نصیب دشمناں آپ بیمار ہیں ہمارے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ
آپ کا علاج کر کے آپ کو تندرست کیا جائے کیونکہ ہم نے یہ دیکھ لیا
ہے کہ رعایا آپ سے بہت پیار کرتی ہے اور آپ کا زیادہ دیر تک زندہ
رہنا اور شہزادہ صاحب کا تندرست رہنا بہت ضروری ہے۔

بادشاہ مسکرایا اور کہنے لگا۔

کیا تم لوگ حکیم ہو؟ کیا اس سے پہلے تم نے کسی بیمار کا علاج کیا ہے۔

عنبر نے کہا۔

ہاں بادشاہ سلامت! ہم حکیم تو نہیں ہیں مگر ہم اس سے پہلے کئی

بیماروں کا علاج کر کے انہیں تندرست کر چکے ہیں ویسے میں نے مصر
میں حکمت کا سبق بھی لیا ہے۔

بادشاہ کا وزیر جو کہ پاس کھڑا تھا بولا۔

تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم حکیم ہو۔؟

عنبر نے کہا۔

ثبوت تو کوئی نہیں ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ ہم شہزادے صاحب اور
بادشاہ کا علاج کر کے انہیں صحت مند کر دیں گے۔

وزیر نے کہا۔

اور اگر ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو اس کا کون ذمے دار ہوگا۔

عنبر نے کہا۔

اگر ایسی بات ہوگئی تو آپ بے شک ہماری گردن قلم کر سکتے ہیں اس
جواب سے بادشاہ اور وزیر چونک اٹھے اس سے پہلے کسی بھی علاج

کرنے والے نے اس قسم کا دعویٰ نہیں کیا تھا بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ یہ
شخص اس کا اور شہزادے کا کامیاب علاج کر سکے گا وزیر کو فکر لگ گیا
کہ اگر اس شخص نے بادشاہ اور شہزادے کی بیماری پکڑ لی اور علاج کر لیا
تو اس کی ساری سازش ناکام ہو جائے گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ ساری
بات کھل جائے اور بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ اسے زہر دیا جا رہا ہے
وہ سوچ میں پڑ گیا اس نے سوچا کہ خواہ مخواہ کچھ ہو جائے عنبر اور ناگ
کے علاج کو ناکام بنانا چاہیے وگرنہ اس کے کیے کرائے پر پانی پھر
جائے گا۔

بادشاہ نے کہا۔

اے نوجوان حکیم! کیا تم خوب سوچ سمجھ کر بات کر رہے ہو؟ کیونکہ
اس سے پہلے بھی کسی حکیم نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔

عنبر سمجھ گیا تھا کہ بادشاہ اور شہزادے کو وزیر زہر دے رہا ہے وہ شاہی

درباروں میں اس قسم کی سازشوں کو دیکھتا آیا تھا اس نے ایسے کئی
وزیروں کو دیکھا تھا جنہوں نے تخت و تاج اپنے قبضے میں لینے کے
لئے بادشاہ کو ہلاک کروا دیا اور ولی عہد شہزادے کو زہر دے کر مروا دیا
عنبر کے لئے اس نتیجے پر پہنچنا کوئی مشکل بات نہیں تھی وہ یہی سمجھ گیا
تھا کہ بادشاہ ایک نیک دل بھولا بھالا انسان ہے جب کہ وزیر ایک
مکار اور چالاک شخص ہے اس نے دل میں یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ
بادشاہ اور شہزادے کی جان ہر قیمت پر بچائے گا۔

اس نے کہا۔

اے نیک دل بادشاہ! ٹھیک ہے آپ نے بہت حکیم دیکھے ہیں آپ کا
اور شہزادے صاحب کا بہت سے حکیموں نے علاج کیا ہے لیکن مجھے
یقین ہے کہ میرے علاج سے شہزادہ بھی اچھا ہو جائے گا اور آپ بھی
تندرست ہو جائیں گے۔

وزیر نے مکاری سے کام لیتے ہوئے پوچھا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ بادشاہ کو کیا بیماری ہے۔؟

عنبر نے پہلے ناگ کی طرف اور پھر وزیر کی طرف دیکھا وزیر کے
چہرے پر عیاری تھی وہ چاہتا تھا کہ عنبر کچھ کہے اور وہ اسے جھٹلا دے مگر
عنبر نے بھی سارے زمانے دیکھے تھے وہ اس قسم کے کئی وزیر دیکھ چکا
تھا اس نے اصل بات چھپاتے ہوئے کہا۔

وزیر صاحب! میں ابھی کچھ نہیں بتا سکتا ہاں! بادشاہ سلامت کا علاج
شروع کرنے کے بعد میں کہہ سکتا ہوں کہ انہیں کون سا روگ ہے۔

وزیر لاجواب ہو گیا اس نے کہا۔

تم علاج کس طرح شروع کرو گے؟

ناگ نے کہا۔

ہم بادشاہ سلامت کو سب سے پہلے الگ کمرے میں رکھیں گے اور پھر

ان کا علاج شروع کریں گے انہیں گرم پانی میں دوائیں ڈال کر غسل دیں گے۔

بادشاہ نے کہا۔

ٹھیک ہے اے نوجوان حکیمو! تم میرا اور میرے شہزادے کا علاج آج ہی سے شروع کر دو۔ چلو میرے ساتھ پہاڑی والے محل پر اور میرے بیٹے کو بھی دیکھو، میں چاہتا ہوں کہ تم پہلے میرے شہزادے کا علاج کرو وہ مجھ سے زیادہ بیمار ہے۔

عنبر نے سر جھکا کر کہا۔

ہم حاضر ہیں حضور!

بادشاہ نے حکم دیا کہ فوراً خاص سواری کا انتظام کیا جائے اسی وقت سواری کا بندوبست ہو گیا اور بادشاہ، عنبر، اور ناگ وزیر کو لے کر پہاڑی والے شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا وزیر پریشان تھا کہ کہیں

وہ لوگ بادشاہ اور شہزادے کو تندرست نہ کر دیں، وہ تو بادشاہ اور شہزادے کو ہلاک کرنے کے جتن کر رہا تھا بہر حال وہ ساتھ ساتھ چلا جا رہا تھا۔

پہاڑی والے محل میں عنبر اور ناگ نے شہزادے سے ملاقات کی۔

شہزادہ بہت بیمار تھا اور بستر سے اٹھ بھی نہیں سکتا تھا زہر نے اس پر بہت اثر کر دیا تھا وہ مرنے کے قریب تھا ناگ نے شہزادے کی آنکھوں میں زہر کو صاف پہچان لیا عنبر نے شہزادے کی نبض دیکھی تو کانپ اٹھا نبض بڑی آہستہ آہستہ چل رہی تھی شہزادہ بڑی مشکل سے بول سکتا تھا۔

عنبر نے پوچھا۔

شہزادہ سلامت، آپ کو بھوک لگتی ہے یا نہیں۔؟

شہزادے نے آہستہ سے کمزور آواز میں کہا۔

بہت کم ....بہت کم بھوک لگتی ہے۔

بادشاہ نے اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے کہا۔

میرے بیٹے! دیوتا تم پر مہربان ہو، تم نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے۔

پھر عنبر نے کہا۔

پیارے حکیم! تم نوجوان ہو اور مجھے میرے بچے کی طرح عزیز ہو دیوتاؤں کی قسم، اگر تم نے میرے بچے کو تندرست کر دیا تو میں ساری زندگی تمہاری خدمت کرتا رہوں گا۔

عنبر نے کہا۔

اے نیک دل بادشاہ! آپ پہلے ہی رعایا کی بہت خدمت کر رہے ہیں رعایا آپ کے گن گاتی ہے رعایا کے بچے بچے کی دعائیں آپ کے اور آپ کے شہزادے کے ساتھ ہیں میں پوری کوشش کروں گا کہ

دیوتا اور میرا خدا آپ کے بچے کو اچھا کر دے۔

وزیر بڑا پیچ و تاب کھا رہا تھا اس نے کہا۔

حضور بادشاہ سلامت! ہمیں علاج شروع کرنے سے پہلے سوچ سمجھ لینا چاہیے ان دونوں نوجوان حکیموں کو ہم نہیں جانتے یہ لوگ اجنبی ہیں اور دوسرے ملک سے یہاں آئے ہیں دیوتا نہ کریں اگر کوئی خرابی ہو گئی تو ....

نہیں نہیں وزیر صاحب، بادشاہ نے بات کاٹ کر کہا.........ہمیں ان دونوں نوجوانوں پر پورا پورا بھروسہ ہے یہ ہمارے بیٹے کا علاج کریں گے ہماری طرف سے انہیں اجازت ہے۔

وزیر کے پاس کوئی جواب نہیں تھا وہ خاموش ہو گیا۔

جیسے حضور کی مرضی۔

عنبر نے کہا۔

بادشاہ سلامت! میں اپنا علاج شروع کرنے سے پہلے چاہتا ہوں کہ شہزادے کے کمرے کو دوسرے لوگوں سے بالکل خالی کر دیا جائے اس کمرے میں سوائے آپ کے اور آپ کے شہزادے کے اور کوئی نہ ہو۔

یہ بات وزیر کے لئے بہت فکر اور پریشانی والی بات تھی لیکن بادشاہ کو عنبر پر اس قدر بھروسہ تھا کہ اس نے اسی وقت حکم دیا کہ کمرے سے سب لوگ چلے جائیں بادشاہ کے حکم کے آگے کسی کی مجال نہیں تھی کہ وہ انکار کر سکے چنانچہ چپکے سے وزیر اور اس کے دوسرے ساتھی کمرے سے باہر نکل گئے۔ اب خواب گاہ میں بادشاہ ناگ عنبر اور شہزادہ رہ گئے شہزادے پر نیم بے ہوشی طاری تھی وہ نہ بات کر سکتا تھا اور نہ بستر پر ہل جل سکتا تھا۔

عنبر نے بادشاہ سے کہا۔

حضور! اگر آپ نے اپنا اور شہزادے کا علاج توجہ سے نہ کیا تو دونوں کی جان کا خطرہ ہے یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ میں اور میرا بھائی یہاں آ گئے اس لئے کہ جو بیماری آپ کو اور شہزادے کو ہے اس کا علاج سوائے ہمارے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔

بادشاہ نے کہا۔

میرے بچے! میں ساری عمر تمہارا شکر گزار رہوں گا میں پوری توجہ سے علاج کراؤں گا تم بے فکر ہو کر علاج کرو، پہلے یہ بتاؤ کہ شہزادے کے بچنے کی کوئی امید ہے۔؟

عنبر نے کہا۔

پوری پوری امید ہے کہ شہزادہ سلامت رہے گا اگر ہم لوگ یہاں پہنچنے میں دیر کر دیتے تو شہزادے کا بچنا محال تھا۔

بادشاہ نے پوچھا۔

میرے بچے یہ بتاؤ کہ شہزادے کو بیماری کون سی ہے ؟

عنبر نے کہا۔

بادشاہ سلامت! کیا آپ کو یقین ہے کہ اس وقت ہماری باتیں سوائے
آپ کے اور ہمارے اور کوئی نہیں سن رہا؟

بادشاہ بولا۔

یقین کرو، ہم یہاں مکمل تنہائی میں ہیں اور ہماری باتیں کوئی غیر آدمی
نہیں سن رہا۔

عنبر نے کہا۔

تو پھر غور سے سنیے میں آپ کو آپ کی اور شہزادے کی بیماری کی وجہ
بیان کرنے لگا ہوں۔

بادشاہ آگے کو ہو کر سننے کے لئے بے تاب ہو گیا عنبر نے کہا،
بادشاہ سلامت آپ کو اور آپ کے شہزادے کو زہر دیا جا رہا ہے۔

بادشاہ ایک دم چونک پڑا........

کیا کہا زہر دیا جا رہا ہے۔؟

ہاں بادشاہ سلامت! زہر......... آپ کو اور شہزادے کو زہر دیا جا رہا
ہے یہ ایک بڑا ہی خطرناک زہر ہے اس کا اثر آہستہ آہستہ ہوتا ہے اور
آدمی بستر پر پڑ جاتا ہے اور دھیرے دھیرے کمزور ہوتا ہوتا آخر ایک
دن مر جاتا ہے آپ کو اور شہزادے کو بھی یہی زہر دیا جا رہا ہے۔

بادشاہ نے حیرانی سے پوچھا۔

مگر........ مگر یہ تم کیا کہہ رہے ہو میرے بچے! مجھے اور میرے بیٹے کو
کون زہر دے سکتا ہے کیسے زہر دے سکتا ہے؟

عنبر نے کہا۔

یہ مت پوچھیں کہ آپ کو کون، کیوں اور کیسے زہر دے رہا ہے بس آپ
یہ سمجھ لیں کہ کوئی آپ کا دشمن ہے جو آپ کو اور آپ کے بچے کو ہلاک

کرنا چاہتا ہے وہ آپ کو ختم کر کے کوئی مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا۔

یہ زہر کیسے دیا جا رہا ہے۔

کھانے میں، پینے میں۔

لیکن..........لیکن مجھے کبھی محسوس نہیں ہوا کہ مجھے کھانے میں یا پینے
میں کسی شے میں زہر دیا جا رہا ہے۔

ناگ نے کہا۔

بادشاہ سلامت! جو زہر آپ کو دیا جا رہا ہے اس کا ذائقہ پھیکا ہے اس کا
رنگ بھی کوئی نہیں ہے۔

عنبر نے کہا۔

جہاں تک میرا خیال ہے یہ زہر آپ کو اور شہزادے کو کھانے میں ملا کر
دیا جا رہا ہے۔

بادشاہ سر پکڑ کر رہ گیا۔

پھر اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

عنبر نے کہا۔

شہزادے کے اندر زہر بری طرح اثر کر چکا ہے زہر کا اثر آپ پر بھی
ہوا ہے سب سے پہلے تو ہمیں یہ کام کرنا ہوگا کہ آگے سے زہر جسم کے
اندر جانا بند ہو جائے اس کے بعد اس زہر کا علاج کریں گے جو جسم
کے اندر جا چکا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا۔

کیا ہم کھانا پینا بند کر دیں؟

ناگ نے کہا۔

نہیں بادشاہ سلامت! آپ کے اور شہزادے کے کھانے پینے کا
معائنہ میں کیا کروں گا..........کوئی بھی شے مجھے دکھائے بغیر آپ کو

اور شہزادے کو نہیں دی جائے گی۔

بادشاہ بولا۔

بہت خوب .... میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں تم آج سے
شاہی باورچی خانے کے محافظ ہو مگر کیا تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس
کھانے یا پانی میں زہر ہے؟

ناگ مسکرایا عنبر نے کہا۔

یہ بات آپ ہم پر چھوڑ دیں میرے بھائی ناگ میں یہ قابلیت ہے کہ
یہ کسی بھی شے کے اندر چھپے ہوئے زہر کو دیکھ کر سونگھ کر پہچان لیتا ہے۔

مگر میرا ایسا دشمن کون ہے جو میرے خاندان کو تباہ کرنے کی فکر میں
ہے۔؟

عنبر نے کہا۔

آپ ابھی یہ بات نہ چھیڑیں، ابھی اس بات کو بھول جائیں کہ دشمن

کون ہے اور وہ کیوں ایسا کر رہا ہے ابھی تو ہمیں صرف زہریلے
کھانے پینے کو روکنا اور آپ کے جسم والے زہر کا علاج کرنا ہے۔
اس کے بعد جب شہزادہ اور آپ تندرست ہو جائیں گے تو یہ بھی سوچ
لیں گے کہ ہمارا دشمن کون ہے اور آپ فکر نہ کریں خدا نے چاہا تو ہم
آپ کو آپ کا دشمن بھی بتا دیں گے۔

بادشاہ نے کہا۔

پیارے نوجوانو! تم دیوتاؤں کی رحمت بن کر میرے محل میں آئے
ہو .... میں تمہاری مہربانیوں کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہو
گا ....

عنبر نے کہا۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں بادشاہ سلامت! ہم آپ کے شاہی خاندان
کو آپ کے نیک اور رعایا سے محبت کرنے والے خاندان کو تباہی سے

بچانا چاہتے ہیں یہ ہمارا اخلاقی اور انسانی فرض ہے۔ اب آپ ایسا کریں کہ فوراً ہمیں کنول کے پھولوں کے سیاہ بیج منگوا دیں۔

بادشاہ نے تالی بجائی، ایک نوکر اندر آ کر جھک گیا۔

حکم عالی سرکار؟

بادشاہ نے کہا۔

فوراً کنول کے سیاہ بیج لائے جائیں۔

بہت بہتر سرکار۔

ملازم چلا گیا، تھوڑی دیر بعد سونے کی تھالی میں رکھے ہوئے کنول کے سیاہ بیج پیش کر دیے گئے عنبر اور ناگ نے مل کر انہیں پیسا اس میں ایک خاص دوائی ملائی، اور شہزادے کو دودھ کے ساتھ پلا دی بادشاہ کو بھی وہی دوائی پلا دی۔

یہی دوائی ہم رات کو سونے سے پہلے ایک بار پھر پلائیں گے بادشاہ

نے کہا۔

آپ دونوں ہمارے شاہی مہمان ہوں گے آپ شہزادے کے ساتھ والے کمرے میں رہیں گے آپ کو یہاں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دی جائے گی آپ کسی کو بھی حکم کریں آپ کے حکم کی فوراً تعمیل کی جائے گی۔

پہاڑی والا محل

وزیر کو جب معلوم ہوا کہ ناگ باورچی خانے کا محافظ لگا دیا گیا ہے تو وہ بڑا سٹ پٹایا۔

مگر بادشاہ کے حکم کے آگے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا بادشاہ کا حکم وہ بھی نہیں ٹال سکتا تھا جب تک بادشاہ زندہ تھا اسے اس کا حکم ماننا ہی پڑتا تھا اس نے شاہی باورچی کو بلایا جو اس کے ساتھ ملا ہوا تھا، اس کے ساتھ ہی وزیر نے چپکے سے سپہ سالار کو بھی بلا لیا۔

یہ کم بخت دونوں حکیموں عنبر اور ناگ نے آ کر ہمارے لئے ایک نئی مصیبت پیدا کر دی ہے وہ شاہی باورچی خانے کا محافظ بن گیا ہے بادشاہ کو اور شہزادے کو دیا جاتے والا کھانا اور پانی وہ خود جانچا کرے گا یہ تو بڑا کام خراب ہو گیا اس کم بخت کو معلوم ہو جائے گا کہ کھانے پینے میں زہر ملا ہوا ہے۔

سپہ سالار نے کہا۔

مگر اسے کس طرح معلوم ہوگا کہ کھانے میں زہر ہے؟ زہر تو پھیکا ہے بے رنگ ہے وہ تو نہ دیکھا جا سکتا ہے اور نہ سونگھا جا سکتا ہے اسے چکھ کر بھی معلوم نہیں کیا جا سکتا۔

وزیر نے کہا۔

لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ بڑے زبردست حکیم ہیں ان کم بختوں کو پتا چل جائے گا کہ کھانے میں زہر ہے۔

باورچی نے کہا۔

سرکار! آپ کیسی باتیں کرتے ہیں میں کس دن کے لئے آپ کا نمک کھا رہا ہوں، دیوتاؤں کی قسم آج سے ایسی استادی کے ساتھ زہر ملاؤں گا کہ ناگ حکیم کا باپ بھی آ جائے تو معلوم نہ کر سکے گا کہ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے۔

وزیر بولا۔

اگر سکو تو یہ بڑی اچھی بات ہوگی ورنہ میں تو نا امید ہو چلا تھا۔

شاہی باورچی نے کہا۔

سرکار نا امید ہونے کی ضرورت ہی نہیں، آپ کا غلام کس لئے زندہ ہے؟ آخر ہم سو پشت سے شاہی خاندانوں کے کھانے پکا رہے ہیں اور بادشاہوں کو زہر دے رہے ہیں ہمارا تجربہ کب کام آئے گا آپ ذرا آج ناگ کو آنے تو دیں میں زہر ملاؤں گا اور دیکھوں گا وہ کیسے معلوم کرتا ہے کہ کھانے میں زہر ہے۔

سپہ سالار نے پوچھا۔

شاہی باورچی! تم کرو گے کیا؟ کون سی استادی لگاؤ گے زہر ملانے میں؟ کچھ ہمیں بھی تو پتہ چلے۔؟

شاہی باورچی نے کہا۔

اگر آپ مجھ سے میرا شاہی خاندانی راز معلوم ہی کرنا چاہتے ہیں تو سنیئے میں آج رات بادشاہ اور شہزادے کے کھانے میں زہر نہیں ملاؤں گا۔

وزیر نے حیرانی سے پوچھا۔

تو پھر کیا کرو گے؟

سرکار میں کھانے میں زہر نہیں ملاؤں گا بلکہ ان چمچوں کے ساتھ زہر لگا دوں گا جن سے شہزادہ اور بادشاہ چاول کھاتے ہیں کیوں کیسی ترکیب ہے؟

سپہ سالار اور وزیر خوش ہو کر بولے۔

شاباش! تم نے بڑی اچھی ترکیب سوچی ہے اس طرح سے تو ساری زندگی ناگ کو پتا نہیں چل سکتا کہ بادشاہ اور شہزادے کو زہر دیا جا رہا

ہے۔

شاہی باورچی نے غرور سے گردن اکڑا کر کہا۔

حضور! یہ لونڈے دوبارہ پیدا ہو کر بھی آ جائیں تو میری ہوشیاری اور تجربے کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

شاباش! تم آج سے کھانے کی بجائے چمچوں کے ساتھ زہر لگایا کرو، ہم چاہتے ہیں کہ اب جلدی سے جلدی بادشاہ اور شہزادے کا خاتمہ ہو جائے میں اگر چاہوں تو آج رات کو ہی تلوار کا وار کر کے دونوں کو ختم کر سکتا ہوں مگر میں ایسا نہیں کرنا چاہتا اس طرح رعایا ہمارے خلاف اٹھ کھڑی ہو گی کہ ہم نے بادشاہ اور شہزادے کو قتل کر دیا ہے رعایا ان دونوں سے بہت محبت کرتی ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں بادشاہ اور شہزادہ بیمار رہ کر آہستہ آہستہ مر جائیں تا کہ رعایا یہی سمجھے کہ یہ بیمار رہ کر قدرتی طور پر مر گئے ہیں۔

شاہی باورچی نے کہا۔

فکر نہ کریں حضور ایسا ہی ہوگا، میں زہر زیادہ لگاؤں گا دیوتاؤں نے چاہا تو دو تین روز کے اندر اندر ان دونوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

سپہ سالار کہنے لگا۔

اگر تم بادشاہ اور شہزادے کو جلدی ختم کر دو تو میں تمہیں دریا پار کے سارے گاؤں دے دوں گا، تم اور تمہارا خاندان دریا پار کی ساری زمین اور وہاں کے گاؤں کا مالک ہوگا،

شاہی باورچی نے جھک کر کہا۔

حضور کا اقبال بلند ہو............ بادشاہ اور شہزادے کو ایک ہفتے کے اندر اندر ختم کر دیا جائے گا بادشاہوں کو زہر دینے کا میں خاندانی نسخہ استعمال کروں گا۔

ٹھیک ہے تم باورچی خانے میں جا کر اپنا کام کرو۔

شاہی باورچی سلام کر کے چلا گیا، سپہ سالار اور وزیر دیر تک ایک دوسرے کے ساتھ سر جوڑ کر باتیں کرتے رہے کہ کس طرح بادشاہ اور شہزادے کی موت کے بعد انہوں نے ملک پر حکومت کرنی ہے تخت و تاج پر قبضہ کرنا ہے رعایا کو یہ یقین دلانا ہے کہ بادشاہ اور شہزادہ قدرتی موت مرے ہیں وزیر نے کہا۔

ہمیں بادشاہ اور شہزادے کی موت پر دوسرے لوگوں سے زیادہ سوگ منانا ہوگا بڑا ماتم کرنا ہوگا تاکہ رعایا کو یہ یقین ہو جائے کہ ہمیں بادشاہ کی موت کا بڑا صدمہ ہوا ہے۔

سپہ سالار نے کہا۔

ایسا ہی کریں گے لیکن جب تم بادشاہ بن جاؤ تو مجھے وزیر بنانا مت بھولنا۔

ہرگز نہیں بھول سکتا، جو شخص میری مدد کرتا ہے میں اسے کبھی فراموش

نہیں کرتا، میں جس روز شاہی تخت پر بیٹھ کر تاج سر پر رکھوں گا اسی روز تم کو وزیر بنانے کا اعلان کر دوں گا۔

پھر تم بھی فکر نہ کرو، ساری فوج تمہارے ساتھ ہوگی لیکن اگر تم اپنے وعدے سے پھر گئے تو پھر میں فوج کو شاہی محل پر حملہ کرنے کا حکم دے دوں گا۔

وزیر نے کہا۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا، دوست! کبھی نہیں ہوگا!

دونوں، وزیر اور سپہ سالار اپنی نئی سازش کا خیال دل میں لے کر وہاں سے چلے گئے انہیں معلوم تھا کہ بادشاہ اس وقت تک پہاڑی والے محل میں ہی رہے گا جب تک کہ عنبر اور ناگ شہزادے کا مکمل علاج نہیں کر لیتے شاہی باورچی کی نئی ترکیب پر وزیر اور سپہ سالار بڑے خوش اور مطمئن تھے انہیں دل سے یقین تھا کہ عنبر اور ناگ کبھی یہ معلوم

نہ کرسکیں گے کہ کھانے کے چمچوں کے ساتھ بے رنگ بے ذائقہ اور
نظر نہ آنے والے زہر کا سفوف مل دیا گیا ہے سپہ سالار بھی وزیر کے
ساتھ چالاکی کر رہا تھا جس طرح کہ وزیر اس کے ساتھ مکاری سے
کام لے رہا تھا وزیر نے دل میں فیصلہ کر رکھا تھا کہ جونہی شہزادے اور
بادشاہ کی موت کے بعد اس نے تخت پر قبضہ کیا وہ سپہ سالار کو اسی وقت
قتل کرا دے گا کیونکہ جو سپہ سالار بادشاہ سے غداری کرسکتا ہے وہ
وزیر سے بھی غداری کرسکتا تھا دوسری طرف سپہ سالار نے بھی دل
میں ٹھان رکھی تھی کہ بادشاہ اور شہزادے کی موت کی خبر آتے ہی وہ
وزیر کو قتل کروادے گا اور فوج میں یہ مشہور کردے گا کہ وزیر نے بادشاہ
اور شہزادے کو زہر دے کر ہلاک کیا ہے تاکہ فوج کی ہمدردیاں سپہ
سالار کے ساتھ ہو جائیں اس لئے کہ فوج بادشاہ سے محبت کرتی تھی
اگر ایسی بات نہ ہوتی تو سپہ سالار کب کا بادشاہ کو ختم کر کے تخت پر قبضہ

جما چکا ہوتا۔

عنبر اور ناگ کو بیمار شہزادے کے ساتھ والا شاہی کمرہ دے دیا گیا اس
کے ساتھ ہی شاہی باورچی خانہ تھا جہاں شاہی باورچی نے چمچے کے
ساتھ زہر کا سفوف ملا دیا تھا تاکہ رات کے کھانے پر شہزادے اور
بادشاہ کو روز کی طرح زہری خوراک ملتی رہے عنبر اور ناگ نے کنول
کے بیج شہزادے اور بادشاہ کو پلا دیئے تھے اب وہ اپنے کمرے میں آ
گئے عنبر نے ناگ سے کہا۔

ناگ مجھے یقین ہے کہ یہ وزیر ہی ہے جو شاہی باورچی کے ساتھ مل کر
بادشاہ اور شہزادے کو زہر کھلا رہا ہے۔

ناگ نے کہا۔

اس میں شک کی کوئی وجہ ہی نہیں ظاہر ہے وزیر ان دونوں کو قتل کر کے
خود بادشاہ بننا چاہتا ہے اور سپہ سالار جو ہے وہ وزیر کے ساتھ سازش

ہیں ملا ہوا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں بڑا ہوشیار رہنا پڑے گا کیونکہ ہمارا مقابلہ دو دھاری تلوار سے ہے۔

تم فکر نہ کرو عنبر! کم از کم آج کے بعد سے بادشاہ اور شہزادے کو کھانے میں یا پانی وغیرہ میں زہر بالکل نہیں ملے گا۔

اور اگر زہر نہ ملا تو میں دو روز میں بادشاہ اور شہزادے کو تندرست کر دوں گا۔

شام کو عنبر جا کر ماریا کو بھی پہاڑی والے شاہی محل میں لے آیا اس کی آمد کی کسی کو خبر نہ ہوئی کیونکہ وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی عنبر اور ناگ نے بادشاہ کی بیماری وزیر اور سپہ سالار کی سازش اور شاہی باورچی کے ہاتھوں زہر کھلانے کی ساری باتیں ماریا کو سنا دیں تا کہ وہ بھی اپنے دوستوں اور دشمنوں سے خبردار رہے۔ رات کے کھانے کا معائنہ

کرنے کے لئے ناگ باورچی خانے کی طرف آ گیا۔

عنبر کا اغوا

شاہی باورچی ناگ سے پہلے ہی ہوشیار ہو چکا تھا اسے معلوم تھا کہ آج رات شہزادے اور بادشاہ کو جو کھانا جائے گا اس کی نگرانی ناگ کرے گا وہ اس کا معائنہ بھی کرے گا اور یہ دیکھے گا کہ کہیں اس کے اندر زہر ملا ہوا تو نہیں ہے؟ شاہی باورچی نے خاص طور پر کھانے میں زہر نہیں ڈالا تھا بلکہ زہر کھانے والے چمچوں کے

ساتھ لگا دیا گیا تھا ناگ باورچی خانے میں داخل ہوا تو باورچی نے
بڑے ادب سے اٹھ کر اسے سلام کیا۔

خوش آمدید حضور! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ ہمارے باورچی
خانے میں تشریف لائے فرمایئے آپ اس وقت کیا کھانا پسند کریں
گے۔؟

ناگ اچھی طرح جانتا تھا کہ وزیر اس باورچی کے ساتھ مل کر بادشاہ
اور شہزادے کو زہر دے رہا ہے باورچی سے ملے بغیر یہ خطرناک کھیل
کھیلا ہی نہیں جا سکتا تھا وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ باورچی نے
شاہی کھانے میں زہر کس قدر اور کتنی مقدار میں ملایا ہے اس نے کہا۔

تمہارا شکریہ میاں۔ میں اس وقت کچھ نہیں کھاؤں گا۔

باورچی نے خوشامد کرتے ہوئے کہا۔

تو پھر سرکار پھلوں کا رس ہی پی لیجیے۔ کم از کم ہماری دلجوئی ہی ہو جائے

گی۔

ناگ باورچی کی باتونی اور لچھے دار خوشامدانہ باتوں سے تنگ آ گیا تھا
اس نے کہا۔

اچھا بھائی مجھے ایک گلاس انناس کا رس پلا دو۔

زہے نصیب! زہے نصیب!

باورچی نے چاندی کا ایک گلاس بھر کر ناگ کو پیش کیا ناگ نے انناس
پی کر گلاس تپائی پر رکھا تو باورچی نے پوچھا۔

حضور کیسا تھا شربت۔؟

بہت اچھا تھا۔

سرکار یہ خاص شاہی باغات میں اُگے ہوئے پھلوں کا رس تھا اور حضور
اس کو آپ کے خادم نے خاص اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا۔

شکریہ۔

ناگ نے بات پلٹتے ہوئے کہا۔

یہ بتاؤ کہ شاہی محل میں جانے والے کھانے کا طشت لگا دیا گیا ہے؟

باورچی بولا۔

جی ہاں حضور! کھانا لگا دیا گیا ہے بس آپ کا انتظار تھا آپ تشریف لائیں اور کھانے کا معائنہ کریں تا کہ اسے بادشاہ اور شہزادے کے حضور میں پیش کیا جائے دیوتاؤں کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے ہمارے پیارے بادشاہ اور نیک دل شہزادے کو بیمار کیا۔

سرکار! بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے ہوتے ہوئے کوئی کھانے میں زہر ملا سکے۔ میں تو ایسے غدار کی گردن اتار کر رکھ دوں۔

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

کوئی بات نہیں۔ اگر مجھے اس کا پتا چل گیا تو میں خود اس کی گردن اتار دوں گا۔

باورچی نے کہا۔

سرکار! ہم اپنے بادشاہ سلامت کا نمک کھاتے ہیں بھلا ہم کبھی یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ سلامت کو ہلاک کرنے کی کوشش کی جائے؟

ٹھیک ہے میاں! کوئی بھی یہ نہیں چاہتا اچھا اب ذرا کھانا میرے پاس لے آؤ۔

بہت بہتر حضور۔

باورچی نے ملازموں کو حکم دیا وہ کھانے کا طشت لے کر ناگ کے سامنے رکھ کر ہاتھ باندھے کھڑے ہو گئے ناگ کے سامنے طشت میں قسم قسم کے کھانے لگے ہوئے تھے اس نے سب سے پہلی طشتری اٹھا کر اسے غور سے دیکھا ناگ چونکہ خود سانپ تھا اس لئے اس کو زہر کا فوراً معلوم ہو جاتا تھا باورچی بڑے غرور سے پاس ہی کھڑا ناگ کو

غور سے دیکھ رہا تھا ناگ نے پہلی طشتری رکھ دی اس میں زہر نہیں تھا
دوسری طشتری اٹھا کر اسے غور سے دیکھا اور وہ بھی طشت میں رکھ دی
اس میں بھی زہر نہیں ملا ہوا تھا........
ناگ نے باری باری ساری طشتریاں اٹھا اٹھا کر غور سے دیکھیں انہیں
چکھا بھی کسی میں بھی زہر نہیں ملا ہوا تھا............وہ بڑا حیران ہوا
کہ اگر اس کھانے میں زہر نہیں ہے تو پھر بادشاہ اور شہزادے کو کون
زہر دے رہا ہے پانی میں بھی زہر نہیں تھا ناگ نے ایک بات وہاں
بیٹھتے ہی محسوس کی تھی کہ اسے باورچی خانے سے زہر کی ہلکی ہلکی بو آ
رہی تھی یہ بو صرف ناگ ہی محسوس کر سکتا تھا لیکن یہ بات معلوم نہیں ہو
رہی تھی کہ آخر وہ زہر کہاں ہے باورچی بڑا خوش ہو رہا تھا کہ ناگ زہر
تلاش کرنے میں ناکام رہا ہے وہ اٹھ کر دوسری طرف گیا تو ناگ نے
ایک چمچہ کو پکڑ کر سونگھا چمچہ کے سونگھتے ہی ساری بات کھل گئی چمچہ کے

ساتھ زہر لگا دیا گیا تھا اس نے باری باری چاروں چمچے دیکھے چاروں
کے ساتھ بڑا ہی قاتل اور مہلک زہر لگا ہوا تھا ناگ نے بڑی ہوشیاری
سے چاروں چمچے جیب میں رکھ لیے اور اس کی جگہ دوسرے طشت
میں سے چار چمچے اٹھا کر رکھ دیے۔

باورچی کمرے سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سونے کا جگ تھا جس
میں پانی بھرا ہوا تھا۔

ناگ نے کہا۔

ٹھیک ہے میں نے کھانے کا معائنہ کر لیا ہے اس میں کچھ بھی نہیں ہے
کھانا بادشاہ کے محل میں لے جاؤ۔

ملازم طشت کندھوں پر رکھ کر بادشاہ کے کمرے میں چلے گئے۔

ناگ نے کہا۔

میاں باورچی! ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ تمہاری نگرانی میں بادشاہ

سلامت اور شہزادے کو بڑا اچھا کھانا مل رہا ہے یہ محض افواہ تھی کہ
کھانے میں زہر ملایا جاتا ہے میں نے پوری طرح سے ایک ایک چیز
کو جانچ کر دیکھا ہے کسی بھی کھانے میں کوئی خطرناک یا زہریلی شے
نہیں ملی ہوئی۔

باورچی خوش ہو کر بولا۔

سرکار! یہ سب ہوائیاں ہمارے دشمن اڑاتے ہیں بات اصل میں یہ
ہے کہ میرے دشمن یہ چاہتے ہیں کہ وہ میری جگہ شاہی باورچی بن کر
عیش کریں بس وہ میرے خلاف کوئی نہ کوئی سازش کرتے ہی رہتے
ہیں مگر سرکار میری نیت صاف ہے میں ایک ایمان دار آدمی ہوں میں
اپنے بادشاہ سلامت سے پیار کرتا ہوں اور ان کی بھلائی چاہتا ہوں
میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

ناگ کہنے لگا۔

شاباش! تم واقعی ایک نیک اور اچھے انسان ہو۔

اتنا کہہ کر ناگ باورچی خانے سے اٹھ کر بادشاہ اور شہزادے کے
کمرے میں آ گیا شاہی باورچی نے اسے باہر جاتے دیکھا تو بڑا
خوش ہوا کہ اس کی سازش کا ناگ کو پتا نہیں چل سکا اور زہر چمچوں اور
پانی میں مل کر بادشاہ اور شہزادے کے دستر خوان پر پہنچ گیا ہے۔

ناگ سیدھا بادشاہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا وہ کھانا کھانے والا تھا اس نے
ناگ سے پوچھا۔

کیوں بیٹے ناگ۔ تم پوری طرح سے مطمئن ہو کہ کھانے میں کوئی
زہریلی شے نہیں ہے؟

ناگ نے کہا۔

جی نہیں۔ کھانا بالکل محفوظ ہے............ ہاں جگ والا پانی نہ پئیں۔

کیا اس میں زہر ہے۔؟

جی ہاں.......

بادشاہ غصے سے بولا۔

اگر پانی میں زہر ہے تو یہ سوائے باورچی کے اور کسی کی شرارت نہیں
میں ابھی اسے بلا کر پوچھتا ہوں اور جرم ثابت ہو جانے پر اسے قید
میں ڈالے دیتا ہوں........

ناگ نے بادشاہ کو یہ بالکل نہیں بتایا تھا کہ چمچے کے ساتھ بھی زہر لگا تھا
جنہیں اس نے بدل دیا ہے پانی والے زہر کے بارے میں بھی اسے
علم تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ پورے ثبوت کے بغیر وہ شاہی باورچی
پر ہاتھ ڈالے وہ اپنی طرف سے پوری تسلی کرنا چاہتا تھا اور یہ معلوم کرنا
چاہتا تھا کہ باورچی کے ساتھ اور کون کون شریک ہے اگر وہ بادشاہ کو
بتا دیتا کہ کھانے میں زہر باورچی ملا رہا ہے تو بادشاہ اسے فوراً قتل کروا
دیتا اور باورچی کی موت کے بعد بادشاہ کے دشمنوں کے بارے میں

کبھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ کہاں ہیں اور بادشاہ کے خلاف کیا
سازش کر رہے ہیں۔

ناگ خاموشی سے شاہی باورچی کی نگرانی کر کے اس کے ساتھیوں کا
بھی پتا چلانا چاہتا تھا چنانچہ اس نے بادشاہ سے کہا۔

نہیں بادشاہ سلامت! مجھے شاہی باورچی پر بالکل شک نہیں ہے وہ
ایک وفادار خادم ہے پانی میں زہر کسی باہر کے انسان نے ملایا ہے جو
آپ کے خاندان کا دشمن ہے میں کوشش کر رہا ہوں ضرور اس کا پتا
چلا لوں گا۔

بادشاہ کے لئے فوراً دوسرا پانی لایا گیا۔

پانی کا سونے کا جگ واپس باورچی خانے میں پہنچا تو باورچی کا ماتھا
ٹھنکا کہ ناگ نے زہر کا کھوج لگا لیا ہے مگر اسے یہ تسلی ضرور تھی کہ
بادشاہ جس چمچے کے ساتھ کھانا کھائے گا اس کا زہر بادشاہ کے جسم میں

ضرور چلا جائے گا اسے یہ خبر ہی نہیں تھی کہ ناگ نے چمچے بھی بدل دیے ہیں بادشاہ اور شہزادے نے کھانا کھالیا۔ ناگ ان سے اجازت لے کر اپنے کمرے میں ماریا اور عنبر کے پاس آ گیا۔ ان کو ساری بات سنائی کہ باورچی نے کھانے میں تو زہر نہیں ڈالا تھا مگر چمچے کے ساتھ زہر ملا دیا تھا اور پانی زہریلا تھا عنبر بولا۔

اس باورچی کے ساتھ وزیر اور سپہ سالار بھی ملے ہوئے لگتے ہیں ہمیں ان کا بھی پورا پورا کھوج لگانا ہوگا۔

ماریا نے کہا۔

ہمارے پاس ان کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت ہونا بہت ضروری ہے۔

ناگ نے کہا۔

فکر نہ کرو، اس کا بندوبست بھی ہو جائے گا پہلے مجھے ثبوت مل جائے کہ وزیر اور سپہ سالار سازش میں شریک ہیں اس کے بعد میں انہیں

گرفتار کروا کر جیل میں ڈلوا دوں گا۔

عنبر نے باقاعدہ بادشاہ اور شہزادے کا علاج شروع کر دیا تھا ناگ ہر روز اپنی نگرانی میں بادشاہ اور شہزادے کو کھانا کھلاتا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بادشاہ اور شہزادے کی صحت ٹھیک ہونے لگی وہ تندرست ہونا شروع ہو گئے کہاں تو شہزادہ اپنے بستر سے اٹھ نہیں سکتا تھا اور کہاں اب یہ حالت ہوگئی کہ شہزادے نے بستر پر سے اٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیا تھا...... اس کے چہرے پر زردی کی جگہ سرخی آ گئی تھی بادشاہ کے چہرے کا رنگ بھی بدل گیا تھا اس کی صحت بھی اچھی ہوگئی تھی۔

وزیر اور سپہ سالار کو پریشانی ہوگی کہ ان کی سازش تو ناکام ہو رہی ہے وہ بادشاہ اور شہزادے کو جلدی سے جلدی ہلاک کر کے تخت پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور وہ دونوں تندرست ہونا شروع ہو گئے تھے عنبر کی جڑی بوٹیوں کے استعمال سے شہزادہ بہت ٹھیک ہو گیا اب وہ دربار میں بھی

جانے لگا تھا سارے درباری اور رعایا بڑی خوش تھی کہ ان کا بادشاہ اور
شہزادہ صحت مند ہو گئے ہیں عنبر اور ناگ کی بے حد عزت کی جاتی تھی
شہر کے سارے مندروں میں شکرانے کی دعائیں مانگی گئیں غریبوں
میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

ایک روز وزیر نے سپہ سالار کو بلایا اور تشویش سے کہا۔

پانسہ الٹ گیا ہے ہمارا سارا کیا کرایا دھرے کا دھرا رہ گیا ہے ہم نے
جو کچھ سوچا تھا اسے اس عنبر اور ناگ نے برباد کر دیا ہے جب تک یہ
دونوں اس محل میں ہیں ہماری کوئی سازش کوئی چال کامیاب نہیں ہو
سکتی۔

سپہ سالار نے مونچھوں پر تاؤ دے کر کہا۔

ان کو ٹھکانے لگانا کوئی مشکل کام نہیں اگر تم کہو تو میں آج ہی ان
دونوں کا کام تمام کرا دیتا ہوں۔

وزیر بولا۔

اجازت کیسی بھائی یہ کام تو ہمیں ہر حال میں کرنا ہے اگر یہ زندہ رہے
تو ہم ساری زندگی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے ان کو فوراً
قتل کروا کر ان کی لاشیں گم کرا دو، شاہی محل میں یہی مشہور ہو جائے گا
کہ وہ کہیں چلے گئے ہیں۔

سپہ سالار بولا۔

ٹھیک ہے میں یہ کام آج رات ہی کرا دوں گا میرے خاص آدمی عنبر کو
اٹھا کر دریا کنارے لے جائیں گے اور وہاں جا کر اسے قتل کر کے
لاش دریا میں بہا دیں گے میرے لئے یہ بڑا ہی معمولی کام ہے۔

ٹھیک ہے اس کے بعد ناگ کو بھی اسی طرح ختم کر دیا جائے گا۔
تو یہ کام آج رات ہی ہو جانا چاہیے۔

فکر نہ کرو، آج ہی ہو گا یہ کام............ کل عنبر اس دنیا میں نہیں ہو

گا۔

وزیر نے کہا۔

لیکن یہ قتل بڑی رازداری سے ہونا چاہیے کسی کو کانوں کان خبر تک نہ
ہو کہ ہم نے عنبر کو ختم کر دیا ہے اس لئے کہ عنبر اس وقت بادشاہ کا خاص
آدمی ہے رعایا بھی اس کی بڑی عزت کرتی ہے۔ درباری اور شاہی
محل کے لوگ بھی اس سے پیار کرتے ہیں فوج بھی اسے پسند کرتی
ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بادشاہ اور شہزادے کو صحت ملی ہے۔

سپہ سالار بولا۔

میں کوئی بچہ نہیں ہوں یہ کام بڑی رازداری سے ہی ہوگا باری باری
دونوں بھائی ہلاک کر دیے جائیں گے اور کسی کو ہم پر شبہ تک نہیں ہو
گا۔

تو فوراً جا کر ان آدمیوں کا بندوبست کرو جو عنبر کو رات اٹھا کر

دریا پر لے جا کر قتل کریں گے۔

سپہ سالار وزیر سے رخصت ہو کر اپنے محل میں چلا گیا اس نے اسی
وقت چار بڑے ہٹے کٹے اور بہادر سپاہیوں کو تیار کیا ان کا کام یہ تھا کہ
عنبر کو اس کے کمرے سے اغوا کر کے دریا کنارے لے جائیں اور
وہاں جا کر ہلاک کریں اور پھر لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا کی
لہروں میں بہا دیں یہ آدمی بڑے بے ڈر اور دلیر تھے وہ اس سے پہلے
کئی درباریوں کو ہلاک کر چکے تھے وہ سپہ سالار کا حکم پا کر وہاں سے
چلے گئے اور عنبر کے محل کے ادھر اُدھر اندھیرے میں چھپ کر عنبر کا
انتظار کرنے لگے کہ وہ باہر نکلے اور یہ اسے اٹھا کر لے جائیں۔

رات ہو گئی تھی بادشاہ اور شہزادے کو دوا کھلا کر عنبر شاہی خوابگاہ سے
باہر نکل کر اپنے کمرے کی طرف آ رہا تھا کہ راہداری اندھیرے میں
اچانک چار طرف سے اس پر سپاہیوں نے حملہ کر دیا۔

دو سپاہیوں نے اس کے منہ پر کپڑا ڈال کر اسے بے بس کر دیا اور باقی
دو سپاہیوں نے اسے پکڑ کر اٹھا لیا، وہ اسے لے کر محل کے باہر پچھلی
طرف آ گئے یہاں انہوں نے عنبر کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا تا کہ وہ
آواز نہ نکال سکے انہوں نے عنبر کو گھوڑے پر ڈالا اور اسے سرپٹ
دوڑاتے دریا کی طرف اٹھ دوڑے.....

سمندر میں زندہ لاش

عنبر کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔

اس کے منہ میں کپڑا ٹھونسا ہوا تھا مگر اسے پورا پورا ہوش تھا وہ جان گیا
تھا کہ اسے وزیر اور سپہ سالار کے آدمی اغوا کر کے لے جا رہے ہیں وہ
دل ہی دل میں بے فکر اور مطمئن تھا اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ ساری
زندگی بھی لگے رہیں تو اسے مار نہیں سکتے دریا کنارے پہنچ کر سپاہیوں
نے گھوڑے روک لیے........ سردار سپاہی بولا۔

اس کمبخت کو زمین پر ڈال دو۔

سپاہی نے عنبر کو رسیوں میں بندھے بندھائے زمین پر ڈال دیا سردار
نے حکم دیا کہ عنبر کا سارا جسم تیروں سے چھلنی کر کے اسے دریا میں
پھینک دیا جائے عنبر نے سردار کا یہ حکم سنا تو پریشان ہوا اسے تیروں
کے لگنے کا تو کوئی غم ہی نہیں تھا اگر غم تھا تو یہ کہ نہ جانے دریا میں بہتا وہ
کہاں جا پہنچے؟ وہ ناگ اور ماریا سے دور نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن وہ کر
بھی کچھ نہیں سکتا تھا اس لئے کہ اس کے ہاتھ پاؤں رسیوں میں

بندھے ہوئے تھے۔

اچانک اس پر تیروں کی بوچھاڑ ہوئی اس کے چاروں طرف کھڑے سپاہی کمانیں ہاتھوں میں لیے اس پر تیروں کی بارش کر رہے تھے اس کے سارے جسم میں جگہ جگہ تیر کھب گئے سردار نے کہا۔

اسے اٹھا کر دریا میں پھینک دو۔

سپاہیوں نے عنبر کو اٹھایا اور دھڑام سے دریا میں پھینک دیا وہ سب کچھ بہت جلدی جلدی ہو گیا سردار کو محسوس ہوا کہ عنبر کے جسم پر تیر تو بے شمار لگے تھے مگر کہیں سے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا تھا پھر اس نے سوچا کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کا جسم تیروں سے چھلنی ہو جائے اور خون نہ بہے یہ اس کا خیال ہے۔ خون تو دریا میں بہہ رہا ہو گا سردار مطمئن ہو گیا کہ اس کے ذمے سپہ سالار نے جو کام لگایا تھا وہ اس نے پورا کر دیا۔

وہ سپاہیوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں روپوش ہو گیا رات زیادہ گزر گئی تو ناگ اور ماریا پریشان ہو گئے کہ عنبر کہاں چلا گیا؟

انہوں نے محل کا کونا کونا چھان مارا مگر عنبر کہیں نہ ملا آخر ناگ نے جا کر بادشاہ اور شہزادے کو خبر دی کہ عنبر کہیں نظر نہیں آ رہا۔ بادشاہ کو بھی فکر لگا کہ کہیں دشمنوں نے اسے اس لئے ختم کر دینے کی کوشش نہ کی ہو کہ وہ بادشاہ اور شہزادے کا علاج کر کے انہیں تندرست کر رہا ہے بادشاہ نے کہا۔

میرے بچے فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں عنبر کو تلاش کرنے کے لئے ابھی سپاہیوں کو سارے شہر میں پھیلا دیتا ہوں میرے سپاہی اسے جہاں کہیں بھی وہ ہو گا ڈھونڈ نکالیں گے۔

آدھی رات کو ہی بادشاہ کے حکم پر سپاہی عنبر کی تلاش میں سارے شہر میں پھیل گئے ناگ اور ماریا غمگین سے ہو کر کمرے میں بیٹھے ہوئے

تھے رات کافی گزر گئی تھی وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ ساری شرارت وزیر اور
سپہ سالار کی ہے لیکن ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اس لئے وہ وزیر
یا سپہ سالار کے خلاف کسی بھی الزام کو ثابت نہیں کر سکتے تھے وہ صبر کر
کے لیٹ گئے انتظار کرنے لگے کہ دیکھتے ہیں بادشاہ کی فوج عنبر کو
تلاش کرنے میں کامیاب ہوتی ہے یا نہیں۔ ایک بات کی دونوں کو
تسلی تھی کہ عنبر مر نہیں سکتا، لیکن ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ اسے کسی ایسے
گہرے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا گیا ہو جہاں سے وہ کبھی بھی
باہر نہ نکل سکے۔

عنبر کا حال بھی سنیئے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔

سپہ سالار کے آدمیوں نے جب اس کے جسم میں تیر مار کر دریا میں
پھینکا تو وہ پانی کے اندر چلا گیا اس کے جسم میں ایک ایسی طاقت آ گئی
تھی کہ پانی کے اندر گرتے ہی اس کے ناک کے اندر کی جھلی بند ہو

جاتی تھی اور پانی پھیپھڑوں میں نہیں جاتا تھا پھیپھڑوں کے اندر کی ہوا
محفوظ ہو جاتی تھی اور وہ دریا میں ڈوبے رہنے کے باوجود مر نہیں سکتا
تھا عنبر دریا میں گرتے ہی پانی کی لہروں کے ساتھ نیچے چلا گیا، پھر وہ
اوپر کی طرف ابھرنے لگا دریا کا بہاؤ تیز تھا اس کا سر باہر نکل آیا اور وہ
لہروں کے ساتھ ساتھ آگے بہنے لگا۔

وہ ساری رات دریا کے بہاؤ کے ساتھ جدھر کو دریا جا رہا تھا ادھر کو ہی
بہتا رہا اس نے اپنا آپ دریا کی لہروں میں ڈھیلا چھوڑ دیا تھا جس کی
وجہ سے اس کا آدھا جسم پانی کے اندر تھا اور آدھا جسم پانی کے اوپر تیر
رہا تھا پانی اس کے منہ کے اندر نہیں جا رہا تھا اس کی آنکھیں کھلی تھیں
اور وہ آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس
کی زندگی بھی کیا زندگی ہے کہ مصیبتوں اور حادثوں سے بھری ہوئی
ہے اگر آج وہ شاہی محل کے اندر بیٹھا شان سے حکم چلا رہا ہے تو کل

بھکاری بن کر گلی گلی چکر لگا رہا ہے اگر آج وہ بادشاہ کے پاس تخت پر
بیٹھا ہے تو کل دریا میں ایک لاش کی طرح تیرتا چلا جا رہا ہے اسے اپنی
ساری پچھلی زندگی یاد آ گئی کس طرح وہ اڑھائی ہزار سال پہلے فرعون
کے شاہی محل میں پیدا ہوا پھر کس طرح اس کا باپ چل بسا اور ایک
سازش کے ذریعے اسے ایک غریب ماہی گیر کے جھونپڑے میں
پھینک دیا گیا پھر کیسے وہ اپنے دوست کے ساتھ ترقی کرتے کرتے
مصر کا بادشاہ بنا اور پھر دیوتا نے اسے دعا یا بددعا دی کہ وہ کبھی نہ مرے
گا اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

وہ اپنی پچھلی زندگی کی باتیں سوچتا ہوا دریا کی لہروں پر بے بسی کے
ساتھ رسیوں میں جکڑا ہوا بہتا چلا گیا اس نے دو ایک بار ہاتھوں کو ہلا
کر رسیاں کھولنے کی کوشش بھی کی مگر ناکام رہا پھر اسے ماریا اور ناگ
کا خیال آیا کہ جب انہیں پتہ چلے گا کہ وہ غائب ہے تو انہیں کس قدر

پریشانی ہوگی سپہ سالار کے سپاہیوں نے اسے اتنا موقع ہی نہیں دیا کہ
وہ مقابلہ کر سکتا اسے ایک دم جھپٹ لیا گیا اور رسیوں میں جکڑ کر
پھینک دیا گیا اگر اسے ذرا سا بھی موقع مل جاتا تو وہ سارے کے
سارے سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا
اب تو وہ دریا کی لہروں پر بہا جا رہا تھا اور رات گزر رہی تھی۔

صبح کی ہلکی ہلکی روشنی آسمان پر چمکنے لگی تو اس نے دریا میں بہتے ہوئے
آنکھیں گھما کر ارد گرد دیکھا دریا کے کنارے کافی دور تھے دریا کا پاٹ
یہاں چوڑا ہو گیا تھا وہ گھبرا گیا کہ کہیں کسی مقام پر پہنچ کر دریا سمندر
میں نہ گر رہا ہو کیونکہ سمندر اس شہر کے بہت قریب تھا وہ پریشان ہو گیا
اگر وہ دریا کی لہروں کے ساتھ سمندر میں جا گرا تو اس کے لئے بڑی
مصیبت بن جائے گی نہ جانے پھر اسے کتنے عرصے تک سمندر میں ہی
بھٹکنا پڑے کیونکہ اس زمانے میں سمندروں میں بہت کم جہاز اور

کشتیاں چلا کرتی تھیں اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ کوئی بہت بڑی مچھلی اسے سالم کا سالم اپنے پیٹ میں نگل لے وہ ہاتھ پاؤں بھی نہیں ہلا سکتا تھا مچھلی اسے کھا تو نہیں سکتی تھی ہضم بھی نہیں کر سکتی تھی لیکن وہ اس وقت تک کے لئے مچھلی کے پیٹ کے اندر بند ہو جاتا جب تک کہ مچھلی زندہ رہتی۔

اب اس نے کوشش شروع کر دی کہ کسی طرح دریا کے کنارے پر جا لگے اس کے لئے عنبر نے اپنے جسم کو کنارے کی طرف دھکے دینے شروع کر دیئے اس کا نتیجہ بڑا اچھا نکلا اور وہ آہستہ آہستہ دریا کے کنارے کی طرف ہٹنے لگا دن کافی نکل آیا تھا کہ عنبر کنارے کے قریب آ گیا ٹھیک اس وقت عنبر نے ایک بادبانی کشتی دیکھی جو کنارے کی طرف سے اس کے پاس آ رہی تھی۔

یہ کشتی ایک غریب جاپانی ماہی گیر کی تھی اس نے قریب آ کر جب

دیکھا کہ ایک لاش دریا میں تیرتی آ رہی ہے جس کا جسم تیروں سے چھلنی ہے اور سارے بدن میں تیر لگے ہوئے ہیں تو وہ گھبرا گیا عنبر نے زور سے آواز دے کر کہا۔

مجھے کشتی پر کھینچ لو۔

ماہی گیر نے جب دیکھا کہ لاش بول بھی رہی ہے تو وہ خوف زدہ ہو گیا غریب ماہی گیر بہت وہم پرست تھا سمجھا کوئی بھوت یا چڑیل دریا میں لاش کا روپ دھار کر چلی آ رہی ہے اس نے اپنی کشتی موڑی اور وہاں سے بھاگ گیا.............عنبر کو بہت افسوس ہوا کہ ماہی گیر اس کی مدد کرنے کی بجائے وہاں سے ڈر کر بھاگ گیا اگر وہ لاش بن کر ہی پڑا رہتا تو شاید ماہی گیر اسے اٹھا کر کنارے پر لے جاتا کیونکہ جاپان کے غریب لوگ لاش کا بڑا احترام کرتے ہیں مگر اب کیا ہو سکتا ہے ماہی گیر رفو چکر ہو چکا تھا عنبر ایک بار پھر دریا میں اکیلا رہ گیا تھا دریا کی

لہریں اسے بڑی تیزی سے آگے کی طرف..........سمندر کی طرف بہائے لیے جا رہی تھیں دریا کے کنارے سے دور ہٹتے جا رہے تھے دریا کا پاٹ چوڑا ہو رہا تھا اس میں اتنی طاقت نہیں رہی تھی کہ وہ اپنے آپ کو کناروں کی طرف دھکیلے دریا کے ٹھنڈے پانی نے اس کا بدن سن کر دیا تھا وہ مر تو نہیں سکتا تھا مگر ٹھنڈا اسن ضرور ہو سکتا تھا عنبر نے اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیا۔

سارا دن دریا اسے لے کر آگے بڑھتا رہا۔

سورج غروب ہونے لگا دھوپ کا رنگ سنہری پڑ گیا پھر شام کی سیاہی پھیلنا شروع ہو گئی دن کی روشنی گم ہونے لگی آسمان پر اکا دکا ستارے چمکنے لگے عنبر کو اپنے دوست ناگ اور بہن ماریا کا خیال آ گیا اور اس کی آنکھیں بھر آئیں وہ اپنے بہن بھائیوں سے دور ہوتا جا رہا تھا رات آ گئی ہر طرف خاموشی اور اندھیرا چھا گیا آسمان پر بے شمار ستارے

موتیوں کی طرح چمکنے لگے ہوا بھی کچھ تیز ہو گئی تھی صاف معلوم ہو رہا تھا کہ سمندر قریب آ رہا ہے فضا میں سمندر کی مچھلیوں کی خاص بو عنبر کو محسوس ہونے لگی تھی وہ کچھ گھبرا سا گیا کہ اگر ایک بار وہ سمندر پر چلا گیا تو جانے پھر کہاں سے کہاں نکل جائے۔

عنبر راتوں رات سمندر میں داخل ہو چکا تھا۔

دوسرے دن کا سورج نکلا تو عنبر نے پانی کی لہروں پر لیٹے لیٹے دیکھا کہ وہ سمندر میں تیر رہا تھا..........دونوں طرف دریا کے کناروں کا نام و نشان بھی نہ تھا سمندر کی بڑی بڑی موجیں اسے نیچے سے اٹھا کر بڑی تیزی سے آگے کی طرف دھکیل رہی تھیں ایک بار تو اس کا سر چکرا گیا آخر وہی ہو کر رہا تھا جس کا اسے ڈر تھا نہ اس کی کسی کو خبر تھی اور نہ کسی کو اس کی بابت معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے؟

اس نے سر اٹھا کر ارد گرد دیکھا سمندر کا پانی نیلا تھا اس کی بڑی بڑی

لہریں اوپر نیچے ہورہی تھیں جیسے سمندر اونچے نیچے گہرے سانس لے
رہا ہو چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔

سمندر کی لہروں نے عنبر کو اٹھا رکھا تھا وہ اسے ڈوبنے نہیں دے رہی
تھیں سمندر کا پانی دریا کے پانی کے مقابلے میں زیادہ ٹھنڈا نہیں تھا وہ
کچھ نیم گرم تھا شاید اس کی وجہ سورج کی تپش ہو دور دور تک کسی کشتی یا
بادبانی جہاز کا نشان تک نظر نہ آتا تھا عنبر عجیب مصیبت میں پھنس گیا تھا
اس نے بڑا بڑا برا وقت دیکھا تھا لیکن اس سے برا وقت اس پر کبھی
نہیں پڑا تھا کہ نہ زندہ رہے نہ مردہ ہے بس زندگی اور موت کے
درمیان لٹک رہا ہے یہ بڑی دردناک حالت تھی عنبر کو اپنے پر ترس
آنے لگا تھا کہ کیسی عجیب مصیبت میں الجھ گیا ہے۔

وہ دن بھی گزر گیا۔

عنبر کو سمندر میں دوسری رات آ گئی۔ رات کو سمندر کا پانی ٹھنڈا ہو گیا

عنبر کو سردی تو نہیں لگتی تھی مگر اس کا بدن ضرور سن ہو گیا تھا پانی کا بہاؤ
بھی بڑا تیز تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سمندر کے کسی بہت ہی تیز
دھارے پر چڑھ آیا ہے سمندروں میں کسی کسی جگہ پانی کی ایک پٹی
بڑی تیز رفتاری سے بہنے لگتی ہے اسے سمندری دھارا کہتے ہیں اگر کوئی
جہاز اس دھارے پر چڑھ آئے تو وہ بڑی مشکل میں پھنس جاتا ہے
کیونکہ جہاز سمندر میں ایک خاص رفتار سے چلتے ہیں اور تیز دھارے
پر آ جانے سے اس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے چنانچہ آج سے ہزاروں
برس پہلے بھی اور آج کے زمانے میں بھی جہازوں کے کپتان اپنے
جہازوں کو اس سمندری دھارے سے ہمیشہ بچانے کی کوشش کرتے
ہیں۔

سمندر کے تیز دھارے پر چڑھ آنے سے عنبر بڑے زور کے ساتھ
لہروں پر آگے کی طرف بہنے لگا اس کی حالت لکڑی کے ایک ٹکڑے کی

طرح تھی جو طوفان کے ساتھ ساتھ بہہ رہا ہو جسے کچھ معلوم نہ ہو کہ اس کی منزل کہاں ہے اسے جانا کہاں ہے؟ دریا سے لے کر سمندر تک پانی میں یہ اس کا تیسرا دن اور دوسری رات تھی راتیں اس نے ہزاروں لاکھوں دیکھی تھیں مگر ایسی رات اس نے اپنی ڈھائی ہزار سالہ زندگی میں کبھی نہیں دیکھی تھی وہ راتوں کو جنگلوں میں سویا تھا اس نے جنگل کے خونخوار شیروں کے غاروں میں لیٹ کر راتیں کاٹی تھیں اس نے ظالم اور ظالم بادشاہ کے قید خانوں میں زنجیریں اور بیڑیاں پہن کر ٹھنڈے پتھروں پر راتیں بسر کی تھیں مگر ایسی رات اس نے کبھی بسر نہ کی تھی کہ وہ رسیوں میں جکڑا سمندر میں بہا جا رہا ہے۔

عنبر کو کسی وقت اپنی حالت پر رونا آتا اور کسی وقت ہنسی بھی آتی اس کی قسمت اچھی تھی کہ دیوتاؤں کی بد دعا یا دعا کی وجہ سے وہ مر نہیں سکتا تھا ورنہ اب تک اس کا جسم بھی سمندر کے نمکین کھارے اور تیزابی پانی

میں گل سڑ کر مچھلیوں کی خوراک بن گیا ہوتا وہ اس بات پر بڑا حیران تھا کہ ابھی تک کسی مچھلی نے اس پر حملہ نہیں کیا؟ چھوٹی چھوٹی بے شمار مچھلیاں اس کے پاس سے ہو کر گزر جاتی تھیں مگر ابھی تک ویل یا شارک قسم کی کوئی خونخوار اور بڑی مچھلی نہیں آئی تھی۔

آخر اس کی یہ خواہش بھی پوری ہو گئی۔

دن چڑھا تو ایک شارک مچھلی انسان کو بو پا کر عنبر کی طرف لپکی عنبر نے دور ہی سے مچھلی کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا شارک مچھلی انسان کی دشمن ہوتی ہے اس کے دانت بڑے تیز ہوتے ہیں انسان کو دور ہی سے بو پا لیتی ہے اور پھر حملہ کر کے انسان کے ٹکڑے اڑا دیتی ہے عنبر نے شارک کو دیکھا کہ اپنا خوفناک دانتوں والا منہ کھولے اس کی طرف لپکی چلی آ رہی ہے اس نے آنکھیں بند کر لیں وہ جانتا تھا کہ وہ مر تو نہیں سکتا مگر شارک اسے تنگ بہت کرے گی شارک نے تیزی

سے آ کر عنبر کے پہلو میں دانت مارے لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ عنبر کے سارے جسم میں تیر گڑھے ہوئے تھے اور وہ نیزوں کی طرح اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔

جونہی شارک نے عنبر کے پہلو میں دانت مارے لوہے کے تیر اس کے حلق میں چبھ گئے شارک تڑپ کر اچھلی اور پرے ہٹ گئی وہ جھنجھلا کر ایک بار پھر حملہ آور ہوئی اس دفعہ بھی لوہے کے تیر اس کے جبڑے میں گھس گئے اور اس کے منہ سے خون جاری ہو گیا شارک مچھلی گھبرا کر بھاگ گئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا پالا کس قسم کے انسان سے پڑا ہے جس کے سارے جسم پر لوہے کے بڑے بڑے کانٹے نکلے ہوئے ہیں۔

شارک کو دم دبا کر بھاگتے دیکھ کر عنبر کو ہنسی آ گئی۔ اس کے خیال میں یہ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ شارک مچھلی ایک انسان سے شکست کھا کر بھاگ گی

تھی نہیں تو شارک مچھلی ایک بار کسی بے بس انسان کے پیچھے پڑ جائے تو اسے ہلاک کیے بغیر کبھی باز نہیں آتی۔ شارک کے بھاگنے کے بعد عنبر کا سمندر میں سفر پھر شروع ہو گیا۔ اب وہ سمندر کے تیز دھارے پر سے اتر چکا تھا اور بڑی ہمواری اور تھوڑی رفتار کے ساتھ لہروں کے ساتھ ساتھ بہا چلا جا رہا تھا اس نے کئی بار سر اٹھا کر سمندر کی سطح پر یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ کہیں سے کوئی جہاز تو نہیں آ رہا؟ مگر ہر بار اسے ناامیدی ہوئی سمندر کا سینہ دور دور تک خالی تھا اور اس پر بڑی بڑی لہریں سانس لے رہی تھیں۔

تیسرے پہر جب سورج کی کرنوں کا رنگ ذرا ذرا سنہری ہونے لگا تھا عنبر نے ایک بار پھر سر اٹھا کر دیکھا تو اسے دور افق کے پاس ایک جہاز کے سفید سفید بادبان دکھائی دیے اس کے دل میں زمین پر چلنے کی خواہش مچلنے لگی وہ دل ہی دل میں دعا کرنے لگا کہ یا خدا یہ جہاز

اس کی طرف آجائے کہیں دور دور ہی سے نہ گزر جائے۔ جہاز اس کی
طرف ہی آرہا تھا کیونکہ کچھ دیر عنبر نے دیکھا تو اب بادبانوں کے
ساتھ ساتھ اسے جہاز کا لکڑی کا پیندا بھی دکھائی دینے لگا تھا۔

جہاز اس کے قریب آرہا تھا۔

موت کا سایہ

جہاز والوں نے بھی عنبر کو سمندر میں تیرتے دیکھ لیا تھا۔

یہ جہاز ایک ایسے سوداگر کا تھا جو غلاموں کی تجارت کرتا تھا۔ وہ افریقہ
اور سیام سے انسانوں، بچوں اور عورتوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح

زبردستی اٹھا کر جہاز میں ڈال دیتا اور پھر یمن اور دوسرے ملکوں میں جا
کر انہیں فروخت کر دیتا جہاز پر سارے ملازم اس کے اپنے ملازم تھے
کپتان بھی جہاز کا اس کا اپنا آدمی تھا سب کو معلوم تھا کہ سوداگر
انسانوں کے ساتھ ظلم کرتا ہے کہ انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح اغوا کر
کے دوسرے ملکوں میں امیر لوگوں کے پاس غلام اور لونڈی بنا کر بیچ
دیتا ہے مگر وہ اس کے آگے دم نہیں مار سکتے تھے کیونکہ سوداگر بڑا ظالم
اور قاتل آدمی تھا اس نے اپنی زندگی میں ہزاروں غلاموں اور
لونڈیوں کو قتل کیا تھا جو غلام اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیتا اس کو وہ
قتل کر کے سمندر میں پھنکوا دیتا۔

سوداگر جہاز کے اگلے حصے پر کھڑا تھا۔

اس نے ایک انسان کو سمندر کی لہروں پر تیرتے دیکھا تو خیال آیا کہ
اسے بھی پکڑ کر جہاز پر سوار کرا لینا چاہیے تا کہ ایک اور غلام بن جائے

جہاز عنبر کے قریب آ کر رک گیا سوداگر کے ملازم کشتی میں سوار ہو کر
سمندر میں اترے اور انہوں نے عنبر کو اٹھا کر کشتی میں ڈال لیا عنبر کے
کہنے پر اس کے سارے جسم میں سے تیر نکال ڈالے انہیں بڑی حیرانی
ہوئی کہ اس قدر زخمی ہونے کے باوجود عنبر کو کچھ نہیں ہوا تھا انہوں نے
عنبر کی رسیاں کاٹ ڈالیں اور جہاز پر سوداگر کے سامنے جا کر پیش
کیا۔

سوداگر نے عنبر کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر اس کے بھرے بھرے
بازو ٹٹول کر بولا۔

ہوں.........تم ایک صحت مند اور مضبوط نوجوان ہو۔ پہلے چل کر گرم
قہوہ پیو۔ پھر تم سے پوچھوں گا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آرہے تھے۔

عنبر کو ایک کیبن میں لے جا کر بستر پر لٹا دیا گیا۔

جہاز پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا عنبر نے دیکھا کہ کیبن میں دیواروں

کے ساتھ مردہ انسانوں کی کھوپڑیاں ٹنگی ہوئی ہیں ایک غلام دودھ کا
پیالہ لے کر اندر آیا عنبر نے دودھ پی کر پوچھا۔

بھائی مجھے یہ بتاؤ کہ یہ جہاز کس کا ہے؟ کہاں جا رہا ہے اور یہ دیواروں
پر انسانوں کی کھوپڑیاں کس لئے سجائی گئی ہیں۔؟

غلام نے کہا۔

تمہیں آہستہ آہستہ سب کچھ معلوم ہو جائے گا بہر حال میں تمہیں اتنا
بتا دیتا ہوں کہ تم ایک ایسے جابر سوداگر کے جہاز پر ہو جو انسانوں کو
غلام بنا کر فروخت کرتا ہے ہم سب غلام ہیں اور اس وقت تم بھی اپنے
آپ کو غلام ہی سمجھو لیکن میں یہ نہیں بتاؤں گا کہ یہ جہاز کہاں جا رہا
ہے کیونکہ مجھے اس کی اجازت نہیں۔

عنبر نے پوچھا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ یہ دیواروں پر کھوپڑیاں کس لئے سجائی گئی ہیں۔

غلام نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔

یہ ان بدنصیب غلاموں، لونڈیوں اور بچوں کی کھوپڑیاں ہیں جنہوں نے سوداگر کے ظلم کے خلاف بغاوت کی اور اس جہاز پر سے فرار ہونے کی کوشش کی سوداگر نے ان عورتوں، بچوں اور آدمیوں کو قتل کر کے ان کی کھوپڑیاں یہاں لٹکا دی ہیں تاکہ دوسرے غلام اس سے عبرت حاصل کریں اور کبھی یہاں سے فرار ہونے کی کوشش نہ کریں۔

عنبر اس قسم کی باتیں سن کر بڑا حیران ہوا کہ یہ سوداگر کس قدر ظالم شخص ہے وہ افسوس کرنے لگا کہ ایسے ظالم انسان کے جہاز پر آ گیا اس سے تو بہتر تھا کہ وہ سمندر میں رہتا غلام دودھ کا خالی پیالہ لے کر چلا گیا تو عنبر سوچنے لگا اسے اب کیا کرنا چاہیے ظاہر ہے وہ سوداگر کا غلام بنا دیا گیا تھا سوداگر نے اسے بھی اپنے غلاموں میں شامل کر لیا تھا جنہیں وہ یمن اور بغداد وغیرہ لے جا کر بیچنا چاہتا تھا کیا وہ سوداگر پر اپنا آپ

ظاہر کر دے؟

نہیں اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

تھوڑی دیر بعد سوداگر خود اندر آ گیا، اس کی بڑی ڈراؤنی ڈاکوؤں جیسی مونچھیں تھیں اور ہاتھ میں انسانی کھال کے چمڑے کا بنا ہوا ہنٹر پکڑ رکھا تھا سوداگر نے عنبر کی طرف مکاری سے مسکرا کر دیکھا اور پوچھا۔

تم کون ہو اور سمندر میں تیر مار کر زخمی کر کے تمہیں کس نے گرایا تھا.........

عنبر نے جھٹ پٹ ایک جھوٹی کہانی گھڑ کر کہا۔

جناب! میرا نام عنبر ہے میں ایک تجارتی جہاز پر نوکر تھا کہ ہمارے جہاز پر بحری ڈاکوؤں کے جہاز نے حملہ کر دیا، انہوں نے ہمارا جہاز لوٹ کر غرق کر دیا میں جان بچا کر ایک تختے پر چڑھ گیا ڈاکوؤں نے مجھے دیکھ لیا انہوں نے مجھے باندھ کر سمندر میں ڈال دیا پھر مجھ پر تیر

برسائے میں زخمی ہو گیا، لیکن سمندر کے پانی نے میرے زخموں کو اچھا
کر دیا۔

سوداگر قہقہہ مار کر ہنسا۔

بہت خوب .... گویا تم جہاز پر ملازم تھے کان کھول کر سن لو اب تم
میرے غلام ہو، تم میرا ہر حکم بجا لاؤ گے میں تمہیں جو کہوں گا تم وہی کرو
گے چلو اب بستر سے اٹھو اور جہاز کے نچلے عرشے کی جا کر صفائی کرو۔

سوداگر نے زور سے ہنٹر مارا۔ عنبر تڑپ کر اٹھ بیٹھا عجب بدتمیز قسم کا یہ
سوداگر تھا عنبر نے جان بوجھ کر عاجزی سے کہا۔

جو حکم حضور!

اور پانی کی بالٹی اور برش لے کر نیچے عرشے میں آ گیا۔ جہاز کے اس
حصے میں دوسرے غلاموں کے ساتھ کچھ عورتیں بھی تھیں عنبر اس جہاز
پر رہ کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں

ویسے بھی وہ جہاز پر رہنے پر مجبور تھا کیونکہ وہ تیر کر سمندر پار نہیں کر سکتا
تھا وہ صفائی کرتے کرتے ان عورتوں کے پاس پہنچ گیا دوسری طرف
غلام سر جھکائے بیٹھے تھے ان کے پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے
تھے عورتوں کے پاؤں تو زنجیروں میں نہیں بندھے تھے مگر ان کی
گردنوں میں لوہے کا موٹا کڑا ڈال دیا گیا تھا ان عورتوں کی حالت
بڑی قابل رحم تھی وہ خاموش بیٹھی تھی اور کسی سے بات نہیں کر رہی تھی
ان میں کچھ بوڑھی تھیں اور ایک عورت نوجوان تھی اس کے چہرے کو
دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی شریف خاندان کی نیک عورت ہے۔
عنبر کو جہاز پر پہلا روز تھا۔ وہ کسی سے بات کر کے کوئی نئی مصیبت
مول لینا نہیں چاہتا تھا چنانچہ وہ خاموشی سے کام کر کے اوپر چلا گیا
رات کو غلاموں میں سوکھی چپاتیاں اور جنگلی گھاس کا ساگ تقسیم کیا گیا
سوداگر کے نوکر غلاموں کے ساتھ جانوروں سے بھی برا سلوک کر

رہے تھے جو غلام ذرا ایک روٹی زیادہ مانگتا اسے بڑی بری طرح
ہنٹروں سے مارا جاتا عنبر یہ تماشا دیکھ کر بڑا غمگین ہو گیا اسے سوداگر اور
اس کے نوکروں پر سخت غصہ آیا مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ خود
غلام تھا وہ موقع کا انتظار کرنے لگا۔

اب ہم واپس جاپان کے شہر کیوشو میں آتے ہیں۔

عنبر کو گم ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تھا ناگ اور ماریا بہت پریشان تھے کہ
ان کا بھائی کہاں چلا گیا سارا شہر بادشاہ نے چھنوا دیا مگر عنبر کا کہیں
نشان تک نہ ملا تھا ادھر وزیر اور سپہ سالار بڑے خوش تھے کہ انہوں نے
عنبر کا کام تمام کر دیا ہے اب ان کی نگاہ ناگ پر تھی کیونکہ عنبر کے بعد
ناگ بادشاہ اور شہزادے کا علاج کر رہا تھا اور وہ دونوں بڑی تیزی
سے تندرست ہو رہے تھے ویسے بھی ناگ ان کے راستے کی بہت
بڑی رکاوٹ تھی کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے وہ بادشاہ اور شہزادے

میں سے کسی کو بھی کھانے پینے میں زہر نہیں دے سکتے تھے اب وہ عنبر
کے بعد ناگ کو راستے سے ہٹانا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے ایک
سازش تیار کی اور ناگ کو ہلاک کرنے کی تیاریاں کرنے لگے چال یہ
تھی کہ ناگ کو اس کے کمرے میں سوتے میں قتل کر دیا جائے اس کام
کے لئے سپہ سالار نے اپنے ایک خاص آدمی کو چن لیا۔

یہ شخص اسی کمرے کے باہر پہرہ دیتا تھا۔

سپہ سالار نے اسے کہا۔

تم نے ہر حالت میں ناگ کو ہلاک کرنا ہے اگر تم ناکام رہے تو یاد رکھو
میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

پہرے دار نے جھک کر کہا۔

سرکار۔! ہم آپ کے غلام ہیں میں آپ کا ہر حکم بجالاؤں گا، میں ایک
خونخوار ڈاکو بھی ہوں اور قتل بھی ہوں میں نے زندگی میں سینکڑوں

لوگوں کو قتل کیا ہے مجھ سے بچ کر یہ دبلا پتلا سا نوجوان کہیں نہیں جا سکتا آپ فکر نہ کریں کل صبح کو اس کے کمرے میں اس کی لاش پڑی ہوگی۔

شاباش! مجھے تم سے یہی امید ہے تم نے اپنا کام اچھی طرح کامیابی سے کر دیا تو میں تمہیں دولت سے مالا مال بھی کر دوں گا اور تمہاری ترقی بھی کر دوں گا۔

سرکار کی عنایت ہے۔

سپہ سالار کے جانے کے بعد پہرے دار نے اپنے کرتے کے اندر ایک تیز دھار والا خنجر چھپا کر رکھ لیا، اور رات کے ہونے کا انتظار کرنے لگا وہ چونکہ ناگ کے دروازے کے باہر پہرہ دیتا تھا اس لئے وہ جس وقت بھی چاہے دروازہ کھول کر اندر جا سکتا تھا۔

ناگ شہزادے کو دوائی کھلانے گیا ہوا تھا ماریا اپنے کمرے سے نکل کر شاہی محل کے باغ میں چہل قدمی کر رہی تھی اسے کوئی بھی نہیں دیکھ رہا

تھا وہ غائب تھی مگر وہ شاہی محل کے باغ میں ٹہلتے ہوئے سب کو دیکھ رہی تھی شام کو وہ ناگ کے کمرے میں آنے لگی تو اس نے دیکھا کہ پہرے دار ادھر اُدھر دیکھ کر چپکے سے ناگ کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

ماریا بہت حیران ہوئی کہ جب کمرہ خالی ہے ناگ وہاں نہیں ہے تو پہرے دار کو یوں چوروں کی طرح اندر داخل ہونے کی کیا ضرورت تھی اسے کچھ شک سا پڑ گیا وہ بھی پہرے دار کے ساتھ ہی کمرے کے اندر داخل ہو گئی اب پہرے دار سمجھ رہا تھا کہ وہ کمرے کے اندر اکیلا ہے اسے کیا معلوم تھا کہ ماریا اسی کمرے میں کھڑی اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہی ہے پہرے دار اصل میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ناگ جس پلنگ پر سوتا ہے اس کے آس پاس کون کون سی تپائی اور چیزیں وغیرہ پڑی رہتی ہیں تاکہ جب وہ رات کے اندھیرے میں

اندر داخل ہو تو کسی شے سے ٹکرا نہ جائے۔

پہرے دار نے جھک کر پلنگ کے نیچے بھی دیکھا کمرے کی ایک ایک شے کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر چپکے سے باہر نکل گیا ماریا سوچ میں پڑ گئی کہ یہ شخص اندر کیا کرنے آیا تھا اسے خیال آیا کہ کہیں یہ شخص ناگ کو نقصان تو نہیں پہنچانا چاہتا ہو سکتا ہے عنبر کے غائب کرنے میں اس آدمی کا بھی ہاتھ ہو، ہو سکتا ہے یہ شخص وزیر کے اشارے پر کام کر رہا ہو اور ناگ کے پلنگ کا جائزہ لینے اندر آیا ہو۔

ماریا نے فیصلہ کر لیا کہ وہ رات کو جاگ کر نگرانی کرے گی اس نے ناگ کو اس لئے نہ بتایا کہ کہیں وہ دوسرے کمرے میں جا کر نہ سو جائے اور وزیر کی سازش کا راز راز ہی رہے وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ پہرے دار کس کے اشارے پر کام کر رہا ہے اور کہیں عنبر کو ان ہی لوگوں نے تو گم نہیں کیا ناگ رات کے وقت واپس اپنے کمرے میں آ

گیا پہلے تو ماریا کا خیال تھا کہ وہ ناگ کو کچھ نہیں بتائے گی لیکن پھر اسے خیال آیا کہ نہیں ناگ کو بے خبر نہیں رکھنا چاہیے......... کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی آنکھ لگ جائے اور ناگ کو نقصان پہنچ جائے۔

اس نے ناگ کو پہرے دار کی ساری نقل و حرکت بتا دی ناگ نے ہنس کر کہا۔

ماریا بہن! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ہمارے لئے....... تم بھی اچھی طرح اس بات سے واقف ہو کہ ہماری ساری زندگی اس قسم کی سازشوں میں بسر ہوئی ہے ہم نے ایسے کتنے ہی سازشیوں کو دیکھا ہے ہم پر کتنی ہی بار قاتلانہ حملے ہوئے ہیں پھر ان لوگوں سے ڈرنے کا کیا فائدہ؟

ماریا نے کہا۔

ناگ بھائی۔ تم عنبر نہیں ہو کہ تم پر زخم کا اثر نہ ہو تمہیں اپنے لیے اور

میرے لئے اپنی زندگی کی حفاظت کرتی ہے میں یہ کیسے گوارا کر سکتی ہوں کہ میرے بھائی کو نقصان پہنچے۔

ناگ نے کہا۔

اچھی بہن! تم بالکل غم نہ کرو، جو مجھ پر حملہ کرے گا خود بچ کر نہیں جائے گا بہر حال اگر تم کہتی ہو تو میں ہوشیار رہوں گا۔

ماریا نے کہا۔

میں چاہتی ہوں کہ آج رات تم پلنگ کے نیچے قالین پر سوؤ پلنگ پر سرہانوں کو جوڑ کر اس کے اوپر کمبل ڈال دیا جائے تا کہ آنے والا یہ سمجھے کہ کوئی سو رہا ہے۔

مگر اس کی کیا ضرورت ہے بہن؟

میرا دل کہتا ہے کہ یہ شخص رات کو حملہ کرنے ضرور آئے گا۔ اگر تمہارا دل کہتا ہے تو میں ایسا ہی کر لیتا ہوں۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، رات کے کھانے کے بعد ماریا صندوقوں کے پیچھے قالین پر لیٹ گئی اور ناگ نے اپنے پلنگ پر سرہانے جوڑ کر اوپر کمبل ڈال دیا، بالکل ایسے ہی لگ رہا تھا جیسے کوئی آدمی سو رہا ہے وہ خود پلنگ کے نیچے قالین پر لیٹ گیا ماریا نے صندوقوں کے پیچھے سوراخ سا کر رکھا تھا جس میں سے وہ کمرے کا سارا منظر پورے کا پورا دیکھ سکتی تھی ناگ نے پلنگ کے نیچے ایک طرف سے مسہری کی چادر اوپر سے ہٹا رکھی تھی۔

آدھی رات گزر گئی۔ وہ آپس میں سرگوشی میں باتیں کر رہے تھے ماریا کہہ رہی تھی۔

خدا جانے ہمارا بھائی عنبر کہاں ہے کس حال میں ہے۔

ناگ نے کہا۔

وہ جہاں کہیں بھی ہے زندہ ہے۔ گھبرانے کی بات نہیں وہ کسی گہری

سازش کا شکار ضرور ہوا ہے مگر اسے کوئی بھی ہلاک نہیں کر سکتا وہ ایک
نہ ایک دن ضرور ہم سے آ ملے گا۔
کاش وہ جلدی ہمارے پاس واپس آ جائے۔
خدا نے چاہا تو ہمارا بھائی جلدی ہی واپس آ جائے گا۔
وہ باتیں کر رہے تھے کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی دونوں خاموش ہو گئے
کمرے میں صرف ایک موم بتی جل رہی تھی جس کی روشنی بڑی مدھم
تھی صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی دبے پاؤں کمرے میں داخل ہونے
والا ہے ماریا صندوق کے پیچھے سے اور ناگ پلنگ کے نیچے سے باہر
جھانکنے لگا۔
دروازے کا ایک پٹ آہستہ سے کھلا اور وہی پہرے دار ہاتھ میں چمکتا
ہوا خنجر لئے اندر داخل ہوا اس نے فوراً دروازہ بند کر دیا اب وہ پلنگ
کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا ناگ سمجھ

گیا کہ وہ اسے قتل کرنے آیا ہے ماریا کا خیال درست نکلا تھا وزیر نے
پہرے دار سے مل کر اسے قتل کرنے کی سازش بنائی تھی۔

ناگن کی پھنکار

قاتل خنجر لیے ناگ کے پلنگ کے پاس آ کر رک گیا۔
کمرے میں روشنی زیادہ نہیں تھی قاتل نے سوچا کہ اگر اس نے ناگ
کے منہ پر سے چادر ہٹائی تو وہ جاگ پڑے گا، اس بے وقوف کو کیا خبر
تھی کہ اگر وہ چادر ہٹاتا تو نیچے سوائے تکیے کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔
پلنگ کے نیچے ناگ چپکے سے لیٹا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا صندوقوں کے

پیچھے بیٹھی ماریا بھی یہ تماشا دیکھ رہی تھی پہرے دار قاتل نے بجلی ایسی
تیزی کے ساتھ خنجر والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور اپنی طرف سے ناگ پر حملہ
کر دیا وہ اوپر تلے وار کر رہا تھا اسے کچھ احساس ہوا کہ چادر کے نیچے
انسان کا جسم نہیں ہے اس نے جلدی سے چادر ہٹا دی نیچے دو تکیے
پڑے تھے جو خنجر لگنے سے پھٹ گئے تھے۔

پہرے دار قاتل حیران رہ گیا ناگ اسے دھوکا دے گیا تھا۔

اس نے سوچا اگر ناگ قتل نہ ہوا تو سپہ سالار اسے مروا دے گا، اس نے
جلدی سے پلنگ کے نیچے دیکھا کہ کہیں ناگ نیچے نہ چھپا ہوا ہو لیکن
اس وقت تک ناگ نے اپنی جون بدل لی تھی پلنگ کے نیچے سے سیاہ
کالا سانپ پھنکار مار کر باہر آ گیا پہرے دار قاتل کو چکر آ گیا وہ گھبرایا
اور پیچھے گر پڑا سانپ نے اپنا پھن پھیلا لیا اور پہرے دار کے سر کے
اوپر آ کر لہرانے لگا پہرے دار ہمت سے کام لیتے ہوئے اٹھا اور خنجر

والے ہاتھ سے سانپ پر حملہ کر دیا سانپ نے پرے ہٹ کر حملہ بچایا،
پہرے دار نے زمین پر گرے ہوئے گلدان کو اٹھا کر سانپ پر دے
مارا اگر سانپ ایک دم دوسری طرف نہ ہٹ جاتا تو گلدان اس کے سر
پر پڑتا اور وہ کچلا جاتا۔

ماریا بھی اب صندوقوں کے پیچھے سے باہر نکل آئی تھی وہ قاتل پر حملہ
کرنے کے لئے کوئی ہتھیار تلاش کر رہی تھی کہ سانپ نے لپک کر
قاتل پہرے دار کی گردن پر ڈس لیا سانپ کے ڈستے ہی پہرے دار
پر غنودگی چھا گئی زہر بڑی تیزی سے اس کے خون میں چلا گیا اور دل
سے ہوتا ہوا دماغ میں پہنچ گیا پہرے دار کے پاؤں لڑکھڑا گئے وہ
سنبھلا مگر اب اس کی آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگے تھے اس کی
ناک اور منہ سے خون جاری ہو گیا تھا وہ ایک بار لڑکھڑایا اور سنبھلتے
سنبھلتے گر پڑا گرنے کے ساتھ ہی اس کا جسم اکڑ گیا اور ٹھنڈا ہو گیا۔

پہرے دار قاتل مرگیا تھا۔

ماریا نے ناگ سے کہا۔

یہ قاتل تو مرگیا اب اس کی لاش کو کہاں لے جائیں؟ تمہیں اسے کمرے میں نہیں مارنا چاہیے تھا بہتر ہوتا کہ ہم اسے کسی طرح کمرے سے باہر لے جا کر مارتے۔

سانپ نے اسی وقت انسان کا روپ بدل لیا اور کہا۔

ماریا بہن! یہ تو اور بھی اچھی بات ہے کہ یہ شخص میرے کمرے میں آ کر مرا ہے میں بادشاہ سلامت کو ثبوت پیش کرسکوں گا کہ پہرے دار کسی کے کہنے پر مجھے ہلاک کرنے آیا تھا کہ کہیں سے سانپ نکل آیا اور پہرے دار دیکھتے ہی دیکھتے مرگیا۔

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

ہاں ہاں بھائی یہ تو تم نے بڑی عمدہ بات کی اس طرح ہم بادشاہ

سلامت پر یہ ثابت کرسکیں گے کہ ان کا قاتل ہمارا ابھی دشمن ہے اور یہ کہ پہرے دار نے کسی کے اکسانے پر ہم پر قاتلانہ حملہ کیا تھا اگر سانپ نہ نکل کر اسے ڈستا تو وہ تمہیں ختم کرچکا تھا۔

ناگ نے کہا۔

ہم اس کی لاش اسی جگہ پڑی رہنے دیں گے اور جا کر بادشاہ کا اطلاع کرتے ہیں۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں کمرے میں ہی رہوں گی ہمیں صبح ہونے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔

ناگ نے اسی وقت بادشاہ سلامت کو جا کر اطلاع کی بادشاہ نے جب سارا حال سنا تو خود ناگ کے کمرے میں آ کر پہرے دار کی لاش دیکھی جسے سانپ نے ڈس لیا تھا سانپ کے زہر سے لاش کا رنگ نیلا پڑ گیا تھا بادشاہ نے کہا۔

یہ ضرور کسی کی سازش ہے یہ لوگ عنبر کو گم کر چکے ہیں اور اب تمہیں ختم کرنا چاہتے ہیں دیوتاؤں نے رحم کیا اور تمہاری جان بچ گئی۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ پہرے دار کی لاش اٹھا کر دریا میں پھینک دی جائے غلاموں نے پہرے دار کی لاش اٹھا کر محل کی چھت سے دریا میں پھینک دی۔

بادشاہ نے کہا۔

پیارے بچے ناگ! مجھے خوشی ہے کہ تم نے ہوشیاری سے کام لیا اور تمہاری جان بچ گئی، اگر تم غافل ہو جاتے تو یہ قاتل ضرور تمہارا کام تمام کر دیتا جس کا مجھے بے حد صدمہ ہوتا مجھے پہلے ہی عنبر کا بے حد صدمہ ہے نہ معلوم اس وفادار نوجوان کو دشمنوں نے کہاں غائب کر دیا ہے کاش! مجھے اس کا سراغ مل جاتا مگر کوئی بات نہیں میرے جاسوس سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں وہ ضرور عنبر کو ڈھونڈ نکالیں گے۔

ناگ نے کہا۔

بادشاہ سلامت، جہاں تک میرا خیال ہے آپ کا وزیر یہ ساری سازش کر رہا ہے۔

بادشاہ نے خاموشی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ناگ! تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نادان ہوں میں نے ایک زمانہ دیکھا ہے بیٹے مجھے سب کچھ معلوم ہے میں جانتا ہوں کہ وزیر مجھے اور شہزادے کو راستے سے ہٹا کر میری حکومت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے مگر میں مجبور ہوں اس لئے کہ وزیر کے ساتھ سپہ سالار بھی ملا ہوا ہے اگر میں نے وزیر کو قید میں ڈالا تو فوج کا سپہ سالار مجھے اور میرے بیٹے کو ہلاک کر کے تخت و تاج کا مالک بن جائے گا اس لئے میں خاموش ہوں۔

ناگ نے کہا۔

مگر حضور! وزیر کا بھی کچھ نہ کچھ علاج ہونا چاہیے۔ اسے اگر کھلی چھٹی

دے دی گئی تو وہ سر پر چڑھ جائے گا اور آپ کو بہت زیادہ نقصان پہنچائے گا۔

میں اس کا بھی بندوبست کر لوں گا۔ اس وقت میں یہی چاہتا ہوں کہ وزیر اور سپہ سالار کے حملوں کو ناکام بنا تا رہوں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ اس کے زہر کھلانے کے حملے کو ناکام بنا دیا گیا ہے تم لوگ ٹھیک وقت پر آئے ہو اور تم نے مجھے اور میرے شہزادے کو وزیر کی خونی سازش سے بچالیا ہے۔

ناگ بولا۔

آپ بے فکر رہیں حضور! مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا آپ کے لئے کروں گا۔ جب تک میں یہاں ہوں میرے خدا نے چاہا تو دشمن آپ پر کوئی وار نہ کر سکے گا۔ وہ ہر حملے میں ناکام ہوگا اور منہ کی کھائے گا۔

بادشاہ نے ناگ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

دیوتاؤں کا مجھ پر کرم ہوا کہ انہوں نے تمہاری جان بچالی اب تم جا کر آرام کرو، میں عنبر کی تلاش کے لئے فوج کے ایک تازہ دم دستے کو دریا کے دہانے کی طرف روانہ کر رہا ہوں ہو سکتا ہے اسے ہلاک کر کے کسی نے دریا میں پھینک دیا ہو اور کچھ نہیں تو دریا کی دلدل میں اس کی لاش تو مل جائے تا کہ میں اس کے لئے ایک شان دار مقبرہ بنا سکوں۔

ناگ دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اس نے کہا۔

بادشاہ سلامت! اس بات کی آپ فکر نہ کریں، عنبر کو یہ لوگ ہلاک نہیں کر سکتے آپ ایسا کریں فوج کو شہر کے ارد گرد والے جنگل میں پھیلا دیں اور تاکید کر دیں کہ وہ چپہ چپہ زمین کو دیکھیں کہ کہیں کوئی گڑھا کوئی غار تو نہیں ہے اگر ہو تو وہاں عنبر کو تلاش کریں۔

میں آج ہی حکم جاری کر دیتا ہوں۔

ناگ نے بادشاہ سے اجازت طلب کی اور سیدھا شہزادے کے پاس آ

گیا اس نے شہزادے کو سلام کیا اور دوائی تیار کرنے لگا شہزادے کو بھی پتا چل چکا تھا کہ ناگ پر پہرے دار سپاہی نے قاتلانہ حملہ کیا تھا سانپ نے اسے ڈس لیا شہزادے نے ناگ کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

ناگ بھائی دیوتاؤں نے تمہاری جان بچالی۔اس کی مجھے بے حد خوشی ہے اگر بدقسمتی سے وہ شخص اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا تو پھر ہمارا زندہ رہنا بھی مشکل تھا دشمن تمہارے بعد میں بھی اپنی سازش کا نشانہ بناتا۔

شکریہ شہزادہ صاحب،خدا نے مجھے بچالیا۔شاید اس لئے کہ آپ کی اور بادشاہ سلامت کی خدمت کرسکوں۔

پھر ناگ نے شہزادے کو دوائی پلائی اور شاہی باورچی خانے میں آ گیا تاکہ دوپہر کے کھانے کا معائنہ کرسکے باورچی کھانا لگا رہا تھا ناگ

نے کھانے کو اچھی طرح دیکھا بھالا چمچے دیکھے پینے کا پانی دیکھا اور کھانے کے طشت اپنی نگرانی میں بادشاہ کی خواب گاہ میں لے گیا اس نے پاس بیٹھ کر بادشاہ کو کھانا کھلایا اور خود بھی کھایا،اس کے بعد وہ باورچی خانے میں آ گیا یہاں سے اس نے خشک مرغ کے کچھ ٹکڑے اور روٹی رومال میں ماریا کے لیے رکھی اور واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔

ماریا کمرے میں قالین پر بیٹھی کھانے کا انتظار کر رہی تھی۔

ناگ نے اندر آ کر کھانا ایک لکڑی کے طشت میں لگا کر ماریا کے آگے رکھ دیا۔

آج یہ خشک گوشت ہی جلدی میں لا سکا ہوں بہن۔

یہی بہت ہے بھائی! تم سلامت رہو میں روکھی سوکھی کھا کر بھی گزارہ کرسکتی ہوں خدا جانے عنبر نے بھی کچھ کھایا ہے یا نہیں؟

ناگ نے کہا۔

تم مت گھبراؤ.........اس کو کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوگا صحت مند ہوگا، بس ضرور بے بس ہوگا پھنس گیا ہوگا، نہیں تو اب تک واپس آ چکا ہوتا۔

خدا اسے جلد لائے بھائی۔

آمین۔

وزیر اور سپہ سالار کو جب معلوم ہوا کہ ان کی چال دھری کی دھری رہ گئی ہے اور ناگ کو قتل کرنے کی بجائے پہرے دار خود سانپ کے ڈسنے سے مر گیا ہے تو وہ سر کو پکڑ کر بیٹھ گئے وزیر سپہ سالار پر برسنے لگا۔

تم نے غلط آدمی کو چنا تھا تمہیں چاہیے تھا کہ کوئی ایسا آدمی چنتے جو بے حد مکار ہوتا جسے معلوم ہوتا کہ ناگ کس جگہ پر سویا ہوا ہے اس سے تو ناگ زیادہ چالاک نکلا کہ بستر پر تکیے بچھا کر خود کسی دوسری جگہ چھپ

کر بیٹھ گیا۔

سپہ سالار بولا۔

پہرے دار میرا خاص راز دار سپاہی تھا مجھے کیا خبر تھی کہ ناگ اس سے زیادہ مکار نکلے گا اور اسے پہلے ہی سے معلوم ہو جائے گا کہ رات کو اسے قتل کرنے کوئی آ رہا ہے۔

وزیر نے تعجب کرتے ہوئے کہا۔

سوال یہ ہے کہ ناگ کو یہ کس طرح پتا چل گیا کہ پہرے دار آدمی رات کو اسے قتل کرنے آ رہا ہے۔

اسی بات پر میں خود حیران ہوں وزیر صاحب! کم از کم اس محل میں کوئی بھی سپاہی ایسا نہیں ہے جو میرا خاص راز دار نہ ہو کسی کو اتنی جرات نہیں ہو سکتی کہ وہ میرے خلاف بغاوت کر کے ناگ کے ساتھ مل جائے۔

وزیر نے چیخ کر کہا۔

توپھرناگ کو جا کر کس نے اطلاع دی کہ تمہیں آدھی رات کو قتل کیا جا
رہا ہے۔

میرا تو خیال ہے کہ کسی نے مخبری ضرور کی ہے۔

وزیر جھنجھلا کر کہنے لگا۔

یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ کسی نے مخبری کی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ مخبری
کس نے کی ہے؟ وہ کون آدمی ہے جس نے ہمارے ساتھ غداری کی
اور ناگ کے ساتھ بادشاہ کے ساتھ وفاداری کی؟

اس کا پتا چلا لیا جائے گا۔

بس اس غدار کا جلد سے جلد پتا چلاؤ۔ تاکہ اسے گرفتار کر کے میں اپنے
ہاتھوں پھانسی پر چڑھاؤں۔

اس کا میں بہت جلد پتا لگا لوں گا۔

یہ کہہ کر سپہ سالار چلا گیا۔

اس نے اپنے سارے آدمیوں کو خبردار کر دیا کہ معلوم کیا جائے ہم میں
مخبر اور دشمن کا جاسوس کون ہے مگر وہاں کوئی مخبر یا جاسوس ہوتا تو اس کا
پتا بھی چلتا جاسوس تو کوئی بھی نہیں تھا جاسوسی تو ماریا اور ناگ نے خود
کی تھی جس وقت وہ اپنے خاص سپاہی کو جاسوسی کا سراغ لگانے کی
ہدایت کر رہا تھا اس وقت خود اس کی جاسوسی ہو رہی تھی یعنی ماریا اس
کے قریب ہی کھڑی اس کی ساری باتیں سن رہی تھی۔

وہ کھانے کے بعد سیر کرتی کراتی شاہی محل کے خاص حصے کی طرف
نکل آئی تھی اور اس نے سپہ سالار کو ایک سپاہی سے چھپ کر باتیں
کرتے دیکھا وہ چپکے سے اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اس نے سنا
کہ وہ سپاہی سے کہہ رہا تھا۔

پہرے دار ناگ کو قتل کرنے میں ناکام ہو گیا ہے کسی نے اس کی خبر
پہلے سے ناگ کو کر دی تھی تمہارے ذمے یہ کام لگاتا ہوں کہ تم یہ معلوم

کرو کہ جاسوسی اور مخبری ہم میں سے کس نے کی تھی؟ کون غدار
ہمارے درمیان چھپا بیٹھا ہے اور ہماری چالوں کو ناکام بنا رہا ہے۔

سپاہی سر جھکا کر چلا گیا۔

ماریا مسکراتی ہوئی واپس اپنے کمرے میں آ گئی ناگ قالین پر بیٹھا
دوائی بنا رہا تھا ماریا نے ناگ کو سپہ سالار کی ساری بات سنائی تو وہ بڑا
ہنسا اور کہنے لگا۔

کوئی جاسوس ہوگا تو وہ پکڑیں گے جاسوس تو ہم خود ہیں ہمیں وہ کیسے
پکڑیں گے۔

سپہ سالار نے ایک اور کام کیا تھا جس کی ماریا اور ناگ کو خبر نہ تھی۔

اس نے وزیر کو خبردار کرنے کے بعد اپنے ایک ایسے آدمی کو ناگ کے
قتل کا حکم دے دیا تھا جو شاہی دربار کا خاص جلاد تھا اور جس کے لیے
کسی انسان کو مار ڈالنا ایسا ہی تھا جیسے ہم گرمیوں میں مچھر مار ڈالتے

ہیں یہ جلاد بڑا سنگ دل تھا اور اس کے شکنجے سے بچ کر آدمی کہیں نہیں
جا سکتا تھا۔

اس سے پہلے وہ کس قدر آدمیوں کو ہلاک کر چکا تھا یہ خود اس کو بھی
معلوم نہیں تھا وہ اونچا لمبا ایک پہلوان تھا جس میں اتنی طاقت تھی کہ
اگر درخت کو پورے زور سے ٹکر مارے تو وہ اپنی جڑ سے اکھڑ کر دور جا
گرے اس نے ناگ کو دیکھا ہوا تھا سپہ سالار کے حکم پر سر جھکا کر
بولا۔

حضور کا نمک کھاتا ہوں، ناگ تو میرے سامنے ایک چیونٹی ہے میں
انگوٹھے سے اسے ایک پل میں مسل کر رکھ دوں گا۔

پہلوان جلاد

عنبر سمندری جہاز پر غلام بن چکا تھا۔

ظالم سوداگر نے اس کو عرشے کی صفائی کے کام پر لگا دیا تھا۔ وہ صبح سے لے کر شام تک جہاز کے تختوں کی صفائی کرتا اور باورچی خانے میں جا کر جھاڑو دیتا فرش کو پانی سے دھوتا، اس نے کئی بار سوچا کہ وہ وہاں سے بھاگ جائے مگر وہ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا تھا جہاز سمندر میں سفر کر رہا تھا وہ جہاز کی کشتی بھی سمندر میں نہیں اتار سکتا تھا وہ بے بس تھا مجبور تھا چنانچہ غلام بن کر جہاز میں جابر سوداگر کا ہر حکم بجا لا رہا تھا دن بھر کام کرنے کے بعد اسے صرف شام کو کھانا ملتا اگر اس کے اندر خفیہ طاقت نہ ہوتی تو وہ بے حد کمزور ہو گیا ہوتا، لیکن چونکہ اپنی خفیہ طاقت کی وجہ سے نہ تو وہ کھلتا تھا اور نہ اسے بھوک تنگ کرتی تھی۔ اس لئے وہ صحت مند رہا۔

جہاز کو سمندر کی لہروں پر سفر کرتے بیس روز گزر گئے سوداگر نے محسوس کیا کہ باقی غلام تو دن میں ایک بار کھانا کھانے سے کمزور ہو جاتے ہیں مگر عنبر چونکہ نیا غلام آیا ہے اس کی صحت ویسے کی ویسی ہے جب کہ کھانے کو اس کو بھی دوسرے غلاموں کی طرح بہت کم ملتا ہے چنانچہ سوداگر نے ایک روز عنبر کے پاس جا کر اسے زور زور سے دو چار ہنٹر مارے اور پوچھا۔

کیوں بے تو اتنا ہٹا کٹا کیسے ہے؟ کیا تو چھپ چھپ کر باورچی خانے میں جا کر کھانا کھاتا ہے۔

عنبر کو ہنٹر لگنے کا بھی درد نہیں ہوا تھا اس نے مسکرا کر کہا۔

جناب! میں نے زندگی میں کبھی چوری نہیں کی کبھی جھوٹ نہیں بولا میں ایک اعلیٰ خاندان کا نوجوان ہوں اور اعلیٰ خاندان کے بچے نہ تو جھوٹ بولتے ہیں اور نہ چوری کرتے ہیں۔

بکواس بند کرو کمینے۔!

اور سوداگر نے دھڑا دھڑ عنبر کو ہنٹروں سے پیٹنا شروع کر دیا عنبر کو ذرا
سی تکلیف نہیں ہو رہی تھی وہ بڑے مزے سے بیٹھا سوداگر کے
ہنٹروں کی مار کھاتا رہا اور مسکراتا رہا، سوداگر کو بڑا غصہ آیا کہ یہ کم بخت
کیسا آدمی ہے کہ اس پر مار کا بھی اثر نہیں ہو رہا حالانکہ اس کے ہنٹر کھا
کر موٹے سے موٹے غلام کی چیخیں نکل جاتی تھیں اس نے طیش میں
کہا۔

کم بخت! مار کھا کر بھی ہنس رہا ہے تجھ پر ذرا اثر نہیں ہو رہا؟ کیا تو
لوہے کا بنا ہوا ہے۔

عنبر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

جی ہاں جناب۔ میں لوہے کا بنا ہوا ہوں آپ مار مار کر تھک جائیں
گے مگر مجھے کچھ نہیں ہوگا، میرا ایک بال تک بیکا نہیں ہوگا۔

سوداگر ایک دم ہنٹر کھینچ کر اس کے قریب آ کر بولا۔

کیا تم جادوگر ہو۔

عنبر نے کہا۔

میں جادوگروں کا باپ ہوں۔

بکواسی کتے۔

سوداگر نے زور سے عنبر کے سر پر ہنٹر مارا اور غصے میں بک بک کرتا
وہاں سے چلا گیا عنبر کو سوداگر پر غصہ تو بے حد آیا مگر وہ اکیلا وہاں کر کچھ
نہیں سکتا تھا اس نے بالٹی اٹھائی اور فرش صاف کرنے نچلی منزل پر آ
گیا جہاز کے اس حصے میں پیاز کی بو پھیلی ہوئی تھی غلام عورتیں بھی
یہاں کام کر رہی تھیں کوئی آٹا پیس رہی تھی اور کوئی کپڑے سی رہی تھی۔

عنبر نے دیکھا کہ وہ شریف چہرے والی لڑکی ایک طرف اور سب سے
الگ بیٹھی سوت کات رہی تھی عنبر نے قریب جا کر دیکھا تو اس لڑکی کی

آنکھوں میں آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے عنبر کے دل پر شریف لڑکی کے
آنسوؤں کا بڑا اثر ہوا اس نے آہستہ سے پوچھا۔

بہن تمہارا نام کیا ہے اور تم رو کیوں رہی ہو۔؟

شریف لڑکی نے کہا۔

بھائی میرا نام رخسانہ ہے میں ایک شریف ماں باپ کی بیٹی ہوں میں
نے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھا تھا میرے ماں باپ میری شادی کی
تیاریاں کر رہے تھے کہ یہ بحری ڈاکو مجھے اٹھا کر لے آئے اب خدا
جانے یہ کہاں لے جا کر مجھے بیچ دیں گے اور میں زندگی بھر اپنے ماں
باپ کا منہ نہ دیکھ سکوں گی۔

عنبر نے کہا۔

رخسانہ بہن! تمہاری کہانی سن کر میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے مگر
میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں میں مجبور ہوں، تمہاری طرح میں بھی

یہاں غلام ہوں۔

رخسانہ بولی۔

کاش! میرا بھی کوئی بھائی ہوتا اور وہ میری مدد کرتا۔

عنبر نے کہا۔

بہن رخسانہ! تم مجھے اپنا بھائی ہی سمجھو۔ میں تم سے بھائی بن کر پکا وعدہ
کرتا ہوں کہ میں تمہیں یہاں سے نکال کر ہی دم لوں گا۔

رخسانہ نے کہا۔

میرے بھائی تم خود یہاں ایک غلام کی زندگی بسر کر رہے ہو بھلا تم
میری کیا مدد کر سکو گے۔

عنبر کہنے لگا۔

ایسی کوئی بات نہیں بہن! انسان اگر ہمت سے کام لے اور مصیبت
میں گھبرائے نہیں تو ہر مشکل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

ہمیں خدا کی رحمت سے نا امید نہیں ہونا چاہیے خدا اگر چاہے تو دکھوں
کے اندھیرے میں روشنی کر سکتا ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں یہاں
نہیں رہنے دوں گا اور اکیلا اس خونی جہاز سے فرار نہیں ہوں گا بلکہ
تمہیں اپنے ساتھ لے کر نکلوں گا اور تمہیں تمہارے ماں باپ تک
پہنچاؤں گا۔

رخسانہ کے چہرے پر چمک آ گئی کہنے لگی۔

بھائی تم نے میری مردہ زندگی میں امید کی شمع روشن کر دی ہے میں
تمہارا کس زبان سے شکریہ ادا کروں مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے مجھے
میرا بچھڑا ہوا بھائی مل گیا ہے۔

اتنے میں ظالم سوداگر کا ادھر سے گزر ہوا۔ اس نے جو رخسانہ اور عنبر کو
آپس میں باتیں کرتے دیکھا تو غصے میں بھرا ہوا ان کے پاس آیا اور
عنبر کی پیٹھ پر اس زور سے ہنٹر مارا کہ رخسانہ کی چیخ نکل گئی اگرچہ عنبر کو

تکلیف نہیں ہوئی تھی لیکن اسے سخت طیش آ گیا اس نے سوداگر کے
ہاتھوں سے ہنٹر کھینچ لیا اور پوری طاقت سے ہنٹر اس کے منہ پر مار
نے ہی والا تھا کہ سوداگر کے غلاموں نے اسے پکڑ کر ہنٹر اس کے
ہاتھ سے کھینچ لیا سوداگر کا پارہ تو ایک دم چڑھ گیا۔

اس نے چیخ مار کر کہا۔

اس گستاخ کمینے غلام کو کوٹھڑی میں بند کر دو۔ اس کو کھانے کو کچھ بھی نہ
دو۔ اسے بھوکا پیاسا مار دو۔

غلاموں نے عنبر کو جکڑ کر اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور جہاز کے تہ خانے
میں لا کر ڈال دیا جہاز کا یہ تہ خانہ نمدار اور تاریک تھا اندر سیلن اور
اندھیرا تھا یہاں پیاز اور لہسن کی بڑی سخت بو پھیلی ہوئی تھی عنبر خاموشی
سے وہاں بیٹھا سوچنے لگا کہ یہاں سے فرار کیسے ہوا جائے؟ اور اگر
جہاز کسی جزیرے پر لگ گیا تو وہاں سے کیسے نکل سکے گا؟ اس کے

حساب کے مطابق زمین دکھائی دینے والی تھی اور وہ سمندر میں تیرتی
جھاڑیوں کو دیکھ چکا تھا شاید کوئی بڑا شہر قریب آ رہا تھا جہاں جا کر سودا
گر غلاموں کو فروخت کرنا چاہتا تھا۔

سارے جہاز پر یہ خبر پھیل گئی کہ عنبر نے سوداگر کو مارنے کے لئے ہنٹر
اٹھایا تھا جس کے بعد سوداگر نے عنبر کو جہاز کے گندے تہ خانے میں
بند کر دیا ہے ہوتے ہوتے یہ خبر رخسانہ تک پہنچی تو اسے بڑا صدمہ ہوا
کیونکہ اس کا ایک نہایت اچھا بھائی سخت تکلیف میں تھا، اسے یہ بھی
خبر مل گئی تھی کہ عنبر کو جیل خانے میں کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا جا
رہا........ وہ پریشان ہو گئی کہ اس کا بھائی تو قید میں بھوکا پیاسا مر
جائے گا اسے کیا معلوم تھا کہ عنبر کو نہ بھوک لگتی ہے نہ پیاس تنگ کرتی
ہے وہ تو صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے کھانا کھایا کرتا ہے۔ بہن اپنے
بھائی کے لئے پریشان ہو گئی اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے بھائی کو

کھانا پانی ضرور پہنچائے گی چاہے اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے
رخسانہ نے اپنے بھائی کی مدد کرنے کے لئے بڑا خطرناک فیصلہ کیا تھا
مگر وہ فیصلہ کر چکی تھی عنبر کو اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔

وہ قید میں بڑے مزے سے چٹائی پر لیٹا ہوا تھا اس کی کوٹھڑی کی ایک
گول کھڑکی سمندر کی طرف کھلتی تھی وہ سارا دن وہاں بیٹھا سمندر کی
لہروں کو دیکھتا رہتا اسے محسوس ہونے لگا تھا کہ کوئی جزیرہ یا کسی شہر کی
بندرگاہ قریب آ رہی ہے کیونکہ سمندر کی لہروں پر کبھی کبھی وہ گھاس اور
جھاڑیوں کو تیرتے دیکھ رہا تھا تین روز گزر گئے اس عرصے میں وہاں
کوئی بھی اسے کھانا پانی دینے نہ آیا سوداگر تو چاہتا ہی یہی تھا کہ وہ
بھوکا پیاسا مر جائے۔

رخسانہ نے اس دوران میں کئی بار عنبر بھائی کو کھانا پہنچانے کی کوشش کی
مگر اسے ہر بار موقع نہ مل سکا، آخر ایک رات رخسانہ نے دو سوکھی

روٹیاں جو اس نے اپنے حصے سے بچائی تھیں کپڑے میں لپیٹیں ایک
کپی میں پانی بھرا اور خدا کا نام لے کر عنبر کے تہہ خانے کی طرف چل
پڑی سارے جہاز پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔صرف اوپر کے حصے میں
جہاں سوداگر کے کمرے تھے مشعلوں کی روشنی ہو رہی تھی وہ دبے
پاؤں دیواروں کے ساتھ ساتھ لگ کر چلتی لکڑی کی اس سیڑھی کے
پاس آگئی جو نیچے عنبر کے تہہ خانے کو جاتی تھی رخسانہ نے ایک پل کے
لئے وہاں کھڑے ہو کر ارد گرد دیکھا اور جلدی سے سیڑھیاں اتر گئی
نیچے آ کر وہ تہہ خانے کے دروازے کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی
دروازے کے باہر لوہے کی بھاری کنڈی لگی تھی۔

رخسانہ نے بڑی مشکل سے کنڈی کھول دی اور دروازے کو دھکیل کر
کھول دیا عنبر اندر چٹائی پر لیٹا ہوا تھا سمندر والی کھڑکی میں سے چاند
کی روشنی اندر آ رہی تھی عنبر نے رخسانہ کو دیکھا تو جلدی سے اٹھ کر بیٹھ

گیا اور بولا۔

رخسانہ بہن تم؟ تم اس وقت یہاں کہاں؟

رخسانہ نے دروازہ بند کر کے کہا۔

بھائی عنبر! میں تمہیں بھوکا پیاسا مرتا نہیں دیکھ سکتی، میں تمہارے لئے
روٹی اور پانی کی کپی لائی ہوں۔

رخسانہ بہن! تم نے زندگی کا بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے تمہاری جان
سخت خطرے میں ہے خدا کے لئے یہاں سے واپس چلی جاؤ، مجھے
کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہے۔

رخسانہ نے کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے بھائی کہ تمہیں روٹی اور پانی کی ضرورت نہ ہو بھلا دنیا
میں کوئی ایسا انسان بھی ہے جو بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رہ سکے۔

عنبر نے کہا۔

میں تمہارے سامنے دنیا کا ایک ایسا آدمی موجود ہوں جو بغیر کچھ
کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے دیکھ لو۔ مجھے روٹی کھائے اور پانی پیئے
آج چوتھا روز ہے مگر میں تمہارے سامنے زندہ ہوں اور پوری طرح
صحت مند ہوں۔

رخسانہ نے بڑی حیرت سے کہا۔

ہاں بھائی! میں خود بھی حیران ہو گئی تھی جب میں نے تمہیں بڑے
آرام سے چٹائی پر لیٹے ہوئے دیکھا تھا، یہ بتاؤ کہ کیا تم چوری چوری
کچھ کھاتے رہے ہو؟

عنبر مسکرایا۔

ایسا نہیں ہے رخسانہ بہن یہاں کون آ کر مجھے کچھ کھلا سکتا ہے اور میں
خود یہاں سے کیسے باہر جا سکتا ہوں بس یوں سمجھ لو کہ میں دنیا کا ایک
ایسا انسان ہوں جو روٹی اور پانی کے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔

رخسانہ نے تعجب سے کہا۔

مگر میرے بھائی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟

خدا کے لئے مجھ سے اس وقت بحث نہ کرو، یہ بات میں تمہیں پھر کسی
وقت بتاؤں گا اس وقت تم یہاں سے چلی جاؤ، اگر کسی نے تمہیں
یہاں دیکھ لیا تو سوداگر تمہیں قتل کروا دے گا۔

ابھی وہ یہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ کسی نے باہر سے دروازہ کھول دیا
رخسانہ ایک دم سے عنبر کے پیچھے ہو گئی آنے والا ہٹا کٹا چوکیدار تھا جو
ظالم سوداگر کی طرف سے عنبر کی نگرانی پر لگا ہوا تھا اس نے جو دیکھ کہ
دروازہ کھلا ہے اور عنبر کے پاس ایک غلام عورت کھانا لے کر بیٹھی ہے تو
اس نے تلوار کھینچ لی اور چیخ کر کہا۔

میں تم دونوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

وہ آگے بڑھ کر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ عنبر نے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا

مگر چوکیدار موٹا تھا اس نے عنبر کو جھٹک دیا اب رخسانہ سامنے آ گئی
چوکیدار نے رخسانہ پر وار کیا عنبر نے رخسانہ کو دھکا دے کر پرے گرا دیا
تلوار سیدھی عنبر کے سر پر پڑی وار اس قدر طاقت ور تھا کہ عنبر کے سر کو
دو ٹکڑے ہو جانا چاہیے تھا مگر ایسا نہ ہوا۔ بلکہ تلوار اچٹ گئی۔

چوکیدار تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔

اس کی حیرانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عنبر نے اس کے ہاتھ سے تلوار
کھینچ لی اور بجلی ایسی تیزی کے ساتھ وہی تلوار چوکیدار کے موٹے
پیٹ میں گھونپ دی ایک چیخ بلند ہوئی اور موٹا چوکیدار دھڑام سے
فرش پر گر پڑا رخسانہ تھر تھر کانپنے لگی۔

یہ تو بہت برا ہوا۔ سوداگر کو پتا چل جائے گا۔ وہ ہم دونوں کو زندہ نہیں
چھوڑے گا۔

عنبر نے کہا۔

گھبراؤ نہیں رخسانہ بہن! میں ابھی سارا بندوبست کیے دیتا ہوں۔

عنبر نے رخسانہ کے ساتھ مل کر بڑی مشکل سے موٹے چوکیدار کو گھسیٹا
اسے گھسیٹ کر کھڑکی تک لائے اور پھر لاش کو سمندر میں پھینک دیا
سمندر کی لہروں میں لاش ایک بار ابھر کر غائب ہو گئی اس کے بعد
انہوں نے مل کر فرش پر سے خون کے دھبے صاف کیے عنبر نے کہا۔

اب تم فوراً یہاں سے واپس چلی جاؤ۔

مگر رخسانہ بڑی حیران آنکھوں سے عنبر کو دیکھتے ہوئے بولی بھائی
عنبر! ایک بات بتاؤ گے تو میں یہاں سے جاؤں گی جلدی سے پوچھو کیا
بات ہے؟

رخسانہ نے پوچھا۔

یہ بتاؤ کہ تمہیں کچھ ہوا کیوں نہیں میں نے اپنی آنکھوں سے تلوار
تمہارے سر پر گرتے دیکھی تھی تلوار اچٹ گئی اور تمہارے سر پر ہلکا سا

زخم بھی نہ آیا، اس کی کیا وجہ ہے؟

عنبر نے کہا۔

خدا کے لئے یہ وقت ایسی باتیں پوچھنے کا نہیں ہے تم جلدی سے چلی جاؤ میں پھر تمہیں ضرور سب کچھ بتا دوں گا.........جلدی سے باہر نکل کر دروازہ بند کر دو اور کنڈی چڑھا دو۔

رخسانہ کچھ حیران کچھ پریشان سی تہہ خانے میں سے باہر نکل گئی باہر جا کر اس نے دروازہ بند کر کے اسی طرح لوہے کی کنڈی لگا دی اور لکڑی کی سیڑھیاں چڑھ کر اپنے قید خانے میں آ کر دوسری عورتوں کے پاس سوگئی۔

دریا پر قتل

سپہ سالار کے کہنے پر پہلوان جلاد ناگ کے پیچھے لگ گیا۔

وہ جلدی سے جلدی ناگ کو ختم کر کے سپہ سالار سے انعام و اکرام حاصل کرنا چاہتا تھا ناگ کو کوئی علم نہ تھا کہ پہلوان سیاہ موٹا جلاد اس کو مارنے کی فکر میں ہے جلاد کے لئے ناگ کو مارنا کوئی مشکل بات نہیں تھی بس وہ صرف اتنی ہوشیاری ضرور کرنا چاہتا تھا کہ ناگ کو اس طرح ہلاک کرے کہ کسی کو اس پر شک نہ ہو۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ یا تو ناگ کو رات کے وقت اس کے کمرے میں جا کر مار دے یا اسے کسی بہانے باہر جنگل میں دریا کنارے لے جائے اور اس کا کام تمام کر دے جلاد نے دوسرا طریقہ زیادہ پسند کیا۔

اس نے ناگ سے دوستی تو پہلے ہی کر لی تھی اس مہم کو شروع کرنے کے

ساتھ ہی وہ ایک روز ناگ کے پاس آیا اور بڑی رازداری سے کہا۔

بھائی! تم سے ایک بات کرنی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے، پھر تمہیں بات بتاؤں گا۔

ناگ نے کہا۔

اچھا بھائی میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی سے بات نہیں کروں گا تم مجھے بتا دو۔

تم مجھے بتا دو۔

جالا نے کہا۔

بات یہ ہے کہ دریا کنارے میری ایک دوسری بیوی رہتی ہے میں نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ میں پہلے ہی شادی کر چکا ہوں اب اس کم بخت کو کہیں سے یہ معلوم ہو گیا ہے اور وہ میرے ساتھ ہر روز لڑائی کرتی ہے اگر تم میرے ساتھ جا کر صرف میری اور میرے بچوں کی زندگی کی

خاطر اسے میرے ساتھ دریا کنارے جا کر یہ کہہ دو کہ میری پہلی بیوی نہیں ہے تو میری اس کی لڑائی ختم ہو جائے گی اور میرے بال بچوں کی زندگی بن جائے گی کیا میری اور میرے بچوں کی خاطر تم ایسا کر لو گے

ناگ جالا کو ایک احمق سا سیدھا سادا آدمی سمجھتا تھا اس نے کہا۔

ہاں میں تمہارے بال بچوں کی خاطر یہ جھوٹ بول دوں گا اس خیال سے کہ اس جھوٹ میں تمہارے گھر کی بھلائی ہے تم دونوں گھروں میں امن قائم رکھ سکو گے۔

تو پھر آج شام ہی میرے ساتھ چلو۔

ناگ نے پوچھا۔

لیکن ہمیں کس جگہ جانا ہو گا۔

جالا نے جھٹ جواب دیا۔

بس یہی دریا کنارے۔ وہاں میں نے ایک جھونپڑا ڈال رکھا ہے اس

جھونپڑے میں میری بیوی بچے رہتے ہیں۔

بہت اچھا میں تمہارے ساتھ چلا چلوں گا۔

خدا تمہیں خوش رکھے ناگ میاں! مجھے تم سے یہی امید تھی تم بڑے نیک اور دل کا درد رکھنے والے نوجوان ہو میں شام کو آکر تمہیں لے چلوں گا تم تیار رہنا۔

میں تیار رہوں گا۔

ناگ واپس کمرے میں آیا تو ماریا نے پوچھا۔

ناگ بھائی! میں نے کھڑکی میں سے دیکھا تھا تم جلاد سے کیا باتیں کر رہے تھے؟

ناگ نے ساری بات سنائی تو ماریا بولی۔

بھائی تم بھی بڑے بھولے ہو، یہ شخص بڑا پتھر دل کا آدمی ہے اس کا کوئی بھروسہ نہیں جو شخص بڑے سکون سے دوسرے انسان کی گردن

اتار دیتا ہے اس پر تم کیسے بھروسہ کر سکتے ہو۔

ناگ ماریا کی بات سن کر ہنس دیا۔

ماریا بہن۔ تم کو وہم ہو گیا ہے یہ شخص بڑا ہی احمق اور بیوقوف قسم کا آدمی ہے میں تو حیران ہوں کہ یہ جلاد کیسے بن گیا۔؟

تم چاہے جو بھی کہو مگر مجھے تو یقین ہے کہ یہ شخص تمہیں کسی جال میں پھنسانا چاہتا ہے تمہیں اس سے خبردار رہنا چاہیے اور میری مانو تو اس کے ساتھ رات کو دریا پار مت جاؤ۔

ناگ بولا۔

بھئی دریا پار تھوڑے جانا ہے اس کے ساتھ تو دریا کے کنارے جانا ہے اور پھر یہ اس کی گھریلو زندگی کے امن کا سوال ہے دونوں بیویاں آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں میں ذرا جا کر اس عورت سے دو بول کہہ دوں گا تو اس کے گھر میں ساری لڑائیاں ختم ہو جائیں گی۔

ماریا نے کہا۔

میں جانتی ہوں ناگ بھائی تم باز نہیں آؤ گے۔تم ضرور جا کر ہی رہو گے چلو ٹھیک ہے مگر میری مانو تو خبر دار رہنا۔.........

ناگ نے کہا۔

خبر دار تو میں ہر وقت رہتا ہوں یہ کوئی کہنے کی بات ہے ماریا نے پھر عنبر کا ذکر چھیڑ دیا۔

خدا جانے عنبر بھائی کہاں ہے اور کس حال میں ہے اس کی تو کوئی خبر تک نہیں ملی۔ایک مہینے سے زیادہ ہو چکا ہے پتا نہیں اس کم بخت وزیر اور سپہ سالار نے اسے کہاں گم کر دیا ہے کہ اس کی خوشبو تک کہیں سے نہیں آ رہی۔

ناگ بھی عنبر کو یاد کر کے اداس ہو گیا۔

دل تو میرا بھی بھائی کی یاد میں بڑا اداس رہتا ہے مگر کسی سے کوئی بات

نہیں کر سکتا کئی بار خیال آیا کہ تمہیں ساتھ لے کر اس شہر سے عنبر کی تلاش میں نکل پڑوں پر پھر یہ سوچ کر خاموش ہو جاتا ہوں کہ عنبر ایک طاقت ور انسان ہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔وہ جہاں کہیں بھی ہو گا زندہ ضرور ہو گا۔بس اس کی جدائی سے دل بے تاب سا ہو جاتا ہے۔

ماریا نے کہا۔

میرا تو دل کہتا ہے کہ عنبر اس شہر میں نہیں ہے اسے یا تو رسیوں سے باندھ کر کسی تہ خانے میں پھینک دیا گیا ہے اور یا اسے جہاز پر سوار کروا کر یہاں سے چلتا کر دیا ہے تمہارا کیا خیال ہے۔؟

ہاں کسی وقت میرے دل میں بھی یہ خیال آتا ہے کہ اسے یہاں سے اغوا کر کے کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیا گیا ہے مگر پھر سوچتا ہوں کہ اتنے دنوں تک عنبر کو رسیوں میں جکڑ کر نہیں رکھا جا سکتا اگر اسے موقع

ملتا تو وہ ضرور فرار ہو کر ہم تک پہنچ جاتا، ایسا بھی نہیں ہوا۔
بادشاہ سلامت نے بھی اپنی فوج اور جاسوسوں سے ملک کے چپے
چپے چھان مارا ہے لیکن عنبر کی کوئی خبر نہیں مل سکی میرا تو خیال ہے کہ
میں وزیر کو قابو میں کر کے اس سے پوچھوں کہ بتاؤ عنبر کہاں ہے؟
ہاں یہ خیال اچھا ہے لیکن اس طرح وزیر کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک
غیبی عورت عنبر کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے اس سے یہ بھی بھید کھل
جائے گا کہ مجھے ایک غیبی عورت کی امداد حاصل ہے جو کہ ہم کسی کو نہیں
بتانا چاہتے ہاں اگر عنبر کی زندگی اور موت کا سوال ہوتا تو میں تمہیں اس
کی اجازت دے دیتا مگر ایسا نہیں ہے ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ
عنبر جہاں کہیں بھی ہے زندہ ہے وہ مر نہیں سکتا، اس لئے ہمیں سکون
کے ساتھ اور صبر کے ساتھ رہ کر یہاں عنبر کا انتظار کرنا ہوگا، وہ جہاں
کہیں بھی ہے ایک نہ ایک دن یہاں ضرور آئے گا۔

ناگ بادشاہ اور شہزادے کو دوائی کھلانے چلا گیا اور ماریا نے فیصلہ کر لیا
کہ وہ رات کو ناگ کا پیچھا کرے گی وہ جب جلاد کے ساتھ دریا
کنارے والے جھونپڑے میں جائے گا تو وہ اس کی حفاظت کے لئے
اس کے ساتھ ساتھ جائے گی اب وہ شام ہونے کا انتظار کرنے لگی
ادھر جلاد بھی اپنی چھری اور تلوار تیز کر رہا تھا آج شام اس نے ناگ کو
ہمیشہ کے لئے گہری نیند سلانا تھا اس کے ساتھ ہی اسے سپہ سالار سے
انعام کی توقع بھی تھی اور یہ بھی وعدہ تھا کہ سپہ سالار اس کی ماہانہ تنخواہ
میں ایک ہزار اشرفیوں کا اضافہ کروا دے گا۔ اتنے پیسوں سے وہ شہر
سے باہر پھلوں کا ایک پورا باغ خرید سکتا تھا۔
جلاد بڑے شوق سے چھری تیز کرنے لگا ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ
سے باتیں بھی کرتا جا رہا تھا........
بچو ناگ آج تو میرے ہاتھ سے بچ کر نہ جا سکے گا، تو نے بہت سے

لوگوں کو ناکوں چنے چبوائے ہیں مگر تو میرے جال سے بچ کر نہ نکل سکے گا آج تو میں تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں بہا دوں گا۔ دیکھتا ہوں آج تمہیں مجھ سے کون چھڑاتا ہے۔؟

شام ہوئی تو جلاد نے چھری اپنی قمیض کے اندر چھپائی اور ناگ کے کمرے کی طرف آ گیا دروازے پر دستک دی تو ناگ نے اسے اندر بلا لیا ناگ اس وقت منہ ہاتھ دھونے کے بعد گرم دودھ پی رہا تھا ماریا کھانا کھا کر سیر کے بہانے باہر گئی تھی اصل میں وہ ایک طرف درخت کے پاس کھڑی جلاد اور ناگ کے وہاں سے جانے کا انتظار کر رہی تھی کہ یہ لوگ دریا کی طرف جائیں اور وہاں ان کا پیچھا کرے۔

ناگ نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور جلاد کو اندر بلا لیا۔

اندر آ جاؤ بھائی! دودھ پیو گے؟

جلاد نے خوش ہو کر کہا۔

نہیں بھائی تمہارا بہت شکریہ میں کھانا کھا کر آ رہا ہوں ساتھ ہی دل میں کہنے لگا بچو جی پی لے دودھ یہ تمہاری زندگی کا آخری پیالہ ہو گا۔

ناگ نے کہا۔

کیا تمہارے بچے جھونپڑے میں ہی ہیں۔؟

ہاں بھائی! بڑی مشکل سے انہیں منا کر لایا ہوں بیوی تو آنے کو تیار نہیں تھی جب میں نے اسے بتایا کہ بھائی ناگ تمہیں قسم کھا کر کہنے کو تیار ہے کہ میری اور کوئی بیوی نہیں ہے تو وہ راضی ہو کر آ گئی ہے بچے بھی ساتھ ہی لے آئی ہے۔

ناگ نے کہا۔

چلو بھائی میں تیار ہوں۔

شکریہ ناگ بھائی۔

ناگ جلاد کے ساتھ دریا کی سمت روانہ ہو گیا۔

ان کے پیچھے ہی پیچھے ماریا بھی چل پڑی شام ہوگئی تھی رات کا شروع
شروع کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا مکانوں اور دکانوں کے
اندر شمعدان روشن ہوگئے تھے بازاروں میں لوگوں کی چہل پہل ماند
پڑگئی تھی موسم بھی ہلکا ہلکا سرد ہوگیا تھا ناگ جلاد کے ساتھ باتیں کرتا جا
رہا تھا۔

ناگ بھائی! تم اتنے اچھے حکیم ہو کبھی میری بیوی کے دماغ کا بھی
علاج کرو، کم بخت کو میرے بارے میں وہم ہوگیا ہے کہ میں اس کو
جانی دشمن ہوں دیوتاؤں کے لئے اس کے دماغ سے یہ وہم کا بھوت
نکالو نہیں تو میں اسے بھی ختم کردوں گا۔

ناگ نے کہا۔

کیسی باتیں کرتے ہو بھائی! میری آج کی گواہی سے دونوں مطمئن
ہو جائیں گی اور تمہارے گھر میں پھر کبھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوگا۔

جلاد نے کہا۔

بھائی تمہیں نہیں معلوم۔ اسے بڑا وہم ہے وہ وہمی عورت ہے میں تو
کہتا ہوں کوئی ایسی دوائی مل جائے کہ اسے کھلاؤں اور وہ میری ہر
بات کو سچ مان کر گردن جھکا دیا کرے۔

کوئی بات نہیں پھر .... فکر نہ کرو، تمہیں ایک ایسی دوائی دوں گا کہ
وہ پھر کبھی تم پر اعتراض نہیں کرے گی مگر تم نے بھی تو دو شادیاں کر کے
اپنے گلے میں استروں کی مالا ڈال رکھی ہے تم سے کس نے کہا تھا کہ دو
بیویاں گھر میں ڈال لو۔

جلاد سرد آہ بھر کر بولا۔

بس جو ہونا تھا ہو گیا حکیم صاحب۔

ناگ نے کہا۔

پھر اب جو ہو گیا ہے اس کی سزا بھگتو۔

یہی تو ہوتا نہیں بھائی۔

وہ باتیں کر کے دریا کنارے آ گئے ناگ نے کنارے پر ایک طرف اناس کے پتوں اور ڈالیوں سے بنا ہوا چھوٹا سا جھونپڑا دیکھا اس نے جلاد سے پوچھا۔

کیا یہی تمہارا گھر ہے۔؟

ہاں بھائی یہی ہمارا گھر ہے چلو گے وہاں؟ آؤ تمہیں اپنے بچوں سے ملوا دوں۔

اور جلاد بہانے بہانے بڑی مکاری سے ناگ کو جھونپڑے کے پاس لے آیا وہ تو خدا کا شکر تھا کہ ماریا جلاد کا تعاقب کر رہی تھی نہیں تو پتا نہیں کیا ہو جاتا یہ تو یقینی بات تھی کہ جلاد نے تلوار یا چھری کے پیچھے سے ایک ہی وار سے ناگ کی گردن اتار دینی تھی اور ناگ عنبر نہیں تھا کہ اسے کچھ نہ ہوتا وہ یقیناً ہلاک ہو جاتا۔

ماریا نے بھی چلتے وقت خنجر لے لیا تھا خنجر اس کے کرتے کے ساتھ لگا ہوا تھا جلاد ناگ کو لے کر جھونپڑے میں داخل ہوا تو ساتھ ہی ماریا بھی اندر داخل ہو گئی جھونپڑے میں کچھ برتن پڑے تھے اور کوئی وہاں نہیں تھا ناگ نے پوچھا۔

بھئی تمہاری بیوی کہاں ہے؟

جلاد نے ہنس کر کہا۔

میرا خیال ہے بچوں کو لے کر باغ میں گئی ہو گی ابھی آ جاتی ہے اتنی دیر میں تم تھوڑا سا دودھ پی لو۔

نہیں میاں دودھ تو میں پی کر آ رہا ہوں اس کی ضرورت نہیں ہے تم ایسا کرو جا کر اپنی بیوی بچوں کو بلا لاؤ۔

جلاد بولا۔

ابھی جا کر بلا لاتا ہوں تم ذرا وہ صندوق پر سے چادر تو مجھے پکڑا دینا۔

ماریا ایک دم چوکس ہوگئی اور خنجر لے کر جلاد کے پیچھے آگئی۔

اس نے جلاد کی آواز میں سے خون کی بو سونگھ لی تھی جونہی ناگ کا رخ دوسری طرف ہوا جلاد نے قہقہہ لگا کر خنجر قمیض میں سے نکالا اور ناگ پر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ ماریا نے پلک جھپکتے میں پیچھے سے خنجر پوری طاقت سے جلاد کی پسلیوں میں گھسیڑ دیا خنجر سیدھا اس کے دل کے اندر چلا گیا ایک چیخ مار کر جلاد زمین پر گر پڑا ناگ نے پلٹ کر دیکھا تو ششدر رہ گیا ماریا نے کہا۔

وہی ہوا نا جس کا مجھے ڈر تھا بھائی؟ میں نہ کہتی تھی کہ اس کی باتوں میں نہ آؤ یہ شخص بڑا قاتل ہے ہزاروں کی گردنیں اتار چکا ہے مگر تمہارے کانوں پر اس کا کچھ اثر ہی نہیں ہوتا تھا اب بتاؤ میں سچی تھی یا نہیں؟

ناگ ماریا کا بڑا شکر گزار ہوا۔

ماریا بہن تم سچی تھیں۔ اس وقت اگر تم نہ میری مدد کرتیں تو میں کبھی کا ختم

ہو گیا ہوتا.......... آؤ اب واپس چلیں اس جلاد کی لاش وزیر اور سپہ سالار کی عبرت کے لئے اسی جگہ رہنی چاہیے۔

انہوں نے جلاد کی تڑپتی ہوئی لاش کو وہیں چھوڑا اور واپس آگئے۔

تلوار ٹوٹ گئی

عنبر کو بھوکا پیاسا کوٹھڑی میں پڑے سات روز گزر گئے۔

آٹھویں روز سوداگر نے دو غلاموں کو ساتھ لیا اور یہ کہہ کر تہہ خانے کی طرف چلا کہ چل کر عنبر کی لاش اٹھاؤ اور سمندر میں پھینک دو اسے

یقین تھا کہ سات روز روٹی اور پانی کے بغیر عنبر مر گیا ہوگا کوئی بھی
انسان کم از کم پانی کے بغیر سات روز تک زندہ نہیں رہ سکتا اس نے
کوٹھڑی کا دروازہ کھلوا کر دیکھا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے
عنبر اسی طرح چاق و چوبند پوری طرح صحت منداور تندرست چٹائی پر
بیٹھا مسکرا رہا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہر روز مرغ پلاؤ کھاتا رہا
ہو، سوداگر نے چلا کر کہا۔

اس مردود کو لے جا کر بادبان کے رسے کے ساتھ پھانسی پر لٹکا دو۔ یہ
چوری چھپے کھاتا پیتا رہا ہے۔

غلاموں نے عنبر کو اٹھایا اور اوپر عرشے پر لے آئے عنبر مسکرائے جا رہا
تھا سوداگر کو اس کے مسکرانے پر اور غصہ آ رہا تھا عرشے پر پھانسی دی
جانے کی خبر سن کر سارے غلام اور خلاصی جمع ہو گئے سوداگر درمیان
میں تلوار لیے کھڑا تھا۔

اس کم بخت کو پھانسی چڑھا دو، یہ ہنس ہنس کر ہم سب کا مذاق اڑا رہا
ہے اس کو مذاق کرنے کا مزا چکھا دو۔

غلام افریقہ کے بڑے ہٹے کٹے تھے انہوں نے جھٹ پٹ عنبر کے
گلے میں رسی کا پھندا ڈالا اور اسے اوپر کھینچ کر مستول کے ساتھ لٹکا دیا
عنبر لٹک گیا وہ پھر بھی ہنس رہا تھا اسے لٹکتے ہوئے یوں محسوس ہو رہا تھا
جیسے وہ رسے کے ساتھ نہیں لٹک رہا بلکہ زمین کے اوپر کھڑا ہے سودا
گر نے زور سے قہقہہ لگایا اور بولا۔

اس کی لاش کو دو روز تک لٹکے رہنے دو تیسرے دن اسے اتار کر سمندر
کی مچھلیوں کے آگے ڈال دینا۔

عنبر رسے کے ساتھ لٹکا رہا اور غلام اپنے اپنے کام میں لگ گئے ان
سب کے خیال میں عنبر مر چکا تھا مگر وہ اس بات پر حیران ضرور ہوئے
تھے کہ عنبر تڑپا بالکل نہیں تھا سوداگر بھی اپنے کیبن میں چلا گیا اور کپتان

سے آنے والے جزیرے کے بارے میں باتیں کرنے لگا کپتان
کہنے لگا۔

تین دن بعد ہم باماکو کے شہر میں پہنچ جائیں گے۔

سوداگر نے بطخ کی ٹانگ کھاتے ہوئے کہا۔

اس دفعہ میرے پاس زیادہ غلام نہیں ہیں۔ اسلئے دوسرے پھیرے
ہمیں افریقہ کے نچلے حصے میں جا کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پکڑ کر لانا
ہوگا۔

کپتان بولا۔

مالک آپ جو حکم کریں گے غلام اس پر عمل کرے گا لیکن میں پھر آپ
سے گزارش کروں گا کہ کریک فائر جزیرے میں چل کر پرانے جاپانی
بحری ڈاکوؤں کا دبایا ہوا خزانہ ضرور تلاش کریں میرے پاس اس کا
پرانا نقشہ موجود ہے مجھے یقین ہے کہ خزانہ ہمیں ضرور مل جائے گا کہتے

ہیں وہ اتنا قیمتی خزانہ ہے کہ پھر ہمیں ساری زندگی غلاموں کو پکڑ کر
فروخت کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔

سوداگر نے جانوروں کی طرح گوشت کھاتے ہوئے کہا۔

یہ تو ٹھیک ہے مگر کریک فائر جزیرہ بے آباد ہے اور کہتے ہیں کہ وہاں
بہت زہریلے سانپ ہوتے ہیں وہاں ہم سبھوں کی جان کا خطرہ ہے
اور پھر یہ بھی کوئی ضروری نہیں کہ خزانہ مل جائے کیونکہ پرانے بحری
ڈاکو بڑے مکار تھے انہوں نے ایسی جگہوں پر خزانہ دبایا ہوگا جہاں
سے کبھی کوئی انسان حاصل نہ کر سکے۔

کپتان کہنے لگا۔

سرکار! یہ آپ کا خیال ہے سانپ کسی جزیرے میں نہیں ہوتے، اور
پھر ایک بار چل کر کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے؟ مجھے یقین ہے کہ ہم
ضرور کامیاب ہوں گے آپ باماکو کی بندرگاہ ہی سے جزیرے کی

طرف سفر شروع کرنے کا حکم دے دیں۔
سوداگر کچھ سوچ کر بولا۔
یہ بتاؤ کہ یہ جزیرہ باماکو کی بندرگاہ سے کتنی دور ہے؟
اگر ہم صبح صبح باماکو کی بندرگاہ سے جنوب مشرق کی طرف سات سو
ڈگری پر چلیں اور راستے میں کوئی طوفان نہ آئے تو ہم ساتویں روز
کریک فائر جزیرے کے ساحل پر پہنچ جائیں گے۔
سوداگر نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا۔
وہ نقشہ کہاں ہے جس میں خزانے کا راستہ بتایا گیا ہے؟
ابھی دیتا ہوں۔
کپتان نے ایک الماری میں سے چمڑے کے غلاف میں لپٹا ہوا ہرن
کی کھال پر بنا ہوا پرانا سا نقشہ نکال کر تپائی پر پھیلا دیا۔
یہ ہے وہ نقشہ جناب! آپ اسے غور سے دیکھیں یہ دیکھیے یہ جزیرے

کا جنوب مغربی علاقہ ہے یہاں پام اور ناریل کے بے شمار جھنڈ ہیں
یہاں سے چل کر ہم اس جانب ویران اور بنجر ساحل کی طرف آ جاتے
ہیں جہاں سوائے خشک ریتلی چٹانوں کے اور کچھ نہیں ہے یہاں دو
درخت آپس میں اوپر جا کر گلے مل رہے ہیں ان درختوں سے شمال کی
طرف ایک سو قدم کے فاصلے پر ایک چٹان ہے جس کے اندر ایک غار
کا دروازہ ہے بس اسی غار میں خزانہ کسی جگہ دبایا ہوا ہے۔
سوداگر دیر تک خزانے کے نقشے کو دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے سے
معلوم ہو رہا تھا کہ اسے نقشے نے خاصا متاثر کیا ہے کپتان کی بڑی
خواہش تھی کہ وہ جہاز کو لے کر جزیرے میں جائے اور خزانہ تلاش
کرے اصل وجہ یہ تھی کہ وہ خزانہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن سوداگر
کی مرضی کے بغیر وہ جزیرے کی طرف سفر نہیں کر سکتا تھا اس کی چال
یہ تھی کہ وہ جہاز کو جزیرے تک لے جائے وہاں جا کر سوداگر اور

دوسرے غلاموں کو قتل کر دے اور خود خزانے اور جہاز پر قبضہ کر کے باقی زندگی آرام و آسائش کے ساتھ گزارے اس سلسلے میں کپتان نے چار جہازیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا یہ چاروں کے چاروں کپتان کے ساتھی تھے اور جہاز چلانے میں اس کی مدد کرتے تھے پانچوں ایک دوسرے کے رازدار تھے مگر کوئی کسی سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا کہ کہیں کسی کو شک نہ پڑ جائے۔

سوداگر نے کہا۔

بہت بہتر ہم بندرگاہ سے سیدھے جزیرے کی طرف چل پڑیں گے۔ لیکن ایک بات میں کھول کر بیان کر دیتا ہوں اگر وہاں خزانہ نہ ملا تو میں تمہیں اسی جزیرے میں سب کے سامنے قتل کر کے پھینک دوں گا۔ کیا یہ تمہیں منظور ہے؟

کپتان نے کہا۔

مجھے منظور ہے آپ گھبرائیں نہیں خزانہ وہاں ضرور ملے گا۔ کپتان نے سوداگر کی یہ شرط اس لئے مان لی تھی کہ وہ تو سوداگر کو وہاں لے جا کر خود قتل کرنے کی سازش تیار کر رہا تھا سوداگر کی کیا مجال تھی کہ کپتان کو مار سکتا کپتان بڑا خوش ہوا کہ وہ کامیاب ہو گیا اور اس کی سازش کا پہلا قدم منزل کی طرف اٹھ گیا ہے سوداگر ویران کریک فائر جزیرے کی طرف جانے پر رضامند ہو گیا تھا اور کپتان بحری ڈاکوؤں کے خزانے پر قبضہ کر کے دولت مند بننے کے خواب کو پورا ہوتے دیکھ رہا تھا۔

دو دن جہاز کو سمندر میں مزید گزر گئے۔

اس عرصے میں عنبر بادبان کے ساتھ اوپر رسے سے لٹکا رہا

............تیسرے دن صبح سوداگر نے حکم دیا کہ عنبر کی لاش کو رسے پر سے نیچے اتارا جائے تاکہ اسے مچھلیوں کی خوراک بنا دیا جائے غلام

آگے بڑھے انہوں نے رسی کو ڈھیل دے کر لاش نیچے اتاری

..........مگر حیرت سے ان کے منہ سے چیخ نکل گئی تین دن تین رات تک رسی پر لٹکے رہنے کے باوجود عنبر زندہ تھا صحت مند تھا اور ہشاش بشاش تھا غلام ڈر کر پیچھے ہٹ گئے سوداگر بھی خوفزدہ سا ہو گیا عنبر نے کہا۔

کیا تم لوگوں کو اب بھی یقین نہیں آتا کہ میں زندہ ہوں؟

سوداگر نے تلوار لہرا کر کہا۔

یہ جادوگر ہے اسے قتل کر دوں گا۔

سوداگر نے بڑے زور سے تلوار عنبر کی گردن پر ماری۔ چاہیے تو یہ تھا کہ عنبر کی گردن اڑ کر سمندر میں گر پڑتی لیکن اس کے الٹ ہوا سوداگر کی تلوار عنبر کی گردن پر لگتے ہی دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی دستہ سوداگر کے ہاتھ میں رہ گیا اور تلوار ٹوٹ کر سمندر میں گر گئی۔ اب تو سارے

غلام سجدے میں گر پڑے۔

تم دیوتا ہو..........ہم دیوتا کو سلام کرتے ہیں۔

عنبر نے بڑی شان سے مسکرا کر طنز کے ساتھ سوداگر کو دیکھا اور کہا۔

کیوں اے ظالم! انسان کیا اب بھی تمہیں محسوس نہیں ہوا کہ ظلم کی ناؤ آخر ایک دن ڈوب جاتی ہے کیا تمہیں یقین نہیں آیا کہ میں غیر فانی ہوں اور مر نہیں سکتا یاد رکھو اگر تیرے جہاز کے سارے غلام تلواریں لے کر مجھ پر ٹوٹ پڑیں تو بھی مجھے ایک زخم تک نہیں لگا سکتے ہاں اگر میں چاہوں تو ایک ایک کر کے تم سب کو قتل کر سکتا ہوں۔

سوداگر نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اے دیوتا۔! مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی آج سے تم نہیں بلکہ میں تمہارا غلام ہوں۔

اور سوداگر عنبر کے قدموں پر گر پڑا عنبر نے اپنا پاؤں اٹھا کر ظالم سوداگر

کے سر پر رکھ دیا اور گردن اٹھا کر کہا۔

دیکھ لو اے جہاز پر رہنے والے غلامو اور اس سوداگر کے ساتھیوں!
میں آج سے تمہارے مالک کا مالک ہوں مگر تم میرے غلام نہیں ہو
تمہارا مالک میرا غلام ہے میں اس پر اسی طرح حکم چلاؤں گا جس
طرح یہ کبھی مجھ پر حکم چلایا کرتا تھا۔ میں اگر چاہتا تو جب یہ مجھے ہنٹر
مارا کرتا تھا تو اسی وقت اس کا خاتمہ کر دیتا مگر میں نے اسے معاف کیا
اور ایسا نہ کیا میں آج بھی اسے معاف کرتا ہوں .... مگر یہ میرا غلام
بن کر رہے گا میں جو اسے حکم دوں گا اسے وہی کرنا ہو گا کیوں بولو کیا
میں جھوٹ کہہ رہا ہوں؟

سوداگر نے سر اٹھا کر کہا۔

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مالک! آپ میرے مالک ہیں اور میں آپ
کا غلام ہوں آپ جو مجھے حکم دیں گے میں اسے بجا لاؤں گا۔

عنبر نے بلند آواز سے کہا۔

تم اٹھ کر وہاں بیٹھ جاؤ۔ کپتان کہاں ہے؟ اس کو بلایا جائے کپتان
اسی جگہ چھپ کر کھڑا تھا وہ اپنے خاص راز دار آدمیوں کے ساتھ کھڑا
یہ سوچ رہا تھا کہ اب سوداگر کے ساتھ ساتھ عنبر کو بھی ختم کرنا ہو گا تا کہ
کہیں وہ خزانے پر قبضہ نہ جما لے۔ مگر عنبر تو مر نہیں سکتا تھا اس نے دل
میں سوچ لیا تھا کہ وہ عنبر کو کسی بندرگاہ پر اتار کر جہاز لے کر بھاگ
جائے گا پھر راستے میں سوداگر اور اس کے ساتھیوں کو سوتے میں ہی
ختم کر دے گا اب وہ عنبر کی خوشامد کر کے ہی وقت گزارنا چاہتا تھا
چنانچہ جب عنبر نے اسے بلایا تو اس نے جھک کر کہا۔

میں حاضر ہوں میرے آقا۔

عنبر نے کہا۔

اگر تم ایک ایمان دار کپتان ہو اور تمہیں اپنی زندگی سے پیار بھی ہے تو

مجھے صاف صاف بتاؤ کہ ہم کسی بڑے شہر کے ساحل پر کب پہنچیں
گے؟

ہم پرسوں صبح بندرگاہ پر پہنچ جائیں گے۔

بہت خوب، بس اب تم جا سکتے ہو مجھے تم سے یہی پوچھنا تھا ہاں ایک
بات اور بتاؤ جس بندرگاہ پر ہم پہنچیں گے کیا وہاں سے مجھے کوئی ایسا
جہاز مل جائے گا جو واپس جاپان کے ملک کو جا رہا ہو۔

آقا ایاما کو بندرگاہ سے مہینے میں ایک بار جہاز جاپان کو جاتا ہے یہ
وہاں چل کر ہی معلوم ہو گا کہ جہاز کس روز جاپان جا رہا ہے اس کے
سوا اور کوئی جہاز وہاں سے جاپان کو نہیں جاتا۔

شکریہ تمہارا کپتان اب تم سے میری ملاقات ساحل پر پہنچ کر ہو گی اور
یقیناً وہ ہم دونوں کی آخری ملاقات ہو گی۔

کپتان بڑا خوش ہوا کہ عنبر بندرگاہ پر پہنچ کر اس سے جدا ہو رہا تھا وہ یہی

چاہتا تھا کہ عنبر بن کر جو نئی مصیبت اس پر نازل ہوئی ہے وہ اپنے آپ
ہی ٹل جائے کیونکہ عنبر کو ٹھکانے لگانا اس کے بس کا روگ نہیں تھا۔

کپتان نے آگے بڑھ کر عنبر کا ہاتھ چوم لیا۔

آپ ایک عظیم دیوتا ہیں۔ آپ کو میرا دلی سلام قبول ہو۔

میں ہمیشہ آپ کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔

شکریہ کپتان صاحب! مجھے تمہاری خدمت کی ضرورت نہیں اور ہاں
سوداگر آقا اور میرے غلام............ اب تم بھی اپنے کمرے میں
نہیں بلکہ اس تہہ خانے میں جا سکتے ہو جہاں تم نے مجھے قید کر رکھا تھا۔

غلامو! اس نئے غلام کو اٹھا کر تہہ خانے میں پھینک دو۔

غلاموں کی بھلا کیا مجال تھی کہ وہ عنبر کا حکم نہ مانتے انہوں نے اپنی
آنکھوں کے سامنے عنبر کی ایسی طاقت دیکھی تھی کہ وہ تھر تھر کانپنے لگے
تھے انہوں نے اسی وقت سوداگر آقا کو کندھوں پر اٹھایا اور تہہ خانے

کے فرش پر پھینک آئے وہ انہیں آوازیں ہی دیتا رہ گیا کہ کم بختو مجھے
یہاں کیوں پھینکے جا رہے ہو؟ میں تمہارا آقا ہوں میں اس جہاز کا
مالک ہوں لیکن کسی بھی غلام نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا وہ کل تک اس کے
آگے سر جھکاتے تھے اور آج اس کو اٹھا کر قید خانے میں پھینک آئے
تھے۔

عنبر نے نیچے جا کر رخسانہ بہن سے ملاقات کی اور اس کے سر پر ہاتھ
رکھ کر کہا۔

بہن! میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں
گا۔ تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا کر ہی دم لوں گا۔ اب میرا
وعدہ نبھانے کا وقت آ گیا ہے۔

شکریہ میرے بھائی! مجھے تم سے ایسی امید ہی تھی۔

جہاز پر اس وقت عنبر کی حکومت تھی لیکن اسے حکومت کی خواہش نہیں تھی

وہ یہی چاہتا تھا کہ جہاز جلد سے جلد بندرگاہ پر پہنچے اور وہ وہاں پہنچ کر
سارے غلاموں کو آزاد کر دے اور پھر دوسرے جہاز پر سوار ہو کر
واپس جاپان اپنے بھائی ناگ اور بہن ماریا کے پاس پہنچ جائے۔

۱۔ جہاز کا کپتان سوداگر کو قتل کر کے اس سے خزانے کا نقشہ چھین لیتا
ہے۔

۲۔ ایک جادوگر کی روح نے ویران محل کے اندر ماریا کو پتھر بنا کر
تابوت میں بند کر دیا۔

۳۔ عنبر اور ناگ ماریا کو تلاش کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔

۴۔ جہاز کا کپتان خزانے تک پہنچ جاتا ہے لیکن وہاں ایک خوفناک
سیاہ ناگ دولت پر پہرہ دے رہا ہے۔

۵۔ خزانے کو حاصل کرنے میں کون کہاں تک کامیاب ہوا یہ سب کچھ جاننے کے لئے اس ناول کی اگلی سیریز کے اکتیسویں 31 حصے "سانپ دیوتا" میں ملاحظہ کیجئے۔

ختم شد